

UNIVERSAL  
LIBRARY

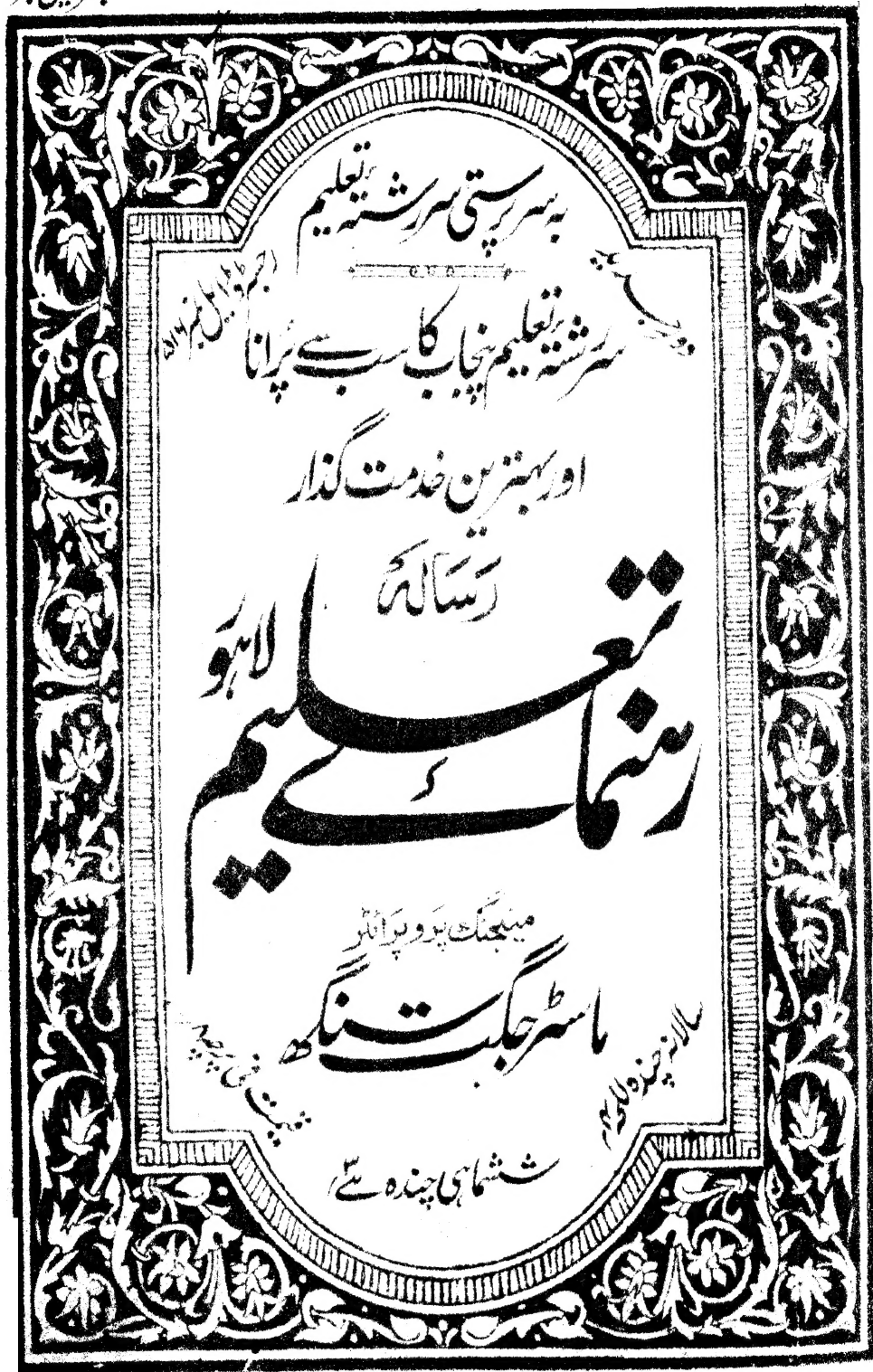
**OU\_224864**

UNIVERSAL  
LIBRARY









# قواعد و ضوابط

- ۱۔ رہنمائے تعلیم بالعموم ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ سالانہ چندہ چار روپے (لکھنؤ) ششماہی تین روپے (بمبئی) ہمدیشگی۔ نمونہ کار پرچہ ۸ کے گٹ آنے پر ارسال خدمت ہوگا۔ کوئی صاحب نمونہ مفت طلب کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔
- ۳۔ خریدار اصحاب خط لکھتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
- ۴۔ رہنمائے تعلیم میں تمام ایسے علم، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، تحقیقی مضامین (نثر و نظم) ہوا کرتے ہیں جو اسلئے اور مفید ہوتے ہیں اور معیار ادب پر پورے اترتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی اور لپٹیکل مضامین ہرگز درج رسالہ نہیں ہونگے۔
- ۶۔ جو مضامین درج نہ ہونگے اُن کو واپس کرنے کا ڈیڑھ صاحب کو پورا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ مدیران مضامین کی ترمیم و توسیع کے مختار ہونگے۔
- ۸۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔
- ۹۔ مضامین نشر کے متعلق جملہ خط و کتابت لالہ آگیا رام صاحب سچل بک اور مضامین نظم کے لئے جناب پنڈت لہجورام صاحب جوشن ماسیانی کے نام ہونی چاہیئے اور دیگر امور و ترسیل زینجر کے نام ہونی چاہیئے۔
- ۱۰۔ مشہورین اصحاب اشتہارات بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ اجرت نہایت معمولی جو ذیل میں درج ہے۔

## نرخ نامہ اشتہارات

پہلے صفحہ	ایک بار	تین بار	چھ بار	سال بھر
پورا صفحہ	لکھ	۲۵	۵۰	۱۰۰
نصف صفحہ	۷۵	۱۵	۳۰	۵۰
چوتھائی صفحہ	۳۷	۷	۱۵	۲۵

## نرخ نامہ اشتہارات سرورق (مستقل پورے سال کے لئے)

صفحہ ۳۰۲ ایک سو آٹھ روپیہ سالانہ  
 اجرت ہر میل میں پیشگی آتی چاہیئے  
 صفحہ ۴ ایک سو بیس روپیہ سالانہ  
 مینجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵

# اردو زبان انی کی سیکس

تعلیم کے نئے سلیبس کے مطابق  
منطور شدہ سرشتہ ہائے تعلیم و صوبہ سرحد وغیرہ

پرائمری اردو کورس اور مل اردو کورس کے سلسلہ عام معلومات تنظیم کے مفید دو پمضامین اور زبان کی سلامت و فصاحت کے پیش نظر مضامین فہرست تہذیب اور دلچسپ کہانیاں علم افزا اور دلآویز مضامین اور طبیعت اور سبق آموز نغمات نینت سوزن طریق پر مرتب کی گئی ہیں۔ جو بظاہر مذہب و ملت سب طلبہ کے لئے یکساں مفید ہیں۔

دیہاتی بچوں کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں ادب ترقی پر پہنچانے کے لئے دیہات سدھار۔ زراعت۔ صنعت و حرفت۔ جیسے نہایت اہم موضوعوں پر بھی متعدد مضامین لکھے گئے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ طلبہ کے لئے گراں قدر معلومات کا خزانہ۔ انکی ضروریات زندگی کے عین مطابق اور ہر لحاظ سے جامع مکمل (اپ ٹو ڈیٹ) ہے۔ جسے دیکھ کر آپ کا ضمیر یقیناً اس حقیقت کو تسلیم کر لے گا۔ کہ اس پس منظر کا کوئی سلسلہ ملک بھر میں موجود نہیں۔ لہذا اسل پیل سے چوتھی جماعت میں پرائمری اردو کورس اور پانچویں سے تیسریں جماعت میں مل اردو کورس کا سلسلہ اپنے مدرسے میں ضرور رائج فرمائیے۔

**دبستان اخلاق** کے یہ سلسلہ دلچسپ کہانیوں کی صورت میں تین حصوں میں تیار کیا گیا ہے۔ جن کے مطالعہ سے بچے باتوں ہی (ذرا) ریڈرز کے طور پر مشغول ہوں گے۔ آپ ہمما اپنے ان ہی سلیبس و فصیح۔ دلچسپ اور پراثر معلومات سلسلہ رائج فرما کر اپنی علم و ادب و باطن فطری کا ثبوت دیجئے۔

**زمانہ اردو کورس** آج تک ملک میں دیکھیں گے لئے کوئی ایسا مکمل سلسلہ موجود نہ تھا۔ جو جمع معنی میں ان کی ضروریات کو زمانہ اردو کورس اپنا کر رکھتا۔ اس سلسلے میں طرز طرح کے دلچسپ۔ مزوری اور مفید مضامین نظم و نثر جنہیں پڑھ کر لڑکیاں حقیقتاً تعلیم یافتہ و ذہن خیال قرار دی جاسکتی ہیں۔ فصیح زبان اور دلکش طرز بیان کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور ضروریات زمانہ کے پیش نظر۔ کہانا پکا نارسینا پودا۔ دستکاری وغیرہ کے علاوہ دیہات سدھار۔ زراعت اور صنعت و حرفت جیسے نہایت اہم موضوع پر بھی متعدد مضامین لکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے کا سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کا تقریباً نصف حصہ تہذیب اور قابل مستورات کے مضامین اور نظمیں سے مرتب کیا گیا ہے۔

مختلف اسباق کے ساتھ ساتھ رنگین رساوہ۔ فولکی تعادیر اور سرورنگے سرواتی لئے سلسلے کی خوبیوں میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ کوئی حصہ ایک دفعہ ہاتھ میں لے کر پھر پھر پڑھیں۔ چھوڑیں۔ چھوڑیں۔ تو ہمارا مقصد ہے۔

مذکورہ بالا سلسلوں اور جماری دیگر مطبوعات کی تفصیل کے لئے بڑی فہرست کتب مفت طلب فرما کر حفظ فرمائیے۔

نیازندان۔ فیروز منیر۔ پرائمری زلم فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور

# دنیاۓ ادب کا ایک جدید شاہکار

اُردو لطیفہ سحر کے آسمان پر ایک نئے ستارہ کا طلوع

## ہمنائے تعلیم کا دل نمبر

ادبیاتِ ذوق رکھنے والے حضرات اور پاکیزہ لطیفہ سحر کے شائقین کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ

اعتبار الملک لسان الدھر حکیم الشعراء جناب حکیم فیض الحسن خاں صاحبِ دل شاہِ جامپوری تلمیذِ امیر مینائی کا نام دنیاۓ ادب میں نعتین تعارف نہیں اس وقت آپ جدید رنگِ نغزل کے بہترین استادوں میں سے ہیں اور دنیاۓ شاعری میں ایک بہت بڑی شہرت کے مالک ہیں آپ کا کام عداوت و شیرینی سلاستِ روانی و دلچسپی و دلکشی معصومان آفرینی۔ عوسے خیال و قدرتِ مفہوم اور تعبیرِ بلند کے لحاظ سے موجودہ دور میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اور ذہنیت اخلاقی فن اور جہارتِ شعری نے آپ کا پایہ عہدِ حاضرہ کے شعرا میں نہایت بلند کر دیا ہے۔

ہمنائے تعلیم نے جو ہمیشہ سے ادب۔ لطیفہ سحر اور نثرِ شعری کی نہایت کھوس اور مفید خدمت انجام دے رہا ہے اپنے انتہائی شاندار جوابی نمبر پھر اور ریزہ گراں نمبر کے بعد ارادہ کیا ہے کہ کئی کئی حصوں میں اپنی روانی اور مخصوص بلند پایگی کے ساتھ **دل نمبر** شائع کیا جائے اور اس نمبر کے ساتھ شائع کیا جائے کہہ لیں کہ دل سے مدائے حسین و آفرین بلند ہو لوں دیکھ کر بھڑک اٹھیں اور پڑھ کر زبان پر جائز۔ اس نمبر میں جنابِ دل کی دلچسپ بات کے مختلف پہلو بیان کئے جائیں گے آپ کے کلام پر سوا اور کمال تبصرہ ہوگا۔ جدید رنگِ نغزل پر سیدہ حاصل اور دلچسپ بحث کی جائیگی غرض تشنگانِ علم و ادب کی پیاس بجھانے کے لئے ہم کہ لندیز غزل اور خوشبودار نثر فراہم کئے جائیں گے اور جن الامکان پر چہ کو دلچسپ بنائیں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جائیگی۔ ملک کے مسلمانوں اور ہندوؤں پر اہلِ قلم حضرات کے انکارِ بائیس عالیہ سے یہ غرض تو یہ ہوگا جن میں سے چند کے اسمائے گرامی نیچے لکھے جاتے ہیں۔

- (۱) مرزا اسحاق صاحبِ لے ایل ایل لی اعظم گروہ (۲) علامہ حضرت نیاز فتح پوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔
- (۳) نواب جعفر علی خاں صاحب۔ انٹرنی لے ڈپٹی کلرک دیوبند (۴) تاج الشعراء حضرت نوح فاروقی (۵) علی جناب حضرت اقبال احمد صاحبِ لے ایل ایل لی
- (۶) علامہ حافظ مختار احمد صاحبِ خواہ بہا پوری۔ (۷) افضل الشعراء حضرت عابد شاہ جہا پوری۔

**علاوہ ازیں** لسان الملک حضرت ریاض خیر آبادی مرحوم لسان الہند مزاعز بزرگ لکھنؤ۔ جناب لسان القوم صفی لکھنؤ۔ ابوالعلا مطلق لکھنؤ۔ مولانا فضل الحسن حضرت مومانی۔ سر شہرہ سلیمان چیت بس الہ آباد۔ جناب مرزا یگانہ۔ جناب مہر گواریاری۔ سید سلیمان ندوی ایڈیٹر معارف وغیرہ وغیرہ کے باصرہ نو ذہنین مضامین بھی رسالہ کی رونق کو دو دیا لائیں گے۔

یہ ہے اس علمی و ادبی شاہکار کی جملہ کیفیت جو کئی کئی حصوں میں شائع ہو کر ہر شخص کو اپنی دلچسپیوں اور دلکشیوں کے باعث اپنی طرف کھینچ لے گا اس کی قیمت فی کاپی تین روپے رکھی گئی ہے۔ جو اگر اچھی سے اسے لئے محفوظ نہ کر لیں گے تو بہت ممکن ہے کہ بعد میں آپ کو کچھتا پاپڑے پس نوراً آج ہی ہمنائے تعلیم کے پیچھے بھیج کر دیکھ کر یہ بھیجیں اس کی خریداری کے ساتھ اگر آپ رسالہ کی سالانہ خریداری بھی منظور فرمائیں تو آپ سے نہایت رعایت کے ساتھ رت پانچ روپے لئے جائیں گے اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور آج ہی ہمنائے تعلیم کیونکہ اگر چھپتے ہی ختم ہو گیا تو پھر یہ خاص نمبر کی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکے گا۔

آپ کا غلام: جگت سنگھ بنجر ہمنائے تعلیم رام گلی لاہور۔

بابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء

سہ ماہیہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزار

رسالہ

نمبر ۳

جلد ۳۰

# رہنمائے تعلیم لاہور

علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ طبی۔ تاریخی۔ زراعتی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجموعہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناخذائے سخن حضرت لغج خاوردی بانیشن حضرت آغا مرحوم

مدیر اعزازی

مسٹر چھپی چند ودیار تھپی بی اے۔ بی ٹی۔ ایم۔ او۔ جی۔ اے (لندن)

معاونین اعزازی

لالہ آگیا رام سچد یونشی فاضل جناب جوش ملیانی

طالب کاشمیری ایم اے۔ ایم او ایل منشی فاضل ادیب فاضل

ماسٹر جگت سنگھ نیجنگ پور پرائمر سالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ نمبر ۵

سالانہ چندہ پانچ روپے (حصہ ر)

نی پرچہ آٹھ آنہ (حصہ ر)

ششماہی تین روپے (حصہ ر)

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	ایک نہایت ضروری اطلاع	جلت سنگھ پریسٹر سالہ رہنمائے تعلیم لاہور	۵
۲	زبان سائنس (نظم)	جناب نواب سراج الدین امجد خان صاحب سائنس دہلوی	۶
۳	قابل توجہ ہیٹل ماسٹر صاحبان مکمل مدارس	بینچر رسالہ ہذا	۷
۴	اعلان عام	بینچر رسالہ ہذا	۹
۵	جذبات عابد	جناب حضرت عابد شاہ جہاںپوری	۱۰
۶	حسن اصلاح نمبر ۳۲	جناب مرط عابد بیگ عابد لی اے	۱۱
۷	قصہ پاک ہے (نظم)	ناخدا اے سجن حضرت قبلہ نوح صاحب ناروی	۱۴
۸	موبڑ اور کار کی تذکیر و تائیت	ناخدا اے سجن حضرت قبلہ نوح صاحب ناروی	۱۶
۹	نفاس الانکار (نظم)	جناب نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز	۱۸
۱۰	مرزا عاتم علی تہر	جناب مولوی فضل الدین صاحب خیاض ہریالوی بی اے	۱۹
۱۱	اخلاق غزل	جناب نقی بلی رام صاحب آرام کاشمیری	۲۱
۱۲	مختصر سوانحیات مولانا حضرت صاحبہ الہ آبادی	جناب محمد سعید اللہ صاحب سعید الہ آبادی	۲۲
۱۳	کیفیات احسن (نظم)	جناب حضرت احسن صاحب مارہروی	۲۶
۱۴	بنک سحر	جناب لالہ رتن چند صاحب جین ایم اے بی کام	۲۷
۱۵	بد قسمت جہایوں نمبرا (تاریخی ڈرامہ)	جناب لالہ اودھو رام صاحب نقی فاضل	۳۱
۱۶	شیعہ سحر (نظم)	جناب سردار کرپال سنگھ صاحب بیدار	۳۵
۱۷	کی کرؤ زمین ساکن ہے	جناب روشن گووردی	۳۶
۱۸	جذبات راز (نظم)	جناب مولانا راز احسن سہسوانی	۳۹
۱۹	وجہ انبات (نظم)	جناب ماسٹر مبارک علی صاحب عکرت بریلوی	۳۹
۲۰	تعلیم نسواں	جناب ماسٹر ہونہ رام صاحب ہیٹل ماسٹر	۴۰
۲۱	جذبات عزیز (نظم)	جناب اسان الہند مرزا عزیز لکھنوی	۴۲
۲۲	ایٹلیٹر و شاعر کی حقیقت	جناب سید شفاق حسین صاحب رشوی لکھنوی	۴۳
۲۳	جذبات عابد (نظم)	جناب حضرت عابد مراد آبادی	۵۲
۲۴	اقتباسات	جناب لالہ کرشن چندر صاحب مہن بی اے بی لی	۵۳
۲۵	حضرت مرزا غلام کی غلط فہمی	جناب مرط نور محمد اصغر	۵۸
۲۶	حفظان صحت	جناب نقی رشید احمد صاحب احمد نگر دکن	۵۹
۲۷	جرا شیب کسی کا شباب ہو نہ سکا (نظم)	جناب نقی جان محمد صاحب انور گوالیاری	۶۶
۲۸	تذکرہ خواہین	جناب سید محمد صاحب مورخ بی اے	۶۷
۲۹	خیالات پریشان (نظم)	جناب روشن گووردی	۷۱
۳۰	غلمی ہاتھ (خسانہ)	جناب ظفر قریشی صاحب بی اے دہلوی	۷۲
۳۱	طالب ہے کیمیا کا تو دنیا بھی چھوڑ دے	جناب مولوی غلام محمد صاحب رنگین سمندری	۷۷
۳۲	مید بلدیہ (خسانہ)	جناب ماسٹر ممتاز حسین صاحب بکسل	۷۸
۳۳	تفسیر ادب	جناب حضرت ادیب لدھیانوی	۸۶
۳۴	جناب ابراہین صاحب کا پیام قبلہ صاحبہ الہ آبادی کے نام	جناب حضرت ابراہین صاحب	۸۷
۳۵	تجزیہ شعری	جناب سید عروج زیدی بدایوں	۸۸
۳۶	سب انسپکٹر (خسانہ)	جناب لالہ فرانس داس صاحب اشک	۹۰
۳۷	.....	.....	.....
۳۸	.....	.....	.....
۳۹	.....	.....	.....
۴۰	.....	.....	.....
۳۷	مختلف نوٹ اور کارروائیاں	جناب سید یو او مختلف اصحاب	۹۱
۳۹	ریویوز	جناب سید یو او	۱۲۱
۴۰	مختصر اطفال	ملاحظہ ہو صفحہ ۳۷ تا ۵۲	۱۲۳
			۱۳۸

جملہ خریداران رسالہ غور سے مطالعہ فرمائیں

# ایک نہایت ضروری اطلاع

دوسرے رہنمائے تعلیم میں عرض کیا گیا تھا کہ چونکہ ریڈ کر اس نمبر شائع کرنے کی وجہ سے رسالہ پر اخراجات کا زبردست بار پڑ جائیگا۔ لہذا جملہ خریداران آٹھ آٹھ آنے بھیجیں تاکہ نقصان کچھ تو پورا ہو لیکن اس وقت خیال تھا کہ ریڈ کر اس نمبر دوسرے صفحہ کا ہوگا۔ مگر عمدہ عمدہ مضامین اس کثرت سے آئے کہ رسالہ کا حجم .. دھنچے سے بھی زیادہ ہو گیا رسالہ اتنا دلچسپ پُرانی معلومات اور مفید ہے کہ ہر شخص دیکھ کر حیران رہ جائیگا۔ چونکہ اس کی تیاری میں توقع اور امید سے بہت زیادہ خرچ ہو گیا۔ لہذا عرض ہے کہ جن صاحبان کا چندہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں آئندہ سال کے لئے بجائے لپٹہ کے ہم کا وی پی کیا جائیگا اور جن خیر خواہوں کا چندہ کسی اور ماہ میں ختم ہوتا ہے۔ وہ براہ کرم فوراً بھیج دیں۔ سالانہ چندہ میں اس ایک روپیہ کی خفیف سی زیادتی اس عظیم الشان اور عجیب و غریب .. دھنچے کی کتاب کے مقابلہ میں ہرگز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ جو ریڈ کر اس نمبر کے نام سے آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ خریداران کو سالانہ چندہ میں ایک روپیہ کی بیشی (جو سخت مجبور ہو کر کی جا رہی ہے) ہرگز ناگوار نہ ہوگی۔ اور وہ بلا تاثر فوراً یہ رقم بھیج دیں گے۔ اپریل یا مئی میں شائع ہونے والے ”دل نمبر“ کے لئے جو خاصا ضخیم ہوگا۔ ہرگز کوئی زائد رقم نہیں لی جائے گی۔ بلکہ اس کے لئے صرف تین آنے برائے جسٹری بھیج دیں۔ کیونکہ اتنے ضخیم پرچے کو بغیر جسٹری بھیجے سے اس کے گم ہونے کا خطرہ ہے۔ براہ کرم یہ ایک روپیہ ہر صاحب فوراً بھیج دیں۔ کیونکہ جب تک یہ ایک روپیہ نہیں آئے گا۔ ریڈ کر اس نمبر ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے گا۔

جگت سنگھ پروپرائٹر رسالہ ”رہنمائے تعلیم“  
لاہور



# زبانِ سائل

(جناب ابوالمعتزم نواب سراج الدین احمد خاں صاحب سائل دہلوی)

ہنسی دِ لگی مہ جبیں ہو چکی نہیں اب نہ کہنا نہیں ہو چکی  
 سنا ہے ترے خیر مقدم کی عید کہیں آج ہے کل کہیں ہو چکی  
 مری آہ سے آسماں ہل چکا مرے اشک سے شوقِ زمیں ہو چکی  
 غنایت سے نقشِ قدم کی ترے فلک میرے حق میں زمیں ہو چکی  
 ملی جس قدر خاک نقشِ قدم کبھی کی وہ زریبِ جبین ہو چکی  
 ہوئی عشق کی بات ازل ہی میں طے وہیں ہونے والی وہیں ہو چکی  
 نہ عاشق ہوئے پائے بندِ مل بہت کوششِ کفر و دیں ہو چکی  
 جوانی میں بچپن کی شوخی کہاں طبیعتِ حلیم و متین ہو چکی  
 شہیدوں کی خاکِ لحدِ پائمال کہیں ہو رہی ہے کہیں ہو چکی  
 مکرر گزارش پہ بولا وہ شوخ نہیں کہہ دیا بس نہیں ہو چکی  
 بس اب قتلِ عالم کا بیڑا اٹھا شگن در شگن آستین ہو چکی

نہ سائل کا رد کیجئے گا سوال

خدا کے لئے اب نہیں ہو چکی

(انتخاب)

# قابل توجہ ہیڈ ماسٹر صاحبان مکمل مدارس

ضلع حصار و ضلع لائل پور و ضلع شیخوپورہ

آپ لوگوں سے ادب کے ساتھ عرض کی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنا اپنا ذمہ چنیدہ و بقایا از ہر قسم بابت رسالہ ہذا جلد از جلد دفتر رسالہ ہذا میں بھیج دیں۔ بڑی عنایت ہوگی۔ جب تک بقایا کا تصفیہ نہیں ہو لیتا تب تک میں مزید زیر بار برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ریڈ کر اس نمبر تیار پڑا ہے جن اصحاب کے ذمہ سالانہ چنیدہ کے علاوہ افسانہ نمبر کا زائد چنیدہ ایک ایک روپیہ بھی ابھی باقی ہے۔ وہ اپنے بقایا کے ساتھ ریڈ کر اس نمبر کا بھی ایک ایک روپیہ شامل کر کے کل رقم کا منی آرڈر فوراً مرحمت کر دیں۔ تاکہ سابقہ حساب بقایا فیصلہ ہو کر سال ۱۹۳۵ء کے خاص نمبر (ریڈ کر اس نمبر وغیرہ) آپ لوگوں کی خدمت میں پہنچ جائیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۵ رسالہ ہذا

## فہرست مدارس ضلع حصار جو جو رقم ان کے ذمہ باقی ہے

کھانڈہ کھیرٹی عمر۔ بلیالی عمر۔ سیسائی لکھن۔ فتح آباد لکھن۔ رہروں عمر۔ کلانوالی عمر۔ تگرانہ عمر۔ ناروند عمر۔ سیوان عمر۔ چانگ عمر۔ بھٹو کلاں لکھن۔ نانگل عمر۔ پاپڑہ عمر۔ دھنہ کلاں لکھن۔ جھوٹی کھیر لکھن۔ پوراک عمر۔ ریڈ کر اس نمبر کا اضافہ اس کے علاوہ ہے۔

## ضلع لائل پور کے مدارس ذیل کے ذمہ جو جو رقم بقایا ہے وہ جلد ارسال کر دیں

ستیانہ	چک نمبر ۲۲۱ ج	چک نمبر ۲۲۶ رکھ	پکا آنہ	معر
چک نمبر ۲۸۶ گ	معر	نمبر ۱۰۲ ج	نمبر ۵۶۹ گ	چک نمبر ۳۱۰ ج
نمبر ۳۶۹ گ	معر	نمبر ۲۸۶ گ	تاندلیا نوالہ	معر
معر	نمبر ۷۸ گ	معر	سالاروالہ	معر
نمبر ۲۲۳ گ	معر	جاتی والہ	چک نمبر ۲۶۷ رکھ	معر
نمبر ۲۱۸ گ	معر	چک نمبر ۳۶۸ گ	ڈپکٹ سابقہ بقایا عمر	معر
نمبر ۳۸ گ	معر	نمبر ۳۷۹ ج	چک نمبر ۲۶۹ ج	معر
نمبر ۱۸۱ آباد	معر	نمبر ۷۸ گ	نمبر ۳۰ ج	معر
نمبر ۱۹۸ رکھ	معر	نمبر ۷۸ گ	نمبر ۳۰ ج	معر

(نوٹ) بعض اس کے ذمہ جو بھی نمبر ہیں ان کی قیمت بھی بقایا ملی آرہی ہے ہر باقی کی قیمت بھی بقایا ملی آرہی ہے ہر باقی کی قیمت بھی بقایا ملی آرہی ہے ہر باقی کی قیمت بھی بقایا ملی آرہی ہے

## ضلع شیخوپورہ۔ سال ۱۹۳۳ء کے بقایا دار

سید والہ - چھراہ - عبداللہ پور - پنڈوریاں -

### افسانہ نمبر کے بقایا دار

- (۱) چوہڑا - منڈی (۲) نتر انوالہ (۳) تھووالہ (۴) مانانوالہ (۵) کوٹ پنڈ مدرس (۶) مرید کے۔
  - (۷) سدھانوالہ (۸) پٹیالہ دوست محمد (۹) ایانگر کلاں (۱۰) شاہدرہ (۱۱) میر و وال (۱۲) ننکانہ صاحب۔
  - (۱۳) بڑا گھر (۱۴) پیکلی (۱۵) وار برٹن (۱۶) قلعہ دھرم سنگھ۔
- نوٹ:- مندرجہ بالا جملہ مدارس کے نام الگ الگ بل گئے ہوئے ہیں۔ جناب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس کو کئی بار لکھا جا چکا ہے مگر ان کی رقم اب تک دفتر رسالہ ہدایں وصول نہیں ہوئیں۔

### سال ۱۹۳۴ء کے بقایا دار

خانقاہ ڈوگراں - جنڈیالہ شیر خاں - سید والہ - وار برٹن - بہالی کے - چھراہ فیض پور آوان لوبانہ  
مہربانی کر کے اپنے اپنے دنگی چندے جلد بھیج دیں عنایت ہوگی۔ - منیجر۔

### ضلع امرتسر کے بقایا دار مدارس فوراً توجہ دیکر مہربان منبت کریں

چونڈہ دیوی - اٹاری - چھبال کلاں - اور لوپو کے کے ذمہ تو سال ۱۹۳۳ء کا چندہ بھی بقایا ہے۔  
اور مدارس چونڈہ دیوی - فتح آباد - چھبال - گلو مال - اکال گڑھ ڈھیان - اٹاری اور لوپو کے کے ذمہ  
سال ۱۹۳۴ء کے چندے بقایا ہیں مہربانی فرما کر سابقہ بقایا سمیت اپنے اپنے چندے فوراً بھیج دیں عنایت ہوگی۔ - منیجر۔

### قابل توجہ ہیڈ ماسٹر صاحبان مڈل مدارس ضلع کرنال و ضلع انبالہ

آپ لوگوں کے افسانہ نمبر کے زائر روپے دفتر ہدایں موصول ہو چکے ہیں صرف دو دفتر تین تین مدرسے  
باقی ہیں۔ وہ تو مہربانی کر کے بقایا اور حال کے ریڈ کر اس نمبر کا ایک ایک روپیہ زائد شامل کر کے فوراً دفتر  
میں بھیج دیں اور باقی اصحاب صرف ایک ایک روپیہ ارسال کریں تاکہ ریڈ کر اس نمبر آپ کی خدمت  
میں رجسٹرڈ پارسل سے بھیجا دیا جائے۔

## فہرست بقایا دار مدارس ضلع انبالہ

مسیم بل - رائے پور رائی - مصطفیٰ آباد - فتح گڑھ - بردالہ -

## فہرست بقایا دار مدارس ضلع کرنال

مدرسہ راجنندھ - گتھلہ گڑھو - تھانیسر

نوٹ: گتھلہ گڑھو کے ذمہ لیہر بقایا ہیں۔ بل جاری ہو چکا ہوا ہے۔ خادم بینجر -

## ریاست فرید کوٹ کے ہیڈ ماسٹر صاحبان مدارس فوراً توجہ فرمائیں

افسانہ نمبر کا اضافہ ایک ایک روپیہ اب تک آپ نے ارسال نہیں کیا حالانکہ صدر دفتر سے آپ کو اس ایک روپیہ کے بھیجنے کی ہدایت ہو چکی ہے۔ اب ریڈ کر اس نمبر کے لئے بھی ایک ایک روپیہ زائد از چند وصول کیا جا رہا ہے۔ اس لئے آپ فوراً دو دو روپے دفتر رسالہ میں بھیجیں تاکہ ریڈ کر اس نمبر رجسٹرڈ پارسل سے آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے۔ اطلاع ہے۔ (خادم بینجر)

## اعلان عام

ریڈ کر اس نمبر بڑی آب و تاب کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ چونکہ اس میں ابھی چند دن اور لگ جائیں گے۔ اس لئے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے مارچ نمبر اس سے پہلے شائع کر رہا ہوں تاکہ آپ میری ایک نہایت ضروری اطلاع بھی اس نمبر کے صفحہ ۵ پر ملاحظہ کر سکیں۔ کیونکہ اس اعلان کے آپ تک پہنچانے کے لئے سوائے مارچ نمبر کے میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ریڈ کر اس نمبر میرے خیالات اور مجوزہ حالات سے بدرجہا بڑھ گیا ہے۔ مفصل ملاحظہ ہو اس پر چہ کا اعلان مندرجہ (بینجر) صفحہ ۵ -

# جذباتِ عابد

(از حضرت عابد شاہ جہانپوری)

ذَرّہ ذَرّہ کو آسماں کہئے      امتحان پر اک امتحان کہئے  
در حقیقت ہے اک فریبِ نظر      آشیاں ہو تو آشیان کہئے  
چاکِ دامن سے تم بھی رُسو اہو      اب اسے کس کی داستان کہئے  
انتجا کے ہیں مختلف پہلو      خامشی کو بھی اک زبان کہئے  
خاک ہو کر پہنچئے اُس دَر تک      اسی پردہ میں داستان کہئے  
دیر و کعبہ ہیں سامنے ایدل      اب کسے اُس کا آستان کہئے  
اُس فضا سے ہیں آشنا نظریں      کہ قفس کو بھی آشیان کہئے  
دل گزارِ وفا معاذ اللہ      ہر قدم پر اک آسمان کہئے  
وہ ہو اُعشق میں جو ہونا تھا      اور کیا آگے داستان کہئے

برق گرتی ہے اکثر اے عابد

آشیاں کو اب آشیان کہئے

\*\*\*

(خجندیہ)

نہایت ضروری اطلاع  
رجسٹرڈ پبلشر سے بھیج دیا جائے ورنہ ہر فروری ۱۹۳۵ء تک انتظار کرنے کے بعد جملہ تقابلا دار اصحاب کے نام ان کی ذمگی رقم کے دی

جن اصحاب کے ذمہ رسالہ ہذا کا کچھ بھی بقایا ہے وہ فوراً بھیج کر اپنا حساب بے باقی کر  
آدیں اور سال ۱۹۳۵ء کا چندہ جلد بھیج دیں تاکہ ریڈ کر اس نمبر ان کی خدمت میں  
رجسٹرڈ پبلشر سے بھیج دیا جائے ورنہ ہر فروری ۱۹۳۵ء تک انتظار کرنے کے بعد جملہ تقابلا دار اصحاب کے نام ان کی ذمگی رقم کے دی

# حُسنِ اصلاح

(۳۲)

قسطِ ماسبق میں عالی جناب منشی محمد فیاض الدین احمد صاحب فیاض سابق سکرٹری ہنرم اُردو لشکر گویا یار کی ایک غزل (کامل کے - دل کے وغیرہ) کے دو مطلعے اور ایک شعر حضرات ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس غزل کے چند اشعار اب حاضر کئے جاتے ہیں۔

شعرے نفس والو تحفظ کی ہوس ننگِ اسیری ہے      دکھا کر داغِ دل صیاد کو صیاد سے مل کے  
اصلاح سے نفس والو رٹائی کی ہوس ننگِ اسیری ہے      دکھا کر داغِ دل صیاد کو صیاد سے مل کے  
بہ مقابلہ (تحفظ) لفظ (رٹائی) بلیغ تر ہے۔

شعر - نفس میں پھول رکھ کر حکم ہوتا ہے چمن سمجھوں      نثار اس طرزِ تسکین کے میں صدقِ عہدِ باطل کے  
اصلاح - نفس میں پھول رکھ کر حکم ہوتا ہے چمن سمجھوں      نثار اس طرزِ تسکین کے تصدقِ عہدِ باطل کے

ہمارے عنایت فرما کے مصرعِ اولیٰ میں لفظ (حکم) کے بعد (سمجھوں) درست نہیں تھا۔ جناب فصیح العصر حضرت لوحِ مدظلہ نے اُس کی جگہ (سمجھو) بنا دیا۔ جناب فیاض کے مصرعِ ثانی میں لفظ (میں) کی (دی) بوب رہی تھی۔ یلے ماقبل مفتوح کا دینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ لفظ (میں) کے خارج ہو جانے سے یہ عیب رفع ہو گیا۔ اصلاح بالا سے شعر زیر بحث میں عمومیت آگئی یعنی اس کے معنی وسیع ہو گئے۔

شعرے بُرا کہتے تو ہیں فریادِ بے ہنگام پر دل کو      مرہ جب ہے کہ ٹھنڈے دل سے دیکھیں داغِ ہمِ دل کے  
اصلاح سے بُرا کہتے تو ہیں فریادِ بے ہنگام پر دل کو      مرہ جب ہے کہ ٹھنڈے دل سے دیکھیں داغِ بھی دل کے  
ہمارا خیال ہے کہ مصرعِ ثانی کے لفظ (مرہ) کا اقتضاء یہ تھا کہ (کہتے ہیں) اور (دیکھیں) کا فاعل (ہم) قرار نہ دیا جاتا۔ حضرت ناخذائے سخن مدظلہ نے لفظ مذکور کو کم کر دیا۔ اور اس کی جگہ (بھی) رکھ دیا۔ لفظ (بھی) رکھ دیا۔ لفظ (بھی) کے اصل سے قریب اور واضح ہو گیا۔ یعنی موجودہ صورت میں گو (کہتے ہیں) اور (دیکھیں) کا فاعل یعنی (وہ) مقدّم ہے لیکن قرینے سے سمجھا جاتا ہے۔

شعرے بُرا جس کو سمجھ لیں ہم بُرا معلوم ہو گا وہ      ہمارا دل اگر اچھا ہے اچھے میں سبھی دل کے  
اصلاح سے بُرا جس کو سمجھ لیں ہم بُرا معلوم ہو گا      ہمارا دل اگر اچھا ہے تو اچھے میں سبھی دل کے

مصرع ثانی میں لفظ (ہما) موجود تھا۔ اس لئے مصرع اولیٰ میں (ہم) کی ضرورت نہ تھی۔ جانشین فصیح الملک مرزا یعنی فصیح العصر مدظلہ نے لفظ (ہم) کو ترک فرما دیا ہے۔ اس لئے جناب فیاض کے مصرع ثانی میں (ہم) کی جگہ حضرت موصوف نے (سب) بنا دیا۔ باقی ماندہ اصلاح کی تشریح کی ضرورت نہیں۔

ہمارے کرم فرما کی ایک اور غزل ہے۔ (اے گا۔ اترائے گا)۔ اس غزل کے چند اشعار مع اصلاحات

ملاحظہ فرمائیے۔ وہوذا

مطلع ۛ آتے آتے سوزِ غم راس آئے گا پہلے پہلے جی بہت گھبرائے گا  
 اصلاح ۛ آتے آتے دردِ دل راس آئے گا پہلے پہلے جی بہت گھبرائے گا  
 (پہلے پہلے) کو نظر میں رکھئے تو واضح ہو جائیگا کہ (سوزِ غم) کے مقابلے میں (دردِ دل) اندر سے بلاغت  
 انسب ہے۔

شعر ۛ تم نے دشمن کی طرف دیکھا ہی کیوں اپنے جی میں وہ بہت اترائے گا  
 اصلاح ۛ تمہنے دشمن کی طرف دیکھا عبث اپنے جی میں وہ بہت اترائے گا  
 جناب فیاض کے مصرع اولیٰ میں (ہی) کی تائید کے کار تھی۔ (کیوں) کے مقابلے میں (عبث) اوضح ہے۔  
 شعر ۛ حضرت دل کیجئے اپنی سی آپ کوئی کب تک آپ کو سمجھائے گا  
 اصلاح ۛ حضرت دل یہ سمجھنا چاہئے کوئی کب تک آپ کو سمجھائے گا  
 (اپنی سی کیجئے) کے معنی ظاہر نہیں تھے۔ اس لئے بدل دیا گیا۔

شعر ۛ کیوں دلِ ناداں تجھے ہوگی یہ آس اُن کے آنے سے قرار آجائے گا  
 اصلاح ۛ کیوں دلِ مضطر تجھے میری قسم اُن کے آنے سے قرار آجائے گا  
 ہمارا خیال ہے کہ جناب فیاض کے شعر میں الفاظ (آس) اور (اُن) اور (قرار) کی موجودگی سے ایک  
 خفیف پہلو دم کا تھا۔ لفظ (آس) کے خارج ہو جانے اور (ناداں) کی جگہ (مضطر) بن جانے سے وہ عیب  
 رفع ہو گیا۔ کیونکہ لفظ (مضطر) کی وجہ سے (قرار) کے معنی کا کُرح اصلی مطلب کی طرف اور پھر گیا یعنی اُس کے  
 معنی میں اشتباہ کا شائبہ نہیں رہا۔ موجودہ صورت میں اکیلا لفظ (اُن) معنی مذموم پیدا نہیں کر سکتا۔

شعر ۛ انتہائے جور آخر لطف ہے یوں نہ ترساؤ ترس آجائے گا

اصلاح ۛ انتہائے جور ہے آغازِ لطف یوں نہ ترساؤ ترس آجائے گا

اصلاح سے مصرع اولیٰ کی ترکیب گرم ہو گئی اور ایک لفظی صنعت کا اضافہ ہو گیا۔

صنعت مقلوب میں ہمارے غنایت فرما کی ایک رباعی ملاحظہ فرمائیے۔

حاسد تیرا جلنا وہی لاریب رہا      دو پیش وہی ہے جو پس غیب رہا  
 کر غور ترے عیب سے پیرا ہے ہنر      بے عیب کو الٹا بھی تو بے عیب رہا  
 (ہے ہنر) اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ مصرعِ اول و مصرعِ ثانی میں ہر دو جانب (وہی) آیا ہے۔ حُسنِ تکرار  
 کے تقابل کی غرض سے حضرت نوح مدظلہ نے مصرعِ ثالث و مصرعِ رابع میں ہر دو جانب (بھی) رکھ دیا  
 اہمالی کے بعد یہ صورت ہو گئی۔

حاسد تیرا جلنا وہی لاریب رہا      دو پیش وہی ہے جو پس غیب رہا  
 کر غور کہ اس سے بھی ہنر ظاہر ہے      بے عیب کو الٹا بھی تو بے عیب رہا  
 محمد فیاض الدین احمد خاں صاحب فیاض اور ولی اللہ خاں صاحب ولی ان دونوں کرم فرماؤں نے ایک  
 ساتھ فرمایا تھا۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں کا کلام بھی ایک ساتھ نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ حضرت ولی کی  
 غزل ہے۔ (دیکھنا مجھے۔ خدا مجھے)

مطلع ۵ اُلفت میں آگے دیکھئے پیش آئے کیا مجھے      روتے ہیں دیکھ دیکھ کے اہل وفا مجھے  
 اصلاح ۵ کیا جانے آگے اور بھی پیش آئے کیا مجھے      روتے ہیں دیکھ دیکھ کے اہل وفا مجھے  
 مصرعِ ثانی میں (وفا) کی موجودگی کافی تھی۔ اس لئے مصرعِ اولیٰ میں (اُلفت) کی ضرورت نہ تھی۔ وضاحت  
 کے خیال سے حضرت نوح مدظلہ نے (اُفتاب بھی) کا اضافہ فرما دیا۔

شعر ۵ میرے لئے تو لینی تباہی نہ پسند      کروے سپرد موج بلا نا خدا مجھے  
 اصلاح ۵ میرے لئے خدا کی مشیت سے تو نہ لڑ      کروے سپرد موج بلا نا خدا مجھے  
 جناب ولی کے مصرعِ اولیٰ میں لفظ (کر) اور مصرعِ ثانی میں لفظ (کرے) آیا تھا۔ یہ صورت درست  
 نہ تھی۔ اس لئے حضرت فصیح العطر مدظلہ نے وہ ترکیب بدل دی۔ لفظ (خدا) کے اضافے سے ایک لفظی صنعت بڑھ  
 گئی۔ جناب ولی کا بقیہ کلام آئندہ قسط میں حاضر کیا جائیگا۔ اور اُس کے بعد عالی جناب منشی جان محمد صاحب  
 اُردو سکریٹری ادیب اُردو "شکر گو ایار" کا کلام مرتب ہو گا۔ (عابد سحیح عابدی۔ اے)

صفحہ ۱۰۰ میں تصاویر سونگلی دھونگی وغیرہ ہیں۔ اور ہندوستان بھر کے عالم فاضل اصحاب  
 کے شہ کالمے درج ہیں۔ چھپائی رنگ برنگی۔ کاغذ عمدہ اور سرورق دلکش صورت  
 جوبلی نمبر ۱۰۰ ہے۔ قیمت۔ دو روپے آٹھ آنہ (۸/۱۰)  
 ملنے کا پتہ۔ ماسٹر مکتبہ سنٹر برادر اسٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی)



# قصہ پاک ہے

(ناخداے سخن تاج الشعراء فصیح العصر حضرت نوح ناروی)

میں ہوں تم ہو خنجر سفاک ہے اب کوئی لحظے میں قصہ پاک ہے  
ایک کے بعد اک مقام پاک ہے پیش تر احساس پھر اور اک ہے  
دل مرا آئینہ اور اک ہے اس میں تنویرِ خدائے پاک ہے  
مر رہا ہوں اور پھر مرتا نہیں یہ سماں کس درجہ حیرت ناک ہے  
خاک پائے یار سے ثابت ہوا کیمیا بھی اک طرح کی خاک ہے  
کیوں نہ نکلے گی تمنا قتل کی اب تو میں ہوں اور وہ سفاک ہے  
مجھ کو چھو لوں سے کوئی نسبت نہیں اُن کا دامن ہے مراد ل چاک ہے  
کیوں وہاں کوئی نہیں پڑھتا نماز دیر بھی ہے پاک اگر دل پاک ہے  
وہ لباس گل نہیں جس کا جواب آپ کی اُتری ہوئی پوشاک ہے  
دل بنا اکسیر کیا مٹنے کے بعد خاک پہلے بھی تھا اب بھی خاک ہے  
کھو گیا شانہ تو شانے کے عوض لیجئے حاضر دل صد چاک ہے  
دشتِ غربت اور اک بیکس کی ممت واقعہ کتنا یہ حسرت ناک ہے  
جوشِ وحشت کا ہوا گہرا اثر مثل دامن دل بھی میرا چاک ہے

اور میرے آشیاں میں کچھ نہیں کثرتِ خار و خس و خاشاک ہے  
 اُن کا شکوہ اور اُنہیں کے روبرو دل ہمارا کس قدر بے باک ہے  
 کوچہ گردی سے نہ کچھ حاصل ہوا خاک اڑانے کا نتیجہ خاک ہے  
 حُسنِ دل کش اور اتنے اہلِ عشق سینکڑوںِ نچیرا کِ فتراک ہے  
 کیا کروں بے اس کے میں سیرِ حُسن ہر گُلِ تر دیدہٴ نمِ ناک ہے  
 وہ کفن دے کر مجھے کہنے لگا یہ تمہاری آخری پوشاک ہے  
 جسمِ خاکی کا نہیں کچھ اعتبار خاک ہے یہ خاک ہے خاک ہے  
 وہ نگاہِ ناز ملتی بھی نہیں چشمِ بد و راسِ قدر چالاک ہے

نوح کا طوفان اگر اٹھتا رہا

تو سمجھ لو تم کہ قصہ پاک ہے

﴿۲﴾

## مراسلات کے جوابات میں توقف

خدا مے سخنِ عروسیِ محققِ اعظم حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ العالی کی آنکھیں ۱۲ جون ۱۹۲۲ء سے آشوب  
 کر آئی تھیں۔ اب بفضلِ صحت ہے۔ صرف بائیں آنکھ سے کسی قدر ضعفِ بصارت کی شکایت ہے۔  
 جس کی وجہ سے اُن کے دفتر کا کام بالکل بند ہے۔ علاج جاری ہے۔ اب کسی قدر افاقہ ہو چلا ہے۔  
 ہندوستان سے جو فنی معلومات وغیرہ کے متعلق بہت سے خطوط آئے ہیں اور جواب نہ پہنچنے پر ریمانڈر  
 بھی پہنچے ہیں۔ مگر ہنوز جوابات نہیں دیئے جاسکے۔ اُن کے جواب انشاء اللہ عنقریب فردا روانہ ہونگے  
 شائقینِ منتظر رہیں۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۲ء۔

(محمد فضل الرحمن صابری)

# نفائس الافکار

(از نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز)

وحشتِ دل کا عجب رنگ نظر آتا ہے      عرصہ حشر مجھے تنگ نظر آتا ہے  
رگ گردن بھی نزدیک ہے وہ تو لیکن      دور مجھ کو کئی فرسنگ نظر آتا ہے  
دامنِ حشر ہے دامنِ میری غریانی کا      جامہ زلیست بہت تنگ نظر آتا ہے  
ہم کہاں اور وہ اب صحبتِ اجاب کہاں      اتفاقاً کوئی ہم رنگ نظر آتا ہے  
میں وہ مدہوش ہوں انگور میرے زخموں کا      ساغرِ بادۂ گلرنگ نظر آتا ہے  
دونوں جانب ہے برابر تری تصویر کا رخ      آئینہ میری طرح و رنگ نظر آتا ہے  
چل گیا دیکھتے ہی دیکھتے افسونِ شباب      اب تو کچھ اور ترادھنگ نظر آتا ہے  
کیا ہوا اے نگہِ ذوقِ تجسّس تجھ کو      اک وہی جلوۂ نیرنگ نظر آتا ہے  
پٹیاں کھاتی ہے بیساختہ رہِ کچے زباں      جب کوئی اپنا ہم آہنگ نظر آتا ہے  
کچھ تو صیاد نے کچھ بادِ صبا نے لُٹا      آئینا نے کا عجب رنگ نظر آتا ہے

صلحِ جوئی کی تمنا میں شبِ روزِ نظرِ نر

اک جہاں مضطرب جنگ نظر آتا ہے

# مرزا حاتم علی مہر

مرزا حاتم علی نام، مہر تخلص، ۱۳۳۳ھ میں بمقام لکھنؤ گلزارِ عدم سے دُنیا کی بہار دیکھنے آئے۔ ابھی مشکل ساڑھے چار برس کی عمر تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ بیوہ ماں نے حُسْنِ انتظام سے اُن کی تعلیم و تربیت کر کے اپنے سگھر لاپے کا ثبوت دیا۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو دھوم و دھام سے میاہِ رچایا۔ مرزا حاتم نے خود تاریخِ کہی۔ ۵

چوں مراقبِ ی زندانِ علّاقِ کردند سالِ تاریخِ عروسی خودم بنو شتم  
یعنی آزادوشے بودم واکتوں سے مہر از سرِ جبر گرفتار شدم بنو شتم  
مہر کو شاعری کا چسکا ابتدائے سن سے پڑا ہوا تھا۔ اس فنِ لطیف میں آپ تاسیخ کے شاگرد ہوئے  
دس برس تک شاگردی کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد جب تاسیخِ جنت کو سدھارے تو مہر نے تاسیخ  
کے ایک مقطع کے مصرعِ ثانی سے تاریخِ نکالی۔ ع  
تاسیخِ ازل سے بندہ شاہِ حجاز ہے

۱۸۵۷ء میں منصفی کی سند حاصل کر کے چنار گڑھ میں منصف مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ نے  
سات انگریزوں کو گھر میں پناہ دی۔ پھر لکھنؤ سے ان کو آگرے لائے۔ اس خدمت کے صلہ میں بائیس روپے  
کا خلعت مع سلک مروارید گھوڑا اور اسلحہ عطا ہوئے۔ اور دو گاؤں قریب فتح پور جاگیر میں ملے۔ پھر  
آپ آگرے ہی میں مقیم ہوئے اور وہیں وکالت کرنے لگے۔ کچھ دن آنریری میجسٹریٹ بھی رہے مگر  
دلغ میں حکومت کی بُو نہیں تھی۔ میرزا صاحب کا مذہب شیعہ اشاعری تھا۔

غدر کے چنگام میں آپ کا بہت سا کلام برباد ہو گیا۔ لیکن آپ شعر و سخن کی سبزی پر پی پر کلامِ صحت  
فریفتہ رہے۔ مرزا غالب، مولوی غلام امام، شبیدہ، میر وزیر علی، حبیباً آپ کے زمرہء اجاب میں شامل  
تھے۔ تنیّر دبیر اور انیس سے بھی ملاقات تھی۔ الماس درخشاں ان کا دیوان چھپ چکے۔  
اس میں اُردو کے علاوہ فارسی کی بھی چند غزلیں شامل ہیں۔ داغ دل، داغ نگار، مشعل مہر شویں  
ہیں۔ پارہ عروض فنِ عروض پر ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ زبر و بیانات، ہمد آخت، بیان  
بخشائش، پنجہ مہر مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ہیں جو مختلف مقاصد پر نظم کی گئی ہیں۔ اتنی منظوم کتابوں  
سے پتہ چلتا ہے کہ مہر کی طبیعت پُر گو واقع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب نے غزل، مستزاد، مثلث، خمس،

مسدس، مسج، نصیبن، رباعی، قطعہ، مثنوی، تاریخ وغیرہ ہر صنف کلام پر طبع آزمائی کی ہے۔

ایک دفعہ ایٹے میں تھے کہ سچکی شروع ہو گئی۔ آخرا سی مرض میں ۲۸ شعبان ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۸۷۸ء کو غروب آفتاب کے بعد مہمرا فاق عالم سے ابد الابد تک کے لئے روپوش ہو گیا۔

## کلام کا نمونہ

غبار خاطر یا ران رفتگاں نہ رہا میں خاک ہو کے بھی نبال کاروانِ رہا

شکلِ آئینہ دل صاف جو پیدا کرتا وہ مجھے دیکھتا اور میں اُسے دیکھا کرتا

تجھی سے جس نے یا یا مطلب دل لے خدا پایا بتوں کو برہمن نے عمر بھر پو جا تو کیا پایا  
چراغِ دیر میں شمعِ حرم میں تیرا جلوہ ہے تجھی کو ہر جگہ دیکھا، تجھی کو جا بجا پایا

پیارے میں نے جو دیکھا تو وہ فرماتے ہیں دیکھئے! دیکھئے! ہوتی ہیں گنہگار آنکھیں

صورتِ گردِ درہِ قافلہ میں بیکس ہوں ہمسفر بھی مر سب مجھ سے حذر کرتے ہیں

عبث کرتے ہیں کیوں ہر کام کی تدبیر پہلے وہ ہو گا لکھ چکا جو کاتبِ تقدیر پہلے سے  
اس زمین میں دو شعرا و یاد آئے۔ جو بے اختیار حوالہ قلم ہوتے ہیں۔ لودھیانے کے ایک شاعر  
میں پڑھ گئے تھے۔ شاعر کا نام یاد نہیں رہا۔ ۷

ابھی صنّاعِ عالم نے نہ کھینچا تھا کوئی نقش مری آنکھوں میں پھرتی تھی تری تصویر پہلے سے  
اسی باعث نہ رکھتا تھا قدمِ قصرِ محبت میں مجھے گرتی نظر آتی تھی یہ تعمیر پہلے سے

فیاض ہریانوی بی اے

چھوٹے بچوں کا دل بہلاؤ یا عزیز بچوں کا فسانہ نمبر ۵ کے  
ٹکٹ بھیج کر طلب کریں  
مینجر رہنمائے تعلیم لاہور

# اخلاقی غزل

(چکیدہ ملک فصاحت سلک عالی جناب نشی بلی رام صاحب رام شاگرد حضرت خناروی)

خوب دل میں غور کر کے دیکھ لیں مردانِ عیش ساتھ اُن کے جائیگا قبر میں سامانِ عیش

جمل ملیں گے خاک میں اُرجائیں گے مرغانِ عیش ایک دن وقفِ خزانِ مہجائے گابستانِ عیش

اس کو جنت میں قدم رکھنا نہیں ہوگا نصیب جس بشر کے دل پہ قابو پایا گیا شیطانِ عیش

خلد ہے جن کے لئے دنیا وہ آنا جان لیں رہ نہیں سکتی ہمیشہ صحبتِ خورانِ عیش

عیش کے چھٹنے کا غم ہرگز نہ ہونا چاہئے کون لکھوا کر ابد تک لایا ہے فرمانِ عیش

بادشاہوں کو بھی سیری عیش سے ہوتی نہیں لے گئے دل میں سکندرا و جمِ ارمانِ عیش

قبر فاروس ہی دن رات آتی ہے صدا جان دیکر بھی چکا سکتا نہیں تاوانِ عیش

کشتگانِ عیش کا دیتا ہے مٹ مٹ کر پتہ کیوں نہ ہو تصویرِ عبرت تو وہ ایوانِ عیش

آج معدن بن گیا ہے یہ غم و آزار کا ایک دن ہندستان اپنا لکڑھا کاں عیش

رام میرے شعر میں کس لطف کی ہے چاشنی

ایک اک مطلع ہے گویا مطلع دیوانِ عیش

نور محمد صاحب  
راولپنڈی

# مختصر سوانح حیات مولانا حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ

(از قلم محمد سعید اللہ صاحب سعید الہ آبادی آفیسر سرشتہ آبپاشی از گوالیار)

خدا نے سخن حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ کے آبا و اجداد شاہان اودھ کے وابستگان سے تھے اور عہدہ ماہ جلیلہ پرفائز رہے۔ پرگنہ وقصہ پھوپور ضلع الہ آباد ان کے مورث اعلیٰ کا بسا اٹھا ہے۔ جواب تک شاداب آباد ہے۔ شاہان اودھ کا چراغ جب بادِ سوم کے جھونکوں سے بجھ گیا تو آبائی وطن چھوڑ کر لاہ آباد سے بزمانہ شریعتی مہارانی بیجا بائی صاحبہ رئیسہ گوالیار بذریعہ طبابت انکے عم بزرگوار حکیم شیخ غصنفر حسین صاحب گوالیار تشریف لائے اور دولتِ سindh میں انکا خوب دُور دورہ رہا۔ انہیں کی توسط سے انکے حقیقی چچا منشی عبد الجبار صاحب نے وطن مالوف الہ آباد کو چھوڑ کر گوالیار میں سکونت اختیار کی۔

منشی عبد الجبار صاحب تین برادر حقیقی تھے۔ بڑے منشی عبد الجبار اور اُن سے چھوٹے منشی عبد الغفار اور ان سے چھوٹے منشی عبد السلام کو جو صابر صاحب کے والد بزرگوار تھے گوالیار آئے۔ منشی عبد الجبار اور انکے چھوٹے بھائی منشی عبد السلام تو گوالیار ہی کے باشندے کہلانے لگے اور گوالیار میں ملازمت اختیار کر لی۔ مگر منجھلے بھائی منشی عبد الغفار صاحب اپنے وطن الہ آباد کو واپس چلے گئے۔

منشی عبد السلام صاحب پدر بزرگوار مولانا صابر صاحب پرگنہ سون کچھ ضلع اوجین ریاست گوالیار میں ملازم تھے اور انکا کاروبار نہایت اعلیٰ پیمانے پر چل رہا تھا۔ اُن کی ساختہ و پرداختہ عمارات و شرا وغیرہ اُن کے امارت کی بربان حال شاہد ہیں۔

صابر صاحب کی پیدائش خاص سو کچھ کی ہے۔ ہنوز اپ کی عمر کا تیسرا سال گذر رہا تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ یہ تین بھائی بڑے منشی زین العابدین صاحب جو اس وقت پولیس اودھ کے پنشنریں اور چھوٹے بھائی منشی مجیب الرحمن مرحوم کہ جن کا بیوقت گوالیار میں انتقال ہو گیا ہے تھے اور سب سے چھوٹے مولانا صابر صاحب ہیں۔ اور ایک ہمشیرہ خورد سالہ تھیں کہ وہ بھی دُنیا کو خیر باد کہہ کر راہی ملکِ عدم ہوئیں۔ انکے صاحبزادہ منشی حمید اللہ صاحب مائل سکرٹری ادیب اُردو گوالیار ہیں۔

مولانا صابر کے والد بزرگوار کے انتقال پر لعل پُر اُن کے اجدانے بذریعہ تار برقی منشی عبد الجبار صاحب گوالیار اور منشی عبد الغفار صاحب الہ آباد کو اطلاع دی۔ چنانچہ منشی عبد الغفار صاحب الہ آباد سے سو کچھ

پہنچے وہاں جاکر دیکھا کہ ذکر چاکروں نے تمام نقد و قیتی فیورات وغیرہ خورد برد کر دیا ہے۔ اور کل کاروبار کو درہم برہم کر دیا ہے۔ کیونکہ اُس وقت منشی زین العابدین صاحب کی عمر نو سال ہو گئی اور سب بچے نابالغ تھے چنانچہ جو کچھ برآمدگی مال کی ہو سکی کی گئی۔ تاہم پرتیس کا معاملہ تھا۔ بقیہ مال اور بچوں کو لے کر گوالیار اور گوالیار سے الہ آباد چلے گئے۔

اور مولانا صاحب کو ان کے چچا حکیم شیخ عبد اللہ صاحب کی غور و پرداخت میں چھوڑا۔ جو حکیم شیخ غفصت حسین صاحب کے چھوٹے بھائی اور مہارانی صاحبہ بردوان کے یہاں بمشاہدہ سائت سور و سپہ اور تین سور و سپہ دو خانہ وغیرہ جملہ ہزار روپیہ ماہوار پر ملازم تھے۔

مولانا صاحب نے کچھ درس و تدریس حاصل کی اور بردوان جاکر کچھ تعلیم پائی۔ ذہن کے رستے تھوڑے عرصہ میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

حکیم شیخ عبد اللہ صاحب کے انتقال کے بعد نومبر ۱۸۹۷ء میں آپ مولانا عبد البجار صاحب مدارالمہام بھوپال سے اپنے چچا زاد بھائی منشی سراج الحسن صاحب کے ہمراہ ملے آئے۔ مدارالمہام صاحب بھوپال انکے چچا حکیم شیخ عبد اللہ صاحب کے اجاب سے تھے۔ انہوں نے نہایت خاطر مدارات کی اور تقریباً اٹھارہ مہینے یوم مہمان رکھا اور ائمہ ان کی کافی امداد کے لئے وعدہ فرمایا مگر زبونی قسمت سے کیا زور چل سکتا ہے کہ اس اثنائے عہد بزرگوار منشی عبد البجار صاحب کا گوالیار میں انتقال ہو گیا۔ اس خبر و حشتاثر کے سننے ہی آپ مدارالمہام صاحب سے اجازت لے کر گوالیار تشریف لائے اور گوالیار ہی میں بود و باش اختیار کر لی۔

آپ گوالیار میں عرصہ تک آفیسر سرحد تنازعات و معافی تحقیقات آفیسر کے عہدے پر مامور رہے۔ دیانتداری و کار نمایاں کی بدولت تحصیلدار سی و سپرنٹنڈنٹی پرفائز کئے گئے۔ مگر ۱۹۳۳ء سے آپ ملازمت ترک کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ اس وقت آپ کے تین صاحبزادے برسر کار ہیں۔

## حالات شعر و سخن

چونکہ آپ اوائل عمر ہی سے موزوں طبع اور عقل رسا رکھتے تھے۔ اور شعر و سخن سے دلچسپی تھی۔ اُستاد کی تلاش میں بلخ کوشش فرمائی۔ مگر حسبِ نحوہ کوئی اُستاد نہ ملا۔ اس لئے اُستاد کی شاگردی کا خیال دل سے نکال دیا اور کتب عروض عربیہ و فارسیہ کا مطالعہ شروع کر دیا اور اُن میں سے جو اہر پارے اکٹھا کرنا شروع کر دیئے۔ اس وقت آپ کی بہت سی تصنیفات فنی و عروضی اُن کے کتب خانے میں علمی موجود



ہیں کہ جو نہایت کارآمد شعرا ہیں اور جن کی اشاعت سے تمام دُنیا متفیض ہو سکتی ہے۔ اُن کی لاپرواہی سے اب تک ویسے ہی پڑی ہیں جن کی طباعت کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔

اول اَوّل آپ کے کلام بلاغت نظام صحیفہ بخنور و مفید روز کار بجبئی وغیرہ میں شائع ہوتے رہے مگر چونکہ آپ کی طبیعت کچھ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ وہ اپنا نام نمود نہیں چاہتے۔ اس لئے انہوں نے اخباری دُنیا کو بھی خیر یاد کہدیا حتیٰ کہ اٹھارہ بیس سال تک اپنے نوادرِ فنکار کی اشاعت بھی بند کر دی۔

ایک انجمن موسومہ ادیب اُردو عرصہ دراز سے آپ کے اہتمام میں قائم ہے جس کی مُرآد اور حکیم کا پُتر اور بزم اُردو گوالیار وغیرہ شاخ و نقل موجود ہیں۔

بزم ادیب اُردو گوالیار بہت پرانی اور اب تک اپنی سلامتی کا نمونہ بڑے آب و تاب سے اخباری دُنیا میں پیش کر رہی ہے۔ اس انجمن میں تمام فنی و عرضی معاملات اُنے دن فیصل ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی ادھر توجہ خاص ہے۔

رسالجات و اخبارات وغیرہ سے آپ کو نہ خاص دلچسپی ہے نہ کبھی مضامین نظم و نثر بھیجتے ہیں۔ تاہم اُن کی قابلیت میں کوئی شک نہیں۔

ان کو انجمن خدامِ الطالین گوالیار نے خدائے سخن عروسی کامل الفن صدرِ عظیم کا خطاب عطا کر کے ایک مہرِ بلالی چاند تارہ کہ جس پر اُن کا نام نامی مشتمل بر خطاباتِ کندہ ہے حوالہ کر دی ہے اور محقق علامہ عصر ہندوستان سے عطا ہوئے ہیں اور شعراءِ مغز شعرا گوالیار نے اُس کو عطا فرمایا ہے شعرا پر تاب گدھ سے بھی اُس کو کچھ خطابات عطا ہوئے ہیں۔ مگر وہ خود کوئی خطاب استعمال نہیں فرماتے نہ کسی خطاب کے قابل اپنے کو سمجھتے ہیں۔

طبیعت نہایت سادا ہر شخص سے بخلوص ملتے ہیں۔ اپنی پوزیشن کا اُن کو قطعی خیال نہیں رہتا۔ ایام ملازمت سے تاحال سادہ لباس میں رہتے ہیں۔ بچوں میں نچے جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے اور نہایت خلیق ہیں۔

آپ کے دربارِ خدائے سخن سے حضرت تاج الشعول فوج ناروی مدظلہ کو معراج الکلام اور حضرت دُعا دُبا بیوی کو نصیح الشعراء اور حضرت غنی گوالیار کو برق مضطر اور حضرت جوش ملیحانی مدیرِ حصہ نظم رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کو ابوالفضاحت افضل الشعراء نیز دیگر شعراء کو بھی کئی خطاباتِ مودہ سند ثبت مہر عطا ہوئے ہیں۔

سال گذشتہ یا بیوستہ میں سردار اسٹرگٹ سنگھ صاحب مالک رسالہ رہنمائے تعلیم رام نگی لاہور نے کہ جو دنیا میں ایک نہایت قابل قدر اور اردو دوست حضرات سے ہیں اور جو قریب تیس سال سے اردو کی بہترین خدمت انجام دے رہے ہیں اور جن کی ذات ستودہ صفات نے اردو زبان کے قالب میں روح پھونک کر دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ اُن پر جس قدر بھی ناز کیا جائے بہت کم ہے۔ کسی سے حضرت صاحب کی توصیف سنگم اُن سے اشاعت کے لئے مضامین باصرار طلب فرمائے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے مضامین اُن کی خدمت میں بھیجے جو عرصہ سے باقسط رسالہ میں طبع ہو رہے ہیں اور وہ مضامین دنیا کے شاعری میں نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہونے پر شائقین مستفیض ہو رہے ہیں اور وہ جمیع مقالات مقبول عام ہوئے کہ جو اخباری دنیا پر اظہارِ من الشمس ہے۔

حالانکہ اس وقت دنیا کے شاعری میں بہت سی ہستیاں موجود ہیں اور اپنے ہمہ دانی کا ڈنک بجا رہی ہیں۔ تاہم فنی معلومات اور عروض کی تحقیقات میں فی زمانہ آپ یکتائے زمانہ اور اپنی نظیر آپ خود ہیں آپ کے نوادرا فکر نے وہ وہ گل کھلائے ہیں کہ آج زمانے نے اُن کا لوہا مان لیا ہے اور اس وقت تک کسی کو حرف گیری کا موقعہ نہیں ملا جس کی استہداد میں رسالہ رہنمائے تعلیم کے اوراق موجود ہیں۔ ہمارے توصیف و ستائش کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ باکمال بزرگ اپنے منہ سے ہونے کے خود نا قابل تردید مسلم الثبوت ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ زمانہ زندہ پرست نہیں بلکہ مردہ پرست ہے۔ جتنے اساتذہ متقدمین متاخرین گذرے ہیں سب نے زمانے کی صعوبتیں برداشت کیں اور لوگوں نے اُن کو مطعون کیا اور وہ دنیا سے نالال ہے اور اُن کی وفات کے بعد زمانہ مستقبل نے اُن کو استاد مانا اور آج تک اُن کا نام دنیا میں روشن و ہرید ہے اور تا قیام اُن کا نام روشن رہیگا۔ وہی حال ہمارے مولانا صاحب کا ہے کہ عرصہ ماز سے بیکار اپنے دنیاوی افکار میں مبتلا ہیں اور عجب نہیں کہ وہ بھی عنقریب گواہیاد کو خیر باد کہہ کر جلا وطنی اختیار کریں۔

پس ہم اپنے آقائے نامدار موجودہ عالیجاہ مہاراجہ صاحب بہادر سیندھیادام اقبالہ و اجلالہ والقا بہ اور سری ماتا مہارانی صاحبہ و ممبران کونسل عالیہ گواہیاد کو ضرور توجہ دلائینگے کہ ایسی بزرگ ہستی کی طرف بنظر قدر افزائی توجہ فرمائیں تو مناسب ہے۔

چونکہ وقت قلیل ہے اور عیدِ فرصتی و مضمون راز ہو جانے کے باعث میں مدوح کا نمونہ کلام نہ پیش کر سکا۔ انشا اللہ پھر کسی موقعہ پر اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کرونگا۔ فی الحال اُنکا فوٹو بغرض اشاعت بھیجتا ہوں۔

# کیفیاتِ احسن

(بلغ النظر نقاد سخن جناب احسن مارہروی مدظلہ)

وہ مدعی کے ساتھ ہیں ہم مدعا سے دُور  
تھا دیکھنے میں دل نگہ فتنہ زرا سے دُور  
ہیں ایک جان زار پہ دو ہر می مصیبتیں  
دنیا میں اختلاف نے آندھی اٹھائی ہے  
رسم و فاجہاں سے ہوئی یوں کنارہ کش  
ثبات ہے زمین نہ سلامت ہے جس  
کیا اس کی زد میں آئے ہے زندگی کی آس  
دل اپنے مدعا سے ہم اپنے سوال سے  
اپنی نمود چھوڑ کے دیکھو اسے کہ وہ  
صورت خوشی کی مجھ کو نظر آئے کس طرح  
اس وصل و ہجر کی نہیں ملتی کہیں نظیر  
کہر غلط مجاز و حقیقت کی داستان

کوئی بتوں کے پاس ہے کوئی خدا سے دُور  
لیکن وہ چھپ کے رہ نہ سکا اس بلا سے دُور  
دل سے جدا ادھر ہے ادھر دلربا سے دُور  
اللہ رکھے آپ کو اس کی بلا سے دُور  
ہو جیسے مدعا دل بے مدعا سے دُور  
سجدے مرے اگر ہوں تھے نقشِ پائے دُور  
دستِ قضا نہیں تھے تیرا داسے دُور  
کیوں دست کش نہوں کہ اثر ہے دُور  
دل سے قریب ہے نگہ خود نما سے دُور  
دل غم سے چور تم دل غم آشنا سے دُور  
دل اس کے پاس اور ہوں میں دلربا سے دُور  
بندوں نے کر دیا ہے بتوں کو خدا سے دُور

احسن وہ پاس آتے ہی اُن کے فنا ہوا

ہوتا تھا جو مرض نہ کسی کی دوا سے دُور

سنگتِ انصاری بالیقی  
زیرِ بی

# بنک

(ازلالہ رتن چند صاحب جین ایم لے بی کام)

بنک کھولنے کا مدعا جہاں حصّہ داروں کے واسطے منافع پیدا کرنا ہے وہاں ملک کی تجارت اور صنعت کو ترقی دینا بھی ہے۔ حصّہ داروں کا فائدہ بنک کی ترقی میں ہے۔ . . . . . اور بنک کی کامیابی کا انحصار تجارت و صنعت کی خوشحالی پر ہے۔ تجارت اور بنک کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ بنک تجارت کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے اور تجارت بنک کو۔ موجودہ زمانہ میں کوئی ملک تجارتی اور صنعتی طور پر ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس ملک میں بینکنگ سسٹم عمدہ نہ ہو۔ اب تجارت کی شہرت صوبہ یا ملک تک محدود نہیں بلکہ تجارت بین الاقوامی (International) ہو چکی ہے یعنی ہزاروں میلوں کا آتا بھی ہے اور جاتا بھی ہے۔ ایک ہی چیز مختلف ملکوں میں پیدا ہوتی یا تیار ہوتی ہے ہر ملک کی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی پیدا کردہ یا تیار کردہ اشیاء دوسرے ملکوں میں فروخت کرے اور اپنی تجارت کو بڑھائے۔ اسی کو مقابلہ یا Competition کہتے ہیں جو ملک اپنی اشیاء کو دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں سستی فروخت کرتا ہے وہی باری لے جاتا ہے۔ اشیاء کو سستی فروخت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے تیار کرنے میں خرچ کم ہو اور خرچ کم اسی وقت ہوگا جب اشیاء وسیع پیمانے پر تیار ہوگی۔ اشیاء کو وسیع پیمانے پر تیار کرنے کے لئے وسیع سرمایہ کی ضرورت ہے اور سرمایہ کا اکٹھا کرنا بنک کا کام ہے۔ ملک میں روپیہ بکھرا پڑا ہے اور کسی شخص کے کام نہیں آتا۔ جب بنک کھلے گا تو لوگ اپنا اپنا روپیہ بنک میں جمع کرا بیٹھیں گے اور تھوڑا تھوڑا کر کے وہ ایک بھاری رقم بن جائیگی۔ اور وہ رقم ملک کے کارخانہ داروں اور تاجر لوگوں کو بطور قرضہ مل سکے گی۔ کوئی تاجر یا کارخانہ دار جو کہ وسیع پیمانہ پر کام کرنا چاہتا ہو بنک کی مدد کے بغیر نہیں کر سکتا۔ اسے ضرور کسی نہ کسی وقت روپیہ قرضہ لینا ہی پڑیگا۔

جو بنک تاجر لوگوں کو روپیہ قرض دیتے ہیں انکو کمیشن بنک کہتے ہیں۔ بیوپاری کو قرضہ لینے کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جبکہ اُس نے مال خریدنا ہو اور اس کا اپنا روپیہ مال میں لگا ہوا ہو یا گااہوں کا پاس ہو اور اس کو اُمید ہو کہ اس کا اپنا روپیہ چند ماہ تک پاس آجائیکا جس سے بنک کا قرضہ ادا ہو سکیگا۔ بیوپاری مال کو فروخت کر نیکی غرض سے مال خریدتا ہے اس لئے اسکو لمبے عرصہ کے واسطے قرضہ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو نہی اس کا مال بکتا ہے وہ قرضہ ادا کر دیتا ہے۔ کمیشن بنک دو قسم کے بنکوں سے بھی اختلاف ہے کہ بنک تاجروں کو محدود عرصہ کے واسطے قرضہ دیتا ہے اور خود بھی لوگوں کا روپیہ محدود عرصہ کے واسطے جمع کرتا ہے۔ عام طور پر یہ عرصہ زیادہ سے ایک سال ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اس قسم کے بنکوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو کے قریب ہے جس میں سے چھ سو ہندوستانی بنک ہیں اور

باقی غیر ہندوستانی - تقریباً سوا سو ہزار فوس ہیں اور باقی پونے پانچ سو ہزار انچیس - غیر ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان میں بنک بہت کم ہیں - انگلینڈ میں بنکوں کی تعداد تقریباً تیرہ لاکھ اور آبادی صرف دس کروڑ - امریکہ میں ۲۵ ہزار اور آبادی ۱۰ کروڑ - فرانس میں ۵۰ ہزار اور آبادی ۵ کروڑ - جاپان میں تقریباً ۳۰ ہزار اور آبادی دس کروڑ اور غیر ہندوستان میں کل تعداد ۸۰ سو اور آبادی ۵۰ کروڑ - اس کے پتہ لگ سکتا ہے کہ تجارت اور صنعت میں ہندوستان باقی ممالک کا کیوں مقابلہ نہیں کر سکتا یہاں پر بنکوں کی کمی کی وجہ سے سرمایہ بہت کم ہے اور کارخانوں کو پوری مدد نہیں مل سکتی سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے شرح سود زیادہ ہے اور تیار کردہ اشیاء کا خرچ زیادہ اٹھتا ہے ہندوستان میں بنکوں کا ڈیپازٹ وکل سرمایہ تقریباً نوے کروڑ روپیہ ہے اور انگلینڈ میں اسکی تعداد اربوں تک جا پہنچتی ہے - ضرورت ہے کہ تعلیم یافتہ اصحاب اپنے غرض کو محسوس کریں اور پارا روپیہ بنکوں میں جمع کرائیں - تاکہ بنکوں کی تعداد میں اضافہ ہو سرمایہ بڑھے - کارخانے جاری ہوں - بیکاروں کی روزگار ملے اور ملک خوشحال ہو -

ہندوستان میں چند مشہور کرنشل بنکوں کے نام یہ ہیں (۱) ایمیریل بنک آف انڈیا (۲) سنٹرل بنک آف انڈیا (ہیڈ آفس بمبئی) (۳) بنک آف بڑودہ (۴) بنک آف میسور (۵) پنجاب نیشنل بنک (ہیڈ آفس لاہور) بنک آف انڈیا (بمبئی) وغیرہ وغیرہ - پنجاب میں مفصلہ ذیل بنک ہیں :-

(۱) پنجاب نیشنل بنک (ہیڈ آفس لاہور) (۲) سنٹرل بنک آف انڈیا (۳) الہ آباد بنک (۴) پنجاب سندھ بنک (ہیڈ آفس امرتسر) (۵) پنجاب اینڈ کشمیر بنک (ہیڈ آفس راولپنڈی) (۶) پیپل بنک آف نارن انڈیا (ہیڈ آفس لاہور) وغیرہ قرضہ لینے کے واسطے بنک کے منجبر کو درخواست دینی پڑتی ہے - درخواست بنک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سامنے پیش ہوتی ہے - اگر درخواست منظور ہو جائے تو قرضہ مل جاتا ہے - قرضہ کے واسطے مختلف شرائط ہوتی ہیں - جن بیویاروں کا کام کاج بہت اچھا ہے اور ساکھ عمدہ ہے انکو قرضہ کھلا مل جاتا ہے - یعنی بنک کے پاس بیویار یا سونا چاندی مکان یا سرکاری کفاحات گروی لکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی - شرح سود بھی تھوڑی ہوتی ہے قرضہ حاصل کرنے کے مختلف طریقے ہیں - جن بیویاروں کا چنٹ حساب آتا ہے انکو قرضہ اور ڈرافٹ (Cheque) کی شکل میں ملتا ہے - یعنی بنک کی طرف سے انکو اجازت ہوتی ہے کہ اپنے چنٹ حساب میں جتنا روپیہ جمع ہے اس کے زیادہ روپیہ جس کی تعداد مقرر کر دی جاتی ہے نکالیں - بیویاری حسب ضرورت چیک کے ذریعہ روپیہ نکالوانا رہتا ہے - دوسری قسم کے قرضہ کو لون (Loan) کہتے ہیں - اس کو لینے کے واسطے بیویاری کو پرائمری نوٹ لکھ کر دینا پڑتا ہے - شرح سود کچھ زیادہ ہوتی ہے - تیسرا طریقہ کمیشن کریڈٹ ہے - اس میں بنک سے قرضہ لے کر روپیہ دوبارہ بنک میں جمع کر دیا جاتا ہے اور جوں جوں روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے بنک سے نکلوایا جاتا ہے - فائدہ یہ ہے کہ جتنا روپیہ بنک سے نکلوایا جائیگا صرف اسی پر سود دینا پڑیگا - تمام رقم قرضہ کے

ادپر نہیں۔ یعنی بیوپاری ہنڈی کو بنک کے پاس فروخت کر دیتے ہیں اور ہنڈی کی مقررہ میعاد سے پہلے ہی روپیہ وصول کر لیتے ہیں۔ مگر ہنڈی کا پورا روپیہ نہیں ملتا۔ بنک کچھ کاٹ کر لیتا ہے جس کو بیکرز ڈسکونٹ یعنی ہٹی کاٹا بولتے ہیں۔

جن تاجروں کا اعتبار یعنی ساکھ اچھی نہیں ہوتی اور بنک کو ان کے کام کاج اور ادائیگی قرضہ کے متعلق کچھ شک ہوتا ہے۔ انکو بغیر ضمانت (Security) کے قرضہ نہیں ملتا۔ زیور، سرکاری کفاحات یا مکان وغیرہ بنک کے پاس رہیں رکھنا پڑتا ہے۔ اور شرح سود بھی زیادہ ہوتی ہے اور رقم قرضہ بھی تھوڑی ہوتی ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ بیوپاری کی جس قدر ساکھ اچھی ہوگی اس کو قرضہ لینے میں اسی قدر سہولیت اور آرام ہوگا۔ یہی حال عام لوگوں کا ہے جو لوگ ادھار لیکر وقت مقررہ پر وعدہ کے مطابق ادا کر دیتے ہیں۔ انکو ادھار لینے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ جو آدمی ساہوکار سے قرضہ لیکر وعدہ کے مطابق اصل معہ سود ادا کرتا ہے اس کو سود کم دینا پڑتا ہے۔ سود دو چیزوں کے معاوضہ کا مرکب ہے۔ ایک تو روپیہ کے استعمال کا معاوضہ اور دوسرا اس فکر (Risk) کا معاوضہ جو کہ ساہوکار کو اصل کے ضائع ہو جانے کا ہوتا ہے۔ اب روپیہ کے استعمال کا معاوضہ تو سب کے واسطے یکساں ہے کیونکہ اچھی ساکھ والا اور بُری ساکھ والا دونوں ہی روپیہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے معاوضہ میں فرق ہے۔ قرضہ لینے والے کی ساکھ جتنی اچھی ہوگی اتنا ہی ساہوکار کو اصل روپیہ کے برابر ہو جانے کا ڈر کم ہوگا۔ اور اس معاوضہ میں کمی ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ ساہوکار یا بنک مختلف اشخاص سے شرح سود کم و بیش لیتے ہیں۔ شہروں میں شرح سود کم ہے مگر گاؤں میں زیادہ ہے۔ عام طور پر زمینداروں کی ساکھ کم ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت دفعہ قرضہ کی وصولی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں ساہوکاروں کا اصل بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے زمینداروں کو سود زیادہ دینا پڑتا ہے۔ زمینداروں کے واسطے شرح سود کم کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کی ساکھ بہتر بنائی جائے۔ یعنی قرضہ جات معہ سود وصول ہونے میں دقت نہ ہو۔ قانون کی مدد سے شرح سود کم کرنے سے زمینداروں کو بھلا نہیں ہو سکتا۔ اگر قانوناً شرح سود کم کر دی جائیگی تو ان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو زمینداروں کو قرضہ لینے میں دقت ہوگی یا وہ سود ان سے کسی اور شکل میں وصول کیا جائیگا۔ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ زمینداروں کو اس قابل بنادیا جائے کہ ان کو قرضہ اٹھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے یا کم پڑے۔

جہاں تاجر لوگوں کو قرضہ دینا کمزور بنک کا کام ہے وہاں کارخانہ داروں کو قرضہ دینا انڈسٹریل بینک کا کام ہے دونوں بنک مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ کارخانہ داروں کو کارخانہ کی عمارت بنانے اور مشینری خریدنے کے واسطے روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ اس رقم کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کارخانہ دار قرضہ کو تھوڑے عرصہ میں ادا نہیں کر سکتے۔ یہ قرضہ لمبے عرصہ کے واسطے ہوتا ہے۔ اس لئے انڈسٹریل بینک لوگوں کا روپیہ بھی معاد

طور پر جمع کرتے ہیں۔ اس میں چلت حساب بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ بینک صنعت کی روح رواں ہے جس ملک میں انڈسٹریل بینک زیادہ ہونگے۔ اس ملک کی صنعت میں ترقی ہوگی۔ ہندوستان میں کوئی انڈسٹریل بینک بھی اچھے پیمانہ پر نہیں۔ صرف چند معمولی بینک ہیں۔ جو کہ کارخانوں کی کوئی خاص امداد نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں صنعت اور کارخانہ جات کی کمی ہے۔ معمولی اشیاء کے واسطے بھی ہندوستان غیر ملکوں کا محتاج ہے۔ ہندوستان کی مالی حالت اور بیکاری کبھی دور نہ ہوگی۔ جب تک کہ ملک انڈسٹریل بینک قائم نہیں ہوتے۔ بینکنگ کمیشن جو کہ سرکار نے ۱۹۲۹ء میں بنکوں کی ترقی کے واسطے مقرر کی تھی۔ اس نے بھی اسی بات پر زور دیا ہے۔ اور گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ ملک میں انڈسٹریل بینک قائم کرے۔ ابھی تک تو اس سفارش کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ ممکن ہے ریزرو بینک قائم ہونے کے بعد اس طرف قدم اٹھایا جائے۔

تیسری قسم کے وہ بینک ہیں جو زمینداروں کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی زمین کی ضمانت پر لمبے عرصہ کے واسطے قرضہ دیتے ہیں۔ ان کو لینڈ مارکیٹ بینک کہتے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے بنکوں کی تعداد بھی بہت ہی محدود ہے۔ جو بینک ہیں وہ بھی معمولی پیمانہ پر۔ بینک صوبہ مدارس میں کثرت سے ہیں۔ انکی عدم موجودگی میں زمینداروں کو قرضہ لینے میں مشکل ہوتی ہے۔ اور ان کو گاؤں کے ساہوکاروں کے پاس زیادہ سود دینا پڑتا ہے۔ ہندوستان میں ۸۰ فیصدی آبادی زمینداروں کی ہے۔ اس واسطے ضرورت ہے کہ ان کی سہولیت کی خاطر ایسے بینک قائم کئے جائیں۔ جرمنی میں ایسے بینک گورنمنٹ کی امداد سے قانوناً قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں سے زمینداروں کو تقریباً ۵ روپے سینکڑہ سالانہ پر قرضہ مل سکتا ہے۔ کہاں ۵ روپے سینکڑہ سود اور کہاں ۸ روپے سینکڑہ۔ ہندوستان کے زمینداروں کی حالت کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ اگر گورنمنٹ ایسے بینک جاری کرے تو قانون کے ذریعے سود کم کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ بلکہ سود خود ہی کم ہو جائیگا۔ اور زمینداروں کو کافی امداد ملے گی۔ گورنمنٹ نے آج کل کو اپریٹو بینک یعنی زمیندارہ بینک کھول رکھے ہیں۔ لیکن زمیندارہ بینک لینڈ مارکیٹ بینک سے بہت مختلف ہیں۔ زمیندارہ بینک کا ذکر اگلے پرچہ میں کیا جائیگا۔

پانچویں قسم کے سرکاری پوسٹ آفس سیونگ بینک ہیں۔ ان میں کم از کم ۴ آنے اور زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ یہ عام پبلک کے واسطے ہیں۔ لیکن یہ بینک قرضہ نہیں دیتے +

—————  
(ختم)

اطلاع۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل سے معاف فرمائیں۔ منہجر

# بد قسمت ہمایوں المعروف تقدیر کا چکر

نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز تاریخی ڈرامہ

(از لالہ اودھو رام ضامنشی فاضل)

مشہور افراد ڈرامہ

دلیور بگیم - ہندال کی والدہ -	بابر - مغلیہ حکومت کا بانی - ہمایوں کا باپ -
حمیدہ بانو بگیم - ہمایوں کی چاہتی بیوی -	ہمایوں - پسر بابر - ڈرامے کا ہیرو -
بیرم خاں - ہمایوں کا وفادار سپہ سالار -	کاران -
سلطان جنید - بابر کا بہنوئی -	عسکری - ہمایوں کے بھائی -
شیر خاں - ہمایوں کا مخالف - سُور خاندان کا بانی -	ہندال -
طہماسپ - شاہ ایران -	ماہم بگیم - ہمایوں کی والدہ -

پہلا ایکٹ

پہلا سین

دربارِ بابر

بابر بادشاہ تخت ہند پر جلوہ گر ہے۔ اسکے بیٹے ہمایوں - کامران عسکری اور ہندال بابر کی دائیں جانب نچلی نشست پر بیٹھے ہیں۔ اود بیرم خاں وغیرہ اراکین سلطنت بائیں طرف مسلح حالت میں دربار کی رونق بڑھا رہے ہیں۔ بابر کا بہنوئی سلطان جنید بھی اپنے دل چلے بہادر سردار شیر خاں کے ساتھ وہاں موجود ہے۔ ارد گرد باڈی گارڈنگی تلواریں سوت کر صف آرا ہیں۔ فح کے شادیانے بج رہے ہیں۔ آتش بازی چھوٹ رہی ہے۔ اور تماشا میوں کا ہجوم اس تقریب نظائے کو دوسے دیکھ کر وہ وا کا شور بلند کر رہا ہے۔ کہلتنے میں بابر تخت سے اتر کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور سردار دیوار پر خاموشی چھا جاتی ہے۔

بابر - (دست بردار ہو کر) خدا یا! تیرا لشکر! اے تیرے سردار تیرا ہزار لشکر! کہ آج سرزمین ہند کی بادشاہت تیرے لطف و کرم سے مجھے نصیب ہوئی میری ساری عمر جان جو کھوں میں کئی جنگوں اور بیابانوں میں مارا مارا پھرا۔ فاقے



پر فاقے کئے۔ وطن سے بے وطن ہوا۔ مگر آج اے رب العالمین! تیری رحمت سے میری مصیبتوں کی زنجیریں کٹ گئیں۔ میری بدبختی کا ستارہ غروب ہو گیا۔ اب اے کریم! یہ چاہتا ہوں کہ آئندہ در بدر نہ پھرانا۔ اور ہند کی بادشاہت مجھ پر اور میری نسل پر وقف کر دینا!

{ اتنا کہہ کر بابر اور اہل دربار سجدہ کے لئے جھک جاتے ہیں۔ مگر خیر خاں کینتہ دوزخ }  
{ نکلا ہیں بابر پر ڈالتا ہے۔ اور قبضہ شمشیر کو حرکت دیکر برلے نام جھک جاتا ہے }

بابر (سجدہ کے بعد اہل دربار سے) تیرے وفادار ہزار و اور جانثار بہادر و امیں تمہاری خدمات کا تہ دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ اللہ کی برکت و تمہاری سر توڑ کوشش سے آج کا مبارک دن مجھے نصیب ہوا۔ میں تخت ہند سے اعلان کرتا ہوں کہ ہر ایک شاہی ملازم شاہی خزانے سے ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام پائے اور کل سب حواری اپنے بہادر وں سمیت شاہی ضیافت میں شریک ہوں۔ (بادشاہ سلامت کی سلامتی کی سلامی اُتاری جاتی ہے اور دربار برخواست ہو جاتا ہے)

## دوسرا سین

### بابری لشکر کا افغانی کیمپ

رات کا سماں ہے شیر خاں چچکے افغان سرداروں کے کیمپ میں جاتا ہے۔ خفیہ خفیہ سب کے ایک جگہ اکٹھا کہہ کہتا ہے۔  
(دھیمی آواز سے) تیرے افغان بھائیو! اسقدر بغیر اور بے شرمی کا مقام ہے کہ کل ہی غل قوم جو ہماری افغانی حکومت کے عہد میں آگوا اور بہن کے نام سے لکھاری جاتی تھی۔ آج ہماری اتفاقی سے برسر حکومت ہو گئی ہے اور بابر ہمارا جانی دشمن بابر کس طرح ذمہ دار ہے۔ خدا کی قسم اسکی دعا میرے لئے حلق کا کاٹا اور دل کا تیر بن گئی ہے۔ اگر پھر سے اتفاق کر لو۔ تو خدا کی خدائی آپ کے ساتھ میری تلوار ابدار کے جوہر کیھنا! یہ عیش پرست غل ہیں کیا چیز؟  
ان کو ایسی آسانی سے نکل باہر کرو گھا کہ جس طرح نکمے سے بال نکل دیا جاتا ہے۔  
(افغان سردار اسکی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور ایک دوسرے سے جنگیہ ہو کر اپنے اپنے خیموں میں چلے جاتے ہیں)

## تیسرا سین

### شاہی ضیافت

ایک بڑے شامیانے میں شاہی سترخان بچھا ہوا ہے۔ اس پر انواع و اقسام کے کھانے چائے ہوئے ہیں۔ بابر بادشاہ تمام ہزاروں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہے۔ ہزاروں میں سلطان جنید اور اس کا بہادر شیر خاں بھی ہیں۔  
شیر خاں چھری سے مچھلی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا رہا ہے۔



مصاحبین ”حضور پُر نور! جو چیز تار اور میٹھ بہا ہو۔ وہ پیارے بیٹے پر تصدق کر دینا چاہئے۔ ہماری لئے میں کوہ نور میرا جو آنحضرت کے پاس ہے خیرات کر دینا چاہئے۔“

بابر ”میرے غمخوار و ابا مجھے ہمایوں کی جان اس قدر عزیز ہے کہ اس کے صدقے میں دنیا کی ہر قیمتی چیز ناپ چڑے۔ جان سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ میں اپنی جان اپنے پیارے تخت جگہ پر قربان کرتا ہوں۔“  
(انتہا کہہ کر بابر سنا زاد اکثر تاپے۔ اور خدا سے دعا مانگتا ہے)

”خدا یا اُنیس کی تمام اُمیدیں مجھ سے وابستہ ہیں۔ اگر جان جان کے بدلے تبدیل ہو سکے۔ تو میں اپنی جان اپنے بیٹے پر قربان کرتا ہوں۔ اور صرف یہی چاہتا ہوں کہ اس کی بیماری مجھے لگ جائے! لگ جائے! لگ جائے!!!“  
اُمید کہ تو اسے قبول فرمائے گا۔ اور مجھ عاجز کی یہ مراد بر لائے گا۔“  
(یہ کہہ کر بابر غش کھا کر زمین پر گر پڑتا ہے)

تمام حاضرین بابر کو لپٹ جاتے ہیں اور اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر خدا کی شان! ادھر بابر کی حالت بد سے بدتر ہوئی جاتی ہے۔ ادھر ہمایوں سختیاب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بابر کو ہمایوں کے بستر مرگ پر لٹا دیا جاتا ہے۔ اور ہمایوں بابر کی جگہ پر ڈوبد بائی ہوئی آنکھوں سے ہر مردہ خاطر بیٹھ جاتا ہے۔

ع وارث شاہ دعا قبول تیری ہے تاں نقص نہیں وچ نیک نیتی

ہمایوں (اد پر نگاہ کر کے سسکتی ہوئی آواز سے) اللہ تیری قدرت! تیرا بھید تو ہی جانے۔ اگر تو چاہے تو اُٹتے ہو شہباز کو آسمان کی چوٹی سے اُتار کر زمین کی پستی پر پھینک دے۔ اور مچھلی کو سمندر کی گہرائی سے باہر نکال کر پہاڑ کی چوٹی پر ڈال دے۔ اور اگر تو چاہے۔ تو ایک ذرہ ناپ چڑ کو جلوہ خورشیدی۔ گدھے محتج کو ربّ جشدیدی، قطرہ دریا کو شرابِ عثمانی اور مورِ بقیہ کو شوکتِ سلیمانی بخش دے! اے کریم! اپنے لطف و کرم کا سایہ میرے محترم والد بزرگوار پر ڈالے اور انہیں غم کے بھنور سے باہر نکلے!“  
(پھر حاضرین سے)

”مغلیہ سلطنت کے علمبردار و والد بزرگوار کی خیر بھجو! مغلیہ حکومت کا پُر نور چراغ گل ہوا جاتا ہے۔ اسے ملکِ عالم کی نامراد آندھی سے جلد بچاؤ! دل چھلنی ہوا جاتا ہے۔ اس پر تسکین کی مرہم لگاؤ!“

(ہائے مائے کرتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے)

بابر (بستر مرگ سے) بے... نا... بے... ہو... وہ... رنج... نہ... کھا... جو... ہو... نا...  
... تھا... ہو... چ... کا... تنج... ت... ہمند... تجھے... بُھا... ر... ک... اپنے...

بھا... بیوں... و... ر... رعا... یا... پر... مہر... ب... ا... ن... ی... ک...  
(بابر کی روح قفسِ عنبری پرواز کر جاتی ہے۔ اور محلاتِ شامی میں کہرام مچ جاتا ہے۔)

# شمعِ سحر

(از سردار کربال سنگھ صاحب بیدار)

زبانِ اشک کہتی تھی آج شمعِ سحر    ظہورِ صبح قیامت نما ہوا مجھ کو  
چمک کے ڈوب گیا آخرِ حیات مرا    طلوعِ مہرِ پیامِ قضا ہوا مجھ کو

جو درد مندِ اجل ہوا سے شفا کیسی

فنا نصیب کو زیرِ فلک بقا کیسی؟

دیا جواب یہ میں نے کہ اے فسزہ مال!    غمِ نہاں کو سرِ انجمن نہ رُسوا کر  
جو آرزوئے فروغِ دوام ہے تجھ کو    درونِ سینہِ محبت کا سوز پیدا کر

یہ سوز وہ ہے جو شام و سحرِ فروزاں ہے

اسی سے مشعلِ شمس و قمرِ فروزاں ہے

# کیا کرۂ زمین ساکن ہے

(از جناب روشن مکہ دوی)

ریل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گاڑی کے باہر کی چیزیں (مثلاً درخت، عمارات وغیرہ) بڑی تیز رفتاری سے پیچھے کی جانب جا رہی ہیں۔ جب گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی ہو تو یہ مشاہدات حقیقت میں تبدیلیاں نظر آتے ہیں۔ علم سائنس نے یہ بات قطعی طور پر ثابت کر دی ہے کہ رفتار ہوائی موج (AIR WAVE) اور شور و غل کی آواز سے متعلق ہے۔ جب ہم دوڑتے ہیں یا تیز رفتار سے سائیکل چلاتے ہیں تو ہمیں ہوا کے چلنے کا احساس ہوتا ہے۔ ان مشاہدات سے بہتہ چلتا ہے کہ کرۂ زمین پر قیام رکھنے والی چیزیں ساکن نہیں ہیں۔ لیکن جن جگہوں پر ان اشیاء کے چلنے کا احساس نہیں ہوتا ہم یہ کہنے سے قاصر ہیں کہ وہاں اجسام زمین گھوم رہے ہیں یا نہیں۔

آج تک سب لوگ یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ فلکی کرۂ چاند۔ سورج۔ ستاروں اور سیاروں کے ہمراہ اپنے محور کے گرد پھر لگتا رہتا ہے۔ اس مضمون میں صرف ایک جسم فلکی کی حرکات کے متعلق کچھ رقم کیا جائیگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سورج ہر روز مشرقی افق کے اُپر سے رونما ہوتا ہے۔ دوپہر تک آہستہ آہستہ اونچا چڑھتا رہتا ہے۔ اور اس کے بعد پھر نیچے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مغربی افق میں غروب ہو جاتا ہے۔ زمین کو گول تصور کرتے ہوئے سورج کی حرکات ذیل کے دو طریقوں سے بیان کی جاسکتی ہیں۔

اول۔ کرۂ زمین ساکن ہے اور سورج فلکی کرۂ ساتھ اس کے گرد پھر لگتا ہے۔

دوم۔ فلکی کرۂ اور سورج دونوں ساکن ہیں اور زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔

مؤخر الذکر طریقہ سے سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کی تشریح اس طرح ہو سکتی ہے۔

فرض کرو کہ کرۂ زمین پر ایک مقام ہے جہاں کسی خاص وقت سورج نکلتا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے بعد زمین کی گردش اُسے ایسی جگہ لے آتی ہے جہاں دو عین سورج کے بالمقابل ہو جاتا ہے اور اُس مقام پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دن نکل آیا ہے۔ اسی طرح زمین کی گردش اُسی مقام کو ایک ایسی جگہ لے آتی ہے جہاں سورج غروب ہوتا نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ زمین کی گردش اسے نظروں سے اوجھل کر دیتی ہے یا یوں کہیں کہ سورج ساکن ہے اور زمین کی مختلف حرکات مختلف قسم کے اوقات پیدا کرتی ہیں۔ اگر ہم کرۂ زمین اور فلکی کرۂ ہر دو کو گھومتا فرض کریں تو اجسام فلکی کے نکلنے اور غروب ہونے کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ کرۂ زمین کی گردش کی سمت

فلکی کرہ کی گردش کی سمت سے الٹ ہے۔

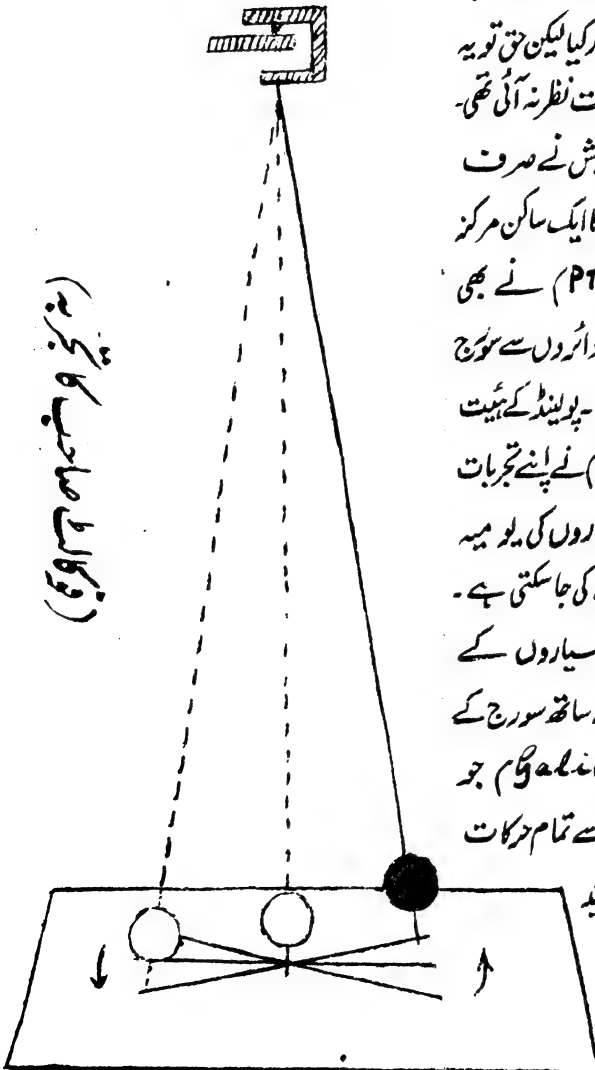
لیکن مشکل یہ ہے کہ ان اجسام کی حرکت سے کسی قسم کے تموج اور آواز کا احساس نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ زمین گھوم رہی ہے یا دیگر اجسام فلکی۔

## زمانہ قدیم کے ہیئت دانوں کے عقائد

بیشک زمانہ قدیم کے بہت سے ہیئت دانوں نے زمین کی حرکت کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن حق تو یہ ہے کہ عوام کو زمین کے گھومنے میں کوئی حقیقت نظر نہ آئی تھی۔

ارسطو (ARISTOTLE) ارسطاطلیس نے صرف آسانہ کرنے پر اکتفا کیا کہ کرہ زمین کائنات عالم کا ایک ساکن مرکز ہے۔ اس کے علاوہ پٹولمی (PTOLEMY) نے بھی کرہ زمین کو ساکن تصور کرتے ہوئے پچھلے اردائروں سے سورج چاند اور دیگر اجسام فلکی کی حرکات کی تشریح کی۔ پولینڈ کے ہیئت دان کاپرینیشس (COPERNICUS) نے اپنے تجربات کی بنا پر یہ ثابت کر دیا کہ سیاروں اور ستاروں کی یومیہ حرکات کی تشریح زمین کی یومیہ حرکات سے کی جاسکتی ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ زمین بھی دیگر سیاروں کے مانند ایک سیارہ ہے جو دیگر سیاروں کے ساتھ سورج کے گرد گھومتا ہے۔ اس کے بعد گیلیلو (GALILEO) جو دورین کاموئید ہے نے اپنی دوربین کی مدد سے تمام حرکات

مطالعہ کیں۔ اور کاپرینیشس کے بیانات کی تائید کی۔ ان تجربات کے باوجود بھی یہ بات مسلم طور پر نہیں کہی جاسکتی تھی کہ زمین واقعی اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔ لیکن یہ ضرور تھا



کہ یہ بات ممکنات میں سے تصور کی جاتی تھی۔ ۱۸۵۱ء میں ایک قابل فرانسیسی فوکالٹ (FOUCAULT) نے بمقام پیرس عوام کے روہر و ایک تجربہ کیا جس سے حاضرین نے خود اپنی آنکھوں سے زمین کو گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس کے بعد یہ بات مسلم طور پر تسلیم کر لی گئی کہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے۔

## فوکالٹ کا تجربہ

فوکالٹ نے ایک بہت بھاری لوہے کا گولہ ایک باریک تار سے جو دو سو فٹ سے بھی زیادہ لمبی تھی باندھ کر ایک مکان کے گنبد کے ساتھ لٹکادیا۔ یہ گولہ اس طریق سے لٹکایا گیا تھا۔ کہ ہر سمت میں بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے گھوم سکتا تھا۔ جس گنبد سے شاقول کو لٹکایا گیا تھا وہ اس طرح واقع تھا کہ اگر گنبد حرکت بھی کرتا تو وہ سطح جس میں شاقول حرکت کرتا تھا۔ تبدیل نہ ہوتی تھی۔ شکل ملاحظہ ہو۔

لبستار اور گولہ استعمال کرنے میں یہ مطلب تھا کہ گولہ آہستہ آہستہ گھومے اور ارد گرد کی ہوا کی رگڑ سے اس کی حرکات میں کوئی نمایاں فرق نہ آئے۔ گولے کے ساتھ ایک سوئی لگی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ریت کی ایک تہ بچانی گئی تھی تاکہ جب شاقول گھومے۔ سوئی ریت پر نشان لگاتی جائے اور بعد میں جس سمت میں حرکت ہوئی ہو وہ سمت معلوم ہو سکے۔ چونکہ شاقول اس طریق سے لٹکایا گیا تھا کہ بیرونی طاقتوں مثلاً ہوا وغیرہ کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ اس لئے جب ایک دفعہ یہ گھومنا شروع ہو جاتا تھا تو یہ اُسی سمت میں گھومتا رہتا تھا۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ زمین ساکن ہے تو ریت کا برتن بھی ساکن ہی رہے گا۔ اور شاقول ایک خاص سمت میں آگے پیچھے گھومے گا۔ لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ جب شاقول گھومنا شروع ہوا تو آہستہ آہستہ اُس کے گھومنے کی سمت میں فرق رونما ہوتا گیا۔ اور ریت پر مختلف سمتوں کے نشان پڑ گئے۔ ریت کا برتن تو بالکل ہلایا نہیں گیا پھر یہ سمت میں فرق کیوں؟

اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ریت کا برتن۔ وہ مکان اور گنبد غرضیکہ تمام زمین گھوم رہی ہے اس لئے شاقول کے گھومنے کی سمت میں فرق آجاتا ہے۔

اس تجربہ سے تمام قسم کے شکوک رفع ہو گئے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کی گردش کو ثابت کرنے کے لئے کسی ثبوت

کی ضرورت نہیں :-

۱۔ اہم جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئیں۔ بغیر اس کے کوئی صاحب جواب ضروری اطلاع نامی توقع نہ رکھیں۔

(۲) خط و کتابت میں چٹ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا جائے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت ہرگز نہ مٹنی جائیگی۔ - منہج -

## جذباتِ راز

(حضرت رموزِ سخن مولانا راز احسنی سہسوانی)

شوق نے کرنے نہ دی کچھ فکرِ مستقبل مجھے  
عشق کا آغاز میں معلوم تھا حاصل مجھے  
زندگی میں غم سے کیا ہوتا مضر حاصل مجھے  
خیر سے بخشا گیا تھا عشقِ فطرتِ دل مجھے  
ہمکنار جلوہ محبوب چشمِ شوق ہے  
آج سچ پوچھو تو دنیا ہو گئی حاصل مجھے  
منزل مقصد ہے اہِ عشق میں بیشِ نظر  
کہتی ہے دنیا نگر ادارہٴ منزل مجھے  
احتیاطاً اپنی نظروں میں اٹھالایا تھا میں  
خلد میں آخر کہاں ملتی تری محفل مجھے  
بحرِ ہستی میں جہاں دیکھا فنا کا گھاٹ تھا  
ہر جگہ دریا میں آتا تھا نظرِ ساحل مجھے  
بیخودی شوق کے کھوئے ہوئے کو ہے یہ فکر  
سوچتا ہے دھونڈتی پھرتی نہ ہو منزل مجھے  
غم اٹھائے جاؤ لگا مجھ کو خوشی سے کیا غرض  
غم اٹھانے کیلئے تو نے دیا ہے دل مجھے

بیخودی نے رازِ ہر غم سے مجھے میدی نجات  
سچ ماضی ہے نہ اب کچھ فکرِ مستقبل مجھے

(نور)

## وجدِ انیات

(ماسٹر تبارک علی صاحبِ عہد صدیقی بریلوی)

خود کھنچا جاتا ہے محل کی طرف  
کچھ کئی آنکھوں میں تصویرِ آں  
مطمئن ہوں دیکھ کر دل کی طرف  
سُخ کیا جب ہم نے منزل کی طرف  
دیکھنا یہ ہے کہ جاتا ہوں کدھر  
پردہٴ دل کو اٹھا کر دیکھ تو  
دل لئے جاتا ہے منزل کی طرف  
بے خبر کیوں رخ ہے محل کی طرف  
مضطرب کیوں ہے وہ چشمِ منفعل  
کس توقع پر اٹھائی تھی نظر  
دیکھ کر حسرت زدہ دل کی طرف  
ڈوبنے والے نے ساحل کی طرف  
اک نظر دیکھا تھا قاتل کی طرف  
کیا بتاؤں کیا ہوا انجامِ دل  
اور گم کرتا ہے شوقِ جستجو  
تم نے کیوں دیکھا تھا بیل کی طرف  
جس قدر بڑھتا ہوں منزل کی طرف  
جلوسے خود کھینچے ہیں بیل کی طرف  
ہمتِ نظارہ ہے امرِ محال  
پہلے عہد دیکھئے دل کی طرف  
کس قدر ہے با اثر سوزِ نہاں



# تعلیم نسواں

خشتِ اول چون ہند معمار کج تاشیائے رود دیوار کج

ہم اپنے بچوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ دائم المریض - کوتاہ قد - نافرمان - کم عقل - بے راہ رو - اور جاہل پرست ہیں۔ ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ جس طرح ایک نامکمل کاریگر کی بنی ہوئی چیز بھدی ہوتی ہے۔ اور کوئی شخص اس کو پسند نہیں کرتا یہی حالت ہمارے بچوں کی ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کی اولین ذمہ دار ماں ہوتی ہے۔ تسلیم نہ ہونے کی وجہ سے وہ خود اپنے اس اہم فرض کے بے خبر ہے ع اور نشیمن گم است کراہی کند۔ تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد ۱۸ فی ہزار ہے۔ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہندی عورتیں سادہ لوح بن چکی ہیں۔ چالاک عیار غلطوں کا رنگ ان پر چڑھا رہا ہے۔ بھوت پریت اور چڑیل کے خیالات ان کے دلوں میں مرکوز ہو چکے ہیں۔ خاص خاص مزاروں پر اپنی خیالات کی عورتوں کے میلے لگتے ہیں۔ اعلیٰ اعلیٰ گھرانوں کی کم سن اور نوجوان عورتیں غیر مردوں میں ناچتی ہیں۔ ایسے نظاروں کو دیکھ کر ہندی قوم کی جہالت پر آنسو بہانے پڑتے ہیں۔ مگر ان کے جاہل مرد خوش ہوتے ہیں۔ تعزید اور گنڈا ان کی گھٹی میں پڑ چکے ہیں۔ ان کے حاصل کرنے کے لئے یہ ناسلی بخش مقامات پر پھرتی رہتی ہیں۔ اپنے بھولے پن اور خوش اعتقادی کی وجہ سے عصمت جیسے قیمتی جوہر کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بچے کی بیماری پر ڈاکٹر بلانے کی بجائے ماں بگڑ کر کہتی ہے۔ اس خیال کو مولانا الطاف حسین صاحب حالی نے مسدس حالی میں کس خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

سبھی ہوں اس کو جو کچھ ہوا ہے مجھے اپنے ننھے کے دکھ کا پتہ ہے

کسی کی نظر سے یہ نظر اگیا ہے کسی شے کا پر چھاواں اس پہ پڑا ہے

ابھی کوئی سیانا بلاق ہوں دیکھو ابھی بھونک اس کو دلاقی ہوں دیکھو

ستم ہے کہ بچے ہزاروں ہمارے اسی طرح ملکِ عدم کو سدھارے

جہالت کی وجہ سے یہ سینکڑوں قسم کی قابلِ اعتراض - خلاف مذہب اور کثیر المصارف رسومات کو سرانجام دیتی

ہیں۔ بچے بھوکے مر رہے ہوں۔ کپڑا ان کے جسم پر نہ ہو۔ قرض کا بوجھ سر پر ہو۔ مگر ان کو پروا نہیں۔ یہ رسومات

پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتی ہیں۔ انہوں نے ان پڑھ مردوں کو اپنا ہم خیال بنالیا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ

اکثر تعلیم یافتہ بھی انہی باتوں کے پابند ہو رہے ہیں۔

زیورے سے عورتوں کو خاص طور پر انس ہے۔ دیکھا دیکھی بغیر ضرورت کے ان پر روپیہ ضائع کر دیتی ہیں۔ بھلا قند

اسی نے کروڑوں کے زیور بنا کے سناروں کے پیشے کی رونق بڑھا کے  
نمائش میں خالی خزانے کرا کے بٹھایا ہمیں صاف مفلس بنا کے  
ایسے حالات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس قوم میں عورتوں کی یہ حالت ہو۔ اگر اس قوم نے ترقی نہیں کی تو کوئی  
حیرت کا مقام نہیں جہاں تک میرا خیال ہے یہ تمام نقائص تعلیم سے دور ہو سکتے ہیں۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں۔ کہ انہوں نے صاف باطن۔ نیک صفات۔ فرشتہ سیرت پل دل  
ہستیاں پیدا کیں۔ اپنی گود میں ان کو پالا۔ ان کی تعلیم و تربیت کی۔ بہترین تعلیم ہونے کی وجہ سے ان کے اندر بچوں کے پالنے  
کی صلاحیت پائی جاتی تھی۔ عورتوں کی موجودہ حیالت کے ذمہ دار ہم مرد ہیں۔ قدامت پسندوں اور دنیا نوسی لوگوں کی  
مخالفت نے یہ روز بد دکھایا ہے۔ موجودہ روشنی کے زمانے میں بھی یہ لوگ اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت  
تک اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ کئی قسم کے نامعقول اور بے وزن اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ موجودہ تعلیم  
لڑکیوں کو آزاد بنا دیتی ہے۔ اس سے بُرے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں یہ موجودہ نصابِ تعلیم  
کافی نقص ہے۔ اس کے اندر اصلاح ہونی چاہئے۔ عورتوں کو مغربی تعلیم نہ دو۔ مشرقی عورتوں کو ہندوستانی زبان میں  
مذہبی تعلیم دی جائے۔

ایک تعلیم یافتہ عورت تمام گھرانے کے لئے بیش قیمت نعمت ہے۔ یہ اپنی سہیلیوں کو تنوید۔ گنڈے اور  
اس قسم کے فریبوں سے بچا سکتی ہے۔ بُری رسومات کو چھڑا سکتی ہے۔ وہ ہم پرستی اور ضعیف الاعتقاد کی کوڈور  
کر سکتی ہے۔ اپنے گھر کا حساب کتاب رکھ کر خاوند کی امداد کر سکتی ہے۔ ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں  
کا تعلیم یافتہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ لہذا ذیل کے طریق کے مطابق ان کی تعلیم کا انتظام کرنا چاہئے۔

(۱) خانہ داری کے امور اس کے لئے معمولی نوشت و خواندہ۔ بچوں کی پرورش و تربیت کا طریق۔ کھانا پکانا۔  
سینا پر ونا۔ کپڑے دھونا وغیرہ کے متعلق واقفیت ہم پہنچائی جائے۔

(۲) مذہبی اور تواریکی کتب خاص طور پر ان کو پڑھائی جائیں۔

(۳) اصول حفظانِ صحت کی تعلیم دی جائے۔

(۴) معمولی طبی اصول۔ مفروضات کے خواص اور ان کے مرکب بنانے کے طریق ان کو بتائے جائیں تاکہ  
معمولی عوارضات میں اپنے گھرانے کے لوگوں کو طبی مشورہ دے سکے۔

خلاصہ یہ کہ ایسا نصاب مقرر کیا جائے جس سے عورتیں اپنے فرائض کو بخوبی سمجھ سکیں۔ پاکیزہ اور باعصمت  
زندگی بسر کر سکیں۔ اور تعلیم ان کے لئے ہر طرح سے اطمینان بخش ثابت ہو۔

انہیں میں تمام ذمہ دار اصحاب سے اپیل کرتا ہوں کہ اس طرف ان کو جلد از جلد توجہ دینی چاہئے تاکہ آنے والی نسلیں ترقی کے زینہ پر گامزن ہو سکیں۔

میں ایڑیہ بچوں کی درگاہ میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگتا ہوں کہ وہ قدامت پسندوں کے دلوں کو بہت جلد پھیر دے تاکہ وہ تعلیم نسواں کے زبردست حامی بن جائیں۔ اور جو وہ خرابیاں دُور ہو سکیں آئیں۔ (راقم ہو وندرام ہیڈ ماسٹر پُل سکول ہٹنڈ)

## جذباتِ عزیز

(لسانِ ہند مرزا عزیز لکھنوی)

وصالِ دائمی کیا ہے شبِ فرقت میں مرجانا  
اسے بھی دردِ دل کا اک بیان مختصر جانا  
یہاں تک متصل رونا کہ آخر کار مرجانا  
و فورِ ضعف میں آہِ رسا کی اک کرامت تھی  
جنونِ عشق میں کوئی مری رفتار تو دیکھے  
وہ محویت رہی طاری رہا کچھ ایسے عالم میں  
جو مسکن دیکھنا ہو عبرتِ گورِ غریباں کا  
نہ پوچھو بعد میرے میرے غم خانے کی تاثیریں  
انہیں ٹوٹی ہوئی قبروں میں ہے اک نہت بکس

عزیز اب حکم آیا ہے سوا دشامِ فرقت کا  
سخنِ تنگ کر وٹیں لیتے ہی لیتے غم سے مرجانا

# ایڈیٹر و شاعر کی حقیقت

فانش می گوئم واز گفتہ خود دل شاد دم  
بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزاد دم

اجکل اخبارات و رسائل کا حشرات الارض کی طرح نمودار ہونا اور فنا ہونا نامعمولی بات ہے خصوصیت سے نااہل حضرات نے اجرائے اخبار و رسائل کو طفلانہ بازی گری کا مصداق بنا رکھا ہے۔ جہاں اور بہت سے شوق مین منجملہ ان کے اخبار بازی کا بھی ایک شوق ہے۔ موجودہ فننائیں بیکاری و افلاس کی وجہ سے اخبار بازی پر گویا کہ لوگوں کو مجبور کر دیا ہے۔ جب کوئی ذریعہ معاش نہ ہو سکا تو ابک اخبار یا رسالہ جاری کر دیا اور پانچ سواروں میں نامزد ہو گئے۔ اس پیشہ کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ سب سے پہلے مشاعرے میں پابندی سے شرکت کی جاتی ہے۔ شہر کا کوئی مشاعرہ ہو اس میں شرکت نہ کرنا بدترین گناہ سمجھتے ہیں۔ مدعو ہوں یا نہ ہوں اس سے کچھ بحث نہیں۔ دو چار بار کسی شاعر کے ساتھ مشاعرہ میں چلے گئے۔ پھر تو تنہا جانے کی خود بخود ہمت و جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ وقت کی پابندی کا اس قدر خیال ہوتا ہے کہ چاہے کتنے ہی ضروری اور اہم کام کا ہرج و مرج و نقصان ہو مگر مشاعرہ کا جو وقت مٹنایا کسی اعلان میں دیکھا ہے۔ اُس سے ایک منٹ بھی دیر نہ ہو بلکہ قبل از وقت پہنچنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ابھی تک حضرت کی شان مشتاق سخن کی ہے اور سخن فہم ایسے میں کہ جب شعر ادا وہ ادا کرتے ہیں تو ہمارے حضرت بھی ادا وہ ادا کے نعرے بلند کرنے لگتے ہیں۔ دوسرے شاعر خاموش بھی ہو گئے۔ مگر حضرت تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اتنی ترقی ہو گئی کہ گویا شاعر ہو گئے۔ اب خود بھی مشاعرہ میں پڑھنے اور صف اول میں بیٹھنے کا بھوت سوار ہوا۔ کسی مشاعرہ کی طرح فنی خود اصرار نہ کر لائے۔ چند سطریں شعر لکھ کر کسی شاعر کے پاس لے گئے۔ اُس نے سب سطریں قلزن کر دیں۔ اور اُسی طرح میں چند شعر خود کہہ کر لکھ دیے اور کوئی پھر کتا ہوتا تخلص بھی مطلع میں نظم کر دیا۔ لیجئے مستند شاعر ہو گئے۔ فہرست شاگردی میں اُستاد نے نام درج کر لیا۔ اُستاد کو اپنے شاگردوں کی تعداد بڑھانا مقصود ہے۔ اور شاگرد کو مشاعرہ میں صف اول میں بیٹھنے کا فخر حاصل کرنے کی تمنا ہے۔ اتنی آسانی کسی فن کی سند حاصل کرنے میں نہیں ہوتی ہے جس قدر جلد شاعر ہو سکتا ہے۔ نام کے ساتھ مارک بنا کر علی الاعلان لکھنا شروع کر دیئے کوئی جرم نہیں نہ کوئی پُرسان حال ہو گا بلکہ اور مشاعرہ کے کارڈ آنا شروع ہو جائینگے۔ ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ ایسے نااہل ہوتے ہیں کہ اگر ان سے کوئی خود انہی کے شعر کا مطلب پوچھے تو نہیں بتا سکتے۔ مگر شاعر ہیں۔

صورت یلی نہ دیکھی پڑھ لیا دیوان میں شاعری آئی نہیں لیکن زبان دال بن گئے

غزل بھی کوئی استاد کی ہے۔ مشاعرہ میں داد شاگرد حاصل کر رہے ہیں۔ مشاعرہ میں پہنچ کر صفِ اوّل میں جا بیٹھے اور ہر ایک شاعر کے ایک ایک مصرعہ پر شعراء کے مخصوص تعریفی الفاظ استعمال کر رہے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ نہایت سخن فہم ہیں۔ حالانکہ حضرت کی شعر گوئی اور سخن فہمی کا پتہ اُس وقت چلتا جبکہ اساتذہ معیار شاعری یہ مقرر کر دیتے کہ جس قدر نئے شاعر ہوتے اُن کے لئے مخصوص ایک مشاعرہ کیا جاتا۔ اور ایک مصرعہ طرح نوری دیا جاتا اور فی البدیہہ غزل کی لکائی جاتی۔ وقت مقرر کر دیا جاتا۔ جو نا اہل ہوتے اُن کی قلمی کُھل جاتی۔ محض مشاعرہ میں غزل پڑھ دینا یا شعراء کے مخصوص تعریفی جملے استعمال کر لینا شاعر بننے کے لئے کافی نہیں ہے۔ عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے نا اہل شعراء جب مشاعرہ میں پہنچ جاتے ہیں تو سب سے بلند آواز اور سب سے زیادہ تعریف کرنے والے اسی قسم کے شاعر ہوتے ہیں۔ جہاں کسی نے شعر پڑھا۔ بس تعریف کرنا شروع کر دی۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا اچھا حاصل ہے۔ جناب کیا تلاش سے مصرعہ لگایا ہے۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا کیا بندشیں ہیں۔ ذرا پھر ارشاد ہو۔ آنا ذرا زحمت ہوگی ایک بار پھر عنایت ہو۔ واللہ اس شعر سے سیری نہیں ہوتی۔ آپ کی غزل حاصل شعراء ہے۔ اب دوسرے شعراء جو ذی فہم اور با مذاق ہیں وہ بار بار پڑھوانے کی خواہش نہیں کر رہے ہیں۔ مگر مگر ای لوں کی سیری بھی نہیں ہوتی۔ جب تعریف کر نیوالوں کی باری آئی تو الامان و الحفیظ۔ مشاعرہ کا مال گونج اُٹھا۔ پورا مصرعہ بھی نہیں سنائی دیا۔ کہ تعریفیں ہونے لگیں۔ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔ جو اساتذہ ہیں خواہ مخواہ اُن کا مزاج متعفن و کدر ہوتا ہے۔ سخت تعجب اور حیرت ہے کہ جو شاعر اپنے ہی شعر کا مطلب نہ بتا سکے۔ خود موزوں نہ پڑھ سکے۔ املا اور تلفظ نہ صحیح ہو۔ دوسرے سے کہلوانے کا محتاج ہو۔ قلع و جبرو عروض۔ ردیف و قافیہ وغیرہ سے نا آشنا ہو۔ ایسے لوگوں کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے کو شاعر کہلاتے ہیں۔ تمیز و صلاحیت نہیں مگر شعراء کے کلام پر اکثر اعتراض بھی کر بیٹھتے ہیں۔

شاعری کوئی میراث تو ہے نہیں کہ خاندانی دستور کے موافق کرنا پڑتا ہے۔ اہل ہوں یا نہ ہوں۔ کوئی حلقہ کا غلبہ اور خطاب بھی نہیں ہے۔ کہ میں کیا کروں۔ حکومت سے مجھ کو ملا ہے۔ لکھنؤ یا دہلی کا باشندہ ہونا بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ شاعر ہونا لازمی ہو۔ جب کسی قسم کی کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر کیوں ایسی حرکت کی جاتی ہے جو انگشت نمائی کا باعث ہو۔

ایک شاعر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی گفتگو کے چند الفاظ یاد آ گئے جو بدیہ ناظرین ہیں۔ خیال کیجئے کہ ایسے حضرات ادب اور زبان کی خدمت کے دعویدار ہیں۔ حالانکہ اُو خوشن گم است ہر ار بری کند کا مصداق ہیں۔

آپ تو ہمارے کہیاں کبھی آتے بھی نہیں۔ شادرنادر ملاقات ہو جاتی ہے۔ راکیا بتائیں وخت برا خراب ہے۔ رزگار چلتا نہیں۔ آج کل جیدا دوالوں کے مرے ہیں۔ اور کہے آپ کا مجاز اچھا رہتا ہے۔ سب خیر صلا ہے۔ پان سے شوق کیجئے۔ تماخو تو آپ کھاتے ہیں نہ؟ کہے قبوتر بازی کا کیا رنگ ہے۔ الوقت میں گوش پھرنے گیا تھا ایک تو چکنی کا نام نہیں دوسرے بے آرہی ہے۔ لڑکے کو ٹھک لیا۔ نقد دام لینا آئے۔ اُس پر بھی بے فقول کی باتیں کرتا ہے۔ صبو سے پریشان ہو گیا۔ اب کھیاں امام دستہ تو نہیں ہے؟ کہیں نچا نص شہد ملے تو دھیان رکھئے گا۔ مال فی المال میرے ایک دوست کی بیان مشرق ہے۔ آپ سے بھی ویدائے لینا ہوں۔

اگر ان باتوں پر اعتراض کیجئے تو جواب موجود ہے کہ غلط العام نصیح۔ کیا خوب الکھنؤ اور دہلی میں رہنا گویا سند ہے کہ اہل زبان ہیں۔ شاعر ہیں۔ ماہر موسیقی ہیں۔ کنکوا بازی ہیں۔ کبوتر بازی ہیں۔ بیڑ بازی ہیں۔ ایسب ہیں۔ اڈیٹر ہیں۔ چاہے پردہ سی ہوں یا شہری محض سکونت سے یہ سب باتیں آ جاتی ہیں۔ شاید آب و ہوا کی تاثیر ہے۔ کیا خوب اخیر جناب شاعر ہو گئے تو مضمون نگاری کا جھٹ اور ایڈیٹر بننے کا سودا ہوا۔ اخبارات و رسائل دیکھنے کی فکر ہوئی۔ اب اپنا بجٹ بوجہ قارونی خصلت یا فعلی و ناداری کے خریدنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس وجہ سے لائبریریوں میں جانا شروع کیا اور وہ حفرات جن کے پاس پرچے آتے ہیں یا منگواتے ہیں ان کے مراسم پیدا کئے۔ اور اخبار بینی کا شوق اس قدر تجا و زکریا کہ بغیر دیکھے نہ تو بند ہی آتی ہے نہ ہضمہ درست رہتا ہے۔ جس جہی کے پاس پرچے آتے ہیں وہاں شکاری بلی کی طرح ناک میں بیٹھے ہیں۔ بار بار بجے چین ہو ہو کر بے صبری سے ڈاک کی آمد کا وقت دریافت فرماتے ہیں۔ خدا خدا کر کے ہضمہ کا چورن پلگئے ڈاک کی شکل دیکھتے ہی ڈاک کے ڈاکو نے جیل کی طرح جھپٹ کر پرچہ کو دبوچ لیا۔ اور نونچ نونچ کر بدتمیزی سے کھانا شروع کر دیا۔ کیا مجال ہے کہ کوئی دوسرا بھی شریک ہو سکے۔ جب تک اخبار کے نام سے مطبع کے نام تک ایک ایک حرف چاٹ نہیں لیا پرچہ دبوچے بیٹھے ہیں۔ اگر رسالہ ہے تو دیکھتے دیکھتے فرمانے لگے کہ بھائی میں کل صبح کو دے جاؤنگا اطمینان رکھئے جس نے منگایا ہے وہ بیچارہ غیروں کی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ جب مفت خوروں سے پرچوں کو نجات ملتی ہے تو اصل خریدار کے دیکھنے میں آ جاتا ہے۔ ورنہ پرچہ دست بدست گردش ہی میں رہتا ہے۔ اکثر نے تو ایسے مفت بین حفرات سے عاجز و مجبور ہو کر پرچہ منگانا بند کر دیا۔ چند دن میں اخبار بینی سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ عبارت تیز پڑھنے لگے۔ کچھ معلومات میں بھی اضافہ ہو گیا۔ مشہرین کے نام اور پتوں سے واقفیت ہو گئی۔ کچھ خبروں سے بھی باخبر ہو گئے۔ حالانکہ ابھی تک یہ علم نہیں کہ ہر سٹلر مرد ہیں یا عورت۔ غرضیکہ ایڈیٹر کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ اب پرچہ نکلنے اور ایڈیٹر بننے کا بھوت سوار ہو گیا۔

مشاطہ کی طرح مہنہ باغ دکھا کر اپنی قابلیت کی لاف زنی کر کے کسی کو سرپرست کسی کو پورائٹر اور خود ذات شریف ایڈیٹر بن بیٹھے۔ مضمون نگاروں کی خوشامد کر کے مضامین جمع کئے۔ کتابوں کو پھاس کر کتابت کرائی۔ کچھ رقم برائے نام دیدی باقی حساب چل رہا ہے۔ کاغذی قرض دینے سے رہا کسی کی ضمانت کرا دی۔ کچھ رقم بھی دیدی۔ کسی پریس میں پہنچے۔ لمبی چوڑی سرمایہ نہ ہونے کی داستان بیان کی چکنی چپڑی باتیں بنکر یہ طے کر لیا کہ جناب دوپروں کی طباعت واجب الادا رہے گی۔ باقی حساب بیباق ہونا جائیگا۔ پریس والے نے شریف سمجھ کر منظور کر لیا۔ پرچہ چھپ کر تیار ہو گیا۔ دفتری کی تلاش ہوئی اُس سے بھی طے کر لیا کہ جب دوسرا پرچہ بناؤ گے تو پہلے پرچہ کی اُجرت بیباق کر دی جائیگی۔ اب ٹکٹ کی فکر ہوئی۔ بھلا ڈاکٹریٹ قرض ٹکٹ کیسے ل سکتا ہے۔ نہ باتیں کام آ سکتی ہیں نہ ضامن۔ وہاں تو کسی طرح بھی دال نہیں گل سکتی۔ دوست اجاب سے عزیز واقارب سے کچھ مشہرین سے پیشگی لیا۔ کچھ اجاب اور آشنائوں سے وعدہ فردا پر قرض لیا جس سے قرض لیا اُس کو یقین دلادیا کہ یہ دیکھئے پرچہ آج جا رہا ہے۔ دو تین روز میں می پی وصول ہو جائیگے۔ روپیہ ہی روپیہ ہو جائیگا۔ حالانکہ کل کا وعدہ واقعی وعدہ فردا کا بھیج مفہوم ہو جاتا ہے۔ خیر صاحب قرض وغیرہ لے کر ٹکٹ کا انتظام کیا۔ اور تمام ایڈیٹروں کے نام ہفتہ ہار بانفل کے نام۔ رُسا اور مغربین کے نام۔ اجاب و شناسا کے نام۔ جسے کہ زبردستی جان نہ پہچان حضرت کے نام روانہ کر دیئے۔ بعضوں کے نام سفارشی حوالے دلائے کہ فلاں صاحب نے آپ کا پتہ مجھ کو بتایا اور وی پی روانہ کر لیا مجھ کو حکم دیا ہے۔ پرچہ میں اعلان بھی موجود ہے کہ یہ نمونہ ہے۔ آئندہ وی پی ارسال خدمت ہو گا۔ اُس کو وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ اُمید ہے کہ وی پی وصول فرما کر شکر گزاری کا موقع دیکھئے گا۔ تھوڑے نمونے کیجے اور تھوڑے وی پی پہلے ہی سے کر دیئے۔ سو میں پانچ وی پی وصول ہوئے۔ باقی واپس آکر ردی کے لئے جمع ہوتے رہے۔ کچھ پر پتہ نہیں چلا لکھا ہوا واپس آیا۔ بیشتر نا منظور لکھا ہوا واپس آیا۔ جو نمونے گئے تھے وہ کوئی نہیں واپس آئے اور وی پی والے مضمون پھر کر دُنیا کی گولائی کا ثبوت دیتے ہوئے ایڈیٹر کی خدمت میں نوٹ کر آ گئے۔ کچھ عرصہ تک یہی رنگ چلا۔ راستے میں چول گیا یا جہاں گئے پرچہ کا اور اپنا تعارف کر کے خریداری یا اشتہار دینے کی درخواست کرتے رہے۔ اب ایڈیٹر صاحب کی شان یہ ہے۔ کہ ایک ماہ میں پرچہ ہے دوسرا ماہ پتلون کی جیب میں ہے۔ دوکان۔ دوکان اشتہار اور گھر گھر خریدار حاصل کرتے پھرتے ہیں۔ اپنی عیم الفرمتی اور پرچہ کی خریداری پر رغبت کے لکچر بیان کرتے پھرتے ہیں۔ پانچویں چھٹے درجہ تک کی تعلیم حاصل کی ہے۔ مگر گنگو اور فیشن و شان سے گریجوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ اُردو میں بات چیت کرتے ہیں مگر ہر جملے میں دوچار الفاظ انگریزی کے ضرور مخلوط ہوتے ہیں گنگو

تیز اور موثر کرتے ہیں جس سے ہم کام ہوتے ہیں۔ اُس پر اپنی پوری قابلیت کا جال پھیلا دیتے ہیں۔ ایسے رہنے ہو گئے، ایک ہی سانس میں کہہ جاتے ہیں کہ دوسرے کو بات کرنے اور جواب دینے کا موقع نہیں ملتا۔ سوائے اس کے کہ دم بخود رہنا کرے۔ ٹک ٹک دیدم دم نہ نکشیدم والا ضحک ہوتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی گفتگو بھی ناظرین ملاحظہ کر لیں۔ چار آنکھیں ہوتے ہی ہسپاؤسٹر تمہاری تو تلاش تھی خوب ملے، بس اس ایک جملہ کا جواب تو بیچارہ مخاطب نے مسکا پھر نوبت نہ آئی۔ ایڈیٹر صاحب کی ڈاک چھٹ گئی۔ سبھی ایک پیپر جاری کیا ہے۔ تم بھی ابد کے فریڈ ہو ہلپ دو اور ٹرائی کرو۔ مجھے کنوینسنگ کا چانس نہیں ملتا۔ میں ٹائم کا بہت بیکچل ہوں۔ تقریباً ٹوینٹی فور آور میں بڑی رہتا ہوں۔ ارلی ان دامارنگ اٹھتا ہوں۔ ٹی کے بعد ایڈیٹریل اور نوکل نیوز لکھتا ہوں۔ اُس کے بعد باقیہ کیا بریک فاسٹ سے فرصت ہوئی آفس میں جا کر بیٹھ گیا۔ ڈاک دیکھی کارسپانڈنس کیا۔ اتنے میں پیپر کمپلیٹ ہو کر آگیا۔ ڈیپٹیج کرایا ایڈرس لکھا پوسٹ کر دیا۔ پھر ذرا فوری چیز پرائنڈ کوریسٹ دیتا ہوں۔ ٹفن ٹائم ہو گیا۔ اُس کو فینش کیا۔ ایوننگ میں ٹی کے بعد واک کو نکل جانا ہوں۔ ٹائٹ ٹائمس میں میٹنگ وغیرہ کہیں ہوئی اُس کو ایڈین کیا۔ اُس کے بعد ریڈنگ روم میں چلا گیا۔ کچھ پیپرس دیکھے نیوز وغیرہ نوٹ لکیں۔ بارہ بج گئے گھر آکر پڑ رہا۔ بعض ٹائم میں پرائنڈ ہو جاتا ہے۔ کوئی ورک نہیں کر سکتا ہوں۔ ایڈیٹری میں بہت ڈیفیکٹس ہیں۔ رجسٹر پاس نکال کر تم جانتے ہو مجھے سینما سے کس قدر انٹرسٹ ہے۔ یہ دیکھو حالانکہ پاس موجود ہے مگر ٹائم نہیں ملتا۔ کیا کروں ہلپس نو ٹائم۔ پرسنل ورک لیٹ ہو جاتا ہے۔ بعض سرکس ٹائمر ایسے ہیں کہ محنت مشکل ہے۔ ہوم کنڈیشن ایسی ہے کہ مدرا و ریج ہیں۔ وائف بیک ہیں۔ ڈیوری ہونے والی ہے۔ بہت اسپارٹسٹ کیس ہے۔ پرائنڈ بالکل آپنڈ ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تاکہ وہاٹ وئی شد ڈو۔ ایک دفعہ گھبرا کر ساعدا سیمین کو بل دیا تو جھٹ آنکھیں نکال کر اور ہونٹ سکور کر کے اومائی گڈ گاڈ لیٹ ہو گیا۔ ٹولیٹ۔ ایک فریڈ سے اپائنٹمنٹ تھا۔ اور اگیزٹ ٹائم پر پارک میں ملنے کا پھانس تھا۔ وہ بیچارہ ویٹ کر رہا ہو گا۔ ناؤ آئی ایم کوئنگ۔ پھر ملو نگا۔ اپنی اد رٹائم آئی وی سی یو یا آفس ٹائم پر تم خود آ جانا۔ تھینک یو گڈ بائی۔ چلتے چلتے بیچارے وصیت کرتے گئے کہ پیپر تمہارے ایڈریس پر ایسٹوکر دونگا۔ ذرا کسمٹرا وریڈور ٹائمر دونو کا خیال رکھنا۔ یحییٰ صاحب ایڈیٹر صاحب ہاتھ ملاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ڈاک کھڑی آئی تھی نکل گئی جس سے گفتگو کی تھی وہ مبہوت تکتا رہ گیا۔ اور یہ غور کرنے لگا کہ کلاس میں تو یہ حضرت بہت کند ذہن اور غبی تھے۔ برائیں ہوتے رہے۔ پانچویں درجہ سے تعلیم بھی چھوڑ دی تھی۔ بد اتنے قابل کہتے ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ



کسی اور جگہ تعلیم حاصل کی ہے۔ جب اتنی قابلیت سے بات چیت کرتے ہیں تو پرچہ بھی خوب ہوگا۔ اب پرچہ کا بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ دو چار دن بعد پرچہ آیا۔ ٹائٹل پر نام لکھا ہوا اور شخص پر مارک بنا ہوا علی قلم سے چھپا ہوا ہے۔ دیکھنے سے یہ بھی پتہ چلا کہ مفت شاعر بھی ہو گئے ہیں۔ خوب پڑھا دیکھا بھالا۔ ایڈیٹر صاحب کا مضمون پڑھا تو ماشا اللہ اور سبحان اللہ۔ سُرخ اور مضمون سے کوئی تناسب ہی نہیں مضمون کی یہ حالت کہ نہ مبتدائی خبر کا پتہ نہ خبر کے مبتدا کا۔ بحث سرکار سے چھینٹے لیڈروں پر۔ سوال کانگریس سے جواب قوم کا۔ پھر خود نیوٹرل کے نیوٹرل۔ سب کے دوست کے دوست اور مخالف کے مخالف۔ یہ کہیں سے نہ پتہ چلا کہ ایڈیٹر کا منشا کیا ہے۔ یہ تو ایڈیٹوریل کا حال ہے۔ باقی وہی چیزیں جو دو چار دن پہلے دوسرے اخباروں میں نظر سے گزر چکی ہیں۔ مضمون نگار ایسے ایسے کہ دنیائے صحافت میں کبھی پائے نہیں گئے۔ ایڈیٹر صاحب کے نیوٹرل ہونے کا سراخا حلقہ طور میں آیا کہ جب کوئی معاملہ آپڑا تو ہر ایک نے اپنا مخالف سمجھ کر دودھ کی مکھی کا سلوک کیا۔ کسی ہمعصر نے بھی تائید نہ کی۔ چمکاؤ کی طرح اہلی کی ٹہنی میں جالٹے کسی نے دُفیش چلادیا تو سب ضبط ہو گیا۔ ایڈیٹر صاحب بڑے گھوٹ میں چل قدمی کر رہے ہیں۔ اب ایڈیٹر صاحب جب پھر کوئی نیا جنم لینگے تو دکھائی دینگے۔ چند روز خوب شان و شوکت سے پرچہ نکلا۔ اخباروں میں خیر مقدم اور ریویو کی دھوم مچی۔ خوب پروپیگنڈا کیا۔ چند دنوں کے بعد کاتبوں نے رقم بقایا ہونے کی وجہ سے سٹراٹک کر دی۔ پریس والے نے چھاپنا بند کر دیا۔ کاغذ والے نے عدالتی چارہ جوئی کی۔ پرچہ بھی خلاف وقت نکلنے لگا۔ ہر پرچہ میں نوٹ معذرت موجود ہے۔ کبھی کتبہ بیمار ہو گیا۔ کبھی پریس کی بجلی فیل ہو گئی۔ کبھی ایڈیٹر صاحب بیمار ہیں یا دورہ پریس۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پرچہ کا دتار آخر کار جاتا رہا۔ ایڈیٹر صاحب کی قابلیت کا راز بھی فاش ہو گیا۔ خریدار اور مشہورین جو پیشگی رقم دیکر مینس چکے تھے۔ اُن لوگوں نے خط پر خط بھیجنا شروع کئے مگر جواب کون دے۔ ایڈیٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ لیجئے جناب پرچہ بھی غائب ایڈیٹر صاحب بھی لاپتہ۔ لوگوں نے مفقود الخبر سمجھ کر فاتحہ پڑھ دی۔ ختم شد۔ اتفاق سے کہیں راستے گلی میں کسی کا سامنا ہو گیا اُس نے پہچانا اور صلواتیں سنانا شروع کیں۔ تو نہایت مسکینت اور بجا جنت سے فرمانے لگے کہ بھئی میں کیا کروں۔ میں خود ہی اخبار کے پیچھے تباہ ہو گیا۔ اپنے کو مٹا کے میں نے پرچہ کو کامیاب بنایا تھا۔ ہر طرح کی زحمت و مصیبت برداشت کی۔ مگر قوم بڑی لاپرواہ اور ناقصی ثابت ہوئی۔ واللہ سچل قدر دان نہیں نہ حسرت ہی باقی رہا۔ ابتدا ہی میں پرچہ دیکھے کس قدر کامیاب ہو گیا تھا۔ آپ نے نمبر خریداری سے اندازہ کیا ہوگا۔ دو تین ہزار شائع ہوتا تھا۔ (حالانکہ بشکل دو ڈھائی سو شائع ہوتا تھا اور نمبر خریداری ۱۷۵ سے شروع کیا گیا تھا) اس المناک و مستقل کو ٹکڑا کر شاکی بیچارہ خاموش ہو گیا۔ یہ فرماتے ہوئے چل دیے کہ میں غمگین دو دوسرا پرچہ جاری کرنے والا ہوں۔ اُس میں آپ کا بقیہ چندہ محسوب کر لوں گا۔ وعلیکمہ کہ کامیابی ہو۔ بریں عقل و دانش برباد گرست۔ یہ طے

شہدہ ہے کہ لکھنؤ والوں نے ہرفن اور ہربازی کو پائے تکمیل تک پہنچایا ہے۔ مگر اخبار بازی میں پنجاب کو لکھنؤ پر ترجیح حاصل ہے۔ انصافاً ملک میں پنجاب اخبارات و رسائل کی منڈی ہے۔ جو پرچہ یا رسالہ وہاں سے جاری ہوتا ہے نہایت آب و تاب سے نمودار ہوتا ہے۔ اور کامیاب بھی ہوتا ہے۔ وہاں ترقی اور کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ پنجاب میں نسبتاً یہی ایک بازی زیادہ ترقی پذیر ہے۔ یعنی پرچہ بازی۔ لکھنؤ میں چونکہ لاتعداد بازاریاں ہیں اس وجہ سے پرچہ بازی میں لکھنؤ پنجاب کے دوش بدوش نہیں چل سکتا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ لکھنؤ میں ایڈیٹری اور مضمون نگاری کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہاں ہر شخص شاعر ہے۔ مضمون نگار ہے۔ فنانہ نویس ہے۔ شار ہے۔ ادیب ہے۔ اہل زبان ہے (خواہ ڈھول کا پول کیوں نہ ہو مگر اپنے کو سمجھتا تو ہے) اس وجہ سے ایڈیٹری کی صلاحیت سب میں ہے۔ خصوصیت سے نا اہل حضرات اپنے منہ میاں ٹھٹھا پھنچیں دیگرے نیست میں مست و سرشار ہیں۔ گویا پرچہ نکالنا ایک فیشن ہو گیا ہے۔ جو اٹھایک پرچہ جاری کر دیا چاہے وہ دو تین چار اشاعت کی زندگی پائے۔ بقادر فنانہ نظر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے کُتاب کا نمونہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ برعکس اس کے پنجاب میں یہاں کی طرح کثرت نہیں ہے قلت ہے۔ اسی وجہ سے جو ہیں وہ قابل فخر اور مستحق تحسین ہیں پوری محنت و دیانت سے کام کرتے ہیں۔ مضامین نگار کی وقعت کرتے ہیں۔ پرچہ ترقی پانا اور کامیاب ہونا یہاں کھیل ہے دھال کام ہے۔ وہاں فرضی کارروائیوں پر کم کار بندہ ہوتے ہیں۔ یہاں فرضی پردہ پیگنڈے سے کام نکالنا فخر سمجھتے ہیں۔ عجیب لطف کی بات ہے کہ ایڈیٹر بننے کے بعد اہل مطبع ہونے کا بھی سودا ہو جاتا ہے۔ دو ایک لڑے پھوٹے پتھر اور چھوٹا سا سٹپٹ سینڈ پریس قانونی سجت کے لئے ہیا کر کے مطبع کا ڈیکلریشن حاصل کر لیا۔ لیجئے اہل مطبع بھی ہو گئے۔ اخبار چھپتا ہے دوسرے مطبع میں نام چھپتا ہے اپنے مطبع کا۔ مطبوع کا نام اشتہاروں اور اخباروں میں دیکھ لیجئے۔ مگر وجود کا پتہ کہیں نہیں۔ مثلاً رضا کارپریس۔ صادق پریس۔ انڈین پریس۔ نادر پریس۔ ناظر پریس۔ انوار پریس وغیرہ وغیرہ۔ معلوم نہیں یہ مطابع کس محلہ میں واقع ہیں۔ بڑا شہر ہے پتہ نہیں چلتا۔ ہو گا ضرور ورنہ نام کیسے طبع ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عملی معاملات میں اہل پنجاب کو داد دینا پڑتی ہے۔ لکھنؤ بیچارہ بھی جس قدر ادب کی خدمت ہو سکتی ہے کرتا ہے۔ اہل حضرات تو ہر کام اہلیت سے کامیاب کر لیتے ہیں۔ چاہے پنجابی ہوں یا لکھنؤی مگر نا اہل جو حشرات الارض کی طرح دُنیا سے صحافت میں پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خواہ مخواہ ادب کو پراگندہ کر رکھا ہے۔ خواہ وہ لکھنؤ کے ہوں یا پنجاب کے۔ یوں تو ملک میں گوشہ گوشہ سے اخبارات و رسائل کُباب کی طرح نمودار ہوئے اور فنا ہو گئے۔ پرچہ نہایت شان و شوکت سے جاری ہوئے اور نا اہلیت کی بنا پر چند ہی دن میں بند ہو گئے نام تک فنا ہو گیا۔ اور جن لوگوں میں اہلیت و صلاحیت اور قابلیت ہے اُن کے زیرِ جب سے جاری ہوئے اب تک

قائم ہیں۔ اور وہ اپنی خوش حالی اور قابلیت کے باعث ہمیشہ جاری رہیں گے۔ چونیک نیکی سے کام کرتے ہیں وہی ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔ اور جن کو محض پیسہ کمانا اور اپنا نام نمودا اور شہرت حاصل کرنا ہے۔ وہی دُنیائے صحافت میں بدنام ہوتے ہیں اور صحافت و ادب پر بدنامہ لگاتے ہیں۔ اور جو حقیقتا اہل ہیں وہ حقیقت میں قابلِ فخر ہیں۔ بعض بیچارے ہمت بلند کرتے ہیں مگر پست ہو جاتے ہیں۔ اپنے ٹکس و ہوس بھی وقت پر کام نہیں آتے۔ دُنیائے مطلب کی ہے۔ کوئی نصیحت کرتا ہے۔ کوئی حق بات کہتا ہے۔ مگر آجکل صداقت و راستی کا رزاق نہیں ہے۔ کوئی اودھ بیچ کا لڑ بیچ بنتا ہے مگر وقعت نہیں ہوتی۔ بیچ کو غور پسند نہیں ہوتا ہے۔ برادری سے مل کر رہنا چاہئے۔ کوئی پیغامِ رسانی میں مہمک ہے کوئی اتحاد کی مدایت کرتا ہے مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ اکثر جہاں نام کی طرح واقع ہو کے نظروں سے گر جاتے ہیں۔ بعض واقعات کے انکشاف میں تھک کر بیٹھ جاتے۔ بعضوں نے ایسی ایسی ادب و صحافت میں جدت دکھائی اور شرطِ رنج کی چالیں چلے کہ سیارے بھی اپنی چال بھول گئے۔ کسی نے ادب کی خدمت کی کسی نے فتنہ سمجھ کر برپا کر دیا مگر زور نہ چل سکا۔ کوئی وطن و قوم کا وکیل بنا اور مثل صانع کے چمکا۔ کسی نے حریمِ ناز میں اپنی ادائیں دکھائیں۔ کہیں پیرِ خانہ نے حوصلہ مندی سے کام لیا اور اربک متوالوں کو مست کر دیا کہ بے ساختہ پکار لڑے۔ آباد رہے ساقی دائم تیرا بھانہ۔ یوں تو بہت ساقی گزرے ہیں مگر زندانِ ادب کی سیری نہ کر سکے۔ اچھے اچھے فافوس خیالِ ناکامیاب ہو گئے۔ بڑے بڑے مبصر بھی گم کردہ منزل ہو گئے ہیں۔ شاعر اہل ہونو زبان کی خدمت کر سکتا ہے۔ خوب خوب نظارہ بازی ہوئی۔ کوئی دھم آف میں پھنسا۔ کوئی نظر پر مرنا۔ کوئی ترجمی نظر کا گھائل ہو گیا۔ مستقل قیام کسی کو نہ رہا۔ چمن لڑ بچر میں کچھ پھول کھلے۔ غنچہ بنا گلہ ستہ ہوا۔ لیکن عالم وجود میں اقدام کرتے ہی مرجھا گئے جس نے قیامت برپا کی وہ فنا ہو گیا۔ اس میدان کا زرار میں اکثر صلاح کل اور انصاف پسند بھی آئے مگر بے سود رہا۔ غرض کہ ادبی دُنیائے بڑے بڑے انقلاب ہوئے کہ الامانِ محفوظ۔ کوئی مرصع نگار بنا مگر منہ کی کھائی۔ نگار خانہ صحافت میں کمال دکھانا آسان نہیں۔ ایسا شیرازہ بکھرتا ہے کہ دین و دنیا کو سنبھالنا اور اپنی عصمت کو بچانا محال ہو جاتا ہے۔ سچ بول کر عرض ہوتا ہے۔ کوئی ہسپتال بنا کوئی ہسپتال کے روپ میں نمودار ہوا۔ کسی کو عالمگیر شہرت ہوئی۔ کوئی اپنی نیرنگ خیالی میں ہمایوں بن بیٹھا۔ جو صوفی تھے انہوں نے دینہ پسند کیا۔ زمانہ ایسا ہے کہ زمیندار تک چین سے نہیں رہ سکتے۔ کوئی جمعیت کا لیڈر بن گیا اور شیعہ رہبری کا کام کرتا رہا۔ گلہ ستہ جاوید تک فنا ہو گئے۔ کسی کو سمنہ ناز پر ایک اور تازیانہ ہوا۔ کسی نے ریاست کی لی اور اپنی پوری طاقت نکتہ چینی میں صرف کی۔ کوئی خادمِ دیش بنا کوئی خادمِ حرمین مگر نظام درست نہ کر سکا۔ کوئی نرس پیار کی طرح جان سے گزر گیا۔ کسی نے اپنی دلداز باتوں سے گرویدہ بنا دیا کہ مثلِ نجم کے روشن ہو گیا

کوئی غیر نیتیاں بن کر جاوے اور عجیب عجیب منتظر دکھائے کہ ہر ناظر انگشت بند نہاں رہ گیا۔ صراطِ مستقیم پر چلنا بہت مشکل ہے کسی نے پتہ جمع کر کے گڈڑی کے لال دکھائے بعض اپنی قوم میں غرور ہو گئے۔ رضا کار بن کر خدمتِ ادب کے مظاہرے کرنے چاہے۔ بعض نے سیاست میں اپنے ہنر دکھائے کسی نے وطن کا ہمدرد بن کر اپنے جوہر دکھا دیئے۔ کوئی سرفروش کی طرح سر بکھٹ رہا۔ سب نے اپنے اپنے رنگ دکھائے مگر جو جگت استاد ہے۔ اُس نے رہنمائے تعلیم کا جام پہن کر ادب اور صحافت میں چار چاند لگا دیئے۔ اور دُنیا کے لیر پجر میں صومِ مجاوی۔ اور اپنی راہِ نمائی سے بچاؤں گم کردہ منزلِ ادب کو صراطِ مستقیم پر پہنچا دیا۔ آج کل ایسے جگت استاد کی ضرورت ہے جو سچی راہِ نمائی کرے۔ وہی رہنمائے تعلیم کا سچا دعویدار ہو سکتا اور اسی کی خدمت کے فیض پہنچ سکتا ہے۔ لائقِ تحسین اور قابلِ مبارکباد ہیں رہنمائے تعلیم والے جو نہالانِ چمن کو محنت کے سینچ رہے ہیں۔ وہ دوسروں کی قدر کرتے ہیں اور زمانہ انکی قدر کرتا ہے۔ کامیابی اور ترقی کا سہرا انہیں لے کر رہے گا۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ ملک میں اتنا تعداد رسالے اور پریس شل جنابِ آفتاب کے ساتھ نمودار ہوئے اور چشمِ زمان میں نظروں سے غائب ہو گئے۔ مگر جب کوئی خدمت پیشِ نظر ہے وہ خدمتِ ادب کی کرے اور صحافت میں اپنا سکہ جما دے۔ خدا انکو ہمیشہ قائم رکھے اور ثابت قدم بنائے اور روزِ روشن کی طرح عروج دے۔ بیشتر اپنی ناقابلِ قابلیت کی وجہ سے۔ اکثر نفسانیت اور شوخ قلمی کی بنا پر۔ بعض بے مائیگی کے سبب بہتیرے بد معاہدگی کے باعث وجود میں آئے ہی فنا ہوئے۔ جن کا عدم وجود دونوں برابر ثابت ہوا۔ مجھ کو تو صرف

منظور ہے گذارشِ احوال واقعی اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

پرچہ ہو یا رسالہ اُسکی ترقی کا دار و مدار ہر لغزیزی پر مبنی ہے اور ہر لغزیزی اُسوقت حاصل ہوتی ہے جب سچا موافقت اور ناجائز مخالفت کے اپنے دامنِ صحافت کو پار کرے۔ بد معاہدگی سے پرہیز کرے۔ ادب کی سچی خدمت پیشِ نظر کرے۔ غیر معتبر اور بھرتی کے مضامین اور تمارے باخلاق افسانوں وغیرہ سے گریز کرے۔

قابلیت ہو دیانت ہو صداقت ہو۔ قدرِ دانی ہو۔ لابی ترقی اور کامیابی حاصل ہوگی نہ ہونا کیا معنی؟ آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ کسی کا مخالف نہیں کسی سے کدورتِ عداوت نہیں۔ یہ سچے واقعات ہیں۔ جن کا نیک نیتی سے محض ہدایت و نصیحت کے لئے انکشافات منظرِ اہر کیا ہے۔ یہ اُن سچے واقعات کی اصل تصویر ہے۔ جس سے ہر متعلق صحافت کو روزمرہ دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگر یہ عیوب ہیں تو چاہئے کہ اسکو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر نااہلوں کے نزدیک ہنر ہے تو خدا انہیں مبارک کرے چشمِ مارو شنِ دلِ شاد۔

گر نہ بیند بروزِ شپہ چشم چشمہ آفتابِ راج گناہ

خاکِ سار۔ اشدِ فاقِ زمینِ مکھنوی

# جذباتِ عابد

(جناب عابد مسیح صاحب عابد مراد آبادی)

ہے یاد مجھ کو بہت کچھ کلام حضرت نوح  
 لکھا ہوا ہے مرے دل پہ ناک حضرت نوح  
 وہی ہے رنگ مہی حسن ہے وہی بندش  
 کلام داغ ہے گویا کلام حضرت نوح  
 عدو بھی سن کے جسے واہ واہ کہتے ہیں  
 وہ ہے کلام فصاحت نظام حضرت نوح  
 لب زباں سے مری مریدہ و دل سے  
 جسے ہو پوچھنا پوچھے مقام حضرت نوح  
 ہے نقطے نقطے میں نکتہ تو بات بات میں بات  
 غزل میں دیکھے کوئی اہتمام حضرت نوح  
 ہزار جان سے قربان خود فصاحت ہو  
 زبان میں ہے وہ اعلیٰ مقام حضرت نوح  
 جما ہے خلق میں سن سلوک کا سکھ  
 خدائی کیوں نہ کرے احترام حضرت نوح  
 ہم اپنے قول پہ لا سکتے ہیں ہزار گواہ  
 عیاں زمانے پہ ہے فیض عام حضرت نوح  
 ہم اپنے دل کو نکالتے ہیں اپنی آنکھوں سے  
 یہ ذوق و شوق سے لیتا ہے نام حضرت نوح  
 ہمیشہ عیش کے عزت کے اور قدر کے ساتھ  
 ہے جہاں میں الہی قیام حضرت نوح  
 جو فخر ہے تجھے عابد وہی ہے ناز مجھے

کہ ایک میں بھی ہوں ادنیٰ غلام حضرت نوح

# اقتباسات

(۱) کوکسبی { انگریزی رسالہ ماڈرن ریویو میں یہ خبر پڑھ کر کہ میں بڑی خوشی ہوئی کہ الہ آباد میونسپلٹی کے مسٹر برج نارائن ویاس جو ایک لائق انجینئر ہوتے کے علاوہ ایک عالم بھی ہیں نے محکمہ آثار قدیمہ کی تجویز اس امر کی طرف متعلقہ کرائی ہے کہ وہ کوکسبی کے کھنڈرات کی کھدائی کرائے۔ تاریخ دان حضرات مانتے ہیں کہ کسبی بدھ دھرم کے زمانہ میں ایک عظیم الشان شہر تھا۔

(۲) سورج کی روشنی سے مریض کے جسم کے اندرونی حصوں کا غسل { سورج کی روشنی کے اندرونی حصوں کے غسل کا طریقہ ڈاکٹر جوزف منڈل بام Joseph Mandelbaum جو امراض سینہ کے بہت بڑے ماہر ہیں ایجاد کیا ہے۔ آپ نے اس امر کے لئے ایک چھوٹا سا گیس کا لیمپ ایجاد کیا۔ یہ لیمپ ایک اندے سے بھی قدیں کہیں چھوٹا ہے۔ اور اس میں سے Ultra Rays کی روشنی نکلتی ہے۔ اس آئندہ کو ایک مریض بغیر کسی تکلیف کے ٹکڑا سکتا ہے۔ اور جسم کے اندر معدہ یا انٹسٹائن کے کسی حصے میں جہاں کوئی تکلیف ہو اسے ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ تین منٹ کے عرصہ تک اس سے روشنی نکلتی رہتی ہے۔ ۹۰ فیصد رسی حالتوں میں یہ تین منٹ کا وقفہ اندرونی پھوڑے یا کسی دیگر خرابی کو رفع کرنے کے لئے بڑا کافی عرصہ ہوتا ہے۔ (پاپولر سائنس)

(۳) ہندوستان کے جنگلات { مسٹر رابندر امر سین دت ایم ایس سی نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون انگریزی رسالہ انڈین ریویو میں حوالہ قلم کیا ہے جس کا ضروری حصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

جنگلات ہندوستان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ مختلف جنگلاتی وقتوں میں مختلف درختوں کے اگنے کا دار و مدار مختلف قسم کی زرخیز زمین بارش کی مقدار سطح کی اونچائی اور دیگر قدرتی حالات پر منحصر ہے۔ یہ صرف حضرت انسان ہی ہے کہ جولاکھوں مربع میلوں میں جنگلات کی تباہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک کی حکومتوں کا یکساں طور پر تجربہ ہے کہ درختوں کے قدرتی طور پر اگنے کی فتنہ اشرف المخلوقات حضرت انسان کے درختوں کو برباد کرنے کی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے مختلف ممالک کی حکومتوں کو قانون بنا کر جنگلات کی حفاظت کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ ہند کا

بھی یہ فرض اولین ہے کہ ملک کے اس بے بہا سرمایہ کی خاص طور پر حفاظت کرے۔

لاکھوں میاوں میں پھیلے ہوئے جنگلوں کی یہودہ طور پر کٹائی بہت ابتدائی زمانہ سے جاری ہے۔ لیکن اس کے بڑے اثرات بوجہ کم آبادی جلدی محسوس نہ ہو سکے۔ لیکن جونہی آبادی بڑھنی شروع ہوئی جنگلوں کی اس غیر منظم اور یہودہ تباہی کا اثر بھی محسوس ہونے لگا۔ جنگلوں کی صدیوں تک محفوظ رہنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان میں بہت سے ایسے درخت بھی تھے جنہیں ہندو لوگ مذہبی خیال سے متبرک سمجھتے ہیں۔ پہلے پہل سلطنت مغلیہ کے زوال کے دنوں میں بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب جنگلوں کی کمی محسوس ہونے لگی۔ لیکن چونکہ ان مغل بادشاہوں کو اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ کو ہی ٹھیک کرنے سے فرصت نہ ملتی تھی تو بھلا جنگلوں کی حفاظت کیا خاک کرتے۔ انگریزی حکومت کے شروع میں جنگلوں کی تباہی کا اثر زیادہ اور نمایاں طور پر محسوس ہوا۔ لارڈ ڈلہوزی پہلے گورنر جنرل تھے جنہوں نے اس امر کو محسوس کیا۔ اور ۱۸۵۷ء میں جنگلات کے متعلق ایسی پالیسی کا اعلان کیا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر نے اس کام میں روکاؤ ڈالی۔ لیکن ۱۸۶۱ء سے جنگلوں کی حفاظت کا انتظام خاطر خواہ طور پر ہونے لگا۔ مختلف درختوں کی چھان بین اور مختلف علاقہ کے مختلف درختوں کے لحاظ سے تقسیم کی گئی۔ لیکن ابھی تک یہ کام پورا نہیں ہوا۔ اور اُجڑے ہوئے جنگلاتی علاقہ میں دوبارہ درخت لگا کر آباد کرنے کا کام ابھی بالکل ادھورا ہی ہے۔ ۱۸۹۲ء کی حکومت ہند نے صنایع الفاظ میں جنگلات کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کیا۔ اور مختلف جنگلات کو مندرجہ ذیل چار قسموں میں تقسیم کیا۔

اولاً۔ وہ جنگلات کہ جن کی حفاظت بوجہ آب ہوا کے نہایت ضروری ہے۔ یہ جنگلات عام طور پر پہاڑی علاقوں میں واقع ہیں۔ ان جنگلات کا وجود بارش کے لئے بڑا ضروری ہے۔

ثانیاً وہ جنگلات جن سے قیمتی لکڑی مثلاً چیل، کیل، دیودار، سال وغیرہ حاصل کی جاتی ہے۔ یہ جنگلات عام طور پر کوہ ہمالیہ کے دائیں میں واقع ہیں۔ اور وسطی ہند میں بھی پائے جاتے ہیں۔

ثالثاً۔ وہ چھوٹے چھوٹے جنگلات جہاں سے اندھن اور دیگر معمولی ضروریات کے لئے لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔

رابعاً۔ وہ جنگلات جن سے مختلف صنعتوں کے لئے مختلف قسم کی خام اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ اور ان اشیاء کو بھی ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

اول وہ جنگلات جہاں سے مختلف قسم کی عمارتی لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ دوم وہ جنگلات جن سے

لاکھ مختلف قسم کے تیل - فیروزہ اور تارپین وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کی پیداوار کی مانگ دُنیا کے تمام حصوں میں بڑھ رہی ہے۔

اگرچہ محکمہ جنگلات کا سب سے بڑا کام جنگلات کی حفاظت کرنا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور ضروری کام بھی اس محکمہ سے لیا جاتا ہے۔ اور وہ زراعت اور دیگر صنعتوں کے ساتھ اس کا تعاون ہے۔ نئی وجہ تھی کہ رائل ایگریکلچر کمیشن نے اس امر کی سفارش کی تھی کہ ہر صوبہ میں جنگلاتی پیداوار کو استعمال کرنے کے لئے ایک افسر مقرر کیا جائے۔ جو *Forest Utilization Office* کہلائے۔ اور جس کے فوڈرائز ہوں۔ اول یہ کہ وہ جنگلات کی خام اشیاء کو مختلف صنعتوں میں استعمال کرنے کا مشورہ دے۔ دوسرے محکمہ زراعت سے تعاون کرے۔

(۴) **جاپان کی صنعتی ترقی** { انگریزی رسالہ ماڈرن ریویو جاپان کی صنعتی و حرفتی ترقی کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔

جاپان کے متعلق ہمارے خیالات خواہ کچھ بھی ہوں۔ لیکن یہ بات تو بالکل عیاں ہے۔ کہ جاپان ایک نہایت منضبط - تعلیم یافتہ اور صنعت و تجارت میں ماہر قوم ہے۔ اور ان تمام باتوں کی تہ میں جاپانی عورتوں اور مردوں کی بغیر کسی شور و شر کے کام کرنے کی قوت اور جذبہ حب وطن ہے۔ ہندوستان میں اعلیٰ ذاتوں کے دقیانوسی ہندو تو ابھی اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ اونٹے ذاتوں کے ہندوؤں کو مندروں میں نہ گھسنے دیا جائے۔ حالانکہ چوہے۔ چوہیاں اور کیرٹے مکوڑے ان مندروں میں بغیر روک ٹوک آ جا سکتے ہیں۔ لیکن جاپان کی اعلیٰ فوجی ذات۔ نے جسے *Samurai* کہتے ہیں بطور خود بغیر کسی مجبوری یا لڑائی جھگڑے کے اپنے تمام حقوق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور سب جاپانیوں کے حقوق یکساں طور پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ بے شک جاپان کے سستے مال کی ایک وجہ ملک کے سکیمین (*Yen*) کے شرح تبادلہ میں کمی ہے۔ لیکن یاد رکھنے کے قابل یہ بات بھی ہے کہ جاپان نے ہندوستان و دیگر ممالک کی منڈیوں پر اپنے سکیمین کی قیمت گھٹنے سے پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا۔ اور اگرچہ یہ شرح تبادلہ میں کمی ملک کی برآمد میں مدد کرتا ہے۔ لیکن ملک کی درآمد کے لئے نقصان دہ بھی ہے۔ دراصل جاپان کی صنعتی اور تجارتی ترقی کی اصلی وجہ اُس کا اعلیٰ صنعتی و تجارتی نظام۔ چھوٹے اور بڑے پیمانے کی صنعتوں میں تعاون۔ اعلیٰ صنعتی و ٹیکنیکل تعلیم جو ہر عورت اور مرد باسانی اور تھوڑا خرچ کر کے حاصل کر سکتا ہے۔ مزدوروں اور دیگر ملازموں کے بڑے کھلے۔

صاف اور ہوادار مکانات جو صحت پر اچھا اثر کریں۔ اور انہیں بیمار ہونے سے بچائیں بان کے علاوہ لوگوں کی سادہ اور کفایت شعارانہ زندگی۔ اور دوسرے ممالک کے مقابلہ میں قلیل ترین شرح مزدوری



اور پھر ان میں مسلسل طور پر کام کرنے کی عادات ہیں۔

بے شک سب سے بڑی ان کی ملکی آزادی بھی ہے جس کے سبب وہ قوم جب چاہے ممالک غیر کے برخلاف زیادہ سے زیادہ محصول لگا سکتی ہے۔ اور اپنے ملک کی تجارت کی حفاظت کر سکتی ہے۔

(۵) مرد کیسی عورتیں پسند کرتے ہیں { رسالہ بیدار جالندھر کے نومبر نمبر میں اس عنوان کا ایک مضمون چھپا ہے۔ اس میں سے صرف یورپ کے ایک مشہور

عالم کا گوبل کی رائے عورت کے متعلق دی جاتی ہے۔

میں جہاں بھی جاتا ہوں عورتیں میرا تعاقب کرتی ہیں۔ میں ان عورتوں سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ جو کامیاب مشہور مرد کے پیچھے دوڑتی ہیں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ عورت مرد سے محبت نہیں کرتی۔ بلکہ وہ ہر ایسے مرد سے محبت ظاہر کرتی ہے جو خوب صورت ہو۔ طاقتور ہو۔ مالدار ہو۔ جسے شہد سمجھ کر عورتیں مکھڑوں کی طرح ٹوٹ پڑتی ہیں۔ میں ایسی عورت چاہتا ہوں جو مجھ سے بے لوث محبت کرے۔ میں بیمار ہو جاؤں۔ غریب ہو جاؤں۔ لگتا ہو جاؤں۔ مگر مجھ سے ٹٹ نہ ٹوٹے۔ ایسی عورت وہی ہو سکتی ہے جو عقلمند اور مضبوط ارادہ والی ہو۔ وہ عورتیں بلائیں ہیں۔ جو میرے جن کی تعریف کرتی ہیں۔ اور اپنے آپ کو میرے قدموں پر ڈال دیتی ہیں۔ ایسی عورت کا خواہشمند ہوں جو خود دار ہو۔ اور ظاہری احوال سے مرعوب نہ ہوتی ہو۔

(۶) مکمل ترین قدرتی خوراک { اس عنوان سے ایک مضمون رسالہ ہذا میں لالہ بالکند صاحب بی اے ایل ٹی نے حوالہ قلم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

”قدیم زمانہ کے بڑے بڑے علماء و ماہران علم سائنس اس انسانی انجن کے لئے مکمل ترین خوراک کی تلاش میں کوشاں رہے ہیں۔ آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دودھ ہی ایسی غذا ہے جس میں خوراک کے جملہ اجزاء مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ یہ بات صرف گلے کے دودھ کے متعلق ہے۔ جو ماں کے دودھ کا نعم البدل ہے۔ دودھ کے بڑے بڑے اجزاء پانی۔ پروٹین۔ چینی۔ چربی وغیرہ ہیں۔ اس میں پانی کی اتنی ہی مقدار رکھی گئی ہے جتنی ہمارے جسم کے لئے ضروری ہے۔ دودھ کی پروٹین نہایت اعلیٰ ہوتی ہے۔ معدنی مادہ بھی کافی مقدار میں مناسب قسم کا ہوتا ہے۔ اس میں بچوں کی پرورش اور بالیدگی کے لئے جو نا بھی کافی ہوتا ہے۔ اس میں چربی بھی کافی ہوتی ہے۔ اس میں تمام جوہر (Vitamin) بھی پائے جاتے ہیں۔“

دودھ باوجود ایک عمدہ غذا ہونے کے ایک اور اعلیٰ وصف اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہ گوشت اور نشی اشیاء کی مانند انسانی جسم میں کسی قسم کا جوش پیدا نہیں کرتا۔ زندگی کا امرت ہونے کے علاوہ یہ ایک

نہایت طاقت بخشنے والی شے ہے۔ یہ خون کا دباؤ زیادہ نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے استعمال سے بعد میں صحت پر کوئی مُغیر اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ دیگر طاقت دینے والی اشتہاری دواؤں کے استعمال سے۔

پروفیسر شرم سے ارزاں ترین مکمل خوراک سمجھتے ہیں۔ سو اسیر دودھ جس کی قیمت دویاتین آنے ہوگی۔ اس قدر طاقت دیتا ہے جتنی آٹھ انڈے۔ پندرہ اونس گوشت۔ ساڑھے تین پونڈ مچھلی یا دو پونڈ مرغ کا گوشت۔ ان میں سے ہر ایک چیز کی قیمت دودھ سے زیادہ ہے۔

چرک قدیم ہندوستانی ماہر طب نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ دودھ انسان اور چوپاؤں کی صحت اور بالیدگی کے لئے نہایت ضروری غذا ہے۔ گلے کا دودھ سبب اعلیٰ ہوتا ہے۔ یہ بچوں کے لئے زندگی۔ نوجوانوں کے لئے صحت اور بوڑھوں کے لئے طاقت ہے۔ یہ نہایت مزیدار ہوتا ہے۔ دلپسند خوشبو دیتا ہے۔ زود ہضم ہے۔

(۷) نباتات پر کلوروفارم کا اثر :- رسالہ ہبایوں لاہور نے اس عنوان پر چند سطور حوالہ قلم کی ہیں :-

ڈاکٹر بوس نے نباتات کے متعلق جو حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ اُس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حال ہی میں انہوں نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ درخت کلوروفارم کے اثر سے عارضی طور پر بیہوش کئے جاسکتے ہیں۔

عام طور پر یہ معلوم ہے کہ زیادہ بڑے درخت ایک جگہ سے اکھڑ کر دوسری جگہ نہیں لگائے جاسکتے۔ اور اگر ایسا کیا جائے تو وہ بہت جلد سوکھ جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بڑے درختوں کی جڑیں ضرور کٹ جاتی ہیں۔ اور اگر جڑوں کا کچھ حصہ کٹ جائے تو اکثر درخت سوکھ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر بوس نے ثابت کیا ہے کہ محض جڑوں کا کٹ جانا ہی درختوں سے سوکھنے کا باعث نہیں ہوتا۔ بلکہ جڑوں کے کٹنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ درخت کو اکھڑ کر پہنچانے میں جو صدمہ درخت کو پہنچتا ہے۔ وہ اس کے لئے ذہنی طور پر اتنا شدید ہوتا ہے کہ وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

اپنے اس عملے کو ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر بوس نے بعض بڑے بڑے درختوں کو کلوروفارم کے عمل سے بیہوش کیا اور اُس کے بعد انہیں ایک جگہ سے اکھڑوا کر دوسری جگہ لگا دیا۔ بیہوشی کی حالت میں درخت صدمہ کی اس شدت سے محفوظ رہے جو اسکے لئے جانکاہ ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دوسری جگہ دوبار لگنے ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانے کے بعد ایسے درخت بھی اتر اتر میں مڑ جاتے ہیں جو بعد میں پھر سرسبز ہو جاتے ہیں۔ ان درختوں کو بھی صدمہ تو ہوتا ہے لیکن سخت کی وجہ سے برداشت کر لیتے ہیں۔ اور اپنے نئے ماحول میں دوبارہ خوش

بہوشی کی حالت میں درخت صدمہ کی اس شدت سے محفوظ رہے جو اسکے لئے جانکاہ ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دوسری جگہ دوبار لگنے ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانے کے بعد ایسے درخت بھی اتر اتر میں مڑ جاتے ہیں جو بعد میں پھر سرسبز ہو جاتے ہیں۔ ان درختوں کو بھی صدمہ تو ہوتا ہے لیکن سخت کی وجہ سے برداشت کر لیتے ہیں۔ اور اپنے نئے ماحول میں دوبارہ خوش

# حضرت مرزا خادم کی غلط فہمی

حضرت مرزا خادم نے برق مضطر حضرت غنی کے بے راہ روی کے عنوان کے ایک مضمون رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور میں سچواں اس مضمون کے جو حضرت برق مضطر کی طرف سے عین کے ساقط التقطیع ہونیکے متعلق ایڈیٹر رسالہ شام کی غلط شاہراہی کے ماتحت سالہ رہنمائے تعلیم مارچ ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ برکات اشاعت بھیجا تھا۔ مدیر حصہ نظم رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور یعنی ابوالفضاحت افضل الشعرا حضرت جوش ملیانی نے حضرت مرزا خادم کے اہم مضمون کو غلط ثابت کر کے انکے قول کی تردید اور انکی غلط فہمی کو رفع کر دیا تھا اور انکی مرسلہ تحریر قابل وقت نہ سمجھ کر اسکو دخل دفتر کر دیا۔ تاہم حضرت مرزا خادم نے اپنے قول کی تردید میں پھر ایک مضمون دفتر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور میں بھیجا مگر انکی سرپا غلط بیانی کو ابوالفضل صاحب صوف نے پھر ذکر کے صاحبزادہ محمد فضل الرحمن صابری کے مضمون کے تحت سالہ رہنمائے تعلیم ماہ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۶ پر ایک علیحدہ نوٹ درج کیا۔ اور انکے مضمون کو کوئی وقعت نہ دیکر پھر دخل دفتر کر دیا مگر مرزا خادم کی غلط فہمی دور نہ ہوئی اور وہ اپنے غلط قول کو اب تک صحیح ثابت کر رہے ہیں۔

حتیٰ کہ حضرت مرزا خادم نے اپنے اس مضمون کو رسالہ شاعر اگرہ شریک نمبر اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۶ میں پھر شائع کر لیا ہے۔ اس کے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب صوف ید دانستہ سچو قسم شاعری سے اخباری نیائیں پنا نام نمود چاہتے ہیں بقول شخصے ع بدنام اگر ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا۔ برق مضطر حضرت غنی نے رسالہ شاعر کے اس قول کو کہ ع الوداع لے سخن گلشن الوداع۔ کے پہلا الوداع کا عین ساقط البحر ہے۔ جھٹلایا تھا اور لکھا تھا کہ ع اسطونش بریلو الی یاع کر رہے ہیں ہر پند اب عذر دلفریب۔ ان دنوں مصرعوں میں علی اور عذر کے عین خارج از بحر ہیں جو دخل عیب کے مگر الوداع کے دونوں عین ساقط التیقین نہیں ہیں۔

مرزا خادم بھی یہی کہتے ہیں کہ الوداع کا عین راج از تقطیع نہیں ہے! اور برق مضطر کہ نظائریں ان دنوں مصرعوں کے عین تقطیع سے گرتے ہیں مگر مرزا خادم کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ حضور برق مضطر عین گرانا جائز خیال کر کے ثبوت میں ید و شعر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عین گرانا جائز ہے۔ مگر نہیں حضرت برق عین گرنے کے خلاف ہیں اور وہ عین کا گرانا معجب بتاتے ہیں۔ اس معاملہ میں حضور مرزا خادم کو سخت غلط فہمی ہوئی ہے وہ رسالہ رہنمائے تعلیم کو مکرر غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر حضرت مرزا خادم کی اب بھی تجھی نہیں ہوئی ہے تو حسب اعلیٰ حاجزادہ محمد فضل الرحمن صاحب صابری ایک رسالہ جس میں اسکے متعلق انکی بحث کشی محمد حمید اللہ صاحب مائل سیکر ٹری تنقیدی مجلس دیب اردو محلہ منڈیاں شہر شکر گواہیہ کے نام بھیج کر تنقیدی مجلس سے فیہ لکھا کریں۔

نور محمد انصاری

# حفظانِ صحت بچوں کی پرورش و نگرانی

(از منشی رشید احمد صاحب احمد نگر دکن)

ہندوستان میں نوزائیدہ اطفال کی علالت و کثرت اموات کا باعث انکی ماؤں کی جہالت اور حفظانِ صحت کے روزمرہ کارآمد قوانین کی لاعلمی ثابت ہوئی ہے۔ مغربی ممالک یا مہذب قوموں کے مقابلہ میں ہندوستان ہی کے بچوں میں زیادہ تعداد اموات کی دکھائی دیتی ہے۔

ایک سالہ ہونے سے پیشتر بچوں میں اموات فی ہزار

انگلستان میں ۱۶۶

ہندوستانی دیہات میں ۴۹۴

جرمنی ۱۸۳

شہروں ۶۰۰

ناروے ۱۵۵

مالک  
عربی

شہر بمبئی میں فی ہزار ایک سالہ اطفال میں اموات

ایک کمرہ میں گزارہ کرنے والے کنبہ میں ۸۲۵/۵ چار کمرہ میں گزارہ کرنے والے کنبہ میں ۱۳۳/۳

دو کمرہ میں ۳۲۱ راستوں پر ۳۸۸/۸

تین کمرہ میں ۱۹۱/۴

بچوں کے دانت نکلنے کے ایام زیادہ مہلک اور خطرناک پائے گئے ہیں۔ انگلستان میں سردی کی وجہ سے

کھانسی۔ چیچک اور بخاریں اکثر بچے مبتلا ہوتے ہیں۔ گو شرقی ممالک کے بچے ان بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں

لہذا ہندوستان میں اموات کی تعداد بہت کم ہونی چاہئے۔ مگر بچوں کی صفائی موزوں خوراک۔ معقول لباس اور

موسم کو ملحوظ رکھ کر پہنا نا وغیرہ فطرتی حفظانِ صحت کے قوانین کی لاعلمی کی وجہ سے نوزائیدہ اطفال میں اموات

کثرت سے ہوتی ہیں۔ علوم جدیدہ کے مطابق اگر بچوں کی پرورش اور نگاہداشت کی جگہ سے تعجب نہیں کہ فیصدی

۵۰ اموات کم ہو جائیں۔ ملکی بیماریاں جو معمولی سی دکھائی دیتی ہیں۔ گرمی یا سردی کی شدت کی وجہ سے عرصہ پھیل

ہی میں مہلک نتیجہ برپا کرتی ہیں۔ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ تاجر بہ کلاں نوجوان ماؤں کو قریبی رشتہ دار یا ہمسایہ

اور دقیا نوسی خیالات و اوام پرست ضعیفہ کے آرا پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ بچے جن سے ہمارے ملک کی آئندہ

امیدیں وابستہ ہیں جن کا بگڑنا ستورنا بلکہ زندہ رہنا ملک و ملت کے بگڑنے سنورنے یا قعودت اور غلامی میں گرنے کے مترادف ہے۔ ہماری پوری نگرانی اور توجہ کے محتاج ہیں۔ انکی تربیت اور تندرستی ہر ایک ہی خواہ ملک کا فرض العین ہو نا چاہئے۔ صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں تربیت جسم یا حفظان صحت طہیت کم خیال رکھا جاتا ہے۔ بچے کے پانچ یا چھ سال کی عمر کا ہونے پر ذی علم والدین تربیت عقل و اخلاق پر توجہ مبذول کرتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت انکے دل نشین ہونی چاہئے کہ نفس صحیح جسم صحیح میں ہی رہتا ہے۔ کمال انسانی کے یہی معنی ہیں کہ دماغی تربیت کے ساتھ جسمانی صحت کا پورا خیال رہے۔ تمدن ممالک میں بچے کی پیدائش ہی سے اس کی جسمانی اور عقلی و اخلاقی تربیت کا پورا انتظام کیا جاتا ہے۔

نوظہیدہ اطفال کی جسمانی و دماغی صحت انکی ماؤں کی صحت پر منحصر ہے۔ لہذا انسانی صحت کا بھی بہت خیال رکھنا چاہئے۔ ہندوستان میں ہر سال عورتوں کی موت زیادہ تر زچگی کے زلزلے میں ہوتی ہے۔ اور اس کا سبب بچہ کی پیدائش سے قبل کے زمانہ اور زچہ خانہ کی ناپرواہی ہے۔ ایسے نازک موقع پر فوسوس ہے کہ عورت کی بہت کم نگہداشت ہوتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ عورتیں یا تو شدید بیمار پڑیں یا راجی ملک عدم ہوں۔ تعلیم یافتہ طبقہ کو چاہئے کہ اس طرف بہت جلد توجہ فرمائے۔ اگر نگہداشت مناسب طریقہ سے نہیں کی گئی تو اول اس کا اثر اطفال کی صحت پر ہی نہایت خراب پڑتا ہے۔ دوم بچہ شلہ میں ہی اچھی طرح نشو و نما نہیں پاتا۔ اور پیدائش کے وقت سجد لاغر و کمزور ہوتا ہے۔ پھر زچہ خانہ کی بد احتیاجیوں نے پر سہلگے کا کام کرتی ہیں۔ اور آئے دن کی بیماریاں زندگی سے ہمیشہ گردیتی ہیں۔

تندرست لوگوں کی نسبت ماں بننے والی عورت کو صاف ہوا اور صاف پاکیزہ پانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ تنگ مکان اور خیمہ یا ایسے کمرے جہاں صاف ہوا نہ آسکے ہرگز نشست کے لئے مخصوص نہ کریں حتی الامکان باغات اور جنگل کی ٹھلی ہوا میں میر و تفریح کے لئے صبح اور شام جایا کریں۔

موسم کے لحاظ سے لباس کی احتیاط خاص طور پر کرنی چاہئے۔ سردی میں گرم کپڑے اور پاؤں میں جوتے اور مزید سے ضرور پہننے دیں۔ سردی یا نمی یا مینہ میں بھیگنا مضر ہے۔ گرمیوں کے موسم میں پتلا اور باریک لباس استعمال کیا جائے۔

غذا لذیذ، مگر قوت بخش اور زود مضم ہونی چاہئے۔ تازہ میوہ جات، سبزی اور دودھ زیادہ تر استعمال کریں قابض و سخت غذا سے پرہیز لازم ہے۔ کھانا وقت معینہ پر کھایا جائے۔ کیونکہ ان دنوں میں قبض، پیچش اور درد شکم کی بہت تکلیف ہو اگئی ہے۔ لہذا سب احتیاط کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

تندرستی کے لئے ورزش کی بھی ضرورت ہے۔ آرام طلبی سے غذا ہضم نہیں ہو سکتی۔ طبقہ نسواں کے لئے گھڑ کا کاروبار ہی مناسب ورزش ہے۔ مگر خیال رکھنا چاہئے کہ بوجھ نہ اٹھائے اور نہ سرکائے۔ حتی الامکان چلنے پھرنے کا کام زیادہ کرنا چاہئے۔ پہلے تین یا چار ماہ میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ پھلنہ گرنہ پاؤں میں موج آنے کا کام کرنا وزن اٹھانا اور یکہ گاڑی میں سفر کرنا سخت تکلیف کما عت ہو تا ہے۔

نیم گرم پانی سے روزانہ غسل کرنا چاہئے۔ رنج و غم فکر پریشانی سے زیادہ بچیں۔ بچہ پر اس کا بہت بھڑا اثر پڑتا ہے پس ماں کو چاہئے کہ ان دنوں میں طبیعت بہت ہی خوش رکھے۔ نہایت بشاش چست و چالاک اور باہمت رہے۔ تاکہ بچہ بھی ذی فضل۔ تندرست۔ خوبصورت اور نیک سیرت پیدا ہو۔

حاملہ کو حسب ذیل امراض اکثر ہوا کرتے ہیں جن کا علاج لازمی ہے۔

درد سر۔ چکر۔ بد خوابی۔ دانستوں کا یا کمر کا درد۔ متلی۔ غشی۔ دل کی کمزوری۔ قبض۔ بد ہضمی۔ ان شکایات میں کوئی بھی شکایت اگر ہو جائے تو لیڈر ٹی کمر کی طرف رجوع کریں۔ اگر وہ میسر نہ ہو سکے تو حسب ذیل ترکیب عمل میں لائیں۔ انشاء اللہ ضرور فاقہ ہوگا۔

چکر اور درد سر کے لئے پیشانی پر گلاب میں صندل گھس کر لگائے۔ ضرور تسکین ہوگی۔

نیند نہ آنا خشکی یا فکر و تردد سے اکثر نیند نہیں آتی۔ فکر کو دل سے دور کریں۔ کام ہو اور کدو کے تیل کی سرپر مالش کریں۔ تلوؤں اور ہتھیلیوں کو نمک اور کھن ملا کر مالش کی جائے۔ یہ شکایت رفع ہو جائیگی۔

دانستوں کا درد۔ اکثر بادی سے مسوڑے پھول جلتے ہیں۔ لہذا زود مضام غذا اور میوہ جات کا زیادہ استعمال کھویں۔ سیاہ مروج اور نمک مل کر رال پیکائیں۔ اور گرم جوش پیئے ہوئے پانی میں تولیہ بھگو کر خوب سینک کھویں۔

کھانسی۔ آخر مہینوں میں یا بعض مستورات کو شروع ایام میں کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا رفع کرنا اشد ضروری ہے۔ گرم جوش پیئے ہوئے پانی سے تولیہ بھگو کر رات کو سینہ اور حلق پر سینک کریں۔ گرم بنیان اور گلو بند کا استعمال کریں۔

متلی اور قے۔ یہ عالمگیر شکایت ہے اور کم و بیش ہر ابتدائی ایام میں آمو جو د ہوتی ہے۔ جس سے حاملہ کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے رفع کرنے کے لئے عرق سونف۔ پودینہ اور گلاب ایک ایک چھٹانک ملا کر پوہ اور شام کو دیں۔ غشی کی حالت میں گلے کا بٹن کھول دیں اور سینہ بھی قدرے کھلا رکھیں۔ منہ پر سرد پانی کے چھینٹے ماریں۔ اور ایمنیہ کی ہوا سنگھائیں۔ دلی کمزوری سے کمزور ہو جاتی ہے۔ غذا کا خیال رکھیں۔ مریبے سبب۔ آملہ یا گاجر چاندی کے ورق کے ساتھ کھلائیں۔ اور عرق بید مشک اور کاؤں زبان بوں۔ یہ فرحت بخش چیزیں ہیں۔

قبض کے لئے مہل نہ دیں بلکہ سبزی۔ تازہ میوہ جات کا زیادہ استعمال کریں۔ اور صفّہ کھلائیں۔ بدھنی کے لئے سوئف چھ مائشہ۔ کلقد دو تولہ۔ پودینہ دو ڈال۔ الائچی خورد دو عدد۔ نمک سیاہ دھری کنگری جوش دیکھ چھان کر مصری ملا کر قدر سے شیر گرم پلائیں۔

دردِ دلمہ۔ یہ شکایت ابتدائی ایام سے زچہ ہونے کے وقت تک رہتی ہے۔ اس کے لئے جہاں تک ممکن ہو بھٹتا چاہئے۔ بوجھ نہ اٹھایا جائے اور بھانگنا یا کو دنا ترک کریں۔ آہستہ آہستہ کرسیدھی کی جائے یا اس پر مائش کرائی جائے۔ سکون ہوگا۔

بچہ عموماً شکم میں نو ماہ سات دن رہتا ہے۔ مگر بچہ تولد ہونے سے کچھ مدت پیشتر ولادت خانہ مقرر کر کے ضروری سامان مہیا کر رکھیں۔ تاکہ عین وقت پر بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے۔ زچہ خانہ بہت صاف موادار اور کشادہ ہونا چاہئے۔ بند کردل میں زچاؤں کو دھکنا بہت مضر ہے۔ ورنہ زچہ اور بچہ کے کئی اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کا احتمال ہوگا۔ کمرہ منتخب کر کے اس میں دو پلنگ مضبوط بچادیں۔ ایک زچہ کے لئے اور دو سرا بچے کے لئے۔ سردیوں کے موسم میں کپاس کا گدلا اور گرمیوں میں صاف درمی پلنگوں پر بچا کر موم جامہ اس پر سفید چادر نہ کر کے بچھائی جائے تاکہ بستر غلیظ نہ ہونے پائے۔ چادریں چار مہیا رکھیں تاکہ ہر وقت تبدیل ہو سکیں چھ سفید پیٹیاں دھلی ہوئی نرم۔ ایک درجن سیٹھی پن۔ تیز قینچی۔ سیلابچی۔ لوٹہ۔ گلاس۔ پانی کا مٹکا۔ تولیے صاف دھلے ہوئے ایک درجن۔ دو کرسیاں۔ ایک میز جس پر پانی کا گلاس رکھا ہو دوائی وغیرہ رکھی جائے۔ کار بالک سب (صائب) بورک پاؤڈر۔ ارند کے تیل (کسٹرائل) کی شیشی وغیرہ رکھی رہے۔

زچگی کی حالت میں یا ولادت کے وقت گھروالوں کو چاہئے کہ مکان میں مہمان یا ہمسائے زیادہ جمع نہ ہونے پائیں۔ صرف ماہر ڈاکٹروں کو بلا لیں۔ جہاں تک ہو سکے اطمینان اور سکون رکھیں۔ درد کے وقت زچہ کو لٹانا یا بٹھانا نہ چاہئے بلکہ خوب بٹھلائیں۔ اور اطمینان بخش گفتگو سے دل بہلائیں۔ زچہ کو سردی سے محفوظ رکھیں۔ منہ ہاتھ پیر گرم پانی سے دھو لائیں۔ دس یوم تک پلنگ سے اٹھنے نہ دیں اور سوا مہینے تک گھر کے کام کاج سے الگ رکھیں۔ ولادت کے بعد زچہ کو بہت ہلکی مگر مقوی غذا دیں۔ زچہ کی خبر گیری کے ساتھ بچے کی بھی نگہداشت ضروری ہے۔ نال نہایت تیز قینچی یا چاقو جس کو جوش شدہ گرم پانی میں خوب صاف کیا ہو سے کاٹ کر بچہ کو غسل دینا چاہئے۔ تمام غلاظت نہایت احتیاط سے مابین لٹاکر دور کریں۔ اور ایک ملائم و صاف تولیے سے بدن خشک کر کے ذرا سا روغن زیتون یا وسیلین مل دیں۔ ایک نرم گدی پر کئی کیور پاؤڈر چھڑک کر نال پر رکھیں اور اوپر سے سفید ملائم پٹی باندھ دیں۔ چند روز تک لباس پہنانے کی ضرورت نہیں مگر

رضائی یا گرم اونی ہلکی چادر ڈھیلا ڈھالے طور پر اڑھادی جائے اور سر کو اونی کپڑے سے باندھ دیا جائے۔ بچہ اور بچہ کو روزانہ غسل نیم گرم پانی سے دیا جائے۔ بچے کو غسل کے بعد وسیلین لگانا مفید ہوگا۔ بالخصوص جوڑوں میں ضرور وسیلین لگایا جائے۔ ورنہ نازک کھال چپک جاتی ہے۔ اور بچہ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ غسل کے بعد بچے کو چار گھنٹہ تک ہوا میں نہ لے جائیں۔

ولادت کے چند گھنٹے بعد ماں کو دودھ پلائیں۔ یہ ماں اور بچے دونوں کے لئے مفید ہوگا۔

مذکورہ بالا سطور میں بتلایا گیا ہے کہ نوزائیدہ اطفال اور مستورات کا قبل از وقت موت کا باعث نکلنے والے اور سر پرستوں کی لاعلمی اور جہالت ہے۔ آخر الذکر کو اکثر نو عمری میں ماں مجبوراً بننا پڑتا ہے۔ لہذا انکی صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور آئندہ نسل بھی لاغر اور نحیف پیدا ہوتی ہے۔ نا تجربہ کاری کی وجہ سے رشتہ دار۔ عزیز خویش و اقربا اور ہمسایوں کی نصیحت پر عمل کرنا پڑتا ہے جو اہم پرست اور جادو ٹونے کے معتقد ہوتے ہیں بچہ اگر نیند میں ہنسنے یا چونک کر روئے تو کہا جاتا ہے۔ (لکوپریوں کا سایہ) اثر کرتا ہے۔ انکو اتنا بھی علم نہیں کہ بدبھمی یا شکم پڑی کی وجہ سے ایسی حالت طاری ہوتی ہے۔ ذی شعور اور تعلیم یافتہ ماں ایسے لغو اعتقادات پر ہرگز اعتماد نہ کریگی وہ خوب جانتی ہے کہ بچہ کی حفاظت اور تندرستی کی ذمہ دار آخر وہی ہے۔

اس تحریر کی غرض یہ نہیں کہ ماؤں کو اپنے بچوں کی سنبھال کے دوران میں انکی مشکلات بتا دی جائیں اور معیبت کے وقت زیادہ خوف زدہ کیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ خوفناک حالت میں اطمینان کے ساتھ بچوں کی کافی امداد کی جائے اور جاہل اوہام پرست ہر ایوں رشتہ داروں کے دقیانوسی علاج اور جادو تعویذ وغیرہ سے دُور رہیں۔

بچہ پیدا ہوتے ہی کسی طرح کی خوراک دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دو یا تین گھنٹہ بعد شہد اور ارند کا تیل ہموزن ایک چمچہ پلایا جائے۔ اکثر پایا گیا ہے کہ بچہ کو رونا شروع کرتے ہی ماں دودھ پلانا شروع کر دیتی ہے اس سے پیشتر غور سے سوچنا چاہئے اور رونے کا باعث معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بچہ کو وقت معینہ پر اجابت نہ ہو تو فوراً ارند کے تیل کا سہل دینا چاہئے۔ بہر حال ہفتہ میں ایک بار ہلکا سہل دینا مفید ہوگا بچے کو بلاناغہ ہر روز نیم گرم پانی سے ایسی جگہ حمام میں غسل دیا جائے جہاں ہوا بدن کو لگنے نہ پائے غسل سے فارغ ہوتے ہی گرم اونی کپڑے یا چادر میں پیسٹ کر جسم کو خشک کیا جائے اور وسیلین یا زیتون کا تیل جوڑوں میں اور جسم پر لگا کر لٹا دیا جائے۔ جھولہ میں لٹا کر ہلانے سے سرد ہوا لگنے کا خوف ہے۔ اور شائد زکام یا زہری اثر کر جائے۔



زچہ کو زود ہضم خوراک مثلاً دودھ کا حریرہ۔ تھولی۔ کچڑی اور تازہ میوہ جات مثل انجیر۔ نلہنج۔ سٹگلترہ اور سبزی یاڈ تردینی چاہئے۔ قبض کی حالت میں ہلکا سہل لکڑ پیرافنی یا ارڈ کے تیل کو وچہ رات کے وقت کھانے کے بعد دیئے جائیں۔

بچہ اگر تندرست پیدا ہوا ہو تو اس کا وزن سات پونڈ سے قدرے زیادہ اور طول اٹھارہ انچ ہونا چاہئے۔  
سُرخ ہونٹ۔ نرم اور صاف چمڑا۔ چمکدار آنکھیں۔ جسم گول۔ ہڈیاں گوشت میں چھپی ہوئی ہونی چاہئیں۔ اعضا سخت یا زیادہ نرم نہیں ہونے چاہئے۔ روزانہ کم از کم ایک بار اجابت ہونی چاہئے جس کی رنگت زردی مائل اور نرم ہونی چاہئے۔ تندرست بچہ اکثر اوقات نیند میں مستغرق رہتا ہے۔ اور وزن روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ مگر پیدائش سے تین یا چار دن تک وزن کم ہوتا جاتا ہے۔ بعد وزن حسب ذیل طور پر بڑھتا جاتا ہے اور اعضا مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔

عمر	وزن میں زیادتی	کل وزن	عمر	وزن میں زیادتی	کل وزن
تین روز	۸ اونس کم	۸ ۶ پونڈ	ماہ یکم	۱۳ اونس	۸ پونڈ
ایک ہفتہ	ایک ۷	۶ ۷	دوم	۳۰ ۷	۹ ۷ ۱۱
دو ہفتہ	۱۴ ۷ زیادہ	۷ ۹	۷ سوم	۲۷ ۷	۱۱ ۷ ۱۲
چار ہفتہ	۱۵ ۷	۱۰ ۸	۷ چہام	۲۴ ۷	۱۲ ۷ ۱۳
پانچ ہفتہ	۱۰ ۷	۱۲ ۹	۷ پنجم	۳۱ ۷	۱۳ ۷ ۱۵
الغرض ہر ماہ میں ایک پونڈ وزن زیادہ ہونا چاہئے					
حتیٰ کہ ایک سال میں ۲۲ پونڈ وزن ہو جائے۔ دوسرے					
سال میں تین چار پونڈ بڑھتا رہے گا۔ حتیٰ کہ دو سال					
تک ۲۸ پونڈ وزن ہو جائے۔ وزن ہر ماہ میں دوبار					
۷ ہفتم	۱۵ ۷ ۸	۱۲ ۷ ۷	۷ ہشتم	۱۶ ۷ ۹	۲۲ ۷ ۰
۷ ہشتم	۱۶ ۷ ۹	۲۲ ۷ ۰	ماہ بارہواں	۷ اونس	۲۲ ۷ ۰

کیا جائے اور یادداشت کے لئے کسی نوٹ بک میں وزن اور تاریخ تحریر کر رکھیں۔ وزن کرنے کے وقت کپڑے یا جوتے علیحدہ کر لیں۔

نقشہ کا نمونہ اگلے صفحہ پر دیا جاتا ہے



# تراشباب کسی کا شباب ہو نہ سکا

(نفسی جان محمد صاحب انور جنرل سیکرٹری ادیب اردو تلمیذ تاج اشوا فصیح العصر ناظمی عن حضرت نوح ناروی)

اب اس کیا ہے کہ وہ بے حجاب ہو نہ سکا  
وہی ہیں حسن کی جلوہ نمائیاں اب بھی  
جواب کیسا کہاں کا جواب کس کا جواب  
ندامتیں ہیں محبت میں اس کی قسمت پر  
نگاہِ خلاق سے چھپتے رہے ہمیشہ : اہم  
اٹھا کے آئینہ کیا اُن کے سامنے سکھ دوں  
امیدوار ہزاروں ہیں اُنکی محفل میں  
بدل کے سینکڑوں پہلو بدل گئی دُنیا  
ترمی مثال کسی کے جمال میں نہ ملی  
یہ کیا کہا کہ خدا کو جواب دے لینگے  
نہیں ہے خوف قیامت کا مجھ کو اے انور  
یہ شرم ہے کوئی کارِ ثواب ہو نہ سکا  
مگر جو حشر میں کوئی جواب ہو نہ سکا  
مرے جنوں میں مگر انقلاب ہو نہ سکا  
تراشباب کسی کا شباب ہو نہ سکا  
یہ شرم ہے کوئی کارِ ثواب ہو نہ سکا

جنابِ فوج ہوئے جب سے ناخدا انور

براسفینہ کبھی غرقِ آب ہو نہ سکا

# تذکرہ خواتین

## (۱۳) سلیمہ سلطان بیگم

(جناب سید محمود صاحب مورخ بی۔ اے)

خاندان مغلیہ کی شہرہ آفاق شہزادیوں میں سلیمہ سلطان بیگم بھی ایک ممتاز جگہ کی مالک ہے۔ اس معزز خاتون کے باپ کا نام جلال خاں میواتی تھا۔ اس کی ماں شہنشاہ بابر کی بیٹی اور شہنشاہ ہمایوں کی حقیقی ہمیشہ و گلرخ بیگم تھی۔ وہ کابل میں ۱۵۵۲ء میں پیدا ہوئی تھی۔ فطرت نے اسے فہم و ذکا۔ زہد و اتقا۔ تحمل و برداشت۔ حلم و بردباری۔ عجزی و انکساری۔ وفا شعار و مروت۔ متانت و سنجیدگی وغیرہ اوصاف حسنہ سے متصف کرنے میں فیاضی سے کام لیا تھا۔ اس نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی تھی اور اسے ایسی اعلیٰ تعلیم و تربیت دی گئی تھی کہ وہ ہر لحاظ سے ایک مکمل عورت کہلانے کی مستحق ہے۔ فطرت انسان کو جو کچھ سکھاتی دہرہ دہاتی ہے وہ قید و بند کے مصنوعی درس و تدریس کی دسترس سے باہر ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ گورو پانچ بی برس کی عمر میں شہنشاہ اردواج سے منسلک ہو گئی لیکن اس کا اس کے خصائص و اوصاف پر کوئی بڑا اثر نہ پڑا۔

۱۵۵۷ء میں جب شہنشاہ اکبر سوری خاندان کے آخری تاجدار محمد شاہ عادل کا استیصال کر کے اپنے چھوٹے بھائی محمد حکیم گورنر کابل کو اس کے باغیانہ ارادوں کی سزا دینے لاہور کی طرف جا رہا تھا کہ مانکوٹ کے مقام پر حرم شاہی کی مستورات کابل سے واپس آکر ملیں۔ اور جب مانکوٹ سے کوچ کر کے شاہی خانلہ جالندھر پہنچا تو شہنشاہ اکبر نے چند سیاسی مصلحتوں کی بنا پر سلیمہ سلطان بیگم کی شادی نہایت تزنگ و احتشام سے اپنے وفادار آتالیق بیرم کے ساتھ کر دی۔ جس کی خوشی میں بیرم خاں نے شاہانہ جشن کئے۔ اکبر خود بھی امرائے دربار کے ساتھ اس جشن میں شریک ہوا۔ اور غریبوں اور محتاجوں کو دل کھول کر خیرات دی۔

شہنشاہ ہمایوں بیرم خاں پر بہت مہربان تھا۔ بیرم خاں نے بھی بادشاہ اور اس کے خاندان کی ہر موقع پر نہایت وفاداری اور جان نثاری سے زرین خدمات کی تھیں۔ یہاں تک کہ ایام جلا وطنی میں بھی وہ بادشاہ کے ہمراہ تھا۔ ہمایوں نے بھی بیرم خاں کی خوب قدر کی تھی اور اس کی وفاداری کے صلہ میں اسے سلیمہ سلطان بیگم سے منسوب کر دیا تھا۔ لیکن وہ ایرانی ترکمان اور شیعہ فرقے سے تھا۔ اسلئے بخاری اور ماوراء النہر کی ترکوں نے اس شادی

کو ناپسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا اور چند فتنہ پروار لوگوں نے جن کا سردار بیرم خاں کا قدیم پروردہ پیر محمد شیروانی تھا اس عقد کو باعث فساد بنانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن اکبر نے انکی قرار واقعی گوشمالی کر کے معاملہ کو دبا دیا۔ انہی جومات سے اکثر مورخین نے یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ شادی صرف سیاسی حیثیت رکھتی تھی۔ اور اس کا مقصد صرف بیرم خاں کا اعزاز اور اس سے سلطنت کا رشتہ مضبوط کرنا تھا۔ اس زمانہ کی تواریخ میں اس عقد کے متعلق ایک یہ روایت بھی تحریر ہے کہ شادی سے چند روز قبل ایک دن دو فیمل مست لڑتے ہوئے بیرم خاں کے خیمہ میں جا گھسے اس سے بیرم خاں کو خیال ہوا کہ لوگوں نے اکبر کے اشارہ سے دیدہ و دانستہ یہ حرکت کی تھی۔ اسلئے اس کا دل اکبر کی طرف سے رنجیدہ ہو گیا۔ چنانچہ جب اکبر کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وفادار تابعین کو خوش کرنے کے لئے سیلیم سلطان بیگم کو اس کے عقد میں دیدیا۔

۱۵۶۰ء میں جب اکبر اٹھارہ سال کا ہوا تو وہ آزادی اور خود مختاری کے خواب دیکھنے لگا۔ اسے بیرم خاں کی نگرانی پسند خاطر نہ تھی۔ علاوہ ازیں بیرم خاں کی علوت تھی کہ وہ اپنے خاص ملازمین اور طرفداروں کو تو شایانہ انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتا تھا۔ لیکن اکبر اور اس کے ملازمین کو خراج بہت کم دیتا تھا۔ اسی وجہ سے اکبر اس سے کبیدہ خاطر رہتا تھا۔ حرم شاہی کی خواتین نے بھی اسے بیرم خاں کے خلاف بھڑکایا۔ اور اس کی والدہ حمیدہ بانو بیگم اور اس کی آیا ماہم انکہ نے بیرم خاں کے خلاف سازش کر کے اکبر کو اس قدر مجبور کیا کہ اس نے تنگ آکر بیرم خاں کی برطانی کا حکم صادر کر دیا۔ اور اسے حجاز چلے جانے کا مشورہ دیا۔

بیرم خاں اس وقت سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اگر وہ کوشش کرتا تو اکبر کو بہ آسانی شکست دے کر خود سریر آرائے سلطنت ہو جاتا۔ اس وقت اکبر کی حیثیت شطرنج کے بادشاہ سے زیادہ نہ تھی اور گو بیرم خاں کے حاشیہ آراءوں اور اس کے طرفداروں نے اسے اکبر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی ترغیب دی لیکن وفادار ممبر سپہ سالار نے اپنی تمام عمر کی نیک نامی و جان نثاری پر بے وفائی و غداری کا سیاہ داغ گوارا نہ کیا۔ اور اکبر کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ یہ معاملہ نہایت آسانی سے طے ہو جاتا لیکن اکبر نے ماہم انکہ کے مشورہ سے ایک فاش غلطی کی یعنی بیرم خاں کے دشمن پیر محمد شیروانی کو افواج دیکر حکم دیا کہ مہمرا تالیق کو جلد از جلد حجاز روانہ کر دے۔ بیرم خاں نے اکبر کی اس حرکت کو اپنی توہین خیال کیا اور مجبوراً علم بغاوت بلند کر دیا۔ وہ اپنے حرم کی مستورات کو قلعہ مہر حیدیں چھوڑ کر پنجاب آیا۔ لیکن جالندھر کے قریب شاہی فوجوں نے اسے شکست دیدی۔ بیرم خاں وہاں سے فرار ہو کر پہاڑی سرداروں کے پاس پناہ گزین ہوا۔ لیکن شاہی افواج نے اس کا تعاقب کر کے اسے دریائے بیاس کے قریب گرفتار کر لیا۔ اور اکبر کے سامنے پیش کیا۔ اکبر نے

شاہانہ عفو و کرم سے کام لیکر اسے معاف کر دیا۔ اور ایک بیشبا خلعت اور زر نقد دیکر جاز کو روانہ کر دیا۔ جاز جانے کے ارادہ سے بیرم خاں اپنے حرم کے ساتھ راجپوتانہ سے ہوتا ہوا پٹن پنجا۔ یہ شہر اس وقت گجرات کا دار الخلافہ تھا۔ اور یہاں ابھی پٹھانوں کی حکمرانی تھی۔ یہاں کے بادشاہ نے اپنے معزز مہمان کا نہایت شانہ شوکت سے استقبال کیا۔ پٹن میں بیرم خاں کا وقت زیادہ تر شہر کے باغات اور پھیلوں کی سیر کرنے میں گذرتا تھا۔ جنوری ۱۵۹۱ء میں ایک دن وہ ایک پھیل کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ تیس یا چالیس پٹھانوں نے مبارک خاں کی سرکردگی میں اس پر حملہ کیا۔ اور مبارک خاں نے اپنے باپ کی موت کے انتقام میں (جو جنگ ماچھی دائرہ میں جبکہ بیرم خاں سپہ سالار تھا مارا گیا تھا) اسے تہ تیغ کر دیا۔ حملہ آور اس کی نقش کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چند فقیروں نے مدفون کر دیا۔ اس کے بعد پٹھانوں نے اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اور اس کے حرم کی مستورات بہ مشکل تمام وہاں سے بھاگ کر احمد آباد پہنچیں۔ جب اکبر کو اس سانحہ جانگداز کی اطلاع ملی تو اسے بہت رنج ہوا۔ اور اس نے فوراً قاصد بھیج کر اس کے خاندان کو اپنے پاس بلالیا۔ بیرم خاں کے بیٹے عبدالرحیم کی جو اس وقت چار برس کا تھا اپنی نگرانی میں پرورش کی اور اس کی بیوہ سلیمہ سلطان بیگم کو اپنے عقد میں لے لیا۔

جملہ مورخین نے اپنی کتابوں میں سلیمہ سلطان بیگم کا نام نہایت عزت و احترام سے لیا ہے۔ جہاںگیر نامہ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ سلیمہ سلطان بیگم بہت نیک دل خاتون تھی۔ خدا مغفرت کرے۔ مورخین کو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ نہایت پاک طبیعت شیریں کلام۔ سلیقہ شعار۔ اور معاملہ فہم خاتون تھی۔ اس کی دُور اندیشی اور معاملہ فہمی کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ حرم شاہی میں داخل ہونے کے بعد شہنشاہ اکبر اکثر اس سے سلطنت کے پیچیدہ معاملات میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ اور اس نے اپنے ناخن تدبیر سے سینکڑوں عقدہ دل کو حل کیا۔ اس نے نہایت اعلیٰ تعلیم و تربیت پائی تھی۔ وہ سخن فہم اور سخن سنج تھی۔ اسلئے ارباب سخن کی بہت قدر کرتی تھی۔ چونکہ فطرت نے اسے موزوں طبیعت عطا کی تھی۔ اسلئے اسے شعر و سخن سے خاص دلچسپی تھی۔ اس کا تخلص مخفی تھا۔ یہی تخلص شہنشاہ اورنگ زیب کی نامور بیٹی زیب النساء کا تھا۔ بیگم کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

کاکلت رامن زمستی رشتہ جاں گفتم ام مست بودم زیں سبب حرف پریشاں گفتم

گو شہنشاہ اکبر برائے نام مسلمان تھا۔ اور ایک جدید مذہب ”دین الہی“ رائج کرنے میں مصروف تھا۔ لیکن اس کے حرم کی مستورات کثرت مسلمان تھیں۔ اس کی والدہ حمیدہ بانو بیگم اور اس کی چھوٹی گلیڈن بیگم کا ایک عرصہ سے جج کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن راستوں کے مخدوش ہونے اور برتگیڑ سمندری طغیروں کے خوف سے اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکی تھیں۔ آخر جب گجرات فتح ہو کر سلطنت مغلیہ کا ایک حصہ ہو گیا اور برتگیڑوں کے ساتھ تعلقات

خوشگوار ہو گئے تو گلبند بیگم - سلیم سلطان بیگم اور دیگر ستورات شہزادہ میں عازم حجاز ہوئیں۔ اکبر نے انہیں ساحل تک بہ حفاظت پہنچا دینے کے لئے عظیم الشان تیاریاں کیں۔ لیکن پرتگیزیوں نے شاہی ستورات کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لینے سے انکار کر دیا۔ اسلئے سیگمات کو قریباً ایک سال سورت میں قیام کرنا پڑا اس کے بعد وہ عازم حجاز ہوئیں۔ انہوں نے وہاں چار جگہ کئے۔ واپسی کے وقت ان کا جہاز تباہی میں آگیا۔ اور انہیں ایک سال تک عدن میں ٹھہرنا پڑا۔ آخر ۱۹۱۶ء میں بحریہ ہندوستان واپس آئیں۔

۱۲ اگست ۱۹۱۶ء کو آگرہ کے قریب بندیہ راجپوت راجہ بیر سنگھ دیوداٹھ اور چھانے شہزادہ سلیم (جس کا گیارہ کے ایماء سے اکبر کے مشیر خاص شیخ ابوالفضل کو قتل کر دیا۔ اسلئے شہنشاہ شہزادہ سے رنجیدہ ہو گیا۔ گو سلیم سلیم سلطان بیگم کا اپنا بیٹا نہ تھا لیکن وہ نیک دل اور پاک طبیعت خاتون اس سعی میں تھی کہ کسی طرح باپ بیٹوں میں صلح کرادے۔ تاکہ ملک خانہ جنگیوں کی تباہی سے بچ جائے۔ کیونکہ شہزادہ سلیم نے اپنے بد اندیش ہوا خواہوں کے مشورہ سے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اور اپنی فوج کے ساتھ الہ آباد میں مقیم تھا۔ آخر سلیم سلطان بیگم نے اکبر کو اس قدر مجبور کیا کہ وہ جہانگیر سے صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اکبر کی اجازت سے شہزادے کو منانے الہ آباد گئی۔ اس نے سلیم کو شہنشاہ کی نوازش اور عنایت کی امید دلا کر سر اطاعت خم کر دینے پر راضی کر لیا۔ اور اسے اپنے ساتھ لائی۔ جب دہلی ایک منزل رہ گئی تو سلیم نے تنہا آکر حمیدہ بانو بیگم سے درخواست کی کہ وہ سلیم کو اپنی حفاظت میں لے لے۔ نیک دل حمیدہ بانو بیگم نے نہ صرف سلیم کی درخواست قبول کر لی بلکہ بذات خود ایک منزل جا کر شہزادے کا استقبال کیا اور دہلی میں لاکر اپنے محل میں اُتر دیا۔ اور اسی جگہ باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی شہزادے نے اظہار اطاعت کیا اور بارہ ہزار طلائی ہیریں اور ۷۰ ہاتھی نذرین پیش کئے۔ اکبر نے اس کا قصود معاف کر دیا۔ اور اس کی نذر قبول کی لیکن ہاتھیوں میں سے صرف ۲۴ ہاتھی شاہی اصطل میں بھجوائے اور باقی سلیم کو واپس کر دیئے۔ اور اس کے اپنی دستار اپنے سر سے اتار کر سلیم کے سر باندھ دی یعنی اسے علانیہ اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ اور اس طرح باپ بیٹوں میں صلح ہو گئی۔ یہ سلیم کی دور اندیشی۔ نیک دلی اور معاملہ فہمی کا ایک نرہیں کار نامہ تھا۔

عہد اکبری کے مشہور مورخ مولانا عبد القادر بدایونی کو سلیم سلطان بیگم کی وجہ سے ایک مرتبہ گرفتار ہونا پڑا تھا اور اسی وجہ سے مولانا نے اپنی کتاب "منتخبات تاریخ" میں سلیم بیگم کو سخت کلمات سے یاد کیا ہے۔ واقعہ یہ تھا کہ سلیم سلطان بیگم کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ وہ مولانا کی متہ جہ کتاب سنگھاسن متی یا نامہ خرد افرا دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن جب شاہی کتب خانہ سے اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہوا تو سلیم نے اکبر سے اس کی شکایت کی۔

جواب میں اکبر نے مولانا سے لیکر دیکھ لو پراکتفا کیا مولانا صاحب اس وقت رخصت پر وطن گئے ہوئے تھے۔ جہاں رخصت سے پانچ ماہ زیادہ گزاردیئے۔ بادشاہ ان کی غیر حاضری سے تنگ تھا۔ اور جب بیگم نے بھی تنگ کیا تو قاصد بھیج کر مولانا کو گرفتار کر لیا۔

سلیم سلطان بیگم اکبر کی وفات سے نو سال بعد تک زندہ رہی۔ جہانگیر اس کی بہت عزت کرتا تھا بیگم نے اپنی عمر کا آخری حصہ عبادت الہی اور غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنے میں گزارا۔ اس نے ۱۶۱۲ء میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب جہانگیر کو اس سانحہ ارتحال کی خبر ہوئی تو اسے بہت رنج ہوا۔

## خیالات پریشاں

ہوتی نہیں ہے سیر کبھی چشم گر سنہ  
ہر شخص اس جہان میں دنیا پرست ہے  
کیا سنائیں ہمیشیں اب نغمہ ہائے دلنشین  
اس لئے اپنی فغاں کو ضبط کر لیتا ہوں میں  
تشنہ ہوں میں شرابِ محبت کے جام کا  
اٹھتے نہیں میں ہاتھ تو خنجر اٹھائے  
صبر و سکون دل کہ تھا سرمایہ نشاط

کس کس کے دیکھنے کی تمنا کیا کریں  
اب کس سے جا کے شکوہ دنیا کیا کریں  
ہم کو فرصت ہی نہیں اندوہ آلام سے  
یہ کہیں ٹکرا نہ جائے چرخِ نیلی فام سے  
یہ آبِ آتشیں تو نہیں میرے کام کا  
کچھ دیجئے جواب ہمارے سلام کا  
صدیف وہ بھی ہم کو میسر نہیں رہا

میں اور اُس کے در پہ جھکاؤں سر نیاز

روشن خوشامدوں کا میں خوگر نہیں رہا

(روشن نودری)



# طلسمی ہاتھ

(از جناب ظفر قریشی صاحب بی۔ اے دہلوی)

گوہم نے نج صاحب کے منہ سے اس پُر اسرار افسانہ کو بار بار سنا تھا۔ مگر ایک نودادہمان کی خاطر سے ہم نے تحریک کی کہ نج صاحب اس قصہ کو پھر سنائیں۔

قصہ سنانے سے قبل نج صاحب نے تمہید کے طور پر کہا۔ ممکن ہے آپ اس پر یقین نہ کریں یا اس واقعہ کو مافوق الفطرت سمجھیں۔ مگر میں درخواست کروں گا کہ آپ اسے ایک امر واقعہ سمجھ کر سنیں کیونکہ یہ میری آپ بیتی ہے اور جو کچھ عرض کروں گا میرا ذاتی مشاہدہ ہو گا۔ جس میں حاشیہ آرائی کو مطلق دخل نہیں۔ ہاں اس بات کی صحت و عدم صحت کے جواز میں آپ اسے مافوق الفطرت کہیں تو میں اس کا ذمہ دار نہیں کیونکہ مجھے ایسی چیزوں پر اعتماد نہیں۔ اور نہ میں ان کا قائل ہوں ہاں میں واقعہ سناتے دیتا ہوں۔ اس پر فیصلہ کرنا نہ کرنا آپ کا اختیار ہو گا۔

”مقرر سنائیے“ پیچمن مجمع نے پرجوش لہجہ میں کہا۔

نج صاحب اس پر بخیدگی کے ساتھ مسکرائے اور کہنے لگے۔

ابتداء میں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا مافوق الفطرت چیزوں پر ایمان نہیں۔ میں تو روزمرہ کے واقعات کو جانتا ہوں۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کی کوئی منطقی تاویل نہ ہو سکے تو میں خیال کر لیتا ہوں کہ وقت آئیگا جب سائنس اس کی کچھ تاویل کر سکے گا۔ میں ایبٹ آباد میں نج تھا۔ ایک نج کے فرائض آپ کو معلوم ہی ہیں مجرموں کو سزا دینا۔ اور انسانوں کے درمیان حکم بن کر فیصلہ کرنا۔ اس پوزیشن پر ہونے کی وجہ سے مجھے اکثر عجیب و غریب واقعات سننے کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ جو زیادہ تر قتل غارتگری بچہ کشی اور ذاتی مناقشات کی نوعیت کے ہوا کرتے تھے۔ ہاں ایسا واقعہ میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ مگر قدرت نے مجھے خود اس میں حصہ لینے کا موقع دیدیا۔

”ایک دن مجھے اتفاق سے معلوم ہوا کہ شہر سے باہر ایک بنگلہ میں ایک پُر اسرار انگریز رہتا ہے۔ جس کا طرز معاشرت اور رویہ عام روش سے مختلف تھا۔ اس کے ہمراہ کوئی عورت یا کوئی اور انگریز نہ تھا۔ سنان بنگلہ میں اکیلا رہتا تھا۔ صرف ایک ہندوستانی نوکر تھا۔ جو اس کا کھانا تیار کر دیا کرتا تھا۔ یا مختلف کام سرانجام دیتا تھا۔ اور اُسی بنگلہ میں رہتا تھا“

”یہ انگریز کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہاں کبھی کوئی ملنے نہ آتا تھا۔ اور نہ یہ خود کہیں جاتا تھا۔ کسی کو اپنے بنگلہ کے اندر آنے نہ دیتا تھا۔ غرض یہ کچھ اس قدر بڑا سردار واقع ہوا تھا۔ کہ لوگوں نے اس کے متعلق طرح طرح کی افواہیں گھڑنی شروع کر دیں۔ کوئی کہتا تھا یہ جاسوس ہے کوئی کہتا تھا باشوئیک افسر ہے بعض کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی زبردست جرم کر کے یہاں آچھپا ہے۔“

”انگریز کبھی شہر میں نہیں جاتا تھا۔ تمام ضروریات نوکر لیکر آتا۔ یہ بنگلہ سے کبھی کبھی نکلتا بھی تھا۔ اور وہ بھی یا نوشکار کے لئے یا مچھلیاں پکڑنے کے لئے اور ندی پر جانے کے لئے روزانہ صبح اٹھ کر بھری ہوئی پستول لیکر نشانہ بازی کی مشق کیا کرتا تھا۔ اور جب سے بنگلہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے کبھی اس شغل کو ناغہ نہیں کیا۔ اس سے لوگوں میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے۔“

”مجھے بحیثیت ایک جج کے اس پراسرار شخص کے حالات دریافت کرنے کی جستجو ہوئی۔ مگر بے سود کوئی ٹھیک پتہ نہ چلا ہاں صرف اتنا معلوم ہوا کہ اس کا نام سر جون راول تھا۔ بہر حال میں نے اس شخص کو زبرد نظر رکھا۔ حالات معلوم کرنے کی اکثر کوشش کرتا رہا۔“

مقدور نے مساعت کی اور مجھے ایک ایسا موقع مل گیا۔ ایک دن میں اتفاق سے اس کے بنگلہ کے قریب ہندو کا بندوق سے شکار کر رہا تھا۔ کہ ایک پرند گولی کھا کر بنگلہ کی چھار دیواری میں جا پڑا۔ حسب عادت میرا شکاری صبح کتا بنگلہ میں جا کر پرند کو پکڑ لایا۔ میں نے اس سے چھڑا کر انگریز کے حوالہ کر دیا۔ اور خدمت کی کہ بلا جا رہا تھا۔ اس کے بنگلہ میں گھس آبا تھا۔ انگریز نے شکریہ کے ساتھ میرا پرند قبول کیا اور اس محذرت پر میرا شکریہ ادا کیا۔ اور مجھے سے بھوت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ میں روکھا آدمی ہوں کسی سے ملتا نہیں۔ لیکن اگر کوئی شریف آدمی جو میرے کاموں میں دخیل نہ ہو مجھ سے ملنا چاہے تو میں برضا خوشی حاضر ہوں۔“

”یہ انگریز ایک لمبا ترنگا ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ ہندوستان میں زیادہ عرصہ تک رہنے کی وجہ سے چہرہ جھلس گیا تھا۔ منہ پر لمبی داڑھی تھی۔ صحت بہت اچھی تھی۔ انگریزی کے علاوہ فرانسیسی۔ فارسی اور اردو بخوبی جانتا تھا۔ ادبی مذاق کا آدمی تھا۔

یہ حالات تھے جو میں نے اس پندرہ منٹ کی ملاقات میں معلوم کر لئے۔ اس کے بعد بھی اکثر اس سے ملنے کا موقع ملتا رہا۔ پانچ چھ دفعہ اسی طرح باتیں کرتا رہا۔ مگر مجھے کبھی بنگلہ کے اندر نہ لے گیا۔ جب شناسائی بھی طرح ہو گئی۔ تو اس نے مجھے کچھ مقول اور قابل اعتماد آدمی سمجھ کر کہا۔ آج تو اندر چل کر بیٹھئے۔ کچھ سگریٹ پیجئے گا۔ باتیں بھی کریں گے۔“

میں نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور اس پر بلا تامل راضی ہو گیا۔

(۲)

میں نے ڈرتے ڈرتے اور بہت احتیاط سے اس کی زندگی کے متعلق استفسار کیا اس پر اس نے جواب دیا۔ میری زندگی بہت بہادرانہ گزری ہے۔ ہمیشہ مردانگی کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرتا رہا۔ میری زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے خوفناک جنگلوں میں شیر اور گوریلا کے شکاروں میں گزرا ہے۔ سیر و شکار میرا ہمیشہ سے مشغلہ رہا ہے۔ خونخوار سے خونخوار جانور کا شکار میں نے کیا ہے۔ افریقہ کا کوئی جنگل ایسا نہ تھا۔ جہاں کسی ہاتھی شیر یا گوریلا کو نہ مارا ہو۔

میں نے اس پر کہا ان جانوروں کا شکار تو بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے! اس پر وہ ہنسا اور جواب دیا۔ ”نہیں ان سے بھی زیادہ خوفناک شکار انسانوں کا ہوتا ہے۔ یہ حیوان کی بہت ہی خطرناک قسم ہے۔ میں نے اکثر اس کا بھی شکار کیا ہے۔ اس کے بعد انگریزوں نے مجھے دعوت دی کہ اس کے کمرہ میں چل کر ہتھیاروں اور سیر و شکار کے عجائبات کو دیکھوں میرا شوق برابر بڑھ رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کے ساتھ ہو گیا۔

ہم ایک وسیع کمرہ میں پہنچے۔ یہ کمرہ بہت پُر اسرار تھا۔ چہار طرف عجیب و غریب اشیاء نظر آتی تھیں۔ اجنبی آدمی کو اندر آ کر ایک قسم کا خوف محسوس ہوتا تھا۔ چاروں طرف دیواروں پر خوفناک جانوروں کے پنجر لٹکے ہوئے تھے۔ طرح طرح کے ہتھیار اور مختلف عجائبات رکھے ہوئے تھے۔

میں نہایت متحیر ہو کر کمرہ کی چیزوں پر ایک نظر ڈال رہا تھا۔ کہ یکایک نگاہیں کسی اور چیز کی طرف مرکوز ہوئیں۔ ایک میز پر سرخ مٹل کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر کوئی سیاہ چیز رکھی ہوئی تھی۔ میں اس کے قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک انسانی ہاتھ تھا۔ یہ کسی ہاتھ کی ہڈیوں کا پنجر نہ تھا۔ بلکہ گوشت و پوست کا سالم ہاتھ تھا مگر بالکل خشک اور مرجھایا ہوا جو کہ کسی کے پاس سے بہت احتیاط کے ساتھ کاٹا گیا تھا۔

کلائی کے گرد ایک موٹی زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ جس کا ایک سہرا اوپر چھت میں ایک کندھے میں پھنسا ہوا تھا۔ میں نے متحیر ہو کر کہا۔ ”یہ کیا ہے؟“

پُر اسرار انگریز نے بہت اطمینان سے جواب دیا۔ یہ میرے ایک بدترین دشمن کا ہاتھ ہے۔ جو افریقہ سے لایا گیا ہے۔ یہ ایک تلوار سے کاٹا گیا تھا اور آٹھ دن تک دھوپ میں سکھایا گیا تھا۔

میں نے انسانی جسم کے اس آثار باقیہ کو چھوٹا۔ ہاتھ کی ساخت جیسی النسل انسان کے ہاتھ سے مشابہ تھی۔ ناخن بہت لمبے اور چوڑے تھے۔ میں نے انگریز سے کہا۔ ”ہاتھ قطع کرنے کیلئے کافی طاقت درکار ہوئی ہوگی؟“

بیشک بہت قوت صرف کرنی پڑی تھی مگر میں اپنے دشمن سے زیادہ طاقتور تھا۔ مگر آپ نے اسے زنجیر سے کیوں بکڑ رکھا ہے کیا یہ بھاگ جائیگا؟

”یہ تو نہیں بھاگے گا مگر تجھے خوف ہے کہ یہ خود تجھے ہلاک کر دیگا۔ اس وجہ سے اسے بکڑ دینا ضروری ہے۔“  
اگر یہ انگریز حد درجہ سنجیدگی کے ساتھ ان الفاظ کو نہ کہتا تو میں شبہ کرتا۔ کہ وہ یا تو دیوانہ ہے یا مجھے بیوقوف بنا رہا ہے۔

انگریز چپ چاپ کھڑا رہا۔ اور ہتھیار دکھانے لگا۔ میں نے بندوقیں دیکھ کر بہت تعریف کی مگر یہاں بھی ایک عجیب چیز نظر آئی۔ یعنی تین بھری ہوئی پستولیں جو ہر وقت اس کے قبضہ قدرت میں رہتی تھیں گویا اُسے کسی اچانک حملہ کا ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔

(۳)

میری اور انگریز کی دوستی کو اس طرح پورا ایک سال ہو گیا۔ طلسمی ہاتھ جس جگہ پہلے دن دیکھا تھا۔ اس ہی جگہ برابر رکھا رہا موٹی موٹی زنجیریں اسے باندھے رکھتی تھیں۔  
سال کا آخر تھا کہ یکایک میرے ملازم نے صبح ہی صبح مجھے آکر جگایا۔ اور یہ منحوس خبر سنائی کہ اس رات سرجون راول قتل کر دیئے گئے۔

نصف گھنٹے بعد میں ان کے بنگلہ پر تھا۔ جہاں سپرٹنڈنٹ پولیس بھی آچکے تھے۔ اور تفتیش جاری تھی۔ ان کا ہندوستانی نوکر زار زار رور رہا تھا۔ مگر مجھے شبہ ہوا وہی قاتل نہ ہو۔ مگر بعد میں مجھے اپنا خیال بدلتا پڑا۔  
انگریز کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ بیچ میں بندھا پڑا ہوا تھا۔ بالکل سرد اور مردہ۔ اس کی واسکٹ کی دھجیاں ہو رہی تھیں۔ ایک آستین بھی پھٹ گئی تھی۔ گویا ایک زبردست لڑائی ہوئی تھی۔

انگریز کی موت گلا گھٹنے سے واقع ہوئی تھی۔ تنفس رکتے ہی اس نے جان دیدی ہوگی۔ چہرہ متورم اور خوفناک و مشت کے آثار لئے ہوئے تھا۔ گردن پر کسی فولادی چیز کے پانچ نشانات تھے۔ دانتوں میں بھی کوئی چیز دبی ہوئی تھی۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسی مردہ ہاتھ نے اس کا گلابا کر کام تمام کر دیا تھا۔ (ڈاکٹر کی شناخت تو یہی تھی) مگر ڈاکٹر کی اس رائے کو سن کر میرا کلیجہ خون کے مارے تھر تھر کانپنے لگا کہ یہ کام اس طلسمی ہاتھ کا تھا۔ اور ڈاکٹر کا اندازہ بالکل صحیح ہے۔

میں نے دُرتے دُرتے نیم دا آنکھوں سے سُرخ میز کی طرف دیکھا۔ طلسمی ہاتھ غائب ہو چکا تھا۔ اور زنجیریں ٹوٹی پڑی تھیں۔  
مردہ انگریز کے منہ میں اگلے دانتوں کے درمیان آدھی کُتری ہوئی انگلی تھی۔

(۴)

پولیس قاتل کا پتہ نہ چلا سکی۔ کوئی کھڑکی ٹوٹی ہوئی نہ تھی۔ نہ دروازہ کھلا ہوا پایا گیا۔ زینے میں سونے والے دو نوچو کیدار کتے بھی نہ اُٹھے تھے۔ غرض کوئی چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔  
نوکر کا بیان لیا گیا اس نے کہا کہ کچھ عرصہ سے اس کے آقا کے پاس بہت سے خطوط آرہے تھے جنہیں فوراً ہی نہ دُراش کر دیا کرتا تھا اور کبھی انکا ذکر نہ کرتا تھا۔ اسکی حالت مجنونی سی ہو گئی تھی۔ اُنز سوتے سوتے پلنگ پر سے اُٹھ کر طلسمی ہاتھ پر فیر کرنے لگتا تھا۔ ایک دفعہ جوش میں آکر چابک لیکر ہاتھ پر خوب کورے برسائے۔ غرض وہ کچھ عرصہ سے بہت متوش و خوں زد و معلوم ہوتا تھا۔ گویا اسے اپنے ارد گرد موت منڈ لاتی ہوئی نظر آتی تھی۔  
قتل کی رات کو وہ بہت سکون طبع کے ساتھ اپنے پلنگ پر پرو کر سو رہا۔ مگر اس رات خلاف معمول بہت دیر ہو گئی تھی۔ ورنہ وہ بہت سویرے سو جاتا تھا۔ وہ سوتے وقت ہمیشہ اپنے ساتھ ریو اور رکھا کرتا۔ نیز نوکر اسے خود بخود بولتے اور زور زور سے چیتے سُنا کرتا تھا۔ گویا وہ کسی سے جھگڑتا تھا۔ مگر قتل کی رات کو کسی قسم کی آواز سننے میں نہ آئی تھی نوکر کو کسی خلاف عادت وقوعہ کے ظہور پذیر ہونے کا شبہ تک نہ تھا۔ صبح کو حسب معمول اپنے آقا کے لئے گرم پانی لیکر کمرو میں گھسا تھا۔ کہ اسے مردہ پایا۔

(۵)

نچ صاحب نے قصہ تمام کر کے کہا۔ قتل کے بعد کی رات مجھے بہت دُروالے خواب نظر آئے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ طلسمی ہاتھ میرا گلاب بارہا تھا۔ یا مکان کا دروازہ اور کھڑکیوں پر اس طرح ٹٹول رہا تھا۔ جیسے مگرڑی جالانتنی ہے۔ مگر میں خوفزدہ ہو کر اُٹھ بیٹھا اور کھڑکی کھول کر دیکھی تو کوئی غیر معمولی بات نہ پائی۔ بس اس رات کے سوا مجھے اس طلسمی ہاتھ کا کچھ پتہ نہ چلا۔

پس حضرات یہ ہے طلسمی ہاتھ کی کہانی اب اس کی جس طرح چاہیں تاویل کر لیں چاہے اسے مافوق الفطرت وقوعہ سمجھ لیں یا جردل چاہے سمجھ لیں میں اس کا فیصلہ خود آپ پر چھوڑتا ہوں۔ میں اس کی تشریح کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کے متعلق جو میں نے اپنی رائے قائم کی تھی۔ اسے اور بیان کئے دیتا ہوں۔ اس کی محنت و عدم محنت پر آپ حکم لگا سکتے ہیں۔ لودارد مہمان جس کا چہرہ اس خوفناک کہانی سننے سے زرد

پر لگیا بہت پر اشتیاق نظروں سے جج صاحب کو دیکھنے لگا۔ اور کہا ہاں۔ ضرور وہ رائے ضرور سنائیے۔  
 جج صاحب نے کہا: میری رائے یہ ہے۔ کہ سر جون راول کا بدترین دشمن اپنے ایک ہی ہاتھ سے  
 انتقام لینے کی غرض سے آیا ہو گا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنے دشمن سے کیونکر بدلہ لیا یہ ایک اسرارِ ریگا  
 جو کسی کو معلوم نہیں۔ نیز یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ کب اور کہاں سے آیا نیز انکی باہمی دشمنی کسبب بھی ہمیشہ ایک راز  
 رہیگا۔ ممکن ہے کسی عورت یا روپے وغیرہ پر جھگڑا ہو اور پھر دشمنی اس قدر خونخوار ہو گئی۔ بہر حال میں یہ  
 بھی نہیں معلوم نیر یہ ان چند پراسرار واقعات میں سے ایک ہے۔ جن کی تشریح ہمیں کی جاسکتی اور بعض شکلیں  
 دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو ہمارے فلسفہ کے خواب میں بھی نہیں آسکتیں۔

## طالب ہے کیمیا کا تو دنیا بھی چھوڑ دے

از ابد یہی ہے زہد کہ دنیا بھی چھوڑ دے      حور و قصورِ غلہ کا سودا بھی چھوڑ دے  
 تکمیلِ عشق کی ہے اگر تجھ کو آرزو      رُخ کا خیال زلف کا سودا بھی چھوڑ دے  
 تاسو رک کا علاج ہے ناخن سے چھیرنا      بہتر یہ ہے علاج کا سودا بھی چھوڑ دے  
 تاثیرِ عشق کی ہے اگر تجھ کو آرزو      نالوں کے ساتھ اثر کی تمنا بھی چھوڑ دے  
 جاہ و چشم کی حرص سے پہلے گریز کر      طالب ہے کیمیا کا تو دنیا بھی چھوڑ دے  
 کچھ حفظِ آرزو کا تجھے ہے خیال اگر      اظہارِ آرزو کی تمنا بھی چھوڑ دے  
 رنگین اگر ہے جلوہ جاناں کی آرزو

خود مٹ کے شوقِ عرضِ تمنا بھی چھوڑ دے (غلام محمد رنگین سمندی)

## صدرِ بلدیہ

(ماسٹر ممتاز حسین صاحب بستان گھڑ تل)

وجید الدین اور اُس کا بیٹا اختر معسود اپنے آراستہ پیراستہ کمرے میں بیٹھے ترکی سگار پھونک رہے تھے۔ اُن کا مکان استانبول کے مغربی حصے میں واقع تھا اور سلطانی بازار کی گلی بھی نشست گاہ کی خوبصورت گھڑکیوں سے بخوبی نظر آتی تھی۔ اچانک دروازہ کھلا اور ایک بھاری بھر کم ترک اندر داخل ہوا۔  
حضرات! میرا نام شوکت پاشا ہے۔ شوکت پاشا صدرِ بلدیہ۔ آپ نے سنا ہو گا میں آپ کے ہاں پناہ کی جستجو میں آیا ہوں۔ ایک بد معاش نے میری زندگی تلخ کر دی ہے۔ برب کعبہ میں اُس سے اکتا چکا ہوں۔  
تشریف رکھئے؟ وجید الدین نے کہا۔

نوادار نے ادھر ادھر دیکھا پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سیاہ بانات کی ٹوپی اتار کر میز پر رکھ دی۔  
زرد رنگ کی قیمتی چھڑی برابر والی کرسی کے سہارے کھڑی کر دی۔ دشنامے اتار دیئے اور اپنی آسمانی رنگ کی پتلون سے گرد صاف کرنے لگا۔

”فرمائیے؟ وجید الدین نے پوچھا۔

”ذر اور دوازہ سے جھانک کر دیکھئے۔ شوکت پاشا نے اختر معسود سے کہا ڈوہاں کون ہے؟

اختر معسود۔ ایک معزز آدمی چیل تدمی میں مصروف ہے۔

”اُسے یہاں لے آئیے۔ شوکت پاشا نے کہا۔ میں پہلے پہل اُس کو دعوت دے رہا ہوں مگر وہ ضرور آئے گا۔“

وجید الدین (دردوازہ پر پہنچ کر) شوکت پاشا آپ کو اندر بلاتے ہیں؟

نوجوان ترک مسکرایا اور وجید الدین کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلا آیا۔ اُس کی اور شوکت پاشا کی پوشاک ایک جیسی تھی۔ وہی آسمانی رنگ کی پتلون، زرد چھڑی، سیاہ بانات کی ٹوپی مگر اُس کا چہرہ حسین و پر شباب تھا۔ اور ایک سفید رنگ کا پھول اُس کے کوٹ کے کالر میں آویزاں تھا۔ نوادار نے شوکت پاشا کو ادب سے سلام کیا اور ایک کرسی کھینچ کر اُس کے مقابل بیٹھ گیا۔ صدرِ بلدیہ اُسے دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔ میں اسے بیس برس کے لئے چیل خانہ میں بند کر دوں گا (وجید الدین سے) آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

وحید الدینؒ: اس نے آپ کے لباس کی نقل کی ہے۔  
صدر بلدیہ: ”صرف یہی نہیں وہ ہر گھڑی میرا تعاقب کرتا ہے۔ میرے مکان کے ارد گرد منڈلاتا رہتا ہے۔  
بلدیہ کے جلسوں میں مجھے دیکھ دیکھ کر مسکراتا ہے۔ کوئی تقریب ہو سایہ کی طرح میرے ساتھ ہوتا ہے۔  
رہ کعبہ کی قسم۔

وحید الدین: کیا آپ کا مطلب ہے کہ یہ - یہ - آفندی -  
نوادرد: ”میرا نام محمود ہے“

وحید الدین: ”محمود آفندی آپ کو خواہ مخواہ دق کر رہے ہیں۔“  
صدر بلدیہ (گرج کر) یہ میرے لئے ایک لعنت ہے۔ یہ میرا تعاقب کرتا ہے۔ میری نقل اُتارتا ہے  
اپنے آپ کو میرا دوست ظاہر کرتا ہے۔ پبلک جلسوں میں میرا مذاق اُڑاتا ہے اور میری شہرت ناموری  
کو ذبح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب میں اُلتا کر اس کا سبب دریافت کرتا ہوں تو ایک لفظ کہے بغیر مسکرا  
دیتا ہے۔

”آپ شوکت پاشا کی تقریر سن رہے ہیں؟ وحید الدین نے محمود سے پوچھا: ”کیا آپ درست فرماتے ہیں؟“  
”مجھے صدر بلدیہ کے قرب سے مسرت حاصل ہوتی ہے“ محمود نے مسکرا کر جواب دیا۔  
”کیوں؟“ وحید الدین نے دوبارہ دریافت کیا۔

”میں آپ کا مداح ہوں۔“ محمود نے کہا: ”چونکہ بیکار ہوں اس لئے ہر جگہ آپ کے قریب رہتا ہوں۔ مجھے  
آپ کی جادو بھری تقریر بہت پسند ہے۔ جب آپ پبلک جلسوں میں بولتے ہیں تو منہ سے پھول جھڑتے  
ہیں۔ اور انہیں دامن شوق میں لینے کے لئے ہر جگہ پہنچ جاتا ہوں۔“  
وحید الدین سوچنے لگا۔

”محمود آفندی!“ وحید الدین نے کہا: ”بہتر ہوتا کہ آپ صدر بلدیہ کے بجائے کسی اور کو نشاۃ شوق بناتے“  
”ناممکن ہے۔“ محمود نے کہا: ”میں اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔ صبح جب میں بیدار ہوتا ہوں تو میری رگ رگ  
بے قرار ہوتی ہے۔ اور جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو دل باغ باغ ہوتا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ صدر بلدیہ  
ایک دلچسپ شخصیت ہے۔“

”مگر وہ آپ سے بیزار ہیں۔“ اختر معسود بات کاٹتے ہوئے بولا۔

”یہ دھوکا ہے۔“ صدر بلدیہ نے سرخ سرخ آنکھیں نکال کر کہا: ”یہ فریب ہے۔ میں ایک دیل کے آستانہ پر



بھی جیس سائی کر چکا ہوں مگر قانون اس کو مجرم نہیں سمجھتا میں پولیس میں ریپٹ دے چکا ہوں مگر وہ مجبور ہے۔  
آخر یہ کیا چاہتا ہے؟ دولت - جو یہ مانگے میں دینے کو تیار ہوں۔

”دولت - محمود آفندی نے دولت کی مٹھاس کے تصور میں ہونٹ چاٹتے ہوئے عجیب انداز میں جواب دیا۔  
دولت - دولت بھی عجیب شے ہے آہ! اگر میری حالت اب سے کچھ بہتر ہوتی تو میں آپ کے قصر عالی شان  
کے قریب کوئی نفیس مکان کرایہ پر لیتا لیکن۔“

”کم بخت - بے حیا! شوکت پاشا نے زور سے میز پر مکا مارا۔ تم کتنی رقم لے کر دفع ہو سکتے ہو یہ  
جال ہے - میں جانتا ہوں - مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔“

”جناب میں جیب کھنڈیا اٹھائی گئی انہیں ہوں“ محمود نے بے پروائی سے آنکھیں ملاتے ہوئے جواب دیا  
”آخر تم کیا ہو؟“ شوکت پاشا کے لہجہ میں غیر معمولی تلخی تھی۔ ”یہ لوٹنے کا نیا طریق ہے آفندی“ صدر بلدیہ  
نے وجید الدین کو مخاطب کر کے کہا: ”آپ سُن رہے ہیں - میں تین ماہ سے اس کی وجہ سے چرکہ پر چرکہ کھا رہا  
ہوں - انتخاب کے موقع پر یہ میرے دوستوں اور دوڑوں سے ایسے سوالات کر رہا تھا جو بظاہر بے ضرر  
تھے مگر دراصل بغلی گھونسل سے کم نہ تھے - کم بخت نے حافظہ غضب کا پایا ہے - گروے مردے اکھاڑتا  
ہے - میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں مجھ سے غلطی کا ہر وقت امکان ہے - یہ ایسے مواقع کی تاک میں لگا رہتا  
ہے - اور چھوٹی سے چھوٹی لغزش اور فروگزاشت کو بھی اس دلکش انداز سے میرے دوستوں سے بیان کرتا ہے  
کہ بس کچھ نہ پوچھئے یہ میری نیک نامی کا قاتل ہے - برب کعبہ جی میں آتا ہے کہ اس کو کیا چاہا جاؤں؟“  
”قانون اس بارہ میں کیا رائے دیتا ہے؟“ وجید الدین نے پوچھا۔

”میں دو قابل دُکلا سے مل چکا ہوں“ وجید الدین نے کہا: ”مگر قانون اس ردِ سیواہ کے ہتھکنڈوں سے عاجز  
ہے - میں جانتا ہوں کہ اس نے اپنی جیب گرم کرنے کے لئے یہ بھرپ بھرا ہے - مگر یہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔  
آپ اس سے گفتگو کریں میں اس سے خلاصی پانے کے لئے ایک ہزار پونڈ نقد دے سکتا ہوں آپ میرا متعلقہ  
ہیں - اس سے فیصلہ کر کے مطلع فرماویں۔“

شوکت پاشا نے ٹوپی اُڈرھی، چھڑی اٹھائی اور جانے لگا - محمود آفندی نے بھی اُس کی پوری پوری نقل اُتارتے  
ہوئے ٹوپی اُڈر کر چھڑی بغل میں دبا لی - صدر بلدیہ نے جھک کر وجید الدین نے ہاتھ ملایا - محمود آفندی نے  
بھی خاص دُھنگ سے مسکراتے ہوئے اُس کی پیروی کی۔

موریکھٹے دیکھئے اس بد ذات کو دیکھئے! شوکت پاشا نے دانت پیس کر کہا: ”یہ بندر مجھے دیوانہ بنا دیگا۔ اس نے

میرے درزی سے بھی آشنائی پیدا کر لی ہے۔

”آپ دو منٹ کے لئے تشریف رکھئے“ وحید الدین نے محمود آفندی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔  
”میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

”ہمارا کام تین بجے شروع ہوگا“ محمود آفندی نے گھڑی دیکھ کر کہا۔ میں پانچ منٹ کے لئے ٹھہر سکتا ہوں۔ رفیق محترم! اُس نے مرا کر شوکت پاشا سے کہا۔ ”میں آپ کی تائید کے لئے وہاں حاضر ہونگا۔“  
”اگر تم نے بازار میں قدم رکھا“ صدر بلدیہ نے غصہ سے تلملاتے ہوئے کہا۔ ”تو تمہارا خون پی جاؤنگا۔“  
یہ کہہ کر شوکت پاشا نے زور سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

آفندی - میں ایک مصروف آدمی ہوں“ وحید الدین نے کہا۔ ”کہئے کیا ایک ہزار پونڈ کی رقم کافی نہیں ہے؟“  
”ہرگز نہیں“ محمود نے جواب دیا۔ ”اس زمانہ میں ایک ہزار پونڈ کی کیا حقیقت ہے۔ صدر بلدیہ نے ایک ہزار پونڈ کہہ کر میری ہتک کی ہے۔ آپ میرے عزیز دوست سے کہ دیں کہ میں حساس آدمی ہوں۔ ابھی دوہنتے ہوئے وہ ایک سو پیش کرتا تھا۔ پھر معاملہ پانسو تک پہنچا مجھے ابھی شوکت پاشا کی ذات گرامی سے الگ ہونا منظور نہیں“  
آپ منہ مائلی رقم لے سکتے ہیں“ وحید الدین نے کہا۔

مجھے اپنا فرض بجالانا چاہئے“ محمود آفندی گھڑی دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں ایک شریف آدمی کی دوستی کا بیڑہ اٹھا چکا ہوں۔ آج صدر بلدیہ ساحل سقوطی کے قریب ایک بازار کا افتتاح کریں گے۔ اگر میں موجود نہ ہوں تو بہتر نہ ہوگا۔ معاف فرمائیے۔“

”پھر کب ملاقات ہوگی؟“ اختر مسعود نے پوچھا۔ ”ہم ہر دقت آپ سے گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں۔“  
”میں آپ کا مشکور ہوں“ محمود آفندی نے ٹوپی کو جھاڑتے ہوئے جواب دیا۔ ”مجھے یقین ہے کہ میرا محترم دوست دوبارہ ایک ہزار پونڈ کے ذکر سے میری ہتک نہیں کریگا۔ اچھا خدا حافظ۔“  
محمود آفندی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور بھڑ میں گم ہو گیا۔

”حیرت انگیز آدمی ہے“ اختر مسعود نے وحید الدین سے کہا۔ ”قانون اس کی چالاکیوں کے مقابلے میں بے بس ہے۔ اچھا میں بھی ذرا بازار کی رسم افتتاحیہ دیکھ آؤں۔“

(۲)

جب اختر مسعود پنڈال میں داخل ہوا تو غازی رؤف پاشا اپنی تقریر سے حاضرین کو مسحور کر رہا تھا۔ اُس کی مسکراہٹ اور دلکش آواز دلوں کو موہ رہی تھی۔

غیور ہم دٹو اشوک پاشا اس مفید تحریک کے جنم داتا ہیں۔ آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں! تائبوں کے نام پر فخر کریگا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ پلیٹ فارم پر تشریف لا کر بازار کی افتخاریہ کارروائی سرانجام دیں۔

غازی رؤف پاشا تالیوں کی گونج میں کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور صدر بلدیہ شوکت پاشا مسکراتا ہوا آگے بڑھا پہلے تو اُس نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر جلدی جلدی تقریر شروع کی۔ اُس نے غازی رؤف پاشا کی توصیف کی۔ سرمایہ داروں کے فرائض پر طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر اُس نے خزانچی کو بلایا تاکہ چندہ دینے والوں کی فہرست پڑھ کر سُنائے۔ اس حاکمانہ ارشاد کی تعمیل میں ایک زرد ردا آدمی چشمہ لگائے ہوئے آگے بڑھا اور کوئی پانسو نام پڑھ کر سُنائے۔

جب وہ بیٹھ گیا تو لوگوں میں لچل سی پیدا ہو گئی مگر صدر جلسہ کی بر شکوہ آواز نے اُن کو روک دیا۔ اختر مسعود پنڈال سے رخصت ہو رہا تھا۔ اُس نے مڑ کر دیکھا تو ایک خوش پوش نوجوان رؤف پاشا کی کرسی کے قریب کھڑا تھا اور صدر بلدیہ اُسے زہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

”حضرات! نوجوان ترک نے مسکراتے ہوئے کہا: میں شوکت پاشا کے انمٹ احسانوں پر ہر یہ تشکر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں! اُس نے صدر بلدیہ کو مودبانہ سلام کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا نام بھی چندہ دینے والوں کی فہرست میں درج کیا جاوے میں ایک سو پونڈ کی حقیر رقم پیش کرتا ہوں! لوگوں نے تالیوں کی آواز سے پنڈال کو سر پر اٹھالیا۔ میں اپنے عزیز دوست کی قابلِ قدر زندگی کا ایک دلچسپ واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جبکہ صدر بلدیہ نے آبادی سے دور لب ساحل اپنا قصر عالی شان تعمیر کروایا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ صدر بلدیہ کی رہائش گاہ اور میونسپل دفاتر کو ایک اعلیٰ درجہ کی مڑک سے بنانا زبردستی تھا۔ راستہ میں ملاخوں کی صد ہا جھونپڑیاں تھیں مگر میرے محترم دوست کے حکم سے اُن کو بیچ و بن سے اکھاڑ دیا گیا وہ لوگ آج تک اپنی قسمت کو رو رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت چند حادثات بھی ہوئے تھے۔ ایک بڑھیا کو جب اُس کے آبائی مکان سے دھکے دیکر نکالا گیا تو وہ اس صدمہ سے جانبر نہ ہو سکی اور ایک مریضہ نے لب ساحل سر دھوا اور اس کی وجہ سے جان دے دی مگر ان واقعات کو اب بھول جانا چاہئے میں دعا کرتا ہوں کہ میرے عزیز دوست کو بازار کے معاملے میں غیر معمولی کامیابی نصیب ہوگا

نوجوان تقریر کر کے پلیٹ فارم سے اُتر گیا۔ اور حاضرین میں بے چینی کی رودور لکھی۔ بعض لوگ

سوالات کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے مگر رؤف پاشا نے جلدی سے اجلاس پر غاصت کر دیا۔ اور خوشگلیں لہجہ میں صدرِ بلدیہ کو صورتِ حالات بیان کرنے کا حکم دیا۔

(۳)

ایک ہفتہ کے بعد شوکت پاشا نے دوبارہ وحید الدین سے ملاقات کی اور کہا ”میرا خیال ہے کہ آپ اس ہمعاش کو قابو میں نہیں لاسکے؟“

”جی کوئی فیصلہ نہیں ہوا“ وحید الدین نے جواب دیا ”مگر پاشا صاحب میں آپ سے عرض کر دوں کہ آپ بڑے پھنسے ہیں اُس پر لعنت ہو“ صدرِ بلدیہ نے دانت پیستے ہوئے کہا ”میں اُسے خوب جانتا ہوں۔“

”اگر آپ خلاصی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اُس کا کیسہ گرم کیجئے“ وحید الدین نے جواب میں کہا۔

”میں ایک ہزار پونڈ نقد دینے کے لئے تیار ہوں۔ صدرِ بلدیہ نے غصہ سے گلے کی رگیں پھلاتے ہوئے کہا۔

”یہ رقم اُس سے بہت کم ہے جو وہ مانگتا ہے“ وحید الدین بولا ”اگر آپ اُس کی پردا نہ کریں تو ممکن ہے کہ اُنکے کر خود بخود چلا جائے میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کی گزشتہ غلطیوں کو نمایاں کرتا رہتا ہے۔ مگر اس میں آپ کا کیا ہرج ہے بکتا ہے بکنے دو۔“

”آہ شائد آپ میری مجبوریوں سے ناواقف ہیں“ صدرِ بلدیہ نے مستقبل کے ہولناک تصور سے لرزتے ہوئے کہا۔

اُس شہر میں میرے صد ہا رقیب ہیں جو ہر وقت میری کمزوریوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور میری ہر غلطی کو گاہ سے کوہِ بنانے کے لئے کمر بستہ ہیں۔ اخترِ معسود نے آپ سے بازار کی افتتاحیہ تقریب کا ذکر کیا ہوگا اس کم بخت نے بھرے جلسہ میں میرے دامنِ شہرت پر سیاہی کے چھینٹے دیئے اور موت کے گڑے ہوئے مردوں کو منظرِ عام پر لاکھڑا کیا رؤف پاشا نے اُس کی تقریر سے بہت بُرا اثر قبول کیا اور میں مشکلِ تمام اس بات کو ٹال سکا۔ اس کی بے حیائی اور صٹائی ملاحظہ فرمائیے کہ جلسہ عام میں کھڑے ہو کر سو پونڈ چندہ دینے کا اعلان کیا مگر اجلاس کے خاتمہ پر جب اُسے تلاش کیا گیا تو غائب تھا۔“

”تپ اس سے خلاصی پانے کے لئے کتنی رقم ادا کر سکتے ہیں؟“ وحید الدین نے پوچھا۔

”میں تو اسے جیل خانہ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں دیکھنا چاہتا ہوں“ صدرِ بلدیہ نے جواب دیا۔ ”مگر چونکہ ایسا نہیں ہو سکتا اس لئے ایک معقول رقم دے کر بھیجا چھڑانے کے لئے تیار ہوں۔“

”اب تک اُس کا طرزِ عمل قانون کا پابند ہے“ وحید الدین نے کہا۔ ”اس لئے موہوم اُمیدوں کو دل سے نکال کر اسے کچھ دے کر ٹال دیجئے۔“

”اس بد ذات کو راستہ سے ہٹانے کے لئے میں پانچ ہزار پونڈ تک دے سکتا ہوں“ صدرِ بلدیہ نے فیصلہ

کُن لہجہ میں جواب دیا۔ عین اُس وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور محمود آفندی اندر داخل ہوا۔  
”مجھے دیر تو نہیں ہوئی“ اُس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

”آپ نے اُس روز جلسہ میں سبوتاژ چندہ دینے کا اعلان کیا تھا“ صدرِ بلدیہ نے تعارت اور غصہ سے دریافت کیا۔  
”مجھے یاد ہے آپ وہ رقم ادا کر دیجئے مشکور ہوں گا“ محمود آفندی نے بے پروائی سے جواب دیا۔  
”بہتر ہے کہ آج معاملہ طے کر لیا جائے“ صدرِ بلدیہ نے آنکھوں سے چنگاریاں برساتے ہوئے کہا۔

”جواب میں آپ کا دوست ہوں“ محمود آفندی نے آہستہ سے کہا اور ہمیں آپس میں لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں وحید الدین صاحب فیصلہ کر دیں گے۔

صدرِ بلدیہ نے اپنی ٹوپی اور چھڑی اٹھائی اور وحید الدین سے یہ کہہ کر کہیں آپ سے دوبارہ ملاقات کرونگا باہر چلا گیا۔ محمود آفندی اٹھ کر شوکت پاشا دلی آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور مسکرانے لگا۔

”آپ ابھی تک قانون کی گرفت سے آزاد ہیں“ وحید الدین نے محمود سے کہا۔ ”مگر بہت ممکن ہے کہ چند روز بعد آپ شاہی ہمان خانہ میں پڑے ہوں موجودہ وقت کو غنیمت جانئے اور معاملات کو بخیر و خوبی طے کر لیجئے“  
”میں بھی یہی چاہتا ہوں“ محمود آفندی نے کچھ دیر کے بعد کہا۔ ”معاف کیجئے میں تصورات کے گورکھ دھندے میں کھو گیا تھا“ کہتے آپ کیا چاہتے ہیں“ وحید الدین نے پوچھا۔

محمود کچھ دیر تک کسی گہرے خیال میں چھت کوکتا رہا پھر گویا ہوا: ”لڑائی کے دنوں میں ہماری پلٹن سارنیکا میں مقیم تھی۔ ایک دن دُور سے سمندر کی نیلگوں سطح پر کچھ دھبے سے دکھائی دیئے۔ خبردار نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر جہاز آ رہا ہے۔ ہماری توپوں کے دھانے کھل گئے اور دشمن کا مٹھ مور دیا مگر وہ مرتے ڈوبتے ساحل تک آ پہنچے۔ دستِ بدست لڑائی شروع ہو گئی۔ اور ہم دشمن سے گھٹم گتھا ہو گئے۔ آپ ترکوں کی شجاعت سے واقف ہیں۔ دوبرہ جنگ میں ایک ایک ترک غازی یورپ کی ایک ایک دیاست کے لئے کافی ہے۔ میں شمیر بکف غنیم کے انہوہ میں گھس گیا اور نرن سپہ گری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ میرے جسم پر ساٹھ سے زیادہ زخم آئے مگر قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔ دشمن اپنے ساز و سامان اور کثرتِ تعداد کے باوجود مغلوب ہوا۔ مگر میں نے رات فوجی کیمپ کے بجائے ہسپتال میں گزاری۔ خون زیادہ بہ جانے سے میں بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ اس لئے کئی ماہ زیرِ علاج رہا۔ ایک دن میں ہلٹا ہلٹا ذرا ور نکل گیا اور ایک ناگستان میں پہنچ گیا جس کا رقبہ ایک ایکڑ ہو گا۔ قریب ہی رنگتروں کا باغ اور یکنی سبزہ زار تھا۔ اُن کا مالک انہیں بیچنا چاہتا تھا۔ میرے دل میں اُس جالندار کے خریدنے کی زبردست راہش پیدا ہوئی مگر آہ! میں ایک تلاش سپاہی تھا۔

”اُس کی قیمت کیا تھی؟ وحید الدین نے پوچھا۔

”آٹھ ہزار پونڈ“ محمود آفندی نے جواب دیا۔ ”شوکت پاشا کی ماہوار آمدنی سے بھی کچھ زیادہ۔ وہ تانستان ابھی بکا نہیں اور میں ابھی تک اُسے خریدنے کے لئے بے تاب ہوں“

”اگر صدرِ بلدیہ وہ تانستان تمہیں خرید دیں تو اُن کا پیچھا چھوڑ دو گے؟“ وحید الدین نے دریافت کیا۔

”میں زندگی کے باقی دن اُسی کنجِ عملت میں گزار دوں گا“ محمود آفندی نے جواب دیا۔ ”آج آپ کا بہت وقت ضائع ہوا، اگر کسی سے اُٹھتے ہوئے“ صدرِ بلدیہ جب دوبارہ آپ سے ملاقات کریں گے تو میں دروازہ پر منتظر رہنا ہاں یاد آیا آفندی! آپ نے کبھی سعید ہوٹل میں کھانا کھایا ہے؟ آج شام وہاں ضرور تشریف لائیے اچھا تسلیم“

(۴)

اخترِ معسود اور وحید الدین جب ہوٹل میں داخل ہوئے تو شام کا اندھیرا چھا چکا تھا اور بے شمار ٹمکلی و غیر ٹمکلی شرفا کھانا کھا رہے تھے۔ قریب ہی دو میز خالی پڑے تھے۔ ایک پھولوں سے مزین تھا اور دوسرا سادہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد صدرِ بلدیہ جھومتے جھومتے تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ رضا نور کو تو ال شہر اور جاوید پاشا ہتتم جنگی بھی تھے۔ شوکت پاشا کی آنکھوں سے مسرت اُبل پڑتی تھی وہ بار بار مُسکرا رہا تھا اور اخترِ معسود کی آنکھیں برابر اُسی پر جمی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد محمود آفندی ایک خوش پوش رفیق کے ہمراہ ہال میں داخل ہوا اور اُن کو دیکھتے ہی صدرِ بلدیہ کے چہرہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

محمود آفندی نے صدرِ بلدیہ کو ادب سے سلام کیا اور کہا ”میرے محترم پاشا آپ تشریف لے آئے؟“ شوکت پاشا نے تیوری چڑھا کر تہر آؤد نظروں سے اُسے دیکھا مگر وہ بالکل ہراساں نہ ہوا بلکہ مُسکراتے ہوئے بولا ”اور نہ کہ یتیم خانہ کا منہر چندہ لینے کے لئے آپ کے پاس آئے گا ایسا نہ ہو کہ آپ انکار کر دیں۔ رفیقِ محترم یہ ثواب کا کام ہے“

شوکت پاشا دانت پیس کر رہ گیا۔ اشارے سے وحید الدین کو بلایا اور دریافت کیا ”آپ نے اس شیطان سے کیڈے کیا ہے؟“

وحید الدین ”آٹھ ہزار پونڈ“ آہستہ سے ”اپنی فیس الگ ہے“

”میں ادا کر دوں گا“ صدرِ بلدیہ نے کہا ”میں اس سے اکتا چکا ہوں کل بارہ بجے نقد روپیہ“

اخترِ معسود اور وحید الدین ہوٹل سے نکلے تو محمود آفندی بھی اُنہیں مل گیا۔

”کل بارہ بجے آپ کو آٹھ ہزار پونڈ مل جائیں گے“ وحید الدین نے اُسے اطلاع دی۔

محمود آفندی اپنی اس کامیابی پر ایک فتحِ جرنیل کی طرح مُسکرایا ”وہ کچھ دلکشا۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو

انگوروں کے خوشے۔ خوشگوار دھوپ۔ بخدا وہ تاکستانِ جنتِ ارضی ہے۔

”لیکن آپ نے اُسے خریدنے کا اچھا ڈھنگ سوچا۔“ اختر معسود نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جی شوکت پاشا پہلے ایک معمولی دوکاندار تھا، محمود آفندی نے جواب دیا۔ ”ایامِ جنگ میں اس نے بیس لاکھ

روپیہ سے زیادہ کمایا اور میں نے اپنی صحت و دولت سب قوم کی نذر کر دی۔ چونکہ اس نے ہماری وجہ سے کمایا

اس لئے میں نے کچھ تھوڑا سا ٹیکس وصول کرنا ضروری سمجھا۔ اچھائیں کل بارہ بجے حاضر ہو گا، امید ہے کہ کل شام کا کھانا آپ میرے ہاں کھائیں گے۔“

(ماسٹر ممتاز حسین بسمِ گھر تِل ضلع سیالکوٹ)

## تفسیر ادب

(جناب خان نثار احمد خاں صاحب ادیب لدھیانوی)

وہ جلوے ذرے ذرے سے عیاں ہیں مگر آبِ دیکھنے والے کہاں ہیں  
فلک سب کو مٹائے جا رہا ہے ہمیں اس عہد میں اک سخت جاں ہیں  
نہ بھول ان دہر کی رنگینیوں پر یہ اعدائے سکونِ قلب و جاں ہیں  
نشاطِ کشمکش وہ خاک سمجھیں جو سعیِ زندگی میں کامراں ہیں  
ترتی باتوں میں آتو جائیں واعظ! مگر ہم واقفِ سود و زیاں ہیں  
نظر آ پھر سے ایہ سب اہلِ محفل گرفتارِ طلسمِ این و آن ہیں

کسی کا ہے یہ فیضِ لطف ورنہ

ادیب ایسے کہاں رنگیں بیاں ہیں

# جناب ابراہیٰ کا پیام

## خدائے سخن علامہ مولانا صاحب برصاحب کے نام

مولانا۔ آداب و نیاز

رہنمائے تعلیم کے کسی گزشتہ نمبر میں آپ نے ارقام فرمایا تھا کہ آج کل غیر مروجہ بحر میں بہت ہی کم لوگ طبع آزمائی کرتے ہیں لیکن ضرورت ہے کہ ان بحر کو رواج دیا جائے۔ اسی ارشاد کے ماتحت میں نے وہ غزل شائع کرائی میں نے اور بھی متعدد غزلیں غیر مروج بحر میں لکھی ہیں۔ آپ نے اُس کو پسند فرمایا۔ ہمت افزائی کی میری کاوش کی حقیقی داد مل گئی اس لئے کہ وہ چند اہل بے جوڑ اشعار آپ کے اور صرف آپ کے ہی ملاحظہ کو میں نے لکھے تھے۔

یہ بات تو آنجناب پر روشن ہوگی کہ اس قسم کی غزلیات میں شاعر اپنا حقیقی رنگ اور زرد نہیں دکھا سکتا کیونکہ اُس کی تمام طاقت ارکان کے مطابق الفاظ و جمل کی تلاش میں ہی صرف ہو جاتی ہے اس لئے میرے بھی وہ چند ہندیانی اشعار ہرگز اس قابل نہ تھے کہ آپ جیسی ہستی کو پیش کئے جائیں۔ لیکن ”الامرفوق الادب“ آپ نے رسالہ میں اپنی عام خواہش ظاہر فرمائی میں نے تعمیل ارشاد میں پیش قدمی کی اب یہ آپ کی ذرہ نوازی جو آپ نے پسندیدگی کی سند سے معزز فرمایا میں بھی آپ کے اس خیال کا موبد ہوں کہ سب شعراء کو غیر مروج بحر کی جانب توجہ فرمائی چاہئے تاکہ اردو شاعری کی یہ کمزوری آئندہ نسلوں کو متحمل نہ بن جائے اور اردو شعراء کی عاجزی کا مظاہرہ نہ کرے۔

میں نے مقطع کے مصرعہ اولیٰ کو مسکن کر کے ”مفتعلن“ نام بار کو مفعولن سے بدل دیا ہے۔ میں نے ایسا کس استحقاق کے ماتحت کیا ہے اُس کو آپ کی بالغ نظر سمجھ لے گی۔ تقطیع حسب ذیل ہے۔

مفعولن	مفعولن	مفعولن	مفعولن
اُن کی ا ا	مذ کے د و	کے گ و د ل	کذا اے اب و ر
ہائے مخلوط خارج			داؤ خارج۔ ابر کی خارج

میں یقیناً ایسی محترم ہستی کو اپنے ناچیز مکتوب کے مطالعہ کی تکلیف دیتا مگر افسوس کہ مجھے پتہ کا علم نہیں ہے۔ کیا اچھا ہو کہ جناب ہی الطاف باری میں پیش قدمی فرمائیں۔ اب تو یہ عہد ہے کہ خدا جلد از جلد آپ کا رسالہ عروض شائع کرے جس سے دنیائے ادب کی گمراہ ہستیاں ایمان لے آئیں۔ آپ کا عقیدہ تہذیب ابراہیٰ کا احسنی نوادہ بدلیو



# تجزیہ شعر

(از سید عروج زیدی بدایونی)

عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے (میرائیں)

(۱)

مقتضائے آفرینش عالم ظہور ذات مبداء فیاض ہے، دہر کی تخلیق و ترمیم اس قوت بیکراں کی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کا جس پر نظام عالم کافی الواقعہ دار و مدار ہے صریحی ثبوت ہے۔ کلیوں کی سکراہٹاں ملکوں کا حسن و دلکش تخیل و نگار کی دلفریبی اور شاہد اہل چین کی بود و ہست سب اُسی کے الطافِ بے پایاں کی رہین منت ہے۔

(۲)

موج نسیم عطریں انسانِ دل و دماغ پر کیف و سرور کی بارش کر کے اپنے خالق کی لامتناہی جبروت کا بین ثبوت پیش کرتی ہے، مجاہدات مجازی اپنی کششِ حُسن سے لوگوں کو اپنا دلدلہ و فریفتہ بناتے ہوئے ان کی ایسے نورِ بے ہمتا تک رہنمائی کرتے ہیں جس کی جلو مغروشی و جلوہ ارزانی سے مد و مہر کو فروغ اور انجم کو درخشندگی و تابندگی حاصل ہے۔ نعماتِ موسیقی ایک ایسے بریل کا پتہ دیتے ہیں جو مضربِ کُن سے ایک مرتبہ اور حرفِ ایک مرتبہ چھیڑ لگایا مگر جس کی اعجاز کُن آواز سے کُل کائناتِ مُردہ میں روح دور گئی دُنیا بے آب و گل وجود میں آئی، پسکیرِ خاکی کو ایک نعمتِ غلطی۔ عقل اسے سرفراز فرما کر اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب کیا اور سلطِ ارض کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔

(۳)

مگر یہ کافرِ نعمت انسان جلد ہی زعمِ خودی میں، تعلیم کی روشنی میں، کج فہمید میں مبتلا ہو کر (نعموذ باللہ خاکم بہن) خدا بن بیٹھا۔ ذہن رسا، طبع سلیم، بہیم غور و فکر، محنت و جان فانی اور مددِ جہد سے ایجادات کے انبار پر انبار لگائے چلا جا رہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ سب کچھ میرے حیطہ اقتدار میں ہے۔ یہ سب کچھ صحیح۔ بجا اور بالکل بجا!۔ مگر پھر بھی عاجز ہے اور مددِ جب۔ کب؟ جب ہر فرعون نے راموٹی کی مشہور ضرب المثل صادق آتی ہے۔ جب انسان کی بے ثبات و کافی ہستی کے شیشہ کو جس میں کبر و نخوت کا عکس ظلمتِ باریاں کر رہا ہو سنگِ مرگ سے ایک نامعلوم طاقت کے اونٹے فرمان و اشارہ پر پاش پاش کیا

جاتا ہے اور اس طرح غافل و متکبر طبقہ انسانی کے ایک فرد کو اس کی گستاخوں اور بے عنایتیوں کا مزہ چکھایا جاتا ہے۔ ۷ یگانہ چنگیزی

احکام حق سے اکثر منہ موڑتے ہیں سرکش پابند ہیں تو کس کے اک حکم آخری کے (۴)

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ عابد و زاہد متقی و پارسا انسان خدا کے عزوجل کو عزیز ہوتے ہیں اور ایک مدت خاص کے بعد عزیز کی جدائی بار خاطر ہو جایا کرتی ہے۔ بدیں وجہ ان حضرات کو بھی خالی کل سے پہنکنا ہونے کے لئے گہوارہ مرگ کی سلسلہ جنبانی کرنی ہوتی ہے۔

(۵)

مختصر یہ کہ دنیا ایک مستقل متغیر عابد ہی کے لئے ہے نہ غافل کے لئے۔ طرفہ یہ کہ اس کے جلد نیست ہو جانے کا بھی احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ پیدائش اور وفات کا ایک مرتب سلسلہ قائم فرما دیا گیا ہے۔ لومہ بسترِ علالت پر ایک ”پریشان زندگی“ تالیف ہستی یہ کہتا ہوا۔ ۷

اومری نزع کی پہچکی کے سنسنے والے پہلی فریاد ہے اور آخری اواز میں ہے داعی اجل کو لبیک کہتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اپنے لواحقین متعلقین۔ اعزہ و اقربا کو داغ مفارقت دے جاتا ہے۔ اُن کی آن میں اس کا عشرت کدہ فریاد و شیون نالہ و بکا گریہ و زاری سے ماتم کردہ بن جاتا ہے۔ ادھر برخلاف اس کے عین اسی وقت دوسرے مقام پر ولادت پسر کے انبساط میں نفیری و شہنائی کی خلک پیما آوازوں سے کچھ ہستیاں شادان و فرحان نظر آتی ہیں۔ بزمِ رقص و سرود قائم کی جاتی ہے اور ہر طرف سکون کی بارشیں ہونے لگتی ہیں۔ !

(۶)

نفس مطلب یہ ہے کہ دنیائی الجملہ ایک کارواں سہا ہے جس میں بیک وقت چند رہبر و قیام پذیر ہوتے ہیں اور مقیم مسافروں میں سے چند عازمِ منزل مقصود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میرا ئیس مغفور فرماتے ہیں ۷

عجب سہا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

عروجِ زیدی بدایونی

—————

رہنمائے تعلیم لاہور کا ریڈ کر اس نمبر ۱ جو بڑی آب و تاب کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔

۱۲ روے قیمت

ملنے کا پتہ۔ منیجر رہنمائے تعلیم (رام گلی) لاہور

# سب انسپکٹر

(لالہ نرائن داس صاحب اشنگ ایس۔ دی انسپراج ریڈ کراس سوسائٹی خالصہ سکول مھٹوانہ)

نہ کر کسی کو تباہ ظالم کہ تو بھی برباد و خوار ہو گا  
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

سلیم ایک تجربہ کار سب انسپکٹر تھا۔ ذاتی لیاقت اور حسن سلوک سے افسہ ان بالاس کی کارکردگی کے مداح تھے۔ اور اُس کے ماتحت اُس کے قلم کی جولانیوں سے مرعوب۔ لیکن جس ٹھانے میں قدم رکھتا۔ علاقے کے عزت داروں کی شامت آجاتی۔ رشوت کی گرم بازاری ہوتی۔ اٹھائی گئے کھلم کھلا دھادے مارتے۔ اچھے اچھے دلالوں میں نامزد ہوتے۔ کیونکہ سلیم کا دل انسانی ہمدردی اور جذبہ ایشارے محض نا آشنا تھا۔ اُس کا ایمان دولت کی رو میں بہا جا رہا تھا۔ کسی فریادی کی بغیر مٹھی گرم کئے اُس کے درد اڑے تک رسائی ناممکن تھی۔ معمولی رپورٹوں کی اجرت بھی پانچ دس روپے ضرور بٹھرتی۔ دلال اپنا اوسیدھا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نیلوفر ضرور پھانس کر لاتے۔ بد معاش۔ اچکے بچارے امن پسند شہریوں کا قافیہ تنگ کر دیتے۔ لیکن کہیں شنوائی نہ ہوتی۔ سلیم کے علاقے میں قتل کی واردتیں دب جاتیں۔ کتنے ڈاکو گرفت میں آکر فرار ہو جاتے۔ کوئی دم تک نہ مارتا سلیم نے کوئی تیس سال نوکری کی۔ لاکھوں جمع کئے۔ اپنے شہر میں ایک عالی شان کوٹھی بنوائی۔ کتنے ایکڑ اراضی خرید کی لڑکے کوئی۔ اے تک تعلیم دلوائی۔ آخر نیشنل یاب ہو کر گھر آئے۔ بڑے تڑک و احتشام سے رہنے لگے۔ نوکر چاکر گھوڑا گاڑی غرضیکہ تمام لوازمات امارت ہیا کئے۔ لیکن آخر مظلوموں کی آہوں کو درگاہ باری میں قبولیت ہوئی۔ قدرت کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ وہ تمام نقشے ٹٹے شروع ہو گئے۔ اراضیات دریا کے کنارے تھیں۔ سب دریا برباد ہو گئیں۔ بیٹا تپ دق کا شکار ہو گیا۔ سلیم کی پیٹھ پر ایک پھوڑا نمودار ہو ا۔ سوچہ ماہ کے اندر اندر ساری پیٹھ پر پھیل گیا۔ تمام جسم میں مواد بھر گیا۔ کتنا علاج کیا۔ مگر جان نہ ہو سکا۔ اندوختہ ختم ہو گیا۔ سامان نیلام ہونے لگا۔ کوٹھی رہن جو گئی۔ سلیم نے ایک معمولی سگرایہ کامکان لیکر تنہائی اور بے کسی میں جان دی۔ بد نصیب بیوہ کی اس ٹوٹ گئی۔ نہ پائے رفت نہ جائے ماندن۔ آخر شکم پُری کے لئے ایک امیر کے ماں باورجن کے فرائض سرانجام دینے لگی۔



ایک ٹیپ رائٹنگ کے لئے ایک ہی مضمون کی اشاعت طباعت اور فروخت کے لئے ایک گروپ پیشتمل ہوگی۔

(۵) ہر گروپ کی طباعت اشاعت پانچ سال بعد کی فروخت کے لئے سینڈ منگٹے جائیگے۔ اور سب سے زیادہ رقم معاوضہ دینے والے ٹھیکہ دار کو ٹھیکہ دیا جائیگا۔ بشرطیکہ یہ معاوضہ کم از کم مناسب رقم سے کم نہ ہو۔

(۶) معاوضہ کی تمام رقم کا جو ٹھیکہ داروں سے موصول ہوگا ۳۳ فی صدی یا ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ دو نو سے جو رقم زیادہ ہو) مشاورتی کمیٹی کی نذر کیا جائیگا تاکہ وہ اپنے اخراجات ادا کر سکے اور زیادہ مفید مریضوں پر صرف کر سکے۔

(۷) ہر ایک گروپ کے معاوضہ کا اقلیماں گروپ کی تمام کتب کے مصنفین پر تقسیم کر دیا جائیگا۔

متذکرہ صدر طریق سے جو کتب منظور رہیں وہ سال ۱۹۳۵ء کے شروع سے استعمال کی جائیں گی۔

(۸) موجودہ وقت کی تمام ٹیکسٹ بکس، سنو ریشو خواہ میکسٹ بک کیٹی کی ہیں یا کسی پرائیویٹ فرم کی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء سے فہرست سے خارج تصور کی جائیں گی۔ گو مصنفین کی منتا پر وہ دوبارہ ترمیم کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۹) ہر پانچویں سال ٹیکسٹ بکس کی منظوری اور نگرانی کا کام از سر نو ہاتھ میں لیا جائیگا۔ جبکہ منظور شدہ کتب کا ذخیرہ ختم ہو جائیگا۔ اور نئی کتابیں بغرض منظوری بھی آجکی ہوگی۔

(۱۰) ٹیکسٹ بک کمیٹی کی کتابوں کا حق تالیف سال رواں کے آخر میں گورنمنٹ کے حق میں تبدیل کر دیا جائیگا۔

(۱۱) نئی سیکم کی منظوری تک کے عرصہ کے لئے گورنمنٹ ٹیکسٹ بک کمیٹی سے حاصل کردہ حق تالیف کی کتابوں کے سینڈ رطلب کر لیگی اور زر معاوضہ ٹیکسٹ بک کمیٹی کو مقرر ہوگی۔

(۱۲) نئی سیکم کے اجرائ تک کسی سکول کو موجودہ منظور شدہ و مروجہ کتب کے تبدیل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

نوٹ۔ پنڈت نانک چند صاحب اور خان بہادر سردار صبیح اللہ خاں صاحب نے اپنے نوٹ میں درج کیلئے کر نئی مجموعہ کتب تعداد کتب کو بڑھانے کی اور موجودہ طریق میں ہرگز کسی بہتری کو لئے نہیں۔ ان کے خیال میں موجودہ طریق نہایت خاطر خواہ اور تسلی بخش ہے۔ اور چند جزوی اصلاحات کے بعد بہت موزوں اور مناسب ہے (ترجمہ) (ٹریبون لاہور)

**مڈل سکول ڈیگھل ضلع ریتھک** ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ایک بچے بعد دوپہر ایک پچھتہ چولی میں آگ لگ جانے پر پربھیا۔ سکاؤٹس پانی مہیا کرنے لگے اور سکاؤٹس ماسٹر صاحب ڈونلڈ مکان پر دو سب سے مکانوں کی چھت پر سے ہوتے ہوئے اوپر پہنچے۔ مکان کا سامان ایک طرف کر کے اس کے ساتھ پانی کی بالٹیاں اور کھینچی شروع کر دیں۔ اور آگ کو بجھا نا شروع کیا۔ سکاؤٹس میں سے سڑے لڑکے اور ان کی دیکھا دیکھی گاؤں کے کئی اور آدمی بھی آگ بجھانے پر لگ گئے اور اس طرح ایک گھنٹہ کی کمال کوشش سے آگ پر قابو پایا۔ سکاؤٹس نے پانی بہت مقدار میں جمع کیا جس کا نتیجہ آگ کا بجھنا تھا۔ اور چھت کی ٹریاں جلنے سے بج گئیں۔ پنڈت رام رشی صاحب انگریزی ماسٹر۔ سردار گورنمنٹ سنگھ صاحب اور مٹی خزان سنگھ صاحب کب ماسٹر نے بڑی محنت سے کام کیا۔ آگ بجھ جانے کے بعد پبلک نے بڑے پبلک سے سکاؤٹس۔ سکاؤٹ ماسٹر صاحب اور تمام عملہ سکول کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ (رسال سنگھ)

**میلہ منڈی ٹھردہ ضلع سیالکوٹ** ۲۰ رخصت ۲۲ اگست ۱۹۳۵ء کو گذشتہ سالوں کی طرح طلبہ کی ٹیموں کے مقابلے کا انتظام کیا گیا۔ اور نیزہ بازی۔ کشتی لڑنا اور گرنج کی دیہاتی ٹیموں کے میچوں کا بھی انتظام کیا گیا۔ اسی ٹیموں کا جو زیادہ مفید ہوں اور کم خرچ۔ دلچ عام ہوا ہے۔ اور ایسی خاص ٹیموں کا داخلہ

جس کے مقابل میں کوئی اور ٹیم کامیاب نہ ہو سکے داخلہ بند کر دیا گیا تاکہ نئی دیہاتی کلبیں بھی انعامات میں حصہ لے سکیں اور کھیل میں دل لگا سکیں۔ چنانچہ اگر ٹیچر والی بال، سرمہ کشی اور کبڈی میں سنکھڑے خانہ پور سیدیاں۔ چاروہ اور مہاراجے سکول نے حصہ لیا اور انہی کھیلوں میں دم۔ خانوال۔ موہن پور۔ خانپور اور بن باجوہ کی دیہاتی ٹیموں نے حصہ لیا۔ سکولوں اور ان ٹیموں کے تین تین میچ ہوئے جو بڑے دلچسپ تھے۔ کشتیوں کے میچ بھی بہت دلچسپ تھے۔ نیزہ بازی کا آغاز تھا۔ لہذا زیادہ آدمی اس میں شریک نہ ہو سکے چونکہ سکول کے طلباء مینڈ کے ساتھ میلے میں موجود رہے۔ اور مناسب موقع پر مینڈ سجا کر حاضرین کی دلچسپی کا موجب ہوا کرتے تھے۔ سنکھڑے سکول کی پراپیگنڈہ پارٹی کے دیہاتی فٹنس کے گیت بہت پسند ہوئے۔ اسی سکول کی ڈرامیٹک گلوبل وار ایکٹ کی رات کو یہاں پہلے کا انتظام کیا۔ اور دیہات سدھار ڈرامہ بھی کیا۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ لالہ مرہی رام صاحب ہوا کہ انے بچوں میں شیرینی بانٹی اور سردار امر سنگھ صاحب ویلڈار ڈسٹریکٹ نے جبران کلب کے کھانے اور چار پائیاں دینے کے علاوہ شریانی بھی تقسیم کی۔ غرض یہ میلہ سپورٹس کے مقابلہ کی وجہ سے بے نظیر تھا۔ جس کی کامیابی کا سہرا پنڈت مرلی دھر صاحب موہگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع ہزارہا بخشی سنسار چند صاحب اے ڈی آئی ڈی بی آئی اور تیشی غلام احمد صاحب اے ڈی آئی علاقہ اور ریفری کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ تمام افسران معائنہ کی سرگرمی اور دلچسپی قابلِ ثناء ہے۔ (چونچ)

**یچیز کا نفرنس حلفہ ناوول تحصیل ہمیر پور ضلع کانگرہ**

گو رکھا اے ڈی آئی علاقہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ پرارتھنا کے بعد سابق کارروائی پڑھی گئی اور منظور ہوئی۔ منشی گھوگر رام صاحب ہیڈ ماسٹر لٹرل سکول کرور نے تعداد میں اضافہ کے وسائل پر مضمون پڑھا۔ جو اچھا اور مفید مشوروں سے بھرا۔ منشی کرم چند نائب مدرس جلاسی نے جماعت اول کو کھیل کے طریق پڑھایا۔ جو بہت دلچسپ تھا۔ پنڈت ہرش چند رکار اک پسند کیا گیا۔ ماسٹر سرجن رام نے لطیفے سنائے۔ پنڈت بکھی رام نے دیہات سدھار راگ اور مکالمہ سنایا۔ صاحب صدر نے ذیل کی ہدایات دیں۔ پہلی جماعت کی تعلیم کھیل کے طریق پر ہو۔ جس کا نمونہ آج منشی کرم چند نے دیاسے۔ حروف کاٹ لئے جائیں کارڈ بنائے جائیں۔ زمین پر انگلیوں سے لکھو اگر حروف ابجد کی شناخت کرائی جائے۔ بورڈ پر لکھ کر پڑھایا جائے۔ پرائمری جماعتوں میں جغرافیہ کی کتاب لبلہ گرگز نہ خریدیں۔ اور جماعت دوم میں حساب کی کتاب بھی نہ خرید کر لائی جائے۔ حاضر باشی کا بورڈ بنایا جائے۔ تمام غیر حاضر طلباء کی خوب پڑتال کی جائے۔ اور انہیں حاضر باش بنانے کی کوشش کی جائے۔ خارج شریکان کو دوبارہ داخل کرایا جائے۔ ۳۱ مارچ تک اسے تعداد میں دس فیصدی اضافہ ہو۔ جو طالب علم سکول میں داخل ہو وہ پرائمری کورس ختم کرنے تک سکول کبھی نہ چھوڑے۔ صاحب صدر کے شکریہ پر کارروائی ختم ہوئی۔ (مرلی دھر جلاسی سکول)

**ریاست جیند کی ڈسٹرکٹ ریلی**

الغایت سدا اکتوبر کو سینکڑوں کلاس پیڈرٹ اور فرسٹ سٹار کی ٹیمیں سکاوٹس اور کبیر کو دی گئی۔ ڈیرھ سو سکاوٹس اور کبیر نے حصہ لیا۔ تین یوم تک باقاعدہ کارروائی عمل میں آئی۔ کامیابی کے لئے کارکنان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (اتمسنگھ راوکیمپ کمانڈنٹ)

**جوانا مرگ**

انسوس سے تحریر کرنا پڑا کہ پنڈت یوگ راج صاحب دت ہیڈ ماسٹر لٹرل سکول بھنویلی تحصیل اوناہ ۳۱ سالہ ماہ کی عمر میں تب دن کا شکار ہو کر رحلت کر گئے اور انے پساندگان کو اپنی بے وقت موت سے نہایت مضمحل کر گئے۔ مایشوران کی روح کو شانتی اور لواحقین اور ناباچ بچوں کو بصیرت کی طاقت عطا کرے۔

(درن سنگھ دت وطنی رام ہیڈ ماسٹر لبال)

رہنمائے تعلیم پنڈت جی کی موت پر ان کے پساندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (سید خواجہ)

**اطلاع** - لوئر مڈل بسال ضلع ہوشیار پور { سنٹر کے سالانہ امتحان میں سکول کی جماعت ششم کا نتیجہ ۳۳ ہے یعنی ۹۱ لکھری اور تمام لڑکے اچھے نمبروں پر سنٹر آؤن میں کامیاب ہوئے۔ (ملکھی رام)

**انجمن معلمین سنٹر سانگلہ ہل** { صدر اکتوبر کو سردار صاحب سردار صاحب سمن سنگھ صاحب پی ایس ڈسٹرکٹ انسپکٹر بنجورہ کی صدارت میں خاص اجلاس منعقد ہوا۔ فشی رام لال صاحب جماعت سوم کے طلباء کو ضلع کی مڈلوں پر سبق پڑھایا۔ ممبران کے تبادلہ خیالات کے بعد صدر نے فرمایا کہ پرائمری تعلیم کو ترک کریں جس سے طلباء کے ذہنی اور جسمانی کوتاہی کا موقع نہیں ملتا۔ جائز تھا کہ ایک چھوٹی سی منڈی لڑکوں کی تیار کیا جاتی جس میں وکانڈا خریدار - بیچنے والے - تولنے والے سب سے ضروری سامان کے ساتھ موجود ہوتے منڈی سانگلہ ہل سے کچھ اجناس برآمد کر چنڈلڑکے آتے خرید و فروخت کرتے۔ اور اس کے متعلق گفتگو کرتے۔ تولنے وغیرہ کا عملی کام دکھایا جاتا۔ اور بچوں کو تمام باتیں ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد فشی رام صاحب نے فرامی طلباء پر مضمون پڑھا۔ جسے صاحب صدر نے بہت پسند فرمایا۔ اور جماعت اول کی تعلیم کے لئے مفید ہدایات دیں۔ پراجیکٹ میٹھنڈ کے رولز کی تالیف فرمائی حروف ابجد سے فقرات کی طرف جانے کی بجائے فقرات سے حروف ابجد کی طرف آنا مناسب ہے۔ گویا دو طریق ہیں وگوار طریق الصوت کو ملا جلا کر کام لیا جائے۔ مختلف چارٹس تیار کئے جائیں۔ مدرسین کو اپنی قابلیت بڑھانے کے لئے مختلف رسائل کے مطالعہ کا حکم دیا۔ آپ نے اپنی خوش فہمی اور خوش مزاجی کا مسک دلوں پر بٹھادیا اور فردا فردا سہروس کے حالات سے آگاہ ہو کر ہولیک سے مصافحہ کر کے واپس تشریف لے گئے۔ (شیخ فتح محمد)

**دیہاتی میلہ یک نمبر ۵ جھنگ انچ وہ ملا پور ضلع لاٹل پور** { میلہ کے انعقاد کی اصل غرض وغایت اٹھانے کی بڑی تحریک اور دھڑے بندی کے نئے مرض کی جڑ اکھڑنے کے تدارک کا اشتہار تھا۔ چنانچہ ۲۹ لغایت ۲۶ اکتوبر کو میسر فرمایا۔ جس میں فٹ بال - بکڈی - چھلانگ - دوڑیں - گولہ وغیرہ کے معرکے ہوئے۔ سارہائے گذشتہ کے برخلاف عوام کا ہرجا امید سے بہت بڑھ کر تھا۔ اور مختلف اقسام کی کھیلوں سے میلہ کو شاندار بنانے کی بہت کوشش کی گئی۔ اور تفریح کے موقع پر ریٹلڈ گیتوں سے چلک کو معلق کیا گیا۔ اور دیہات سدھار نظموں سے لوگوں کو اس انداز اعلیٰ کا لوں کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی گئی۔ ٹیموں کے مقابلے سے حاضرین میں شوق تازہ ہو گیا۔ اخیر میں ایک نیکیت آمیز اور دلچسپ راہ لیا گیا جس میں زمینداران کی رسومات بد کا نقشہ دکھایا گیا۔ اور بتایا کہ کس طرح زمیندار لوگ شراب کے نشہ سے بدست ہو کر افعال بد کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور دولت کے نشے سے سرشار ہو کر افعال نیکہ کے عامل ہو جاتے ہیں۔ یہ سب امور ان کے سامنے پیش کر کے ان سے محرز رہنے کی ہدایت کی گئی۔ اور انہیں بتایا گیا کہ میلوں کا مطلب صرف کھیل دیکھ کر چلا جانا ہی نہیں بلکہ اپنے اور عوام کے ذاتی مفاد اور ملک اخراص کو ملحوظ رکھنے کے لئے جناب اسے ڈی آئی صاحب علاقہ غربی نے کامیاب ٹیموں اور اچھے کھلاڑیوں کو انعامات عطا فرمائے اور عوام کو رسومات بد کے چھوڑنے دیہاتی ٹیموں میں شامل ہو کر کھیلوں میں حصہ لینے کی ہدایت دی۔ (تارا سنگھ سچو)

**گورنمنٹ ہائی سکول پتویر سنگھ** { (۱) سکول بلڈنگ کے پاس ہی غریب لڑکوں کی چھوڑیاں ہیں۔ ۲۰ اکتوبر سے کمزور آدمی کو پہنچے اور اپنے آرام اور لباس کی پر فائدہ کہتے ہوئے پانی لانے اور آگ بھانے کا بندوبست کیا اور بڑی مشکل سے بڑھتی آگ کے شعلوں سے باقی چھوڑیوں کو بچایا۔ وقت پر ملاوہ سے تمام بچوں کی جانیں بچ گئیں اور مالی نقصان بھی زیادہ نہ ہوا۔ (۲) جگروں کے کور پائز گورنمنٹ میں جو اپنے علاقہ کا اپنی شان میں واحد نوٹینٹ تھا۔ سکول ہڈنڈ فٹ بال اور ٹاکی کپ جیت کر جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بھان زو عوام ہے۔ اگرچہ تمام شامل شدہ ٹیمیں سید زبردست اور مقابلہ کی تھیں۔ مگر سکول نے (از جانب ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول تصور)

اپنی خوش قسمتی سے فتح حاصل کی۔ علاوہ بریں والی بال میں دوم رہا سردار سادھو سنگھ صاحب کی ایس سی (آنر) بی ٹی کی ان تک کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے جو بر روئے کار آیا۔

(۳) دیہاتی طبقوں میں ہجوم پر خوش سے دیہاتی لوگ عموماً زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور جو باتیں منہ بچے سیکھ کر انہیں ملتیں وہ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اسی خیال کو مد نظر رکھ کر سکول کے بیدار غزبیدہ ماسٹر صاحب نے تمام طلباء کو شکل جلوس خاص نصب پتو ہیرا سنگھ اور کھوٹ میں پرچار کرنے کی ہدایت دی۔ چنانچہ کورپاز ٹورنمنٹ کے جیتے ہوئے کپ اور کھنچے خاص طریق سے لالہ جوں پر باندھ کر چند لڑکوں کے ہاتھ دیئے گئے جن کے آگے سکول جینڈر جگ رہا تھا۔ اور ان کے بعد طلباء باقاعدہ مارچنگ کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ ناظرین خود بخود سکول کی بڑھتی ہوئی شان سے مسرت اندوز ہو رہے تھے۔ نصب کے مرکز میں طلباء نے دیہات سردار گیت گائے پنڈت دھرت رام صاحب سنا سرتی نے شاندار فتح و ترقی پر موثر تقریر کی۔ گیانی نرجن سنگھ نرمل بی اے نے اپنی نظم میں تمام امور ات کو وضاحت سے بیان کیا۔ جلوس بدستور مارچنگ کرتا ہوا کھوٹ پہنچا سردار سادھو سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں اجلاس دیہات سردار منعقد ہوا۔ پنڈت صاحب نے اپنے موثر بیان سے حاضرین کو دل کو ابھارا کہ وہ سکول سے مل کر اس کی مدد کر کے اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ باوا گوردت سنگھ صاحب نے کسان کی خوشحالی پر عالمانہ تقریر کی۔ ماسٹر بٹا سنگھ صاحب نے دوئی اور اختلاف دور کرنے کی ہدایت دی۔ رسومات قبیحہ سے بچنے پر زور دیا۔ گیانی صاحب نے اپنی نظم میں علم کے فوائد واضح فرمائے۔ لالہ خوشی رام صاحب اور مولوی شیر محمد نے جلسہ کی رونق کو خوب بڑھایا۔ صاحب صدر کی معنی خیز تقریر میں ظاہر فرمایا کہ سکول اس کاؤل کوخونہ کا گاؤں بنانا چاہتا ہے۔ جسے اہل دیہہ نے بڑی مسرت سے سنا اور ایسا کرنے کے لئے اپنی آمادگی اور تعاون ظاہر کیا۔ (باوا گوردت سنگھ سیکرٹری)

میلہ دیہات سردار موضع کھیوڑہ ضلع رہتک

چوتھا میلہ ۳۱ اکتوبر کو کھیوڑہ میں بڑی شان سے منایا گیا۔ تاریخ سے ایک ہفتہ پہلے کارکنان سہیلہ دیہات نے میلہ گاہ اور خاص گاؤں میں گلی کوچے صاف کر کے آس پاس کے گاؤں کے لئے نمونہ کا گاؤں بنایا۔ کئی تاریک مکانات میں روشندان لگوائے گئے۔ چوہدری ہری سنگھ صاحب سپروائزر نے فاراں نے علاقہ میں پھر کر کبڈی اور رسہ کشی کی ٹیموں کو تیار کیا۔ جلسے انعقاد سے ایک دن پہلے چوہدری تھو سنگھ صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے چوہدری رام مہر صاحب لے ڈی آئی فار پی ٹی کے ہمراہ موقع پہنچ کر ہینڈل اور صدر دروازہ کو ضروری سامان سے آراستہ کر کے نہایت خوشنما بنادیا۔ یوم مقررہ وقت سے پہلے سہیلہ گراؤنڈ پر اور بڑی جماعت نے ہینڈل کے نزدیک ایک طرف اپنا اپنا ضروری سامان ہیرا کر کے عوام کو سمجھانا شروع کیا۔ غرض سات بجے مجمع سے عوام اپنی اپنی ٹیموں کے ساتھ باجا بجائے کھیوڑہ میں جوق در جوق آئے شروع ہوئے۔ اور دنگھٹے میں ہزاروں کی تعداد میں زن و مرد جمع ہو گئے۔ اور کارروائی شروع ہوئی۔ چھ مختلف دیہات سے ٹیمیں کبڈی اور رسہ کشی کے مقابلے کو آئیں۔ بائیس آدمی ہلی چھلانگ میں اور بیس ہیلوان کشتی کے لئے آئے کبڈی میں موضع تھاشور اور رسہ کشی میں موضع کھیوڑہ کی ٹیم اول رہی۔ ہلی چھلانگ میں موضع باکھولی اول اور تھاشور دوم رہا۔ پہلے اجلاس کی کارروائی بارہ بجے ختم ہوئی۔ دوسرے اجلاس میں کشتیوں کے جوڑ کر اے گئے۔ ضلع کے حاکم اعلیٰ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ماسٹر سچو داس ماسٹر صاحب کے ہمراہ اور ماسٹر ایس ایس ڈی اور سونی پت شریف فرما کر لوٹر مل سکول رائدھنہ کے سکولس نے ویل لم کے بعد چند پچ کھیل دکھائے کشتی کے خاص جذبہ ہوئے۔ چندگی رام ہیلوان ہلاری کھیوڑہ جس نے تمام ہیلوانوں کو جیلج کیا تھا۔ کشتی میں اول نمبر رہے۔ چوہدری دیو سنگھ صاحب ایم اے ڈسٹرکٹ ان سپکٹور سکریٹری رورل کیوٹیو کونسل نے ایک مختصر سی رپورٹ کے متعلق پڑھ کر تعلیم نسواں و اطفال کے متعلق و پچ تقریر کی۔ مفید محکم کے حکام نے اپنے اپنے محکمہ کی ضروری معلومات سے عوام کو متفید کیا۔ چوہدری شادی رام صاحب وکیل نے مسٹر داس ماسٹر سچو اور دیگر حکام



وہ سائل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے زمینداروں کو چند نصیحتیں دیں۔ چوہدری تھوٹ سنگھ صاحب نے دیہات سدھار کی چند ضروری باتیں بتا کر کھلاڑیوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے جسم کو صحت و اور مضبوط بنانے کی کوشش کیا کریں اور اپنے اپنے علاقہ میں تعلیم اور ورزش کا شوق پھیلان۔ آپ نے لاہور میں لالہ جوہری ل صاحب سکھوڑی کے عطیات کا ذکر کیا۔ یعنی تحصیل سوئی پت کے کشتی میں اول نمبر رہنے والے پہلوان کو کپ منسٹر سجدیو کے نام چوہدری شادی رام نے کبڈی کپ منسٹر سجدیو کے نام منلج میں اول رہنے والی ٹیم کے لئے چوہدری کھنڈھ نے اپنے کپ رستم کشتی میں اول رہنے والی ٹیم کو منسٹر ایڈس کے نام ہر عطا کئے۔ چوہدری سرور سنگھ سکھوڑی نے اپنی گرہ سے اور چندہ کے لئے ساٹھ روپے نقد دیہات سدھار فنڈ کے لئے اور ایک ایک پگڑی بطور انعام چوہدری دیسراج صاحب ہیڈ ماسٹر اسودہ چوہدری بھگوان سہاس صاحب ہیڈ ماسٹر کھوڑہ۔ چوہدری شیو نارائن صاحب نائب مدرس کھوڑہ اور فشی ناہنوں نائب مدرس کھوڑہ کو دینے کا اعلان کیا۔

صاحب صدر نے حاضرین کو بتایا کہ ایسے دیہات سدھار کے جلسے اس وقت فائدہ بخش ہو گئے۔ جبکہ آپ محکم مفیدہ کے حکام کی ہدایات کے عامل ہو گئے۔ جیسے والی ٹیموں اور کامیاب پہلوانوں کو انعام تقسیم فرمائے اور تھری چیز کے ساتھ کارروائی ختم ہوئی۔ مات دیہات سدھار ڈرامہ دکھایا گیا۔ صاحب ٹی ٹی کشنر بہادر منسٹر سجدیو صاحب اور منسٹر ایڈس ایس ڈی او تشریف لائے اور بہت محفوظ ہوئے۔ حاضری چار پانچ ہزار کے درمیان تھی۔ (چوہدری رام مہر)

**پنجاب یونیورسٹی** آنر بیل مسٹر جسٹس میاں عبدالرشید صاحب برسرٹ ایٹ لا بجائے آنر بیل خان بہادر شیخ سر عبدالغفار صاحب ٹائٹ یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے اور اوپنل اوپلا فیکلٹی کے ممبر ہوئے۔

مس ٹی ایم رائٹ صاحبہ بی اے تاشتمقام پرنسپل لاہور کالج برائے مستورات بجائے مس جی ہیرسن صاحبہ بی اے یونیورسٹی کی فیلو مقرر ہوئیں۔ مس ڈبلیو ایچ پورٹر صاحبہ ایم اے آرٹس فیکلٹی کی ممبر ہوئیں۔

رائے بہادر مرٹمن موہن ایم اے انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن۔ پروفیسر جی سی چیٹر جی ایم اے آئی ای ایس گورنمنٹ کالج لاہور اور پروفیسر ایس ایس بھٹناگر ڈی ایس سی۔ دوبارہ یکم اکتوبر۔ ۲۲ اور ۲۵ نومبر سے علی الترتیب یونیورسٹی فیلو قرار پائے۔ سال ۱۹۳۵ء کے یونیورسٹی امتحانات کی تاریخیں حسب ذیل قرار دی گئی ہیں:-

(۱) میٹرکولیشن اور سکول بونگ مسٹر فیکٹ	۱۱ مارچ	(۱۱) فرسٹ انکوائزیشن ان لا	۱۸ مارچ
(۲) ڈپلوما ان کونٹسٹنگ اور پبلکنگ	۸ اپریل	(۱۲) ایل ایل بی و سیٹل ٹیسٹ ان لا	۲۰ مارچ
(۳) انٹر میڈیٹ	۱۵ مارچ	(۱۳) فرسٹ اینڈ سیکنڈ ایم بی بی ایس	۱۳ مارچ
(۴) بی اے۔ بی ایس سی اینڈ بی او ایل	۱۸ مارچ	(۱۴) پرائیوٹ - وٹارڈ خاٹری - مولوی	۲ مارچ
(۵) ایم اے ایم ایس سی اینڈ ایم او ایل	۲۰ مارچ	مولوی عالم اینڈ مولوی فاضل	
(۶) بی ٹی	۲۲ مارچ	(۱۵) فشی - فشی عالم و فشی فاضل	۲ مارچ
(۷) تھری اینڈ فاضل ایم بی۔ بی ایس	یکم مئی	(۱۶) ورنیکلر زبانہائے	۱۱ مارچ
(۸) بی کام	یکم مئی	(۱۷) انجینئرنگ (اول - دوم و فاضل	۴ جون
(۹) ایل ایل ایم	۱۰ مارچ	(۱۸) ایم ڈی و ایم ایس	اکتوبر
(۱۰) فرسٹ اینڈ فاضل انکوائزیشن انگریزیکلر	یکم مارچ		

پرنسپل صاحب شری رام آشرم ہائی سکول امرتسر کی درخواست دوبارہ حصول منظوری بغرض ترسیل امیدواران امتحان یونیورسٹی مس ایل ایم تھاس صاحبہ بی اے ڈی ڈی ڈاکٹر کرس پبلک انٹرکشن پنجاب یونیورسٹی کے لئے آئی ای ایس

ڈوئیزل اسپیکٹر ماس لاہور ڈوئیزل کوارسالی ہوئی کہ وہ یونیورسٹی کی طرف سے اشرم کا امتحان کر کے رپورٹ کریں۔  
 افسر سر مینیل سپنک لائبریری اور دوارد کا داس لائبریری لاہور پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر کے ریکولیشن نمبر ۱۱۹ صفحہ ۱۱۹ کے مطابق منظور کی گئی ہیں۔

اُمندہ کے لئے کسی لائبریری کی منظوری مصلحہ ذیل اطلاع آنے پر دی جائے گی۔

- (۱) تعداد و اقسام کتب (۲) تین سال کے حلقہ اشاعت کی تعداد (۳) قواعد و ضوابط لائبریری -  
 (۴) ایک باضابطہ درخواست کہ سائل کلرک کے فرائض علیحدہ انجام نہیں دیتا۔

**مرحوم رائے بہادر پروفیسر شوروام صاحب کیشپ ایم ایس سی آئی اے ایس** { بلکہ تمام ملک

ہندوستان کے تعلیمی حلقوں میں یہ خیراندہ اثر نہایت راج و الم سے لسی جا ئیگی کہ گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی کے مائتہ ناز پروفیسر رائے بہادر شوروام صاحب کیشپ دل کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے اناٹا ناٹوت ہو گئے ہیں۔ سوگمشتی پروفیسر صاحب کی موت سے جو نا قابل تلافی نقصان کالج مذکور اور یونیورسٹی کو پہنچا ہے کسی وقت پر ہی اس کی تلافی ہو سکے گی۔ رہنمائے تعلیم کو جہاں گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی سے اس حدمہ میں دلی ہمدردی ہے وہاں مرحوم پروفیسر صاحب کے لواحقین۔ پساندگان اور احباب سے بھی سخت ہمدردی ہے۔ اور وہ آرزو مند ہے کہ خدائے برتر مرحوم پروفیسر صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور پساندگان کو صبر جمیل کی طاقت۔ (سید یوں)

**۱۱۔ نومبر ۱۹۳۷ء آر مسٹرز** { سال ۱۹۳۷ء میں ۱۱ نومبر کو اتوار کا دن تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے اعلان کے مطابق جنگ عظیم یورپ کی یادگار میں اس روز دوش کی خاموشی عمل میں آئی۔

نگر تعلیل کی وجہ سے اس تقریب کی کارروائیوں کی تفصیل بخلاف سالہائے ماضی بہت کم تعداد میں پہنچی۔ گورنمنٹ ہائی سکول اکال ٹرٹھ ضلع گوجرانوالہ میں زیر سرکردگی سردار گیان سنگھ صاحب بی اے بی ٹی میڈیا سٹر اہل شہر اور مقامی محاکم کے افسران کو دعویٰ کیا جنہوں نے ساڑھے دس بجے سکول میں تشریف لا کر طے کور دی۔ سکول سٹاف اور طلباء کی موجودگی میں لالہ دیو اچیت صاحب بھسین بی اے سینئر انگلش ماسٹر نے اس دن کی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ ماسٹر سنت سنگھ صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سکاؤٹس نے حاضرین کے ہمراہ شاہی جھنڈے کی سلامی اتاری۔ عین گیرا رہ بجے تمام حاضرین نے دوشٹ خاموش کھڑے ہو کر یادگار کو نازہ کیا۔ (قاضی برکت علی قریشی)

سنانن دھرم ہائی سکول پونڈری ضلع کرنال میں زیر صدارت لالہ جگدیش رام صاحب مینر سید ماسٹر۔ پراوتھنا کے بعد سنا اور نلا ندہ نے عین ییارہ بجے دوشٹ تک ان بہادر سپاہیوں کی مقدس روجوں کی شانتی کے لئے دعا کی جو پنی گورنمنٹ عالیہ کی ہمدردی اور نفاذاری کرتے ہوئے میدان جنگ عظیم یورپ کے کام آئے تھے۔ پینڈت ودیارام صاحب انگلش ٹیچر اور پینڈت شو نارائن صاحب ہندی ٹیچر نے سیلف گورنمنٹ کے فوائدہ۔ راجا اور پر جا کے تعلقات سے حاضرین کو مستفید کیا۔ چوہدری توہی سنگھ نے نظم پڑھی۔ میڈیا سٹر صاحب نے اپنے لیکچر میں گورنمنٹ عالیہ کی وفاداری کے فوائدہ بیان کئے۔ (توہی سنگھ)

**سب ڈوئیزن ٹیچرانکوٹ کے میڈیا سٹر صاحبان کی کانفرنس** { یہ کانفرنس سردار رام سنگھ

۱۷ دئی آئی پٹھان کوٹ کی صدارت میں ۲۸ اکتوبر کو عمل میں آئی۔

حلقہ حاضرین کانفرنس نے دلی عقیدت سے کانفرنس کی کامیابی کی دعا کی صاحب صدر نے پروگرام اور مدافصل بیان کیا۔

اور تعلیمی حالت کے بہتر بنانے۔ تعداد طلباء بڑھانے۔ اوسط حاضری میں کامیابی منسل اور غریب طلباء کی امداد۔ سکول بلڈنگ اور سامان کی حفاظت۔ اڈولٹ سکولوں کا اجراء۔ اور اس میں کامیابی۔ دیہات سدھار کا کام۔ ان پڑھ زمینداروں کی امداد۔ متعدد امراض کا ٹیکہ افراد و مویشیاں۔ فضول خرچی۔ شراب خوری۔ رسومات بد کا انسداد۔ بیاہ شادیوں میں اخراجات کی کمی۔ طلباء کے ذریعہ تعلیم نسوان کی اشاعت۔ جماعت اول کی تعلیمی حالت۔ سنٹر ٹیگ کے مفید اور بہتر بنانے۔ مدرسوں اور طلبہ کے کھول میں پھلواریوں کی ضرورت۔ اہل دیہات سے میل ملاپ۔ ان کی امدادی کمیٹیاں۔ سابقہ متعلمین کی انجمنیں۔ اور ان کا سکول کے لئے مفید رہنا۔ مدرسین کا باہمی سلوک اور پیار سے رہنا۔ ادائیگی ذرائع منصفی وغیرہ پر مؤثر تقریر فرمائی جس کا جملہ حاضریں پر گہرا اثر ہوا۔ گوباکانفرنس دوسرے الفاظ میں ایک ریفرنسز کو رس کی قائم مقام تھی جن کے خاتمہ پر آدھ گھنٹہ تقریر ہوئی۔ گو صاحب صدر اس وقت بھی مدرسین کے چارٹ سلیبس۔ نقشہ جات اور صنعت و حرفت کی امتیاز کا بغور مشاہدہ کرتے رہے۔ دونوں کے بعد پھر اجلاس ہوا۔ صاحب صدر نے براہچ سکولوں کے لئے دریافت کیا کہ چند مقامات کا نام معلوم ہونے پر وہاں کے مکمل اور مفصل حالات دریافت کرنے کے لئے متعلقین سے رپورٹیں طلب کیں۔ آپ نے چند اشتہارات متعلقہ ریڈیو اس سوسائٹی۔ دیہات سدھار اور مدرسین کی سروس کیلین تقسیم فرمائیں کہ بعد تکمیل دفتر میں واپس کریں۔

پھولوں کی سالانہ نمائش کے متعلق فرمایا کہ اس سال سنٹر اور نمائش ہوگی اور کامیاب سکولوں کی خاص نمائش کی جائے گی یہ سالانہ نمائش کے موقع پر اپنے امدادی طلباء۔ مدرسین اور دیگر معززین کی نسبت واضح طور پر بتایا جائے کہ سالانہ نمائش میں انہوں نے سکول کو کیا کیا امدادی۔ تاکہ انکی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ جملہ حاضریں نے تحفہ کے دور کے جملہ سالانہ تقریروں کی ترویج اور خالی شدہ گریڈوں کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے ریزولوشن پیش کئے۔ صاحب صدر نے جنہیں ہمدردی اور غور سے سنا۔ اور مناسب جواب سے حوصلہ افزائی فرمائی۔

صاحب صدر نے فشی وزیر چند صاحب اول مدرس پر مانند کا کانفرنس کے انتظامات کے لئے شکریہ ادا کیا۔ (خیالی راہ پر گشت)

## ایک نہایت ضروری اطلاع

باوجود ہر ماہ اس نوٹ کو شائع کرتے رہنے کے کہ خریدار صاحبان جیسے ہم سے خطوط بات کریں تو اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت محافلہ ملگرافسوس ہے کہ پھر بھی روزانہ اکثر خطوط ایسے آتے ہیں جن میں نمبر خریداری کا ذکر نہ کیا گیا ہے۔ اس لئے آج یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ دفتر ایسے خریدار صاحب کے خطوط کا ہرگز نہ جواب دے گا۔ نہ انکی تعمیل ہوگی۔ آپ کو کوئی شک نہیں ہوگا کہ اس سے بچیں۔

آج کا پڑھا ہوا برسوں تک نہ بھولے۔ بچپن کی بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں

## رفیق دماغ (رجسٹرڈ) استعمال کیجئے

جو سچہ مقرر دماغ دماغ نسیان یعنی بات بھول جانا۔ کئی یادداشت پائلین کمزوری حافظہ درد سزا اور نزلہ و زکام کی دو اسے۔ دماغی محنت کرنے کی ضرورت استعداد پیدا ہو جاتی ہے جو لوگ جانتے ہیں کہ انسان کی قدر و قیمت محض اس کے دماغ کی وجہ سے ہے وہ اس کے استعمال سے اپنی زندگی کو قیمتی اور کامیاب بنائیں۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے لاجواب تحفہ ہے۔ قیمت فی شیٹی دو روپے (رغلا) علاوہ محصول ڈاک

دی اور ٹیڈل فار میسیو ٹیکل ورکس۔ شہر راولپنڈی (پنجاب)

**وزیر پبلک سیکول سکول سکھیکے ضلع گوجرانوالہ** جناب ای ایچ کینین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گوجرانوالہ، سہراکٹور کو دس بجے صبح رؤساء علاقہ کے ہمراہ سکول میں تشریف لائے۔ سکول نے سلامی دی۔ اپنی مارچنگ اور کھیلیں دکھائیں۔ سکول کے تمام کمروں اور صحنوں میں چکر لگایا اور مناسب جگہوں پر طلباء کا امتحان بھی لیا۔ بورڈنگ ہاؤس کے کمروں کو بھی دیکھا۔ تعلیم و تدریس سے حضور کی دلچسپی ضلع کی خوش فہمی پر وال ہے۔ آپ ہر جگہ دورہ میں تمام سکول کا معائنہ ضرور فرماتے ہیں۔ طلباء کی صحت جسمانی ان کی کھیلیں اور درل۔ حاضری اضافہ تعداد وغیرہ امور خاص شوق سے دیکھتے ہیں۔ سکول لاگ بک میں تحریر فرمایا۔

”میں آج اس سکول کے سکادٹ ٹریپ اور اساتذہ کی تیاری و مستعدی سے بہت خوش ہوا۔ احاطہ سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی صفائی و صحت میں تھے۔ تعداد طلباء میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ پنڈت مکند رام صاحب ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے مستحق ہیں جن کی ان تحک کو کشنیں بار آور ثابت ہو رہی ہیں۔“ (عطا الہی)

**ڈل سکول لاندھڑی ضلع حصار** اسہراکٹور کے اجلاس انجمن معلمین میں جو ہیڈ ماسٹر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ پنڈت نیت رام شرما نے اجراء اتالیق سے چوہدری اللہ داد خاں صاحب ایم ایل سی کا مضمون حقوق مدرسین سنایا۔ تمام مدرسین نے چوہدری صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور توقع کی کہ صاحب مروج اس سوال کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش فرما کر غریب فرقہ مدرسین کو مدد مہمونی فرمائیں گے۔ اور مدرسین سٹرائیبل وزیر تعلیم صاحب بہادر سے مندرجہ ذیل مراعات کی عطائے کے لئے آرزو مند ہیں۔

(۱) مدرسین کے بچوں کی فیس بلا لحاظ خصوصیت استاد و شرط تنخواہ وغیرہ معاف ہونی چاہئے۔

(۲) ٹریننگ کالج اور ٹریننگ انسٹی ٹیوشنز میں مدرسین کے بچوں کے حقوق محفوظ ہوں۔ اسی طرح محکمہ تعلیم کی ملازمت میں انہیں دیگر امیدواران پر ترجیح دی جائے۔ جیسے دیگر محکمہ ملٹری پولیس اور ریل وغیرہ میں یہ ترجیحی سلوک فراہم رکھا جاتا ہے۔

کثرت رائے سے پاس ہوا۔ کہ نقل ان ریزولوشنوں اور آرڈروں کی چوہدری اللہ داد خاں صاحب ایم ایل سی سیکرٹری صاحب ایسوسی ایشن ایکو کیشن پنجاب اور پریس میں بھیجی جائے۔ (نیت رام شرما)

**ایم بی ہائی سکول مکتسر ضلع فیروز پور** زیر صدارت انریبل ڈاکٹر گوگل چند صاحب نارنگ زیر لوکل سلف شمولیت کے شاندار جلسہ ہوا۔ طلباء کے اردو اور انگریزی دلچسپ ڈراموں نظمیں اور سکادٹس کے کھیلوں اور استقبالیائی شائقوں سے حاضریں بیکر محفوظ ہوئے۔ صاحب صدر نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اور اپنی تقریر دلپذیر میں سکول کی بہترین حالت۔ شاندار نتائج اور طلباء کی قابلیت کی داد دی۔ اور اظہار خوشنودی میں بیس روپے نقد خیرینہ کی تقسیم کے لئے گھر خود سے عطا فرمائے۔ ایک کی تقلید میں سرور انوکھ سنگھ صاحب رئیس نے گیارہ روپے اور لالہ فقیر رام صاحب رئیس نے دس روپے خیرینہ کے لئے دیئے۔ (مجموع)

**ڈل سکول میل ضلع انبالہ** سرسوی رحمت اللہ صاحب ایس دی سیکنڈ ماسٹر کی زوجہ محترمہ کی بے وقت وفات پر راتھی الفاط میں ذکر کیا۔ اور چھوٹی بچی جمیلہ کا جو صرف دو ماہ کی ہے مادر مہربان کی آغوش سے جدا ہو جانے کا واقعہ نہایت متاثر الفاط میں بیان کر کے اس کی پرورش تکلیف دہ اور مولوی صاحب کے لئے ناقابل برداشت ثابت کی۔ تمام حاضریں نے مولوی صاحب کے رنج و الم میں شریک ہو کر بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ خدائے برتر مرحومہ کو غریق رحمت کریں اور مولوی صاحب اور دیگر اعزہ و اقارب کو صبر جمیل

کی طاقت عطا فرمائیں۔ (بھائی بابو رام گوئل)

(نوٹ) رہنمائے تعلیم مولوی رحمت اللہ صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (سجودِ پا)

(۲) سکول ہذا کے معلمین اور شاہین اپنے قابل ہیڈ ماسٹر چوہدری خورشید علی خاں صاحب ایس وی کی خدمت میں جناب صاحب کی کثرت بہادر ضلع انبالہ کی طرف سے اعلیٰ کارکردگی پر سند خاص شہری عطا ہونے پر مبارکباد عرض کرتے ہیں اور خواہاں ہیں کہ صدائے پاک پیکر اسی طرح کامیابی عطا فرمائے رہیں۔ (بھائی بابو رام گوئل)

رہنمائے تعلیم بھی ہیڈ ماسٹر صاحب کو سند خاص کی عطا ہوگی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ (سجودِ پا)

پرائمری سکول اگو کے ضلع سیالکوٹ کے جلیلہ فاضلین بشمولیت ۷۲ مدرسین جن میں لالہ بنارسی داس صاحب ہیڈ ماسٹر (۱) اے وی پنکج مکھن سکول اگو کے بھی شامل تھے۔ جناب ہیڈ ماسٹر دھرم

مودگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی صدارت اور بخشی سنسار چند صاحب اے ڈی آئی فزیکل ٹریننگ کی شمولیت میں نہایت خوبی سے انجام دینے پر ہوا۔ دوماہیہ نظم (خدا کی تعریف میں) اور صفائی کی نظم بہت پسند کی گئی۔ طبیب کی دوریں نہیں۔ جن میں دانا نوالی اول اور چوڑیاں کل دوم رہا۔ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کے ایسا سے پی ٹی صاحب نے دوڑ کا نمونہ دیا۔ مدرسین سے انکی تقلید کے مقابلے کرائے اور سب کو نوبی پیدا ہوا۔ لالہ بنارسی داس صاحب ہیڈ ماسٹر اس دور میں شامل تھے۔

فشی ہنسراج صاحب نائب مدرس نے جماعت اول کو پہاڑ پر سبق پڑھایا جبہت دلچسپ اور قابل تعریف تھا۔ مدرس کا نمونہ قابل تقلید مانا گیا۔ صاحب صدر نے فشی جی کو نمایاں کامیابی پر مبارکباد دی۔ آپ کی تیاری اور فراہمی سامان قابل داد تھی۔ سکر مال فریم صاف تھا۔ مدرسین کو سرکاری اسباب کی حفاظت اور صفائی کی تاکید کی گئی۔ صاحب صدر نمونہ کے طور پر سبق خود بھی پڑھایا علاوہ بریل مطالعہ کی ترغیب دل کر ہدایت کی کہ رات کو سونے سے پہلے مدرسین دل میں حساب لگایا کریں کہ کونسی ایجاد میں نے بچوں کو سکھائی۔ اور کون سی خود بھی۔ فشی عابدین صاحب نے حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری پڑھ کر سنائی۔ جو قابل تعریف تھی۔ سکر روحانی پبلو کو نظر انداز کیا گیا۔ پیغمبر صاحب کی سوانح عمری نہایت سبق آموز ہونی چاہئے تھی۔ بخشی دیوان چند صاحب نے تازہ خبریں سنائیں۔ صاحب صدر نے فرمایا کہ ان خبروں کا ریکارڈ کر لیا جائے۔ اور ہفتہ وار ایک اخبار بن کر دوسرے سکولوں میں بھیجی جائے۔ اس میں صحت اخلاق تعلیم اور معائنے کے عناصر درج ہو جائیں۔

انجمن امداد باہمی قرضہ غیر ذراعت پیشہ جوڑیاں کالان نے دو صد بانیچ روپے لوئر ٹرڈل سکول جوڑیاں کو عطا فرمایا ہے کہ اس کے سود سے چند غریب طلبہ کی فیس معاف فرمائی جائے اس کے خرچ کرنے کا اختیار مقامی ہیڈ ماسٹر یا اول مدرس کو ہوگا۔ صاحب صدر نے اس امر پر اظہار خوشنودی کیا اور مٹھی صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ صاحب صدر اور ان کے دست راست پی ٹی صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ ہیڈ ماسٹر ہنسراج صاحب مدرس اگو کے بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے انتظامات میں خاص سکرگرمی کا اظہار کیا۔ نقل کارروائی پریس میں جیسے قرار پائی۔ خدا کی تعریف پر جلسہ ختم ہوا۔ (پرس رام)

نوٹ رہنمائے تعلیم۔ کارروائی فیسیا تحریر میں تھی اور نمایاں نہ ہونے کی وجہ سے صاف پڑھی نہ جاتی تھی۔ سیکرٹری صاحب آئندہ محتاط رہیں۔ (سجودِ پا)

اینٹگلو ورنیکلر لوئر ٹرڈل سکول حسن ضلع بنوں کے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع بنوں کے حکم کی تعمیل میں صدر تھے علاقہ قریب داران کے علاوہ جناب خان صاحب مقرب خاں ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کی تشریف آوری موجب شکریہ ہوئی۔ پہلا اجلاس دس بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک اور دوسرا دو بجے سے ۵ بجے شام تک۔ حمد الہی کے بعد صاحب صدر

اور خانقاہ حب مقرب خاں نے دوسرے آنے والے مدرسین اور طلباء کا شکریہ ادا کیا سیکرٹری صاحب نے جلسے کے اغراض و مقاصد اور پیرگلام بنایا۔ کارروائی کے آغاز پر مندرجہ ذیل مدارس نے درجے وغیرہ دکھائے۔

(۱) احسنی - دھوب اور چھاؤں کا مناظرہ (۲) الموری - ڈرامہ سلام کے لائق کون ہے؟

(۳) سکندر خیل بالا خاں - موجودہ اور سابقہ تعلیم میں نمایاں فرق اور پبلک کے اعتراضات پر ڈرامہ موسمی بخار پر انگریزی ڈرامہ (۴) مہرن خیل - خمار بازی (۵) بوزہ خیل - شاعر اور ماعز کا ڈرامہ۔

ڈراموں کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔ سیکرٹری صاحب نے طلباء اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر میں تمام ڈراموں کی خامیاں بیان کرتے ہوئے درست طرز ادا کی طرف توجہ دلائی۔

تمام سکولوں کے طلباء جماعت چہارم، سوم اور دوم کا حساب کا مقابلہ ہوا۔ ہر سکول کے نتائج مذکورہ رہے متعاقب سے توقع کی گئی کہ آئندہ جلسے میں مزید اچھے نتائج دکھائیں۔ بعد میں دستکاری کے نمونے پیش ہوئے اور حاضرین نے پسند کے سکول الموری کے طلباء نے دستاویز بنائے گرم اور ازار بند کے نمونے دکھائے۔ جو تخیل و تخیل اور قابل تحسین تھے۔ سروس سکندر خیل نے ازار بند اور بان کا نمونہ پیش کیا جو تسلی بخش تھا۔

نمونے کے اسباق فنی و علمی محفل خاں نے الموری کی زمین اور پیٹنے اور فنی عبد اللہ خاں نے جماعت اول کو اردو پڑھائی سنی دیئے جن پر صاحب صدر نے اظہار خیالات کیا۔

خانقاہ صاحب نے تمام اساتذہ اور تلامذہ کو دعوت دی جس کی تعریف ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے ہر سکول کے لئے ایک ایک ڈیہ کونین ڈسٹرکٹ بورڈ سے دلایا سیکرٹری صاحب نے خانقاہ صاحب اور ان کے فرزند ارجمند عبدالرحمان خانقاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید دلائی کہ آپ کے شوق سے علاقہ کے تمام مدارس اعلیٰ پیمانہ پر پہنچ جائیں گے۔ (ارسلان سیکرٹری)

جناب ایس ایف ڈین صاحب ڈی آئی مدارس ضلع شملہ کی امداد میں جسٹس ہمارے دعائے نظم کے بعد جماعت ہشتم کے طلباء نے انگریزی مکالمہ کیا۔ جماعت ہشتم نے اردو زبان میں نصیحت امیر اور پُر نطق ڈرامہ دکھایا۔ جماعت ہشتم نے تواریخی ڈرامہ دکھایا۔ مشی برج لال صاحب صدر نے تمام کارروائی کو پسند فرما کر طلباء اور مدرسین کو نیک اور عمدہ چال چلن بننے کی تلقین کی۔ اور باہمی یگانگت اور اتحاد پر زور دیا۔ طلباء کو بتایا کہ وہ آئندہ قوم کے بنانے میں نمایاں حصہ لینے والے ہیں۔ اس لئے ابھی سے تعلیم کے زور سے آراستہ ہو کر امرِ عظیم کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ مدرسین سے فرمایا کہ آپ کا کام اہم اور ذمہ داری کا ہے۔ اسے محسوس کرتے ہوئے بچوں کی زندگیوں کے سدھار کی جائز کوشش کی جائے۔ صاحب محمود کی تعلیمی سرگرمی اور دلچسپی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ علالت طبع کے باوجود بھی جلسہ میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری سے ضلع میں شعبہ تعلیم اور دیہات سدھار میں گامیابیت کا نمونہ دکھائی دے رہا ہے۔ نہ صرف سرکاری علاقہ میں بلکہ ریاستوں میں بھی ترقی جلد ملے گی۔ (برج لال)

میل موتی چند صاحب صوبہ دار کی وادار میں یوم والدین منایا گیا۔ طلباء جماعت ہشتم ڈل سکول گنڈر ضلع کانگرہ نے پراختفا کرائی۔ حاضری سکول ۱۱۴ علاقہ کے معزز اصحاب اور بچوں کے والدین

شامل ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے جلسے کے اغراض و مقاصد واضح کئے کہ اس باہمی میل جول اور تبادلہ خیالات سے اپنے بچوں کی تعلیمی ترقی چال چلن اور زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ چھٹا انورام صاحب طالب علم نے بڑھاپے کی شادی پر پُر درد اور موثر شراب گایا۔ پنڈت پرمرام جی نے سکول کی سالانہ رپورٹ سناتے ہوئے والدین کے فرائض بیان کئے۔ جماعت ہشتم کے طلباء نے اخلاقی ڈرامہ دکھایا۔ جماعت اول کے دو بچوں نے دیہاتی نظم سنائی۔ جماعت ہفتم کے طلباء نے قرض کی خرابیوں کو ڈرامہ کے ذریعہ دکھایا۔

پنڈت دینا ناتھ صاحب سکاوٹ مارٹر نے سکاوٹس کھلیں دکھائیں۔ پنڈت سالگ رام صاحب سب انسپکٹر بنکس نے کواپریشن پر مفید لیکچر دیا تھا کہ دھنی رام صاحب کے راگوں کے بعد حاضرین کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سکول کی تمام کارروائی کو نظر استحسان دیکھا اور حاضرین سے اپیل کی کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم میں بیش از بیش دلچسپی لیں اور تعداد طلباء کو بڑھانا فرض عین مائیں۔ حاضرین اور طلباء سکول کی تواضع چاہئے اور مٹھائی سے کی گئی جس کا خرچ اہالیان دیہہ نے ادا کیا۔ (پریس رام)

**ڈل سکول ہتہ ننگل ضلع امرتسر** (۱) جناب مسٹر ٹی لازرس بی۔ بی۔ ٹی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع امرتسر اے ڈی آئی سب ڈویژن جنڈیالہ اور مسٹر اے بی داس اے ڈی آئی فزیکل ٹریننگ کے علاوہ دیہات کے معززین اور شرفانے شمولیت سے منعقد کیا۔ طلباء کی ماس ڈرل پسندیدگی کا موجب ہوئی۔ اور بی۔ ٹی صاحب نے فرمایا کہ ضلع بھر میں یہ واحد سکول ہے جہاں میری تمام ہدایات پر عمل ہو رہا ہے۔ صحیح منڈلی نے دعائیہ اور دیہات سدھار نظیں پڑھیں۔ سردار سرائے سنگھ صاحب نے پروگرامس رپورٹ سنائی۔ جس میں تمام تحریک حاضرہ اور سکول کے سدھار تاج کا شرح و سبسطے سے ذکر کیا گیا۔ اور صاحب صدر اور علاقہ افسر صاحب کی دلچسپیوں اور مناسب ہدایات کا ذکر خیر کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔ مارٹر مناظم صاحب دیہات سدھار پر لکچر دیا۔ صاحب صدر نے سکول کی حیرت خیز ترقیوں پر حاضرین کی توجہ دلا کر اسے ضلع کے عمدہ سکولوں سے قرار دیا۔ اور سید مارٹر صاحب اور عمر کی کانگڑاری کو سراہا میری آرزو ہے کہ ضلع کا ہر ایک ڈل سکول ہتہ ننگل سکول کا نمونہ ہو اور ہر سکول کا سید مارٹر سردار سرائے سنگھ ثانی ہو۔ تقسیم انعامات کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

(۲) چوہدری مہرا لہین صاحب اے ڈی آئی جنڈیالہ کی صدارت میں سنٹر ہتہ ننگل۔ رام دیوانی اور کال ٹیٹھ ڈھیبیاں کے مدرسین کا اجلاس ہوا۔ مسٹر اے بی داس اے ڈی آئی فزیکل ٹریننگ نے جو برائے تکمیل ریفرینڈم کو رس تشریف فرستے۔ لڑکوں کی جسمانی تربیت کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بچوں کی جسمانی صحت برقرار رکھنے کے لئے ٹائم ٹیبل میں ورزش کا ایک سپرڈ دکھایا جائے اور اس میں پھرتی کا کام۔ دس کھلیں اور مقررہ سلیبس ختم کریں۔ والی بال پراگروٹھ کو ترجیح دی جائے۔ دیہاتی کھلیں رجسٹرڈ کرائی جائیں۔ کیونکہ ترنارن ٹوٹنہ میں ہر ایک رجسٹر شدہ کلب شامل ہو سکے گی۔ صاحب صدر نے تمام مدرسین کی توجہ تعداد طلباء کی کمی پر دلاتے ہوئے فرمایا کہ مفید ذیل ہدایات کے عامل ہو کر ۳۱ مارچ تک تعداد کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۱) مدرس کی شخصیت قابل اعتبار ہو۔ اور اپنے متعلقہ فرائض نہایت سرگرمی سے انجام دے۔  
(۲) ہر ایک جماعت کے نتائج عمدہ دکھائے جس سے طلباء خود بخود اچھے بنیں گے۔  
(۳) دیہات کے چیدہ و سرکودہ اشخاص سے میل جول رکھے۔ ان کی امداد سے فراہمی طلباء میں نمایاں ترقی ہوگی۔  
(۴) طلباء سے بعد در یافت ریکارڈ رکھا جائے کہ وہ سکول ٹائم کے بعد کہاں تک والدین کی امداد کا موجب ہوتے ہیں۔  
(۵) بذریعہ لیکچر طلباء کے والدین کے دماغ سے یہ خیال نکال دیا جائے کہ تعلیم صرف ملازمت کے لئے دی جاتی ہے۔ بلکہ تعلیم کا محفل کو نامہر بنی نوع انسان کے لئے لازمی ہے۔

(۶) سکولوں میں دستکاری کو رواج دیا جائے۔ کہ طلباء تعلیم چھوڑنے کے بعد اپنی روزی کما سکیں۔  
(۷) پرمٹل سکول میں سکاوٹنگ کا اجراء ہو۔ اس سے طلباء کے اخلاق درست ہونگے اور بڑے ہو کر اچھے شہری بنیں گے۔  
(۸) طلباء کی جسمانی اور انکی پوشش کی صفائی کا خیال رکھا جائے ہر روز حاضری لیتے وقت اس کے ناخن۔ بال وغیرہ دیکھے جائیں۔ کہ صاف ہیں یا نہ؟  
مولوی غلام محمد سکول کو لکھتے تھے مدرس کی مشکلات بیان کیں جن کا حل صاحب نے بہترین طریقہ سے کیا ہر ایک بات اچھی طرح سے سمجھائی۔

**لوئر ٹرڈل سکول بہاری داس ضلع حصار** اسٹری ایجنزائی سی ایس صاحب ڈپٹی کمشنر بہار ضلع حصار نے طلبہ کی عام بیعت دریافت کرنے کے سوالات دریافت کئے۔ درست جواب پاکر بہایت خوشی کا اظہار کیا۔ طلبہ سکول کو دوڑپوں میں تقسیم کر کے ڈرل اور متعدد دسی کھیل کھلائے گئے۔ چھوٹے بچوں کو متحرک کہانی سنائی گئی۔ مسٹر نہرو نے خوش ہو کر ڈرل اور کھیل کے دوران میں بار بار طلبہ کے فوٹو بھی لئے۔ صاحب بہادر کی صدارت میں میٹنگ ہوئی۔ طلبہ نے ہر دو اصحاب کی تعریف میں ایک مدحیہ نظم۔ ایک دیہاتی اور مدرس کی گفتگو اور دیہات سدبار کے چند بچوں کاٹے۔ افسران موصوف کی خوشنودی کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ وقت تنگ ہونے کے باوجود بھی سکول میں کافی وقت صرف کر کے طلبہ اور مدرسین کی آرزو کو پورا کیا۔ طلبہ مدرس کی صفائی باقاعدگی ضبط اور دیگر خوش کن امور ات کو ملحوظ رکھ کر ڈیٹر یک میں تحریر فرمایا۔

”تمام سکول صاف چست اور ہر شعبہ میں سرگرم ہے۔ سکول کی نمایاں حالت پیدائش اور علم کا فائدہ کے لئے باعث فخر ہے۔“ صاحب بہادر نے دس روپے۔ پانچ روپے شیرینی کے لئے اور باقی پانچ سامان کھیل کے لئے بطور انعام عطا کر کے متعلقین کی حوصلہ افزائی کی۔ (روشن سنگھ جوان)

**ایر ٹرڈل سکول کھین ضلع فیروز پور** ایر ڈائریکٹر صاحب نے ڈی آئی سکول تحصیل فاضلہ کی صدارت میں انجمن معلمین کا اجلاس ہوا جس میں طلبہ جماعت ہشتم نے حرماری تعلقہ گاٹی۔ احکام و سرکرات آمہ صدر پڑھے گئے۔ اور تقسیم کئے گئے۔ منشی ولی محمد مدرس بھیٹی والد نے سود کی اصطلاحات پر جماعت چہارم کو سبق دیا۔ آپ نے کما یہ مکان وریل کا حوالہ دیتے ہوئے تمام اصطلاحات کی توضیح و تشریح کی نتیجہ سبق بہت عمدہ رہا۔ اور حاضرین نے پسند کیا۔ منشی فضل شاہی مدرس کھین نے تازہ اخبارات پڑھ کر سنائیں۔ حکمانہ اور ضلع کی اخبارات کے علاوہ حضور ملک معظم قیصر ہند کی سوری جوبلی کا ذکر کیا جس سے پبلک اور مدرسین کی واقفیت میں بہت کچھ اضافہ ہوا۔ منشی سومن لال نے ہمت پر مضمون پڑھا۔ جس میں طلبہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کے ساتھ توسیع کیونکر ہم پہنچائی جاسکتی ہے۔ اور سچ بڑا ہو کر کس طرح بلند ہمت انسان بن سکتا ہے۔ منشی فضل شاہی نے تحصیل کے مدرسین کی مشکلات کے تذکرہ بیان کئے۔ اور بتایا کہ چونکہ تحصیل کے دیہات عموماً واحد مالکوں کی ملکیت میں ہیں وہ اپنے بچوں کی تعلیم کے اختتام پر عدم توجہی کرتے ہیں۔ اور مزارعان جو بھلی اپنے بچوں کو تعلیم دلانے پر آبائی پیشوں میں مشغول رکھتے ہیں۔ اس لئے مدرسے میں طلبہ کی کمی لازمی طور پر ہو جاتی ہے۔ پانی کی قلت۔ مدرسین کا گھرسے دھونڈنا کام میں دیکھی نہ لینا اور ہر وقت تبادلہ کے خیال میں رہنا کامیابی کے سدا رہا ہیں۔ مدرسین کو چند ہدایات دیتے ہوئے مقرر نے فرمایا کہ پہلے خود شرافت کے لباس میں ملبوس ہو کر فرض منصبی کو دیانت داری سے سرانجام دیں مافران محکمہ سے اپیل کی کہ وہ ان امور ات میں مدرسین کی امداد کا موجب ہوں۔ سامعین اور صاحب مدرس نے مجوزہ تجاویز پر متفق ہو کر حسن مضمون کی داد دی۔ صاحب نے اسی مضمون کی ذیل میں نوٹر تقریر فرمائی اور مدرسین کو فرائض منصبی دیا تدارکی سے سرانجام دینے کی تلقین کی مدرسین کی غامیاں جو ہر مضمون میں کرجاتے ہیں بیان کرتے ہوئے ان کے اسلوب کے طریق بتائے۔ پندت ہنسراج صاحب ہیڈ ماسٹر نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور اجلاس سرخاست ہوا۔ (ولی محمد سیکرٹری)

**دربار ڈسے** ۱۲ دسمبر کو دربار ڈسے کی تعطیل کے ساتھ مختلف مدارس سے جو کارروائیاں موصول ہوئی ہیں درج ذیل کی جاتی ہیں (۱) استانت دھرم پائی سکول پونڈری ضلع انبالہ۔ لالہ جگدیش راہ صاحب نیر سیٹ ماسٹر کی صدارت میں تین سو سے زیادہ حاضری میں دربار ڈسے اجلاس کی تقریر میں پندت شونا رائے جی نے اس بوم کی اہمیت اور سرکار انگلشیہ کے راج میں آرام و آسائش کی زندگی وضاحت کے ساتھ واضح کی۔ طلبہ نے نظمیں اور مفاہین سنائے۔ ماسٹر تو ہی سنگھ صاحب نے عمدہ



راگ گایا۔ اور سرکاری راج میں مذہبی آزادی اور آدورفت کے ذرائع کی ہولنوں کو بیان کیا۔ صاحب صدر نے سرکار انکشافیہ کے راج کی برکات پر موثر تقریر کی۔ (دوبی سنگھ)

(۳) ڈل سکول باہین ضلع کرنال۔ پنڈت رام کشن صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں جمعہ و شنبہ کے گیت گائے گئے۔ چند لڑکوں نے اپنے اپنے مضمون برکات راج انکشافیہ پڑھے۔ صاحب صدر نے دربار ڈسے کی اہمیت واضح کی۔ اور انگریزی راج کی برکات کو موثر تشریح کے میں بیان کیا۔ شہنشاہ سلامت دسے یا الہی کا ترانہ گایا گیا۔ بعد دوپہر میدان سکول میں دیسی اور انگریزی کھیلیں کھلائی گئیں۔ مقابلے کے متعدد کھیل ہوئے۔ جیتنے والے لڑکوں کو تعریفی نعروں سے خوش وقت کیا گیا۔ (منجنا ورسنگھ)

ڈی بی ہائی سکول نتھانہ۔ آغا علاء الدین صاحب نائب تحصیلدار نتھانہ کی صدارت میں دیہات سدھار کا جلسہ منعقد ہوا۔ خاص نتھانہ اور علاقہ کے لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ سکول نے حمد الہی کا ترانہ گایا۔ سردار ایش سنگھ نے اسے سیکند ماسٹر نے پیارا لکھ اور گندہ گھر پر انڈیا ریالات فرمایا۔ ماسٹر تشریح کرنے لپے بھانے پر لکچر دیا۔ مولوی محمد سلیمان غامٹ نے آنکھ اور زبان کی تربیت کی ضرورت عوام کو سمجھوس کرائی۔ طبیبانے دیہاتی سقراط میں ایک ڈرامہ کیا جس میں ملازمان سرکار کو دیہات سدھار کی پورتر تحریک میں شمولیت کا احساس کرایا۔ ڈاکٹر نرجن سنگھ صاحب نے عوام پر اس تحریک کے اجراء کا واضح بیان دیا۔ صاحب صدر نے اعلان کیا کہ ایک جلسہ ۲۰ دسمبر کو جوگہ اور جس میں علاقہ کے گاؤں کو مدعو کیا جائیگا۔ اور عوام کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ (محمد سلیمان سیکرٹری)

ڈل سکول سورنگیاں ضلع سیالکوٹ۔ سالانہ معاونہ پنڈت مرلی دھڑ صاحب مودکل ڈسٹرکٹ انسپکٹر ماسٹر نے بہمراہی سید فتح علی شاہ صاحب اسے ڈی آئی حلقہ سیالکوٹ فرمایا۔ انصران مائیں سکول کے ظاہری اور باطنی محاسنوں سے مخلوط ہوئے۔ خاص کر شاہی جھنڈے کی سلامی ماسٹر ڈل میں جو بینڈ کے ساتھ ماسٹر ونگہ داس نے دکھائی۔ نامزد شدہ جو تمام طبیب کو مشرک کھلایا گیا کا انتظام قابل تعریف قرار دیا گیا۔ تعلیمی بجائے کے بعد تقسیم انعامات کا جلسہ آپ کی صدارت میں ہوا جس میں ملحقہ دیہات کے معزین کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے استقبالیہ فقرات کے بعد صاحب صدر نے مستحقین کو صفائی تعلیم و ورزش جسمانی۔ خوشحالی۔ عاتری۔ کھیل اور بینڈ کے چوٹیں انعامات تقسیم کئے اور فرمایا کہ سکول تعلیمی جسمانی و زراعتی اور صفائی غرض ہر پہلو میں گذشتہ سال کی نسبت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اٹھوٹیں جماعت تعلیمی پہلو میں ضلع بھر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اس جماعت کی انگریزی مشنر جو سرت حاصل ہوئی ضلع کے کسی اور سکول میں نہیں ہوئی۔ بعد میں آپ نے دانت۔ آنکھ۔ جسمانی صفائی اور حفاظت پر عالمانہ لکچر دیا۔ سردار خزان سنگھ صاحب ذیلدار کی طرف سے بچوں میں شریعتی تقسیم ہوئی۔ (نامہ نگار)

ضلع کرنال میں دیہات سدھار کا جلسہ۔ جناب صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ماسٹر اور ضلع کرنال رقمطراز ہیں کہ (۱) ۲۰ دسمبر ۱۹۲۴ء کو جناب خاں صاحب خاں احمد حسن خاں صاحب ڈی بی کشن ہیڈ ماسٹر کرنال کی صدارت میں دیہات سدھار کا جلسہ بمقام گھروڈہ منعقد ہوا جس میں ملحقہ نتھانہ گھروڈہ کے ذیلداران بھوان اکابرین اور معزین کے علاوہ عوام نے کافی تعداد میں شرکت فرمائی۔ حکام ضلع سے صاحب افسر مال ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر صاحب۔ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔ صاحب ڈی بی سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ وٹنری ڈسٹرکٹ انبالہ مرکل۔ انسپکٹر صاحب کوپریٹو سوسائٹیز۔ تحصیلدار صاحب کرنال چوہدری تنھو سنگھ صاحب ایم ایل سی۔ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈی ڈاکٹر کرنال نے اپنی شمولیت سے مالال کیا۔ حاضرین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ماسٹر نے تعلیم کے فوائد پر پُر زور لکچر دیا۔ اور عوام کی توجہ اس مضمون پر دلاکر آرزو کی کہ دیہاتی بھائی

کم از کم درجہ پرائمری تک اپنے بچوں کو ضرور تعلیم دلائیں۔ کیونکہ اس میں کوئی خرچ نہیں آتا نہ لڑکا اس عمر میں والدین کا کسی کام میں ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ افسر جعفری لازمی تعلیم نے بھی پبلک کی تعلیمی بے توجہی کی شکایت کرتے ہوئے تعلیم کے ساتھ حیر کے لفظ کی تشریح کی کہ گو حیر کسی صورت میں موزوں نہیں مگر آپ لوگوں کو ان پڑھ نہ رکھنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہوا۔

ہیڈ مائٹر آفیسر صاحب نے کوڑیوں کے لئے گاؤں سے باہر پچاس گز کے فاصلے پر مناسب گڑھے کھودنے اور گھنٹیوں کو صاف کرانے اور گھروں میں روشندان لگوانے پر زور دیا۔ سپرنٹنڈنٹ ویکس ٹیڈ نے نوٹس لکھ کر ان کے فائدہ اور مصلحت سے بچنے کی تدابیر پر پڑھی۔

زراعت انسپکٹر صاحب نے ایسے نازک وقت میں زمینداروں کی خوشحالی بحال رکھنے کے لئے ترقی وادہ آلات زراعت۔ کھاد کی حفاظت اور عمدہ بیج کے استعمال کی ترغیب دلائی۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب و پرائمری ڈیپارٹمنٹ نے زمینداروں کو تلقین کی کہ مال مویشی آپ کی جائیداد ہے۔ اس کے بغیر آپ کا گناہ مشکل ہے۔ ضلع ہدایت میں مویشی زیادہ تو ہیں مگر نہ تک اور ہمارے طرح اچھی نسل کے نہیں۔ آپ نے عمدہ نسل کے مویشیوں کی اہمیت اور ان کے متعدد امراض مثلاً ٹوکس و غیرہ کے متعلق حفظ ماقدم کے طریق کا ذکر کیا۔

انسپکٹر صاحب امداد باہمی نے مختلف انجمنوں کے فوائد کے متعلق لیکچر دیا۔ اور امداد باہمی پر زور دیتے ہوئے اس بات کی تاکید فرمائی کہ اشتغال اراضی پر کار بند ہو کر فائدہ آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔

مفتی اکرم علی صاحب نائب مدرس ایم بی اے سکول پانی پت نے دیہاتی زبان میں مذکور احمد راجہ کی فضیلت کو بر جیلانے کے نقصانات مسہری اور دیگر کے فوائد اور تعلیم کی ضرورت پر نظم پڑھی جس سے پبلک بہت متخطط ہوئی۔

صاحب صدر نے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔ آپ لوگ دھوکے سے بچ جائیں۔ ذیلداروں کو کہہ آگیا کہ میں ہر ایک ذیلدار کے حلقے میں ایک ایسے نمونہ کا گاؤں دیکھنا چاہتا ہوں۔ جہاں اشتغال اراضی کی جائے۔ آپ نے زمینداروں کے کمیٹیوں کے چوبے مارنے کے لئے جو فضلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ یہ دو سو روپیہ کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے دوائے کا عمدہ فرمایا۔ ٹھونڈ میں عمدہ بیج کی ایک کمیٹی نے

بیج بک بک زراعت کے افسران کو ہدایت کی اور ایک چار روپیہ کی امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے دوائے کا عمدہ فرمایا۔ تاکہ ہر زمیندار کو عمدہ بیج باسانی اور مستعمل سکے۔ ہمارے مہمان ڈپٹی کمشنر صاحب جو شوق اور دلچسپی اشتغال تعلیم میں رہے ہیں۔ اور جس محنت اور جوش کے ساتھ دیہات سدکار کے کام کو نبھایا جا رہا ہے۔ اس سے اُمید ہے کہ ضلع ہذا بہت جلد ترقی کی راہ پر گھڑن ہوگا۔ نیز آپ کا زمینداروں والی دیہات کے معنی مکمل واقفیت اور ان کا ہمدردانہ رویہ ضلع میں ایک نئی روح پھونک رہا ہے۔

(۲) بمقام تھانیر صاحب ڈپٹی کمشنر ہر اور کنال کی صدارت میں دیہات سدکار جلسہ شمولیت تمام روڈ سا۔ ذیلدار و سفید پوش منعقد ہوا۔ ہر ایک محکمہ کے افسران اعلیٰ شریک حصہ تھے۔ حسب ذیل کو دروائی عمل میں آئی۔

(۱) تعلیم۔ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے فرمایا کہ تعلیم ملازمت کے لئے نہیں بلکہ کچھ کی تربیت کے لئے ہے۔ بے علم مذا کو نہیں پوچھا سکتا، کے موضوع پر بصیرت اندوز تقریر کی۔ افسر لازمی تعلیم نے بھی عمران لازمی تعلیم کی اپنے فرض سے کوتاہی کے متعلق بہت کچھ کہا اور بتایا کہ تحصیل تھانیر اپنی ہمسایہ تحصیلوں سے تعلیم میں پیچھے ہے۔

(۲) زراعت۔ اے ڈی آئی صاحب نے فرمایا کہ زمانہ بدل گیا مگر ہندوستان کے زمیندار یا کسان نے ذرا کوشش نہیں کی۔ اس نرودہ کی غفلت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر بارش کے پانی کو محفوظ رکھا جاتا تو بچنے کی فصل ضائع ہڈا میں اسی طرح ہوتی جیسا ہمارے کراں کے زراعتی فارم میں ہے۔ زمیندار اپنے مقدمات کی وجہ سے کرنال آتے ہی نہیں۔ اس فارم کو لحاظ کر سکتے ہیں۔

(۳) صحت۔ ضلع کرنال لایہا کے پھروں کی چھاؤنی بننے کے دلچسپ فقرے کے ساتھ ہیڈ مائٹر آفسر صاحب نے تقریر شروع

کی اور بتایا کہ اس ضلع میں بیس ہزار آدمی سالانہ پچھروں کا شکار رہتے ہیں۔ اور ۹ قصبہ آدمیوں کو یہاں ملیر یا ہوتا ہے۔ طبرہ اور میٹسے پکتنے کے لئے حفظ و تاقدم اور علاج ہر دو طریقوں کا مفعل ذکر مامعین سے کیا۔

(۴) امداد باہمی۔ محکمہ ہذا کے ایکٹر صاحب نے رسومات قبیلہ کے متعلق نوایا کتبہ میزاروں کو مقدمہ بازی کے علاوہ بیابہ شادی پر زیادہ خرچ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ مقدمہ بازی کے ناخو شگوارہ واقعات اور کھیتی کے کام میں اس کے ہرگز کو بہت وضاحت اور رقت آمیز بیرائے میں بیان کر کے حاضرین کو احساس دلا یا گیا اور ہشتال اراضی کے متعلق پرزور تقریر کی۔

صاحب صدر نے مختصراً فرمایا کہ افسران متعلقہ کا میں کسی حد تک شکر گزار ہوں کہ وہ کافی فاصلہ سے ٹکلیف اٹھا کر تشریف لائے ہیں۔ اگر ان مفید ہدایات پر حاضرین عمل کریں گے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیں گے۔ تو میں خوش ہونگا۔ اس کا فائدہ آپ کو بھی پہنچے گا صاحب افسر ہاں کی طرف سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب تھیلی میٹنگ کرناں ہوا کرے۔ اس وقت زراعتی فارم کرناں میٹنگ میں شامل ہونے والوں کو دکھایا جا یا کرے۔ تاکہ وہ لوگ کھیتی کے ساتھ ٹھیک طریقوں سے واقف ہوں۔ لازمی تعلیم سے کارکن ممبران کو خوشنودی مزاج سادات عطا کر کے ملکین دلا یا۔ محکمہ ہیلتھ کی ہدایات کے مطابق ہر ایک ذیل میں ایک ایک گاؤں نمونے کا ہونا ضروری ہے۔ (صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر عارضی سیکرٹری دہلی کیونٹی کونسل)

(۱) جناب لالہ بھگوان داس صاحب ایکٹر مدارس کی صدارت میں شمولیت مدرسین تحصیل مدرسہ رام رائے ریاست جیندہ جیندہ مدرسہ ریلوے سٹیشن جیندہ میں کب ٹریننگ و میزویل میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں نہ صرف اول الذکر تحریک کا منشا پورا ہوا۔ بلکہ ہر قسم کے علمی و ادبی مشاغل سے زیر ترمیم مدرسین دیہات بہرہ ور ہوئے۔ عملی کام بہت کرایا گیا۔ گیارہ بجے دُعا کے بعد صاحب صدر کی اجازت سے پنڈت اور گرومین صاحب بی اسے کب ماسٹر صاحب نے ریاستی جھنڈے کو لہرایا۔ ٹریننگ کے خاتمہ کے بعد تین بجے سینک لوٹاگ شروع ہوا۔ مہاراجہ صاحب بہادر اور کسا صاحب ہاں کی درازی عمر کے نعرے لگائے گئے۔

(۲) کانک شادی پورنماشی کو تیرتھ رام رائے پر بھاری میلہ لگتا ہے۔ جس پر عہدہ جگہ سے یا تری لوگ انسان کو آتے ہیں۔ تیرتھ کی موری سے یا تریوں کے گزرنے کا راستہ ہے جو بالکل ٹوٹا پھوٹا ہوا ہے۔ اس پر سے گزرتا ہوا مشکل اور خطرناک ہے۔ سکاؤٹس نار بوند اور سوامتی جیندہ نے موری پر ایک پل کڑی اور پلوں سے بنا کر مرد عورت اور بچوں کو بلا خطر گزارا۔ (شعب چند شرم)

**لوئرڈل سکول کوٹ حسن خاں ضلع گوجرانوالہ** اسکول کی دیہات سدھار پراپلینڈہ پارٹی مح دیگر متعلمین پنڈت داس صاحب کپور ہید ماسٹر کی نگرانی میں گئی۔ لالہ سوہن لعل صاحب سربراہ نمبر دار نے دلی ضومس اور کشادہ پیشانی سے سب کو خوش آمدید کہا۔ سردار صاحب سردار بدھ سنگھ صاحب رئیس اعظم اور انری جیسٹ درجہ اول کے بنگلہ میں پارٹی نے مختلف موزونع پر گیت گائے۔ گاؤں کے تمام مرد و زن کا جم غفیر لگ گیا۔ اور ان کی موجودگی میں کٹیوں میں تعمیری پرچار کیا گیا۔ ہید ماسٹر صاحب نے جدید داخلہ کے متعلق مدلل تقریر کی۔ دس طالب علم داخلہ کو تیار ہوئے۔ اور نمبر کو سکول ہال میں لالہ کبیر لعل صاحب ممبر انسٹینس کمیٹی کی صدارت میں طلبہ کا عام اجلاس ہوا۔ دو منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ اور میٹسے منایا گیا۔ حضور ملک معظم قیصر ہند کی درازی عمر کے لئے خدائے برتر سے آرزو کی گئی۔ منشی پنڈت داس صاحب کپور ہید ماسٹر نے نے پراثر معلومات تقریر کی۔ برکات انگلیکھ کو واضح طور پر بیان کیا۔ باوجود اتوار ہونے کے طلبانے دیسی کھیتیں دکھائیں۔ دیہات سدھار پارٹی کے نیت گائے۔ بادشاہ سلامت کی دمازی عمر کے لئے دعا کی گئی اور نعرے لگائے گئے۔

(۲) دیوان کینٹھواس صاحب نے اے ایل ایل بی تحصیلدار کا خط آباد نے سکول کا معائنہ فرمایا۔ ہر شعبہ کو دقیق نگاہوں سے دیکھا اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ ہیڈ ماسٹر کی موجودگی سکول کو پورا چاند لگا رہی ہے۔ علاقہ افسر معائنہ مولوی عبدالرسول صاحب کی ہدایات کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ مدرسہ کی ہر چیز باقرینہ طلباء و مودب مدرسین یا سلاک اور بار بار سونخ ہیں۔ آپ نے نبرہ داران اور پتی داران کی توجہ جدید داخلہ کی طرف دلائی۔ دیہات سدھار پراپیگنڈا پارٹی نے گیت گائے۔ دو روپے انعام بغرض شہری عطا کئے۔ لاگ بک میں محوزوں ریمارک درج فرمائے۔ (نند لال)

۱۳ نومبر کو عالجیناب بی بی ٹی ٹیچنٹ صاحب بہادر بی بی اے۔ پی ای ایٹن پی ای ٹی ٹیچنٹ ڈی بی ہائی سکول خانقاہ ڈوگرالہ لاہور ڈویژن نے سکول کا معائنہ فرمایا شرفائے شہر خیر مقدم کو موجود تھے۔ بعد معائنہ سکول آپ نے مندرجہ ذیل ریمارک لاگ بک میں درج فرمائے۔

میں سکول میں اساتذہ کی نہایت کامیاب تھرفٹ سوسائٹی کی موجودگی سے بہت مسرور ہوا۔ اسے کو اپریٹو سوسائٹیز انسپکٹر خان اے کلاس میں درج فرمایا ہے۔ سکول کے انتظام اور انہرام کا مجھ پر گہرا اثر ہوا۔ سکول اس شعبہ میں تلی بخش ترقی کر رہا ہے۔ طلبائے سکول کا رویہ بہترین ہے۔ انیسٹرٹم معقول اور تمام مانیٹر اپنے فرائض باحسن وجہ سرانجام دے رہے ہیں مضبوط نظام طور پر یہی مانیٹر قائم رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ڈرل میں بھی سب کام یہی کرتے ہیں۔ سکول ٹائم ٹیبل احتیاط سے تیار ہوا ہے۔ اساتذہ کی ڈائریاں جدید یکیم کے موافق تیار ہوئی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی سپرینڈنڈنٹ ڈائری خاص معقول ہے۔ فیکٹی کیڈیاں باقاعدہ قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ کمزور طلباء کو روزانہ سکول ٹائم کے علاوہ وقت دیا جاتا ہے۔ رجسٹر جات صاف اور احتیاط سے رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں تربیت اعلیٰ پہلے نہ رہے۔ ڈرل ماسٹر خاص محنتی اور جفاکش ہے۔ ماس ڈرل ماس مارچنگ جھنڈی ڈل وغیرہ جو کام ہری موجودگی میں ہوا طلباء کی چستی اور چالاکی کا خاص تحارر کا ڈٹ ٹروپ سٹاء سے رجسٹرڈ ہے۔ اس ٹیبل حصہ میں اس نے میر العقول ترقی کی ہے۔ سربالقیہ انٹرنل ریلی میں تمام صوبہ کے سکالوں میں یہ ٹروپ بلحاظ قابلیت اور پستی کے دوسرا نمبر رہا۔ اور پچاس روپے کے انعامات حاصل کئے۔ خانقاہ ڈوگرالہ ریلی کے وقت اس نے ایک تقریبی کپ اور دو سلا سکالوں کو ڈٹ تقریبی کپ جیتا جس کے لئے سکالوں ماسٹر اور اس کا ٹرپ مبارکباد کا مستحق ہے۔ سکول میں بکڈی ٹیم اور ہاکی کلب جاری ہے۔ سرکشی کلب کا اجراء موضع چھہ میں کیا گیا ہے۔ باہمی دوستانہ اور جائزہ میچوں کی طرف پوری توجہ دی جا رہی ہے۔ سکول میں بہت زیادہ تحریکات اور سرگرمیوں کا وجود قائم ہے۔ جن سے طلباء کی جسمانی ترقی ہوتی ہے۔ بائیس کی طرف نہایت فرائز دلی اور زندہ ہی سے توجہ دی جا رہی ہے۔ جنسیر ریڈ کراس سوسائٹی خود طلباء سکول اور پبلک کی فیر فورات سرانجام دے رہی ہے۔ سائنس ایسوسی ایشن اور لٹریچر کلب نہایت اعلیٰ کام کر رہی ہے۔ سکول پراپیگنڈا ورک بھی اعلیٰ پہا پر ہو رہا ہے۔ اور سکول بلحاظ تحریکات اور سرگرمیوں کے ایک زندہ سکول کہلایا جا سکتا ہے۔ ان تمام زندہ تحریکات کام کر سکول کا محنتی اور سرگرم ہیڈ ماسٹر ہے۔ جماعت وار ترقی بہترین اور معیار کے مطابق جماعت دہم حساب اور انگریزی میں نہایت اعلیٰ ہے مجھے بید خوشی ہوئی کہ میں نے ایک زندہ اور اعلیٰ درس گاہ کا معائنہ کیا۔ میں قابل محنتی ہوئی سرگرم اور بار بار سونخ ہیڈ ماسٹر کو اس کے سالانہ کامیاب کام پر مبارکباد دیتا ہوں جس کا وہ ہر طرح سے مستحق ہے۔ (محمد عبداللہ)

گورنمنٹ نورل سکول لکھنؤ ضلع گوجرانوالہ کے ہفتہ گنگھڑیہ امرتسراج بیان نہیں کہ سکول اپنی نادر تعلیمی تحریکات اور روز افزوں کامیاب تجربات کے لحاظ سے نہ صرف اپنے صوبہ میں ہی بلکہ ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ نوکل سلف گورنمنٹ کی مثال دیہات سدھار عین انکمال دیکھنے کے لئے غیر مالک نمک کے لوگ یہاں آتے ہیں۔ ماں جب نمک سیاح لکھنؤ کی فیڈر اوادی کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں اپنی سیاحت کو نامک ملنے ہیں۔ سال ۱۹۳۵ء کی نادر تعلیمی تحریک جس میں دیہات سدھار کو پورا پورا دخل ہے۔ گورنمنٹ لکھنؤ میں اس کا ہفتہ منایا جاتا ہے جسکی

مکمل دستاویز لکھنے کے لئے وقت اور قلم دونوں کی ضرورت ہے۔ مختصراً کہہ سکتے ہیں کہ یہ میلہ اپنی نظیر آپ تھا۔ ۲۹ نومبر سے ۴ دسمبر تک متواتر چھ دن اس ہفتہ کی سوشل بھابھریاں اپنا رنگ جلتی اور شائقین کے دلوں کو بھاتی رہیں۔ ٹورنیمنٹ میں ۸۴ ٹیمیں شامل ہوئیں جن میں ۳۶ دیہاتی اور باقی قصبائی تھیں۔ انعامات جیلنج کنپڑ کی صورت میں جیتنے والی ٹیموں کو دیئے گئے۔ اچھے کھلاڑیوں کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی۔

موسمیوں کی غائش میں تقریباً سو سو موسمی آئے جن میں سے بیس نے انعام حاصل کئے۔ بچوں کی غائش اپنی قسم کی پہلی غائش تھی تین سال سے کم عمر بچے ہزار کے قریب شامل ہوئے۔ مگر صرف پندرہ کی صحت کیلئے یا خوش قسمتی نے انعامات دلائے۔

محکمہ حفظان صحت کی غائش بھی قابل ستائش تھی۔ صحت اور زندگی کے روح پرور سرسین جس کمال اور عظیم المثال سے دکھائے گئے۔ قابل مد تحسین تھے۔ ایسا شاندار میلہ اور اس پر نوبل سکول لکھڑی کی پریم لکھڑی سوئے پر سہاگے کا کام تھا۔ وائٹس کے حیرت انگیز نظارے میچک لٹرن کے نصیحت آیر تماشے۔ ڈرائے کے عبرت انگیز سین مرغی خندنی قابل تقلید بلڈنگ نہر پانا نامہ اور سندھوستان کے لاجواب کمال یہی نہیں بلکہ سکول کے بے نظیر یا نیچے اس میں رنگ برنگ پھولوں کی بھاری جس پر بہار بھی شاد دیکھنے کے قابل باتیں تھیں۔

۴ دسمبر کو چار بجے شام کے دربار منعقد ہوا۔ طلباء سکول کی ڈرل رت پارٹی کا گانا اور اہل کمال کا کمال دکھانا غرض بیسیوں باتیں میں جو تشریح طلب ہیں۔ حضرت یحییٰ ہیدامسٹر نے اس ہفتہ اور سکول کے متعلق جو طوطی پرورٹ پر بھی دیا کو کوڑے میں بند کیا ہوا تھا سامعین سکول کے اعلیٰ انتظام خود اختیاری اور طلباء کی خدمت گداری کے حالات سن کر عیش کش کرنے اور نوحہ ہائے تحسین سنا گئے تھے۔ مستحقین کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد جناب اسی ایچ کلن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گوجرانوالہ نے بحیثیت صدر جلسہ جو بصیرت افروز تقریر فرمائی قابل شنید تھی۔ آپ نے میلہ کی اس شاندار کامیابی پر اظہار مبارک باد فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ اس کی شان کے متعلق کیا کہوں۔ بچوں کی غائش پر بید مسرت فرماتے ہوئے آپ نے ضلع رتنگ کی طرف سامعین کی توجہ دلائی اور فرمایا کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔ کہ دیہات کی عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش ملکی دوسول ترقی میں حصہ لیں گی۔ خاتمہ پر ہیدامسٹر صاحب کو مبارک باد دیتے ہوئے اپنی انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ (ہیدامسٹر)

**وزیکلر مڈل سکول برٹونڈی ضلع لودھیانہ** جناب سردار جگندر سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر اعلیٰ ضلع لودھیانہ شری سالانہ معائنہ فرمایا۔ سکول ہر طرح سے موقع کے موافق آراستہ تھا۔ دعائیہ نظم کے بعد کلاسوں کی باس ٹول۔ دیہاتی مائٹری جو نیر ریڈ کراس سوسائٹی شفا خانہ۔ ماہن ادکنگے مزدھونے کے لئے اور کپسوں کو کنگھاڑ کرنے والے طلبہ کے لئے دیکھ کر تعلیمی مضامین کا معائنہ ہوا۔ جنہیں نہایت تسلی بخش پایا۔ حاضری و تعداد طلبہ اور لازمی تعلیم کی کامیاب سے بہت خوش ہوئے۔ جماعت اول کے چارٹ سے بھی خوب محفوظ ہوئے اور نیچرا نچارج کے سنے اور دلچسپ طریق تعلیم کی داد دی۔ جسے س طریق سے غلطی کا کامیابی ہوئی ہے۔ لاگ ملک میں تحریر فرمایا کہ ضبط اچھا ہے۔ طلبہ بہت محو بہ ہیں۔ مدرسین کی روزانہ رسیاں کی تیار سازی کا ڈائریاں تیار ہیں۔ ہیدامسٹر صاحب نے غلطی کی ڈائری بھی بنائی ہوئی ہے۔ تربیت جسمانی کے تمام رجسٹر تیار ہیں۔ بانی رجسٹرات حاضری و حساب کتاب وغیرہ مکمل ہیں۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام خاطر خواہ ہے۔ عملہ کافی محنتی اور قابل ہے۔ ہیدامسٹر صاحب کی کارکردگی اور فرض شناسی کی خوب تعریف کی۔ آپ کے قیام کی دمیانی رات کاول میں منادی کرائی گئی اور میچک لینٹرن کا کینچہ ہوا حاضرین میں مستورات کی کافی تعداد بھی تھی۔ چوہدری احمد خاں صاحب نے بذریعہ میچک لینٹرن کوئین کے فوائد اور سہولتوں کی فروغ دیا۔ پلنگ دھیمضہ کے اندر پر نہایت مؤثر اور فصیح و بلیغ لکچر دیئے جن سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔ انتظام اچھا تھا۔ صاحب سدوچ ان امراض کی اصل وجہ جہالت بتائی جس میں انہوں نے ضرورت محسوس کرائی کہ اس کا قلع قمع کیا جائے۔ تاکہ ہم انسان ہو کر

درجہ چوہانیت سے ممتاز ہو سکیں۔ تعلیم کے فوائد اور حاضرین کو تعلیم میں دلچسپی کی تلقین کی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں ضلع لودھیانہ کی خوش قسمتی کو سراہا جس کا ذریعہ فخران تعلیم سردار گلندر سنگھ صاحب اور ان کے دست راست چوہدری احمد خاں صاحب ہیں۔ ضلع سے جہالت مٹانے کے برخلاف آپ ہر دو ہزار گوار جو بہادر کر رہے ہیں قابلِ صد تحسین ہے۔ تحریک حاضرین تعلیم جہانی میں پابندی وغیرہ امور اس امر کی ذمہ داری ہے کہ ضلع کی جہالت آئے دن ترقی کتاں ہے۔

**ورنیکلر مڈل سکول بڑہ پھیل و ضلع کانگرہ** کی چوہدری جہندولال صاحب لے ڈی آئی مدرسہ تحفیس کانگرہ کی صدارت میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ میاں سونگھ صاحب ذیلدر پڈت لال بھارام صاحب نمبردار پوسل۔ میاں کرم چند صاحب نمبردار ونویہ۔ پڈت انت رام صاحب ساہوکار پوسل اور میاں شنکر داس صاحب ونویہ کے علاوہ ساتھ کے قریب دیگر مخزین شامل ہوئے۔ طلبہ نے پراختہا کے مسجھن گئے۔ دیہات سڈار راگ ٹنایا جو اشاعت تعلیم اور حفظانِ صحت کی پابندی کے متعلق تھا۔ ایک لڑکے نے نتیجہ خیز کہانی سنائی حضرت رحیم کے دوست مع مطلب سنائے گئے۔ پرائمری طلبہ نے پہاڑی راگ ٹنایا۔ چھ اور کھی پر کالمہ ہوا۔ اس میں پچھوں اور کھیوں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا ذکر تھا۔ ان موڈی جانوروں سے نجات کے طریقے بتائے گئے۔ رائٹن کی چوٹی سنائی گئی جو اس منظر کو لے تھی جیکہ ہمنان جی کشکندہ میں برہمن کے ہیس میں شری رام چندر جی مہاراج سے ملے تھے۔ ایک لطیفے کے بعد بازار سدھار ڈرامہ دکھایا ادائیگی اعلیٰ تھی۔ اس میں تازہ مٹھائیوں۔ عمدہ پھولوں اور عمدہ دودھ کے فوائد بتائے گئے۔ باسی اور بغیر جالی رکھی ہوئی مٹھائی گندے مٹھے پھولوں اور خراب دودھ کے نقصانات واضح کئے۔ طلبہ نے شراب کے نقصانات اور مضر فوٹوں پر بھیج کیا ہوا ہڈی کا جینے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں سبک کی باہمی ادوا کا بھی خاص طور پر تذکرہ تھا۔ صاحب صدر نے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائے جو یاقوت کھیل سکاؤٹنگ اور ریشل سروس و کواپریٹو سوسائٹی کے لئے مخصوص تھے۔ اپنے اپنی تقریر میں فرمایا کہ زمیندار کس طرح روپیہ اور وقت کا جائز استعمال کر سکتے ہیں۔ آپس میں محبت اور پریم سے رہنے۔ تعلیم نسواں تعلیم کی عظمت اور ہر سر ہمیشہ سے اس کا تعلق۔ بچوں کی حفاظت حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کے فوائد۔ شراب۔ حق نوشی اور قندہ بازی کے نقصانات کے متعلق نہایت ہی دلچسپ تقریر فرمائی۔ اور شیرینی دہندگان کا شکریہ ادا کیا۔ خاتمہ پر بچوں میں شیرینی تقسیم ہوئی اور حاضرین کی تواضع جائے دمٹھائی سے کی گئی۔

(حکیم رام دھن ورام)

**اشتہار بغرض تبادلہ ملازمت** کے اندر یہ تحریر ہذا واضح کیا جاتے کہ کوئی صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل یا ہائی کاڈیوژن لاہور سے عموماً اور ضلع سیالکوٹ امرتسر سے خصوصاً میرے ساتھ باہمی تبادلہ کو رضامند ہوں تو مجھے پتہ ذیل پر اطلاع دے۔ میرا موجودہ گریڈ ۱۱۰-۵-۱۳۵ اور موجودہ تنخواہ ۳۵ ہے۔ مڈل سکول ڈھنڈاری دیلوے سیشن سے نصف میل اور شہر لودھیانہ سے پانچ میل کے فاصلے پر برب شاہراہ عظیم واقع ہے۔ اب ہوا کے لحاظ سے عملاً اور بار و فتن سکول ہے۔ اشتہار ہر نام سنگھ بی اے۔ ایس اے وی ہیڈ ماسٹر ڈی بی اے وی مڈل سکول ڈھنڈاری ضلع جہا اینگلو ورنیکلر مڈل سکول دھیمہ ضلع کانگرہ آدربارے کی مبارک نقوب میں سکول ہڈا کے صحن میں لا لکھنا تھا۔ جیک کی سلامی کے بعد طلبہ نے موسیٰ راگ نہایت خوبی سے گایا۔ پڈت رام دھن صاحب اشتری نے سلطنت انگلستان کے قیام اور حضور ملک عظیم قیصر ہند کی درازی عمر کی دعا مانگی۔ لالہ دیو کی چند صاحب گیتابی اسے سیکندہ ماسٹر اور چوہدری پھنن رام صاحب نے ذمہ داری مناسبت موقع کیں۔ حاضرین کو فناد اور سرکار سے کی تلقین کی گئی۔ دو طالب علموں کے مسجھن ہوئے۔ بعد میں پڈت جی انڈریزی راج کا مقابلہ سابقہ حکومتوں سے کیا۔ صاحب صدر نے موجودہ راج کے امن و آسائش ترقی و تہذیب کی اشاعت پر مزید روشنی

ڈالی سردار اودھ سنگھ نے سکاٹش کھپیس اور کرتب کھائے۔ طلبا اور اساتذہ کانگی اور والی بال میچ ہوا۔ (بھگن رام)

بھائی سلطان سنگھ صاحب جو علاقہ دھنی پوٹھو مار کے پڑانے پر چارک اور سکول بول کے حیدرہ

سکول کے بانی شریان سورگاشی منشی سنت سنگھ صاحب اور بابو جی سنگھ صاحب حضور کے دست راست تھے۔ اپنے علاقہ میں سنگھ بھائی اور گورو دست پر چار میں اپنی عمر بسر کر دی۔ آپ گور بانی کے متولے اور سری گورو گرتھ صاحب کے لانا پندت اور بلند خیال بچائی شاہ ہیں۔ سٹاٹ کی طرف سے آپ کو اودامی پارٹی دی گئی جس میں آپ کی خدمت میں شری گورو گرتھ صاحب کو شیش کیا گیا۔ دوسرے دن متیوں کی کپٹی کی طرف سے شاندار جلسہ ہوا۔ لوکل افسران اور وکلا کے علاوہ شہر کے ہر مذہب کے شرفا شامل ہوئے اور بھائی صاحب کی شخصیت قومی خدمات اور بلند خیالات کی تعریف کی۔ کپٹی کی طرف سے ایک نہری کرپان اور ایک تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تیسرے روز پورڈ بھائی سنگھ بھائی اور سیدک جتھ کی طرف سے مان پتر سہوا اور دیگر تحائف دیئے گئے۔ اور آپ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ چوتھے یوم سنگھ کیلمہ باجہ کے ساتھ شاندار جلوس کی صورت میں سٹیشن پر جا کر آپ کو اودامی کیا گیا۔ (عجبت سنگھ ہیدامسٹری)

ڈی بی بانی سکول قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ (۱) انجمن محلیں کا اجلاس زیر صدارت ماسٹر عبدالمجبار صاحب ہوا۔ قرار پایا کہ

(۱) انجمن محلیں سٹر قلعہ دیدار سنگھ کا یہ اجلاس چوہدری عبدالغنی صاحب بی اے بی ٹی اے ڈی آئی مدارس ضلع گوجرانوالہ کی غفرتی تبدیلی پر اظہار تاسف کرتا ہے۔ اور چوہدری صاحب نے اصلاح مدارس کا چورنگام جاری کیا تھا اس کے پائے تکمیل تک نہ پہنچنے پر اظہار انفوس کرتا ہے۔

(۲) ہنری دعلیہ کے چوہدری عبدالغنی صاحب جہاں رہیں کامیاب رہیں اور امیدوار ہیں کہ ان کے جانشین بیوٹی انوس سنگھ صاحب ہمارے فلاح و بہبودی کے لئے نعم البدل ثابت ہوں۔

(۳) اس کی ایک نقل چوہدری صاحب کی خدمت میں اور ایک پریس میں بھیجی جائے۔

(۴) چوہدری محمد یوسف صاحب نے جو نظم اس موقع پر موزوں کی پسند کی گئی۔

(۵) ڈی بی بی پرائمری سکول قلعہ دیدار سنگھ۔ جناب صاحب ڈپٹی انسپکٹر بہادر مدارس لاہور ڈویژن سکول ہذا میں تشریف لائے۔

ہائی سکول کے معائنہ کے بعد پرائمری سکول کا بھی ملاحظہ فرمایا۔ جسے دیکھ کر آپ ہنایت مخطوط ہوئے۔ اور لاگ ایک میں بوج فرمایا کہ سٹر کا یہ سکول ماڈل سکول ہے اور ہر لحاظ سے نہایت اچھا سکول ہے۔ فزیکل ٹریننگ کام بھی اچھا ہے۔ اوسط حاضری داخلہ فیصدی قابل تعریف ہے۔ طلبا صاف ستھرے اور کمرے مصفا ہیں۔ جماعت اسجد خوانلا کا طریقہ تعلیم خصوصاً اور دیگر جماعتوں کا عمومی، مجسب بنانے کے لئے بہت سی مفید اور نوثر ایجادات ہیا کی گئی ہیں۔ غرض سکول ہر پہلو میں بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ (شیخ علاء)

لوئر مڈل سکول باہری ضلع ہوشیار پور (۱) یوم والین جناب صاحب افسر مال بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا۔

اندو سنگھ صاحب اے ڈی آئی وائس۔ مہا علی بخش صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار۔ ذبدران۔ نمبرداران اور سفید پوش سب پیکٹر صاحبان شہس۔ پواریاں حلقہ۔ چوہدری محمد علی صاحب گرد اور قانوگو اور ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ بھی شامل تھے۔ دعائیلوہ و تقبالہ نظم کے بعد ایم ناز محمد کبھی آوری نے مدحیہ قصیدہ پڑھا لالہ بالورام صاحب پریڈا شہر ابراہن کلاں منشی میلارام صاحب۔ چوہدری نیا محمد صاحب نے دیہات سدھار تعلیم سواں۔ ورس اور والدین کے تعلقات۔ صفائی صحت عامہ۔ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دیہات سدھار پارٹی نے رسومات بد کے متعلق حیدرہ نظیں نکا کر حاضرین کو مسوڑ کیا۔ ہیدامسٹر صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش

نیا کمرہ بنانے کے لئے ایل کی۔ چنانچہ کچھ جذبہ جمع ہوا۔ اسے ڈی آئی صاحب صدر نے زمینداروں کے انکسلاں اور اس کے علاج پر مفصل تقریریں کیں جو بڑی محنت و ثابت ہوئیں۔ بعد میں تعلیم ٹھکانی اور پائے نوشی پر کارروائی ختم ہوئی۔ (فتح محمد سیکرٹری)

**گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج رتھک** [چوہدری پران ناتھ صاحب دت ایم اے سینئر انگلش پروفیسر کالج پٹنہ کے تبادلہ پر رتھک میں متعدد پارٹیاں دی گئیں۔ آپ گورنمنٹ ہائی سکول چوہدری کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ صاحب موصوف کے اعزاز میں چوہدریاں دی گئیں ان میں لاڈو بہادر چوہدری چھوٹو رام صاحب ایم ایل سی کی پٹی پڑتگفت تھی۔ آفیسر کلب رتھک نے ایک شاندار ڈنر دیا جس میں بے شمار محفزیں کے علاوہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر شیشن جج صاحب بہادر۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس اور صاحب سول مجرن بہادر۔ رائے صاحب لالدرتن لال صاحب پرنسپل کالج۔ لالدرج کشور صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے علاوہ اور بہت سے بزرگواروں کی شمولیت قابل ذکر ہے۔

جب چوہدری صاحب رتھک سے رخصت ہونے لگے تو ریلوے سٹیشن پر محفزیں شہر لورانس فران۔ پروفیسر ان اور طالب علموں کا ایک جم غیر تھا۔ جو دھری صاحب پھول کے ماروں میں چھپ گئے۔ جو اس امر کی شہادت ہے کہ آپ ایک ہر دلعزیز ہستی ہیں۔ خدا کرے آپ کے عہدہ میں اور بھی ترقی ہو۔

(نامہ نگار)

**مڈل سکول نروٹ مہر ضلع لورداں پور** [چوہدری لورام صاحب ڈیپارٹمنٹل بورڈ کی صدارت میں یوم والدین منعقد کیا گیا۔ سب سے پہلے دو بچوں نے سربلی آواز سے جلسہ کی کامیابی کی دعا کی۔ طلبہ سکول میں لوٹر مڈل سکول کی تبلیغی پارٹیوں کے ساتھ گاؤں میں بطور جالوس چکر لگایا۔ صفائی و صحتی اور صحتی بیماریوں سے بچاؤ کے متعلق عوام کو راگ سنائے۔ پنڈت خیالی رام صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے یوم والدین کا مقصد مفصل و مشروح بیان کیا۔ اور حاضرین کو گاہ کیا کہ تمام دن رات کا صرف ایک چوتھائی حصہ بچے ہمارے پاس رہتے ہیں۔ اور تین چوتھائی وقت والدین کے پاس۔ لہذا آپ لوگ گاہے گاہے سکول میں تشریف لائیں ان کے حالات سے باخبر ہوں کریں۔ اور اساتذہ سے تبادلہ خیالات کریں۔ تاکہ آپ کا اور استادوں کا تعاون بچوں کی بہتری کا ضامن ہو۔ مختصراً آپ نے سکول کے ہر شعبے پر ایک تنقیدی تقریر کرتے ہوئے بنایا کہ ہر شعبہ پر مذموم و امداد دین مفصل رپورٹیں پڑھیں گے۔ اب ریڈ کراس سوسائٹی کے ممبران نے عوام کے روبرو اپنا جلسہ کیا۔ ہر نام داس طالب علم جماعت اول کو تمیض پاجامہ تیار کر دئے گئے۔ حاضرین بے حد محظوظ ہوئے۔ منشی بھگت سنگھ صاحب انچارج سوسائٹی نے حساب کتاب سنایا اور بتایا کہ اپریل ۱۹۳۲ء سے دسمبر ۱۹۳۳ء تک ماہانہ کی رقم فیس طلبہ و کتب اور پرائیونڈ سکولین پارچات و پاپوش غریب و مفلس طلبہ جو کلان اور نامینا اشخاص پر خرچ کئے ہیں۔ منشی خوشحال سنگھ نے باغیچہ کی ضرورت واضح کی اور دیلوں سے بنایا کہ ہم سب کو گھروں میں بھی باغیچے لگانے چاہئیں۔ اور اس سے کیونکر آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ منشی شہباز نے زمینداروں کی کمزوری کے اسباب اور انکا مل اپنے معنوں میں بیان کیا۔ جس میں عمدہ کھاد بیج خوشی اور عمدہ فصل و آلات کشاورزی حاصل کرنے میں کوتاہی اور انکا علاج مفصل درج تھا۔ علاوہ ازیں صحتی بیماریوں کے بچاؤ کے متعلق بھی تجاویز سنائیں۔ منشی محمد شریف نائب مدرس نے والدین کے فرائض اور طلبہ کی بہتری کے لئے مدرسین سے تعاون کے فوائد بتائے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب رسالہ پیغام اہلچ کو پیش کرتے ہوئے بنایا کہ یہ زمینداروں کی خدمت گذاری کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں لائق اور مدبر اشخاص کے عملی معائنہ درج ہوتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے زمیندار بہت فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے سکول کی لائبریری سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ ریڈ کراس سوسائٹی بھی آپ کی خدمت گذاری کو چاہیے۔ آپ کو اس سے مستفید ہونا چاہئے۔ سکول ہوا اور اس کے متعلق ہر سب لوٹر مڈل سکول کی امداد آپ کا فرض ہے۔ صاحب صدر نے اٹھارہ روپے چار آنے کی رقم عطیہ کی۔ دوران جلسہ میں سکول کی تبلیغی پارٹیوں اپنے اپنے راگ سنائے۔ صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا جو نہایت استقلال اور حوصلہ سے تمام کارروائی میں حصہ لیتے رہے ہیں اور ریڈ کراس سوسائٹی کی امداد فرمائی ہے۔

(بھگت سنگھ سیکرٹری)



اے وی ہڈل سکول کوٹ محمد خاں ضلع امرتسر

جلتہ تقسیم انعامات بالوکریم الدین صاحب کوٹنٹ پشتری

احاطہ میں پھولوں کی کساریاں۔ لڑکوں کی کبابیاں اور تختوں پر لکھائی۔ مہتری اور دوزی کا کام حاضرین کو محو حیرت کئے تھا۔ مجبوراً انتظامیہ کیٹیجی۔ باشندگان دیہہ اور ملحقہ علاقہ سے طلبہ کے والدین کی حاضری نے جلسے کو فروغ کا کافی دیا۔ طلبہ صاف لباس میں ملبوس تھے۔ والی بال بیچ نوجوان طبقہ نے خاص پسند کیا۔ منیر احمد پیر تھہ رام اور انوب تلخہ اچھے کھلاڑی ثابت ہوئے۔ جلسہ گاہ کے روبرو طلبہ کی مائل کرائی گئی۔ صاحب صدر نے اسے خاص پسند فرمایا۔ اور پینٹ رنگہ داس احتجاج گیمز کی تعریف کی۔ مختلف جماعتوں کے طلبہ نے اُردو۔ انگریزی اور فارسی کی گفتگو سنائی اپنے اپنے مضمون پر پڑھے اور حاضرین کی خوشنودی کا موجب ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے سالانہ رپورٹ پڑھی جس میں سکول کا آغاز۔ افسران معائنہ کے نام۔ سکول کی آمدنی و خرچ اور دیگر امورات پر روشنی ڈالی۔ سکول کی اخلاقی تعلیم و دستکاری کے کام۔ مہتری اور دوزی کا کام۔ لفافے بنانا اور زراعت وغیرہ قابلِ تعریف ہیں۔ صوبہ کا یہ خاص ممتاز سکول ہے جہاں تعلیم کے علاوہ ہر طالب علم کو ایک نہ ایک دستکاری ضروری سکھائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ نوچ کے ۱۳ دیہات سے لڑکے آتے ہیں۔ ضلع کے سول افسران جو متعجب و رونا رہاں آئے۔ بڑی خوشی سے سکول کا ملاحظہ کیا اور اعلیٰ ریمارکس سے کارکنان کی حوصلہ افزائی کی۔ ان میں سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع امرتسر۔ لالہ گوپال داس صاحب تحصیلدار ترشال۔ چوہدری علی احمد صاحب احتجاج سب انسپکٹر ہیں۔ اور سردار گوردیال سنگھ صاحب سب انسپکٹر سولہ کے ریمارکس قابلِ فخر ہیں۔ سکول ایک سال کے اندر اندر مکمل اے وی ہڈل سکول بن گیا۔ اور طلبہ و نیکلر فائل کے امتحان میں جا رہے ہیں۔ آمدنی فیس اور خرچ کی تفصیل دی گئی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب چوہدری لالہ خاں نمبردار بھار دھرم سنگھ جی عثمان۔ صوبیدار بلند خاں اور لالہ بھلو داس صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ جن کی ہمدردی اور دقتا فوٹنگ کی ادوا سے سکول مقبول عام بن رہا ہے۔ سردار سادھو سنگھ صاحب ممبر انتظامیہ کیٹیجی نے جت۔ تقریر کی۔ گاؤں کی تاریخ پر نظر ڈالی اور اپیل کی کہ ہم سب کو لالہ شادوی رام صاحب ہیڈ ماسٹر کا محنت و مشکورہ بونا چاہئے۔ جو بڑی جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ ہمیں سکول کی طرف بھی امدادی ہاتھ بڑھانا چاہئے۔ خان صاحب بگے خاں اور خان ٹکڑے تحصیلدار صاحب اور تھانہ دار صاحب کے ریمارکس سنائے۔ بابو رام رتن صاحب سیکرٹری نے پُر زور دلچسپی میں اپیل کی۔ صاحب صدر نے سو روپے کا نوٹ دیا۔ سیکرٹری صاحب نے پانچ روپے باقی حاضرین میں بھی امدادی احساس پیدا ہوا۔ اور ایک سو دس روپے نقد جمع ہو گئے۔ ایک راک کے بعد انعامات تقسیم ہوئے۔ اور صاحب صدر نے اپنی تقریر میں ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمات کا اعتراف کیا اور بتایا کہ میں عدلیہ میں بیٹھا ہوا اخبارات اور رسائل میں اپنے گاؤں کے سکول کے حالات پڑھ کر ہلکا تھا۔ آج اپنی ٹانگیں سے سکول کی حالت سے بہت مسرور ہوا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ سکول جلد ہی سکول بن جائے۔ سیکرٹری صاحب نے اسے کیٹیجی کا ممبر بننے کی آرزو کی۔ آپ کی شمولیت ہمارے لئے باعثِ فخر ہوگی۔ حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔ (بابو رام رتن)

یہ ایک ہائی سکول گھڑ تل ضلع بیاں کوٹ

آج صبح رید کر اس سوسائٹی کا آغاز لالہ شادوی رام صاحب چوہدری نے

ہیڈ ماسٹر کے سامنے ۱۹۲۷ء میں ہوا شروع میں اس کی سرگرمیاں پڑھنے اور دیہات سدھار اور غریب طلبہ تک محدود تھیں۔ مگر لالہ صاحب کی زیرِ ہدایت اس کا معیار بہت بڑھ گیا اور موجودہ دستک سیکر صاحب مدراس کی تشریف آوری سے آپ کی حوصلات نے ہمیں بہت فائدہ پہنچایا۔ آپ کی دلچسپی مزید مفید ثابت ہوئی اور ہماری سوسائٹی میں عملی زندگی پیدا ہو گئی۔ اور اب میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ سوسائٹی کو نوٹوں کی سوسائٹی کہنا بلا مبالغہ درست ہے۔

سکول کا ہر ایک طالب علم اس کا ممبر ہے۔ اور اس کام میں دلچسپی لیتا ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اس کے کونسلر اور چوہدری ممتاز حسین صاحب بسل وائس کونسل ہیں۔ سوسائٹی کا تمام انتظام طلبہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور انتظامیہ کیٹیجی کے ممبران سالانہ منتخب کئے جاتے ہیں۔ انتخاب صحیح معنوں میں مشترک و نہایت باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ چھٹی ہوئی بچیوں کے ذریعہ انتخاب مہرہ داران میں آتا ہے۔ چنانچہ موجودہ مہرہ دار

ذیل میں درج ہیں پیر پرنسٹن درس سنگھ جماعت دہم۔ وائس پرنسٹن منی لال جماعت دہم۔ سیکرٹری مجلس خیر و برکت جماعت ہفتم۔ اسسٹنٹ سیکرٹری غلام رسول جماعت دہم۔ ممبران رگھو سنگھ شنا اللہ جماعت ہفتم۔ پیارے لال سردول سنگھ جماعت ہفتم۔ شرن سنگھ دیشام سنگھ جماعت ہفتم۔ راجکمار سنگھ ویرتم سنگھ جماعت ششم۔ جگند سنگھ و عبدالعزیز جماعت پنجم۔ انتظامیہ کمیٹی کے مابین اجلاس ہوتے ہیں یکم مئی ۱۹۳۳ء سے ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء تک ۲۳ اجلاس ہو چکے ہیں۔ اور تمام کارروائی منظوری سے عمل میں آئی۔

سوسائٹی کی کارگزاری مختلف شعبوں میں رونما ہے۔ ترقی صحت کی ذیل میں ہر جماعت میں دو ہیلتھ آفیسر منتخب ہوتے ہیں۔ گاہ گاہ ہیلتھ پریڈیجی کی جاتی ہے۔ اور طلباء کے ناخنوں۔ آنکھوں اور دانتوں وغیرہ کا معائنہ ہوتا ہے۔ نہ ہانکرتے والے لڑکوں کو ہنسلایا جاتا ہے۔ نہانے کا مابین سوسائٹی مہیا کرتی ہے۔ غریب لڑکوں کو کپڑے دھونے کا مابین بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ سناخن تراش موجود ہیں۔ دانتوں کا سنج موجود ہے۔ ہیلتھ آفیسروں کے رجسٹرول میں باقاعدہ صفائی کے اندراجات ہوتے ہیں۔ سوسائٹی کی اپنی ڈسپنسری میں ادویات موجود اور بیماروں کی امداد ضروری ہے۔ مختلف کھلیں کھلائی جاتی ہیں اور ہر طالب علم کو کسی کسی کھیل میں لازمی طور پر حصہ لینا پڑتا ہے۔ سالانہ ٹورنیمنٹ منعقد ہو کر انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ وزن کیا جاتا ہے۔ اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اخلاق کی ذیل میں ممبران کو عملی طور پر محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرنے کا سبق سکھایا جاتا ہے اور ان کا دائرہ خدمتگزاری صرف ممبران سوسائٹی تک محدود نہیں بلکہ ہر سنی نوع انسان تک۔ انکو خدمتگزاری کے لئے جانا باعث فخر مانا ہوتا ہے۔ طبی امداد کی ذیل میں ڈسپنسری حاضر ہے۔ خاص علاجوں کے لئے کافی رقم صرف کی جاتی ہے۔ چنانچہ رورٹ میں چند زندہ مثالیں درج کی گئی ہیں۔ جو سید محفوظ کُن ہیں۔ اپنی اور پرانی چیزیں فرق سکھایا جاتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ طلباء پرانی چیزیں پھر انچارج سوسائٹی تک پہنچاتے ہیں۔ جو مالک تک پہنچاتا ہے۔ اس کا ریکارڈ رجسٹر میں رکھا جاتا ہے۔ جو خاص اس امر کے لئے وقف ہے۔ دوران سال میں ۱۳۸ مریضوں کو مختلف امراض کی ادویات سپہیچائی گئیں۔ سوشل سروس کی سپرٹ پیدا کی جاتی ہے۔ ایک مکان کو آگ لگ جانے پر ممبران نے جان پر کھیل کر خدمت ادا کی۔ ٹیڈی دل کی آفت پر بڑی مشکل سے اسے دفع کیا۔ ملیا کے دونوں بالوں اور جوہروں پر مٹی کا تیل چھڑکا گیا۔ کنوؤں میں پوٹاشیم پرمینگنٹ ڈالایا۔ برسات کے دنوں میں گڑھے بھرائے گئے۔ جو نیز نے سال حال میں پوٹی کو بھی خوب ضائع کیا۔ دیہات سدھار کو میلوں اور ڈراموں کے ذریعے دیہات اور اہل دیہات کو حفظہ اقدار کے طریق بتائے جاتے ہیں۔ رول اپ لفٹ کمیٹی کا قیام اس شعبہ کی خدمتگزاری کی کافی سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس ذیل میں ہمارے کارنامے پوشیدہ نہیں۔ حکام سے کئی دفعہ تعویذی ریکارڈ ملے۔

دیہات سدھار کے لئے مہینے میں ایک دو بار جلوس نکالے جاتے ہیں۔ جو مختلف دیہات میں چکر لگاتے ہوئے صفائی اور صحت کے گیٹ لگاتے ہیں۔ تقریریں کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل پوسٹروں کی اس موقع پر نمائش کی جاتی ہے۔

(۱) صفائی خدا تک رسائی کا ذریعہ ہے (۲) پاکیزہ غذا عقل کو تیز اور دل کو نرم کرتی ہے (۳) صحت کے بغیر انسان مفلس ہے۔ (۴) نگلہ تھی سے گذار کر لینا قرضہ لینے سے بہتر ہے (۵) نیک بن (۶) اول طہارت بعدہ عبادت (۷) دانت صاف رکھو (۸) کھانے کے لئے گڑھے کھودو (۹) مکان میں روشندان رکھو (۱۰) ہندوستان کی نجات تعلیم نسواں میں ہے (۱۱) مجبور بہترین کھاد ہے۔ ہر کو مت جلاؤ (۱۲) زیور عذاب جان ہیں مت پہنو (۱۳) طیریا سے بچنے کے لئے پھرجو دانی استعمال کرو (۱۴) لڑکیوں کو تعلیم دلاؤ۔ (۱۵) ہر روز غسل کیا کرو۔ سوسائٹی کی ڈرامیٹک کلب کے زیر اہتمام ہر سال دیہات سدھار ڈرامہ اور رول میلہ کیا جاتا ہے۔

ریڈ کراس بلیک لائبریری میں ریڈ کراس کالیز پھر خصوصاً اور دھڑا جمو پڑھنے کو دیا جاتا ہے۔ روزانہ شام لائبریری سے شائقین فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس سال تجویز ہے کہ بعض ممبران اپنی کتابیں سوسائٹی کو دے دیں تاکہ غریب طلباء ان سے سفید کتب کی خریداری سے بچے۔ مابین سوسائٹی شروع سے کوآپریشن کے معاملات میں مدد دیتی ہے۔ ممبران کو امداد باہمی کے گیٹ یا کرانے جاتے ہیں

جہیں وہ جلسوں میں گاتے ہیں۔ ریڈ کراس ڈے سالانہ منایا جاتا ہے۔ سال زیر رپورٹ میں ۱۶ جون ۱۹۲۴ء کو جوہری بشیر احمد صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری کی صدارت میں منایا گیا۔ شام کو ہاتھ پرید کر لی گئی۔ اور یہاں ٹورینٹ ہوا۔ رات کو "لائٹ" نامی ڈرامہ کیا گیا۔ صاحب صدر اور پرنٹ مرلی دھر صاحب موڈل ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے شاندار الفاظ میں موسیقی کی حوصلہ افزائی کرائی۔ اور پیس روپے نقد انعام کا وعدہ کیا۔ ڈرامہ جس میں قرضہ اور بری رسومات کو دکھایا تھا۔ نہایت کامیاب رہا سال گزشتہ کی آمدنی مختلف فنڈوں سے مائیسہ اور خرچ مائیسہ سال ہواں کی آمدنی کا تخمینہ مائیسہ ہے اور تقریباً خرچ بھی اسی قدر ہے۔

(دورس سنگھ جیمہ پرنٹنگ - جگدیش چندر سیکرٹری)

**لوئرڈل سنگھ پور راضی بوی ضلع ہوشیار پور**  
انسپکٹر مدارس ہوشیار پور۔ ہیلتھ آفیسر صاحب۔ جوہری دام سروپ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار۔ سردار گور بخش سنگھ صاحب تحصیلدار گڑھ شکر۔ جوہری جاگیا رام صاحب زراعت انسپٹر۔ لالہ بالک رام صاحب گیتا۔ اے ڈی آئی و سدرار جین سنگھ صاحب لے ڈی آئی کی معیت میں تشریف لائے۔ سکول کا ملاحظہ فرمایا۔ باغیچہ قائم ڈسپنسری۔ ریڈ کراس موسائٹی وغیرہ تحریک حاضرہ اور سکول کی صفائی سے بہت خوش ہوئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی دس سالہ کارگزاری دیہات سدھار کی چھیاں اور خدمات سے خوش ہو کر انکی اور عمل کی خدمتگزاری کو سراہا۔ اہل دیہہ کی غاشش بھی دل خوش کن ہوئی۔ کفایت شکاری کے بنک اور بچاوت و دیہات سدھار کے کاروائے نمایاں سے بھی خوش ہوئے۔ اور متعلقین کو مبارک باد دی گئی۔ روشندان اور ٹونے کے گڑھے کھدکے گلیوں کے فرش اور گھروں کی صفائی بھی انکی خوشی کا موجب ہوئی۔ ضلع بھر میں اس نکاؤں کے عملی اور ٹھوس کام کو سب سے بہتر مانا۔ بھین منڈی کا راگ سن کر اپنے ہاتھوں جوہری بابو سنگھ ہیڈ ماسٹر سکول۔ جوہری پورن چند سیکرٹری اور سدرار پرم سنگھ پرنٹنگ دیہات سدھار کے گئے پھولوں کا کارڈ والا۔ ورنٹ بک میں موزوں الفاظ میں سٹاف کے کام کی تعریف کی۔ (سید طاہر حسین بخاری)

**کے آر ایس ڈی بی ہائی سکول رائے کوٹ ضلع لدھیانہ**  
ایم اوفٹل ہیڈ کو اڈر رکی طرف سے سکول سکائٹس کی خدمات کا مفصل ذیل الفاظ میں عترت

ہوا ہے۔ میں بوائے سکائٹس اور ایسوسی ایشن پنجاب کی طرف سے آپ کا ان خدمات کے لئے جو آپ کے سکول سکائٹس نے ننگانہ صاحب کے میلے کے موقع پر کی ہیں بہت سی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ صرف میں ہی اس تکلیف اور مشقت کا اعجازہ نگا سکتا ہوں جو انہوں نے اس موقع پر اٹھائی۔ یہ بات ظاہر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس موقع پر آپ کے سکائٹس کی حیرت انگیز سکائٹ سپرٹ کا اظہار کیا۔ صوبہ کے بوائے سکائٹس کی اس موقع پر کامیابی اس سپرٹ کا نتیجہ ہے۔ میں آپ کا رٹا مشکور ہوں گا۔ اگر آپ متعلقہ اصحاب کو بتا دیئے کہ جناب آنر بیل پراؤٹل کمنشنر صاحب انکی خدمات بہت ہی خوش ہیں۔ (ہید ماسٹر)

**کنوینٹ بورڈ پرائمری سکول نمبر ۱ لاہور**  
دریں کا حاصل جلاس جوہری ہنسراج سین ہیڈ میٹر کی صدارت میں ۱۹۔ دسمبر کو منعقد ہوا۔ جس میں پرنٹ راجی لال صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس علاقہ شرقی تحصیل لاہور کی دختر نیک اختر کی ناگہانی موت پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور بارگاہ عالی میں دعا کی گئی کہ روح کو شادی اور پسماندگان کو معجزہ کی طاقت عطا ہو۔ (منوہر لال شرمہ)

رہنمائے تعلیم اس واقعہ میں پرنٹ راجی لال صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (سید پروا)

**ٹاؤن اسکول نھور ضلع بجنوریوپی**  
مسٹر خیرانی لال جوہری ڈپٹی انسپکٹر اس کی آفیس ضلع بھونپور کا وٹ تحریک میں ایک تانہ روح چھوٹی گئی ہے ضلع ہذا کے تقریباً تمام

ٹائون - برانچ اور انٹر میڈیٹری سکولوں میں سکاؤٹ ٹروپ نہایت کامیابی سے کام کر رہے ہیں۔ آپ بھی کی تحریک اور جدوجہد سے سکول ہذا میں گزشتہ سال دسمبر کے مہینہ میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر سکاؤٹ میلڈ مایا گیا۔ جس کی افتتاحی رسم صاحب اسٹنٹ انسپکٹر بہادر میرٹھ ڈویژن نے اور تقسیم انعام کی رسم سیر عزیز خان بہادر سید اعجاز علی صاحب ایم بی ای کلکٹر بہادر نے ادا فرمائی۔ اس میں سکاؤٹ بازار - سرکل ٹورنمنٹ - تعلیمی نمائش - دورے - پچھر کانفرنس وغیرہ بہت پسند کئے گئے۔ گزشتہ جن میں منظوری ٹریننگ کمپ کے لئے ضلع ہذا کی تمام اضلاع میں زیادہ سکاؤٹ ماسٹرس ٹریننگ کو بھیجے گئے۔ سکول ہذا سے بابو کیلاش چندر جین بی اے نے بورڈ تربیت ماسٹر جوہری کما میا کے بموجب قرب و جوار کے تمام دیہاتی مدارس کے لئے ایک سکاؤٹ ٹریننگ کمپ جاری کیا جس میں پرنسپل اور پرنسپل ٹری کے ۲۶ مدرسین کو تربیت دی گئی۔ دسمبر ۱۹۳۵ء کو بمقام سکاؤٹ سالانہ میل انکا دیکھنا مسند کار بجے شاندار طریقہ پر منایا گیا۔ سکول کی محارت خوبی سے سجائی گئی اور تمام سکاؤٹ ماسٹران کو تصدیق کے سرکولوں کے سکاؤٹس اور مدرسین کے روپروا مقرر طریقہ پر دیکھنا دی گئی۔ ہر ایک سکاؤٹ ماسٹر نے جھنڈے کے نیچے جس ضلع کے ساتھ سکاؤٹ عہدوں اور اصولوں کی پابندی کی قسم کھائی۔ قابل دید نظارہ تھا۔ آخر میں ماسٹر جوہری نے سب کو ایک مفید اور خوش آئینش دیا۔ سکاؤٹ ماسٹران کی طرف سے منشی چچ بی لال نے ایک دلچسپ نظم میں آپکا سکاؤٹ ادا کیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا نے ان سے اپنے اپنے سکولوں میں سکاؤٹ ٹروپ جاری کرنے کی پُر زور اپیل کی۔ سکاؤٹ کھیلوں کو خوش آئینش دے دیکھنے والے اور مختصر درموں کے بعد کارروائی ختم ہوئی۔ ۲۴ سکاؤٹ ماسٹران کو دیکھا دی گئی۔ (مکتبہ شمس نارائن یاد جیلے)

**آہ - مرحوم ابو الصفا سید قاضی میر احمد شاہ صاحب رضوانی**  
شمس العلما سابق لیکچرار علوم مشرقی سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور  
قاضی میر احمد شاہ صاحب رضوانی شمس العلما سابق لیکچرار سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور نے ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کو دس بجے دن کے ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ بمقام موضع اکبر پورہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے ہزارہ شاگردوں کے علاوہ اپنے اعزہ و اقارب اور حلقہ احباب کو موگووار چھوڑا۔ قاضی صاحب پروفیسری کے زمانے سے بہت پہلے ازلی دنیا کے درخت زندہ جواہر نہایت ہو چکے تھے۔ آپ کی علمی فصاحت کسی تنقید کی محتاج نہیں۔ یونیورسٹی کے علوم مشرقی کے اعلیٰ استادنوں کے محققین کی حیثیت میں یونیورسٹی انکی خاص مہمن ہو گئی۔ پشتون کے تقریباً تمام امتحانات شروع شروع میں انہی کی قابلیت کے محتاج تھے۔ اردو اور فارسی کے جوہن آپ نے سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں ایس وی مدرسین کو دیئے۔ ان کو بھول نہیں سکتے۔ نورل سکول راولپنڈی اور سنٹرل موڈل سکول میں آپ کی نمایاں حیثیت خاص اقداری رتبہ رکھتی تھی۔ آپ صرف استاد نہ تھے بلکہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی ایک تازہ شہسوار تھے۔ اور نشر و نظم کے مالک۔ ایسے قابل اور درخشندہ جواہر کی رحلت سے ادبی اور علمی دنیا کا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ آپ کی موت کے جوگہ خالی ہوئی ہے اس کا پُر مونسو مالک آپ کی طبابت نے لاہور و شہر ہی میں نہیں بلکہ دور دور تک اپنا سک بچھا یا ہوا تھا۔ کئی مایوس علاج مریض آپ کے اعجاز میاں کے قابل اور اس وقت تک دعا گو ہیں۔ حق یہ ہے کہ جناب قاضی صاحب بے شمار خوبیوں کے واحد مالک تھے۔ آپ کی رحلت سے ملک کو خاص نقصان پہنچا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ انسان حکم الہی کے سلسلے ہر طرح سے نمودور اور موجود ہے۔ لہذا ہم بھی صبر و شکر کے ساتھ اس حکم کو سراںکھوں پر لیتے ہیں اور ایسے استاد کمال کی موت پر یہ کہہ کر حق معفرت کرے عجب آزار و درد تھا۔ خاموشی اختیار کرنے میں۔ قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے میاں حمید علی صاحب بی اے چیف موضع بی بی ضلع پشاور نے مرحوم کی مختصر سوانح عمری ارسال کی ہے شائع کی جاتی ہے۔

دہنائے تعلیم اور اس کے کارکنان اس واقعہ میں آپ کے عاجز ادگان سے اور انکی معرفت تمام معزز ممالک خانہ سے



یعنی سول جن صاحب محکمہ تعلیم محکمہ زراعت اور امداد باہمی کے افسران کو اپنی مفید رائے اور تجربات کے پیش کرنے کا موقع دیا۔ وہاں علاقہ بندی کے سربراہ و رہہ اصحاب یعنی وکلاء اور رؤسا کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ گیارہ بجے نوٹرڈل سکول پھودہ کے طالبانہ دعاویہ متعلقہ تنظیم کٹائی اور کارروائی کا آغاز ہوا۔

(۱) ہیڈ ماسٹر صاحب سڈل سکول گتھلا کڈھو نے دیہاتی زبان میں ایک نظم پڑھی جس میں چوہوں کے نقصانات کی اہمیت اور اسکے گھر اور کھیتوں سے دفعیہ کی تدابیر کا مفصل ذکر تھا۔

(۲) صاحب سول جن نے صحت کے فوائد اور اس کے حصول یا اس کی قاضی کے مختلف سبب جن پر بآسانی عمل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی صاف ہوا۔ روشنی۔ صاف پانی اور مناسب خوراک کا بالتوضیح ذکر کیا۔

(۳) پنڈت تلوک چند صاحب نے دسی آئی مدارس کرنال نے جہاں جسم کی صفائی ضروری ہے وہاں باطن کو مہلک کرنے کے لئے علم ضروری ہے۔ کے ساتھ مگر دلکش فقرے سے لیکھ شروع کیا اور عوام کے دو بڑے اعتراضات کا جواب دیا۔ اول یہ کہ علم آدمی کو خوبصورت بناتا ہے۔ اور خوبصورتی کو ہر شخص چاہتا ہے۔ کیونکہ جو شخص شہر تھیل کر اور رندہ کر کے مکان میں چڑھتا ہے وہ دراصل شہر کے کمزور بناتا ہے۔ مگر اسکی ولی غرض و غایت اسے خوبصورت بنانے کی ہوتی ہے۔ اسی طرح علم سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ آدمی پہلے سے سمجھدار ہو جاتا ہے یہی خوبصورتی ہے۔ دوسرے ملازمت کا دروازہ بھی کھلے گا۔ اس وقت اگر کوئی شخص یہ کہے کہ شہر میں اپنے لڑکے کو تعلیم دلا دوں تو احوال اسی خالی رکھئے۔ تو ایسا کوتاہ اندیش کون ہوگا؟ فائدہ یہ کہ اس متبرک مقام پر جہاں دنیا کی سب سے پڑنی کتاب لکھی گئی۔ میرا آپسے یہ درخواست کرنا کہ تعلیم چاہل کرو میرے لئے باعث شرم ہے۔

(۴) صاحب اسٹریٹنٹ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نے خراب فصلوں کی وجہ قلیہ رانی میں کمی کو قرار دیا۔ اور ترقی دادہ آلات یعنی میٹن بل بارنہرو وغیرہ کی سفارش کی۔ صاحب صدر کے اشارے پر آئندہ آلات دکھانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور زمینداران کو بتایا کہ دینا میں ترقی کے لئے روپہ ضروری ہے اور اس کے حصول کے لئے تمہیں اپنی اجناس کے درجے کو دنیا کی منڈیوں میں اونچا کرنا ہوگا۔

(۵) صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ شفا خانہ نجات حیوانات نے اختہ کرنے کی مشین کی عیدگی کا مختصر ذکر کیا اور اس قسم کے چھوٹے میڈیکل قائم کرانے کی تجویز کی جہاں ہر روز ڈاکٹر بھیجے گا۔ اور وہاں دو اینیول کا ایک بکس موجود رہے گا۔ گھوڑوں کی متعدی بیماریاں پھیلا (تبرسا) کے علاج کے لئے تین سٹریپوں یعنی پانی پت کیتھل اور کرنال کا ذکر کیا۔

(۶) لالہ ملن گپال صاحب وکیل کیتھل نے مسٹر براؤن کی دماغی قابلیت اور دیہات سدا کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے نیلی کے علاقہ کی حالت زار کا خاکہ مؤثر الفاظ میں پیش کیا اور بتایا کہ یہ علاقہ صوبہ بھر میں سب سے پیچھے ہے۔ جہاں سرکس بنوانے اور محکمہ زراعت کو خاص پلاٹ بنانے اور ٹیوپ ویل لگانے کی ضرورت ہے تاکہ روشنی پہنچے اور لوگ خوشحال ہوں۔

(۷) صاحب اسپیکر کوپراپٹو سوسائٹیز شاہ اکبر نے اقتصادی بیماری کے علاج کے لئے یہ بتایا کہ زمین کٹھی کرو۔ رسومات قبیح سے پرہیز کرو۔ مقدمہ بازی سے باز آؤ۔ اشتغال اراضی کے لئے درخواست دینے کا طریقہ اور قطعات اراضی کے بنانے کا ڈھنگ بتلایا زمین مغلط ہوئے اور زمیندار کی حالت زار پر ایک نظم اردو میں پڑھی جس میں زمیندار سے بیدار ہونے کے لئے پڑھنا اور اپیل کی گئی تھی۔

(۸) ماسٹر محمد عمر اکرم ایم کی سکول پانی پت نے خود ساختہ اشعار دیہاتی زبان میں گلے جن میں تعلیم نسواں کے فائدے۔ چوپے کے نقصانات۔ جنگلی کے فوائد اور راجہ لوکا کی اہمیت کا ذکر تھا۔ سردار اور دت سنگھ رئیس دھنی پور نے اچھے چج کی خوشیوں سے متاثر ہو کر پھودہ میں بیج کی ایکسپن کھولنے کے لئے محکمہ زراعت کے افسران کے درخواست کی اور اپنے تجربے کی بنا پر زمینداروں کو ترقی دادہ بیج کے خریا

صاحب صدر سے فرمایا کہ مختلف محاکمہ کے ذمہ دار افسران کی جو تقریریں آپ نے سامنے ہوئیں ان سے آپ کو فائدہ اٹھانا چاہئے اور وکیل صاحب نے نیلی کے علاقہ میں جس تکلیف کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے گذشتہ سال معاہدہ

ہزار روپے کی کمی کرائی مگر کچی جمع کو منظور نہ کیا صلاک کچی جمع انکے لئے مفید ثابت ہوئی۔ بیشک یہ علاقہ غریب ہے مگر خود کردہ علاج نیست اپنے نمی قائم رکھنے کے لئے وہ ہے کہ ہل کی خرید کی۔ ہر ایک ذیلدار اور سفید پوش سے خواہش ظاہر کی اور ترقی دادہ بیج کی ایجنسی مضافہ اولہ اور بھوہ کھلانے کا وعدہ فرمایا۔ ہشتالہ اراضی کے لئے بھی زور دیا۔ روشندا نوکی جگہ گول اور چوکونے سوراخ دیوار میں ہوانے کو کھاتھیل اور گولہ میں سرپاکی بیماری کے لئے علاج کا سامان مہیا کر کے لئے غور کرنے کا قرار فرمایا۔ زمینداروں کو یہ بھی بتایا کہ آبپاشی نہر سرستی کم کردیا گیا۔ اور آبپاشی نہری بیواریوں کی بجائے کلکٹری بیواری تجویز کر کے انکے تعلیم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تعلیم کا یہ اونے کرشمہ ہے کہ گویں ہزار ہا جابجی شادی میں شامل نہیں ہوا مگر شادی کی تمام کارروائی یعنی باجے کی آواز اور پادری کی تقریر کو میں نے ریڈیو کی مدد سے کونال میں سُن لیا۔

(دستخط لالہ) رام چندر صاحب بی لے پی ایس ڈسٹرکٹ مدراس کونال

## ریویوز

**سُرمِن اَن وی مَؤنٹ حصہ اول** (مستغنی) سابق ڈویژنل انسپکٹر مدراس لاہور انبالہ راولپنڈی جہاں اپنے انسپکٹری کے زمانے میں موجودہ تھانویک کے موجد مختار ہوئے کی وجہ سے صوبہ میں خاص وقعت کے مالک تھے۔ وہاں ملازمت سے مستغنی ہو کر بھی تعلیم اور تعلم کے پورے کارکنوں کو بدستور اپنا شے ہوئے ہیں۔ اور تعینات دنبالہ کے کام میں نئی جدت اور سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوستانی زبان کے فروغ کے نام پر اور مذہب کے فروغ کے نام پر آپ نے بربر ریویو کتاب کپیلک کے پیش کیا ہے۔ جس سے کوئی مالی منافع مقصود نہیں بلکہ محض عام بیک کے مطالعہ کے لئے بالعموم اور تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے بالخصوص "صلائے عام" ہے یا ان نکتہ دال کے لئے "کے متعلقہ کو اپنایا ہے۔ اور بائبل و سنسکرتی ب ۱۵۵-۱۸ کا نظم (لیکچر) میں تشریحی ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ اس امر کی بدیہی شہادت ہے کہ ایک ہندو دھرم کے شیدائی کے دل میں حضرت مسیح کے لئے دہی شردھا اور عزت موجود ہے جو حضرت موصوف کے ایک پیروکار کے دل میں ہو سکتی ہے۔ اور ہونی چاہئے۔ اس کیلئے کہ کرکڑی ملک بھریں بے حد ضرورت ہے۔ اور یہ ترجمہ اسے بہترین صورت میں پیش کر رہا ہے۔ ترجمہ شروع کرنے سے پہلے آپ نے جو دیباچہ تحریر کیا ہے۔ آپ کی قادر الکلامی کا صریحی شاہد ہے۔ غرض آپ کی یہ کوشش ہمارے نقطہ نگاہ میں نہایت قابل قدر ہے۔ اور اس سے ہمارے خیال بہت کچھ مستفید و مستفیض ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اسی سپرٹ سے اس کا مطالعہ کرے جس سپرٹ میں آپ نے اسے پیش کیا ہے۔ اور ہمارے خیال میں آپ کی پاکیزہ روشنی اسے ایسا کرنے پر خود بخود مائل کر لیگی۔ ساقیت پر یہ بے نظیر نسخہ مشعل پرنٹنگ پریس کھر و ضلع انبالہ کے منیر صاحب یا برادر راست قابل مصنف سے محلہ رائے پوریاں۔ جگادھری ضلع انبالہ کے پتہ سے مل سکتا ہے۔

**جوہر برہمی** جوہر برہمی جی اکبر اعظم دیے بہانعت۔ اقبال فارمیشنی پانی پت نے جانفشانی سے تیار کر کے نہ صرف اپنے معجزوں کا ثبوت دیا ہے بلکہ خلق خدا کی بڑی بھاری خدمت انجام دی ہے۔ داغی کام کرنے والے آفیسروں۔ اہلکاروں۔ کلرکوں۔ چیچروں اور طلباء کے لئے جوہر ایک رساں ہے۔ علاوہ انہیں صدمہ امراض ذہنی۔ داغی جسمانی کو نہایت و نالہد کرنا ہے اور بے حد مصیبتوں و غم و غم ہے۔ نوجوانان ملک و مستورات کے لئے اصلی معنی میں آپ حیات ثابت ہوا ہے۔ بدین وجہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ غیر ممالک میں کمال شہرت حاصل کر رہا ہے۔ اور نہایت قدر دانی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ ضرورت مند اصحاب بلادریج اقبال فارمیشنی محلہ انصار پانی پت کو آرڈر دے کر طلب فرمائیں فائدہ اٹھائیں بولاس مجبجی دادیوں قیمت بطور نمونہ فی اونس ایک روپیہ (دو)

# بچوں کا اخبار

گلدستہ اطفال

(اسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر یحییٰ محمد چنہ سپاٹوی)

مجلس شورای اسلامی

سالكه في حله

جلد ۱۵      بابت ماہ مارچ ۱۹۳۵ء      نمبر ۲

# دلچسپ معلومات

گھڑی سازی جہزنی ہر سال ڈیڑھ کروڑ  
گھڑیاں تیار کرتا ہے اور اس لحاظ سے دُنیا  
کے تمام ممالک سے بازی لے گیا ہے۔

جرمنی میں گھریلو اور کلاس کے تیار کرنے  
والے تین سو کارخانے ہیں جن میں سے ۳۰۔

ہم تو بہت ہی اعلیٰ پیمانہ پر حلائے جا رہے ہیں

اس کام کے لئے ۲۵ ہزار آدمی ہر وقت

بہر سرکار لے جاتے ہیں۔ ہر سال دس کروڑ روپے

عزیز بچو!

تم نے گلہ ستہ اطفال کا ”جوبلی نمبر“  
 نہ دیکھا ہو۔ تو آج ہی ہر کے ٹکٹ لفافہ  
 میں ڈال کر بھیج دیں تاکہ یہ نادر اور باتصویر  
 تحفہ آپ کو بھیج دیا جائے۔ آپ اس دلچسپ  
 اور عمدہ عمدہ کہانیوں۔ لطیفوں اور دیگر مضامین  
 کے مجموعہ سے بید خوش ہونگے۔

ملنے کا پتہ

منہجر رہنمائے تعلیم رام گلی نمبر ۵۵ لاہور

گلدستہ اطفال، طبعی کائنات، مثنوی، رسالہ رہنما، تعلیم، لامحدود، ام، کمال، لطیف، نغمہ، ۵۵

[illegible]



سکے کی مالیتی ٹائم پیس تیار ہوتے اور باہر بھیجے جاتے ہیں۔ غرضیکہ جنگِ یورپ کے بعد جرمنی نے گھڑیوں اور کلاکس کی تجارت میں خوب ترقی کی ہے۔

گھڑیاں بنانے والے کاری گروں کی تعداد ۳۴ ہزار ہے اور کلاکس بنانے والوں کی گنتی ۲۱ ہزار ہے۔

امریکہ کے گھڑی ساز کارخانے صرف اپنے ملک کی ضرورت کے مطابق مال تیار کرتے ہیں۔ مگر مخلات اس کے جرمنی اور سوئٹزرلینڈ دوسرے ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

دنیا بھر میں جس قدر کلاک فروخت ہوتے ہیں۔ ان کا ۷۰ فی صدی جرمنی بھیجتا ہے۔

اسی طرح گھڑیوں کی تجارت میں سوئٹزرلینڈ ۹۵ فی صدی اپنا مال مارکیٹ میں بھیجتا ہے۔ آپ یہ معلوم کر کے حیران ہونگے کہ ۱۹۲۸ء

میں جرمنی نے ساڑھے چھ کروڑ رچ مارک (جرمن سکے) کی قیمت کی گھڑیاں اور کلاک

دوسرے ممالک میں بھیجی تھیں۔

جرمنی میں گھڑی سازی کا سب سے بڑا مرکز بلیک فارسٹ ہے جہاں ۸۸ ہزار آدمی اس کام میں مصروف رہتے ہیں۔

خاموش کرانے والی گھنٹی۔ ملکِ چین کے پارلمینٹ ہوس میں ایک برقی گھنٹی آویزا ہے جس وقت پارلمینٹ کے ممبران شور کرنے لگ جاتے ہیں اور تقریر کرنے والے کو ان کا خاموش کرانا مقصود ہوتا ہے۔ تو وہ گھنٹی بجائی جاتی ہے۔ گھنٹی کی آواز بذاتِ خود اس قدر بلند ہوتی ہے کہ کان پڑی آواز سنائی ہی نہیں دیتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شور کرنے والے ممبران خود بخود چپ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اجلاس کی کارروائی باقاعدہ شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے کچھ دیر کے لئے شور و غل سے نجات مل جاتی ہے۔

لطیفہ

وزیر۔ (بادشاہ سے مخاطب ہو کر حضورِ منظمِ آدمشمن بالکل عنقریب آگئے ہیں کیا کیا جائے؟  
بادشاہ۔ ان سے جا کر کہہ دو بادشاہ سلامت ابھی سوتے تھے ہیں۔

# نیک انسان تو اگر ہو جائے

جو کوئی صاحبِ ہنر ہو جائے مال و دولت سے بہرہ ور ہو جائے  
دیکھو قطرے کی ہمتِ عالی پہنچے پانی میں اور گہر ہو جائے  
بس اسی کو کمال کہتے ہیں نیشکر جو ہو وہ شکر ہو جائے  
سوکھی ہو جائے سبز گھاس اگر کب وہ دوبارہ سبز و تر ہو جائے  
پاک مثلِ صدف رکھ اپنی زباں باتِ منہ میں ترے گہر ہو جائے  
دوسروں کو نہ کچھ ضرر پہنچا کہیں تیرا نہ کچھ ضرر ہو جائے  
(نقصان)

سب کہیں گے تجھے جہاں میں غریز  
نیک انسان تو اگر ہو جائے  
(عزیز حیدر آبادی)

## لطیفہ

راتے میں ایک بھولے برہمن کو کئی ڈاکوؤں نے آگھیرا۔ اور کہا۔ چچا جان! آپ اپنے پاس ایک پیسہ  
بھی نہ رکھیں۔ کیونکہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جس شخص کے پاس پیسے ہوں۔ اسے جان سے مار  
ڈالا جائے۔ بھولا برہمن گھبرا یا۔ اس کے پاس روپیوں کا ایک بٹوہ تھا۔ وہ زمین پر پھینک دیا۔  
اور آگے چلتا بنا جب برہمن تھوڑی دُور چلا گیا تو ڈاکو بڑھ اٹھا کہ چیمپت ہو گئے۔

(عبدالقادر شرف الدین گورے کر بھیڑی)

# پسی ڈارلنگ

(از صاحبہ غلام ناصر خاں صاحبہ رام پوری متعلم نویں سی سنٹرل ماڈل اسکول لاہور)

(۱) گیارہ سال ہوئے ہم رام پور سے لائل پور جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ موسم خوشگوار تھا۔ ہری ہری کھیتیاں کھڑی تھیں۔ ہم رام پور سے لاہور ہوتے ہوئے دوسرے دن لائل پور پہنچے میرے پاس ایک پانڈخ تھی۔ جس سے میں بہت محبت کرتا تھا۔ میرا قاعدہ تھا کہ میں اسکول سے آکر ہر روز اس کو کھلاتا پلاتا تھا۔ اور اس کا مکان بھی صاف کرتا تھا۔ اس کا مکان ایک ڈبہ تھا جو الماری میں رکھا رہتا تھا۔ جب میں اس کے ڈبے کے پاس آتا تو وہ چونچ میری طرف کر کے گردن ادا پر اور نیچے کیا کرتی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔

(۲) کچھ عرصے کے بعد میرے والد (ماسٹر غلام ناصر خاں صاحب نگار بنی۔ اے) جن کو میں بھائی جان کہتا ہوں۔ ایک کنڈیا لائے اور مجھ کو دیدی۔ میں نے کنڈیا حاصل کرتے ہی اسے کھلا۔ تو اس میں ایک بی بی بھی ہوئی تھی۔ جسے میں نے جھٹ اٹھا لیا۔ اور نوکر سے دودھ منگو کر اسے پلایا۔ اب مجھے ڈر پیدا ہوا کہ کہیں یہ بی بی میری پانڈخ کو نہ کھالے۔ یا کہیں بھاگ نہ جائے۔ اس لئے میں اس کے گلے میں رسی ڈال کر اپنے کمرے میں چار پائی کے پائے سے باندھ دیا۔ اب تو میں پانڈخ کی الماری کے کواڑ بھی بند رکھنے لگا۔ اس بی کا نام پسی ڈارلنگ تھا۔

(۳) دوسرے دن میں نے پھر بی کو دودھ پلایا۔ اور وہ میرے پاؤں پر آکر لیٹ گئی۔ میں نے اسے پیار کیا۔ اور پھر پانڈخ کے پاس جا کر اس کی دیکھ بھال کی رات کو میں نے بھائی جان

سے کہا کہ اگر میں اس بلی کو چھوڑ دوں تو یہ بھاگے گی تو نہیں؟ یا پانڈخ کو تو نہیں کھائیگی؟ وہ بولے کہ یہ میم کے ہاں کی بلی ہے۔ بدتمیز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی چیز پر مُنہ ڈالتی ہے۔

(۴) میم کے لفظ سے میں حیران ہو گیا۔ اور میں نے پوچھا کونسی میم؟ اور یہ بلی اُس نے آپ کو کیوں دئی؟ تو وہ بولے کہ میں ایک میم کو اُردو پڑھانے جاتا ہوں۔ اس کے ہاں ایک ٹوکٹا ہے اور ایک یہ بلی تھی۔ کُتا اور یہ ہر وقت لڑے تھے۔ کُتا اس کے مُنہ مارتا تھا۔ اور یہ سنجے مارتی تھی اس لئے میم نے دق آکر یہ بلی تو مجھے دیدی اور کُتا اپنے پاس رہنے دیا۔ پھر اُنہوں نے اس بلی کی ایک اور خاصیت بتائی۔ جو کہ آج تک کبھی سُنی ہی نہ تھی۔ وہ یہ تھی کہ سریوں میں اس بلی کے بال یارواں بالکل سفید ہو جاتے تھے۔ اور گرمیوں میں اس کی دم پیٹھ اور ایک کان پر کالے دھبے پڑ جاتے تھے۔ جو بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ دس ماہ بعد ہمیں گرمی کی چھٹیاں ہو گئیں۔ اور ہم بلی کو لے کر رام پور آ گئے۔ اس دس ماہ کے عرصے میں ایک دن جب میں اسکول سے آیا تو دیکھا کہ بلی نے پانڈخ کو مُنہ میں دبوچ رکھا ہے۔ میں نے بلی کے مُنہ میں سے پانڈخ کو نکالا۔ لیکن پانڈخ مر چکی تھی۔ اس کے مرنے پر مجھے بہت افسوس ہوا۔ اور غصہ بھی آیا۔ آخر شام تک پانڈخ کو اسی کے ڈبے میں لٹا کر مکان کے سامنے ایک درخت کی جڑ میں گاڑ دیا۔

رام پور میں بلی بہت آرام سے رہتی تھی۔ جُھ سے کئی دفعہ پوچھا گیا کہ یہ بلی کسی کھانے کی چیز میں مُنہ تو نہیں ڈالتی۔ میں کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ یہ بلی چیز جب کھاتی ہے جب کہ اُسے دیکھتی ہے۔

(۵) وہ بلی بہادر بھی بہت تھی۔ ایک دفعہ دو کُتے گھر میں گھس آئے۔ بلی نے اگلے کُتے کی خوب مرمت کی۔ دوسرا کُتا ڈر کر بھاگ گیا۔ پہلا کُتا بھی بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا

بلی ہر روز میرے پاس سوتی تھی۔ سردیوں کا زمانہ تھا۔ بلی کا رنگ برف کے سفید گالوں کی طرح تھا۔

(۶) ہمارے دو گھر ملے ہوئے ہیں بیچ میں ایک دروازہ ہے۔ جس گھر میں ہم سوتے ہیں۔ اُس میں چبوترہ تو ایک ہی ہے۔ لیکن دالان اور کوٹھے دو ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ ہم پر لے کوٹھے میں سوتے تھے۔ ادھر کا کوٹھا بند تھا (۷) بلی کو ایک نئی بیماری ہو گئی۔ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ آج اُسے فاقہ کٹے ہوئے سولہ دن ہو گئے تھے۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ رات کا وقت تھا میں اپنے کوٹھے میں لیٹا ہوا ہوں بلی آئی اور میرے پاس لیٹ گئی۔ کچھ دیر بعد میری آنکھیں جھک گئیں۔

(۸) آدھی رات کے قریب بلی اُٹھی۔ میری بھی فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔ بلی لحاف میں سے نکلی۔ اور پھر بہت دیر تک نہ آئی۔ آخر میں اس کا انتظار کرتے کرتے ٹھک گیا۔ اور خیال کیا کہ شاید وہ کسی اور کے پاس سو گئی ہوگی۔

(۹) صبح کے وقت جب میں اُٹھا تو سب کے لحاف اُٹھا کر بلی کو تلاش کیا۔ وہ کہیں نہ ملی۔ اس لئے مجھے بہت فکر ہوئی۔ اور میں فوراً کوٹھے سے نکل کر دالان طے کرتا ہوا دوسرے دالان میں پہنچا۔ وہاں جو کچھ دیکھا وہ میرے واسطے بہت افسوس ناک منظر تھا۔ بلی در سے لگی ہوئی بے جان کھڑی ہوئی تھی۔ غالباً وہ پیشاب کرنے اُٹھی ہوگی۔ واپسی پر دوسرے دالان میں چلی گئی۔ لیکن دوسرے کوٹھے کے کوارٹر بند تھے۔ اس لئے وفادار بلی سکڑ سکڑ کر مر گئی۔ اُس کی اس حالت پر میں رویا۔ لیکن وہ میرے رونے سے اچھی نہ ہو سکی۔ میں نے اپنے گھر والوں سے اُس کی موت کا ذکر کیا جس کو سن کر سب نے افسوس ظاہر کیا۔

(۱۰) میں نے پھر اُس کے واسطے قبر بچھتے کھود دی۔ اور پھر اسے کفن پہنا کر دفن

## راجہ رام موہن رائے

عزیز گلدستہ بھائیو:- ہمارے لئے یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کے لوگ مذہب اور روحانیت کے مسائل میں زمانہ بھر میں مشہور چلے آئے ہیں ان خدا رسیدہ اصحاب میں سے آج ہم ایک بزرگ شخص کے مختصر حالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ کا مبارک نام ”راجہ رام موہن رائے“ تھا۔ یہ وہ مشہور و معروف ہستی تھی جس کے نامی نام سے کوئی بشر نا آشنا نہیں ہے۔ اور آپ کا نیک نام تا ابد زندہ رہے گا۔

راجہ رام موہن رائے قصبہ رادھا نگر (بنگال) میں ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ پنڈت کانت رائے کے لختِ جگر (فرزند) تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد نواب مرشد آباد کے ہاں ایک جلیل القدر عہدے پر ممتاز رہ چکے تھے اور حسن خدمات کے سلسلے میں ”رائے“ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ جب آپ خور دس سال بچہ تھے تو کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ ستارہ اوجِ فلک پر چمکے گا جس جہان روشن ہو جائیگا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کی پاٹھ شالائی میں حاصل کی۔ ۹ برس کی عمر میں تحصیل فارسی کے لئے پٹنہ جو دیش پٹنہ سہری گور و گو بند سنگھ صاحب جی کی جائے ولادت ہے گئے۔ تین سال کے قلیل عرصہ میں فارسی اور عربی زبان پر حاوی ہو گئے فارسی سے فارغ التحصیل ہونے پر تعلیم سنسکرت کی غرض سے بنارس تشریف لے گئے۔ چار سال میں سنسکرت زبان میں کافی مہارت پیدا کر لی اور جب سن بلوغت کو پہنچے تو عربی اور سنسکرت میں کافی دسترس حاصل کر چلے تھے۔

آپ نے ہندوستان کے مختلف شہروں کی سیر کی اور بدھ مت کے مشاہدہ کے لئے برت پونجی۔ وہاں کی بدرسوم کے خلاف لیکچر کئے جس سے وہاں کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے۔ لیکن

فرتہ نسواں نے آپ کی مدد کی اور حسن سلوک سے اتنا گہرا اثر ڈالا کہ آپ مستورات کے سچے ہمد و ثابت ہوئے۔ واپس ہندوستان آکر کئی تباہ کن اور قبیح رسوم کی مدافعت کی جن کا مفصل ذکر کرنے میں قصہ طول ہونے کے خدشہ سے ناطقہ سر بگمہ بیاں و خامہ انگشت بدنداں ہے۔

معاشرتی اصلاحوں کے علاوہ ملکی خدمات میں بھی کافی حصہ لیا۔ ۱۸۸۵ء میں زنگ پور کے محکمہ کلکٹری میں محرر مقرر ہوئے اور حسن خدمات سے سر مشند داری کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہو گئے۔ یہاں انگریزی زبان میں بھی کافی دسترس حاصل کر لی گویا آپ اپنے آپ کو کسی علم سے محروم نہ رکھا اور ۱۸۹۳ء میں ملازمت سے استعفا دیدیا اور دنیاوی تعلقات سے کنارہ کر کے اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں صرف کیا۔ اور ۱۹۲۸ء کو برصغیر سماج کی بنیاد ڈالی۔

نومبر ۱۸۹۳ء میں بہادر شاہ دہلی نے آپ کو ”راجہ“ کا معززہ اعزاز عطا فرمایا اور اپنی چند شکایات رفع کرانے کے لئے اپنا ایلی بٹا کر انگلستان بھیجا۔ آپ پہلے ہندوستانی تھے جو سمندر پار ایک غیر ملک میں جانے کے لئے آمادہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو آپ کا استقبال بہت سے معزز اصحاب نے بڑی عزت و توقیر سے کیا گویا وہ جگمگ رخوں کی کثرت سے رشک گلزار ہو گئی۔ وہاں آپ بہت عمدہ تقریریں کیں۔ لیکن عمر نے دفا نہ کی وہیں ۷ دسمبر ۱۹۲۳ء میں ہمارے بھائی بھارٹہ بھار راجہ ملک عدم ہوئے۔

آپ کی ذات والا صفات کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں آپ جہد دل و ذیاض بشر تھے سب انگسار امیر برتاؤ کرتے تھے اردو اچ بیروگان اور تعلیم نسواں کے مانی تھے آپ کے حسن پر مہر و ماہ گرفتہ تھے جہاں آپ کی ظاہری خوبصورتی جاذب نظر اور دلکش تھی وہاں باطنی خوبصورتی کو بھی چار چاند لگے ہوئے تھے شیریں زبان اور مظلوموں کے پاسباں تھے آپ کا دل و ماغ اوصاف حمیدہ کا گستان تھا اور انسان کے جام میں فرشتہ سیرت بشر تھے آپ نے نارسا عربی سنسکرت و انگریزی زبان میں کئی کتب تصنیف کی تھیں جو قابل دید ہیں آپ کی مثال ڈھونڈنا محال ہی نہیں بلکہ خلاف عقل ہے ایک مغربی عالم بھی رقمطراز ہے کہ زمانہ گذشتہ یا حال میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہوا۔ ہم کو بھی چاہئے کہ آپ کی زندگی سے سبق سیکھیں اور نیک کاموں میں تن من دھن خرچ کر دے۔ پو کیور سنگھ متعلم جماعت ہشتم

# ماں کا ادب

حضرت علی مخدوم ایک بہت بڑے ولی اللہ میاں کے پیارے اور عالم گذرے ہیں۔ آپ بچپن ہی سے نہایت نیک تھے۔ اور اپنی ماں کی عزت اور خدمت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ ایک رات اُن کی ماں نے پینے کے لئے پانی مانگا۔ مخدوم صاحب بہت خوشی سے جلدی پیالہ اپنے ہاتھ سے دھو کر اور اس میں ٹھنڈا پانی بھر کر ماں کے پاس لے گئے دیکھا کہ اُن کی آنکھ لگ گئی ہے۔ آپ پیالہ ہاتھ میں لئے چپکے کھڑے رہے۔ کہ شاید پھر آنکھ کھل جائے اور پانی مانگیں۔ لیکن اب سے انہیں آواز تک نہ دی کہ اُن کی نیند میں خلل نہ آئے۔ رات بھر اسی انتظار میں کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہونے کو آئی۔ اُس وقت اُن کی امی جان نے دیکھا کہ نیک بخت بیٹا پانی کا بھرا ہوا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ پوچھا۔ بیٹا تم کب سے کھڑے ہو؟ حضرت نے بہت عاجزی سے عرض کی۔ آپ نے جس وقت پانی طلب کیا تھا۔ اُسی وقت لے آیا۔ اتنے میں آپ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ میرا جی نہ چاہا کہ آپ کو جگاؤں یا پانی رکھ کر چلا جاؤں۔ جب ان کی ماں نے یہ حقیقت سنی اور اس طرح ان کی فرمان داری کی حقیقت سے آگاہ ہوئی تو نہایت خوش ہوئی اور جانا کہ یہ فرزند بڑا نیک بخت ہے۔ دل میں محبت نے جوش مارا اور دونو ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا کی کہ اے پروردگار اس میرے بیٹے کو دونو جہاں میں بزرگی عطا کر اور اپنی محبت میں کامل کر۔ چنانچہ انکی دعا قبول ہوئی اور مخدوم صاحب ادب کی برکت اور اپنی ماں کی دعا سے دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوئے۔

آپ نے ۸۲۵ ہجری میں وفات پائی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں جو آج تک مشہور ہیں۔





## دوسری طرح سے

اگر دائرے کے اندر بنی ہوئی چوکور کے چاروں ضلع معلوم ہوں تو اس کا رقبہ ذیل کے طریق سے نکلتا ہے۔

$$ن م = \frac{۲۸ + ۹۶ + ۶۰ + ۸۰}{۲} = ۱۳۲ = \frac{۲۶۴}{۲} \quad ن م ط = ۱۳۲ - ۸۰ = ۵۲$$

$$ن م ط ب = ۱۳۲ - ۶۰ = ۷۲ \quad ن م ط ج = ۱۳۲ - ۹۶ = ۳۶ \quad ن م ط د = ۱۳۲ - ۲۸ = ۱۰۴$$

$$رقبہ = \frac{۵۲ \times ۲۸ + ۳۶ \times ۹۶ + ۷۲ \times ۶۰ + ۱۰۴ \times ۲۸}{۲} = ۳۴۴۲$$

$$۵۲ \times ۳۶ \times ۷۲ \times ۱۰۴ = ۳۴۴۲ \quad م ۲۶ = ۳۴۴۲ \quad م ۲۶ = ۳۴۴۲$$

## ۱۔ دلچسپ سوال مع حل

ایک گھوڑا ۲۵ فیصدی نفع پر بیچا گیا۔ اگر وہ ۲۵ فیصدی کم پر خریدا جاتا اور ۱۲۵ روپے کم پر بکتا تو بھی ۲۵ فیصدی نفع ہوتا گھوڑے کی قیمت خرید بتاؤ۔

فرض کیا قیمت خرید = ۱۰۰ روپے پہلی صورت میں قیمت فروخت = ۱۲۵ روپے

دوسری صورت میں قیمت خرید = ۱۰۰ - ۲۵ = ۷۵ روپے دوسری صورت میں نفع فیصدی = ۲۵

دوسری صورت میں فروخت =  $\frac{۱۲۵ \times ۷۵}{۱۰۰} = ۹۳.۷۵$  روپے دو صورتوں میں فرق =  $۱۲۵ - ۹۳.۷۵ = ۳۱.۲۵$  روپے

کل فرق = ۱۲۵ روپے قیمت خرید مطلوب =  $\frac{۱۲۵}{۱۰۰} \times ۱۰۰ = ۱۲۵$  روپے

مکمل شرماریاضی پچر بی ڈی ہائی سکول ہالہ

## حل طلب انعامی معامندرجہ رسالہ نومبر ۱۹۳۴ء کے انعام کا فیصلہ

مسٹر پریم سپاٹوی تحریر کرتے ہیں کہ معا کے حل میں صرف چالیس طلباء نے حصہ لیا ہے۔ انعام کے مستحق مندرجہ ذیل طلباء قرار پائے ہیں۔

(۱) روڈرام ناٹھ بے گورنمنٹ ہائی سکول بمبیر پور (کانگرہ) (۲) سوم دت شرم ہاشتم کلاس لے وی ہائی سکول کوٹ کپورہ (۳) گونیک سنگھ ہفتم کلاس ڈی بی ہائی سکول مہم (روہتک)

نمبر (۱) کے نام گلہ سنیہ اطفال سال بھر کے لئے جاری کر دیا گیا ہے۔ باقی دونوں عزیزوں کے نام کتب بھی گئی ہیں۔ (پریم سپاٹوی)

(نوٹ) علمی مقابلہ مندرجہ رسالہ دسمبر ۱۹۳۴ء میں بہت کم طلباء نے حصہ لیا ہے۔ اس لئے دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اس میں روپے کے انعامی علمی مقابلہ کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ (پریم سپاٹوی)

# بچوں کا دل بہلاوا

## حل طلب انعامی معما

میرے ایک عزیز کا نام دس حروف سے مرکب ہے اس کو الٹ پلٹ کرنے سے ذیل کے اشارات پیدا کئے ہیں نام بتاؤ

نمبر شمار	نام	حروف	کیفیت
۱	ہندوؤں کے ایک اوتار کا نام	دسواں تیسرا اور پہلا	ر ا م
۲	پر ماتما کے معنی دیتا ہے	نواں - دوسرا چوتھا - دسواں	ا ب ش و
۳	ایک چوپائے کا نام ہے	دوسرا - ساتواں - پانچواں	ن ل
۴	خالق کے معنی دیتا ہے	آٹھواں - دوسرا - نواں	خ د ا
۵	خدا کا نام ہے	دوسرا - چھٹا - تیسرا	
۶	ایک مشہور خاندان کا نام ہے	آٹھواں ساتواں - دسواں - نواں	

شمار الخط (۱) جملہ جوابات ۵ فروری ۱۹۳۵ء تک پہنچ جانے چاہئیں (۲) پتہ صاف اور خوشخط ہو - جوابات پتہ ذیل پر آنا چاہئیں (۳) ایک سے زیادہ صحیح جوابات کی صورت میں فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا۔

انعام - ایک سال کے لئے نگلہستہ اطفال مفت - گوپی چند ادیب عالم پیپر مہر بھگوان میموریل پرائیج سکول نمبر (۲)، محلہ سوڈھیاں فیروز پور شہر -

## حل طلب انعامی پہیلیاں

ان پہیلیوں جو اباجو نمبر ۱۹۳۴ء  
شائع کی گئی تھیں  
پہیلی  
جواب  
۱) ساسوہون دیو  
۲) بن کا پھی دیو  
۳) مہتر دیو  
۴) اسی دیو  
۵) شام کو پیدا ہونے والا  
(درسلہ عابد مسیح بی لے)

- (۱) دو باہی دوسروے پاوے چتر سجان
- (۲) دھوپ سے پیدا ہوا چھاؤں دیکھ کر بجائے
- (۳) سر کاٹے سے امن ہو پیر کاٹے پیالہ
- (۴) ایک چتر ایسی بنی اور سے دھوئے کاٹھ
- (۵) کیڑا سی بیانی جھونڈیں ٹھیس دیا من تیں
- (۶) غور کر واور سوچ لو پھر بتاؤ میرے ہیرا

(۱) تمام جوابات ۲۰/۲ تک آنے چاہئیں (۲) تصدیق ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ضروری ہے (۳) سالم تختہ پر علی حروف میں قطعہ تحریر کر کے ہمراہ بھیجا جائے (۴) جوابات کی پشت پر اپنا پتہ خوشخط تحریر کیا جائے۔ پندت برہمانند صاحب ہیڈ ماسٹر سکول کول انعام کا فیصلہ کریں گے ایک سال کے لئے رسالہ کا آخری حصہ (نگلہستہ اطفال) جاری کر دیا جاوے گا۔

پتہ: انعام شہر لاہور ڈاک خانہ ۱۱۱۱ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

پرائمری اور مل سکون کی ریڈ کراس سوسائٹیوں کے لئے

ہندوستان کے مشہور علاج کوئی نو دویہ بخوش پندرت ٹمھا کر دت شرم اپنی دوا جلا مرت ہار کی تیار کردہ چند خرب آزمودا اور پایا کہ ریڈ کلاس سٹوڈنٹوں کے لئے اس کو کافی بہت ضروری ہیں جن سے اس وقت تک ہزاروں جانی ناپاک ہٹا چکے ہیں۔ سب ریڈ کلاس سوسائٹیز کو چاہیے کہ منگوا کر ایس رکھیں اور بچوں اور دوسروں کو تکلیف نہ پہنچا دیں اور دکھ سے بچاویں۔

[illegible]

**نوٹ:** - جو ریڈ کراس سوسائٹی نے پانچ لاکھ پانچ سو روپے کی رقم جمع کی ہے۔ اس کو ہم اپنی ادویات پر ہر اونی صدی رعایت کر دینگے۔

خط و کتابت و بار کا پتہ :- امرت و ہمارے لکھنؤ

المش

سینجر اُمرت؟ ھاار اوشد، الیہ اُمرت ھاار اچون۔ اُمرت ھاار او دُ اُمرت ھاار ادا کا نہ الیہ

D. B. Rai ایوب جمیل کا حسین مرقع

## رہنمائے تعلیم کا افسانہ نمبر ۱۱۱

یہ افسانہ نمبر لڑائی و جہاد اور تعلیم کی وجہ سے ایوب لطیف کا ایک خزانہ ہے  
منگائیں۔ پڑھیں۔ دیکھیں اور رکھیں

ہندوستانی رسالہ کا کوئی بھی خاص نمبر خواہ کتنے ہی علمائے اعلیٰ اور دولہ لکھنے والے کے ساتھ شائع ہو ہمارے افسانہ نمبر  
سے بڑی قیمت لے جا سکتا۔ دنیا بھر کے دلچسپ۔ حیرت انگیز اور عجیب و غریب فنانے  
اس میں ملنا کر دیے گئے ہیں۔

بہترین فنانے نویسوں کے بہترین فنانے آپ کو فنانے میں ملیں گے۔

افسانہ نمبر بہترین اور دلچسپ ترین فنانوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔

ہستی و لایہ و دلچسپی اس کے لیے خاص طور پر درست نشا پڑاؤں کے لکھائی گئی ہیں۔

دنیا کے ایوب میں یہ ایک نہایت نظم و انضام کا اضافہ ہے۔

منگائیں۔ پڑھیں۔ دیکھیں اور رکھیں۔

سارے بچے کاغذ نمبر ۱۱۱ کے صفحات دیکھیں۔ یہ افسانہ کل بولوں سے آراستہ۔

بہت سے فنانے صفحات ۱۱۱ کے قریب قیمت سرف دور پلے۔

رہنمائے تعلیم کے سلسلہ خزانوں سے بن کا چند لکھنے والے جو چکا ہے صرف ایک۔ وہ پیرا لکھنا ہے نفع تعلیم  
کے لئے لکھنے والے کی خدمت میں یہ نمبر بہت قیمتی ہے (یہ لکھا جاتا ہے) اور افسانہ نمبر ۱۱۱ کے علاوہ سالہ جی سال ہر رنگ ان کی کتابیں ہمارے  
نوٹ۔ جو اسباب خوبی اور افسانہ نمبر و بولوں کے لئے لکھے گئے ہیں ان سے بچانے والے کے لئے صرف لکھنے والے ہیں اور جو  
دو بول نمبر ۱۱۱ کے ساتھ رسالہ رہنمائے تعلیم کے جی سالہ خزانہ ہر رنگ ان سے علاوہ ۱۱۱ = پینے کی جاکھٹ مٹا لے جائیں گے۔  
کاپی

ماسٹر جگت سنگھ بینچنگ پڑپٹر سالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور ۵۵

افسانہ نمبر کی دس کاپیوں سے خریدنے سے ہدیہ کی جاتی ہے اور اگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی ایک ہی پارسل طلب کیا جائے۔

سرشتہ تعلیم

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا  
اور بہترین خدمت گزار  
رسالہ

تعلیم  
لاہور

مینجنگ پروپرائٹرز  
ماسٹر جگت سنگھ

ششماہی چندہ ۲۰۲۰

سالانہ چندہ

# قواعد و ضوابط

- ۱۔ رہنمائے تعلیم بالعموم ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ سالانہ چندہ پانچ روپے (۵۰) ششماہی تین روپے (۳۰) ہفتہ ماہی ایک روپے (۱۰) نمونہ کار پرچہ ۸ روپے ٹکٹ آنے پر ارسال خدمت ہوگا۔ کوئی صاحب نمونہ مفت طلب کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔
- ۳۔ خریدار اصحاب خط لکھتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ عدم تفصیل کی شکایت معاف۔
- ۴۔ رہنمائے تعلیم میں تمام ایسے علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، تحقیقی مضامین (نثر و نظم) ہوا کرتے ہیں جو شائستہ اور مفید ہوتے ہیں اور معیارِ ادب پر پورے اُترتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی اور پولیٹیکل مضامین ہرگز درج رسالہ نہیں ہوں گے۔
- ۶۔ جو مضامین درج نہ ہوں گے اُن کے واپس کرنے یا نہ کرنے کا ایڈیٹر صاحبان کو پورا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ مدیران مضامین کی ترمیم و تنسیخ کے مختار ہوں گے۔
- ۸۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
- ۹۔ مضامین نشر کے متعلق جملہ خط و کتابت لالہ آگیا رام سچد پو کے اور مضامین نظم کے لئے جناب پنڈت لہو رام صاحب جو شمس پوری کے نام ہونی چاہئے اور دیگر امور و ترسیل زر کے متعلق منیجر کے نام ہونی چاہئے۔
- ۱۰۔ مشہورین اصحاب اشتہارات بھیج کر فائدہ اُٹھائیں۔ اجرت نہایت معمولی جو ذیل میں درج ہے۔

## نرخ نامہ اشتہارات

پیمائش صفحہ	ایک بار	تین بار	چھ بار	سال بھر
پورا صفحہ	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۱۰۰۰
نصف صفحہ	۵۰	۱۰۰	۱۵۰	۵۰۰
چوتھائی صفحہ	۲۵	۵۰	۷۵	۲۵۰

## نرخ نامہ اشتہارات سرورق (مستقل پورے سال کیلئے)

صفحہ ۳۲	ایک سو آٹھ روپیہ سالانہ
صفحہ ۴	ایک سو بیس روپیہ سالانہ
اجرت ہر حال میں پیشگی آنی چاہئے)	
منیجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵	

# اُردو زبان اُنی کی سیکسٹس

حکمتِ تعلیم کے نئے سلیبس کے مطابق  
منظور شدہ سرشتہ ہائے تعلیم و صوبہ سرحد وغیرہ

پرائمری اُردو کورس اور مل اُردو کورس کے یہ سلسلہ علم معلومات تربیت کے مفید و دلچسپ مضامین اور زبان کی سلامت و فصاحت کے پیش نظر مضامینِ لغت تہجیز اور دلچسپ کہانیاں، نظم، اُردو لہجہ اور لٹریچر مضامین اور سلیٹ اور سبقت آموز لٹین نہایت موزوں طریق پر مرتب کی گئی ہیں۔ جو بلا لحاظ مذہب و ملت سب طبقات کے لئے یکساں مفید ہیں۔

وہ باتوں کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ انہیں اوج ترقی پر پہنچانے کے لئے دیہات سدھار۔ زراعت۔ صنعت و حرفت۔ جیسے نہایت اہم موضوعوں پر بھی متعدد مضامین لکھے گئے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ طلبہ کے لئے گراں قدر معلومات کا خزانہ۔ انکی ضروریات زندگی کے عین مطابق اور ہر لحاظ سے جامع و مکمل (اپ ٹو ڈیٹ) ہے۔ جسے دیکھ کر آپ کا کمیر لیتینا اس حقیقت کو تسلیم کر لے گا کہ اس پائے کا کوئی سلسلہ ملک بھر میں موجود نہیں۔ لہذا اس سال پہلی سے چوتھی جماعت میں پرائمری اُردو کورس اور پانچویں سے آٹھویں جماعت میں مل اُردو کورس کا سلسلہ اپنے مدرسے میں ضرور رائج فرمائیے۔

**دبستان اخلاق** کے یہ سلسلہ دلچسپ کہانیوں کی صورت میں تین حصوں میں تیار کیا گیا ہے۔ جس کے مطالعے سے بچے باتوں ہی (زائد) ریڈرز کے طور پر منظور ہوئے ہیں آپ ہم پر پانچویں اور آٹھویں سال کے سلسلے واضح۔ دلچسپ اور پُر از معلومات سلسلہ رائج فرما کر اپنی علم دوستی و بالغ نظری کا ثبوت دیجئے۔

**زمانہ اُردو کورس** آج تک ملک میں لکھنؤ کے لئے کوئی ایسا مکمل سلسلہ موجود نہ تھا۔ جو جمع معنی میں ان کی ضروریات کو زائد اُردو کورس پر رائج کر سکتا۔ اس سلسلے میں طرح طرح کے دلچسپ۔ موزوں اور مفید مضامین نظم و نثر جنہیں پڑھ کر لڑکیاں حقیقتاً تعلیم یافتہ و روشن خیال قرار دی جاسکتی ہیں سلیبس و فصیح زبان اور دلکش طرز بیان کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اور ضروریات زمانہ کے پیش نظر۔ کہانا پکانا۔ سینا پرونا۔ و ننگاری وغیرہ کے علاوہ دیہات سدھار۔ زراعت اور صنعت و حرفت جیسے نہایت اہم موضوع پر بھی متعدد مضامین لکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا تقریباً نصف حصہ نمیدہ اور قابل مستورات کے مضامین اور نظموں سے مرتب کیا گیا ہے۔

مختلف اسباق کے ساتھ ساتھ رنگین رساوہ فولڈ کی تعداد اور سرنگے سرورق نے سلسلے کی خوبیوں میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ کوئی حصہ ایک دفعہ ہاتھ میں لیجئے پھر نظر پڑے ہوئے چھوڑیے تو ہمارا مقصد ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا سلسلوں اور جماعتی دیگر مضامین کی تفصیل کے لئے بڑی فہرست کتب مفت طلب فرما کر حفظ فرمائیے۔

نیا نصاب فیروز سنز پرائمری و میڈیم فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور



[illegible]



آج ہی اپنے شہر کے کسی بڑے کاندار سے یا براہ راست رجسٹرڈ میل پتے سے طلبہ ماکہ ضرور آزمائش کیجئے  
مینجر پیرامونٹ کمپیکل ورکس رجسٹرڈ لاہور (انڈیا)

لاہور ایجنٹس - مسرزی بی رام اینڈ برادرز لاہور - مسرغیاٹ لٹریچر ڈسٹری بیوٹرز - گول بی مال بازار

۲/۲

# کلامِ ابائی

یعنی

شرید بھگوت گیتا کا منظوم اردو ترجمہ

بہی وہ کتاب ہے

جس پر مصنف دینت نظر سوناوی اکورا جاؤں بہارا جاؤں اور سیٹھ ساہوکاروں کی طرف سے

پانچ ہزار روپیہ نقد

انعام ملا۔ اور جس پر پوجیہ پنڈت مالویہ سر سپرو جیسے معزز لیڈروں اور جناب رواں مرحوم منشی پریم چند مولانا  
میش ریشا جیسے فاضل اویہوں اور زمانہ کان پور ادبی دنیا لاہور ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد جیسے معزز رسائل نے  
ریویو لکھے ہیں۔ اور جسے متفقہ طور پر تمام اردو منظوم ترجموں سے ممتاز قرار دیا گیا ہے فوراً خرید لیے۔ ورنہ تیسرے  
ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا + سائز ۲۰ x ۲۴ قیمت ————— صفحات دوسو سے زائد

ان کی ہمت کے مطابق

(۱) ریشیوں سے

صرف ۱۲

(۲) عوام سے

صرف ۸

صرف ۸

۴۳ پائی

۴۳ پائی

۴۳ پائی

۴۳ پائی

۴۳ پائی

۴۳ پائی

بی۔ این۔ بجل۔ بانس کا پھانک۔ بنارس شہر

اپریل ۱۹۳۵ء

سرزنشہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزار

# رہنمائے تعلیم لاہور

علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، زراعتی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجلہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناظرین حضرت قسطنطنیہ جانشین آغا مرحوم

مدیر (اعزازی)

مسٹر لچھی چند دیا رتھی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ او۔ جی۔ اے (لندن)

معاونین (اعزازی)

لالہ آگیا رام سچد پونشی فاضل جناب جوش ملیانی

طالب کاشمیری ایم۔ اے۔ ایم او ایل منشی فاضل ادیب فاضل

ماسٹر جگت سنگھ سینگ پڑ پرائیمر سالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ ۵۵

سالانہ چندہ پانچ روپے سنہ ۱۳۵۴ میں پے (۱۳۵۴) فی پرچہ آٹھ آنے (۸)

# فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	ڈسٹرکٹ بورڈ محلہ کے تحت مدرسین کی خواہشوں میں نہایت غیر معمولی تخفیف	(ایڈیٹر)	۵
۲	سچے ازل ہی سے جیتا ہوا میدان میرا	نادر علی حسن تاج الشعرا فصیح العصر حضرت نورج ناروی	۸
۳	پڑا کیسلسی سرسیر پڑا ایسین کی صداری تھری ولیدیم	مستر محمد پیدوا	۹
۴	رہنما کے قلم کا پیشکش رید کر اس نیر	(ایڈیٹر)	۱۳
۵	رہنما کے قلم کا رید کر اس نیر اور پنجاب رید کر اس سوسائٹی	از جناب بیڈت اندریت صاحب شریا	۱۵
۶	انکار بر سر اش	از جناب خوش ملت سانی	۱۶
۷	انکھضرت ملک معظم اور سلور جلی فنڈ	از محکمہ اطلاعات پنجاب	۱۷
۸	پنجاب کی انڈین رید کر اس سوسائٹی کا سالانہ اجلاس	(ایڈیٹر)	۱۹
۹	رید کر اس انسٹی ٹیوٹ پیڈا	جناب قاضی الکر حسین صاحب بی لے اور حضرت بی بی صاحبہ بی لے	۲۳
۱۰	اقتصادیات	لاکر کشن چندر صاحب ملہن بی لے بی بی	۲۷
۱۱	تحفیات دل (نظم)	لسان الدہر حضرت دل شاہ جہان پوری	۲۷
۱۲	ایک نام اور ضروری سکیم	جناب ابرہی صاحب انوری بدایونی	۲۸
۱۳	خطاب کمالی	جناب خوش ملت سانی مدیر حقہ نظم و شعبہ ادبیات	۳۰
۱۴	بہارِ شمیم	حضرت طالب کا شیمیری	۳۲
۱۵	نوائے سر وکش	حکیم کلین صاحب کرنال	۳۲
۱۶	ریو لو	جناب خوش ملت سانی مدیر شعبہ ادبیات حقہ نظم	۳۵
۱۷	رید کر اس نیر کی نسبت رائیں	مختلف اصحاب گرامی	۳۰
۱۸	چند عجیب رید کر اس خبریں	جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی	۳۳
۱۹	آدم کے قتل	سید عروج صاحب زیدی بدایونی	۳۷
۲۰	شاگردان حضرت نواب فصیح الملک دارج دیوی	حضرت انصاف نبی	۳۵
۲۱	سیر سرحد	لاکر کشن چندر صاحب ملہن بی لے بی بی	۳۶
۲۲	آہو منتر (ہرن منارہ)	پیر غلام دستگیر صاحب نامی	۵۰
۲۳	ایک فروگزاشت	جناب خوش ملت سانی	۵۱
۲۴	جذبات خاص	حضرت قاضی ہر پانی بی لے	۵۱
۲۵	مختصر سوانح حیات حضرت قبلہ صاحب الہ آبادی	جناب محمد سید علی صاحب سعید الہ آبادی	۵۲
۲۶	بہارِ دیبا (نظم)	حضرت فوقی سید واری صاحب بدایونی	۵۶
۲۷	قابل توجہ لالہ رام چند صاحب پاولہ	مستر محمد پیدوا	۵۷
۲۸	میل سکول نوشہرہ و کان کا روزانہ پروگرام	بیدی زرخیز سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر	۵۹
۲۹	شاعر مودود	جناب ابرہی صاحب انوری	۶۳
۳۰	حفظانِ صحت (سہ سلسلہ سابق)	مشتی کشید احمد صاحب احمد نگر دکن	۹۵
۳۱	خدا کا بیت	حضرت نعمت صاحب بدایونی	۷۱
۳۲	نعرہ مستانہ	سید دل محمد صاحب فقہ جالندھری	۷۲
۳۳	بنگ نمبر	لالہ رتن چند صاحب فین ایم اے بی کام	۷۳
۳۴	خالاتِ خطابی	حضرت عظمیٰ صاحب شاگرد حضرت گرامی مرحوم	۷۷
۳۵	آج کل کی شاعری	مولوی محمد فضل الرحمن صاحب صابری	۷۷
۳۶	تیا کو فوجی	لالہ زائن واس صاحب اننگ	۸۳
۳۷	بہشت جمیلوں	لالہ اودھو رام صاحب مشتی فاضل	۸۳
۳۸	سویل مال	بابو امانت علی صاحب سیری واسنوه ایم اے	۸۹
۳۹	خالاتِ شاگرد	جناب شاگرد صاحب بریلوی	۹۷
۴۰	زبانی جمع خرچ	مولوی عبدالحمد صاحب سکری بی اے	۹۸
۴۱	دعوتِ افغت (نظم)	میاں غلام محمد صاحب رنگین	۱۰۴
۴۲	ہیملٹ (افسانہ)	حضرت صادق بخیری صاحب دہوی	۱۰۵
۴۳	دیہات سدھار	لالہ رام چند صاحب بی لے بی ایس، خوش رکشا اسکیرٹس کزنال	۱۲۰
۴۴	افغانی حضرت ملک معظم و ملک غنمہ کلا سلور جلی فنڈ	پڑا کیسلسی سرسیر پڑا ایسین تیار و گورنر پنجاب	۱۲۳
۴۵	پنجاب پریورسٹی	جناب کمالی سرسیر پڑا ایسین بہادر گورنر پنجاب	۱۲۴
۴۶	مختلف نوٹ و رائیں	انتخاب	۱۲۴
۴۷	ریو لو	مستر محمد پیدوا	۱۲۸
۴۸	ریو لو	مستر محمد پیدوا	۱۵۷

# ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کے ماتحت مدرسین کی تنخواہوں میں نہایت غیر معمولی تخفیف

ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کی من مانی کالوائی کی تفصیلات میں جانے سے پہلے ہم تمام ملازمین سرکار تک یہ خوشخبری پہنچانا چاہتے ہیں کہ یکم اپریل ۱۹۳۵ء سے گورنمنٹ آف انڈیا کے اعلان کے بموجب ان کی تنخواہوں سے پانچ فی صدی کٹوتی (موجودہ شرح تخفیف) نہیں ہوگی اور وہ اپنی سالم تنخواہ کے حق دار ہونگے۔

ڈسٹرکٹ ایڈیوٹیشنل بورڈ جو بطور پریولکل سیلف گورنمنٹ کے نام سے نامی ہیں اور نیم سرکاری محکمہ کہلاتے ہیں عموماً تنخواہوں اور رخصتوں وغیرہ کی ذیل میں سرکاری احکام کی تقلید لازمی طور پر کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے ہمارا خیال تھا، کہ ان کے ماتحت ملازمین بھی اب تخفیف کی ضرب سے محفوظ و مصئون ہو جائیں گے اور یہ خیال ہر طرح سے حق بجانب تھا۔ مگر ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر نے حال ہی میں جو قرار داد پاس کی ہے، نہ صرف حیرت بخش ہے بلکہ نہایت مایوسی بخش ہے۔ یعنی اس نے نئے سال (اپریل ۱۹۳۵ء) سے سترہ فی صدی تخفیف کی تجویز پاس کر دی ہے اور جو بیس ہزار کا خسارہ اپنے محکمہ تعلیم کے ذمے ڈال کر اُسے صرف مدرسین سے وصول کرنا تجویز کیا ہے، جو جناب ڈویژنل انسپکٹر صاحب بہادر کے زیر اثر ہیں اسی طرح تمام ورنیکلر مدرسین (ایس وی و دیگر ورنیکلر مدرسین) جو صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے ماتحت ہیں، بدستور پانچ فی صدی تخفیف ہی ادا کریں گے۔ مگر باقی مدرسین جنھیں اس تصویر میں کہ وہ سیکنڈری مدارس میں کام کرتے ہیں اور براہ راست صاحب ڈویژنل انسپکٹر بہادر کے زیر اثر ہیں سترہ فی صدی تخفیف کا شکار ہونگے علاوہ بریں ایک عجیب ترین تجویز یہ بھی ہے کہ

- ۱۔ ۲۴ سینیئر انگلش ماسٹروں میں سے صرف آٹھ استاد ۱۱۰۔ ۶۔ ۱۲۰ کے گریڈ کی بجائے ۱۱۰۔ ۱۳۵ کے گریڈ میں تبدیل کئے جائیں اور باقی سب بیک جنبش قلم ۸۰۔ ۱۰۰ کے گریڈ میں واپس جائیں۔ حالانکہ ان میں بھی کئی ۱۱۰۔ ۶۔ ۱۲۰ کے انتہائی گریڈ میں کئی سال سے کام کر رہے ہیں اور بیس ۱۱۰۔ ۵۔ ۱۳۵ کے گریڈ میں انتہائی تنخواہ حاصل کر رہے ہیں۔ گریڈوں میں تنزل، اے فی صدی تخفیف کو ساتھ لئے ہوگا۔ گویا حساب لگانے پر ان آٹھ آدمیوں کو تقریباً اٹھائیس روپیہ ماہوار کا خسارہ ہوگا اور باقی بچارے تو تنخواہ کے نصف کے حقدار ٹھہریں گے بلکہ بعض نصف سے بھی کم تنخواہ پر آجائیں گے۔
- ۲۔ جنیئر انگلش ماسٹروں کی صورت میں ان کا انتہائی گریڈ ۵۰، روپے ماہوار سے ۷۰ روپے ماہوار کر دیا جائیگا اور سترہ فی صدی کٹوتی ان کے شامل حال رہیگی۔

کلاسیکل ٹیچرز بھی جو کچاس ساٹھ کے گریڈ میں ہیں اپنے ساٹھ کے انتہائی گریڈ سے اُس کرہ ۵ روپے کے انتہائی گریڈ پر آجائیں گے اور

اول الذکر ہر دو مدرسین کی طرح سترہ فی صدی تخفیف سے بہرہ اندوز ہونگے۔

موجودہ اقتصادی کساد باندی میں ان برائے نام تنخواہوں کے مدرسین پر تخفیف کی ایسی کاری ضرب ظاہر ہے کہ کیسا برا اثر ملے ہوگی اور ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کی یہ کاروائی ہرگز بیکار نہیں کہلا سکیگی۔ حالانکہ ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کے پاس کافی ریزرو فنڈ ہے۔ اگر اس قسم کی صورتِ حالات میں اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ تو آخر وہ کن مواقع کے لئے جمع کیا جاتا ہے کیوں نہ یہ خسارہ اس ریزرو فنڈ سے وصول کر لیا جائے۔ رہنمائے تعلیم جہاں صاحب ڈوئیزل انسپکٹر مدارس ڈوئیزل جالندھر کی توجہ ان کے زیر اثر مدرسین کی حالت زار پر دلا کر آرزو مند ہے کہ صاحب مدد ورح ان کی بجائے کالٹ کو اپنے پُر زور ہتھوں میں لے کر ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کو اس من مانی کارروائی سے باز رکھیں۔ وہاں سرسٹہ تعلیم کے مالک آئینل ڈیپارٹمنٹ صاحب بہادر سے اور لوکل سیلف گورنمنٹ کے مالک آئینل ڈسٹرکٹ سرگودھا چند صاحب نارنگ ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹریٹ نامہ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ سے خاص طور پر استدعی ہے کہ ہر دو بزرگوار مدرسین کے کس میسر فرقہ کی جائز سرپرستی فرما کر انہیں تخفیف کی اس ناقابلِ برداشت سختی سے بچا کر ان کی دلی دعائیں حاصل کریں اور ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کی اس نہایت غیر منصفانہ اور سراسر بیکطرفہ تجاویز کو قطعاً منظور فرما کر متعلقین کی حوصلہ افزائی کا موجب ہوں۔ کیونکہ سرکاری سرکار کی موجودگی میں کہ لوکل باڈیاں گورنمنٹ کی شرح تخفیف سے زیادہ تخفیف نہیں کر سکتیں۔ جب سرکاری ملازمین تخفیف سے محفوظ قرار دے چکے ہیں، تو ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کو اپنے ماتحت مدرسین کا اس طرح بیدردی سے چلنے سے باز رکھنا انصاف کی حمایت ہوگی اور ایک مظلوم فرقہ کی خالص سرپرستی۔

ان حالات میں ہم ڈسٹرکٹ بورڈ جالندھر کے مدرسین سے بھی یہ آرزو کرینگے کہ وہ راضی برضا ہونے کی بجائے اپنی جائز اور منفقہ شکایات ایک منظم صورت میں افسرانِ بالائے گہنچا کر اپنی دادرسی کے خواہاں ہوں اور جب تک فائر ملزم نہ ہوں اس سلسلہ کو جاری رکھیں۔ ان کے ڈسٹرکٹ بورڈ کی یہ قرارداد ان کے استقلال، برتدبر کا امتحان ہے اور ہم دل سے چاہتے ہیں کہ وہ اس امتحان میں اعلیٰ طور سے کامیاب ہوں۔ رہنمائے تعلیم جو فرقہ مدرسین کا خادم اور ہر حالت میں ان کے کار کا حامی مؤید ہے ان کی امداد کے لئے حاضر ہے۔

### نوٹ

جیسا کہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ آف انڈیا کی ہدایات تمام لوکل گورنمنٹوں کو صادر ہو چکی ہیں۔ کہ یکم اپریل ۱۹۳۵ء سے ملازمانِ سرکاری کی تنخواہ کسی قسم کی کوئی کٹوتی تخفیف کی ذیل میں روانہ نہ کی جائے اور مزید برآں کسی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ضلع جالندھر کے بورڈ کی کارروائی کی طرح کوئی کارروائی کئے جانے کی ضرورت مول نہیں ہوئی۔ صرف ضلع جالندھر میں سترہ فی صدی تخفیف کے ساتھ گریڈوں کی مقدار میں محتد بہ کمی کی قرارداد پاس ہوئی ہے۔ رہنمائے تعلیم نے اپنا منصب جانا کہ وہ اس من مانی کارروائی پر حکام بالا دست کی توجہ مبذول کرائے۔ اسے حیرت ہے۔

کہ ضلع کے حاکم اعلیٰ جناب رائے بہادر لالہ ارجن داس صاحب ایم اے ڈسٹرکٹ بورڈ کے بھی چیرمین ہوں، جو اعلیٰ پایہ کے ایجوکیشنسٹ ہونے کے علاوہ تعلیم اور تعلیم کے پاک کار سے ہمیشہ ہمدردی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور ان کے ماتحت یہ خلافت قیاس ترقی معکوس کیونکر منظور کی گئی؟ اگر گورنمنٹ سکولوں کے مروجہ گریڈوں (سبارڈی نیٹ ایجوکیشنل سروس) سے گریڈوں کو مساوات کا درجہ دینا مقصود تھا، تو ہیڈ ماسٹر اصحاب کے گریڈ ۱۵-۱۰-۲۰۰ سے ۱۲۰-۱۰-۱۰۰ ۱۹۰ کئے جانے کی بجائے ۲۰۰-۱۰-۲۵۰ کئے جاتے اور ۱۱۰-۶-۲۰۰ گریڈ والے اصحاب کو ۱۲۰-۱۰-۱۰۰ کا گریڈ دے کر باقی ۱۰-۵-۱۲۵ یا ۱۱۰-۵-۱۳۵ لینے والوں کو ۱۱۰-۵-۱۳۵ کا گریڈ دیا جاتا کہ تمام منتقلین کو ان کے گریڈ سے نچلا کر گریڈ سے کہ جو صلہ افزائی کا جواب دل شکنی سے دیا جاتا۔ اسی طرح کلاسیکل ٹیچرز کو ۵-۳-۸۰۴۷۰-۲۰۰ یا اس سے بھی اعلیٰ گریڈ ان کی قابلیت اور خدمت گذاری کی طوالت کے مطابق دیا جاتا۔ تو جہاں گریڈوں میں مساوات ہو جاتی وہاں ہی بقدر رسید کا مقولہ بھی ثابت ہو جاتا۔

(ایڈیٹر)

# قابل توجہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس

## اضلاع لائل پور، حصار اور شیخوپورہ

چونکہ آپ کے مدارس ڈل کے ذمہ رسالہ ہذا کے سالانہ چندے وغیرہ کی رقوم کافی باقی ہیں۔ اس لئے میں نے شروع سال ۱۹۳۵ء سے ان کے نام رسالہ بھیجنا بند کر دیا ہے۔ رسالہ مارچ ۳۵ء کے صفحہ ۸، ۹ اور ۱۰ پر ان مدارس کی تفصیل مع ادائیگی رقوم شائع کر دی گئی تھی تاکہ وہ لوگ جلد ہی اپنے بقایا چندے دفتر رسالہ ہذا میں بھیج دیں۔ مگر اب تک کسی صاحب نے بھی توجہ نہیں کی۔ آپ صاحبان کی خدمت میں بھی کئی بار عرض کی جا چکی ہے۔ مگر غریب خادم کی کون سنتا ہے۔

اول تو آج کل سرکاری طور پر بچارے غریب رہنمائے تعلیم کی خریداری ہی بند ہے۔ جب کہ بعض دوسرے پرچے کافی تعداد میں خریدے جا رہے ہیں۔ مگر جو پرچے آپ صاحبان کے جو صلے پر جاری رکھے گئے تھے، ان کے بقایا چندے تو بھجوا دئے جائیں۔ بار بار لکھنے سے بھی شرم آتی ہے۔ کیا آپ صاحبان مجھ غریب کی سالہ خدمات تعلیمی کو مد نظر رکھ کر میرے بقایا چندے بھجوانے کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ مفصل تفصیل ملاحظہ ہو رسالہ مارچ ۱۹۳۵ء

آپ کا خادم جگر سنگھ

صفحہ ۷ تا ۹۔



# ہے ازل ہی سے یہ جیتا ہوا میدانِ میرا

(ناخدا عسکری تاج الشعرا فصیح العصر حضرت فیض ناری)

ہے یہ مطلب کہ رہے مور و احساں میرا      درد دے کر مجھے کرتے ہیں وہ درماں میرا  
ساتھ رکھنے میں کسی قسم کا اب عذر نہیں      وہ سمجھتے ہیں مجھے یہ ہے نگہاں میرا  
امتحانِ گاہِ محبت میں نہ ٹھہرا کوئی      ہے ازل ہی سے یہ جیتا ہوا میدانِ میرا  
تھا تمہارا یہ رہا پاس تمہارے جب تنک      آگیا اب مرے دل میں تو ہے پرکاش میرا  
اس سے بڑھ جاتی ہے کچھ اور پریشاں حالی      آپ پوچھنا نہ کریں حالِ پریشاں میرا  
میں کروں بادہ کشی ترک کوئی بات بھی ہے      ٹوٹ سکتا نہیں پیمانے سے پیمانِ میرا  
اب سوا جوشِ جنوں ہو تو اڑاؤں کس کو      خاک بھی جس میں نہیں وہ ہے بیاباں میرا  
ہو رہا نی تو رہا نی کو گوارا نہ کروں      جاننا ہوں کہ میرے دم سے ہے زنداں میرا  
آگیا پنچہ وحشت میں خدا خیر کرے      اب گریباں نہیں میرا یہ گریباں میرا  
اب نہ وہ دل نہ جگر اب نہ وہ راحت نہ خوشی      آپ نے ٹوٹ لیا لٹ گیا سماں میرا  
کیوں نہ میں دل سے غمِ عشق کی توقیر کروں      ہے یہ اک خاص بلایا ہوا حماں میرا  
پھول کھلتے ہیں تو ہوتا ہے مجھے اور جنوں      صبح ہوتی ہے تو ہنستا ہے گریباں میرا

تم ابھی فوج کے رونے سے خبردار نہیں

جو زمانے کو ڈبودے وہ ہے طوفاں میرا

# ہزارہ کیلنس سسرہربرایمرن کی صدارتی تقریر پڑھو

جو

حضور والا نے، فروری ۱۹۳۵ء ریڈ کراس سوسائٹی اور سینٹ جان ایبولینس ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرماتے ہوئے فرمائی ہے۔

ملک مسرفیوز خاں صاحب نوٹ۔ خواتین اور معززین!

پچھلے سال سالانہ اجلاس کی صدارتی تقریر میں میں نے زندگی کے معیار کے استحکام کی چند تجارک کا اشارہ تا ذکر کیا تھا یعنی فرسٹ ایڈ کی تربیت، ہوم نرسنگ، ہائی جین اور حفظانِ صحت، ریڈ کراس سوسائٹی کی بے شمار سرگرمیاں۔ ہوائے سکاؤ گرل گائیڈ تحریک، جسمانی تربیت میں مزید توجہ اور سرگرمی، کھیلوں میں حوصلہ افزائی اور دیہات سدھار کے مختلف شعبوں پر روشنی ڈالی تھی۔ جس کے ضمن میں میں نے پیشین گوئی کی تھی کہ آنے والے چند سال اس نئی سپرٹ میں صوبہ کی بہتری میں نمایاں ترقی دیکھیں گے اور ریڈ کراس سوسائٹی اور سینٹ جان ایبولینس کو بیش از بیش خلقِ خدا کی خدمت گزاری کا فخر حاصل ہوگا اور میں خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ وہ پیشین گوئی اُس عرصہ سے بھی جس کا ہم میں سے کئی مبصرین اندازہ لگا رہے ہوں گے، جلد ظہور میں آنے والی ہے۔ کیونکہ حضور شہنشاہِ معظم قیصرِ ہند کی سلور جوبلی منانے کا فنڈ ان ہردوانجمنوں کے لئے فیض بخشش اور استقامت بخش نتائج لے ہوگا۔ میں اس خوش آئند تقریب کے ایک یا دو پہلوؤں کا اس تقریر میں ذکر کرونگا۔ پہلی بات ہم سب کا اعلیٰ العموم اور ان ہردوانجمنوں سے وابستگان کا اعلیٰ الخصوص فرض ہے کہ وہ اس فنڈ کو نمایاں کامیابی تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ کوشش کا فروگزاشت نہ کریں۔ لوکل گورنمنٹ نے اس کام کی ابتدا کر دی ہے یعنی ہر ضلع میں فنڈ جمع کرنے کے لئے یا تو لوکل کمیٹیاں بن چکی ہیں یا بہت جلد بن جائیں گی۔ کیونکہ وہ کمیٹیاں جہاں سلور جوبلی کی متعلقہ تقاریب کو عمل میں لانے کے لئے روپیہ جمع کریں گی وہاں ان ہردوانجمنوں (ریڈ کراس سوسائٹی و سینٹ جان ایبولینس) کے متعلق کئی مفید اور منفعت بخش وسائل بھی ہم پہنچائیں گی، جن سے وابستگی کا اظہار آج کے اجلاس میں ہم کر رہے ہیں مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ یہ ہردوانجمنیں ان لوکل کمیٹیوں سے پورے تعاون کا اظہار کریں یعنی ہر ممکن طریق سے ان کی امداد کریں اور جنرل سکیم کی کامیابی کے لئے وہ پوری جدوجہد سے کام لیں۔ جہاں تک گورنمنٹ کی دسترس ہے، میں آرزو مند ہوں گا کہ ان کمیٹیوں میں ان دونوں انجمنوں کو پوری غایندگی حاصل ہو۔ اس کے علاوہ سنٹرل باڈیز اور برانچیں بھی وہ کریں جو اس بارے میں کر سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر میں معلوم کر رہا ہوں کہ اس کام کی وسعت اور اہمیت سے جواب تک

ظہور پذیر ہو چکا ہے، پبلک پورے طور پر باخبر نہیں ہے۔ اس نقص کو رفع کرنے کے لئے انتظامات کئے جاسکتے ہیں اور مرکزی جوبلی کمیٹی کے ماتحت ایک سب کمیٹی اس معاملے کو لئے ہوگی۔ جس کا کام تقریباً پبلٹی (اشاعت) ہی ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ سٹریشنیراج چند خاں صاحب جو ہر دو انجمنوں کے آرگنائزنگ سکریٹری ہیں اس سب کمیٹی کے ممبر ہیں اور بلاشبہ اس امر کے لئے پوری سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں، اغلباً چند ایسی تجاویز جن کا میں ابھی ذکر کرنے والا ہوں عمل میں آچکی ہیں۔ پہلی ضروری تجویز یہ ہے کہ آپ کی مرکزی کمیٹی اور آپ کی برائیں پبلٹی اور پروپگنڈا میں براہ راست حصہ لیں۔ کیونکہ یہ موقع ہمیں غالباً پھر مل سکیگا۔

ہمارے تمام ذرائع اس امر کے لئے وقف ہوں کہ اس موقع سے پورا اور انتہائی فائدہ حاصل کر سکیں۔ کیا یہ دانشمندانہ فعل نہ ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ اشاعت کے لئے ہر ضلع کے واسطے خاص رقم مقرر کی جائے۔ اشاعت کی ذیل میں مفصلہ ذیل امر ملحوظ رہیں۔

۱۔ وہ نتائج جو اس وقت تک حاصل ہو چکے ہیں۔

۲۔ وہ کام جو اب ہو رہا ہے۔

۳۔ اور سب سے ضروری وہ مواقع جو اس کام کی توسیع کے لئے حاصل ہیں۔

پروپگنڈا، اشتہارات، پمفلٹ اور اخبارات کے مضامین سے کیا جانا چاہئے۔ پھر کیا ہر ایک برانچ اور سب برانچ اپنے کارکنان کو لوکل کمیٹیوں کے تعاون کے لئے تیار نہ کرے۔ جو فراہمی چندہ میں عملی امداد کا موجب ہوں۔ فنڈ کے اغراض کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان انجمنوں کے ممبران کا نہایت سرگرم کارکنان ہونا لازم ہے اور مجھے کلی اعتماد ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ایسا سرگرم ثابت کر سکیں گے۔

سالانہ رپورٹیں اور ملک سر فیروز خاں صاحب لون کا تبصرہ جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں اس امر کا پورا ثبوت ہیں کہ کام نہایت عمدگی سے انجام پذیر ہو رہا ہے اور ان میں ترقی کی گنجائش کے امکانات پائے جاتے ہیں ریڈ کر اس سوسائٹی کے اعداد و شمار کے مطابق ۵۵ ہیلتھ سنٹرز اور ۱۷ سب سنٹرز موجود ہیں۔ جن میں سے کم از کم ۵۲ سالانہ رپورٹ میں کھلے ہیں۔ گیارہ سو سے زیادہ دایاں تربیت حاصل کر چکی ہیں اور کم از کم اتنی ہی تعداد تربیت حاصل کر رہی ہے۔ ترقی کا یہ کام ہمارے صوبہ میں جاری ہے اور اگر ترقی کی رفتار اس شرح پر قائم رہی، تو تھوڑے سالوں میں بہت کم گاؤں ایسے دکھائی دینگے۔ جہاں تربیت یافتہ دانی نہ ہوگی۔ مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ پبلک کی طرف سے جو اس کام کی اہمیت اور منفعت محسوس کر رہی ہے۔ اس کی بے حد مانگ ہے۔ ظاہر طور پر چونڈی ریڈ کر اس سوسائٹی کی تحریک جاگزیں ہو چکی ہے۔ صرف پچھلے سال میں ہی چالیس ہزار سے زائد اس کے ممبر بنے ہیں۔ گرل سکولوں میں بھی مجسمہ مسرولسن صاحبہ کی قربانی اور سرگرمی سے بہت بہتری ہوئی ہے اور بچوں کی صحت

جسمانی کی بجالی میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ یہ ترقی دیہات میں بھی جاری ہے۔ راولپنڈی میں مسٹر کنگ صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ پبلک خلق خدا کی انیت اور خدمت گذاری کے کاموں میں امداد دینے کو تیار ہے اور مسٹر مدوہر کی اپیل دربارہ قیام سینی ٹوریم امراض دق کے جواب میں تسلی بخش امداد حاصل ہو رہی ہے۔ اسی طرح سینٹ جان ایلمونس ایسوسی ایشن لاہور نے بھی نہایت عمدہ نتائج ظاہر کئے ہیں مسٹر اور مسٹر لطیفی صاحبہ کی نگرانی میں لاہور برانچ نے عمدہ کام کیا ہے۔ منظمی میں ایک نرسنگ ڈوٹرن۔ نین بچوں کے لئے بہترین نشوونما کے مرکز اور ایک سودائیاں زیر تربیت ہیں ضلع کانگرہ کے آٹھ مختلف مقامات پرفرسٹ ایڈ جماعتیں قائم کی گئی ہیں ضلع کوٹگاہوہ میں دس سسٹرز اور اس قسم کا مفید کام دیگر اضلاع میں بھی ہوا ہے۔ مگر پبلک بہت حالات میں ان نتائج سے بے خبر ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جس قدر جلد ہو سکے اس حالت کا قلع قمع کیا جائے۔

یہ سالانہ رپورٹیں جو بہت حد تک سالانہ کامیابیوں کی منظر ہیں اس امر پر روشنی نہیں ڈال سکتیں کہ اگر زیادہ دقت حاصل ہو تو کون سے نتائج برآمد ہو سکیں گے؟ میرا خیال ہے کہ پبلک کو اس قسم کی اطلاعات سے باخبر کرنا بہت زیادہ ضروری ہے اور ان کا ہم پہنچانا بہت سہل الحصول ہے کیونکہ چند ہفتے کی بات ہے۔ جب میں گجرات گیا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ کئی سب منٹرز یا تو بند ہو جائیں گے یا اپنی سرگرمیوں کو محدود کر دینگے کیونکہ ان کے چلانے کو کافی روپیہ نہ تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام جماعتوں میں حقیقی بیداری پیدا ہو چکی ہے اور دیہات میں مزید سسٹرز قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور اب پبلک حصول صحت میں بہتر وسائل مہیا ہونے پر کئی قسم کے برخلاف مظاہرہ کی روادار نہیں ہے۔ اس بارے میں یہ مقول وجہ ہے کہ جو لوگ فنڈ میں چندہ دیتے ہیں ان کو اچھی طرح اطمینان دلایا جائے کہ ان کے روپیہ کا مفید اُنہی کے بھلے کے لئے ہوگا۔ مجھے اس امر میں دو وجوہات سے ذاتی ذمہ داری محسوس ہو رہی ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ روپیہ بیکاری حکام کی معرفت جمع ہوگا اور دوسرے میں ان دونوں انجمنوں کا پریزیڈنٹ ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ذمہ داری کا یہ احساس بحسنہ ملک سرفیروز خاں صاحب لون کو بھی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں نیجنگ کمیٹیوں کے چیرمین ہیں اور ان کمیٹیوں سے وابستہ محاکم کے ذمہ داری اور وہ اس اطمینان کے دلانے میں ذاتی طور پر شامل ہیں جو میں اب دلار ہا ہوں کہ روپیہ محاکمات مفید کاموں پر صرف کیا جائیگا۔ اور جو نہی یہ معلوم ہو جائیگا کہ کتنا روپیہ ہاتھ میں ہے ایگزیکٹو کمیٹیاں نہایت مقبول کہیں تیار کر رہی ہیں، جو صوبہ کی نہایت عمدہ بہتری لئے ہونگی۔ میں اس موقع پر ایک اور راز ظاہر کر ونگا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مکرئی صاحب صوبائی فنڈ تمام اضلاع سے کئی بار دریافت کر چکے ہیں کہ آیا اس روپے کا کچھ حصہ جوان کے ہاں جمع ہو چکا ہے۔ اس ضلع میں کام کرنے کے لئے ملے گیگا؟ گو میں اس امر پر قبل از وقت کافی روشنی نہیں ڈال سکتا کہ اس روپیہ کی تقسیم کس طرح ہو سکیگی، مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس روپیہ سے جو حصہ پنجاب کو ملیگا۔ وہ صوبائی مختلف انجمنوں کے ماتحت ہوگا اور ریڈ کراس سوسائٹی کی صوبائی برانچ مختار ہوگی کہ اس حاصل شدہ روپے کو کس طرح استعمال میں لائے۔

مجھے یقین ہے کہ روپیہ کی تقسیم میں اس امر کو ملحوظ رکھا جائیگا کہ جس ضلع نے زیادہ روپیہ دیا ہے۔ وہ اس سے زیادہ مستفید ہو۔ یعنی اس ضلع کی بہتری پر زیادہ روپیہ صرف ہوگا۔ مختصراً میں بلاتامل سبک کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ سینٹ جان ایجوکیشن اور ریڈ کراس سوسائٹی کے کارکنان جو عمدہ کام اب تک ہو چکا ہے۔ اس کی ایذا دی اور وسعت میں عملی تدابیر پر فوری کاربند ہونگے۔

اب مجھے سال گذشتہ میں جن اصحاب نے بہترین نتائج حاصل کرنے میں امداد دی ہے کا شکریہ ادا کرنا اور انہیں مبارکباد عرض کرنا ہے۔ انہیں ہزار روپیہ کی لائٹ سے ہریڈ کو اٹریز سوسائٹی نے ریڈ کراس ڈیپو بلڈنگ کے حصول میں جو سرگرمی دکھائی ہے۔ اس کا اظہار ضروری ہے۔ یہ ڈیپو آئندہ صوبہ میں انتظامی مرکز ہوگا۔ جن ممبروں کے کام پر فرداً فرداً چیرمین صاحب نے اظہار پسندیدگی کیا ہے۔ میں اسے نظر استھان پسند کرتا ہوں۔ چودھری بشیر احمد خاں صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری اور ان کے عملہ نے جو بہترین نتائج حاصل کئے ہیں ان پر بھی صاد کرتا ہوں اور اس دلچسپی کے لئے جو ملک سرفیروز خاں صاحب لون نے دونوں نمبروں کی بہتری میں ظاہر کی ہے اور اپنا قیمتی وقت دیا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(مترجمہ سچدیاوا)

## ریڈ کراس نمبر

جنوری ۱۹۳۵ء میں سپر کومل ہو چکا تھا، مگر چونکہ میلبورن ایسوسی ایشن سے اس نمبر کا اضافہ چندہ رسالہ مارچ ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۲ پر کے اعلان کے ذریعہ طلب کیا گیا تھا۔ اس لئے ڈاک کی روانگی میں تاخیر سے کام لیا گیا تھا۔ بعض حضرات نے مارچ کا پرچہ وصول کرنے کے بعد ہمیں لکھنا شروع کر دیا کہ یہ کیا بات ٹھہری کہ مارچ نمبر تو نومبر کو آتا ہے، مگر جنوری ضروری کے پرچے یا ریڈ کراس نمبر اب تک نہیں وصول ہوئے۔ حالانکہ مارچ نمبر کے صفحہ پر خاص بلڈر فاشی کے اندر اعلان درج ہے کہ ایک ایک روپیہ بھیج کر ریڈ کراس نمبر طلب کر لیا جائے۔ اب ان حالات میں آپ ہی انصاف سے کہیں کہ ہمارا کیا تصور ہے جو ہمارے کرمیٹاؤں کے پاس ریڈ کراس نمبر تک نہیں پہنچا۔ جن اصحاب کے نام اپریل نمبر وی بی ہونا تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں بھی ریڈ کراس نمبر کو بذریعہ وی بی بھیجا۔ رسالہ چندہ وصول کر لیا ہے۔ یہ ان ممبر اصحاب کا دل سے ممنون ہوں جنہوں نے میعاد ختم ہونے سے قبل سالانہ پینڈے کے وی بی وصول کر لئے ہیں۔ خدا ان کا بھلائے۔ چونکہ ان کے دل میں یہی خدمات کا احساس ہے۔ اس لئے میں ان کی اس نوازش کا دل سے شکر گزار بھی ہوں جن اصحاب نے ابھی تک ریڈ کراس نمبر کے وی بی وصول نہیں کئے۔ ان کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ وہ ضرور وصول کر کے میری خوشامدانی کریں۔ ورنہ بصورت دیگر وہ میری زیریاری کا موجب ہونگے۔ اور اس طرح میری پہلی سکت بھی جاتی رہے گی۔ اس امر سے آپ کو اطمینان ہو چکا ہوگا کہ میں آپ کا رویہ اپارٹ نہیں دیتا۔ بلکہ کچھ سے ڈال کر آپ کی خدمت میں وہ ٹھوس چہرہ بھیجتا ہوں کہ جسے دیکھ کر ایک دنیاؤں تک رہ جاتی ہے۔ جو ملی غلبہ کے بعد فساد نمبر اور اب کے سال ریڈ کراس نمبر سے سکودراسا سے رکھے اور ملاحظہ کیجئے کہ میں نے ان ٹھوس کتابوں کے مرتب کرنے میں کس قدر روحانی کاوش اور مالی زیریاری سے کام لیا ہے اور آپ کی ضیافت طبع کے لئے کس قدر عمدہ و دلچسپ اور کامیاب آئینہ پیش کئے ہیں۔ اب جن اصحاب نے چندہ اپریل تک ختم نہیں کیا وہ ابھی تک ختم ہونگے۔ وہ ہر ماہی کے اضافہ کا رویہ فوراً بھیجیں تاکہ ان کا ریڈ کراس نمبر ان کی خدمت میں پہنچا جاسکے۔

خادم احسان جگت سنگھ

# رہنمائے تعلیم کا پیشل ریڈ کر اسن

(جنوری و فروری ۱۹۳۵ء)

## عالیجناب

ہزاریکسلنسی فوگبے زربہادر پنجاب پریزیڈنٹ سینٹ جان ایجوکیشنل ایوشن  
وانڈین ریڈ کر اسن سوسائٹی پنجاب پراونشل برانچ

اور

عالی حضور آنریبل ملک سرفیروز خاں صاحب نوٹن نائٹ ایم اے بیرسٹریٹ لاء  
وزیر تعلیم پنجاب وائس پریزیڈنٹ و چیئرمین انتظامیہ کمیٹی انجمن ہائے بالا

## کے حضور میں

ناظرین کرام یہ سن کر بے حد خوش ہو گئے کہ ان کے اپنے رہنمائے تعلیم کے خاص ”ریڈ کر اسن نمبر“ کو ملاحظہ فرما کر عالیجناب  
آنریبل وزیر تعلیم صاحب ہمارے پنجاب چیئرمین انتظامیہ کمیٹی انڈین ریڈ کر اسن سوسائٹی پنجاب پراونشل برانچ نے مفصلہ ذیل گرامی  
نامہ ترسیل فرما کر اس کی ناچیز خدمات کو دلی مسرت سے پسند فرمایا ہے۔

نمبر ۲۲۳

۱۔ چیئرنگ کر اسن لاہور

بخدمت پراپرٹریٹ صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء

جناب من! آپ کے تیار کردہ ”سپیشل ریڈ کر اسن نمبر“ کا ملاحظہ کیا۔ آپ کی تکلیف فرمائی کا شکریہ اور  
اس نمبر کی تیاری پر اخراجات کثیر کے صرف کا مزید شکریہ۔ یہ نمبر نہایت مفید اور کام کی شے ہے اور ریڈ کر اسن تحریک  
کے متعلق ہمیشہ کارآمد اطلاعات کا مخزن ہے۔ آپ کی اس شعبہ میں محنت و تکلیف کو میں بظاہر استحسان پسند کرتا ہوں  
اور متوقع ہوں کہ آئندہ بھی آپ خدمتِ خلق کی بجا آوری میں بدستور سابق اسی سرگرمی اور انہماک کو کام فرماتے رہیں گے  
جیسا کہ آپ نے اس موقع پر ظاہر فرمایا ہے۔

آپ کا وفادار  
Tiroz Khan Noon

(دستخط)

چیئرمین

۲۔ چیئرنگ کراس لاہور

مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء

مذبحہ

منجانب آرگنائزنگ سکریٹری صاحب انڈین ریڈ کراس سوسائٹی

جناب من ہر ایکسلنسی پریزیڈنٹ صاحب بطیب خاطر ان قیمتی خدمات کی بجا آوری کے صلے میں جو آپ سے ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب پرافیشنل برانچ کے کاز کی تحریک میں نمودار پذیر ہوئی ہیں۔ خوشنودی مزاج کے اظہار میں آپ کو دوم درجہ کی سند کا عطا فرمانا منظور فرماتے ہیں۔ نواب مدد رح بیسند آپ کو سوسائٹی کے سالانہ جنرل اجلاس منعقدہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء شام کے چھ بجے دستِ خاص سے مرحمت فرمائیں گے۔ لہذا درخواست ہے کہ آپ وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پہلے گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ جائیں۔ تاکہ نشست کا باقاعدہ اختتام کیا جاسکے۔ ایک دعوتی کارڈ بھی آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ براہِ مہربانی جواب سے مطلع فرمائیں۔ آپ کا مخلص

(دستخط) چودھری بشیر احمد خاں (صاحب)

آرگنائزنگ سکریٹری

بخدمت ماسٹر جگت سنگھ صاحب پریو پرائمری سالہ رہنمائے تعلیم لاہور

## دعوتی کارڈ

۳۔

من ہر ایکسلنسی نواب پریزیڈنٹ صاحب سینٹ جان ایجوکیشن (پنجاب) ویشنل سنٹر) پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی معروض ہیں کہ سردار جگت سنگھ صاحب سالانہ جنرل اجلاس میں جو ۷ فروری ۱۹۳۵ء بوقت چھ بجے شام گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں منعقد ہوگا ہتھولیت فرمائیں۔

براہِ نوازش اس کارڈ کو ہمراہ لائیں۔

(دستخط) Bashir Ahmad Khan

آرگنائزنگ سکریٹری انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب لاہور

۷۔ امروز روز شادی و امسال سال گل

۷ فروری ۱۹۳۵ء نیکو ست حال ماکہ نکو باد حال گل

## سند درجہ دوم

پریزیڈنٹ من ہر ایکسلنسی سر ہر برٹ ولیم ایمرسن کے سی ایس آئی۔ سی آئی ای۔ آئی سی ایس گورنر پنجاب چیئرمین مینجنگ باڈی۔ آنریبل ملک سرفیروز خاں صاحب ٹون نائٹ وزیر تعلیم پنجاب آرگنائزنگ سکریٹری۔ چودھری بشیر احمد خاں صاحب

# جی ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب



## سند درجہ دوم

جو ماسٹر جگت سنگھ صاحب کو صوبہ پنجاب میں ریڈ کراس سوسائٹی کے خصوصی ورک کے صلہ میں عطا ہوئی۔

(دستخط) ایچ ڈبلیو ایمرسن

پریزیڈنٹ انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب

لاہور مورخہ یکم فروری ۱۹۳۵ء

# رہنمائے تعلیم کا ریڈ کراس نمبر اور پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی

اس سال رہنمائے تعلیم لاہور نے ریڈ کراس نمبر شائع کیا ہے۔ یہ عدیم النظیر پرچہ ۵۰۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ بھرپور دلچسپ اور دیدہ زیب ہے۔ تمام مضامین جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ریڈ کراس کے متعلق ہیں اور ملک کے مشہور ادبا سے لکھائے گئے ہیں۔ ریڈ کراس سوسائٹی کی تاریخ، کام و مقاصد، فوائد و اغراض وغیرہ سبھی باتوں پر بخوبی روشنی ڈالی گئی ہے۔ متعدد دلچسپ فسانے اور ڈرامے ریڈ کراس کے متعلق درج ہیں۔ مضامین کیا ہیں، معلومات کا گنجینہ ہیں۔ کوفیسر ریابند کر رکھا ہے۔ نظمیں ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ہیں اور نامی گرامی شعرا کے شاہکار ہیں۔ جا بجا تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ مضامین کی توضیح کے علاوہ رسالہ کی ظاہری خوبیوں میں بھی چارچاند لگا رہی ہیں۔ لکھائی، چھاپائی، ترتیب، غرضیکہ کس کس کی داد دی جائے یہ سب ماسٹر جگت سنگھ صاحب کی سر نوڑ کو ششوں کا نتیجہ ہے۔ درحقیقت ماسٹر صاحب کو سپیشل نمبر نکالنے کا ایک ملکہ پگیا ہے۔ جب وہ سپیشل نمبر نکالتے ہیں تو روپیہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ مضامین حاصل کرنے میں جتنی محنت اور کاوش انھیں کرنی پڑتی ہے۔ اُسے دوسرا کوئی کیا جان سکتا ہے۔ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین فراہم کیا کرتے ہیں، خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ ان کو چھپواتے ہیں۔ جو بلی نمبر، فسانہ نمبر اور ریڈ کراس نمبر دیکھنے سے یہ باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ سکتی ہیں۔ اتنے مفید اور ضخیم پرچے آج تک کوئی شائع نہیں کر سکا۔ ان کی اور کارکنان کی کوششیں ہر حیثیت سے قابل تحسین ہیں۔ جس طرح ہندوستان کے اخبارات و رسائل میں ”رہنمائے تعلیم“ کے خاص نمبر نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی بھی ہندوستان بھر کی ریڈ کراس سوسائٹیوں میں ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ جس کی ترقی خاص طور پر جناب آرنیبل ملک سرفیروز خاں صاحب، نون ایم اے وزیر تعلیم و حفظان صحت پنجاب و چیرمین پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی و سینٹ جان ایجوکیشنل ایسوسی ایشن پنجاب کی مہموں منت ہے۔ جناب آرنیبل ملک صاحب کی ذات پر پنجاب کی بلکہ



ہندوستان جتنا فخر کرے بجا ہے۔ آپ کی ہمدردی، آپ کا ایثار، آپ کی رحم دلی، آپ کی غربا پروری، آپ کی دریا دلی، آپ کی قابلیت، آپ کا حسنِ انتظام کس کس کی تحسین کی جائے اور کس کس کو سراہا جائے۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن بچا پس ہزار

آپ کے بعد دوسرا نمبر چودھری بشیر احمد خاں صاحب سکریٹری ریڈ کراس سوسائٹی کا ہے۔ اگر سوسائٹی کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں نہ ہوتی، تو شاید اسے اتنی وقت اور اقتدار حاصل نہ ہوتا۔ آپ کی کوششوں سے آج پنجاب کے ہر ضلع اور اس کے ہر دیہات میں ریڈ کراس سوسائٹی اور جنیور ریڈ کراس سوسائٹی بڑے شوق اور انہماک سے اپنے فرائض انجام دے رہی ہے۔ ایشور الہی ہستیوں کو عمرِ خضر عطا کرے۔ میری رائے یہ ہے کہ ریڈ کراس سوسائٹی ”رہنمائے تعلیم“ کے ”ریڈ کراس“ نمبر کی کاپیاں خرید کر دیہات میں تقسیم کرادے، تو اس سوسائٹی کی اشاعت کو بڑی تقویت پہنچے گی۔ پنجاب ہر مفید کام کے لئے آج نمونہ بن رہا ہے۔ کاش ہمارے دیگر صوبے بھی اس سے سبق لیں اور کچھ حاصل کریں۔

اندر حبیت شرماء

## افکار پریشاں

اب اس شکوے سے کیا حاصل کہ رہبرِ خود غرض نکلا  
پرائی آس جو تکتے ہیں اکثر خوار ہوتے ہیں  
اسی رحمت کے دریا میں الہی غرق کر ہم کو  
کہ جس رحمت سے ملا حوں کے بیڑے پار ہوتے ہیں

اٹھائیں سست بنیادوں نے عالی شان تعمیریں  
قضائے رہنے بھی دیگی ان مکینوں کو مکانوں میں  
خدا جانے صبا ہر روز کیا پیغام لاتی ہے  
کہ پہروں کا پنتے رہتے ہیں تنکے آشیانوں میں

گہر کے لعل کے یا قوت کے مالک ہزاروں ہیں  
وطن کی آبرو کا کوئی وارث ہے نہ والی ہے  
ابھی رسوائیاں رخصت نہ مانگیں ٹٹنے والوں سے  
ابھی کچھ اور بھی سر میں جنوں پائمالی ہے  
جوشِ ملیح آبادی

# اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کا سلور جوبلی فنڈ

## ہندوستان میں مرلیضوں اور مصیبت زدوں کی امداد

کانٹنس آف ڈفرنڈ یا اگر اس کے پورے نام سے موسوم کیا جائے تو ”ہندوستان کی عورتوں کی طرف سے طبی امداد دیتا کرنے کی نیشنل ایسوسی ایشن“ ان چار اداروں میں سے ایک ہے۔ جن کے لئے اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کا سلور جوبلی فنڈ وقف ہوگا۔ ادارہ مذکور کو ۱۸۸۵ء میں کانٹنس آف ڈفرنڈ نے جو اس وقت ہندوستان کے وائسرائے بہادر کی اہلیہ محترمہ تھیں قائم کیا تھا۔ لہذا احسن اتفاق سے اس مفید خلائق ادارہ کی پچاسویں سالگرہ اور اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ ایک ہی سال میں واقع ہو رہی ہیں۔ اُسید ہے کہ سلور جوبلی کے متعلق جو اپیلیں شائع کی گئی ہیں ان سے فنڈ مذکور کی بنیادیں اور بھی مستحکم ہو جائیں گی اور عورتوں کے لئے طب کی تعلیم کے متعلق سہولتیں دیتا کرے اور ان کو کامل طبی امداد ہم پہنچانے کا موثر انتظام ہو جائیگا۔ فنڈ مذکور کی تاریخ اور ابتدا نہایت دقیقہ واقع ہوئی ہے۔ یہ حقیقت میں ملکہ معظمہ و کٹوریہ انجمنی کی اس تجویز کا براہ راست نتیجہ ہے، مگر حضور ممدوحہ نے لیڈی ڈفرنڈ کے ہندوستان کو روانہ ہونے سے پیشتر ایک ملاقات کے دوران میں ظاہر فرمائی تھی ہندوستان میں پائسٹل قیام کے دوران میں لیڈی ڈفرنڈ نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے مساعی جمیلہ سے کام لیا اور ان کے بعد ہر وائسرائے صاحبہ نے اس کام کی توسیع و ترقی میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔

## فنڈ کے اغراض

فنڈ مذکور کے مقاصد دو گونہ ہیں یعنی طبی تعلیم اور طبی امداد۔ اول الذکر مقصد میں ہندوستان میں عورتوں کے لئے زنانہ ڈاکٹروں ہاسپٹل اسسٹنٹوں۔ نرسوں اور ڈائٹوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق انتظامات شامل ہیں اور آخر الذکر مقصد کے ماتحت زنانہ ڈاکٹروں کی زیر نگرانی زنانہ ہسپتالوں کا قیام۔ موجودہ زنانہ ہسپتالوں میں زنانہ وارڈ اور لیڈی ڈاکٹروں کا انتظام اور زنانہ ہسپتالوں اور پرائیویٹ مکانوں میں تعلیم یافتہ زنانہ نرسوں اور ڈائٹوں کی بہم رسانی شامل ہے۔ اس وقت فنڈ مذکور کی ایک شاخ انگلستان میں اور ۱۳ شاخیں ہندوستان میں قائم ہیں۔ یہ تمام ادارے جو انہیں ہند کی طبی امداد کی توسیع و ترقی کے لئے حتمی الامکان کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کی مساعی سے اصل غرض محض جزوی طور پر پوری ہوئی ہے۔ اس لئے کہ ان کو حقیقت میں ایک زبردست ہم درپیش ہے اور

سرمایہ کی قلت اُن کی سرگرمیوں کو ایک بڑی حد تک محدود کئے ہوئے ہے۔

## پنجاب برانچ

فنڈ مذکور کی پنجاب برانچ کا قیام تقریباً مرکزی ادارہ کے قیام کے ساتھ ہی ساتھ ۱۸۸۵ء میں عمل میں آیا تھا اس قابل یادگار عہد میں فنڈ مذکور نے پنجاب کی عورتوں کی زانہ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کے ذریعہ بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ محدود ذرائع کے باوجود فنڈ مذکور ہمیشہ زانہ ڈاکٹروں اور نرس دایوں کی دورانِ تعلیم میں مالی امداد کرتا رہا ہے اس کی بدولت بہت سے زانہ ہسپتالوں کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں۔ جو اس بروقت امداد کے بغیر بہت مدت پہلے بند ہو گئے ہوتے۔ لیڈی ایجنس ہسپتال لاہور کے قیام کے لئے اس فنڈ سے باقاعدہ طور پر مالی امداد دی جاتی ہے ہسپتال مذکور صوبہ کے نسوانی طبقہ بالخصوص پردہ نشین خواتین میں بدستور مقبول ہے۔ کیونکہ وہ ہر حالت میں زانہ ڈاکٹروں کے مشورہ سے مستفید ہونا پسند کرتی ہیں۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے، جو وسیع اور حقیقی طور پر اہل پنجاب کی ہمدردی اور امداد کا مستحق ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس کا ایک معقول حصہ انہی کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی امداد کے لئے وقف کیا جائیگا پنجابیوں کو نہایت دریادلی سے سلور جوہلی فنڈ میں چندہ دینا چاہیے۔

## ع کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

معزز مہتمم "ایسٹرن ٹائمز" ہمارے ریڈکر اس نمبر سے مخطوط ہو کر لکھتا ہے :-

"رسالہ رہنمائے تعلیم نے جو متنوع اترکئی سالوں سے صوبہ کی تعلیمی خدمات کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ حال ہی میں سپیشل ریڈکر اس نمبر ۵۰۰ صفحات کی ضخامت کا شائع کیا ہے۔ جس میں ریڈکر اس تحریک کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسالہ کو مزید دلچسپ بنانے کے لئے نہایت عمدہ اور چیدہ نظمیں مختصر اور مؤثر کہانیاں اور مناسب موقع ڈرائے دیئے گئے ہیں۔ اس سپیشل نمبر کی نمایاں کامیابی برس سالہ کے محترم پریپرٹسٹر ماسٹر جگت سنگھ صاحب حقیقی طور پر شکر یہ کہ مستحق ہیں۔ ہم ریڈکر اس سوسائٹی پنجاب کو بزور مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس سپیشل نمبر کو عوام میں تقسیم کرنے کے لئے معقول تعداد میں اس کی کاپیاں خریدے۔ کیونکہ سوسائٹی آئے دن عوام میں اپنی دلچسپیوں کی اشاعت کے لئے اپنا لٹریچر پھیلانے کرتی رہتی ہے اور اس بارے میں رہنمائے تعلیم کا ریڈکر اس نمبر بہت زیادہ دلچسپ ثابت ہوگا۔

ہمارے ناظرین کو یہ دل کے بل پر ہے کہ پنجاب جو رہے ہیں۔ ہر خوش بین کہ جو شادمانہ کو یہ حسن و کھجنا ہے اور اس کی اشاعت میں اگر کسی کمی درپور ملے، تو وہ ہے جو کچھ ہر شخص کے دل میں ہے۔ اس کے علاوہ ان اشاعت میں اگر کسی کمی درپور ملے، تو وہ ہے جو کچھ ہر شخص کے دل میں ہے۔ اس کے علاوہ ان اشاعت میں اگر کسی کمی درپور ملے، تو وہ ہے جو کچھ ہر شخص کے دل میں ہے۔

نہایت درپور ملے، تو وہ ہے جو کچھ ہر شخص کے دل میں ہے۔ اس کے علاوہ ان اشاعت میں اگر کسی کمی درپور ملے، تو وہ ہے جو کچھ ہر شخص کے دل میں ہے۔

اس نمبر جملہ خیر خواہانوں کی خدمت میں بھیجا جا چکا ہے۔ اب آپ کا فرغ ہے کہ جہاں احباب نے خیر خواہانوں اور اضافہ کا اہم نمبر

# پنجاب کی انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کا سالانہ اجلاس

## + مختصر روڈاد جملہ +

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب برانچ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت عالیجناب معالی القاب حضور گورنر بہادر پنجاب، ۶ فروری ۱۹۳۵ء کو ۶ بجے شام کے گورنمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوا۔ جلسہ نہایت شاندار اور کامیاب تھا۔ مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

سب سے پہلے آنریبل ملک سرفیروز خاں فون چیرمین مجلس انتظامیہ نے سوسائٹی کی رپورٹ بابت سالانہ نمائندہ اسرورمبر ۱۹۳۴ء پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد آنریبری خزانچی نے پچھلے سال کا پرنٹال شدہ حساب سالانہ حال کا بجٹ پیش کیا۔ اس کے بعد سردار شاعری خاں قریبائش کی تحریک اور رائے بہادر باوا ڈنگ سنگھ صاحب کی تائید سے بجٹ منظور کیا گیا۔ اس کے بعد جناب چوہدری بشیر احمد خاں صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری نے میسرز بی۔ ایم۔ چترتھہ اینڈ کو کے تقرر کا اعلان بطور آنریبری اڈیشن رائے سال حال کیا۔ اس کارروائی کے بعد ہزار ایک سیلنی گورنر بہادر نے آنریبل ملک سرفیروز خاں فون ایم اے بیرسٹرایٹ لادو زیتیم پنجاب گورنمنٹ کے بدستور مجلس انتظامیہ کے چیرمین ہونے کا اعلان فرمایا۔ رزل بعد ڈاکٹر نند لعل صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ ڈی بیرسٹرایٹ لاء نے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام ۱۹۳۵ء کی مجلس انتظامیہ کی ممبری کے لئے پیش کئے۔

- (۱) آنریبل ڈاکٹر سر گوگل چند نارنگ
- (۲) ڈاکٹر صاحب محکمہ حفظان صحت پنجاب
- (۳) مسٹر بیکل
- (۴) نواب شاہ نواز خاں صاحب آف ممدوٹ
- (۵) خان صاحب ملک محمد امین الدین صاحب ایم۔ ایل۔ سی
- (۶) رائے بہادر باوا ڈنگ سنگھ صاحب
- (۷) خان صاحب میاں امیر الدین صاحب
- (۸) رائے صاحب لالہ سوہن لال صاحب

ایم۔ غلام محی الدین صاحب ایڈووکیٹ نے اس تحریک کی تائید کی اور مندرجہ بالا اصحاب انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب برانچ کی مجلس منتظمہ کے ممبر مقرر ہو گئے۔ بعد ازاں ہزار ایک سیلنی گورنر بہادر نے بہت سے اصحاب کو لائف ممبری کے ساتھ تفلیٹ اور اعزازی سند ترقیم فرمائیں۔ نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ رہنمائے تعلیم کے سارے ناظرین یہ خبریں گے کہ اس موقع پر جناب سردار جگت سنگھ صاحب مالک لے سالہ رہنمائے تعلیم کو بھی انڈین ریڈ کراس خدات کے حلقہ میں حضور گورنر نے اپنے ہاتھ سے ایک سینکڑہ کا اس سند مرحمت فرمائی۔ ہم تمام ناظرین سالہ کی طرف سے سردار صاحب کو اس اعزاز پر مبارکباد دیتے ہیں۔ سند ترقیم کر کے بعد ہزار ایک سیلنی کے مندرجہ سر جلسہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ (ایڈیٹر)

# سینٹ جان ایمبوسینس السوسی ایشن پنجاب کے نو نشنل برانچ لاہور

سالانہ جنرل اجلاس ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء

## ایجنڈا و کارروائی

- (۱) آنریبل ملک سر فیروز خاں صاحب فون ٹائٹ چیزین ایگزیکٹو کمیٹی نے سال ختمہ ۱۹۳۴ء کی رپورٹ پیش کی۔
- (۲) آنریمری خزانچی صاحب نے آڈٹ شدہ اکونٹس سال گذشتہ اور سال رواں کے مجوزہ بجٹ کو پیش کیا۔

ماسٹے بہادر لالہ گردھاری محل صاحب کی تحریک اور

خانہ صاحب میاں امیر الدین صاحب کی تائید سے بجٹ سال ۱۹۳۵ء منظور کیا گیا۔

- (۳) براؤنشل سیکرٹری صاحب نے میسرز بی ایم چترتھ اینڈ کمپنی ان کارپورٹڈ اکاؤنٹس کے تقریر کا اعلان بطور آنریمری آڈیٹران برائے سال رواں کیا۔

- (۴) ہز ایکسپینسی پریزیڈنٹ صاحب بہادر نے آنریبل ملک سر فیروز خاں صاحب فون ٹائٹ ایم اے بیرسٹریٹ لارڈز تعلیم پنجاب کے بستور مجلس انتظامیہ کے چیرمین ہونے کا اعلان فرمایا۔

- (۵) ڈاکٹر مندعل صاحب بی اے ایل ایل ڈی بیرسٹریٹ لارڈز نے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام سال ۱۹۳۵ء کی ایگزیکٹو کمیٹی کی ممبری کے لئے پیش کئے۔

## ممبرز

- (۱) دی آنریبل ایجنٹ صاحب ڈی گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب (۲) انسپکٹر جنرل صاحب منول ہسپتال پنجاب لاہور

- (۳) انسپکٹر جنرل صاحب جیالچا خجالت پنجاب پور (۴) دی اوفیسر کمانڈنگ صاحب لاہور ایریا

- (۵) دی چیف میڈیکل اوفیسر صاحب ناتھ دیشرن ریلوے لاہور (۶) مسٹر ڈاکٹر کپڑا پٹیل صاحب پنجاب پور (۷) مسٹر کپڑا پٹیل صاحب لاہور

- (۸) مسٹر ڈاکٹر صاحب (۹) مسٹر کپڑا صاحب (۱۰) مسٹر پورٹ صاحب (۱۱) مسٹر ڈاکٹر صاحب (۱۲) مسٹر کپڑا صاحب (۱۳) صاحب ڈپٹی کپڑا

- (۱۴) صاحب ڈپٹی کپڑا جرنل پیشہ اقام پنجاب پور (۱۵) مسٹر شارعلی خاں صاحب قراش (۱۶) خان بہادر مشتاق احمد صاحب گومانی ایم ایل

- (۱۷) مسٹر بہادر سردار بوماسنگھ صاحب ایم ایل سی (۱۸) خانہ صاحب میاں میر الدین صاحب (۱۹) ڈپٹی وکیل صاحب

- (۲۰) ماسٹے صاحب رام جویا صاحب پور۔ خانہ صاحب قلندر علی خاں صاحب ایم اے ای ایل ایم نے اس تحریک کی تائید کی اور

- (۶) ہز ایکسپینسی لڈز اہ عنایتہ اسناد اور دیگر معاملات عطا فرمائے (۷) ہز ایکسپینسی پریزیڈنٹ صاحب خاں فرینٹ صاحب

- (۸) آنریبل سردار سرگند سنگھ صاحب ٹائٹ نے تحریک پریزیڈنٹ صاحب کے شکریہ کا ووٹ تجویز کیا۔

## انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پراوشن برانچ پنجاب کے بجل کی تفصیل بابت سال ۱۹۳۵ء

آمدنی مختلف عداوت ۱۱-۸-۸۳۲۰۴ - اخراجات مختلف اقسام - - - ۱۳۳۰ - متوقعہ بجلت ۳۱ دسمبر ۱۱-۸-۱۱۸۴۲

(دستخط) بشیر احمد خاں آرگنائزنگ سیکرٹری انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب پراوشن برانچ - لاہور

## تفصیل ان خوش قسمت اصحاب کی جنہیں ۱۹۳۵ء فروری کے اجلاس میں سناٹ اور سیرٹیفکٹ عطا ہوئے

(۱۱) سردار گوردت سنگھ صاحب راولپنڈی

(۱۲) منشی علی محمد صاحب راولپنڈی

(۱۳) ایم عصمت اللہ صاحب تحصیلدار مری ضلع راولپنڈی

(۱۴) بابو پریم داس صاحب راولپنڈی

(۱۵) ایم دلی محمد صاحب نمبردار و سفید پوش چاک ۲۴۷ ضلع جھنگ

(۱۶) شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی ایڈیٹر عروج جھنگ

(۱۷) ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب انریری ہیلتھ ایکسپرٹ جھنگ

(۱۸) سردار رام سنگھ صاحب سٹنٹ ڈسٹرکٹ انپکٹر ماراں

پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور

(۱۹) پنڈت شگن چند صاحب سیری سیکرٹری ڈسٹرکٹ پراوشن برانچ گڑھی

(۲۰) سید محمد حسین شاہ صاحب نائب تحصیلدار و ناظرہ خور ضلع منٹگمری

(۲۱) لالہ مہراج صاحب چوڑہ رئیس ست گھرا منٹگمری

(۲۲) خان نواز چودھری نذیر احمد صاحب ایڈیٹر اصلاح منٹگمری

(۲۳) ڈاکٹر محمد نواز صاحب انریری ہیلتھ ایکسپرٹ منٹگمری

(۲۴) شیخ امام الدین صاحب تحصیلدار سرگودھا

(۲۵) میر محمد حسن صاحب ایس سی بی ٹی ہیڈ ماسٹر ٹیچنگ کول

(۲۶) رائے صاحب لالہ ایش داس صاحب کپتان انریری مجسٹریٹ

پنڈت داد نوال ضلع جہلم

(۲۷) ماسٹر حاجت سنگھ صاحب پراوشن برانچ لاہور

## سناٹ درجہ اول

(۱) رپورٹنگ جے سی ہینریک مارٹن پور ضلع شیخوپورہ

(۲) سردار اقبال سنگھ صاحب تحصیلدار پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور

(۳) لالہ پریم چند صاحب پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی راولپنڈی

(۴) سردار بکرم سنگھ صاحب بی اے پی ای این ڈسٹرکٹ

مدارس ضلع ہوشیارپور

(۵) رائے صاحب چوہدری ندھی رام صاحب ناظمی ضلع جالندھر

## سناٹ درجہ دوم

(۱) سردار بلونت سنگھ صاحب پریزیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی چتر گڑھ ضلع شیخوپورہ

(۲) میاں محمد عبدالرشید صاحب لے ایڈیٹر دیہاتی زندگی

(۳) ڈاکٹر جے ایل کپور صاحب میونسپل میڈیکل انسپکٹر فیروزپور

(۴) ڈاکٹر جیون سنگھ صاحب ڈی پی ایچ ڈسٹرکٹ میڈیکل

آفیسر آف ہیلتھ گجرات

(۵) ملک عطا محمد صاحب تحصیلدار گجرات

(۶) نان محمد اشرف خان صاحب سب جیسٹریٹ پھالیہ ضلع گجرات

(۷) سید میر سلیم صاحب ایڈیٹر شان گجرات

(۸) جوہری فضل احمد صاحب تحصیلدار فتح جنگ ضلع الہ آباد

(۹) ڈاکٹر (منسٹر) سکسٹھ پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنر لاہور

(۱۰) سردار خاں سردار شن سنگھ صاحب ایس سی ایم راولپنڈی

- |  |   |
|--|---|
| (۲۸) مسٹر خورشید اے انور ایڈیٹر نیاک پبلی لائبر            | (۳۱) ڈاکٹر محمد اقبال صاحب آنریری ہیلتھ لیکچر گورنمنٹ لائبر |
| (۲۹) حکیم محبوب الہی صاحب صدیقی ایڈیٹر دنوار گورنمنٹ لائبر | (۳۲) مسٹر غلام محمد ایڈوکیٹ ایڈیٹر پیغام ترقی ملطف گڑھ      |
| (۳۰) ایم ایس شاہ ولی عینی بی اے (آنرز) ایڈیٹر              | (۳۳) ماسٹر سنت سنگھ صاحب آنریری ہیلتھ لیکچر                 |
| نورالتعلیم لکچر گورنمنٹ لائبر                              | آنریری سیکرٹری پنجاب ٹیچرس فیڈریشن امرتسر                   |

## خوشنودی مزاج کے سفیر ٹیسٹ

- |   |  |
|---|--|
| (۱) لالہ جمال چند صاحب راولپنڈی                       | (۴) سردار احمد سنگھ صاحب لے ڈی آئی سکولز ہوشیارپور |
| (۲) چودھری گورداس سنگھ صاحب لے ڈی آئی سکولز ہوشیارپور | (۵) سائیں فیروز الدین صاحب نگین گجرات              |
| (۳) چودھری محمد علی صاحب                              | .....  |
- نوٹ۔ سالانہ رپورٹ انڈین ریڈ کراس سائٹی سال ۱۹۳۵ء کے ضروری اقتباسات اگلے نمبر شائع ہونگے۔ (سچی دوا)

## ضمیمہ نمبر ۱ سینٹ جان ایگنسیس ایسوسی ایشن کے سند یافتگان کی فہرست مورخہ ۱۹۳۵ء فروری

### (۱) سند درجہ اول

کپتان تارا سنگھ صاحب ایم بی بی ایس ٹیپل روڈ لاہور

### (۲) درجہ دوم

- |   |  |
|---|--|
| (۱) مسٹر ایم آر کھنہ بی ایس سی آنریری سیکرٹری     | (۴) مس بی بی بی صاحبہ میڈی ہیلتھ وزیر امرتسر               |
| سینٹ جان ایگنسیس ایسوسی ایشن لاہور                | (۵) لالہ نانک چند صاحب پروپرائٹر رائل ٹاکیز امرتسر         |
| (۲) ڈاکٹر مسٹر آر ڈی سونڈھی ایل بی ایس ایف ایم ٹی | (۶) لالہ ایشو داس صاحب پبلشر پٹھان کوٹ                     |
| (۳) لالہ بالک رام صاحب آنریری جوائنٹ سیکرٹری      | (۷) پنڈت تلسی رام صاحب ضلع گورداسپور                       |
| سینٹ جان ایگنسیس امرتسر                           | (۸) ڈاکٹر اے پی جگت ترہ ضا ایل ایس ایم ایف انٹر کالج لاہور |

### سند یافتہ خوشنودی مزاج

- |  |   |
|--|---|
| (۱) شری پتی پورن پوئی جہ استانی سرکاری گورنمنٹ سکول امرتسر | (۳) شیخ احمد دین صاحب ایڈیٹر گورنمنٹ ٹی سکول خانقاہ وگراں             |
| (۲) ایم بی بی بی صاحبہ استانی                              | (۴) ایم ایم بی بی بی صاحبہ ایم بی بی بی ایڈیٹر گورنمنٹ ٹی سکول جگدھری |
- رہنمائے تعلیم تمام متذکرہ صدر خوش نصیب بزرگواروں کی خدمت میں اس اعزاز کے حصول پر صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں (سچی دوا)

## ریڈ کراس انسائیکلو پیڈیا

اگرچہ تحریک صلیبِ احمر کی توسیع و اشاعت کے لئے ہر ایک اصلاحی رسائل نے اپنے خاص نمبر شائع کئے اور مذمتِ نوعِ انسان کے جذبہ کو برائیت کرنے میں کافی حصہ لیتے رہے مگر سالہ رہنمائے تعلیم ریڈ کراس نمبر شائع کر کے اپنے جملہ معاونین بہت ہی بے سبق کے تحریکِ ریڈ کراس کے متعلق پانچ صفحات کی تالیف کی اشاعت جس میں بہر شعبہ کے متعلق جامع مضامین ششمتہ تصدیقِ مؤثر نظمیں، دلچسپ ڈرامے، عمداً افسانے، عبرت انگیز مکالمے، پاکیزہ خیالات اور زلیں جذبات نظر تصاویر ہوں۔ کسی مغربی ممالک میں ممکن ہو تو ہندوستان میں اور پھر اردو زبان میں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ مردارِ جگت سنگھ صاحب پریورٹر رہنمائے تعلیم نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ

الوالعزبان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں سمندر چھاڑتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں  
ریڈ کراس نمبر کیا ہے۔ اس تحریک کی مکمل تاریخ۔ اس کی کارگذاری کی مستند رپورٹ اور ریڈ کراس کی نادر تصنیف ہے۔ اسے ہم بجا طور پر ریڈ کراس انسائیکلو پیڈیا کہہ سکتے ہیں۔ اسے پتھر سے لاکھ لاکھ کیونکہ عداوتِ مذمتِ نوعِ انسان کو بے یار و صلیبِ احمر تحریک کی ہمہ گیری تسلیم کی جا چکی ہے ضرورت ہے کہ اب سکتا شہیل و تبلیغ میں پیش از میں حصہ لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ سردار خٹا مودع نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ”زر کو عزیز نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ اس شخص اقدام کے سستے ہزار تحریک و تشہین کے لائق ہیں۔ اس کے علاوہ ماسٹر خٹا جو جامع اور مفید مضامین حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ لائقِ صدرِ استائش ہیں۔ میرا یقینِ داثق ہے کہ جو بی نمبر اور فسانہ نمبر کی طرح ریڈ کراس نمبر بھی مدارس کی لائبریریوں میں بہترین اضافہ کا باعث ہو گا۔  
قاضی اکرام حسین بی اے۔ ایم آر اے ایس۔ منشی فاضل۔ ادیب فاضل

محترمی حاجی مولوی شاہ ولی یحییٰ خاں بی اے (آنرز) تحریر فرماتے ہیں کہ

میرے مکرم جناب سردار صاحب !

آداب عرض۔ آپ کو خاص نمبر نکالنے کا جو مرض لاحق ہو گیا ہے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ ماہر ترین ڈاکٹر اور طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں۔ بلکہ خود بھی اس وبا کا اثر محسوس کرنے لگے ہیں۔ جسے کہ ریڈ کراس بھی آپ کی زد سے نہ بچ سکا۔ ع

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں  
نمبر کے مضامین۔ انکی ترتیب اور رسالے کی طباعت کے متعلق اظہارِ رائے کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔  
کیونکہ سورج کو دیکھ کر ایک نپے کا یہ کہہ دینا کہ کیسا چمک رہا ہے بے معنی ہو گا سمجھے آپ۔  
یمینی



# اقتباسات

(از لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے۔ بی ٹی ایم)

کوہ نور کی سرگزشت اس قیمتی پتھر کی قدیم ترین تواریخ کے متعلق دثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اُس زمانہ تاریخی پیر و نما ہوتا ہے۔ ۱۳۰۰ء میں یہ ہیرا مالوہ دیش کے راجاؤں کے قبضہ میں تھا۔ اس دیش کے یہ راجا ایک وقت تمام شمالی ہندوستان پر راج کر چکے تھے۔ اور شمال کے مسلمان حملہ آوروں کے سامنے کبھی بھی سرنگوں نہ ہوئے تھے۔ لیکن وقت آیا کہ شہنشاہ دہلی کے جرنیل علاؤ الدین محمد شاہ نے اس ملک پر حملہ کر کے اسے تافت و تاراج کر ڈالا اور سینکڑوں سالوں کا جمع شدہ خزانہ لوٹ کر چودھویں صدی کے پہلے دس سالوں میں ہی دہلی لے گیا۔ مشہور مورخ فرشتہ کی تحریر کے مطابق یہ قیمتی ہیرا ۱۳۰۷ء میں دہلی پہنچا۔

اس کے بعد اس ہیرے کا ذکر ہم انگریز نامہ اور دیگر تاریخی کتب میں بھی پاتے ہیں۔ جب ہمایوں سخت بیمار ہوا اور اُس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو دربار علماء و اطباء میں سے میرا بوا القاسم نے شہنشاہ بابر سے عرض کی کہ اس موقع پر دوا کرنے کی بجائے ممکن ہے کہ خدا کے حضور میں دعا کار آمد ہو۔ اور اس دعا کے ساتھ بادشاہ اپنے خزانہ کی سب سے قیمتی شے اپنے تخت جگہ پر سے صدقہ کر ڈالے اُن کا اشارہ کوہ نور کی جانب تھا۔ یہ سن کر بابر نے کوہ نور کی بجائے اپنے تخت جگہ پر اپنی جان بچھا دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کیونکہ اُس کے نزدیک اپنی جان عزیز سے بڑھ کر کوئی بھی عزیز ترین چیز نہ تھی۔ اس مصمم ارادہ کو دیکھ کر دربار اطباء و حکماء حیران و ششدر رہ گئے۔ اُنہوں نے زور دار الفاظ میں کہا کہ اُن کا مطلب کسی دنیا و عزیز ترین اشیاء سے ہے اور کہا کہ کوہ نور ہیرا جو صرف چند سال پیشتر ابراہیم لودھی کی شکست کے بعد شہنشاہ کے ہاتھ لگا اور جسے شہنشاہ نے ہمایوں کو دیدیا تھا۔ مدقہ کر دیا جائے۔ لیکن جاننا ز اور نیک دل بابر نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ . . . . باقی ماندہ کہانی کے ساتھ ہمارا تعلق نہیں صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ۱۵۲۰ء میں یہ ہیرا دہلی کے شاہی خزانہ میں موجود تھا۔

اس کے بعد اس ہیرے کی تاریخ کی زنجیر کی اگلی کڑی ایک واقع سے ملتی ہے۔ جس کا ذکر ابوالفضل نے کیا ہے۔ جب ہمایوں کو شیر شاہ سے شکست ہوئی اور یہ بد بخت تاجدار بادیہ پیمائی کرتا ہوا مارواڑ کے جنگلوں میں ہر سال ششدر پھر رہا تھا۔

اُن دنوں یہ علاقہ راجہ مالدیو کے زیر حکومت تھا۔ ایک شخص ناگور کارہنے والا مسی سانا کا تھا۔ وہ راجہ مالدیو کا محرم

ہمراز تھا۔ ایک دن ہمایوں کے کمپ میں داخل ہوا اور ایک سوداگر ہونے کا بہانہ نراشکر ہمایوں سے کوہ نور خریدنا چاہا۔ ہمایوں کو اُس کی گفتگو سے شبہ پیدا ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا کہ اس نام نہاد سوداگر کو، اچھی طرح خاطر نشین کرا دیا جائے کہ اس قسم کے بے بہا ہیرے خریدے نہیں جاسکتے۔ یہ بات توتلوار کے زور سے حاصل ہوتے ہیں یا بڑے بڑے بادشاہ بطور انعام اپنے خادموں کو دیتے ہیں۔

بعد ازیں جب ہمایوں ایران پہنچا تو اُس نے اس ہیرے کے علاوہ دیگر ۲۵ عدد بدھ شانی گوہر شاہ طہماسپ والے ایران کو اُس امداد کے عوض پیش کئے۔ کہ جو اُس نے ہمایوں کو اپنا کھویا ہوا تخت حاصل کرنے میں دی۔ ابوالفضل اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ ان سب جواہرات کی قیمت شاہ طہماسپ کی کل امداد کی قیمت سے کم از کم چار گنی تھی۔ یہ واقعہ ۱۵۴۲ء کے موسم گرما کا ہے۔

ایک انگریز مورخ مسٹر بہرج (BEVERIDGE) کے قول کے مطابق خورشاہ جو کہ براہم قطب شاہ گوکنڈہ کا ایلچی شاہ ایران کے دربار میں تھا۔ لکھتا ہے کہ واقعی ہیرا کوہ نور باہر کو ابراہیم لودھی سے ملا تھا۔ اور ہمایوں نے اسے شاہ طہماسپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور کہ اس کا وزن ۶۱ سو مثقال تھا۔ لیکن شاہ طہماسپ اس ہیرے کو اتنا قیمتی نہ جانتا تھا۔ اور اس نے کچھ عرصہ بعد اس ہیرا کو احمد نگر کے بلو شاہ نظام شاہ کو بطور تحفہ بھیج دیا تھا۔ کوہ نور ہیرا کی واپس کی رپورٹ تاریخ فرشتہ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ جس میں برہان نظام شاہ والے احمد نگر کے بیان میں تحریر ہے کہ شاہ طہماسپ نے ہمایوں کا پیش کردہ کوہ نور ہیرا آقا سلیمان کہ جو عام طور پر مہتر جمال کے نام سے مشہور ہے۔ کے ہاتھوں نظام شاہ کو بھیج دیا۔ اس تحریر کے مطابق کوہ نور پھر ہندوستان ۱۵۴۲ء میں واپس آ گیا۔

ممکن ہے کہ جب اکبر نے احمد نگر کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ تو یہ ہیرا بھی دیگر جواہرات کے ساتھ دہلی لایا گیا ہو۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو اُس زمانہ کے مورخ ضرور ایسے مشہور تاریخی ہیرے کا ذکر کرتے۔ لیکن ایسا کوئی ذکر ہمیں نہیں ملتا۔ ملا عبد الحمید نے منہل دربار کے دیگر ہیروں کا ذکر کیا ہے لیکن کوہ نور کا ذکر کہیں نہیں کیا۔

اس مشہور ہیرے کے متعلق مندرجہ بالا تاریخی واقفیت یہی ہے۔ باقی سب افسانے اور کہانیاں ہیں۔

(از مسٹر عبد القدیر انگریزی رسالہ جرنل آف انڈین ہسٹری)

**جنگ کے سوداگر** اگرچہ پچھلے چند سالوں میں دنیا کا امن قائم رکھنے کی بے انتہا کوشش ہوئی ہے پھر بھی "موت

جنگ کے سوداگر" کے کارندے اپنا چپ چاپ کام کرتے جا رہے ہیں رسالہ کیتھولک ورلڈ جو امریکہ میں چھپتا

ہے۔ یوں رقم طراز ہے۔ اُن جنگ کے سامان کے سوداگروں میں سب سے بڑا سوداگر۔ سر باسل زہروف (SIR BASIL ZAHROF) ہے۔ اخبارات اُسے (SUPER SALESMAN OF DEATH) کے نام سے پکارتے ہیں۔ اُس کے لاکھوں پونڈ کے حصے۔ روس۔ ترکی۔ انگلستان۔ فرانس اور جرمن بانک کے کارخانوں میں



# تجلیاتِ دل

(اعتبار الملک لسان الدبیر حکیم الشعرا حضرت دل شاہ جامپوری)

مقصودِ حبيب و آستاں ہے      اے خوبیِ بخت تو کہاں ہے  
دکھش غمِ عشق کا بیاں ہے      جو اشک ہے شرحِ داستاں ہے  
دل صرف وفا ہوا تو سمجھے      کیا چیز یہ جنسِ ائیگاں ہے  
جب تک میں اسیرِ دامِ ہستی      ہم کو تو قفس بھی آشیاں ہے  
پایا یہ عروجِ خاک ہو کر      ہر ذرہ دل اک آسماں ہے  
عالم یہ رہا گدازِ دل تک      رنگینیِ اشک اب کہاں ہے  
ان ہوش رُبا تجلیوں پر      ہم کو تو کچھ اور بھی گماں ہے  
ہوں دام میں بھی چمنِ بدامن      دل مجو خصالِ آشیاں ہے  
اسرارِ فنا سے باخبر ہو      پھر لطفِ حیاتِ جاوداں ہے  
اشکوں میں میں نختِ دل بھی شامل      آغازِ بہیں سے داستاں ہے  
یہ شانِ حجاب یہ کرشمے      مجروحِ ادا ہے جو جہاں ہے

ہنگامِ خرامِ یارِ دل

ہنگامہِ حشر کا گماں ہے

# ایک اہم اور ضروری اسکیم

حضرات! چودھویں صدی کا شاعر اس قدر خود پسند اور شہرت طلب ہو گیا ہے کہ عہدِ ماضی میں اس کی ایک مثال بھی چرغ نیکر دھونڈھٹے تو نہ پائیگا۔ اُس کو اپنی شخصیت کا معیار بلند کرنے کے لئے وہ وہ ناجائز طریقے اختیار کرنے پر تڑپے ہیں کہ اگر وہ قابلِ دست اندازی پولیس ہوتے تو کبھی کا اس کا چالان ہو چکا ہوتا۔ اور تمام باتوں سے قطع نظر کر لی جائے تو تخلص شریف سے پہلے کم از کم ایک عدد خود ساختہ اور گھریلو خطاب کی دہرائی عام ہو گئی ہے کہ جس نوعیت غیر ملکی شاعر کو دیکھتے یہ دم چملا اُس کے پیچھے لگتا ہوا ضرور نظر آئیگا۔ گویا جب تک کوئی خطاب اُس کے تخلص کے ساتھ نہ ہو وہ شاعر ہی نہیں۔ ادھر کمزیرانِ رسائل نے جوشِ محبت و عقیدت میں یا خوشنودی مزاج کو یہ غیر ذمہ دارانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ اگر کوئی اس بیماری کا شکار نہ بھی ہو تو اُس کو ایک خطاب مرحمت فرمادیتے ہیں اور خطاب یافتہ شاعر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ حقیقتاً میں پیغمبرِ سخن اور رئیسِ الکلام ہوں۔ بیشتر یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ شاعر اپنے اُستاد کا کلام کسی رسالہ کو بھیجتے وقت ایک ایک دو دو خطاب مرحمت فرمادیتے ہیں کیا اُلٹی بات ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں غیر معتبر اور مضحک ہیں جس سے میرے نزدیک شاعر کی راہ ترقی میں بہت کچھ روڑے پیدا ہو رہے ہیں اور وہ اس فربہ میں گرفتار ہو کر سعیِ مشق کو زادیہ تساہل میں ڈال کر ادب کو ایک زبردست نقصان پہنچانے پر فطرتاً آمادہ ہو جاتا ہے۔ نہ معلوم کتنے ہونہار شاعر جو خدا جانے آگے چل کر کیا بننے والے تھے۔ اس نکتہ کدہ میں پھنس کر گمراہ بلکہ گم ہو گئے اور یہ یقیناً ملک کا ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

خطابات کا فضیہ بے وجود نہیں شعراء کو خطابات ملتے رہے ہیں۔ لیکن ان لغو طریقوں سے نہیں بلکہ بادشاہوں کی طرف سے یا معتبر اور ذمہ دار مستند سوسائٹیوں کی طرف سے۔ یہ ظاہر ہے کہ بادشاہی دور نہ رہا۔ اور شعراء کی کوئی منضبط کیٹی بھی قائم نہیں۔ پھر خطابات کون دے۔ لامحالہ لوگوں کو یہ غلط طریقہ اختیار کرنا پڑا اور مفروضہ خطابات سے اپنے ضمیر کو دھوکا دینا نیز اہل ہوش شعراء کی نگاہیں ذلیل ہونا گوارا کیا گیا۔

اگر میری کمزور آواز کو شرابِ سخن اور شے کمال کے سرشار مستند شعراء توجہ سے سُن لیں تو یہ بلا عام شعراء کے سر سے اُل سکتی ہے۔ بفضلِ ہندوستان میں مشاہیر اور بالکل مستند شعراء کی کمی نہیں وہ ان تمام اختیارات کو بطریقِ نہیں کام میں لاسکتے ہیں جو ان کو قدرت کی جانب سے مرحمت کئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ اُن کی عملی قوتِ رفتہ۔ عود کر آئے اور وہ نشہِ سخن کی ترنگ میں یہ کہہ کر مطمئن نہ ہو جائیں کہ میں یہ اجر کون چیز ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے جو ہمیں اس ضروری کام پر مجبور کرے۔

میں فی الحال اتنا چاہتا ہوں کہ رسالہ رہنمائے تعلیم کی جانب سے اُسکے مخصوص اور مستند ادباء و شعراء سے ایک خطاب کیٹی قائم کی جائے جو مستقل مضامین نگار اور شعراء کے کلام پر سال بھر خصوصیت سے نگاہ رکھے۔ آخر سال میں متفق الرائے ہو کر جن اہالیان قلم کو اس قابل سمجھے اُن کو مناسب خطابات مرحمت کرے جس کا اعلان سال بسال رہنمائے تعلیم کے سالانہ نمبر میں ہوتا رہے اس طریقہ کے اختیار کرنے سے متعدد فوائد حاصل ہونگے۔

اول۔ جملہ ارباب قلم جان توڑ کر بہتر سے بہتر مضامین نظم و نثر لکھ کر رسالہ کو دینگے۔

دوم۔ غلط طریقہ پر خطابات غصب کر لینے کا طریقہ فنا ہو جائیگا اور کیٹی کا عنایت کردہ خطاب قابل عزت اور مستند سمجھا جائیگا سوم۔ کیٹی کے ممبروں کی حقیقی وقعت لوگوں کے دلوں میں قائم ہوگی۔

چہارم۔ ایک فرض ہے جو ادا ہوتا رہے گا جس کو ادب اردو کی صحیح خدمت سے بہت قریبی تعلق ہے۔ پنجم۔ پرچہ کا معیار بلند ہو جائیگا اور اس کی اشاعت میں یقینی اضافہ ہوگا۔

میں تمام دنیا کو چھوڑ کر اس وقت اپنی جانب سے صرف پانچ ممبران کے اسماء گرامی پیش کرتا ہوں امید کہ وہ اس خدمت کو قبول فرمائیں گے بقیہ ایسے مستند حضرات سے میں نادائق ہوں جو رہنمائے تعلیم میں مستقل کام کر رہے ہیں اگر کوئی صاحب ایسے ہوں تو حضرت جوش ان حضرات کے اسماء کا اضافہ فرمائیں۔

### اسماء گرامی ممبران

- (۱) قبلہ مولانا حضرت نوح ناروی (۲) حضرت جوش مسیانی صاحب (۳) حضرت علامہ مابر صاحب الہ آبادی (۴) حضرت مولانا دل صاحب شاہ جہانپوری (۵) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدیر عروج پانی پتی۔

### طریقہ کار

(۱) میری ناقص رائے میں اس کیٹی کے صدر حضرت جوش مسیانی بنائے جائیں کیونکہ وہ ہر چہ میں ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور مرکزی سکونت کے باعث ہر ضروری بات کو رسالہ کے ذریعہ سے بغیر کسی دقت کے وقت پر پورا کر سکتے ہیں۔ بقیہ حضرات کو بوجہ بعد مکانی بہت سی دقتیں پیش آئیں گی۔

(۲) اس اسکیم کی اشاعت کے ساتھ حضرات جوش مسیانی و ماسٹر مکت سنگھ صاحب اپنی منظوری کے ساتھ تاشیدی نوٹ دیں۔ اور جس قدر ممبران کی کمی محسوس فرمائیں رہنمائے تعلیم کے مستند نامہ نگاروں میں سے انتخاب فرما کر اسی اپنے نوٹ میں اُن کے اسماء پیش کر دیں۔

(۳) جملہ حضرات ممبری کی منظوری سے دفتر کو مطلع کریں اور حضرت جوش حضری کاغذات کا فائل بنا کر محفوظ کر لیں۔

(۴) جملہ ممبران سال بھر تک سب شعراء و ادباء رسالہ کے کلام کو نظر میں رکھیں۔ یا بطور یادداشت اپنی اپنی بیاض پر خاص خاص باتیں نوٹ کرتے جائیں اور سال کے آخر پر نومبر میں جملہ ممبران ایک ایک خط کے ذریعہ سے دفتر کو مطلع فرمادیں۔

رہنمائے تعلیم لاہور \_\_\_\_\_ ۳۰ \_\_\_\_\_ اپریل ۱۹۳۵ء  
کہ فلاں فلاں شخص ہماری رائے میں مستحق خطاب ہے۔

(۵) صدر موصوف جن اسماء کے حق میں کثرت آراء پائیں انکے اسماء نوٹ کر لیں اور یا تو خود انکو خطابات تجویز فرمادیں یا ممبر صاحبان نے جو خطابات تجویز فرمائے ہوں ان میں سے شخص مذکور کے حسب حال خطاب کو منظور فرمائیں یا پھر ممبران میں کسی یا کئی رنگ کو خطابات تجویز کرنے کے لئے مختلف فرمائیں۔ میرے نزدیک اس کام کو حضرت علامہ مابر صاحب اچھی طرح انجام دیئے۔

(۶) اس تمام کارروائی اور آراء کے ساتھ خطابات کی اشاعت سالانہ میں کر دی جائے (یا خالی خطابات شائع کر دیئے جائیں آراء کو حذف کر دیا جائے۔

خدا کہے جملہ حضرات میری اس مخلصانہ اور مفید تجویز کو پسند فرمائیں اور اس کام کو مدبران سائل کے مضمون کا تقاضا سمجھ کر خاموش نہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ ہی اظہار پسندیدگی تا ئید کی صورت میں ہنمائے تعلیم کے ذریعہ سے کریں۔

نوٹ۔ اگر اس کمیٹی کے نظم و شرکی نسبت سے دو حصے کر دیئے جائیں تو یہ زیادہ آسان اور بہتر صورت ہو جائیگی۔

خادم ادب ابراہن حسن گنوری بدایوں

## خطاب کمیٹی

عنوان بالا سے حضرت ابراہن حسن کا ایک ضروری مضمون اسی پرچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مضمون ہر پہلو سے جاذب توجہ ہے۔ خود ساختہ خطابات کی وبا اس قدر عام ہو رہی ہے۔ کہ تقریباً نوے فیصدی شعراء اس مرض کے شکار نظر آتے ہیں۔ ایسے اصحاب کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ جو خود ساختہ خطابات تو درکنار حاصل کردہ خطابات کو بھی اپنے نام کے ساتھ استعمال کرنا اخلاقاً پسند نہیں کرتے۔ ہر شخص اسی جذبہ میں مبتلا ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی اعزازی خطاب اس کے نام کے ساتھ ضرور ہونا چاہئے۔ جس طرح ہندو کی بہت سی ذاتیں راجپوت اور برہمن کہے جانے کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ یا جس طرح بہت سے مسلمان حضرات دو تین چھ لاکھوں میں سید بن جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خطاب پسند شعرا پہلی جہت میں ممتاز الشعراء۔ اس کے بعد ناخدا مئے سخن۔ پھر اس خیال سے کہ یہ حرف نفی شروع میں کیوں رہنے دیا جائے۔ تیسری جہت میں خدائے سخن بن جاتے ہیں۔

یہ وباء کچھ تو اخباروں اور رسالوں کے ایڈیٹروں نے جوش محبت و عقیدت میں یا مستقل قلمی امداد چاہل کرنے کی ہوس میں راقم مضمون کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لئے پھیلا رکھی ہے اور کچھ ان مضمون نگاروں یا مصنفوں کے معتقدوں اور نیاز مند شاگردوں نے پیراں نے پرند و مریداں سے پرانند کے قول پر عمل کر کے

اس مرض کو متعدی بنایا ہے۔ جیسا کہ حضرات اُس نے تحریر فرمایا۔ لیکن یہ خرابی یہیں تک محدود نہیں ہے۔ اڈیٹر دلوں کی خوشامداتہ روش اور شاگردوں کی عقیدہ مندانہ مدح سرائی کے علاوہ بہت سے اہل قلم خود اس خرابی میں مبتلا ہیں۔ کہ وہ جب کوئی مضمون یا نظم وغیرہ کسی جگہ بہ غرض اشاعت روانہ کرتے ہیں۔ تو اپنے نام کے ساتھ کوئی نہ کوئی خطاب بھی رکھ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یا تو یہ ہوتا ہے۔ کہ اڈیٹر کو مرعوب کر سکیں اور یا یہ کہ ناظرین کی توجہ اپنے کلام پر مبذول کر سکیں۔ نا اہل اگر ایسا کریں۔ تو کسی کو چندال افسوس نہ ہو۔ تماشا تو یہ ہے۔ کہ اچھے اچھے اہل قلم کی ذہنیت بھی اسی ضمن میں شامل ہے۔ رسالہ ہذا کی ادارت میں میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ کہ بعض اصحاب کوئی نظم یا غزل رسالہ میں بھیجتے ہیں۔ تو اس کا عنوان اپنے ہی دست مبارک سے تجلیات گوہر یا تبرکات جوہر لکھ دیتے ہیں۔ مجھے بھی یہ ضد سی ہو گئی ہے۔ کہ جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ پاتا ہوں۔ قلم زد کر دیتا ہوں۔ اور تجلیات یا تبرکات کی جگہ خیالات یا جذبات وغیرہ لکھ دیتا ہوں۔ با ایں ہمہ اس تبدیلی عنوان سے ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد پھر وہی تجلیات گوہر یا تبرکات جوہر سامنے آ جاتے ہیں۔ اور سُنے۔ شملہ میں لکھی اکبر حیدری سے یہ ذکر سن کر میں سخت حیرت زدہ ہوا۔ کہ اکبر آباد کے ایک شاعر اپنی نظم اور مضمون کے شروع میں صرف تعویفی عنوان ہی نہیں بلکہ اڈیٹر کا تعریفی نوٹ بھی خود ہی لکھ کر میرے پاس بہ غرض اشاعت بھیج دیتے ہیں۔ حیرت کی وجہ زیادہ تر یہ تھی۔ کہ یہ اکبر آبادی شاعر دُنیا کے سخن میں کافی شہرت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ جب اس پایہ کے شعرا کا یہ حال ہے۔ تو ماوشما کا ذکر ہی کیا۔ وہ تو اس ہوس میں جو کچھ بھی گو گزریں۔ کم ہے۔ کوئی عالم فاضل لکھ دیتا ہے۔ کوئی ایسی جگہ کا نقل باسند ہے۔ جہاں ڈاک خانہ بھی نہیں ہے۔ مگر اپنے نام کے ساتھ لیکچرار لکھتا ہے۔ جس کا مفہوم پروفیسر ہے۔ کوئی جرنلسٹ و میڈلسٹ کا مرکب مفرح تیار کر کے رکھ دیتا ہے۔ اسی قسم کے حضرات کی مزاج پر سی کے لئے مجھے جو بلی نمبر میں نمکدان لکھنا پڑا تھا۔ جس کا اتنا اثر تو ضرور ہوا ہے۔ کہ متعلقہ اصحاب کی دستاویز فیصلت میں اب وہ شملہ بہ مقدارِ علم کبھی نظر نہیں آیا۔

تعجب تو یہ ہے کہ اس قسم کے حضرات جب کسی مجلس میں اپنا نام ظاہر کرتے وقت لفظ ممتاز الشعراء استعمال نہیں کرتے یا اپنا کلام منٹاتے وقت اسے تجلیات گوہر یا تبرکات جوہر کہنے سے شرماتے ہیں۔ اور وہاں عرض ہے یا گزارش ہے کہ کلام پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ تو اس کلام کو بہ غرض اشاعت بھیجتے وقت شروع میں ممتاز الشعراء یا تجلیات و تبرکات لکھنے سے انکارتاتھ کیوں نہیں لہزتا۔ ان کا قلم کیوں نہیں رکتا۔ . . . . ان کا اخلاق کیوں نہیں شرارتا۔ ان کی ضمیر کیوں ملامت نہیں کرتی۔

پس اس خطابی کیٹی کی تجویز کو اگر ناظرین کرام تہ دل سے پسند فرمائیں اور اس کے خیر مقدم میں حضرت



آبر کے ہم نوا ہوں۔ نیز وہ بزرگوار حضرات جن کے اسمائے گرامی انہوں نے تجویز فرمائے ہیں۔ اس اہم ادبی خدمت کو اپنے ذمہ لینا منظور فرمائیں۔ تو نیاز مند میر حصہ نظم اپنی ناچیز خدمات ان کے سپرد کر دینے پر آمادہ ہے۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ تمام ادب و اوزار حضرات بالعموم اور متعلقہ اصحاب بالخصوص اس تجویز کے حسن و قبح پر اور پسندیدگی کی صورت میں اس تجویز کے عملی پہلوؤں پر اپنی قیمتی رائے کے اظہار سے خوش وقت فرمائیں گے۔ جن اصحاب کے نام نامی جناب آبر نے منتخب فرمائے ہیں۔ وہ بلاشبہ اس کمیٹی کی عظمت اور شان کو ذرا بالا کرنے کے لئے نہایت موزن ہیں۔ اس فہرست میں جو انہوں نے مرتب کی ہے۔ اگر کوئی قسم ہے۔ تو صرف یہ کہ انہوں نے مجھ نااہل کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا ہے۔ اور نہ صرف شامل کیا ہے۔ بلکہ صدارت کے لئے بھی مجھی کو منتخب کیا جانا تجویز کسب ہے۔ حالانکہ مجھے اپنی جبلی عادت کے زیر اثر صدارت تو درکنار ممبر بننے میں بھی تامل ہے۔ اس عمل پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آتا ہے۔ اور وہ میری عادت کا صحیح ترجمان ہے

انگلیاں ہر طرف سے اٹھتی ہیں۔ طرہ امتیاز نے مارا

میرے عنایت فرما جناب آبر نے جس مقصد کو مد نظر رکھ کر میرا نام صدارت کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ وہ مقصد یعنی مرکزی مقام میں رہنے کے سبب کام کی سہولت کا خیال اس طرح بھی پورا ہو سکتا ہے۔ کہ میں اس کمیٹی کا سیکرٹری بن جاؤں۔ کاغذی گھوڑے دوڑانے اور ہر قسم کا دفتری کام کرنے کی غرض سے کسی انجمن کے لئے ایک سیکرٹری بھی اس کا ضروری عنصر ہوتا ہے۔ لیکن خرابی یہ ہے۔ کہ سیکرٹری صرف ارکان انجمن میں سے منتخب ہو سکتا ہے۔ اور اس کے لئے اس انجمن کا رکن ہونا لازمی امر ہے۔ اس لئے جو شخص خدمت ادب کے احساس سے سیکرٹری بن جانا منظور کرے۔ اس کے لئے رکن بننا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ پس میں سیکرٹری کے فرائض تو رضا کارانہ طور سے اپنے ذمہ لینے پر آمادہ ہوں۔ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے بادل نا خواستہ رکن بن جانا بھی قبول کر سکتا ہوں۔ صدارت کے لئے کوئی اور نام ضرور تجویز کرنا پڑیگا۔ میر دوست اس بحث کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ کہ صدر کون ہو۔ یہ کام بعد میں بھی ہو سکتا ہے اور بغیر کسی وقت کے ہو سکتا ہے۔ البتہ ارکان انجمن کے اسمائے گرامی اس خیال سے قابل غور ہیں۔ کہ آیا اس کمیٹی کے ارکان ہی پانچ اصحاب ہوں یا زیادہ۔ میرے خیال میں دو مشاہیر کے نام اس فہرست میں اور شامل کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی رسالہ ہذا کے مستقل معاونوں اور مربیوں میں سے ہیں۔ ان دو مشاہیر سے میری مراد جناب پروفیسر مہر دگوا لیاں اور حضرت یاس عظیم آبادی سے ہے۔ یعنی ارکان انجمن میں مفصل ذیل اصحاب شامل ہوں۔

(۱) ناخذ لئے سنخو، حضرت نوح ناروی (۲) اعتبار الملک حضرت دل شاہ جہانپوری

- (۳) محقق اعظم حضرت صابر الہ آبادی (۴) حضرت یاس عظیم آبادی  
(۵) جناب پروفیسر مہر (۶) مولوی محمد اسماعیل صاحب پانی پتی  
(۷) نیاز مند مدیر حصہ نظم جو مرکزی سہولت کے خیال سے سیکرٹری بننے اور سیکرٹری بننے کی وجہ سے رکن بننے پر مجبور ہے۔

کام کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے مرکزی مقام یعنی دفتر رسالہ میں ایک رکن کی موجودگی ضروری نہ ہوتی۔ تو باقی چھ اصحاب اس کمیٹی کے لئے نہایت موزوں تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ناظرین رسالہ ہذا کی کثیر التعداد جماعت میں سے ادب نواز حضرات کی رائے اس اہم تجویز سے متعلق کیا ہے۔ اور نیز یہ کہ تجویز کئے ہوئے مغز اراکین اس کمیٹی کا وجود کہاں تک پسند فرماتے ہیں۔ آخری فیصلہ مغز اراکین ہی کے اظہار رائے اور پسندیدگی یا ناپسندیدگی پر انحصار رکھتا ہے۔ فقط

جوش ملیانی مدیر حصہ نظم



## میرے محترم دوست جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی اپنے ایک کرم نامہ میں لیں رقم فرماتے ہیں

پرچہ کو دیکھ کر واقعی سخت حیرت اور تعجب ہوا۔ نہ معلوم اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو اس طرح بیدار بلیغ خرچ کرنے بلکہ پھینکنے میں آپ کو کیا مزا آتا ہے۔ دو مرتبہ سخت نقصان اٹھانے کے بعد تیسری مرتبہ آپ نے پھر اس عظیم الشان غلطی کا جان بوجھ کر اعادہ کیا ہے۔ خدا کرے کہ اس کے نتائج آپ کے حق میں خوشگوار ہوں۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ مالی لحاظ سے بیدار بلیغ ہونے کے باوجود آپ کے پبلک کے سامنے چیز ایسی عجیب۔ جدید اور دلچسپ پیش کی ہے کہ بلابالغہ جو شخص بھی دیکھے گا حیران اور ششدر رہ جائیگا۔ ہندوستان کی ریڈیو اس دنیا میں یقیناً یہ سب سے بڑا علمی قدم ہے۔ جو آپ نے اٹھایا۔ نہ اس الوالعزمی کی کوئی دوسری مثال اس وقت موجود ہے۔ نہ امید ہے کہ آئندہ کسی میں اس قدر ہمت اور جرأت ہو کہ وہ اس ریڈیو اس سائیکل پیڈیا کی مانند کوئی پرچہ شائع کر سکے۔ واقعی آپ نے کمال کر دیا اور وہ کچھ کر دکھایا جس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا جس خوبی۔ نفاست۔ عمدگی۔ صفائی اور شان کے ساتھ آپ نے یہ پرچہ مرتب کیا اور شائع فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی جیسے دریا دل اور الوالعزم انسان سے ممکن تھی۔ اب صرف یہ دعا ہے اور دل دعا ہے کہ آپ کی بے انتہا کوشش بیدار بلیغ اور سخت دھڑ دھوپ کی قدر ہو۔ پرچہ مقبول ہو۔ لوگ اسے پسند کریں افسران سوسائٹی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اور چندہ دن بھی نہ گزرنے پائیں کہ دفتر سائے پرچوں سے خالی ہو جائے اور آپ اپنے نائل کے لئے پرچہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو +

## بہارِ کشمیر

دامنِ سبز و زار پر درجہ میں رند ہیں تمام  
صبح نشاط سے سوا۔ شام ہے یہ نظر فریب  
جنبشِ موجِ آب سے رقصِ کناں شعلہ مہر  
سینہ صاف چرخ پر۔ رنگِ فروز ہے ہنک  
مرکزِ نازِ دلِ ربا۔ خاطرِ عاشقِ جزیریں  
منظرِ دلکشِ نشاط۔ دامنِ کوہِ سار ہے  
حائلِ حسنِ لاجواب۔ گلشنِ شالامار ہے  
مرکزِ انتشار میں۔ گردشِ آبِ سار ہے  
رحمتِ کردگار سے۔ موسمِ خوشگوار ہے  
بلبلِ وگل کے واسطے۔ گلبنِ مشاخصار ہے

شاخِ شجر ہے گلفشاں۔ محلِ اُگلتی ہے زمین  
دھرم چار سوعیاں۔ قدرتِ کردگار ہے

دیکھو کتبِ کشمیری

## نوائے سرور

تم کو مرنا اگر نہیں آتا  
تم کو حسنِ عمل سے نفرت ہے  
ہے بہت خوفناک مستقبل  
وقت کی سخت گیر لوں تمہیں  
چاہتے ہو کہ کوئی کام کریں  
غیبِ تم میں یہی تو ہے کہ تمہیں  
کوئی بھی کام کر نہیں آتا  
دل تمہارا ادھر نہیں آتا  
تم کو لیکن نظر نہیں آتا  
کبھی خوف و خطر نہیں آتا  
جی میں آتا ہے کہ نہیں آتا  
کوئی علم و ہنر نہیں آتا

دیکھو کتبِ کشمیری

محوِ لطفِ حیات ہو اتنے  
تم کو مرنا نظر نہیں آتا

## ریولوز

پندت یوگراج صاحب نظر سوانوی کی تحسین آفرین داد طلب بہت الو الغری سے گیتا کا مشہور عالم فلسفہ کلام ربانی [منظوم اردو ترجمے کی صورت میں نعمۃ الہام یا کلام ربانی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جسے تصنیف تالیف کا بہترین مجموعہ کہنا چاہئے۔ کتابت طباعت ہر لحاظ سے قابل تعریف و لائق توصیف ہے ضخامت بڑی قطع میں تقریباً دو صد صفحات کی ہے اور قیمت صرف بارہ آنہ ہے۔ مدرسین اور طلباء کے لئے اٹھانہ (۸)۔

فاضل صنف کو اس محنت شاقہ کے معاوضہ میں پانچ ہزار روپیہ مختلف امر و دوسا کی طرف سے بطور انعام مل چکا ہے جو اردو نظم کی کس میرسی ویسج میرزی کے دور میں بسا غنیمت سمجھنا چاہئے۔

فلسفہ اور بالخصوص روحانی فلسفہ کے نہایت پیچیدہ مسائل سلیس اور ہموار نظم میں بیان کرنا آسان نہیں ہے سب سے پہلی مشکل تو سنسکرت الفاظ کی بہتات ہے۔ جن کا صحیح تلفظ اردو نظم میں قائم رکھنا سخت دشوار ہے اور اس تلفظ کو ہر جگہ ایک ہی شکل میں ادا کرنا اس سے بھی زیادہ ناقابل عمل ہے۔ دوسری بڑی مشکل ان دقیق ترین مضامین کو واضح طور سے سمجھنا اور پھر ادائے مطالب کے لئے مخصوص الفاظ اور مخصوص اصطلاحات کو تلاش کرنا ہے۔ زبان کے افلاس کی وجہ سے یہ مشکل اس قدر موجب اشکال ہے کہ ہر متکلم کا ناطقہ بند اور ہر ایک ناظم کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ پابندی کہ ہمیشہ ہر عالم فلسفہ بیان کرنے والے کی شان میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کئے جسے سوائے ادب پر محمول کیا جاسکے۔ روحانیت کے وجدانی مضامین کو ہموار نشر ہی میں بیان کرنا دشوار تر ہے۔ چہ جائیکہ اسے ہموار نظم میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے۔ غرض بہت سی مشکلات اور بہت سے موانع حائل ہوتے ہیں۔ کوئی رستم وقت ہی اس ہفت خواں کو طے کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوتی ہے کہ جناب نظر سوانوی کا یہ منظوم ترجمہ ان تمام منظوم تراجم سے جو اب تک منظر عام پر لائے گئے ہیں۔ زیادہ صاف۔ زیادہ سلیس۔ زیادہ ہموار اور زیادہ کامیاب ہے۔ چند اشعار جو ایک ہی جگہ سے بے فصل درج کئے جاتے ہیں۔ ملحوظ ہوں۔

میں ہی اس عالم کی ہوں جائے پناہ	سب کا رازق اور سب کا خیر خواہ
دیکھنے والا ہوں نیک و بد کا میں	پاسباں ہوں عالم بے حد کا میں
ہے مجھی میں سب کے رہنے کا مقام	میرے ہی دم سے ہے عالم کا نظام
بے غرض مہر و کرم کرتا ہوں میں	مطف سب پر دمبدم کرتا ہوں میں

اس جہاں کا اول و آخر ہوں میں      بے فنا ہوں مغنی و ظاہر ہوں میں  
میں ہی اس عالم کا ہوں وجہ وجود      باعث ہنگامہ بود و نبود  
ابر کھلتا ہے مرے احکام سے      اور برستا ہے مرے انعام سے  
روح بھی اور مادہ بھی مجھ سے ہے      یہ بقا بھی یہ فنا بھی مجھ سے ہے

ایک اور مقام کے چند اشعار سلسلہ وار ملاحظہ فرمائیں -

اس جہاں کے دل میں جو موجود ہے      جو تمہارا منزل مقصود ہے  
غیر فانی ہے وہ ہے بے مثل ذات      ہے اسی کے دم سے دُنیا کو ثبات  
جو کبھی گھٹتا نہیں بڑھتا نہیں      موت کے ہتھے کبھی چڑھتا نہیں  
روح ہے نام اس وجود پاک کا      جس کے بس میں ہے یہ قالہ خاک کا  
روح ہے بے ابتداء انتہا      خاک کے ان قابلوں کو ہے فنا  
اس لئے فانی کا تو ماتم نہ کر      جنگ کر ان خاکیوں کا غم نہ کر

اس مختصر اقتباس سے اہل نظر اندازہ فرما سکتے ہیں کہ قابل مصنف نے جہاں تک ممکن ہو سکا ہے خوش بانی کا حق ادا کرنے میں مقدور بھر کوشش کی ہے۔ متفرق مقامات سے دو دو تین تین اشعار اسی قسم کے خوش گوئی کے ثبوت میں لکھے جانے منظور ہوں۔ تو ہر ایک صفحہ پر ایسی مثالیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس قسم کا طویل انتخاب اس حقیقت کے اظہار میں کہ سلسلہ انداز بیان کی نوعیت کیا ہے۔ کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ اسی لئے اس قسم کا متفرق اقتباس درج نہیں کیا گیا۔ یہی دو نمونے جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ اس بات کا وزن کرنے کے لئے کہ مصنف کا انداز سخن کیا ہے۔ کافی معلوم ہوتے ہیں۔

باوجود اس نمایاں کامیابی کے جو قابل مصنف نے اپنے حسن طبیعت اور قوت بیانہ سے حاصل کی ہے۔ اظہارِ حق گوئی یہ کہنے میں متاثر ہے کہ اب اس مشہور عالم فاسف کو اردو نظم کا جامہ پہنانے میں مزید ترقی کی راہیں مسدود ہو چکی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نکاتِ فن کے مبصر اس منظوم ترجمہ کو تنقیدی نگاہ سے دیکھینگے تو بعض پہلو ایسے بھی نظر آئینگے جن پر مزید توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً قافیہ کے سقم بعض جگہ موجود ہیں۔ جن کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔ سو کھنا اور ٹوٹنا۔ فتح اور سطح۔ واو معروف اور حاو مجھول کو بالمقابل حرفِ روی قرار دینا۔ کرو اور لڑو۔ بچانے اور مٹانے۔ دانستہ اور تابندہ۔ مخلوقات اور موجودات۔ جلوں اور شکلوں۔ کرو اور بنو۔ چلتی اور دانی وغیرہ۔ فارست اگرچہ ایک وسیع مضمون کو چھوٹی سی بحر کے دو مصرعوں میں بیان کرنے کے لئے اکثر تائیز ہو جاتی ہے۔ مگر بعض جگہ وہ سنجیدہ صورت میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً

درسلکِ گہر - دہرا ندرول - درغیب و ظہود - پس از مردن - درسام وید بر غفوق تصور - در حرفِ بجا - صدقِ دل سے سر جھکا و بیش من - برائے سوختن وغیرہ -

متروکاتِ زبان کو اگرچہ بہت حد تک زیر نظر رکھا گیا ہے - مگر اس پہلو میں اور زیادہ احتیاط و احتراز کی ضرورت ابھی باقی ہے - مثلاً آنکھوں میں جاپاؤ گئے تم - جل بر گِ کل - گر - مہر و ماہ و عرش و فرش و بحر و بر (توالی عطف) لیک وغیرہ -

بعض جگہ ترکیبیں معیوب ہیں - مثلاً حواس و سانس - چکر و گدا - مرگ و پیدائش - برگِ کل - اہلِ مکرو فنڈ - منزلِ رسا - خوش ترنم ساز وغیرہ -

شکستہ ناروا کا ختم بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے - اگرچہ ایک طویل اور مسلسل بیان میں جو کسی فرد و احد کی طرف سے بطور تقریر ہو - کئی مقامات ایسے آجاتے ہیں - کہ پوری بات ایک شعر میں اور وہ بھی چھوٹی سی بحر کے دھڑول میں بیان کرنی مشکل ہو جاتی ہے - مگر پھر بھی مصنف کا یہ فرض ہے کہ ذیل کی بنجیدہ صورتیں پیدا نہ ہوں - ۵

(۱) اس کو جو انسان استعمال میں لائے پائے راختیں ہر حال میں

(۲) ناک کے نتھنوں سے چلتی سانس کی آنے والی جانے والی سانس کی

حالتیں بالکل برابر کرتے ہیں دم کی یکساں چال کا دم بھرتے ہیں

(۳) عیش جو ہیں دیوتاؤں کے لئے شاد کام ان کے ہوتے ہیں وئے

ختم ہو جاتے ہیں نیک اعمال جب چھوڑ کر فردوس کی بزمِ طرب

واپس آتے ہیں اسی دُنیا میں پھر جسم پاتے ہیں اسی دُنیا میں پھر

اخیر میں ہم جنابِ نظر کو اس تصنیفِ منیف پر مبارک باد کہہ کر ان کی راست روی اور مذاقِ سلیم سے جس کا ثبوت اس مجموعہٴ کلام میں جا بجا پایا جاتا ہے - یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کلامِ ربانی کے دوسرے ایڈیشن میں ان معروضات کو جو مخلصانہ مشورہ کی حیثیت میں ہیں - ضرور ملحوظِ خاطر رکھینگے - اور اس متاعِ ادب کو جو سب کے نزدیک قابلِ قدر ہے - بعد نظر ثانی اُردو زبان کے لئے سرایہٴ نحر و مباحث بنا دیں گے - مسلمان حضرات اور نادار ہندو طالب علمین کو مناسب تصدیق پر سارے تین آنہ محمول ڈاک بھیج کر بھی یہ کتاب مل سکتی ہے - ملنے کا پتہ

نظر سوہا نوی - معرفت بی - این - سہیل بنارس شہر - بانس کا پھانک جوشِ ملیانی

یہ دونوں باتصویر منظوم کتبِ منشی محمد شفیع الدین صاحب نیرمدس دُرن بجوؤں کا تحفہ حصہ اول دوم کا ہائی اسکول نئی دہلی کی تصنیف سے ہیں - دونوں جلدوں میں حتیٰ نظمیں ہیں وہ بہت پاکیزہ خیالات کی اور پچوں کے لئے نہایت مفید - سبق آموز اور نگار آمد ہیں - سائز درسی کتب کا

ہے۔ کتابت نہایت روشن اور چلی ہے۔ لماعت بھی بہت دیدہ زیب نہایت مغرب اور قابل ستائش ہے یہ سروق بھی بہت خوش نما اور باتصویر ہے۔ الغرض جن ظاہر کی خوبصورتی اور دلکشی میں اہتمام بلیغ سے کام لیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ کی ضخامت اسی اسی صفحہ کی ہے۔ کاغذ کی نفاست بھی کرشمہ دامن دل مے کشد کے مصداق ہے۔ قیمت ہر ایک حصہ کی آٹھ آٹھ آنہ ہے۔ جو مناسب معلوم ہوتی ہے۔ باقی راجس باطن۔ وہ بھی حسن ظاہر سے کسی طرح کم نہیں۔ عنوان ہر ایک نظم کا بچوں کی ابتدائی تعلیم کے مناسب حال رکھا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں ۳۸ نظمیں ہیں۔ جہاں جہاں تصویر کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ وہاں تصویر شامل کی گئی ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی مشکل لفظ آگیا ہے۔ تو اس کے معنی حاشیہ یا فٹ نوٹ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ۳۶ عنوان ہیں۔ ہر حصہ میں پہلی نظم حمد خدا اور دوسری نظم دعا ہے۔ نظموں کی زبان بہت عام فہم۔ سلیس اور بچوں کی عام قابلیت کے مطابق ہے۔ بعض بعض نظمیں نہایت دلکش اور بے ساختہ انداز بیان کی تصویر ہیں۔ مثلاً اونٹ والی نظم۔ ہر ایک عنوان کے لئے چھوٹی چھوٹی بحرین تجویز کی گئی ہیں۔ بحروں کا انتخاب بھی بہت موزوں اور مناسب حال ہے۔ اگرچہ فن کے لحاظ سے بعض مقامات اب بھی نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ مثلاً گلے پر جو نظم ہے۔ اس کا ایک شعر یہ ہے۔

۵ رخصت ہوا دن کا جب اُجالا آیا دوہنے کو دودھ گوالا  
یہاں دوہنے کی دہ اور دودھ کی دھہ تقطیع سے خارج ہے۔ اسی طرح ۵

اک دن انہوں نے ایسا بھنبھورا جسم بنا اک پٹکا پھوڑا  
یہاں بھنبھورا نہایت ثقیل اور غیر مانوس ہے۔ وغیرہ وغیرہ

لیکن اس قسم کی لغزشیں بہت شاذ اور خال خال ہیں۔ جن سے کتاب کی مجموعی خوبی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ میر صاحب کی یہ خدمت ادب اس قابل ہے۔ کہ محکمہ تعلیم کے حکام فاضل مصنف کی قدر تائی اور حوصلہ افزائی پر مائل ہوں۔ ہر دو کتب کا ہر ایک پرائمری اسکول کی لائبریری میں بلکہ ہر ایک بچے کے ہاتھ میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ کتابوں کے ملنے کا پتہ اس ریویو کے شروع میں درج کر دیا گیا ہے۔

جوش ملیانی مدیر حصہ نظم

بندت کا نشی رام شرما صادق تحریر فرماتے ہیں کہ

مجھے آپکا نوٹ دیکھ کر بار بار تعظیم کا خیال آتا رہتا ہے یہ امر اور بھی دل خوش کُن ہے کہ آپ کی پیرائہ سال کے ساتھ ساتھ آپ کا ادبی خدمات کا شوق جوان ہو رہا ہے۔ آپ سچ سچ پبلکس ہر ایک بڑا بھاری احسان کر رہے ہیں۔ بحر اللہ لعل کے اس کی جزائے خیر کرن کے سکتا ہوں کہ اس نمبر پر آپ کا اور شیخ محمد اسماعیل صاحب مبارک بلا کہتا ہوں یہ سابقہ جنم کے روحانی تعلقات ہوا کرتے ہیں +

# ریڈ کراس نمبر

لکرمی پنڈت اندرجیت صاحب شرماتہ تحریر فرماتے ہیں:-

لکرمی - محترمی رہنمائے تعلیم کا "ریڈ کراس" نمبر ملا۔ شکریہ

اس وقت میرے سامنے یہی خاص نمبر نہیں بلکہ کئی دوسرے سالنامے اور خاص نمبر بھی ہیں۔ مگر آپ کے "ریڈ کراس" کو سب سے بڑھ چڑھ کر پاتا ہوں۔ کیا ٹائٹل کیا طباعت اور کیا ترتیب مضامین اپنی اپنی جگہ سب خوب ہیں تمام مضامین اور نظمیں ندرت اور جدت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ماسٹر صاحب یہ آپ ہی کا دم ہے کہ طبع طرح کا نقصان اٹھا کر بھی کبھی پست ہمت نہیں ہوئے اگر اور کوئی ہوتا تو "جو بی نمبر" نکالنے کے بعد خاص نمبر نکالنا تو درکنار اس کا نام بھی نہ لیتا۔ مگر یہ آپ ہی کا حوصلہ اور ہمت ہے کہ کبھی "فسانہ نمبر" نکلتا ہے اور "ریڈ کراس" نمبر اور پھر کبھی "دل نمبر" نکالنے کا اعلان ہوتا ہے آفرین! صد آفرین!! بلکہ ہزار بار آفرین!!!

زمانہ کچھ کہے لکرمی تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اردو کی جو خدمات آپ انجام دے رہے ہیں شاید ہی کسی دوسرے سے بن پڑیں۔ آپ کا نام اردو کی تاریخ میں زریں حروف میں لکھا جا چکا اور بقا دوام حاصل کر چکا ہیں

لکرمی سید محمد صدیق شاہ صاحب ایم اے ایم او ایل تحریر فرماتے ہیں

لکرم بندہ جناب ماسٹر جگت سنگھ صاحب

تسلیم! آپ کا "ریڈ کراس" نمبر ملا۔ مگر مفراٹھی کا شکریہ۔ یہ نمبر اس قدر شاندار ہے کہ اس کی اشاعت پر آپ بجا طور پر سستی مبارکباد ہیں۔ اس سے پیشتر مختلف رسائل کے متعدد "ریڈ کراس" نمبر میری نظر سے گذرے۔ مگر جو حیثیت بلحاظ خوبی۔ فراوانی اور برجستگی مضامین رہنمائے تعلیم کے "ریڈ کراس" نمبر کو حاصل ہے۔ بلابالغہ اور کسی "ریڈ کراس" نمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس نمبر کو "ریڈ کراس" انسائیکلو پیڈیا کہنا بالکل موزوں مناسب ہے۔ یہ نمبر تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں "ریڈ کراس" کی تاریخ۔ اس کے مختلف شعبوں کی تفصیل۔ ان کے غراض و مقاصد اس وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔ کہ مطالعہ کرنے والے سے اس تحریک کی کوئی بات اور کوئی خوبی چھپی ڈھکی نہیں رہتی۔ اس تحریک کے متعلق تمام شبہات کا ازالہ اور تمام اعتراضات کا رد ایسے مائل طریق پر کیا ہے کہ کوئی مطالعہ کنندہ اس تحریک کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تحریک "ریڈ کراس" کی تازہ ترین خدمات کے کوائف کو اس استعداد سے فراہم کیا



کہ پڑھنے والے کو حیرت ہوتی ہے۔ اس نمبر کا دوسرا حصہ حفظانِ صحت سے متعلق ہے۔ جو نہ صرف ریڈ کراس کی تحریک کے اغراض و مقاصد کو روا کر کرنے والا ہے۔ بلکہ دیہات سدھار کی تحریک کو بھی یکساں طور پر مفید ہے۔ اس حصہ میں حفظانِ صحت کے متعلق ایسی ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ کہ جن کی ضرورت کوئی سمجھدار آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ تیسرا حصہ مختلف افسانوں اور ڈراموں پر مشتمل ہے۔ یہ فلسفے اور ڈرامے جہاں خلقِ خدا کی خدمت کا سبق دینے والے ہیں۔ وہاں اُردو زبان کے ادب لطیف میں بھی ایک قابلِ قدر اضافہ کرنے والے ہیں۔ ریٹیل دیدہ زیب ہے۔ اور رسالہ کی دورنگی تحریر نہایت دلکش اور نظر فریب ہے۔ غرض یہ نمبر مضامین کی ہمہ گیری اور طباعت کے اعتبار سے تمام محاسن کا مجموعہ ہے۔ اُمید ہے کہ نہ صرف ریڈ کراس اور دیہات سدھار وغیرہ تحریکات کے حامی اس کی قدر کریں گے۔ بلکہ تمام اہل علم اصحاب اس کے فوائد سے متمتع ہوں گے۔

## میرے ایک محسن کی رائے گرامی

لکرمی۔ تسلیم۔ نمبر پہنچا۔ بلحاظ ضخامت۔ رنگینی اور خوبصورتی کے اُردو زبان میں خصوصاً تعلیمی نیاس یہ نمبر اپنا نظریات ہی ہے۔ یوں تو آجکل اخبار و رسائل کا خاص نمبر نکالنا و طیرہ ہو گیا ہے۔ مگر ریڈ کراس جیسے خشک مضمون پر اس قدر گونا گوں۔ پُر از معلومات اور دلچسپ مضامین فراہم کرنا آپ کا ہی حصہ ہے۔ میرے خیال میں اس مضمون پر اس سے زیادہ مسالا پیش کرنا محال معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح جاپان نے اس تحریک کی ترقی میں کمال دکھلایا ہے۔ آپ کے ادبی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تحریک کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے۔ ریڈ کراس کی مفید ترین باتوں کو دلنشین کرنے کے لئے کوئی بات اٹھا نہ رکھی گئی ہے۔ کہیں نظم کہیں نثر کہیں مکالمہ کہیں راویہ دکھلایا ہے۔ اگر اس طرح بھی طبیعت مائل نہ ہو تو مستقر دلچسپ کہانیاں داخل کی ہیں کہ خود بخود پڑھنے کو جی چاہتا اور آسانی سے تبلیغ ہو کر گونڈ لکھی شکل میں داخل منڈ ہو جاتی ہے۔ میں آپ کو اپنی محنت و اذیت اور فنِ صحافت نگاری پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید ہے کہ اُسند بھی ایسا کی خدمات کو اپنا نذریہ نگاہ بنائے رکھیں گے۔ آپ کا ہادی ساگر مل گستاخ اور اس حضور ہندی

## میرے محترم و مکرم جناب پنڈت لبھورام صاحب جوش ملیانی

اپنے ایک خط میں ریڈ کراس نمبر کی بابت یوں فرماتے ہیں:-

ریڈ کراس نمبر پہنچا۔ بلاشبہ آپ کی محنت اور توجہ قابلِ تحسین ہے۔ اس سے زیادہ کوئی کیا کر سکتا۔ مضامین کا انتخاب اور حسن ترتیب وغیرہ سب بامیں قابلِ داد ہیں۔ اور لائقِ صاف حفظانِ صحت کا حصہ نہایت مفید اور ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے۔ زیادہ تحسین۔

## میرے مکرم بھائی عابد شاہ جہانپوری اپنے ایک کارڈ میں یوں لکھتے ہیں :-

جوبلی نمبر اور افسانہ نمبر کے بعد ریڈ کراس نمبر بھی آپ کی نگہ انتخاب کا ایک ایسا غیر فانی کارنامہ ہے۔ جس کے نقوش دل اہل نظر پر ہمیشہ مرکب رہینگے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا ایثار اور آپ کا انتخاب اپنا جواب آپ ہی حیرت تو یہ ہے کہ آپ ہر بار ایک ایسا دلکش مرتع دُنیا میں پیش کرتے ہیں۔ جس کی رنگینیاں درحقیقت جنتِ نظر ہوتی ہیں۔

## میرے مہربان بھائی صاحب سردار رام سنگھ جی یوں تحریر فرماتے ہیں

محترمی سردار صاحب !

ریڈ کراس نمبر کا شکریہ۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ اتنا ضخیم۔ دیدہ زیب اور دلکش ! سچ پوچھئے تو آپ سے ان صفحات میں بازی لے گئے ہیں۔ آپ کا ایثار قابلِ تعریف ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے ہر سال جو اہمات کوڑیوں کے بھاؤ لٹانے کا ہیمہ کر لیا ہے۔ جوبلی نمبر جس نے دیکھا۔ سراہا۔ افسانہ نمبر جس نے پڑھا۔ آپ کی الموعزی کا قائل ہو گیا۔ اب ریڈ کراس نمبر نے رہنمائے تعلیم کی پُرانی خدمات کو اور چار چاند لگا دیئے ہیں۔

ماسٹر صاحب مرجبا ! ریڈ کراس نمبر ریڈ کراس تحریک کو فروغ دینے میں کس قدر مدد ثابت ہوگا۔ اس کے گوناگوں بیش بہا مضامین سے آشکارا ہے۔ یہ نمبر کیا ہے۔ گویا انمول موتیوں کی مالا ہے۔ ریڈ کراس کے ہر شعبہ پر پُر از معلومات مضامین درج ہیں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ ریڈ کراس تحریک سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کے لئے ایک قسم کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ریڈ کراس سوسائٹی دل کھول کر آپ کی حوصلہ افزائی کریگی۔ اور سبک آپ کی عالیشان خدمات کا اعتراف کر کے اپنا اخلاقی فرض ادا کریئے گا۔

## ریڈ کراس نمبر کے متعلق عرش صاحب کیا فرماتے ہیں

مکرمی سردار صاحب تسلیم !

آپ اپنی ان ادبی عیاشیوں سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ نمبر کچھ اس شان سے نکلا ہے کہ بلند بانگ دعاوی سے ریڈ کراس تحریک کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے تمام رسالوں کی تعیلاتِ صریح رہ گئیں۔ میرا یہ دعوئے ایک حقیقت ہے کہ اُردو زبان میں انجمن صلیبِ احمدیہ کے مقاصد اور اس کی تاریخ کے موضوع پر ایسی کوئی شاندار کتاب خود انجمن ہذا کی طرف سے شائع کی ہوئی بھی نظر نہیں آتی۔ خدا آپ کو اس کا اجر دے اور قدرِ انانِ ادب کو آپ کی حوصلہ افزائی کی توفیق بخشے۔ عرشِ لسانی



## چند دلچسپ ریڈ کراس خبریں

جتنی ممکن دلچسپیاں اور جس قدر عمدہ مضامین ریڈ کراس نمبر کے لئے جمع ہو سکتے تھے۔ ہم نے اُنکے ہیا کونے میں کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ مزید دلچسپی کے لئے تحریک ریڈ کراس کے متعلق چند دلچسپ ترین بھی نیچے درج کی جاتی ہیں تاکہ جامعیت کے لحاظ سے کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے :-

### ڈاک کے ٹکٹ پر ریڈ کراس کا نشان

صنعت - صرفت - محنت اور تجارت میں جو نمایاں کامیابی اور شہرت جاپان نے حاصل کی ہے وہ آج کسی سے مخفی نہیں۔ اس نے کمال جو اندری اور بہمت کے ساتھ یورپ اور امریکہ کا تجارتی مقابلہ کیا اور اس میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ ہندوستان پر اس وقت جس سرعت اور تیزی کے ساتھ تجارتی لحاظ سے جاپان چھارہا ہے اُس کی مثالیں ہر شخص اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جاپانی جو بھی کام شروع کرتے ہیں نہایت ہی قلیل عرصہ میں اپنی بہمت - کوشش اور اشار کی بدولت اُس کو منتہائے کمال اور پورے اوج ترقی پر پہنچاتے ہیں۔ دُور کیوں جائیے۔ ریڈ کراس کی تحریک ہی کو دیکھ لیجئے جب یہ تحریک جاپان میں پھیلی تو وہاں اس نے اس قدر تیزی اور سرعت کے ساتھ کامیابی اور ترقی حاصل کی کہ اُسکی کیفیت معلوم ہو کر حیرت ہوتی ہے۔ ناظرین یہ منکر متعجب ہو گئے کہ جاپان کے سرکاری ٹکٹوں پر ریڈ کراس کا واضح نشان چھاپ دیا گیا ہے اور ٹکٹ پر جاپان کی مرکزی ریڈ کراس سائنٹی کی عمارت کا خوبصورت اور شاندار فوٹو چھپا ہوا ہے۔ جاپان میں اس تحریک کے فروغ اور عروج کا یہ بڑا زبردست ثبوت ہے۔ (ملاحظہ ہو ریڈ کراس نمبر صفحہ ۴۵۲ پر کی بلاک کی تصویر)

### پنجاب ریڈ کراس سوسائٹی کو ایک لاکھ کا عطیہ

وہ روپیہ جو خدمتِ خلق - دُور لگی بھلائی اور بے خبر لوگوں کو نیک اور اچھی بات بتانے میں خرچ کیا جائے۔ اس سے زیادہ سَو کا صحیح مصرف اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس یہ خبر ریڈ کراس حلقہ میں نہایت خوشی سے سُنی جائیگی کہ امرتسر کے ایک مخیر اور مالدار سیٹھ نے ایک لاکھ روپے کی گمراہ بہار قم پنجاب کی ریڈ کراس سوسائٹی کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ آفرین ہے۔

### انڈین ریڈ کراس سوسائٹی سے حضور شاہ ہند شاہ جارج پنجم کی محبت

اخبارات کے ذریعہ یہ خبر ناظرین تک پہنچ چکی ہوگی کہ آئندہ مئی میں ہمارا بادشاہ سلامت کی سلور جوبلی تمام سلطنت

برطانیہ میں پوری شان و شوکت سے منائی جائیگی کیونکہ اعلیٰ حضرت کو تخت نشین ہوئے ۲۵ سال ہو چکے ہیں۔ اس مبارک اور شاندار تقریب کی تیاریاں ابھی سے بہت وسیع پیمانہ پر رہ رہی ہیں۔ ریڈیو گراس تحریک سے دلچسپی رکھنے والے ناظرین نہایت مسرت کے ساتھ سنیں گے کہ اس جشنِ مسرت و شادمانی کے موقع پر حضور ہمنشاہ نے اپنی خاص عنایت و نوازش سے ایک فنڈ کے اجراء کی خواہش فرمائی ہے۔ جس کا تمام روپیہ لڈین ریڈیو گراس سوسائٹی سینٹ جان ایمپوینس ایسوسی ایشن۔ دی کوئٹس آف فنڈ فنڈ اور انڈین مسو لجرز بلونٹ فنڈ کو دیا جائیگا۔ حضور ہمنشاہ کی یہ خواہش انشاء اللہ نہایت شاندار طور پر کامیاب ہوگی اور ہندوستان کے نواب۔ مہاراجہ۔ امراء اور رؤساء نہایت دل کھول کر بڑی فیاضی اور دیادلی کے ساتھ اس فنڈ میں شرکت فرمائیں گے۔ اس کے متعلق حضور و اُسوئے اور جناب لیڈی انگلین صاحبہ علیحدہ علیحدہ اپیلیں شائع فرما چکے ہیں۔ یہ تجویز ظاہر کرتی ہے کہ حضور ہمنشاہ کے دل میں خدمتِ خلق اور عام لوگوں کی بھلائی و بہتری کا کس قدر بڑا جذبہ موجود ہے۔ خدا ایسے نیک نفس حکمران کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین (محمد اسماعیل پانی پتی)

## آرزوئے جمیل

(از سید عروج زیدی بریلونی)

جلوہ حُسنِ شعلہ ریز، بر خدا دکھا بھی دے      طورِ دل و جگر پر آج، برقِ کرم گرا بھی دے  
مجھ سے نظر ملا کے پھر ناز سے مسکرا بھی دے      میرے نیازِ عشق کا، ذوق و نفا بڑھا بھی دے  
رنجِ حفا ئے دوست بھی مسلکِ عشق میں ہے فرض      فرصتِ غم کو ڈھونڈ کر حیرتِ حُسن لا بھی دے  
سچی تلاش میں تری، ہونے لگا ہے انحطاط      پردہ اُٹھ کے پھر، جوشِ طلب بڑھا بھی دے  
وہ تو مری تلاش میں، بہرِ حفا ہیں مہمک      کثرتِ رنج و غم کہیں، ان کو مرا پتا بھی دے  
حدِ کمالِ رنج ہی، مژدہ انبساط ہے      سعیِ جمالِ دلفریب، درد کو دل بنا بھی دے  
فطرتِ عشق کو بے پھر، لیلیٰ حُسن کی تلاش      ذوقِ یہ میرے رحم کو نفیس مجھے بنا بھی دے

دید جوان کی منحصرِ حشر کے دن پہ ہے عروج

زورِ فغاں سے کام لے حشر بھی اُٹھا بھی دے

# شاگردانِ حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلویؒ

(۱۹)

(از خسر و سخن ہارون صاحب انصاف)

جناب غیاث الدین احمد صاحب خورشید دہلوی حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلوی کے رشید شاگرد گذرے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کلام خورشید میں بھی جناب داغ کے رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔ آمد فصاحت۔ بلاغت اور زبان کا لطف ہے۔ جناب خورشید دہلوی حضرت استاد نوح ناروی روحی لا الہ الاکبر کی طرح حیدر آباد دکن میں استاد داغ دہلوی کے پاس رہ چکے ہیں۔ حکیم سید محمد حسین صاحب داغ دہلوی شہر بیجاپور میں شاگرد حضرت داغ دہلوی ابھی ابھی بمبئی کے قریب ہر پھلک صناع کا دوا میں گزریے ہیں عمر قریباً اسی برس کی تھی۔ مہر جو م نے جناب خورشید دہلوی کی یہ غزل مجھے عنایت فرمائی حضرت داغ بیجاپوری کا خطب حیدر آباد اور بمبئی میں تھا۔ جناب خورشید دہلوی کا دیوان خدا جانے شائع ہوا یا نہیں۔ ہندوستان کے بہت سے کتب خانوں میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے لیکن کہیں یوان خورشید دہلوی میری نظر سے نہیں گذرا۔ شہر راس میں محمدن پبلک لائبریری کاٹھ ستر برس کے مذکور کتب خانے میں دیوان خورشید ہے۔ شروع اور اخیر کے صفحات پھٹے ہوئے ہیں، اس کتاب چل سکا کہ یہ کون خورشید ہیں۔ نواب متورخاں صاحب گوہر ریٹیں راس شاگرد حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلوی سے بھی ہیں اس کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ لیکن پھر بھی کچھ پتا نہ چلا۔ اس دیوان خورشید میں چونکہ رنگ داغ نظر نہیں آتا۔ اسے ثابت ہو کہ وہ دیوان خورشید دہلوی نہیں ہے۔ کسی اور خورشید کا ہو گا۔ اب ناظرین ہمائے تعلیم لاہور جناب خورشید دہلوی کا مروجہ کلام ملاحظہ فرمائیں۔

از غیاث الدین احمد صاحب خورشید دہلوی شاگرد حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلویؒ

قوت نہ آہ کی ہے نہ طاقت فغاں کی ہے      حالت بہت خراب دلِ ناتواں کی ہے  
آنکھوں کو لطف دید کا۔ کانوں کو بات کا      قسمت بلند سب میں ترے پاسباں کی ہے  
ہے شرم تیرے ماتھ مددے گداز عشق      کچھ جسم میں نمود ابھی استخاں کی ہے  
بدظن ہے راز داکے نگہ باں سے شتبہ      آفت میں جان لینے دلِ بدگماں کی ہے

خورشید شاعری میں فصاحت کا ہے مزا

سچ پوچھئے تو شعر میں لذتِ زباں کی ہے

## سیر حد

(لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر جمشید)

اپنے ملک کی شمال مغربی سرحد کو دیکھنے کی مجھے مدت سے آرزو تھی۔ کئی دفعہ موسم گرما کی تعطیلات میں گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا لیکن حالات کی مجبوری سے لاچار تھا۔ دس نومبر ۱۹۳۴ء کو انگریزی اخبار ٹریبون میں یہ خبر پڑھ کر کہ پنجاب جو جنرل ایسوسی ایشن کی جانب سے ایک پارٹی رائے صاحب لالہ سوہن لال صاحب پرفیسر سنٹرل ٹریننگ کالج کے زیر ہدایت کالا باغ۔ کوٹاٹ۔ پشاور۔ درہ خیبر۔ لنڈی کوتل اور پنجہ صاحب کی سیر کے لئے مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء کی شام کو روانہ ہوگی۔ تو میرے سمند شوق پر ایک اور تازیانہ لگا۔ چنانچہ دوسرے ہی دن رات صاحب مذکور کو سفر خرچ روا کر دیا۔ اُن کی اجازت آجئے پر ۲۰ نومبر کا بعد شوق انتظار کرنے لگا۔ اس انتظار میں یہ ہفتہ بڑی مشکل۔ بے گزرا۔ گھٹنے دن معلوم ہوتے تھے اور دن سینے۔ آخر ۲۰ تاریخ کو ساڑھے گیارہ بجے صبح کی گاڑی سے روانہ لاہور ہوا۔

ہمارے مقامی سٹیٹ ماسٹر با عظمت علی صاحب میرے دوست ہیں اور بڑے زندہ دل ہیں۔ جب میں نے ان سے اس سیر کے متعلق ذکر کیا تو وہ خوشی سے اُچھل پڑے۔ جھٹ دس یوم کی رخصت کی افسران بالا کی خدمت میں درخواست پیش دی۔ خوش قسمتی سے اُنکی رخصت بھی منظور ہو گئی۔ وہ مجھ سے مقررہ تاریخ۔ وقت اور جگہ پر لاہور مانے کا وعدہ کر کے ۱۹ نومبر کی صبح کو ہی روانہ ہو گئے۔

لاہور میں ۳ بجے شام کو پہنچا۔ یہاں میں ساڑھے ۴ گھنٹہ کے قریب اپنے مہربان سردار جگت سنگھ صاحب پرووڈر ٹرینر سالہ رہنمائے تعلیم لاہور کے مکان پر ٹھہرا۔ انہیں میں نے اپنے آنے کی پہلے ہی اطلاع دی تھی مجھے مل کر وہ نہایت خوش ہوئے۔ جاتے ہی ہاتھ منہ دھلا چائے اور ٹھٹھائی سے تواضع کی کچھ عرصہ کے لئے نہایت پُر لطف ادبی گفتگو ہوتی رہی۔ چائے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں رائے صاحب موصوف کے مکان پر پہنچا۔ انہوں نے ایک کارڈ جس پر تمام سیر کا پروگرام چھپا ہوا تھا دیکر ہدایت کر دی کہ میں سٹیٹن پر ٹھیک ساڑھے سات بجے پہنچ جاؤں۔ چھ بجے کے قریب سردار صاحب کے مکان پر واپس آیا۔ کھانا تیار تھا۔ بیٹے اور سردار صاحب نے مل کر کھایا۔ مہربان سردار صاحب نے بوقت روانگی دوسری صبح کے ناشتے کے لئے کچھ اُبلے ہوئے انڈے بھی دیئے۔ اور ایک جوبلی نمبر کی جلد بھی عنایت کی تاکہ راستہ میں اگر مطالعہ کی

طرف طبیعت کا رجحان ہوتا تو اسے پڑھ لیا جاتے۔ ان تمام عنایات کے لئے میں مکرر صاحب کا نہایت ممنون ہوں۔  
سینئر پرنسپل کے معلوم ہوا کہ ہماری پارٹی ۵۸ نفوس پر مشتمل ہے جن میں چھ لڑکیاں چھ کے قریب دیگر اصحاب  
اور باقی مختلف کالجوں کے طلباء ہیں۔

تمام پارٹی کو پہنچانے کے لئے دو بولنگ گارڈیاں ریزرو تھیں۔ ان گارڈیوں کے مختلف ڈبوں کو رائیٹ صاحب نے  
مختلف کالجوں کے طلباء میں تقسیم کر دیا تھا۔ میرا قریب سنٹرل ٹریننگ کالج کے طلباء کے ساتھ پڑا ہر ایک آدمی  
کو اتنی جگہ مل گئی تھی کہ وہ پاؤں پھیل کر سو سکے۔ جس گاڑی سے ہماری بولگیاں ملتی ہوئی تھیں اُس کا وقت دانگی  
لاہور سے آٹھ بج کر چالیس منٹ تھا۔ یہ گاڑی ویلی سے چل کر بھٹنڈا اور فیروز پور ہوتی ہوئی لاہور پہنچتی ہے اور  
ادر پھر بج کر چالیس منٹ پر روانہ ہو کر چیچکی لیاں، سنکانہ صاحب، لائلپور، سانگلہ، جٹیوٹ، سرگودھا، شاہ پور  
خوشاب، کندیاں، میانوالی ہوتی ہوئی ماری انڈس پہنچتی ہے۔ لاہور سے ماری انڈس کا سفر تقریباً ۲۱ گھنٹہ کا ہے۔  
چونکہ سفر کی پہلی رات تھی۔ اور ہر ایک آدمی خوش و خرم تھا۔ اس لئے اس رات بہت کم لوگ سوئے کوئی  
بے فکر ہو کر شور مچا رہا تھا۔ کوئی گارڈ تھا۔ کوئی ایک دوسرے کے ساتھ چھپر چھپر کر رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ  
سب کے سب دنیا و مافیہا بھول چکے ہیں۔ - - - - - اپنے اوپر کی نشست پر بستر کیا تھا۔ لیکن ایسے شور و غل میں سونا  
نصیب کہاں ۶۔

میرے ڈبے میں ایک صاحب لالہ بشن داس ایم اے تھے۔ وہ آجکل سنٹرل ٹریننگ کالج کے بی ٹی کے طالب علم  
ہیں۔ انہوں نے میرے مضامین مختلف اخبارات میں پڑھے تھے۔ جب انہیں میرا پتہ لگا۔ تو چند لمحوں میں  
ایسے فٹل لگے جیسے دیرینہ دوست ہوں۔ صبح ہوتے ہی گاڑی شاہ پور پہنچی۔ ۳۰ کے قریب شاہ پور کالج کے  
طلباء بھی ہمارے ساتھ سوار ہو گئے۔ خوشاب کے ہیڈ ماسٹر رائیٹ صاحب کے ایک عقیدت مند شاگرد ہیں۔  
انہوں نے وہاں چائے اور مٹھائی کا بہت اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ تمام پارٹی کی چلتی گاڑی میں ہی چلے اور  
مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

خوشاب سے لے کر داؤد خیل تک میانوالی شہر کے سوائے تمام علاقہ بنجر اور بیابان ہے۔ سوائے  
اونچے اونچے ریتلے ٹیلوں کے اور کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی خلق خدا اس طرف آباد ہے۔ اور اسے  
اپنا وطن عزیز سمجھتی ہے۔ لوگوں کی پوشش کے طرز۔ لباس اور زبان میں بھی مشرقی اور وسطی پنجاب کے رہنے  
والوں سے نمایاں فرق ہے۔ گاڑی کے ساتھ ساتھ اب سلسلہ کوہستان شروع تھا۔ اس سلسلہ کوہ میں یہ بات  
خصوصیت سے تھی کہ سب پہاڑیاں بنجر اور زنگی ہیں۔ سبزی یا کسی درخت کا نام و نشان بھی نہیں۔ گرمیوں میں  
جب یہ ریتلے میدان اور ٹیلے اور یہ ڈراؤنے اور ننگے ننگے پہاڑ گرم ہو جاتے ہو گئے تو خلق خدا الامان الامان



پکار اٹھتی ہوگی۔ کئی سٹیشن تو ایسے دیکھے گئے کہ جہاں پانی بالکل نہیں ہوتا۔ یہاں چھوٹے چھوٹے لوہے کے حوض رکھے ہیں جنہیں ہر صبح ریل کے ذریعہ ایک چلتے پھرتے بڑے حوض سے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ اس حالت سے متاثر ہو کر میں خدا کا شکر بجالایا جس نے مجھے ایسے علاقہ میں پیدا کیا جو پنجاب کا سب سے سرسبز اور شاداب علاقہ ہے۔ یہ بھی تو انسان ہیں جنہیں پینے کے لئے تازہ پانی بھی نہیں ملتا۔

گاڑی ایک بجے کے قریب ماڑی انڈس کے سٹیشن پر پہنچی۔ ماڑی انڈس کا سٹیشن دریائے سندھ کے بائیں کنارے واقع ہے۔ اور ٹھیک سامنے دائیں کنارے کا لا باغ کا شہر بسا ہوا ہے۔ ماڑی انڈس کے سٹیشن سے لا باغ کا منظر نہایت دلکش و خوبصورت دکھائی پڑتا ہے۔ پہاڑ کے دامن میں واقع ہونے کے سبب مختلف مکانات ایک دوسرے سے اونچائی پر رہنے ہیں۔ دوسرے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اوپر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں ہوں۔ ماڑی انڈس سے لا باغ جانے کے لئے دریائے سندھ پر ایک مضبوط پل بننا ہے۔ یہ لائن ماڑی انڈس سے لا باغ ہوتی ہوئی بنوں چلی جاتی ہے۔ چونکہ یہ لائن میٹر گج یعنی ساڑھے تیس فٹ چوڑی ہے۔ اس لئے ہماری بوگی گاڑیاں ماڑی انڈس کے سٹیشن پر ہی کاٹی گئیں۔ ہم اپنے سامان اور بستروں کو اسی طرح سے کھلے چھوڑ کر لا باغ ڈال دیے۔ گاڑیوں کو ہر جانب سے تالا لگا کر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ لا باغ پہنچ کر ہم قصبہ میں سے ہوتے ہوئے نمک کی کان دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ نمک کی کان قصبہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک چھوٹی سی کان قصبہ کے قریب بھی ہے۔ لیکن ہمارا ارادہ بڑی کان دیکھنے کا تھا۔ نمک کا پہاڑ دیکھ کر خدا کی قدرت کا مدعا یاد آ جاتی ہے۔ حضرت انسان کے لئے اُس کے خدا نے اپنی کوئی نعمت بخشنے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ اگر میٹھا اور تازہ پانی عطا کرنے پر آیا تو اُس کے سینکڑوں دریا بہا دیئے۔ گرمی کے تیل کی بخشش کی تو ایسی ایسی جگہیں بنا دیں جہاں کوئیں کھود کر لاکھوں ٹن تیل ہر سال نکالاجاتا ہے۔ اگر بونا عنایت کرنے پر آیا تو سینکڑوں میل لمبی کان بنادی اور اگر نمک کی مہربانی کی تو سینکڑوں میلوں میں کوہستان نمک بنا ڈالا۔ الغرض اُس کی کس کس مہربانی کا ذکر کیا جائے۔ قلم میں یہ طاقت کہاں؟

نمک کی کان تک پہنچنے کا راستہ دریا کے بالکل ساتھ ساتھ ایک پگنڈی کی شکل میں ہے۔ ایک طرف نمک کا عاید شان پہاڑ ہے۔ دوسری جانب زبردست دریائے سندھ اور بیچ میں ایک چھوٹی سی پگنڈی۔ کئی مقامات پر یہ راستہ اتنا چھوٹا ہے کہ اگر پاؤں پھسل جائے تو آدمی سیدھا دریا کے اندر گر جائے۔ کان کے دروازہ پر پہنچ کر ہمیں مختلف پارٹیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور ایک وقت میں ایک ہی پارٹی کو اندر لجا دیا گیا کیونکہ کیسورہ کی کان کئی طرح یہاں بجلی کا کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے گیس لمپوں کے ساتھ ہی آدمی اندر جاسکتا ہے۔ کان کے اندر داخل ہوتے ہی ایک خاص قسم کی بوسے محسوس ہوئی۔ وہاں باہر کی نسبت درجہ حرارت بھی

زیادہ تھا۔ میرا دم بوجہ نو وارد ہونے کے کچھ گھنٹے لگا۔ اس لئے گرم کوٹ اور گرم بُنبان، تانڈوالی، پھر بھی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ کان کے اندر چلتے ہوئے میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ میرے اوپر نمک، نیچے نمک، دائیں نمک اور بائیں نمک تھا۔ جہاں چھت نزدیک تھی وہاں قلمی نمک، لٹک رہا تھا۔ اس طرح کے نمک کو انگریزی میں *سٹیک* اور *سٹیک* کہتے ہیں۔ یہ نمک ہنایت ہی صاف اور خالص ہوتا ہے۔ ہماری پارٹی کے اصحاب نے لٹکے ہوئے نمک کو نمونہ کے طور پر لے جانے کے لئے توڑا۔ بعض قلمیں تو ایک ایک فٹ لمبی تھیں۔ ان *سٹیک* اور *سٹیک* کے متعلق سائنس کی کتب میں پڑھا کرتے تھے۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھے کان کے اندر کام کرنے والے مزدور بارود کے ذریعہ نمک کاٹتے ہیں۔ ان تنگ و دُشوار گزار جگہوں میں یہ خدا کے بندے کام کرتے ہیں۔ انکی روزانہ اُجرت ایک روپیہ چار آنہ کے قریب پڑتی ہے پہلے تو خیال آیا کہ ہمارے نارمل اور ایس وی ٹیچروں سے تو نمک کی کان کے یہ منوعہ ہی اچھے ہیں۔ لیکن جب انکی سخت محنت، جان جو کم اور ایسی بدبودار تنگ تاریک مقامات میں کام کرنے پر غور کیا۔ تو محسوس کیا کہ واقعی یہ اُجرت ان غریبوں کے لئے کوئی زیادہ نہیں۔ یہ کان کو کھینچنے کی کان سے کہیں پُرانی ہے۔ لیکن اُس سے اب بدرجہا چھوٹی ہے۔ نمک کی لاگت چھ آنہ من پڑتی ہے لیکن اس پر مھسول ایک روپیہ نو آنہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس جگہ سے سالانہ ۴۲ لاکھ من نمک نکلتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کھجور ۳۲ لاکھ من سالانہ۔

تین نیچے کے قریب ہم واپس ماٹھی انڈس کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک چھوٹا سا پانی کا نالا نمک کے پہاڑ سے آتا تھا۔ بعض اصحاب نے چند گھونٹ اس نالے سے پیئے۔ پانی اتنا نمکین تھا کہ وہ شاید اس تجربہ کو عمر بھر نہ بھولیں گے۔ واپسی پر گاڑی آنے کا کسی کو بھی خیال نہ تھا۔ بلکہ سب دریا لے سندھ کو بندوبست کشتی عبور کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ دریا پر آکر کشتیاں کراہ پر پی گئیں۔ ملاحوں نے فی کس ایک آنہ وصول کیا۔ اور کشتیوں کو دریا میں چھوڑ دیا۔ ہندوستان کے سب سے زبردست اور تاریخی ہند پرانا اُترانا اُتر ہونے والے مشہور دریا کے سینے پر جب کشتی چل رہی تھی تو میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ کالا باغ کے مقام پر دریا کی چوڑائی نسبتاً کم ہے۔ لیکن گہرائی بہت زیادہ ہے۔ موسم سرما کے سبب دریا میں طغیانی نہ تھی اور پانی آہستہ آہستہ مست ہاتھی کی چال سے اپنے منزل مقصود کی جانب بہا چلا جاتا تھا۔ ہم نے فوراً ہی کشتی سے دوسری جانب اُترنے کی بجائے ڈیرھ دو گھنٹہ کشتی کی خوب میر کی۔ اب شام کا وقت تھا۔ دونوں طرف پہاڑوں کے درمیان کشتی چل رہی تھی۔ اور بڑی خاموشی کا عالم تھا۔ سورج دیوتا پہاڑ کی ایک جانب غروب ہو رہے تھے۔ ایک جانب کالا باغ کا قصبہ تھا۔ دوسری جانب ماٹھی انڈس کاریلوے سٹیشن۔ دریا کا پانی سبڑا ہی خوش ذائقہ معلوم ہوتا تھا۔

# آہو منار المشہور ہرن منارہ

(از پیر غلام دستگیر صاحب ناٹمی)

جہانگیر بادشاہ کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ اس غرض کے لئے اس نے جانور مردھا ہوئے تھے۔ چنانچہ ہرنوں کے شکار کے لئے اس کے پاس ایک بڑا خوش وضع ہرن تھا جس کا نام مندرج تھا جو پالتو ہرنوں سے لڑنے اور صحرائی آہوؤں کا شکار کرنے میں بے نظیر تھا۔ جب یہ ہرن مر گیا تو جہانگیر کو بڑا مدہ ہوئے اس لئے اس نے حکم دیا کہ جس جگہ یہ ہرن بادشاہ کو جنگل سے دستیاب ہوا تھا اور ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں صحرائی وحشت چھوڑ کر بادشاہی ہرنوں میں ممتاز ہو گیا تھا۔ وہاں اس کی قبر کے پاس ایک منار بنایا جائے اور اس کی قبر اس کی شکل پر بنا کر پتھر پر مندرجہ ذیل عبارت نقش کر کے پتھر نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ ملا محمد حسین شیرانی جو اپنے عہد کے خوش نویسوں کا سربراہ تھا اس کام کو سرانجام دیا۔

دیریں نفلے دلکش آہوئے بدم جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در غرض یکماہ از وحشت صحرائیت برآمدہ سر آمد آہوان خاصہ گشت۔ بنا بر ندیت آہوئے مذکور حکم کردم کہ یہی کس قصید آہوان میں صحرانگند و گوشت بہنا برہند و دو مسلمان حکم گوشت گاؤ و خوگ اشتبا شد و سنگ قبر اور بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند۔

جہانگیر نے اپنی سلطنت کے حالات خود قلمبند کئے ہیں۔ کتاب نے رک جہانگیری کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ نے لاپھو سے کابل کو جانے ہوئے ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۷ھ ہجری یعنی آج سے قریباً ۳۳۸ برس پہلے یہاں مقام کیا اور ہرن مارہ کا ذکر جو اوپر تحریر ہوا درج ترک فرمایا۔ شیخ پور کا نام وہ جہانگیر پور بنا کر لکھتا ہے کہ یہ موضع میر غلام شکار گاہوں میں سے ہے۔ میں نے سکندر معین کو کہ اس پر گنہ کا جائزہ ہے حکم دیا کہ جہانگیر پور میں ایک منجم قلعہ تعمیر کرے۔ اس تحریر کے چند برس بعد بادشاہ نے کشمیر سے لاہو آئے ہوئے پھر اسی قلعہ پر قیام کیا۔ اب اس منارہ کے پاس ڈیرہ لاکھ کے صرف سے وہ عظیم الشان تالاب بن چکا تھا جس کے عین سطح میں ہر طرح سے دلنشین عمارت جو دو طعنا شاہی کہلائیے لائن ہے بن چکی تھی۔ جہانگیر یہاں لکھتا ہے کہ یہ جگہ یام شاہنشاہی سے میر شکار گاہ تھی۔ اس کے پاس ہیکر دو تھانہ کے لئے تالاب ہرن مارہ بن گیا ہے۔ یہ بیشک بادشاہانہ شکار گاہ ہے میں اس علاقہ کو پر گنہ بنا کر سکندر معین کی جاگیر میں دیا تھا۔ اور اسکی فائت بعد یہ رادشال کی جاگیر مقرر ہوا۔

الغرض یہاں شکار سے ہوا اندوہ کو ہرن بادشاہ ملتا لاپھو کو واپس آئے۔ آند نامی ماضی پر صحرائی اور جہاں سے گرتے تھے چاندی کے سکے جو خاص پنچھاؤر کر نیکی لئے ڈھلتے تھے اور جنہیں نشان کہتے تھے محتاجوں کے دائیں بائیں بکھیر جاتے تھے یہ ۵۰ محرم ۱۰۱۷ھ کا واقعہ ہے یعنی آج سے ۳۳۸ برس پہلے کا۔ یہ منارہ اور تالاب ہرن شیخ پور کے باہر ریکولاش لئے اس طرف کوئی ایک میل کے

جہانگیر نے اپنی سلطنت کے حالات خود قلمبند کئے ہیں۔ کتاب نے رک جہانگیری کے نام سے مشہور ہے۔ بادشاہ نے لاپھو سے کابل کو جانے ہوئے ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۷ھ ہجری یعنی آج سے قریباً ۳۳۸ برس پہلے یہاں مقام کیا اور ہرن مارہ کا ذکر جو اوپر تحریر ہوا درج ترک فرمایا۔ شیخ پور کا نام وہ جہانگیر پور بنا کر لکھتا ہے کہ یہ موضع میر غلام شکار گاہوں میں سے ہے۔ میں نے سکندر معین کو کہ اس پر گنہ کا جائزہ ہے حکم دیا کہ جہانگیر پور میں ایک منجم قلعہ تعمیر کرے۔ اس تحریر کے چند برس بعد بادشاہ نے کشمیر سے لاہو آئے ہوئے پھر اسی قلعہ پر قیام کیا۔ اب اس منارہ کے پاس ڈیرہ لاکھ کے صرف سے وہ عظیم الشان تالاب بن چکا تھا جس کے عین سطح میں ہر طرح سے دلنشین عمارت جو دو طعنا شاہی کہلائیے لائن ہے بن چکی تھی۔ جہانگیر یہاں لکھتا ہے کہ یہ جگہ یام شاہنشاہی سے میر شکار گاہ تھی۔ اس کے پاس ہیکر دو تھانہ کے لئے تالاب ہرن مارہ بن گیا ہے۔ یہ بیشک بادشاہانہ شکار گاہ ہے میں اس علاقہ کو پر گنہ بنا کر سکندر معین کی جاگیر میں دیا تھا۔ اور اسکی فائت بعد یہ رادشال کی جاگیر مقرر ہوا۔

# ایک فروگزاشت

رسالہ ہذا کے مارچ نمبر میں محقق اعظم جناب مولانا صابر الہ آبادی کے حالات زندگی شائع کئے گئے ہیں۔ ان حالات کے ہمراہ ان کی شبیہ مبارک کا شامل کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ ہمیں اس فروگزاشت کا نہایت افسوس ہے۔ کہ کچھ تو ریڈیو کراس نمبر کی بے حد مصروفیتوں کی وجہ سے اور کچھ بیخبر صاحب کی علالت کے باعث وقت پر ہلاک کا تیار کیا جانا ممکن نہ ہو سکا۔ اس کی تلافی کے لئے ان حالات و کوائف کو معہ شبیہ دوبارہ شائع کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے خیال میں جس طرح حالات زندگی کے ساتھ شبیہ مبارک کا شائع نہ کرنا ایک فروگزاشت ہے۔ اسی طرح حالات زندگی کے بغیر صرف شبیہ کو شائع کر دینا بھی مناسب نہیں۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام بھی اس مکرر اشاعت کو ضروری اور پسندیدہ خیال فرمائینگے۔ (جوش مسیانی)

## جذباتِ فیاض

شیدا نہ ہو دلِ ایشوہ و نیاہِ دنی پر  
کیا شیفنگی بزم پریشاں شدنی پر  
گریاں ہیں بیاباں میں کمر آبلہ پیا  
رفتے ہیں ہرن میری غریب لوطی پر  
وہ تاب ہے مجھ کو بھی نہیں تاب تجلی  
ہے برق کا عالم تری سیمیں بدنی پر  
گو بیا بیچھڑا کتے ہیں نمک خم پر اس کے  
ہنستے ہیں جو گلِ نالہ مرغ چمنی پر  
اک غمزدہ پئے قتل ہے کافی نہ اٹھا تیغ  
حرف آئے نہ قاتل تری ناز کبدنی پر  
ٹوٹے گا جو موتی کبھی پیوند نہ ہوگا  
آباد نہ ہرگز ہو مری دل شکنی پر  
محروم ہوں کیوں فیض میں مبدِ فیاض  
فیض ترا عام ہے محتاج و غنی پر

# مختصر سوانح حیات مولانا حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ

(از قلم محمد سعید اللہ صاحب سعید الہ آبادی ایفسر سرشتہ آبپاشی از گوالیار)

خدا نے سخن حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ کے آباد اجداد شاہان اودھ کے والہ سنگھان سے تھے اور عہدہ ہاے جلیلہ پرفائز ہے۔ پرگنہ وقصبہ بھوپور ضلع الہ آباد ان کے مورث اعلیٰ کا بسا یا ہوا ہے۔ جواب تک شاداب و آباد ہے۔ شاہان اودھ کا چراغ جب بادِ سموم کے جھونکوں سے بجھ گیا تو آبائی وطن چھوڑ کر الہ آباد آئے۔ بر زمانہ شریعتی ہمارا بیجا بائی صاحبہ رئیسہ گوالیار بذریعہ طبابت ان کے عم بزرگوار حکیم شیخ غضنفر حسین صاحب گوالیار تشریف لائے اور دولت سیندھی میں ان کا خوب دور دورہ رہا۔ انہیں کی توسط سے ان کے حقیقی چچا منشی عبد الجبار صاحب نے وطن مالون الہ آباد کو چھوڑ کر گوالیار میں سکونت اختیار کی۔

منشی عبد الجبار صاحب تین برادر حقیقی تھے۔ بڑے منشی عبد الجبار اور اُن سے چھوٹے منشی عبدالغفار اور ان سے چھوٹے منشی عبدالسلام کو جو صابر صاحب کے والد بزرگوار تھے۔ گوالیار آئے۔ منشی عبد الجبار اور اُن کے چھوٹے بھائی منشی عبدالسلام تو گوالیار ہی کے باشندے کہلانے لگے اور گوالیار میں ملازمت اختیار کر لی۔ مگر منجملہ بھائی منشی عبدالغفار صاحب اپنے وطن الہ آباد کو واپس چلے گئے۔

منشی عبدالسلام صاحب پد بزرگوار مولانا صابر صاحب پرگنہ سون کچھ ضلع اوجین ریاست گوالیار میں ملازم تھے اور ان کا کاروبار نہایت اعلیٰ پیمانے پر چل رہا تھا۔ اُن کی ساختہ وپرداختہ عمارت و سراے وغیرہ اُن کے امارت کی بربان حال شاہد ہیں۔

صابر صاحب کی پیدائش خاص سوکچھ کی ہے۔ بہنوز آپ کی عمر کا تیسرا سال گذر رہا تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ یہ نین بھائی بڑے منشی زین العابدین صاحب جو اُس وقت پولیس آودھ کے پشتر ہیں۔ اور چھوٹے بھائی منشی مجیب الرحمن مرحوم کہ جن کا یہ وقت گوالیار میں انتقال ہو گیا ہے تھے اور سب سے چھوٹے مولانا صابر صاحب ہیں۔ اور ایک ہمشیرہ خور د سالہ تھیں کہ وہ بھی دنیا کو خیر باد کہہ کر راہی ملک عدم ہوئیں۔ ان کے صاحبزادہ منشی حمید اللہ صاحب مائل سکریٹری ادیب اردو گوالیار ہیں۔

مولانا صابر کے والد بزرگوار کے انتقال پر ملال پر اُن کے احباب نے بذریعہ تار برقی منشی عبد الجبار صاحب گوالیار اور منشی عبدالغفار صاحب الہ آباد کو اطلاع دی۔ چنانچہ منشی عبدالغفار صاحب الہ آباد سے سوکچھ

پہنچے وہاں جا کر دیکھا کہ نوکر چاکروں نے تمام نقد و قیمتی زیورات وغیرہ خورد و خیرد کر دیا ہے۔ اور کل کاروبار کو درہم برہم کر دیا ہے۔ کیونکہ اُس وقت منشی زین العابدین صاحب کی عمر نو سالہ ہوگی اور سب بچے نابالغ تھے۔ چنانچہ جو کچھ برآمدگی مال کی ہو سکی کی گئی۔ تاہم پردیس کا معاملہ بخفا۔ بقیہ مال اور بچوں کو لے کر گوالیار اور گوالیار سے الہ آباد چلے گئے۔

اور مولانا صابر کو ان کے چچا حکیم شیخ عبداللہ صاحب کی غور و پرداخت میں چھوڑا۔ جو حکیم شیخ غرضنفر حسین صاحب کے چھوٹے بھائی اور مہارانی صاحبہ بدوان کے یہاں بمشاہدہ سات سو روپیہ اور تین سو روپیہ دو اخانہ وغیرہ ہزار روپیہ ماہوار پر ملازم تھے۔

مولانا صابر نے کچھ درس و تدریس حاصل کی اور بدوان جا کر کچھ تعلیم پائی۔ ذہن کے رسا تھے۔ بخور سے عرصہ میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

حکیم شیخ عبداللہ صاحب کے انتقال کے بعد نومبر ۱۸۹۲ء میں آپ مولانا عبدالجبار صاحب مدارالمہام بھوپال سے اپنے چچا زاد بھائی منشی سراج الحسن صاحب کے ہمراہ ملنے آئے۔ مدارالمہام صاحب بھوپال ان کے چچا حکیم شیخ عبداللہ صاحب کے اجا سے تھے۔ انہوں نے نہایت خاطر مدارات کی اور تقریباً اٹھارہ (۸) مہینے یہاں رکھا اور آخر ان کی کافی امداد کے لئے وعدہ فرمایا مگر زبونی قسمت سے کیا اور چل سکتا ہے کہ اس اثناء میں ان کے عم بزرگوار منشی عبدالجبار صاحب کا گوالیار میں انتقال ہو گیا۔ اس خبر و حشت الشریکے سنتے ہی آپ مدارالمہام صاحب سے اجازت لے کر گوالیار تشریف لائے اور گوالیار ہی میں بدو و باش اختیار کر لی۔

آپ گوالیار میں عرصہ تک آفیسر سرحد تنازعات و معانی تحقیقات آفیسر کے عہدے پر مامور رہے۔ دیانتداری و کار نمایاں کی بدولت تحصیلداری و سپرنٹنڈنٹ پرفائز کئے گئے۔ مگر ۱۹۲۳ء سے آپ ملازمت ترک کر کے خاۓ نشین ہو گئے۔ اس وقت آپ کے تین صاحبزادے برسرِ کار ہیں۔

## حالات شعرو سخن

چونکہ آپ اوائل عمر ہی سے موزوں طبع اور غفل رسا رکھتے تھے۔ اور شعرو سخن سے دلچسپی تھی۔ اُستاد کی تلاش میں مبلغ کو شش فرمائی۔ مگر حسب دلخواہ کوئی اُستاد نہ ملا۔ اس لئے اُستادی شاگردی کا خیال دل سے نکال دیا اور کتب عروض عربیہ و فارسیہ کا مطالعہ شروع کر دیا اور ان میں سے جو اہر پارے اکٹھا کرنا شروع کر دیئے۔ اس وقت آپ کی بہت سی تصنیفات فنی و عروضی اُن کے کتب خانے میں قلمی موجود

ہیں کہ جو نہایت کارآمد شعرا ہیں اور جن کی اشاعت سے تمام دنیا مستفیض ہو سکتی ہے۔ اُن کی لاپرواہی سے اب تک ویسے ہی پڑی ہیں جن کی طباعت کا کچھ بھی خیال نہیں ہے۔

اول اول آپ کے کلام بلاغت نظام صحیفہ بخنور و مفید روز کار بمبئی وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ مگر چونکہ آپ کی طبیعت کچھ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ وہ اپنا نام نمود نہیں چاہتے۔ اس لئے انہوں نے اخباری دنیا کو بھی خیر باد کہہ دیا حتیٰ کہ اٹھارہ بیس سال تک اپنے نوادر افکار کی اشاعت بھی بند کر دی۔

ایک انجمن موسومہ ادیب اردو عرصہ دراز سے آپ کے اہتمام میں قائم ہے جس کی مُرازا اور حکیم کا پریت اور بزم اردو گوالیار وغیرہ شاخ و نقل موجود ہیں۔

بزم ادیب اردو گوالیار بہت پُرانی اور اب تک اپنی سلامتی کا نمونہ بڑے آب و تاب سے اخباری دنیا میں پیش کر رہی ہے۔ اس انجمن میں تمام فنی و عروضی معاملات آئے دن فیصلہ ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی ادھر توجہ خاص ہے۔

رسالہ جات و اخبارات وغیرہ سے آپ کو نہ خاص دلچسپی ہے نہ کبھی مضامین نظم و نثر بھیجتے ہیں۔ تاہم اُن کی قابلیت میں کوئی شک نہیں۔

ان کو انجمن خدام العلین گوالیار نے خدائے سخن عروضی کامل الفن صدر اعظم کا خطاب عطا کر کے ایک مہر ہلالی چاند تارہ کہ جس پر اُن کا نام نامی مشتمل پر خطابات کندہ ہے حوالہ کر دی ہے اور محقق علامہ مصطفیٰ خان سے عطا ہوئے ہیں اور رستم شعراء و معزز شعراء گوالیار نے اُس کو عطا فرمایا ہے۔ شعراء کے پرزتاب گڑھ سے بھی اُس کو کچھ خطابات عطا ہوئے ہیں۔ مگر وہ خود کوئی خطاب استعمال نہیں فرماتے نہ کسی خطاب کے قابل اپنے کو سمجھتے ہیں۔

طبیعت نہایت سادہ و سہل شخص سے مخصوص ملتے ہیں۔ اپنی پوزیشن کا اُن کو قطعی خیال نہیں رہتا۔ ایام ملازمت سے تاحال سادہ لباس میں رہتے ہیں۔ بچوں میں بچے جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے اور نہایت خلیق ہیں۔

آپ کے دربار خدائے سخنی سے حضرت تاج الشعرا نوح ناروی مدظلہ کو معراج الکلام اور حضرت دُعا و بانیوی کو نصیح الشعراء اور حضرت غنی گوالیار کو برق مضطر اور حضرت جوش ملیحانی مدیر حصہ نظم رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کو ابوالفصاحت افضل الشعراء نیز دیگر شعراء کو بھی کئی خطابات مع سند بہ ثبت مہر عطا ہوئے ہیں۔

سال گذشتہ یا پچیسویں سال میں سردار ماسٹر جگت سنگھ صاحب مالک رسالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نے کہ جو دنیا میں ایک نہایت قابل قدر اور اردو دوست حضرات سے ہیں اور جو قریب تیس سال سے اردو کی بہترین خدمت انجام دے رہے ہیں اور جن کی ذات ستودہ صفات نے اردو زبان کے قالب میں روح بھونک کر دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ اُن پر جس قدر بھی ناز کیا جائے بہت کم ہے۔ کسی سے حضرت صاحب کی توصیف سُکر اُن سے اشاعت کے لئے مضامین باصرہ اطلب فرمائے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے مضامین اُن کی خدمت میں بھیجے جو عرصہ سے باقسط رسالہ میں طبع ہو رہے ہیں اور وہ مضامین دُنیا کے شاعری میں نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہونے پر شائقین مستفیض ہو رہے ہیں اور وہ جمیع مقالات مقبول عام ہوئے کہ جو اخباری دُنیا پر اظہارِ من الشمس ہے۔

حالا نکلے اس وقت دُنیا کے شاعری میں بہت سی ہستیاں موجود ہیں اور اپنے ہمہ دانی کا ڈنکہ بجا رہی ہیں۔ تاہم فنی معلومات اور عروض کی تحقیقات میں فی زمانہ آپ یکتا ہے زمانہ اور اپنی نظیر آپ خود ہیں۔ آپ کے نواد افکار نے وہ وہ گل کھلائے ہیں کہ آج زمانے نے اُن کا لوہا مان لیا ہے۔ اور اس وقت تک کسی کو حزن گہری کا موقعہ نہیں ملا جس کی استنبہاد میں رسالہ رہنمائے تعلیم کے اوراق موجود ہیں۔ ہمارے توصیف ستائش کی چنداں ضرورت نہیں ہے یہ بالکل بزرگ اپنے منہ ہی ہونے کے خود ناقابل تردید مسلم الثبوت ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ زمانہ زندہ پرست نہیں بلکہ مردہ پرست ہے۔ جتنے اساتذہ متقدمین و متاخرین گذرے ہیں۔ سب نے زمانے کی صعوبتیں برداشت کیں اور نوگوں نے اُن کو مطعون کیا اور وہ دُنیا سے نالاں رہے اور اُن کی وفات کے بعد زمانہ مستقبل نے اُن کو اُستاد مانا اور آج تک اُن کا نام دُنیا میں روشن و ہویا ہے اور تاقیام اُن کا نام روشن رہیگا۔ وہی حال ہمارے مولانا صاحب کا ہے کہ عرصہ دراز سے بیکار اپنے دُنیاوی افکار میں مبتلا ہیں۔ اور عجب نہیں کہ وہ بھی عنقریب گوالیار کو خیر باد کہہ جلا وطنی اختیار کریں۔

پس ہم اپنے آقائے نامدار موجودہ عالیہ مہاراجہ صاحب بہادر سبندھیادام اقبالہ واجلہ اللہ والقابہ اور سری ماتا مہارانی صاحبہ و ممبران کو نسل عالیہ گوالیار کو ضرور توجہ دلائینگے کہ ایسی بزرگ ہستی کی طرف بنظر قدر افزائی توجہ فرمائیں تو مناسب ہے۔

چونکہ وقت قلیل ہے اور عدیم الفرستی و مضمون دراز ہونے کے باعث میں مدح کا نمونہ کلام نہ پیش کر سکا۔ انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کرونگا۔ فی الحال اُن کا فوٹو بغرض اشاعت بھیجتا ہوں۔



## بیزاری دنیا

سب سے مست بیگانے ہوئے بھوئے ہیں پہچانے ہوئے  
ویران کا شانے ہوئے آباد ویرانے ہوئے  
ذی ہوش دیوانے ہوئے بے لطف افسانے ہوئے  
دُنیا کو لے کر کیا کروں  
اس میں وفا کی بو نہیں

کہتے تھے سب جنگو بین گم ہو گئے زیر زمیں  
غم سے ہیں لاناو گئیں آفت میں سب جان خمیں  
اے دہرفانی کے نکس راحت یہاں مطلق نہیں  
دُنیا کو لے کر کیا کروں  
اس میں وفا کی بو نہیں

مُردہ ہیں جذبات خوشی چھائی ہوئی ہے سیکسی  
راحت کے برے سیکلی دستور دُنیا ہے یہی  
کرتے ہیں زر کی بندگی اس شان کے ہیں آدمی  
دُنیا کو لے کر کیا کروں  
اس میں وفا کی بو نہیں

نقشے یہاں دولت کے ہیں  
جھکڑے یہاں دولت کے ہیں  
بھوئے یہاں دولت کے ہیں

دُنیا کو لے کر کیا کروں  
اس میں وفا کی بو نہیں  
فوق سبزواری

# قابل قہجہ لالہ رام چند صاحب چاولہ ایشن پکیزڈ انٹ پنجاب سبارڈی نیٹ اسکیشنل سروس ایسوسی ایشن (پاک پٹن) و تمام اوری انٹل ٹیچر اصحاب گورنمنٹ مدارس پنجاب

**حضرات!** اخبار ٹریڈیون لاہور مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۵ء میں جناب لالہ رام چند صاحب چاولہ کی طرف سے ایڈیٹر صاحب اخبار کے نام ایک چٹھی زیر عنوان ”پنجاب ایس ای ایس ایسوسی ایشن نیو سکیم آف ماڈرن ٹیٹ ٹائم سکیل“ شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے ایک نقشہ اس ٹائم سکیل کا شائع کیا ہے جس کے رواج کے وہ سرشتہ تعلیم سے متمنی ہیں۔ اور اپنی ایسوسی ایشن کی طرف سے بغرض منظوری روانہ کرنے والے ہیں۔ مجوزہ سکیل حسب ذیل ہے۔

نمبر	نام اسامی	معمولی گریڈ	سیلیکشن گریڈ	سپیشل گریڈ
(۱)	ڈرائنگ ڈرل ماسٹرز	۲۰-۳۰-۸۰	۹۰-۴-۱۱۰	۱۲۰-۵-۱۴۰
(۲)	کلاسیکل ٹیچرز	۲۵-۳-۱۰۰	۱۱۰-۵-۱۳۵	X
(۳)	جونیر انگلش ماسٹرز	۵۵-۳-۱۰۰	۱۱۰-۵-۱۲۵	۱۴۰-۱۰-۱۹۰
(۴)	سینیئر انگلش ماسٹرز	۸۰-۵-۱۹۰	۲۰۰-۱۰-۲۵۰	X

آپ نے اپنی چٹھی میں تمام ممبران ایسوسی ایشن (ڈسٹرکٹ انسپکٹر اصحاب۔ ہیڈ ماسٹر اصحاب۔ اسٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اصحابان۔ مدرس حضرات مدارس و کالجز) کو مخاطب کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے کہ ایسوسی ایشن مندرجہ صدر ٹائم سکیل کو حکام والا نشان کی خدمت میں بھیجنا چاہتی ہے۔ جسکے منظوری کے احکانات بہت ہیں اور جو ایسوسی ایشن کے قریباً ۸۰ فی صدی ممبران کی پسندیدگی حاصل کئے بغیر نہ رہیں گے۔ لہذا درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی تجاویز مجھے جلدی روانہ کریں مفصل ذیل امور ملحوظ رہیں

(۱) ہر شعبہ میں گورنمنٹ کی منظور کردہ ذیلہ سے زیادہ شرح اور کم سے کم شرح کو نہ گھٹایا جائے نہ بڑھایا جائے (۲) اعلیٰ گریڈ جو موجودہ طریق عطا ئیگی میں بمشکل پانچ فی صدی ممبران کو پہنچ سکتے ہیں تین سال ملازمت کے بعد حاصل ہو سکیں (۳) ملازمت کا ہر شعبہ یکساں فائدہ حاصل کرے (۴) اعلیٰ قابلیت کے اشخاص کو انتخابی گریڈ پر ترجیحی حقوق حاصل ہوں (۵) یہ تجاویز پانچ لاکھ سالانہ سے زائد اخراجات کی متحمل نہ ہوں۔

ممکن ہے کہ اس قسم کی کوئی تجویز آج تک حکام کی پسندیدگی اور گورنمنٹ عالیہ کی منظوری حاصل کئے ہوئی اگر اس کے ہمراہ ایسی کفایت کی تجاویز دی جاتیں جن سے تین چار لاکھ سالانہ کی بچت ہو سکتی۔ سال ۱۹۲۳ء میں جب ہم نے ٹائم سکیل

## بیزاری دنیا

سب سے بیکار ہوئے بھوئے ہیں بچپائے ہوئے  
دیران کا نشانہ ہوئے آباد ویرانے ہوئے  
دوبی ہوش دیوانے ہوئے بے لطف افسانے ہوئے  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

کہتے تھے سب جنکو میں گم ہو گئے زیر زمیں  
غم سے میں لاندو گئیں آفت میں سب جان خمیں  
اے دہرفانی کے مکس راحت یہاں ملتی نہیں  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

مردہ میں جذبات خوشی چھائی ہوئی ہے سیکسی  
راحت کے بدلے سیکلی دستور دُنیا ہے یہی  
کرتے ہیں زر کی بندگی اس شان کے ہیں آدمی  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

شکوہ کسی کو چرخ کا دل سے کسی کو ہے گلا  
ہر وقت ظلم ناروا ہر دم ہے کھٹکا موت کا  
کس سے ہو اُمید وفا کوئی نہیں درد آشنا  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

نقشے یہاں دولت کے ہیں  
جھکڑے یہاں دولت کے ہیں  
بھیڑ کے یہاں دولت کے ہیں  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

تقسے یہاں دولت کے ہیں  
سوئے یہاں دولت کے ہیں  
بندے یہاں دولت کے ہیں  
دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

فوق سبزواری

دُنیا کو لے کر کیا کروں

اس میں وفا کی بو نہیں

# قابل توجہ لالہ رام چند صاحب چاولہ ایس پی ریڈینٹ پنجاب سبارڈی نیٹ ایجوکیشنل سروس ایسوسی ایشن (پاک پٹن) وتمام اوری انٹل ٹیچر اصحاب گورنمنٹ مدارس پنجاب

**حضرات!** اخبار ٹریبیون لاہور مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۵ء میں جناب لالہ رام چند صاحب چاولہ کی طرف سے ایڈیٹر صاحب اخبار کے نام ایک چٹھی زیر عنوان ”پنجاب ایس ای ایس ایسوسی ایشن نیو سکیم آف ماڈرن ٹیٹ ٹائم سکیل“ شائع ہوئی جس میں انہوں نے ایک نقشہ اس ٹائم سکیل کا شائع کیا ہے جس کے رواج کے وہ سررشتہ تعلیم سے متمنی ہیں۔ اور اپنی ایسوسی ایشن کی طرف سے بغرض منظوری روانہ کرنے والے ہیں۔ مجوزہ سکیل حسب ذیل ہے۔

نمبر۔	نام اسامی۔	معمولی گریڈ۔	سیلکشن گریڈ۔	پیڈنٹل گریڈ۔
(۱)	ڈرنیکٹر ٹیچرز۔ ڈرائنگ وڈرل ماسٹرز	۸۰-۲۰-۳۵	۱۱۰-۴۰-۹۰	۱۲۵-۵۰-۱۲۰
(۲)	کلاسیکل ٹیچرز	۱۰۰-۳۰-۵۵	۱۳۵-۵۰-۱۱۰	X
(۳)	جونیر انگلش ماسٹرز	۱۰۰-۳۰-۵۵	۱۲۵-۵۰-۱۱۰	۱۹۰-۱۰-۱۲۰
(۴)	سینیئر انگلش ماسٹرز	۱۹۰-۵۰-۸۰	۲۵۰-۱۰-۲۰۰	X

آپ نے اپنی چٹھی میں تمام ممبران ایسوسی ایشن (ڈسٹرکٹ انسپکٹر اصحاب۔ ہیڈ ماسٹرز اصحاب۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان۔ مدرس حضرات مدارس و کالجوں) کو مخاطب کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے کہ ایسوسی ایشن مندرجہ صدر ٹائم سکیل کو حکام والا شان کی خدمت میں بھیجنا چاہتی ہے۔ جسکے منظوری کے احکانات بہت ہیں اور جو ایسوسی ایشن کے قریباً ۸۰ فی صدی ممبران کی پسندیدگی حاصل کئے بغیر نہ رہیں گے۔ لہذا درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی تجاویز مجھے جلدی روانہ کریں مفصل فی الامورن ملحوظ رہیں (۱) ہر شعبہ میں گورنمنٹ کی منظور کردہ زیلہ سے زیادہ شرح اور کم سے کم شرح کو نہ گھٹایا جائے نہ بڑھایا جائے (۲) اعلیٰ گریڈ جو موجودہ طریق عطائیگی میں بمشکل پانچ فی صدی ممبران کو پہنچ سکتے ہیں تین سال ملازمت کے بعد حاصل ہو سکیں (۳) ملازمت کا ہر شعبہ یکساں فائدہ حاصل کرے (۴) اعلیٰ قابلیت کے اشخاص کو انتخابی گریڈ پر ترجیحی حقوق حاصل ہوں (۵) یہ تجاویز پانچ لاکھ سالانہ سے زائد اخراجات کی متحمل نہ ہوں۔

ممکن ہے کہ اس قسم کی کوئی تجویز آج تک حکام کی پسندیدگی اور گورنمنٹ عالیہ کی منظوری حاصل کئے ہوئی اگر اسکے ہمراہ ایسی کفایت کی تجاویز ہدی جاتیں جن سے تین چار لاکھ سالانہ کی بچت ہو سکتی۔ سال ۱۹۲۵ء میں جب ہم نے ٹائم سکیل

کی عطائیگی کے لئے اپنا واقعہ پنجاب یجیڈیو کونسل کی تعلیمی کمیٹی کے روبرو پیش کیا تھا تو ہم سے یہ غلطی ہو گئی اور اس کا نتیجہ تھا کہ فنانس کمیٹی نے ہمارے مطالبات کی منظوری کو محال بتایا۔ اس لئے متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ کفایت شعاری کی کم بیش تمام مثالیں پیش کریں۔ اور مفصلہ ذیل امورات پر بھی روشنی ڈالیں۔

(۱) ایسے ہوسٹل جن میں بورڈروں کی تعداد بمشکل نصف درجن تک پہنچتی ہو اور جن میں شہری لڑکوں کو بھرتی کیا ہوا ہو۔  
(اگر ایسے مکانات کرایہ پر ہوں تو ان کے کرایہ کی رقم ظاہر کی جائے) (ب) سائر خرچ اور کینڈنٹس وغیرہ کے اخراجات اور گرانٹ کی مقدار۔ اور ان سکولوں کے طلباء کی تعداد۔ (ج) کوئی زائد یا غیر ضروری اسامی اگر ہو تو اس کا اظہار۔ (د) کوئی اور مدد بچت کی۔ سلیکشن اور سپیشل گریڈ میں اسامیوں کی تعداد محدود ہوگی۔ جو اصحاب مجوزہ سکول کو پسند کرتے ہیں وہ اپنی منظوری سے مجھے آگاہ کریں اور اپنی نسبت اس امر کا اظہار کر دیں یعنی اپنے متعلقہ تمام کوائف اور گریڈ فاسٹ میں اپنا نمبر۔

اس جگہ سے اگر ہمیں مخالفت نہیں ہو تو کلاسیکل ٹیچرز سے خاص بے انصافی روا رکھی گئی ہے اور انگلش سٹاف کو مزید بھی حقوق تقریباً تمام و مکمل دیدیئے گئے ہیں کیونکہ اس سروس کے گریڈ موجودہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) ورنیکل ٹیچرز۔ ۲۵-۳-۵۰-۵۵-۲-۷۰-۸۰-۴-۱۰۰-۱۱۰-۵-۱۳۵۔

(۲) کلاسیکل ٹیچرز۔ ڈرائنگ ماسٹرز و ڈرل ماسٹرز۔ ۵۵-۳-۷۰-۸۰-۴-۱۰۰-۱۱۰-۵-۱۳۵-۱۰-۱۴۰-۱۹۰۔

(۳) جو نیر انگلش ماسٹرز کے غالباً خاص اور علمی و گریڈ نہیں پہنچنے والوں کی شکایات ضد اخبارات اور رسائل میں پڑھا کرتے تھے کہ ان کی کثرت تعداد کو پہلے گریڈ یعنی ۵۵-۲-۷۰ میں ہی رکھا جاتا ہے اور بہت کم اصحاب کو اعلیٰ گریڈ پر ترقی دی جاتی ہے

(۴) گریڈ انگلش ماسٹران۔ ۵۵-۲-۷۰-۸۰-۴-۱۰۰-۱۱۰-۵-۱۳۵-۱۰-۱۴۰-۱۹۰-۲۰-۲۵۔

چونکہ وائس پریزیڈنٹ صاحب نے اپنی جگہ سے پہلے نمبر میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ہر شعبہ کے لئے کم از کم اور زیادہ سے زیادہ گریڈوں میں تبدیلی نہ ہوگی تو پھر ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کلاسیکل ٹیچرز کے اعلیٰ گریڈ ۱۰-۱۴۰-۱۹۰ کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا ہے؟ عجیب نہیں کہ غلطی سے یہ گریڈ جو نیر انگلش ماسٹر اصحاب کے نام منتقل ہو گیا ہو یا ورنیکل ٹیچرز کے محاذ میں سپیشل گریڈ ۱۴۰-۱۹۰ کا دیکر شاید اس پر کتفا کیا گیا ہو۔ اور کلاسیکل ٹیچرز کو سب کم ترقی کے سال دیکر ۸۰ فیصدی کی پسندیدگی کو ترجیح دیکر ان کی عمت کو راضی برضا رہنے کا غلطوایا گیا ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ وائس پریزیڈنٹ صاحب ادھر متوجہ ہوں اور اگر اس سکول میں کوئی بیکریکل سسٹم ہے تو اسے فخر کر متعلقین کی طمانیت کا موجب ہوں اور اگر انکی مجوزہ سکول میں تین سو تیرہم کی گنجائش نہیں تو عوبہ کے تمام اوری انٹل ٹیچرز صاحبان کو اپنی اس صریح حق تلفی کے بخلاف صدائے احتجاج بلند کرنا چاہئے اور ایسوسی ایشن سے بڑوڑ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ان کے سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور جب تک کہ اپنے موجودہ حقوق حاصل نہ کر سکیں آرام نہیں۔ اگر وہ باخبر نہ ہوں گے اور ایسوسی ایشن کے احکام پر آمنا و صدقنا کہیں گے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی طرف سے لاپرواہی کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کا مصداق ہوں گے

رہنمائے تعلیم نے اپنا فرض موقت ادا کر دیا کیونکہ۔ عذ۔ برر سولائے بلطاف باشند و بس۔ (سچہ لیا)

# مڈل سکول نوشہرہ ورکاں

## ضلع گوجرانوالہ کا روزانہ پروگرام

(ازبیدی گوزنچن سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر)

تعلیم کی عام مشکلات کے علاوہ دیہاتی مدارس میں بالعموم کئی ایک خاص تکالیف کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ دیہاتی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کسی خاص واقفیت سے تو عموماً بہرہ ور نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ کتب اور اخبارات کے مطالعہ سے قطعاً عاری ہوتے ہیں۔ وہ اپنے فرائض اور عادات میں بھی باقاعدگی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے سکول کی زندگی کسی دلچسپی کا باعث نہیں ہوتی۔ اور ان کی قوتِ اظہار خیالات غیر تربیت یافتہ رہ کر ختم ہو جاتی ہے۔ ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس سکول میں چند ایک تعلیمی تجربات کر رہے ہیں جو دل کی سطوریں مجملاً سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

قبل اس کے کہ نفس مضمون کو شروع کیا جائے۔ نوشہرہ ورکاں کا ایک مختصر سا نقشہ کھینچنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک گاؤں سے تو بڑا ہے۔ مگر اسے قصبہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس کی جائے وقوع گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے عین درمیان ہے۔ یہ ایک غیر مہذب علاقہ کے مرکز میں واقع ہے۔ عوام اکثر جرائم پیشہ ہیں اور قریباً اُسی تہذیب کا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ اہل عرب نے پیغمبر اسلام کی ولادت سے قبل پیش کیا تھا۔ تھانہ ب تحصیل رسول اور وٹیرنری ہسپتال اور ضلع دار کے قیام نے ان لوگوں کی نظروں میں سکول کو ایک نیا سر معرود جگہ دے رکھی ہے۔ استاد ایک معمولی پوزیشن کا آدمی ہونے کی حیثیت سے مجسٹریٹ اور پولیس کے اختیارات نہ رکھتا ہوا، فراہمی طلباء میں کوئی نمایاں ترقی نہیں دکھا سکتا۔ یہ صرف ایک مڈل سکول ہے۔ جہاں طلباء کی تعداد صرف دو صد ہے۔

ہمارے سکول میں روزانہ پروگرام ۷ بجے صبح سے ۷ بجے شام تک قریباً ۱۲ گھنٹہ کا ہے۔ اس وقت میں وہ ٹوٹا اور مختلف النوع پروگرام جو کہ صرف تعلیم قریب ل ٹریننگ۔ تفریح و آرام۔ طلباء کا گھر کام۔ شہر و دیہات کی تیاری۔ ان ڈور اور اوٹ ڈور گیمز کے اجرا پر ہی مشتمل نہیں۔ بلکہ سٹوڈنٹ کلب کے اجلاس اور لٹریچر لیگ کی تقاریر پر بھی محیط ہے۔

## مطالعہ کتب

ہم سات بجے صبح سکول کا کام شروع کر کے ساڑھے گیارہ بجے تک مقررہ پروگرام ختم کرتے ہیں۔ اس کے بعد نصف گھنٹہ خاموش مطالعہ پر صرف ہوتا ہے۔ ہر ایک طالب علم لائبریری سے کتاب حاصل کرتا ہے۔ استاد جماعت میں پھر ہر ایک کی مدد اور رہنمائی کرتا ہے۔ مطالعہ شدہ کتب کا ریکارڈ خاص احتیاط سے رکھا جاتا ہے تین ماہ کے عرصہ میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک اوسط درجہ کے طالب علم نے چھ کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل وہ ایک کتاب بھی ختم نہیں کرتا تھا۔ اساتذہ بھی لائبریری سے بہت سی کتابیں مستعار لیکر مطالعہ میں مہمگ رہتے ہیں اور کتب کا اندراج اپنی ڈائری میں کرتے ہیں۔

## آرام اور کھانا

۱۲ بجے طلباء کھانا کھانے کے لئے گھر جاتے ہیں۔ دوسرے دیہات کے طلباء اپنا کھانا ساتھ لاتے ہیں۔ او سکول میں ہی کھایا کرتے ہیں۔ چونکہ بچوں کو کافی دیر کام کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے تمام کے واسطے تین گھنٹہ کا آرام لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ان طلباء کو جو نوشہرہ میں قیام پذیر نہیں اور نہ ہی بورڈنگ ہوس میں مقیم ہیں ہم نے پرنسری سکول میں آرام کے لئے جگہ ڈے رکھی ہے۔ وہ وہاں ٹاٹ پر سو جاتے ہیں۔ وہ طلباء جو جلدی جاگ اٹھتے ہیں۔ یا سوتے ہی نہیں۔ یا تو ریڈنگ روم کی میز پر جہاں کافی تعداد میں رسالہ جات موجود ہوتے ہیں۔ اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ یہ کمرہ تفریح کو جہاں ان ڈور گیمز کا سامان بھی کیا گیا ہے۔ اپنا راحت کہہ بناتے ہیں۔

## سپروائزر ڈسٹری

تین بجے بعد دوپہر گھڑیاں طلباء کی واپسی کی استند عاکزتا ہے۔ وہ اپنے کمروں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دو اساتذہ کی زیر نگرانی آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ استاد انکی امداد اور ضبط کے قیام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ طلباء اپنا گھر کا کام کرتے ہیں۔ نئے اسباق کی تیاری پر بھی وقت لگاتے ہیں اور اس کے علاوہ قرأت و کتابت کا جتنا کام مقصود ہوتا ہے ۶ بجے تک ختم کر دیتے ہیں اور اپنی کتابیں ڈیسکوں میں بنبھال شام کی کھیلوں کے لئے میدان میں دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

## شام کی کھیلیں

سواچھ بجے تمام اساتذہ اور طلباء کھیل کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں اور میجر گیمز شروع ہوتی ہیں ہم نے

والی بال۔ فٹ بال۔ ہاکی سکرٹ۔ رگبی اور حیدرآباد گیم کا اجرا کر رکھا ہے۔ ہر ایک اُستاد اور طالب علم شام کے وقت کسی ایک کھیل میں ضرور حصہ لیتا ہے۔ بدھوار اور ہفتہ کے روز کھیلیں نہیں ہوتیں۔ موسم گرما کی پورنماش کی رات قدرے ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ جب کبھی موسم اجازت دیتا ہے۔ ہم کشتی اور کبڈی کے مقابلے کراتے ہیں۔ چاندنی رات کی یہ کھیلیں طلباء کے کمال اشتیاق کا مظاہرہ کرتی ہے! اساتذہ بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

## لٹری لیگ

طلباء کی ادبی مجلس کے اجلاس کے علاوہ جو کہ ہر ماہ میں تین دفعہ ہوتے ہیں۔ ایک نیم ادب (لٹری لیگ) کا نفاذ بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے زیر اہتمام ہر ماہ تین چار سیکر طلباء کو دلوائے جاتے ہیں۔ لیکچر کے لئے مشہور شعرائے ادب۔ اکابرین۔ ملکی ہی خواہان اور دیگر مفید مضامین مثلاً لیبریا۔ چیپک وغیرہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ تقریر کرنے والے اصحاب بالعموم سکول کے اُستاد ہی ہیں۔ ہم مقامی ڈاکٹر صاحبان اور دیگر اشخاص کو جو اتفاقہ طور پر یہاں تشریف لاتے ہیں۔ تقریر کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ یہ تقاریر اساتذہ اور طلباء دونوں کے لئے بید مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

## کمرہ تفریح

یہ ایک بڑا دلچسپ تجربہ ہے جس پر ہم سرگرم کاریں۔ بدھوار پونے چار بجے برآمدہ میں ٹاٹ بچھائے جاتے ہیں۔ اور پورے چار بجے تمام سکول کھیل میں مصروف دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے پاس کچھ سزائے ورڈ بلڈنگ۔ سانپ۔ سیرپینٹ اور کیٹس وغیرہ جیسی کھیلوں کا سامان ہے۔ اساتذہ بھی انداز اور رہنمائی کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ دو گھنٹہ کے لئے طلباء کے چہرے حقیقی بشارت ٹپکتی ہے۔ ہم نے اس مقصد کے لئے ایک علیحدہ کمرہ وقف کر رکھا ہے۔ ہر روز ۱۲ سے تین بجے تک اپنا وقت وہاں گزار سکتے ہیں۔ ہم نے پرائمری جماعتوں کے چیدہ چیدہ لڑکوں کو بھی کمرہ تفریح میں سکول ٹائم کے اندر کھیلنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

## ماہواری اسائنمنٹس

ہر ماہ ختم شدہ کام پر اسائنمنٹس تیار کرائی جاتی ہیں۔ مہینہ کی پڑھائی پر دس یا بارہ سوالات دیئے



جاتے ہیں۔ تین یا چار کے مفصل جوابات لکھوائے جاتے ہیں اور کچھ کام زبانی بھی ہوتا ہے اور باقی سوالات بغور پڑھنے کے متعلق تھے ہیں۔ جماعتیں چار پانچ لڑکوں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ ہر ایک گروہ اپنے لیڈر کی زیر ہدایت کام کرتا ہے۔ ہر مہینہ کے آخری دو دن اس کام کے لئے مقرر ہیں۔ مہینہ کے اندر ہی کابیوں کی درسی اور پڑتال ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ نہایت ہی مفید ثابت ہو رہا ہے اور ہم جماعتوں کو نسبتاً اچھی حالت میں پا رہے ہیں۔ یہ تحریکات روزمرہ کے مقررہ پروگرام سے زیادہ بھرپور دنگس ہوس کے صحن میں طلباء نے ایک کچن گارڈن (باورچی خانہ کا باغیچہ) تیار کیا ہے۔ جہاں وہ اپنے لئے سبزی اور سکول کے لئے پھول پیدا کرتے ہیں۔

سنٹر کے اساتذہ نے بھی ایک خاص کلب بنا رکھی ہے اور وہ وقتاً فوقتاً خوش کن دعوتیں اور پارٹیاں کر کے اپنے تعلقات کو زیادہ راسخ بنا رہے ہیں۔ اس کلب کے قیام سے اساتذہ کے باہمی تعلقات بدجہا بہتر ہو رہے ہیں۔ ہم نے سکول ہذا میں جماعت اول کے لئے مین وگو کا طریقہ رائج کر رکھا ہے۔

## چارٹس اور ماٹوز

تجربہ کی بنا پر ہم نے بہت سے چارٹس اور ماٹوز تیار کئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر مضمون ہذا کے ساتھ ایک علیحدہ برائے اشاعت ارسال خدمت کر رہے ہیں۔

**نوٹ:** یہ پروگرام موسم گرما کا ہے۔ موسم سرما میں مندرجہ بالا پروگرام سے صرف سپروڈینرڈ سٹڈی تخفیف میں لاکر بچاؤ ہر رات کے وقت صرف بورڈروں کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ اور اس صبح اور شام کمزور طلباء کو بہتر بنانے کے لئے مختصر زائپرگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے متعلق چند شہور و معروف ماہرین تعلیم کی رائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

## آراء متعلقہ پروگرام

(۱) آنریبل سسرار سر جوئندرسنگھ وزیر زراعت فرماتے ہیں (شملہ مورخہ ۱۰/۹/۳۷)۔ یہی طریقہ ہیں جن سے تعلیم صحیح معنوں میں موثر ہو سکتی ہے۔

(۲) ایک ماہر فن تعلیم جو ایک اونچے عہدہ پر ممتاز میں یوں فرماتے ہیں (شملہ ۱۷/۳/۳۷) جو کچھ آپ سکول میں کر رہے ہیں میں نے نہایت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اور میں تجویز کروں گا کہ آپ اس کی نقل اپنے انسپٹر صاحب کو بھیجیں تاکہ وہ اگر مناسب خیال کریں تو اپنے ڈویژن میں بطور سرکلر جاری کر دیں۔

(۳) رائے بہادر مسرمنوہن ایم اے انسپٹر آف سکولز لاہور۔ میں آپ کے تجربات کے نتائج کا بڑی دلچسپی سے مشاہدہ کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے سکول اور دیہات سدھار میں ہمہ تن اصلاحی سرگرمیاں کامیاب ہوئیں گی۔

# شاعر موجودہ

(اثر جناب ابراہنی گنوری صاحب (اعلیٰ قابل و منشی کامل)

شاعر موجودہ اے مجبوس زندانِ مجاز  
 ڈھونڈتا ہے جلوۂ اصلی کو نقلی حور میں  
 فائدہ قوم و زباں کو بھی کوئی تجھ سے ہوا  
 عشق کی بھی دستوں کو بڑھکے دیکھ آست پر  
 پستی جذبات کی کچ فہم! بیماری ہے کیوں  
 تباہی کے ہم تجھ سے خال و خد کے افسانے سنیں  
 قوم کی آنکھوں کے آگے ہے حقیقی مہ جبین  
 چاہتی ہیں رزمگاہیں شعلہ افشانی تری  
 اس سے الفت چوک ہے والد تیری چوک ہے  
 عیب یوں اپنے چھیلے واہ کیا ایجاد ہے  
 لاکھ ہوں رنگین فقرے لاکھ بندشِ دیدِ زیب  
 اضطرابِ معصیت تجھ کو سکوں کا خواب ہے  
 بجلیاں ترسا کریں جس کو جلانے کے لئے  
 محفل اشعار میں نخوت سے تن جاتا ہے تو  
 شاعری کو کر رہا ہے کندہ خنجر سے حلال  
 شاعرانِ عصر سے تیرا وہ جوش انتقام

بُت پرستی تباہی ہوگی باندازِ نماز  
 آگ کے شعلوں سے پٹا ہے فریبِ فریں  
 تو ہی کہ مصروفِ آخر کیا ترے اشعار کا  
 حُسن کی محدود دنیا ہے ترے بیشِ نظر  
 حُسن سے مفہوم تیرا حُسنِ بازاری ہے کیوں  
 تباہی کے سلجھائے گا تو گیسوؤں کی الجھنیں  
 اور چین کے بکھیروں سے تجھے فرصت نہیں  
 اُف یہ فرضی دوست سے دستِ گیسائی تری  
 یہ ترا دیرینہ معشوق آج کل متردک ہے  
 کہدیا پابندیوں سے شاعری آزاد ہے  
 اب زمانہ کھا نہیں سکتا کبھی تیرا فریب  
 سچ بتا دے آج تو شاعر ہے یا سیما ہے  
 شاخِ سدرہ ڈھونڈ بڑھ کر اشیانے کے لئے  
 چار غزلیں کہتے ہی استاد بن جاتا ہے تو  
 تیرا یہ چہل مرکب تیرا پندارِ کمال  
 ہو اگر قابو تو دنیا میں کرا دے قتل عام

باہمی جھگڑوں سے کیوں جکڑا ہے تیرا بند بند  
شر ہی پر تیری بنا اور شر ہی تیری ہست و بود  
شاعروں میں غیظ کے پتلے ترا کیا کام ہے  
عیش کا گہوارہ بن کر منزل عرفاں میں آ  
کیوں ہنسنا تپے دکھا کر اس قدر کمزوریاں  
اپنے دل یا اپنی تیخیں مکدر میں کبھی  
نام سجدوں کا مگر آلودہ عصیاں جبیں  
گو کہ اس مضمون پر ہے شعر تیرا جواب  
لطف ماں کی گود کا حاصل کیا طوفان سے  
جبر کے نرغے میں پھنس کر بھی کیا ضبطِ فغاں  
دوسروں کا درد لیکر مول کیا ترپا ہے تو  
شعر میں فرضی بکا گو تونے کی ہے رات بھر  
خار کے مضمون تو اکثر تونے مخمل میں پڑھے  
کچھ ہزیمت خوردہ فوجوں کی نگہبانی بھی کی  
پاؤں گواٹھا تر امیدانِ وحشت کی طرف  
کد زمیں سے تیرے نالوں کو فلک سے لاگ بھی  
جستجوئے یار میں گودل ہے تیرا پاش پاش

روز برپا حشر کیوں کرتا ہے ہنگامہ پسند  
فتنہ محشر سے کم ہرگز نہیں نیرا وجود  
ہے محبت ہی محبت جس کا شاعر نام ہے  
مادیت سے نکل اور نور کے میدان میں آ  
سر بسجود ہیں تیری طاقت کے آگے دو جہاں  
کیا نظر آئی ہے تجھ کو معرفت کی روشنی  
حال تیرا قال سے تیرے مطابق کیوں نہیں  
تو نے دیکھا کیا کبھی ذرے کی تہ میں آفتاب  
درس ساحل کا کبھی موجیں بھی دیتی ہیں تجھے  
کیا دیا تو نے رضائے دوست کا بھی امتحان  
یعنی آغوشِ بلا میں بھی کبھی کھیلا ہے تو  
کوئی آنسو تیرا نکلا قوم کے بھی حال پر  
لوٹ کر کانٹوں پہ بھی حاصل کئے گل کے مزے  
جا کے میدانِ وعظ میں کیا ججز خوانی بھی کی  
کیا اُبھارا قوم کو یتیمی سے رفعت کی طرف  
شعر کی گرمی سے دنیا میں لگائی آگ بھی  
ہو کر اپنی ذات میں گم کی خدا کی بھی تلاش

شعر کی اصل و حقیقت کا ہی جب ہا نہیں  
ایکڑ تو ہے۔ مگر واللہ تو شاعر نہیں

# حفظانِ صحت

(از منشی رشید احمد صاحب احمد نگر۔ دکن)

## بچوں کی خوراک

یہ تین طریق پر ہم پہنچائی جاسکتی ہے۔ اول شیر مادر یا دایہ کا دودھ۔ شیر مادر بچہ موزوں فطرتی ذریعہ پختہ کی پرورش کے لئے خدائے قادر نے پیدا کیا ہے۔ دایہ کے ذریعہ خوراک ہم پہنچانا اگر شیر مادر کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اور کم دودھ کے بالمقابل بہتر ہوتا ہے۔ حتی الامکان شیر مادر ہی دینا چاہئے۔ اگر دودھ کافی ہو تو ماں کی صحت کی فکر رکھنی چاہئے۔ اور کوئی شکایت ہو تو فوراً رفع کرنا چاہئے۔ زود ہضم خوراک جس کا زیادہ حصہ گائے۔ بکری یا بھیڑ کا دودھ ہو۔ سبزی اور تازہ میوہ جات دیئے جائیں۔ جن کی وجہ سے دودھ کی مقدار ضرور بڑھے گی۔ ورزش اور صاف کھلی ہوا اکا بھی کافی انتظام و احتیاط رکھی جائے۔ نیم بچتہ سبزی۔ روٹیاں یا میوہ جات کافی۔ چائے وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر شک کی زیادہ محسوس ہو تو دودھ کا حریرہ۔ ناریل کا دودھ یا گائے کے دودھ میں قدر شکر اور پانی ملا کر دینے سے شکایت رفع ہوگی۔

بچوں کو وقت معینہ پر خوراک دی جائے۔ روز اول سے ہی یہ عادت ڈالی جائے۔ تاکہ ماں کو آرام ملے۔ غذا ہضم ہو۔ اور دودھ جمع ہونے کے لئے کافی فرصت ملے۔ بچہ وقت کا عادی بن جانے سے تندرست رہتا ہے اور ماں کو تکلیف سے بچتا ہے۔ حسب ذیل پابندی عمل میں لائی جائے۔

عمر	صبح سات بجے سے شام تک	شب کے نو بجے سے صبح سات بجے تک	چوبیس گھنٹے میں خوراک کی تعداد
پیدائش کا پہلا روز	چھ گھنٹے	ایک بار	چار بار
دوسرا روز	چار	دو بار	چھ بار
تیسرے روز سے ایک ماہ تک	دو	دو بار	دس بار
ایک ماہ سے تین ماہ تک	ارٹھائی	ایک بار	آٹھ بار
تیسرے ماہ سے پانچ ماہ تک	تین	ایک بار	سات بار
پانچویں ماہ سے بارہ ماہ تک	تین	ایک بار	چھ بار

## شیر مادر اور مصنوعی خوراک

ان ہر دو قسم کی خوراک کا استعمال اس حالت میں کیا جائے جبکہ ماں کا دودھ کم ہو یا ماں کسی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دودھ کم آتا ہو اور بچہ نحیف ولاغر دکھائی دے۔ یا کہ دودھ پلانے کی صحت میں خلل پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اس قسم کی خوراک کا استعمال بچوں کو شیر مادر چھوڑوانے کے کچھ دن پیشتر مفید پایا گیا ہے۔ مشترکہ خوراک کو بچہ کے دس روز کی عمر ہونے کے بعد مجبوری حالت میں دینا بہتر ہوگی۔ اس کے پیشتر مضر ہوگا۔

ماں کا دودھ کم آنے پر حسب ذیل آثار پریدار ہو گئے۔

- (۱) بچہ پستان کو تیزی اور گھبراہٹ سے چوسنے لگے۔ بعدہ روزنا شروع کر دے۔ چند ہی دنوں میں بچہ زرد نحیف اور زرد رنج دکھائی دیگا۔ اس حالت میں بچہ اکثر بیماریوں کا نشانہ بنتا ہے۔ لہذا مصنوعی خوراک کا استعمال لازمی ہوگا۔
- (۲) شیر مادر میں نقص پیدا ہونے کی وجہ سے گو بچہ شکم پر دوسر دکھائی دے۔ جسم بھرا۔ زرد۔ غبی۔ سست سا نظر آئے۔ اور اکثر قبض کی حالت طاری ہے۔

(۳) اگر ماں تپ دق۔ کھانسی۔ بخار وغیرہ شدید امراض میں مبتلا ہو تو بچہ کو شیر مادر پینے کی وجہ سے ان بیماریوں کے شکار ہونے کا احتمال زیادہ تر ہے۔ ایسی حالت میں مصنوعی خوراک ضرور دینی چاہئے۔

(۴) ماں کو سخت زحمت و تکلیف دہ کام کرنے کی وجہ سے بچہ کو وقت مقررہ پر خوراک نہ ملے اور بچہ کو دودھ موافق نہ آتا ہو۔

مذکورہ بالا حالت میں بچہ کو مصنوعی یا دایہ کا دودھ پلانا لازمی ہوگا۔ معمول خاندانوں میں دایہ کا دودھ بچہ کو پلانے کا عام رواج پایا جاتا ہے۔ مگر مقابلہ اس میں نقص ضرور ہوتا ہے۔ جتنی صحت۔ صفائی کا پاس بچہ کی تندرستی کا خیال ماں کو ہوگا۔ وہ دایہ کو ہرگز نہ ہوگا۔ مہذب ملکوں میں اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

## مصنوعی خوراک

اس کے شروع کرنے سے پہلے اس بات کی تحقیقات ضرور کرنی چاہئے۔ کہ آیا اس خوراک کے اجزاء شیر مادر سے مناسبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اس خوراک کے استعمال میں بی احتیاطی کی ضرورت ہے۔ خیف سی بے پروائی یا غلطی بچے کے حق میں مضر رسال ہوتی ہے۔ مثلاً دودھ اگر کھلے برتن میں رکھنے کی وجہ سے مکھیاں۔ چیونٹیاں کیڑے مکوڑے اس کو زہر ملا کر دیتے ہیں۔ برتن اگر صاف نہ ہو تو اسکی خرابیاں دودھ میں سرائت کر جاتی ہیں۔ گندی ہوا یا غلیظ جگہ میں اگر دودھ رکھا ہو تو اس کے بوسیدہ اثرات دودھ میں جذب ہو جاتے ہیں اور بچہ کو بیمار کر دیتے ہیں مصنوعی خوراک سے بچہ اگر بیشاش چُست مِٹھن اور سنس مکھ رہتا ہو تو اس کو خوراک موزوں موافق آئی یہ مان لینا ٹھیک ہوگا۔ تاہم بچہ کا وزن ہر ہفتہ میں یا کم از کم دوسرے ہفتہ میں ضرور کرنا چاہئے۔ اگر وزن میں زیادتی پائی گئی تو سمجھ لینا چاہئے کہ خوراک موافق آئی ہے۔

مصنوعی خوراک جس میں سٹارچ *starch* زیادہ ہو ہرگز بچہ کو نہیں دینی چاہئے۔ اراروٹ گیہوں کا آٹا۔ میدہ۔ آلو وغیرہ میں سٹارچ زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ شیر مادر میں سٹارچ بالکل نہیں پایا جاتا۔ مگر شکر زیادہ تر ہوتی ہے جو آلو۔ ساگ۔ گیہوں کا آٹا وغیرہ کے نوش کرنے سے ماں کے دودھ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بچے اس غذا کو ہضم کر کے شکر پیدا نہیں کر سکتے۔ ایسے اجناس جو دودھ یا پانی میں بکنا سے گوند جیسے گاڑھے بن جائیں۔ وہ بچوں کو ہرگز نہ دینے چاہئیں۔ بچوں کی آنتیں اور معدہ بالکل نحیف۔ نازک اور نرم ہوتا ہے وہ دیر سہم خوراک قبول نہیں کرتا۔ لہذا مصنوعی خوراک بخوبی غور و سوچ کے بعد انتخاب کی جائے۔ جو بچے کو موافق آئے اور جس کو بچہ باسانی تمام ہضم کر سکے۔

مصنوعی خوراک جو اکثر گائے یا بھیڑ کا دودھ ہوتا ہے۔ اس میں اور شیر مادر میں تیز کی غرض سے حسب ذیل نقشہ دیا جاتا ہے۔

پانی	پروٹین	چربی	شکر	نمک
۸۸۶۹۰	۳۶۴۲	۳۶۳۳	۳۶۴۲	۰.۵۲۱
(۱) گدھی کا دودھ	۸۹۶۵۰	۳۶۵۷	۱۶۸۵	۲۶۵۰
(۲) گائے کا دودھ	۸۷۶۵۰	۴۶۲۱	۳۶۸۲	۳۶۳۷
(۳) بکری کا دودھ	۸۶۶۸۵	۳۶۷۹	۴۶۳۷	۳۶۷۸
(۴) بھینس کا دودھ	۸۴۶۱۰	۴۶۰۰	۷۶۱۰	۴۶۰۰

نقشہ بالا سے ظاہر ہوگا کہ بھینس اور بکری کا دودھ شیر مادر سے کم و بیش مناسبت رکھتا ہے۔ مگر اس قسم کا دودھ زیادہ گرم کرنے سے دیر سہم ہو جاتا ہے اور کافی صفائی ملحوظ رکھی نہ جائے تو زہریلی ہوایا اجزاء جذب کر لیتا ہے۔ سوائے اس کے ان جانوروں کی خوراک میں بھی احتیاط لازمی ہے۔ اگر یہ بیمار ہوں یا غیر موزوں غذا کھالیں تو دودھ پر بہت بڑا اثر پیدا ہوگا۔ اور بچہ کی صحت پر اپنی تاثیر دکھائیگا۔ اس قسم کے دودھ کو استعمال سے پیشتر گرم ضرور کر لیا جائے۔

گائے کا دودھ باسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور اسی کا استعمال عام پایا جاتا ہے۔ مگر اس میں کیمائی جن *Caen Nogen* زیادہ پایا جاتا ہے اور پانی اور شکر کم ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان اجزاء کا اختلاط موزوں پیمانہ پر کرنے کے لئے کسی اور قسم کی مصنوعی خوراک شامل کرنی ضروری ہے۔ گائے کا خالص دودھ اکثر بچہ کو موافق نہیں آتا اور دیر سہم ہونے کی وجہ سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس دودھ میں معمولی پانی یا شکر ملانے سے اور بھی زیادہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی کی طرح سخت دانہ دار چھلی بن کر بچوں کی نازک

انہوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ دوم کاربوہائیڈریٹ *Carbohydrates* کو کم کرنا چاہئے۔ سوم الکالین *Alkaline* کو بڑھانا چاہئے۔ چہارم انٹی اسکاربوٹک *Anti-scorbutic Vitamins* کو قائم اور محفوظ رکھنا چاہئے۔

میلنس فوڈ یا *Mellin's food* یا *Glaxo* مصنوعی خوراک انگریزی دوکانوں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ یہ گائے کے دودھ میں تیار کرنے سے اور بچوں کو پلانے سے مفید ثابت ہوئی ہے۔ دودھ کو سرد جگہ اور صاف ہوا میں رکھ کر کیڑے۔ چیونٹیوں سے محفوظ رکھنا اس ضروری ہے۔ دودھ کو استعمال سے پیشتر گرم کیا جائے تاکہ جراثیم رفع ہو جائیں۔ گائے کی خوراک کا بھی بخوبی انتظام کیا جائے۔ کیونکہ اس کا اثر دودھ پر پڑتا ہے۔ دودھ کے برتن یا دیگیچیاں۔ چمچہ۔ شیشہ یا بوتل۔ ربڑ کی نلیاں وغیرہ نہایت صاف ہونی چاہئیں۔ ان کی غلاظت بچوں کی صحت کو خراب کرتی ہے۔ شیشہ یا بوتل تین یا چار گھنٹے رہیں۔ استعمال کے بعد گرم پانی اور کاربونیٹ آف سوڈا *Carbonate of Soda* سے دھو کر گرم پانی میں ہی رکھی رہیں تا وقتیکہ یکے بعد دیگرے استعمال کی جائیں۔ انگلستان کے محکمہ صحت کی خاص مجلس نے اپنی تحقیقات میں بتلایا ہے کہ تازہ دودھ مکانوں کی غلاظت۔ حماموں کے تعفن۔ بوسیدہ چیزوں سے جو مکانوں کے گرد نواح میں بد احتیاطی سے نظر انداز کی جاتی ہیں۔ زہر آلود ہو جاتا ہے۔ اور بچہ کے لئے زہر قاتل کا کام دیتے ہیں۔ فرانس کے ملک میں ربڑ کی نلیاں اور بچہ کو دودھ پلانے کی شیشی قانوناً مخصوص کی گئی ہیں۔ غلاف ورزی مستوجب سزا ہے۔ بوتل یا شیشی جو شستی نما ہو اور جس پر خوراک کی مقدار اور پہچانہ کندہ کیا ہو۔ بہتر مانی گئی ہے۔

بچہ کے رونے کی آواز کان پر پڑتے ہی ماؤں کی عادت ہے کہ فوراً اس کو دودھ پلا دیا جائے۔ مگر وقت معینہ کے سوا دودھ پلانا مفسر ہے۔ علاوہ بریں محدود کی مقدار سے زیادہ دودھ پلانا بھی خرابی پیدا کرتا ہے

معدہ کی مقدار بچے کے پیدائش کے وقت ۱ اونس یا ۲ ۱/۲ چائے کا چمچہ میزری چمچہ

۱ ۱/۲ " " دوسرا ہفتہ " " ۳ " " "

۲ " " " " ۴ " " "

۵ " " " " ۱۰ " " "

۶ ۱/۲ " " " " ۱۳ " " "

بچوں کی ولادت سے ہی خوراک کا وقت مقرر کر دینا چاہئے تاکہ وقت کی پابندی کا بچہ عادی بن جائے حسب ذیل اوقات مفید ہونگے۔

پیدائش کا پہلا ہفتہ	دوسرے چار ہفتے	دوسرا مہینہ	تین کے چوتھا مہینہ	پانچواں مہینہ	چھ سے نوں مہینہ	دسواں مہینہ
۶ AM بجے صبح	۶ AM بجے صبح	۶ صبح	۶ صبح	۶ صبح	۶ صبح	۶ صبح
۸	۸	۸	۹	۹	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۱	۱۲	۱۲	۱۲
۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر
۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر	۲ بجے دوپہر
۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر	۴ بجے دوپہر
۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر	۶ بجے دوپہر
۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر	۸ بجے دوپہر
۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر	۱۰ بجے دوپہر
۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر	۱۲ بجے دوپہر
۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر	۱۴ بجے دوپہر
۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر	۱۶ بجے دوپہر
۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر	۱۸ بجے دوپہر
۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر	۲۰ بجے دوپہر
۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر	۲۲ بجے دوپہر
۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر	۲۴ بجے دوپہر
۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر	۲۶ بجے دوپہر
۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر	۲۸ بجے دوپہر
۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر	۳۰ بجے دوپہر
۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر	۳۲ بجے دوپہر
۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر	۳۴ بجے دوپہر
۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر	۳۶ بجے دوپہر
۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر	۳۸ بجے دوپہر
۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر	۴۰ بجے دوپہر
۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر	۴۲ بجے دوپہر
۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر	۴۴ بجے دوپہر
۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر	۴۶ بجے دوپہر
۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر	۴۸ بجے دوپہر
۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر	۵۰ بجے دوپہر
۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر	۵۲ بجے دوپہر
۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر	۵۴ بجے دوپہر
۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر	۵۶ بجے دوپہر
۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر	۵۸ بجے دوپہر
۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر	۶۰ بجے دوپہر
۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر	۶۲ بجے دوپہر
۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر	۶۴ بجے دوپہر
۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر	۶۶ بجے دوپہر
۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر	۶۸ بجے دوپہر
۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر	۷۰ بجے دوپہر
۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر	۷۲ بجے دوپہر
۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر	۷۴ بجے دوپہر
۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر	۷۶ بجے دوپہر
۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر	۷۸ بجے دوپہر
۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر	۸۰ بجے دوپہر
۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر	۸۲ بجے دوپہر
۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر	۸۴ بجے دوپہر
۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر	۸۶ بجے دوپہر
۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر	۸۸ بجے دوپہر
۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر	۹۰ بجے دوپہر
۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر	۹۲ بجے دوپہر
۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر	۹۴ بجے دوپہر
۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر	۹۶ بجے دوپہر
۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر	۹۸ بجے دوپہر
۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر	۱۰۰ بجے دوپہر

بچہ کے وقت مہینہ پر خوراک کا عادی ہونا اسے کبھی رو نہ رہ مجبور نہ کریگا۔ اگر درمیان میں روئے لگے تو اس کا سبب معلوم کرنا چاہئے۔ شاید پیاس کی وجہ سے یا درگم۔ سردی یا گرمی یا کسی کھٹل یا پسو کاٹنے کے باعث سے روزنامہ ہو۔

**بچہ کے شیر مادر چھوڑانے کا وقت**۔ اگر ماں کی صحت دودھ پلانا برداشت نہ کر سکے یا دودھ کافی مقدار میں نہ ہو۔ یا ماں کے دودھ پلانے سے ماں کو درد ہو۔

پیدا ہونے کی حالت میں بچہ کو مصنوعی خوراک دینا عین مصلحت ہوگی۔ مگر حتی الامکان بچے کی علالت کی حالت میں یا جب دانت نکل رہے ہوں یا بچپش یا دیگر امراض کی شکایت کی حالت میں بچہ کو شیر مادر سے محروم رکھنا مضر ہوگا۔ عموماً دس ماہ کی عمر کے بعد بچہ کا دودھ چھڑانا بہتر ہوگا۔ جیسے بچہ عمر میں زیادہ ترقی کرے ویسے ہی مصنوعی خوراک کی مقدار میں زیادتی کی جائے۔ اگر شروع میں بچہ بوتل سے دودھ پینے سے انکار کرے۔ تو چچی کے زلیعہ ربڑ کی ٹی کو شہد لگا کر دودھ دیا جائے۔ ایک سال کی عمر کے بعد بچہ کو ٹکی غذا مثلاً تھوئی یا نان کی روٹی دودھ میں تیلی کر کے یا بھگا کر دی جائے۔ شروع میں صرف ایک بار دوپہر کے وقت دینی چاہئے۔ بتدریج خوراک کے اوقات زیادہ کئے جائیں۔ جب بچہ غذا کا عادی بن جائے اور تندرست دکھائی دے تو اس وقت دن میں چار وقت تھوڑی مقدار ہلکی زود ہضم غذا دینا مفید ہوگا۔ غذا شروع کرنے کے ساتھ تازہ عمدہ دوا تولد نارنج کا رس خوراک کے ایک گھنٹہ پیشتر دینا بے حد مفید ہوگا۔ دو سال کی عمر میں بچہ غذا کا کافی عادی بن جائیگا۔ تاہم اس کی سختی کا



ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ اگر غذا موافق نہ آئے تو اس کا تدارک فوراً کرنا چاہئے۔ اور ہر ماہ اس کا وزن جانچنا چاہئے۔ بچہ اگر دانت نکالے اور قدرے غذا کا بھی عادی ہو تو گوشت کا شوربہ اور نارنج کا رس دینا مفید ہوگا۔ المختصر یہ کہ غذا کھانے کی عادت ہونے پر ملکی غذا جس میں روغن اور مصالحہ نہ ہو ایسی ہی دینی چاہئے۔ اُبلے ہوئے سخت انڈے۔ گوشت مچھلی۔ مرغی کا گوشت۔ مصالحہ آمیز شوربہ وغیرہ دینے سے پرہیز کریں۔ چپاتی۔ یکک۔ کشمش۔ بادام یا خشک میوہ جات۔ آجیر۔ مولیٰ۔ کلثمی۔ دال یا ساگ جو دیر بھم ہو ہرگز نہ دی جائے۔ بدھمی کی حالت میں بیسپرینٹ۔ نفوف یا ادرک کا عرق دینا مفید و کارگر ہوگا۔

**بچوں کا لباس** جس طرح بچوں کی تندرستی محقوق خوراک پر منحصر ہے۔ بلکہ بدرجہا زیادہ ان کا لباس بھی صحت پر اثر ڈالتا ہے۔ گو فطرتاً بچہ نجیف پیدا ہو۔ تاہم مصنوعی ترکیبوں کے ذریعہ اس کی صحت کا سدھار بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ نوٹ شدہ بچوں کا گوشت بچہ نازک اور نرم ہونے کی وجہ سے سردی۔ گرمی یا رطوبت سے بہت جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ جوں جوں بچہ عمر میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اس کا گوشت بھی سخت ہوتا جاتا ہے۔ اور موسمی تبدیلی کی برداشت کر سکتا ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصص میں مختلف آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ کہیں ت کی گرمی ہے اور کہیں سخت سردی یا بارش لہذا موسم اور آب و ہوا کے لحاظ سے بچوں کو لباس پہنایا جائے۔ لباس کی قطع و برید ہر ایک مالک کے رسم و رواج پر یا مذاق پر منحصر ہے۔ مگر موسم کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ بچوں کے لئے کپڑا منتخب کرنے کے پیشتر ان تین باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اول کپڑا نرم۔ ملائم ہو۔ دوم ہلکا ہو۔ سوم موسمی تبدیلیوں سے جسم کی کافی طور پر حفاظت کر سکے۔ اگر کپڑا سخت استعمال کیا جائے۔ تو بچے کے نرم گوشت میں خارش پیدا ہوتی ہے اور بچہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ لباس ڈھیلا ڈھالا ہوتا کہ بچہ اپنے اعضاء ماتھ پاؤں کو آسانی سے حرکت دے سکے۔ اور طول و عرض بھی ایسا ہو کہ تمام جسم کے اعضاء یعنی سر۔ گردن۔ سینہ۔ پیٹ۔ پیر۔ ماتھ وغیرہ بوجھ نہ لگے رہ سکیں۔ کسی حالت میں ضرورت سے زیادہ لباس بھی پہنایا نہ جائے جس سے بچہ بوجھ محسوس کرے اور بے چین ہو جائے۔ اکثر اونی کپڑا۔ اونی موزے۔ ٹوپیاں بچوں کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں اکثر بچوں کو صرف پیرس اور ٹوپی پہنائی جاتی ہے۔ اور باقی جسم مثلاً پیٹ۔ پیر۔ گردن۔ ماتھ بغیر کپڑے کے کھلے رکھے جاتے ہیں۔ یہ رواج بچوں کے لئے مضر ہے۔ شدید ہوا کے جھونکوں سے بچوں کو بہت بچانا چاہئے۔ صبح۔ پھر اور شام کی سردی یا گرمی کا لحاظ رکھ کر لباس تبدیل کرنا چاہئے۔ اوائل عمر میں چھبیس سے اٹھائیس انچ طول کا فراک کافی ہوگا۔ کشمیر۔ مرینا یا جالی دار لوئی کپڑا بچوں کے لئے مفید ہوگا۔ ان کپڑوں کے دھونے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ اگر جوش شدہ پانی میں صابن یا دو گیلن گرم پانی میں چھپچھپایا *Fluid Amonia* ملا کر لباس دھویا جائے تو بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ دوسری بار گرم پانی میں اس لباس کو ڈال کر اگر طوبل دیا جائے تو اود

بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور تمام گندگی دور ہو جاتی ہے۔ بچوں کو قیمتی - زریں لباس پہنانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے لئے چھ اوئی یا فلائین کے فراک تین رات کے لئے اور تین دن کے لئے - تین سلپنگ

(سونے کے کپڑے) تین فلائین کی بیٹیاں سینہ اور پیٹ کے گرم باندھنے کے لئے - تین درجن نیم ایڑا ریں - دو اوئی ٹوپیاں - چار جوڑے اوئی موزے - دو اوئی شال - چھ عدد گنڈیاں - تین عدد تولیہ نرم وغیرہ ہمیشہ صاف دھلے ہوئے مہیا رکھیں - ایڑا ریں اور فراک بالکل ڈھیلے ہونے چاہئیں تاکہ بچوں کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو - فراک کی گولائی چوبیس انچ اور عرض سوا نو انچ رکھا جائے - نین ٹکڑے کپڑے کے فراک کو اگر کنارہ جا لیدار لگایا جائے تو بچہ خوشنما دکھائی دیتا ہے - ایک گز کنارہ چھ فراک کے لئے کافی ہے - فلائین کی بیٹیاں یا کر بند پانچ انچ طول عرض کا ہو تو بہتر - تاکہ شکم کے اطراف دھرا پٹا جل سکے - اس کے باندھنے کے لئے کاؤ دم فیتہ لگایا جائے - فراک کے بٹن کندھے پر رنگائے جائیں - آستین دس انچ طول رکھ کر پہنچے کے نزدیک تنگ کر دی جائے تاکہ آستین ہاتھوں پر نہ آ سکے - فراک کے لئے بٹن کے عوض گلے کے نزدیک نیفہ لگا کر فیتہ پرویا جائے تاکہ فراک سر سے نکلنے کے وقت آسانی ہو - موسم گرمیاں گار فلائین کا فراک مفید ہوگا - تولیہ یا ناپکین نرم پانی کو جذب کرنے والے ہیں - بچوں کو ہوا خوری کے لئے ہر صبح سورج نکلنے کے بعد اور شام کو آفتاب غروب ہونے کے بیشتر سہ رنگ بڑ کی گاڑی میں لے جایا جائے - کندھے پر یا ماتھ پر ٹاکرے جانا مضر ہوگا۔

## خرامِ نکہت

(جنابِ نکہت انصاری بدایونی)

درد کی تخلیق سے پہلے دیا اک دل مجھے  
ہو سکے تو خود اٹھا لیجائے اب منزل مجھے  
ہو ہے گامی لا حاصل سے کچھ حاصل مجھے  
ہو گئی حاصل باندازہ دگر منزل مجھے  
اور اگر یاد آئی واعظ دوست کی محفل مجھے  
اب نظر آتی ہے ہر اک موج ہی ساحل مجھے  
حال میں نکہت نہیں کچھ فکر مستقبل مجھے

جانتے تھے وہ ازل میں جور کے قابل مجھے  
سانس بھی لینی نقاہت سے ہوئی مشکل مجھے  
وہ نہیں تو موت ہی ان کے تجسس میں سہی  
رہزن رہبر نما نے کر دیا مجھ کو ہلاک  
میں تری جنت میں جانے کو تو اب تیار ہوں  
دست و بازو شل کنارہ دور ہمت مضمل  
ڈر رہا ہوں غفلتیں میری نہ وجہ مرگ ہوں

# نعرۂ مستانہ

(جناب سید دل محمد صاحب فضا جالندھری)

ہنگامہ پیہم سے نظریں ہوئیں بیگانہ  
رُودادِ دل مضطر کہئے بھی تو کیا کہئے  
اک موجِ مے اٹھتی سی مجھ کو نظر آتی ہے  
ناکامی پیہم کو دُنیا سے سکوں کہئے  
اک عالم حیرت ہے اٹھتی ہیں جلد بھر نظریں  
اک نور کے عالم میں دُوبی ہے فضا ایدل  
واعظ تو ہے دیوانہ سمجھے بھی تو کیا سمجھے  
اک جلوہ پہنہاں نے دُنیا ہی بدل ڈالی  
احساس گریباں بھی اک کوش کی دُنیا ہے  
ہر ذرہ پہ در پردہ چھائے ہوئے جلوے ہیں  
دیکھے تو فضا کوئی خاکستر پروانہ

اُستاد کے مصرعہ کا ہے نقش فضا دلِ

صدر ہدیک جبر عہ نذرِ مے و میخانہ

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل سے معاف فرما دیں۔ (مہاجر)

# بنک

(از لالہ رتن چند صاحب جین ایم اے۔ بی کام)

گورنمنٹ کی طرف سے گاؤں میں زمیندارہ بنک کھولے گئے ہیں تاکہ زمینداروں کو کم شرح سود پر روپیہ قرض مل سکے۔ ساہوکار زمینداروں سے تقریباً ۱۸ روپے سینکڑہ سالانہ یا اس سے بھی زیادہ سود لیتے ہیں مگر زمیندارہ بنک صرف ۱۲ روپے سینکڑہ سالانہ پر سود دیتے ہیں۔ زمینداروں میں تعلیم کی بہت کمی ہے۔ وہ اپنے خرچ اور آمدن کو پورا کرنا نہیں جانتے۔ بیاہ شادیوں پر اور مقدمہ بازی پر بہت سا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ساہوکار سے روپیہ قرض اٹھانے میں ان کو کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اس لئے فضول خرچی کے واسطے بے تحاشا قرض اٹھاتے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور ان کی آمدنی کا بڑا حصہ سود میں چلا جاتا ہے۔ زمینداروں کو ساہوکاروں کے پنجے سے نجات دلانے کے واسطے اور ان کی فضول خرچی کی عادت ٹھانے کے واسطے یہ بنک قائم کئے گئے ہیں۔ تاکہ صرف جائز خرچ کے واسطے ان کو کم شرح سود پر روپیہ مل سکے۔ اور اپنے پُرانے قرض بیباق کر سکیں۔ اسی غرض کو مد نظر رکھ کر گورنمنٹ نے زمیندارہ بنک پر بہت پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔

زمیندارہ بنک قائم کرانے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ گاؤں کے آدمی مل کر ایک درخواست اپیکٹر زمیندارہ بنک کو پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی ضروریات کو واضح کرتے ہیں۔ درخواست منظور ہونے پر بنک کھولنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بنک میں صرف گاؤں کے آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اس کے کام کرنے کا دائرہ بھی گاؤں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گاؤں میں تمام آدمی ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ اس لئے کوئی آدمی روپے کا ناجائز استعمال نہیں کر سکتا۔ علاوہ بریں قرضہ کے لئے ہر ایک آدمی کی حیثیت ہر ایک کو معلوم ہوتی ہے۔ محدود حلقہ ہونے کی وجہ سے قرض کے ضائع ہونے کا ڈر نہیں ہوتا۔ ممبران کو صرف جائز یعنی زراعتی کام کے لئے ہی قرضہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً بیل مویشی خریدنے۔ بیج بازن میں خریدنے کے واسطے یا پُرانے قرض کو بیباق کرنے کے واسطے۔ مدعا یہ ہے کہ زراعتی کام پر روپیہ نکلنے سے آمدنی کی صورت پیدا ہوگی اور روپیہ ضائع نہیں ہوگا۔ اور قرضہ ادا کرنے میں دقت نہیں ہوگی۔ اگر روپیہ غیر زراعتی کاموں یعنی بیاہ شادی مقدمہ بازی پر خرچ کیا گیا تو روپیہ ضائع ہو جائیگا۔ آمدنی نہیں ہوگی۔ سود اور اہل ادا نہیں ہو سکیگا۔ ممبران کی ذمہ داری غیر محو اور مجموعی ہے۔ یعنی ممبران مجموعی طور پر ایک دوسرے کے قرضہ کے بے باقی کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ہر ایک

ممبر کو اپنا قرضہ اہل موسود ادا کرنا پڑتا ہے۔ مجموعی ذمہ داری کا فائدہ یہ ہے کہ ممبران قرضہ دار ممبر کو ناجائز خرچ کرنے سے روکتے ہیں۔ اور اس کے خرچ پر نگاہ رکھتے ہیں۔ قرضہ صرف ممبران کو ہی مل سکتا ہے۔ کیونکہ بینک صرف انہی لوگوں کی باہمی امداد کے واسطے کھولا گیا ہے۔ مگر روپیہ جمع کرانے کے واسطے یہ شرط نہیں۔ غیر ممبر بھی زمیندارہ بینک میں روپیہ جمع کرا سکتا ہے۔ ہر ایک ممبر کے واسطے اس کی حیثیت کے مطابق تعداد قرضہ مقرر ہوتی ہے۔ اس رقم سے زیادہ قرضہ اس کو نہیں مل سکتا۔ اس پابندی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ممبر اتنا قرضہ نہ اٹھالے جو اس سے بعد میں ادا نہ ہو سکے۔ تھوڑے قرضہ سے رقم ادا کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور فضول خرچی کی عادت سے چھٹکارہ ہوتا ہے۔ نہ روپیہ ہو گا اور نہ فضول خرچی ہو گی۔ ممبر کو قرضہ لینے کے واسطے مکان زمین یا زیور گروی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ذاتی ذمہ داری پر قرضہ دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ممبران کا حلقہ صرف گاؤں تک ہی محدود ہوتا ہے تاکہ ہر ممبر کی حیثیت کا صحیح اندازہ لگ سکے۔ ذاتی ذمہ داری پر قرضہ دینے سے زمینداروں میں فحش واری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ بینک کا انتظام چلانے کے واسطے عہدہ دار مفت کام کرتے ہیں۔ اور ہر سال نفع کا تمام حصہ ریزرو فنڈ میں چلا جاتا ہے تاکہ بینک کی پوزیشن مضبوط ہوتی جائے اور بینک کو قرض نہ لینا پڑے۔ بینک کو روپیہ منفع کے زمیندارہ بینک سے قرضہ کی صورت میں ملتا ہے۔ اور اس روپیہ سے زمینداروں کو قرضہ دیا جاتا ہے۔ زمیندارہ بینک زمینداروں کے واسطے نہایت مفید ہیں بشرطیکہ ان کا انتظام درست ہو اور ان کا جائز استعمال کیا جائے۔ پنجاب میں زمیندارہ بنکوں کی مدد سے بہت سے زمیندار فائدہ اٹھا چکے ہیں اور اٹھا رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں کا اور خاص کر دیہاتی استادوں کا فرض ہے کہ زمیندارہ بنکوں کی خوبیوں سے زمینداروں کو آگاہ کریں۔ اور ان کو بتائیں کہ کس طرح سے ان کا جائز استعمال ہو سکتا ہے۔ بہت سے گاؤں میں زمیندارہ بینک زمینداروں کی حالت درست کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ یہ زمیندارہ بنکوں کا قصور نہیں بلکہ زمینداروں کی جہالت اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ تعلیم اور پرچار سے زمیندارہ بینک بہت مفید ثابت ہونگے۔ شہروں میں صنعت کاری اور دستکاری کا کام کرنے والوں کے لئے بھی اسی طریقے پر امدادی بینک کھولے گئے ہیں جن کا مطلب کارگیروں کو کم سود پر روپیہ مہیا کرنا ہے۔ تاکہ اس روپیہ سے وہ اپنی روزی کما سکیں۔ اور شاہوکاروں کے پنجہ میں نہ پھنسیں۔

بینک کے بہت سے فائدے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ متدرجہ ذیل فوائد بھی قابل ذکر ہیں۔ بینک کے ذریعے ہم روپیہ دوسرے شہروں میں بھیج سکتے ہیں۔ ڈاک خانہ کی نسبت یہ طریقہ بہت کم خرچ کا ہے۔ مٹی آرڈر کرائے میں ایک روپیہ سینکڑہ خرچ اٹھتا ہے۔ مگر بینک صرف تین یا چار آنے سیکڑہ لے کر روپیہ بھیج دیتا۔ طریقہ یہ ہے کہ بینک کو روپیہ دیکر بینک سے اس کی برانچ کے نام ایک پرچہ

لے لیا جاتا ہے۔ اُس پرچہ میں برانچ کے نام باریت ہوتی ہے کہ فلاں شخص کو لکھا ہوا روپیہ ہے دو سو پچھڑا ڈاک کے ذریعہ جس شخص کو روپیہ بھیجا مقصود ہوتا ہے اس کو بھیج دیا جاتا ہے اور وہ آدمی بنک کی برانچ کو پرچہ دکھا کر روپیہ لے لیتا ہے۔ چاک کے ذریعہ سے بھی روپیہ بھیج سکتے ہیں۔ بنک کے اوپر مقررہ رقم کا چاک قرضخواہ کے حق میں لکھا جاتا ہے اور یہ چاک اپنے قرضخواہ کو بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ قرضخواہ اپنے بنک کی معرفت روپیہ وصول کر لیتا ہے۔ تاجر لوگ بنک کے ذریعہ سے ہی روپیہ بھیجتے ہیں۔ کیونکہ اس پر خرچ کم آتا ہے۔ غیر ممالک کو روپیہ بھیجنے کے واسطے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ تاجر اور سیلح لوگ بنک کی معرفت ہی دیگر ملک میں روپیہ منگواتے ہیں۔ ان کو روپیہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔

قیمتی کاغذات اور زیورات محفوظ رکھنے کے واسطے بھی بنک کو استعمال کیا جاتا ہے۔ بنک کے اندر لوہے کے مضبوط صندوق اور کمرے بنے ہوتے ہیں۔ معمولی سی کمیشن لے کر بنک زیورات کو رکھنے والے کی مرضی کے مطابق محفوظ رکھتا ہے۔ گرمی کے موسم میں جب افسر لوگ پہاڑوں پر جاتے ہیں تو اپنے زیورات اور قیمتی اشیاء بنک کے پاس رکھ جاتے ہیں بعض آدمی تو اپنے زیورات وغیرہ ہمیشہ بنک کے پاس ہی رکھتے ہیں اور وقت ضرورت وہاں سے لے آتے ہیں۔

مختلف قسم کی تجارتی اور مالی واقفیت مہیا کرنے کے واسطے بھی بنک بہت کارآمد ہوتا ہے۔ عام طور پر تاجر لوگ اُدھار دینے سے پہلے اپنے گاہک کی مالی حالت کا اندازہ بنک کی معرفت دریافت کرتے ہیں۔ اس احتیاط سے رقم ضائع ہونے کا ڈر نہیں رہتا۔ اگر بنک کی معرفت کوئی رقم ادا کی گئی ہو۔ تو بنک اس رقم کی ادائیگی کے واسطے بطور گواہ کے پیش ہو سکتا ہے دراصل تمام بڑی رقموں کی ادائیگی بذریعہ چاک ہونی چاہئے۔ تاکہ لوگوں کے متعلق کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔ ادائیگی کا یہ طریقہ دن بدن زیادہ رواج حاصل کر رہا ہے۔ سنٹرل بنک کا کارخانہ کے فرائض ادا کرتا ہے۔ گورنمنٹ کا تمام روپیہ بنک میں جمع رہتا ہے۔ بنک نوٹ بھی جاری کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں ایمپیریل بنک آف انڈیا جو کہ گورنمنٹ کا خزانچی ہے۔ یہ فرض سرانجام نہیں دیتا یہاں پر نوٹ گورنمنٹ کے کرنسی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے شائع کئے جاتے ہیں۔

غرضیکہ بنک کی زندگی ملک کی تجارت صنعت اور موجودہ طرز رہائش کے لئے نہایت ضروری ہے۔

لکھائی چھپائی کا کام ہماری معرفت بہت سستا اور عمدہ پر کر کے دیا جاتا ہے۔ آپ ایک دفعہ لکھائی چھپائی کے لئے ضرور کوئی کتاب لکھائی اور چھپائی کے لئے بھیجیں۔

اسٹنٹ منجر رہنمائے تعلیم (رام گلی) لاہور

# خیالاتِ عظامی

ساقی بیابانم در شہر خونِ قصیم  
سے است کہ میر قصیدِ دیوانہ بیدوانہ  
اے شوخ بہ بدستی افتاد در آئینہ شوم  
قرباں شوم بر تو اے عزیزِ سستانہ  
در جلوه گشتِ دیدم بر یکدگر افتادند  
دیوانہ بفرزادہ فرزادہ بیدوانہ

از تائب نگاہ تو ظلم شدہ دیوانہ  
مہربانہ زوئے تو گردیدہ پیچانہ  
مہربانہ سوسے در میخانہ  
و فتنہ ہی آئیم سوسے در میخانہ  
ساقی بسیم گردِ عزیزِ خیم و پیمانہ  
آں مستِ شباب بیک توست آید  
گرے کہ زہ خیر و خیر و ہستمانہ

وایم عظامی را آں فخر گرامی را

در مدد ملائے زندیست بہ میخانہ

الراقم عظامی تلمیذ ملک الشعراء حضرت مولانا گرامی مرحوم

علمی کما نیال باتصویر اس کتاب کی خوب سے متاثر ہو کر پنجاب سرکار نے ہمیں یکھد روپیہ نقد انا دیا ہے۔ قیمت فیجلد در  
ملنے کا پتہ۔ گلاب چند کپور اینڈ سنز تاجران کتب انارکلی لاہور

# آجکل کی شاعری

(از قلم محمد فضل الرحمن صابری)

## خدا کے پہلے کون تھا

اگر مجھ سے کوئی بار بار یہی سوال کریگا تو میں اس کے جواب میں کہے جاؤں گا۔ کہ خدا کے پہلے خدا تھا۔ کیونکہ میرا علم سچا ہے۔ اور میں راستی پر ہیوں اور کوئی مجھ کو جھٹلا نہیں سکتا۔  
اگر کوئی میرے مقامات پر کچھ خامہ فرسائی کر کے اُس کو تنقید یا دندان شکن جواب وغیرہ سے تعبیر کریگا تو میں ان الفاظ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گا۔

چونکہ تنقید یا دندان شکن جواب بقول خدا ہے سخن محقق اعظم حضرت صاحبِ آباءِ بالقاء مدظلہ اس کو کہتے ہیں۔ شعر جس کا دُنیا میں نہ ہو کوئی جواب اعتراض ایسا تو ہونا چاہئے  
میں ایسی تنقید کو تنقید نہ کہوں گا بلکہ یہ ایک قسم کا استصواب ہے کہ جس کو استصواب کرنے والا اپنی غلطی بھی مجھ سے دُور کرانا چاہتا ہے۔

اور میں کبھی ایسے سوال و جواب پر کبھی ناخوش نہیں ہو سکتا بلکہ ایک معلم بُردبار کی طرح کہ وہ اپنے متعلم کے سبق بھول جانے پر بار بار بتاتا ہے۔ اسی طرح میں کبھی غصہ نہ لاؤں گا بلکہ وہ ہزار مرتبہ بھولے گا تو میں ہزار مرتبہ بتاؤں گا۔

کیونکہ میرا علم اس وقت اور علموں سے بہت پیچھے ہے اور جو فیصدی پانچ آدمی جاننے والے بھی ہیں تو وہ بھی غلط پگ ڈنڈی پر جا رہے ہیں۔ اس لئے میرا غصہ دُنیا کو برا لگنے نہ کریگا اور یہ علم ادھورا رہ جائیگا۔ اس لئے مجھ کو نہایت بُردباری سے ہر شخص کی غلطی کو دُور کر کے اس کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرنا چاہئے۔

میں اپنے محترم دوست حضرت نسیم نور محلی کا تہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جناب نے میری آواز سُن لی۔ اور رہنمائے تعلیم ماہ اگست ۱۹۳۲ء صفحہ ۷۲ پر ایک مضمون رقم فرمایا۔ میں اُنکا ممنون احسان ہوں اور خدا کے کہ ہندوستان کے ہر گوشے سے ایسی ہی صدائیں بلند ہوں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ بہت جلد یہ علم اور علموں سے اُنکے مڑھ جانے اور میری محنت ٹھکانے لگ جائے۔



اب میں حضرت نسیم کے شکوک رفع کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے کرمفرما لکھتے ہیں کہ لہر جگہ نون غنہ کو تقطیع میں شمار کر کے اُسے اذالہ درمیان کی کہہ کر اعتراض کیا گیا ہے۔ حالانکہ نون غنہ تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا) میں جناب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں مگر اس کی یہ صورت نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب سمجھے ہوئے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے۔ منظر صدیقی اکبر آبادی

فصل بہار عیش گل میرے لئے حرام ہے۔ تیس وہ خراب عیش ہوں جن کو جنوں سے کام ہے  
مندرجہ بالا شعر کے ثانی مصرع میں لفظ تیس اور جنوں کا نون غنہ تقطیع سے خارج ہوگا۔ اس طرح نے و خرا  
مقتل - جن ک جنو مفتعل -

جناب نسیم نے ایک مصرع حضرت نوح ناروی۔ جناب نوح کی مشق سخن تحسین کے قابل ہے۔ میں دتھین  
کے نون غنہ کو داخل تقطیع قرار کر مفاہیلان ناجائز قرار دیا ہے۔ یہ بھی میں ملنے کے لئے تیار ہوں۔ اس میں  
بھی جناب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ راقم السطور کا ایسا خیال نہیں ہے جیسا کہ جناب نے خیال فرمایا ہے۔ ایسے  
تمام نون غنہ تقطیع میں شمار کرنا خلاف قاعدہ تقطیع ہے۔ یہ نون غنہ علاوہ عروض و ضرب کے تمام خارج اند  
نقطع ہونگے۔ میری تحریر کا یہ مفہوم نہیں جیسا کہ جناب نے خیال فرمایا ہے۔ میں بھی جناب کی رائے سے  
اتفاق کرتا ہوں اور آپ صحیح راستے پر ہیں۔

جناب نے جو یہ رقم فرمایا ہے کہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ مصرع کے درمیان نون غنہ کا آنا ہی جائز نہیں  
لیونکہ وہاں اذالہ درمیان زبردستی سے کہنا غلط ہو جائیگا) یہاں ہی۔ مجھ کو جناب سے اتفاق ہے کہ  
جناب صحیح فرماتے ہیں۔ میں آپ کی عنقریب کجی کئے دیتا ہوں۔

آگے چل کر جناب نے فرمایا ہے کہ (بقول صابری صاحب وہ تمام سلم الثبوت اساتذہ جن کا نام و کلام اُردو  
بیان کے لئے سرمایہ فخر و مباہات ہے۔ مسند شاعر کہے جانے کے ہی مستحق نہیں۔ کیونکہ انکے کلام میں بھی  
ہی بات کثرت سے موجود ہے)

یہ فرمانا جناب کا نہایت صحیح ہے اور واقعی یہ غلطیوں سب کے کلام میں موجود ہیں۔ مگر اس بات سے  
بھی تمام دُنیا کو اتفاق کرنا پڑیگا۔ کہ اساتذہ کا تمام کلام سرمایہ ناز نہیں ہوا کرتا ہے۔ بلکہ اُن میں چند ایسے  
اشعار ہوتے ہیں کہ جن سے وہ اساتذہ کہلانے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ باقی تمام کلام حشو یا بھرتی کے کہلاتے ہیں  
آپ کوئی ایسی نظیر نہیں پیش کر سکتے۔ کسی استاد مسلم الثبوت کے تمام اشعار اور دیوان کا دیوان قابل  
تحسین ہے۔ بلکہ اُس دیوان میں چند محدودے شعر ایسے ہیں کہ اُردو زبان کو ناز ہے۔

علم کی کسوٹی انسان کو اسی لئے ودیعت کی گئی ہے کہ وہ کھوٹا اور کھرا پرکھیں اور جو چیز کہ اچھی نہ ہو اُس

اصطلاح کریں اور جو چیز عمدہ ہو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی طرح اساتذہ کا کلام ہے۔

یہ کیا ضرورت ہے کہ ایک مسلم الثبوت استاذ کسی مقام پر اپنی غلط فہمی سے خطا کر گیا ہے تو اسی خطا کو ہم بھی کریں۔ یہ عقل انسانیت سے بعید ہے بلکہ بزرگوں کے اچھے کاموں سے ہم کو اتفاق کرنا چاہئے اور بُرے سے پرہیز۔

آپ نے جو بہت سے اشعار متقدمین و اساتذہ کے پیش کئے ہیں۔ چند شعریں ذیل میں قابل ذکر ہیں۔

ناتخ ذکر نزاکت بتاں ہے جو چین کے درمیاں

فوج نسیم ہے زباں گل سو بزرنگ کوس ہے

امیر مینائی دل بھی خدا کا ہے مکاں کیوں نہیں آتی ہے یہاں

ہوتی ہے عرش کو رواں روز مری دعا عبث

جوش ملیحانی لالہ صحن باغ ہوں گوہر شب چسراغ ہوں

پھر بھی میں ایک داغ ہوں دامن روزگار ہیں

اب غور فرمائیے

یہ تین شعر حمد رجب بالا مستطور کے مضاعف ہیں۔ اس لئے یہاں اذالہ درمیان کسی قدر جائز ہے۔ کیونکہ انکا

ایک مصرع۔ مصرع مربع کے برابر ہے اور ہر شعر میں چار مصرع ہیں۔ یعنی ذکر نزاکت بتاں۔ یہ ایک مصرع ہے

اس کا مضاعف ہے جو چین کے درمیان اب غور فرمائیے بتاں اور درمیان۔ یہ دونوں تافیه ہیں۔ ایسے اشعار

کو عروضیوں نے مسقط قرار دیا ہے اور اس کو مسقط چہار خانہ بولتے ہیں۔ یہاں اذالہ درمیان جائز ہوگا۔ کیونکہ اذالہ

درمیان بمنزلہ آخر واقع ہے۔

اور جو آپ نے نون غنہ مضارع کو اذالہ قرار دیا ہے۔ وہ محض غلط ہوگا۔ وہاں اذالہ نہیں آ سکتا۔ یہ چار

مصرع تین ہمقافیه اور ایک اخیر کا وہ اصل غزل کے ہمقافیه ہے۔ اس لئے یہ چاروں مصرع مسقط چہار خانہ

یا مشطور کا مضاعف مان لیا جائیگا۔ اور یہاں اذالہ جائز ہو جائیگا۔

اور جو آپ نے حضرت منظر صدیقی کے چوتھے اور ساتویں شعر کے اولے مصرع میں لفظ "حشر" اور "عشق" کے

متعلق بحث کی ہے۔ وہاں چونکہ اذالہ آخر میں واقع ہوا ہے۔ وہ بھی صحیح ہے مگر درمیان مضارع ہیں۔ جو

بمنزلہ عروض و ضرب کے نون غنہ آیا ہے۔ اور جس پر آپ کی بحث ہے۔ کہ خارج از تقطیع ہی۔ وہ خارج از تقطیع

نہیں ہو سکتے۔ وہ نون معین مانے جائینگے اور وہاں اذالہ بوجہ ہمقافیه نہ ہونے کے درمیان میں غلط ہو جائیگا

اس لئے غزل حضرت منظر میر، وہ تمام اذالہ درمیان نا جائز ہیں۔

اسی طرح آپ نے حضرت منظر کے فقرو۔ اے دل مبتلا خموش کے متعلق کہ (یہاں اذالہ درمیانی ضرور ہے۔ مگر درمیانی مفاعلات مسلم الثبوت اساتذہ کے کلام میں جا بجا نظر آتا ہے) اور مثالیں پیش کی ہیں کہ یہ بلا لون غنہ اذالہ موجود ہے۔

ناخ رنج بُرا ہے ناگوار سرمے تن سے جلد اُتاد  
کس لئے اے ستم شعور تیغ و بالِ دوش ہے  
ہوتے ہیں لاکھ ہم ملول کب ہے وہاں عُاقبول  
گریہ بے اثر فضول نالہ نارِ ساعیت

امیر مینائی

غالب جب وہ جمال و فروز صورت مہر نیم روز۔ آپ ہی ہو نظارہ سوز پر دین منہ چھپائے ہو  
یہ ستم چہار خانہ بوجہ ہم قافیہ ہونے کے صحیح ہیں۔

مومن مرگ ہے انتہائے عشق یاں رہی ابتداءِ عشق

یہ بھی ستم چہار خانہ کا ایک شعر ہے۔ اس کو بھی کسی قدر مسطور المضاعف مان لیا جائیگا۔

نوح ناروی دیکھے کس طرح بچے دیکھے کس طرح بنے  
انکو بھی حس پر گھنڈ مجھ کو بھی عشق پر گھنڈ

یہ دو شعر جداگانہ مربع کے ہیں۔ یہاں بھی اذالہ صحیح ہو سکتا ہے۔

مالاحظہ ہو فیصلہ خدائے سخن عروضی محقق اعظم حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ بالقائے رسالہ رہائے تعلیم  
اکتوبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۳۲ کہ جو صاف ہے۔ باقی اشعار اشال کو میں درمیانی اذالہ کی زد میں لا کر خارج از تقطیع بتانا  
ہوں۔ خواہ وہ شعر استادوں کا ہو یا شاگردوں کا۔ یا نو مشقول کا۔

چونکہ قانون عروض سب کے لئے یکساں ہے۔ کیا استاد کیا شاگرد۔ بد زبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ کہ  
اساتذہ نے لکھا ہے۔ اس لئے وہ غلط العام فصیح کہہ کر مان لی جائے۔ جیسے مصحف رُخ مصحف رُو وغیرہ  
پر سب نے اضافت دی ہے۔ اس لئے وہ غلط العام فصیح مان کر صحیح قرار دیدیا ہے۔ یہاں غلط عام کا مسئلہ غلط  
ہو جائیگا اور قانون عروض کے شکنجے سے سری نہ کیا جائیگا۔ جیسے

داغ خط نہ دیکھا مصحف رُخ پر ترے یہ نظر آیا عجیب قرآن صاف

انانت اسپد راضی ہو تو قرآن اُٹھا لاؤں میں رکھ تو اے مصحف کو ماتھ قسم کھاؤں میں

جناب کا یہ فقرہ کہ یہ تمام مثالیں مسلم الثبوت اور نامور اساتذہ کے کلام میں سے دی گئی ہیں عقل نہیں مانتی کہ

ان اساتذہ کے کلام کو غلط کہہ دیا جائے۔ کیا ادب اُردو کے علمبردار فن سے محض بیگانہ تھے۔ کیا اُن کے مقابلہ میں کوئی صابری صاحب کے قول کو مستند مان سکتا ہے۔

آپ کافر مانا سجا ہے۔ وہ بیگانہ نہ تھے۔ مگر عوض ایسا فن نہیں ہے کہ سب کو زبانی یاد رکھ سکے۔ ان بزرگوں نے اس پر توجہ نہیں فرمائی اور نہ پھر تحقیق اور تدقیق کے خازنوں میں پڑے۔ اس لئے یہ فتنی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ نیز یہ علم عوض وہ فن ہے کہ جس میں عروضیان عرب اور عجم نے بھی غوطے کھائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی لوگوں میں سخت اختلاف ہے۔ اگر ہندی اساتذہ نے دھوکے کھائے ہیں تو کیا تعجب ہوگا۔ بقول مولانا محمد اسماعیل صاحب پانی پتی ایڈیٹر عروج جھنگ کہ ایک حوض میں سب ننگے تھے۔ ایک شخص کپڑے پہنے تھا۔ وہ سب مل کر اُس کو بھی برہنہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اول تو عروض کی کسوٹی آپ کے پاس موجود ہے اور عقیدین نے اس بارہ میں فیصلہ کر دیا ہے کہ اذالہ درمیانی کہاں تک جائز ہے۔ وہ سب اسے محض غلط بتاتے ہیں۔ پھر سب ایسی صورت میں حوض والے مجھ کو بھی برہنہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں حتی المقدور اُن کے برہنہ کرنے سے برہنہ نہیں ہو سکتا۔

خواہ کوئی مانے یا نہ مانے میں اپنے قول پر ثابت قدم ہوں اور حضرت منظر کے اشعار پر اذالہ درمیانی غلط ہے بہر صورت ثابت کرتا رہوں گا۔ ایسے اذالہ سے ہمارے موجودہ شعراء کو پرہیز کرنا چاہیئے اور ہر قسم مواقع پر تنقیدین کے فعل کو ثبوت میں پیش کرنا بھی گناہ ہوگا۔ لہذا

مضمون ہذا مع رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور اکتوبر ۱۹۳۳ء اور ماہ مئی اور اگست ۱۹۳۴ء اور رسالہ شاعر آگرہ۔ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء بخدمت غنشی حمید اللہ صاحب مائٹل سیکرٹری مجلس تنقیدی ادیب اُردو پیش کر کے عرض ہے کہ مجلس تنقیدی میں معاملہ پیش کر کے نتیجہ اخیر سے رسالہ رہنمائے تعلیم کو آگاہی بخشی جائے۔

۱۶۔ اگست ۱۹۳۴ء محمد فضل الرحمن صابری

مجلس تنقیدی ادیب اُردو گوالیار کی خدمت میں بغرض انفصال معاملہ پیش ہے۔ فقط ۱۹ اگست ۱۹۳۴ء محمد حمید اللہ مائٹل سیکرٹری ادیب اُردو

## مجلس تنقیدی

آج یہ معاملہ مجلس تنقیدی ادیب اُردو گوالیار میں بصدارت خدائے سخن و عروسی محقق اعظم پیش ہوا۔ ہم نے رسالہ رہنمائے تعلیم مئی اور اگست ۱۹۳۴ء اور رسالہ شاعر آگرہ جنوری ۱۹۳۵ء بحرف پڑھا اور سنا۔ قول صاحبزاد محمد فضل الرحمن صابری قابل وثوق اور ناقابل تردید ہے۔ لہذا اتفاق رائے مجلس تنقیدی ہم سب ممبران باتفاق رائے

مضمون صاحبزادہ محمد فضل الرحمن صابری ذیل میں ثبت و دستخط کرتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء جان محمد انور خٹک لکھنؤی دینے والے لکھنؤی  
خلیل احمد ہاشمی نوحی بدایونی۔ محمد اصغر شاد۔ میں ہاشمی اور شاد کا ہم خیال ہوں۔ غنی گو ایاری ۱۹۳۵ء  
محمد زین العابدین۔ مرتضیٰ حسین گدھا پٹھانی۔ عبدالغنی اختر۔ نور محمد اصغر

## رائے آرقلم خدائے سخن

ہم نے رسالہ رہنمائے تعلیم و شاعر اگر وہ مضمون محمد فضل الرحمن ۱۹۳۵ء کو بخورشنا۔ حضرت نسیم نور مہلی نے جو اشعار  
استشہاد میں متقدمین و متاخرین و اساتذہ کے پیش کئے ہیں اور جن کو محمد فضل الرحمن نے تحریر ہذا میں نظر انداز کر دیا  
ہے۔ اگر انکو بھی مشطور المضاہف مان لیا جائے تو یہ عروضیوں کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ان اشعار کو مشطور المضاہف  
مائیں یا نہ مائیں پس ایسی صورت میں یہ مشطور المضاہف کا مسئلہ نشہ نہ رہا جاتا ہے۔ قول محمد فضل الرحمن متعلق اذالہ  
درمیانی ایسی صورت میں ناقابل تردید ہے۔ اور شعر کو اس کے احتیاط کی ضرورت ہے اور بقول محقق طوسی علیہ الرحمۃ  
اذالہ بلا تون غنہ اُردو میں خارج از دائرہ ہے۔ جیسا کہ مثال دوم میں حضرت نسیم نے اشعار شعرا پیش کئے ہیں۔  
۱۹۔ اگست ۱۹۳۷ء محمد حبیب السبحان صاحب

## کبھی ممکن نہیں

- (۱) کہ نوشتہ ازل میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہو۔
- (۲) مصیبت کے بعد راحت اور تکلیف کے بعد آرام نصیب نہ ہو۔
- (۳) خدمت سے عظمت حاصل نہ ہو۔
- (۴) غفلت اور خود بینی سے ندامت حاصل نہ ہو۔
- (۵) انسان عالم بن جائے تا وقتیکہ وہ ہر وقت طالب علم نہ بنائے۔
- (۶) باقاعدگی کہنے سے بجز فائز کے نقصان نہ ہو۔
- (۷) اخلاقی کتب کے مطالعہ سے دائرہ عقل وسیع نہ ہو۔
- (۸) خوش کلام ہر دلعزیز نہ ہو۔
- (۹) دنیا میں کسی کا کوئی بھی دشمن نہ ہو۔
- (۱۰) جہاں محبت نہیں وہاں کسی قسم کا نفع حاصل نہ ہو۔
- (۱۱) پایاں کار بیکاری و وبال جان معام نہ ہو۔
- (۱۲) دروغ گوئی میں نظروں میں حقیر معلوم نہ ہو۔
- (۱۳) نصیحت ہر دلعزیز نہ ہو۔
- (۱۴) سیاہ باطن کی دوستی کا انجام بخیر نہ ہو۔
- (۱۵) بدذہنیت کا انجام نیک نہ ہو۔
- (۱۶) راہ راست پر چلنے والا ہر صدمے سے محفوظ نہ رہے۔
- (۱۷) صبر و استقلال سے کام لینے والا کامیاب نہ ہو۔
- (۱۸) راستی اور نیک چلنی کا ثمر شیریں عطا نہ ہو۔
- (۱۹) نیک کار بار بار یاد کرنے والے مغرور کا سر نہ بچا نہ ہو۔
- (۲۰) متعصب حاکم سے انصاف حاصل نہ ہو۔
- (۲۱) حفظ صحت کے اصولوں کا کرنا نہ ہونا انسان کے بے فائدہ نہ ہو۔
- (۲۲) شراب، بھنگ وغیرہ جیسی نشیلی اشیاء صحت عقل فنانہ نہ ہو۔
- (۲۳) بغیر بھوک زیادہ کھانے سے بیمار نہ ہو۔
- (۲۴) جھوٹ بول کر افسانہ بازی کر کے اس عاقبت کو رسوا نہ ہو۔
- (۲۵) دنیا کے تعلقات منقطع نہ ہوں۔
- (۲۶) زندگی و فناء نہ ہے۔ (نہ خود رام و نہ ہر دلعزیز)

# تمباکو نوشی

(لالہ نرائن داس صاحب اشنگ ایس۔ وی انچارج ریڈ کراس سوسائٹی خالصہ سکول ٹھٹھانہ)

ان منحوس اور بیکار بچیوں کا ہندوستان کی قدیم تاریخ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کوئس سے پہلے کسی اور مذہب ملک میں انکا پرچار تھا۔ شاہنشاہ جہانگیر کے عہد میں یورپین سوداگر یہاں ملک ملک کے اور زندگانے گزارتے تھے۔ اسی توسل سے اس فسادِ بھائی کو بچی دربار ہند میں شرف باریابی ہوا۔ اور ملک کے ہر چھوٹے بڑے نے پُر اشتیاق خیر مقدم کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس چلے اور شوخ مہمان نے وہ رنگ بھجایا۔ کہ ہر گھر کی زینت اور ہر محفل کا سنگار بنا۔ اور عائدین و اراکین کے خاص طور پر رُسنہ لگنے لگے۔ انقلاباتِ زمانہ کے ساتھ ساتھ عوام کی جدت طرازیوں نے اسکی وضع میں بھی نئی نئی اختراعیں کی۔ اور ہر وضع میں نئے رنگ اور نئی شان سے جلوہ گر ہوا۔ حتیٰ کہ نئے فیشن کے ساتھ ساتھ سگریٹ کی صورت میں نمودار ہوا۔ اب گھر میں کھانے کے لئے میسر ہو یا نہ ہو۔ دوچار آنے کے سگریٹ ضرور اڑ جائیں گے۔ جدھر دیکھئے۔ اچھے اچھے متین صورت اور پارسیا سیرت بھی انجن کی طرح دم داتے پھرتے ہیں۔ اگر یہ نوجوانوں کا شغل بیکاری ہے۔ تو مزدوروں اور سافروں کا غم غلط رفیق۔ اور اُمراء اور رؤساء کا لازماً امیری یہاں تک دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ دوچار آنے روز کمنے والے غلی بی اپنی دیگر ضرورت کو نظر انداز کر کے دوچار پیسے تمباکو کی نذر ضرور کر ڈالینگے۔

دوستو۔ نامعلوم اس دستِ نادمین نے یوں ہر فرد بشر کے دل میں گھر کر رکھا ہے۔ اور کیوں ہر مذہب اور غیر مذہب سوسائٹی اسکی عشوہ سازیوں کی دل و جان سے شیدائی ہے۔ ذرا اس کی تباہی پر نظر تو ڈالئے۔ فرض کیا۔ ایک متوسط الحال شخص اگر ایک آنہ کے سگریٹ بھی روزانہ پیتا ہے۔ تو ایک سال میں تیس روپے اور چالیس سال کی اوسط عمر میں تقریباً ایک ہزار روپیہ مفت نذر آتش کر بیٹھے گا۔ ماشاء اللہ آپتِ ملت مند ہیں۔ تو اس معمولی سے مالی خسارے کو رہنے ہی دیجئے۔ ذرا اس سے پیدا شدہ جسمانی عوارض کا ہی خیال فرمائیے۔ یہ ڈاکٹروں اور ماہرین کے آزمودہ تجربات ہیں۔ کہ حقہ نوشوں کے دانت بد نما اور ناقص ہو جاتے ہیں۔ دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ نیند اڑ جاتی ہے۔ عمر میں درد رہتا ہے۔ بڑی عمر میں ہاتھ۔ پاؤں۔ سر اور ٹانگیں کانپنے لگتی ہیں۔ زبان میلی رہتی ہے۔ منہ سے بد بو آتی ہے۔ نظامِ ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے۔ پیچھے پھڑے ماؤٹ ہو جاتے ہیں۔ اختلاجِ قلب کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ خون میں سُرخ ذرات کی کمی ہو جاتی ہے۔ بڑی عمر میں مہم کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ کئی ایک کثرتِ نوش فالج اور رقوہ کا شکار بھی دیکھے گئے ہیں۔ گویا تمباکو نوشی کیا ہے۔ کمزور۔ ذلت اور نامراد امراض کا خیرینا ہے۔ خدا اس عادتِ بد سے ملک اور قوم کے نو بہا لوں کو بچائے رکھے۔

گزشتہ شمارے پر

# بدقسمت ہمالیوں

گزشتہ شمارے پر

المعروف

## تقدیر کا چکر

(از لالہ اودھو رام صاحب منشی فاضل)

چھٹا سین

جشن تاجپوشی

بابر کی وفات پر ہمالیوں دربار عام کا حکم دیتا ہے۔ اور اپنا جشن تاجپوشی منعقد کرتا ہے۔ مگر بابر کی بیعت وقت دفاتر سے دربار کا رنگ پھیکا نظر آتا ہے۔ ہمالیوں تخت سے اتر کر پڑمردہ خاطر ہے:-

حاضرین دربار! میں رسم تاجپوشی کو نہایت رنجیدہ خاطر سے بجالاتا ہوں۔ کیونکہ والد محترم کی جائزہ جلدائی نے مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ میری خوشی کا غنچہ شگفتہ ہو سکے۔ صرف ان کے حکم کی تعمیل اپنا فرض سمجھتا ہوں ورنہ یہ تخت کیا۔ ایسے ہزاروں تخت ایسی پدرانہ محبت پر نشان کر دیتا۔ دل گھبراتا ہے کہ جس تخت نشینی کی ابتداء ایسی منحوس گھڑی میں ہوئی ہے۔ اس کی انتہا کس قدر لانے والی ہوگی؟

ایک صاحب رشاد! تقدیر کے تیر کو تدبیر و حیلے کا جوش روک نہیں سکتا۔ قضا کی رسی ہر جاندار کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور جدھر چاہتی ہے گھماتی پھرتی ہے۔ سچ ہے:- ع

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

حضور! صبر کریں! اور مغلیہ سلطنت کو سنبھال کر اپنے محترم والد بزرگوار کی دلی آرزو کو پورا کریں:-

ہمالیوں (اپنے بھائیوں سے) عزیز بھائیو! والد محترم کی وصیت مجھے تازیت یاد رہے گی۔ اور میں ہمیشہ اِکرا پاس کرونگا۔ تم بھی میرا ہاتھ بٹانا۔ اور مغلیہ حکومت کو چار چاند لگانا۔ میں تخت شاہی سے اعلان کرتا ہوں! او-

کابل۔ قندھار اور لاہور کا علاقہ تم تینوں کی جاگیر میں دیتا ہوں:-

(اتنے میں ایک جاسوس حاضر دربار ہوتا ہے)

جاسوس۔ حضور کا بخت یاور! (آداب کو نش بجالاتا ہے)

ہمایوں یہ کیا خبر لائے ہو؟

جاسوس۔ آنحضرتؐ کا قیدی سردار محمد زلمن مرزا بھاگ کر بہادر شاہ وائے گجرات کی پناہ میں چلا گیا ہے۔ اور بہادر شاہ مند سوریس افغانوں کے ساتھ مل کر قلعہ کے بر خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔

ہمایوں (بیرم خاں سے) قلعہ کو اسی وقت کوچ کرنے کا حکم دے دو! (دربار برخواست ہو جاتا ہے)

## سانواں سین قلعہ چمپانیر کی تسخیر

ہمایوں قلعہ کے ہمراہ گجرات کی طرف کوچ کر دیتا ہے۔ گرجب بہادر شاہ شاہی فوج کی آمد متناہ ہے۔ تو قلعہ چمپانیر میں پناہ گزین ہو جاتا ہے۔ شاہی فوجیں قلعہ کو محصور کر لیتی ہیں۔ ہمایوں یکا یک قلعہ کی دیوار میں نہیں گاڑ کر اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور بیرم خاں وغیرہ سردار بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور قلعہ کے اندر کود کر اپنی فوج کے لئے دروازے کھول دیتے ہیں۔ بہادر شاہ کی فوج تہ تیغ ہوتی ہے۔ اور وہ خود جان بچا کر بھاگ جاتا ہے۔ ہمایوں کو پتہ لگتا ہے کہ قلعہ کے اندر بڑا بھاری خزانہ مدفون ہے۔ اس پر قلعہ دار کو طلب کرتا ہے۔

ہمایوں (قلعہ دار سے) سچ بتا۔ خزانہ کہاں ہے؟

قلعہ دار۔ حضور! میں بے خبر ہوں۔

ہمایوں۔ ہم نے تحقیق کر لیا ہے کہ تمہیں خزانے کا علم ہے۔ اگر جان غریب ہے۔ تو جلد کہو۔

قلعہ دار۔ جہاں پناہ اسچ کہتا ہوں کہ مجھے کچھ پتہ نہیں۔ جان ہے اور وہ حاضر ہے۔ (گردن جھکا دیتا ہے)

بیرم خاں (چپکے سے) حضور! سختی سے کام لیجئے۔

ہمایوں (آہستہ سے) بیرم! جو کڑے مرے۔ اسے زہریوں دیں؟

ہمایوں (قلعہ دار سے) شاباش! ہم تمہاری سچائی کی داد دیتے ہیں۔ اور جان بخشی فرمائے ہیں۔ آج رات کو شاہی ضیافت میں شریک ہونا۔

قلعہ دار۔ تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار (سب علیحدہ ہو جاتے ہیں)

رات کے وقت قلعہ دار شاہی دعوت میں شریک ہو جاتا ہے۔ ہمایوں اپنے ماتھے سے قلعہ دار کو بہت سی شرب

پلاتا ہے۔ جب وہ نشے میں چور ہو جاتا ہے۔ تو

ہمایوں (قلعہ دار سے) کہو بھائی! خزانہ شاہی کہاں ہے؟

قلعہ دار۔ خزانہ خزانہ!



ہمایوں۔ ”ہاں ہاں خزانہ!“

قلعہ دار۔ ”شاہا خزانہ! وہ اس تالاب کے وسط میں مدفون ہے!“

ہمایوں (خوشی میں آکر) شراب۔ خانہ خراب۔ جو اس نامراد کو مٹھ لگائیگا۔ وہ بالضرورت نامرادی کے گڑھے میں دھکیلا جائیگا۔

گلاسوں میں جو ڈوبے پھر نہ اُبھرے زندگانی میں ہزاروں بہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں ہمایوں اسی وقت تالاب کو خشک کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وسطی جگہ کھودنے سے بڑا بھاری خزانہ ہاتھ آتا ہے۔ اور بادشاہ خوش ہو کر ہر ایک سپاہی کو ایک ڈھال بھر سونا بخش دیتا ہے۔ اور علاقہ گجرات عسکری مرزا کے سپرد کر کے واپس دارالخلافہ آجاتا ہے۔

## آٹھواں سین

### دربار ہمایوں

ہمایوں گجرات کا علاقہ فتح کر کے آگرہ میں رونق افروز ہے۔ اور اراکین سلطنت سے آئندہ ارادوں کے متعلق صلاح و مشورہ کرتا ہے۔ کہ اتنے میں دربان حاضر ہوتا ہے۔

دربان (جھک کر سلام کر کے) حضور کا سایہ ہم بندگان پر ہمیشہ رہے!

ہمایوں۔ ”کیا پیغام لایا ہے؟“

دربان۔ ”حضور کے در دولت پر بنکال سے ایک قاصد آیا ہے۔“

ہمایوں۔ ”جلد حاضر کرو۔“ (قاصد حاضر ہوتا ہے)

قاصد (سلام کے بعد) حضور کا اقبال بلند!

ہمایوں۔ ”کہو۔ کیا پیغام لایا ہے۔“

قاصد۔ ”جہاں پناہ! شیر خاں پٹھان نے حضور کے نمک حلال صوبہ دار کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ علاقے پر علاقے دباؤ چلا جاتا ہے۔ اور صوبہ دار بے بس ہے۔“

(یہ سن کر بادشاہ اور اراکین دربار طیش میں آ جلتے ہیں)

ہمایوں۔ ”اس نابکار کو جہنم رسید کرو۔ جو شیر نر کی گردن کھجائیگا۔ آخر ایک دن ہلاک ہو جائیگا۔ (اراکین تمہاری کیا رائے ہے؟“

اراکین۔ ”بس حضور کے حکم کی پیروی ہے۔ اگر اس کی نکالوٹی نہ اڑائینگے۔ تو بہادروں میں ایسا نام نہ مانینگے۔“

ہمایوں۔ فوج کو صبح کوچ کرنے کا حکم دیدو۔ ہم بھی ہمراہ ہونگے۔ تاکہ اس کی سرکوبی پورے طور سے کی جاسکے۔“  
(دربار برخواست ہو جاتا ہے)

## نواں سین فوج کا کوچ

دوسرے دن علی الصبح ہمایوں فوج کے ہمراہ بنگلے کی طرف کوچ کرتا نظر آتا ہے۔ جب بنگلے کے گرد و نواح میں پہنچتا ہے۔ تو صوبہ دار بنگالہ کا ایک قاصد پیغام لاتا ہے۔  
قاصد۔ ”حضور کا بخت یا در!“  
ہمایوں۔ ”کیسے آئے؟“  
قاصد۔ ”حضور! آنحضرت کی تشریف آوری پر شیر خاں قلعہ رتناس کی طرف بھاگ گیا ہے۔ صوبہ دار بنگالہ حضور کو دعائیں دے رہا ہے۔ اور آنحضرت کے دیدار فیضیاب کا پیاسا ہے۔“  
(یہ سن کر ہمایوں شکر خدا کرتا ہے۔ اور بنگلے پہنچ کر عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ اور حکم دیتا ہے کہ کوئی بدخبر ہم کو نہ دی جائے۔)

## دسواں سین قلعہ رتناس

قلعہ رتناس کا راجہ چنتا من اپنے اُمراء و وزراء کے ساتھ بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ اتنے میں زبان حاضر خدمت ہوتا ہے۔  
دربان۔ ”تمہارا جادھیہ راج کی جے ہو!“  
راجہ۔ ”کس لئے حاضر ہوئے ہو؟“  
دربان۔ ”تمہارا جادھیہ راج! سردار شیر خاں پٹھان مہاراج کے درشنوں کی خاطر قلعہ کے دروازے پر حاضر ہے۔“  
(راجہ مصاحبین سمیت قلعہ کے دروازے پر آتا ہے۔ اور شیر خاں سے مصافحہ کر کے)  
راجہ۔ ”کہئے سردار صاحب! کس کارن آنا ہوا؟“  
شیر خاں (حلیبی سے) ”ادھیہ راج! دکھیا اور مظلوم دلوں کا کیا پوچھتے ہو؟“  
راجہ۔ ”تیر بھی کچھ تو ارشاد فرمائیے۔ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر آ جائے۔ اور میں اس کی مدد نہ کر سکوں۔“

تو رہے نصیب !

**شیر خاں** (بھرے دل سے) تمہارا راجہ باظالم مغل میری جان و مال کے دشمن اور میری بے غنی کے خواہاں ہیں۔ جان و مال کی تو کچھ پروا انہیں بے غنی جیتے جی خدا نہ دکھائے میرے اہل و عیال کو اگر آپ قلعہ میں پناہ دیں تو یہ احسان تمام عمر نہ بھوونگا۔ (دست بستہ) آج بیکسوں کا والی تو ہی ہے !

**راجہ**۔ سردار صاحب ! پناہ کا کیا مطلب ! یہ تو آپ کا گھر ہے۔ بیگمات کو جلد لائیے !

شیر خاں کا جادو چل جاتا ہے۔ اور چند سو ڈولیاں ترتیب دیتا ہے۔ پہلی چند ڈولیوں میں بیگمات ہوتی ہیں۔ باقیوں میں مسلح سپاہی۔ ڈولی بردار جنگجو بہادر ہیں۔ جن کے ہتھیار ڈولیوں میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ ڈولیوں کی قطار قلعہ کے دروازے پر پہنچ جاتی ہے۔

**شیر خاں**۔ تمہارا راجہ ! حاضر ہوں۔ اور آپ کے بلند اقبال کا دعا گو ہوں !

(راجہ پہلی دو چار ڈولیوں کے پردے اٹھا کر اطمینان کر کے)

**راجہ**۔ آئیے۔ آئیے۔ بڑے شوق سے تشریف لائیے۔ (ڈولیاں قلعہ کے اندر داخل ہو جاتی ہیں)

راجہ مظلوموں کی امداد کر کے خوشی کے نعرے بلند کرتا ہے۔ مگر اسی وقت ڈولیوں سے افغان تلواریں موت کر رہے نکلتے ہیں۔ اور راجہ کو اس کے ساتھیوں سمیت موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ اور شیر خاں بے کھٹکے قلعہ پر قابض ہو جاتا ہے۔ اور یہ منکر کہ ہمایوں رنگ ریوں میں مست پڑا ہے۔ ارد گرد کے علاقوں کو دباننا شروع کر دیتا ہے۔

(باقی دارد)

(پتھر)

## عسل شمسی

اخبارات و رسائل پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ غسل شمسی صحت کے برقرار رکھنے اور حاصل کرنے کے علاوہ بعض امراض جسم انسانی کا علاج بھی ہے۔ بہ نسبت انگلستان وغیرہ کہ جہاں آفتاب کئی کئی دن بعد چمکا کرتا ہے۔ ہمارے ملک ہند میں زیادہ دنوں نمودار ہوتا کرتا ہے۔ اور اس لئے ہی اس سے فیض اٹھانے کا زیادہ موقع ہے۔ لیکن یہ بات کم صاحبان کو معلوم ہوگی۔ کہ سپہر کے وقت ۲ اور مہر کے درمیان سورج سے وہ شعاعیں ہندوستان میں آتی ہیں کہ جو مذکورہ بالا مقصد کے لئے کارآمد ہیں۔

(۲) سونے کے متعلق اور باتیں تو بتلائی جاتی ہیں۔ مثلاً ۶ اور ۸ گھنٹے روزانہ بوقت شب سونا چاہئے

(ڈاکٹر اشیا مایرن ورماء)

مگر یہ بھی ضروری بات ہے کہ آدھی رات سے پہلے سونا چاہئے

# سوئیلی ماں

(بابو اماشنکر صاحب سربراہ ستوہ ایم۔ اے۔ آئرس (پوپی)

سوئیلیا - ”دادا آتاں؟“

کیلاش - بیٹی اماں گئی ہیں تمہارے لئے مٹھائی لانے۔

سوئیلیا - ”کب آؤنگی؟“ کیلاش - ”کل۔“

سوئیلیا - ”ابھی آؤنگی؟“

کیلاش - ابھی نہیں بیٹی۔ کل آؤنگی۔ تمہارے لئے مٹھائی لانے گئی ہیں۔ تم سو جاؤ۔ تو اماں جلدی جاٹیں۔ سوئیلیا اپنی ماں کو یاد کر کے رونے لگی۔ کیلاش بابو اس کو گود میں لئے ہلکتے رہے۔ کچھ دیر بعد نیند نے سوئیلیا کی آنکھیں بند کر دیں۔ کیلاش بابو نے دیکھا کہ سوئیلیا کی آنکھیں تو بند ہیں لیکن آنسو اب بھی جاری ہیں۔ انکا اتنا دیکھنا تھا کہ آنسوؤں کی مندی ہوئی طغیانی نے ضبط کے بند کو توڑ دیا۔ انہوں نے ہزار کوشش کی کہ نہ روئیں سوئیلیا کہیں جاگ گئی تو اور روئے گی۔ علاوہ اس کے اب رونے سے فائدہ کیا۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ غرض کہ وہ ہر طریقہ پر اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کرتے لیکن آنسو تھے کہ نکلے چلے آتے تھے۔ آنسوؤں کا نکلنا ذرا کم ہوا تو وہ خیالات کے ہوائی جہاز میں اُڑنے لگے۔ کبھی وہ لکھنؤ کے میڈیکل کالج میں جا اُترتے اور کبھی مرد کھٹے پر۔ کبھی سسرال کی سیر کرتے تو کبھی اپنے ہی مکان پر آنکلتے۔ بڑی دیر کے بعد آنسوؤں کا نکلنا بند ہوا۔ اور چہرے سے مستقل مزاجی پھٹنے لگی۔ معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے دل ہی دل میں کچھ طے کر لیا ہے۔

چار سال ہوئے کہ کیلاش بابو کی شادی ہوئی تھی۔ اُن کے والد غازی پور کے ممتاز وکیلوں میں تھے۔ کیلاش بابو بھی وکالت کے دوسرے درجے میں تعلیم پا رہے تھے۔ شادی کے سال بھر بعد ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکا نہیں۔ کیلاش بابو کے والد کو کچھ زیادہ خوشی تو نہیں ہوئی۔ مگر یار دوستوں نے دعوت کا وعدہ تو لے ہی لیا۔ بین دعوت کے دن کیلاش بابو کی بی بی کو بڑے زور سے بخا چڑھا۔ لیکن دعوت کی فہرست گھوم چکی تھی۔ لہذا تیار یا ہونے لگیں۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہوئی۔ مگر نہ تو تیار یاں ختم ہوئیں اور نہ بخار ہی اُترا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بخار اُتارنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ ۱۱ بجے رات کو دعوت ختم ہوئی۔ تو وکیل صاحب سے کسی نے کہا کہ دُہن کا بخار ابھی تک نہیں اُترا۔ انہوں نے کہا خیر صبح دیکھا جائیگا۔ اب اس وقت ہو ہی کیا سکتا ہے۔ صبح کو لیڈی ڈاکٹر آئی اور دیکھ کر چلی گئی۔ دعا ہونے لگی۔ مگر روز بروز حالت خراب ہی ہوتی گئی۔

چند ہفتے بعد ڈاکٹروں کی رائے ہوئی کہ لکھنؤ لے جا کر اس لے (Gx ۳۰) کروایا جائے۔ تب ذق کا شبہ معلوم ہوتا ہے۔ وہاں بھی دو ہفتے تک دوا ہوئی۔ لیکن بے سود۔ بعد ازاں بنا کر لے گئے۔ وہاں پرویدروں نے کہا کہ تب ذق نہیں پرسیوت معلوم ہوتا ہے۔ دو تین ہفتے وہاں بھی دوا ہوتی رہی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب لوگوں کی رائے ہوئی کہ گھر ہی پر رکھا جائے۔ گھر پر بھی دوا برابر ہوتی رہی۔ لیکن موت کا کیا علاج۔ ایک روز پانچ بجے کیلاش بابو دوا پلانے گئے تو دیکھا کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہے۔ بی بی کو رونے دیکھ کر کیلاش بابو بھی رونے لگے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ دو چار باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد کیلاش بابو سوشیلا کو لے آئے۔ سوشیلا ماں کو دیکھتے ہی رونے لگی۔ ماں نے چاہا کہ اسے اپنی چھاتی سے لگالے لیکن ماتھ پکڑتے ہی آنکھیں پتھر آئیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ سوشیلا کے دیکھنے کی تمنا موت کو روکے ہوئے تھی۔ کیلاش بابو نے جو یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے۔ لگے چھوٹ پھوٹ کر رونے۔ لیکن مرنے والے کو اس کی کیا خبر۔

پنڈت جی۔ وکیل بابو! تو اب ہم لوگن کا حکم ہوتا ہے۔

وکیل صاحب۔ بھئی کیا بتاؤں۔ آج کل کے لڑکے۔۔۔۔۔ اب زیادہ مت کہلوائے۔ اس کی نسبت آپ انہیں سے باتیں کر لیجئے۔ میں انکا ہوں کون جو انکی شادی کی نسبت بات چیت کروں۔ (زور سے) لنگروا اور لنگروا۔ ارے کیا مر گیا۔

لوکر۔ ماں بابو جی۔ وکیل صاحب۔ ”بچہ کیا کر رہے ہیں۔“ لوکر۔ ”اندھیں۔“ وکیل صاحب۔ ”جا بلال۔“ لوکر اندر گیا اور لوٹ آیا۔ وکیل صاحب۔ ”کیا ہوا رہے۔“

لوکر۔ ”او تو روت ہیں کہیں ہیں کہ جا کہدے نہیں آویٹھے۔“ وکیل صاحب۔ دیکھا پنڈت جی آپ نے۔ یہ حالت ہے۔ اچھا تو اب آپ جلیئے۔ ڈپٹی صاحب سے کہدیں گے کہ میں اس کی نسبت بعد میں تحریر کروں گا۔ اور کچھ نہ کہنے گا۔“

اتنا کہہ کر وکیل صاحب اندر گئے اور کیلاش بابو کو رونے دیکھ کر کہنے لگے کہ ”اس میں رونے کی کوئی بات ہے۔ میں تم کو کچھ کہتا ہوں نہیں۔ شادی بہت اچھی ہے۔ ڈپٹی کلر ہیں۔ پانچ ہزار نقد دے رہے ہیں اور کم سے کم تین ہزار لائن وغیرہ دلائے اور دیئے۔ اس لئے میں پسند تھی۔ لیکن اگر تمہیں شادی کرنا منظور نہیں تو مت کرو۔ لیکن میں تو کہتا ہوں کہ تم شادی کرو گے اور ضرور کرو گے۔ ابھی نہیں تو دو ایک سال بعد سہی۔ یہاں نہیں تو کہیں اور سہی۔ پہلے سب ایسے ہی کہتے ہیں۔ وہی منہ ہے کہ تھیں کل بورفوں گنگا بنائے“ شادی نہیں کریٹھے۔“

اتنا سنا تھا کہ کیلاش باؤنملا اٹھے غصہ سے کہا کہ کچھ جواب دو لیکن ضبط نے مشورہ دیا کہ نہیں بے ادبی ہوگی۔ وہ اٹھے روتی ہوئی سوشیلا کو گود میں اٹھا کر باہر چلے گئے۔

کیلاش - آو ہو - تم کب آئے ہریش -

ہریش - میں تو بڑی دیر سے بیٹھا ہوں۔ تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ کہ کیل صاحب آگئے۔ انہیں سے باتیں کرتی ہیں ابھی ابھی تو پھر اندر گئے ہیں۔

کیلاش - باتیں کیا ہو رہی تھیں یہ تو بتاؤ۔ ہریش - کچھ نہیں ایسے ہی۔

کیلاش - پھر بھی - کچھ تو۔ ہریش - ڈی تمہاری شادی کی نسبت۔

کیلاش - ہوں۔ یہ تو میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ لیکن بھئی اب میں دوسری شادی نہیں کرونگا۔ میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ ان سے بھی کہہ دینا۔

ہریش - آخر کوئی وجہ بھی ہو۔ کیلاش - وجہ کیا کچھ نہیں۔ میری طبیعت۔

ہریش - تم تو یار عجیب اٹھڑی اٹھڑی باتیں کر رہے ہو۔ میں یہ تو کہتا نہیں کہ تم شادی نہ کرو۔ اگر تم نہیں چاہتے تو مت کرو۔ اس میں کوئی زبردستی تو ہے نہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ نہ کیلاش -

کیلاش - بات کچھ نہیں۔ بات کیل ہے۔ سوشیلا کو مار ڈالیں تو شادی کریں۔ عورتیں جیسی ہوتی ہیں شاید تمہیں بھی معلوم ہے۔ تمہارے اوپر تو خود ہی بیت رہی ہے۔ پھر ہم سے کیوں پوچھتے ہو؟

ہریش - لیکن سب عورتیں ایک ہی طرح کی نہیں ہوتیں۔ اور عورت کیسی ہی کیوں نہ ہو جیسا تم اسے بناؤ گے ویسا بنے گی۔ اگر تم سوشیلا کو پیار کرو گے تو وہ بھی پیار کرے گی۔

کیلاش - بھئی ہمارا تو خیال ہے کہ اس معاملے میں سب عورتیں ایک ہی طرح کی ہوتی ہیں۔ اور پھر شادی ہونے کے بعد کیا معلوم کہ ہمارے خیالات ایسے ہی رہیں۔ عورتیں رات کو کان میں جو گہر منتر جھونکتی ہیں۔ اس میں جادو کا اثر ہوتا ہے۔ اچھے اچھے عربی گھوڑے گدھے بن جاتے ہیں۔

ہریش - میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم لڑکی کی نسبت اچھی طرح اطمینان کرو۔ اور تب شادی کرو۔ میں نے سنا ہے کہ لڑکی بہت ہی خوبصورت ہے اور بڑھی لکھی بھی ہے۔ لیکن میں نے خود نہیں دیکھا ہے۔ میں نے تو سنی سنا ہی کہہ دی۔

کیلاش - تم بھی کہاں کی باتیں کرتے ہو۔ ابا جان تو کہتے ہیں کہ شادی اچھی ہے۔ کیوں اچھی ہے؟ اس لئے کہ لڑکی کے باپ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ پانچ ہزار نقد اور تین ہزار لیں لائن وغیرہ دے رہے ہیں۔ اب اور کیا چاہئے؟

وہاں لڑکی کی نسبت تو بات ہی نہیں ہوتی۔ بڑی ہے۔ نکلڑی ہے۔ کافی ہے۔ کافی ہے۔ کافی ہے کیسی ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا لیکن شادی اچھی ہے۔“

ہریش۔ اچھا تو ابھی تم اسی طرح اکڑے رہو۔ اس درمیان میں میں سب کچھ پتا لگا لوں گا۔ ذرا تم بھی کوشش کرنا۔ اگر لڑکی اچھی مل جائے تو میری سمجھ میں تو شادی کر ہی لینا چاہئے۔ آخر اس طرح کب تک؟

ہریش چلا گیا۔ کیلاش بابو اپنے کمرے میں بیٹھے سوچنے لگے۔ معاملہ ہونا ہے کہ لڑکی بہت اچھی ہے۔ نہیں تو ہریش اتنا زور نہ دیتا۔ وہ یہ بھی ٹھیک ہی کہتا ہے کہ اس طرح کب تک؟ معلوم نہیں دو ایک سال بعد میری طبیعت ڈانواں ڈول ہو جائے اور تب ایسی لڑکی ملے یا نہ ملے۔ باپ بھی ڈپٹی کلکٹر ہیں۔۔۔۔۔“

اتنے میں سوشیلا روتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ تمام خیالات کا فور ہو گئے۔ سوشیلا کو گود میں اٹھایا اور مُست روؤ بیٹا۔ مت روؤ“ کہتے ہوئے کمرے میں ٹہلنے لگے۔ لیکن سوشیلا بجائے چُپ ہونے کے اور زور سے رونے لگی۔ کیلاش بابو اس کو بہلانے کی ہزار کوشش کرتے کبھی گود میں لے کر آنسو پونچتے کبھی اس کندھے پر ٹھٹھاتے تو کبھی اس کندھے پر لیکن بالکل بے سود۔ آخر چارپائی پر لیٹ گئے، ورسوشیلا کو تھپک تھپک کر سُلانے کی کوشش کرنے لگے۔ سوشیلا پر ابھی نیند کا پورا غلبہ بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ کیلاش بابو بھی چھپکیاں لینے لگے۔ جب انکھیں بند ہو گئیں تو دیکھتے کیا ہیں کہ انکی بی بی انکے پاس لیٹی ہوئی ہیں۔ چھٹڑا نہاں شروع ہوئیں تو کسی بات پر ان بن ہوئی کیلاش بابو نے مُنہ پھیر لیا۔ اب کیا تھا۔ منتیں شروع ہو گئیں۔ آے۔ ادھر سوئے ادھر۔ نہیں بولے کالے“ نہیں۔“ نہیں بولے گا۔“ نہیں۔“ اچھا منہ تو ادھر کیجئے۔“ ہم کسی طرح سوئیں تم مطلب؟ ہم سے کچھ مطلب نہیں؟“ نہیں۔ نہیں۔ ایک مرتبہ تو کہہ دیا نہیں۔“ اچھا ہاتھ دیکئے۔“ اتنا کہہ کر کیلاش بابو کی بی بی رونے لگیں۔ ذرا دیر بعد سسکیں کی آواز کیلاش بابو کے کان میں آئی تو گھوم پڑے۔

”بس رونے لگیں نہ۔ اتنی سی بات پر“

”چلئے چلئے۔ آپ کو کیا۔ چاہے ہم مریں یا جئیں۔ مرجائیں تو چھٹی تو ملتی“

”اچھا۔ اچھا۔ اب چُپ رہو۔ یہی سب تو کہو گی۔ مرجائیں“

”اے آپ لوگوں کو کیا“

”تو کیا۔ تم سمجھتی ہو کہ میں تمہارے بعد دوسری شادی۔۔۔۔۔“

”شادی کی بات دماغ میں آتے ہی کیلاش بابو یکایک چونک پڑے۔ دیکھا تو چارپائی پر علاوہ سوشیلا کے کوئی نہیں۔ درودیا ر سے وحشت برسنے لگی اور کیلاش بابو کا دل دھڑکنے لگا۔“

”سوشیلا - اوسوشیلا - (زور سے) اری ادا بھاگن“

سوشیلا پھٹے کپڑے پہنے - ماتھے میں سوٹیئے دوڑی آئی -

نئی ماں - بولتی کیوں نہیں - کیا منہ میں باگھی ہو گئی ہے - ڈائن کہیں کی -

”سوشیلا چپ تھی“

نئی ماں - ”گھور کیوں رہی ہو - ماں کو تو کھایا - ہم کو بھی کھاؤ گی کیا؟ سوئی کیا ہو گئی“

سوشیلا پھر بھی خاموش تھی -

نئی ماں - ”بارد برس کی موٹیں - چار دین میں سسرال کے لائق ہو جائیں گی - نگرا بھی گڑیاں ہی سہی رہی ہیں

آنکھوں میں دھول ڈالتی ہیں“

اتنے میں کیلاش بابو پھر سے آگئے -

کیلاش - ”کیا ہوا ہے؟ کیا تم یہی چاہتی ہو کہ میں گھر میں نہ آؤں - جب دیکھو جب ڈائنٹ - پشکار -

ڈائن - چائن - آخرا س کی کوئی مد بھی ہے - کیوں ڈائنٹ رہی ہو؟“

بی بی - ”مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں - ٹپنے بیٹا سے کیوں نہیں پوچھتے؟“

کیلاش - ”آخر کچھ کہو گی بھی؟“

کیلاش - ”اچھا تمہیں بتاؤ بیٹا - کیا بات تھی؟“

سوشیلا رونے لگی - کیلاش بابو نے اسے اپنے پاس کھینچ لیا اور سمجھانے لگے لیکن سوشیلا کارونا کسی

طرح کم ہوتے نہ دیکھ کر کیلاش بابو اسے وہاں سے الگ لے جا کر ایک دوسرے کمرے میں جا بیٹھے اور پوچھنے

لگے کہ ”کیا بات تھی - بیٹا سچ سچ بتاؤ؟“

کیلاش - ”کیوں تم نہیں مانو گی - آخر کیوں رو رہی ہو - کچھ وجہ بھی ہے“

بی بی - ”کچھ نہیں - ایسے ہی - اپنی قسمت کو رو رہی ہوں“

کیلاش - ”کیا آج سوشیلا سے پھر کچھ ہوا؟“

بی بی - ”نہیں - ان سے کیا ہو گا - ہم کو تو آپ زہر دے دیتے تو.....“

کیلاش - ”بات کاٹ کر دیکھو - تم پھر جلی کٹی سنانے لگیں نہ -

بی بی - ”ارے میں آپ کی ہموں کون جو جلی کٹی سناؤں - لیکن آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا -

کیلاش - ”تم فضلہ ہی اس کے پیچھے پڑی رہتی ہو - ایسے ہی اس روز تم کہتی تھیں کہ گڑیاں سلنے جا رہی تھی







رمیش : ”کھانا نہیں کھایا ! یہ کیوں؟“  
 کیلاش بابو کی بی بی : ”ہم سے بگڑی ہیں۔ مٹھائی منگاکے دی وہ بھی نہیں کھائی۔ وہ کیا رکھی ہے۔“  
 ریش : ”کیوں۔ بات کیلے۔ ہم بھی تو سنیں۔“  
 کیلاش بابو کی بی بی : ”کچھ نہیں ایسے ہی۔ تم کھلاؤ تو شاید کھلے۔ کل شام کو بھی نہیں کھایا تھا۔“  
 ریش : ”اچھا۔ دیکھئے ہم بلاتے ہیں۔ سو شیلہ! اوسو شیلہ!“  
 کیلاش بابو کی بی بی : ”آرے وہ یہاں نہیں آوے گی۔ وہیں لے جا کر دے آؤ۔“  
 ریش مٹھائی کا دونے کر سو شیلہ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ کیلاش بابو آگئے۔  
 کیلاش : ”کیوں اوس کیوں ٹیٹھی ہو؟“ بی بی : ”کچھ نہیں۔ یونہی۔“ کیلاش : ”کچھ تو۔“  
 بی بی : ”کچھ تو کیا۔ ذرا اس کمرے میں جا کر دیکھئے کیا ہو رہا ہے۔“  
 کیلاش : ”کیوں۔ کون ہے؟“ بی بی : ”میں کیا جانوں کون ہے۔“ کیلاش : ”آرے بتاؤ بھی۔“  
 بی بی : ”وہی آپ کے داماد ہیں اور کون ہے۔“

اتنا سننا تھا کہ کیلاش بابو کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ چہرہ تھلا اٹھا۔ بدن کانپنے لگا۔ ابھی وہ چپ ہی کھڑے تھے کہ اتنے میں کانوں میں آواز آئی۔ ”نہیں کھاؤ گی؟“ اب ضبط کی تاب کسے تھی۔ کونے میں ایک موٹی پاڑی چھڑی رکھی تھی۔ کیلاش بابو نے ایک نظر بی بی کو دیکھا اس کے آنسو نکل رہے تھے۔ چھڑی اٹھا کر چلے تو بی بی نے پکڑنا چاہا۔ لیکن کیلاش بابو دم زدن میں اس کمرے میں پہنچ گئے۔ دیکھا تو ریش سو شیلہ کا ماتھ پکڑے ہوئے کہہ رہا تھا۔  
 ”نہیں کھاؤ گی؟“

دوسرے دن کیلاش بابو کھانا کھا کر کچھ چلے گئے۔ انکی بی بی صاحبہ جب کھا چکیں تو نوکر سے کہا : ”جاؤ۔ میم صاحب سے پوچھ لو۔ کھائیں گی یا نہیں کھائیں گی۔“ سو شیلہ یہ باتیں سن رہی تھی۔ نوکر گیا تو اس نے کہہ دیا کہ ”نہیں“ نوکر نے جا کر کہہ دیا۔ ”نوج نہ کھائیں گی۔ تم جا کر کھاؤ۔“ اتنا کہہ کر وہ تو سونے چلی گئیں۔ لیکن نوکر سو شیلہ کے پاس پھر گیا۔ کہاں چوٹ لگی ہے بیٹا؟

”کہیں نہیں۔ ہمرے۔ یہ کہہ کر سو شیلہ مارو نے لگی۔ نوکر نے سو شیلہ کا ماتھ پکڑ لیا۔ دیکھا تو بائیں ماتھ کی چاروں انگلیاں سوچی ہوئی ہیں۔ نوکر بھی رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے اٹھا۔ دو گانٹھ ہلدی اور ایک پیاز کو لیکر پیسا۔ آگ جلائی۔ گرم کیا۔ اور پھر سو شیلہ کے پاس کیا۔ جب چاروں انگلیوں پر رکھ چکا تو پوچھا۔ اور کہیں ہے۔“ سو شیلہ نے پیر بڑھا دیا۔ جب اس پر نری رکھ چکا تو پھر پوچھا۔ سو شیلہ نے پسلی کی ٹرٹ اشارہ کر دیا اور

کہا "تم رکھ کر جاؤ۔ ہم رکھ لیں گی" نوکرنے چوکے میں جا کر اپنا کھانا لیا اور دروازہ بھیڑ کر اپنے گھر چلا گیا۔ سو شیلابڑی دیزنک میٹھی روتی رہی۔ اس کے دماغ میں ہزاروں خیال آتے اور چلے جاتے۔ آخر وہ اٹھی۔ لنگر داتی ہوئی چھت کے کنارے تک آئی۔ چاہا کہ وہیں سے کود پڑیں۔ مگر یا تو ہمت نہ پڑی یا یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ جان نہ نکلے۔ تھوڑی دیر کھڑی سوچتی رہی۔ پھر کمرے میں واپس گئی۔ آخر اس کے چہرے پر یکایک سنجیدگی چھا گئی۔ معلوم ہونا تھا کہ اُسے اپنی نجات کل کوئی بہتر طریقہ معلوم ہو گیا۔ براہ میں مٹی کے تیل کا کنٹر رکھا تھا۔ اس میں سے ایک بوتل تیل لیا۔ وہیں دیا سلائی کی ڈیا بھی تھی۔ اسے بھی اٹھایا اور اپنے کمرے میں آکر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

کیلاش بابو بچہری سے آئے تو دیکھا کہ آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ گھر بھر بجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر لپٹیں بیک بچنے کا نام نہیں لیتیں۔ کیلاش بابو سو شیلابڑی دیزنک میٹھی روتی رہی۔ اس کے دماغ میں ہزاروں خیال آتے اور چلے جاتے۔ آخر وہ اٹھی۔ لنگر داتی ہوئی چھت کے کنارے تک آئی۔ چاہا کہ وہیں سے کود پڑیں۔ مگر یا تو ہمت نہ پڑی یا یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ جان نہ نکلے۔ تھوڑی دیر کھڑی سوچتی رہی۔ پھر کمرے میں واپس گئی۔ آخر اس کے چہرے پر یکایک سنجیدگی چھا گئی۔ معلوم ہونا تھا کہ اُسے اپنی نجات کل کوئی بہتر طریقہ معلوم ہو گیا۔ براہ میں مٹی کے تیل کا کنٹر رکھا تھا۔ اس میں سے ایک بوتل تیل لیا۔ وہیں دیا سلائی کی ڈیا بھی تھی۔ اسے بھی اٹھایا اور اپنے کمرے میں آکر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

نے کہا "سوامی۔ گھبراؤ مت۔ سو شیلابڑی دیزنک میٹھی روتی رہی۔ اس کے دماغ میں ہزاروں خیال آتے اور چلے جاتے۔ آخر وہ اٹھی۔ لنگر داتی ہوئی چھت کے کنارے تک آئی۔ چاہا کہ وہیں سے کود پڑیں۔ مگر یا تو ہمت نہ پڑی یا یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ جان نہ نکلے۔ تھوڑی دیر کھڑی سوچتی رہی۔ پھر کمرے میں واپس گئی۔ آخر اس کے چہرے پر یکایک سنجیدگی چھا گئی۔ معلوم ہونا تھا کہ اُسے اپنی نجات کل کوئی بہتر طریقہ معلوم ہو گیا۔ براہ میں مٹی کے تیل کا کنٹر رکھا تھا۔ اس میں سے ایک بوتل تیل لیا۔ وہیں دیا سلائی کی ڈیا بھی تھی۔ اسے بھی اٹھایا اور اپنے کمرے میں آکر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

شاکر نشی کا لکا پرشاد کھتری بریلوی شاگرد ناخداے سخن

تلج الشعراء فصیح العصر حضرت نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی مرحوم

شوق دیدار سے ہے خوف یہ ہر بار مجھے  
اپنے منہ سے جو وہ کہیں کبھی بیمار مجھے  
جب سے کہنے لگے وہ طالب دیدار مجھے  
جس کو دیکھو ہے وہی چاہنے والا اُس کا  
دشت و حشت میں جویں چاک گیریاں نکلا  
اور تو کوئی نہیں اس کے سوا شکل نجات  
اللہ اللہ یہ تنفر ہے یہ پردا اُن کو  
عشق کبخت کا شکوہ نہ کروں میں کیونکر  
ہم انہیں لاتے ہیں گھبراؤ نہ تم اے شاگرد

رفتہ رفتہ نہ ہو اب عشق کا آزار مجھے  
میں سمجھ لوں کہ مبارک ہوا آزار مجھے  
کچھ مسرت کے نظر آتے ہیں آثار مجھے  
ساری دنیا میں نظر آتے ہیں اغیار مجھے  
دیکھتا تھا نگہ شوق سے ہر خار مجھے  
بخش دے کاش سمجھ کر وہ گنہگار مجھے  
خواب میں بھی تو دکھاتے نہیں دیدار مجھے  
زندگی بھر کے لئے کر دیا بیکار مجھے  
روز دیتے ہیں تسلیٰ یو نہیں غمخوار مجھے

# زبانی جمع و خرچ

(جناب عبدالحمید صاحب مسلم بی اے گورنمنٹ ہائی سکول تونسہ شریف)

بہت زمانہ گذرنے پایا تھا۔ کہ میں نے اپنے فن میں ایک قابل رشک شہرت حاصل کر لی۔ جب میں سٹیج پر جاتا۔ تو وہ واہ واہ، خوب شاباش، مرجبا، ایک بار اوڑ کے فلک شکاف نعروں سے میری خوش آمدید کی جاتی۔ میں جلسے میں پھولا نہ سہتا۔ شائقین میں سے جب کوئی مجھے منڈو سے باہر دیکھ پاتا۔ تو بہروں میرا منہ تکتا رہتا۔ میرے ایکٹ کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتا۔ نختیں گم پر منزل رسیدی کی رٹ لگاتا۔ جس پر بعض اوقات مجھے ہجو تلخ کا گمان ہوتا۔ پھر کیا تھا۔ جن لوگوں کے میں نے حقے بھرے تھے جن کے پیالے دھوئے تھے۔ جن کی رکابیاں صاف کی تھیں۔ شومئی قسمت سے وہ بھی مجھے حسد کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور اپنا یہ مقابل سمجھتے۔

جب میں ریلوے سٹیشن پر جاتا۔ تو عوام کی موجودگی میں بے اختیار میرے گنہ سے نکل جاتا۔ آہ! میں اس فن میں طفلِ نو آموز ہوں۔ طفلِ نو آموز؟ اگر یہ طفلِ نو آموز ہے۔ تو خدا جانے اس فن کے کہنے شوق پر و فیول کے کمال کی توصہ ہوگی۔ یہ ان لوگوں کی رائے تھی۔ جو جاڑے کی طویل اور ٹھنڈی راتوں میں تین بجے صبح تک میرے ایکٹ کا لطف اٹھاتے تھے۔ لیکن ان کی پر رائے میرے واسطے باعثِ اطمینان نہ تھی۔ میں دل ہی دل میں اپنی شکست مان چکا تھا۔ میرا مفہوم اس فن سے کچھ اور تھا۔

تقریباً ہر ملک کا خضہ ہے کہ جب دو دوست بہت مدت کے بعد ملتے ہیں تو نہایت ہی گرم جوشی سے مصافحہ و معانفہ کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے خیر و عافیت پوچھتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ہر ایک ہی چاہتا ہے کہ جلد خلاصی ہو۔ ان میں سے جو زیادہ منافق و من چلا ہوتا ہے۔ فوراً موقع پا کر بول اٹھتا ہے۔ اچھا کوئی کار خیز۔ صریح الفاظ میں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے فرصت نہیں۔ اجازت دیجئے۔ اور آپ بھی دفاع ہو جائیے۔ بار بار دیکھا جاتا ہے۔ کہ دوستوں کو کارڈن پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ مگر ان پارٹیوں نے ہمیشہ سے صرف رسمی صورت اختیار کر رکھی ہے۔ عموماً ایسے موقعوں پر پُر تکلف ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جن اجاب کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے وہ وقت مقررہ سے تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے طعامی لباس میں مکھیوں کی طرح دسترخوان پر ٹوٹ پڑنے ہیں۔ گوشت، حلو، اندے، اپٹین، متجن، کوئٹے، فرنی، کباب، پلاؤ، زردہ، لرم، پترم سب کا صفایا کر دیتے ہیں۔ ڈکار تک نہیں لیتے۔ پھر مچھوں کو تاؤ دے کر نیم خوابی کی حالت میں تھری کیل سیکرٹ کے کش پرکش

لگاتے ہیں۔ شور باخبردار تھا۔ پٹین قدرے کچی تھی۔ پلاؤ میں نمک کم تھا۔ فیرونی میں کھانڈ زیادہ تھی۔ کباب لذیذ تھے۔ پان الاہی کا انتظام نہ تھا۔ دیر تک میز پر یہی قیل و قال رہتی ہے۔ آخر حاضرین میں سے کچھ کہنے کے لئے ایک صاحب کھڑا ہوتا ہے۔ سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ وہ جانے والے صاحب کی تعریف کے پُل باندھ دیتا ہے۔ دوسرے کو سُوجھتی ہے کہ میں بھی حقِ نان و نمک ادا کروں۔ وہ محض اس کا اعادہ کرتا ہے۔ تیسرے کو بھی شوق چڑاتا ہے۔ وہ صرف اس پر پیوند کا داغ لگاتا ہے۔ قصہ کوتاہ ہر ایک یہ اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہے کہ اس رسی دارے کے اندر جو چاہے اپنی ضمیر کے خلاف کہہ دے۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔ اخیر پر صاحب موصوف جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور عالم بدحواسی میں چند لٹوٹے پھوٹے الفاظ کہہ کر دبی زبان سے اُس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کے وہ ہرگز ہرگز مستحق نہیں۔ "مقام تعجب و مضحکہ ہے۔ کہ وہ خود اس بات کو تسلیم کرنے سے ذرا نہیں ہچکچاتے۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ صداقت پر مبنی نہیں۔ میٹنگ برخاست ہونے سے پہلے پیچھے والے پنج پر سے ایک ظریف الطبع لٹکارتا ہے۔ کہ صاحب موصوف صبح ۷ بج کر ۱۰ منٹ والی گاڑی سے تشریف لے جائینگے۔ ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم انہیں ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہیں۔ تشریف لے جانے والے صاحب پُر زور الفاظ میں اس بات کا اصرار کرتے ہیں۔ کہ کوئی صاحب یہ تکلیف گوارا نہ کرے۔ مگر ان کا یہ گویا ایک خاموش تاکید شدید ہوتی ہے۔

دوسرے روز اکثر اجاب تو ہنچے تاک لمبی تان کر سوئے رہتے ہیں۔ اور بہت تھوڑے ایسے ہوتے ہیں جو حقِ نمک ادا کرنے کی غرض سے عین وقت پر تشریف لے جاتے ہیں۔ اگر یہاں بھی مُکلف کھانوں کا اہتمام ہوتا تو سب کے سب معمولِ آدھ گٹنہ وقت مقررہ سے پہلے حاضر ہونے سے نہ چُڑکتے۔ مگر وہاں رکھا ہی کیا ہے جو نہ سہوئی کس کر دوڑیں۔ انہیں تو اپنی پیٹ بھر نے سے مطلب ہے۔ نہ کہ دوست کی عزت افزائی سے۔ جو صاحب وہاں جا پہنچتے ہیں۔ وہ گاڑی کے آنے تک تصویب پنے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے ایک بے زبان جانور حضرت انسان کو تکتارہتا ہے۔ تمام اس بات کی لاحصل کوشش کرتے ہیں۔ کہ اپنے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں نہ مگرے "تضع میں حقیقت کا ماشہ ہو نہیں سکتا۔ طلسمِ حریٰ اعجازِ موسیٰ ہو نہیں سکتا۔ بالآخر ہر ایک باری باری اپنی محبت کے ثبوت میں مُنہ کھولتا ہے۔ اور چند غیر متعلق باتوں کا اظہار کرتا ہے۔ اس طرح اُس کی جبلت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

پہلا دوست! کیوں صاحب! کہہ کے کیا ہے؟

"کل شام سے تیار جی خود اسٹیشن پر تشریف لائے تھے۔ اور سب کام سرانجام دے گئے ہیں۔ ایک شیشے کا جگ ٹوٹ گیا ہے۔"

دوسرا دوست اُلکٹ غائب سیکنڈ کلاس کا خرید کیا ہوگا؟  
”نہیں درمیانے درجے کا۔“

تیسرا دوست اے گارڈی مدراس کب پہنچے گی؟  
(ڈائٹم ٹیل دیکھ کر) آترسوں فوج کر ۶ منٹ پر پہنچ جائے گی۔  
چوتھا دوست اکیا گارڈی راستے میں تبدیل کرنا ہوتی ہے؟  
”نہیں یہ میل ٹرین ہے۔ سیدھی مدراس کو جاتی ہے۔“

پانچواں دوست ائمناڈ اسٹیشن سے ۵ میل آگے قزاقی کی عام شکایت ہے۔ پچھلے ایوار کو ڈاکوؤں نے دو پارسے عورتوں پر حملہ کیا ان کے زیور اُتار کر چھپت ہو گئے۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔ ابھی کوئی سراغ نہیں ملا۔  
چھٹا دوست (لوئر سے) دیکھو رامو! ہوشیار رہنا۔ اپنے سامان پر آنکھ جملے رکھنا۔  
ساتواں دوست اکھانا شاید آپ ٹرین میں کھا لینگے؟  
”ہاں وہ لفن کیری رکھ لے۔ اس میں روٹی ہے۔ جب بھوک لگے گی کھا لینگے۔“

چند دن ہوئے۔ میرا ایک دوست عازم سفر ہوا۔ روانگی سے ایک رات پہلے اسے فزٹکٹ منیافٹ دی گئی صبح سویرے الوداع کہنے کے لئے میں بھی اسٹیشن پر چلا گیا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ٹرین آدھ گھنٹہ لیٹ تھی۔ وقت گزرنے میں نہ آتا تھا۔ آخر گارڈی آئی۔ میں اپنے دوست کو بخوشی تمام الوداع کہنے والا تھا کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک صاحب ایک نوجوان بیڈی کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹھہر رہے ہیں۔ انہوں نے اسباب قلیوں سے اٹھو اگر ایک ڈبے میں رکھو اویا۔ میں سمجھا۔ دو نو سفر پر جا رہے ہیں۔ مگر ایسا نہ تھا۔ جب ذرا وہ نزدیک آئے۔ تو میں نے انہیں سر سے پاؤں تک دیکھا۔ یہ بھٹاپن اپنی تراش خراش سے انگشتان کار بننے والا معلوم ہوتا تھا۔ اس کا نام لیو میو بڑٹی نوز تھا۔ چند سال ہوئے وہ لندن کے ایک تھیٹر میں ایکٹر تھا یا قیہ پارٹ لیا کرتا تھا۔ مگر اس میں اسے چنداں کلاسیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً اسٹیج کو خیر باد کہا۔ پھر تلاش روزگار کے لئے بہت بات پاؤں مارے مگر بے سود۔ کنٹاکل ہو گیا۔ بہت فالتے کئے۔ نو بہت یہاں تک پہنچی کہ قرض لینا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ میں نے بھی اسے ایک شلنگ کی حقیر رقم بطور قرض دے دی۔ جو اس نے آج تک واپس نہ کی۔ بیڈی کا لباس امریکن طرز کا تھا۔ اور وہ لندن میں کچھ عرصہ کے قیام کے بعد اپنے وطن مالوف کو جا رہی تھی۔ اگر وہ بھی انگریزی لباس میں ہوتی۔ تو گمان ہوتا۔ کہ وہ رشتہ کے اعتبار سے اس کی بیٹی ہوگی۔ لی روز لیڈی کے ہر سوال کا جواب نہایت ہی محبت آمیز لہجے میں دیتا۔ اس کی سرد آہوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی جدائی کو وہ محسوس کر رہا ہے۔ لیڈی دوسرے درجے کے ایک ڈبے میں بیٹھ گئی۔ وہ بہت خوش تھی۔ اپنے

گھر جا رہی تھی۔ لی روز کھڑکی کے نزدیک پائے دان پر کھڑا ہو گیا۔ آج سے آٹھ نو سال پہلے جب اس کی مالی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ تو اس سے پہلے پرنسے جیتھڑے پہننے سے عار نہ تھی۔ لیکن آج وہ مالداروں کا خزانہ لباس زیب تن کئے جاذب توجہ بنا ہوا تھا۔ اور ہر اس شخص کے لئے یہ امر باعث فخر تھا۔ جسے وہ اسٹیشن پر جا کر اوداع کہے۔

”ذرا پیچھے رہئے۔“ ٹرین چلے والی تھی۔ اور میں نے دور سے اپنے دوست کو آخری سلام کیا۔ لیکن لی روز نے ذرا پیچھے رہنے کی پروا تک نہ کی۔ اور اپنی جگہ جمار ما۔ وہ لیڈی کے دونو ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رہا۔ ”ذرا پیچھے رہنا“ صاحب ذرا پیچھے رہئے۔ اب لی روز نے بادل نا خواستہ حکم کی تعمیل کی۔ ذرا پیچھے سرکا۔ چشم زدن میں تیر کی طرح پھر آخری جہد کہنے کو آگے بڑھا۔ دونو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اتنے میں گارڈ نے سیٹی دی۔ ٹرین چل دی۔ لی روز جب تک نظر سے اچھل نہ ہوئی۔ وہ ایڑیاں اٹھائے برابر دیکھتا رہا۔ لیڈی بھی کھڑکی سے جھانکتی رہی۔ جب ٹرین کافی دور چلی گئی۔ اور تیر بآئینہ سے اوجھل ہو گئی۔ تو اس نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ اس کے چہرے پر بے نشانیت تھی۔ پہلے کی نسبت وہ مطمئن نظر آتا تھا۔ فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا۔ ایک شلنگ نکال کر میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ گویا کل کی بات ہے کہ اس نے یہ رقم قرض لی۔ مجھے وہ وقت یاد آ گیا۔ جب وہ ایک پیسہ ٹوٹنے کے لئے کئی دفعہ اپنے جیب میں ہاتھ ڈالتا تھا۔

لی روز نے مسکراہٹ سے کہا۔ ”سناؤ۔ اتنا عرصہ کہاں رہے؟“

میں نے بہت عرصے دیہات کو چھوڑ کر خاص لندن میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ کیوں؟ لی روز سیٹج پر اچکی بہت مانگ تھی۔ مگر میرے ثنائے تم مستغنی ہو گئے ہو۔

”بے شک ان دنوں میں سیٹج پر ایکٹ نہیں کرتا۔“ اس نے کھانتے ہوئے لفظ سیٹج پر غیر معمولی زور دیا۔ ”تو پھر آپ کہاں ایکٹ کرتے ہیں۔ اگر سیٹج پر نہیں؟“ پلیٹ فارم پر اس نے سنجیدگی سے کہا۔

”پلیٹ فارم پر۔“

”ہاں ہاں اسی پلیٹ فارم پر جس پر ہم اس وقت چل رہے ہیں۔ اس نے اپنی پٹری کی نوک کو زمین پر رگڑتے ہوئے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں آج یہاں کس غرض سے آیا تھا؟ کس غرض سے آیا تھا؟ یہ تو سنا چکا ہے۔ اپنی رفیقہ کو اوداع کہنے کے لئے۔“

”نہیں نہیں ایسا بگڑ نہیں۔ یہ لیڈی میری رفیقہ نہ تھی۔ اور نہ ہی میں نے اسے پہلے کبھی دیکھا تھا۔“

”آدھ گھنٹہ گزرا ہوگا۔ کہ میں اس کو یہاں پلیٹ فارم پر لائوں۔“

میں انگلی منہ میں ڈالے ٹھہر گیا۔ سمجھا۔ شاید میرے کان غلطی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ خود بخود دیوں گیا



ہوا کیا آپ انگلو امریکن سوشل بیورو کی سرگرمیوں سے واقف نہیں؟

انگلو امریکن سوشل بورڈیو —؟ نہیں! میں نے انکار کے طور پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سُنئے صاحب! ہر سال امریکہ سے بہت سے لوگ انگلستان میں سیر و سیاحت کے لئے آتے ہیں پُرانے وقتوں میں دستور تھا۔ کہ جو لوگ وہاں سے سفر کا ارادہ کرتے تھے۔ وہ اپنے ساتھ تعارفی خطوط لے آتے تھے۔ کہ یہاں آکر انکی اچھی آؤ بھگت ہو۔ لیکن اہل انگلستان فطرتاً غیر متواضع واقع ہوئے ہیں۔ اس ضرورت کو بیورو مذکور نے محسوس کیا ہے۔ امریکہ کے لوگ پرلے درجے کے سوشل ہوتے ہیں۔ اپنے پاس صرف کفے کو کافی سرمایہ ہوتا ہے۔ انکے واسطے بیورو تمام لوازمات شائستہ کا انتظام کرتی ہے۔ یہاں تک کہ انکو الوداع کہنے کے لئے بھی ملازم مہیا کر دیتی ہے۔ گلاس کے لئے فیس مقرر ہے جس کا پچاس فیصدی حصہ تو بیورو کی آمد میں جمع ہوتا ہے۔ اور باقی ملازموں کی تنخواہوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اگر میں اس بیورو کا ڈائریکٹر ہوتا۔ تو پچھری لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی۔ میں اس وقت کمپنی کا ایک اونٹ ملازم ہوں۔ یا اس ہمد اپنے فرائض کو بطریق احسن سر انجام دیتا ہوں۔ میں ان ملازموں میں سے ایک ہوں۔ جو اس خدمت پر مامور کئے گئے ہیں۔ کہ امریکہ جانے والوں کو وہ ایک قریبی رشتہ دار کی طرح الوداع کہیں۔ کیوں؟ میں نے عین موقع پر کیسے احساسات جذبات کا مظاہرہ کیا؟“

یہ نہایت ہی تعجب خیز و مضحکہ آمیز بات ہے کہ وہ فیس کے عوض غیر حقیقی عزت افزائی چاہتے ہیں۔“

لی روز نے بھوسیں سکیر کر کہا۔ ”امریکہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے انگلستان میں دست نہیں ہیں۔ لیکن وہ اس بے غنی کو بھی گارا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ بوقت واپسی انہیں کوئی الوداع کہنے والا نہ ہو۔ چنانچہ وہ بیورو مذکور کو پانچ پونڈ کی رقم بھیج دیتے ہیں۔ اور اگر مسافروں کی تعداد دوسے زیادہ ہو۔ تو وہ خاص رعایت کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان تمام سے صرف آٹھ پونڈ فیس لے جاتی ہے۔ رقم بچھتے وقت مقام تارنچ واپسی اور دیگر ضروری کوائف ”بیورو“ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ وہ ہمیں ہدایت کرتی ہے کہ ریلوے سٹیشن پر جا کر فیس ادا کرنے والے امریکن مسافروں کو الوداع کہیں۔“

”لیکن مسافروں کو اس سے خاص فائدہ پہنچتا ہے۔“

”اُونھ! جب وہ گاڑی پر سوار ہوتے ہیں تو وہ گاڑی کے نزدیک اتنی بازی حیثیت رکھتے ہیں۔ انکے ہم سفر لوگ بھی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے لئے خود جانے والے بھی انتہائی خوشی محسوس کرتے ہیں دیکھا! میں نے کس خوبی سے اپنا فرض ادا کیا؟“

”نہایت ہی عمدگی سے — میں آپ پر رشک کرتا ہوں۔ افسوس میں اس فن میں لھل نواؤں ہوں۔“

اس میں کلام نہیں کہ اپنی محبت کے ثبوت میں آپ کے بہت کچھ کرنا پڑا۔ مصنوعی آنسو بہانے کی کوشش کی۔ مگر کچھ نہ بن سکا۔ مُنہ سے لفظ تک نہ نکلا۔ ابھی تک میں ۳ دن نہیں کھانا کھا تھا۔ قابلِ رحم ہوا کرتی تھی۔ مجھ پر پھبتیاں اُڑائی جاتی تھیں۔ جب میں کھانا کھا تو میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب میں نے اس آرٹ کا مطالعہ ایک حرفتی تعلیم کے طالب کی حیثیت کیا ہے۔ لیکن میں اس بات کا دعوے نہیں کر سکتا۔ کہ باوجود گہنہ مشق ہونے کے میں اس فن میں یدِ مہر بننے لگا ہوں۔ تم اپنے ذاتی تجربے سے بتا سکتے ہو۔ کہ ریوے سٹیشن پر ایکٹ کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ ہاں واقعی یہ ایک مشکل بات ہے۔ لیکن میں تو ایکٹ نہ کر رہا تھا۔ میں اپنے دوست کی جدائی کو حقیقتاً محسوس کر رہا تھا۔“

”کیا اس میں شائبہ تردد ہے۔ کہ میں نے ایسا نہیں کیا؟ لی روز نے ہنسنے ہوئے بلند آواز سے کہا۔  
”اگر احساسات اور جذبات نہ ہوں۔ تو کوئی شخص صرف ایکٹ کرنے سے شہرت حاصل نہیں کر سکتا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ کہ جب گارٹن سیٹی بجائی۔ تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب مسدود آیا۔ میرا درد آشنا دل بلبوں اُچھلا۔ کوئی مفیاس ہوتا۔ تو میرے جذبات کا اندازہ کر لیتا۔ تمہاری حالت بھی بعینہ ایسی ہی تھی۔ لیکن یقین جانئے آپ میں ایک کمی ہے۔ تم دلی جذبات کی نمود سے قاصر ہو۔ یا بہ الفاظ دیگر تمہیں ایکٹ کرنا نہیں آتا۔ حالانکہ اس آرٹ کو حاصل کرنے کا یہ پہلا مرحلہ ہے۔“

”کیا آپ مجھے اس فن میں اپنا شاگرد بنالیتے۔ واقعی میں اس فن میں طفلِ نوآموز ہوں۔ خدا را آپ میری اس فن میں رہنمائی کیجئے۔“

لی روز یہ سن کر کچھ دیر تک خاموش رہا۔ ایک مرتبہ اور اس نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اور کہا: ”سنو کو الوداع کہنے کا موسم تقریباً گزر گیا ہے۔ البتہ میں تمہیں ٹریننگ دینے سے انکار نہیں کرتا۔ میرے اور بھی بہت سے شاگرد ہیں۔ جو اس وقت زیرِ تعلیم ہیں (بیاض دیکھ کر) لیکن میں جمعرات اور جمعہ کے دن اس مطلب کے لئے صرف ایک گھنٹہ وقف کر سکتا ہوں۔“ یہ کہہ کر لی روز نے اجازت طلب کی۔ میں نے اب شاگردانہ انداز سے اس کو سلام کیا۔ میں نے غور کیا۔ لی روز کے مطالبات بہت کڑے ہیں۔ اس نے روپیہ بٹورنے کا عجب ڈھنگ اختیار کر رکھا ہے۔ مگر مجھے اس سودے میں خسارہ نہیں۔ میں مقدور سے زیادہ ادا کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ آج میں دنیا کے سٹیج پر لاثانی قابلیت کا مالک ہوں۔ خدا نے چاہا۔ تو کل پلیٹ فام پر بھی غیر فانی شہرت کا مسد سلیم کیا جاؤنگا۔ تب مجھے اطمینانِ قلبی اور حقیقی مُسرت نصیب ہوگی۔ لیکن ہے کہ لی روز کی ذمہ داری کے صدقہ میری دیرینہ آرزو بیکر تکمیل اختیار کرے۔“

# دعوتِ الفت

(میانِ غلام محمد صاحبِ زکات)

پھر آؤ محبت کو حد سے بڑھائیں پھر آؤ کہ جو رِ تغافل بھلائیں  
 ہوئیں فرطِ الفت سے جو جو خطائیں اب آغوشِ نیاں میں اُنکو سلائیں  
 پھر آؤ کہ آئینہ بن جائے باطن پھر آؤ کہ دل سے کدورت مٹائیں  
 پھر آؤ کریں جشنِ شوق و تمنا پھر آؤ کہ الفت کی رسمیں منائیں  
 پھر آؤ کہ چھیڑیں مسرت کا نغمہ پھر آؤ کہ محبت کا ربط اٹھائیں  
 پھر آؤ کہ نارِ یک ہے بزمِ الفت پھر آؤ کہ شمعِ محبت جلائیں  
 پھر آؤ کہ دل کو نظروں سے لے لیں پھر آؤ دکھاؤ وہ دلکش ادائیں  
 پھر آؤ کہ فرطِ محبت سے ہم تم پیٹ کر مسرت کے آنسو بہائیں  
 پھر آؤ کہ محکم ہو زنجیرِ الفت جو ٹوٹیں نہ ہرگز وہ کڑیاں ملائیں  
 پھر آؤ کہ باقی نہ ہو فرق کوئی بہم مل کے لفظِ دوئی کو مٹائیں  
 پھر آؤ دکھاؤ وہ جادو نگاہی نگاہیں سرِ بزمِ فتنے اٹھائیں  
 پھر آؤ کریں مل کے سیرِ گلستاں عنادِ دل کو رازِ محبت بتائیں  
 پھر آؤ بھی چھوڑو یہ طرزِ تغافل پھر آؤ کہ ہم تم بھی کچھ کر دکھائیں

پھر آؤ محبت کی دُنیاں لنگیں

پھر آؤ کہ ہم تم یہ دُنیا بسائیں

## ہیملٹ (از صادق الخیری ہلوی)

کئی صدیاں گزریں۔۔۔

ہونے کو تو یوں سیکڑوں واقعات ہوتے ہی ہیں مگر بادشاہ کی دفعتہ موت اور ملکہ جبرسیہ کی دوسری شادی نے تمام ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک اضطراب اور بے چینی پھیلا دی۔ ملکہ نے شادی کو خیر دو ماہ کے اندر ہی کی تھی لیکن غضب یہ کیا کہ شادی اپنے دیور یعنی مرحوم شوہر کے حقیقی بھائی سے کی جو کسی طرح بھی بادشاہ ہیملٹ کی لکڑ کا نہ تھا۔ جس وقت لوگوں نے یہ سنا حیرت سے انہوں نے اپنی انگلیاں انہوں میں دبائیں اور ملکہ کے اس ذلیل فعل سے جس سے ناواقف اندیشی بھی ٹپکتی تھی۔ اُن کے دلوں میں ایک جذبہ منافرت سا پیدا ہو گیا۔ بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے کلیب نے جو نہایت بد صورت، کچھ نظر بد مزاج اور پست خیالات کا شخص تھا، محض اس خیال سے کہ جبرسیہ قبضے میں آجائے اور اُس سے شادی کر کے خود دائی سلطنت بن بیٹھے اپنے بد بخت بھائی ہیملٹ کو قتل کر دیا ہو اور اس طرح اپنی شیطانی پیاس ایک بے گناہ کے خون سے بجھا کر اپنے معصوم بیٹے کو جو تخت کا جائز وارث و مالک تھا۔ اس کی ملکیت سے محروم کر دیا ہو۔

ملکہ کا یہ فعل ناگوار تو ہر ایک کو گزرا مگر سب سے زیادہ اثر لوہان شہزادے پر ہوا جو اپنے باپ کو نہ صرف چاہتا تھا بلکہ اس کی پرستش کرتا تھا۔ باپ کی موت کا اثر ایسا صدمہ جانشاہ تھا جس سے اس کی جان پرانی اور اس پر وہ کچھ گزری جو گزر سکتی تھی۔ طرہ یہ کہ ماں کے اس شرمناک فعل نے تو اُسے کہیں کا نہ رکھا۔ اس کے دل میں رہ رہ کر ایک ہلک سی اٹھی اور کسی طرح سکون نہیں نہ ہوتا۔ اُسے دنیا تار یک معلوم ہوتی تھی جہاں اس کی روح ایک نامعلوم جگہ کھو گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ رنج و الم کے سیاہ پہاڑ اور غموں کے دراوڑوں کے بادل اُسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ چونکہ وہ صدر درجے کا حواس اور خود دار تھا۔ اس کا کھڑا ہونا چہرہ ننھا سا نکل آیا اور وہ حسین مکھڑا جو ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا اور جس سے مسرت ٹپکتی رہتی تھی، اب مرجھا کر رہ گیا۔ اس کا دل اب کسی چیز میں نہ لگتا تھا۔ قیمتی لباس و دھچپ کُتب شاپی کھیل غرض سب اس کو نفرت ہو گئی تھی اور اس کا دل دنیا سے تنگ آ گیا تھا۔ اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر طرف افسردگی چھائی ہوئی ہے، اور خزاں کے کسی ظالم جھونکے نے تمام ہرے بھرے، پھلے، پھلے، نایتے، سرسبز

پودوں کو نیست و نابود کر دیلے۔ وہ دُنیا جو جریبِ اورکلیب کے واسطے عشرت کدہ اور جامے عیش و آرام تھی اس کی نظروں میں خاوری کھٹکتی اور دل چاہتا کہ بے اختیار پیچھے — اس کا دل شکستہ ہو چکا تھا!

محرومیِ تخت کوئی ایسی چیز نہ تھی جس نے نوبت یہاں تک پہنچا دی ہو، اگرچہ بذاتِ خود یہ بھی کوئی معمولی امر نہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کا جائز مالک اور بادشاہ کا اکلوتا بیٹا تھا، بلکہ جس چیز نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا وہ یہ تھی کہ نیک جریب یعنی اس کی ماں کو اپنے شوہر کی جدائی کا قطعاً ملال نہیں اور وہ اس کو اس قدر جلد بھول گئی۔ سہلٹ وہ شوہر تھا جو ملک کو دل و جان سے چاہتا تھا اور دُنیا کی زبردست سے زبردست چیز سے بھی بغیر رکھتا تھا اور یہی نہیں بلکہ ملک خود بھی نہایت فرمانبردار بیوی معلوم ہوتی تھی اور اس کے ہر فعل سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے شوہر پر پروانہ و ارتزار ہے لیکن اب — صرف تھوڑے ہی عرصے میں (پورے دو ماہ بھی نہیں گزرے) عدت پوری ہونے سے پیشتر ہی اس نے دوبارہ شادی کر لی اور وہ بھی کس سے؟ سہلٹ کے چچا! اپنے مرحوم شوہر کے چھوٹے بھائی سے جو نامناسب اور خلافِ مذہب تھی لیکن زیادہ تعجب اور حیرت رنج اور غم اس کو اس بات کا تھا کہ ملک سے کچھ عرصہ صبر بھی نہیں ہو سکا اور سہلٹ کی یاد دل سے اس قدر جلد بھلا دی۔ اس کے علاوہ یہ شخص کسی طرح بھی اس قابل نہ تھا کہ ملک کا رفیقِ حیات بن کر سلطنت پر حکومت کرنا۔ یہی وہ چیز تھی جو اسے دیمک کی طرح کھائے جا رہی تھی۔

یہ تمام بات کی حیرت ہے۔ ہوش کی مرگ نہانی اور ملک کی دوسری شادی کے بعد رعایا کا بہت سا حصہ مرحوم بادشاہ کو بھول گیا اور جریب کے وجود کی شادی پر جس روز کلیب نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی بہت سے لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا رنگِ ریلوں میں حصہ لیا اور جشن منائے۔ اس طرح جب مسرت کا ہر طرف دور دورہ تھا ملک اور اس کے دوسرے شوہر کے درمیان ایک بات کھٹکتی اور وہ یہ تھی کہ اس وقت جبکہ ساری دُنیا مسرت کے سمندر بے پایاں میں غرق ہے، ہمارے بالکل خوش نہیں معلوم ہوتا بلکہ شادی والے روز بھی وہ سیاہ مٹی لباس پہن کر شریکِ محفل ہوا، اُن دور کے مٹی کے الو سے کوشش کی کہ کسی طرح اس کے رنج کو بھلا دیں مگر بے سود! وہ اپنے باپ کی یاد میں مستغرق تھا اور گویا اسے بالکل بے خبر۔ اس کا بہترین لباس صرف سیاہ چوڑھا تھا۔ اور بچپنی کی کل کائینات باپ کی یاد پر مبنی تھی۔ وہ ہمیشہ دعوتِ یا جشن میں شریک نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے نزدیک وہ ایسے شرمناک مواقع تھے جن پر بجائے خوش ہونے کے ماتم کرنا چاہئے تھا۔ ایک اور خیال اس کے دل میں رہ رہ کر کھٹکتا تھا اور وہ اس کے باپ کی موت تھی۔ اس کا یقین تھا کہ وہ سانپ کے کلٹے سے مرا ہے۔ متمرزل ہو چکا تھا۔ اُسے شک تھا کہ مادادہ اعلانِ جو کلیب نے کیا کہ سہلٹ سانپ کے ڈسنے سے راہی ملکِ عدم ہوا غلط ہوا اور وہ سیاہ سانپ جس نے حقیقتاً اس کے بے قصور

باپ کو ڈسا۔ یہی کلیب ہو جواب تخت پر گنڈی مارے بیٹھا ہے۔

آیا ہے واقعہ ہے یا محض اس کا خیال کیا خبر ملکہ کا بھی اس میں ماتہ ہو اور اگر ہے تو کہاں تک اس کا یہ فعل صحیح تھا اور کس حد تک اس کی باتیں جائز تھیں، بس یہی وہ خیالات تھے جو ہر وقت اس کے دماغ میں بسے رہتے اور وہ انہیں سوچتا اور غور کرتا رہتا۔ وہ ان خیالات میں اس قدر غلطیاں و پیچاں رہتا کہ وہ محو ہو جاتا اور کھو جاتا مگر اس کی تہ تک کسی طرح نہ پہنچتا۔

ان دنوں ایک افواہ سرگرم تھی جو شہزادے ہیلٹ کے کانوں تک بھی پہنچی کہ متواتر دو تین رات سے ٹھیک آدھی رات کے وقت محل کی پرانی فصیل پر ایک ”بھوت“ دکھائی دیتا ہے جو اس کے باپ بادشاہ ہملیت کا ہم شکل ہے۔ وہ وہی ذرہ بکتراب بھی پہنے ہوتا ہے جو وہ اپنی موت سے پہلے اکثر پہنتا تھا۔ اس کے چہرے سے غم و غصہ کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اور سر اور چہرے کے نورانی سفید بالوں سے ایک ہیبت سی لگتی ہے وہ بالکل خاموش رہتا ہے۔ گویا رنج اور غصے نے اُسے گم کر دیا ہو اور جب کبھی شہریناہ کے محافظوں نے اُسے بونے کی کوشش بھی کی تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ کچھلی رات کو جب شب کا آخری حصہ ختم ہو رہا تھا اس نے اپنا سر اٹھایا اور کچھ اس قسم کی حرکت کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کچھ بولنا چاہتا ہے مگر مرنے پھر نے آدھ صبح کا زردہ سناوایا جس کے سننے ہی وہ بھوت فوراً نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

شہزادہ اسے صرف ایک مضحکہ خیز داہمہ سمجھ رہا تھا مگر جب اُس کے جگر کی دوست حارث نے بھی اس سے اتفاق کیا تو اُسے ماننا پڑا اور اُسے یقین ہو گیا کہ وہ کوئی معمولی بھوت نہیں بلکہ اس کے باپ کی پاک روح ہے جو اس خود غرض دُنیا میں کسی کام سے آئی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اگرچہ وہ روح اب تک بالکل خاموش رہی مگر اُس سے ضرور بات کریگی۔ یہ خیال آتے ہی اس نے معمم ارادہ کر لیا کہ آج رات کو محافظوں کے ساتھ وہ بھی اس مقدس روح کی زیارت کر کے اپنے دکھوں کو تسکین دیگا۔ اسی خیال میں لگن وہ آدھ شب کا بے چینی اور بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔

شب سیاہ اپنی زلفیں کھول چکی تھی اور ہیلٹ اپنے عزیز ترین دوست حارث اور دوسرے ساتھی مورث کے ساتھ چوونرے کے ایک طرف کھڑے ہو کر منتظر تھا کہ کب رات آدھی گزرے اور کب اس کے باپ کی روح نظر آئے۔ چاندنی چھن چھن کر کھل رہی تھی اور اٹھلا اٹھا کر ناچ رہی تھی اور سر راکی سرد ہوئیں سمیرتیوں کو چیرتی ہوئی سینوں میں گھسی جاتی تھیں اور چونکہ آج سردی غیر معمولی طور پر زیادہ تھی باتینوں دوست سردی کے متعلق باتیں کرنے لگے کہ حارث یکبارگی حیرت زدہ ہو گیا اور بھوت کی طرف جو آہستہ آہستہ

اگے بڑھ رہا تھا، اشارہ کیا۔

ہمیت کو دیکھتے ہی ہلٹ پر سکتہ سا طاری ہو گیا اور خوف و حیرت نے اس کے جسم کو سُن سا کر دیا۔ نہ معلوم وہ (روح) وہاں کیوں آئی اور پھر آیا وہ کسی فعلِ مستحسن کے لئے آئی ہے یا کچھ نقصان پہنچانے کے لئے؟ اور کیا خبر وہ کوئی بھوت ہی ہو؟ تھوڑی دیر بعد وہ کچھ سنبھلا، ہوش و حواس درست کئے اور اس کو تنکے لگا۔ اس نے مقدس آیات پڑھیں کہ اگر وہ کوئی بھوت پریت ہو تو دُور ہو جائے مگر وہ اُسی طرح قائم رہی۔ اُسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کے باپ کی روح ہے۔ اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقدس روح اس کو ایسی نظروں سے دیکھ رہی ہے جن سے شفقتِ پدرانہ پکیتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایسا معلوم ہوا کہ وہ اُس سے باتیں کرنا چاہتی ہے۔ اب پیمانہ صبر لیریز ہو چکا تھا، وہ بے تاب ہو گیا اور دُفعۃً چیخا "ابا... بادشاہ!..." پھر اس نے اُس سے پوچھا کہ آپ کی روح کیوں ایسی ہیجا ر دُنیا میں واپس آئی، کیا اُسے کسی ایسی چیز کی ضرورت ہے جو اس کو تسکین دے سکے؟

روح نے اُسے اشارے سے بتایا کہ وہ اُس سے کہیں تخیلیہ میں باتیں کرنا چاہتی ہے۔ وہ آگے بڑھا مگر حارث اور مورت نے اُسے پکڑ لیا اور منع کیا کہ وہ اس کے پاس نہ جائے۔ ممکن ہے وہ بھوت ہی ہو اور اس کو کوئی نقصان پہنچے۔ بہت ممکن ہے وہ اُسے کسی گہرے سمندر میں پھینک دے یا پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ کر ایسی ڈراؤنی اور ہیبت ناک صورت اختیار کرے جس سے شہزادے کا مارے ڈر کے دم نکل جائے۔ لیکن انکی تمام کوششیں اکارت گئیں۔ کیونکہ ہلٹ کو اپنی جان کی قطعاً پروا نہ تھی اور روح کے متعلق سمجھنا تھا کہ وہ خود غیر فانی ہے۔ اس لئے اُسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس میں نہ معلوم کہاں سے طاقت آگئی کہ وہ ایک شیر کی طرح دباؤ رتا ہوا حارث اور مورت کے قبضے سے نکل کر روح کے پیچھے پیچھے ہوا۔ کچھ فاصلے پر جب وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ہر طرح تنہائی تھی تو روح نے خاموشی کو توڑا اور بتایا کہ وہ ہلٹ کے باپ ہمیت کی روح ہے جو نہایت بے دردانہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے اور پھر اس نے اس کا طریقہ بھی بتایا کہ کس طرح اس کے اپنے بھائی ہلٹ کے چچا کلیب نے اس کو اس اُمید پر قتل کیا کہ وہ ہمیت کی بجائے خود بادشاہ اور جریب کا شوہر بن جائے۔ ہلٹ کا خیال درست نکلا اور وہ سُتار مارا روح ٹھہر کر بولی کہ حسب دستور ایک سپہر کو وہ اپنے باغ میں سوراخ تھا کہ اس کا دغا باز بھائی نہایت خاموشی سے آیا اور "سائیں" کا تہریلا عرق جو انسانی زندگی کے لئے سم قاتل ہے، اس کے کان میں پخوڑ دیا۔ یہ عرق مانع سے لے کر پاؤں تک تمام جسم میں سیما کی طرح چند ہی لمحات میں سرایت کر گیا جس سے تمام رگیں اور نسین پھٹ گئیں۔ اور بادشاہ پھٹکا بھی نہ کھا سکا۔ اور اس طرح پر بے گناہ ایسے جلاد، جفا کار خود غرض اور

ظالم بھائی کے ہاتھوں اپنی زندگی ملک اور حکومت سے جدا کر دیا گیا۔

اس کے بعد روح نے ہملٹ سے قسم لی کہ اگر وہ اپنے باپ سے واقعی محبت کرتا ہے تو قاتل سے اپنے باپ کا ضرور بدلہ لے لے اور اس نے ہملٹ سے رنج اور افسوس بھی ظاہر کیا کہ اکیلاں انتہائی بے وفا ثابت ہوئی اور اپنی عصمت اپنے شوہر کے قاتل کے حوالے کر دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے شہزادے کو تنبیہ کر دی کہ بدلہ چاہے جس طریقے سے لے لے مگر خبردار! مقدس ماں کا بال بھی بیکانہ ہونے پائے بلکہ اس کو خود اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس کا ضمیر خود اس کو ملامت کریگا اور دل میں ہر چھپاؤ اور نیزے سے چھجھ کر اس کے دل کو جھلنی کر دیں گے۔ ہاں بدعاش چچا کو اس کے کرتوت کا ضرور مزاج کھادیا جائے۔ ہملٹ نے وعدہ کیا کہ وہ روح کی ہر بات پر عمل کریگا اور روح — آنا فنا غائب ہو گئی!

اس کے بعد جب ہملٹ تنہا رہ گیا تو اس نے اپنے دل میں ٹھانی لی کہ جو کچھ اس کے دل و دماغ میں ہے سب بھول کر صرف روح کی باتیں اور جو کچھ اس نے کرنے کو کہا ہے اس کو یاد رکھیں گے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اپنی گفتگو کی چند ضروری باتیں حارث کو بتائیں اور اپنے دونوں ساتھیوں حارث و مورت کو سخت ہدایات کر دیں کہ کسی کو بھی اس راز کا علم نہ ہونا چاہئے جو آج کی رات واقع ہوا ہے۔

## (۲)

چونکہ اس سے پیشتر کبھی اس قسم کے واقعات نہیں ہوئے اس لئے ہملٹ کے دل پر ایک ہشت سی بیٹھ گئی اس نے یہ سوچتے ہوئے کہ ایسا نہ ہو اس کے دل کی حالت لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اگر اس کے چچا کو ذرا بھی شک ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف کوئی سازش کرنے والا ہے یا وہ اپنے باپ کی موت کے متعلق اس کے کچھ بھی زیادہ جانتا ہے بتنا اسے یقین دلایا گیا تھا تو خیال غائب ہے کہ کلیسے اس پر نگاہ رکھنی شروع کر دی اس نے ایک نئی اور عجیب ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ آئندہ سے وہ اس طرح بنا کریگا گویا وہ پاگل اور دیوانہ ہے اور اس طرح جب اس کا چچا اسے دیوانہ سمجھنے لگے گا تو وہ اس کی طرف سے قطعاً بے پروا ہو جائیگا اور اس کے دل میں یہ خیال آکر بھی نہیں پھٹے گا کہ ہملٹ جیسا دیوانہ شخص کوئی ایسا کام کر سکتا ہے۔ جو اس کو نقصان پہنچا سکے۔ اس کے علاوہ اگر لوگوں کو اس کے پاگل پن کا یقین ہو گا تو اس کے دل و دماغ کا وہ تزلزل جو کبھی کبھی اس پر اختلاج و بے چینی کی کیفیت حقیقتاً پیدا کر دیتا ہے اس مصنوعی دیوانگی کی وجہ سے چھپا رہیگا۔ اور کوئی اس کے افعال پر کسی قسم کا شبہ نہ کر سکیگا۔

چنانچہ اس وقت سے اس نے پاگل بننا شروع کر دیا وہ ہر بات کا اٹا سٹا جواب دیتا۔ جو کچھ کہتا وہ بے ڈھب اور جو کچھ وہ کہتا وہ مہل اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کی گفتگو نہیں سمجھتا۔ زبان کی لگنت اور لڑکھڑاسٹ!



فضول باتوں پر چند لباس اور دوسری ضروری چیزوں سے لاپرواہی وغیرہ نے اس کے دیوانہ ہونے کا لوگوں کو پوری یقین دلادیا اور اس نے اس خطی پن کو ایسی اچھی طرح نبھایا کہ ملکہ اور بادشاہ تک دو نو فریب میں آگئے اور چونکہ انہیں ہملیت کی روح کا قطعاً کوئی علم نہیں تھا۔ اس لئے انہیں یہ شبہ تک نہیں ہوا کہ اس کا یہ جنون نتیجہ ہے اپنے باپ کی موت کے رنج کا بلکہ وہ سمجھے کہ اس کی یہ غمزدہ حالت شاید محبت کی وجہ سے ہو جس کے نوجوان اکثر شکار ہوتے ہیں۔

باپ کی موت سے پیشتر جب ہملٹ ہر طرح کے رنج و فکر سے آزاد تھا اور یہ جان یو انغمناک حادثہ پیش نہ آیا تھا۔ وہ کلیسے کے مشیر خاص یا موس کی بیٹی صوفیہ کے دام محبت میں گرفتار تھا جو اس وقت کی ملکہ حسن ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت نیک سیدھی سادھی شریف طبیعت اور راضی خورتھی۔ ہملٹ نے ایک سچے محب کی طرح اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ وہ اس سے ہمیشہ محبت کرے گا۔ انتہاء محبت سے اس نے محبت کی انگشتی تک اسے پیش کی تھی اور وہ معصوم و حسین صوفیہ ہملٹ پر پورا پورا اعتماد رکھتی تھی۔ اس نے محبت کا جواب محبت سے دیا تھا۔ اس وقت تک وہ دونو ایک دوسرے پر اس قدر نثار اور فدا تھے کہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ ان میں سے کون عاشق تھا اور کون محبوب لیکن رنج و الم کی یہ سیماہ بدلی جو گوشہ پیری سے اٹھ کر دل اور دماغ پر چھائی، ہملٹ کو اس قدر بد سے بدتر حالت میں پہنچا گئی کہ وہ اس جذبہ انتقام میں اپنی بے قصور محبوبہ کو بھی بھول گیا اور دیوانگی کی وجہ سے جو وہ اپنے پرطاری کئے ہوئے تھا۔ لازماً اس کے ساتھ بھی برا سلوک کرنا پڑا مگر وہ بیچاری جس کے سینہ میں ایک شریف اور الفت سے بھرا ہوا دل تھا، اگر چاہتی تو اس بدسلوکی کا جواب اور بھی سختی سے دیتی لیکن اس کے قلب پر ہملٹ کی اس حالت زار نے ایک بھلی سی نرا دی۔ وہ اس کے دل کو اس برہم کی سی تشبیہ دیتی جس کے تار شکستہ ہوں اور جو اگرچہ خود نہایت شیریں نغمہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مگر اپنی خستہ حالی کی وجہ سے سخت اور گرفت آواز نکالیں۔ اسے ہملٹ کی اس حالت پر ترس آیا اور دست بہ دغا ہوئی کہ اسے خدا میرے محبوب کا دل پھر اصلی حالت پر آجائے۔

اس وقت اگرچہ ہملٹ کے دماغ میں انتقام جیسے خونناک جذبے کا سودا سایا ہوا تھا جس کا ثبوت "جیسے بے لوث جذبے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں لیکن تب بھی کبھی کبھی اسے اپنی محبوبہ کا خیال آہی جاتا اور ایک دفعہ دل سے مجبوراً ان چند لمحات میں جبکہ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا سلوک صوفیہ کے ساتھ بالکل نامناسب ہے۔ اسے ایک خط لکھا مگر چونکہ وہ اپنے آپ کو دیوانہ ثابت کرنا چاہتا تھا اور اس خیال سے کہ اس کے خط سے کہیں راز افشا نہ ہو جائے۔ اس نے اس قسم کے الفاظ اور باتیں لکھیں جن سے پاگل پن اور دیوانگی ظاہر ہوتی

تھی۔ جو کچھ اس نے لکھا وہ بتاتا تھا کہ اس کا دماغ صحیح نہیں۔ مگر اس سرکاری کے ساتھ ساتھ اسکی تحریر سے محبت کی بڑھتی تھی اور کہیں کہیں تو اس قدر دلور پیرائے میں لکھا تھا جس سے بچاری صوفیہ کا دل بھرا یا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس غمزدہ حالت میں بھی اس کے دل کی گہرائی میں اگرچہ مدھم مگر جگر سوز چراغ محبت روشن ہے۔۔۔ آسمان پر تارے نہیں بلکہ آگ پھیلانی جاتی ہے، سمندر میں پانی نہیں بلکہ وہ خاک سے اٹا ہوا ہے، سورج اب مغرب نکلنے لگا ہے۔ مجھے تجھ سے محبت کے بدلہ نفرت ہے اور ایسی نفرت کہ دل چاہتا ہے۔ مجھے ہر وقت اپنی جیب میں رکھے پھروں۔۔۔ جیسے لایعنی فقرے مگر پُر معنی الفاظ ایک نسوانی غریب دل کو تڑپا دینے کے لئے کافی ہیں۔

یہ خط اس نے اپنے باپ کو دیدیا جس نے ملکہ جریسیہ اور بادشاہ کلیب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خیال تو انکا پہلے بھی تھا۔ خط پڑھ کر ملکہ کے دل کی کلی کھل گئی۔ اور کلیب کی بیشانی کی شکن مٹ گئی۔ دونو کو پورا یقین ہو گیا کہ شہزادے کی اس حالت کا سبب صرف محبت ہے جس نے اُسے مجنوں جیسا دیوانہ اور فریاد مینا سودائی بنا رکھا ہے جریسیہ کی دلی خواہش تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو صوفیہ کو جو شہزادے کے لئے ہر طرح موزوں ہے، بہو بنا کر گھر لائے اور بیٹے کی پشمر دگی دُور کر کے مسرت کے موتی پنچھا کر کرے اور زندگی کی خوشگوار راہ میں بکھیر دے۔

لیکن ہملٹ کی یہ اندوہناک حالت ایسی نہ تھی جس کا اس قدر آسانی سے علاج ہو جاتا۔ باپ کی موع اس کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے معلوم ہوتی تھی۔ انتقام کی تھریک نے اس کے دل میں ایک متعل بے چینی پیدا کر دی۔ لیکن انتقام لینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ ملکہ ہمیشہ کلیب کے ساتھ رہتی اور اس کی اسے اجازت نہ تھی کہ ماں کے دل کو کسی طرح بھی چوٹ لگے۔ اس کے علاوہ کسی انسان کی جان اپنی بذاتِ خود ہی بڑا مشکل کام ہے اور پھر ہملٹ جیسے نرم دل کے لئے! مگر پھر بھی باپ کا حکم اُسے ہر وقت پریشان رکھتا اور جوں جوں وقت گزرتا اُسے گناہوں کی سیاہ دیواریں ہر طرف سے اٹھتی معلوم ہوتیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ نافرمانی کی خوفناک بھیناک دیو سی اُسے منہ پھاڑے گھور رہی ہے۔

آخر وہ انسان ہی تھا اس کے دماغ میں خیالات آتے اور چلے جاتے لیکن مسلسل غور اور نگارنا رہنا نہ تھا اس کے ارادے کو متزلزل کر دیا اور وہ پھر سوچنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی بھوت ہو جس میں شکل بدلنے کی طاقت ہے۔ چنانچہ اب اس نے فیصلہ کیا کہ اپنی ذاتی تحقیقات بھی کرے اور پھر اُس موع کے مطابق کام کیا جائے۔

انہی دنوں جبکہ اس کی یہ ناگفتہ بہ حالت اُسے شش و پنج اور شک و شبہ میں ڈالے ہوئے تھی۔ ایک روز اس کے

پاس چند لوگ آئے جو کسی واقعے کو تمثیل کی صورت میں پیش کرنے کے باہر تھے اور جن سے وہ پہلے بھی خوب واقف تھا۔ وہ انکی اداکاری سے بید دلچسپی رکھتا تھا، خصوصاً ان میں سے ایک شخص نے تو ہملٹ کو اپنا دیوانہ بنا لیا تھا۔ وہ ان لوگوں سے نہایت تناکسے ملا اور اُسی شخص سے درخواست کی کہ وہی مکالمہ پھر سنائے جس کے دُہرانے میں وہ مشاق ہے۔

اس نے دُہرنا شروع کیا: — بادشاہ طیران کی دردناک موت، شہر اور رعایا کی تنہائی اور پرہیزی اور اس لغز تفری میں شاہ طیران مملکتِ حکیمہ کی حسرتناک حالت نے تو (جبکہ وہ اُس سر پر جہاں تلخ شاہی ضیاء پاشی کرتا تھا ایک پھٹا سا کپڑا ڈالے، ننگے پاؤں اور اسی جسم پر جہاں شاہی لباس زینت دیتا تھا۔ ایک میل سا چیترا پہنے اپنی ساتہائے سین کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے گھبرائی ہوئی اور اپنے شوہر کی یادیں اس کی دردناک موت پر خون کے آنسو بہاتی رنج و غم میں ڈوبی ادھر سے ادھر پریشان حال خستہ صورت پھر رہی تھی) نہ صرف ہملٹ کے ساتھیوں کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہا دیا بلکہ وہ شخص خود بھی شکستہ آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بولنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا گلا خشک ہو گیا ہے اور رنج کے مارے آواز اس کا گلا کپڑا رہی ہے۔

یہ دیکھ کر ہملٹ اپنے دل میں بڑا نادام ہوا کہ یہ شخص جس کا ملکہ حکیمہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اور جس کی ہڈیاں تک پس پساکر خاک ہو چکیں۔ اس کی حالت زار پر متاثر ہوا اور میں جس کے دل پر باپ جیسی شفق اور پاک ہستی کا صدمہ ہے۔ اس کا حکم بھی پورا نہ کر سکوں اور جذبہ انتقام تیز ہو ہو کر سرد ہو جائے۔ اسی حالت میں جب وہ اداکار انکی اداکاری اور تماشا بینوں پر اس کے زبردست اثر کے خیال میں محو تھا اس کو وہ واقعہ یاد آ گیا۔ جبکہ تماشہ گاہ میں ایک قاتل نے انہی حالات میں جن میں اس نے قتل کیا تھا تماشے میں ایک قتل ہوتے دیکھا تو عین موقع پر وہ اس قدر مؤثر ہوا کہ اپنے آپ کو بالکل بھول کر اس نے قرارِ جرم کر لیا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے سوچا کہ اگر ایک ایسا کھیل تیار ہو جائے جو اس کے باپ اور بادشاہ ہملیت کے قتل سے ملنا جلتا ہو تو وہ اس میں کلیب کو بلا کر سکی حالت کا جائزہ لیگا اور یقینی طور پر پتہ چلا لیگا کہ آیا وہ قاتل ہے یا نہیں۔

چنانچہ اسی قسم کا ایک کھیل تیار کیا گیا اور اسی طریقے سے جیسا کہ ’روح‘ نے بتایا تھا قتل دکھایا گیا اور جب کھیل مکمل ہو گیا تو اصلی تماشے کا وقت مقرر ہوا جس میں جریسہ اور کلیب دونوں مدعو تھے۔

تماشے کی کہانی یہ تھی کہ کسی ملک میں ایک بادشاہ ہے اور ایک سپہر کو جبکہ وہ حسب معمول اپنے باغ میں پڑا سویا ہوتا ہے۔ اس کا ایک قریبی عزیز چپکے سے اگر بادشاہ کو عالم خواب میں بے خبر دیکھ کر اس کے کان میں زہر ملا دے تو دال دیتا ہے اور پھر — تھوٹے ہی دنوں میں مرحوم بادشاہ کی بیوی کا دل موہ کر اُس سے فوراً ہی شادی کر لیتا ہے۔ تماشے میں بادشاہ کلیب محمد ملکہ جریسہ وارا کین دربار موجود تھے مگر اُس جال سے جو اس پر پھچایا جا رہا تھا

قطعا ناواقف۔

ہملٹ کلیب کے قریب ہی بیٹھا تاکہ اس کے بدلتے ہوئے تصور پہچان لے۔ تماشہ شروع ہوا :-

ملکہ سلطنت بادشاہ کے آگے سر جھکائے اقرارِ محبت کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی تمہارے پسینے کی جگہ میرا ہوا ہے گا۔ تمہاری ادائے سنی تکلیف میری روح نہڑیا دیگی۔ اگر خدا خواستہ نصیب دشمنانِ تمہاری آنکھ بند ہو گئی تو یہ جسم خاکی پھر کسی کی ملکیت نہ ہوگا اور میں ساری عمر تمہاری یاد میں جوگن بن کر جنگلوں میں اور وادیوں میں بسر کر دوں گی میرے پیارے شوہر! وہ عورت شریف کہلانے کی ہرگز بھی مستحق نہیں جو دوسری شادی کرے۔ کیونکہ ایسا دہنجی تیس کرتی ہیں جو اپنے پہلے شوہروں کو قتل کر دیتی ہیں۔۔۔۔۔“

ہملٹ نے دیکھا کہ کلیب کے چہرے کے رنگ بدلتے شروع ہو گئے اور یہ بات بادشاہ و ملکہ دونوں کو نہایت ناگوار گذری۔ اور پھر اس کے بعد جب بادشاہ کے قریبی عزیز نے اُسے باغ میں سوتے ہوئے زہر دیا۔ تو اس موقع پر کیونکہ کلیب کے نامہ نگارِ مانتہ بالکل اسی طریقے پر قتل کر چکے تھے، اس کی طبیعت بگڑ گئی اور ایسا معلوم ہوا کہ اس کا ضمیر نہ صرف اُسے ملامت کر رہا ہے بلکہ نیر اور نیزے جو اس کے سینے کو زخمی کئے دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اُتر گیا۔ ہملٹ نہایت اہمک کے ساتھ مطالعہ کر رہا تھا۔

بالآخر اُس سے نہ رہا گیا اور دفعتاً کسی بہانے سے ٹیبلٹ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ بادشاہ کے جاتے ہی تماشہ بند کر دیا گیا اور ہملٹ نے حادث کے سامنے قسم کھائی کہ جو کچھ اُس رُوح نے کہا تھا حرفِ بجزف صحیح ہے اور وہ اب انتقام لے کر ہی رہے گا۔ بیشک کلیب اپنے بے گناہ بھائی کا قاتل ہے۔ لیکن پشیم اُس کے کہ وہ کوئی اور فیصلہ کرتا، جو ہمارے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ملکہ عالم آپ کو اسی وقت اپنے خاص کمرے میں لگاتی ہیں۔ لیکن اس کی تہ میں وہ ذات کام کر رہی تھی جو کلیب کے نام سے موسوم تھی۔ اس نے ملکہ سے کہا کہ وہ شہزادے کو بتادے کہ اس کے اس فعل نے دونوں کو بید تکلیف دی ہے۔ اس کے علاوہ اس خیال سے کہ مادرِ شفقت سے مغلوب ہو کر ملکہ وہ تمام باتیں جو ہملٹ سے ہوں اور جن کا معلوم ہونا کلیب کے لئے نہایت ضروری ہو اُس سے نہ کہے اُس نے پاموس کو جو اُس کٹنی کی طرح تھا جو آسمان پر تھکی لگاتی ہے اور جو اس قسم کے معاملوں میں ماہر تھا بلایا اور حکم دیا کہ کسی پردے کے پیچھے چھپ کر تمام گفتگو سن کر ہمیں بتائے جسے پانچوں نے نہایت خوشی سے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ہملٹ جب اپنی ماں کے پاس پہنچا تو اس نے گول مول باتوں میں اس کی حرکات کے متعلق باتیں کرتے ہوئے کہا تمہاری اس حرکت نے تمہارے باپ کو سخت ناخوش کیا ہے (باپ کے اس کا مطلب کلیب تھا جو اس کی ماں کا شوہر ہونے کی وجہ سے اس کا بھی باپ ہوا)

ہملٹ کو یہ سن کر نہایت قلق ہوا کہ اس کی ماں کلیب جیسے ذلیل شخص کو باپ جیسے مقدس اور عزیز نام سے

پکائے۔ اس نے کسی قدر ترش دہنی سے کہا: "اماں! تم نے میرے باپ (ہملٹ) کی بالکل قدر نہ کی۔"  
گیسا فصول جواب ہے: "ملکہ نے لا پرواہی سے کہا۔"

فصول: "اماں! یہ تمہارے سوال کا بالکل ٹھیک جواب ہے: "شہزادے نے گرم جوشی سے جواب دیا۔  
تمہیں معلوم ہے تم اس وقت کس سے گفتگو کر رہے ہو؟ جریہ نے ذرا سختی سے کہا۔"

ہاں! تم اپنے اُس شوہر کے "جس سے تم نے کتنے ہی نباہ کے جھوٹے وعدے کئے، کلیب جیسے محسن کش  
بھائی کی بیوی ہو اور — میری ماں۔ کاش! تم یہ نہ ہوتیں! ہملٹ نے پلٹ کر جواب دیا (انتقام اور ماں  
کی محبت کے متضاد جذبات آپس میں متضاد تھے)۔

اچھا اگر تمہارے یہی طریقے ہیں تو میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی۔ اب وہ بات کرینگے جو تم سے زبردست  
ہیں۔۔۔ یہ کہہ کر وہ کلیب کو پیچھے جانے والی تھی کہ ہملٹ نے اُسے پکڑ لیا اور تنہا پاکر زبردستی بٹھا دیا تاکہ  
شاید اس کے سمجھانے سے وہ اپنے افعال پر ندامت ہو۔

ملکہ سمجھ گئی اور یہ خیال کر کے کہ کہیں وہ جنون اور دیوانگی میں کوئی نامعقول حرکت نہ کر بیٹھے۔ خوف میں اس کی  
چخ نکل گئی! اور — پردوں کے پیچھے سے کوئی گھبرائی ہوئی آواز میں چیخا: "دد! دد!" ہملٹ جو اس وقت  
جوش میں بھرا ہوا تھا، آواز سن کر یہ سمجھا کہ یہاں کلیب ہی چھپا ہوا ہے اور اس طرف پکا۔ اس نے اپنی چمکدار  
تلوار جس کی ضیاء پاش ستارے میں چمکا چوند کر دی تھیں نکال کر پردے کے پیچھے چھپے ہوئے شخص کے  
آٹا فانا کھیرے گلڑی کی طرح دو ٹکڑے کر دیئے مگر — جب اس نے لاش کو باہر کھینچا تو وہ — پاموس کی  
لاش! ملکہ جو مبہوت تھی ابھی ہوئی ہوئی تھی تم نے کس قدر خوفناک اور خون آشام —!

ہملٹ فوراً ہی بول اٹھا: "بیشک! مگر تمہارا فعل اس سے کہیں زیادہ شرمناک ہے۔ تم وہ ہو جس نے ایک  
بادشاہ کی جان لی اور پھر اس کے بھائی کے ساتھ شادی کی —"

اگرچہ والدین کی لغزشوں پر بچوں کو نہایت نرمی، مہربانی اور فراہم داری سے معاملے کو یکسو کر دینا چاہئے مگر  
کسی بڑے اور سنگین جرم پر ایک بیٹا اپنی حقیقی ماں سے سختی سے بھی پیش آ سکتا ہے۔ اگر یہ سختی محض اس لئے ہو کہ وہ  
اس کو بُری باتوں سے باز رکھے اور اس لئے نہیں کہ گستاخی اور نافرمانی سے انکے دلوں کو دھکے کھائے۔

اب اس نیک شہزادے نے نہایت مؤثر الفاظ میں اس کے افعال پر تاسف ظاہر کیا کہ وہ اس کے باپ کے  
اس قدر جلد بھول گئی اور اپنے شوہر کے قاتل بھائی سے شادی کر لی اس نے جو وعدے اپنے شوہر سے کئے  
تھے۔۔۔ سب باطل نکلیے اور اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تمام عورتوں کی فحش جواہروں کی طرح جھوٹی ہوتی  
ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ مذہب بھی لفاظی کا اکھاڑہ اور دھوکہ و فریب کا چکر ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ

اس کے اس فعل سے تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور مادرِ گیتی ایسی بیٹی جننے سے شرمسار ہے۔ ہملٹ اپنے جوش میں کہے جا رہا تھا کہ اس کی نگاہ سامنے تصویروں پر پڑی اور اس نے وہ تصویریں اپنی ماں کو دکھائیں اور ان دونوں کا فرق بتا دیا۔ ایک تصویر اس کے مرحوم اور پہلے شوہر کی تھی۔ دوسری تصویر اس کے موجودہ اور دوسرے شوہر کی تھی۔

میرے باپ کی تصویر اس قدر نورانی چہرہ لئے ہے۔ صورت سے کس قدر عجب اب برستا ہے۔ یہ مجسمہ حسن و معصومیت ہے اور یہ اتہمارے اس شوہر کی تصویر ہے اس قدر مکرمہ صورت سے بھٹکا ہوا برستی ہے۔۔۔۔۔ ہملٹ کی آواز بھڑک گئی۔

ہملٹ کی اس تقریر سے جبریل نے اپنی حالت پر غور کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کی روح بالکل تارک اور گناہوں سے گھری ہوئی ہے اور پھر ہملٹ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنے شوہر کے قاتل کے ساتھ اس کی بیوی کی طرح رہ سکی۔ یہ قاتل وہ ہے جس نے ایک تراق کی طرح دھوکے اور فریب سے اس کے تاج و تخت پر ڈاکہ زنی کی۔۔۔۔۔ وہ یہاں تک پہنچا ہی تھا کہ ہملٹ کی روح ظاہر ہوئی۔ اس نے خوف و ہراس میں متعجب ہو کر اس سے دیاں آئے کی وجہ پوچھی جس کے جواب میں اس نے ہملٹ کو یاد دلایا کہ اُسے انتقام لینا ہے جس کا اس نے وعدہ کیا تھا اور جسے ہملٹ شاید بھول سا گیا تھا۔ اس نے اُسے اپنی ماں سے زیادہ گفتگو کرنے سے منع کیا کہ مبادا رنج و خوف سے اس کے قلب کی حرکت بند ہو جائے جس کے بعد روح غائب ہو گئی۔ لیکن اُسے صرف ہملٹ ہی دیکھ سکا اور اگرچہ اس نے اشارہ کر کے دکھایا بھی مگر جبریل یہ نہ دیکھ سکی جو درجہ ہی تھی کہ نہ معلوم وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے اور وہ سمجھی کہ پھر دیوانگی کا دور اُٹھا ہے۔ لیکن ہملٹ نے اس سے التجا کی کہ خدارا! مجھے دیوانہ سمجھ کر اپنے آپ کو خوش نہ کرو۔ میرے ہوش و حواس درست ہیں اور تمہارے ہی افعال نے میرے باپ کی روح کو اس زمین پر جو ایک بے گناہ کے خون سے رنگی ہے بٹلایا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ کہہ لگایا اور اُس سے درخواست کی کہ اپنے افعالِ گزشتہ سے توبہ کرے اور آئندہ سے علیحدہ رہے کہ تہیہ کرے اور وہ جب وہ دیکھے گا کہ اس کے دل میں اس کے باپ کی یاد موجود ہے تو وہ ایک فرمانبردار بیٹے کی طرح اپنی مقدس ماں کے سامنے دُعاؤں کے لئے اپنا سر جھکا دیگا۔ ملکہ کا دل اب بھر چکا تھا۔ وہ اپنے افعال پر نادم تھی اور انسان کی فطرتی طاقت خمیر کی صورت میں اُسے ملامت کر رہی تھی۔ وہ سمجھی اور سنبھلی ڈری اور توبہ کی اور شہزادے سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی ہدایات کے مطابق عمل کریگی۔ اس کے بعد ملکہ وہاں سے چلی گئی۔ ملکہ کے جلنے کے بعد شہزادے نے پاموس کی نعلین کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ کیونکہ وہ انکی محبوبہ حسین کا باپ تھا!

( ۳ )

پاموس کے قتل سے کلیب کو ایک بہانہ ہاتھ لگ گیا اور اگر اس کا بس چلتا تو وہ خون کا بدلہ پھانسی کے مطابق اُسے موت کے گھاٹ اتار دیتا مگر رعایا کا رنگ دیکھ کر چونکہ ہملٹ نہایت ہردلعزیز تھا اور یہ دیکھ کر کہ ملکہ شہزادے پر مایوس اس کے کہ وہ اس کے باپ کے ساتھ با وفا ثابت نہیں ہوئی فریفتہ ہے، مجبور تھا اور بے بس! وہ طیش لکھ کر رہ گیا۔ لیکن پھر بھی اس نے ایک اور چال چلی۔

یہ کہہ کر ممکن ہے رعایا پاموس کے قتل کا مطالبہ کرے اور قانوناً اس کی زندگی بھی خطرے میں کلیب نے ملکہ سے مشورہ کیا کہ اگر اس کی زندگی عزیز ہے تو اسے کہیں باہر بھیج دینا چاہئے۔ ملکہ نے اس سے اتفاق کیا اور ہملٹ کی خدمت کے لئے دو ملازم بھی ساتھ کر دیئے جو حقیقتاً بادشاہ کے قاصد تھے جن کے ذریعہ اس باجگزار والے سلطنت کو حکم دیا گیا تھا کہ ہملٹ کو اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی قتل کر دیا جائے اور اس کی کوئی سنگین لگہ جھوٹی وجہ بھی لکھ دی۔ جہاز روانہ ہو گیا!

آدھی رات ادھر آدھی رات ادھر بٹوکا عالم سنسان وقت، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا، اوپر ہلکی ٹالوکی آسمانی نیچے سمندر کانٹیلگوں پانی، جہاز سینہ آب چیرتا ہوا اس طرف چلا جا رہا تھا جہاں کلیب کا خیال تھا۔ ہملٹ اپنی جان دینے جا رہا تھا۔ چاندنی لٹک چٹک کر مغنیہ بحر سے کیل رہی تھی اور ٹھنڈی ہوا تھکے ماندوں کو لوری دے رہی تھی۔ ادھر تنکان ادھر لوری ٹھنڈی ہوا اور سینہ آب قاصدوں پر خواب کی دیوی کا سحر کام کر گیا اور وہ دونوں زندگی آغوش میں دُنيا و ما فیہا سے بالکل بے خبر ہو گئے۔ مگر ہملٹ کو نیند کہاں؟

دل میں ایک تذبذب سا پہلے ہی تھا، اب خیال یقین سے بدل گیا کہ ضرور اس میں کوئی سازش ہے ورنہ اس قدر سنگدل انسان قطعی رحم و ہمدردی کا حامل نہیں ہو سکتا۔ قاصدوں کی تماشائی تو چھپا ہوا ایک خط نکلا۔ پڑھا تو اپنی موت کا پیغام تھا۔ اُسے رنج بھی ہوا اور غصہ بھی آیا۔ لیکن ہنسنا اور نہایت ہوشیار سی اپنی جگہ اُن دونوں کا نام لکھ دیا۔ اور خط کو اس بند رکھ دیا۔ ابھی اس سے فارغ ہوا ہی تھا کہ بحری قزاقوں نے حملہ کر دیا۔ بھلا یہ بوسیدہ جہاز کہاں سے فولادی جگر لاتا کہ انکا مقابلہ کر سکتا، فوراً ہی جو کچھ تھا لٹ گیا اور دونوں قاصدوں کو لے کر اس طرف چل دیا جہاں موت کی بھیا ناک دیوی خوفناک منہ پھارے بیٹھی انکا انتظار کر رہی تھی۔

ادھر ہملٹ نے سنگی تلوار سے تنہا وہ جوہر شاہی دکھائے کہ قزاق بھی عیش کرنے لگے اور یہ معلوم کر گئے کہ وہ شہزادہ ہے انہیں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کہ شاید وہ انکو بادشاہ بننے کے بعد اس کا بدلہ دے اور قریب ہی کسی بندرگاہ پر بخیر و عافیت پہنچا دیا۔ اور ہملٹ وطن کو روانہ ہوا۔

ہملٹ ابھی قصر شاہی میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس نے دیکھا بہت سے لوگ جن میں کلیب اور جریبہ بھی شریک تھے شاہی قبرستان میں کسی کی تجنیز و تکفین میں مصروف ہیں۔ مصیبت اکیلی نہیں آتی بلکہ رنج و غم ہر طرف سے انسان کو ٹکڑ دیتے ہیں۔ ابھی اپنی آفت سے چٹکارہ نہیں ملا تھا کہ اپنی محبوبہ صوفیہ کی موت کا حال معلوم کر کے ہملٹ سکتے کے عالم میں رہ گیا۔

صوفیہ ایک جوتھی جس پر خوبصورتی نثار ہوتی تھی اور ایک عورت تھی جس پر خست قربان اوہ فرمانبردار تھی۔ اور معصوم۔ اس کا دل انسانیت اور ہمدردی سے بھرپور تھا۔ باپ کا قتل وہ بھی اپنے چاہنے والے کے ہاتھوں۔ ایسی چیز نہ تھی جو اثر کئے بغیر رہتی۔ اس نے اس کا مارغ معطل کر دیا اور دل کی حالت دیوانوں کی سی کر دی۔ وہ کبھی باپ کی موت کا ماتم کرتی اور کبھی جنگل میں محبت کے ترانے گاتی پھرتی۔ اس کی دردناک آواز اشجار کو بھی سُن کر دیتی اور دریا کا پانی بھی دیوانہ وار اُچھلنے لگتا۔ وہ کسی عورت کو دیکھتی تو روتی اور پھر ہنست۔ وہ راستے میں پھول بکھیرتی جاتی اور باپ یا ہملٹ کی صدا اس کے نازک بسوں سے بہت دُور اور دیر تک نکلتی رہتی۔ ایک روز جبکہ آفتاب غروب ہو رہا تھا اور یہ معصوم ہستی اپنے ہاتھوں میں ٹنبل وریحان مار سنگھار کے ڈنکھالوں اور سبز پتیوں سے گندھے ہوئے مار اور گلدرستے لئے ایک شاہ بلوط کے درخت پر بیٹھی ہوئی محبت کے دردناک نغمے الاپ رہی تھی کہ باپ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ وہ بے توجہی سے ہاتھ میں مارے ایک کمزوری ہٹنی پر جھکی جو اس کا بوجھ نہ سہار سکی۔ اور وہ نیچے دریا میں گر پڑی جہاں شاہ بلوط اپنا سایہ کئے ہوئے تھا مگر اب بھی اپنی حالت سے نا آشنا۔ اُس نے ایک دفعہ پھر وہی دردناک نغمے دریا اور درختوں کو ٹنلے اور بھولے ہوئے افسانوں پر روئی۔ اس کے کپڑے اب بھیگ کر بھاری ہو گئے تھے۔ اس لئے..... مادرِ گیتی نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا.....!

ہملٹ ایک طرف کھڑا ہوا اس کی تدفین کو دیکھ رہا تھا۔ مگر جریبہ غمناک آنکھوں سے اس کی قبر پر پھول چڑھا رہی تھی اور رُک رُک کر کہہ رہی تھی پیاری بیٹی! مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ہاتھ جو مجھے بہا عروسی پہنانے کے متمنی تھے۔ ان پھولوں سے آراستہ کریں گے۔ کاش یہ آنکھیں مجھے اپنے پیالے، پیٹے کی دہن بنے ہوئے دیکھتیں..... آہ! تو آج بجائے تختِ عروسی کے تاریک لمحہ کے آغوش میں جاتی ہے۔۔۔!

صوفیہ کی نیک دلی خدمتِ محبت اور فرمانبرداری نے اپنے بھائی کو اپنا عاشق زار بنا رکھا تھا۔ اُس سے نہ رہا گیا اور اپنی بہن سے لپٹ گیا اور بے قابو ہو کر چلایا کاش! مجھے موت آجائے اور لوگ مجھے بھی میری بہن کے ساتھ ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا دیں۔۔۔



اب ہملٹ سے نہ رہا گیا وہ بے قابو اور بے قرار ہو گیا۔ محبت نے اُسے دیوانہ کر دیا اور اس طرف لپکا —  
صوفیہ کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ رقصاں بھی —۔!

لازئی جو انتہائے غم سے پاگل ہو رہا تھا اپنے باپ کے قاتل ہملٹ کو دیکھ کر جو اس کی پیاری بہن کی موت کا بھی باعث ہوا آپے سے باہر ہو گیا اور اس کا گلا پکڑ کر بھوکے شیر کی طرح اس پر چھٹا مگر فوراً ہی لوگوں نے الگ کر دیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد دلوں کی کیفیت کبھی شکل ہے رہر شخص اپنے خیالات میں غلطیاں و پچاں تھا۔ لازئی اور ہملٹ دونوں صوفیہ کی درد انگیز اور حسرت ناک موت پر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ بعد ازاں ہملٹ نے لازئی کی گستاخی کو معاف کر دیا اور وہ بھی صبر کر کے خاموش ہو گیا۔  
دونوں دوست ہو گئے —۔!

کلیب بیچ و تاب کھارنا تھا اب اس نے ایک اور چال چلی۔ تھوڑے دن گزر جانے کے بعد اس نے لازئی کو بلایا اور کہا کہ اُسے اپنے باپ کے خون کا بدلہ ضرور لینا پڑے گا اور اس کے جذبات کو ابھار کر اسے ایک ترکیب بھی بتائی کہ ایک دن شمشیر زنی کا مقابلہ مقرر کیا جائے اور لازئی زہر آلود تلوار سے ہملٹ کو قتل کر دے۔۔۔۔۔ وغیرہ۔ ایک روز جبکہ دونوں دوست بیٹھے ہوئے تھے باتوں ہی باتوں میں لازئی نے شمشیر زنی کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا ہم کو بہت دن ہو گئے ہیں آؤ کسی دن —۔ ہملٹ بیچارہ فریب کے جال سے بالکل بے خبر راضی ہو گیا اور مقابلے کا دن مقرر ہوا۔

ہر طرف لوگ کھینچ کھینچ بھڑے ہوئے تھے اور چونکہ وہ دونوں سپاہ نگری کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اس خیال آرائی ہو رہی تھی کہ نہ معلوم جیت کس کی ہو۔

ملکہ جریبہ اور دغا باز کلیب بھی موجود تھے۔ دستور کے موافق تلواریں بغیر دھار رکھی ہوئی استعمال ہونی چاہئے تھیں۔ چنانچہ ہملٹ نے ایک معمولی تلوار اٹھائی لیکن لازئی نے ہدایت کے موافق دھار رکھی ہوئی تلوار اٹھائی جو زہر میں لکھی ہوئی تھی —۔ مقابلہ شروع ہوا۔

مشرق شروع میں لازئی نے ہملٹ کو حملہ کرنے کا موقعہ دیا۔ اس جھوٹی جیت پر کلیب نے مصنوعی انتہائے مسرت کا نعروں لگایا اور اس کی فتح کی دُعا مانگی۔ جوں جوں لمحات گزرتے گئے، لازئی کو جوش آتا گیا اور دغہ تلوار کا ہملٹ کے سینہ میں کاری زخم لگایا جو خلاف قانون تھا۔ اس سے ہملٹ کو بھی جوش آگیا اور طیش میں آکر اس کی زہر آلود تلوار اپنی تلوار سے بدل کر اُسی سے لازئی کے قلب پر

زہر دست حملہ کیا ————— دفعۃً ملکہ جیجی۔۔۔۔۔ زہر۔ زہر!“  
بد معاش کلیب نے یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے لازمی چوک جائے اور ہملٹ داؤں سے نکل جائے۔ یہ  
تجویز کی کہ جب وہ جوش میں آکر پانی مانگے تو زہر ملا کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے ایک گلاس  
میں زہر ملا کر رکھ دیا۔ پیاس کی شدت سے ملکہ نے جسے اس کے متعلق کوئی علم نہ تھا، وہی زہر کا پانی پی لیا  
اور زہر۔۔۔۔۔ تمام جسم میں پھیل گیا۔۔۔۔۔

ہملٹ رُکا اور سنبھلا اور کچھ شبہ کرتے ہوئے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تاکہ تحقیق کی جائے۔ مگر  
لازمی جواب قریب المرگ تھا آگے بڑھا اور کہا تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ ملکہ نے وہ زہر پی لیا؟  
جو تمہارے چچا نے تمہارے لئے رکھا تھا۔۔۔۔۔“ اور تمام حال کہہ سنایا کہ کلیب ہی کے ایمان سے مقابلہ  
مقرر کیا گیا اور اس کی تلوار ایسے زہر میں بھجائی گئی جس کا کوئی علاج نہیں اور زخم کے آدھے گھنٹے بعد  
موت یقینی ہے۔ وہ آخری بار بولا خدا را! مجھے معاف کر دینا، میری زندگی اب ختم ہونے والی ہے کیونکہ  
زہر اپنا کام کر چکا ہے اور ساتھ ہی تم بھی آدھے گھنٹے سے زیادہ نہ جی سکو گے۔۔۔۔۔“

اب سارا راز افشا ہو چکا تھا۔ ہملٹ نے لپک کر زہر آلود تلوار ادھی سے زیادہ کلیب کے سینے میں پا  
کر دی اور اس طرح اپنا وعدہ پورا کر دیا جو اس نے اپنے باپ کی روح سے کیا تھا۔۔۔۔۔ ہملٹ کا دوست  
حارث آگے بڑھا کہ اُسی تلوار سے ابنا بھی خاتمہ کر لے مگر ہملٹ نے اُسے منع کیا اور درخواست کی کہ  
وہ ابھی زندہ رہے اور دنیا کو انتقام اور محبت کی کہانی سنا دے۔

ہملٹ کی پاک زندگی عین عالم شباب میں یوں ختم ہوئی اور دغا باز کلیب اپنے کینفر کردار کو پہنچا۔

————— ❦ —————

## بچوں کا افسانہ نمبر

اس میں بچوں کے پڑھنے پڑھانے اور ایک دوسرے کو سنانے کے لئے نہایت دلچسپ مزیدار اور  
ہنسارنے والی کہانیاں جمع کی گئی ہیں جو نہایت آسان سلیس اور مزیدار ہیں۔ علاوہ ان کے دلچسپ لطیفے  
بھی دیئے گئے ہیں۔ طالب علم اس گلدستہ کو دیکھ کر بھولے نہیں سمائیے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت  
ایک کاپی کے لئے ۵ روپے ٹکٹ بھیجنا پڑیے۔ ذرا جلدی کریں ورنہ یہ دلچسپ کہانیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور پھر  
آپ کو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور (درام گلی)

# جلسہ دیہات سدھا رمنقندہ جنوری ۱۹۳۵ء

لالہ رام چندر صاحب بی اے۔ پی ای ایس ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدراس کرنال

## وسپیکر ٹری دیہات سدھا رمنقندہ کرنال

یہ جلسہ زیر صدارت صاحب ڈپٹی کمشنر بنارس ضلع کرنال بمقام کوٹھی نہر موضع بڑھل تحصیل کرنال منعقد ہوا جس میں چھ سو اشخاص شامل تھے۔ مختلف محاکم کے ذمہ دار افسران نے حسب ذیل تقاریر کیں۔

(۱) سول جرن صاحب بہادر نے فرمایا کہ تندرستی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی شے نہیں۔ اسے قائم رکھنے کے لئے مناسب آگ۔ پانی۔ زمین اور ہوا کی ضرورت ہے۔ آگ یا حرارت کا منبع سورج ہے۔ حرارت غیری مناسب خوراک کھانے سے قائم رہتی ہے۔ سورج سے ہی دنیا روشن ہے اور روشنی کے حصول کے لئے دیہات والوں کو اپنے مکانوں میں روشندان اور دروازے بالمقابل رکھنے چاہئیں۔ صاف ہوا بھی اسی وقت مل سکتی ہے۔

جبکہ مکانوں میں روشندان اور کھڑکیاں ہوں۔ پانی صاف اور اچھے کوئٹے کا پینا چاہئے۔ یاد رکھو اس مکان میں جہاں مویشی باندھے جاتے ہوں وہیں صاف ہوا نہیں ملے گی۔ کیونکہ انکے سانس لینے سے ہوا گندی ہو جاتی ہے۔

(۲) ہیلتھ آفسر صاحب بہادر نے بتلایا کہ گذشتہ زلزلے نے یعنی سکندر کی آمد کے وقت جس کو آج اڑھائی ہزار سال کا عرصہ ہو چکا ہے ہندوستان کے لوگ خوشحال تھے۔ گاؤں صاف اور تھہرے تھے مگر اب گاؤں کا نظارہ قابل نفرت ہوتا ہے۔ چاروں طرف کوڑیاں بکھری ہوئی۔ کلیاں گندی۔ گاؤں کے اندر اور باہر گندے پانی کے گڑھے مینے۔ پس ہمیں اپنی گذشتہ عظمت کو واپس لانا چاہئے۔ اس عظمت کو واپس لانے میں کچھ خرچ نہ ہو گا۔ کوڑیاں گاؤں سے پیاس گزر کے فاصلے پر گہرے گڑھے کھود کر ڈالی جائیں۔ ہفتہ وار کلیوں کو صاف کر دیا جائے کرے۔ گندی نالیاں گاؤں کے باہر و کسی گڑھے میں اپنی آلائش ڈالتی ہوں۔ کوئٹے کے آس پاس کوئی کھا کا گڑھا نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح کھاد کا پانی ریس ریس کر کوئٹے میں چلا جاتا ہے۔ اور پانی گندہ ہو جاتا ہے۔ لیبریا سے بچنے کے لئے مہریوں کا استعمال کرنے اور مچھروں کو مارنے کے لئے تالابوں اور جوہڑوں میں خاص قسم کی پھمکی جو کہ لیبریا کے کرموں کو کھاتی ہے۔ پلانے کے لئے لوگوں کو ہدایت کی۔

(۳) ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب نے لوگوں کو بتلایا کہ ہمارا مطلب اس وقت اعلیٰ تعلیم سے نہیں بلکہ ابتدائی تعلیم ہے۔ کیونکہ آپ لوگ چھ سال سے گیارہ سال تک کی عمر کے بچوں سے کوئی امداد اپنے کام متعلقہ زراعت

وغیرہ میں نہیں لے سکتے۔ وہ اس عمر میں گلی کوچوں میں کھڑا کرکٹ اُچھالتے رہتے ہیں اور زمینداروں کے بچے حصّہ پرائمری تک فیس سے معاف ہیں۔ اچھوت اور جبرائیم ہمیشہ اقوام کے بچوں کو علاوہ معافی فیس کے سرکار سامان نو وخواند بھی مُفت مہیا کرتی ہے۔ اس لئے اگر اس وقت سے فائدہ نہ اُٹھایا گیا۔ تو یہ آپکا قصور ہوگا۔

(۴) ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب بہادر محکمہ زراعت نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ذکر کیا کہ آپ کو یہاں بلانے کا مدعا یہ ہے کہ آپ کو بیدار کیا جائے۔ کہاوت مشہور تھی۔ ”اُتم کھیتی مدھم بیوپار وغیرہ“ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب لوگوں نے اس مثل کو بھلا دیا ہے۔ کھیتی سے نفرت ہے۔ آپ کو چار باتوں پر عمل کرنا چاہئے۔

(۱) زمین کی تیاری خواہ ترقی دادہ آلات سے ہو خواہ دو سکر آلات سے۔

(۲) عمدہ بیج جسے محکمہ زراعت بڑی آزمائشوں اور تجربوں سے تیار کرتا ہے۔ بویا جائے تاکہ پیداوار اُمید سے زیادہ ہو۔

(۳) ایکھ کی پتی ضائع نہ کی جائے۔ کیونکہ یہ جانوروں کے لئے نرم بستر ہے۔ کھاد میں اضافہ ہو۔

(۴) اس علاقے میں ایکھ کی فصل کاشت کی جائے۔ کیونکہ یہ نسبت دوسری فصلوں کے منافع دینے والی جڑی۔ ٹوپ بورر (گنے کے کیڑے) کی بیماری کا لوگوں کو مشاہدہ کرایا اور اس بیماری کے نیست و نابود کرنے کے لئے گنے کی فصل کو ۱۵ فروری سے پہلے ختم کرنے کے لئے ہدایت کی۔

(۵) صاحب اسٹریٹسٹنٹ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نے ضلع کرنال کے زمینداروں کی سسٹی کی خلیں پیش کیں اور مغربی وسطی پنجاب کے زمینداروں سے اُن کا مقابلہ کیا۔ گندم کی مختلف اقسام یعنی ۱۵۵ و ۱۸۰ ۵۹۱ و ۵۹۲ کے وقت کاشت اور کس قسم کی زمین میں کونسی قسم عمدہ پیدا ہو سکتی ہے کا ذکر کیا۔

(۶) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب وٹیرنری ڈپارٹمنٹ نے فرمایا کہ مویشیوں کے اچھا ہونے سے ہی ہم میں بیماریوں سے بچنے کے لئے طاقتِ مقابلہ پیدا ہوگی۔ علم حاصل کرنے کے لئے دماغ اچھا بنے گا۔ اور زراعت کا کام عمدگی سے ہو سکے گا۔ نکمی نسل کے سانڈوں کے چھوڑنے کو ثواب نہیں بلکہ گناہ بتایا۔ مویشیوں کے تھانوں کو نرم اور صاف رکھنے کی تاکید کی۔ سخت تھان سے پیدا ہونے والی بیماری کا مفصل ذکر کیا۔ متعدی امراض سے جانوروں کے بچانے کے لئے مفید ہدایات دیں۔

(۷) انسپکٹر صاحب کو اپریٹو سوسائٹیز نے زمیندار کو گورنمنٹ کی بھولی رعایا سے تشبیہ دی اور خرچ کو آمدنی سے کم کرنے کے لئے زور دیا۔ ساہوکار اور بینک کے قرضہ کا مقابلہ کرتے ہوئے بتلایا کہ ساہوکار کا قرضہ تین سال اور بینک کا قرضہ آٹھ سال میں دگنا ہو جاتا ہے۔ بینک کے حسابات بھی ساہوکار کے حسابات سے زیادہ باقاعدہ ہوتے ہیں۔ گاؤں میں بچائیوں کی ضرورت کا سامعین کو احساس کرایا گیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ

پتہ چلتی ہیں اصل معاملے کو عدالتوں کی نسبت زیادہ جانتی ہیں۔ لوگ متاثر ہوئے۔

(۸) ملک محمد عمر اکرم ایم۔ بی۔ سکول پانی پت نے اشتمال اراضی کے نو ایڈجوری کے نقصانات بینک اور راجہ ہل کے فوائد سود کی خرابیاں صفائی کی ضرورت پر دیہاتی زبان اور اردو میں خود ساختہ اشعار مختلف طرز و میں لگا کر سنائے۔ حاضرین نے دلچسپی ظاہر کی اور لطف اٹھایا۔

(۹) سپرنٹنڈنٹ صاحب ویکسی نیشن نے دیہاتی زبان میں ایک نظم پڑھی جس میں چیچک کے متعلق لوگوں کے توہمات اور اس کے علاج کا ذکر تھا۔ موضع پوٹراں اور کٹھانہ تحصیل کیتھل جہاں ابھی حال میں ہی چیچک زور سے پھیلی تھی وہاں کے حالات کا مذکورہ نظم میں ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہر دو دیہات میں زمینداروں میں ہی بیماری زیادہ تھی۔ کیونکہ ان کے بچوں کے ٹیکہ نہیں لگوا یا گیا تھا۔ کمینوں میں بیماری قطعاً نہ تھی۔ آخر پر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے سب سے پیشتر لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ کہ اس علاقے میں باش بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے فصلیں بھی اچھی نہیں۔ میں خوش ہوں کہ اس علاقے کے لوگ محنتی ہیں۔ عوام کو ان مفید نکات پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی۔ کہ جو مختلف محکمہ جات کے افسران نے مجمع کے روبرو پیش کئے تھے۔ ہر ایک ذیلدار کے حلقے میں اشتمال اراضی سے استفادہ حاصل کئے ہوئے کم از کم ایک گاؤں بطور نمونہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ مقدمہ بازی کے عظیم نقصانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ فصل کٹنے کے بعد فرض کرو کسی زمیندار کو اگر مقدمہ کی پیشی پر جانا پڑے اور زور کی بارش بعد میں ہو جائے۔ تو اس طرح زمیندار کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ صاحب موصوف نے خاص طور پر چونگ نہر کے متعلق علاقے کے لوگوں کی تکلیف کو سن کر اس سے محکمہ نہر کے افسران سے خط و کتابت کرنے کے بعد دُور کرنے کا اقرار فرمایا۔ حاضرین نے شکریہ ادا کیا۔ بعد میں جلسہ برضاست ہوا اور دیہاتیوں نے زراعتی نمائش کا جس میں سسٹن ہل۔ راجہ ہل۔ ہندوستان ہل بارہیرو۔ پنجندنتہ۔ ڈولز۔ اوٹومینٹک ڈرل کے علاوہ سیم کایج۔ گندم کی ترقی داد و اقسام مثلاً ۵۱۸، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰ اور گنے کی اعلیٰ اقسام کے نمونے رکھے ہوئے تھے کا ملاحظہ کیا اور ہر ایک شے کے متعلق واقفیت حاصل کی۔

۱۰۴۰۰

## سید اشفاق حسین صاحب رمزی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی تحریر فرماتے ہیں

ریڈ کر اس نمبر موصول ہوا واقعی حد کردی۔ ایسے روکھے پھیکے مضمون کو اس قدر دلاویزی سے پیش کرنا آپ ہی کا حصہ تھا صوری محاسن پر دل کھول کر روپیہ بہا یا گیا ہے۔ خدا جزائے خیر دے۔ مجھے تو آپ کی ہمت ادب اردو اور صیغہ تعلیم کی خدمت نے عجوبہ کر دیا ہے۔

(مفصل پھر)

# اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کا

## سلور جوہلی فنڈ

### حضور گورنر بہادر پنجاب کی اپیل اہل پنجاب سے

۶ مئی ۱۹۳۵ء کو ان تمام ممالک کے لوگوں کی طرف سے جو ہر مجبھی کو اپنا حکمران تسلیم کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ملک معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ شکر نوازی اور مسرت کے ساتھ منائی جائے گی۔ پنجاب نے بار بار تاج کے ساتھ اپنی دوستی و خداداد کا ثبوت دیا ہے۔ اور جزاکِ عظیم کے دوران میں اس نے آدمیوں اور روپیہ سے جو امداد دی تھی اس کی یاد ابھی تک سب کے دلوں میں تازہ ہے۔ ہر مجبھی ملک معظم کا دور حکمرانی سوبہ کی تاریخ میں نمایاں اقتدار کا حامل رہا ہے۔ اس عرصہ میں تمام پیلوؤں (اقتصادی، تعلیمی اور آئینی) میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور اس نے ثابت کر دیا ہے کہ یہاں کے لوگ ان وسیع ذمہ داریوں سے عہدہ براہ کمال اہل اس جنہیں اب عطا کئے جائے گی کی تجویز کی گئی ہے۔ ہم اہل پنجاب کے نزدیک معقول وجوہ ہیں کہ ہم ان برکات کے لئے مسرت اور تشکر کے جذبات کا اظہار کریں۔ جو ہمیں ہر مجبھی کے دور حکومت میں حاصل ہوئی ہیں۔ اہل پنجاب اپنے خیالات کو مسرت کے ساتھ الفاظ میں اور پھر الفاظ کو اعمال میں منتقل کرنے میں شہور ہیں۔ اب ہمیں ایک موقع ملا ہے ہم اس وفاداری کو ہماری زبانوں پر ہے اور ہمارے دلوں میں ہے عملی صورت دیں۔

میں پنجاب کے تمام مدین اور عہدوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ڈیڑھ لاکھ روپے سلور جوہلی فنڈ کی نہایت فحاشی کے ساتھ امداد کریں۔ اس فنڈ کا مقصد جس کے لئے اعلیٰ حضرت ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی منظوری حاصل کرنی گئی ہے۔ بیشتر اسی ہندوستان کے لوگوں کو ان پیلوؤں میں واضح کر دیا گیا ہے۔ جو ہر ایک کیلنسی جناب ڈائریکٹریں بہادر اور ہر ایک کیلنسی کاؤٹس آف ڈائریکٹن کی طرف سے جاری کی گئی تھیں۔ مختصر طور پر اس سے یہ مقصود ہے۔ کہ چار ہندوستانی اداروں کے کام کو وسیع دی جائے اور ان کی بنیادوں کو مستحکم و مضبوط بنایا جائے۔ جن سب کے اولین مقاصد یہ ہیں کہ بیماروں اور مصیبت مندوں کی امداد کی جائے اور وہ ادارے یہ ہیں۔ انڈین ریڈ کراس سوسائٹی۔ سینٹ جارج، ایجوکیشنل ایسوسی ایشن (انڈین کونسل) کاؤٹس آف ڈفرن فنڈ اور انڈین سوجنریو لینٹ فنڈ۔ مصیبت زدگان کی لئے۔ ان اداروں حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی دلچسپی کا یہ ایک مزید ثبوت ہے۔ کہ مدد دینے والے انڈین سلور جوہلی فنڈ کی غرض و غائت کے لئے ان چار اداروں کو منتخب فرمایا ہے۔ جن سب کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ مصائب اور اس کو دور کرنے میں عملاً کوشاں ہوتے ہیں۔ جو اکثر ان مصائب کا باعث بنتی ہے۔

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی ان اشخاص کی امداد پر روپیہ نہ کارکنوں اور ضروری سامان کے ذریعہ کمر بستہ رہتی ہے۔ جو آفات عظیمہ میں مبتلا ہوئے ہوں۔ چنانچہ پنجاب میں دریاؤں کی طغیانیوں اور بیماریوں کی صورت میں مجلس مذکورہ ہی طریق پر عامل رہی۔ سوسائٹی مذکورہ ہمیشہ اس معاملہ میں غلطان رہتی ہے کہ ان جوہل کے متعلق اصلاً جتنی پیر اختیار کی جائیں۔ جن کا اس ملک کی عورتوں کو اکثر اوقات وضع محل کے وقت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور تمام عمر کے بچوں کی

تلمذاشت اور صحت کا انتظام ہو اور بڑی بڑی بیماریوں مثلاً طبعی اور بدق کی روک تھام کی جائے۔ غرضکہ لوگوں کی صحت کا قریباً ہر پہلو سے خیال رکھا جائے۔ سینٹ جان ایمولس ایسوسی ایشن جس کی اختیاری خصوصیت بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری اور ابتدائی امداد ہے۔ ریڈ کراس کے ساتھ متحدہ العمل ہو کر کام کرتی ہے۔ اور کاؤنسل آف ڈفرن فنڈس سے یہ مقصود ہے کہ زائد ڈاکٹروں اور دانیوں کی تعلیم و تربیت، ویرس سانی اور ہسپتالوں اور شفا خانوں کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ اور عورتوں کے لئے عام طور پر طبی امداد مہیا کی جائے۔ انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ فوجی سپاہیوں کی بیوگان اور یتیم بچوں کو مصیبت اور ضرورت کے وقت مدد دینے کے لئے قائم ہے۔ ان خیراتی کاموں کا دائرہ عمل قابل استغادہ سرمایہ کی حد تک محدود ہے۔ اس مرکز میں صرف ایک پہلو کو سمجھئے۔ قصبات اور دیہات میں بچہ اور زچہ کی سود بہبود کی توسیع کے لئے تقریباً غیر محدود مواقع موجود ہیں۔ اور خاص طور پر اسی سلسلہ میں امداد کی اشد ترین ضرورت ہے۔ جوہلی فنڈ کی بدولت یہ مفید سرگرمیاں نئے علاقوں میں بھی وسعت پذیر ہو گئی۔ اور ان مقامات پر بھی امداد مہیا کی جاسکے گی۔ جہاں اس کی اشد ضرورت ہو میں انتہائی اعتماد کے ساتھ اہل پنجاب کی اس فنڈ کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور مجھے کمال یقین ہے کہ اس فنڈ میں چندہ دینے سے وہ نہ صرف اپنی فاداری کا عملی ثبوت ہم پہنچائیں گے۔ بلکہ وہ ایک بہت بڑے اور نیک کام میں بھی مدد و معاون ثابت ہوں گے۔

چندہ کی ایک صوبائی فہرست کھول دی گئی ہے۔ اور اس کی شاخیں صوبہ کے تمام ضلع میں قائم کی گئی ہیں۔ چندہ براہ راست میجر آر۔ ٹی۔ لارنس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ سی۔ آنریری خزانچی ڈیئر میجسٹریٹ سلور جوہلی فنڈ (پنجاب برانچ) کورنٹ مائٹس لاہور یا فنڈ مذکور کی کسی ڈسٹرکٹ برانچ کے سیکرٹری کو بھیج جاسکتے ہیں۔

تمام چندہ جو براہ راست صوبائی فنڈ کے آنریری خزانچی کو بھیج جائیں گے۔ وہ خود انکی وصولی کی رسید بھیجیں گے اور جو چندہ کسی ڈسٹرکٹ برانچ کو بھیجیں جائیں گے۔ انکی وصولی کے متعلق برانچ مذکور کے سیکرٹری یا خزانچی کی طرف سے اطلاع دی جائیگی مزید برآں دے تمام چندوں کی وصولی کی اطلاع میری طرف سے ذاتی طور پر دی جائے گی۔ جو ۲۵۰ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم کے ہوں فنڈ مذکور کی رفتار ترقی اور چندوں کی فہرست مقررہ اوقات پر صوبہ کے بڑے بڑے اخباروں میں شائع کی جائے گی۔ امپیریل بینک آف انڈیا فنڈ مذکور کا بینکر ہو گا۔ سلور جوہلی کو مقامی طور پر منانے کے اخراجات کے لئے چندہ کی کوئی علیحدہ فہرست نہیں تھی لیکن یہ شخص خاص طور پر شخص میں چندہ دینا چاہے اس کے ذمہ داری ہے کہ وہ فنڈ میں اپنے چندہ کے ایک حصہ کو اس شخص کے لئے مخصوص کرے۔ ان اطلاع میں جہاں فنڈ کا مخصوص کردہ حصہ سلور جوہلی کے مقامی طور پر منانے جانے کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو۔ اضافی فنڈ میں کل جمع شدہ رقم کا زیادہ سے زیادہ دس فی صدی حصہ اس شخص کے لئے مخصوص کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت ملک مظہم کی یہ صریح طور پر خواہش ہے کہ حضور محمود جی سلور جوہلی منانے کے لئے تمام غیر واجب اخراجات سے اجتناب کیا جائے اس لئے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ کسی بہت بھاری رقم کی ضرورت ہوگی۔ اور جب سلور جوہلی کو مقامی طور پر منانے کے اخراجات وضع کردیے جائیں گے۔ تو اس شخص کے لئے مخصوص کردہ رقم سے جو فالتو روپیہ بچے گا۔ وہ سلور جوہلی فنڈ کی مدد میں شامل کر دیا جائیگا۔

ہربرٹ ایمرسن

لاہور مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء

(۲)

## لیڈی ایمرسن کی اپیل مستورات پنجاب سے

میں پنجب کی تمام عورتوں سے اپیل کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ڈیئر میجسٹریٹ سلور جوہلی فنڈ کی صوبائی برانچ کو کمال طہیر کا مینا منانے میں مدد دیں۔ میں جانتی ہوں کہ اس کی عورتیں تاج کی ویسی ہی فادار ہیں۔ جیسے کہ ان کے شوہر اور بھائی۔ اور وہ

اپنی وفاداری کو عملی شکل میں ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ وہ میری اس مسرت میں شریک ہو گئی کہ جو درپہر جمع ہو گا وہ زیادہ تر عورتوں کی تکالیف کو کم کرنے میں صرف ہو گا۔ جو کام اس وقت انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کر رہی ہے وہ زیادہ تر چاول کی سود و بیہود اور بچوں کی تعلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن روپیہ کی کمی کے باعث ابھی اس کام کی ابتدا ہی ہوئی ہے۔ روپیہ زیادہ ہونا۔ تو صحت کے مرکز زیادہ ہو۔ نئے۔ ٹرینڈ ڈائریوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور بچوں کی صحت کا معیار زیادہ بلند ہو جائیگا۔ یہی صورت حال جان ایکسپنس ایسوسی ایشن اور کاؤنسل آف ڈفرن فنڈ کی ہے۔ زیادہ سرمایہ ہونے پر بیماروں اور زخمیوں کی تیمار داری اور ابتدائی املا کی عملی تعلیم صوبہ بھر میں پھیلائی جاسکتی ہے۔ زنانہ ڈاکٹروں اور ڈاکٹروں کی تعلیم کو وسعت دی جاسکتی ہے اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ نیز عورتوں اور بچوں کے طبی علاج کے متعلق بہتر سہولتیں مہیا کی جاسکتی ہیں۔ جتنا زیادہ روپیہ ہم جمع کر سکیں گے اتنا ہی بیماروں اور مصیبت زدوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم میں سے بعض فنڈ کی تنظیم میں عملی حصہ لے سکتے ہیں۔ لاہور میں عورتوں کی ایک سبکیٹی قائم ہو چکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہر ضلع میں ایسی عورتیں مل جائیں گی جو مقامی کمیٹیوں میں کام کرنے کی خواہشمند ہوں۔ بہت سے ایسے طریقے ہیں۔ جن سے کارکن عورتیں تفریحات کی تنظیم اور چندہ کی فراہمی میں مدد دے سکتی ہیں۔ فنڈ میں چندہ دے کر سب مدد کر سکتی ہیں۔ حقیر سے حقیر رقم بھی شکریہ کے ساتھ وصول کی جائیگی۔ اب ہمارے لئے موقع ہے کہ ہم دکھاویں کہ متعدد کوشش سے کیا کچھ ہو سکتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ پنجاب کی عورتیں اپنا فرض ادا کر گئی اور فیاضی کے ساتھ چندہ دیں گی۔

آین ایمرسن

گورنمنٹ ہاؤس

لاہور۔ مورخہ ۲۹۔ جنوری ۱۹۲۵ء

(\*)

میرے کرم و محترم جناب بالو جگدیش پر ساد صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ یو پی اپنے ایک گرامی نامہ میں فرماتے ہیں کہ

جناب ماسٹر صاحب کمر می بندہ زاد عنایتیہ

بعد تسلیم و نیاز آنکہ۔ آپ کا رد مورخہ ۲۴ فروری مجھے آج دورے پر ملا میں ریڈ کراس نمبر کا مطالعہ کر چکا ہوں اور مجھے اس کے اظہار میں ذرا بھی تاثر نہیں ہے کہ نئے سال کے سالگرہ۔ سالانہ اور خاص نمبروں میں آپ کے ریڈ کراس نمبر کو ایک نمایاں خصوصیت حاصل ہے۔ اس کا سرورق اس کی تصویر اور اس کی لکھائی چھائی سب انتہا سے زیادہ دلکش و دل فریب ہیں۔ مگر میں جس چیز کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ اس کے مضامین کی خوبی۔ ریڈ کراس تحریک کی تاریخ۔ اس کا مخصوص نشان۔ مذہب۔ اخلاق۔ اور قومی و بین الاقوام اتحاد پر اس کا اثر جملہ امور پر نہایت عفریزی و کاوش سے مضامین لکھے گئے ہیں۔ صحت و تندرستی کے احوال کو ایسے دلچسپ و عام فہم طریقے پر بیان کیا گیا ہے کہ معمولی تعلیم و تربیت کا انسان بھی خوش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نظریں آپ کے خاص نمبروں کی ہمیشہ بلند پایہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس مرتبہ جو ش صاحب نے اپنا بچھلا ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ افسانے۔ ڈرامے اور مکالمے بیکہ جاذب توجہ ہیں۔ دراصل بیچ محمد اسماعیل صاحب جنہوں نے رسالہ کو مرتب کیا ہے اور آپ جنہوں نے اس میں ردی سے اتنا روپیہ صرن کیا ہے وہ نوازد خواں بینک کی جانب سے سچے شکریے کے مستحق ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ اس فکر پے کا اظہار محض زبانی نہ ہو گا بلکہ عملی طور پر ہو گا تاکہ آپ آئندہ یہ سلسلہ ادھر سے جاری رکھ سکیں۔ زیادہ سلام و نیاز۔

(رقیمہ نیاز جگدیش پر ساد ڈپٹی مجسٹریٹ)



## پنجاب یونیورسٹی

۱۔ امتحان میٹرکولیشن اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے معاین کا ذریعہ تعلیم و امتحان ورنیکلز۔

بیشتر انڈین ناظرین کلام کو اطلاع دی گئی تھی کہ پنجاب یونیورسٹی نے بھی آخر ترقی کی اس طرف قدم اٹھایا ہے کہ امتحان میٹرکولیشن میں انگریزی کے سوا باقی تمام معاین کا ذریعہ تعلیم و امتحان انگریزی کی بجائے ورنیکلز (اوردو، ہندی اور پنجابی) ہوں۔ اور سال ۱۹۳۵ء کا امتحان اس قسم کا پہلا امتحان ہوگا مگر بعد میں سوئی قیمت کے ماتحت مزید اطلاع آنے پر خبر ناظرین تک پہنچائی گئی۔ کہ چونکہ گورنمنٹ پنجاب (وزارت تعلیم) کی بارگاہ سے اس اہم سوال کی منظوری کے احکام صدور نہیں ہوئے۔ لہذا یونیورسٹی سال ۱۹۳۵ء سے ایسا کرنے سے معذور ہوگی۔ تاہم دسمبر کے یونیورسٹی گزٹ میں اس سال پر جو روشنی ڈالی گئی ہے بغرض اطلاع عامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

یونیورسٹی کی سینٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء میں اتفاق رائے سے سرنٹیفکیٹ کی اس سفارش کو منظور کیا جو اسے سینٹ کی تھی کہ امتحان میٹرکولیشن اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ میں ہر امیدوار کی حسب منشاء اس کا ذریعہ و امتحان ماسوائے مصنفوں انگریزی ورنیکلز ہو۔ مزید قرار پایا کہ بشرط حصول منظوری گورنمنٹ پنجاب سال ۱۹۳۵ء کے امتحان میں اس سفارش کا عملدرآمد کیا جائے یعنی سال ۱۹۳۵ء کی جماعت نیم کا ذریعہ تعلیم انگریزی کے سوا باقی تمام معاین ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، سائنس، فزکالوجی، زراعت وغیرہ میں ورنیکلز قرار دیا جائے۔

صاحب اندر سیکری ہباد گورنمنٹ پنجاب (وزارت تعلیم) نے صاحب جسٹس یونیورسٹی کو آگاہ کیا دیر ۲۱۔ چٹھی نمبر ۵۶ جی اس مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء کہ امتحان میٹرکولیشن اور سکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے ذریعہ و امتحان کی تبدیلی پنجاب یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کا ایک ضروری جزو ہے جس پر گورنمنٹ پنجاب فوری غور فرما رہی ہے۔ لہذا حکومت متوقع ہے کہ یونیورسٹی اس تبدیلی پر اس کے فوری احکام کے لئے اصرار نہ کرے گی تاکہ اسے متذکرہ ضروریوں کے باقی حصے پر بھی جو اس تبادلہ کے متعلق ہیں غور کر نیکا کافی وقفہ مل سکے۔

سرنٹیفکیٹ نے مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء کے اجلاس میں صاحب اندر سیکری کی اس مندرجہ بالا چٹھی پر غور کیا اور قرار دیا کہ پیرا گراف سینٹ کے روبرو بغرض انکی پیش کیا جائے۔ چنانچہ ۸ دسمبر ۱۹۳۵ء کو جب یہ پیرا گراف سینٹ کے روبرو پیش ہوا۔ تو پروفیسر جودہ سنگھ صاحب نے تحریک کی اور اسے بہادر لال درگا داس صاحب نے تائید کی۔ کہ

گورنمنٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ تمام تحقیقاتی رپورٹ پر غور فرمانے کی بجائے اس سوال پر ادین توجہ مبذول فرمائے۔ اس تحریک پر چونکہ کسی نمبر نے اعتراض نہ کیا۔ لہذا یہ قرار داد منظور کر لی گئی۔

نوٹ رہنمائے تعلیم۔ ظاہر ہے کہ اس اہم تبدیلی کا نفاذ گورنمنٹ پنجاب (وزارت تعلیم) کی توجہ کا محتاج ہے۔ (سچیدھار)

ڈاکٹر سر عبدالرحمان صاحب ناٹھان بہادر بی۔ اے۔ ایل ایل ڈی آف دہلی نے ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء کا نوٹیشن کا ایڈریس دیا۔

مس ڈی ایم رائٹ بی اے فیکلٹی آف آرٹس کی نمبر ہوئی ہیں۔

سرنٹیفکیٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ سینٹ سے سفارش کی جائے کہ وہ مستورات کے لیڈی سٹڈیگن ٹریننگ کالج لاہور کو بی ای امتحان سال

۱۹۳۵ء کے لئے منظوری کا موقع دے۔

دہلی علم مشرقی امتحانات کا سنٹر قرار دیا گیا ہے اور پاراچارلا صوبہ شمال مغربی سرحدی) اہم ایس ای امتحان کا سنٹر مقرر ہو رہا ہے۔

لاہور کے ہوسٹل میں عظیم طلباء کی صحت پر غور کرنے کے لئے مفصل ذیل اصحاب کی سب کمیٹی منظور ہوئی ہے جو خودک۔ روخندان نالیو

گورد۔ اور مچھرا دینیل وغیرہ امورات کو ملحوظ رکھے گی۔

(۱) دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ صاحب ایم اے - ایم ایل سی

(۲) خان بہادر ڈاکٹر کے اے رحمان - او بی - اسی - ایم بی - سی - ایچ بی - ڈی پی ایچ یا ان کے کوئی نامزد

(۳) ڈاکٹر ایس کے دت بی اے ایم بی سی ایچ بی -

(۴) ڈاکٹر وشو ناتھ صاحب ایم اے ایف آر سی پی - ایم ڈی - بی ایس - ڈی پی ایچ -

(۵) ڈاکٹر جی ایس چاولہ ایم بی - بی ایس (۶) لائے بہادر ڈاکٹر مہاراج کرشن صاحب پور (۷) صاحب جسٹس پنجاب یونیورسٹی

کئی اگر کوئی حسابات تیار ہو گئے تو ملاحظہ کرے گی۔ خاص کر اراضی دق پر زیادہ غور کرے گی۔

کٹیا بہادو دیالہ شہر جالندھر کو مستقل طور پر اجازت مل گئی ہے کہ وہ اپنی طبابت کو انٹر میڈیٹ کے امتحان میں بطور پرنسپل اُمیدوار بھیجتا رہے۔

یکم دسمبر ۱۹۲۴ء سے وٹیکہ روپے ماہوار کا وظیفہ آنجنمانی لائے بہادر پروفیسر شرام صاحب کیشپ بی اے ڈاکٹر آف سائنس ایف اے ایس بی - آئی اسی ایس کے صاحبزادے مسٹر کیدار ناتھ کیشپ سٹوڈنٹ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کو ایک سال کے لئے دینا منظور ہوا ہے۔ یہ مفہوم ہے کہ اگر مجوزہ کیشپ میمویل فنڈ سے ضروری امداد نہ دی جاسکی تو اس وظیفہ کی تجدید پر غور ہو گا۔

سندھ بلیکٹ نے قرار دیا ہے کہ مسٹر عبدالحی ایم ایس سی مرحوم یونیورسٹی ڈیپارٹمنٹ ٹوشیو شعبہ آڈیکنگ کیمسٹری کے والد بزرگوار کو ایک ہزار دو سو روپے یک مشت بطور امداد عطا کرے۔ یہ نوجوان لیبارٹری میں تجربات کرنے وقت جل گیا اور اس کی فوری ہوتا واقع ہو گئی۔

پروفیسر جودھ سنگھ صاحب ایم اے ۱۹۲۵ء سے دوبارہ اور نیل کالج کونسل کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ جودھری رحیم بخش صاحب اور ڈاکٹر جی ایس چاولہ کی میعاد بحیثیت موجودہ ڈیپارٹمنٹ پوسٹل میں تین ماہ کی ایزادی کی گئی ہے یعنی ۳۱ مارچ ۱۹۲۵ء تک۔

ڈاکٹر ویش چندر موزدار ایم ایس سی ڈی پھل - فزکس آنرز سکول کے شعبہ تھیمپل فزکس کے یکم جنوری ۱۹۲۵ء سے تین سو روپیہ ماہوار پر لیکچرار مقرر ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر بنارس داس صاحب ایم اے - پی ایچ ڈی لیکچرار اور نیل لاہور کو طبی مسند پر ایک ماہ کی رخصت نصف اوسط تنخواہ پر ملی نہ کہ نصف تنخواہ پر۔ جیسا کہ اکتوبر کے گزٹ میں شائع ہوا۔

مسٹر رام پرشاد شرما ایم اے کو سر دست دو سال کے لئے ایلف ڈیپارٹمنٹ سکالرشپ تارنچ جانی سے عطا ہوا۔ مسٹر نیلال ایم ایس سی کو سر دست دو سال کے لئے لائے بہادر کنہیا محل فزکس ریسرچ سٹوڈنٹ شپ مرحمت ہوئی۔ مسٹر ضیا الحق ایم اے کو میکلوڈ عربک ریسرچ سٹوڈنٹ شپ اس شرط پر مرحمت ہوئی کہ اگر وہ قبل از وقت اسے ترک کر دے تو تین ماہ کا وظیفہ واپس کرے۔ اگر نامبرہ اس شرط پر اسے منظور نہ کرے تو یعنی دو سال کے خاتمہ سے پہلے مسٹر عبد القیوم ایم اے کو یہ چانس دو سال کے لئے دیا جائے۔

مسٹر اٹھ دنا تلک ریکارڈ سیکشن کو ۲۶ نومبر سے ۸ دسمبر ۱۹۲۳ء تک کی اتفاقیہ رخصت ملی۔ مسٹر بال کرشن داس ریسرچ سکالراکس کی میعاد سو روپیہ ماہانہ کی ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء تک ایزاد کی گئی۔ مسٹر عبد الحمید کو اجازت ملی کہ وہ اکتوبر سے دسمبر ۱۹۲۳ء تک کی سرمایہ ریسرچ یونی کو بطور ریسرچ سکالر جاری رکھے اور ۲۸ اکتوبر تا تاریخ منظور شدہ تقرری سے پچاس روپیہ ماہوار پر باقی وقت ڈیپارٹمنٹ کے فرائض ادا کرے ج۔

## مختلف نوٹ اور کارروائیاں

**مڈل سکول بوگرے ضلع سیالکوٹ** ۱۲ دسمبر ۱۹۳۳ء کی شام کو جناب پنڈت مرلی دھرم صاحب موگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع سیالکوٹ سردار ایشر سنگھ صاحب اے ڈی آئی علاقہ کے ہمراہ سالانہ معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ اس رات سکول کے طلباء نے صفائی کی دیوی کا ڈرامہ دکھایا۔ بلچھ دیہات سے بہت لوگ شامل تھے۔ پنڈت صاحب تمام وقت ڈرامہ میں موجود رہے۔ سردار بگت سنگھ صاحب ماسٹر خانہ ہائی سکول نے تاج دیں لطیف جماعت ششم کو ایک پیسہ انعام دیا۔ جس نے ڈرامہ میں اپنا پارٹ نہایت خوبی سے سرانجام دیا تھا۔ فخر سہیل ماسٹر صاحب نے ڈرامہ کی غرض و غایت بیان کی۔ پنڈت صاحب نے ڈرامہ کی بہت تعریف کی اور دیہات سردھار کا مطلب سمجھایا کہ کیوں کھا دے گئے گڑھوں دوشدراؤں۔ تعلیم نہوئی۔ ورزش جمانی۔ دیہاتی بچاں تھوں اور عمدہ بچے پر زور دیا جا رہا ہے۔ حاضرین آپ کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔ دوسرے دن سکول کا سالانہ معائنہ ہوا جس کے دوران میں سید فتح علی شاہ صاحب اے ڈی آئی پسرور بھی تشریف لائے۔ کبڈی اور والی بال کے میچ ہوئے۔ سکول کی ڈبل سپے فار آل اور جوڈو دیکھ کر افسران معائنہ اور سبک بہت خوش ہوئی۔ دھوئی گھاٹ۔ سکول کاکھواں۔ بانچہ۔ نوٹس بڈ۔ وٹلترے اور مالٹے کے درخت اور ان کی طلباءیں تقسیم دیکھ کر صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بہت خوش ہوئے۔

آخری اجلاس چار بجے شام کے صاحب موصوف کی صدارت میں ہوا۔ میڈا ماسٹر صاحب نے چار سالہ کارکردگی پر رپورٹ پڑھی۔ صاحب مدوح نے تمام مکالمات کا موزوں الفاظ میں اعتراف کیا۔ سکول کے بچوں میں شریعتی تعلیم ہوئی۔ (علی محمد)

**میلہ ٹکڑی نرکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ** ۱۲ ہر سال شری ٹورونانک دیو جی کے جنم دن پر یہ میلہ نہایت شائقیت کے الفاظ اس کے اظہار سے قاصر ہیں۔ دیہات سردھار کے کام کے لئے جس قدر یہ میلہ اہم اور مفید ہو سکتا ہے اسی اہمیت کے ساتھ ہمیشہ سے اس موقع پر دیہات سردھار اور فلاح عامہ کا کام ہوتا چلا آ رہا ہے۔ امسال خوش قسمتی سے سردار صاحب سردار موہن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی سرپرستی میں اور میاں عبد الرشید صاحب اے ڈی آئی کی ہدایات موجب جس شاندار طریق اور انتظام سے دیہات سردھار فلاح عامہ اور خوش کام سرانجام دیا باید و شاید۔

دیہات سردھار۔ راگ پارٹیوں کا انتظام سردار ہریال سنگھ صاحب اے ڈی آئی سکول کے سپرد تھا۔ ۱۹ نومبر سے ۲۲ نومبر تک سکول کے طلباء نے اساتذہ کی رہنمائی اور سرکردگی میں دیہات سردھار پر چارکیا۔ تعلیم۔ صحت۔ صفائی۔ زراعت اور اولو باہمی کے گیت گائے۔ اساتذہ نے ضرورت کے موافق بیکچر چائے اور عوام کو مستفید کیا۔ رات پارٹیاں بالووال چپکے۔ واربرٹن۔ کمال پڑ۔ تلحہ دھرم سنگھ جھکھی۔ جنڈیالہ پیرخان، وچوہر کلا منڈی سے آئی تھیں۔ شیخ محمد ابراہیم میڈا ماسٹر پڑھی والد نے دیہات سردھار کو تبلیغ کام نہایت وسیع پیمانہ پر تمام میلے میں کیا۔

۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء کو ۱۹ نومبر کو جنڈیالہ شیرفان کلب نے شریعتی منجری کا مشہور ڈرامہ شیخ پر کیا جس کے دوران میں اصلاحی نظمیں پڑھی گئیں۔ صاحب ڈی ٹی کشن بہادر۔ صاحب پٹنڈٹ بہادر پوٹیس۔ پادری ہنرک صاحب اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب کے علاوہ عام لوگ کثرت سے تشریف لائے۔ ۲۰ نومبر کو دی آئل ڈرامیٹک کلب چوہر کلا منڈی نے درس عبرت ڈرامہ دکھایا جس میں شرابی شری

عیاشی وغیرہ کی برائیاں پبلک کے ذہن نشین کی گئیں۔ جلد افسرانِ مصلح کے علاوہ ہزاروں کی تعداد لوگ اس ڈرامہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ ڈراموں کے مفید اور عوام کے مستفید ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۱ نومبر کو ہزاروں لوگ نئے ڈرامہ کی دیانت کو آئے۔ اگرچہ کمرس اور دوسرے کھیل خانے وہاں موجود تھے مگر عوام کا جوش و خروش ان ڈراموں سے تھا کسی اور چیز سے نہ تھا۔

(۳) نمائش کا افتتاح صاحبِ ڈپٹی کمشنر بہادر نے ۱۹ نومبر کو فرمایا۔ اس کے اسٹارچ شیخ محمد نعیم عالم صاحب اسے دیکھ آئی تھے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے وسیع برآمدہ کے آگے ایک بہت بڑا شامیانہ لگایا گیا۔ قاتلوں سے بڑی کر کے درمیان میں ایک شاندار دو واڑہ لگایا گیا جس کے چاروں طرف مختلف قسم کے چارٹنگ لگے ہوئے تھے۔ یہ کام ان شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

(۴) زمانہ کام میں سلائی، کشیدہ کاری، سوزن کاری، جرابوں کا بننا، سوئٹر بنانا، بوتلوں کے اندر پھول بنانا وغیرہ کام شامل تھے۔ زمانہ دستکاری کے نہایت نادر نمونے اس میں موجود تھے۔ مستورات کی کثیر تعداد روزانہ اس سے مستفید ہوتی رہی۔

(ج) حفظانِ صحت - لمبریا ہیضہ، طاعون، چیچک وغیرہ بیماریوں کے مصور اور دوسرے چارٹس، صاف اور گندے گھر کے نقشے، ماڈل اور نمونے، صاف اور گندے کونٹوں کے نقشے اور ماڈل وغیرہ، کھاد کا گڑھا، مٹی کا نمونہ علاوہ بریں زمین پر صاف گڑھا کا تیار کیا گیا تھا۔ تاکہ شائقین اس کے مطابق گھر بنا سکیں۔

(ج) زراعت - سکول کے باغوں کے پیدا کردہ اجناس کے نمونے، زمیندارہ کہاوتوں کے چارٹس، مختلف فصلوں کی بیماریوں کے چارٹس جس میں ان بیماریوں کے کیرٹوں کی مختلف حالتیں بذریعہ نقاویر دکھائی گئی تھیں اور ساتھ ہی ان کے دفعیہ کی تدابیر بھی لکھی ہوئی تھیں، فصلی اور دوسرے چوبے کی تصاویر اور ان کے مارنے کی تجاویز کے چارٹس۔

(د) تعلیم - تعلیمی چارٹ اور نقشہ جات کے علاوہ تصویری اسباب کی نشین، تقدی نظاروں کا ماڈل جس میں دریا، پہاڑ، ندی، نالہ، آبشار، آتش فشاں، پہاڑ، سمندر، لائٹ ہوس اور پہاڑی راستوں کا تصور دلانے کے لئے موجود تھے۔

(۴) کھیلیں - جن کا انتظام لالہ جمال چند صاحب اسے دیکھ آئی فزیکل ٹریننگ کے سپرد تھا۔ تینوں دن والی بال اور کبڈی کے میچ ہوتے رہے۔ ہاکی میچ نہ ہو سکے۔ مختلف دوڑیں لمبی اور اونچی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔ دیہاتی لوگوں نے ان میں خوب حصہ لیا۔ (۵) سکائوٹس - خانقاہ ڈوگراں سے سکائوٹ انتظام کو آئے تھے اور خوب کام کیا۔ دیگر اس ہسپتال قائم کیا۔ ایک فزکس حقیقت بنایا کہ عوام کی ہر گز امداد کی جاسکے۔ ننگانہ صاحب ہڈل سکول کے سکائوٹس نے پبلک کی بہت اہم خدمت سرانجام دیں اور صفائی وغیرہ عملی کام بھی کرتے رہے۔

(۶) مینڈ بایجے - خالہ ہائی سکول سانگلہ اور ہڈل سکول مانانوار سے آئے تھے اور نمائش سے باہر بچا کر حاضری سے فوج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔

(۷) لیدی ہسپتال - وزیر صاحبہ شیخ پورہ نے ۲۱ نومبر کو نمائش کے موقع پر مستورات کو اپنے زیریں مشوروں سے مستفید کیا۔ اپنے زچہ بچہ اور مستورات کی تمام تکالیف کے متعلق مبسوط لیکچر دیئے بہت سے بچوں کا جسمانی معائنہ کیا گیا۔ ان کا وزن اور ناپ لیا گیا۔ جن بچوں کی صحت اچھی تھی۔ ان کو انعامات دیئے گئے۔ بچوں کی عام نگہداشت کے متعلق ان کی ماؤں کو مفید مشورے بھی دیئے گئے۔ آپ نے زچہ بچہ اور حفظانِ صحت کی تصاویر مستورات کے پیش کر کے بہت سی مفید باتیں بتائیں۔ آپ کی موجودگی مستورات کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی اور وہ مستفید ہو کر گئیں۔

(۸) اشتہارات - تمام انگریزی مدارس کی جو نیریکراس سوسائٹیوں نے مختلف عنوانوں پر تبلیغی و اصلاحی اشتہارات کئی ہزار کی تعداد میں طبع کر کر کے بچوں کو تقسیم کیے تھے تاکہ ناگزین کے درمیان تقسیم کئے جائیں اور انکو صحت صفائی، تعلیم، بری رسومات اور زراعت وغیرہ کے متعلق مفید ہدایات حاصل ہو جائیں۔ اسے شیخ محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر بریلی والہ نے قبولی سے سراہا ہوا۔

(۹) جلسہ تقسیم انعامات زیر صدارت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شیخوپورہ ہوا۔ انعام کے پانے والوں کے علاوہ عزیزین علاقہ اور عوام کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ عائدین میں سے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس سردار بہادر سردار اہری سنگھ صاحب بیٹاٹھ آئی ای ایس۔ صاحب لال مرجن۔ سردار صاحب سردار سوہن سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر بدایں اور اے ڈی آئی صاحبان تشریف فرما تھے۔ دعائیہ نظم کے بعد اصلاحی گیت گائے گئے۔ میاں عبدالرشید صاحب اے ڈی آئی علاقہ نے سالانہ رپورٹ پڑھی جس میں سال تمام میں اصلاحی کاموں کی تفصیل تھی اور چوہدری بلونت سنگھ صاحب تحصیلدار کاشکریہ ادا کیا جنہوں نے آپ کو فراہمی چندہ میں مددی ادا پانے ہر سہ ہمدای اے ڈی آئی اصحاب کاشکریہ ادا کیا جو مختلف شعبوں میں امداد کا موجب ہوئے۔ چوہدری غلام محمد خان۔ رائے حسین خاں صاحب۔ رائے امیر خاں صاحب۔ پیر عزت شاہ صاحب۔ لالہ بھگت رام صاحب بھائی اور لالہ بیچ ناتھ صاحب بھلا کا مالی امداد کے لئے شکریہ ادا کیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اور سٹاف مڈل سکول ننکانہ صاحب اور چوہدری نرائند اس صاحب کا بھی شکریہ ادا ہوا۔ صاحب مدر نے ڈرامہ کلبوں۔ راگ پارٹیوں۔ جیتنے والی ٹیموں۔ عمدہ ایکٹوں اور بہترین گلے والوں اور نمائش میں بہترین اور عمدہ اشیاء بھیجنے والوں کو انعامات تقسیم کئے اور تمام کلام کے متعلق اظہار خوشنودی کیا۔ عوام کو حصہ لینے اور اخراجات بہم پہنچانے کی تلقین کی۔

تمام کامیابی کا سہرا سردار صاحب سردار سوہن سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور ان کے دست راست میاں محمد عبدالرشید صاحب اے ڈی آئی ننکانہ صاحب کے سر پہ کٹنا نہ روز کام کر کے نہایت تندہی سے دیات سدھار اور نمائش کا کام سر انجام دیا۔ (سردار محمد خاں منجانب میاں محمد عبدالرشید صاحب اے ڈی آئی)

**ڈسٹرکٹ بورڈ سکول پیناکھ ضلع گوجرانوالہ** اس گاؤں کے تمام کتے دیوانے ہو گئے تھے جن کے کاٹنے سے چند خائف تھے۔ ریڈ کراس سوسائٹی نے جناب سید ریاض حسین صاحب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سے درخواست کی۔ چنانچہ صاحب مدوح نے مولوی محمد شفیع صاحب علم سپرنٹنڈنٹ ویکسی نیشن کو حکم دیا اور انہوں نے موضع میں پہنچ کر تمام باؤں کتوں میں ملوہ میں دوایں کھلا کر مروادیا۔ اور تمام مردمان دیہہ اور سکول کے طلباء کے آگے آکر ان کو عین وقت پر اس بلا کے بے درماں سے بچایا۔ خدائے برتر ہر دو اصحاب کو اجر عطا کرے۔ (سندھ داس ہیڈ ماسٹر)

**مڈل سکول سرورہ ضلع مویشیار پور** صاحب اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر بدایں علاقہ ٹروٹنکر کے حکم بموجب سکول کی مجلس منڈلی اور سکاؤٹ ٹرپ نے ماسٹریشن سنگھ و ماسٹر شیر محمد خاں کی مدد سے ۱۸ و ۱۹ نومبر کو میلہ منڈی گڑھ شکر میں قیام کیا۔ مختلف گیتوں سے عوام کو تعلیم کی اہمیت متعدی امراض کے بچاؤ اور صفائی کے فوائد بتائے۔ اشتہار ادا فی اور بکوں کے فوائد واضح کر کے دوسرے قبیحہ کو دور کرنے میں ملک کی بہبودی کے راز ظاہر کئے۔ سکاؤٹس نے انتظام۔ صفائی۔ حفاظت مویشیار کے علاوہ تقسیم انعامات کے وقت غایاں خدمات سر انجام دیں۔ اس مڈل اور پول ڈرل کی تعجب خیز کارہ سائڈ ورزش کاشوق برصافے والی تھی پیریمیٹ بلنڈ کے نئے مشواخص و عام کو محو کر رہے تھے اور بھی ہر ضرورت پر سکاؤٹس نے قابل توجہ شہر انجام دیں۔ چوہدری نور محمد صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر کی سماجی جملہ اور سٹاف کی متفقہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ سب سردار حسین سنگھ صاحب افسر علاقہ اور چوہدری محمد علی صاحب بی ٹی کی ہدایات کا موجب ہے۔ (شیر محمد خاں)

**لوئر مڈل سکول خلیجیاں ضلع امرتسر** سکول کے منڈر کے علاوہ میاں وند۔ جھیل وڈی اور ویر دال کے تمام اُستادانہ انجمن معلمین میں شامل تھے جس کی صدارت کے فرائض چوہدری ہلال الدین صاحب

لے ڈی آئی جنرل لائبریری نے سرانجام دیئے۔ مسٹر بی داس اسی ڈی آئی نریکل ٹریننگ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس اجلاس کا اصل غرض و مدعا تعداد طلبہ کے سوال کا حل پوچھنا تھا یعنی فراہمی طلبہ اور جماعت اول کے داخلہ۔ حاضری اور اس کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کی مشکلات پر عبور کیونکر ہو سکے اور ان تجاویز پر عمل درآمد کر کے سکول کے طلبہ کی تعداد۔ حاضری اور تعلیمی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ ایک نیچے بعد دوپہر کے قریب ہر دو اصحاب تشریف لائے اور طلبہ کی ماس ڈرل ملاحظہ کی۔ پی ٹی صاحبہ نے ورزش جہان کے متعلق مفید ہدایات دیں اور اس وقت میں جماعت کو گروپوں میں تقسیم کر کے چارٹ دیواروں پر آویزاں ہوئے۔ ہر سکول کا رنگ مقرر ہوتا کہ بچوں کے وقت تیز ہو سکے۔ سکاؤٹنگ کو صحیح معنوں میں رواج دیا جائے۔ ورزش باقاعدہ ہو کرے۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ چھوٹے بچے جو کھیلوں کے شائق ہوتے ہیں سکول میں اپنا شوق پورا ہوتا دیکھ کر باقاعدہ حاضر ہوا کر سکتے۔

صاحب صدر نے فراہمی طلبہ اور موجودہ تعداد کو برقرار رکھنے کی ہدایات دیں۔ منشی سخی چند صاحب ہیڈ ماسٹر ناگو کے نے مدارس کی بہتری پر مضمون پڑھا اور زمانہ حال اور مستقبل کے مدرسین کی شخصیت۔ ذہنیت اور عبرت کا مقابلہ کیا۔ پچھلے دو مہینوں کو لوگ بورڈ کی طرح ملتے تھے۔ اس راز کو سمجھایا اور آرزو کی کہ ہر ایک مدرس ان اوصاف سے متصف ہونا چاہئے۔ منشی محمد حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ہو چھٹی راجپوتانہ نے اپنے مضمون میں مدرس میں بلحاظ گفتار۔ لباس۔ رفتار و کردار کو ان خوبیاں ہونی چاہئیں۔ حاضری روزانہ اور تعداد کو برقرار رکھنے کی تجاویز پیش کیں۔ محکمہ سے مدرسین کی بھارتی سرپرستی کی آرزو کی۔ لازمی تعلیم ایکٹ پر ذرا سختی سے عمل کا مشورہ دیا۔ موجودہ کساد بازار اور تنہا دستی کی وجہ سے لوگ تعلیم سے متفر ہو رہے ہیں۔ انہیں اپنے رسوخ اور پراپر ایگنڈا اورک سے تعلیم کے فوائد سے آگاہ کیا جائے۔ اور تعلیم سے رغبت دلائی جائے۔ منشی معراج الدین صاحب مڈل سکول جھجھوڈی نے جماعت اول کے طلبہ کی فراہمی اور تعلیمی ترقی میں پیش آنے والی مشکلات کا اعادہ کیا۔ اول جماعت کے مدرس کو خاص الاؤس دیا جائے یا کسی اور طریق سے اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ وہ اپنے کام کو بخوشی سرانجام دے اور اس جماعت کا اس پرارج ہونا فخر کا موجب ہے۔ چوہدری صاحبہ نے فرضی کام کی مخالفت کی۔ موجودہ تعداد کو برقرار رکھا جائے۔ بنیاد داخلہ کیا جائے۔ جماعت اول کے مدرس کی حوصلہ افزائی کا یقین دلایا کہ محکمہ ہر طرح سے تیار ہے۔ ہر سکول میں باغیچہ ہو۔ ہندوستان یا پنجاب کا ماڈل زمین پر بنایا جائے۔ فراہمی طلبہ کی بہت تجاویز بتائیں۔ ہر مدرس اپنے رسوخ سے بنیاد داخلہ کا کام شروع کرے۔ مدرس کا لباس سادہ مگر مہذبانہ ہو۔ ہر معائنہ پر ڈرل خاص دیکھی جائیگی۔ ہر قسم کے نقشہ جات آویزاں کر کے سکول بھگروں کو سجایا جائے۔ (عبدالواحد)

شری آتماند جین گرل سکول انبالہ شہر ۱۱ نومبر کو گیلان پنچ کی تقریب میں مسٹری آر لنڈن صاحبہ کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ اور آپ نے گرل سکول کی طالبات کو انعامات تقسیم فرمائے۔

شام کے چھ بجے شری آتماند جین بوائز سکولز کا جلسہ لالہ ویشنوداس صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کی صدارت میں ہوا۔ ماسٹر بشمروت نے ایک پُر مذاق قصیدہ آپ کی شان میں پڑھا۔ طلبہ کے بھیجے مکالمے ڈرامہ۔ سکرٹ نوشی کے نقصانات پیش کئے۔ جس کا پبلک پراجھا اشر ہو۔ صاحب صدر نے اپنی عالمانہ تقریر میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور اساتذہ کی کاغذداری کو سراہا۔ سکول سٹاٹ جس علمی بیداری کے لئے کوشاں ہے قابلِ دل ہے۔ طلبہ کو سبق آموز نصاب کے بعد انعامات تقسیم فرمائے۔ لالہ رکھب داس صاحب جین بی اے۔ ایل ایل بی وکیل نیہر سکول نے آپ کا پبلک اور سٹاٹ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ (سکرٹری) گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر ۱۳ نومبر کو ہیڈ ماسٹر صاحبہ کی صدارت میں لالہ بالک رام صاحبہ نیر انکشاف ماسٹر نے میچک لیسٹن کے ذریعے سکول ہال میں لنڈن سے رومیا تک کے سفیر ایک مفید لیکچر دیا جس سے طلبہ بہت محفوظ ہوئے۔ آپ نے رومیا کا گرجا۔ جھیل اوسین پتیا کے مینار اور قدیمی عمارات کی تعادیر دکھائیں۔

جن کی محنت کے حالات نہایت دلچسپ طریق سے بیان کئے۔ جنوبی یورپ کی قدیم اور اعلیٰ کارگری کے نمونے دکھائے۔ لیکچرار نے موجودہ وسائل آمد و رفت کا گذشتہ فرائع سے مواز کر کے ثابت کیا کہ جدید طریقوں سے کیونکر زیادہ مسافت کو کم وقت میں طے کیا جاتا ہے آپ کے لیکچر کا خاص پہلو ایک نامی تصویر تھی جو انگلستان اور آسٹریلیا کی ہوائی دوڑ تھی۔ میسرز سکاٹ اور کیبل بلیک کی بہت واستقلال اور اعلیٰ استعداد کو اس سے دکھایا گیا۔ سردار ہزارہ سنگھ صاحب بی اے۔ پی ای ایس نے آسٹریلیا کی اس ہوائی دوڑ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا اور طلبہ کو بتایا کہ اس فاصلہ کو بہ دو نو جوانوں نے اپنی جان کی پروا نہ کر کے بحری اور بری راستوں سے عبور کیا اور صحیح سلامت منزل مقصود پر پہنچ کر بچا جس ہزار پونڈ کا موعودہ انعام حاصل کیا۔ آپ نے اس سبق آموز لیکچر سے طلبہ کو ترغیب دی کہ وہ بھی اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسی طرح بہمت اور استقلال سے کام کریں۔ چونکہ سکول میں لڑکوں کی بہت افزائی کے لئے مختلف سٹا ریک جاری ہیں۔ لہذا انکا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی تحریک میں حصہ لے کر اپنے آپ کو بہمت اور استقلال کا مجسم بنائیں۔ (نامہ نگار)

**ڈی بی مڈل سکول ملوٹ منڈی ضلع فیروزپور** انجمن مہاجرین سندھ کا اجلاس سردار گنڈا سنگھ صاحب اے ڈی آئی علاقہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ فٹبی کمرپال سنگھ اول مدرس مدرسہ ام نگر کا سابق جماعت اولیٰ بوجہ ان کے تبادلہ کے نہ ہو سکا۔ فٹبی بستی لال نے صنعت و حرفت پر مضمون پڑھا جو مولوی قمر الدین خاں نے اخباری دنیا کی تازہ خبریں سٹائیں۔ لالہ جتو رام صاحب بی اے ایس اے دی ہیڈ ماسٹر نے حاضرین کو دفتر صدر سے آمدہ احکام کی جلد تر تعمیل کرنے اور تمام کاغذات صدد کو بھیجنے والے وقت پر پہلے کی ہدایت کی۔ صاحب صدر نے ہدایات اور نتائج مناسب سے مستفید فرمایا یعنی

(۱) مدرسین کو اپنے مدارس میں کچھ نہ کچھ دستکاری کا شغل ضرور جاری کرنا چاہئے۔ مثلاً صابون سازی۔ جلد سازی۔ لکڑی چارپائی بننا وغیرہ۔

(۲) آپ کو اپنا فرض دیانت داری نیک نیتی اور خوش اسلوبی سے سر انجام دینا چاہئے۔ وقت کی پابندی نہایت لازمی ہے۔

(۳) بچوں کی سابقہ واقفیت سے کام لیا جائے اور معلوم سے نامعلوم کی طرف چلنا چاہئے۔

(۴) بچوں کو جسمانی سزا دینا بڑی بات ہے۔ (۵) طلبہ کو رٹا کر پڑھانا ان کی تعلیمی کمزوری کا موجب ہوتا ہے۔

(۶) تعداد طلبہ اور حاضری طلبہ کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ ۶ تا ۱۱ سال کے لڑکوں کی فرست ہر وقت تیار رکھنی چاہئے۔ ترقی کے چارٹ پُر کرنے کا طریقہ سمجھایا حیدر فرمایا کہ اگر کسی مدرسہ کی ترقی پندرہ فیصدی اور ہولڈنگ

پاورس ۲۸ فیصدی سے کم ہوگی تو سکول نا کامیاب سمجھا جائیگا۔ (ہیڈ ماسٹر)

**ماڈل سکول گوپال پور ضلع سیالکوٹ** ۱۲ نومبر کو جناب صاحب ڈائریکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب بہار پری چنڈت مہل دھر صاحب مودگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس و مولوی

عبدالرحمن صاحب اے ڈی آئی تشریف فرما ہوئے۔ طلبہ اور مدرس بموجب پروگرام کام میں مصروف تھے۔ احاطہ اور محارت سکول کی صفائی سے آپ بہت محفوظ ہوئے۔ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی فرمائش بموجب فٹبی جلال الدین صاحب ہیڈ ماسٹر نے فراہمی طلبہ کے متعلق نمائشی شبیحات دکھائے جن سے صاحب بہادر بہت محفوظ ہوئے۔ مودگل متحدہ کے مطابق جو سکول میں جاری ہے فٹبی فوراً ہی انچارج جماعت اول نے اپنی جماعت کو سہن پڑھایا جو بہت کامیاب تھا۔ سکول کی دیگر تحریک جدیدہ مثل جوئیر ریڈر اس سائی کھاد کاڑھا۔ نمونہ ٹی کشنر صاحب بہادر اصلاح دیہات۔ سن ڈائل۔ وائٹر لاک۔ ریت ٹھری۔ ماڈل سکول اور گلزار کلید وغیرہ وغیرہ ملاحظہ فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ گچوہر دی فضل احمد خیر دار صاحب بہادر کو گلگوں میں لے گئے۔ روٹ ندان۔ کھاد کے ٹڑے تربیت جسمانی کے ملاحظہ کے بعد جماعت اول اور سکول کے دیگر یکاؤں بنظر غائر ملاحظہ فرمائے

اور صفائی کے موٹو ملاحظہ کئے۔ اصلاح دیہات کے کام پر اظہارِ طاعت کئے۔ آخر رسول پور تشریف لے جاتے ہوئے موضع ٹکرا کی صفائی (روشنندان اور کھاد کے گڑھے) ملاحظہ فرما کر خورشیدی ظاہر کی۔ لاگ بک میں درج فرمایا۔ ۱۶ نومبر کو سکول کا ملاحظہ کیا گیا۔ کام نہایت اعلیٰ ہو رہا ہے۔ استادوں کے صحیح طریقہ تعلیم نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ گردنواح کی زندگی کو بہتر بنانے میں خاص حصہ لے رہے ہیں۔ (نور الدین)

**مڈل سکول جمال پور ضلع حصار** سردار بدھا سنگھ صاحب اے ڈی آئی فزیکل ٹریننگ کی نگرانی میں ۳۴۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو فزیکل ایفیریشن کورس منعقد ہوا۔ تحصیل مانسی و بھوانی سے ۳۴ مدرسین حصہ لیا جو وزانہ صوباری کے بعد فزیکل ڈرل۔ مارچنگ۔ سکاؤٹنگ کی تعلیم کے علاوہ طلباء سکول کو گروپس میں تقسیم کر کے تربیت جسمانی کی ٹریننگ حاصل کرتے رہے۔ مولوی محمد سلیمان صاحب ہیڈ ماسٹر زیر تربیت مدرسین کو دعا۔ فیملی سسٹم۔ ملاحظہ صفائی ناخن۔ دانت اور لباس کا عملی طور پر نمونہ دیکر کامیاب مدرس بنانے کی ہدایات دیتے رہے۔ چنانچہ اسی طرح تربیت حاصل کر کے پینڈت مہاراج خزانہ صاحب رازدان ڈسٹرکٹ اسپیکٹر کی صدارت میں الوداعی جلسہ منعقد ہوا تھا کہ اسی روز صاحب نے پٹی کشن دیا کی تشریف آوری کا مژدہ ملا۔ چنانچہ اس قلیل فرصت میں سب سامان درست کر کے صاحب بہادر کا استقبال پینڈت گنپت رائے صاحب اے ڈی آئی مانسی نے ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر معززین کے ہمراہ نہایت خوبی سے کیا اور حضور کی صدارت میں بی بی ٹی صاحب نے زیر تربیت مدرسین کی فزیکل ڈرل۔ مارچنگ اور چند کھیلوں دکھائیں۔ جس پر انہیں چیریز دیئے گئے۔ سکول سکاؤٹس نے منشی گنپت لعل صاحب کی نگرانی میں چند دلچسپ گروپس کیل دکھائے۔ ان کا دیل کم نانا اور صاحب بہادر کی شان میں تصدیقہ مدحیہ پڑھا خاص شان لئے تھا۔ صاحب بہادر اپنے دیگر سرکاری فرائض کی بجائے اور کی وجہ سے مجبوراً تشریف لے گئے اور اے ڈی آئی صاحب نے باقی فرائض صدارت سرانجام دیئے جاتے جاتے صاحب موصوف نے بی بی صاحب کے طریق ٹریننگ فزیکل اور ہیڈ ماسٹر صاحب کے حسن انتظام اور صفائی وغیرہ امور پر لاگ بک میں زریں خیالات اظہار فرمائے اور دوبارہ تشریف آوری کا وعدہ فرمایا۔ ان ۳۴ زیر تربیت مدرسین کے علاوہ بیرونیجات مراکز ملیانی دائرہ۔ یوانی کھیڑہ کے مدرسین بھی شامل ہوئے۔ محمد شفیع طالب علم نے صوبائی پڑھی۔ ممتاز علی نے صنعت و حرفت کی ضرورت اور ترقی پر مؤثر تقریر کی۔ حصہ پرائمری کے چند طلبہ نے لطافت اور کہانیاں سننا کر خراج تحسین حاصل کیا۔ صاحب صدر نے دیہات سدھار بموضوع ہماری مفلسی جامع و مدلل تقریر فرمائی جس سے متاثر ہو کر حاضرین نے اپنے سدھار کا تہیہ کیا۔ خاتمہ پر صاحب صدر نے ہیڈ ماسٹر صاحب کے حسن انتظام۔ دسوخ اور خوش اخلاقی کی داد دیتے ہوئے موجودہ ریفریشن کورس کے ضلع کے دیگر کورسوں سے ممتاز ثابت کیا۔ یعنی یہ پہلا ریفریشن کورس ہے جو اڈیان دیہہ کی خواہش پر قائم ہوا ہے۔ خوشی ہے کہ سیرز کی رہائش و آسائش میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا گیا۔ دوسری خصوصیت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا افتتاحی اور الوداعی پارٹی میں حصہ لینا ہے جو زیر تربیت مدرسین کے لئے پیغام دینے کے ہیں کہ فزیکل کام کا قیام اسی وقت تک ہے جب تک اسے باقاعدہ جاری رکھا جائے۔ اگر اپنے سکول میں پہنچ کر آپ اسے چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کو چھوڑ دیگا۔ سردار بدھا سنگھ صاحب کا خاص شکریہ ہے کہ میرے سب ڈویژن میں آپ نے ایسا کامیاب کورس کر دکھایا۔ سردار صاحب نے مدرسین سے مخاطب ہوتے ہوئے ان کی توجہ جمال پور سکول کے حسن انتظام۔ ضبط باقاعدگی۔ سٹاٹ کی یک جہتی اور طلبہ کا درخت لگانا اور پھول دار کیا ریاں لگانا وغیرہ امور پر مدد لکھ دیا کہ یہ سکول میں آپ کی طرح بارانی علاقہ میں ہے جس کے لئے کوئی خاص آلات و اٹاؤنس مقرر نہیں مگر محض ہیڈ ماسٹر صاحب کے دلی شوق اور حسن مذاق کا نتیجہ ہے کہ آپ ہر طرف سرسبز درخت اور پھولدار پودے دیکھتے ہیں۔ اس علاقہ میں یہ سکول ایک زندہ مثال ہے۔ مجھے چونکہ ضلع بھر کے طلبہ سے کام ہوتا ہے۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ اس سکول کے طالب علم فرماں بردار۔ مؤدب۔ نیک سیرت ہی نہیں بلکہ



اپنی مثال آپ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس نمونہ کے سکول اور نمونہ کے سٹاٹ سے سبق سیکھ کر جاٹیں۔ اور جب تک آپ کا اپنا سکول اس شان کا سکول نہ بن جائے اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے سٹاٹ کا شکریہ  
واجبات سے ہے جنہوں نے ہمیں ہر طرح سے آرام پہنچانے کی کوشش کی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے ہر دو افسران کا شکریہ ادا کیا کہ جو  
کچھ ہوا انکی عنایت سے ہوا۔ یہ ذرہ نوازی ان کے اخلاق حمیدہ کی زندہ شہادت ہے۔ اٹالیان دیہہ کی طرف سے دفعہ دار  
عظیم اللہ خاں نے صاحب صدر بی بی صاحب ہیڈ ماسٹر اور زیر تربیت مدرسین کا شکریہ ادا کیا۔ جن کی بدولت ہماری جنگی فوجی  
اتحاد کے بچوں کی فزیکل ٹریننگ عمل میں آئی۔ (تلا رام)

## گورنمنٹ ہائی سکول گڑھ شکر

ہندو اور مسلمانوں کے لئے پانی پینے کی علیحدہ علیحدہ سیلین لگوائیں۔ سکائٹس پانی پلاتے رہے۔ روزانہ خام کو تین بجے سکول  
کی طرف سے دیہات سدھار کے پروگرام کے ماتحت جلسہ ہوتا تھا جس میں طلباء دلچسپ اور سبق آموز گانے سنتے رہے  
اور اساتذہ دیہاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفید اور پر مغز تقریریں کرتے رہے۔ جس سے لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا  
تقسیم انعامات کے روز بھی سکول نے بہت پرجوش حصہ لیا۔ سکائٹس نے بڑی پھرتی سے ڈل کی اور مختلف کھیل کھائے  
طلباء نے نظمیں اور گانے سنائے۔ میاں عبدالعزیز صاحب ایم اے بی ٹی نے رسومات قبیحہ اور لٹکے اسدا پر۔ لارنر جٹا  
صاحب بی اے بی ٹی سائنس ماسٹر نے کھاد پر نہایت مدلل اور مفید لیکچر دیئے جنہیں عوام نے بہت سبق آموز مانا۔ ان  
تمام خدمات کا سپہا جو ہری عزیز بخش صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر کے سر پرے جنہوں نے کمال محنت اور جانفشانی سے  
اس پروگرام کو خود تیار کر کے کامیابی سے اسے عملی جامہ پہنایا۔ (سکرٹری)

مڈل سکول بھٹہ تحصیل و ضلع انبالہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر اس ضلع انبالہ کے احکام بموجب ہنٹرڈ سکول  
صاحب مدوح نے سال گذشتہ تحصیلی ٹورنمنٹ کے رواج کو از سر نو وجود دیا۔ مگر سال حال کے انتظام کے موافق کم سن بچوں کی  
صحت کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ ہمارے اس ٹورنمنٹ میں جہاں بچوں نے نہایت خوشی سے حصہ لیا۔ وہاں اہل دیہات اور بچوں  
کے سرپرستوں اور یہی خواہوں نے بھی اپنا فرض خوب ادا کیا یعنی ٹورنمنٹ میں شامل ہو کر ان کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کی۔ یہ امر  
موجب مسرت ہے کہ تمام کھیل نہایت خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہوئے اور بھول کر بھی کسی قسم کی بدنظمی رونما نہ ہوئی۔ خواجہ  
محمد تقی صاحب بی ٹی کی دیکھیاں قابل داد ہیں۔ آپ کی بھونگی مدرسین اور طلباء کے لئے باعث مسرت تھی۔ چوہدری گھنٹہ  
صاحب کینڈا دیہاتی ٹیم نے دیفری کے فرٹس نہایت خوشی اور خوبی سے ادا کئے جس کے لئے وہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ سکول  
سکائٹس نے دوران ٹورنمنٹ میں حاضرین کی تواضع ٹھنڈے پانی سے کی۔ سردار رحمت سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے ٹورنمنٹ  
کو باطن وجہ انجام پذیر کرنے کی خاطر جس سرگرمی اور بھینسی کا مظہار کیا۔ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ ہی کی صدارت میں جلسہ تقسیم  
انعامات منعقد ہوا۔ اور آپ نے موقع کے مطابق تمام موزوں تقریریں کی اور صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کا ان کی تعلیمی دیکھیاں اور  
پدرائے شفقتوں کے لئے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے سٹاٹ کے تعاون اور یکجہتی کو سراہا۔ حصہ ٹورنمنٹ کے انعامات رسرکشی کبڈی  
ایئرکچ فٹ بال گولہ اندازی۔ لائنگ جمپ اور دوڑوں کے تھے اور حصہ پرائمری میں رسرکشی۔ کبڈی۔ لائنگ جمپ اور دوڑوں کے

(فتح سنگھ سیکرٹری ٹورنمنٹ)

## نارووال ضلع سیالکوٹ میں فرسٹ ایڈ کلاس بالغان کا افتتاح

بعد دوپہر بصدرت رائے بہادر مسٹر من موہن ایم اے انسپکٹر مدارس لاہور ڈویژن اس کلاس کی افتتاحی رسم ادا ہوئی۔ چوہدری بہاول خاں صاحب اسے ڈی آئی مدارس نے سالانہ رپورٹ پڑھی اور کلاس کے جاری کرنے کا مدعا ظاہر کیا۔ پنڈت مرلی دھر صاحب موہگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے کلاس کے اجراء کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے اور دیہات میں اس کی ضرورت کی اہمیت حاضرین کے ذہن نشین کی۔ اس کی عدم حقیقت کے باعث تھے تھے امور جو خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں مثالوں سے متوجہ کئے۔ بتایا کہ ضلع ہذا میں ابتدائی طبی تعلیم کو عام کرنے کے لئے ۱۲ سینیر اور ۶ جونیئر مسٹر قائم کئے جائیں گے۔ تاکہ استاد اور طالب علم دیہاتیوں کی خدمت سرگرمی سے کر سکیں۔ ڈاکٹر عبدالغفر صاحب اسسٹنٹ سرجن نے کلاس کے سلیبس -

اور تمام ٹیل بتائے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی سرورس میں اس کلاس کو تعلیم دینے کا پہلا موقع ہے۔ مجھے فخر ہے کہ سررشتہ تعلیم کے ایک مایہ ناز افسر اس کی افتتاح فرما رہے ہیں۔ علاوہ بریل بشپ صاحب اور کینن صاحب ایسی مبارک ہستیاں شامل ہیں۔ ہندو ضرور کامیابی ہوگی۔ میں طالب علموں کو حتی المقدور زیادہ سے زیادہ واقفیت بہم پہنچانے کی کوشش کرونگا۔ چونبل اور لوڈیک ہمرہ لایا کریں۔ باقی ضروری ہتھیار سوسائٹی بہم پہنچائے گی۔ امتحان میں شامل ہونے کے لئے سات لیکچررول کی حاضری ضروری ہے۔ صاحب صدر نے کلاس کی اجراء کی منظوری دیتے ہوئے فرمایا۔ محترم بشپ صاحب کینن صاحب و معززہ افرین جاب۔ خوشی کا مقام ہے کہ میں آج ایسی کلاس کے اجراء کی رسم ادا کرنے لگا ہوں جس میں متعلقین کو اس قابل بنا دیا جائیگا کہ دیہات میں چھوٹے بڑے حادثات میں بوقت ضرورت پبلک کی خدمت کر سکیں۔ اس کورس میں بشپ صاحب اور کینن صاحب کی شمولیت نیک شگون ہے۔ کلاس کے اغراض و مقاصد ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اور ان کے اسسٹنٹ چوہدری صاحب واضح کر چکے ہیں۔ کچھ عرصہ سے آپ کے ضلع میں تعلیمی کام کا چرچا ہو رہا ہے۔ کوئی تعلیمی تحریک ایسی نہیں جس میں آپ کا ضلع سب آگے آگے نہ ہو۔ ایسی کلاس جاری کرنے کا فخر آپ کے ضلع کو ہی ہے کھیل کے میدان فرسٹ ایڈ اور سکاؤٹنگ کے میدان میں آپ کا ضلع آگے ہی آگے قدم رکھتا ہے۔ چند روز ہوئے میں صاحب ڈاکٹر بہادر سے ذکر کرنا تھا کہ جو خوشی ضلع سیالکوٹ کے تعلیمی کام کے ہر شعبہ میں حاصل ہوتی ہے کسی اور ضلع میں نہیں ہوتی۔ اور حقیقتاً جس کام میں صاحب ڈپٹی کنشنر بہادر ان کے مشیر تعلیم صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر اور عملہ تعلیم دیکھی لینے لگ جائے۔ وہ کیوں باحسن وجہ انجام پذیر نہ ہو صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور ان کے اسسٹنٹ اصحاب اور اساتذہ بڑے جوش اور دلچسپی سے کام کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جہاں پنڈت مرلی دھر صاحب موہگل ڈسٹرکٹ انسپکٹر۔ چوہدری بہاول خاں صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر۔ بخشی سنار چند صاحب اے ڈی آئی نارنریگل ٹریننگ۔ مسٹر ایل ایم سرکار ہیڈ ماسٹر اور سردار اقبال سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر ایسے کارکن اور قابل بزرگوار موجود ہوں۔ وہاں کوئی وجہ نہیں کہ تعلیمی کام اس قدر کامیابی سے سرانجام نہ پائیں۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ فرسٹ ایڈ کلاس کی اجازت دیتا ہوں اور متوجہ ہوں کہ آٹھ ہفتہ کے بعد سب صاحبان جو اس کلاس میں شامل ہونگے۔ فخر یہ کہتے شتائی دینگے کہ ڈاکٹر عبدالغفر صاحب کے فاضلانہ لیکچررول نے ہمیں اس قابل بنا دیا کہ دیہات میں بوقت ضرورت صحیح معنوں میں پبلک کی کچھ خدمت کر سکیں گے۔ میں ہر دو ہیڈ ماسٹر صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام میں امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اپنے دوست شیخ عبدالسلام صاحب تحصیلدار کا جو اس تحصیل کے مالک ہیں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پنڈت صاحب اور چوہدری صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ہر ایک تعلیمی کام میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ بعد میں شیخ عبدالسلام صاحب بحیثیت صدر ریڈ کراس سوسائٹی نارووال۔ رائے بہادر صاحب صدر کا۔ بشپ بنیرجی صاحب اول

جن چند ولال صاحب اور دیگر حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے تکلیف گوارا فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ (دو ہجری سال ۱۴۰۱) ۱۲ نومبر لغات ۱۸۰ نوبر کو نہایت کامیاب ہفتہ بچکان (۱) ۱۲ نومبر لغات ۱۸۰ نوبر کو نہایت کامیاب ہفتہ بچکان کے مختلف کمروں میں انواع و اقسام کے حفظانِ صحت کی تحریکات کے موافق لکڑی کے نمونے، کھلونے، صحت کے اصولوں کی کتابیں

رجب کے متعلق ہدایات، رنگین تصاویر وغیرہ نہایت خوبی سے لگائے۔ احاطہ سکول میں بلیا یا بخار کی وجوہات کی بابت مختلف نمونے دکھائے گئے۔ نمائش ہر روز دس بجے صبح سے چار بجے شام تک کھلی رہتی اور ہزار ہا نفوس (مرد و زن) اس سے مستفید ہوئے۔ بچوں کو لیڈی ہیلتھ وزیٹروں سے ملاحظہ کراتے وزن کرتے اور خوشی سے گھروں کو جاتے۔ سکول سکائٹس مختلف مذاہب بجالا رہے۔ طلباء جلوس کی صورت میں روزانہ گزرتے اور کھانسی، کھانسی، کھانسی کے مختلف گاؤں میں گئے۔ رات کو سینما لاری کی تصاویر سے حاضرین کو محفوظ کرتے۔ ڈاکٹر صاحب اور ہیلتھ وزیٹر ان لوگوں کو صحت کے قائم رکھنے، بیماریوں کی روک تھام سے مطلع کرتے، ان کو خاص نصیحتیں دیتے۔ راجہ سانی میں دوپہر کو طلباء کا جلوس نکالا گیا۔ اور انہوں نے مختلف گانے پیلا کر سنائے۔ رات کو ریڈیو کے ذریعے حاضرین کو بمبئی تھکے اور لاہور کے گلے ٹٹلے گئے۔ سینما لاری سے متحرک تصاویر حفظانِ صحت و تپاؤ دیکھائی گئیں۔ سردار این ایس سیٹھی ہیلتھ افسر نے اپنی کوشش سے اس قسم کا ہفتہ منانے کا انتظام کیا۔ طلباء نے صفائی کی دیوی نامی ڈرامہ نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ ماسٹر ہیرالال مصنف ڈرامہ خود بھی کام کرتے رہے۔ آخری ریفٹ سردار گھیسر سنگھ صاحب ادبی ای ہیلتھ آفیسر صاحب اور اسسٹنٹ ڈاکٹر صاحب محکمہ حفظانِ صحت اور دیگر افسران موجود تھے۔ ان کو صاحب ڈپٹی کمشنر کی لیڈی صاحبہ نے خواتین کے جلسہ کی صدارت کی جس میں ہیلتھ وزیٹروں نے جلسہ ستورات کو ایامِ حل اور زچگی کی واقفیت کو بچے کی صحت قائم رکھنے کے اصول سمجھائے۔ اعلیٰ صحت کے بچوں کا انتخاب کیا گیا۔ لیڈی صاحبہ کی صدارت میں ایک علم جلسہ ہوا۔ جس میں افسران مندرجہ صدر کے علاوہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس حاجی محمد عظیم صاحب اے ڈی آئی اجنلہ۔ سردار کرن سنگھ صاحب سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ افسر اور پنڈت رام ناتھ صاحب پرنسپل پی بی این ٹائی سکول شامل تھے۔ سکول طلباء نے میوزیکل ڈرل اور کھیلوں دکھائیں۔ ہیلتھ افسر صاحب نے اغراضِ جلسہ واضح کئے۔ افسرانِ تعلیم نے اپنے سٹاف اور سردار موہن سنگھ صاحب پوری بی بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر کی امداد کی تعریف کی۔ لیڈی صاحبہ نے مستحقین کو انعام تقسیم فرمائے اور عوام سے ایسے جلسوں سے مستفید ہونے کی اپیل کی۔ سردار صاحب کے خلیفہ الرشید لال جی ہراند سنگھ صاحب نے لالہ ہیرالال جی کو ایک کپ عطا فرمایا۔ سردار گھیسر سنگھ صاحب کی طرف سے صبح اور شام افسران کو چائے کی پیاری دی گئی آپ کی بدولت راجہ سانی میں فیم کی تحریکات کامیاب ہو رہی ہیں۔ اور وہ ایک نمونہ کا گاؤں بن رہا ہے۔

(۲) نقل و یارکس آنریبل وزیر تعلیم صاحب:- میں ڈی بی ڈل سکول راجہ سانی کا مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۳۲ء کو ملاحظہ کر کے بہت خوش ہوا۔ یہ سکول ایک ترقی کماں حالت میں ہے۔ دستخط آنریبل وزیر صاحب تعلیم پنجاب دہلی ماسٹر

سناتن دھرم ایجوکیشن بورڈ پشاور ٹورنمینٹ ۲۵۰ بورڈ ہذا کے ٹورنمینٹ کے اختتام پر خان صاحب دے بھادو سردار کاشی منہ سناتن دھرم ہائی سکول پشاور کے احاطہ میں محکمہ تعلیم کے افسران، مقامی ہیڈ ماسٹر صاحبان اور رؤسائے شہر کی موجودگی میں انعامات تقسیم کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

بورڈ ہذا نے صوبہ بھر کے تمام سناتن سکولوں کی تعلیمی حالت ضبط اور اخلاق قابل تعریف ہے۔ نتائج امتحان شائستہ ہیں ایجوکیشن بورڈ کے سر تاج ماما نرجن صاحب ہیڈ ماسٹر سکول۔ سر یزدنٹ بورڈ سناتن دھرم سکولوں کو اعلیٰ معیار پر

پرے جانے کی قابل تعریف خدمت کر رہے ہیں۔ جس کے لئے وہ مبارک باد کے متحق ہیں۔ یہ بہتر ہوگا اگر انکو کچھ بورڈ تمام سکولوں کا مالی معاملات میں بھی اسحاق کرے۔ اس طرح سب سکول کامیابی سے ترقی کر سکیں گے۔ دیگر اقوام کو اس بورڈ کی تقلید کرنا چاہئے اور ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ کو از سر نو جاری کرنا چاہئے۔ تاکہ طلباء میں کھیلوں کا شوق پیدا ہو۔ بورڈ کے زیر انتہام چار ہائی سکول ایکٹل سکول نوپرائمری سکول لڑکوں کے عدیل سکول اور ۹ پرائمری سکول لڑکوں کے ہیں۔ بیچ برسی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئے ہیں۔ ستائیس دھرم ہائی سکول نوشہرہ کھیلوں میں اول رہا۔ اور پشاور ہائی سکول ہاکی اور فٹ بال میں اور مردان ہائی سکول وال بال میں دوم رہے۔ (گیان چند انند جنرل سکرٹری)

**رورل اپ لفٹ کمیٹی نتھانہ ضلع فیروز پور**  
۲۰ دسمبر کو کمیٹی کا اجلاس ڈی بی ہائی سکول نتھانہ کی پلے گراؤنڈ میں خان علاؤ الدین خاں صاحب اسسٹنٹ کلرک درجہ دوم سب تحصیل نتھانہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سکول سٹاف۔ طلباء سکول اور افسران محکمہ امداد باہمی۔ ہیلتھ۔ صحت۔ ڈسٹرکٹ کے علاوہ ذیلداران سبکدردان و روکار اور شرفاء علاقہ برسی تعداد میں جمع ہوئے۔  
(۱) مختلف عنوانات پر نظمیں پڑھی گئیں۔ گورنمنٹ سسٹم جماعت دہم کو ہیڈ ماسٹر صاحب نے ۸ روپے اور سربراہ سسٹم صاحب نے ایک روپیہ نقد انعام دیا۔

(۲) مولوی محمد عبد العزیز صاحب کی نظم واضح و مشرق تھی۔ دیہات سدھار کی ہر تحریک پر کافی روشنی ڈالی گئی۔ کمیٹی نے آپ کی ایک دستار انعام دی  
(۳) ڈرامے ہوئے۔ آغا احمد حسن خاں اور گورنمنٹ سسٹم نے اپنے اپنے پارٹ خوبی سے ادا کئے۔ اس سہرہ کو علی الترتیب ایک لکھنویہ اور ۸ روپے ہیڈ ماسٹر صاحب نے انعام دیئے۔

(۴) لالہ رام داس صاحب سائنس ماسٹر ڈاکٹر صاحب پنچراج ہسپتال۔ ڈسٹرکٹری اسسٹنٹ صاحب۔ وکیلی نیلر صاحب سب انسپکٹر صاحب بنک نے اپنے اپنے محکموں کی بابت لیکچر دیئے۔ حاضرین بہت مستفید ہوئے۔  
(۵) ایکڑ ٹیکو کمیٹی کے ممبران کا انتخاب کیا گیا۔ (۶) طلباء میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ (۷) حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا۔  
تمام کامیابی خان علاؤ الدین خاں صاحب نائب تحصیلدار اور لالہ سری رام صاحب چوڑہ ہیڈ ماسٹر کی دلچسپیوں پر منحصر ہے۔ آپ کی دیہات سدھار کی کوشش قابل تحسین ہے۔

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سے درخواست ہے کہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔ (محمد سلیمان عاشق بی اے)  
**اے وی ہندو مل سکول کنتیل ضلع کرنال**  
۲ جنوری کو سکول کھلتے ہی لالہ ملک گوپال صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل کی صدارت معزز منتظان ممبران سٹاف اور طلباء سکول کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا۔ اتفاق رائے سے قرار پایا کہ

(۱) سکول کے متعلقین کا یہ مشترکہ اجلاس آخری سال ڈاکٹر گوگل چند صاحب نازنگ زیر لوکل سلف گورنمنٹ پنچاب کے نائٹ (مر) بنائے جانے پر آخری سال موصوف کی خدمت میں بڑے ادب سے مبارک باد عرض کرنا ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرنے پر جس نے حق بھگتار رسید کے مقولہ کو اپنایا۔

(۲) اسکی نقل آخری سال ڈاکٹر گوگل چند صاحب کی خدمت میں چیف سیکرٹری ہذا گورنمنٹ پنچاب و پریس میں ارسال کی جائے۔ (تسلیم نام ہیڈ ماسٹر) رہنمائے تعلیم اے وی ہندو مل ڈاکٹر گوگل چند صاحب نازنگ زیر لوکل سلف گورنمنٹ پنچاب کی خدمت میں اس اعزاز کے حصول پر مبارک باد عرض کرنا ہے۔ ع۔ گمر قبول افتد رہے عزو شرف۔ (سپیووا)

**رہنمک میں سکاوٹ ریلے** ۵ جنوری کو تمام مقامی سکولوں کے سکاوٹس نے بموجب ہدایات جناب چیف ہڈی سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع رہنمک، چوہدری رام صاحب لے ڈی آئی فائیڈ کی نگرانی میں بتقریب تشریف آوری آخری چھٹ جس صاحب مائی کورٹ پنجاب مدوح کاخیر مقدم کیا۔ اور مشر ایم آر سجدیو۔ آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر بہادر کی فرمائش پر پولیس لائن کے نزدیک وسیع میدان میں انریبل موصوف کے اعزاز میں شاہدار سکاوٹس ریلی ہوئی جس میں مقامی دیش سکول۔ جاٹ سکول۔ گورنر ہمن سکول اور گورنمنٹ سکول کے سکاوٹس نے جھنڈے کی سلامی کے بعد سکاوٹ دے اور اپنے دلچسپ کرتبوں سے صاحب مدوح اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ ضلع رہنمک کے تمام مقامی افسران اس کارروائی کی دیدگوار و وقت افروز تھے۔ معززین شہر اور سپیک کا بڑا بھاری مجمع تھا۔ آخر میں بینڈ باجہ سے خدا بادشاہ کو سلامت رکھے، کائنیت بگایا۔ (دیکھئے ازنظرین)

**ڈی بی ڈل سکول موزندہ ضلع انبالہ** ۵ جنوری کو انجمن معلمین سنٹر کا مہواری اجلاس سکول ہڈی سنگھ صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر موزندہ ڈل سکول منعقد ہوا جس میں مدرسہ ڈھنگلی کی جماعت اول کے طلبہ کا تعلیمی مقابلہ۔ اردو پڑھنا۔ کٹوال مدرسہ اور خوشنظمی میں ہوا۔ جماعت چہارم کا امتحان زبانی حساب اور خوشنظمی میں لیا گیا۔ ڈل اور کنگن شو کا کام بھی دیکھا گیا جو ہر پہلو سے قابل تعریف تھا۔ دیہاتی ٹیموں کے مقابلے ہوئے اور فحشیاں ٹیموں کو انعامات دیئے گئے۔ حاضری خاصی۔ حاضرین نے حد محظوظ ہوئے۔ مفصل میں یہ پہلا سنٹر تھا جو خوب کامیاب ہوا۔ (دو یا ساگر شرما)

**انجمن معلمین سنٹر کورالی تحصیل کھر** چوہدری محمد شتاق خاں صاحب اے ڈی آئی کھر کی صدارت میں شہنشاہی جملہ مدرسین سنٹر۔

میننگ کا پروگرام باحسن وجہ ختم ہونے پر صاحب صدر نے مندرجہ ذیل امور پر نہایت مدلل و مؤثر تقریر فرمائی۔

- (۱) صفائی مکان مدرسہ صحت۔ حفاظت و ترتیب سامان مدرسہ (۲) فراہمی طلبہ۔ (۳) یوم الاولین۔ (۴) لازمی تعلیم کو کامیاب بنانے کی تجاویز۔ (۵) روزانہ حاضری اور فیملی سسٹم کو کامیاب بنانے کے وسائل۔ موجودہ زمانہ میں تعلیم کی غرض و غائت اور اس کے مطابق طلبہ کا تیار کرنا (۶) طلبہ میں ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت کا پیدا کرنا۔ مدرسین کا خود بخود دینا (۷) دیہات مدارس کے ڈرامے۔ نظمیں اور گیت وغیرہ متعلقہ رسومات بد۔ زیورات۔ شراب نوشی۔ حقہ نوشی قرض کی خرابیاں اور مقدمہ بازی۔
- (۸) مدرسین کی ذمہ داری زمیندار کی طرف (۹) کتب لائبریری اور ان کا استعمال۔ طلبہ اور عوام اناس میں مطاوعہ کا شوق پیدا کرنا
- (۱۰) تحریکات زمانہ۔ ریڈیو کلاس۔ سکاوٹنگ۔ انجمن امداد باہمی زمیندارہ بنک و اشتعال اراضی میں مدرسین و طلبہ کی شرکت۔
- (۱۱) سرکھلات احکانات کی فوری تعمیل (۱۲) رخصت ہونے آفاقہ اور انکا مناسب استعمال (۱۳) باغیچہ لگانا اور مدرسہ کی اندرونی و بیرونی زیبائش۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نور ڈل کورالی نے صاحب صدر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حاضرین سے ان ہدایات کے حائل ہونے کے لئے پُر زور اپیلی کی۔ (دیکھی رام شرما)

**ڈی بی ڈل سکول شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ** جناب سردار صاحب سردار مہمن سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے لالہ بھال چند صاحب لے ڈی آئی فائیڈ اور سردار ہریدال سنگھ صاحب لے ڈی آئی کے ہمراہ سالانہ معائنہ فرمایا۔ بینڈ باجہ کی سلامی اور مارچنگ کے بعد ماس ڈل۔ سکاوٹنگ۔ ڈالینگ۔ گیت متعلقہ دیہات سردار اور کمیونٹی ورک وغیرہ دیکھے اور سید محظوظ ہوئے۔ تعلیمی

حالت کے معائنہ کے بعد جناب کی صدارت میں تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوا۔ حمد کے بعد گلہائے عقیدت حضرت سید اختر بخاری بچوں نے گائے لالہ درگاناتھ صاحب بیڈ ماسٹر نے مختصر الفاظ میں سکول کی تعلیمی ترقی کا ذکر کیا۔ صاحب صدر نے انعامات تقسیم فرما کر تعلیمی انتظامی صورت صفائی اور دیگر تحاریک میں سکول کو ضلع کے سکولوں سے بہتر و برتر تسلیم کیا۔ جس کے لئے بیڈ ماسٹر صاحب (دو عملہ مستحق مبارک باد ہے۔) (سید سردار علی شاہ)

**لوئرڈل سکول پینا کھ ضلع گوجرانوالہ** عمارت سکول کا ایک کمرہ گزشتہ برسات میں گر گیا تھا اور مجبوراً طلباء کو باہر بیٹھنا پڑتا تھا۔ مالک زمین وہاں بلا ضرورت چار دیواری کھڑی کرنا چاہتا تھا۔ جس سے اہل مدرسہ کو تکلیف پہنچنے کا احتمال تھا۔ چنانچہ درخواست کرنے پر سینیٹر سب انسپکٹر صاحبان تھا نہ قلعہ دیار سنگھ کی پیش اور چوہدری فضل داد صاحب سفید پوش کے دخل پر مالک نے اپنا ارادہ بدل لیا جس سے اہل مدرسہ اس آئے والی تکلیف سے محفوظ ہو گئے اور سردار افسان پولیس کے شافیوں اور شاہریں جن کی توجہ سے وہ تکلیف سے بچ گئے۔ (سندھ داس)

**لوئرڈل سکول کوٹ قلعہ ضلع ہوشیار پور** سالانہ معائنہ ۴ جنوری کو جناب لالہ بالک رام صاحب گپتا نے ڈیوٹی دینا کیا جس میں طلباء کے والدین کے علاوہ ملحقہ دیہات کے سربراہوں نے شرکت فرمائی۔ ماسٹر کمال سنگھ صاحب بیڈ ماسٹر نے سالانہ رپورٹ پڑھی۔ اور حاضرین سے قابل اذخالی طلباء کے اخلاقی پر زور استدعا کی۔ صاحب صدر نے دلچسپی سے اس میں لازمی تعلیم تعلیم نسواں۔ رسومات قبیحہ کا دور کرنا۔ صفائی کی کیٹیاں بنانا۔ اشتغال اراضی وادہ باہمی قرضہ کے فوائد۔ کھاد گارڈھوں میں محفوظ رکھنا۔ جدید آلات زراعت اجناس کا استعمال۔ فوائد فیکہ بالتشویج بنا کر حاضرین پر احسان عظیم کیا۔ مغزین علاقہ کی طرف سے تیس روپے نقد شیریسی اور دیگر انعامی اشیاء تقسیم ہوئیں۔ (چمن سنگھ طالب)

**نارل سکول گکھر ضلع گوجرانوالہ میں حضور گونر پنجاب کی تشریف آوری** ۲۴ جنوری کو نرل سکول میں پنجاب تشریف فرما ہوئے۔ سکول میں درجہ جدید کا آغاز ہو چلا ہے اور اس کے ہر ایک شعبے میں نمایاں خصوصیت اور جدت کھل گئی دیتی ہے۔ باغیچے پر نظر دوڑائیے کھلے ہوئے پھولوں کے علاوہ پلاٹوں کی ترتیب اور بناوٹ میں بھی خاص دلکشی ہے۔ عجائب گھر اور اس کی نئی عجائبات کا اضافہ۔ چڑیا گھر کے گھریلو جانوروں کی جگہ۔ مرغی خانہ کی دلکش عمارت۔ نمونے کا گاؤں۔ نہر ٹانگہ اور ہندوستان کے نمونہ دور و دور و دور و دور کے موجودی سکول کی زیبائش اور شہرت کو چار چاند لگائے ہے۔ سکول کے رسالہ نورالتعلیم کی زندگی میں تو انقلاب جدید آچکا ہے۔ غرض یہ سکول نے الحقیقت ایک پریم گھر ہے۔ حضور کی تشریف آوری ہر ایک شعبہ میں نئی جان دلانے کا موجب ہوئی۔ اور اس دن سکول اور اس کا ہر شعبہ پورے جوش پر تھا۔ دس بج کر چالیس منٹ پر حضور انور تشریف فرما ہوئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گکھڑ نوار۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس۔ رائے بہادر مٹھ میں مہمن ایم اے جیو پٹیل انسپکٹر مدارس لاہور مولوی عبدالحمد صاحب ایم اے انسپکٹر زنگ انٹی ٹیوشن پنجاب اور خان صاحب سید ریاض علی شاہ صاحب ایاتھ آفیسر گوجرانوالہ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ سکول کے اندرونی گیٹ پر حضرت یحییٰ صاحب بیڈ ماسٹر نے آپ کا استقبال کیا۔ ماہر بہتایا۔ سکول مینڈ نے سلامی آٹاری۔ سڑک کے دورو یہ تمام طلباء حضور کے سلام کو کھڑے تھے۔ سکول عمارت کے قریب پہنچنے پر بیڈ ماسٹر صاحب نے قلعہ پڑھا جو خاص طور پر اس موقع کے لئے تونل کیا تھا۔ یہاں نواب گورنر بہادر کانوٹو لیا گیا۔ اس وقت طلباء کو ریل میں پہنچنے کے

تھے اور باقاعدہ تعلیم شروع تھی۔ حضور والا کمروں سے ہوتے ہوئے عجمائے گھر میں تشریف لے گئے جس کی ہر چیز کو بخور دیکھا۔ وہاں سے نمود کے گھاؤں نہر پانا مہ اور ہندوستان کے ماڈل ملاحظہ فرمائے اور مرغی فائدہ اور دستکاری کے کام کو ملاحظہ فرمائے ہوئے زراعتی نمائش کو دیکھا۔ زراعتی فائدہ کی سبزیوں اور فروٹ گارڈن کے پھل دیکھ کر آپ بہت محظوظ ہوئے۔ سبزیوں سے تیار ہوا ہوا ایل کم خاص جاذب نظر تھا۔ آخر کو اب محمود چپے گروڈ میں شاملینے میں تشریف فرما ہوئے اور طلباء کی ماس ڈول جبانی درزوں کے کتبوں کو ملاحظہ فرمایا۔ ڈول کے خاتمہ پر طلبانے آپ کو چیز دیئے جن کا جواب آپ نے (آپ کا شکریہ بہت بہت) انگریزی زبان میں فرمایا۔ خوشی کی بات ہے کہ سکول کے ہر شعبہ سے آپ سرور ہوئے اور ہیڈ ماسٹر صاحب کو اس اعلا کارگزاری پر مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا۔ میں آپ کے سکول سے بید خوش ہوا ہوں۔ اخوس وقت تمہارا بے کوشش کزن لگا کہ پھر دوبارہ یہاں آؤں اور زیادہ وقت تمہارے محظوظ ہوں۔

خدا بادشاہ کو سلامت رکھے کے دلکش ترانے کے درمیان آپ کو الوداع کہا گیا۔ اس کامیابی کے لئے ہمارے مہربان۔ ہر عزیز میڈا سٹر صاحب حضرت عینی صاحب قیام مبارک باد کے مستحق ہیں جن کی بہترین کارگزاری اور اعلا قابلیت کا ہر کہ وہ متاخرات (اعلا کارگزار) پنجاب یونیورسٹی اور امتحان میٹرکولیشن سال ۱۹۴۷ء حساب الجبر اور جیومیٹری کے پیرچوں پر متحق اصحاب نے حسب ذیل میں ریاضی کے پیرچوں پر متحق اصحاب کی رائے

(۱) حساب (۱) خطوط و صدائی کا استعمال طلباء کیلئے ہیں (۲) قریبی پائی کے معنی غائب کوئی بھی نہ سمجھا بلکہ بمشکل ایک آفسیئر امیدوار صحیح مطلب کو پہنچے۔ باتوں نے پائیاں اور انکی کسر کو برقرار رکھا۔

(ب) الجبرا (۱) طلباء اس مضمون پر کم توجہ دیتے ہیں (۲) پیرچوں سے معلوم ہوا کہ اس مضمون کے استادوں نے بھی صرف اسی حصہ تک اپنی توجہ کو محدود رکھا جسے امتحان کے لئے مفید مانا۔ (۳) سوال نمبر میں مسئلہ باقی بہت کم امیدوار سمجھ سکے۔ اکثر امیدواران نے ”جملے“ کو  $(x+1)$  سے تقسیم کر کے ”باقی“ کو سفر مانا بیا لگ کر تشریح سے قاصر رہے کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ (۴) عبارت سوال نمبر ۱ اکثر امیدواروں نے حل نہ کیا۔ اس کی وجہ اس کے سو کچھ نظر نہیں آتی کہ گذشتہ تین چار سالوں میں اس قسم کا کوئی سوال نہ دیا گیا جس سے یہ مان لیا گیا کہ ان کی ضرورت نہیں۔ یہ امر محتاج بیان نہیں رہا۔ کہ ہمارے سکولوں کی تعلیم پر امتحانی پیرچوں کا کہنا تک خوفناک اثر پڑ رہا ہے۔

(ج) جیومیٹری۔ سال گذشتہ کی طرح تمام ممتحنوں کو اس سال بھی شکایت ہے کہ سمجھ کر کام کرنے پر گھوٹے کو ترجیح دی گئی ہے۔ حیرت ہے کہ دو سال کے عرصہ میں جیومیٹری کے چند مسائل ایسی اچھی طرح حل نہیں کر سکتے کہ ان کی امداد سے ان کے متعلقہ آسان سوالات باسانی حل ہو سکیں۔ یہ ہمارے طریق تعلیم کا قصور ہے جس میں فوری صلاح ضروری ہے۔

ہیڈ ماسٹر صاحبان اور افسران معائنہ کا فرض ہے کہ اس امر کو خاص ملحوظ رکھیں کہ مدارس میں ریاضی کی تعلیم محض امتحان پاس کرنے کے لئے دی جائے۔ بلکہ زیر تربیت طلباء کی ذہنی تربیت کے لئے جیومیٹری میں مسائل کا زبانی یاد کر لینا نہایت مہم ہے بلکہ اس مضمون میں وسعت مطالعہ پر مسائل کے ذہن نشین کرنے کو ترجیح دی جائے۔ اور انہیں نتائج کے اخذ کرنے میں استعمال کیا جائے۔ اگر ریاضی کا استاد روزانہ جیومیٹری کی نوٹ بکوں کو درست نہیں کر سکتا تو ہفتہ میں ایک دن ایسا ضرور کرے۔

عام غلطیاں سال حال میں یہ پائی گئی ہیں۔

(۱) عمود و عمود سٹ سکولوں کی مدد سے کھینچے گئے۔ گو سوال میں صاف ہدایت تھی کہ ایسا نہ کیا جائے۔ اس طرح کام کرنے والے

امیدوار کوئی نمبر حاصل نہ کر سکے۔

- (ب) جس امر کو ثابت کرنا تھا اسے ہی ثبوت میں پیش کیا گیا۔  
 (ج) مسئلے کا عکس ثابت کرتے وقت انہیں خیال نہیں رہتا کہ کیا ثابت کرنا ہے؟  
 (د) شکلیں عام طور پر ناقص۔ غلط اور بھدی ہوتی ہیں۔

## امتحانات جے وی وایس وی مردانہ سال ۱۹۳۵ء

جو دفتر صاحب مدوح سے بذریعہ سی ایم نمبر ۹۴۹ مورخہ ۱۶ جنوری دفتر رہنمائے تعلیم میں ۱۷ جنوری کو موصول ہوا مشعر ہے کہ ہر دو امتحانات مندرجہ صدر مردانہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء سے شروع ہونگے (چونکہ درخواستوں کی ترسیل کا وقت گزر چکا ہے۔ اس لئے نظر انداز کیا جاتا ہے مسجدیاء) فیس داخلہ امتحان جے وی سکول کے زیر تربیت امیدواران اور ایسے امیدواران سے جنہیں صرف ایک مضمون کا امتحان دینا ہے۔ دس روپے ہے۔ اور پرائیویٹ امیدوار تمام امتحان دینے والے سے بارہ روپے۔ ایس وی امتحان کی فیس داخلہ بدستور اول امیدواران سکول اور ایک مضمون کا امتحان دینے والے پرائیویٹ امیدواران سے بارہ روپے اور تمام مضامین کا امتحان دینے والے پرائیویٹ اشخاص سے پندرہ روپے ہے۔ فیس داخلہ کا واپس کرنا یا امیدوار کا اگلے سال بلا ادائیگی امتحان دینا شرائط ذیل لئے ہے۔ (۱) اس غرض کے لئے درخواست ڈویژنل انسپکٹر صاحب علاقہ کی معرفت دفتر صاحب ڈائریکٹر بہادر شریہ تعلیم پنجاب میں تاریخ آغاز امتحان سے پہلے پہنچے (ج) یہ درخواست کسی رجسٹرڈ میڈیکل گریجویٹ یا سب اسٹنٹ مہرجن کی معیت میں اسٹنٹ مہرجن یا سب اسٹنٹ مہرجن خواہ کسی شفا خانہ کے اسپتال میں یا پرائیویٹ پریکٹس کرنے والے۔ (ج) فزینڈگی یا دل اٹھا لینے کی صورت میں فیس واپس نہیں مل سکے گی یا محکمہ اس کی کمی جافری کو باور نہ کرنے پر فیس کی واپسی ناممکن ہے۔  
 ہاں اگر محکمہ کسی درخواست کو منظور کرنے سے انکار کرے تو فیس کی واپسی ممکن ہے۔ یہ نامنتظری موجودہ قواعد کی پابندی یا تکمیل نہ کر سکنے کی صورت میں ہوا کرتی ہے۔

امتحان پاس کرنے کے لئے جے وی سند کے ہر ایک لازمی مضمون میں اور تمام لازمی مضامین کے مجموعہ میں چالیس فیصدی نمبروں کا حاصل کرنا ہے۔ ورزش جسمانی کے نمبر بھی شامل ہونگے۔ مگر اختیاری مضامین فارسی ہندی اور پنجابی میں چالیس فیصدی سے کم نمبر حاصل کرنے پر یہ نمبر شامل نہیں ہو سکتے۔ گو امیدواران مضامین میں کم نمبر حاصل کرنے کی وجہ سے ناکام یا سب نہ مانا جائیگا۔ اگر وہ ان میں چالیس فیصدی یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کر سکے تو وہ میزان میں جمع کر دیئے جائیں گے اور اس کی سند پر اس کا میانی کا ذکر کر دیا جائیگا۔  
 ایس وی سند کی صورت میں ہر لازمی مضمون میں کم از کم ۳۳ فیصدی نمبران کے مجموعہ میں ۴۰ فیصدی جن میں جسمانی ورزش کے نمبر بھی محسوب کر دیئے جائیں گے نمبران فارسی۔ ہندی اور پنجابی مضامین میں اور لائٹ اور شیشیڈ ڈرائنگ اور مینوئل ٹرینڈنگ میں ۲۵ فیصدی سے کم نمبر حاصل کرنے پر انہیں مجموعہ میں شامل نہیں کیا جائیگا۔ اگرچہ ان مضامین میں ناکام امتحان سے ناکام تصور نہ ہوگا۔  
 ۲۵ یا ۲۵ سے زیادہ فیصدی نمبر حاصل کرنے پر ان مضامین کے نمبر بھی محسوب کئے جائیں گے اور سند کا میانی پر اس امر کا اظہار ہوگا۔ بیکلڈ رائٹنگ اور ڈرائنگ کے مضامین میں فیل ہونے والا کپا ٹمنٹ میں رکھا جائیگا۔ ۶۰ فیصدی یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والا اول درجہ میں رکھا جائیگا۔

ایس وی سند کے امتحان میں ہر ایک امیدوار کو پاس ہونے کے لئے سائنس اور زراعت کے تحریری اور تقریری امتحان میں ۳۳ فیصدی



حاصل کرنے چاہئیں۔ تقریری امتحان کے چاس نمبروں سے دس نمبر اس کام کے لئے مخصوص ہیں جو امیدواران نے دوران تربیت کئے۔ ہر امیدوار کو ورزش جسمانی کا امتحان دینا ہو گا جس کی ناکامی امیدوار کو سرٹیفکیٹ حاصل کرنے سے محروم نہ رکھے گی۔ اس مضمون کے حاصل کردہ نمبر اگر ایس بی سی ۳۳ فیصدی سے کم نہ ہوں اور جے وی سی ۴۰ فیصدی سے تو میزان میں جمع کر دیئے جائیں گے۔

اگر کوئی امیدوار ایک لازمی مضمون میں فیل ہو جائے بشرطیکہ اس نے دیگر لازمی مضامین کے نمبروں کے میزان میں ۴۰ فیصدی نمبر حاصل کر لئے ہیں۔ تو وہ کسی اگلے امتحان میں شامل ہو سکتا ہے اور کامیاب ہونے کی صورت میں سند حاصل کر سکیگا۔ مگر کسی امیدوار کو اصل فیل ہونے والے امتحان سے چوتھے امتحان کے بعد اس رعایت سے مرعی نہ رکھا جائیگا۔ وقت کی یہ حد بندی ایک سے زیادہ مضامین میں فیل ہونے کی صورت پر عائد ہوگی۔ اور جو نیر و سینئر سند کے اس قسم کے ناکام امیدواروں کو اس مضمون میں ضرور پہلے ہی نمبر حاصل کرنے چاہئیں۔ جو پرائیویٹ امیدوار سال ۱۹۲۳ء میں فیل ہوئے یا ان کے لئے ان مضامین اُردو۔ اشارات التعليم۔ سائنس (تحریری و تقریری) میں علیحدہ پرچے امتحان کے آئیں گے۔ باقی مضامین میں پرچے سب کے مشترک ہونگے۔ مگر تاریخ اور جیومیٹری الجبرا کے پرچے میں نئے اور پرانے سلیبس سے اور پرائیویٹ پرانے سلیبس سے۔ تاریخ کے پرچے میں دو سوال سکس کے دیئے جائیں گے جو پرائیویٹ امیدواروں کے لئے پورے سلیبس کے مطابق ہونگے۔ اور ہسٹری کے دو سوالوں کے مقابل ہونگے۔

تمام پرائیویٹ امیدوار مفصل ذیل چٹ جو صاحب ٹرکٹ انسپکٹر یا صاحب اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی تصدیق سے۔ امتحان گاہ میں داخل ہونے وقت پیش کریں۔

نمونہ چٹ (۱) امیدوار کا نام اور رول نمبر (۲) اس کے والدین کا نام (۳) جملے پائش (۴) نشان برائین (۵) دستخط امیدوار (۶) دستخط تصدیق کنندہ افسر مع تاریخ۔ یہ ٹکٹ صاحب پرنٹنگ ہاؤس امتحان کو داخل ہونے کی غرض سے دیئے جائیں گے۔ تصدیق کرنے والے افسر اپنی طابقت کریں کہ امیدوار کے پاس رول نمبر موجود ہے جو سرورشتہ کی طرف سے انکے لئے جاری کیا گیا ہے۔

ان امتحانات کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت صاحب رجسٹرار امتحانات محکمہ تعلیم پنجاب لاہور سے کی جائے۔

### نقشہ تاریخ امتحان برائے دو سالہ ایس وی امیدواران

نمبر	وقت	مضمون	نام دن پونج	نمبر	وقت	مضمون	نمبر تاریخ
۵۰	۶ سے ۱۲ بجے تک	عربی	۲۵/۳۵ (۱) جزانیہ	۱۰۰	۶ سے ۱۰ بجے تک	پہلے اسکول کا نظم و نسق اور مکمل کی	۱۰۰
۵۰	۹ بجے سے ۱۲ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو کتابی لازمی حصہ	۲۶/۳۵ (۱) اُردو غیر لازمی حصہ	۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	حفظان صحت کی حالت	۱۰۰
۵۰	۶ سے ۹ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	فارسی یا ہندی	۱۰۰
۵۰	۶ سے ۹ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۵۰	۶ سے ۹ بجے تک	حساب	۱۰۰
۱۰۰	۶ سے ۱۰ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۰	۶ بجے سے ۱۲ بجے تک	لاٹ اینڈ ٹیڈ ڈرائنگ	۱۰۰
۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۵۰	۶ سے ۹ بجے تک	تاریخ	۱۰۰
۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۵۰	۶ سے ۱۲ بجے تک	علم طبیعیات و کیمیا	۱۰۰
۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۵۰	۶ سے ۹ بجے تک	جیومیٹری و الجبرا	۱۰۰
۱۰۰	۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک	جمعہ (۲) اُردو مضمون نویسی گرامر	۲۶/۳۵ (۱) اُردو مضمون نویسی گرامر	۵۰	۶ سے ۱۲ بجے تک	زراعت	۱۰۰

نمبر	نمبر	۳) ہندو کرائٹ (دستی ہنر)	۵۰	۳۰ منٹگل - عملی کام سائنس و زراعت
۲۰	۱۰۰	{ (۱) خانگی کام (۲) تعلیمی دستی ہنر }	۲۰	(۱) جسمانی ورزش (۲) بلیک بورڈ ورک

۱۵۰

### سکول اور پرائیویٹ امیدوار دونوں کے لئے

نمبر	دوسرا پرچہ	پہلا پرچہ	۱۷ اپریل - سکول نمونہ ۲ گھنٹے	۱۸	۲۳	۲۴	۲۵	۲۷
۱۰۰	برشین یا ہندی ۲ گھنٹے	۰۰	حساب	۵۰	تاریخ	۵۰	جیومیٹری و الجبرا	۵۰
۴۰	لائٹ اینڈ ٹینڈر ڈرائنگ ۳ گھنٹے	۵۰	۱۸	۵۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۷
۵۰	علم طبعی ۲	۵۰	۲۳	۵۰	۲۴	۲۵	۲۷	۲۷
۵۰	علم کیمیا ۲	۵۰	۲۴	۵۰	۲۵	۲۷	۲۷	۲۷
۱۰۰	اُردو تحریری ۲½	۵۰	۲۵	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۱۰۰	(۱) جسمانی ورزش ۱۰۰ نمبر (۲) بلیک بورڈ ڈرائنگ ۵۰ نمبر	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۱۰۰	(۳) خانگی کام ۱۵ (۴) تعلیمی دستی ہنر ۲۵	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۱۰۰	(۵) پریکٹس آف ٹیچنگ ۵۰ نمبر	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷

### جے وی سند کا مردانہ امتحان ۱۹۲۵ء

نمبر	دوسرا پرچہ	پہلا پرچہ	۱۷ اپریل - تعلیم کے اصول ۳ گھنٹے	۱۸	۲۳	۲۴	۲۵	۲۷
۵۰	زبان کی تعلیم ایک گھنٹہ	۰۰	تحریری فارسی یا سنسکرت ۲ گھنٹے	۵۰	حساب تقریری	۵۰	۲۳	۲۷
۶۰	قدرت کے سبق ۲ گھنٹے	۶۰	۱۸	۵۰	۲۳	۲۴	۲۵	۲۷
۱۲۰	حساب تحریری ۳	۳۰	۲۳	۵۰	۲۴	۲۵	۲۷	۲۷
۶۰	اُردو ہندی یا پنجابی اختیاری تحریری ۳ گھنٹے	۱۰۰	۲۵	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۶۰	اُردو ہندی یا پنجابی لازمی کا کتابی امتحان ایک گھنٹہ شروع ہو	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۶۰	اُردو ہندی یا پنجابی اختیاری کا کتابی	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۶۰	پریکٹس آف ٹیچنگ ۵۰ نمبر	۱۰۰	۲۷	۵۰	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷

۱) نیچر سائنس ۲۰ نمبر - جسمانی ورزش ۵۰ نمبر - پریکٹس آف ٹیچنگ ۵۰ نمبر - یہ سب امتحان تحریری کا کتابی سے پہلے باہر میں ہوگا۔

۲) سکول رجولٹی فنڈ - محکمہ اطلاعات - لاہور سکول رجولٹی کمیٹی کا پہلا اجلاس ۱۲ جنوری کو گورنمنٹ ہاؤس میں ہوا۔ کمیٹی مذکور کے کام

گورنر ہمارے بغیر نہیں چلے گا۔ سکول رجولٹی کمیٹی کے پیش نظر یہ کام ہوگا کہ (۱) وہ لاہور میں سکول رجولٹی کی تقریب منانے کا بندوبست کریگی - یہ تقریب ۲۷ مئی اور اس کے بعد چند دن جاری رہے گی۔ (۲) سکول رجولٹی فنڈ کے لئے روپیہ فراہم کرنے کا انتظام کریگی۔ سکول رجولٹی کی تقریب کے متعلق فی الحال مندرجہ ذیل عمل مرتب کیا گیا ہے۔

۲۷ مئی کو جملہ عبادت گاہوں میں رسم شکرانہ غز باکو خیرات اور کھانا اور درات کو چراغاں -

۸۔ مئی کو شوپارک میں لوگوں کا عام میلہ۔ رات کو آتش بازی۔

۹۔ مئی میں پرنس ڈیوگنٹر لاہور کے زیر صدارت ایک سب کمیٹی مرتب کی گئی جو لوگوں کے میلہ کا انتظام کرے گی۔

سلور جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں کمیٹی نے روپیہ جمع کرنے کے مختلف طریقے سوچے۔ یہ قرار پایا کہ لاہور اور دیگر جملہ ضلع میں چندہ کی فرسٹین کھولی جائیں۔ نیز معلوم ہوا کہ ہر ایک ملتی حضور گورنر بہادر پنجاب عنقریب اہل پنجاب کے نام فنڈ کے لئے اپیل شائع کریں گے مختلف سب کمیٹیوں مرتب کی گئیں جن میں سے مندرجہ ذیل زیادہ اہم ہیں۔

(۱) کمیٹی متعلقہ نشر و شاعت جس کے صدر خانہ صاحب شیخ فضل الہی صاحب ڈائریکٹر محکمہ اطلاعات ہونگے۔

(۲) فلنگ ڈس (یوم علم) سب کمیٹی زیر صدارت آنریبل چیف جسٹس۔

(۳) کمیٹی متعلقہ تفریحات زیر صدارت شپ صاحب لاہور (۴) لیڈر سب کمیٹی زیر صدارت مسٹر بانڈ۔

جملہ سب کمیٹیوں کو اختیار ہے کہ وہ رائے مجراں کو شامل کر سکتی ہیں۔ بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ اور اسے پانچ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضور ملک مغفیر ہند کی جملہ وفادار رعایا کے واسطے مدد دینے کی گنجائش ہے۔

کمیٹی کے صدر مسٹر چل ہر قسم کی امداد حاصل کرنے کے لئے زور و خواست کرتے ہیں۔ خواہ وہ امداد افراد کی جانب سے ہو یا محاسن کی جانب سے۔

**ورنیکر مڈل سکول کڑوا تحصیل بہر ضلع کانگرہ** ۲۰۔ ستمبر کو زیر صدارت جناب لالہ پربھو دیال صاحب ڈسٹرکٹ سیکرٹری

مدارس ضلع کانگرہ سکول ڈرامیٹک کلب نے دیہاتی رسومات

تہذیب پر ڈرامہ کیا۔ چار سولہ سو کی حاضری نے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھا۔ صاحب صدر نے ڈرامہ کا فٹنہ بیان کرتے ہوئے رسومات

یہ کے دور ہو جانے کی حاضری کی خوش قسمتی مانا۔ نہ صرف زندگی سدھر جائیگی بلکہ مالی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ دوسرے دن جو

جلسہ تقسیم انعامات میں طلباء نے دلچسپ کہانی اور چند خوش نظمیوں سنائیں۔ پندرہ خوشی رام صاحب ہڈا سٹرنے پورٹ پر بھی

تعلیمی حالت کے لئے یہ کافی ہو گا کہ سالانہ سکول ایک یا دو بائی سکول سکالر شپ حاصل کرتا آیا ہے۔ اور دو تین مڈل سکول سکالر شپ

بھی۔ سال ۱۹۳۲ء کا ریکارڈ۔ تمام مضامین میں سو فیصدی ایک لڑکے نے ریکارڈ ہائی سکول سکالر شپ حاصل کیا۔ جملہ تیار

حاضرہ جاری ہیں۔ پبلک کی مہیا کی ہوئی اشیاء انعام میں دی گئیں۔ اور صاحب صدر نے سکول کی تعلیمی ترقی اور تنخواہ ایک حافز پر

انہما رہا خوشنودی فرمایا۔ پبلک کے رسوخ اور ذوق شنائی کو سراہا۔ حاضرین اور طلباء سکول میں شہرینی تقسیم کی گئی۔ (دہری رام)

**لوئر مڈل سکول بھڑی ضلع کانگرہ** ۱۴۔ جنوری کو کنور ملاپ چند صاحب ۱۷۔ ڈی آئی حلقہ ہمبر پور نے ۸ بجے شام

مدریہ میچک لیٹرن سکول کے ملحقہ دیہات کو مدعو کر کے تھوٹھی شراب خوری

اور قمار بازی نے نقصانات جتائے۔ دوسو آدمیوں کے مجمع نے تصاویر کو دیکھا کہ اور ہر سہ عورات کو بڑے نتائج شنکر دل سے

محسوس کیا کہ وہ کس قسم کی مضرت بخش مٹھی اشیاء کے گردیدہ ہیں۔ (نسبت رام)

**ڈی بی مڈل سکول واکھ ضلع لودھیانہ** ۲۲۔ جنوری کو جناب صاحب ڈائریکٹر بہادر سر رشتہ تعلیم پنجاب نے سکول

نہایت محفوظ ہوئے اور ہر جماعت میں تشریف لیا کر تعداد طلباء۔ حاضری۔ صفائی۔ صحت اور چستی چالاک وغیرہ کو نہایت عمدہ پار

مسرور ہوئے۔ اس ڈرل۔ باغیچہ سکول۔ مسٹر برین صاحب کی اصلاحات کے عملی نمونے ملاحظہ فرما کر لاگ بک میں رقم فرمایا

”سکول نہایت اچھا اور متعدد عمدہ تحاریک کا مخزن ہے۔ (برکت علی)

**مڈل سکول ادھوالی ضلع گوجرانوالہ** { ۱۴ جنوری کو نائب شیخ رحیم بخش صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گوجرانوالہ اور بیدی خوشنگھ صاحب اے ڈی آئی علاقہ بغرض سالانہ معائنہ تشریف لائے۔ طلبہ کی ڈل دیسی کھیلیں اور سکاٹس کے کرتب ملا خطہ فرما کر متعلقہ استادوں کو تحسین وافرین کہی۔ جماعت اول کا تعلیم کام اور متعلقہ سامان و تربیت پر اظہار خوشنودی کیا۔ تعلیمی حالت تمام جماعتوں کی اچھی رہی تقسیم انعامات کا جلسہ آپ کی صدارت میں ہوا۔ دعائیں نظم کے بعد راگ پارٹی نے مختلف راگ گائے۔ سردار گورکھ سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر نے سالانہ رپورٹ پر بھی۔ جس میں مختلف تحاریک کے اجراء و قیام اور دلچسپ اعداد و شمار و قابل ذکر کوائف مندرج تھے۔ بیدی صاحب نے اور ڈیہائیو سے چند موٹی موٹی باتیں کے موضوع پر سیر حاصل اور کارآمد لیکچر دیا۔ طلبہ کو بھی مناسب ہدایات سے مالا مال کیا۔ انعامات تقسیم فرما کر صاحب صدر نے نہایت فاضلانہ خطبہ فرمایا۔ جو اہل دیہات کی فلاح و بہبود۔ نوائل تعلیم۔ اخلاق فاضلہ کے محاسن۔ روشنا و عادات بد کے تدارک پر مبنی تھا۔ طلبہ اور حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ (امجد)

**تحصیل ٹورنمینٹ دہرہ گوبی پور ضلع کانگڑہ** { ۱۵ جنوری لغایت ۱۷ جنوری ڈسٹرکٹ بورڈ اینگلو ورنیکلر معنوں میں پبلک اور گورنمنٹ عالیہ کی منشا کو پورا کر رہے ہیں۔ کیا بلحاظ تعلیم اور کیا بلحاظ گیز سکول ضلع کے مدارس سے خاص ممتاز ہے۔ اس کے گذشتہ ریکارڈ کو دیکھتے سے معلوم ہوگا کہ سالانہ ایک دو مڈل سکول اور ایک دو ہائی سکول کا رتبہ حاصل کرنا آیا ہے۔ ورنیکلر فائنل کے ریزلٹ قابل تحسین ہیں۔ چند تحاریک حاضرہ اعلیٰ پیمانے پر نشوونما پا رہی ہیں جہاں سال ۱۹۳۳ء کے ڈسٹرکٹ ٹورنمینٹ میں سکول نے رستہ کشی کی ٹرائی اور دیگر انعامات حاصل کئے۔ وہاں سال حال میں تحصیل ٹورنمینٹ میں زیادہ اعزاز حاصل کیا۔ فٹ بال۔ والی بال۔ رسر اور کبڈی کے فائنل میچ اسی سکول نے جیتے۔ کرکٹ اور ہاکی کی کھیلیں صرف مڈل سکول دہرہ میں ہی تھیں۔ ان کا مقابلہ نہ ہوا۔ دوڑوں پولوائٹ اور چھلانگوں میں کم و بیش دو دو انعامات ضرور حاصل کئے۔ گویا تمام رقوم انعام کی دو تہائی اس سکول کے حصے آئی جس کے لئے سردار سوجان سنگھ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر اور سٹاٹ مستحق مبارک باد ہے۔ (بشیر خد مہاجن)

**ورنیکلر مڈل سکول گہان تحصیل ٹہالہ ضلع گورداسپور** { ماگھی کا میلہ پانچ چھ دن تک رہتا ہے ۱۴ جنوری میں گشت کر کے تماشا یوں پر منشیات کے نقصانات۔ مختلف بیماریوں کے پھیلنے اور انکی روک تھام کی ہدایت دیں اور تعلیم کے فوائد واضح کئے۔ رات کو سکول ڈراما میک کلب نے ناعاقبت اندیش آدمی کا ڈرامہ دکھایا جو ۱۲ بجے شام سے شروع ہو کر ایک بجے رات (صبح) کو ختم ہوا۔ سینکڑوں تماشا ئی جمع تھے۔ دوسری رات کو ڈرامہ کا باقی حصہ مقبول حاضری میں دکھایا گیا۔ دو رات میں صفائی کی ضرورت۔ پلنگ۔ لیڈیا اور صیفیہ کے روک تھام کی ہدایات اور فوائد تعلیم پر دلچسپ نظمیں گاٹی گئیں مختصر لیکچر بھی ہوئے۔ باقاتار سنگھ صاحب اے ڈی آئی ٹہالہ ۱۶ کو تشریف لائے۔ آپ کے ارشادات بموجب ۱۷ کو وی ڈرامہ از سر نو دکھایا گیا۔ باوجود سخت سردی بے شمار تعداد نے دلچسپی لی۔ لیکچروں اور نظموں نے ڈرامہ کے دوران میں عجیب باغداد پندت و تاتارام صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے ڈرامہ کا نتیجہ نہایت واضح الفاظ میں حاضرین پر روشن کیا۔ (محمود علی)

**لوئرڈل سکول جا کھل منڈی ضلع حصار** ۲۵ جنوری کو جناب چوہدری محمد علی صاحب انسپکٹر سکولز سردار بابو سنگھ صاحب اے ڈی آئی علاقہ کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ تعواد طلباء، حاضری، صفائی اور ضبط پر اٹھارہ امتحان فرمایا۔ سردار صاحب نے سکول جماعتوں کا معائنہ کیا اور حالت تعلیم، سکاؤٹنگ اور دیسی کھیلوں سے بیدار محظوظ ہوئے۔ لاگ بک میں عمدہ ریکارڈ راج فرما کر مدرسین کو انکی کامیابی پر مبارکباد دی۔ معائنہ کی خوشی میں سکول نے ایک یوم کی تعطیل منائی۔ (رسید علی اکبر)

**جلسہ یہاں سردار ضلع کرنال** ۱۲ جنوری کو مقام گوہلہ فریضادرات خان صاحب خاں احمد حسن خاں صاحب بی بی کشمر بہادر کرنال۔ دیہات سے عام لوگ اور زمیندار خاص تعواد میں شامل ہوئے۔ (۱) صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع کرنال نے تعلیم کے متعلق مفید اور کارآمد ہدایات دیں۔ آپ نے فرمایا آفسوس ہے کہ آج گوہلہ خاص کے مدرسے کا ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوا کہ جماعت اول و دوم میں حاضری ۱۵ ہے جو یاوں گئے ہے۔ گاؤں کا فرض ہے کہ وہ مدرس اور مدرسہ سے تعواد کریتے ہوئے مدرسہ کی رونق کو بڑھائیں۔ کوئی آدمی تعلیم کے بغیر انسان نہیں کہلا سکتا۔ آپ کو لوگ فرض ہے کہ اپنے بچے بغرض حصول تعلیم خود بخود سکول پہنچائیں، ہماری منتقا نہیں کہ جہاں لازمی تعلیم کا اجراء ہے وہاں ضرور متعلقین پر مقدمہ چلائیں اور جرمانے کرائیں جس سے آپ کو تکلیف ہو۔ بلکہ آپ خوشی سے بچوں کو سکول میں داخل کرائیں اور زیور علم سے مزین کرائیں۔

زمیندار کی کچھ آفس چھ پر انٹری میں معاف ہے۔ لیکن لوگوں کے بچوں کی بھی فیس معاف۔ کتاب میں تختیاں اور سامان مفت دیئے جانے کی تجویز ہے۔ جرائم پیشہ اقوام کو پہلے ہی کافی سے زیادہ مراعات دی گئی ہیں۔ اب انہیں اچھا شہری بننے کا زریعہ وقفہ حاصل ہے۔ اگر آپ اعلیٰ تعلیم نہ دلائیں تو نہ سہی ملے گا۔ اگر پر انٹری تعلیم سے بھول کر بھی بچوں کو محروم نہ رکھیں۔ زراعت انسپکٹر صاحب نے اچھے بیج کے بونے اور ترقی دادہ آلات زراعت کے استعمال پر زور دیا۔ گندم کی مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہوئے اس کے بونے کے طریق پر روشنی ڈالی کھاد کے فائدے بتائے۔

ہیلتھ آفیسر صاحب نے گاؤں کی صفائی کتنوں کے منڈیروں کو اوسچا اور سختہ بنانے اور ارویلوں کو کنوؤں سے دور رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ ارویلوں کاؤں سے کم از کم پچاس گز کے فاصلہ پر ہوں۔ گوبر کو گڑھوں میں رکھا جائے۔ مکانات کثادہ ہوں۔ جن میں روشندان ضرور ہوں۔ اگلے ماہ دورہ کرنے اور صاف گاؤں کے غیر دار کو سند دلانے کا وعدہ کیا۔ بحالت مانی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے برطان رپورٹ کرونگا برسات میں مسہریوں کے استعمال کی ہدایت کی۔ اور فرمایا کہ چھہرے کے لکڑیوں کو تباہ کرنے کے لئے خاص قسم کی مچھلیاں جو بیڑوں اور تالابوں میں پانا مفید ہوگا۔

محکمہ حیوانات کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مویشیوں کے بعض امراض اور انکے علاج کا ذکر کیا۔ آپ نے ڈانڈے کے مرض پر روشنی ڈالی جو اس علاقہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس مرض میں ماتڈ پکا کر مریض مویشی کو کھلانے چاہئیں۔ پانی میں ٹھیکری گھول کر غرائے کر لئے جائیں اور اسے تندرست جانور سے الگ رکھا جائے۔

لالہ مدن گوپال صاحب وکیل نے علاقہ سبلی میں ٹیوب ویل نکالنے۔ پختہ ٹرک بنانے کی درخواست کی اور کیتھل سب ڈویژن کے لئے ایک فیڈر زراعت انسپکٹر کی ضرورت محسوس کرائی۔

پنڈت بشمبھ داس صاحب گرما پانی پست نے دیہات سردا کے موضوع پر اردو نظم سنائی۔

ملک محمد عمر صاحب اکبر لکھنؤ میں سکول پانی پت نے دیہات سدھار کی متعدد مشقوں پر دیہاتیوں کو انکی زبان میں گیت اور بھیجے گئے۔

فاتحہ پر صاحب مدرستہ نے فرمایا کہ تمام زمینداروں کو ان باتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ جو شیوں کی چوری سے باز رہنا چاہئے۔ اطوار درست ہوں اور انہیں تسلی دی کہ ہماری خواہشات کا لحاظ رکھتے ہوئے آزمائشی طور پر چند میل کا ایک ٹکڑا پختہ ٹرک کا بنایا جائیگا۔ ٹریکٹ بورڈ کی موجودگی حالت زیادہ بوجھ کی تحمل نہیں ہو سکتی۔ ایک فرد زراعت انسپکٹر کی تقرری پر بھی ہمدردانہ غور ہوگا۔ اور ٹیوب ویل نکالنے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ اشتغال الاضیاف ضرور دیا اور فائدے بتائے۔ دیہاتیوں سے اپنے لوگ مدرسے میں بھیجنے تعلیم دلانے۔ عمرہ شہری بنانے کی اپیل کی۔ (لاہور رام چندر صاحب بی۔ اے۔ پی۔ ای ایس ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کرنال)

**سررشتہ تعلیم ضلع شیخوپورہ** اعلیٰ ذل و دماغ رکھنے والی شخصیتوں کا نظام عمل گونا گوں دیکھیوں اور نئی نوع انسان کی تلاش اور یہودی سے ملو ہوتا ہے۔ انکی خودداری۔ ان کی بے تکلفی اور انکا نظریات کلام مختلف النوع اسرار کا منکشف ہوتا ہے۔ انکے اندر کچھ ایسی سرٹ بھری ہوئی ہے جو پہلے انگاری کے مجسموں میں بھی زندگی کی ہر پیدا کردہ تھی ہے اور فاضل میں بھی بیداری کے جذبات متعل ہونے لگتے ہیں۔

خوش قسمتی سے سررشتہ تعلیم ضلع کے مالک سردار صاحب سوار موہن سنگھ صاحب ایسی ہی مبارک ہستیوں سے ہیں۔ آپ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ کیونکہ صوبہ کی مشہور و معروف تعلیمی انسٹی ٹیوشن یعنی گورنمنٹ نرمل سکول لکھنؤ جو ملک کی تعلیمی درسگاہوں کی صف میں اول درجہ حاصل کر رہا ہے۔ آپ ہی کی ذات گرامی کا سرہون منت ہے اور اسے آپ کے دیہی تعلق ہے جو علی گڑھ کالج کو سرمد مرحوم کی ذات ہے۔

جب سے آپ نے ضلع ہذا کی تعلیمی عمارت سنبھالی ہے کیا پبلک کانسولہ دکھائی دے رہا ہے۔ سررشتہ تعلیم کے ہر شعبہ میں وہ مفید اصلاح دے چکے ہیں جو تعلیم کو صحیح معنوں میں تعلیم کا مستحق بنا رہے ہیں۔ مختصراً آپ کے عہد میں ہر شعبہ کی ارتقائی کیفیت حسب ذیل ہے:-

(۱) **سب ڈویژنل کانسفرنسیں**۔ آپ کی تشریف آوری کا پہلا ظہور ان کا تقریروں کا عالم وجود میں آنا ہے۔ جن میں ہمدانہ اور اول مدرسین اور انچارج مدرسین جماعت ہائے اول کی خصوصیت لازمی ہے۔ سابقہ تعلیمی اعداد و شمار اور کوائف کا معائنہ کرنے کے بعد اپنی صدائے تقریر میں آپ اپنے لائیک عمل کی تشریح فرماتے ہیں۔ جن سے ایسے جذبات دل میں منتقل ہوئے کہ ہر قسم کے اعلیٰ و ادنیٰ مدارس آپ کی آرزو دلی کے بر لائن میں نہمک نظر آ رہے ہیں اور ضلع کے طول و عرض سے یہ صدا سنائی دے رہی ہے۔ کہ حرکت میں برکت ہے۔

(۲) **تعلیمی ترقی** تعلیم کی حقیقی غرض وفایت کو پورا کرنے کے لئے آپ نے مذبحہ تعالیم و سرکھات جو ہدایات دیں مدارس میں نئی زندگی کا موجب ہو رہی ہیں۔ چنانچہ تعلیم کو صحیح معنوں میں مفید بنانے اور دنیاوی کاروبار سے وابستہ کرنے کے لئے طریقہ تعلیم میں اہم تبدیلی پیدا کی گئی ہے۔ ہر جماعت کی تعلیم پر ایک مہینہ سے ہو رہی ہے۔ کیونکہ آپ کی رائے میں تعلیم ایسی ہو جس میں طلباء کی ناگہیں مانتے اور دماغ کام کریں۔ اور جو تعلیم ان کے نیروی جاتی ہے وہ لغو اور ناکارہ ہے۔ آپ معائنہ میں طلباء کے تحریری کام۔ ترجمہ انشاء پروردی اور نقشہ کشی کو دیکھتے ہیں۔ تاویح جزا فیہ کے واقعات اور سوالات اس طرح بوجھ جاتے ہیں جن کے جوابات بچوں کی ذہنی قابلیت اور قوت کو پائی کے شاہد ہوں۔ چنانچہ اس مضمون میں پہلے انگاری کے خواجہ مدرسین ابھیج کتاب کھانے نظر آ رہے ہیں۔

(۳) **پروپیگنڈا اور کما دیہات سدھار**۔ پنجاب کی سرزمین میں اس مبارک تحریک کے بانی آپ ہی ہیں۔ زمینداروں کی ترقی اور انکی اصلاح و بہبود کا جذبہ آپ کے دل میں فطرتی ہے۔ ملک کا یہ ضروری حصہ کئی عادات فہیمہ کا شکار ہے اور آپ نے انہیں قعر ندلت سے باہر نکالنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ چنانچہ اس امر کو ملحوظ رکھ کر اگر آپ پارٹیوں۔ ڈراموں ٹکٹوں۔ ریڈیو اس سوسائٹیوں لیکچروں تعلیمی میلوں۔ نمائشیں پیکان اور میٹج گائیڈ کالٹرنٹ سے اجرا کیلے۔ اور ہر موقع پر اہل دیہات کو دعوت دی جاتی ہے کہ متغیر ہو

کئی مقامات کے تعلیمی مظاہروں میں دیہاتی لوگوں نے بڑے شوق کا اظہار کیا۔ رے کشی۔ کبڈی۔ والی بال۔ دوڑوں۔ چھلانگوں وغیرہ میں حصہ کر انعامات بھی حاصل کئے۔ اولمپک ٹورنیمینٹ کی ہیئت اور حیثیت ماضی سے بہت بڑھادی گئی ہے۔ اس میں دیہاتی کھیلوں کو شمولیت کا موقع دیا اور ایسے مواقع پر اہل دیہات کو نقد انعامات دیکر جو صلہ افزائی فرما جا رہی ہے۔

(۴) **تحریر سکائونٹنگ**۔ یہ تحریر جو قریب المرگ ہو چکی تھی۔ آپ کے میچانسی سے رو بہ صحت ہی نہیں بھوٹی بلکہ تازہ و جان حاصل کر کے نئے جوش کا اظہار کر رہی ہے۔ اسے فروغ دینے کے لئے جو پٹرکانہ میں سکائونٹ کیسٹ اور جنڈیلہ شیرخاں میں کب کیسٹ کا اہتمام کیا گیا جہاں سکائونٹ اور کب ماسٹرانے لالہ بجال چند صاحب اسے ڈی آئی فریکل ٹریننگ سے تربیت حاصل کی اب سکائونٹ ٹرپ تازہ دم ہو کر رجسٹرڈ ہو رہے ہیں اور حسب ضرورت اپنی کیمپ زندگی کا پورا مظاہرہ دکھاتے ہیں۔

(۵) **مدل سکول ٹورنیمینٹ**۔ یہ تحریر قریب قریب معدوم ہو چکی تھی۔ مگر آپ نے اساتذہ تلامذہ اور بیلک میں ورزش جمانی کا شوق پیدا کر کے اسے از سر نو جاری فرمایا۔ چنانچہ گزشتہ سیمیر میں ضلع بھر کے مدل مدارس کے تحصیل دار ٹورنیمینٹ ہر تحصیل کے صدر مقام پر بھونٹے اور انعامات سے تحفہ کی جو صلہ افزائی فرمائی۔ ہر سکول میں والی بال۔ فٹ بال۔ رے کشی۔ گولہ۔ ماس ڈرل۔ پلے ڈال۔ متحرک کہانی۔ ڈانسنگ جرن۔ اکسر سائز وغیرہ جاری کی گئی ہیں۔ معائنہ سربراہ ایک چیز پر نگاہ غائر ڈالی جاتی ہے کہ متعلقین غافل نہ رہیں۔

(۶) **سکولوں کے عجائب گھر**۔ اسی نئی تحریر کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایسے مدرسے میں لڑکے کیوں آئیں۔

جہاں دلفریبی کا کوئی سامان نہ ہو۔ دیواریں اور صحن بھوکا مقام ہوں۔ خارق العقل ذی روح ہستیوں کا مسکن معلوم ہو۔ اب ہر مدرسہ بذات خود عجائب گھر بن رہا ہے۔ ہر کمرے میں آرائش تعلیمی نقطہ نگاہ سے تیار کئے ہوئے چائس اور نرائیں ہیں۔ خاص خاص مدرسوں میں نباتات اور حیوانات کی بیاریل کے چارٹ۔ جانوروں کے کڈھانچے اور دروازہ استعمال کی اشیاء رکھی گئی ہیں۔ دیہات میں لڑکے کے مالوڑ مدرسہ کی بیرونی چار دیواری پر زینت بخش ہیں۔ آپ کسی بوزل مقام پر جبراً گھر کھونا چاہتے ہیں۔ جماعت اول کے کمرے خاص قابل دید بنائے گئے ہیں۔ ان میں تعلیمی چارٹ تعلیمی اور تفریحی مٹی۔ ٹین اور ربر کے کھلونے جنگلی اور گھر بلو جانوروں بزیوں اور پھولوں کے نمونے۔ مفید تصاویر۔ پراجیکٹ میٹھ کے مطابق تعلیم دینے کے چارٹس باقربار رکھے ہیں۔

(۷) **صفائی اور بلینچے**۔ یہ شعبہ آپ کی خاص توجہ مضبوط ہے۔ ہر مدرسہ میں حسب گنجائش باغیچہ لگایا گیا ہے۔ جو سبھی پھولوں بزیوں سے آراستہ پیرا استہ ہے تعلیمی کمرے اور صحن مدارس صفائی میں آئینہ کا نمونہ ہیں۔ طلباء روزانہ ہٹا کر۔ مسواک کر کے آنکھوں میں سرمہ ڈال کر صاف ستھرے لباس میں ملبوس آتے ہیں۔ مدرسہ میں شیشہ۔ صابن اور تولیہ موجود ہے۔ غلیظ بچوں کو مدرسہ اپنے دروازے صاف ستھرا کرنا ہے۔ آپ کتابیں روٹانے اور حفظان صحت کے ازبر کرانے پر قانع نہیں بلکہ عملی طور پر بچوں کے دانت صاف چاتے ہیں۔ منہ سے بدبو نہ آئے۔ آنکھیں میل نہ ہوں اور عینک سے مستغنی ہوں۔ جیم نیٹ اور لباس کثیف نہ ہوں۔

(۸) **صنعتی تعلیم**۔ اس خیال سے کہ طالب علم تعلیم سے فارغ ہو کر آبائی پیشوں میں مشغول ہو جائیں۔ آپ نے اس شعبہ کا رواج ضروری مانا ہے۔ چنانچہ مدل مدارس میں مقامی حالات کے مطابق جلد سازی۔ صابون سازی۔ انگریزی۔ پارچات پر کلکاری اور کاریگری وغیرہ مصنوعات شروع کی ہیں۔

### الغرض

آپ کی تشریف آوری ضلع کی تعلیمی۔ جمعی۔ جہانی۔ اعلیٰ اور آرائشی کیفیت کو بے نظیر انتظامی مروت سے رہی ہے ضلع کے مدرسین اور باشندے آپ کے ممنون احسان ہیں اور ان سب کی دلی آرزو ہے کہ آپ کا سایہ عرصہ دراز تک ان کے سروں پر رہے۔

اسی ذیل میں تحصیل شاہدرہ میں آپ کے دست راست سردار تلسا سنگھ صاحب اسے ڈی آئی آپ کی ہدایات اور نظام عمل میں مستوری سے

خاص ایزلوی فرار ہے ہیں۔ جماعت اول سے چہارم تک اسی قسم کا نصاب تعلیم اور طریقہ نافذ کیا ہے کہ طلبہ جامعہ چہارم پاس کئے بغیر سکول نہ چھوڑیں اور جامعہ چہارم پاس کر کے راہداری۔ خطہ ہتر۔ ڈھال باش اور معاملہ اراضی کی سچی لکھ پڑھ سکے۔ مختلف مقامات پر دیہات، ٹڈا، میلوں کا انتظام کر کے اہل دیہات کی مجلسی ترقی و اصلاح میں خاص کوشش کی گئی ہے۔ (گیان چند)

**خالصہ مڈل سکول چک نمبر ۲۹ جنوبی سرگودھا** (۱) اہل علاقہ شہر سے دور ہونے کی وجہ سے نور علم سے خلا ہی صاحب نے ایک پبلک لائبریری جو منومہ بہ سردار کم سنگھ سٹورین لائبریری کے اجراء کا نتیجہ کیا۔ کہ اہل علاقہ کو مختلف مضامین کی مفید کتب مہیا کر کے ان میں تعلیمی مشوق پیدا کیا جائے تاکہ وہ بھی نور علم سے منور ہو کر میدان ترقی میں کامزن ہو سکیں۔ چنانچہ خیر خیر گو رو گو رو کو بڑے بڑے مہاراج کے جنم دن کی تقریب پر سکول ہڈا میں ڈاکٹر اندر سنگھ صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا گیا جس میں علاقہ کے خرفا لکھنٹ سردار کو تار سنگھ جی۔ خیر عیان مہنت بھگوان سنگھ جی نے شہریت بخش کر جلسہ کو رونق دی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجوزہ لائبریری کے مقاصد اور موزید پر پوری روشنی ڈالی جس سے متاثر ہو کر چالیس اصحاب نے فہرست ممبران میں نام درج کر کر جو صلہ افزائی کی۔ صاحب صدر نے لائبریری کی افتتاحی رسم ادا کی۔ یقین کر یہ تحریک مفید اور کار آمد ثابت ہوگی۔ (ادواتر سنگھ)

(۲) سال گذشتہ کی طرح امسال بھی طلبہ اسکول نے تحصیل ڈورنمنٹ میں نمایاں حصہ لیا۔ اور ہر کھیل میں چوٹی کے کھلاڑی بنائے ہوئے۔ اگر کھیل کا امتیاز یکپ بدستور انہی کے حصے آیا۔ رستہ کشی اور فٹ بال میں انہوں نے حاصل کئے۔ دوڑوں میں بھی ممتاز رہے۔ سکول ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے۔ سردار جودھ سنگھ صاحب بی اے آنرز ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (ادواتر سنگھ)

**گورنمنٹ ہائی سکول جہلم** ہنر ایکسیلنسی نواب گورنر بہادر پنجاب ۱۸ جنوری کو شام کو سکول ہڈا میں تشریف فرما ہوئے۔ لالہ سنگاؤٹس اور مینٹ نے سلامی دی۔ آپ نے سکول کی عمارت کا جو سہر طرچ مانجور اور جھنڈیل سے آراستہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ سکول ملاوٹ میں طلبہ کی ماس ڈرل اور سنگاؤٹس کی مختلف و پچھپ کھیلیں یعنی سائیکل کے کرتب، جمناسٹک کے کرتب اور بالائیٹنڈ باسکٹ ملاوٹ فرمائیں جن سے آپ بے حد محظوظ ہوئے۔ سکول کی عمارت کی عمدگی۔ گراؤنڈز کی صفائی اور کھیلوں کی خوبی پر سکول و ٹریک میں اظہار خوشنودی فرمایا۔ (امام الدین)

**ہر بھگوان میموریل ہائی سکول فیروز پور شہر** ۱۷ جنوری کو صاحب ڈاکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے سکول کا معائنہ کر کے اور لالہ سردار اندر صاحب ہیڈ ماسٹر سے اپنی واقفیت تروتازہ کر کے بہت خوش ہوا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو تعلیم کی خاطر فرخ دل سے وقت کیا ہوا ہے۔ سکول حسب معمول پھل پھول رہا ہے۔ (چرنی بھل)

**مڈل سکول سیالہ ضلع انبالہ** انجمن علمین سنٹر کا اجلاس مولوی خلیل الرحمن صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول خضر آباد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تمام اساتذہ سکول و سنٹر نے لالہ نند لال صاحب ہیڈ ماسٹر سیالہ سکول کی اہلیہ محترمہ کی بے وقت وفات حسرت آیت پر دل رنج و ملال کا اظہار کیا اور ضامے بزرگ سے استغاثہ کی گئی کہ مرحومہ کو جو ارادت میں جگہ دے اور پسماندگان کو سب جہل کی طاقت عطا کرے۔ (سلطانہ شریا)

رہنمائے تعلیم اس سناٹے جانکاہ میں لالہ نند لال جی سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ (سچی پوا)



گنڈا سنگھ مندوہائی سکول سیالکوٹ { ۵ جنوری سنہ ۱۹۷۷ء میں نیچے دوپہر کو سردار امر سنگھ جی میونسپل کمنشنر سیالکوٹ  
خلعت الرشید سردار صاحب سردار گنڈا سنگھ صاحب منیجر سکول ہذا کا انتقال ہو گیا  
اتوار اور سوموار کو تعطیلات کی وجہ سے سکول بند تھا۔ لہذا جنوری کو منگل سکول کے اُستاد ملے اور طلبہ نے ماتمی جلسہ منعقد کیا اور تمام حاضرین  
نے کھڑے ہو کر پرانے پرانے کی کہ مرحوم کی آتما کو شائستگی بخشنیں اور ان کے والدین بزرگوار سردار صاحب سردار گنڈا سنگھ جی کو اس بے وقت  
اور نوجوہ حادثہ کے برداشت کی طاقت دیں۔

سردار صاحب ایسے ذاتی - نیک اور فرشتہ سیرت بزرگ کو اپنے فرزند اور جہد کی یہ وقت موت سے جو صدمہ ہوا ہے تمام ایماندار ہر اسے محسوس کر رہے ہیں اور دلی ہمدردی کا ثبوت دینے کے لئے حق دہن ان کے مال ماتم پر سی کو آرہے ہیں۔ (جھگو انداس نارہیہا سٹرا)

وہناے تعلیم بھی اس مصیبت وہ واقعہ میں سردار گڈا سنگھ صاحب دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (سجیوہا)

گورنمنٹ سنٹرل اردو سکول بھیٹری ضلع ننھانہ کے سے زور سے خدا نازل بھی کشادہ ہے۔ نہایت فرحت اور مسرت سے ملتا ہے کہ یہاں سکول بڑا ہے اور اس میں سکول کے بچوں کو جو تعلیم ملتی ہے وہ بہت اچھی ہے۔ یہاں سکول کے بچوں کو جو تعلیم ملتی ہے وہ بہت اچھی ہے۔ یہاں سکول کے بچوں کو جو تعلیم ملتی ہے وہ بہت اچھی ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول روپڑ کے ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ اسٹیبلشمنٹ میں شامل ہو کر جہاں سکولوں کے علاوہ ضلع بھوکے دوڑنے والے بھی مدعو تھے۔ متحدہ صوبہ ہرستہ دوڑوں میں بلونٹ سنگھ مذکور اول رہا جس کے مدرسے اسے تین تھپے اور تین سہیلی صاحب پریزیڈنٹ نے نامزد کر کے ضلع بھوکے میں اول رہنے پر تعظیم کی۔

لاہورنگو لال صاحب نے جب دوبارہ سکول کا چارج لیا ہے۔ سکول جہانی تعلیمی اخلاقی پہلو میں دن دو گئی اور رات چو گئی ترقی کر رہا ہے۔  
(سائلگ رام شریا)

**تحصیل ٹورنٹ سمرالہ ضلع لودھیانہ** [ما کی۔ کٹرٹ اور کٹری باواتا سٹنگ صاحب تحصیل سمرالہ کی صدوات اور  
نگرانی میں کھلی گئیں۔ اس موقع پر فاضل سمرالہ میں میلے کی طرح دھوم دھام رہی۔ باوا صاحب نے ٹورنٹ کو ہر طرح سے کامیاب بنانے  
کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی جس کے ممبران میں سردار کپتان جنگ پال سنگھ ٹھائیں لہڑاں سردار نرائن سنگھ صاحب ذیلوار وغیرہ  
سردار دلپ سنگھ صاحب رئیس لہڑاں وسب جسٹس سمرالہ اور سردار صاحب سردار ہرنام سنگھ صاحب انجیری جیسٹس کے نام خاص  
قابل ذکر ہیں۔

قدری کے علاوہ سردار نرائن سنگھ صاحب اوکپتان صاحب موصوف نے چانری کے کپ بھوئے۔ دوسروں کے انعامات تقسیم کرنا  
انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں اکثر ذیلوار صاحب اور دیگر معززین نے چندے دیئے۔ لالہ منشی رام صاحب نائب تحصیلدار بھی صاحب صدر کے  
معاون اور دست راست ثابت ہوئے۔ چودھری کرتا سنگھ صاحب لے ڈی آئی۔ پڈت دینا ناتھ صاحب پی ٹی۔ چودھری محمد شرف صاحب  
انسپکٹر محکمہ کو اپریشن اور دیگر افسران بھی خاص امداد کا موجب ہوئے۔ آخری دن جناب نواب سعید اللہ خاں صاحب ایم لے آئی کی اس  
ڈپٹی کمشنر بہادر پھراہی دیوان گوگل چند صاحب افسران۔ مشر ماروے پرنسپل گورنمنٹ کالج۔ سردار کپور سنگھ صاحب سینیروائس جی پی ٹی  
بورڈ اور سردار جوگند سنگھ صاحب بی اے بی ٹی ڈسٹرکٹ انسپکٹر ماسٹر تریف لائے۔ ٹورنٹ دیکھنے کے بعد دربار سبائیگ جس میں مشاعرہ کا  
انتظام بھی تھا۔ ٹھاکر ستیہ پال سنگھ خلعت ٹھا کر رام داس جوہان ساکن لودھیانہ شہر اور منشی فقیر محمد صاحب عابد سید ماسٹر بنگی کلاں نے خیر خواہ  
کے عثمان سے نظمیں پڑھیں جو خاص مقبول ہوئیں۔ دیگر شہر سے بھی نظمیں پڑھیں۔ منشی جیو رام صاحب ڈرل ماسٹر کاکا ناہو۔ باواتا سٹنگ صاحب  
نے رپورٹ پڑھی۔ صاحب صدر نے جو تقسیم انعامات دیہاتی لوگوں سے مخاطب ہو کر مجربہ تقریر کی اور تلعیق کی کجحت کا خیال رکھنا جزو دین  
ہے اور تمام کارروائی پراٹھا ر خوشنودی فرلے ہوئے باواتا سٹنگ صاحب کی بہت دوش کی داد دی۔ (رٹھا کر ستیہ پال سنگھ)

**ایف ریشہ کورس تحصیل سمرالہ** [چودھری کرتا سنگھ صاحب بی اے بی ٹی اے ڈی آئی تحصیل سمرالہ حال ہی میں اکتوبر ۱۹۷۳ء کو  
درہم کی عملی مشکلات کو محسوس کرتے ہیں۔ سکولوں کے معائنہ پرنٹاٹھن مشکل کر لاگت میں انکا اندراج آپ کا کام نہیں بلکہ پورا دن مال  
ٹھہر کر مدرسین کی ہر مشکلات میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور ہر ایک مضمون خود پڑھا کر پسنائی کرتے ہیں۔ چونکہ تعلیمی سال قریب الانقضا ہے اور  
آپ ہر سکول کا انفرادی طور پر ملا حظہ کر نہیں سکتے تھے۔ آپ نے تحصیل کے تمام وریکلر اول مدرسین اور سید ماسٹر صاحبان سیکنڈری مدارس کو  
تحصیل کے سید کو اٹری میں بلکہ بطور ایف ریشہ کورس ٹریننگ دی تاکہ تھوڑے وقت میں سب کام متعلقین پر واضح ہو جائے۔ آپ کی تشریف آوری  
سے پہلے سال آخر تہہ کی نسبت تعداد طلبا میں کئی ٹکوں کی کمی تھی۔ مگر آپ نے شبانہ روز محنت اور عزم و ہمت سے میٹ ایسے پیمانہ  
علاقہ میں کام کر کے نہ صرف سابقہ کی پورا کردی بلکہ ۷۰ طلبا کا معتمدہ اضافہ کر دیا۔ مدرسین کی کمی تنخواہ کو آپ دل سے محسوس کرتے ہیں۔ اور  
لائق مدرسین کی دل سے قدر فرماتے ہیں۔ آپ کا مقولہ ہے کہ اگر تعلیمی قابلیت کا لحاظ محکمہ تعلیم میں نہ رکھا جائیگا۔ تو اس کے درد ان  
کیا اگلے جہان سے آئیں گے۔ امتحان کے موقع پر وہ ٹیچر کی ذات اور طلبا کے سکول پر پورا اور ابھر وسہ کرتے ہیں اور سوال لکھا کر طلبا کو  
ٹیچر کو ان مشکوک نظروں سے نہیں تکتے جن سے کوئی پولیس میں ملزمان کو تانا کا کرتا ہے۔ آپ ولایت اور امریکہ کے امتحانات کی کیفیت

جنا کر بتایا کرتے ہیں کہ وہاں طلبہ دوسرے بڑے امداد حاصل کرنا اپنی توہین خیال کیا کرتے ہیں۔

زیر عنوان ریفریشر کورس میں جو جو ہدایات آپ نے ہر ایک مضمون کے پڑھنے کے مطابق سکولوں میں لٹیاں اور پیشاب خانے اور بالتحصیل لکھنا کارے دار کا مسئلہ ہے۔ ڈوئیزل اسپیکٹر صاحب جالندھر کی ہدایات کے مطابق سکولوں میں لٹیاں اور پیشاب خانے اور صحن مدرسہ میں پھل پھول نگانے اور فیملی سسٹم جاری کرنے کے متعلق ہدایات دیں جیسا کہ ڈل سکول ڈہرو میں پہلے سے جاری تھے ہیں۔ املا۔ زبانی حساب اور جغرافیہ کے متعلق عملی سبق دیکر رہنمائی کی گئی خطوط نویسی کا سبق آپ نے خود پڑھایا۔ چالیس پچاس نجی چھٹیاں اور خطوط طلبہ کے ہاتھ میں دے کر خاموشی مطالعہ کرایا گیا اور پھر احتجاجاً ہر ایک کا مضمون سنا گیا اور طلبہ کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھی فرداً فرداً اسی مضمون سے ملنا جتنا خط یا چھٹی تحریر کریں۔ دوران تربیت میں ہیڈ ماسٹر صاحب بلیر وال ڈل سکول نے اکثر سوالات پوچھے جن کے مشکوک کو نہایت اطمینان سے رفع کیا گیا۔ ڈل سکول ڈہرو کے رجسٹرار کی عمدگی کا خاص اعتراف کیا گیا۔ مہاشہ شیریں لال ہیڈ ماسٹر ڈل سکول ہیرا نے بھی اپنے اُن ذاتی تجربوں کو بیان کیا جن پر سکول کی کامیابی کا انحصار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایمانداری ایک نیا اصول ہے۔ اس کورس میں مہاشہ صاحب نے سیکرٹری اور ٹیچر اسٹینڈ پال سنگھ صاحب نے اسٹنڈنٹ سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور اتفاقاً لئے سے پاس ہوا کہ کارڈز مختصراً پریس میں اور اس کی کاپی نقل صاحب ڈسٹرکٹ اسپیکٹر مدراس کے حضور میں بھیجی جائے۔ (ٹھا کر اسٹینڈ پال سنگھ اور فاضل)

**ڈل سکول شروع ضلع ہوشیار پور**  
آگر ٹھہر شکر کے تحصیل ٹوہنٹ میں سکول ہڈا کی فٹ بال۔ والی بال۔ آگر ٹچر کیڈی اور مدرسہ کشی کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ اور سکول کے کھلاڑیوں نے اپنے استقلال اور تہذیب کا پورا ثبوت دیا۔ آگر ٹچر کے تین میچوں میں حصہ لینا ٹرا۔ مگر ہر میچ میں جن عمدگی اور کمال سے کامیابی حاصل کی اسے ظاہر کرنا آسان کام نہیں فاضل میچ قابل دید تھا۔ اور سکول ٹیم نے دو گول پر کامیابی حاصل کی۔ کیڈی میں بھی اول رہے۔ مدرسہ کشی میں دوسرا نمبر حاصل ہوا۔ فٹ بال کا انعام توڑ مل سکا مگر کھلاڑیوں کے کرتب وادب پر واضح ہو گئے۔ ٹوہنٹ میں سکول ٹیموں نے نرالی شان اور متعلق مزاجی سے کامیابی حاصل کی جس کے لئے چودھری نور محمد صاحب بی اے بی بی ہیڈ ماسٹر کی عظیم الشان کوشش اور ان کے قابل سفارشات کی سبب بلوغ مبارک کے قابل ذکر ہے۔ (شیر محمد)

**غلط فہمی**  
مجھے نخر اور خوشی ہے کہ میرے ناقدین کو اپنے رہنمائی تعلیم سے اس قدر دلچسپی ہے کہ وہ اس کی اشاعت میں دوسری تاخیر کو بھی غلط فہمی سمجھ کر اور انہیں کرتے۔ اگر کسی خبر کو دو یا دو دن کی دیر ہو جائے۔ تو مطالبہ کی ڈاک کا تاثر شروع ہو جاتا ہے۔ بالخصوص خاص کر ہاں کی اشاعت میں جب دو چار یوم کی دیر ہو جاتی ہے۔ تو میرے کرمفرما آپ سے بھی باہر ہو جاتے ہیں اور اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ گویا میں نے عمدہ ان کو خاص خبر روانہ نہیں کیا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہوتا ہے کہ خاص خبر جیسا کہ آپ بزرگوار بخوبی جانتے ہیں۔ کافی ضخیم ہونے کی وجہ سے وقت بھی پاتا ہے میں تو ادھر خاص خبر کی سچ دہجہ اور اس کی طاعت کے فکر میں سرگرداں رہتا ہوں اور میرے مہربان اس غلط فہمی میں پھنس جاتے ہیں کہ میں عمدہ ان کو رسالہ نہیں بھیجتا۔ (ریجنر)

**ڈل سکول وار برٹن ضلع شیخوپورہ**  
۲۲ جنوری کو جناب سردار صاحب مدراسوں سنگھ صاحب بی اے ایس ڈسٹرکٹ اسپیکٹر مدراس صاحب لے ڈی آئی فار پی ٹی کے ہمراہ سکول ہڈا کا سالانہ معائنہ فرمایا۔ پبلک نے انگریزی باجے کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ سکاؤٹ ماسٹر اور سکاؤٹس نے سلامی دی۔ ریلوے سٹیشن سے سکول بلڈنگ تک سکول بچوں کا ہوا بہانہ مددگار گیت گانا۔ باجے کا بچہ اور سکول میکنڈ ماسٹر صاحب کا حفظان صحت اور متعدی امراض پر لیکچر۔ اڈیموں کی شیر العزلا ایک دلکش نظارہ لئے تھے۔ سردار صاحب نے بعد معائنہ سکول کی تعلیمی حالت پر اظہارِ طمانیت کیا۔ کمروں کے اندر تواضعی جغرافیائی۔ حفظان صحت اور کاشتکاری کے چارٹس خصوصاً جماعت اول

مندی بچوں کے ترغیباً چارٹس۔ باغیچہ میں پھل اور پھولدار پودے اور ریشم پر گولوں کے اندر مختلف اقسام کے پھولوں کی سجاوٹ پر اظہارِ مسرت فرمایا۔ طلباء کی ماس ڈرل۔ پہلے فارائل۔ سکائوٹوں کی ورزش اور دیہاتی ٹیموں کے مقابلے مثلاً گڈری کشتی۔ وال بال۔ تنکا۔ بھنگڑا۔ لمبی اور اونچی چھلانگیں اور دیگر کھیلوں کو پسند فرمایا۔ تماشا ٹیبل کا بھجم اس موقع پر ایک انجوبہ اور ریشم لطف کیفیت دکھارنا تھا۔ تقسیم انعامات کے جلسے کی صدارت فرماتے ہوئے آپ نے انعامات تقسیم فرمائے۔ سیکرٹری ماسٹر صاحب نے آپ کی شان اور دیگر ان افسرانِ معائن کی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ طلباء نے شہزادی کا دراصلہ ایسے عمدہ طور پر ادا کیا کہ حاضرین ہنسی کو ضبط نہ کر سکے۔ انعامات اور شیرینی کی تقسیم طلباء اور دیہاتی عیتے و انگو حسبِ مہماندہ دیئے گئے اور محرفینِ جماعت اول کو اچھا بھنگڑا دکھانے پر آپ نے ایک پیہ جیب خاص سے عطا کیا۔ آخر میں آپ نے تعلیمی اور دیگر مختلف شیعہ جات پر جامع اور موثر تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ سکول ہیڈ ماسٹر تھا اور اسکے سٹاف کی یک جہتی سے واقعی نمونے کا سکول بنا ہوا ہے۔ اس کے قابلِ قدر اور دیرینہ سروس ہیڈ ماسٹر سردار سید گل صاحب کی محنت کی داد دی اور سکول کی زرافروں ترقی اور کامیابی پر متعلقین کو مبارک باد (میلا سنگھ)

**مڈل سکول کول ضلع کرنال** پرنڈت برہمانند صاحب ہیڈ ماسٹر نے ایسے وقت سکول کا چارج لیا۔ جبکہ انگریزی تعلیم یکم اپریل ۱۹۳۳ء سے ہندو بھلی تھی اور حتمہ مڈل دیورڈنگ ہوس ٹرکول کے سرٹیفکیٹ لے جانے پر فانی ہو چکے تھے۔ مگر اپنے اپنے برتاؤ سے اس وقت سکول سے اس ناگفتہ بہ حالت پر جلد ہی قابو پایا۔ سٹاف سے برتاؤ و ہمدردانہ طلب سے سکول کا پیمانہ چھپانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے باقاعدہ کھیلوں کا کھلانا۔ طلباء کی پوشاک اور جسمانی صفائی کا ملاحظہ عنایت کے لفظات جتنا کہ بہتر کی ترغیب دلانا وغیرہ۔ اس وقت تک تعداد میں ایک سو کا اضافہ ہو چکا ہے۔ اور جسمانی اخلاقی تعلیمی اور روحانی ہر پہلو میں نمایاں ترقی کا ظہور ہے۔ بورڈر بھی ۱۶ میں ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء کو صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے بعد ملاحظہ سکول لاگ ایک میں درج فرمایا۔ صبح کے وقت جو دعائی گئی خاص اخبر میں ڈوٹی ہوئی تھی اور ہر سننے والے کو متاثر کرتی تھی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وہ ٹرکول میں وقت اور کام کی اہمیت کے مطابق پیچیدگی پیدا کر سکتے ہیں ۱۵

اسی روز صاحب مدد و تح کی صدارت میں تقسیم انعامات کا جلسہ عمل میں آیا۔ پرنڈت تلوک چند صاحب نے ڈی آئی علاقہ بھی موجود تھے۔ سربراہ آوردہ اشخاص دیہہ کے علاوہ اہل مصافات نے بھی شرکت فرمائی جو مدرسہ سنٹر سکول کے ہمراہ تھے۔ پراختہا کے بعد حکام نے طالب علم کی زندگی اور جگت رام نے رسومات بد پر تقریر کی۔ دو ارکا داس نے راگ میں تعلیم کے فوائد بیان کئے۔ طلباء چہارم جماعت نے رشوت کی مذمت میں مکالمہ دکھایا۔ طلباء جماعت ہفتم و ششم اور ششم و چہارم نے بیت بازی کی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب سالانہ رپورٹ پڑھی۔ صاحب صدر نے انعامات تقسیم فرما کر فرمایا سکول کی ہر گونہ ترقی اور بہتر حالت سے مجھے خاص خوشی ہوئی۔ اپنے عہد میں ایسا سکول دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ جو ہر لحاظ سے بہتر ہو۔ عزیز جگت رام کی تقریر نہایت لاجواب تھی۔ اُمید کہ یہ ہونہار بچہ بڑا ہو کر خوب ترقی کریگا اور اپنے خاندان کا نام روشن کریگا۔ حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ (نقحرام شہزاد)

**لوئر مڈل سکول ٹکریا سٹ را پور شہر ضلع شملہ** ۱۲ نومبر کو ماسٹریس ایف ڈی ٹی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے سکول کا معاشرہ فرمایا۔

ہر شعبہ تعلیم میں خود بخود دیکر جملہ افزائی فرمائی۔ بنی معاشرہ تعلیمی جسمانی ورزش کا معاشرہ کیا اور خامیوں کے متعلق اظہارِ خیالات کیا۔ رات کو بورڈ ران نے منشی بشمول سکریٹری ماسٹر اور نیکی کیول رام کی ٹکرائی میں مختلف نظائیں گائیں۔ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے تعلیم کے فوائد و کی پابندی فرض کیا اور محنت کی جملہ انسانیت سے جو فیوض پر ہدایت مالا مال کیا۔ پرنڈت مندرائے تھا ہیڈ ماسٹر نے ماسٹر صاحب کا شکر یہ ادا کیا کہ تعلیمی ہر گونہ اور شوق کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود علالت طبع آپ موقع پر تشریف لاکر میں مہرمن منت کیا۔ (بشول)

## ریویوز

**دی گراموفون ریویو کلکتہ** { مسٹر یوسف بیگ خدام کی ادارت میں اکتوبر ۱۹۳۷ء سے عالم وجود میں آیا ہے۔ اس کا نام ہی اس کے تعارف کے لئے کافی ہے۔ کہ دورِ حاضر کی جدتوں اور دائمی کا دشمن سے متاثر ہو کر گراموفون اور اس کے ریکارڈوں وغیرہ ضروریات کے متعلق معائنہ شائقین کی تفتن طبع کا موجب ہو ا کریں اور آرٹسٹ حضرات اپنی موانع خیال اور تھاپوں سے شائع کر سکیں۔ نیز جن باکمالوں کے ریکارڈ سُنئے جائیں ان کی تصاویر بھی زیب اوراق ہو جائیں۔ تینوں نمبر اکتوبر نمبر۔ نومبر نمبر اور دسمبر ۱۹۳۷ء ہمارے پیش نظر ہیں اور اس امر کے شاہد ہیں کہ جن اغراض و مقاصد کو کے کر زیر ریویو ہم عصر عالم وجود میں آیا ہے انہیں نہایت خوبی سے ادا کر رہا ہے۔ معائنہ نشر و نظم ہر مذاق کے باکمال مطالعہ فرما سکتے ہیں اور محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اور اس فن کے باکمالوں کے دیدار سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ نومبر اور دسمبر کے میراثیوں صاحب ہیں۔ چند سالانہ دورے پیشما ہی سوار و پیہ قیمت فی پرچہ ۳۔ مقام اشتا نمبر ۱ ذکر یا اسٹریٹ کلکتہ۔ خط و کتابت میجر صاحب رسالہ سے کی جائے۔

**ہفتہ وار نگار خانہ لکھنؤ** { فلم میرے۔ اور فلمی دنیا کا نامزد ہے۔ ہر ماہ کی ۴-۱۲-۲۰-۲۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ مسٹر اسماعیل انصاری اس کے میٹنگ اڈیٹر ہیں۔ فلمی دنیا کے شائقین سرپرستی فرمائیں۔ قیمت سالانہ تین روپے دفتر کا پتہ پارچہ والی گلی لکھنؤ اور اس پتہ پر تمام خط و کتابت کی جائے۔

**ارمغان ادب اردو** { اللہ تارا چند صاحب باہل ہریڈا مسٹر ورنیکر مڈل سکول ڈب کلان اپنے تجربہ اور قابلیت کی وجہ سے ورنیکر دنیا میں کسی مزید تعارف کے محتاج ہیں۔ ورنیکر فاسل امتحان متواتر کئی سالوں سے دلا ہے ہیں اور اس امتحان کی ضروریات سے نہایت باخبر ہیں۔ آپ نے تمام ورنیکر معائنہ پر اس قسم کی کتابیں لکھی ہیں۔ اردو زبان کا چرچہ اس امتحان کی جان ہے۔ لہذا آپ نے اس زبان میں اپنے سابقہ ذخیروں کی نظر ثانی فرما کر ارمغان ادب اردو نوٹس سرے سے شائع کیلئے اور اُمیدواران کی ضروریات کو ہر طرح سے ملحوظ رکھ کر ان کے لئے کامیابی کی خواہش قائم کر دی ہے۔ ہر قسم کے سوالات اس میں موجود ہیں۔ اور چونکہ یہ امتحان کسی مقررہ کتاب سے نہیں ہوتا۔ لہذا آپ کے پرچہ جات بہت معقول اور مفید ہیں۔ جو نمبرے نشر کے دیئے گئے ہیں۔ نہ صرف امتحان کی ضروریات پر ہی حاوی ہیں بلکہ بجائے نئے نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ اسی طرح حصہ نظم بھی دلچسپی ہے۔ اور اُمیدواران کی معلومات کو بڑھانے کے فرائض اور اساتذہ کرام کے معاون ہیں۔ اغلاط کے سوالات۔ محاورات اور لفظوں کا وغیرہ سب اپنے اپنی جگہ پر موزوں اور متعلقین کی رہنمائی کا موجب ہیں۔ قیمت پر قابل مصنف سے دوسرے ڈپ کلاں ہر سہ ماہی شوروٹ ضلع جھنگ مل سکتا ہے۔ کتاب کا نمبر ۴ کے ٹکٹ ملے پر صرف ہیڈ مارٹر صاحبان کو بھیجا جاسکتا ہے

**وکٹری ڈائری الہ آباد ۱۹۳۷ء** { مسٹر رام نارائن لال صاحب کٹرہ روڈ الہ آباد کی اسم بائسکی وکٹری ڈائری دستور اور لائسنس والا سفید جکتا۔ آغاز اور انجام میں کئی مفید مطلب امورات کا مجموعہ جو فرصت کے لئے بہترین مطالعو کی کتاب کا کام دیتا ہے۔ شائقین کی میزوں کا سنگار اور حساب رکھنے والے احباب کی جلد ضروریات پر حاوی اپنی نظیر آپ سے ماہنامہ بڑے شوق اور خوشی سے اس کی سرپرستی اور خریداری پر توجہ دلاتے ہیں قیمت ۱۲ روپے اس کی خوبیوں کے مقابلہ میں محض پرائے نام قیمت ہے۔ مسٹر رام نارائن لال کٹرہ روڈ الہ آباد سے طلب کی جائے۔

جانب نکل صاحب بنارس کی طرف سے کلام ربانی کا جو اشتہار رسالہ جاری ہے۔ اس کے متعلق جن جن صاحبان نے ٹکٹ لکھے ہیں۔ اور ان کو کتاب نہیں ملی۔ وہ اپنی بے بسی

**سری رام انجن** عام طور پر اشتہاری ادویہ و اشیاء پر اعتبار کم ہوتا ہے۔ مگر فرانچ انگلشت یکساں نہ کر دے بعض مشہور سری رام انجن کا اشتہار اشاعت کے لئے موصول ہوا۔ میں نے حکیم صاحب کو لکھا کہ جب تک میں اس کا تجربہ نہ کروں تب تک اس اشتہار کی اشاعت منظور نہ کرونگا۔ چنانچہ حکیم سری رام صاحب دو ماہ مجھے ایک شیشی بھیجی جس کا میں نے خود استعمال کیا۔ کیونکہ میری آنکھوں میں عرصہ سے لکڑوں کی تکلیف رہتی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ حکیم صاحب نے اس دوا میں نہ معلوم کونسا جادو بصر دیا ہے۔ کہ دو ایک بار کے استعمال سے ہی مجھے کافی فائدہ معلوم ہونے لگا ہے یہ کوئی بنا و سہ نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے کہ واقعی سری رام انجن کی جس قدر تعریف اس کے موجد نے بیان کی ہے وہ من و عن درست ہے۔ حکیم صاحب کا دعوے بلا دلیل نہیں۔ بلکہ ان کے پاس سینکڑوں سرٹیفکیٹس ہیں۔ جن میں اکثر یہ لکھا ہے کہ اس انجن کے اگر دو چار قطرے بھی پانچ روپے میں مل جائیں تو بڑی خوش نصیبی ہے۔ میں ان کے دواوی پر یقین کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ پراتما حکیم جب تک تھ میں اور بھی برکت و شفا دیں تاکہ وہ ہمیشہ ازیش ملک کی خدمت کر سکیں اور امراض چشم کی بر بھی ہوئی رو کو جلد (از جلد) دور کرنے میں کامیاب ہوں۔

میری رائے میں ہر اس شخص کو اس انجن کی ایک ایک شیشی ضرور خرید کر اپنے پاس رکھنی چاہئے۔ جو آنکھوں کی کسی بھی بیماری میں مبتلا ہو۔

یہ انجن ہر مرض چشم کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ حکیم صاحب کا یہ بھی دعوے ہے کہ اگر کسی صاحب کو فائدہ نہ ہو تو وہ اپنی قیمت واپس منگوا سکتا ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے (پنچ روپے) ہے۔ ضرورت مند اصحاب اس پتہ سے طلب کریں۔

مینجر دفتر رسالہ حکمت طبعی و شرطیہ شفا خانہ کائیں نور ضلع اٹالہ

**عربک کالج میگزین دہلی و ستمبر نمبر** تقریباً ہر ایک کالج کا اپنا میگزین ہوتا ہے جس میں زیر تربیت نوجوان کرتے ہیں اور اپنی انشاپردازی کی مشق کرتے ہیں۔ عربک کالج دہلی کا میگزین چشم بدور علامہ راشد الخیری صاحب کے نظر مسرہ صادق الخیری کے زور قلم سے وہ رنگ لئے ہے جس کا ہر خوش نصیب علمی رسالہ خواہاں ہونا ہے اور کیوں نہ ہو حضرت راشد الخیری صاحب کے فرزند ارجمند سے ڈیڑھ ارب کی خدمت گزاری کی توقع ہر طرح سے جائز اور بجا توقع ہے بقول ع میراث پدر خواہی علم پدر آموز۔ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم چل کر اُردو کی خدمت بجالانا انہیں ورنہ پدری ملا ہے اور زیر ریو لو میگزین اس امر کی شہادت ہے کہ آپ اپنے آپ کو ہر طرح سے اس خدمت گزاری کے اہل ثابت کر سکتے۔ ع زچشم بدورخ خوب تر خدا حافظ۔ اللہ برکت سے اور اس مذاق ادبی میں لئے دن ترقی آپ کے شامل حال رہے۔ آمین

**نگہت دیال باغ۔ آگرہ** آگرہ اگر شہنشاہ اکبر اعظم کے وقت ہندوستان کا دارالخلافت تھا۔ تو اب موجودہ آگرہ وقت میں رادھا سوامی مت کے واجب الاحترام جانشین کے قیام کی وجہ سے اس مذہب کے پیروکاران اور مردان با اخلاص کے لئے شان مان مغل کے دارالسلطنت سے بھی زیادہ وقعت لئے ہے۔ دیال باغ کا نام اس مذہب کے پانی کی یادگار ہے۔ چندت شیونا تھ صاحب کول گویا رسی نے اپنی عقیدت کے اظہار میں جو آپ کو رادھا سوامی دیال مہاراج اور اسکے محترم جانشینوں سے ہے۔ دیال باغ کے فیض بخش عالم و عالمیان کرموں کا اظہار مختلف مواقع پر جن نظموں سے کیا ہے انکا مجموعہ دیال باغ کی نگہت کے نام سے پریمی بھائیوں کے پریم بھائی

کو بڑھانے اور سرحد بھستان یا دہانہ ندین کے مقولہ کو اپنانے کے اظہار میں کیا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اپنے پریم کے دریا کو کوزہ میں بند کر دکھایا ہے۔ ہر ایک نظم کا ایک ایک لفظ آپ کے پریم بھاؤ کا بدہی ثبوت ہے اور اپنے واجب التحکم کو رو صاحبان سے آپ کی عقیدت نمایاں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نگہت دیال باغ آپ کے ہم خیال پروانوں کے دلوں میں جوش عقیدت کی دہی مستی پیدا کرے جو آپ کے دل میں پیدا ہو کر آپ کو دیال باغ کا صحیح معنوں میں فریقہ بنائے ہوئے ہے۔ عام شائقین بھی اس کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہو کر آپ کے پوتر جذبات دلی کی قدح کر سکتے ہیں۔ ریو تحریر کرنے وقت ہمارے پیش نظر محاسن کلام نہیں بلکہ وہ جوش عقیدت ہے جو ناظم کے دل میں بحیثیت مرید صادق جلوہ افروز ہے جس سے ہم بید مسرت انداز ہوئے ہیں۔ یہ نسخہ ارقیت پر کرشل اسٹور دیال باغ آگرہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ موجودہ کیلنڈروں کی صورت میں یہ تختہ تیار کیا گیا ہے۔ کہ شائقین اپنے مطالعہ کے آسان تختہ تعلیم القرآن آگرہ میں لٹکا کر وقتاً فوقتاً اسے مطالعہ کر کے مستفید ہوں اور جہاں عربی علم کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ وہاں اپنے کلام پاک کی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہو سکیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نہایت معقول طریق پر مشکلات کا اظہار ہوا ہے اور نہایت عمدگی سے رہنمائی کی گئی ہے۔ ہماری رائے میں ہر مسلم مرد و زن کا فرض ہے کہ یہ آسان تختہ جو صرف ۹ پائی کے ٹکٹ کی ترسیل پر مل سکتا ہے۔ حاصل کرے اور اس سے فیض یاب ہو۔ خان بہادر اسے عبدالکریم صاحب مالک کریم ہیری فیکٹری اپریس منٹری مدراس سے صرف محصول ڈاک ۹ پائی ترسیل کرنے پر مفت مل سکتا ہے۔

**عالم نسواں کا بہترین مصور مجلہ لیلے لاہور** معزز ہمعصر رسالہ ننگ خیال لاہور ادبی دنیا میں کسی تعارف کا محوز مدبر یکم ہوسن سن صاحب نے زمانہ امتحان نہیں۔ اس کے معزز مدبر یکم ہوسن سن صاحب نے زمانہ کی ضروریات کا احساس کرتے ہوئے عالم نسواں کی ادبی خدمت گزاری کے لئے زیر ریو اور سالہ کیلئے کے نام سے پیش کیا ہے۔ جس کی مدیرہ اعزازی محترمہ وزیر یکم صاحبہ ادیب فاضل لاہور ہیں اور خود حکیم صاحب موصوف سید فرید جعفری کے ہمراہ ادارت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ نئے سال ۱۹۳۵ء سے لیلے کا وجود فیض امداد اس خدمت گزاری کے لئے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور اس کے پہلے نمبر سے ہی ترشح ہو رہا ہے کہ لیلے جس خدمت کا بیڑا اٹھائے ہے اس میں بفضل کامیابی اس کے شامل حال ہوگی۔ اور ہم اس نومولود کو ادبی دنیا میں پیش کر کے تعلیم نسواں کے سرپرستوں اور شائقین سے اس کی سرپرستی کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ پہلے صفحہ پر ہی معزز ایڈیٹر صاحب کے قلم سے جو تمہیدی مضمون شائع ہوا ہے لیلے کی ضروریات اور اس کی خدمت گزاری کے دستور العمل اور قواعد پر خاص روشنی ڈال رہا ہے اس کے مطالعہ سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ جس جذبہ خدمت گزاری کو لے کر یہ نومولود عالم وجود میں آیا ہے کامیابی اس کے شامل حال ہوگی اور وہ دن دور نہیں کہ اپنی قسم کے ممتاز رسائل میں محسوب ہو کر محبوب القلوب کا خطاب پائے۔ چند سالانہ چار روپے اور بی پڑچہ در خیرمداری کا پتہ نیز سالہ لیلے۔ دفتر ننگ خیال لاہور۔

**دی سکارلس کمپنیں** یعنی رفیق طلباء۔ سالانہ چندہ ۱۲ انگریزی میں طلباء کی باقیات کے موافق مضامین اور ضروری گوٹرن اے اس کے مدیر ہیں اور صوبہ پنجاب کے نوجوان میسرز رام لال سوری اینڈ سترنا وکلی لاہور سے خرید سکتے ہیں یا براہ راست میجر صاحب دی سکارلس کمپنیں درہ کلان دہلی سے منگوا سکتے ہیں۔

نوٹ۔ خطہ کتابت کے لئے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل سے معاف فرمائیں۔

# نہایت مفید و نادر کتب

## مجموعہ مضامین

حاج مضمونوں کی کتاب ڈیل نارمل  
پرنٹنگ کے لیے اور انٹرنس کے طلباء کیلئے نہایت  
مفید اور کامیاب مجموعہ مضامین ہے  
قیمت ۸ روپائی ۱۲

## علمی کہانیاں باتفتو

اس کتاب کی خوب سے متاثر ہو کر  
پنجاب سرکار نے ہمیں ایک صد  
روپیہ نقد انعام دیا تھا۔  
قیمت فی جلد ۸

## مخزن تشریح

لغت کی نادر کتاب طلباء کے  
ڈیل نارمل ایس وی انٹرنس وغیرہ  
سبھی کے لئے مفید ہے۔  
قیمت فی جلد ۸ روپائی ۱۲

## رہنمائے فارسی

ابتدائی جماعتوں کیلئے بول چال  
فارسی سکھانے والی کتاب۔  
قیمت چھ آنہ ۶ د  
رہائی ۱۲

## گلدستہ ادب

پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی سفارش سے خانباز ٹرکٹ  
صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے بموجب  
سرکل نمبر B ۲۵۳ مورخہ ۱۲/۱۱/۲۵ گلدستہ ادب  
نامی کتاب (جو اُردو محاورات اور ترکیب کوئی وغیرہ  
کا ایک نادر مجموعہ ہے) بلاشبہ بری کے لئے منظور  
فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ اب کوئی سکول لائبریری  
اس مفید اور نادر کتاب سے خالی نہ رہے گی۔  
قیمت  
فی جلد بارہ آنے (۱۲ د)

## خلاصہ غبانی زراعت

ڈیل اور نارمل اور ایس وی کے  
رٹوکوں کے لئے مفید  
قیمت ۶ د

## مجموعہ پرچہ جات

امتحان ایس وی کلاں  
سالانہ امتحانات کے پرچوں کا مجموعہ  
قیمت ۸ روپائی ۱۲

## ایندہ مسدس

مسدس حالی کی نہایت مفید شرح  
اور فروغ قیمت ۱۲  
رہائی ۸

## گلدستہ جغرافیہ پنجاب

جغرافیہ پنجاب کا عجیب خلاصہ  
مع نقشہ  
قیمت فی جلد ۳ د

## سنہری گیت

نہایت مفید اور دلچسپ مزیدانوں  
اور گیتوں کا مجموعہ  
قیمت ۱۳ د

ملنے کا پتہ۔ گلاب چند کپور اینڈ سنر تاجران کتب۔ انارکلی۔ لاہور





## پنجاب یونیورسٹی

I سال ۱۹۳۵ء کے لئے مقصد ذیل اصحاب سٹڈنٹ کے ممبران فیکلٹیوں کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں جو ان کے نام کے سامنے درج ہیں :-

- ۱۔ لالہ منوہر لال صاحب ایم اے ایم ایل سی بیرسٹریٹ لا
- ۲۔ پروفیسر محمد شفیع صاحب ایم۔ اے
- ۳۔ پروفیسر جودھ سنگھ صاحب ایم اے
- ۴۔ خان بہادر شیخ نورانی صاحب ایم اے آئی ای ایس

- ۵۔ ڈی آر نیل مسٹر جسٹس ٹیک چند ایم اے ایل ایل بی
- ۶۔ ریوانیڈ فاکٹر ای ڈی لکس ایم اے ڈی ڈی بی ایچ ڈی
- ۷۔ فاکٹر علیفہ شجاع الدین صاحب ایم اے ایل ایل ڈی بیرسٹریٹ لا
- ۸۔ لفٹنٹ کرنل ایچ۔ بی۔ اوگیٹ صاحب ایم اے آئی ای ایس

- ۹۔ پروفیسر ایچ بی ڈینکلف صاحب ایم اے ڈاکٹر آف سائنس ایٹ آئی ایس آئی ای ایس
- ۱۰۔ پروفیسر جی میٹھانی صاحب ایم اے ڈاکٹر سائنس۔ ایٹ آر ایس ای۔ آئی ای ایس
- ۱۱۔ ایم افضل حسین صاحب ایم اے۔ ایم ایس سی۔ آئی۔ اے ایس

- ۱۲۔ رٹے بہادر لالہ دنگا داس صاحب بی اے ایل ایل بی
- ۱۳۔ لالہ گلن ناتھ صاحب اگر وال ایم اے ایل ایل بی

- ۱۴۔ لفٹنٹ کرنل جے جے ہارپر سین صاحب ادبی ای ایم سی۔ آئی ایم ایس
- ۱۵۔ ڈاکٹر کے لے رحمان صاحب ادبی ای۔ کے۔ بی۔ ایم بی۔ سی ایچ بی۔ ڈی بی ایچ

سٹڈنٹ کے جیہرین بلحاظ عمدہ صاحب واپس چانسسہ ہوتے ہیں اور صاحب ڈاکٹر سرسٹنہ تعلیم پنجاب بلحاظ عمدہ اس کے ممبر ہوتے ہیں :-

II سال ۱۹۳۵ء کے لئے مقصد ذیل بزرگوار سکول بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ ان فیکلٹیوں کی طرف سے جو ان کے نام کے بالمقابل درج ہے :-

- ۱۔ لالہ کند لال صاحب پوری ایم۔ اے ایل ایل بی بیرسٹریٹ لا
- آرٹس فیکلٹی

- ۲۔ بخشی رام زن صاحب بی۔ اے بی بی  
۳۔ ایم محمد شفیع صاحب ایم اے  
۴۔ سردار صاحب باوا دوم سنگھ صاحب بی ایس سی بی بی

کے اسٹریٹس فیکٹی

- ۵۔ دیوان آئندکار صاحب ایم اے  
۶۔ خواجہ دل محمد صاحب ایم اے

- ۷۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب ایم۔ اے ایل ایل ڈی یہ سرٹرائٹ لا { اور ٹیل فیکٹی

- ۸۔ رے بہادر مسٹر من موہن ایم۔ اے

- ۹۔ مس ایل ای تھامس صاحبہ بی ایس سی

- ۱۰۔ ڈیو ایچ الین آرمسٹرانگ صاحب ایم اے الین ایس سی۔ آئی ای ایس { گورنٹ کے نامزدگان  
۱۱۔ خان بہادر سید مقبول شاہ صاحب ریٹائرڈ آئی ای ایس

صاحب ڈاکٹر بہادر سرسرتہ تعلیم پنجاب بھارت عہدہ اس بورڈ کے چیرمین ہیں۔

III آنریبل ملک سرفیروز خاں صاحب فون ٹائٹ ایم اے یہ سرٹرائٹ لا اور تعلیم پنجاب فیکٹی کی کالج اور ٹیل فیکٹی میں از

IV سٹڈینٹ نے بھر دی۔ ہلی تھاپرائی ایم ایس کی فیاض۔ پیکش کو بطیب خاطر منظور فرمایا ہے۔ جو بھر موصوف نے اپنے

پتا دیوان بہادر کچہ ہاری صاحب تھاپرائی۔ ای کی یادگار میں پٹیکل سائنس کے امتحان ایم اے میں اعلیٰ رہنے والے نو

کو طوائف تمذین کیلئے پیش کی ہے اپنے سٹڈینٹ کے فیصلہ کے مطابق اس غرض کیلئے دو ہزار روپیہ نقد جمع کروایا ہے۔

بی اے کے امتحان میں پٹیکل سائنس کے مضمون میں اعلیٰ رہنے والے فوجوان کو تقری تمذین کیلئے طوائف کے درخواست منظور نہیں ہوئی۔

یونیورسٹی نے اپنے ماتحت لاہور کالجوں کے لئے پرائیوٹ سسٹم کی تعمیل میں مقصد ذیل قواعد تجویز کئے ہیں:-

۱۔ ہر ایک کالج ایک پرائیوٹ اور بشرط ضرورت ایک پرائیوٹ۔ پرائیوٹ مقرر کریں جس کا فرض اولین کالج کے باہر کالج طلباء۔

چال چلن کی نگہداشت ہے۔ لاہور یونیورسٹی اور کالج قواعد کی خلاف ورزی کرنے والے طلباء کی واپس چانسٹر صاحب رپورٹ کرنا۔

۲۔ ان عہدہ داران (پرائیوٹ پرائیوٹ) کے نام یونیورسٹی شائع کریں گی۔ لاہور ایک کو بوقت ضرورت استعمال کرنے کیلئے یونیور

کی طرف سے ایک بیج (نشان) دیا جائیگا۔

۳۔ یونیورسٹی سے متحد تمام کالجوں کے سٹوڈنٹس کا فرض ہے کہ مطالبہ پورے پرائیوٹ نام اور رجسٹر نمبر پرائیوٹ اور پرائیوٹ کو دیں۔

۴۔ ہر ایک طالب علم کو اپنے کالج کا کوئی خصوصی نشان پہننا ہوگا یعنی بیئر۔ ٹائی یا بیج۔ اور یہ ہنچے شام کے بعد اس کا استعمال نہ

ہوگا۔ یا نشانیت کا کارڈ بھی اس امر کے لئے سہولت بخش نشان ثابت ہو سکیں گے۔

۵۔ ہوسٹل کا ہر ایک فرد لازمی طور پر ۱/۲ ہنچے شام اپنے ہوسٹل میں موجود ہو۔ یا اس کے پاس ہوسٹل سے باہر رہنے کی اجازت نہ

موجودہ جس پر اس کا رجسٹرڈ نمبر اور وجہ غیر حاضری درج ہو۔

۶۔ کوئی طالب علم ۱۰ بجے شام کے بعد کسی جلسہ یا دعوت میں شریک نہ ہو سکیگا۔

۷۔ یونیورسٹی حکام کے انتظام کے بغیر کوئی اجلاس منعقد ہو تو اس میں کسی طالب علم کو حصہ لینے کی اجازت نہیں۔

نوٹ:- لاہور میں تعلیم کا جو مسئلہ پیش آ رہا ہے اس کے والدین اور سربراہان سے توقع کی جاتی ہے کہ ان قواعد کی پابندی سے کالج حکام سے تعاون کا ثبوت دیں۔

۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کے اجلاس کے قرارداد کے بموجب جس میں ڈین آف یونیورسٹی ایجوکیشن کو اختیارات دئے گئے تھے کہ وہ کوئی کمیٹی نامزد کرے جو یونیورسٹی کے ماتحت کالجوں کی تعلیمی نگرانی کرے۔ ڈین صاحب صوبہ مفسد ذیل ممبران کی کمیٹی تجویز کی ہے:-

۱۔ ڈین آف یونیورسٹی ایجوکیشن

۲۔ پرنسپل ایس۔ کے دتانی اے۔ ایم۔ پی۔ سی ایچ۔ بی۔

۳۔ پروفیسر جے ایف بروک صاحب ایم۔ اے۔

۴۔ پروفیسر محمد شفیع صاحب ایم۔ اے۔

۵۔ پروفیسر ایل سی جین ایم۔ اے ایل ایل بی۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی سائنس۔

۶۔ پروفیسر جی سی چیر جی ایم۔ اے آئی اے ایس۔

یہ بھی قرار پایا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے جغرافیہ کے ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ مہتمم کو مدعو کیا جائے کہ وہ یونیورسٹی کے ماتحت جغرافیہ کی تعلیم کے لئے مناسب ہدایات سے مالا مال کرے۔

سٹڈنٹ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء میں صاحب انڈریکٹری گورنمنٹ پنجاب (دفاتر تعلیم) کی چٹھی کے ضمیمہ پر غور کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کی سائیں کی سفارشات میٹرکولیشن اینڈ سکول لیونگ سرٹیفیکیٹ امتحان میں ذریعہ تعلیم و امتحان کی تبدیلی پر سرمدت جداگانہ غور کرنا مناسب نہ ہوگا۔

سال ۱۹۳۵ء کا امتحان میٹرکولیشن و سکول لیونگ سرٹیفیکیٹ سابقہ ریگولیشنوں کے مطابق ہوگا اور نئے قواعد کا اطلاق جو صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ اکیلنڈر پر درج ہیں امتحان ۱۹۳۵ء سے ہوگا۔ لڑکیوں کو اجازت ہے کہ امتحان میٹرکولیشن میں ریاضی کی بجائے حساب اور خانگی کفایت کو انتخاب کریں۔

ہری پور ہزارہ امتحان ایم ایس ایل سی کا سنٹر قرار دیا گیا ہے اور مردان میں سائنس کا عملی امتحان ہوا کرے گا۔

لائل پور بی۔ اے کے امتحان کا سنٹر منظور ہوا ہے

مفسد ذیل اصحاب میٹرکولیشن کورسوں کو جو ان کے محاذ میں درج ہیں تیار کر گئے :-

۱۔ پروفیسر محمد تقی صاحب ایم۔ اے پی ایچ۔ ڈی نصاب فارسی ۲۔ ایم محمود شیرانی صاحب نصاب اردو

ڈاکٹر ایس گھوش بائیکل لیبارٹری کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے ہیں۔ اور ڈاکٹر اسٹیج چودھری یونیورسٹی ٹیچنگ ان بائٹنی کے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ مقرر ہوئے ہیں۔

امتحان ایم ایس این سی کے نتائج کے روسے منصفہ ذیل امیدواران نے یونیورسٹی اور پرنس لبرٹ وکٹر وظائف حاصل کئے۔

نمبر شمار	رول نمبر	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ	سکول	وظیفہ کی قسم و مالیت	کس کالج میں داخل ہوا
۱	۱۲۲۲۱	براج درمائی	۷۲۰	ڈی اے ایس ہائی سکول لاہور	الغزنامہ جیدہ رشیدی	گورنمنٹ کالج لاہور
۲	۳۳۴۱	جھنڈا سنگھ سندھو	۷۱۴	سنٹرل موڈل سکول لاہور	یونیورسٹی وظیفہ - ۱۸/	ایٹ سی کالج لاہور
۳	۱۰۰۹۹	ریاض الحسن	۷۱۴	گورنمنٹ ہائی سکول انڈس	"	اسامیہ کالج لاہور
۴	۳۵۳۹	جے دیو درما	۷۱۱	ڈی اے وی ۔ ہ لاہور	"	ڈی اے وی کالج لاہور
۵	۳۳۶۴	امام علی یزدانی	۷۰۵	سنٹرل موڈل سکول	"	گورنمنٹ کالج لاہور
۶	۳۵۲۳	ایم۔ آر۔ جین	۶۹۵	ڈی اے وی ۔ ہ	"	"
۷	۲۲۰۲	نجم الدین	۶۸۹	سیکرٹریٹ	"	کینارڈ کالج لاہور
۸	۵۷۹۹	ہدیہ تیم سنگھ	۶۸۸	جی جی این ایس سکول سرٹلی	"	خالصہ کالج امرتسر
۹	۸۸۰۹	دیپ پکاش مرواہ	۶۸۶	ڈی آوی کالج ہوشیار پور	"	ڈی آوی کالج ہوشیار پور
۱۰	۱۱۶۵۸	بال کرشن کونرا	۶۸۵	آریہ ہائی سکول لدھیانہ	"	"
۱۱	۸۱۸۷	شمبھو دیال شرما	۶۸۴	ایبیر ۔ دیواڑی	"	"
۱۲	۱۲۲۲۲	برکت رام	۶۸۰	ڈی اے ایس ۔ لاہور	"	"
۱۳	۱۷۲۴۱	دریام سنگھ	۶۸۰	خالصہ ہائی سکول کوٹہ	"	کارڈن کالج راولپنڈی
۱۴	۳۵۳۳	سرداری محل	۶۷۹	ڈی اے وی ۔ لاہور	"	گورنمنٹ کالج لاہور
۱۵	۹۴۱۰	سمندر لال کھورانہ	۶۷۹	کے جی سی ہینڈل سکول جھنگ	"	"
۱۶	۶۱۹۹	رادھن بیٹی	۶۷۵	ایم۔ بی۔ ہائی سکول ابھیر	"	ڈی آوی کالج لاہور
۱۷	۱۰۴۹۵	دیش لاج جین	۶۷۵	ایٹ سی اے ایل ہائی سکول امرتسر	"	جالندھر
۱۸	۵۳۵۷	رام سنگھ	۶۷۴	خالصہ کالج سکول امرتسر	"	خالصہ کالج امرتسر
۱۹	۹۰۲۱	رام پکاش آری	۶۷۴	خالصہ ہائی سکول ماہل پور	"	گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج لاہور
۲۰	۱۴۶۴۵	قاضی محمد لطیف	۶۷۳	گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ	"	کالج لاہل پور
۲۱	۸۰۲۹	بلال چند	۶۷۱	گورنمنٹ کونڈیشن ہائی سکول گورکھ پور	"	ڈی اے وی کالج لاہور

نمبر شمار	رول نمبر	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ	سکول	ذیلیہ کی قسم و ایلٹ	کس کالج میں داخل ہوا
۲۲	۱۲۸۰۵	منگل سین نگرٹھ	۶۷۰	ڈی آوی ہائی سکول ٹنگری	"	گورنمنٹ کالج لاہور
۲۳	۶۹۴۰	جوتی رام	۶۶۹	پبلک ہنڈ ہائی سکول دہڑ	"	ڈی آوی کالج
۲۴	۶۳۷۲	انجی سی کنور	۶۶۹	ہریکوان میموریل، فیروزپور	"	"
۲۵	۹۸۴۹	ثانی لال	۶۶۸	گورنمنٹ ہائی، جہلم	"	ایس ڈی کالج لاہور
۲۶	۳۳۷۳	بی آر گوئیل	۶۶۷	ڈی آوی، لاہور	"	گورنمنٹ کالج لاہور
۲۷	۱۲۷۹۹	لابھ چند	۶۶۷	" " " ٹنگری	"	"
۲۸	۱۰۵۹۶	گیہر سنگھ روہاوا	۶۶۶	ایس ڈی آوی، جالندھر	"	گورنمنٹ میٹریک کالج ہوشیار پور
۲۹	۱۲۳۷۳	کوشل پتی سوئی	۶۶۶	ایس ڈی ہائی، لال پور	"	ایس ڈی کالج لاہور
۳۰	۱۳۳۳۳	نانک چند جندال	۶۶۶	ڈی بی ہائی، ماہم	"	"
۳۱	۱۳۶۹۵	ہریم ناتھ کپور	۶۶۵	کے آری ایس بھیرہ	"	ٹی آوی کالج لاہور
۳۲	۶۷۴۸	سورج پرکاش کپور	۶۶۴	گورنمنٹ گوجرانوالہ	"	"
۳۳	۱۲۴۶۴	غلام محی الدین فودی	۶۶۳	ڈی-بی موروثی پور	"	اسلامیہ کالج لاہور
۳۴	۳۵۳۰	ہرنیس لال ورما	۶۶۲	ڈی آوی لاہور	"	گورنمنٹ کالج لاہور
۳۵	۸۳۵۲	موتی رام بنسل	۶۶۲	سی آوی حصار	"	ڈی آوی کالج لاہور
۳۶	۹۱۷۴	شاہ محمد	۶۶۲	گورنمنٹ ٹانڈہ اصر	"	رندھیر کالج کپور تھلہ
۳۷	۱۰۵۰۱	رام پرکاش سنگھ	۶۶۲	ایس ڈی آوی جالندھر	"	ڈی آوی کالج جالندھر
۳۸	۳۴۰۳	بٹالے کمار بھنچاریہ	۶۶۱	ڈی آوی لاہور	"	ایس ڈی کالج لاہور
۳۹	۱۳۸۲۹	کرشن پرکاش کھنہ	۶۶۱	ڈی آوی کالج راولپنڈی	"	دیال سنگھ کالج لاہور
۴۰	۱۳۹۳۴	گورنمنٹ سنگھ کوہلی	۶۶۱	خالصہ	"	ٹی آوی کالج راولپنڈی
۴۱	۱۲۴۷۶	غلام علی	۶۶۰	ڈی بی موروثی پور	"	ایس ای کالج بہاولپور
۴۲	۱۰۵۶۲	نیت نند شرما	۶۵۲	ایس ڈی آوی جالندھر	"	ڈی آوی کالج جالندھر
۴۳	۳۵۲۵	بلدی پوراج دیو	۶۵۲	ڈی آوی سکول لاہور	"	"

گورنمنٹوں کی طرف سے فیلو شپ کے لئے بہادر لالہ درگا داس اور پرنسپل گیشن رائے کی کامیابی۔ اس سال انتخابات میں جس قدر ووٹ ملے گئے پنجاب یونیورسٹی کی گزشتہ تاریخ میں کئی سال اس قدر ووٹ نہیں ملے گئے۔ تقریباً اسی فیصدی گورنمنٹ ووٹ

ڈلنے کو موجود تھے۔ آج کے انتخابات کے نتیجہ کے طور پر اسے بہادر لالہ ورگا داس صاحب اور پروفیسر گیشن رائے صاحب دوبارہ کامیاب ہوئے۔ علاوہ بریں دلے بہادر لالہ کنور سین صاحب اور لالہ سائیں داس صاحب سابق پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور بھی منتخب ہوئے۔ پرنسپل سیوارام صاحب سوری آف پرنس آف ویڈنگ کالج جموں اور پروفیسر رچی رام صاحب ساہنی سابق منتخب شادگان کامیاب نہ ہو سکے۔

**ہندوستان کے انٹر یونیورسٹی بورڈ کے فیصلے**۔ پرائمری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں غلط تعلیم کی تمام بورڈ متذکرہ صدر نے تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد مفصلہ ذیل اہم ریزولوشن پاس کئے:-

- ۱۔ پرائمری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی غلط تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔
  - ۲۔ سیکنڈری اور انٹر میڈیٹ انسٹی ٹیوشنوں میں مہردو کے لئے علیحدہ علیحدہ تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے۔
  - ۳۔ چونکہ مختلف صوبوں میں تعلیمی حالات مختلف ہیں۔ اس لئے مختلف یونیورسٹیوں میں پروفیسروں کا تبادلہ ناممکن ہے۔
  - ۴۔ ہر ایک صوبے میں فزیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوشن قائم کی جائے۔ انٹر میڈیٹ اور بی اے میں فوجی تعلیم کا خیر مقدم کیا گیا۔
  - ۵۔ جرنلزم کا ڈپلومہ دئے جانے کی بھی حمایت کی گئی۔ بشرطیکہ علی تعلیم دی جا سکے۔
- اگلے سال بورڈ کا اجلاس علی گڑھ میں ہوگا۔ مدر اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر مسٹر آر ٹل سیلر پریذیڈنٹ اور پروفیسر وادیا سیکرٹری منتخب ہوئے۔

**ہوسٹلوں کے سپرنٹنڈنٹوں کا الاؤنس :-** پنجاب کونسل میں ایک سوال کے جواب میں کیا یہ امر واقعہ ہے کہ دو سال ہوئے قدرت سرمایہ کے باعث تمام سرکاری تعلیمی اداروں کے سپرنٹنڈنٹوں کے الاؤنس بند کر دئے گئے تھے۔ کیا حکومت بورڈنگ ہاؤسوں کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو ان کے فرائض کی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ الاؤنس دینا شروع کر دیگی؟ آنریبل وزیر تعلیم نے بیان کیا کہ سپرنٹنڈنٹوں کو کوئی خاص تنخواہ نہیں دی جاتی تھی۔ انہیں صرف قریبی کوارٹر مینا کئے جاتے تھے۔ اور جہاں کوارٹرز نہ ملے جائیں۔ وہاں کچھ الاؤنس دیا جاتا تھا جو تنخواہ کے دس فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ مگر اقلیت سرمایہ کی وجہ سے حکومت کو افسوس ہے کہ وہ بورڈنگ ہوسٹلوں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خاص تنخواہیں دینے کے سوال پر غور نہیں کر سکتی۔

## اغراض و مقاصد جن کیلئے سلور جوہلی فنڈ صوبوں میں قف ہوگا

ہنر کی سیلنی جناب انٹر ایسٹریٹس بہادر کی اپریل ۱۹۲۲ء میں اعلان کیا گیا تھا کہ ہنر بجٹی کی منظوری سے ہندوستان میں ملک معظم و ملکہ معظمہ کا سلور جوہلی فنڈ خیراتی نوعیت کے چار خاص اداروں کے لئے وقف ہوگا۔ ان میں سے تین ادارے یعنی انڈین ریڈ کراس سوسائٹی، سینٹ جان ایبوالنس ایسوسی ایشن اور ہندوستان میں عورتوں کو عورتوں کے ذریعہ طبی امداد دینا کرنے کے لئے نیشنل ایسوسی ایشن (کانوٹیس آف ڈفرن فنڈ) علاج معالجہ اور صحت کے متعلق امداد بہم پہنچانے کی صریح غرض کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ تین ادارے صحت اور سود و بہبود کے ایک ایسے ہندوستان گیر گروہ پر مشتمل ہیں۔ جن کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ اور جو بہت عرصہ سے قائم ہیں اور جن کا انتظام بہت باقاعدہ ہے۔ اس لئے یہ ادارے ملک معظم و ملکہ معظمہ کے سلور جوہلی فنڈ جیسی ایک آل انڈیا اپریل اور آل انڈیا میموریل سے مستفید ہونے کے لئے خاص طور پر مستحق ہیں۔

دو دیگر فوٹو غرضداشتیں گذاری گئی ہیں کہ یہ جماعتیں صوبہ کے دوران فتادہ اضلاع کے لوگوں کو غالباً بہت زیادہ متاثر نہیں کر سکیں گی۔ جہاں ان کی قدر و قیمت کا عام طور پر علم نہیں ہو سکتا اور اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس روپیہ کا بیشتر حصہ جو کسی خاص مقام سے فراہم ہو کسی مقامی ہسپتال کی توسیع و ترقی یا اسی مقام پر کسی نئے ہسپتال کے قیام جیسے اغراض پر صرف ہوگا۔ تو صوبہ کے لوگ زیادہ فیاضی سے کام لیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال صورت حالات کے متعلق کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ مقامی طبی اداروں کو امداد دینے کے لئے مذکورہ بالا تینوں خاص اداروں کے اختیارات بہت وسیع ہیں۔

ان تینوں اداروں کے ضوابط کے مطابق ان کی صوبائی اور مقامی برانچوں کو کسی ایسی رقم ہر جو انہیں سلور جوہلی فنڈ سے وصول ہو آزادانہ طور پر نگرانی حاصل ہوگی۔ اور انہیں اپنے آئین کے ماتحت اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ان اغراض کی تکمیل کے لئے جن کے لئے یہ ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ ایسے طریق استعمال کریں جو وہ مناسب خیال کریں۔

مقامی ہسپتالوں کی توسیع و ترقی یا جدید مقامی ہسپتالوں کی قیام یقینی طور پر ان اغراض میں شامل ہے اور جو ملک عام طور پر مختلف صوبوں کے گورنر صاحبان ان اداروں کی صوبائی برانچوں اور نیز سلور جوہلی فنڈ کی صوبائی کمیٹیوں کے سرپرست یا صدر ہیں۔ اس لئے یہ توقع کرنے کی ہر وجہ موجود ہے کہ طبی یا حفظان صحت سے متعلق مقامی اداروں کو اس فنڈ سے حصہ رسیدی پورا فائدہ پہنچے گا۔

اس وقت اس امر کی تشریح بالعموم ناقابل عمل ہے کہ کسی خاص مقام کو کونسا خاص فائدہ حاصل ہوگا مثلاً کسی موجود ہسپتال میں کسی نئی عمارت کا اضافہ یا یکس سے کے سامان کا انتظام۔

بیشمار صورتوں میں ایسے معاملات صحت اس وقت فیصل ہو سکتے ہیں جب یہ معلوم ہو جائے کہ فنڈ کی مجموعی فراہم شدہ رقم کتنی ہوگی اور ہر صوبہ یا صوبہ کے ہر ڈویژن یا ضلع میں خرچ کیلئے کتنی روپیہ قابل استفادہ ہوگا۔ لیکن اس امر کے متعلق کسی بحث و مباحث کی گنجائش نہیں کہ ہر ایک و پیو جو اس فنڈ میں یا جائیگا وہ ہنر و تن کے لوگوں کی سائنس صحت اور سترت میں اضافہ کرنے کیلئے خرچ کیا جائیگا۔

(محکمہ اطلاعات)



ماہِ ماہ میں اترے حصارِ اوداس کے مرکبات ۳ قیمت پر اور باقی اہوائی کتب نصف قیمت پر بیس گئی !

2

یہ کم تاج سے اس تاج تک صحابہ پنا خط و نیا کے کسی بھی ڈاک خانہ میں ڈالینگے (یا خود اکڑ کر دیے گئے) ان کو

سوی و نوید بھوشن اینڈ ٹھاکر دت شرما وید کی تیار کردہ

کوی دلوں دیکھو جس پنڈت خماروت تیرا وید کی تیار کردہ  
 اُمرتِ حاراً اور اُس کے پانچ مرکبات (اعلیٰ)

و شته سونا

۳۴ قیمت یعنی روپیہ میں ۴۴ کمی پر اور دیگر ادویات و کتب

نصف قیمت پر دمی جاوینکی !

جو صحاب اس عرصہ میں وحیہ جمع کرا دیں گے ان کو عجبکہ وہ روپیہ ختم نہ ہوا اس عایت کا مستحق سمجھا جاوے گا چاہے غنی بارہ روپیات و کتب منگو اوں !

اس وقت تک جن کے پاس فہرست نہ پہنچی ہو۔ وہ ایک کارڈ لکھ کر منگوا سکتے ہیں

جو اصحاب باقی تھے ان کے علاج کروانا چاہیے۔ دو قواعد علاج بھی ساتھ ہی طلب کریں۔ جتنی جلدی آؤد کرویں بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اخیر میں وقت

ہی گذر جاوے۔ بختوں کو کسی رعایتی قیمت پر امت ہمارا دینے کے واسطے لکھا گیا ہے! امت ہمارا اور اس کے کرباات تو ہم گھڑیں موجود ہیں

چاہئیں۔ ان کی قیمتیں اس طرح ہونگی!

امرت دھارا سالم شیشی فورویج آٹھ آنہ کی بجائے ایک روپیہ چودہ آنہ نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے کی بجائے ۱۵ نمونہ ۶ روپیہ کی بجائے ۶ روپیہ

[illegible]

اور یہ تھا کہ امام ایک روپیہ کا بجائے ۱۲ روپے کا تھا اور اصلاً ۵۰ روپے کا بجائے ۱۰ روپے کا تھا۔

بڑی فہرست ادویات و کتب مفت طلب کریں !

خط و کتابت  
امرت لایزال الیه المشتغلین من جمیع ممالک اودش علیہ امرت بجموع امرت لمرکز امرت هاراداک خانه لاهور

## بقیہ مختلف نوٹ اور کارروائیاں

سنانچہرم ہائی سکول لاہور سال وائی۔ ایم۔ سی۔ لے لاہور کے زیر انتظام اس کے مال میں لاپرواہی کے تمام سکولوں کے طلباء دو طالب علم حاجت خیم شامل مقابلہ ہوئے۔ چنانچہ مختلف سکولوں کے طلباء کے مقابلہ کے بعد نصف صاحبان نے سنانچہ سکول کے طلباء کو ہی شیلڈ کا سستی قرار دیا۔ علاوہ بریل میں تقریر کرنے کے اول و دوم ہر دو انعامات بھی انہی دو لڑکوں کو دیئے گئے اور ان دونوں طالب علموں نے باقی طلباء سے اتنے زیادہ فخر حاصل کئے کہ نصف صاحبان نے یہ بھی مناسبت نہ سمجھا کہ اعزازی طور پر کسی دوسرے سکول کا ذکر ہی کیا جائے۔ کیونکہ ان کے خیال میں ان سکولوں کے لڑکوں کی تقریر کا معیار رہا ہے لڑکوں کے بہت نیچے تھا۔ (روڈن لالہ جج رول کمیٹی کو نسل کرنال کا دیہات ہار جیسٹ)

ترقیہ یافتہ مختلف محاکمہ کے افسران بدستور اول شامل ہوئے جن میں سے ڈپٹی رجسٹرار صاحب سسٹنٹ رجسٹرار صاحبان محکمہ کورپوریشن۔ ہیلتھ مقامی شفا خانہ حیرانات۔ صاحب فرسٹ ہارڈ ویل۔ چودھری ہنس گوبال صاحب کیل کرنال اور ڈاکٹر صاحب بخاری جارج سول سپتال لاڈلہ روتھ جمن تھے۔ یہ سارے نیک تقریباً دو ہزار کی حاضری قرب جوار کے دیہات کی ہونگئی۔ ذرا عت میں ترقی کر سیکے لئے افسر محکمہ ترقی دادہ ہل اور دیگر آلات کی کشاورزی۔ عمدہ بیج۔ اچھی کھاد اور فصلوں کے ہیر پھیر کے فائدے سمجھائے۔ ہیلتھ افسر صاحب نے حاضرین کو دیہات کی صفائی۔ کھاد کے گھر صفائی۔ ستارہ ہوا۔ صاف پانی۔ مکانوں میں روشنی افلاں کی ضرورت پر متوجہ کیا۔ مستوری لہریں کے حفظ و اتمام اور دفعیہ کے طریق واضح کئے۔ اسے ڈی آئی صاحب علاقہ نے پرائمری تعلیم پر بحث کرتے ہوئے حاضرین کو تعلیم کے معارف اخلاقی اور سیاسی فوائد اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں سمجھائے اور انہیں مدرسوں کو مرکز توجہ بنانے کی تلقین کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ضروریات زمانہ متقاضی ہیں کہ اولاد کو بہتر سے بہترین بنانے کے لئے تعلیم ہی وہ تھما ہے جس سے مشکلات پر عبور حاصل ہو سکتا ہے۔ اچھے اعداد و شمار سے تیار کیا کہ گومو جوہ ڈسٹرکٹ ایکٹر صاحب لالہ رام چند صاحب نے مصروفی بی ایس بی ایس کی مساعی جلیلہ سے تحصیل ہنگ کے اکثر مدارس میں طلباء کی تعداد دو چند ہو گئی ہے۔ تمام قابل ادخال کی بڑی تعداد ابھی سکولوں سے باہر ہے اور جب تک اہل دیہات افسران تعلیم کا ہاتھ نہ بٹائیں گے۔ یکمل کامیابی بدستور ادھوری رہے گی۔ سسٹنٹ رجسٹرار صاحب کو اپریٹو سوسائٹی نے معقول منطقی دلائل سے ارادہ ہاسی کی برکات کو ثابت کرتے ہوئے سلیس زبان میں سمجھایا کہ جب تک زمیندار اپنی مشکلات پر قابو حاصل نہ کر سکیں۔ اس وقت تک انہیں اس میں حصہ نہیں ہو سکتا۔ اشتغال ادھوری کی ضرورت و اہمیت بھی بڑی خوش اسلوبی سے سمجھائی گئی۔ مقامی و غیر مقامی سسٹنٹ صاحب نے اچھی نسل کے عیویشی پیدا کرنے کے وسائل اور پیشہ کے عام وبائی امراض کی روک تھام علاج اور انسداد پر روشنی ڈالی۔ چودھری ہنس گوبال صاحب کیل نے حاضرین کو مذہب اور فضیل رسومات کے ترک کرنے کی حصول تعلیم سے اپنے اخلاق درست کرنے۔ مقدمہ بازی سے پرہیز کرنے اور عام اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کی پُر زور اپیل کی جسے حاضرین نے پسے غور سے سنا۔ پرنٹ نمبر دس صاحب نے خالص علاقہ کی زبان میں اپنی شاعری سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ ڈال سکول لاڈلہ کے چند بچوں نے مناسب موقع پر دیہات سدھار کے چند گیت نہایت خوبی سے گائے۔ جن سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

معزز صاحب نے مختلف تقریروں پر تبصرہ فرماتے ہوئے حاضرین کی توجہ تعلیم کی ترقی اور ترقی اخلاق کی طرف مبذول کی اور تمام تقریروں کی روشنی دے ہو کر ایک سے متفیض ہو کر یقین فرمایا۔ چودھری ہنس گوبال صاحب نے زمینداران علاقہ کی طرف سے صاحب راو دیلا افسران کا شکریہ ادا کیا۔ (دستخط) لالہ رام چند صاحب ڈسٹرکٹ ایکٹر و سیکریٹری رول کمیٹی کو نسل کرنال

بقیہ مختلف محاکمہ کے افسران بدستور اول شامل ہوئے جن میں سے ڈپٹی رجسٹرار صاحب سسٹنٹ رجسٹرار صاحبان محکمہ کورپوریشن۔ ہیلتھ مقامی شفا خانہ حیرانات۔ صاحب فرسٹ ہارڈ ویل۔ چودھری ہنس گوبال صاحب کیل کرنال اور ڈاکٹر صاحب بخاری جارج سول سپتال لاڈلہ روتھ جمن تھے۔ یہ سارے نیک تقریباً دو ہزار کی حاضری قرب جوار کے دیہات کی ہونگئی۔ ذرا عت میں ترقی کر سیکے لئے افسر محکمہ ترقی دادہ ہل اور دیگر آلات کی کشاورزی۔ عمدہ بیج۔ اچھی کھاد اور فصلوں کے ہیر پھیر کے فائدے سمجھائے۔ ہیلتھ افسر صاحب نے حاضرین کو دیہات کی صفائی۔ کھاد کے گھر صفائی۔ ستارہ ہوا۔ صاف پانی۔ مکانوں میں روشنی افلاں کی ضرورت پر متوجہ کیا۔ مستوری لہریں کے حفظ و اتمام اور دفعیہ کے طریق واضح کئے۔ اسے ڈی آئی صاحب علاقہ نے پرائمری تعلیم پر بحث کرتے ہوئے حاضرین کو تعلیم کے معارف اخلاقی اور سیاسی فوائد اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں سمجھائے اور انہیں مدرسوں کو مرکز توجہ بنانے کی تلقین کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ضروریات زمانہ متقاضی ہیں کہ اولاد کو بہتر سے بہترین بنانے کے لئے تعلیم ہی وہ تھما ہے جس سے مشکلات پر عبور حاصل ہو سکتا ہے۔ اچھے اعداد و شمار سے تیار کیا کہ گومو جوہ ڈسٹرکٹ ایکٹر صاحب لالہ رام چند صاحب نے مصروفی بی ایس بی ایس کی مساعی جلیلہ سے تحصیل ہنگ کے اکثر مدارس میں طلباء کی تعداد دو چند ہو گئی ہے۔ تمام قابل ادخال کی بڑی تعداد ابھی سکولوں سے باہر ہے اور جب تک اہل دیہات افسران تعلیم کا ہاتھ نہ بٹائیں گے۔ یکمل کامیابی بدستور ادھوری رہے گی۔ سسٹنٹ رجسٹرار صاحب کو اپریٹو سوسائٹی نے معقول منطقی دلائل سے ارادہ ہاسی کی برکات کو ثابت کرتے ہوئے سلیس زبان میں سمجھایا کہ جب تک زمیندار اپنی مشکلات پر قابو حاصل نہ کر سکیں۔ اس وقت تک انہیں اس میں حصہ نہیں ہو سکتا۔ اشتغال ادھوری کی ضرورت و اہمیت بھی بڑی خوش اسلوبی سے سمجھائی گئی۔ مقامی و غیر مقامی سسٹنٹ صاحب نے اچھی نسل کے عیویشی پیدا کرنے کے وسائل اور پیشہ کے عام وبائی امراض کی روک تھام علاج اور انسداد پر روشنی ڈالی۔ چودھری ہنس گوبال صاحب کیل نے حاضرین کو مذہب اور فضیل رسومات کے ترک کرنے کی حصول تعلیم سے اپنے اخلاق درست کرنے۔ مقدمہ بازی سے پرہیز کرنے اور عام اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کی پُر زور اپیل کی جسے حاضرین نے پسے غور سے سنا۔ پرنٹ نمبر دس صاحب نے خالص علاقہ کی زبان میں اپنی شاعری سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ ڈال سکول لاڈلہ کے چند بچوں نے مناسب موقع پر دیہات سدھار کے چند گیت نہایت خوبی سے گائے۔ جن سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

**رورل اپ لفٹ کمیٹی نتھانہ ضلع فیروزپور** کے اس جنوری کو کمیٹی ہذا کا اجلاس ریزیدنٹ خانہ صاحب خان غلام الدین صاحب اور گیانی دلپٹ سنگھ نے نہایت پیٹھے رنگ لگائے۔ ڈیلے دکھائے مکالمے کرائے۔ جسم لباس گھربار اور گاؤں کو صاف رکھنے کے کوششیں منشیات سے جو خوداریاں اور گندہ رہنے کی بیاریوں کو بالتفصیل بتایا اور صحت کے قیام کی صورتیں سمجھائی گئیں۔ سردار مونا سنگھ صاحب رئیس پورہ نے تعلیم یافتہ دایہ کی اشذ و رویت جنٹائی۔ مکان میں روشنی لائوں کی ضرورت۔ گھربار کی صفائی وغیرہ پر زور دیا۔ سردار پرتاپ سنگھ صاحب ایکس پریٹرنڈنٹ سیلا بھون نے کھاد رکھنے کا طریق اور گاؤں کی صفائی کا طریق واضح کیا۔ سردار مہندر سنگھ صاحب ٹرنری اسسٹنٹ نے جوہات کی حفاظت پر لیکچر دیا۔ منشی لال چند صاحب نے بچوں کو زور نہ پہناتے پر زور دیا۔ مولوی محمد سلیمان صاحب عائش بی بی نے مذہب اور صفائی پر تقریر کی۔ سید عبدالعزیز صاحب عزیز نے عالی شان کسان کی نظم سنائی۔ صاحب صدر نے تمام اصحاب کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین کو ان ہدایت سے مستفید ہونے کی تاکید کی۔ (سری رام چوہڑا)

**گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر اور اصلاح دیہات کام** کے اچھاوٹی جالندھر کے متصل موضع منگل میں ملک غلام نبی صاحب لائی بی بی نے۔ بی بی خان غفور اللہ خان صاحب لودھی سیدل محمد فضا منشی فاضل مولوی عزیز الدین صاحب عظامی۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب فزیکل ٹریننگ سپروائزر مدرسین سکول اصلاح دیہات کی غرض سے گئے۔ جسے جنائی کی مقامی معیت میں سرانجام دیا گیا۔ ادا بان وہ نے بڑی گرم جوشی سے پارٹی کا خیر مقدم کیا اور سردار گوردت سنگھ صاحب رئیس خاص جگہ پر انتظام کر کے ادا بان دیہہ کو فراہم کیا۔ ملک غلام نبی صاحب نے تعلیم نسواں کی ضرورت اور سمیت پر پنجابی زبان میں لیکچر دیا۔ خانقاہ نے زمین کی جمع بندی کے فوائد سے آگاہ کیا۔ سید فضا صاحب نے زمینداروں کی بدعالی رسوم قبیحہ اور اس کے انسداد پر روشنی ڈالی۔ بی بی صاحب نے کھاد کی اہمیت واضح کی۔ حاضرین نے تمام باتوں کو پورے خود اور ذوق شوق سے سنا۔ سردار گوردت سنگھ صاحب نے فرمایا کہ اپنے خطہ فوشی زمینداروں کی تباہی اور شادی مرگ کے مواقع پر مہاراف بھیجا تو قطعی بندہ کر دیا ہے۔ گاؤں کی صفائی قابل تعریف تھی۔ سکول ہذا میں لالہ شکر لال صاحب بی بی بی بی ہیداماسٹر کے زیر ہدایت ہفتہ وار اس قہم کے پروگرام پہلا ساندہ کرام ٹری گرجوئی سے کار فرمایا جس کے لئے ہیداماسٹر صاحب سخت مبارکباد ہیں۔ (نامہ نگار)

**مڈل سکول بدوالہ سیدال تحصیل ضلع حصار** کے ۲۷ جنوری کو لے ڈی آئی صاحب جلقہ حصار علی کی سرپرستی میں علاقہ کے مڈل اسکول بدولہ کا نویم کارروائی نہایت پُر رطقت اور دلکش تھی۔ سید سامعلوم دیتا تھا۔ والی بال اور گڈرٹ کی چارٹیوں سے بدولادہ مڈل سکول بازی کے رورکشی اور کھڑی میں ٹوٹا مڈل سکول اول رہا۔ فٹ بال میچ سکول ہذا کی ٹیم نے جیتا۔ فاضل میچ نہایت جوش سے کھیلا گیا۔ جناب سردار صاحب بی بی نے بی بی اے آئی حصار کی شمولیت متعلقین کی خورسندی کا موجب ہوئی۔ پرنٹر شمشو دیال صاحب بی بی نے بی بی نے رپورٹ نمک کی پرنٹت مہاراج فرانس صاحب رازوان ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدرس کے طفیل یہ تحریک از سر نو عالم وجود میں آئی ہے۔ (شادی رام گیم انچارج و ملک محمد خاں ہیداماسٹر)

**رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کا دربار نمبر** کے حضور ملک معظم جارج پنجم فیصلہ ہند اور ملک معظم میری کی ۵۰ سالہ جوبلی ملک بھر میں اس موقع پر اگر آپ کو حضور شہنشاہ معظم اور ملک معظم اور سلطنت انگلشیہ کی برکات کے متعلق کسی مواد کی ضرورت ہو تو ہمارے دربار نمبر ۱۹۱۲ء کی ایک ایک جلد ضرور طلب کر کے اس مبارک تقریب پر اپنے فرائض کو سرانجام دیں۔ قیمت فی کاپی ۱۲۔ اور مع محصول ڈاک ایک روپیہ ہے۔ جلد دینواست کریں۔

المشتر منبر رہنمائے تعلیم لاہور

# انجمن صلیب احمر پنجاب کی گذشتہ دس سال کی کارگزاری پر ایک نظر

ہزار ایک سینٹی جنسڈ اسٹراٹے پہلوانے سورجی نڈ کے لئے چنڈ کی اپیل کی ہے۔ افسان چنڈ کی روم ان چارسل انڈیا اوارڈ کے مصارف میں شل کی بائنگی۔ جو یاروں اور ماہمندول کی امداد اور عوام کے مصائب و تکالیف کے زائل میں فاکارانه حیثیت تیار رہتے ہیں۔ ان چار اداروں میں انجمن صلیب احمر کی شاخ پنجاب بھی شامل ہے۔ جو بہت مفید کام کر رہی ہے۔ انجمن مذکور کے لاکھ عمل میں مصیبت شدہ انسانوں کے لئے نیکی اور بھلائی کے کس قدر عظیم امکانات مضمر ہیں۔ اس کار خیر پر ایک نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے۔ جو اس نے گذشتہ دس سال کے زمانہ میں پانچ دریاؤں کی سر زمین میں سرانجام دیا ہے۔ عوام کی واقفیت کے لئے انجمن مذکور کی کارگزاری کی مجلس سی کیفیت پیش کی جاتی ہے۔

**اضلاعی شاخیں** { انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی پنجاب پراونشل شاخ کے ماتحت ۲۸ اضلاعی شاخیں ہیں جن کے سینٹر میڈل کی تعداد ۱۲۶۶۶ اور جوئر مجبول کی تعداد ۲۱۰۳۲۱ ہے۔

**بیمار اور مریض سپاہیوں کی خبر گیری** { سوسائٹی مذکور نے سینی ٹوریم (صحت کا ہول) میں مریضوں کو بھیج کر علاج کا انتظام کیا اور ۲۰ بیمار اور مریض سپاہیوں کے لئے ادویہ اور ضروری طبی سامان کی بہم رسانی پر تیرہ ہزار روپیہ صرف کیا ہے۔

**تصدق کا انسداد** { سوسائٹی نے تصدق کے انسداد کے لئے ایک ہجیریم جاری کر رکھی ہے جس پر ۸۱۵۹ روپے خرچ ہو چکا ہے۔ یہ روپیہ صوبہ بھر میں تصدق کے مریضوں کی مردم شماری اور خاص شہر لاہور میں تصدق کے لئے ایک شفا خانے کے قیام اور سارے صوبہ میں اس موذی مرض کے انسداد اور ابتدائی علاج کے متعلق عوام کو واقفیت بہم پہنچانے کے لئے پراسیگنڈہ پر صرف ہوا ہے۔

**دایہ گیری اور بچہ کی نگہداشت** { اس وقت پنجاب میں ۵۷ دایہ گیری اور بہبودی اطفال کے مرکز قائم ہیں جن میں سے ۲۴ مرکزوں کو انجمن صلیب احمر سے براہ راست مدد ملتی ہے۔ اور باقیوں کو معتد بہ امدادی عطیے دیئے جاتے ہیں۔ گذشتہ دس سال میں انجمن کے مصارف اس ضمن میں ۴۴ ہزار تک پہنچ چکے ہیں۔ محکمہ صحت پنجاب نے دایہ گیری اور بہبودی اطفال کا جو خاص شعبہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ انجمن مذکورہ گیری شرکت عمل سے کام لیتی ہے۔ اور اس شعبہ کے متعلق جو سارے صوبہ کے لئے نہایت اہم ہے۔ جو کام بھی چورٹا ہے۔ اس کا انتظام مستعد اور قابل ہاتھوں میں ہے۔ انجمن مذکور کی امداد کا اعتراف محکمہ صحت عامہ کی تازہ ترین رپورٹ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔ "سینین باسٹن کی طرح انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی پنجاب پراونشل براچ نے اپنا دست تعاون دماز کیا۔ اور ازراہ فیاضی ۱۶۸۵۳ کی رقم خطیر صوبہ کے مراکز صحت میں تسلیم کرنے اور دیہات میں دایوں کی تربیت کا انتظام کرنے کے لئے منظور کی۔ یہ امدادی عطیہ ایک نعمت غیر منترقبہ ثابت ہوا۔ کیونکہ اس کے بغیر اس قدر نمایاں کامیابی کا حصول ممکن نہ تھا۔ اس کار خیر میں ہر کارکن پراونشل برکراس سوسائٹی کا مہر و منت ہے۔"

**دیگر سرگرمیاں** گزشتہ دو سال میں انجمن نے فوجی اور رسول ہسپتالوں کے لئے بالترتیب ۳۲۵۶۴ روپیہ اور ۳۰۷۱ روپیہ دیئے ہیں۔ تاکہ وہیں مریضوں کے لئے سہولت و آرام کا سامان بہم پہنچ سکے اس کے علاوہ انجمن نے مذکورہ سینٹ خانہ ایکسپینس ایسوسی ایشن کے ساتھ گہرا اشتراک عمل رہا ہے۔ اور اس نے صوبہ کے مختلف حصوں میں ایکسپینس کی مزید سرگرمیوں کے خرچ کو پورا کرنے کی غرض سے ۱۲۵۲۵ روپے کی رقم دی ہے۔ صحت عامہ کے متعلق جو کام ہو رہا ہے۔ اس سے ترقی دینے کے لئے انجمن نے ۸۴ ہزار روپے کے قریب دیا اور دیہاتی علاقوں میں صحت و خوشحالی کے حصول کا نصب العین اسکی سرگرمیوں کی بدولت کامیابی کے باکل قریب آ پہنچا ہے۔ محکمہ صحت عامہ معترف ہے کہ انجمن نے مذکورہ صحت کے متعلق پراپیگنڈا میں نمایاں حصہ لیا۔ صوبہ میں اس وقت ۴۷، ۴۸ جوئیر ریڈ کراس سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔ انکا قیام زیادہ تر صوبائی شہر پر منحصر ہے۔ گزشتہ دس سال میں ان سوسائٹیوں کو ۱۱۹، ۱۱۹ روپیہ سے زائد کی مدد مل چکی ہے۔ اسکے علاوہ افزائش صحت کے متعلق جوئیر ریڈ کراس سوسائٹیوں کے زیر اہتمام پتھریں ان میں انعام دینے کے لئے ۳۶ سو روپیہ مزید دیا گیا۔ جوئیر ریڈ کراس سوسائٹیوں نے، لاکھ کے قریب پیسہ جمع کیا جس میں سے ۶ لاکھ روپیہ صحت کی تحریکوں اور عام خدمت کشناری میں صرف ہو چکا ہے۔ سوسائٹی نے سیلاب زدوں کی امداد پر ۶۹، ۸۸ روپے اور زلزلہ زدوں کی مدد کے لئے دو ہزار روپے صرف کئے۔ مزید برآں اضلاعی شاخوں نے مقامی حیثیت سے ۶۲، ۴۶ روپیہ جمع کئے۔ اور انہیں سیلاب زدگان کا اعانت پر خرچ کیا۔ سوسائٹی نے بہار و آسام کی مصیبت زدہ لوگوں کی بھی امداد کی۔ اس طرح گزشتہ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۳ء تک سوسائٹی نے ۹۶، ۸۴ روپیہ صرف کر چکی ہے۔

**آئندہ کے لئے لائحہ عمل** آئندہ کے متعلق سوسائٹی مذکورہ کا دائرہ کار اگر محدود ہو سکتا ہے۔ تو مزید آمدنی کی ضرورت متذکرہ بالا غنما سکتی تھی مگر سوسائٹی کا سرمایہ اجازت دینا صوبہ میں تپدق کے انسداد۔ جوئیر ریڈ کراس۔ دیہات گری اور فلاح و بہبود اطفال اور صحت عامہ کی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اور وہ اپنی تکمیل کے لئے خیر اصحاب کی فیاضیوں کی محتاج ہیں۔ ہزار ایکسیلنسی جنہو نے آئندہ کے لئے ہمارے سلور جوبلی فنڈ کے لئے جو اپیل فرمائی ہے وہ نہایت فیاضانہ سلوک کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس سرمایہ کے ہندوستان کی اپنی آبادی کے بیمار اور مریضوں کو مفاسد اور جاتمند لوگوں کی گرفتار اندازہ کا انتظام کیا جائیگا۔

## سلور جوبلی کی تقریبات - شالامار باغ لاہور میں مینا بازار

اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں بروز چہارشنبہ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو صبح آٹھ بجے سے شام کے آٹھ بجے تک شالامار باغ میں ایک مینا بازار (عورتوں کا میلہ) منعقد ہوگا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ عورتوں کے لئے دو آنہ اور بچوں کے لئے ایک آنہ۔ پردہ کا مکمل انتظام ہوگا۔ شالامار باغ میں عورتوں کی دوکانوں کے لئے جگہ سب کی جگہ کی طرف سے فروخت کی جائیگی۔ جو عورتیں دوکانیں لگانا چاہیں انہیں چاہئے کہ وہ ۱۵ مارچ سے پہلے مسٹر لطیف راوی روڈ۔ لاہور یا مسٹر قلندر علی ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور کے نام درخواستیں بھیجیں۔

**بیگوالہ سنٹر دیہاتی ٹورنیمینٹ** انفروری کو سنٹرل کے دیہاتی ٹورنیمینٹ میں جناب پنڈت مرلیہ صاحب مودگل ڈسٹرکٹ ہائیوے اسکول میں بہترین سناپ چھ صاحبائے ڈیسی آئی فار پی ٹی تشریف لائے۔ دن بھر لونڈا باندی کے باوجود تماشا گاہوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب تھی۔ ٹرک کے ارد گرد خواجہ فروش اور علوانی جمع تھے۔ ٹیوں نے پنڈت جی کی آمد پر گونے چھوڑے۔ پھولوں کے ٹالے لگائے۔ کدئی اور سرکشی کے میچ ہوئے۔ اول الذکر میں والی اور دوا خاں الذکر میں بھاڑے چک اول رہا۔ انعامات کے جلسہ میں پنڈت تلسی رام میڈا ماسٹر نے صحت کے قیام اور تحصیل علم پر ماضی کی توجہ دلانے ہوئے

رپورٹ مدرسہ پڑھی اور بتایا کہ سکول کی رسرکشی تیس سال سے قطع میں اول ہے اور نو مل سکول گنگڑ میں بھی جہاں ضلع گوجرانوالہ کی کئی کمپنیں جمع تھیں اول رہی ہے۔ فتح اور کامیابی در اہل بخشی صاحب کی ہے جن کی ہمدردی اور نگہری دلچسپی قابلِ داد ہے۔ پچھلے سال ایک تینہ دروازہ بھائی شرم سنگھ صاحب اور پانچ تختے سمیت لالہ فتح چند صاحب نے عطا کئے۔ مرحمت چاہ بھائی ایشر سنگھ جی نے کوادی اعمال ۵۰۰ اینٹ سردار صاحب اور پانچ سوا اینٹ ہی لالہ نہال چند صاحب ساہوکار نے پیل کے چوتھے اور کھاد کے گڑھے کے لئے دیئے اور ماڈل ہی ان سے تیار ہوئے۔ زلزلہ زدگان کے چندہ میں اٹھاسی روپے ایک آنہ چندہ بھیجا۔ علاقہ افسر جناب سردار ایشر سنگھ صاحب کی رہنمائی نہایت قابلِ شکر ہے۔ روسائے فقیر و علاقہ کا بھی شکریہ ادا کیا جس کی ترہ میں صاحب صدر کی تشریف آوری کام کر رہی ہے۔ چودھری خوشی محمد صاحب نے تعلیم اور سیالکوٹ نامی نظم پڑھی۔ تعلیم دیہات مسدھ راو دیگر تھار یک میں ترقی کو آپ کی دلچسپی و توجہ ثابت کیا گیا کہ صاحبہ انعام تقیم فرمائے۔ اپنے پنجابی زبان میں لکچر دیا۔ آپ کے اعزاز میں بڑی معقول ٹی پارٹی سردار اندر سنگھ صاحب لینڈ لارڈ فتح گڑھ نے دی جس میں چالیس سے زیادہ اصحاب شامل ہوئے۔ (غلام رسول)

**کنوینٹ بورڈ سکول نمبر الہ پوچھاؤنی** (۱) سکول بند ہوئے ہائی سکول کے ساتھ ملتی تھا۔ جولائی ۱۹۳۷ء میں وقت سکول طلباء کی تعداد دسویں کے قریب تھی اور پانچ استاد کام کرتے تھے۔ گذشتہ ساڑھے تین سال سے یہ سکول چودھری ہنسراج صاحب ہیڈ ٹیچر کی زیر نگرانی خوب ترقی کر رہا ہے۔ افسران محکمہ کے کارکن شاہد حال میں۔ حال ہی میں ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء کو اس کا سالانہ معاوضہ شیخ غلام محی الدین صاحب اے ڈی آئی علاقہ نے کیا۔ آپ سکول کا کام دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور لاکھوں میں تحریر فرمایا۔

میں یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوا ہوں کہ سکول کی تعداد اور اوسط حاضری میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ آج کی حاضری ۲۹۹ اچھی ہے۔ ضبط مدرسہ نہایت اعلیٰ ہے۔ استاد صاحبان طلباء کی تعلیم و تربیت صحتی اور خوشحالی کی طرف توجہ دیتے ہوئے کام کرتے ہوئے نہایت تہمتی سے کام کر رہے ہیں۔ سکول چودھری ہنسراج صاحب ہیڈ ٹیچر کی نگرانی میں ہر سبیل سے ترقی کر رہا ہے۔ اس وقت سکول میں سات استاد کام کر رہے ہیں۔ ایک ایک ٹیچر کی اور ضرورت ہے کہ کنوینٹ بورڈ کو اپنے فنڈ میں سے کچھ مل سکول مسٹر شپتف کرنے چاہئیں۔ استاد کی سہادت ہر سبیل سے کر دی رہا رک اور ہیڈ ٹیچر صاحب کو گڈ۔ سکول کی اس ترقی کا سہرا اس کے قابل اور بیدار مقرر سپرنٹنڈنٹ لالہ مہر چند صاحب نے اے ہیڈ ماسٹر کنوینٹ ہائی سکول لاہور چھاؤنی اور علاقہ اے ڈی آئی کے سر پر ہے۔ جو اپنی مفید ہدایات و توجہ وقتاً در وقتاً مدرسین کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ چودھری ہنسراج صاحب بھی جو اپنے حسن اخلاق اور ہمدردانہ رویہ سے اپنے سات اور طلباء میں بہرہ گیری میں سکول کی بہتری اور بہبودی میں کوشاں رہے ہیں۔ دعا ہے کہ سکول اس سے بھی زیادہ ترقی کرے۔ (منوہر لال شرم)

(۲) سکول مسٹر سٹاف فاضل چودھری ہنسراج صاحب ہیڈ ٹیچر کی خدمت میں اپنے ماں فرزند اور چند توفیق ہونے کی خوشی میں مبارکباد پیش کرنا ہوا دعا ہے کہ پرامن و عزیز کی عمر دراز کرے اور والدین اس کی مراد میں دیکھیں۔

(۳) سکول سٹاف چودھری ہنسراج صاحب موصوف اور بیدی نار سنگھ صاحب ہیڈ ٹیچر تو پختہ سکول کی خدمت میں انہیں مبارکباد ملنے پر مبارکباد پیش کرنا ہوا دعا ہے کہ ہر دو اصحاب اپنے حسن سلوک حسن انتظام حسن اخلاق اور حسن کارکردگی سے دل دو گنی رات چوٹی ترقی کا موجب ہوں۔ (منوہر لال شرم)

**مبارک باد** ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ ضلع تھانہ کی ۲۳ جنوری ۱۹۳۷ء کی میٹنگ میں نے عمران کی کثرت رائے سے جناب خاندان صاحب کو مبارکباد پیش کرنا ہوا دعا ہے کہ پرامن و عزیز کی عمر دراز کرے اور والدین اس کی مراد میں دیکھیں۔ اس اعزاز کے حصول پر ضلع

سے جگہ جگہ چلے اور بارشیاں ہو رہی ہیں۔ مگر میں صرف دے گئے خبر پر گفتگو کرتا ہوں کہ دب العزت آپ کو اس سے بھی اعلیٰ مراتب پر فائز کرے اور اپنے فرائض میں کامیابی عطا فرمائے۔

ایک آرزو۔ چونکہ آپ کے ماتحت عمدہ سکول بورڈ ہے اس لئے آپ سکولوں پر اور بالخصوص اردو مدارس پر توجہ خاص مبذول فرما کر تمام شکائتیں رفع کرنے کا انتظام کریں۔

(۳) جناب محمد عظیم صاحب کنواری کو حسن خدمات کے صلے میں گورنمنٹ کی طرف سے خان صاحب کا خطاب عطا ہونے پر بندہ تودل سے مبارک باد عرض کرتا ہے۔ (منشی محمد عثمان عثمانی ہیڈ ماسٹر کاندھل)

رہنمائے تعلیم بھی ہر دو اصحاب ممدوح الصدق کی خدمت میں اس اعزاز کے حصول پر صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔ (سچیوا)

وزیکلر ڈل سکول گھنٹری کلاں یا ست پٹیاں (۱۹۹۱ء) مگر مکی علی نجیب سردار قاضی عبدالعزیز صاحب بی اے کے ڈیپارٹمنٹ کے ڈپٹی سیکرٹری نے اس کی صدارت میں صاحب ممدوح الصدق کے

بنیاد پر اجنبی تولد ہونے کی خوشی میں جلسہ مبارکباد منعقد ہوا۔ معززین کے علاوہ مقامات کے برگزیدہ اصحاب بھی شامل ہوئے۔ دعا و تحفہ کے بعد طلباء نے حمد ساختہ نظمیں پڑھیں۔ منشی سرخیں سنگھ خورتھ ماسٹر نے پنجابی نظم میں صاحب صدر کی قابلیت حسن انتظام اور ماتحت پروردی کے جذبہ کو سراہا اور مثالوں سے ظاہر کیا کہ آپ جہاں جہاں تشریف فرما ہوئے۔ اپنی ذاتی شرافت اور حسن سلوک سے ماتحتوں کو گروہ بنا رکھا۔ سرینے کی کمزوریوں کو دمازی عمر کے لئے دعا کی منشی ہری کرشن اور ڈاکٹر جھجھو رام رنگیلا نے یکے بعد دیگرے مبارکبادی کی نظمیں گائیں۔ لالہ موہن لال صاحب ہیڈ ماسٹر اور منشی ریاض محمد ستر ماسٹر نے تقریر کرتے ہوئے مولود مسعود کی درازی عمر اور مال دولت سے حصہ افر کی دعا کی۔ صاحب صدر نے انعامات تقسیم کر کے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور تعلیم کی ضرورت اور فائدے بیان کئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے شیرینی تقسیم ہوئی اور مبارک بادی کا ویر و لیوٹس پاس ہوا۔ (ریاض محمد)

رہنمائے تعلیم بھی جناب قاضی صاحب کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتا ہے۔ (سچیوا)

شری آماجین ہائی سکول انبالہ شہر (۱۹۳۷ء) فروری کو بارہ بجے تقسیم انعامات کا جلسہ زیر صدارت علی نجیب آریبل مگر سرینہ فرغانہ صاحب نون ایم اے پیر سٹر ایٹ لاء وزیر تعلیم پنجاب منعقد ہوا۔ آنریبل ممدوح سردار

دیوان سنگھ صاحب ایم اے انسپکٹر مدارس انبالہ ڈویژن کے ہمراہ عین وقت پر تشریف فرما ہوئے۔ میسٹری آر ٹیڈن آئی سی ایس صاحب ڈپٹی کمشنر ہائی ضلع ان کے پہلے موقع پر تشریف فرما تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں شرفاء و سردارانہاں شہر و چھاؤنی شریک جلسہ ہوئے۔ لوکل سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ بارش کی وجہ جسمانی کرب خاطر خواہ نہ ہو سکے۔ بایں ہمہ طلباء کی دل اور جیبی چالاکی قابل تعریف تھی۔ مال خوب سجا ہوا تھا۔ معزز صدر جلسہ۔ جناب انسپکٹر صاحب۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور شریک لیکھ واتی جی ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب نے ہر وقت نافذ و تھیں۔ نمونہ کارمنٹ کے بعد مچھن اور تقریریں ہوئیں۔ بھگت ریداس جی اور چھتری سیوا جی کے مختصر ڈراموں سے بیک کو محفوظ کیا گیا۔ بڑوں

کے گانے ادا کیے گئے بہت پسند ہوئے اور اچھے پارٹ کوئے والوں کو ہلکے سے تین تھے عطا ہوئے اور ایک نفرتی کپ لالہ رست لال سنگھ جین بنگر زابند جیولرز انبالہ شہر کی طرف سے جسمانی کربوں میں نمایاں کام کرنے والے گروپ کو پیش ہوا۔ جسے محترم صدر نے اپنے نام نامی منسوب کئے جانے کی اجازت دی۔ حضور کی تشریف آوری کی خوشی میں لالہ جی سکھ لائے پاکر لال صاحبان درسی مچھن انبالہ شہر نے بندہ پر طلباء کی مٹھائی کے لئے عطا کئے۔ جناب صدر نے انعامات تقسیم فرمائے اور اپنی تقریر میں سٹاف کے کام کو خوب سراہا اور حسن کارکردگی پر لالہ جیت رام صاحب ہیڈ ماسٹر کو مبارکباد دی۔ میچنگ کٹی کو یقین دلایا گیا کہ سٹاف عملگی سے کام کر رہے ہیں۔ نتائج امتحانات بھی اچھے ہیں۔ سٹاف کو کام کا صلہ ملنا چاہئے۔ اور ان کی محنت کی داد دینی چاہئے۔ طلباء کے سالانہ ڈاکٹری معائنہ کے انتظام کی ہدایت ہوئی۔ فرید فرمایا کہ ہندو مسلم

(راجہ اس گپتا)

ایک کول کر رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

## ریویو

**دی ٹانگ پکچر ریکارڈ کمپنی کلکتہ** کمپنی مذکورہ کی طرف سے ہمارے پاس چند ریکارڈ بغیر کسی ریویو موصول ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کو اپنے ہاں سنا اور خوب سنا۔ بچے تو انہیں سن سن کر لٹو ہوئے جاتے ہیں۔ یہی نہیں کہ ہمارے ہاں ہی ان ریکارڈوں کو سنا گیا بلکہ ہمارا اثر و ثبوت داروں ان کو پسند کیا اور اپنے ہاں کی تقاریب میں بے جا کہ اپنے سر بھائی بدول کو سنا کر انہیں محفوظ کیا۔ اس کمپنی کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مذاق کے ریکارڈ جاری کرتی ہے۔ اور اس بات سے ہمیں خوشی ہے کہ اداکاروں اور شعراء کرام کے کلام اور گانے والے کا انتخاب لاجواب ہوتا ہے۔

کمپنی مذکورہ نے ایک ہزار سالہ میر پرستی خسرو سخن مارون محمد صاحب نصاف جو ہنر کے تعلیم کے دیرینہ کرم فرمورہی ہیں۔ "نام گراموفون ریویو" بھی جاری کر رکھا ہے۔ جس میں نہایت عمدگی کے ساتھ معائنہ شروظ نظم شائع کئے جا رہے ہیں۔ تقابلاً برنے رسالہ کو چار چاند لگا رکھے ہیں کمپنی مذکورہ کا یہ اقدام قابل تحسین و مبارک باد ہے۔ اردو زبان میں موسیقی اور ادب کا طرب پر روشنی ڈالنے والا جتنا کہ رسالہ شائع نہیں ہوا تھا ہمارے دوست حضرت خادم نے (جو کمپنی مذکورہ کے صیغہ لٹرچر کے روح دال ہیں) اس کی کاپی اور اگر دکھایا ہے۔

گراموفون ریویو کی نسبت اسی رسالہ میں کسی دوسری جگہ ریویو درج کیا گیا ہے۔ تاہم اس ملاحظہ کر کے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ ہمارے پاس مندرجہ ذیل دو قسم کے ریکارڈ پہنچے ہیں (۱) شہنشاہی ریکارڈ (۲) دل ربا ریکارڈ۔ دیکھئے ان کے نام اس قدر دلکش اور دل ربا ہیں۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ ان ریکارڈوں کی اہمیت کیا ہے۔ منسلک ٹیپس سننے اور محفوظ ہوئے۔

ان میں ایک ریکارڈ میلادی (شہید ریڈیو) بھی ہے۔ جسے منسلک ٹیپس درج محفوظ ہوئے۔ بالخصوص مسلمان بھائی توحید رسالت کی تبلیغ کی خاطر اسے ضرور پسند کریں گے۔ کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی الہامی تقریریں ریکارڈ پر لائی گئی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس تقریر میں نہایت ضروری امور کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر مسلمان بھائی اس ریکارڈ کو منگوائے سنے اور اجاب کو بطور تحفہ پیش کرے۔ سبحان اہل بیت کے لئے اس ریکارڈ کا اپنے گھر میں رکھنا سنا اور عوام کو سنا نا خوشی کا موجب ہوگا۔

اس کمپنی نے نہایت دلچسپ اور مزیدار مذاہبہ ریکارڈ بھی جاری کئے ہیں جن کو منسلک طبیعت بشاش ہوتی ہے بلکہ روتوں کو ہنسنانا کا کام ہے۔

دلچسپ دلکش ڈراموں کی اشاعت بھی اس کمپنی نے اپنے ذمہ لگی ہے۔ حال ہی میں شہنشاہی ڈراما ٹنگ باورٹی نے پر تھوی راج چوہان کا ڈرامہ پانچ ریکارڈوں پر بڑی جان فشانی کے ساتھ ادا کر کے عوام کی دلجوئی کا سامان ہم پہنچایا ہے۔ سیریل دل ربا ڈراما ٹنگ باورٹی نے اپنا پہلا شاہکار ڈرامہ یہودی کی لڑکی اہلی چار ڈیل سائیڈ سیریل دالے دس ایچ کے ریکارڈوں پر جاری کیا ہے۔ جن کو منسلک طبیعت خوب مسرت اندوز ہوتی ہے۔ غرضیکہ کمپنی مذکورہ نے تفریح ملیح کا سامان نہایت فراخ دلی سے پیدا کر رکھا ہے۔ ہم شائقین ضرورت سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ کمپنی مذکورہ کے چند ریکارڈ خرید کر ضرور حفظ اٹھائیں۔

میلادی ریکارڈ نمبر ۱-N-۲۰۰۰ قیمت بجائے چار روپے (دلتھ) کے دو روپے باہر آند (۱۲/۲)  
ڈرامہ پر تھوی راج چوہان پانچ ریکارڈوں کا مکمل سٹ نمبر این ۱ سے این ۵ تک قیمت فی سٹ نمبر  
ڈرامہ دل ربا عرف یہودی کی لڑکی اہلی چار ریکارڈوں کا مکمل سٹ نمبر این ۷ سے این ۱۱ تک قیمت فی سٹ نمبر

خط و کتابت اور درخواست کریں پتہ۔ دی ٹانگ پکچر کمپنی ۱۹ اذکریا اسٹریٹ کلکتہ



# اے گنہگار انسان

کیا تو یہ جانتا ہے۔ کہ پہلے چنگے انسان سے گناہ کیونکر سرزد ہوتے ہیں۔ گناہ کا فلسفہ کیا ہے۔ اور انسان کو گناہ گار کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے جناب ایم اسلم صاحب کی تازہ کتاب

## گناہ کی راتیں

پڑھئے۔ لہرہ خیز حالات اور دلچسپ آپ بیتیاں اس کے سامنے پہنچ ہیں۔ عورتیں اپنے گناہوں کا حال بیان کرتی ہیں۔ مرد اپنی ستم داینیوں اور ہوس رانیوں کے افسانے سناتے ہیں۔

یہ سات دلچسپ افسانے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے آپ کو لطف تو آئے گا ہی مگر ساتھ روٹے بھی کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ کتاب کا ہر لفظ اور ہر افسانہ درس عبرت ہے۔ سرورق رنگین و کتابت و طباعت اعلیٰ۔ کتاب مجلد قیمت صرف ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ :- آر۔ اے۔ سوسوڈھ بنس موفت دفتر رہنمائے تعلیم لاہور رام گلی

# افسانے دلچسپ

نہایت مفید۔ مؤثر نتیجہ خیز اور انقلاب انگیز افسانوں کا مجموعہ۔ ہر افسانہ اخلاقی و معاشرتی حیثیت سے درجہ مفید ہے۔ یہ کتاب ریاست دہلی کی اسکول لائبریریوں کو انعامات کے لئے منظور ہو چکی ہے۔ کتابت و طباعت نہایت اعلیٰ اور کاغذ بہت بڑھاؤ و فوٹو بھی شامل ہیں گوٹر چاند پوری کی جادو نگاری کا مجموعہ ہے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحات۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (۱۸ روپے) مع محمولہ ڈاک

نشین اختر بیگم گنج گوٹنٹ بھوپال (منٹرل انڈیا) ملنے کا پتہ

## تالیفات خواجہ عشرت

شاعر کا مکمل سنٹ۔ چار صدوں میں بے دُستا دشوکر کیا آسکتا ہے قیمت ۱۰ روپے  
تذکرہ آب بقا۔ شولے ماضی حال کا کلام منتخب اور حالات زندگی، عمار  
ہندو شعراء ہندوستان کے مشہور شعرا کا کام اور مثلاً ۳۵۰ شعرا کی لاف  
لغات اردو مکمل سنٹ۔ چار صدوں میں بے دُستا دشوکر کیا آسکتا ہے قیمت ۱۰ روپے  
مضمون نویسی۔ اردو عبارت لکھنے کا قاعدہ مع قواعد علم بیان قیمت ۸ روپے  
ترجمان پاک۔ اردو سے فارسی ہنسنے کا قاعدہ مع جدید فارسی ۱۶ روپے  
بجولی شریف بیسویں کی تعلیم کی ضرورت کتاب ترمیم اضافہ جدید مکمل سنٹ و دو روپے  
قواعد عمود۔ میر تقی میر دہلوی کے سینہ پیدہ قواعد قیمت ۱۰ روپے  
اصلاح زبان اردو۔ رتروک محاورات الفاظ کی تحقیق عہد ناسخ و نیک ۱۲ روپے  
زبان دانی۔ اردو کے مستند قواعد فصیح کی تحقیق قیمت ۱۰ روپے  
جان اردو۔ اردو ہندی کی حقیقت الفاظ کا فرق استعمال محاورات کی تحقیق ۱۲ روپے  
اصول اردو۔ حرف و نحو کے چھوٹے چھوٹے قاعدے قیمت ۱۰ روپے

میں عشرت بلڈیو احاطہ فائنا مال لکھنؤ

سررشته تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا

اور بہترین خدمت گزار

رسالہ

منہا

مینجنگ پروپرائٹرز

ماسٹر جگ سنگھ

ششماہی چندہ

# قواعد و ضوابط

- ۱۔ رہنمائے تعلیم باعوم ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ سالانہ چندہ پانچ روپے (۵) ششماہی تین روپے (۳) ہمدیشگی۔ نمونہ کا پرچہ ۸ کے ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگا۔ کوئی صاحب نمونہ مفت طلب کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔
- ۳۔ خریدار اصحاب خط لکھتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
- ۴۔ رہنمائے تعلیم میں تمام ایسے علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، تحقیقی مضامین (نثر و نظم) ہوا کرتے ہیں، جو شائستہ اور مفید ہوتے ہیں اور معیار ادب پر پورے اترتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی اور پولیٹیکل مضامین ہرگز درج رسالہ نہیں ہونگے۔
- ۶۔ جو مضامین درج نہ ہونگے اُن کے واپس کرنے یا نہ کرنے کا ایڈیٹر صاحبان کو پورا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ مدیران مضامین کی ترمیم و تفسیح کے مختار ہونگے۔
- ۸۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
- ۹۔ مضامین نشر کے متعلق جملہ خط و کتابت لالہ آگیا رام صاحب چیدپور کے لئے جناب پسندت لبھو رام صاحب جو ش ملیانی کے نام ہونی چاہئے اور دیگر امور و ترسیل زر کے متعلق منیجر کے نام ہونی چاہئے۔
- ۱۰۔ مشہورین اصحاب اشتہارات بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ اجرت نہایت معمولی جو ذیل میں درج ہے۔

## نرخ نامہ اشتہارات

پہما نہ صفحہ	ایک بار	تین بار	چھ بار	سال بھر
پورا صفحہ	ل۹	ع۱۵	ع۲۵	ل۹۰
نصف صفحہ	ع۵	ع۱۵	ع۲۵	ع۵۵
چوتھائی صفحہ	ع۳	ل۹	ع۱۵	ع۲۵

## نرخ نامہ اشتہارات سرورق (مستقل پورے سال کے لئے)

- صفحہ ۲ و ۳ ایک سو آٹھ روپیہ سالانہ  
صفحہ ۴ ایک سو بیس روپیہ سالانہ  
اجرت ہر حال میں پیشگی آنی چاہئے  
منیجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵

(بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزار

نمبرہ

جلد ۲۰

# رسالہ تعلیم پنجاب کے تعلیم

علمی - ادبی - اخلاقی - طبی - تاریخی - زراعتی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجموعہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناظم سخن حضرت نوح ناروی بانسین حضرت داغ مرحوم

مدیر اعزازی

مسٹر لکھی چند دیا رتھی بی اے - بی ٹی - ایم - اد جی - اے (لندن)

معاونین اعزازی

لالہ آگیارام سچد پونشی فاضل جناب جوش ملیانی

طالب کاشمیری ایم اے - ایم او ایل نشی فاضل ادیب فاضل

ماسٹر جگت سنگھ نیچنگ پریپر انڈر سالہ پنجاے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ نمبر ۵۵

سالانہ چند پانچ روپے (۱۵)

فی پرچہ آٹھ آنہ (۸)

ششماہی تین روپے (۳)

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	کیا فرماتے ہیں	جناب ارگن ٹرنگ سیکرٹری قضا و محترمہ مس نوہا اہل صاحبہ	۵
۲	بہار سخن (نظم)	جناب حضرت لوح ناردی	۶
۳	حسن اصلاح (۳۳)	جناب عابدیج عابد بی اے	۷
۴	رہدگار اس خبر کے متعلق	محترمہ احوار گرامی	۱۱
۵	خوشنوی	ماسٹر حجت سنگھ	۱۲
۶	انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب (برامج کی سرگرمیاں)	جناب سید محمد صدیق شاہ صاحب ایم اے ایم او ایل	۱۵
۷	جذبات عبرت (نظم)	جناب ماسٹر تارک علی صاحب عبرت صدیقی بریلوی	۱۷
۸	اند اند مار کو یہ پوش (نظم)	جناب سید دل محمد صاحب فقہا	۱۸
۹	مختصر فسانہ قومی	جناب شیخ قادم محی الدین صاحب ایم ای ڈی	۱۹
۱۰	جذبات راز احشی (نظم)	جناب حضرت قبلہ راز احشی سہسوانی مدظلہ	۲۲
۱۱	مزدوک الفاظ	جناب خواجہ عبدالوہاب صاحب عشرت لکھنوی	۲۳
۱۲	غزل	جناب نواب عزیز یار جنگ بہادر عزیز	۲۵
۱۳	شہد	جناب یحکم عیش امروہوی طیب اعلیٰ	۲۶
۱۴	کلام نکلت (نظم)	جناب نکلت انصاری بدایونی	۲۷
۱۵	اردو گرامر کی ابتدائی تعلیم	جناب پرنس ڈوگرا شاہ صاحب جونی بھولتھ	۳۳
۱۶	مرغلہ اے مروج کے کلام کا رندانہ عنصر	جناب حضرت اویس لدھیانوی	۳۶
۱۷	میں اُس دنیا میں رہتا ہوں (نظم)	جناب پرنس اندر جیت صاحب شرما	۳۹
۱۸	انمول جوہرات	جناب الحاج آئی۔ مومن اردو سکول پیر شہر بلی	۴۰
۱۹	افلاق حیدر (نظم)	جناب خدام محی الدین صاحب ماسٹر	۴۲
۲۰	سیاحت ملک ہند	جناب سردار خورشید بہادر ایم اے ایم او ایل	۴۳
۲۱	غریبوں کی فریاد (نظم)	جناب فیض محمد صاحب فیض لدھیانوی	۴۴
۲۲	دور روشن	جناب ہمنہ محمد جند صاحب قضا	۴۸
۲۳	کہاں ہیں وہ مسرت کی باتیں (نظم)	جناب میاں غلام محمد صاحب رنگین سندھ	۵۱
۲۴	نیویارک اپنے بچوں کے لئے کیا کرتا ہے	جناب لال کرشن جند صاحب ملہن بی اے بی ٹی	۵۲
۲۵	حسن طب (نظم)	جناب پرنس رلام صاحب روشن فنی فاضل	۵۸
۲۶	دولہا سہواں	جناب خواجہ فیض محمد صاحب فیض لدھیانوی	۵۹
۲۷	شاگردان حضرت نواب فیض الملک داغ دہلوی	جناب حضرت الفتاح عیسیٰ	۶۳
۲۸	کشتہ اصلاح دیہات کا لیکچر	محکمہ اطلاعات	۶۵
۲۹	اقتیارات	جناب لال کرشن جند صاحب ملہن بی اے بی ٹی	۶۷
۳۰	جہوہیت درسہ	جناب سید سعید احمد صاحب جعفری انجمنی کل چھلی شہری	۶۹
۳۱	میر سرحد	جناب لال کرشن جند صاحب ملہن بی اے بی ٹی پیر شہر حیدر	۷۲
۳۲	ہاں ہی ہیں مہرباں کیسے کیسے	مختلف اصحاب گرامی	۷۵
۳۳	ہنگامہ	جناب ڈاکٹر اعظم کروی صاحب	۷۹
۳۴	نہایت ضروری اطلاع	ماسٹر جگت سنگھ	۹۰
۳۵	میرے اسکول کا زمانہ	جناب فنی فکھ داس صاحب پیر ماسٹر لکھنوی تلوار پیر الہ	۹۱
۳۶	سورجی کے متعلق ضروری اطلاعات	محکمہ اطلاعات	۹۴
۳۷	مختصرت نوٹ اور کارروائیاں	ماسٹر دیوا و مختلف اصحاب	۹۶
۳۸	ریویوز	ماسٹر دیوا	۱۱۰
۳۹	گلدستہ افغان	ماہرہ ہونیمہ ۳۵ تا ۷۹	۱۱۵

# کیا فرماتے ہیں؟

جناب آرگنائزنگ سیکرٹری صاحب انڈین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب پرنسٹن ریلوے

رہنمائے تعلیم کے ریڈ کراس نمبر کی نسبت

رہنمائے تعلیم کے پیشین ریڈ کراس نمبر کو ایسی عہدگی سے شائع کرنے پر میری مبارکباد قبول فرمائیے  
یہ نمبر کیا ہے ضوبہ بھر میں ریڈ کراس اور اس کی سرگرمیوں کا مخزن ہے کہانیوں کا مجموعہ خاص دلکش  
اور تحسین و آفرین کے قابل ہے میری رائے میں یہ پیشین نمبر ریڈ کراس تحریک کا انسائیکلو پیڈیا  
ہے۔ میں اس سرگرمی میں آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں میرے خیال میں اگر ضوبہ بھر کی جوئر ریڈ کراس  
سوسائٹیاں اسے خریدیں گی تو بہت حد تک مستفید و مستفیض ہو سکیں گی۔

—X—

محترمہ مس نور اہل آرگنائزنگ سیکرٹری انڈین ریڈ کراس سوسائٹی ہیڈ کوارٹر

نیو دہلی کی رائے گرامی

(رہنمائے تعلیم کا ریڈ کراس نمبر ملاحظہ کرنے کے بعد)

آپ کے رسالہ کا پیشین ریڈ کراس نمبر ابھی ابھی میرے ملاحظہ سے گزر رہا ہے بلا شک و شبہ  
آپ نے ریڈ کراس سوسائٹی کی تحریک کے متعلق نہایت مفید لٹریچر پیش کیا ہے۔ اور نہایت خوبی سے  
اس تحریک کی وکالت کی ہے۔ اس اہم خدمت گزاری پر میں آپ کو مبارکباد عرض کرتی ہوں +

# بہارِ سخن

(از ناخدا مئے سخن تاج الشعراء فصیح العصر حضرت نوح ناروی)

عشق میں مجھ کو بگڑ کر آبِ سنور نا آگیا  
یہ اگر سچ ہے کہ مجھ کو عشق کرنا آگیا  
اب گذر سکتی نہیں راحت سے میری زندگی  
درطہ دریا مئے غم نے اس طرح غوطے دیئے  
اک کتابِ عیش کیسا مختصر سی عمر میں  
چند خون آلودہ آنسو جذبِ دامن ہو گئے  
سادگی ہی قہر ڈھانے کے لئے کچھ کم نہ تھی  
رفتہ رفتہ عشق میں سب اس کے خوگر ہو گئے  
اور باتوں کی مجھے الفت میں کیا امید تھی  
میں نکالوں بھی تو اب اس کا نکالنا ہے حال  
کثرتِ آزار و غم نے ضبط کی تعلیم دی  
کچھ تو تم کچھ تو قہر کچھ الم کچھ انسا طہ  
اشک آنکھوں تک پہنچ کر دل میں بھی گئے  
غدر و حیلہ تک نشاط و عیش کی امید تھی  
رہ گذر سے عشق کی میں آج تک گذرا نہیں  
حسن کی سخت نے پہنچایا ارغوش تک

ہو گیا نا کام لیکن کام کرنا آگیا  
تو سمجھ لو روزِ جینا روزِ مرنا آگیا  
مشق کرتے کرتے ان کو ظلم کرنا آگیا  
دوبنا پھر دُوب کر مجھ کو ابھرنا آگیا  
بس یہی حاصل تھا جینے کا کہ مرنا آگیا  
پیکرِ سادہ میں غم کو رنگ بھرنا آگیا  
دیکھئے اب کیا ہو ظالم کو سنور نا آگیا  
اہلِ غم کو غم اٹھا کر غم نہ کرنا آگیا  
کم سے کم یہ تو ہوا بے موت مرنا آگیا  
ناوکِ دل دوز کو دل میں ٹھہرنا آگیا  
جبر کے باعث سے دل کو صبر کرنا آگیا  
عشق کر کے مجھ کو جینا اور مرنا آگیا  
یوں سمجھ میں چڑھتے دریا کا اترنا آگیا  
لیکن ان کو صاف اب انکار کرنا آگیا  
کس طرح کہوں مجھ جی سے گذرنا آگیا  
اب تو پر یوں کا بھی تم کو پرہیز کرنا آگیا

بحرِ ذوق و شوق میں یہ بھی غنیمت جانئے

نوح کو طوفان اٹھا کر غرق کرنا آگیا

# حُسنِ اصلاح

(۳۳)

(کیا مجھے دُعا ہے) اس زمین میں ہمارے کرم فرما جناب ولی گو الیاری کا سطل اور ایک شعر گزشتہ قسط میں شریک مضمون ہو چکا ہے۔ غزل مذکور کے چند شعر اور ملاحظہ فرمائیے۔

ولی ۛ کیا کیا گزر گئی دل مضطرب ہم قفس صیاد نے چمن سے کیا جب جدا مجھے  
اصلاح ۛ کیا کچھ گزر گئی دل آشفته حال پر صیاد نے چمن سے کیا جب جدا مجھے  
چمن سے جدا ہونے کے بعد کسی ہم قفس سے خطاب کرنا اصولِ بلاغت کے خلاف تھا۔  
اس لئے لفظ (ہم قفس) خارج ہو گیا۔ (کیا کیا) سے تفصیل عددی مفہوم ہوتی ہے اور (کیا کچھ) سے نوعیت یا ماہیت اور مؤخر الذکر ہی کا یہ موقع ہے۔

ولی ۛ ٹھہر دکھ نورِ صبح میں جی بھر کے دیکھ لوں کیا جانے پھر نصیب ہو کب دیکھنا مجھے  
اصلاح ۛ ٹھہر دکھ اور میں اُتھیں جی بھر کے دیکھ لوں کیا جانے پھر نصیب ہو کب دیکھنا مجھے  
صبح کی تیز زمانی کو دُر کر دینے سے مضمون میں عمومیت آگئی۔

ولی ۛ لاکھوں نگاہیں پر گئیں میری نگاہ پر کم بخت شوق دید نے رُسا کیا مجھے  
اصلاح ۛ لاکھوں نگاہیں اُٹھتی ہیں میری نگاہ پر کم بخت شوق دید نے رُسا کیا مجھے  
مصرعِ اولیٰ کے فعلِ ماضی کی جگہ فعلِ حال رکھ دینے سے رُسوائی میں اضافہ ہو گیا یہ موقع نگاہ پر ٹٹنے کا نہیں بلکہ نگاہ اُٹھنے کا ہے۔

جناب ولی کی ایک اور غزل ہے (شکار تھا۔ استوار تھا) چند شعر حائر کئے جاتے ہیں۔  
ولی ۛ دیکھا اثر یہ ہم نے وفا کا فنا کے بعد آیا میری لحد پہ تو کچھ شرمسار تھا  
اصلاح ۛ دیکھا اثر یہ ہم نے وفا کا فنا کے بعد آیا کبھی لحد پہ تو وہ شرمسار تھا  
جناب ولی کے شعر میں دو خرابیاں تھیں (۱) مصرعِ ثانی کے فعل (آیا) کا فاعل غائب تھا۔ (۲) شعر زیرِ نظر عیبِ شتہِ ربیہ کا حامل تھا کیوں کہ مصرعِ اولیٰ میں لفظ (ہم) آیا تھا۔ اور مصرعِ ثانی میں لفظ (میری) صرف کیا گیا تھا۔

ولی ۛ بھنائے وقعاتِ محبت نہ کر سکے میرے غلام کو انہیں غصہ ہزار تھا



**اصلاح ۷۰** ایشائے واقعاتِ محبت نہ کر سکے میرے خلاف گو انہیں غصہ ہزار تھا ہمارا خیال ہے کہ ولی اللہ خاں صاحب نے اپنے مصرع ثانی کے لفظ (گو) پر غور نہیں فرمایا اور نہ جناب موصون اپنے مصرعِ اولیٰ میں (انخاف) استعمال فرماتے جس طرح جناب ولی نے مضمون نظم فرمایا ہے گو وہ بھی ایک صورت سے درست ہو سکتا ہے لیکن اس صورت میں معشوق کی شرافت پر حرف آتا ہے۔

**ولی ۷۱** آپ آگئے تو ہاں یہ چین ہو گیا چین بے آپ کے چین چین بے بہار تھا  
**اصلاح ۷۲** آپ آگئے تو دل کا چین ہو گیا چین بے آپ کے چین چین بے بہار تھا  
جناب ولی کے شعریں لفظ (ہاں) بے کار تھا۔ اس لئے کم کر دیا گیا۔ اصلاح کے بعد چین کی نوعیت بدل گئی اور شعر میں معقولی مغنویت پیدا ہو گئی۔

**ولی ۷۳** وقتِ بلا ہے وہ کہ فضا ئے بہاریں بادل برس رہے تھے کوئی اشکبار تھا  
**اصلاح ۷۴** اللہ بے جوش غم کہ فضا ئے بہاریں بادل برس رہے تھے کوئی اشکبار تھا  
جناب ولی نے اشکباری کی معقول توجیہ نہیں کی تھی اسی لئے مصرعوں میں ربط کم تھا۔ اصلاح سے یہ عیب رفع ہو گیا۔ حضرت ناخذائے سخن مدظلہ نے لفظ (جوش) رکھ کر مصرعِ اولیٰ کو بلیغ بنا دیا۔

اپنے وعدے کے برخلاف جناب فیاض و جناب ولی کی اصلاحات کو شریک مضمون کرنے کے بعد اب ہم جناب منشی جان محمد صاحب انور مقیم گوالیار کے اصلاحی اشعار کو معرضِ بحث میں لانا چاہتے ہیں لیکن ہمارا فرض ہے کہ حضرت انور کی اصلاحات کو مرتب کرنے سے پہلے اپنے کرم فرماؤں یعنی حضرت فیاض (جناب منشی) فیاض الرحمن محمد خاں صاحب (جناب منشی ولی اللہ خاں صاحب) کا شکریہ ادا کریں کہ ہمارے مضمون کے لئے ہر دو صاحبان نے اپنا کلام فصاحتِ انبیاء عنایت فرمایا۔

ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین رہنمائے تعلیم سے حضرت انور کا تعارف ہو جائے۔ جناب موصوف کا آبائی وطن ضلع بہرپور کا گڑھ صوبہ اودھ ہے۔ حضرت انور کے بزرگ بہ سلسلہ روزگار ریاست گوالیار میں وارد ہوئے اور مستقل طور پر بود و باش اختیار کر لی لیکن خاندانی تعلقات اب تک وطنِ قدیم سے وابستہ ہیں۔ زمانہ تعلیم ہی سے جناب انور کو شعر و سخن کا ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ اور ایک مدت تک بغیر اُستاد کے مشقِ سخن جاری رہی پھر آپ نے اپنے کرم فرما جناب حافظ نور بخش صاحب مشتاق جلیسری سے رجوع کیا اور کچھ مدت کے بعد خود حافظ مشتاق صاحب کے اصرار سے ہمارے عنایت فرما جناب انور نے علی جناب افتخار الشعراء حضرت مظفر خیر آبادی مرحوم کے رو برو روانہ تلمذ کیا لیکن گردشِ روزگار نے بہت جلد یہ سلسلہ منقطع کر دیا یعنی حضرت مظفر نے انتقال فرمایا جناب انور کو مشورہ سخن کا احساس ہو رہا تھا۔ کہ سن اتفاق سے

قبلہ حضرت نوح مدظلہ ایک تقریب میں گواہی ارشاد فرمائی تھی کہ ہمارے کرم فرمانے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت موصوف کی شاگردی کا شرف حاصل فرمایا اور اب تک جناب انور حضرت نوح مدظلہ کے فیض توجہ سے کامیاب ہیں حضرت انور کیسا فرماتے ہیں اس کے متعلق ہم کیا کہیں ہمارے عنایت فرما کا کلام حاضر ہوتا ہے۔ اس سے ناظرین کو جناب موصوف کی استعداد سخن کا اندازہ ہو جائے گا۔ ہم صرف انا کہہ سکتے ہیں کہ عالی جناب محقق علامہ عصر رحمہ اللہ انشاء خدا کے سخن عرفی کامل الفن صدر اعظم مولانا محمد حبیب السبحان المتخلص بحضرت صابرہ آبادی نے جناب انور کی طبیعت کے جوہر لطیف کو دریافت فرما کر مشاعرہ ادیب اُردو لکھنا غنیمتیں "الشکر گواہی کا جہیز سکھڑی آپ کو بنایا ہے۔"

جب راقم الخدوں نے اپنے اس مضمون کے لئے حضرت انور سے اُن کی اصلاحات طلب کیں تو انہوں نے بہ کمال مہربانی بہت جلد اپنے کلام مع اصلاح حضرت نوح مدظلہ سے کم ترین کو نوازا۔ جناب انور کی عنایت کا جتنا بھی شکر یہ ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ اگر اتنی توجہ دیگر شاگردان حضرت نوح مدظلہ مبذول فرماتے تو اس مسلسل مضمون کی کل اقساط راقم سطور کے حسب خواہش مرتب ہوتیں۔

جب ہمارے کرم فرمانے اپنا اصلاحی کلام لطف فرمایا تو عالی جناب حضرت صابرہ مدظلہ نے اُس کے ساتھ ایک پرورش نامہ بہ کمال لطف و عنایت تحریر فرمایا کہ "جلد از جلد اس کام کو شروع کر دیں۔ حضرت صابرہ کا نوازش نامہ مرقومہ ۱۹۳۲ء اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جناب موصوف سے ہم شرمندہ ہیں کہ جناب انور کا کلام شریک مضمون کرنے میں اتنی تاخیر ہوئی۔ پہلے کسی سطح میں ہم اپنی اس طور کی مجبوریوں کا ذکر کر کے اپنے احباب سے مخدرت خواہ ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت صابرہ مدظلہ سے دوبارہ ہم معافی چاہتے ہیں۔ اب ہمارے کرم فرما جناب انور کا کلام ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔"

انور۔ پھر تجھ پہ ندا ہو جان مری پھر تجھ پہ کرم قائل کر دے

پھر تیغ نگاہ ناز چلا پھر آ کے مجھے بھل کر دے

اندازِ بیاں سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشق اپنے قائل یعنی معشوق سے خطاب کر رہا ہے۔ اس صورت میں لفظ (آ کے) بے کار بلکہ غلام موقع ہے۔ حضرت نوح مدظلہ نے لفظ مذکور کو کم کر دیا۔ اصلاح کے بعد مصرع

ثانی حسب ذیل ہو گیا۔ ع پھر تیغ نگاہ ناز چلا پھر آج مجھے بھل کر دے

انور۔ یا پائو کو دے طاقت کہ چینیں اب جلد سہ منزل پہنچیں

یا تھک کے جہاں ہم بیٹھ رہیں یا رب تو وہی منزل کر دے

اس شعر کے بھی مصرع ثانی میں صرف ایک لفظ بدلا گیا۔ بعد اصلاح۔ ع

یا تھک کے جہاں ہم بیٹھ رہیں یا رب تو وہیں منزل کر دے

وجہ اصلاح ظاہر ہے کہ (جہاں) کے ساتھ (وہیں) مناسب ہے نہ کہ (وہی)

انور سے سُنتے ہو مجھ سے حال دل بے قرار کیا میں غم کی داستاں کہوں بار بار کیا

اصلاح سے وہ پوچھتے ہیں حال دل بے قرار کیا میں غم کی داستاں کہوں بار بار کیا

مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ پُرسش کرنے والا ستم ظریفی کے طور پر پُرسش غم کر رہا ہے اس صورت میں اُس کی دلچسپی کا اظہار محض (سُننے) سے اُس قدر نہیں ہو سکتا جس قدر کہ (پوچھنے) سے کیوں کہ طوفاً دکرنا بھی سُنانا ممکن ہے۔

انور سے پھر ہو گئے نفس میں مے داغ دل ہے پھر ہے چین میں آمدِ فصل بہار کیا

اصلاح سے پھر ہو گئے نفس میں مے داغ دل ہے پھر آگئی چین میں آہی بہار کیا

جناب انور کے مصرع ثانی کے معنی قدرے مُشتبہ تھے اس لئے شعر زیر نظر حضرت نوح مظلّم کے رنگ سے ہٹا ہوا تھا۔ اصلاح سے اشتباہ دور ہو گیا۔

انور سے جب اُن سے یہ کہا ترا بیمار مر گیا بولے وہ مر گیا تو میرا اختیار کیا

اصلاح سے جب اُس سے یہ کہا ترے بیمار مر گئے بولا وہ مر گئے تو میرا اختیار کیا

مذکورہ بالا اصلاح کو سمجھنے کے لئے اُمور ذیل پر غور کرنا مناسب ہے۔

اول۔ (مر گیا) اور (کیا) ہم قافیہ لفظ تھے۔ حضرت فصیح العصر مدظلہ اس صورت کو پسند نہیں فرماتے۔

دوم۔ جناب انور نے اپنے مصرع اولیٰ میں (اُن) اور (ترا) کو ایک ساتھ استعمال کیا تھا۔ شاعر گریہ نہ سہی پھر بھی یہ بُرا معلوم ہونا تھا۔

سوم۔ (بیمار) کو یہ صیغہ جمع لانے سے مضمون میں ترقی پیدا ہو گئی۔ انشاء اللہ آئندہ فطاسب کی سب حضرت انور کے کلام پر شامل ہوگی۔ (عابد مہیج عابدہ بی۔ اے)

(بجز)

مکرمی حضرت ناصر لکھنوی یوں لکھتے ہیں؟ آپ کی کلامیاب الوالعزم اندہ کوششیں قابل

جوہلی ممبر اور فسانہ نمبر کی موجودگی میں آپ کو اتنا شاندار ضخیم اور مجاذب نظر مجموعہ شائع کرنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ شاید اب آپ فنانی الرسالہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور خاص نمبر شائع کرنا کا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے جب تو آپ اپنی مالی حالت پر نظر نہیں کرتے ریکرڈ اس سے تو عوام کو کوئی خاص دلچسپی بھی نہیں ہو سکتی اس لئے آپ اسکی اشاعت سے فسانہ نبوت بھی زیادہ زبردست کیے کاش ریکرڈ اس اور تعلیم و تعلم سے دلچسپی رکھنے والا حلقہ جسکے لئے آپ نے بیذربانی گوارا فرمائی ہے۔ آپ کی کچھ مدد کر سکتے +

# ریڈ کراس نمبر

کے متعلق محترمی مربی تاج الشعرا حضرت قبلہ نوح صاحب ناروی اپنے ایک گرامی نامہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں

ماسٹر جگت سنگھ صاحب صورت میں تو بڑھے مگر ماشاء اللہ طبیعت کے جوان ہیں ان کو جو سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے۔ جو بلی نمبر نکالا تو اسی نشان کا فسانہ نمبر چھپوایا تو لاجواب ریڈ کراس نمبر دیکھ لو وہ بھی منظر روپیہ پیسہ کو یہ ہاتھ کا میل سمجھتے ہیں۔ خرچ کے موقع پر ان کا ہاتھ کبھی نہیں رکتا یہ بغیر نفع کی امید کے ہزاروں روپیہ اپنے رسالہ رہنمائے تعلیم کے لئے خرچ کر دیتے ہیں۔ مضمون نگاروں سے تقاضا کر کے مضامین منگوانا مشاہیر سے خط بھیج کر نظمیں غزلیں لکھوائی تصویروں کا حاصل کرنا سب کو اپنے موقع سے سجانا۔ پروف کا دیکھنا۔ صحیح کرنا چھپنے کے بعد بعض اوقات رسالے کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیجا یہ آسان باتیں نہیں بار بار نقصان اٹھانے میں انسان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ہمت چھوٹ جاتی ہے مگر یہ ہیں کہ متعدد بار زیر بار ہو کر بھی اُسی طرح ثابت قدم نظر آتے ہیں یعنی ان کے دل پر درد بھی مالی خساروں کا احساس نہیں۔ یہ میں جانتا ہوں کہ اب تک دفتر میں جو بلی نمبر اور فسانہ نمبر کی بہت سی کاپیاں موجود ہیں جو فروخت نہیں ہوئیں مگر انہوں نے اس پر بھی ریڈ کراس نمبر نکال ہی دیا۔

ریڈ کراس ایک خاص اور خشک موضوع ہے اس میں دل کشی پیدا کرنی ہنس نہیں لیکن شروع سے آخر تک دیکھ جلیئے ہر نظم اور ہر شعر میں جاذبیت فروسلے گی۔ یہ ممکن نہیں جس مضمون کو پڑھنا شروع کیجئے بغیر ختم کئے ہوئے اُسے چھوڑ دینے کو جی چاہے۔ تصویریں قریب قریب سب معزز حضرات کی ہیں۔ درحقیقت اس نمبر میں ان لوگوں کی تصویروں کا ہونا ضروری تھا۔

اس رسالہ کا سالانہ پانچ روپیہ ہے اور اسی رقم میں ہر خریدار کو خاص نمبر بھی دیئے جاتے ہیں جو سالوں کے متعلق ہوتے ہیں۔ ریڈ کراس نمبر ۵ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ علیحدہ اسکی قیمت شائد دو روپیہ ہے جو اسکی خوبیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ سال کے بارہ پرچوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ہزار صاحب اس قلیل سالانہ کتاب اتنا بہترین ادب کا ذخیرہ خریداروں کو نذر کرتے ہیں۔

اول تو ان معاملہ میں سردار صاحب ہی خود ایک بلا میں پھر اس بلا میں ایک پیامت بھی

شامل ہے وہ برادرِ مکرم جناب جوش ملیح آبادی کی ذات گرامی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر انکی توجہ خاص حال حال نہ رہتی تو یہ ترقی ناممکن تھی۔ نظم کا انتخاب شعراء کی صلاح پر رکھ غزلوں کی دیکھ بھال یہ خوب کرتے ہیں۔ میں نظموں کو خاص طور سے دیکھتا ہوں اور خوبی قسمت سے اگر انکی کوئی نظم یا غزل نظر آ جاتی ہے تو بے مصلحتاً دیکھتا ہوں۔ حضرت بلخ دہلوی کے ممتاز شاگردوں میں انکا دم بھی بہت قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شاہِ آباد رکھے۔

**مغزِ مختصر رسالہ ساتی دہلی اپنے مارچ نمبر میں یوں قلمطراز ہے۔** ملاحظہ فرمائیں  
 رہنمائے تعلیم لاہور کا کام، مائٹنگ سنگھ صاحبان گنتی کے چند لوگوں میں سے ہیں جو اپنا قیمتی وقت اور بیشمار روپیہ صرف کر کے ریڈ کر اس نمبرِ عامہ سے عمدہ رسالے شائع کرتے ہیں۔ آپکی اعلیٰ جو مگلی تو اسی سے ظاہر ہے کہ پوسٹ تین سال سے رہنمائے تعلیم نہایت پابندی وقت اور دیانتداری سے شائع کر رہے ہیں۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ آپنے رہنمائے تعلیم کا بجلی نمبر شائع کر کے صحافت اُردو میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔ کیونکہ اس قدر ضخیم رسالہ جتنا ہندوستان میں شائع نہیں ہوا۔ اس کے بعد آپکا دوسرا کارنامہ رہنمائے تعلیم کے افسانہ نمبر کی صورت میں ظاہر ہوا اور اسے دیکھ کر مائٹ صاحب کی ہمت اور انکے ایشار کا ہر شخص کو معترف ہونا پڑا۔ اب تیسرا کارنامہ رہنمائے تعلیم کا ریڈ کر اس نمبر ہے۔ جو مفید اور بکار آمد مضامین کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کا ہر شخص کے پاس موجود ہونا ضروری ہے جو اس دشن زمانہ میں فتنہ خیال کھلانے کا مستحق ہے۔ لائقِ ایڈیٹر کو اس خاص نمبر کے لئے مضامین فراہم کرنے میں حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ کامیابی کسی اور کے بس کی بات بھی نہیں تھی۔ اس خاص نمبر کی خوبیاں اسکے سرورق ہی سے شروع ہو جاتی ہیں جو چار رنگ کا ہے اور ریڈ کر اس نمبر کے لئے اس سے بہتر اور موزوں سرورق اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ریڈ کر اس سوسائٹی کے اغراض و مقاصد اور اس کے کاروائی نمایاں پر بہترین مضامین صرف اسی خاص نمبر میں آپ کو ملیں گے۔ مضامین میں بھی اسکا اہتمام کیا گیا ہے کہ عام فہم اور سلیس ہوں تاکہ اسکولوں کے بچے بھی اس مفید سوسائٹی اور اس کے متعلقات سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ ریڈ کر اس نمبر مشتمل ہے تین حصوں پر۔ پہلے حصے میں ریڈ کر اس سوسائٹی کی تاریخ، ریڈ کر اس سوسائٹی کا اشتاعتی کام، ریڈ کر اس اور جاپان، ریڈ کر اس سوسائٹی کے اغراض و مقاصد، ریڈ کر اس سوسائٹی کا میدانِ عمل، جیسے مضامین شامل ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوسائٹی کیا ہے، کیا کام کر رہی ہے، اور ہمیں اس کے لئے کیا کرنا چاہئے، دوسرے حصے میں حفظانِ صحت کے بلند پایہ مضامین ہیں۔ مثلاً، ہر موسم کے لئے طبی ہدایات، عورتیں اور گھریلو علاج، "فرسٹ ایڈ"، "تیندھ کلب"، "زچہ اور بچہ"، "حفظِ مائتدہ"، "ولامین" وغیرہ۔ حصہ سوم میں ریڈ کر اس کے متعلق دلچسپ اور مزاحیہ فنائے ذرائع وغیرہ ہیں۔ مثلاً "دو فرشتے انسانی لباس میں"، "صفایا"، "چوہ"، "حکیم جی"، "تیریا کا مریض"۔

تجربہ کاروں کی۔ وغیرہ ضخامت ۵۰۰ صفحے سے بھی کچھ زیادہ ہی ہے۔ مگر قیمت صرف دو روپے (چار) رکھی گئی ہے جسے دیکھ کر تعجب ہوتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ عرصہ خیر بالائیکہ کہ ارزانی ہمنور  
 نوٹ۔ اس حوصلہ افزائی کے لئے میں محترم بھائی صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ جگت سنگھ

مکرمی بھائی عبدالحمید صاحب سلم بی اے ریڈ کر اس نمبر کے مطالعہ کے متاثر ہو کر یوں فرماتے ہیں  
 ہندوستان بھر کے جوائن میں سالہ رہنمائے تعلیم نے جو حیرت انگیز کامیابی و بے مثل ہر لغز نری حاصل کی ہے اس کا اندازہ صرف اس کے جو بی نمبر فسانہ خبر اور ریڈ کر اس نمبر کے مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے اس وقت ہمارے پیش نظر اس کا ریڈ کر اس نمبر ہے جو واقعی ریڈ کر اس کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ میں بلا خوف تردد اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس دیدہ زیب نمبر کے نکالنے سے کارکنان رسالہ کے مد نظر کوئی تجارتی غرض نہیں ہے۔ بلکہ ان کا مطلع نظر عوام کو محض اس مفید عالمگیر تحریک کے روشناس کرانا اور ان میں اخوت انسانی کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ جن صوری و معنوی خوبیوں سے یہ شاہکار مرصع ہے۔ وہ صحافتی دنیا میں نادر و کمیاب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم اس لوح پرور لٹریچر کی نشر و اشاعت میں محترم سردار جگت سنگھ صاحب پروردگار کا ماتھ بٹائیں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔

میاں غلام محمد صاحب رنگین اپنے ایک کارڈ میں یوں رقم طراز ہیں:-

میں سیران ہوں کہ باوجود ہزاروں دپسہ کی زیر بارگی جناب کی اُردو علم ادب کی خدمت کریں کی دلچسپی اس طرح دل بہن  
 بڑھ رہی ہیں۔ آخر جناب کا دعا کیا ہے اور آپ اس ادبی خدمت کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تجارتی لحاظ سے تو آپ  
 ہزاروں روپوں کے زیر بار ہو گئے ہیں پھر ریڈ کر اس نمبر ایسا شاندار شائع کیلئے کہ ایک ماہہ ایسے دیکھ کر خوش  
 عین کرد ملے ہے۔ کاش وہ حضرات جو بازاری اور عوامی تعداد سے معذور رسالوں پر اپنا قیمتی پیسہ میدردی سے  
 خرچ کرتے ہیں۔ ان انمول و بے ہوا جواہرات کے دھیر دل کو خرید کر اپنی کمائی کو سپہل کریں۔

مکرمی لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے۔ بی ٹی اپنے ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ  
 اس کے مطالعہ کرنے سے آپ کی محنت کاوش و بے دریغ خرچ کی ضرورت دا دینی پڑتی ہے۔ ایسی زبان بازی کے زمانہ میں  
 ادبی عیاشی پر یوں دیر صرف کرنا آپ جیسے الو العزم اور بے جگر حضرات کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ واقعی ریڈ کر اس تحریک کے  
 متعلق واقفیت ہم پہنچانے میں آپ کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس کا معلوماتی حصہ سچ سچ ریڈ کر اس کی  
 مکمل ترین انسائیکلو پیڈیا ہے اور اس پر میں جناب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

## خوشخبری

اجاب کے متواتر تقاضوں کی وجہ سے آخر مجھے ماننا پڑا کہ سلور جوبلی نمبر بھی نکالنا چاہئے۔ گو اس کے لئے نہ تو میری تیاری ہے نہ وقت کافی ہے کہ میں اس مبارک تقریب پر اپنے رسالہ کا کوئی خاص نمبر نکال سکوں! مگر معزز و محترم دوستوں کی خوشنودئی مزاج کی خاطر اتنا کچھ کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ کہ اگر نمبر نہ سہی تو ایک چھوٹی سی نمبری ہی نکال کر اپنی وفاداری کا اظہار کر دوں؟

ویسے آپ متواتر دیکھ رہے ہیں کہ دو تین ماہ سے میرے رسالہ میں بالخصوص زیر مطاالعہ نمبر میں سلور جوبلی کے متعلق جس قدر مسالہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کا عشر عشیہ بھی آپ کو کسی دوسرے رسالہ میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ میں سلور جوبلی کی خوشی میں اپنی عقیدہ بندی اور وفاداری کے جذبات نہایت دلچسپی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ لہذا عرض ہے کہ اب سلور جوبلی نمبر کے لئے مضامین نشر و نظم جلد از جلد بھیجیں تاکہ میں اجاب کی خواہش کو پورا کر سکوں! مضامین کی نوعیت ظاہر ہے کہ کس قسم کے ہونے چاہئیں پس اگر آپ کے مضامین وقت پر پہنچ گئے تو رہنمائے تعلیم کسی شدید حالت میں اپنا فرض بجالانے کی کوشش کریگا۔ ورنہ اللہ اللہ خیر سلا۔

آپ کا حقیقی خادم جلت سنگھ

## دیکھئے

میر محمد ہزرگ جناب مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کو ہر رام پور ریڈر اس نمبر کے متعلق کیا تحریر فرمائیں  
 ماشاء اللہ ریڈر اس نمبر بہت اچھا ہے۔ نہایت مبسوط لیریکر ایک جگہ مہیا ہو گیا ہے تمام سوسائٹول و عورتوں  
 سدھارا انجمنوں پر اپنے بڑا احسان کیا ہے۔ مدارس کے لئے بھی آسانی ہو گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں  
 خدمت سے محرومی کو اب محسوس کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔  
 (دستخط مولانا گوہر صاحب)

## انڈین ریڈ کراس سوسائٹی (پنجاب براچ) کی سرگرمیاں

ایک زمانہ تھا کہ بزرگان قوم و ملت کو حکام وقت کی توجہ خدمت خلق کی طرف مبذول کرانے میں طرح طرح کی کوششیں کرنی پڑتی تھیں اور بہت سی ترغیب و تحریص کے بعد انہیں اس کام پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ کیونکہ جس کام میں حکومت کا ہاتھ نہ ہو، اُس کا پروان چڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ کہیں سبق آموز حکایات اور واقعات سُنا کر اُن کے قلوب میں ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا جاتا۔ کہیں مؤثر اشعار سُنا کر اُن کی بے اعتنا طبع کو اس طرف مائل کیا جاتا۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کا ہمیشہ حصہ حکام وقت کی اصلاح کے لئے ہی خاص ہے۔ کہیں وہ تواضع کا سبق دیتے ہوئے فرماتے ہیں

تواضع زگردن فہرزاں نکوست گداگر تواضع کند خئے اوست

کہیں خدمت خلق کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

طریقت جسد خدمت خلق نیست تہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

غرض اس قسم کی بیشمار کوششیں ہیں، جو بنی نوع انسان کے ہمدردوں نے اس سلسلہ میں کی ہیں۔

مگر خدا کا شکر ہے کہ میں ایسی تکالیف سے دوچار نہیں کیا گیا۔ ہمارا زمانہ اس سے بالکل جداگانہ خصوصیت رکھتا ہے۔ ہمارے حکام وقت بے حد رحم دل اور ہمدرد خلائق ہیں۔ وہ آئے دن ہماری فلاح و بہبود کے لئے طرح طرح کی کوششیں فرماتے رہتے ہیں۔ ہماری جمالت اور غفلت شعاری کے دفعیہ کے لئے پوری جدوجہد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ریڈ کراس سوسائٹی جو بلا لحاظ مذہب

ملت تمام بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اُس کی پنجاب براچ کے پریزیڈنٹ ہمارے نواب

گورنر صاحب بہادر ہیں اور اُس کے وائس پریزیڈنٹ جناب ملک سرفراز صاحب نواب الہ الہی و وزیر تعلیم پنجاب ہیں۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے حاکم کس قدر ہماری فلاح و بہبود کے خواہاں ہیں۔ صاحبانِ ممدوح وقتاً فوقتاً جلسے کرتے ہیں۔

اور اپنا قیمتی وقت صرف کہے کے ہماری بھلائی اور بہتری کی تجاویز پر غور فرماتے ہیں۔ بائزر اپیلیں کر کے مصیبت کے وقت ہماری

تکالیف کا سدباب کرتے ہیں۔ وبائی امراض کے پھیلنے پر ہمیں ہر ممکن امداد و ہم پہنچانے کے ذرائع مہیا فرماتے ہیں۔ غرض

ہر شکل میں ہماری مشکل کشائی کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صاحبانِ ممدوح نے ریڈ کراس سوسائٹی کے

دفتر کی باگ ڈور چودھری بشیر احمد خاں صاحب جیسی قابل ہستی کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے۔ بن کی لیاقت اور

حسنِ انتظام کی قابلیت محتاج بیان نہیں۔ آپ خدمتِ خلق کے کاموں میں غایتِ درجہ کی لچسپی لیتے ہیں۔ آئے دن



صحت عامہ کے متعلق واقفیت بہم پہنچانے کے لئے جو مختلف پمفلٹ شائع ہوتے رہتے ہیں، وہ انہی کی مساعی جلیلہ کے نتائج ہیں۔ آپ ایک درو بھرا دل رکھتے ہیں۔ اور ایک نکتہ رس اور معاملہ فہم دماغ کے مالک ہیں۔ ان کے پروپیگنڈا کاٹھ ہے کہ صوبہ کے اعلیٰ پایہ کے علمی رسائل اس تحریک کے مدح خواں نظر آ رہے ہیں۔ بہت سے رسائل اپنے ریڈ کر اس نمبر نکال چکے ہیں جن میں سے رسالہ ”رہنمائے تعلیم“ لاہور کا ”ریڈ کر اس نمبر“ اپنی جامعیت کے لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس رسالہ کے پروپرائٹر ماسٹر جگت سنگھ صاحب نے نہایت فراخ دلی سے روپیہ خرچ کر کے اس نمبر کو صحیح معنوں میں ریڈ کر اس انسائیکلو پیڈیا بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کوشش میں وہ پورے طور پر کامیاب ہوئے ہیں۔ ان کی مساعی کو ہزار ایکسپنسی ثواب گورنر بھادرنے کمال استحسان کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اپنے دست خاص سے ان کو سند مرحمت فرمائی ہے۔ اگر اس قسم کے رسائل کی کماحقہ حوصلہ افزائی ہوتی رہی، تو اُمید ہے۔ اس تحریک کو مقبول عام بنانے میں یہ رسائل بہت کچھ سوسائٹی کا ہاتھ بٹائیں گے۔ اور اس طرح وہ لوگ بھی سوسائٹی کی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے، جو فی الحال اس کے اغراض و مقاصد سے بالکل نا آشنا ہیں۔ سوسائٹی اگرچہ خلق خدا کی بہتری کے لئے بہت سے کام کر چکی ہے۔ مگر فی الحال اس کے کام کا میدان بہت وسیع ہے۔ روپے کی کمی کے باعث بہت سی مفید تجاویز ہیں۔ جن کو سوسائٹی تا حال عملی جامہ نہیں پہنا سکی۔ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے کہ ہم سوسائٹی کے ساتھ پورا پورا تعاون نہیں کر رہے اور اپنے فوائد کو خود پیش نظر ڈال رہے ہیں۔ اگر ریڈ کر اس سوسائٹی سے پورا پورا تعاون کیا جائے اور دل کھول کر اس کی مالی امداد میں حصہ لیا جائے۔ تو سوسائٹی بیش از پیش ہماری بہتری اور بھلائی کے امور سر انجام دے سکتی ہے۔ علامت حضرت حضور شہنشاہ معظم کا جشن جوبلی سوسائٹی کی امداد کے لئے ایک مبارک و مسعود موقع ہے۔ کیونکہ حضور ممدوح نے از راہ رعایا نوازی اس امر کی اجازت فرمادی ہے کہ جوبلی کی مبارک تقسیم پر رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے ایک فنڈ قائم کیا جائے۔ جس کا نام ”دیپک سٹڈی سلور جوبلی فنڈ“ رکھا جائے۔ اس فنڈ کا روپیہ ریڈ کر اس سوسائٹی اور اسی قسم کے اور اداروں کو دیا جائیگا۔ جو دن رات ہماری بہتری اور بھلائی کے کاموں میں کوشاں ہیں۔ اس لئے اس فنڈ میں ہمیں جی کھول کر حصہ لینا چاہئے۔ یہ ہم خسر و اوجیم ثواب کے مصداق ہے۔ کیونکہ جیسا ثواب گورنر بھادرنے پنجاب نے اپنی اپیل میں فرمایا ہے۔ اس سے ایک تو ملک معظم کی وفاداری کا عملی ثبوت پہنچایا جاسکتا ہے اور دوسرے اپنی ہی بہتری اور بھلائی میں حصہ لیا جاسکتا ہے۔

راقم سید محمد صدیقی شاہ۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل

# جذباتِ عبرت

(ماسٹر تبارک علی صاحبِ عبرت صدیقی بریلوی)

مدعا پائیں گے ترکِ مدعائے دل سے ہم  
دوب کر خود آشنا ہو جائینگے ساحل سے ہم  
محو حیرت میں گذر کر پردہ حائل سے ہم  
آشنا رہ کر ہوئے نا آشنا حاصل سے ہم  
دل کے مشتے ہی ہر اک پردہ نظر سے اٹھ گیا  
خاک ہونا تھا کہ ہم آغوش تھے حائل سے ہم  
مست و سنجو دگر گئی ہے نہکت کیسے دست  
ہوش کی دنیا میں آئیے بڑی مشکل سے ہم  
داغِ دل - سوزِ جگر جو شِ الم - دردِ فراق  
دیکھ تو لے کر چلے ہیں کیا تری محفل سے ہم  
سینچو دئی جستجو میں ہے کسے یہ امتیاز  
بڑھ گئے منزل سے یا کچھ دور میں منزل سے ہم  
جلوہ آرائی تو خود ہے بے حجابی کی دلیل  
کیوں کریں عرضِ تمنا پر دہ حائل سے ہم  
نا خدا دشمن تلاطمِ آفریں ہر موج بحر  
ہو چکے بس ہو چکے اب آشنا ساحل سے ہم  
استالِ بردوش اندازِ نگاہِ شوق ہے  
ہو گئے آزاد اب تو کوششِ حاصل سے ہم  
ہر تخیلِ حاصلِ سعیِ رفو ہے عشق میں  
زخمِ دل سیتے ہیں تارِ پردہ حائل سے ہم  
انتیازِ ہوش تک ہر جستجو نام کام تھی  
جب بڑھے آگے تو ہم آغوش تھے منزل سے ہم  
ہے نظر کے سلمے رعنائیِ بزمِ ازل  
آشنا اب تک میں لطیفِ ساقی محفل سے ہم

اب تو ہر جلوہ نظر کے سامنے ہے بے حجاب

آشنا عبرت ہیں رازِ پردہ حائل سے ہم

ریڈ کر اس نمبر کیا ہے؟ اس کے جواب میں بھائیِ عبرت صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹری کی جانِ ادب کی کان اور دبستی کا سامان ہے۔

# اللہ اللہ بہار کا یہ جوش

(جناب سید دل محمد صاحب فضا)

دل ہے مینائے بادۂ سر جوش      ہر نفس ہے اک آتش خاموش  
یہ فضا اور یہ بہار کا جوش      دل وارفتہ آچکا اب ہوش  
اف لے اندازِ چشمِ عشوہ فروش      جیسے ہو جامِ بادۂ سر جوش  
کس توقع پہ قصیدِ طور لے دل      ہو گئے جب کلیم ہی لے ہوش  
بس گیا آج بوئے گل سے قفس      آئی موجِ صبا چمنِ بردوش  
سلمے ہے وہ چشمِ عشوہ طراز      کیوں نہ دیوانہ ہو دل پر جوش  
جانتا ہوں مال کا وشِ دل      پھونک دیگی یہ آتش خاموش  
نگہ شوق ہے یہ کیا عالم      ہوش میں ہوں مگر نہیں کچھ ہوش  
لگ گئی آگ آتشِ گل سے      اللہ اللہ بہار کا یہ جوش  
دل ہے بیگانہ غمِ ہستی      ہوں ازل ہی سے وقیفِ نوشاوش

مُسکراتا ہو جیسے کوئی فضا

گل ہیں یا شاہدِ انِ عشوہ فروش

## ڈاک خانہ کے نئے ٹکٹ

وائسرائے ہند کی جانب سے اعلان ہوا تھا کہ سلور جوبلی کے موقع پر آدھ آنہ - تین پیسہ - ایک آنہ - اڑھائی آنہ - ساڑھے تین آنہ - آٹھ آنہ اور ایک روپیہ کے جوبلی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ اب یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ ٹکٹ ہنسی سے تمام ڈاک خانوں میں فروخت ہونگے۔

# علی حضرت شہنشاہ معظم تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ خدمت سائق کا زیرین موقع ح۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ و کار

حضور معظم قہر مند و کرم تصور ہند کی محبت کی یادگار میں ماہ مئی ۱۹۳۵ء میں سلور جوہلی مٹائی جاتی اور پٹنہ کے ساحل اور اقلیہ اپنی عقیدت کے انکار کی صفات و اقلیوں سے کرکے حضور و ان کے لئے بنا کر کمرہ ہند کی ہیں جو جوئے غلہ کیلئے شائع ہوئی۔ یہ وجہ و جہت طرح کی تالیف میں ہزار کمپنی نواب گورنر بہادر پنجاب اور جناب محترم ریڈی ایمرین صاحب کی طرف سے جو اپنی شائع ہوئی ہیں اس امر کی نظر میں کہ جوہلی نہ کار روپیہ تمام و کمال ان اواروں میں صرف ہوگا جو براہ راست بنائے گئے کی بہتری اور بہبود کے مناسبت سے چنانچہ جس نے لایزال کا شکر یہ و اگر ناچاہے کہ ہیں خدمت خلق کا ایک زریں موقع نصیب کیا جس سے ہم ایک کچھ و کار کے مقصد کو پہنچنے کی پوری توفیق سے انار و عقیدت اور اپنی بہتری۔ ہماری ملی آرزو ہے کہ تعلیم اور نظم کے تعلق رکھنے والے اصحاب جن میں علمین و معلمین کی کثرت شامل ہے اس موقع کو ہم یہ توفیق مان کر جوہلی فنڈ کیلئے مل کھو کر چند جمع کریں اور جوہلی فنڈ کیلئے عوام ان س کو اس طریق سے جو کہیں اس کو وہ نہ پڑے جوہلی فنڈ میں اپنی مساعرت کر کہ ملی شوق کا انظار کریں تاکہ یہ مفید عام فنڈ سلور جوہلی کی مستقل یادگار بن کر کے جی جی و جوہلی میں ہندو اور اہل ہند کی ہی بہتری کے لئے ہوگا۔

(سچید بولا)

## سلور جوہلی فنڈ اور مفید سائق ادارے

علی حضرت شہنشاہ معظم کی تخت نشینی کی پچیسویں سالگرہ ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء کو قلم و مداد انیہ کے طول و عرض میں بڑا بات مستور و شادمانی کے ساتھ منائی جائے گی۔ علی حضرت نے ازراہ الطاف و خیر و ان اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ اس مبارک و مسعود و تقریب کی یاد میں رعایا کے صلاح و بہبود کے لئے ایک فنڈ قائم کیا جائے جس کا نام ”نیر جیٹیز سلور جوہلی فنڈ“ رکھا جائے۔ اس فنڈ سے مقصود یہ ہے کہ ان چار ہت و ستانی اداروں کے کام کو وسعت دی جائے اور ان کی بنیادوں کو مضبوط و منظم بنایا جائے۔ جو اس وسیع ملک کے اندر پکاروں اور مصیبت زدوں کی تکلیف اور مصائب کے ازالہ میں مصروف ہیں اور وہ ادا کے یہ ہیں :-

(۱) انڈین ریڈ کراس سوسائٹی -

(۲) سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن (انڈین کونسل)

(۳) کاؤنٹس آف ڈفرن فنڈ

(۴) انڈین آرمری بنیولینٹ فنڈ

یہ چاروں ادارے ہندوستان کے اندر بنی نوع انسان کی خدمت بلا لحاظ مذہب و ملت انجام دے رہے ہیں۔ اور تیسری کم کیا گیا ہے کہ سولر فنڈ کا مصروف اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ ان اداروں کی بیماری کی جلنے۔ ذیل میں ان ہر چار اداروں کے اغراض و مقاصد اور ان کی کارکردگی کا مختصر حال درج کیا جاتا ہے۔

## انڈین ریڈ کراس سوسائٹی

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی بروئے ایکٹ ۱۹۲۵ء یسٹیلو اسمبلی مارج ۱۹۲۷ء میں قائم کی گئی تھی۔ اور وہ بین الاقوامی ریڈ کراس لیگ کی ایک ممتاز رکن ہے۔ اس کا سرمائی صدر مقام دہلی اور گرمائی صدر مقام شملہ ہے۔ اس کی شاخیں تمام صوبوں اور بہت سی ریاستوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی سرگرمیوں کی مختصر کیفیت یہ ہے:-

(۱) بیماروں اور مصیبت زدوں کے دکھ درد کا ازالہ

(۲) وبائی امراض کے انفاد کے لئے فوری تدابیر۔

(۳) صحت عامہ کے متعلق واقفیت کی بہم رسانی۔

(۴) اچھے اور بچے کی حفاظت و تحفظ۔

(۵) زلزلہ۔ سیلاب اور تحفظ کے مصیبت زدوں کی امداد۔

(۶) بین الاقوامی دوستی کے لئے جو نسریڈ کراس جماعتوں کی تنظیم و ترتیب۔

(۷) شفاخانوں میں بیماروں کے لئے سامان اراکش کی بہم رسانی۔

(۸) بنی نوع انسان کی سوشل خدمت بلا لحاظ مذہب و ملت ورنگ

انڈین ریڈ کراس نے ماتحت ۳۴ صوبائی اور ریاستی شاخیں ہیں جن کے ماتحت ۱۵۱۔ اضلاعی شاخیں

لوگوں کے دکھ درد کو کم کرنے میں مصروف ہیں ۱۹۲۷ء کے اخیر میں اس کے جملہ نمبروں کی تعداد ۲۶۵۴۴۱ تھی اور اب اس میں اور بھی اضافہ ہو چکا ہے۔

انڈین ریڈ کراس کی پنجاب پراونشل شلخ کے ماتحت ۲۸ اضلاعی شاخیں ہیں جن کے سینئر نمبروں کی تعداد ۸۰۶۵

اور جو نیز نمبروں کی تعداد ۲۱۲۲۹ ہے۔

پنجاب کی ریڈ کراس سوسائٹی اب تک مختلف صحت گاہوں میں مریضوں کے علاج و علاج پر ۳۳ ہزار روپیہ صرف کر چکی ہے۔ صوبہ میں تپتی بخار کے مریضوں کی مردم شماری لاہور میں تپدی کے شفا خانہ کے قیام اور اس موذی مرض کے انسداد اور ابتدائی مصلوح کے متعلق لوگوں کو واقف بنانے پر ۱۵۹ روپیہ خرچ کر چکی ہے۔

پنجاب کے ۵۵ دیہ گری اور ہیو و اطفال کے مرکروں میں سے ۲۴ مرکز محض سوسائٹی مذکور کے روپیہ سے چل رہے ہیں اور باقی ماندہ مرکروں کی بھی سوسائٹی مدد کرتی رہتی ہے۔ اور ۳۴ سبب شش ہیں۔ گزشتہ دس برسوں میں اس مدعا کے لئے سوسائٹی نے ۴۳ ہزار روپیہ خرچ کیا ہے۔

فلمکے صحت پنجاب نے اس سلسلہ میں جو شعبہ قائم کر رکھا ہے سوسائٹی نے اس کی ۱۶ ہزار ۸۵۴ روپیہ سے مدد کی۔

سول اور فوجی شفا خانوں کو سوسائٹی نے گزشتہ دس برسوں میں ملحق الترتیب ۳۲ ہزار ۵۶۴ روپے اور ۳۰ ہزار ۱۳ روپے دئے۔ سوسائٹی کا سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کے ساتھ گزشتہ دس برسوں میں ۵۲۵ روپے کی رقم دی ہے۔ سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے ۱۲ ہزار ۵۲۵ روپے کی رقم دی ہے۔

صحت عامہ کے کام پر سوسائٹی اب تک ۸۴ ہزار روپیہ صرف کر چکی ہے۔ صوبہ کی ۴ ہزار ۴۴ جو نیز ریڈ کراس سوسائٹیوں کو گزشتہ دس سال میں وہ ایک لاکھ ۱۵ ہزار روپیہ کی امداد دے چکی ہے۔ جو نیز ریڈ کراس کے افزائش صحت کے انعامی مقابلوں کے لئے ۳ ہزار ۴ سو روپیہ سوسائٹی نے دیا۔ خود جو نیز ریڈ کراس سوسائٹیوں نے ۷ لاکھ روپیہ افزائش صحت وغیرہ کے لئے فراہم کیا۔ اور اس میں سے ۶ لاکھ روپیہ ان اخراجات پر صرف کیا۔ جس میں سے تقریباً دو لاکھ روپیہ غریب طلبہ کی فیسوں پر صرف ہوا۔ اس موقع پر یہ پوچھنا بیجا نہ ہوگا کہ کیا ہندوستان بھر میں کوئی ایسی انجمن یا سوسائٹی ہے جس نے اتنے عرصہ میں محض طلبہ کی فیسوں وغیرہ پر اتنی خاطر رقم صرف کی ہو؟

سوسائٹی نے سیلاب زدوں کی امداد پر ۳۸۵۷۹ روپیہ اور زلزلہ زدگان کی امداد پر ۲ ہزار روپیہ خرچ کیا۔ سول یہ ہے کہ کیا ملک بھر میں کوئی اور مجلس ایسی ہے جس نے سیلاب زد زلزلہ کے مصیبت زدوں کی تکلیفوں کو رفع کرنے کے لئے اتنی وسیع مالی امداد دی ہو؟ غریب طلبہ کے لئے ۱۹۲۳ سے ۱۹۳۳ تک سوسائٹی مذکور ۹ لاکھ ۶۸ ہزار ۷۰ روپیہ ازالہ امراض و مصائب میں صرف کر چکی ہے اور اگر اسکے پاس کافی روپیہ موجود ہوتا وہ اپنی انجمن سرگرمیوں اور بھی دس ملتی ہے۔

## سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن

سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن کی امتیازی خصوصیت بیماریوں اور زخمیوں کی تیمار داری اور ابتدائی امداد و فرسٹ ایڈ ہے۔ ہر مہیسی ملک معظم کو آف سینٹ جان کے سادرن میڈیٹا شاہی اسپرانتی ہیں۔ ریڈ کراس کی مانند ایسوسی ایشن مذکور نے

بھی ہندوستان میں اپنے ٹھوس اور خاموش کام کی وجہ سے نمایاں امتیاز حاصل کیا ہے۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں جہاں ہنگاموں میں طب یا دایہ گری کی امداد میسر نہیں آسکتی ایسی ہی دشمن اپنا دست امانت شوق اور محبت سے بڑھاتی ہے۔ اس نے جابجا ابتدائی امداد کی تعلیم کا انتظام کر رکھا ہے جس سے مردوں، عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرب چوٹ زخم وغیرہ کے فوری علاج اور نگہداشت میں بیماریوں کی تیمارداری کا ابتدائی طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کا کیلئے جماعتیں ایک مدت سے جاری ہیں اور حال میں لڑکیوں کیلئے سچے کی نگہداشت اور خبر گیری کا منصوبہ بنایا گیا ہے جو جہاں میں کھایا جاتا ہے؟ فٹ ایڈا و تیمارداری کے طریقوں کی تعلیم کی اہمیت اس وقت واضح ہوتی ہے جب خدا نخواستہ آپ کے کسی عزیز کو کوئی حادثہ پیش آئے یا وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے اور آپ اپنے آپ کو اس کی مدد کے ناقابل پاکر محسوس دے بس ایک طرف کھڑے ہوں۔ اسلئے کہ آپ نہیں جانتے کہ اسکی تکلیف کو کیونکر رفع کیا جاسکتا اور اسکی زندگی کو کیونکر بچایا جاسکتا ہے ایجنٹس کی تعلیم آپ کو اس قابل بنائے گی کہ آپ جہاں تکلیف کے وقت پہنچے بھائیوں کی مدد کر سکیں۔ ان کو دکھ اور درد سے محفوظ رکھ سکیں اور بیماری میں انکی تیمارداری کر سکیں۔

ایسی ہی ایشین پینے مقرر کردہ مرکزوں کے ذریعہ سکولوں، کالجوں، ریلوے ملازموں، کان کنوں، فوجیوں، کافرانوں، بلوں، وکیلوں وغیرہ وغیرہ فرسٹک ہلپسی جماعت کیلئے جو چند افراد کو یکجا جمع کر کے لیکچروں اور امتحانوں کا انتظام کرتی ہے گذشتہ دو سال کے وقفہ میں ایسی ہی ایشین کے کام نے پنجاب میں اس اہمیت حاصل کر لی ہے ایسی ہی ایشین نے ان وران میں ۶۹ ہزار ۸۱ بچے فراہم اور ۹۱ ہزار ۶۷ روپیہ خرچ کیا۔ ایسی ہی ایشین کے اس وقت ۴۸ مرکز ہیں جنکے ممبروں کی کل تعداد ۹۶۰۱ ہے۔ اس عرصہ میں صوبہ کے تمام حصوں میں ۵۰۰۶۰ افراد کو جن میں بیٹے، پولیس جیل، جراثیم شہ قوام کے افراد سکول کے لڑکے اور لڑکیاں اور مقامی ایسی ہی ایشینوں کے ارکان بھی شامل ہیں ریلوے مسافین کی تعلیم دی گئی ہے۔

ریلوے کے کام کی تعلیم ذریعہ کو فروغ دینے کی غرض سے مردوں اور عورتوں کیلئے صوبائی مقابلیے لاہور میں ہر سال منعقد کئے جاتے ہیں اور دو مواقع پر آل انڈیا ریلوے مسافین بھی صوبہ ہذا میں منعقد کیا گیا۔ تربیت یافتہ کارکنوں نے صوبہ بھر میں میلوں اور دوسرے جلسوں میں اپنے حلقہ فرائض کے اندر رہ کر ہر طرح کی امدادی ہنر کے ریلوے مسافین میں ایسوس کے کارکنوں کو کاروائی نمایاں انجام دی۔ کانگریز، جاندھر، امرتسر اور گورداسپور کی انتظامی شاخوں نے میرا کے دنوں میں جادو کی لالینوں کے ذریعہ لیکچر دیئے اور کوئین ویلفارٹ مفت تقسیم کئے۔

سینٹ جان ایسوس ایسی ہی ایشین کی سرگرمیاں اس قدر مفید اور کارآمد سمجھی گئی ہیں کہ صوبہ کے ہر حصہ میں اس کی تعلیم کی توسیع کی پیش پیش ضرورت بھی جارہی ہے جس کی تکمیل سرمایہ کے ناکافی ہونے کی وجہ سے صرف جزوی طور پر ہی ہوتی ہے اگر آمدنی میں معتد یا ضافہ ہو جائے تو ایسی ہی ایشین کی پراورش شاخ اپنی سرگرمیوں کو بہت وسعت دے سکتی ہے۔

## کاؤٹس آف ڈفرن فنڈ

لاڈ ڈفرن وائس رائل ہند کی اہلیہ محترمہ کاؤٹس آف ڈفرن نے یہ فنڈ ۱۹۰۸ء میں جاری کیا تھا۔ فنڈ مذکور کے مقاصد دو گونہ ہیں یعنی طبی تعلیم اور طبی امداد۔ اول الذکر مقصد میں عورتوں کیلئے زنگہ ڈاکٹروں، کاپیٹل اسٹنٹوں، نرسوں اور وائیوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق اخراجات شامل ہیں۔ اور آخر الذکر مقصد میں زمانہ ڈاکٹروں کی زیر نگرانی زمانہ ہسپتالوں کا قیام موجودہ زمانہ شفا خانوں میں زمانہ وار ڈاکٹر ریڈی ڈاکٹروں کا انتظام اور زمانہ ہسپتالوں اور پرائیویٹ گھروں میں طبیام یافتہ زمانہ نرسوں و ایسوں کی ہم رسانی شامل ہیں۔ اس فنڈ فنڈ مذکور کی ایک شاخ انگلستان میں اور ۱۳ شاخیں ہندوستان میں قائم ہیں یہ تمام ادارے اور شاخیں خواتین ہند میں طبی امداد کی توسیع و ترقی کے لئے حتی الامکان کوشاں ہیں۔ ان اداروں کے مقاصد اس قدر وسیع اور انکے اراغے اس قدر شاندار ہیں کہ انکی تکمیل کیلئے بیشمار روپیہ رکا رہے لیکن افسوس ہے کہ قلت سرمایہ کی وجہ سے ان کی سرگرمیاں ایک بڑی حد تک محدود رہی ہیں۔

فند مذکور کی پنجاب برانچ بھی جس کا قیام مرگرمی ادارہ کے ساتھ ہی عمل میں آیا تھا پوری سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں اس نے زمانہ ڈاکٹروں کی ہم رسانی میں اپنے مقصد و ہر کمال کر دکھایا ہے۔ باوجود قلت سرمایہ کے اس نے سینہ زمانہ ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعلیم میں مستقل امداد دی ہے۔ اس کی بدولت بہت سے زمانہ ہسپتالوں کی فیلوئی مضبوط ہو گئی ہیں جبکہ اگر فنڈ مذکور سے امداد نہ ملتی تو وہ دیکھنا بند ہو چکے ہوتے۔ ایڈیٹیو بحسب پبلیک لاہور سے طبقہ نسواں اور باخصوص انڈین خواتین خاص طور پر مستفید ہو رہی ہیں اور اس کے قیام و تحکم کیلئے فنڈ مذکور سے باقاعدہ طور پر مالی مدد دی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر فنڈ مذکور کو قلت سرمایہ کی شکایت نہ ہے۔ اور پہلے اسکی طریت زیادہ فیاضی سے متوجہ ہو تو صوبہ کے طبقہ نسواں کی نیتاً اگر نقد طبی خدمات انجام دے سکتا ہے۔

## انڈین آرمی فیلوٹ فنڈ

یہ فنڈ ستمبر ۱۹۱۲ء میں ہندوستانی فوج کے سابق مصافی یا غیر مصافی افراد اور متوفی سپاہیوں کے ان لواحقین کو زمانہ کی بہتر و سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قائم کیا گیا تھا جبکہ کوئی دوسرے فوجی امدادی سرمایہ سے مدد نہیں مل سکتی تھی۔ ہندوستانی فوج کیلئے اس سرمایہ اعانت کا انحصار ان کھاتوں کے سود پر ہے۔ جو خاص اشیاء کی اخراجات کیلئے خریدی گئی تھیں۔ اور جو ہی نوع کے ادائیگہ کا صلہ کیلئے وقف ہیں۔ خود گورنمنٹ بھی اس فنڈ میں ہر سال ۶ ہزار ۵۰۰ روپیہ عطا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انڈین گورنرز بورڈ کی طرف سے ہر چھ مہینے کے بعد ۸ ہزار کی رقم فنڈ مذکور میں شامل کی جاتی ہے۔

انڈین آرمی فیلوٹ فنڈ کے فوائد عظیمہ کا کچھ اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ جب سے یہ فنڈ قائم ہوا ہے سالانہ سے



نامدار و پرمیہ مصافی اور غیر مصافی فوجیوں اور متوفی سپاہیوں کے لواحقین میں تقسیم کیا جا چکا ہے جس کا بیشتر حصہ پنجابی سپاہیوں اور ان کے لواحقین کے حصہ میں آیا ہے۔ فنڈ کو ملنے کی اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ ہندوستانی فوج کی مختلف جرنٹیں بھی اس کو امداد دیتی رہتی ہیں۔ فوجی حلقوں میں اسکو ایک بے بااختیار خیال کیا جاتا ہے۔ اور یہ شخص باسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ فنڈ قائم نہ ہوتا۔ تو سختی امداد و فوجیوں اور ان کے لواحقین کو کس قدر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا۔

## گزارش

ان اداروں کے مختصر حالات سے یہ واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ عمل میں ہندوستانی پبلک کی کس قدر اہم اور عظیم اشل خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کا دائرہ خدمت آبادی کے کسی خاص طبقہ تک محدود نہیں بلکہ اس ہر طبقہ و رتبہ کے مرد و عورتوں اور بچے مختلف پسراؤں میں تقسیم ہوئے ہیں۔ بیماروں، زخمیوں، کمزوروں، لاچاروں، معذور اور لختہ فوجیوں اور ان کے لواحقین، زچاؤں اور فخر، امید و بچوں، زلزلہ سیلاب اور وباؤں کے مصیبت زدوں کی طبی امداد و حفاظت اور اس مدد کا کیسے شفا خانوں، درگاہوں اور دیگر اداروں کا قیام و استحکام ایسی باتیں ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی چیز ایسے مال و دولت اور خیرات و مبرات کی کتنی نہیں ہو سکتی۔ اور آپ تسلیم کریں گے کہ اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم کی سلور جوبلی کی تقریب سعید کو بہتین طریق پر منانے کی اس سے بہتر اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ ان اداروں کی جی کھول کر مدد کی جائے جو مختلف طبقات رعایا کی متذکرہ خدمات نہایت اخلاص اور سرگرمی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ حضور ملک معظم اور ملک معظم کے سلور جوبلی فنڈ کی امداد و تحقیقت میں انہی اداروں کی امداد ہے جس نے اس فنڈ میں جو دیرپہ موصول ہوگا۔ اس سے انہی مفید خلاق اداروں کو تعینات کر ان کے کاموں کو وسعت و بڑھائی پین پ کی خدمت میں گزار دی ہے کہ آپ خود اپنا دست اعانت فنڈ مذکور کی طرف فیاضی سے بڑھائیں۔ اور اپنے عزیزوں۔ دوستوں اور شاگردوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ جیسا کہ حضور گورنر بہادر پنجاب نے اپنی پین میں فرمایا ہے کہ اس فنڈ میں چندہ دینے سے آپ نہ صرف اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دینگے۔ بلکہ ایک بہت بڑے اور بیک کام میں امداد و اعانت کی سرتوں سے بہرہ اندوز ہونگے۔

جوبلی فنڈ کے لئے چندہ کی فہرست کھلی دی گئی ہے اور صوبہ کے تمام اضلاع میں اس کی وصولی کا انتظام کیا گیا ہے۔ چندہ براہ راست میجر آر۔ بی۔ لارنس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ سی آرمیری خزانچی و میجر سینیئر سلور جوبلی فنڈ پنجاب پرائیج گورنمنٹ ہاؤس لاہور یا فنڈ کو رکھنے والی کسی دوسرے کٹ برانچ کے سکرٹری کو بھیجے جاسکتے ہیں۔ ہر چندہ کی رسید دی جائے گی۔

# مختصر افسانہ نویسی

(ارشیخ خادم محی الدین صاحب ایم اے ڈی لیکچرار گورنمنٹ کالج لائل پور)

بیسویں صدی کے علم ادب کی نمایاں خصوصیت تین اصنافِ ادب میں پائی جاتی ہے۔ یعنی (۱) ناول (۲) فنِ اداوت اور (۳) مختصر افسانے۔

آخر الذکر کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ مٹر پوکوگ، کے قول کے بموجب اگر وہ تمام مختصر افسانے جو سالانہ لکھے جاتے ہیں۔ ایک سیدھے خط پڑھ کر باندھ کر رکھ دیئے جائیں تو وہ لندن کے بازار فلیٹ مٹریٹ سے مریخ سیارے تک جا پہنچیں۔

فی زمانہ مختصر افسانہ کا لکھنا بجائے خود ایک فن قرار دیا گیا ہے۔ اور اس فن پر بھی اب ایک ضخیم مواد کتابی صورت میں پیدا ہو گیا ہے۔

مختصر افسانوں کی ہستی انگریزی قصوں تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ وہ ہر زبان میں کم و بیش رُو نما ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب اردو ہندی اور پنجابی میں بھی کوئی رسالہ اٹھا کر دیکھئے۔ افسانے اس کی ایک نمایاں اور امتیازی ہستی ہیں۔ اردو کے اخبارات کی فروخت کا ماز یہ ہے کہ کم و بیش ہر اخبار کا دفتر اپنی ایک جداگانہ سنڈے ایڈیشن افسانوں کی نکالتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہذب انسان کو اس صنفِ ادب کے بغیر زندہ رہنا محال ہے۔

مختصر افسانہ کیا چیز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ علم ادب کی ایک ایسی صورت ہے جس کا مقصد ہمارے محسوسات اور جذبات کو ابھارنا ہے۔ کوئی افسانہ مکمل نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ وہ ہمیں مسرت، سکون، شامانی اور تسلی سے لرزیر نہ کر دے یا وہ حسرت، رنج، تہمت، غصہ، ہمدردی اور محبت کے جذبات قارئین کے دل میں پیدا نہ کرے۔

مختصر قصہ نویس اس فن کی خاص قیود کے پابند ہوتے ہیں۔ قصے کی بناوٹ کے اصولوں سے واقف نہ ہوں ہیں۔ روایت اور اصلیت کے معانی کو سمجھتے ہیں۔ سرشتِ انسانی سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ ورنہ اس کے بغیر قصے کی وہ رنگ آمیزی جس پر اصلیت کا دھوکا ہو پیدا نہیں ہو سکتی۔

قصہ نویسی کے موٹے موٹے اصول یہ ہیں کہ اول ہر افسانہ کسی نہ کسی مقصد کے ماتحت لکھا جاتا ہے۔

اور وہ مقصد ہمیشہ ایک فرد واحد دو یا زیادہ سے زیادہ تین افسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ برخلاف اس کے ناول میں ہمیشہ اس سے زیادہ آدمیوں کی سرگزشت کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس مقصد میں تو کسی مہم کا سر کرنا ہوتا ہے۔ یا کسی شخص کے ساتھ کوئی جدوجہد کرنی ہوتی ہے۔ یا کسی کام سے باز رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ یا اسے کسی کام پر مجبور کرتے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا دشمن کو زک جینے اور اس پر غالب آنے کا خیال درپیش ہوتا ہے۔ غرض مقصد کے بغیر کوئی قصہ نہ ہونا چاہئے۔

دوسرا ضروری اصول یہ ہے کہ ہر قصے میں واقعات کی ایک نہ ایک زنجیر ہوتی ہے۔ جسے اصطلاح میں پلاٹ کہا جاتا ہے۔ قصے کی کامیابی اس کے پلاٹ کی ندرت، پیچیدگی، دلچسپی اور ترتیب پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ بعض قصوں محض پلاٹ کے قصے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اگر پلاٹ کی ترتیب میں واقعات کا لحاظ ایسے طور سے رکھا گیا ہو کہ وہ بعید از قیاس بھی معلوم نہ ہوں۔ اور دلچسپی کا عنصر بھی ان میں موجود ہو۔ تو یہ قصے کی کامیابی ہے۔ مٹور پلاٹ کے لئے افسانہ نویس کے روزنامے میں خیالات اور واقعاتِ نادرہ یا روزمرہ کا ایک باقاعدہ اندراج ہونا ضروری ہے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں واقعاتِ حاضرہ کا مشاہدہ سیکھنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ ہم نے اپنے دماغ کو افسانہ کے فیشن پر کام کرنا سیکھ لیا ہو۔ اس کے لئے تھوڑی سی تربیت بکار ہے۔ پلاٹ ڈھونڈنے کے لئے بہت سے ماخذ موجود ہیں۔ مثلاً مقامات، تذکرے، خوشحواں حیوانات، قاریخ، موٹر، ریل، کلب، لوگوں کی بھیڑ بھاڑ، خواب، عجیب و غریب لباس، سرائے، ہوٹل، سمنان میدان، اغلاط، ہنسی مذاق، اخبارات، باغ، جواہرات، بازار، کتب خانے، اقوال، ساحل سمندر، دکانات، گھوڑ دوڑ، سفر نامے، وصیت نامے وغیرہ۔ غرض دنیا کا ہر واقعہ اور مشاہدہ افسانے کی غرض سے توڑ مروڑ کر مرتب کیا جاسکتا ہے۔

دیکھا جائے تو اخباری دنیا میں روزمرہ ہمیں جرائم، اسرار، رپورٹ، اور مضامین کا ایک انبار دستیاب ہو سکتا ہے۔ جسے ہم قصے کا پلاٹ بنا سکتے ہیں۔

پلاٹ ہمیشہ نادر ہونا چاہئے۔ اس میں نازک مواقع کا خاص لحاظ ضروری ہے۔ تا آنکہ تمام ایسے واقعات ایک مسلسل زنجیر بن جائیں۔ اور بالآخر ایک ایسے بلند مقام پر ختم ہوں۔ جسے اصطلاح میں قصے کی چوٹی کہا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اگر پلاٹ میں اگر کوئی خفیہ معاملہ پنہاں ہے۔ تو وہ چوٹی پر پہنچنے کے بعد آہستہ آہستہ طشت از بام ہونا چاہئے۔ تاکہ پڑھنے والے کے دل میں طمانیت موجزن ہو۔

قصے کی چوٹی پلاٹ کا آخری سرا ہوتا ہے۔ جو افسانے کے جسم کا ایک ضروری جزو ہے۔ اس کے بعد انجام میں قصے کا نشیب ہوتا ہے۔ ابتدا میں یا تو کوئی واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ یا کسی فضا کا ذکر ہوتا ہے۔

یا کسی شخص کے کردار کا اشارہ ہوتا ہے۔ قہقے کے آغاز۔ انجام اور درمیانی حصے یعنی جسم میں دلچسپی کا عنصر لگانا موجود رہنا چاہئے۔ ورنہ پڑھنے والا اس سے مسرور نہیں ہوگا۔

افسانے کا تیسرا اصول کردار رنگاری ہے۔ زن و مرد کے افعال کا روزانہ مشاہدہ ان کے کردار کو بخوبی واضح کر دے سکتا ہے۔ ہر کیرکٹر یعنی فرد قصہ کو موثر بنانے کی کوشش ضروری ہے۔ ہمارے علم ادب میں ایسے افراد قصہ اب تک ہمارے ذہن میں گھوم رہے ہیں۔ گویا وہ اصلی زن و مرد ہو گزرے ہیں۔ مثلاً فسانہ آزا وین خوجی۔ توبتہ النصوح میں مرزا ظاہر دار بیگ۔ مراۃ العروس میں اصغری خانم اور اکبری خانم۔ کردار رنگاری کا لازمی ہے کہ قصہ نویس زن و مرد کی گفتگو اور ان کی حرکات کو نہایت غور سے دیکھنا ہے۔ اور خود ان لوگوں کے ساتھ بات چیت میں شریک ہوتا ہے۔ انگریزی ناول نویس ڈکنز بسا اوقات کوچرانوں۔ ہوٹل کے ملازموں اور اسی قبیل کے کم رتبہ لوگوں میں بلا تکلّف ملتا جلتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج انگریزی ادب میں ڈکنز کے افراد قصہ لوگوں کے دماغوں میں زندہ موجود ہیں۔

کردار رنگاری کو موثر بنانے کے لئے انسانی سرشت کا عمیق مطالعہ ضروری ہے۔ اور اگر علم النفس سے قدرے واقفیت ہو تو اور بھی مفید ہے۔

مندرجہ بالا اصولوں کے علاوہ افسانہ نویسی کے لئے ایک اور ضروری قابلیت بکار ہے۔ اور وہ ہے زبان پر قدرت یعنی جس زبان میں قصہ لکھا جائے۔ اس کا پورا ملکہ ہو۔ بعض لوگوں کے پاس قہقے کا پلاٹ تو موجود ہوتا ہے۔ لیکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا نہیں جانتے۔ برعکس اس کے بعض کو زبان پر پورا ملکہ ہوتا ہے۔ لیکن انہیں پلاٹ کے خیالات نہیں سوچتے یا وہ انہیں مرتب کر کے پیش نہیں کر سکتے۔

چوتھا اصول یہ ہے کہ جب ایک فرد قصہ یا ایک واقعہ پیش کر نیکیے لئے موجود ہو تو اس کا تعلق کسی دوسرے فرد یا واقعہ کے ساتھ ایسے طریق سے قائم کرنا چاہئے کہ دونوں میں ایک قسم کی مزاحمت پیدا ہو۔ اصطلاح میں اس عمل کا نام قہقے کی پیچیدگی ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص اپنی محبوبہ کی محبت لکھتا ہے اور یہ بیان کیا جائے کہ اس کی شادی ہو جاتی ہے تو قہقے کی دلچسپی کہاں رہی؟ ایسی صورت یہ محض ایک تذکرہ کہلائیگا۔ اغراض قصہ کے لئے ضروری ہوگا کہ ایسے شخص کے راتے میں رکاوٹیں حائل ہوں جنہیں وہ اپنی مردانگی کے بل پڑیا اور واقعات اور توتوں کی مدد سے اپنے راتے سے دور کرے۔ ان مشکلات کو پیش کرنا اور انہیں حل کرنا قصہ نویس کا کام ہے۔

مندرجہ بالا اصولوں کے علاوہ بعض اور ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق افسانہ نویسی سے ہے۔ مثلاً قصہ میں گفتگو کا عنصر مقامی زبان کا استعمال اقسام افسانہ (مثلاً تنقید کرداری، سرانجام، رسانی، مزاحیہ، پراسرار، کارنامے وغیرہ) افسانے میں تمثیل (یعنی نائیک کا عنصر، غرض ایک فن کی حیثیت سے افسانہ نویسی میں بہت سی مشکلات اور پیچیدگیاں ہیں جن کا علم اس فن کی مشق ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے۔

# جذباتِ رازِ احسنی

(از حضرت قبلہ رازِ احسنی سہسوا فی ظلہ)

تاریخِ گردشِ ایام ہوا جاتا ہے آدمی ہم صفتِ جام ہوا جاتا ہے  
خوفِ گلچیں کے مرا کام ہوا جاتا ہے آشیانہ بھی مجھے دام ہوا جاتا ہے  
آنکھ ملتے ہی مرا کام ہوا جاتا ہے یعنی آغاز ہی انجام ہوا جاتا ہے  
بند کرتے ہیں سعد میں مگر اجابتِ مجھے سدا ب غم و آلام ہوا جاتا ہے  
دردِ دل ہے متوجہ رگ و پے کی جانب پہلے مخصوص تھا اب عام ہوا جاتا ہے  
موت کے بعد ہو پھر کچھ بھی قیامتِ برپا ہم کوفے الحال تو آرام ہوا جاتا ہے  
آئی ہے شامِ الم صبحِ قیامت بن کر اختتامِ سحر و شام ہوا جاتا ہے  
مختصر یہ ہے کہ جاتی ہے ہر حاجی بن جنیں قصہ کوتاہ مرا کام ہوا جاتا ہے  
ہائے اُس پیکرِ تمکین و حیا کی مشکل پردے پردے میں جو بدنام ہوا جاتا ہے  
بے حجابی ترے جلو و نکی جو ظاہرِ دل منظرِ طور ابھی عام ہوا جاتا ہے

رازِ اُس بُت کی خوشامد نہیں کچھ حاصل  
کہیں ان باتوں سے وہ آرام ہوا جاتا ہے

یہ یاد کر اس نمبر پوری آیت کیساتھ شائع ہو چکا ہے۔ اگر آپ نے اب تک سے نہیں دیکھا تو اب یہ یاد دلاؤں گا کہ  
پڑھیں۔ قیمت فی کاپی عا۔ منجر رہنا ہے تعلیمِ عام کی راہ میں

# متروک الفاظ

(از خواجہ عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنؤی)

زبان کا تحفظ اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ جن الفاظ کو فصحاء مال ترک کرتے جاتے ہیں۔ ان کو تمام شعرا اپنے اپنے کلام سے خارج کرتے جائیں۔ ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مصافات لکھنؤ کی شاعری اس واسطے ترقی پذیر نہیں ہوتی کہ اہل لکھنؤ پسند نہیں کرتے کہ وہ لوگ متروکات حال سے بیخبر ہیں اور بعض واقف بھی ہوتے جاتے ہیں تو بھی ہٹ دھرمی سے اساتذہ قدیم کی مثال پیش کر کے اپنی جان بچا جاتے ہیں۔ اس سلسلے سے انکا کلام بے مزہ اور بے نمک ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کا یہ دستور تھا کہ جب میرزا شاعر کوئی اُنکو ٹوکتا اور متروک الفاظ سے اجتناب کی ہدایت کرتا تو وہ قدیم یا ریشہ یعنی اساتذہ قدیم کی مثال پیش کر کے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرتے۔ اب جانا چاہئے کہ متروکات کیوں قائم کئے جاتے ہیں۔ جب کسی لفظ کو ثقیل یا غلط یا بے اعتبار استعمال کم استعمال سمجھ کر لوگ ترک کرتے جاتے ہیں اور اُس کا استعمال کم ہوتے ہوئے عام کی زبان سے خارج ہو جاتا ہے تو اساتذہ شعراء اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ بعض محاورے بھی ترک ہو جاتے ہیں۔ حقیقت میں زبان اُردو میں جلد جلد ترمیم قبول کر رہی ہے جس کا علم تمام شعراء ہند کو مشکل سے ہو سکتا ہے۔ امیر۔ داغ۔ جلال اور تسلیم کے وقت کے بہت سے الفاظ اور بہت سے محاورے ترک ہو چکے اور ترک ہوتے جاتے ہیں جس کی خبر عام شعراء کو نہیں ہوتی۔ اس فن میں ایک مختصر کتاب اصلاح زبان اُردو تالیف کر کے چھپوا چکا ہوں۔ لیکن وہ تمام متروکات پر حاوی اور جامع نہیں ہے۔ ایسی کتاب کی شعرا کے لئے بہت ضرورت ہے۔ اگر وقت ملا تو میں ضرور اس کی تکمیل کرونگا۔ بعض متروکات کا ذکر اس وقت کرتا ہوں اور ان الفاظ کا ذکر کیا جائیگا جو اپنے محل کے خلاف استعمال ہو گئے ہیں مع بیان تعقید لفظی وغیرہ۔ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ لوگ علامت اصناف کو محذوف کر کے اس طرح کلام کرتے تھے۔ اس فکر کو کیا کہئے اُس ماحول کو مریضی سے شعر کہاں جاتا ہے۔ اپنی فکر سے اس چشم کا مضمون ہے۔ یقین ہے عید ہو ڈال ہے۔ گھوڑا ہم نے آہو پر اس میں اس چشم کا مضمون ہے اب اس قسم کے جملے لوگوں کی زبان خارج ہو گئے ہیں اس طرح بولتے ہیں۔ اسکی چشم کا مضمون۔ اسی طرح اسکی فکر کو کیا کہئے اس نہیں ہے ایک طرح سب طرح دل و دشمن اندھیرا رہتا ہے پائے چراغ کے نزدیک ایسے موقع پر نزدیک نہیں بولتے نیچے کہنا چاہئے۔

شعر

ہوں وہ جاننا میں آیا تو پئے استقبال تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر  
ایسے موقع پر خنجر باہر نہیں بولتے، خنجر نکلا کہنا چاہئے۔ شعر

یہ ہم جلیں یہ ہم ہیں بزم ہستی تک بعد میں کوئی کسی کا شریک حال نہیں  
ہم جلیں غلط ہے جلیں ہم نشیں کو کہتے ہیں۔ شعر

حشر کرنے کو کہتے ہو اچھا بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے  
دوسرے مصرع میں تعقید لفظی ہے۔ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔

مصرع پھر قیامت کے بعد کیا ہوگا شعر

روسیہ دشمن کا یوں پاپوش سے کیجے فگار جیسے سلہٹ کی سپریر زخم ہو شمشیر کا  
فارسی ترکیب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب موصوف پہلے آتا ہے تو اسے اضافت ضرور ہوتی ہے جیسے لب لُحْج  
برگ منبر اور ایسی اضافت کا فلک ناجائز ہے۔ اس لئے روئے سیاہ دشمن کہنا چاہئے۔ یا دشمن کا روئے سیاہ  
کہیں قدا ایسی ترکیب جائز رکھتے تھے اب استیلاط کی باقی ہے۔ شعر

بھاگو نہ مجھ کو دیکھ کے بے اختیار دُو لے کو دکاں ابھی تو ہے فصل بہار دُو  
فارسی جمع کو قدا بے عطف و اضافت لکھتے تھے۔ آجکل ناجائز ہے۔ شعر

پئے گلگشت جو وہ طفیل بستانا ہو جائے بوستانا دُفترِ اوراق پریشاں ہو جائے  
گلگشت ہو جانا محاورہ نہیں، نہ پئے گلگشت ہو جانا بولتے ہیں۔ بلکہ پئے گلگشت جانا پئے گلگشت  
آنا متعل ہے۔ احتیاط چاہئے۔ شعر

زلزلہ میں ہے زمین لحدی آٹھ پھر مر کے بھی چین میسر نہیں بنیابی سے

زمین لحدی کی ترکیب غلط ہے، زمین لحد، یا لحدی زمین کہہ سکتے ہیں۔ مغربی ہند میں ایک صودت  
استعمال اور بھی ناجائز رائج ہو چلا ہے۔ یعنی دو عربی الفاظ کے درمیان میں جب ترکیب واقع ہوتی ہے تو  
قاعدہ یہی چاہتا ہے کہ الف لام اضافہ کیا جائے۔ جیسے شفا الملک ملک الشعرا لیکن لوگوں نے اسی ترکیب فلک  
اضافہ سے بولنا شروع کیا ہے۔ نظام دین نور دین عزیز دین یہ صورت بھی خلاف فصاحت ہے، مشرقی ہند میں نشہ  
اُترنا کونٹ پھٹنا بولتے ہیں۔ یہ بھی خلاف محاورہ ہے۔ قدموں پر گرنا بولتے ہیں۔ وہاں کا لفظ بغیر  
غلط و اضافت لوگ لکھ جاتے ہیں جیسے دمان پر حسینوں کے آیا کلام۔ یہ صورت استعمال غلط ہے۔ ایسے  
موقع پر دہن بولنا چاہئے یا ترکیب فارسی جیسے دمان شیریں یا شیریں دمان وغیرہ وغیرہ، بعض لوگ خندیدگی کو  
خندگی بولتے ہیں یہ بھی غلط ہے +

# غزل

از وہاب غزنویار جنگ بہادر غزنوی

نہیں عہد تیرے وفا ہونے والے یہ ہیں حرفِ مدغم جدا ہونے والے  
تمہیں سے شکایت ہے مجھ کو تمہیں سے تمہیں بے سبب ہو خفا ہونے والے  
یہ دو دن کی ہے میرے انکے جدائی ملنے کے دوبارہ جدا ہونے والے  
وجودِ عناصرِ قفس ہے الہی! پھنسے ہیں اسی میں رہا ہونے والے  
بہی دو ستم کش ہیں دل بھی جگر بھی شہیدِ خدنگِ ادا ہونے والے  
رہینگے مرے دل میں ارمانِ حیرے زباں سے نہیں وہ ادا ہونے والے  
سزاوارِ بخشش وہی لوگ نکلے؛ پشیمان روزِ جزا ہونے والے  
نگاہیں تمہاری ہوں یا میری آہیں؛ یہ ناوک نہیں ہیں خطا ہونے والے  
بتوں کی محبت میں اللہ جانے ابھی اور صدمے ہیں کیا ہونے والے  
وہ کیا جانیں رسمِ وقا و محبت ذرا کی ذرا میں خفا ہونے والے  
مرا ذکر آیا تو ہنس کر وہ بولے بہت دیکھے ایسے فدا ہونے والے  
دیارِ عدم میں نمائش سے حاصل؛ خودی کو مٹا دے فنا ہونے والے  
گرہ انکے دل کی ہو یا میر دل کی یہ عقدے ہیں مشکل سے واہونے والے  
ہیں تھے محبت میں کیا اک میں تھے گرفتارِ دامِ بلا ہونے والے

غزنوی اعتبارِ محبت ہو کیونکر؟

ہوا خواہ بھی ہیں ہوا ہونے والے



# شہد

(حکیم عیش امروہوی طبیب اعلیٰ صیغہ یونانی و ویدک - بڑا دوا خانہ - رنگون)

مٹھاس انسان کی طاقت و توانائی کے انجن کو چلانے میں کوئلے کا کام دیتی ہے۔ عضلات کی پرورش اور ان کی مقویت مٹھاس اور شیرینی ہی کے ذریعے ہے۔ مگر مٹھاس مٹھاس میں بھی فرق ہے۔ کوئی مٹھاس گھٹیا ہے۔ جسم کے لئے مفید ہونے کے ساتھ کچھ ضرر اور نقصان بھی لے ہوئے ہے۔ اور کوئی مٹھاس بڑھیا ہے۔ اور کوئی ایسی بڑھیا کہ فائدہ ہی فائدہ اور شفا ہی شفا ہے۔ مگر اس کے استعمال کو نہ جاننا یا اس میں غلطی کرنا مضر و نقصان کا سبب ہو جاتا ہے۔ مجھے یہاں شہد کے عظیم اشران منافع کی طرف اس عام توجہ کو مبذول کرنا ہے۔ جسے یورپ کی پینٹنٹ (PATENT) دواؤں نے اپنی طرف ملتفت کر رکھا ہے۔ شہد تندرستی اور بیماری دونوں حالتوں میں فائدہ مند ہے۔ شہد کے فائموں کو سمجھنے کے لئے بالا اختصار پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ مٹھاس یا شیرینی جسم کے اندر کس کام آتی ہے۔ ہمارے کھانے پینے کی اکثر چیزوں میں شکر موجود ہوتی ہے۔ گیہوں اور چاول جو ہم سب کی روزانہ غذا ہے ان میں بھی شکر ہے۔ ایسی غذاؤں کو غذائے نشائیہ یعنی نشاستے والی غذا کہتے ہیں۔ ایسی غذاؤں میں جو مٹھاس ہوتی ہے وہ معدے سے آنتوں میں پہنچتے ہوئے اور وہاں جذب ہوتے ہوئے شکر انگوری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر یہ شکر انگوری جگر میں ایک اور قسم کی شکر بن جاتی ہے۔ جس کا نام شکر کبڈی ہے (GLUCOSE)۔ یہ شکر جو جگر میں بنتی رہتی ہے۔ جگر ہی میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ اور وہاں سے خون کے ایک ہزار حصے میں اس کا ایک فیوٹھ حصہ ہر فعل جگر کے ذریعے ملتا رہتا ہے۔ خن میں سے اسے عضلات یعنی گوشت کے اڈے جذب کرتے رہتے ہیں۔ وہاں سے یہ پانی یعنی پسینہ اور ہوا یعنی سانس بن کر نکلتی اور اُڑتی رہتی ہے۔ ورنش۔ دوڑ۔ دھوپ۔ اندرونی جوش۔ غیظ و غضب اور ہیجان کے بعد خون میں شکر کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس وقت جگر اس کی متناسب مقدار سے بھی زیادہ اس میں ملانے لگتا ہے۔ اس لئے کہ ایسی حالتوں میں اس کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ یعنی حرارت اور قوت زیادہ صرف ہونے لگتی ہے۔

(۱) پس شکر کا پہلا کام تو یہ ہے کہ یہ جسم میں حرارت و قوت پیدا کرتی ہے۔

(۲) اگر ضرورت سے زائد جسم کے اندر آجائے تو جگر میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور عضلات میں بھی کچھ اس کا ذخیرہ رہتا ہے۔ اگر جگر اور عضلات دونوں جگہ کے گودام اٹ جائیں۔ اور شکر کے جمع ہونے کے لئے جگہ نہ رہے تو پھر شکر چربی میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ اور جسم موٹا پڑنے لگتا ہے۔ عضلات سے جب کام لینا چاہئے تو ان میں

اُس معمولی حالت سے جب محنت نہ کی جا رہی ہو۔ سارے تین گنی شکر زیادہ کھتی ہے۔

بہر حال ہمارے جسم کے اندر خواہ ہم خاموش پڑے ہوں یا سو رہے ہوں۔ کام برابر جاری رہتا ہے۔ خون دوڑتا رہتا ہے۔ غذا ہضم ہوتی رہتی ہے۔ غدد کی رطوبتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ غرض کہ زندگی کا درخانہ جب سے کھلتا ہے۔ موت وارد ہونے تک لمحے بھر کو بھی بند نہیں ہوتا۔ اور اس کارخانے کے کام کرنے والوں کی پرورش اور طاقت و قوت کا ایک بڑا ذریعہ اور اُن میں گرمی و حرارت قائم رکھنے کا ایک بڑا سبب یہی شکر ہے۔ اس لئے قدرت نے کھانے پینے کی زیادہ تر چیزوں میں شکر ملا رکھی ہے۔

ہم نے پہلے ہی غرض کیلئے کہ شکر شکر میں بھی فرق ہے۔ شہد میں جو شکر ہے۔ اور شکر ہے۔ وہ بہت ہی اعلیٰ قسم کی ہے۔ شہد کی مکھیاں جب نباتات کے پھول پتوں سے رس چوستی ہیں تو وہ اُن کے معدے میں جا کر ایک خاص قسم کی شکر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ گو اس میں شکر نیشکری اور شکر انگوری ایسی شیرینیوں کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ مرکب شکر تمام شیرینیوں سے اعلیٰ اور بڑی خوبیوں کی حامل ہوتی ہے۔ علاوہ بریں شہد میں نباتات کے وہ تازگی بخش جوہر بھی موجود ہوتے ہیں۔ جنہیں حیاتیں یا دُماں کہا جاتا ہے۔ یہی شہد کو دوسری تمام شیرینیوں پر فوقیت بخشتے ہیں۔

جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ شیرینی ہمارے جسم خصوصاً گوشت کی حرارت و قوت کے لئے فروری چیز ہے۔ تو ہمیں بہترین شیرینی استعمال کرنی چاہئے۔ تاکہ جسم کا وہ سب سے اعلیٰ مضغہ گوشت جس پر زندگی کا دار و مدار ہے۔ یعنی دل جسے کسی وقت بھی کام سے فراغت نہیں ہوتی۔ اور جس کو سب عضلات سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اپنی مرغوب غذا یعنی شیرینی میں سے بہتر و برتر شیرینی حاصل کر سکے۔ شدید ضعف قلب میں جب جسم سوجھتا جاتا تھا۔ اور پرورش جسمانی میں بُری طرح فتور واقع ہو رہا تھا۔ شہد کے مناسب استعمال سے دل کی چال درست ہونے لگی۔ اور رفتہ رفتہ یہ تبرک پہنچے ہوئے لوگ عضلات و اعصاب میں طاقت آ جانے سے واپس آ گئے۔ اور خوب ہٹے کٹے موٹے تازے ہو کر زندگی گزارنے لگے۔ ایسے گھرانوں میں جہاں ہارٹ فیلچر (HEART FAILURE) یعنی دل کی قوت قبل از وقت تمام ہو جانے کی شکایت چلی آتی ہو۔ شہد کی مناسب مقدار استعمال کرانا بہت کار آمد ثابت ہوا ہے۔ اکثر یہ استعمال ان گھرانوں سے ایسی شکایات کا سید باب کر دیتا ہے۔

ابھی حال کا تجربہ ہے کہ بھی پھر کے درم میں جسے غویا کہتے ہیں۔ ایک سیر شہد بیماری کے دوران پر مختلف صورتوں سے استعمال کرایا گیا۔ جو تلی غذا دی جاتی وہ شہد ہی سے میٹھی کی جاتی۔ دواؤں میں بھی

نتیجہ یہ ہٹا کہ بیماری بہت جلد رفع ہو گئی۔ جب بلغم بہت چپکتا ہوا ہو تو شہد اسے درست کرنے میں بے مثل ہے۔ کئی قسم کے بخاروں میں جب بیمار کو دودھ یا شوربا پی دیا جاتا ہے۔ تو شکر کا جسمانی ذخیرہ جلد ختم ہو جانے سے دوسرے ہٹاک امراض اس ضعیف یا نقاہت کی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس وقت بھی شہد کا استعمال خاص طور سے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ نیز ایسے تمام شدید امراض میں جن میں کہ دل کی قوت کے تمام ہو جانے (مارٹ فیل ہونے) کا ڈر ہو۔ شہد قوت قلب کو بحال رکھنے اور اس کی روک تھام میں اچھا مددگار ثابت ہوتا ہے۔

شہد میں جو مٹھاس ہے۔ وہ تمام مٹھاسوں سے زیادہ جلد جسم میں جذب ہونے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ تنہا مٹھاس سے گزرتے ہوئے شہد میں تخمیر نہیں پیدا ہوتی۔ اس خاصیت کے سبب یہ بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ جڑے اور کمزور رہتے ہوں۔

تپ دق میں بھی مناسب طریق سے اس کو استعمال کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ سِل میں شکر یا چینی مُضر ثابت ہوتی ہے۔ اس سے سِل کی کھانسی میں اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ مگر شہد اکثر مفید ثابت ہوتا ہے۔ بچوں کی کھانسی میں صرف شہد چٹانے ہی سے اکثر فائدہ ہو جایا کرتا ہے۔

یونانی اطباء کا وہ طریق علاج جو مرض فالج میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ آج کل کی تفتیش و تحقیق کی روشنی میں نہایت دانشمندانہ نظر آتا ہے۔ یعنی اطباء مریض فالج کو سائ یا نو روز تک مار العسل شہد اور پانی ایک خاص حد تک جوش دیکر استعمال کراتے ہیں۔ یہ دوا کام بھی کرتا ہے۔ اور غذا کا بھی قبض کو رفع اور رطوبات دماغیہ کا تنقیہ کرتا ہے۔ نیز اس سے عضلات و اعصاب کی پرورش بھی ہوتی رہتی ہے۔

تحقیقات نے فالج کے تین اسباب قرار دیئے ہیں۔

(۱) مثلاً عروق دماغ کے سبب کسی رگ کا پھٹ جانا۔ اور جریانِ خون ہونا۔

(۲) عروق دماغی سے آبِ خون تراوش پا جانے سے خن کا تسد یا سدہ بن جانا۔ جسے سدہ مکتبیہ بھی کہتے ہیں۔

(۳) تخثر الدم فی الاوعیہ یعنی دماغ کی کسی رگ میں خون کا ٹوٹھرا بن جانا۔ ہر ایک سبب اپنی علامات سے برآسانی پہچانا جاتا ہے۔ کیونکہ شہد سدوں کو کھولنے والا اور بالخاصہ ملطف اور جلا کرنے والا ہے۔ اس لئے تسد اور تخثر دونو حالتوں میں مفید ہے۔ کیونکہ یہ جاذب اثر بھی کرتا ہے۔ اس لئے دماغی جریانِ خون اگر فالج کا سبب ہو۔ تو بھی فائدہ مند ہے۔ تلیین کے باعث اس علاج میں سہل و

حقنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔

شہد بہت قدیم زمانے سے دواء استعمال ہوتا چلا آتا ہے۔ اور تمام الہامی کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔ ابو الطیب بقراط نے بھی اس کو دواء استعمال کیا ہے۔ بقراط کی پیدائش ۴۶۰ ق م قبل مسیح میں ہوئی ہے۔ قرآن شریف اور حدیث میں شہد کو شفا فرمایا ہے۔ جالینوس جو فن طب کے اٹھ اماموں میں سے ایک اور آخری امام ہے۔ (م ستدع) کہتا ہے کہ اکثر امراض کے علاج میں شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں اہل عرب شہد کو ملائی اور مکھن میں ملا کر استعمال کرتے رہے ہیں۔

## شہد کے اقسام

جس قسم کے پھولوں کا رس نکھیاں چوستی ہیں۔ اُسی قسم کا شہد بنتا اور اُس کے افعال و خواص میں بھی ایسی لحاظ سے جزوی فرق ہوتا ہے۔

جس طرح بعض آدمی بھنگڑا در چری ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض جگہوں کی مکھیاں بھی زہریلے پھول چوسنے کی عادی بن جاتی ہیں۔ مگر یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔ طرابزون میں زہریلا شہد دیکھا گیا ہے۔ گاڑھا نیم شفاف۔ ہلکا زردی مائل یا کسی قدر بھورا سیال (جو رکھنے سے بتدریج غیر شفاف ہو جاتا ہے) خوشبودار والا اچھا شہد سمجھا جاتا ہے۔

موسم گرما کا شہد بہتر ہوتا ہے۔ اور موسم بہار کا اس سے بھی بڑھیا۔ ڈنگارے کے شہد سے چھوٹے چھتے کا شہد اچھا ہوتا ہے۔

عرب میں طائف کا شہد مشہور ہے +

## دل نمبر

کی تیاری زود شور سے شروع ہے۔ امید ہے کہ میرے ناظرین کرام جلد اس نمبر کے دیدار سے مسرت و ذہن ہونگے اور میں اپنے فرض سے سبکدوش! مگر

جن دوستوں نے بموجب اعلان مندرجہ رسالہ مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۷۱ کے رقوم دفتر رسالہ ہذا میں ارسال نہیں کیں۔ وہ جلد مرحمت کر دیں۔ ورنہ دل نمبر نمبر ۱ کا انکی خدمت میں بذریعہ وی۔ پی روانہ ہوگا۔ اور باقی اصحاب کے نام پیڈ صورت میں۔ (منیجر)

# کلامِ نکہت

(جنابِ نکہت انصاری بدایونی)

اب کھلے گا طلسمِ زینت کا راز      روح کرتی ہے جسم سے پرواز  
چشمِ بینا کوئی کرے تو باز      جلوہ فرما ہے وہ بصدِ انداز  
راز رہتا ہے معرفت کا راز      عقل کیا اور اس کی کیا پرواز  
ٹوٹتی ہے اُمیدِ آزادی      ختم ہوتی ہے طاقتِ پرواز  
کاروانِ حواس لوٹ لیا      اُف ترے التفات کا انداز  
موت سے پیشتر نہیں کھلتا      راز ہستی ہے کس بلا کا راز  
خود بخود سر جہاں بھی جھک جائے      ہے وہی ان کا آستانہِ ناز  
پلٹ آتی ہے خود سی بن کے جواب      گنبدِ عشق سے مری آواز  
وہ کجا اور حسنِ دہر کجا      اصل ہے اصل اور مجاز مجاز  
پڑ رہی ہے جہاں میں ہلچل      نالہ، سحرِ تیری عمر و راز  
خرمنِ ضبط اب خدا حافظ      دل سے آئی وہ آہ کی آواز

نکہت اندازِ خامشی تیرا

فاش کر دے نہ عاشقی کا راز

# اردو گرامر کی ابتدائی تعلیم

(پنڈت درگا پرشاد صاحب جوشی بھولتھا)

کہا جاتا ہے کہ کسی زبان کے سیکھنے کے لئے اُس زبان کی گرامر کا جاننا ضروری ہے۔ مگر یہ مقولہ بہت حد تک درست نہیں۔ کیونکہ زبان پہلے بنتی ہے اور اُس کے قواعد بعد میں اخذ کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً اور زبان کی آموخت کے لئے تو اس کی چنداں ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ عوام اردو زبان کی گرامر سے ناواقف ہوتے ہوئے بھی بلا تامل صحیح اردو بول سکتے ہیں۔ البتہ ایک منہتی کے لئے زبان دانی کی تکمیل کی عرض سے زبان کے قواعد سے واقف ہونا ضروری ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ابتدائی جماعت میں اردو گرامر کیوں پڑھائی جاتی ہے؟ مذکورہ بالا صداقت کے اظہار کے بعد بھی اُن متوقع فوائد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جو ابتدائی جماعت میں اردو گرامر کی تعلیم زبان واسطہ یا بلا واسطہ سے اردو زبان دانی کی تشریف دہ ترقی کے لئے مقصود ہیں۔ مگر باعتبار نتائج و طرز تعلیم ان فوائد کو اولین درجہ حاصل نہیں۔ کیونکہ اردو گرامر کی بلا واسطہ تعلیم کے اثرات سکولوں کی چار دیواری تک ہی محدود رہتے ہیں۔ جو سکول چھوڑنے کے بعد بچوں کے دماغ سے فوراً زائل ہو جاتے ہیں۔ اُس نے باعتبار نتائج اردو گرامر کی تعلیم کا شاید سب سے بڑا فائدہ جسے موجودہ صورت میں اولین درجہ حاصل ہے۔ غیر زبان کی آموخت کا ذریعہ ہونا ہے۔ کیونکہ چوتھے اور پانچویں درجوں کے طلباء کے ذہن اگرچہ اس خشک مضمون کے منطقیانہ مسائل کی تفہیم کا بارگراں اٹھانے کے نا قابل ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ انہیں اگلے درجوں میں غیر زبان کی آموخت لازمی ہے۔ اس لئے چار و ناچار انہیں اس مکتبِ ارسطو میں زانوئے شاگردی کرنا ہی پڑتا ہے۔

اگرچہ یہ درست ہے کہ بچہ شروع شروع میں بالترتیب بولنا پڑھنا اور لکھنا سیکھنا ہے اور پھر چوتھی جماعت میں گرامر کی تعلیم شروع کی جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ بچہ چوتھی جماعت سے پہلے تقریر اور تحریر کے ذریعہ خیالات کے ظاہر کرنے کی قدرے مشق رکھتا ہے۔ جس پر کہ گرامر کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بڑا نقص یہ ہے کہ تبدیلیوں کے سامنے اسے اردو زبان سے علیحدہ کیا کتاب کی صورت میں پیش کر کے ایسا نا خوشگوار منظر پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے ایک شیر خوار بچے کو اُسکی

مادرِ مہربان کی گود سے جُدا کر دیا جائے۔ اسی بلا واسطہ تعلیم کا یہ اثر ہے کہ گرامر کے خشک مسائل بچوں کو ہوا دکھائی دیتے ہیں اور وہ اُس کے نام سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ جس کا ظاہری نتیجہ سکولوں میں گرامر کی قریباً لاعلمی کی صورت میں عیاں ہیں۔ مزید برآں رائج الوقت ابتدائی اُردو گرامر کی کتب کی ترتیب و تشکیل میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ ان کی تصنیف و تالیف میں صرف اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ کہ بچوں کو کیا کچھ بتانا مطلوب ہے۔ اُنہیں دلچسپی اور جدت پیدا کرنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ ابتدائی اُردو گرامر کی جڑ و کتب میں جتنی کہ مطالعہ میں آئی ہیں کم و بیش مندرجہ ذیل نقائص پائے جاتے ہیں۔ ان نقائص کے بیان کرنے سے پیشتر یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس نکتہ چینی سے میری غرض نہ تو کتب ہائے مذکورہ کے مصنفین پر طعن ہے اور نہ اظہارِ ریاقت۔ بلکہ اصلاحی جذبے سے متاثر ہو کر میں نے بادلِ نا خواستہ اس نا خوشگوار فرض کی ادائیگی کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

(۱) اسباق کو بچوں کی دلچسپ زندگی اور اُن کی گذشتہ واقفیت سے وابستہ نہیں کیا گیا۔

(۲) کسی بھی سبق سے پہلے اُس کی ضرورت محسوس نہیں کرائی گئی۔

(۳) بعض جگہ تصور دلانے سے پہلے اصطلاحات بیان کر دی گئی تھیں۔

(۴) اسباق میں دلچسپی اور جدت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

ان نقائص کی تصدیق کے لئے اس وقت میرے سامنے لالہ تبحرام صاحب ایم اے کی تصنیف کردہ ابتدائی اُردو گرامر ہے۔ جو اس وقت ریاستِ کپور تھلہ کے سکولوں میں رائج ہے۔ چونکہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب کی منظور کردہ ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ علاقہ انگریزی کے سکولوں میں بھی پڑھائی جاتی ہوگی۔

نقص مذکورہ ضمنِ نمبر اس کے ہر ایک سبق سے عیاں ہے مثلاً سبق "عاجلہ کے تصور میں" ابتدائیوں کی ہے کہ ایک لڑکا در سے آکر اپنی ماں سے کہتا ہے کہ ماں جی کھانے کے لئے روٹی دو، خیال فرمائیے یہ تمہید ایک ایسے مضمون کے پہلے سبق کی ہے۔ جو مبتدیوں کے سامنے بلا واسطہ طور پر پہلے دن پیش کیا جاتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک انوکھی داستان روکھے بیان میں شروع کر دی گئی ہے۔ بچہ بچا را کیا سمجھے کہ یہ کیا بھان مٹی کا تماشہ کھیل جا رہا ہے۔ بعد میں کہیں جا کر پتہ چلتا ہے۔ کہ جملہ کی تعریف ہمارے مرغ میں گھسیڑنی مطلوب تھی۔ جملہ کی تعریف بیان کرنے کے بعد بھی توضیح نہیں کی کہ جملہ کس درد کی دوا ہوتا ہے۔ غلط جملہ اتنا بھدا اور خلافِ قدرت ہے کہ نہ کبھی کسی کو بوتے سنا اور شاید نہ کبھی سُنے میں آئے بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ دو کے لئے کھلنے روٹی ماں جی ایسی مثال سولے پریشانی کے اور کیا اشریہ کر سکتی ہے۔

ایسا ہی جیسے کے دو بڑے اجزاء میں بلا ضرورت محسوس کرائے تصور دلانے کی جلدی کی ہے۔ اور بڑی ضرورت جو عام بول چال میں درکار ہے ذہن نشین نہیں کرائی گئی۔ کہ مسند الیہ جلد میں پہلے آتا ہے اور مسند بعد میں تاکہ طلباء اتنا ہی سمجھ لیتے کہ ہم نے کچھ سیکھ لیا ہے۔ اور فقرات بنانے میں اس سے امداد لینے کے قابل ہو جاتے۔ علیٰ ہذا القیاس کسی سبق میں بھی معلوم سے نامعلوم کی طرف رجوع کرنے کا خیال نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی سبق سے پہلے اس کی ضرورت محسوس کرائی گئی ہے چھوٹے بچوں کا دماغ ایسی واقفیت کو غذائے بلا رغبت کی مانند ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ جس کی کہ وہ ضرورت محسوس نہ کرتے ہوں۔ جدید طرز تعلیم میں ضرورت ہی تہیہ تعلیم ہے۔ کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن کتاب مذکور میں اس اصول سے بے طح استغناء برتا گیا ہے۔

بعض جگہ اس میں اصطلاحات تصور سے پہلے بیان کر دی گئی ہیں۔ مثلاً کلمہ اور اس کی تین قسمیں کے بیان کے آخر پر بنایا گیا ہے۔ کہ اہم فعل اور صرف کلمے کی تین قسمیں ہیں۔ اب ہم ان کو بیان کریں گے۔ چوتھی جماعت کے بچوں خصوصاً گرامر کے اسجد خواں مبتدیوں کے لئے کس قدر پریشان کن طرز ہے۔

اس نقص کی تصدیق کے لئے کہ اس میں جدت اور دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ تمام کتاب کی ورق گردانی کر جائیں۔ کہیں بھی اس کی تکذیب میں کوئی عذر نہ پائیں گے۔ بلکہ بعض اسباق غیر دلچسپ اور ثقیل نظر آئیں گے۔ چنانچہ ضمیر کا بیان اس قدر طویل اور ثقیل ہے کہ بلائے بے درماں سے کم نہیں۔ کاش! ہمارے مصنف کے دل میں بچوں کے لئے جذبہ ہمدردی ہوتا۔ کیونکہ یہ بیان خیالات پریشان کا ایک بڑا قریب ہے۔ جس میں صرف اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس ضمن میں بچوں کو کیا کچھ بتانا مطلوب ہے۔ نہ یہ کہ کیونکر بتایا جاسکتا ہے۔ بخوف طوالت اس کے طویل تنہاسات کا نمونہ پیش کرنے سے دانستہ گزیر کیا گیا ہے۔ خرو و تہذا صاحب کتاب مذکور میں ضمیر کا الغرض کتاب مذکور کے مطالعہ سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ گرامر کے اسجد خواں ننھوں کے لئے نہیں لکھی گئی۔ اور اس صورت میں جبکہ یہ کتاب اور گریمر کے مبتدیوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے مطلوبہ فوائد کے حصول کی توقع لا حاصل ہے۔

یہاں اس امر کا اظہار بھی غیر ضروری نہ ہو گا کہ ہمارے ہاں اب تک جو کتابیں اردو قواعد کی رائج ہیں۔ ان میں عربی صرف و نحو کا متبع کیا گیا ہے۔ چونکہ اردو خالص ہندی زبان ہے۔ جس کا شمار کہ آریاوی زبانوں میں ہوتا ہے۔ لیکن عربی زبان کا تعلق سامی السنہ سے ہے۔ اسی لئے اردو زبان کی صرف و نحو لکھنے میں عربی زبان کا متبع کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اردو اگرچہ ایک جدید زبان ہے اور اس میں فارسی عربی سنسکرت انگریزی وغیرہ کئی ایک زبانوں کے الفاظ و کلمات سے شامل ہیں مگر اپنی ذاتی خصوصیات کے باعث اس کی افتاد ان زبانوں سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی صرف و نحو کو عربی زبان کے قواعد سے مستند



مغائر تہ ہے۔ جتنی کہ سنسکرت اور انگریزی زبانوں کے قواعد سے۔ اسی لئے اور زبان کی گرامر لکھتے ہوئے اسکی خصوصیات کو ہی مد نظر رکھنا چاہئے۔ نہ تحقیق کی زبان کی تقلید میں اصول و قواعد کے نام سے اُس پر زبردستی بوجھ ڈالا جائے۔ خوشی کا مقام ہے کہ یہی خواہاں اُردو کی توجہ اب اس طرف مبذول ہو رہی ہے۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب آنریری سیکرٹری انجمن ترقی اُردو اور نگ آباد دکن کا تصنیف کردہ قواعد اُردو ایسی ہی تحقیق حسنہ کا نتیجہ ہے۔ یہ ابتداء ہے۔ جو ایک روشن اور شاندار انعام کا پیش خیمہ ہے۔ جس کا خیر مقدم ہر یہی خواہ زبان پر فرض ہے۔ خیر یہ تو ہو کر ہی رہے گا۔ لیکن میری عرض صرف اُردو گرامر کی ابتدائی تعلیم کا مناسب اہتمام ہے۔ جیسا کہ پیچھے عرض کرایا ہوں۔ گرامر کے خشک مسائل چوتھی اور پانچویں جماعت کے طلباء کے ذہن پر ایک بے جا بار رہا۔ ایں جس پر اُن کی بلا واسطہ تعلیم مزید پریشانی کا موجب ثابت ہو رہی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچوں کو شروع ہی سے اس مضمون سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ ابتدائی جماعت میں انگریزی فارسی وغیرہ زبانوں کی آموخت کے لئے گرامر کی تعلیم دی جانی ضروری ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم کا اہتمام ان جماعت میں ایسی موزوں شکل میں ہونا چاہئے۔ جس سے نقائص مذکورہ کا سدباب ہو سکے جس کے لئے بچوں کے ہاتھوں میں اس مضمون کی علیحدہ کوئی ایسی کتاب دینا واجب نہ ہوگا۔ جو بالکل اجنبیت کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ بلکہ مناسب ہے کہ اس کے اسباق کو دلچسپ کہانیوں کی صورت میں پیش کیا جائے۔ جسے بچے اُردو ریڈر کی شکل میں پڑھیں۔ یہ مختصر مگر دلچسپ اور مربوط کہانیاں علت و معلول کے سلسلے میں منضبط ہونی چاہئیں۔ تاکہ بچوں کی طبیعتیں اس مضمون سے مانوس ہو سکیں۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے جس کی موزونیت معلوم نمونے کے طور پر اس قبیل کی ایک کہانی بھی لکھ دیتا ہوں:-

## ساتویں کہانی

متعلق فعل

ماسٹر صاحب نے اجیت سے کہا کہ اجیت! تم تختہ سیاہ پر دو ایسے جملے لکھو جن میں اسم صفت آئیں۔  
اُس نے تختہ سیاہ پر یہ دو جملے لکھے:-

(۱) میٹھا آم لاؤ۔

(۲) نذیر تیز دوڑتا ہے۔

ماسٹر صاحب دوسرے جملے کو دیکھ کر ہنسنے اور پوچھا کہ بھلا اجیت! ہمارے اسی دوسرے جملے میں صفت کونسی ہے۔

اجیت۔ جناب! تیز رفتاری سے دوڑنا۔ اور یہ صفت کہاسا ہے۔

رشید جھٹ بول اٹھا کہ نہیں جناب! نذیر موصوف کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ جملے میں موصوف تو صفت کے بعد آتا ہے نہ کہ پہلے اور پھر تیز نذیر کی صفت بھی نہیں۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ واقعی اس جملے میں تیز صفت نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق نذیر سے کچھ نہیں۔ بلکہ دوڑتا ہے۔ فعل سے ہے۔ اس بات کو بخوبی سمجھنے کے لئے ان مثالوں پر غور کرو:-

(۱) ہرن تیز بھاگتا ہے (۲) موہن خوب ہنسا (۳) رشید شوق سے پڑھتا ہے (۴) بادل زور سے گرجا (۵) بچہ پلنگ پر سوتا ہے (۶) اجیت دروازے میں کھڑا ہے۔  
ان جملوں میں روشن لفظوں تیز۔ خوب، شوق سے، زور سے۔ پلنگ پر۔ دروازے میں پر غور کرو۔ دیکھو ان لفظوں کا تعلق اسموں سے کچھ نہیں بلکہ فعلوں سے ہے۔ مثلاً پہلے جملے کا تعلق ہرن سے کچھ نہیں۔ البتہ بھاگتا ہے۔ فعل سے ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہرن کیسا بھاگتا ہے۔ اس لئے اسے متعلق فعل یعنی فعل سے تعلق رکھنے والا کہتے ہیں۔

خوب، شوق سے، زور سے، پلنگ پر، دروازے میں سب متعلق فعل ہیں۔  
بچو! اب تم بخوبی سمجھ گئے ہو گے کہ اجیت کے دوسرے جملے میں تیز صفت نہیں بلکہ متعلق فعل ہے یاد رکھو:-

متعلق وہ کلمہ ہے جو فعل کے ساتھ تعلق رکھے۔

دُہراؤ

(۱) ان جملوں میں سے متعلق فعل چُنو۔

(۱) گیہوں ستا بکتا ہے۔ (۲) چمپا خوش خط لکھتی ہے۔ (۳) بازی تیز اڑتا ہے۔  
(۴) مور آہستہ چلتا ہے۔ (۵) کبوتر درخت پر بیٹھا ہے۔ (۶) شیر جنگل میں رہتا ہے۔  
(۲) چھ ایسے جملے بناؤ جن میں یہ متعلق فعل آئیں:-

سویرے۔ مہنگا۔ جلدی سے۔ پانی۔ بازار میں۔ کرسی پر۔

(منہ)

## کِیْفِیَّات

سازگار  
آواز  
میری  
جانی

مجھے آج جن پریشمанияں ہیں اسی دل کی دو چار نادانیاں ہیں  
نہ پوچھو! خدا را! مری داستانیں پریشمанияں ہی پریشمанияں ہیں!

# مرزا داغ مرحوم کے کلام کا زندہ عنصر

حضرت ادیب لدھیانوی

شاعری کا دار و مدار تمام تر جذبات پر ہے۔ شعر کی وجہ تخلیق اور مقصد تخلیق ایک ہی ہے۔ یعنی اشتعالِ جذبات۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ شعر شاعر کے جذبات کے مشتعل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سامعین کے جذبات کو مشتعل کرنے کے کام آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاعر ہمیشہ اس قسم کے خیالات فکر میں لاتا ہے جس سے عام جذبات برانگیختہ ہوں۔ کامیاب شاعر کی نشانی یہی ہے کہ اُس کے اشعار اُن کر سامعین پر اثر ہو۔ چنانچہ ہر زمانہ کے شاعروں نے مختلف النوع مضامین کے علاوہ ایک مضمون ”زندگی“ بھی زیرِ فکر رکھا ہے۔ اور اس میں نکتہ سنجی اور قادرِ انکلاپی کے وہ وہ جوہر دکھائے ہیں کہ سُنے والا عشق کر اُٹھتا ہے۔ مجھے یہاں مرزا داغ مرحوم کے زندہ کلام پر کچھ لکھنا ہے۔

آپ اپنے وقت کے مستند اور مشہور شاعر ہوئے ہیں۔ آپ کے کلام کی خصوصیت۔ جرتنگی۔ فصاحت اور سلاستِ زبان ہے۔ یوں تو آپ شنوی اور قصیدہ بھی کہتے تھے۔ لیکن دراصل غزلیات ہی آپ کے معراجِ کمال کی دلیل ہیں۔ آپ بھی بعض دیگر شعرا کی طرح صوفی شاعر تھے۔ مگر زندہ طرز اس طرح سے بنا ہی ہے کہ کمال کو دیا ہے۔ آپ اس طرز میں حکیم عمر خیام سے کسی طرح پیچھے نہیں ہاں فرق ہے تو اتنا ہے کہ وہ فارسی میں کہتے تھے۔ اور یہ اردو میں۔ ملاحظہ ہو:-

کیا نیچرل شعر ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان شراب کے نشہ میں نہ کہنی باتیں کہہ جاتا ہے اور چالاک لوگ جب کسی سے کوئی راز دریافت کرنا چاہتے ہیں تو یہی طریقہ ہتھال کرتے ہیں۔ فی الواقع شاعر نے ایک حقیقت بیان کی ہے کہ یہ ہے کہ ہدی ہے اُن سے نشہ میں سبیل کی کارزدو۔ اک ساغرِ شراب نے رسوا کیا مجھے۔ پیرِ خرابات سے مخاطب ہو کر ایک دیرینہ سال قح خوار کی طرح اپنے میثاقِ تجربات کی بنا پر کس نخر سے کہتے ہیں۔ یہ رنگ نے دیکھ کے ہم صاف بتا دیتے ہیں۔ یہ پُرانی ہے یہ سے پیرِ خراب نئی

اور پھر ایک شعر میں تو غضب کر دیا ہے۔ مینا نہ کا منظر کن مختصر مگر جامع الفاظ میں کہی چکا ہے چھوٹی سی بجز میں اتنا وسیع خیال۔ کیا خوب ہے۔ میکہ میں عجب تماشا ہے۔ چار بیٹھے ہیں چار پھرتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ جیسے کہیں وعظ ہو رہا تھا۔ کوئی پُرانا میخواری بھی بیٹھا تھا۔ پہلے تو وہ کچھ دیر بیٹھا

ستارہ نگار آخر اُٹھ کھڑا اور چلا گیا۔ مرزا مرحوم کہتے ہیں کہ کیا تو کیا کہتا گیا؟ شعر قابل داد ہے۔ ۵

کوئی بزم و عطر سے کہتا گیا ایسے جلسے بے شراب اچھے نہیں  
مندرجہ بالا شعر کے دو کسر مصرع میں تو فصاحت و بیان اور سلاست و زبان ختم ہو گئی ہے کیسے تکلفی سے کہا، ایسے جلسے بے شراب اچھے نہیں۔  
ایک جگہ دینکے مصنوعی پارساؤں کا پردہ فاش کرتے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اکثر لوگ دنیا کی نظروں میں پارساہوتے ہیں  
مگر ان کی پارساؤں میں محض ایک آڑ ہوتی ہے نہ کچھ ہے۔ ۵

جاتے تھے منہ چھپائے ہوئے میکدہ کو ہم آتے ہوئے اُدھر سے کئی پارساے  
ایک عجیب نظریہ سے اپنی صفائی کا بیان دیتے ہیں۔ شاعرانہ اصطلاحات میں اس کو شوخی خیال کہتے ہیں۔ ۵  
پیرِ مِخاں کی دل شکنی کا رہا خیال داخل ہوا ہوں تو بسے پہلے ثواب میں  
پیرِ مِخاں سے کس کو ٹھٹھیر یہ میں میخانہ کا دروازہ کھلا رکھنے کی استدعا کرتے ہیں۔ اور دروازہ بند ہو جانے  
سے کس نقصان عظیم کا خدشہ بیان کرتے ہیں۔ کیا اچھوتا خیال باندھا ہے ۵

مقبول نہ ہو گئی کسی سے کسی کی دعائیں میخانہ کا دروازہ نہ کر پیرِ مِخاں بند  
ایک جگہ بتایا ہے کہ ماہ رمضان کو آنا دیکھ کر ایک رند کو کیا فکر لاحق ہوتی ہے۔ چنانچہ شعر ہے ۵  
یہ بجا کہ منع ہوگا رمضان میں آئے دانہ یہ غضب کہ تیس دن تک نہ پیس شراب ہرگز  
اس قافیہ سے اس غزل میں ایک اور شعر قابل داد ہے۔ ۵

اگر آپ مول لیتے تو تمیزِ نشہ ہوتی ملے مُفت کی جو زاہد وہ نہیں شراب ہرگز  
زاہد سے خطاب کر کے اپنے بہت رندانہ شعر لکھے ہیں چند ایک ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل شعر میں جذبات کو بڑے لکھنے کرنے کی  
کس قدر کوشش کی ہے۔ لکھا ہے۔ ۵ لطفِ تم تجھ سے کیا کہوں زاہد! مائے کجخت تو نے پی ہی نہیں  
ایک شعر میں زاہد کی غلط فہمی کا کس خوبصورتی سے ازالہ کیا ہے۔ نزاکتِ خیال قابل داد ہے ۵

سمجھتا ہے تو داغ کو رند زاہد! مگر رند اس کو ولی جانتے ہیں  
ایک اور شعر میں بھی یہی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کو کسی کے ظاہر پر نہ جانا چاہئے بلکہ باطن  
دیکھنا چاہئے۔ ۵ داغ نے کو نہ دیکھ لے زاہد! دل تو ہے پاک رند مشرب کا

اسی قسم کا ایک بیان مرقومہ ذیل شعر میں بھی ہے۔ ۵

عاقبت پاک ہے میخوار کی سُن لے زاہد یہ تو میخانے سے اللہ کے گھر جا بیگا  
ایک جگہ زاہد کو قائل کرنے اور مے نوشی کے متعلق اُس کی رائے لینے کی کوشش کی ہے۔ لکھا  
ہے۔ ۵ قسم ہے تجھ کو زاہد کیا کہ اگر اکھڑے دیکھے چھلکنا سا غم کا چمکنا بادہ خواروں کا

اس کے بعد مقطع ملاحظہ ہوں۔ کس کس عجیب انداز سے زندان مضمون رقم کیا ہے۔ ایک جگہ تائب طبیعت کو نئے کٹی کی طرف ترغیب دی ہے۔ ۵ داغ بیٹے ہے یہ ساغر ہے کہاں کی توبہ پی خدا کے لئے لے مرد خدا تھوڑی سی مرقومہ ذیل شعر میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔ ۵

بیٹھا ہے اعتکاف میں کیا داغ روزہ دار ۱۷۷  
اے کاش میکدہ کو یہ مرد خدا چلے

اس شعر میں اپنی زود اثر سبیر ضعیف کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کا جو عجیبانہ اٹھانا پڑا اس کا بیان بھی ساتھ ہی کیا ہے۔ ۵

ایک چلو میں بہت داغ ہرک اٹھتے تھے آج نشتے میں نکالے گئے میخانے سے

ایک جگہ اپنی سرستی کی داستان دہرائی ہے۔ ۵

میخانہ ہے اور داغ ہے اور نشہ ہے سونا ہے رکھے خشت خیم بادہ سر ملنے

ایک جگہ لکھا ہے۔ ۵

ہکتے نہ تھے داغ یوں گفتگو میں لگر پی گئے آج حضرت زیادہ

ایک واقعہ قلمبند کیا ہے۔ عجیب انداز ہے۔ کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میخانے کے نزدیک ہی ایک مسجد بھی تھی۔ ہم میخانے کی طرف جاتے تو ہر کوئی پوچھتا کہ حضرت ادھر کہاں اور ہم کہہ دیتے یہی مسجد تک۔ شعر ملاحظہ ہو۔ ۵

میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں

ساتی سے خطاب کر کے بھی بہت شعر کہے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے۔ ۵

زاد صد سالہ آیا میکدہ میں بھول کر لا شراب کہنہ ساتی اس پرانے کے لئے

زاد صد سالہ۔ شراب کہنہ اور پیرانا کی معنوی مناسبت قابل صد تحسین ہے۔

اپنی بے صبری کا اظہار کن زور دار الفاظ میں کیا ہے۔ شعر ہے ۵

بیوزگا آج ساتی سیر ہو کر بستر پھر شراب آئے نہ لائے

ایک مطلع میں خوب لطیف خیال بانڈھا ہے۔ تخیل کے لحاظ سے بڑے پایہ کا شعر ہے۔ ۵

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے لے اُڑی جاتی ہے ساتی تو ہے پیمانے سے

شراب کے جوش سے کیا کام لیا ہے سبحان اللہ۔ اس ضمن میں اور مختلف اشعار ملاحظہ ہوں۔ ۵

چور ہو جاؤں مگر جاؤں نہ میخانے سے عہد عیش سے تو پیمان ہے پیمانے سے

میکدہ میں ہو گئے چپ چاپ کیوں آج کچھ مست شراب اچھے نہیں

ہیں ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی کہ بے خودی میں گرے بھی جو ہم تو ساغرِ بحر  
کبھی تو صلح بھی ہو جائے زہد و مستی میں الہی شیخ بھی میخوار ہو مغاں کی طرح  
الغرض ہر شہر میں اچھوتا مضمون مرقوم ہے۔ اور اُس پر نرالا اسلوب بیان سونے پر سہاگے کا کام  
کر رہا ہے۔ مرزا مرحوم مقطع میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے۔ آپ کی تمام غزلیات کے مقطع آپ کی شہوخ اور  
رنگین طبیعت کے بہترین مظہر ہیں۔ انشاء اللہ بشرطِ زندگی آئندہ کسی صحبت میں نذرِ قارئین کر دینگا۔

## میں اُس دُنیا میں رہتا ہوں

(پنڈت اندرجیت صاحب شرما ماچھرا ضلع میرٹھ)

(۱)

جس دیس میں گل کا نام نہیں بھونرے کا جہاں کچھ کام نہیں  
بنسی کی نہیں آواز کہیں عشرت کا نہیں ہے ساز کہیں  
ہے بھر تلاءِ خم خیز جہاں ملتا ہی نہیں ساحل کا نشان  
ہر سمت خزاں کا منظر ہے جو گھر ہے مصیبت کا گھر ہے  
میں اُس دُنیا میں رہتا ہوں

(۲)

ہم دردی آنسو بن بن کر کرتی ہے جہاں آنکھوں میں گھر  
مفقود جہاں ہیں شام و سحر قربانِ دلِ شاعر جس پر  
کرنوں کے نہیں کھلتے غنچے چھائے ہیں ظلمت کے پردے  
پُر ہول بلائیں آتی ہیں وحشت کی گھٹائیں آتی ہیں  
میں اُس دُنیا میں رہتا ہوں

# انمول جواہرات

الف سے یائے معروف تک بنائے گئے ہیں

۱	۱	اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کرو۔	ج	۱۹	جماعت میں ایک ساتھ پیار و محبت سے رہو۔
۲	۲	اخبارات کے پڑھنے سے خیالات بڑھتے ہیں۔		۲۰	جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔
۳	۳	استاد کی ملامت باپ کے پیار سے بہتر ہے۔	ج	۲۱	چھوٹی چیزوں کو حقیر مت سمجھو۔
۴	۴	ایلی کا درخت بننے سے آم کا درخت پیدا نہیں ہوتا۔		۲۲	چاند پر خاک پھینکنے سے وہ میلا نہیں ہوتا۔
۵	ب	بُروں کی صحبت سے دُور رہو۔		۲۳	چٹوری زبان دولت کا زیان ہے۔
۶	۶	بے علم آدمی دولت کے زوال کا موجب ہے۔	ح	۲۴	توہمات سب کو پسند ہے۔
۷	۷	بُروں کی خطا کو چھپایا کرو۔ اور چھوٹوں کی خطا کو معاف کرو۔		۲۵	حرص حرص کی قاتل ہے۔
۸	پ	پست ہمت آدمی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔	خ	۲۶	خود پسندی ذلت سے خالی نہیں۔
۹	۹	پاؤں کو ہمیشہ صاف کیا کرو۔		۲۷	خوف خدا دل کو متور کر دیتا ہے۔
۱۰	۱۰	پیاسوں کو پانی پلانا ثواب کا کام ہے۔	د	۲۸	دوست وہی ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے۔
۱۱	ت	تقدیر پر بھروسہ کر کے تدبیر کو نہ چھوڑو۔		۲۹	دُینا فنا کا گھر ہے۔
۱۲	۱۲	تعلیم کا مقصد تہذیب و تمدن ہے۔	ڈ	۳۰	دوسروں کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو۔
۱۳	۱۳	تیرنا بھی ایک ہنر ہے۔		۳۱	ڈر اور خوف ہمیشہ خدا کا ہی کرنا چاہئے۔
۱۴	ٹ	ٹھگ بازی کسی کو پسند نہیں۔	ذ	۳۲	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے۔
۱۵	۱۵	ٹنکٹ خرید کر ریل میں سوار ہونا چاہئے ورنہ بے غرق ہونے کا خوف ہے۔		۳۳	ذرا سی بات پر لڑنا جھگڑنا بے وقوفی ہے۔
۱۶	۱۶	ٹھٹھا نچول کر نابے ادبی پس شامل ہے۔	ر	۳۴	ذوق و شوق سے وعظ و سنا بھی ایک فرض ہے۔
۱۷	۱۷	ٹواب نیک کاموں کا نتیجہ ہے۔		۳۵	روزانہ غسل کیا کرو۔
۱۸	۱۸	ثابت قدمی سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔		۳۶	راستے میں اگر کوئی اپنے سے بڑے لوگ مل جائیں تو انہیں سلام کرو۔
				۳۷	روپیہ جلدی خزانہ سے ہو گیا مگر آتا مشکل سے ہے۔

۳۸	رُ	رُ کسی لفظ کے شروع میں نہیں آتی۔	۵۸	طریقہ ایسا اختیار کرو کہ تم اور دل میں خوش و
۳۹	ز	زیادہ زور سے کبھی مت بولو۔		ختم رہ سکو۔
۴۰		زرخیز زمین عمدہ کاشت کی علامت ہے۔	۵۹	طعنہ زنی کسی پر نہ کیا کرو۔
۴۱		زمین پر ہمیشہ نیچے دیکھ کر چلو۔	۶۰	ظلم کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔
۴۲	ژ	ژائرل یہودہ باتیں ہرگز نہ کرو۔	۶۱	ظالم کو کبھی آرام نہیں۔
۴۳		ژالہ۔ اوٹے (گار) کو کہتے ہیں۔ اس کے	۶۲	زراوت اور نفرت کسی شخص کے خلاف نہ رکھو۔
		گرتے وقت ہرگز باہر نہ نکلو۔	۶۳	علم ایک بے بہا خزانہ ہے۔
۴۴	س	سچی بات سب کو پسند ہے۔	۶۴	عیش و آرام میں نہ پھنسو۔
۴۵		سبق کو محنت اور کوشش سے یاد کیا کرو۔	۶۵	غورا و زنگیر سے پرہیز کرو۔
۴۶		سختی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ سختی بُرائیاں	۶۶	غریب آدمیوں کو تھوڑا سا نقصان بھی بہت ہے۔
		پیدا کرتی ہے۔	۶۷	غریبوں اور سکینوں کو خیرات دو۔
۴۷	ش	شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔	۶۸	غیبت سے بڑھکر اور کوئی گناہ نہیں۔
۴۸		شیر میں نمک ملانے سے پھٹ جاتا ہے۔	۶۹	فصول خرچی کے عادی نہ بنو۔
۴۹		شیر لڑکوں سے بچو۔	۷۰	فنا و بقا خدا کے ہاتھ ہے۔
۵۰	ص	صبر کا انجام ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔	۷۱	فقیروں پر احسان کیا کرو۔
۵۱		صرف خدا پر بھروسہ رکھو لیکن اپنی کوشش	۷۲	قرض ایک بُری بلا ہے۔
		اور محنت کو نہ چھوڑو۔	۷۳	قول سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔
۵۲		صنعت و حرفت سیکھا کرو۔	۷۴	کوشش کرنے سے بگڑا کام بہن جاتا ہے۔
۵۳		صبح اٹھنا باعثِ سعادت ہے۔	۷۵	کبھی کسی سے مت لڑو۔
۵۴	ض	ضروریات کو بڑھانے سے تکلیف اور	۷۶	کسی کو گالی نہ دو۔
		گھٹانے سے آرام ملتا ہے۔	۷۷	گناہوں سے توبہ کرو۔
۵۵		ضیافت میں جا کر مذاق نہ اڑایا کرو۔	۷۸	گڈرے ہوئے وقت کا افسوس کرنا فضول ہے۔
۵۶		ضرورت کے وقت بولنا بہت ٹھیک ہے۔	۷۹	گلدستہ اطفال کے پڑھنے سے معلومات
۵۷	ط	طالب علم وہ ہے جو اپنا سبق کوشش سے		زیادہ ہوتے ہیں۔
		یاد کرتا ہے۔	۸۰	لچی سے انسان کو ذلت حاصل ہوتی ہے۔



۸۱	لازم ہے کہ بڑوں کی عزت کرو۔	۵	۹۳	ہنسی میں مذاق نہ اُٹاؤ۔
۸۲	محنت سے عزت اور اتفاق میں برکت ہے۔		۹۴	ہزار نیکی کو ایک عیب چھپا دیتا ہے۔
۸۳	مال باپ اور استاد کی عزت کرو۔		۹۵	ہر روز کو عمر کا آخری دن تصور کرو۔
۸۴	مدرسے میں لڑکوں سے محبت رکھو۔		۹۶	ہر ایک کام میں سادگی اختیار کرو۔
۸۵	مہربانی سے ملنا کھانا کھلانے سے اچھا ہے۔		۹۷	ہوشیار کے کامیابی اور کامیابی سے ناکامی ہوتی ہے۔
۸۶	نیک کام کرو۔ بدی سے ڈرو۔		۹۸	یار و مددگار کا احسان کبھی نہ بھولو۔
۸۷	نیک بخت لڑکاسب کو پیار معلوم ہوتا ہے۔		۹۹	یاد خدا کو دل سے نہ بھلاؤ۔
۸۸	ننگے پاؤں رات کو باہر نہ جاؤ۔		۱۰۰	یاد رکھو کہ تم ان تمام باتوں پر عمل کرو گے تو تم سے خدا بھی خوش ہو گا اور دُنیا میں بھی لوگ تمہاری عزت کریں گے۔
۸۹	وقت کی قدر کرو۔ کیونکہ وقت بھی ایک دولت ہے۔			
۹۰	وعدہ خلافی سے بچو۔			
۹۱	ورزش کرنے سے صحت اچھی رہتی ہے۔			
۹۲	وعظ اور نصیحت کی باتیں سنا کرو۔			
				از ایچ۔ آئی۔ مومن اردو سکول پٹنچر شہر پٹنچر

## اخلاق حمیدہ

تو اگر خود دار ہے خوش خلق ہو  
تو اگر خود دار ہے خوش خلق ہو  
حلم و نرمی سے جو تجھ کو پیار ہے  
حلم و نرمی سے جو تجھ کو پیار ہے  
خواہش توقیر میں اے نیک بخت  
خواہش توقیر میں اے نیک بخت  
ہے تہور کا اگر سرمایہ دار  
ہے تہور کا اگر سرمایہ دار  
مہربانی کا اگر کچھ ہے خیال  
مہربانی کا اگر کچھ ہے خیال  
تجھ کو رہتا ہے اگر خوفِ مال  
تجھ کو رہتا ہے اگر خوفِ مال  
تو خلوص باطنی کے ساتھ ساتھ  
تو خلوص باطنی کے ساتھ ساتھ  
تو اگر پرہیزگاری میں ہے فرد  
تو اگر پرہیزگاری میں ہے فرد  
جو سنتے ہیں تجھے تو دل سے مان  
جو سنتے ہیں تجھے تو دل سے مان

(راز غلام محمد الہی) ناکل تمہید نواب سائل علی (میں)

مارگل خستہ خدا کو ایک جان

# سیاحتِ ملکِ ہند

(۵)

(سر دائرہ خورسند بہادر سیلح ایم اے - ایم - او - ایل)

از انجاء عازم جے پور شدم۔ در ترن چند ساعت خواب کردم۔ نیم شب در استاسیون جے پور رسیدم۔ از ترن فرود آدم۔ حال را گفتم۔ مرا کارواں سرائے کہ نزد باشند۔ بہر۔ او صندوقہ بر سر برداشته پیش پیش رفت و من دُنبالش رفتم۔ بدر کارواں سر رسیدم۔ در بستہ بود۔ دربان را فریاد کردم کہ برخیز۔ در را و اکُن لاکن جواب ندارد۔ باز در زدم۔ بالا غراز اندروں صدا آمد کہ اینجا جانیست۔ بجائے دیگر برو۔ متعلقانہ گفتم بابا امن بایں شہر بلدیتم حالا ایں وقت کجا بروم۔ عاقبت سخن ہائے تعلق آمیز من برش کارگر افتاد و با چشم نیم خواب از رختِ خواب برخاستہ در تاریکی یہ پشتِ درِ کلاں آمد و بایں جملہ مسافراں ہم ایں نصف شب دق مے کنند در کارواں سرا را با طلاق و طروق و اکرد۔ من داخل سرا شدم۔ دیدم کہ در صحن سرا ہر جا حصیر انداختہ مسافراں روئے آہنہ دراز کشیدہ اند من ہم بیک گوشہ حصیر پین کردہ خفتم و تا طلوعِ آفتاب بیدار نہ شدم۔ عاقبت الامر از خواب برخاستم۔ دست و رو شستہ برائے دیدن شہر میاں بستم تنہا بودم و تنہا سیر کردن لطف ندارد۔ ازیں جہت دوسر دیگر مسافر کہ برائے گشت و گذار آمدہ بودند۔ ہمراہ خود بردم۔

شہر از استاسیون یک کردہ دور است۔ خیابان از استاسیون تا شہر چٹختہ۔ راست و کشادہ است۔ در ہر دو جانبِ خیابان پیادہ رو ہا است۔ در اوّل شہر بطریقِ قدیم در کلاں است۔ انجاء قراول کشیک مے کشید۔ از حد چند گام پیش بطریقِ راست مکتبے دیدم کہ برائے بچکان زمینداران کلاں و رؤساء بومی بود۔ خواستم کہ ایں را بینم۔ رفیقان را گفتم کہ بیائید۔ شمارا مکتب نشان مے دہم۔ توسطِ زینہ سنگی بالا رفتہ داخلِ اطاقِ سرمدیر مکتب بے درنگ شدم۔ او بر ہنہ سر سر صندلی نشستہ بود و میز پیش خود گذشتہ چیز مے نوشت۔ ہمیں کہ صدائے پائے من یہ گوشش رسید از جلے خود پرید۔ دست ہم دادہ با احترام تمام بہ صندلی ہا نشاند۔ بعد از احوال پرسی عرض نمودم۔ مے خواہم کہ مکتب را بینم۔ او مراد ہر اطاق دے۔ من چند سوالات الیچچہ ہا پرسیدم۔ بعض انایشان ترسیدہ و بر رخے با تمکنت جواب ہائے غلط یا

جمع دادند۔ میانِ شاگرداں یکے بچہ خوردتر کہ بود کہ دستار منقش بطرز راجپوتی دَورِ سرِ خود پیچیدہ شملہ درآ  
گذاشته بود۔ موجب کششِ التفاتِ من شد۔ از و پرسیدم کہ تو کیستی؟ گفت۔ راجپوت ہستم پرسیدم  
کہ کارِ راجپوتان چیست؟ گفت۔ تیغ زنی و با اعدائے ملک و قوم جنگ کردن گفتم۔ تو کارِ عسکری یلوداری  
با و از بلند گفت۔ بے ہر روز و قتیکہ از مکتبِ مرضی مے شوم۔ راست خانہ مے روم۔ اینجا پدر مرا مے  
گویند پتھم! از مکتبِ کارِ قلم یاد گرفته آمدی۔ حالا کارِ مشیر ہم یاد بگیر سنبھلے آں بچہ شجاع لطف و حینم  
افزود۔ اور در کنار گرفته چند پندہ دادم و دل شاد شدہ از مکتبِ بیرون آمدم۔

شہر مے پور خیلے خوش نما۔ دلربا و زیبا در دامنِ کوہِ کوچک واقع است۔ آوردہ اند کہ دو صد سال  
شدہ باشد کہ راجہ جے سنگھ سوائی دامنِ کوہِ را خوش کردہ اس اس این شہر گذشت۔ بنا نا چہ دولتی  
و اعیانی۔ چہ از رعیت ہمہ از سنگ ہائے سُرخ تراشیدہ ساختہ شدہ است۔ ہمہ مردم دو طبقہ و طبقہ  
عمارت کردہ اند۔ اس شہر سہ کروہ طول دارد۔ خیابان اس قدر وسیع۔ کشادہ و پاکیزہ است کہ در پیچ  
شہر خیابان اس قدر وسعت۔ بہن و پاکیزگی ندارد۔ کوچہا و خیابان ہائے شہر مے پور تقسیم۔ بے پیچ و  
خم است۔ بفاصلہ ہر نیم کروہ چہار سُو است کہ اینجا از ہر سُو چہار خیابان متصل مے شود۔ در میان ہر چہا  
سُو یک یک جائے مرتفع۔ مُستدیر از سنگ ہا ساختہ اند۔ اس شہر متعدد بازار ہا دارد و آہنا از نیل قلم  
است۔ چاندنی پول بازار۔ کشن پول بازار۔ گنگوری بازار۔ ترپو لیا بازار۔ چاندنی بازار۔ رام گنج بازار۔  
و نامک بازار و فیرو۔ قصر ہا۔ کاخ ہا و ارک ہا خیلے دیدنی است۔ موزہ و باغ و خوش موسوم بہ رام باغ مثل  
موزہ و باغ و خوش کلکتہ خیلے تعریف دارد۔ اینجا رصد خانہ ہم است کہ حکم مہاراجہ سوائی مادھو سنگھ دوئم  
منجم شہرہ آفاق گوگل چند بھون کہ دقایقِ خداقت درین نجوم۔ ملکہ در علم ہیئت و تجسلی دھارت در امارت  
کواکب داشت۔ در سن یک ہزار و نہ صد و یک میلادی با مساعدت دوسہ دیگر مُنجمان اس را بنا کرد و عمارت  
رصد خیلے عالی و فنیست۔ الساصل اس شہر اس قدر خوب و است کہ سیاحانِ عالم افلا در ہندوستان  
مثل اس شہر دیگر نشان مے دہند۔ درین شہر مردماں در کندہ کاری۔ حجاری۔ نقاشی۔ چوب بری  
سنگ تراشی و منبت کاری مثل اہل آگرہ و کشمیر عدیل ندارند۔

اس بوم بسببِ از اراطِ رخام۔ مرمر سفید و سیاہ و سنگ ہائے سُرخ شہرتِ تمام دارد۔ در ہندوستان  
کیکہ مے خواہد کہ از سنگ و مرمر عمارتِ خود بسازد۔ او سنگ ہا از خیلے خرد۔ اینجا فرقہ راجپوتان  
کہ آنا مین مے نامند۔ در وسط و اطراف و اکاف ولایت بکثرت یافت مے شود۔ مے گویند کہ شش  
صد سال شدہ باشد کہ اس فرقہ بر سر اقتدار بود و عنانِ حکمرانی اس ولایت بدستِ آں فرقہ بود۔ از شہر

جے پور بغا صلیہ چہار کروہ قلعہ قدیم برسر پشتہ رفیع واقع است۔ ایسجا روایتاً از قوم میمن پنجاہ عسکری بطور  
 محافظ و نگہبان مے باشند۔ مے گویند کہ اندرون این قلعہ زرد جواہر۔ گوہر۔ زیور۔ نقرہ و طلا باین افراط  
 است کہ از حساب بیروں است۔ بیسج کس خواہ از خانوادہ شاہی باشد۔ مے تواند۔ اندرون این قلعہ  
 داخل شود غیر از راجہ۔ لاکن اور اہم چشم بستہ مے برند۔ مے دائم کہ دریں چہ قدر صداقت است۔ من  
 ایں قدر گفتن مے توانم کہ ایں ولایت گنج مائے فراواں دارد۔ زیراکہ چوں شاہان مغلیہ در ہندوستان  
 حکم فرما بودند۔ ہمہ راجگان و زمینداران کلاں ہند با سلاطین مغلیہ ہم نبرد بودند بجز راجگان ایں ولایت کہ  
 با سلاطین چغتائیہ خویشی و قرابت داشتند۔ ایں رُکنج مائے شاں از دست قشون قاہرہ شاہان مغلیہ  
 مصون و محفوظ ماند۔ در آواخر شہر برکہ چشمہ ایست کہ بہ گلتہ نامیدہ مے شود۔ آب ایں چشمہ از بالائی وہ  
 ذرع حدوض سنگی کہ خیلہ عمیق است مے افتد۔ آبش خیلہ شیریں۔ خوشک و باقیم است۔ دریں حوض  
 غیر از ہندو کس دیگر مے تواند غسل کند۔ بہ لب ایں حوض عمارت خشتی ہم است۔ در نواحی ایں چشمہ جنگل  
 انبوہ بکثرت است۔ ایں جا شیر۔ پلنگ و دیگر درندگان کثیر التعداد یافت مے شوند۔ من رفیقان را گفتیم برآمد  
 کہ اندرون جنگل بگرویم و قدرت را تماشا کنیم۔ ایشاں تن در دادند۔ تا نیم کروہ رفتیم۔ ناگہاں از پشتِ بوٹہ  
 خاردار صدائے ہییب بگوش مارید۔ از ہولِ جاں ما ہمہ برجلے خشک ماندیم۔ رنگہا پرید۔ زہرہا درید۔  
 چرا کہ بیسج سلوختہ ایں زچوب خشک۔ ایشاں بمن رُکودہ بالکنت حرف ہا زدند و گفتند کہ شمارا بہ کشتن دادید۔  
 ما از تماشا ئے چنین قدرت باز آیم۔ الان پس برویم۔ و گردن بگی القمہ شیر اجل مے شویم۔ اگرچہ من ہم ترسیدہ  
 بودم اما باز پیش ہمارا ایں چناں اظہار شجاعت نمود کہ گوئی بیسج بیم و ہراس ندارم۔ عاقبت ایشاں را جرأت اوہ  
 گفتیم۔ برادران! تدبیرے دارم اگر شما برآں عمل پیرا بشوید۔ ایں ہلاکت رستگاری مے یابیم و گردن مادر  
 معرض خطر ستیم۔ آناں بیک زبان گفتند۔ بگوئید۔ زود بگوئید۔ واللہ حالاکشتہ مے شویم۔ گفتیم شما بیک  
 جاقص کنید۔ دست ہا بنزد۔ پا ہا بنزد بگوئید۔ شیر از غلغلہ و ہیا ہوئے گیریز۔ آناں ہماں طور کردند۔ من  
 ہم باواز بلند بگریید۔ بکشیید۔ گز ارید کہ برود۔ ایں قدر فریاد کشیدم کہ پردہ مائے گوشِ چرخ مے درید۔  
 بالآخر ایں ہلہلہ و ولولہ غریبی درندہ زیر بوٹہ خزید و پس از اں از بیسج نشان معلوم نہ شد۔ اما جان  
 سلامت بردیم و دواں دواں در قند ہنومان کہ از گلتہ یک کروہ دُور بود۔ آدیم ہمارا ایں من پیشانیست  
 ہنومان ایستادند و بہ خشوع و خضوع دست بستہ التماس نمودند کہ یاربُ النوع! دریں مصیبت تو  
 فریاد غریباں رسیدی۔ دستگیری کردی و ایں ورطہ خلاصی دادی و گردن آب و دانہ ایں دُنا  
 ماند بود۔ من ہم بسوئے دیگر دوزا نو بر فرش شستم و خدا را سپاس گفتم۔

گفتند کہ مثل تو دوسرے دیگر سیاح در دنیا باشند ہمہ دنیا خلافت بشود۔ تو کہ نذرانہ داری نہ فرزند۔ تنہا ہستی۔ ہر جا کہ مے خواہی سگری دی۔ لاکن ماعیال دار ہستیم۔ اگر اسیجا در غربت بھریم بکراغم و اما نڈگان ما خواہد بود۔ الاں ہتر است از ہاں راہ کہ آدم برگر دیم۔ من گفتم۔ بابا! ایں راہ کہ پیش است۔ نزدیک تر است۔ بالآخر آناں ناچار و عاجز گشتہ ہمراہ من شدند۔ و ما صحیح و سالم بمنزل خود رسیدیم۔

ہمیں کہ من برائے رفع خستگی پائے خود را دراز کشیدم خواب مرا بڑھ بود۔ اما رفیقان من از سبب تصویر پل و ہزار کہ پیش چشمناں شان متحرک بود۔ ہم شب بیا را میدند۔ صبح زود بر خاستم از رشت و شوق فارغ شدہ قلعہ نامہ خوردم۔ حالاً خواستم کہ قلعہ امبیر را بینم۔ لاکن کسے بے اجازہ قلعہ امبیر را دیدن نمی تواند۔ اذیں جہت پیش حاکم رفتم و از داجازہ گرفتیم۔ در شکہ کرا یہ کردہ روبراہ نہاد۔ امبیر از بے پور پنج کردہ دور است۔ اول شہر بے پور اسیجا بود۔ حالاً ہم یک قریہ و چہار دیوار شہر قدیم در حالت شکستہ دیدہ می شود۔ قلعہ امبیر بر تپہ مرتفع واقع است یک عسکری بدست خود شغیر گرفتہ دیم و رکلاں کشیک مے کشید۔ داخل قلعہ شدیم۔ اندرون قلعہ دیرسیت در آنکہ بُت دیوی سلاچی گذاشتہ اند۔ اسیجا پرستندہ دیر سبکلی است من از وریا بت دیوی سلاچی پرسیدم۔ پرستندہ دیر گفت کہ راجہ مان سنگھ بریکے از را جگان ہند یورش آورد و غالب آمد۔ ایں بُت از ملکش اسیجا آوردہ بود و از ایں روز خدمت پرستش دیوی سلاچی بہ خانوادہ من تفویض کردہ شدہ است پس از ایں من بکرا دیدن قہر شاہی کہ راجہ مان سنگھ بنا فرمودہ بود۔ رفتیم۔ اندرون قلعہ بر بد نہ دیور ہائے آں ریزہ ہائے کاشی و شیشہ نشاندہ و نصب کردہ شدہ است۔ اگر کسے بطرف آں ریزہ مابینہ ہزارا عکس نمایاں مے شود۔ ہمیں راجہ مان سنگھ بود کہ از ملکش شان سلسلہ مغلیہ قوت گرفتہ بودند۔ چون راجہ مان سنگھ کابل را مسخر نمودہ افغاناں را مطیع کردہ بود و بپرنسب نائب الحکومت سرافراز شدہ۔ آں وقت از در و دیوار کابل صدائے آمد لا ریب سکدہ شجاعت بنام تو است۔ یکے از مورخین ہند ہم بہ شوخی در تاریخ خود نوشتہ مییند۔ "خورش ماش و نخود چہ طور برگوشت غالب آمد" اما حیف کہ بہ سبب عدم تعاون باہما مانا پر تابائے چنور شیرازہ شان را چوئی گیمخت۔ ایں حاصل من قلعہ راجہ سنگھ دیدہ پس بجے پور آمد۔

مملکت جے پور در شمال غرب ہند واقع است۔ ایں خیلے وسعت دارد۔ زمین حاصل خیز است۔ دلتا سالیانہ از وہ ملیون رائد است۔ نام حکمران کنونی ایں ولایت راجہ مان سنگھ است کہ عمرش قریب بہ بست و ہفت سال است خیلے ذہین و دکی و مردم شناس است۔ دریں دیار دو دیگر قوم است کہ بلا سائے شیکری و کھتری موسوم مے شود۔ داخل انہا دوازہ نک روپیہ سالیانہ است۔ ایں ہر دو مطیع دیاہ صد سال

لیکن میں اس دُنیا کو تین زبردست حکیم دے جاؤں گا۔ تاکہ وہ میری کمی کو پورا کر دیں۔

(۳) سب سے اول خوراک ہے جو قوتِ ماضیہ کے مطابق تیار ہو اور رکھائی جائے۔ اس سے بے پروائی بڑھ کر انسان اپنا ذائقہ خراب کر لیگا اور خاص امراض کا شکار ہو جائیگا۔

(۴) ورزش کرو۔ اور قدرت تمہیں کامل تندرستی عطا کریگی۔ اپنی روح اور دل کو تسکین دینے کیلئے تم ورزش کو اپنا ڈاکٹر بناؤ۔

(۵) تیسرا حکیم پانی ہے جو مختلف اشکال میں ہمیں نظر آتا ہے۔ لیکن برسات کے قطروں اور شبنم کی صوت میں وہ بہتر ہوتا ہے۔ جبکہ وہ لاتعداد درختوں۔ پودوں اور پھولوں کو زندگی بخشتا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی امراض سے بچا کر زندگی بخشنے کا۔

(۶) اُس حکیم کے دوست نے نہایت رنج و غم کے ساتھ ان تینوں حکیموں کے ساتھ دم توڑتے ہوئے حکیم کو آخری سلام کیا۔ اور اُس نے اپنی زندگی ان تینوں ڈاکٹروں یعنی خوراک۔ ورزش اور پانی خصوصاً شبنم کے زیرِ علاج رہ کر خوش و خرم بسر کی۔

## کہاں میں کہاں وہ مسرت کی باتیں

(از میاں غلام محمد صاحب رنگین سمندر)

ہیں مرغوب ہم کو محبت کی باتیں      سُنا تے ہو کیوں یہ کدورت کی باتیں  
نہ بھولیں گی آغازِ اُلفت کی باتیں      وہ باتوں کی حسرت وہ حسرت کی باتیں  
ترپتا تھا دل اور مچلتے تھے آنسو      سناؤں میں کیا وقتِ رخصت کی باتیں  
بہاروں کی باتیں اسیرِ قفس سے      کہاں میں کہاں وہ مسرت کی باتیں  
گریباں میں اک تار باقی نہ چھوڑا      بتاؤں میں کیا دستِ وحشت کی باتیں

کسی سے نہیں شکوہ ناکامیوں کا

فقط ہیں یہ رنگین قسمت کی باتیں

# نیویارک اپنے بچوں کے لئے کیا کرتا ہے؟

(جناب لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے - بی ٹی)

بچے آج سو سال سے بیشتر کی نسبت سوسائٹی کا کہیں زیادہ ضروری جز سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کے لئے سکول میں تعلیم حاصل کرنا بے شک ایک نہایت ضروری کام ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری وہ مختلف قسم کی تربیت ہے جس کے ذریعے بچے نے اچھی طرح نشوونما یا سوسائٹی کا ایک مضبوط ترین حصہ بننا ہے۔ آج تہذیب یافتہ ممالک کو اپنے بچوں کی روحانی - جسمانی - اور دماغی نشوونما کا پہلے زمانہ کی نسبت بہت زیادہ فکر ہے۔ ان ممالک کے لوگ محسوس کرنے لگے ہیں کہ آج سے چند سال بعد ان بچوں کے ہاتھ میں قوم کی عنان حکومت نے جانا ہے اور اگر انہیں اچھے شہری بننے کے مرنے عہد طفلی میں ملے ہونگے تو وہ اپنے آپ کو اچھا شہری ثابت کریں گے ورنہ سوسائٹی کے لئے ایک بوجھ ثابت ہونگے اس لئے امریکہ کے بڑے بڑے شہروں مثلاً بوسٹن - شیکاگو - نیویارک وغیرہ شہروں کی بلديات نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ اگر ان بلديات کی حدود کے اندر رہائش کرنے والے بچوں نے اچھے شہری بننا ہے۔ تو ضروری ہے کہ ان بچوں کے جسم اور دماغ کی اچھی طرح سے نشوونما ہو۔ اور اُن کی باقاعدہ دیکھ بھال کی جائے انہیں اچھی خوراک دی جائے۔ اچھی پوشش مہیا کرنے کا سامان ہو۔ انہیں کھلے اور ہوادار مکانوں میں رکھا جائے۔ اور پھر اچھی طرح سے تعلیم دی جائے۔ بہت سی حالتوں میں ان بچوں کے والدین یا تو بالکل جاہل مطلق ہوتے ہیں یا نہایت غریب۔ اس لئے یہ سب کام میونسپلٹی کو خود ہی سرانجام دینے پڑتے ہیں۔

شہر نیویارک میں چونکہ یہیے نووارد لوگوں کی ایک بڑی تعداد جو یورپ سے ترک وطن کر کے آئے ہوئے ہیں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ اس لئے اس شہر کو خاص طور پر مشکلات پیش آتی رہتی ہیں لیکن پھر بھی اس بلدیہ نے نہایت ایثار - فیاضی اور سرگرمی سے ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

**میونسپلٹی کا محکمہ تعلیم** اس بلدیہ کا محکمہ تعلیم ایسا اعلیٰ ہے کہ بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں تو اس نے معجزہ ہی دکھایا ہے۔ بہت سے بچوں کو محکمہ کے ملازم گندے اور تاریک گھروں سے جہاں

انہیں اچھی خوراک کا ملنا ناممکنات سے ہے۔ نکال کر ایسے مقامات پر لے جاتے ہیں کہ جہاں انہیں عمدہ خوراک کھلے اور ہوادار مکانات اور پہننے کے لئے اچھے کپڑے مہیا کئے جاتے ہیں۔

چونکہ عام طور پر ان بچوں کے والدین یورپ کے مختلف ممالک سے آتے ہیں جہاں انگریزی زبان مذہبی

تولی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے یہ بچے بھی اس زبان سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ لیکن چند ہسپتال میں جب وہ سکول کی پڑھائی ختم کرتے ہیں تو ان میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ انہوں نے انگریزی زبان اچھی طرح سے سیکھ لی ہوتی ہے۔ ان میں صفائی کی عادت نے اچھی طرح سے گھر کر لیا ہوتا ہے۔ پھر اپنے لئے ملک کے متعلق کافی علم حاصل کر لیا ہوتا ہے۔ اور ان نوہالوں کو اپنی ملکیت۔ اپنے اساتذہ کرام اور اپنے نئے ملک پر بجا طور پر فخر ہوتا ہے۔

یہ پبلک سکول اپنی استعداد کے مطابق ہر ممکن ذریعہ اس امر کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ یہ بچے جوان ہو کر ریاستہائے متحدہ کے عمدہ شہری بنیں۔ علاوہ پڑھنے لکھنے اور حساب سیکھنے کے لڑکوں کو بڑھئی کا کام اور لڑکیوں کو سینا پرونا۔ اور کھانا پکانا وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ ان بچوں کو *the domestic* طرز کی ورزشیں کرائی جاتی ہیں۔ اور ان کے لئے ورزش گھر بھی بنے ہیں تاکہ ان کے جسم مضبوط ترین بن جائیں سکول سے ملحقہ ڈاکٹر اور نرسیں اکثر اوقات ان کے دانت۔ آنکھ۔ ناک اور گلے کا معائنہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر کسی اعضا میں کوئی نقص پیدا ہو تو اس کا باقاعدہ علاج کرتے ہیں۔

بہت سے بچوں کو مائی سکول میں جانے سے پہلے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر لڑکا زیادہ حوصلہ مند ہے تو ان دنوں میں ہی وہ شام کے وقت مائی سکول کی جماعتوں میں داخل ہو سکتا ہے۔ مائی سکول سے اوپر اعلیٰ تعلیم کے لئے دو کالج ہیں۔ ان میں سے ایک لڑکیوں کے لئے مخصوص ہے۔ اور دوسرا لڑکوں کے لئے۔ ان کالجوں میں کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ اور فیس بالکل معاف ہوتی ہے۔

تاکہ بچوں کے والدین کو مندرجہ بالا خوبیوں کا احساس سکول کے اُمّتوں والدین سے ملے اور ان کا تعاون حاصل کرتے ہیں۔ اس مطلب کے لئے انجمن والدین قائم ہیں۔ ان انجمنوں کے اجلاس میں والدین اور اُمّتوں بچوں کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں۔ اور بچوں کی پرورش کے تمام اعلیٰ اور مناسب طریقوں کے متعلق بحث وغیرہ کرتے ہیں۔ بعض والدین جاہل مطلق ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ڈاکٹروں اور نرسیوں کی گفتگو کو غور سے سنیں۔

ان سکولوں کے ساتھ ایک اور انجمن بھی ملحق ہے۔ اس انجمن کو *Little LITTLE mothers*

*League* کے نام سے پکارتے ہیں۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات جاہل مطلق والدین یہ بطور

خود اُمّتوں یا ڈاکٹروں کی گفتگو کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ان بچوں کی چودہ یا پندرہ سال کی کوئی بڑی بہن ہو تو اس پر فوراً اثر ہوتا ہے۔ اس لئے ان سکولوں میں تعلیم پانے والے بچوں کی بڑی بہنوں کو اس انجمن کا ممبر بنایا جاتا ہے۔ پھر ان کے ذریعے والدین کو زیر اثر کرنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ موسم گرما میں ہر پبلک



سکول میں ہفتہ میں ایک بار اس انجن کے مبران کو نرمیں اور ڈاکٹر بیکھر دیتے ہیں۔ ان بیکھروں میں بتایا جاتا ہے کہ بچوں کے لئے اعلیٰ ترین خوراک کوئی ہے اور اس خوراک کو کیونکر تیار کیا جانا چاہئے؟ بچوں کی دودھ کی بوتلیں کیسے صاف ستھری رکھی جاسکتی ہیں؟ بچوں کی پوشاک کیسی ہونی چاہئے؟ پھر تازہ ہوا کے فوائد انہیں اچھی طرح ذہن نشین کروائے جاتے ہیں۔ بلا شک و شبہ یہ چھوٹی بچیاں ان باتوں کو بڑے غور سے سنتی ہیں اور عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ انجن کی ہر ایک ممبر ایک بلا یعنی *Badge* اپنے کوٹ کے اوپر لٹکاتی ہے۔ انجن کی پریزیڈنٹ کا بلا امتیازی طور پر سنہری ہوتا ہے۔ اور اس سنہری نشان کو بڑی عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ تمام پبلک ہسپتال اور سکولوں سے ڈاکٹر اور نرسیں ملتی ہیں۔ جو مختلف غریب گھروں کا دورہ کرتی ہیں۔ اور اکثر بچوں کے ماں باپ ان ڈاکٹروں اور نرسیوں کے بڑے ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ایسی مائیں بھی ہوتی ہیں جو بالکل جاہل اور بیوقوف ہوتی ہیں۔ اور اس لئے ڈاکٹروں اور نرسیوں کی ہدایات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتیں۔

**بیمار بچوں کے لئے سمندر کے کنارے گھر**  
بعض اوقات کسی بیمار بچے کی زندگی بچانے کے لئے ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے گھر سے کچھ مدت کے لئے باہر لے جایا جائے۔ چنانچہ ایسے بد قسمت، غریب اور بیمار بچوں کے لئے نیویارک کے نزدیک مقام نیو ڈارپ *New Dorp* پر ہسپتال اور رہائش کے لئے موادار مکانات بنے ہیں۔ ایک ایسے گھر کا نام *Sea Breeze House* یعنی سمندری ہوائی گھر ہے۔ یہ گھر جزیرہ کوئی (*Coney Island*) پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس گھر میں ان ننھے ننھے بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد رکھی گئی ہے۔ جو بچپن میں ہی نامراد مرض تپ دق کا شکار ہو گئے ہوں۔ یہاں ان بچوں کو صحت کُل حاصل کرنے کا اور زندگی کی وڑیں حصہ لینے کا ایک اور موقعہ دیا جاتا ہے۔

اس ہوا گھر میں بچے سارا دن کھلی ہوا میں گزارتے ہیں۔ حتے کہ یہاں ان کی تعلیم بھی باہر شامیانوں کے نیچے ہی ہوتی ہے۔ اگر موسم میں جنکی زیادہ ہو تو پڑھائی کا وقت کم کر دیا جاتا ہے۔ یوں بھی ان بیمار بچوں کی پڑھائی کا وقت تندرست بچوں کے مقابلہ میں کم ہی رکھا جاتا ہے۔

لیکن باوجود ان بیمار بچوں کی اتنی غور و پرداخت کے سب کو سمندر کے کنارے کھلی ہوا میں لے جانا مشکل ہی نہیں بلکہ بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے شہر کے عین وسط میں جہاں کہیں سکول واقع ہیں سکولوں کی چھتوں پر خیمہ جات نصب کر کے باقی ماندہ بچوں کو کھلی ہوا میں رکھا جاتا ہے۔

مریض بچے ہر صبح ٹھیک ۹ بجے ان کمپوں میں آجاتے ہیں اور انہیں آتے ہی دودھ کا ایک گلاس

جس میں کچے انڈے کی زردی پھینٹ کر ملائی جاتی ہے پلایا جاتا ہے۔ پھر ان کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ دوپہر کے وقت ساتھ غذا کا طاقت اور صحت بخش کھانا دیا جاتا ہے اور شام کے وقت پھر دودھ کا گلاس اور انڈا دیا جاتا ہے۔ ٹھیک پانچ بجے شام کو کیمپ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن گھر کی گندی نضادیں بھر کے اکثر کو فرائض نہیں کر سکتی۔ نیچے کے گھر چلے جانے پر بھی ڈاکٹر اور نرسیں خاص طور پر جان کر دیکھتی ہیں کہ ان مریض بچوں کو سب زیادہ اچھی اور ہوادار جگہ ملے۔ انہیں دو کووارٹھ دودھ اور تین انڈے روزانہ بلدیہ کے گودام سے مفت لینے کا ٹکٹ ملا ہوتا ہے۔

نیویارک کی بلدیہ کا یہ دوسرا نشندانہ طریقہ اپنے شہر کے بیمار بچوں کی صحت کے لئے ہے۔

**کھلی ہوا میں کھیلنے کے میدان** اگرچہ ان غریب البین کے بیمار بچوں کی مدد کرنا ایک بہت ہمدردانہ اور دانشندانہ فعل ہے۔ تاہم قوم کی اصلی اُمیدیں تناور اور تندرست

شہریوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ نیویارک میں سٹیٹی کو اس بات کا بڑا احساس ہے۔ اور اُس نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ بلدیہ کی حدود کے اندر رہائش کرنے والے بچے نہ صرف تندرست ہی ہوں بلکہ توانا، جسم اور خوش مزاج بھی ہوں۔ چنانچہ ان بچوں کے لئے اُس نے کھلی ہوا میں کھیلنے کے میدان، عالیشان مکانات کی چھتوں پر باغیچے، تہانے کے چھن، ورزش کرنے کے لئے ورزش گاہیں اور اکھاڑ بڑی مقبول تعداد میں مہیا کئے ہیں۔ اور ان خوبصورت اور تندرست بچوں کو مختلف قسم کی ورزشیں پیرنا اور مختلف کھیلیں سکھانے کے لئے خوش خلق اور زندہ دل مرد اور عورتیں ملازم رکھے ہیں۔ کیونکہ بدستی سے بہت سے بچوں کو تو مختلف کھیلوں کے قاعدے بھی نہیں آتے۔ ان غریب بچوں میں کام کرنے والے چھتوں پر باغیچوں کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ نیویارک میں تمام نئے سکول اب بنائے ہی اس طرز سے جاتے ہیں کہ ہر ایک سکول کی چھت پر باغیچہ لگایا جاسکے۔ چھت کے ارد گرد خاردار تاروں کا جگہ لگا دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی بچہ گرنے نہ پائے۔ یہاں طلباء بعض کھیلیں مثلاً باسکٹ بال، بیس بال اور ٹینس بال وغیرہ کھیلتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے نرسیوں کی حفاظت میں یہاں خوبصورت پھولوں کے درمیان تمام دن کھیلتے رہتے ہیں اور بڑے ہی خوش رہتے ہیں۔ چنانچہ تمام بچوں کے چہرے گلاب کے پھول کی طرح سُرخ رنگ سے ہوتے ہیں۔

**پبلک کھیل کے میدان** ان کے علاوہ کھلی ہوا میں کھیل کے میدان ہیں۔ یہاں بچوں کے لئے جھولے بڑے ہوئے ہیں۔ ٹینس کھیلنے کے کورٹ بھی ہیں۔ چونکہ بچے ریت میں کھیل کر بھی بہت خوش ہو کر رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں ریت کے بھی کئی ڈھیر لگائے گئے ہیں۔

وہاں بچے خوب مٹی اچھالتے ہیں اور کھیلے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں اور بڑے بڑے لڑکوں کے لئے بھی مٹی تفریح موجود ہیں۔ اور یہ تفریح گھاہ میں شہر کے بڑے بڑے کوچوں اور بازاروں کے شور و غوغا سے بالکل علیحدہ ہوتی ہیں

عوام کے لئے گھاس کی پارکوں کے فائدہ کو ٹھیک طور پر اب محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس لئے موسم بہار اور موسم گرما کے شروع میں سکول کے طلباء کو سیر کرانے کے لئے ان پارکوں میں لے جایا جاتا ہے۔ اور وہاں جا کر بچوں کو مختلف اقوام کے دیہاتی ناچ دکھائے جاتے ہیں۔ مختلف اقوام میں ناچ مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ناچ سکھانے والے استاد بڑے بڑے سکولوں میں جا کر یہ مختلف قسم کے ناچ اُن بچوں کے سامنے دیتے ہیں کہ جو اُن کے ماں باپ۔ دادا اور دادی ناچا کرتے تھے۔ اگر کوئی ناچ ورسی دیہاتی زندگی کا ہوتا ہے تو دوسرا پولینڈ کی دیہاتی زندگی کا۔ ان بچوں میں کثرت تعداد چونکہ ایسے بچوں کی ہوتی ہے کہ جیورپ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ ترک وطن کر کے امریکہ میں آئے تھے۔ اس لئے اُنکے اصلی وطن کے ناچوں کو اُن کے سامنے ناچ کر دکھانے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ بچے یہ محسوس نہیں کرتے کہ وہ بالکل ہی ایک اجنبی فضا میں آگئے ہیں بلکہ انہیں اُن کی پرانی فضا میں ہی رکھا جاتا ہے۔ پبلک پارکوں میں بھی کئی قسم کی کھیلیں کی جاتی ہیں اور اُن نوعاد و بچوں کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا جاتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ محسوس کرنے اور فخر کرنے لگتے ہیں۔ کہ وہ ایک بڑے عالیشان اور زبردست ملک کے شہری ہیں۔

**دریائے ہڈسن کے گھاٹ** دریائے وغیرہ دریائے ہڈسن کے کنارے بھی دکھائے اور سکھائے جاتے ہیں۔ دریا کے ساتھ ساتھ بہت سے مقامات پر گھاٹ کھلی ہوا میں بنے ہیں۔ یہ گھاٹ مئی سے ستمبر تک کھلے رہتے ہیں۔ ہر گھاٹ پر ہر شام آٹھ بجے سے دس بجے تک گانا ہوتا ہے۔

**عوام کے لئے نہانے کے حوض** گرمی کے ایام میں بلدیہ کی طرف سے ٹھنڈے اور صاف پانی کے متعدد حوض اس امر کے لئے بنے ہیں کہ لڑکے اور لڑکیاں وہاں نہائیں۔ تیریں اور خوب چھانٹیں لگائیں۔ ان حوضوں کے ساتھ استاد بھی مقرر ہیں۔ جو ان لڑکے اور لڑکیوں کو تیز نا وغیرہ سکھاتے ہیں۔ اور اس طرح بچے کھیل کھیل میں صفائی کی قدر سیکھ جاتے ہیں۔

**مختلف لائبریریاں** مندرجہ بالا مختلف امور سے ناظرین اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ شہر نیویارک اپنے آئندہ شہریوں کی جسمانی تربیت کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔ لیکن وہ اُن کی دماغی تربیت کے لئے کیا کرتا ہے لگے ہاتھوں وہ بھی اُن کو جب سکول کی تعلیم ختم ہو جاتی ہے۔ تو عوام کی تعلیم

مختلف لائبریریوں کے ذریعہ شروع ہوتی ہے۔ نیویارک کی تمام لائبریریوں کے ساتھ بچوں کے پڑھنے کے لئے جدا کرے ہیں۔ جہاں کثیر مقدار میں بیڑیں اور کرسیاں پڑی ہیں۔ ان لائبریریوں سے اکثر میں ہفتہ میں ایک دفعہ بچوں کو کہانی سنانے کا وقت ہوتا ہے۔ اور ایک قابل آدمی جس کا کہانی سنانے کا طریقہ بچوں کو کشش کرنے والا ہوتا ہے۔ وقت مقررہ پڑا نہیں کہانیاں سنانا ہے۔ نیچے نہایت خوش ہو کر ان کہانیوں کو سنتے ہیں۔ ان کہانیوں کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول وہ کہانیاں جو چھوٹے بچے پسند کرتے ہیں۔ دوسرے شجاعت اور دلاوری کی کہانیاں جو بڑی عمر کے لڑکوں کے دل پسند ہیں۔ اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ کہانی سنانے والا کہانی کا ایک حصہ سنا کر کہہ دیتا ہے کہ اگر باقی کہانی کا شوق ہے۔ تو لائبریری میں فلاں فلاں کتاب پڑھی جائے۔ گویا اس طریقہ سے کتابیں پڑھنے کا شوق بچوں کے دل میں پیدا کیا جاتا ہے۔ حسب الوطنی کی کہانیوں کی کتابیں خاص طور پر پسند کی جاتی ہیں۔ اور لائبریری میں جتنی جلدیں دانشمندانہ اور تکنس کی سوانح عمری کی ہوتی ہیں۔ وہ عام طور پر بھی پڑی جاتی ہیں۔ کیونکہ ان دو محب الوطن عظیم ہستیوں کی کہانیاں خاص طور پر بچے بڑے شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن بچے خواہ پڑھنے کے کتنے ہی مشتاق ہوں کوئی بچہ کسی کتاب کو ہاتھ نہیں لگا سکتا جب تک کہ اس کے ہاتھ خاص طور پر صاف ستھرے نہ ہوں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سیوارڈ پارک لائبریری Seward Park Library میں بعض اوقات پندرہ سو طلباء ایک وقت میں مطالعہ کے لئے آ جاتے ہیں۔ پہلے وہ میزوں کے سامنے آتے آگے کی طرف نکال کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب معائنہ کنندہ انہیں صفائی کے نقطہ نظر سے تسلی بخش قرار دیدیتا ہے۔ تب کہیں انہیں کتابیں چھونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ نوادر کو پہلے دن ایک وعدہ پر دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ جس کے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔

When I write my name in this book  
I promise to take good care of the book  
I use and to obey the rules.

یعنی اپنا نام لکھتے وقت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کو استعمال کرتے وقت اس کی اچھی طرح حفاظت کروں گا۔

پس اس طرح سے کہانیوں کا لطف اور صفائی کا سبق پہلو بہ پہلو لیا جاتا ہے۔

————— ❦ —————

ضروری طبعاً { جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئیں۔ بغیر اس کے کوئی صاحب جواب کی توقع نہ رکھیں۔  
نیچر رسالہ ہند

# حُسنِ طلب

(پنڈت رالارام صاحب رتن منشی فاضل)

پھر جہیں کو ہے آستان کی طلب خاک کو پھر ہے آسمان کی طلب  
کوئی دیکھے تو انتہائے وفا خاک ہو کر ہے آستان کی طلب  
ایک راحت ہے خانہ ویرانی اٹھ گئی دل سے اشیاء کی طلب  
پھر تصور کے لے رہا ہوں مرے ہر نظر کو ہے آستان کی طلب  
وائے قسمت بہار آتے ہی برق کو پھر ہے اشیاء کی طلب  
خدا شہ برق و خطرِ صباد کیا کرے کوئی اشیاء کی طلب  
سیرِ گلشن کا اب دماغ کہاں دل میں ہے جلوہ نہاں کی طلب  
پائی تسکینِ قفس کے گوشے میں مٹ چکی دل سے گستاں کی طلب  
سامنے ہے وہ جلوہ مستور دیکھے چشمِ راز داں کی طلب  
دل بجود ہے سب سے بیگانہ ہوش تک کہئے کارواں کی طلب  
عشق کی سختیاں معاذ اللہ دل کو ہے مرگِ ناگہاں کی طلب

مٹ چکا اشیاء رتن لیکن  
نہ مٹی خاکِ اشیاء کی طلب



ہوتا ہے۔ کہ آپ کے ابتدائی حالات بھی اختصار کے ساتھ بیان کر دئے جائیں۔

آپ سرزمین پنجاب کے ایک معمولی قصبے گڑھ شکر میں پیدا ہوئے جو ضلع ہوشیار پور میں واقع ہے۔ بنی لادت سن ۱۸۹۷ء ہے گویا اس وقت آپ کی عمر تیس سال کے آگ بھگ ہے۔ اسی قصبہ میں تربیت پائی جب اٹھارہ سال کی عمر ہوئی اور سن بلوغ کو پہنچے۔ تو جالندھر کے شہرہ آفاق پہلوان استاد غلام حسین خاں عرف سینے خاں رئیس سے فن پہلوانی میں شرفِ تلمذ حاصل کیا اور باقاعدہ شستی لڑنے کا ہنر سیکھتے رہے۔ کھوٹے ہی دھول میں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پاٹ کے مصداق آپ کی شہرت بجلی کی طرح ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔ اور آپ کا جوڑ ملک کے ان گرامی پہلوانوں سے ہونے لگا۔ آپ نے چوٹی کے نوجوانوں سے اکثر ڈنگل لڑے۔ شکست و فتح سے قطع نظر آپ نے ان میں ایسے ایسے بے نظیر کرتب دکھائے۔ کہ اہل نظر کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

پایان کا سن ۱۹۲۷ء میں آپ امریکہ تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے برادر بزرگ جناب فضل پہلوان بھی تھے۔ ترجمانی کیلئے اپنے اپنے قصبے کے ایک قابل نوجوان مسٹر کرتار سنگھ بنی لے کو اپنی معیت میں لے لیا تھا۔ جو وہاں جا کر آپ کے منیجر بھی رہے۔ آپ کا بیان ہے کہ وہاں کے باشندوں نے ان حضرات کا نہایت تپک سے خیر مقدم کیا۔ اور اکثر لوگ مہمان نوازی بھی نہایت خاطر سے کرتے رہے۔ وہاں کے باشندے نہایت زندہ دل اور فراخوصلہ ہیں اور کسی کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھتے۔ نہایت خوش و خرم ہیں۔ اور آزادی کے ساتھ زندگی کے ایام بسر کرتے ہیں۔ آپ نے وہاں جا کر جن جن نامی پہلوانوں کو شکست دی ہے ان کی کل تعداد ۱۶۴ ہے۔ طوالت کے خوف سے ان میں چند ایک چیدہ چیدہ کشتیوں کا بالاختصار ذکر کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) سان فرانسسکو کے مقام پر سپرمن پہلوان کو جو ٹیالہ میں گاماں پہلوان۔ سے لڑ چکا ہے۔ ۲۳ منٹ کے اندر زمین پر چپٹ کرادیا۔

(۲) سوڈن ناروے کے نامی پہلوان ٹور جان سن کو ۵۵ منٹ کے اندر شکست دیکر سونے کا تمغہ حاصل کیا۔

(۳) شاگ ماؤن میں جہاں کتھوں کا شہور عظیم الشان گوردوارہ ہے۔ ٹیٹ کا کس پہلوان کو ۶۸ منٹ کے اندر کچھاڑ کر اس کی چھاتی پر سواری کی۔ اس ڈنگل میں سید حسین لیڈر۔ ولبھ بھائی ٹیل اور بیل ہندسروجنی نیڈو بھی موجود تھیں۔ ان گرامی قوت مند بزرگوں نے مجمع عام میں اپنے ہندوستانی پہلوان کی نسبت جو ہنگامہ خیز اور جذبات انگیز تقریریں کیں۔ ان کا ایک ایک حرف ہر یک کے اخبارات میں اشاعت پذیر ہو چکا ہے انہوں نے فرمایا کہ مس میو کی بنیوں اُسے جا کر بتائیں کہ دیکھ! ایک ہندوستانی نوجوان اپنی شہزادی کے بل پر کس طرح اُس کے نامی گرامی پہلوانوں کو چند منٹوں میں کچھاڑ کر چھاتی پر سواری ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب ڈنگل میں مذکورہ بالا اصحاب کے علاوہ اور بھی بہت سے ہندوستانی لوگ موجود تھے۔ سب نے اپنے وطنی جذبات

کے زیر اثر آپ کو شاباش دی۔ اور کہا۔ کہ آپ نے آج ہمارے ملک کی لاج رکھ لی ہے۔ آپ کا جلوس نکالا گیا۔ موٹر میں بٹھا کر آپ کے گھلے میں اس قدر بھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ کہ کچھ نہ پوچھئے۔ بہت سے امریکن رؤساء نے آپ کو انعامات و کبر نوازا۔

(۴) فرحتی برگ میں بنگرے پانے کے نامی گرامی پہلوان لوزنیفس کو جو وہاں کا رستم کہلاتا تھا۔ ۲۰ منٹ کے اندر چت گرا دیا۔ سکھوں نے اس کشتی کیلئے منت مانی تھی۔ کہ اگر دو لا پہلوان اس پہلوان کو گرا بیگا تو ہم فدا کی راہ میں حلالہ تقسیم کر دیں گے چنانچہ جب آپ نظریاب ہو گئے تو انہوں نے حسب وعدہ سپاس ڈال کر رقم سے کڑاہ پر شاہ بنایا اور تقسیم کیا نیز بڑے گور و دارہ کی جانب خاص مہر کے ساتھ ایک تاجر بھی جی جی میں بہت سی تعریف آمیز باتیں سچ ہیں۔

(۵) حاکم کو کے مقام پر یکا ولد سن نامی پہلوان سے کشتی ہوئی۔ جو وہاں کی کسی یاست کا ہشتہ پہلوان تھا۔ آپ نے اس کو بھی بغیر کسی قسم کی جرح و جہد کے فی الفور چند منٹوں کے اندر سچھا کر اس کی چھاتی پر سواری کی۔ آپ کی کامیابی کا زیادہ تر راز اس مہل میں پوشیدہ ہے۔ کہ وہاں کے پہلوان ہندوستانی داؤ پیچ سے بہت کم آشنا ہیں۔ یکس منٹ بازی میں مہارت نام رکھتے ہیں۔

(۶) نیویارک میں بروکلین کے مشہور پہلوان مکھانز کو چند منٹوں میں سچھا کر۔ اس دنگل میں بھی بہت ہندوستانی لوگ موجود تھے جنکی بانیں دولا کے ساتھ ساتھ لڑ رہی تھیں۔ آپ جب کشتی جیت کر ہندوستانی رسم کے مطابق دنگل میں پکڑ گئے تھے تو وہاں کی غویں جو مردوں کے ہمراہ تماشا کی چیزیں جمع میں موجود ہوتی تھیں آپ کو شاباش کنتی تھیں۔

(۷) کنیڈا میں سینگل ٹوس پہلوان سے جس کے پاس رستم دنیا ہونے کی ایک ازین پتی موجود ہے شتی ہوئی۔ واضح رہے۔ کہ جس طرح ہمارے ہندوستان میں دنگل کے انعقاد سے پیشتر ٹھیکیدار سے معاوضہ کا تحفیہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دولا پہلوان وہاں کے ٹھیکیداروں سے رقم کا فیصلہ پہلے ہی چکا لیتا تھا۔ تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ ہاں تو اس پہلوان سے متواتر ڈیڑھ گھنٹے تک کشتی ہوتی رہی۔ آپ نے اس کی بہت بُری گت بنائی۔ کئی بار اس کو نیچے گرایا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے اکھاڑوں میں ہماری طرح مٹی نہیں ہوتی۔ بلکہ روٹی کے نرم اور ملائم گدے ڈالے جاتے ہیں۔ جن پر گر گرنے سے کوئی چوٹ نہیں لگتی۔ دولا پہلوان کا اپنا بیان ہے۔ کہ جتنی دیر تک اسکو اس پہلوان سے لڑنا پڑا اتنا وقت کسی اور پہلوان نے نہیں لیا۔ کافی دیر لڑتے رہنے کے باعث سینگل ٹوس تو حواس باختہ ہو چکا تھا مگر ہمارا ہندوستانی شیر براہر اپنا دم خم دکھاتا رہا۔ لیکن چونکہ وہاں کے باشندے اس پہلوان کے طرفدار تھے۔ اس لئے منصفوں نے شکست تسلیم نہیں کی۔ پھر بھی انصاف پسند لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ دولا پہلوان کو ایک طرح کی فتح نصیب ہوئی ہے وہاں کے آزاد نویس اخبارات نے بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ دولا پہلوان سے سینگل ٹوس کی خوب گت بنائی تھی۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اسے پروسی ہونے کے باعث۔ بے انصافی کا شکار ہونا پڑا اس سے



میں اپنے جو ہنر دکھائے۔ اُن سے خوش ہو کر کنیڈا کے اعلیٰ افسر نے آپ کو ایک زین پیٹی دی۔ جو قیمت میں اسی پیٹی کے برابر ہے جو سینگل کوس کو مل چکی ہے۔ یہ پیٹی اس وقت بھی دولا پہلوان کے پاس موجود ہے اور میں نے خود دیکھی ہے۔

(۸) جمیلہ داس نامی رستم کو آپ نے خود چیلنج کیا لیکن اُس نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا۔ کہ میں داؤ پیچ کی لڑائی تو نہیں لڑ سکتا۔ البتہ ”سکھ باری“ اور ”بار برداری“ کے مقابلہ کیلئے ہر وقت آمادہ ہوں۔ یہ پہلوان کشتی کے نام سے اس قدر ہر سال خفاکے جس شہر میں دولا پہلوان کی آمد کی خبر سنتا پسے ہی سے اُس شہر کو چھوڑ کر اگلے شہر میں بھاگ جاتا تھا۔

الغرض آپ نے اسی طریق سے کل ۱۹۴۱ء تک لڑے اور سب میں آپ کو فتح نصیب ہوئی۔ دوسری بار اپنے جاہان میں بھی چند ایک کشتیاں لڑیں۔ اور دو جرمنی پہلوانوں کو شکست دی۔ مختصر یوں سمجھئے۔ کہ بڑی بڑی کشتیوں کے علاوہ اپنے شکستہ میں دو پہلوانوں کو کچھاڑا۔ ہانگ گانگ میں ایک پہلوان کو چپٹا کر لیا۔ دو پہلوان ایشیا کے گرنے والے پہلوان تیبوں کے گرنے والے اور دو پہلوانوں کو تالیا میں منہ کی کھائی پڑی۔ بہت سے پہلوانوں کے نام تک آپ کو یاد نہیں رہے۔ خدا کی کچھ ایسی مہربانی تھی کہ جس طرف آپ تشریف لے جاتے تھے فتح اور کامیابی بڑھ کر آپ کے پاؤں چومتی تھی میکسیکو میں جس وقت آپ نے ایک فوٹنگوئی باندھ کر کیے بعد دیگرے کسی توقف کے بغیر چار نامی پہلوانوں کو کچھاڑا ہے تو تمام تماشا خانہ انگشت بندہ اُن تھے۔ آپ جب وہاں سے رخصت ہوئے ہیں تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو مجبور کیا۔ کہ آپ اپنے وطن کو واپس جائیں۔ بلکہ یہیں ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کر لیں لیکن چونکہ آپ کے دل میں اپنے وطن کی محبت موجزن تھی اس لئے آپ اپنے براور بزرگ اور سرگزدار سنگھ دی لے کی ہمراہی میں مراجعت فرمائے مہند ہو گئے۔ ساحل پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کو الوداع کہنے کیلئے آئے جب آپ کا جہاز روانہ ہوا ہے تو ہر شخص کی زبان پر *see again* کے غور بند ہوئے تھے۔

میں نے امریکہ کے بعض اخبارات بھی دیکھے ہیں۔ جو آپ کے پاس موجود ہیں اُن میں پورا پورا انصاف آپ کے لئے وقف کیا گیا ہے ہر ایک اخبار نے آپ کے متعدد فوٹو چھاپتے ہوئے آپ کی حد تعریف کی ہے اور آپ کو ”ٹائیگر کے جرأت آموز خطا سے یاد کیا ہے۔ تقریباً مندرجہ ذیل مفہوم کا مضمون ہر اخبار میں موجود ہے:-

”دولا ہندوستان کا ایک می گرامی پہلوان جو اپنے حریف کو اس طرح اچالتا ہے جس طرح شیر اپنے شکار کو اچھلا کرتا ہے۔“

ہر ایک دھن کی عکسی تصویر آپ کے پاس موجود ہے جن میں سے ”تصویریں“ رہنمائے تعلیم کے ریڈ کو اس نمبر میں ناظرین کرام کی عنایت طبع کیلئے دی گئی ہیں۔

# شاگردانِ حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلوی

(۲۰)

(از خسرو سخن ہارون صاحب انصاف سیکرٹری زار ٹینٹس ایسوسی ایشن رنگن بڑا)

جناب مہدی حسن صاحب احسن لکھنوی جناب شوق لکھنوی کے نواسے ہیں۔ اپنے کلام میں جناب داغ دہلوی سے مشورہ سخن لے چکے ہیں۔ ممبئی میں ان کا قیام ساہیا سال رہ چکا ہے۔ ڈرامہ اور ناول لکھنے میں کافی بہت رکھتے ہیں۔ پہلو ان سخن مولانا نجم الدین ثاقب بدایونی شاگرد حضرت داغ دہلوی کی صداقت میں شہر ممبئی میں بہت سے مشاعرے ہو چکے ہیں۔ ان مشاعروں میں جناب احسن لکھنوی کو غزل پڑھتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ کاظم حسین صاحب ہدف لکھنوی کی ادارت اور جناب ثاقب بدایونی کی نگرانی میں شہر ممبئی سے ماہوار رسالہ غنچہ جاوید نکلتا تھا۔ مذکور سلسلے میں کلام احسن لکھنوی شائع ہوا کرتا تھا۔ آج کل حضرت احسن کا قیام اپنے وطن لکھنؤ میں ہے۔

حضرت نواب فصیح الملک داغ دہلوی تاجدارِ دکن میر محبوب علی خاں آصف کے استاد تھے کئی شعرا کرام اس نیت سے بھی حضرت داغ دہلوی کے زمرہ تلامذہ میں داخل ہو جاتے تھے کہ ریاست حیدر آباد میں کسی عہدے پر مامور ہو جائیں۔ لیکن جب اُمید برآئی نظر نہ آتی تھی تو وہ لوگ حضرت داغ کے محرف ہو جاتے تھے۔ اخباروں میں حضرت کے خلاف مضامین لکھ کر حضرت کو بدنام کرنے کی کوششیں بھی کی جاتی تھیں۔ کلام داغ پر بے سرو پا اعتراضات بھی ہوا کرتے تھے۔ شخصہ ہند۔ اور پروانہ۔ میرٹھ میں مخالفین کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کی زندگی میں حضرت کی وفات کی خبر شائع کر دی گئی۔ اسی کا نام خدا واسطے کی دشمنی ہے۔ جن جن لوگوں نے اس پروپیگنڈے میں حصہ لیا ان سے دُنیا کے شاعری بخوبی واقف ہیں ان حضرات کے نام ظاہر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

لادسری رام دہلوی نے شعرائے ماضی و حال کا تذکرہ آٹھ جلدوں میں شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چار جلدیں ”ضم فائدہ جاوید“ نام سے شائع ہوئیں۔ پھر کیا تھا شعرائے لکھنؤ۔ امروہ گورکھ پور عظیم آباد نے اخباروں میں لالہ صاحب موصوف کو بدنام کرنے کے لئے کئی مضامین لکھے۔ بہت کچھ ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ آفتاب اگر کوئی خاک ڈالے تو اسی کے مُنہ پر گرے گی۔ چہ نسبت خاک ماہِ عالم پاک۔ لالہ صاحب موصوف کی زندگی

اگر وفا کرتی تو اب تک خنم خانہ جاوید کی آٹھ بلدیں شائع ہو جاتیں۔ اور ہندوستان کے تمام شعرا کے حالات بھی دنیائے شاعری میں بطور یادگار رہتے۔

اب ناظرین رہنمائے تعلیم کلام احسن لکھنوی ملاحظہ فرمائیں۔

از مہدی حسن صاحب احسن لکھنوی ڈرامٹسٹ شاگرد حضرت نواب فصیح الملک دلاور  
دل کی وحشت نہ گئی خاک میں مل جانے سے      آنندھیاں اٹھنے لگی ہیں مرے دیرانے سے  
روز کرتا ہوں درستی شکستِ توبہ      لے کے لٹے ہوئے ساغر ترے مئے خانے سے  
جام کے دورِ تسلسل سے ہے دنیا قائم      چرخ نے سیکھی ہے گردش مرے پیانے سے  
مل نہ جائے کوئی رستے میں خدا کا بندہ      منہ پیٹے ہوئے زکلا ہوں صنم خانے سے  
ہوتی جاتی ہیں بہت وصل کی راتیں کوتاہ      آسماں دور بدل لے مرے پیانے سے  
میرے ہر جانی جو کعبے میں پکاروں تجھ کو      آئے بیتیک کی آواز صنم خانے سے  
پردہ رازِ حقیقت جو اٹھا دوں احسن  
شورِ تبکیر ہو پیدا ابھی بُت خانے سے

(خبر)

## اقوال بزرگاں

- (۱) دانا آدمی کو ایک اشارہ کافی ہے۔
- (۲) زبان دراز کے سامنے بے آدمی کو خاموش رہنا
- (۳) عزت جیب ہی ہے کہ صبر کیا جائے۔
- (۴) مصیبت کے وقت کوئی ساتھ نہیں دیتا۔
- (۵) ہمیشہ مغرور پریشان ہوتا ہے۔
- (۶) بزرگوں کے کام بھی اکثر اچھے ہوتے ہیں۔
- (۷) آدمی کے وقت سخاوت کر کے ثوابِ آخرت کماؤ۔
- (۸) غریب آدمی کو امیرانہ مزاج نہ رکھنا چاہئے۔
- (۹) جو غرور کریگا وہی ذلت اٹھائے گا۔
- (۱۰) مصیبت کی قدر مصیبت زدہ جانتا ہے۔
- (۱۱) ضرورت کے وقت ادنیٰ آدمی کی بھی خوشامد
- (۱۲) وطن میں انسان کی قدر نہیں ہوتی۔ بہنوں کی نسبت
- (۱۳) غیروں کی قدر زیادہ ہوتی ہے۔
- (۱۴) (از انج۔ آئی میمن۔ اردو سکول ٹیچر شہر پٹلی)

# کشنر اصلاح دیہات کا لکچر

مسٹر ایف۔ ایل۔ برین کشنر اصلاح دیہات نے گورنمنٹ کالج لاہور میں لفٹنٹ کرنل ایچ۔ ایل۔ اوگریج پر پبل کے زیر صدارت ہندوستانی گاؤں کی از سر نو تعمیر پر ایک پُر از معلومات اور دلچسپ لکچر دیا جو کہ نشر الفت کے ذریعہ جلد کالجوں میں مناسک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ اصلاح دیہات کا کام کچھ مدت سے ممالک غیر اور ہندوستان میں خاموشی سے ہو رہا ہے۔ اور پنجاب میں بھی کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ تاہم موجودہ اقتصادی کساد بازاری نے لوگوں کی توجہ بیش از بیش اس طرف مائل کر دی ہے۔ دُنیا نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ انسانی نسل کا مرکز شہر نہیں بلکہ گاؤں ہے۔ اس لئے ہندوستان میں جہاں ۹۰ فیصدی آبادی دیہاتی اور زراعتی ہے۔ گاؤں کو کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔

مسٹر برین نے فرمایا کہ ہندوستان کی زندگی زراعت پر موقوف ہے جبکہ دُنیا کے دیگر ممالک کساد بازاری سے جنگ کر رہے ہیں۔ پنجاب کے لوگ گورنمنٹ پر آمرا لگائے بیٹھے ہیں۔ دیہاتیوں نے اپنے خرچ میں تھوڑی سی کمی کی ہے۔ لیکن مقدمہ بازی اور شراب نوشی وغیرہ بدستور جاری ہے۔ ایک متوسط درجہ کا دیہاتی اپنی اصلاح کا خیال نہیں رکھتا۔ لیکن جو لوگ اپنی مدد نہیں کرتے انکی نہ خدا مدد کرتا ہے۔ نہ گورنمنٹ پنجابی دیہاتی کے موجودہ طریقے فضول اور خلاف اصول صحت ہیں اور اُسے انجام کار اُن میں اصلاح کرنی ہی پڑے گی۔

مسٹر برین کی رائے میں موجودہ کساد بازاری کے دو پہلو بڑے اچھے ہیں دیہاتی بات سننے اور نصیحت پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہے جس کی وجہ سے وہ ایک بڑی حد تک اپنی حالت کو سنبھال سکتا ہے۔ جب تک تقدیر کی روح جاری رہی دیہاتیوں میں فضول خرچی بھی رہی۔ قحط اور وباؤں میں تقدیر پر بہت بھروسہ کیا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ بات نہیں۔ پلیگ۔ ہیضہ۔ چیچک۔ لیبریا کا انسلا ممکن ہے اور تنظیم اور محنت سے ممکن ہے۔ بیماری کے لئے دوائیں موجود ہیں اور آب و ہوا کے لئے نہیں کینوئیں انجن۔ بجلی وغیرہ موجود ہیں۔ پنجاب کا دیہاتی اب قدرت پر قابو رکھ سکتا ہے۔ بے شبہ زلزلے۔ سیلاب وغیرہ اُس کے بس کی باتیں نہیں۔ لیکن معمولی خرابیاں ضرور دفع کر سکتا ہے۔ تقدیر پر شاکر رہنے کا نتیجہ فضول خرچی اور مزید قرضہ لینے کی صورت میں نکلا۔ لیکن اب اُس کے پاس بہت سے مشاغل ہیں۔ مثلاً کھیل۔ لائبریریاں۔ کتابیں۔ اخبار۔ لاسکی جن کو وہ اختیار کر سکتا ہے اور زیورات پر روپیہ

صرف کرنے کی بجائے وہ اپنا رویہ سیونٹک بینک۔ کو اپریٹو بینک وغیرہ میں لگا کر بالکل جدید آدمی بن سکتا ہے۔

مسٹر برین کر پختہ یقین ہے کہ اگر دیہاتی گورنمنٹ کے کہنے پر چلے اور کاشت کاری کے اچھے طریقے اچھی زندگی اختیار کرے تو وہ موجودہ کساد بازاری میں بھی بخوبی گزارہ کر سکتا ہے۔ نیز کہ وہ جب تک انہی کاشت کاری کے طریقوں کو از سر نو منظم نہیں کر لیتا۔ اور کساد بازاری سے جنگ نہیں کر لیتا جو شمالی اُس کو کبھی دوبارہ مصیبت نہیں ہو سکتی۔ مسٹر برین کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ گورنمنٹ اور طلبہ دونوں اس بارہ میں دیہاتیوں کو بہت کچھ سکھا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پنجاب ایک زراعتی صوبہ ہے اور دیہات کی خوشحالی پر شہروں کی خوشحالی منحصر ہے۔ اس کے علاوہ صحت کفایت شعاری بہتر کاروبار بہتر زندگی کے لحاظ بھی شہر اور دیہات آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ پس شہریوں کو دیہاتیوں کے مسائل میں پوری دلچسپی لینی چاہئے۔

مسٹر برین نے فرمایا۔ کہ ہمیں چار اصولوں پر عمل کرنا چاہئے۔ (۱) پیداوار کو ترقی دی جائے۔ (۲) اخراجات کو کم کیا جائے (۳) صحت کو مضبوط کیا جائے۔ (۴) زندگی کے معیار کو بلند کیا جائے۔ معیار زیست سے بلند کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کی جائے۔ بلکہ یہ ہے کہ اپنے اوقات فرصت اپنے وقت اور رویہ کا بہتر استعمال کیا جائے۔

چونکہ گھر اور تربیت میں عورت کا زبردست ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لئے لازم آتا ہے کہ عورت کو زور تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ جس کے بغیر گڑوں کبھی مستقل ترقی نہیں کر سکتا۔

آپ نے اصلاح دیہات کے ان تمام اصولوں کی دلچسپ تشریح و توضیح کی اور اس سلسلہ میں نہایت قابل قدر فصل لکھیں۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے دیہات کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے۔

(محبکہ اطلاعات) (منہج)

گھوئی ہے شاخ یکن فوف کچھ سوکھیں  
الکھنسل کی طرح دنیا میں رہنا ہے  
رہیں سکتا کہیں بودا جی کو  
(خود)

# اقتباسات

(از لالہ کرشن چندر صاحب بلہسن بی اے۔ پی ٹی)

یوپی کے ساٹھ لاکھ بچوں میں سے ڈسٹرکٹ بورڈوں کی ایجوکیشنل کمیٹیوں کی کانفرنس کی افتتاح کرتے ہوئے آئرلینڈ وزیر تعلیم سر جے پی سری و اسٹون نے صرف بارہ لاکھ تعلیم پاتے ہیں یہ کہا۔ کہ یوپی میں ورنیکولر زبانوں کی پوری تعلیم نہیں دی جاتی۔ کانفرنس میں تجاویز طلب کی گئی ہیں۔ کہ کس طرح دیہات میں تعلیم کی اشاعت عام ہو سکتی ہے دیہات میں تعلیم کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یوپی میں تیس لاکھ لڑکے اور تقریباً اتنی ہی لڑکیاں ۶ سال سے لے کر گیارہ سال کی عمر کی ہیں۔ مگر ان میں سے گیارہ لاکھ لڑکے اور ڈیڑھ لاکھ لڑکیاں سکولوں میں جاتی ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا۔ کہ یوپی میں ہی تعلیم کا اتنا بُرا حال نہیں ہے۔ بلکہ ملک کے دوسرے صوبوں میں بھی تعلیم کا ایسا ہی حال ہے۔ تعلیم کی اشاعت کے متعلق آپ نے کہا کہ ہر ایک سکول میں پرائمری سکول کھلنے چاہئیں۔ اس سے لڑکے ان سکولوں میں داخل ہو کر آسانی سے تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ مگر اس وقت حکومت ضرورت کے مطابق روپیہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ لہذا جو کچھ بھی ملتا۔ اس سے کام چلانے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(سُدھار جالندھر)

۱۹۳۴ء میں کلکتہ یونیورسٹی کی لیڈی گریجویٹس کالکتہ یونیورسٹی کی بائیس طالبات نے اس کیلئے میں سے پندرہ طالبات نے انگریزی میں آنرز حاصل کی ہے۔ جن میں سے ایک نے سسٹنٹ ٹیچر کی فرسٹ یعنی اول درجہ میں پاس ہو کر اول رہی ہے۔ ایک نے سنسکرت زبان میں سیکنڈ کلاس آنرز حاصل کی ہے۔ اور ایک نے فارسی زبان میں۔ ایک نے فرانسیسی زبان میں۔ دو نے تاریخ میں اور ایک نے فلاسفی میں آنرز حاصل کی ہے۔

سکاش چرچ کا جج کی شریستی سجاتا رائے نے فرسٹ کلاس میں انگریزی میں آنرز حاصل کی ہے ایک مسلم خاتون شائستہ اختر بانو نے انگریزی زبان میں بی اے کی آنرز سیکنڈ کلاس میں حاصل کی ہے۔ شریستی کلاچٹو پادھیاب جوبوہ اپنی پولیٹیکل سرگرمیوں کے سببی کیمپ میں نظر بند ہے مضمون اقتصادیات میں آنرز حاصل کر کے بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

(ماڈرن ریویو)

**صداقت کی موت** شروع میں صلہ نے صداقت کو پیدا کیا۔ کہ جب تک تو بولتی رہے گی دُنیا گھڑا رہی ہے یہی اور اُس کی بہار کبھی خزاں کا مُنہ نہ دیکھے گی ہزاروں برسوں تک صداقت اپنے حلق کی کامل قوت سے اور اپنی فطرت کی پوری رفتار و رغبت سے بولتی رہی۔ اس کی آواز نیلے آسمان کے تلے گونجتی رہی۔ اور اس کے سایہ میں کائنات کے بیٹے امن؟ امان۔ خوشی و خوری اور بے داعی کی زندگیاں بسر کرتے رہے۔ شیطان دُنیا پر قابض ہونے کے لئے بار بار تیار ہو کر آتا۔ لیکن صداقت کی بلند آہنگیاں اُسے ہر مرتبہ اندھی تاریکی کی طرف دھکیل دیتی تھیں۔ اور اُن کے سامنے ٹھہرنے کی طاقت اُس میں نہ تھی۔ آخر شیطان سونے کا ایک ٹکڑہ لے آیا۔ اور اُسے صداقت کے مُنہ پر پھیلادیا۔ اب صداقت دیکھتی تھی پر بولتی نہ تھی۔ یہ اُس کی موت تھی۔ کیونکہ خدا نے کہا تھا۔ کہ صداقت کی زندگی اُس کے بولنے میں ہے۔ اور اُس کی زبان بندی اُس کی موت ہے۔

صداقت کی زبان بندی اور اُس کی موت کے ساتھ ہی جہنم میں تبدیل ہو گئی۔ اور کائنات کے بیٹے گناہ کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ یہ شیطان کی پہلی فتح تھی۔ اس کے بعد دُنیا کو ایک دن کے لئے بھی اطمینان میسر نہیں ہوا۔

**ٹانٹا آئرن ورکس جمشید پور** مندرجہ ذیل چند اعداد و شمار ہندوستان کے اس سب سے بڑے کارخانے کے متعلق ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے۔

- (۱) کمپنی کا جمشید پور میں یہ کارخانہ سلطنت برطانیہ کے تمام لوہے کے کارخانوں سے بڑا ہے۔
- (۲) ہر روز سولہ ریل گاڑیاں اس کے کارخانوں کے لئے خام اشیاء لاتی ہیں۔
- (۳) اور ہر روز گیارہ ریل گاڑیاں کمپنی کا تیار شدہ مال ہندوستان کے مختلف اضلاع کو لے جاتی ہیں۔
- (۴) ہر سال بنگال۔ ناگپور۔ ریلوے کی آمدنی کا مال و اسباب کے لئے ٹانٹا کمپنی ادا کرتی ہے۔
- (۵) کمپنی کا سرمایہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات مثلاً آسام۔ بنگال۔ بہار۔ بمبئی۔ برما۔ صوبہ جات متوسط پنجاب۔ صوبہ جات متحدہ اور دیسی ریاستوں سے مہیا کیا گیا ہے۔
- (۶) تقریباً بیس ہزار آدمی اس کمپنی کے مختلف کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔

**ضرورتِ شتم** ایک کنواری حسن صورتِ حسنِ برتِ آراستہ سیدہ استانی ایس وی یا جے وی سے ایک سیدنا دے معلّم کو رشتہ کی ضرورت ہے جس کی ماہواری آمدنی اسی روپیہ ہے۔ اور سالانہ آمدنی ۹۶۰ روپیہ۔ خواہشمند مند جبہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں۔

اظہر معرفت سید دل محمد نقاشی ناضل سب ممتحن پنجاب یونیورسٹی محلہ کپا باغ جالندھر شہر

# جمہوریت مدرک

(از سید سعد صاحب جعفری الزنبی دل پھلی شہری)

جمہوریت یا (REPUBLIC) اُس طرز حکومت کو کہتے ہیں جس میں خود عوام قوانین وغیرہ بنائیں اور اُس پر عمل کریں۔ اسی طرح مدرسوں میں جمہوریت قائم کی جاسکتی ہیں۔ طلباء خود قانون بنائیں اور اس پر عمل کریں۔ جرم کرنے والے کو اس کی سزا دیں۔ یہ قانون سبکے باہم مشورے سے بنائے جلتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یا کوئی جرم کرتا ہے تو سب کی رائے سے اگر سزا کی ضرورت ہو تو مناسب سزا دی جاتی ہے۔ انگلستان و امریکہ میں یہ قاعدہ دو تین مدرسوں میں جاری ہے۔ اور دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ فن تعلیم کے ماہرین نے اس قاعدہ کو بہت پسند کیا ہے۔

یورپ کی جنگ عظیم نے لوگوں کو اس بات پر توجہ دلائی کہ وہ حکومت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں نہ تعلیم یافتہ مجلس میں اس بات کا چرچا رہنا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر رعیت کو حکومت میں دخل نہیں ہوتا تو وہ حکام کی غلطیوں پر نکتہ چینی نہیں کر سکتی۔ اس کا نتیجہ دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ جنگ عظیم اسی لئے برپا ہوئی تھی، یعنی حقوق قومی کی حفاظت کے لئے جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہر قوم آزاد و خود مختار ہو جائے۔ اور کسی شخص کے ظلم کا شکار نہ ہو سکے۔

آپ کو یہ خوب معلوم ہے کہ بغیر سیکمے حکومت تو یک طرفہ آپ کے لئے معمولی کھیلوں میں جلد مہارت حاصل کرنا بھی مشکل ہے۔ اور جب تک خوب اچھی طرح مہارت حاصل نہ کی جائے۔ توجہ و مشق کی بجائے وہ بھی زیادہ قائم نہیں رہتی۔ اس لئے جن ملکوں کو جمہوری اختیارات حاصل ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہاں کی حکومت اچھی ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ رعایا کی کثیر تعداد طرز حکومت سے واقف نہیں ہوتی یا قابل اور خاص ہمدرد وطن کا انتخاب نہیں کر سکتی، ظاہر ہے کہ جب تک کسی ملک کے باشندے کا رو بار سلطنت اور قوانین ملک پر مکمل طور پر عمل پیرا نہ ہوں۔ تو وہ خود مختاری حکومت کے قابل نہیں ہو سکتے۔

بزرگوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہتی ہے کہ بچے جو چاہیں کر گزرتے ہیں، لیکن کیا والدین یا سرپرست اس الزام سے بری ہو سکتے ہیں۔ نہیں! میں تو یہ کہوں گا کہ بچے تو موم کی ناک ہیں جس نے جدھر چاہا اُدھر بھردیا۔ جب اُن کی ٹھیک طرح تربیت ہی نہ ہوگی تو وہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ اور ان غیر بیکار اس میں تھوڑا کیا؟



جس طرح سلطنت کا خود مختار بادشاہ ہوتا ہے اُس کے جوجی میں لائے کر سکتا ہے۔ اسی طرح مدرسہ کا استاد ہے۔ جوجی میں آتا ہے۔ کر سکتا ہے اور رعیت کو حرف گیری کا حق مطلق حاصل نہیں ہوتا۔ اگر حاکم کسی قدر سخت ہے تو انتظام ٹھیک رہتا ہے اور اگر ذرا نرم ہوتا ہے تو انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا امور پر غور کرنے کے بعد ایک امریکن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بچوں کو کیوں نہ ابداء ہی سے جمہوریت کی تعلیم کی جائے۔ چنانچہ جب اُس نے بزرگوں اور قدامت پرستوں سے بیان کیا تو وہ ہنسے اور کہا۔ "میاں ہوش کی دوا کرو، لیکن اُس نے استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین مدرسوں کے منتظمین نے اُس کی رائے سے اتفاق کیا اور مدرسوں میں جب طلباء شیخ مذکور کے خیالات ظاہر کئے گئے، تو طلبانے اس کا پُر اشتیاق خیر مقدم کیا۔ چنانچہ قوانین بنائے گئے۔ نمائندوں کے انتخاب ہوئے اور جمہوریت مدرسے کے اصولوں کے ماتحت کام شروع کر دیا۔ اس تجربے کے مخالفین کے خیالات کے برخلاف مدرسوں میں دن بدن تعلیمی ترقیاں ہوتی گئیں۔ ایک مدرسے میں ایک ٹیٹیس یا صدر۔ ایک پولیس افسر۔ ایک جج۔ ایک انسپکٹر۔ انتخاب کیا گیا۔ قوانین اور قواعد بنائے گئے۔ ایک مجلس شوریٰ یا کونسل قائم ہوئی۔ اور جو کثیر تعداد سے رائے پاس ہوئی۔ وہی قانون ہوتا اور سب سے مل کر حلف کیا کہ وہ ان پر ضرور عمل کریں گے۔ اس حکومت کو وہ تمام چھوٹے چھوٹے حقوق حاصل تھے۔ جو اعلیٰ پیمانے پر حکام سلطنت کو حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈسکوں، دیواروں، کپڑوں کی صفائی وغیرہ کھیل کے میدان کا انتظام، نقل جھوٹ، فساد مدرسہ سے غیر حاضری وغیرہ۔

جمہوریت مدرسہ میں سزائیں بھی مختلف قسم کی ہوتی ہیں بعض سزائیں ایسی ہوتی ہیں جو تمام طلباء کے سامنے دی جاتی ہیں۔ یہ عموماً اس قسم کی سزا ہے جو نظام مدرسہ کے خلاف ہو اور جن سے مدرسے کے نام پر دھبہ آتا ہو۔ مثلاً جھوٹ، نقل، میدان کھیل میں فساد وغیرہ وغیرہ۔

اور بعض حالات میں مجرم کو ایک خاص مدت کے لئے میدان کھیل میں شامل ہونے سے روک دیا جاتا ہے۔ اور اکثر مجرم کو تمام طلباء کے سامنے معافی مانگنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور کسی چیز کے نقصان کرنے پر اس کی تلافی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور رائے دینے کے حقوق بھی چھین لئے جاتے ہیں اور بعض اوقات طلباء مدرسے کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ مجرم سے گفتگو ترک کر دیں۔ اور یہ بہت سخت سزا سمجھی جاتی ہے۔ جہاں ہمیں یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ وہاں ہر اعتبار سے نہایت کامیابی ہوئی ہے۔ چونکہ قانون خود طلباء مدرسے کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور جو کوئی قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو تمام طلباء مدرسے اُس کو بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل طریقے سے بڑے بڑے مدرسوں میں یہ عمل بخوبی انجام دیا جاسکتا ہے۔ جہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہو۔ وہاں سب کا ایک جگہ جمع ہو کر کسی

امر کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ ایسے مدرسوں میں ہر ایک جماعت کو علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے نمائندے انتخاب کرنے پڑتے ہیں۔ اور جماعت کے طلباء و یاتین نمبر کو نسل چنتے ہیں۔ اور یہی طلباء جو چنتے جاتے ہیں سب لڑکوں کی رائے سے باخود قانون بناتے ہیں۔ تمام مدرسے کا ایک صدر یا رئیس، ایک پولیس فسر ہوتا ہے لیکن بڑے مدرسوں میں کئی جج، کئی انسپران پولیس و انسپران صحت اور انسپکٹر وغیرہ ہوتے ہیں۔ انہیں اکثر صدر یا رئیس جمہوریت یا خود طلبائے جماعت یا مدرسہ چنتے ہیں۔ لیکن ان کے فرائض ہر حالت میں یکساں ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مدرسوں میں ایک قومی وکیل بھی ہوتا ہے۔ جب طالب علم پر الزام لگایا جاتا ہے تو وہ عدالت میں اس کی طرف سے بحث کرتا ہے۔ اور اس کی صفائی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اب بحث اس بات پر ہے کہ معلمین مدرسہ کے اختیارات کہاں تک رہتے ہیں۔ اور کہاں تک معاملات مدرسہ میں دخل رہتا ہے۔ معلمین مدرسہ کے اختیارات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے وہ خود سب انتظام کرتے تھے۔ اب وہ طلباء کی معرفت کراتے ہیں۔

پہلے تو وہ جمہوریت مدرسہ کے قانون کو منظور کرتا ہے۔ اور بعض اوقات ان میں یہ بھی شامل رہتا ہے معلم کو ضروریات وقتی کے لحاظ سے قوانین میں مداخلت کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ ان خود طلبائے مدرسہ یا جماعت بناتے ہیں۔ اس لئے انہیں قوانین پر عمل کرنا گراں نہیں گزرتا ہے۔ وہ انداز حکومت، کثرت رائے، افسری ماتحتی، فن قانون سازی وغیرہ سے واقف ہو جاتے ہیں جمہوریت مدرسہ کا اصول دنیا میں کافی مقبول ہو رہا ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ، جاپان، جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ وغیرہ کو اس میں شرف اولیت حاصل ہے۔ لیکن کسی قدر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے پیارے وطن ہندوستان میں یہ طریقہ رواج پذیر نہیں۔ اور نہ والدین یا انسپکٹر صاحبان مدرسہ وغیرہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی مدرسے کی ایک جماعت میں جمہوریت قائم کی جاتی ہے۔ اور ایک استاد اس جماعت کے طلباء کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے۔ اور جمہوریت مدرسہ کے قوانین وغیرہ بنواتا تو تمام مدرسے کے استاد اس استاد کو بدنام کرنے کے لئے مجلس قائم کرتے ہیں۔ اور طلبائے جماعت کے منتخب ممبران کو جبرانہ کی دھمکی دیکر جمہوریت ختم کر دیتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے ہندوستان کا حال۔ تو آپ خود ہی بتائیں کہ ہندوستان کے مدرسوں میں کس طرح جمہوریت قائم ہو سکتی ہے؟

لکھائی چھپائی کا کام ضرور کوئی کتاب لکھو اچھو آکر دیکھیں۔  
ہماری معرفت بہت سستا اور عمدہ پر کر کے دیا جاتا ہے۔ آپ ایک دفعہ اسٹنٹ منیجر رہنمائے تعلیم (رام گلی) لاہور

# سیر

(لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر جمشیر)

مینے کشتی میں بیٹھے بیٹھے تین چار دفعہ پانی کے کئی چلو پئے۔ لیکن پھر بھی طبیعت سیر نہ ہوئی۔ جب اندھیرا ہونے کے قریب آیا۔ تو ہم نے کشتی چھوڑ دی۔ اور ماڑی انڈس کے اسٹیشن پر واپس آئے۔ تقریباً ساری پارٹی واپس آچکی تھی۔ مقامی دوکاندار کے پاس جو کچھ بھی کھانے کا سامان تھا۔ ان واحد میں ختم ہو گیا۔ گو رکھا پلٹن کے جمعدار نے اجازت چاہ کر کے پلٹن کے دوکاندار سے کھانا کھایا۔ ماڑی انڈس رکالاباغ کی تاریخی حیثیت اتنی ہی ہے کہ ۱۸۴۸ء میں احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملہ کرتے ہوئے اس مقام سے گزرا تھا۔ اور پھر ۱۸۴۳ء میں شیر پنجاب بہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ان کے جرنیل دیوان ساون مل صاحب نے بڑے عدل اور انصاف سے اس علاقہ پر حکومت کی تھی۔ ان کا نام آج بھی زبان زد خلاق ہے۔

رات کے آٹھ بجے کے قریب جند کو جانے والی گاڑی کے ساتھ ہماری بوگیاں لگادی گئیں۔ اس رات اتنا شور و شر نہیں ہوا۔ اغلباً اس کی وجہ یہی تھی کہ چونکہ پہلی رات نہیں سوئے تھے۔ علامہ برکات تمام دن کی تھکاوٹ۔ پس داؤد خیل کے اسٹیشن پر گاڑی پہنچنے کے بعد سب بیہوش سے ہو گئے۔ جند کو جانے ہوئے گاڑی راستہ میں کالا چٹا پہاڑ کے درمیان سے گزری۔ راستہ میں بعض سُرنگیں بھی آئیں۔ اسے کالا چٹا پہاڑ اس لئے کہتے ہیں کہ چونکہ اس کی ایک جانب بالکل سیاہ اور نیجر ہے۔ درخت نام کو بھی نہیں اور دوسری جانب سفید پتھر کا پہاڑ ہے اور اس پر جند کمریر۔ پھلاہی وغیرہ کے درخت ہیں۔ ممکن ہے کہ ان درختوں کے نام پر ہی جند کا نام پڑا ہو۔ ہماری بوگیاں جند کے اسٹیشن پر کاٹ دی گئیں اور وہاں تین گھنٹے کے قریب ٹھہری رہیں۔ لیکن ہمیں اس وقت ہوش آیا۔ جب علی الصبح گاڑی کو ہاٹ کے نزدیک پہنچی۔

کوہاٹ کا اسٹیشن بڑا صاف ستھرا اور خوبصورت اسٹیشن ہے۔ جس وقت گاڑی کو ہاٹ پہنچی ابھی اندھیرا ہی تھا۔ اس لئے شہر اور چھاؤنی میں بجلی کی روشنی دُور سے عجب بہار دکھا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دیوالی کی رات ہو۔ شہر کو دُور سے دیکھتے ہی ۱۹۲۴ء کا روح فرسا سانحہ یاد آ گیا۔ کہ جب ہزاروں کی تعداد میں خلق خدا مذہبی تعصب کا شکار ہو کہ موت کے گھاٹ اتاری گئی تھی۔ اس کا ذکر

آگے چل کر کرونگا۔ سٹیٹن پر پہنچتے ہی رائے صاحب نے بستر وغیرہ باندھنے کی ہدایات دیدیں۔ چونکہ یہاں مل کی بجائے بندیو لاری پشاور جانا تھا۔ اس لئے چھ عدد لاری کا پہلے ہی سے انتظام تھا۔ رائے صاحب بڑے منتظم ہیں۔ ہر ایک لاری میں خود بخود اپنی حسبِ منشاء بیٹھنے کی اجازت نہ تھی بلکہ انہوں نے پہلے مختلف لاریوں کو مختلف کالجوں کے طلباء میں بانٹا۔ پھر ہر ایک کی حاضری لی گئی۔ تب کہیں لاریوں میں بیٹھنے کی اجازت ملی۔ اگر ایسا نہ ہو تو ضبط میں فرق آئے۔ ۱۵۸ آدمیوں کا انتظام کیسے؟ کالجوں کے طلباء عام طور پر لاابالی طبیعت کے ہوتے ہیں۔ اور شور و شر کرنے میں پیش پیش۔ چنانچہ ان لاریوں کے معاملہ میں بھی ایک صاحب کو ایسی ہی پیش قدمی کرنے کی وجہ رائے صاحب مدد و ح کی سخت ڈانٹ سہنی پڑی۔ اسبابِ لادنے کے بعد سب اپنی اپنی مقررہ لاریوں میں بیٹھ گئے۔ پہلے ہمیں کوہاٹ کے دو چشموں کی سیر کرائی گئی۔ ایک چشمہ فوجی چھاؤنی کے لئے مخصوص ہے۔ اور دوسرا شہر کی آبادی کے لئے۔ ان چشموں کو دیکھ کر بھی خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔ ایک بہت بڑے سیاہ فام پہاڑ کے عین دامن میں یہ چشمہ واقع ہیں۔ اس پہاڑ پر نہ تو کوئی درخت ہے۔ اور نہ کوئی ندی نالہ۔ ماسوائے سیاہ پتھروں کے کچھ بھی نہیں۔ لیکن پھر بھی اُس مالک کی قدرتِ کاملہ ملاحظہ ہو کہ لاکھوں ٹن صاف و شفاف اور پینے کے لائق پانی اس پہاڑ کے نیچے سے نکلتا چلا آتا ہے۔ نامعلوم ان چشموں کا منبع کہاں ہے۔ فوجی چشمہ کے اوپر فوجی سپاہیوں کے پہرے کے لئے مضبوط جگہ بنی ہے جس کی ہر دیوار میں ہندو قول سے فائر کرنے کے سوراخ ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چونکہ علاقہ غیر جس میں آفریدی لوگ آباد ہیں بالکل نزدیک ہے۔ اس لئے چشمہ کی حفاظت کے لئے ایسی مضبوط جگہ بنائی گئی ہے۔ یہ چشمہ قصبہ کوہاٹ سے ڈیڑھ میل پر واقع ہیں۔ پانی کو تلوں کے ذریعہ شہر اور چھاؤنی میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دو تین چشمے شہر کے بالکل نزدیک ہیں۔ ۱۹۲۵ء کے ہندو مسلم فساد کے بعد ان چشموں کو دونوں قوموں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اب ہندو مسلمانوں کے چشموں پر نہیں جاسکتے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے چشموں پر جانا منع ہے۔ اسی طرح ہندو مسلم مستورات کے نہانے کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ حلقہ جات بنے ہوئے ہیں۔ اور اس مقام پر دو سپاہیوں کا ہر دم پہرہ رہتا ہے۔ جن کا کام ایک مذہب کی مستورات کو دوسرے مذہب کی مستورات کے حلقہ جات میں جانے سے روکنا ہے۔

اللہ اللہ! ہندوستان کی کتنی بد قسمتی ہے کہ اس کے یہ نونہال جنہوں نے ایک ہی ماحول میں ورثہ پائی۔ ایک ہی پانی۔ اور یکساں قسم کا اناج کھایا۔ صرف دو مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے سبب ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوئے ہیں۔ ایسی حالت کو دیکھ کر ہی ہندوستان کے ایک شاعر نے

کہا تھا۔

شب نام نہیں برادر قطرے جو یہ ہے ہیں ہندو تالی کی حالت پر لپٹے رو رہے ہیں چونکہ کھانے کا انتظام فرانٹیر ہندو ہوٹل میں تھا۔ اس لئے ہماری لاریاں ہوٹل کے سامنے کھڑی کر دی گئیں۔ اور ہم سب شہر کی سیر کو نکل گئے۔ شہر کا ایک بازار بڑا خوبصورت اور بارونتی ہے بازاروں میں دھبے کا گوشت بکثرت بک رہا تھا۔ چکی دار دُم والے دھبے کا گوشت سرحدیوں کا من بھانا کھا چاہے اور در اہل ہوتا بھی بڑا لذیذ ہے۔ بازار میں چمڑے کی خوبصورت چلیاں۔ خشک میوے مثلاً چلوخوہ۔ بادام۔ پستہ۔ کشمش۔ لٹکیاں اور کلاہ بکثرت بک رہے تھے۔ بازار سے ہوتے ہوئے ہم نے کچھ اُن مکانوں کو بھی دیکھا جو ۱۹۲۲ء کے خونیں واقع کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں ایک حقیقت سے معاملہ پر ہندو مسلمانوں میں وہ سر پھوٹ ہوئی اور ایسا قتل و غارت کا بازار گرم ہوا کہ تمام ہندوستان تھرا اٹھا۔ بوڑھے۔ بچے اور عورتیں قتل کی گئیں۔ انسانی ہمدردی۔ رحمہ۔ ہمسائیگی کے جذبات کو بالکل بھلا دیا گیا۔ مکانات جلا ڈالے گئے اور اُن میں سے چنداب بھی موجود ہیں۔ ان مکانات کو دیکھ کر اور جذبہ حیوانیت کا تصور کرتے ہوئے حضرت جوش ملیح آبادی کے چند اشعار جو انہوں نے ۱۹۳۱ء کے کانپور کے ہندو مسلم فساد سے متاثر ہو کر لکھے تھے یاد آ گئے۔

ان ہندو مسلم بھیڑیوں کو حضرت جوش ملیح آبادی کے اپنے دل کا سحر نکالتے ہیں۔

اے روسیہ۔ بے حیا۔ وحشی کینے بد گماں اے جبین ارض کے دل غلے دنی ہندوستان  
تجھ کو عورت نے جنا ہے جھوٹ ہے یو لیس آدمی کی نسل سے اور تو نہیں ہرگز نہیں  
تیغ براں! اور عورت کا گلا اکیوں بد صفات چھوٹ جائیں تیری نبضیں ٹوٹ جائیں  
تو نے اے بُزدل نگائی ہے گھروں میں جن سے گ کیا انہیں تھوں میں لیکار خوش آزادی کی باگ

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ اس خونیں واقع کے دس سال گزر جانے پر بھی شہر پر اثر باقی ہے عام طور پر لوگوں کی زبان پشتو ہے۔ لیکن ہندو لوگ اپنے گھروں میں پنجابی بولتے ہیں۔ تاریخی لحاظ سے کوٹاٹ کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ شہر ۱۸۴۹ء میں بسنا شروع ہوا۔ سکھوں کی یہاں ایک قلعہ تعمیر کیا تھا۔ اب اُس کی جگہ انگریزوں نے ایک بہت مضبوط قلعہ بنایا ہے۔ با بر کھی اس مقام سے ہو کر گزرتا تھا۔ ۱۸۵۹ء میں مسٹر انفسٹن کابل کو جاتے ہوئے اس شہر سے گذر تھا۔ پہلا ریشہر چٹنوں کے نزدیک آباد تھا۔ لیکن اب اُس سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے۔

(باقی دارد)

# ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے !!!

ذیل میں ریڈکراس نمبر کے متعلق چند دستوں کے خطوط پیش کرنا ہوں جنہوں نے ازراہ تملطف مجھ خادم کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور جن کی اس بے غرضانہ سرپرستی کا میں دل سے ممنون ہوں۔ خادم جگت سنگھ

(۱) مشفق بھائی فوق سبزاری صاحب نے تو اپنا دل کھول کر رکھ دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

تم سلامت رہو ہزار ہر برس ہر برس کے ہوں ہچاس ہزار  
آپ کا سرمد بر زبان حال آپ کی علم نوازی و ادب و ستی کی داد دے رہا ہے۔ آپ کے مذاق سلیم کا یہی کیا کم ثبوت ہے کہ ایک مدت سے رہنمائے تعلیم اس وقت تک علم و ادب کی ترقی کے لئے مژدہ جافزا ہے۔ پھر اسپر خاص نمبروں کا اضافہ ایک قابل قدر خدمت ہے جس ضرورت سے جذبات سے متاثر ہو کر ریڈکراس نمبر کے لئے کچھ لکھنا مگر بیماری کی پریشانیوں اور محالوں کی ہدایتوں نے اس قدر پشیموہ کر دیا کہ خدا کی پناہ اور نہ یہ قطعی ناممکن تھا کہ کم از کم آپ جی قابل قدر ستی کی محبت و محنت کا شکریہ ضبط تحریر میں بھی نہ لایا جاسکے۔ مجھے خود تسلیم ہے کہ میری طویل خاموشی ناقابل معافی ہے۔ مگر بھائی کیا کروں سخت مجبور تھا۔ امید ہے کہ آپ کی بزرگ محبت اس یاد فراموشی کے بدترین الزام کو میری ذات سے ہٹاتے ہوئے مجھے محسن کشی کے خطاب سے یاد نہ کریگی۔ آپ خود جانتے ہیں کہ دُنیا کے ساتھ ہزاروں کچھیرے ہیں کسی کو کسی کی شکایت کا موقع نہیں۔ مقدورات کا کسی کو علم نہیں۔ جبر کی دُنیا میں اختیار کا خواب غیر ممکن ہے۔ س

تغینات کی مجبوریاں اڑنے تو بہ نظر کچھ آتا نہیں لاکھ دیکھا ہوں

جناب ابرہ صاحب سے ایک انتظار کے بعد ریڈکراس نمبر کیا ملا۔ بھائی میں تو عجیب کشش میں پڑ گیا یعنی میں آپ کی محبت کا شکریہ ادا کروں یا اس محنت کا جس کا نتیجہ اس وقت بھی میرے پیش نظر ہے۔ ماسٹر صاحب اس کا فیصلہ میری قوت سے باہر ہے۔ بقول شمس س کس پر کروں نثار میں نیا کئے آرزو دل بھی مجھے عزیز ہے تم بھی مجھے عزیز

درحقیقت مجھے یہ امید نہیں تھی کہ ریڈکراس نمبر اس آج تک کے ساتھ جلوہ افروز ہوگا سبحان اللہ کس حسن انتخاب کے ساتھ مضامین فراہم کئے گئے ہیں۔ ایک ایک مضمون اپنی جگہ پر ہے پناہ ہے۔ نظمیں اس قدر دلکش پیرے ہیں ادا کی گئی ہیں کہ اپنا جواب نہیں لکھتی ہیں۔ واقعی آپ کی محبت کا اثر ہے جو اسے خشک اور ٹھوس مضامین آج عام جذبات سے لبریز نظر لاتے ہیں۔ میرے خیال سے یہ ریڈکراس نمبر اس قابل ہے کہ جہاں گھر دن میں گنجینہ طب یا نمونہ الحکمت وغیرہ موجود ہوں وہاں ایک جلد اس بے بہا ریڈکراس نمبر کی بھی ہونی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس پرچہ میں علاوہ اور تمام خوبیوں کے ایک خاص بات ہے کہ جلد امراض متعدی کی کیابت و انتہا اس خوبصورتی کے ساتھ دکھائی گئی ہے کہ بے پڑھا بھی اپنی حفظ صحت کے متعلق تھوڑا بہت سمجھ سکتا ہے اور اس پر کاربند ہو کر اپنی زندگی کا لطف اٹھا سکتا ہے۔ واللہ کمال کر دیا اچھا خاصہ علم طب اور اصول صحت کا خلاصہ بنا دیا ہے۔ بڑی میدردی ہے اگر ریڈکراس سوسائٹی آپ کی داد دے کیونکہ اس کو گھر بیٹے ایک میٹش بہا انساٹیکلو پیڈیا مل گئی۔ خدا اس ریڈکراس

نمبر کو مقبول عام کرے۔ کوئی کچھ کہے مگر میں یہی کہے جاؤں گا کہ ۷ رسالہ تو نہیں ہے اک قراہیدین اعظم ہے۔  
یوں تو ہزاروں ریڈ کراس نمبر شائع ہوئے ہونگے اور ہونے والے ہونگے مگر اس شان کا نمبر دُنیا کے ادب میں مشکل سے نظر  
آئیگا۔ جس کا واحد نتیجہ آپ کی علم نواری ہے۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آپ علم و ادب کی ترقی کے لئے ہمہ وقت سید  
سپر رہتے ہیں اور ایسی ہر امکانی کوشش سے بغیر چارچاند لگائے باز نہیں آتے۔ اس میدان میں آپ کے زرو مال کو  
کوڑیوں کی طرح بار بار لٹایا ہے مگر اپنے ارادے کی مستحکم بنیاد کو کبھی ہلنے تک نہیں دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ  
آپ کا نام گرامی علم والوں کی زبانوں پر رہتا ہے۔ اور لداوگان علم و ادب چاروں طرف سے مبارکبادی کے پھول  
آپ پر پھینچا کر رہتے ہیں۔ کارکنانِ رہنمائے تعلیم اور خاص کر اس نمبر کے قابلِ صد تحسین ہیں جن کی ترتیب میں  
بذاتِ خود دلکشی پیدا کر رہی ہے۔ کارڈوں اور تصاویر بھی کافی سے زیادہ ریڈ کراس نمبر کے موضوع پر روشنی ڈال رہے  
ہیں۔ بہر حال کہاں تک تعریف کی جائے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ نمبر تعریف سے بھی بالاتر ہے۔

## (۲) میرے محترم دوست ماسٹر تبارک علی صاحبِ عبرت اپنے ایک مکرمت نامہ میں اپنے دلی جذبات کو یوں پیش کرتے ہیں

قبل اس کے کہ ریڈ کراس نمبر کی دلکشی اور اس کے مضامین کی نوعیت۔ بلندی اور ترتیب مضامین پر اظہارِ خیال  
کروں اور اسکی کامیابی و ہر لغزیز پر جناب کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کروں۔ میرا دل مجبور کرتا ہے کہ جناب  
کے اخلاق و خصوص پر بھی روشنی ڈالوں۔ نئے الحقیقت یہ جناب کے وسیع اخلاق اور محبت کا سبب ہے کہ وہ شخص  
جس کی نظر سے ایک مرتبہ بھی رہنمائے تعلیم گذرتا ہے نہایت خلوص و کجی کے ساتھ اس کی خدمت کے لئے فوراً تیار  
ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی ناچیز خدمات و ناکام کوشش کارکنانِ رسالہ کی نظر میں کوئی امتیازی حیثیت نہ رکھتے محض  
شکریہ کی بھی مستحق نہ ہوں۔ تاہم وہ اپنی ہمدردی کا ثبوت دینے میں تھے۔ اوسع کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔  
ریڈ کراس نمبر دیکھ کر دلِ باغِ باغ ہو گیا۔ جناب کی محنت اور جانفشانی کی کیا داد دی جائے۔ فی الواقع اسکی تعریف  
کرنا گویا آفتاب کو آئینہ دکھانا ہے۔ ایسے ایسے لاجواب مضامین کا فراہم کر لینا آپ ہی کا حصہ ہے۔ قریب قریب  
پانسو صفحہ کی کتاب جس کا ہضم ہر ایک افسانہ و ڈرامہ ہر ایک نظم ریڈ کراس کے متعلق دلچسپ۔ مفید اور کارآمد  
ذخیرہ میرے خیال سے ریڈ کراس نمبر ایک ایسی مفید کتاب ہو گئی کہ جس کی ایک کاپی اگر ہر گھر میں موجود ہو تو  
بیماری کو سوں دور رہے۔ بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ ریڈ کراس نمبر کیا ایک مکمل ڈاکٹر ہے۔ سرورقِ جاذبِ نظر۔  
ترتیب مضامین نہایت موزوں و مناسب۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ نوٹ و دلکش جو دیکھتے ہی آپ کی محنت  
اور ہمت پر ہزار آفرین کرتا ہے۔ اگر آپ سچ پوچھتے ہیں اور حق بجانب کہلاتے ہیں تو حضرت! میں کہے بغیر  
نہیں رہ نہیں رہ سکتا کہ جو بانی نمبر۔ فسانہ نمبر۔ ریڈ کراس نمبر آپ کے وہ جوابِ عیدم المثال کارنامے ہیں کہ جن کی  
نظیر دُنیا کے رسائلِ تادورِ حیاتِ عالم پیش نہیں کر سکتی۔ میں اور میرے احباب جناب کی خدمت میں شکریہ کرنا  
کی کامیابی و ہر لغزیز پر ہدیہ مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ گرتبول اُفتد زہے عزو شرف  
عمرت دراز باد کہ تادورِ شتری ماز تو بر خوریم و تو از عمر بر خوری

## ۳) نمبر ملاحظہ کریں گے بعد مکر می سید عروج صاحب بدایوں سے تحریر فرماتے ہیں کہ

ہندوستان کے ان موقر و مقتدر جرائد میں جو بلفصلہ آج کسی نوعیت کے تعارف و ستائش کے محتاج نہیں ہیں اور دنیا ادب میں ایک خاص شہرت کے مالک ہیں۔ رسالہ ”دہمائے تعلیم“ ایک ممتاز ہستی رکھتا ہے۔

میں اس سوال کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہ رسالہ کا خاص نمبر نکالنے کا محرک کون ہے اور اس کے دل میں اس ایجاد کا خیال کن وجوہ کے ماتحت پیدا ہوا یہ عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ دُنیا نے رسائل میں اب خاص نمبروں کی اشاعت شروع عالمگیر ہونا چاہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ رسائل اخبارات کے دلچسپی رکھنے والے ہر سال سینکڑوں سالگرہ نمبر ”سالانہ نمبر“ خاص نمبر اور غیر نمبر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مگر یقین فرمائیے کہ اکثر و بیشتر میں سوائے خوشنما و نظر فریب سرورق چند عریاں و اخلاق سوز تصاویر۔ ادویائے مقوی و مہی کے اشتہارات اور بھرتی کے منشور و منظوم مضامین کے اور کچھ نہیں ہوتا لیکن ع

ہند میں ہنوز چند ادب کے ایسے دیوانے بھی ہیں جو دورِ حاضر میں جبکہ رفتہ رفتہ مشاغل فنون لطیفہ اور مذاق سلیم کا فقدان عام ہونا چاہا ہے۔ بڑی خاموشی سے اپنی مساعی جمید کے ذریعہ اُردو ادب کے نکلنے والا کچھ پتھانے میں کوشاں ہیں اور انکی ہر بے لوث کوشش سعی مشکور کے مرادف ہوتی ہے ان لوگوں کی فہرست میں پہلانا م جو جلی حروف میں لکھا ہوا نظر سے گذرتا ہے مجھے غم ہے کہ وہ میرے مکرّم و معظم جناب سردارِ مہلت سنگھ صاحب مدیفہ کا اسم گرامی ہے اور خاص نمبروں کی اشاعت کے لحاظ سے ”دہمائے تعلیم“ فقید النظر ہے اور اس اعتبار سے اس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ صاحب موصوف نے جو جلی نمبر جو ۵۰ صفحات تقریباً ستودہ رنگی و سر رنگی تھا دیر پر مشتمل نقاشی کے اپنے محصور پر ثابت کر دیا کہ اس ادبی مجاہدات کے اہم کا عبدل و نظیر پیش کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے یعنی اپنے تاریخی رسالہ کے روبرو صحیح معنوں میں کوزہ میں دریا کو بھر کر پیش کیا اور ملک کے علمی و ادبی معلقوں میں ہلچل مچادی۔

اس پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ اس کے بعد ۵۰۰ صفحات کا فسانہ نمبر شائع کیا جو تصاویر نادرہ سے مزین تھا اور جس میں ہندوستان کے قریب قریب تمام بلند پایہ ادبا کے شاہکار شامل ہیں۔ میں اس حقیقت صحیحہ کے اعلان و اعتراف کی اجازت چاہتا ہوں کہ اُردو صحافت کی تاریخ میں ایسا خاص نمبر لوگوں کی نظروں سے نہیں گزرا ہو گا۔ اور نہ مستقبل قریب میں کسی دوسرے رسالہ سے کوئی امید کی جاسکتی ہے۔

اس سال اپنے اپنی الواعزم و جدت پسند طبیعت اور فیاض فطرت کے ماتحت سالیانہ کی خوشی میں ایک مہتمم بالشان ریڈ کر اس نمبر شائع فرمایا ہے جس کی ضخامت علاوہ مصور سرورق اور تعدادیر کے ۵۰۰ صفحات ہے۔ سونے پر سیاہ لکھنے کے سائیکلو کاغذ عمدہ اکثر اوراق رنگین کا رٹون، کتابت و طباعت دلکش و دیدہ زیب اور قیمت صرف عارفی کافی ہے مگر سالانہ خریداروں کو صرف عمر میں رواں کیا جاتا ہے۔ بلا مبالغہ یہ نمبر ریڈ کر اس سو سائٹی کی ایک مختصر مگر جامع انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں اس خشک موضوع پر جملہ ادیبوں اور مشاہیر اہل قلم حضرات کے دلچسپ بہترین مضامین نین حصص میں شامل یا شاعت ہوئے ہیں منظومات کا انتخاب ابوالفصاحت حضرت قبلہ جوش ملیحانی کا رہنمائی ہے



جس کی چاشنی ہر حصے میں کم و بیش پائی جاتی ہے۔ اور جوا اول تا آخر مرح و تعریف سے بالاتر ہے۔ مضامین نثر کے منتخب تیس اس خاص نمبر کی تدوین اور ترتیب کے ذمہ دار ملک کے نامور فرزند مولانا محمد اسماعیل صاحب مدیر عروج ہیں۔

یوں تو نمبر مذکور کا ہر مضمون توصیف سے مستثنیٰ ہے مگر پہلے اور دوسرے حصے میں میرے نقطہ نظر سے جہاں تک تلاش و تحقیق کا تعلق ہے قبلہ جناب محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے مضامین پر ماز معلومات ہیں اور آپ کی وسعت مطالعہ پر دل۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر جناب نور الحسن صاحب۔ حضرت روشن نکلوری۔ جناب ملہن صاحب وٹنڈن صاحب وغیرہ کے اسمائے گرامی پیش نہ کرنا ایک ناقابل معافی فروگزاشت ہوگی۔

تیسرے حصے میں جناب خنجر صاحب لکھنوی۔ حضرت قبلہ ابراہیم گنوری۔ محبی نکلت صاحب یونی جناب سہیل صاحب۔ حضرت کوثر چاند پوری نیز جناب عرش ملیانی کے افسانے مجھے پیور پسند آئے۔

تذکرے زورِ ظلم اور زیادہ۔  
ڈراموں میں کامیابی کا سہرا حضرت مولانا ابراہیم گنوری و جناب راز سہسوانی یعنی خواجہ تاشنگان نیز جناب فوق صاحب مسز واری و جناب مولانا رمزی صاحب کے سر رہا۔

فنی الحقیقت یہ کفرانِ نعمت ہوگا۔ اگر ہم محسنِ ادب جناب سردار جلالت سنگھ صاحب منیچنگ پور پرائیمر رسالہ رہنمائے تعلیم کی خدمت میں آئے اس جذبہ پر جس کے ماتحت وہ خاص نمبروں کی اشاعت میں دیادلی سے رقم خرچ صرف فرماتے ہیں اور ایثار سے کام لیتے ہیں۔ ہدیہ تشکر و امتنان نہ پیش کریں۔ صاحب موصوف کو اردو ادب کے جوش و غف ہے وہ قابلِ صدر تشکر ہے۔

ساتھ ہی ہمیں حضرت جوش ملیانی مدنیضہ مدیر شعبہ ادبیات کی ان خدماتِ جلیلہ کا بھی بھیم قلبِ عارف کرنا چاہئے جو وہ رسالہ کے معیار میں چار چاند لگانے کے لئے فرما رہے ہیں۔

یہ خبر وحشت اثر پڑے کر سخت افسوس ہوا کہ چرخِ تعلیم کا تابندہ ستارہ یعنی رہنمائے تعلیم مالی مشکلات میں گرفتار ہے۔ اگرچہ قارئین کرام اس کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہو کر کم از کم دو دو نئے سالانہ خریدار بہم پہنچا دیں تو پرچہ بآسانی تمام آفات سے مامون و مضمون رہ سکتا ہے۔ دعا گو ہوں کہ یہ نمبر ملک میں اسی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے جس کا یہ اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے اعتبار سے مستحق ہے۔

ان تمام حضرات کا جو نہ صرف ذوقِ سلیم کے دلدادہ ہیں بلکہ اردوئے معلیٰ کی بقائے خلد میں یہ فرض ہے کہ وہ اس گرانقدر نمبر کو خرید کر اس کے محاسن سے مستفیع ہوں اور منیجر صاحب رسالہ ہذا کے استقلالِ ہمت، دیادلی اور ایثار کی دادیں مضمون کچھ طویل ہو گئی ہے۔ لہذا اب مجھ کو پابندِ رسم اختصار ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس دعا پر اپنے تبصرہ کو ختم کرتا ہوں۔

ترا اٹھان ترقی کرے قیامت کی نرا شباب بڑھے عمر جاواں کی طرح

اطلاع عام: کلامِ ربانی کے لئے جو عایتِ مسلمانوں اور ہندو غریب طلبہ کو دی گئی تھی۔ وہ بند کی جاتی ہے۔ کیونکہ دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہو چکا ہے۔ تیسرا ایڈیشن شائع ہونے پر پھر رعایت دی جائیگی۔ کوئی صاحب نمکٹ نہ بھیجیں۔ بی۔ این بیجل بالاس کا پچھا ملک بنارس شہر

# بیگار

(از جناب ڈاکٹر اعظم صاحب کریوی سابق ایڈیٹر اکبر الہیاد)

”مہاراج! اس پہلے تو موراجی جراکھرا ہے مات کرو یو! اس وقت میراجی خراب ہے معاف کر دو) یہ کہہ کر بڈھا جگتا کراہنے لگا۔ مہاراج رام اذتار تھے تو چار روپے کے پیادہ لیکن مزاج انکا زمینداروں سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ انکو جگتنا کے حال زار پر کچھ بھی رحم نہ آیا۔ بگڑ کو بولے۔ میں اس وقت تیری بات نہ مانوں گا۔ اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سیدھے سیدھے میرے ساتھ فلیع تک چل دیں کا رندہ صاحب کے فریاد کر لینا۔ جگتنا نے ماتھ جوڑتے ہوئے پھر کہا۔ آج تو مورے حال پر دیا کرو کوئی اور بیگانہ پکڑو۔“

”نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا آج تیری باری ہے تجھ کو چلنا پڑیگا۔“

جگتنا کی عورت میکی ایک طرف بیٹھی مومج کوٹ رہی تھی۔ اس نے مونگری ماتھ سے رکھ دی ابد بولی انکا تو کال سے بڑے جور کا بکھارا چڑھا ہے چلو نہیں سکتا۔ (انہیں کل سے بخار چڑھا ہے چل بھی نہیں سکتے)۔ مہاراج اپنی توجہ بندی لاٹھی سے زمین کر بدتے ہوئے گریے۔ ”شیطان تو کیوں ٹر ٹر کر رہی ہے؟“ جگتنا نے بات بڑھتی دیکھ کر اپنی عورت کو ڈانٹ بتائی اور مہاراج سے کہا۔ مہاراج کی بات کا تم تنکو کھیاں نہ کرو۔ رام دے مورے مادہ تنکو جو رہوت تو میں جرو چلیتوں (عورت کی بات کا تم ذرا بھی خیال نہ کرو۔ رام کی قسم اگر مجھ میں ذرا بھی طاقت ہوتی تو ضرور چلیتا)۔

ٹھیک اسی وقت جگتنا کالڑکا مصریا گھر میں گھسا۔ پڑھانہ لکھا بالکل اکھڑا۔ پورے چھ فٹ کا فکس کرتی بدن شباب کا عالم۔ مہاراج کی باتیں سنکر اس کو غصہ آگیا ابد بول اٹھا۔ ”دیکھت تو ہو کہ بابا کاجی کھراب ہے ایسا جلم تو نہ چاہی۔“

مصریا کی یہ مجال کہ وہ پیادہ سے زبان لڑائے (چار کی یہ ہمت کہ وہ مہاراج کو آنکھیں دکھائے) میکی کی بات ہی سے مہاراج کا مزاج بگڑا ہوا تھا۔ مصریا کی باتوں نے انکے بدن میں آگ لگا دی انہیں آؤ دیکھانہ تاؤ چھرو دا جوتا اتار مصریا کے سر پر جا دیا۔ اس گڑ بڑی میں مہاراج کی لاٹھی انکے ماتھ سے چھوٹ گئی۔ مصریلے نے اپنا سر بچانا چاہا۔ اتفاق سے لاٹھی اچٹ کر مہاراج کے سر پر لگ گئی۔ بس اب کیا تھا مہاراج نے مصریا کو مارتے مارتے سریدم کر دیا جب تھک گئے تو گالیاں دیتے ہوئے ضلع کو واپس ہوئے۔ لیکن جاتے

وقت یہ دھکی بھی دیتے گئے۔ دیکھ تو یہی آج دیوان جی سے کہہ کے تم لوگوں کو قید کر دیا تو میرا نام رام اوتا نہیں۔  
 ہمارا ج چلے گئے تو اب پڑوسیوں نے آکر جگنا کو گھیر لیا۔ کیا ہوا ہمارا ج کیوں بگڑ گئے؟ جگنا تو خاموش رہا۔  
 لیکن میکی خوب جی پی چلائی سب لوگوں نے زبانی ہمدردی سے کام لیا۔ اس سے زیادہ کمرہ ہی کیا سکتے تھے۔ زیندار  
 کے پیادہ اور ایک نیچ اسامی کا معاملہ تھا۔ اگر ساتھ دیتے تو انکا بھی وہی حال ہوتا جو مصری کا ہوا تھا۔ ایسے  
 واقعات تو گاؤں میں روز ہی ہوا کرتے ہیں۔ جب پڑوسیوں سے میدان صاف ہو گیا۔ تو میکی نے جگنا سے  
 کہا اب کا ہوئی۔ (اب کیا ہوگا)۔

مصری بیچ ہی میں بول اٹھا ہوئی کا رنجیادہ دکھ دہیں تو ڈپٹی صاحب کے جاکر پھر یاد کریں وہاں (رفیادکنو)  
 سرکاری عملداری (عملداری) میں ایسا نہیں ہو سکتا جب کے میں لال گنج مان کسان سمجھا دیکھ آئیوں میں اب  
 کوو سے نہیں ڈریتوں۔  
 جگنا نے سر کھلاتے ہوئے کہا ہاں ہاں میں بڑا سورا رہا ہے۔ چپ نہیں بیٹھا جاتا ہمارا ج رسیلے کے  
 گئے ہیں اب جو کچھ نہ ہوئے وہ تھوڑا ہے۔

(۲)

برسات ختم ہو گئی تھی۔ شروع جاڑے کا مہینہ تھا۔ تالابوں کا پانی خشک ہو چلا تھا۔ کنول کا پھولنا کم ہو گیا تھا  
 صبح کے وقت زمین شبنم سے بھیگنے لگی تھی۔ شام کو گاؤں کے اوپر دھواں منڈلانے لگا تھا۔ صبح کا وقت تھا بھری  
 سے کپیتے ہوئے غریب دیہاتی لڑکے سورج دیوتا سے باہر نکلنے کی التجا کر رہے تھے۔ ایک ساتھ بچے چلا  
 اٹھے۔ آٹھ میاں لگا م کرو بدری سلام کرو۔ بنگھٹ پر گاؤں کی ایسی عورتیں جمع ہو گئی تھیں۔ پانی بھرنے  
 کے لئے نہیں بلکہ مہنی مذاق کرنے کے لئے کوئی کلمہ کو کوئیں میں ڈالے اپنی پولی ساس کی نقل کر رہی تھی  
 کوئی اپنی سکمی سے دیدے۔ مٹکا مٹکا کر راز و نیاز کی باتیں کر رہی تھی۔ بوڑھی عورتیں اپنے پوتوں کو گود  
 میں لئے دروازہ پر کھڑی اپنی بہوؤں کو کوس رہی تھیں کہ اتنی دیر ہو گئی۔ اب تک کنوئیں سے نہیں لیں  
 بنگھٹ کے سرے پر دیکھ کے کھیت کے اُس طرہ خوشنما گھریلوں کا ایک کچا مگر نفیس مکان تھا گاؤں  
 والے اس کو چلا (ضلع) کہتے تھے۔ اسی موضع میں بہدین کے کارندہ لالہ سالگ رام رہتے تھے۔

بہدین ضلع مرزا پور کا ایک غیر معروف گاؤں ہے۔ اس گاؤں کے زمیندار کنور دپت سنگھ شہر مرزا پور  
 میں رہتے تھے۔ انہیں اپنے عیش و آرام سے کام تھا۔ کبھی بھولے بسے بھی بہدین نہ جاتے تھے۔ لالہ  
 سالگ رام اپنے باپ کے وقت کے کارندہ تھے۔ اسی وجہ سے کنور صاحب کو لالہ جی پر بڑا اعتبار تھا کبھی  
 کنور صاحب کو ایک سنگار کی بھی ضرورت ہوتی تو لالہ جی دس بیگیاں بھیج دیتے۔ فصل، سام، حامن، کھٹل، لاج

اور بھوسہ کی گاڑیاں بھی پہنچا دیتے۔ کنور صاحب اتنے ہی میں خوش ہو جاتے۔ یہاں میں پٹی داری کا بھی جھگڑا نہ تھا۔ کل گاؤں کے بلا شرکت غیرے لالہ جی ہی مالک تھے۔ تنخواہ تو کل بارہ روپیہ تھی۔ لیکن اوپر کی آندنی سے مال مال تھے۔ اضافہ لگان اور بید غلی سے وہ اسماعیلوں کا خون چوس لیتے تھے۔ جہاں کہیں کسی اسماعی نے نذرانہ دینے میں کچھ جیلہ کیا۔ انہوں نے لگان بڑھادیا۔ مہاراج رام اوتارا اور سمیاسی انکے دوسرے چڑھے پیادہ۔ تھے۔ یہ ڈال ڈال تھے تو وہ پات پات جس وقت مہاراج رام اوتارا مصریا چار کپڑے پاٹ کر ضلع پر واپس ہوئے تو اس وقت لالہ سالک رام الاڈکے سامنے ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے آگ تاپ رہے تھے۔ کبھی کبھی ججنتی کی ورق گردانی بھی کر دیتے تھے۔ انکے قریب ہی زمین پر دو چودھری اور نشی جمال الدین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے کچھ دور پر سمیاسی بھی گانجے کا دم لگا رہا تھا۔

مہاراج کو دیکھ کر لالہ جی نے پوچھا۔ تمہارا ج بڑی دیر لگائی۔ کہاں رہے کیا کوئی بیگہار نہیں ملا۔ ڈپٹی صاحب کے ڈیرہ پر اگر دو گھنٹے کے اندر گھاس نہ پہنچی تو مصیبت آجائیگی۔

گاؤں والے اپنی اصطلاح میں کارندہ صاحب کو دیوان جی کہتے تھے۔ مہاراج نے ہانپتے ہوئے جواب دیا دیوان جی اب گاؤں میں رہنا نہ ہوگا؟

کیوں؟ کیوں؟ خیر تو ہے؟

جب چار بھی اکٹھے نکلے تو اب کیسے کام چلے گا۔ میں آج صبح اُٹھتے ہی جگنا چار کو بلانے گیا تو وہ بہانہ کرنے لگا۔ میری طبیعت خراب ہے۔ میں اس سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ اس کا لڑکا مصریا آگیا وہ مجھ سے لڑ پڑا۔ مجھے غصہ تو بہت آیا مگر میں آپ کا خیال کر کے چپ ہو رہا۔ نہیں تو مارتے مارتے اس کا دم نکال لیتا۔

دو چودھری بول اُٹھے۔ مہاراج! مصریا کو تم ایسا ویسا نہ سمجھو وہ تو کسان سبھا میں بھی جاتا ہے۔ بڑا پاجی ہے۔

منشی جمال الدین کیوں خاموش رہتے۔ کارندہ اور یادوں کی خوشامد ہی سے تو گاؤں میں عزت ہے کہنے لگے دیں چہ مشک والہ ان چاروں کی ذات ہی اس قابل ہے کہ بیٹھے اُٹھتے انکی خبر لی جائے ورنہ انکا مزاج درست نہیں رہتا۔

سمیاسی بھلا کیوں سیکے پیچھے رہتا۔ ایک مرتبہ اس کی بکری جگنا کے کھیت میں چلی گئی تھی تو مصریا نے خوب خبر لی تھی۔ اس کا بدلہ لینے کا تو یہی موقع تھا۔ چلم کو ایک طرف زمین پر رکھ کر بولا تمہارا لاج بڑی چوک بھٹی ہوکا ان سے ساتھ لے چلیو تو میں مصریا کی ہیکر سی بھلائے دینٹل۔ دیوان جی حکم ہو تو جا کر چاروں

کو ابھی پکڑ لاؤں۔

دیوان جی نے سر ہلا کر کہا "اے مالک! پوچھنا کیا ہے؟ ابھی بنا کر دو نو کو پکڑ لاؤ۔"

مہاراج نے کہا "میں بھی جاتا ہوں۔"

دونوں پیادے کندھوں پر لٹھی رکھے جھومتے جھامتے جگنا کی منڈیا پر پہنچے۔ میکی کہیں سے ہلدی لٹک لائی تھی۔ اس کو میس کمرصیا کے بدن پر نگار ہی تھی۔ جگنا ایک طرف پوال پر سڑا ہوا پٹٹی پڑائی کتھری اور سے کمرہ لٹکتھا۔

سیمانے پکالا۔ ابے او جگنا اچل تو کا دیوان جی جلدوت ہیں۔

اس مرتبہ جگنا کی آہ و زاری نے کچھ کام نہ دیا مصریا اور جگنا کو دونوں پیادے کشاں کشاں ضلع کی طرف لے چلے۔ پیچھے پیچھے میکی بھی سنگنا دیوی کی منتیں مانتی ہوتی روانہ ہوئی۔ گاؤں کے تماشائی بھی ساتھ ہوئے۔ جب یہ سارا قافلہ ضلع پر پہنچا تو تماشائی باہر ہی رہ گئے۔ احاطہ کے اندر جانے کی ہمت نہ تھی۔ کمرگہ چھوڑ تماشہ جائے۔ ناخق چوٹ جلا لکھاٹے۔ رابی مثل سے وہ لوگ بخوبی واقف تھے۔

(۳)

آجکل حاکم پرگنہ دورے پر تھے۔ بہیدس کے قریب ہی ایک باغ میں انکا خیمہ لگا ہوا تھا۔ چونکہ ڈپٹی صاحب حال ہی میں تبدیل ہو کر ہوئے تھے۔ ہر شخص انکو خوش کرنے کی تدبیریں سمجھ رہا تھا۔ پُرانے ڈپٹی صاحب سے تولالہ سالگ رام کی خوب جان پہچان تھی۔ لیکن نئے ڈپٹی صاحب نے ناواقف تھے پھر بھی انکو اطمینان تھا۔ کہ پیشکار صاحب تو میرے پُرانے دوست ہیں۔ چنانچہ پیشکار صاحب نے جب کہلا بھیجا کہ بیگار کی ضرورت ہے تو اس کا انتظام فوراً کر دیا لیکن احتیاطاً ایک اور بیگار لئے کو مہاراج کو حکم دیا مگر آج غصہ ان سرکشوں پر نکال ڈالا اور چلا کر بولے کیوں بے نالائق اب تم لوگوں کی یہ ہمت ہو گئی ہے کہ مہاراج سے جھگڑا کرنے لگے۔ دیکھو تو سہی اب میں تمہاری کیا گت بناتا ہوں۔ جگنا نے ماتھ جوڑ کر کہا۔ "ہجور میں تو میں تو مہاراج سے بس اتنے کہوں کہ موکا لکھا رہے بس اتنی مان یہ رسیا لگے گئیں مصریا کو مارن لاگیں۔"

مہاراج نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ "ابے جھوٹ کیوں بولتا ہے؟"

دیوان جی کو اپنا بدن دکھاتے ہوئے مسقریانے دبی زبان سے کہا "سرکار خود دیکھ لیں۔"

برٹے آدمیوں میں ایک خاص صفت ہوتی ہے کہ جس بات کا وہ پہلے سے فیصلہ کر لیتے ہیں پھر اس کے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ رام اوتار برہمن اور مصریا و جگنا چار تھے انکا مقابلہ

ہی کیا تھا۔ ایک شریف برہمن کے سائے نیچوں کی کون مٹتا ہے۔ اس وقت دیوان جی کے سائے نیکی اور بدی میں جنگ ہو رہی تھی۔ ایک طرف فرض دوسری طرف غرض ایک طرف رعایت دوسری طرف انصاف ایک طرف دُنیا دوسری طرف دین کا خیال تھا۔ لیکن دیوان جی کا دل تو چھل کپٹ فریب و ریاکاری سے تو سیاہ ہو چکا تھا۔ خود غرضی دولت ثروت نے انکی آنکھوں میں پٹی باندھ دی تھی اور کانوں میں روٹی دیدی تھی۔ ایسی حالت میں انسان سُنتا ہے مگر نہیں سُنتا۔ دیکھتا ہے مگر نہیں دیکھتا۔ دیوان جی نے سوچا کہ اگر وہ چاروں کا ساتھ دینگے تو جگ ہنسائی ہوگی۔ مہاراج کا علاقہ بھر میں اشرہ ہے۔ وہ بڑی نامی کریشنگے۔ بالائی آمدنی کا ذریعہ بھی جاتا رہیگا۔ یہی سب کچھ سوچ کر انہوں نے قصداً انصاف کا خون کیا۔ انہوں نے اشاروں اشاروں میں ہی سمیا پامسی کو اپنا قیصلہ دیدیا۔ اور بڑے جگنا اور مصریا پر رپڑنے لگی ان کی آہ و بکا سے تمام ضلع گونج اُٹھا۔ نرم دل اس جگہ سے ایک ایک کر کے کھینکے لگے۔ مگر دوسروں کے بل پر اکرٹنے والے مویچھوں پر تاؤ دینے لگے۔ میکی سرکار کی دہائی دینے لگی۔ ٹھیک اسی وقت باہر کچھ شور مچا۔ ڈپٹی صاحب آگئے۔ ڈپٹی صاحب آگئے۔

سمیانے ہاتھ روک لیا۔ لالہ جی دھوتی سنبھالتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ مہاراج کے مُنہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ جگنا ایک طرف بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے زیادہ چوٹ لگی تھی۔ مصریا طاقتور تھا۔ اتنی مار کھائی پر بھی وہ چُپ چاپ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

دیوان جی نے پہلے بڑے ادب سے ڈپٹی صاحب کو اور پھر اپنے پُرانے دوست پیشکار صاحب کو جھک کر سلام کیا۔ ڈپٹی صاحب کو تو خوف و ڈر سے لیکن پیشکار صاحب کو اپنا مددگار سمجھ کر آخر انہیں کے لئے تو یہ مُہفت کی بیگار کی تھی کیا اب وہ دیوان جی کی مدد نہ کریں گے۔

ڈپٹی جینتی پر شاد بڑے نیک دل اور نصف مزاج تھے۔ آجکل اس صفت کے حاکم مشکل سے ملتے ہیں لیکن اس زمانے میں بھی کوئی ہر ایک کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ جہاں ڈپٹی صاحب کے سارا علاقہ خوش تھا وہاں ایسے لوگ بھی تھے جو ان سے ناراض تھے۔ ان کی نصف مزاجی سے پیشکار اردلی غرض کیا سارا عملہ نالاں رہتا تھا۔ پُرانے ڈپٹی صاحب کے زمانے میں اہلکاروں کی چاندی تھی۔ لیکن اب سُکھی تنخواہ میں انکا گذر مشکل سے ہوتا تھا۔ ڈپٹی صاحب کی نظر میں امیر غریب سب مساوی تھے۔ شریف پرور ہوتے ہوئے غریب پرور بھی تھے۔ جگنا اور مصریا کے حال زار پر انکو رحم آگیا۔ ان کی تجربہ کار نظروں نے سب کچھ معلوم کر لیا۔ ظالم اور مظلوم کی حالت پوشیدہ نہ رہ سکی۔ حاکم پرگنہ کے زمانہ قیام میں بہدین پس یہ اند میر کھاتا! ایسا ظلم! انکے خواب و خیال میں بھی نہ آیا ہوگا۔ ڈپٹی صاحب نے دیوان جی سے مخاطب

ہو کر پوچھا کیا آپ ہی اس گاؤں کے کارندہ ہیں؟ دیوان جی نے خوشامدانہ لہجہ میں جواب دیا۔ ”جی حضور۔“  
ڈپٹی صاحب نے چاروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اُن لوگوں نے کونسا ایسا تصور کیا تھا کہ جسکی وجہ سے آپ کو قانون ہاتھ میں لینا پڑا۔“

اب تو دیوان جی کی گفتگھی بندھ گئی۔ گھبرا کر پیشکار صاحب کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ پہلے بھی کبھی دیوان جی نے کسی اسامی کو پٹوایا تھا۔ جس پر اس نے ڈپٹی صاحب سے جا کر فریاد کی تھی لیکن پیشکار صاحب کی عنایت سے دیوان جی کو کچھ نہ ہوا تھا بلکہ اٹا اسامی کو تین ماہ کے لئے جیل جانا پڑا تھا۔ لیکن آج خلاف معمول پیشکار صاحب کی آنکھوں سے بجائے ہمدردی کے نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ دیوان جی کو بسوہ کے بجائے بگچہ کا شت، کو غیر کا شت، ”توروٹی“ کو غیر ”توروٹی“ بنادینے کا خوب تجربہ تھا۔ لیکن وہ اس سے بالکل ناواقف تھے۔ کہ اہلکار حاکم پر گنہ کے اشاروں پر ناچتے ہیں جس رنگ میں اپنے حاکم کو دیکھتے ہیں اسی میں وہ خود بھی رنگ جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر کام ہی نہیں چل سکتا۔ ڈپٹی صاحب کی نگاہیں پھری دیکھ کر بھلا پیشکار کب سفارش کرنے کی جرأت کر سکتا ہے دیوان جی کو بحر خیال میں غوطے کھاتے دیکھ کر ڈپٹی صاحب نے کمزور دریافت کیا تو دیوان جی نے کہا ”حضور ان چاروں نے آج میرے پیادے کی جو ذات کا برہمن ہے بڑی ہتک کی ہے۔“

ڈپٹی صاحب نے مسکرا کر کہا۔ ”اُن چاروں نے۔“

ڈپٹی صاحب کو مسکراتے دیکھ کر دیوان جی بھی پھول گئے بقول سائیں تلسی اس جس طرح سوکھے تالی تلیاں برساتی پانی پا کر پے سے باہر مچاتی ہیں۔ اسی طرح کم ظرف آدمی بھی ذرا سی بات پر اُترنے لگتا ہے دیوان جی نے اپنے خاص لہجہ میں جواب دیا حضور ان چاروں کو غریب نہ سمجھیں۔ بڑے موٹے اسامی ہیں۔ انکی سرکشی تو گاؤں بھر میں مشہور ہے۔ آپ ہی توؤں کا اقبال ہے کہ میں انکو دہلے رہنا ہوں ورنہ یہ لوگ تو ہمارا گائوں میں مہنا دشوار کر دیں حضور آپ یہاں ابھی بسے بسے آئے ہیں۔ آپ ان لوگوں سے واقف نہیں ہیں۔

ڈپٹی صاحب کا لہجہ بدل گیا۔ انہوں نے کہا۔ ”یہ سب کچھ صحیح ہے مگر آپ کو یہ کس نے اختیار دیا؟ آپ ان لوگوں کوئی سزا دیں۔ اگر انکے خلاف آپ کو کوئی شکایت تھی تو آپ قانونی کارروائی کر سکتے تھے۔ آخر ہم لوگ کس واسطے ہیں۔ یہ کہہ کر ڈپٹی صاحب نے مصریہ کا حال پوچھا وہ خوف بھری نظروں سے دیوان جی کی طرف دیکھنے لگا جس کا مطلب یہ تھا کہ بتانے کو تو میں سب کچھ بتا دوں مگر آپ کے جانے کے بعد میری جوگت بنے گی اس کا ذمہ ارون ہوگا؟“  
ڈپٹی صاحب اس کا مطلب سمجھ گئے۔ انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا ”تم کچھ خوف نہ کرو۔ اب دیوان جی تمہارا کچھ کر سکتے ہیں لیکن مصریہ اب بھی خاموش تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن نہیں کہہ سکتا تھا۔ آخر کار اس مشکل کو اس کی ماں

میکلی نے ڈپٹی صاحب کے سامنے اکر مل کر دیا۔ عورت کا دل تازک ہوتا ہے۔ جوان بیٹے اور بڑے شوہر کی مصیبت کو دیکھ کر وہ کیسے خاموش رہ سکتی تھی۔ جب اس کا کوئی ہمدرد نہ تھا وہ چپ تھی۔ اب وہ ڈپٹی صاحب کو ہمدرد پا کر کھلا اس موقع کو کب ماتھ سے جانے دیتی وہ روتی ہوئی ڈپٹی صاحب کے پاؤں پر گر پڑی دھاتی ہے سر کاٹکی۔

ڈپٹی صاحب جلدی سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ اس خیال سے نہیں کہ میکلی چارل ہے بلکہ اس وجہ کہ خوشا مہانصاف کا خون کر دیتی ہے۔

میکلی نے ساری سرگزشت شروع سے آخر تک رشتہ داری اب انصاف کی باری آئی۔ دیوانہ جی مہاراج رام اذنا لاو سیما پاشی کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ منشی جمال الدین اور چودھری دو موقع کے گواہ تھے۔ ڈپٹی صاحب نے میکلی سے کہا۔ تمہارے لڑکے اور شوہر کو ڈاکٹری معائنہ کے لئے مرزا پور جانا ہو گا۔ میکلی جوش انتقام میں پاگل ہو رہی تھی۔ اس نے جواب دیا تو حکم ہو۔

(۴)

سول سرجن نے مصریا کو ضرب حقیف اور جگنہ کو ضرب شدید کا سرٹیفکیٹ دیا اب پولیس کی کارروائی شروع ہوئی داروغہ جی مع اپنے چند نفر کانٹبلان کے بہیدس میں رونق افروز ہوئے ضلع میں سب کچھ تھا۔ گھوڑے کے سامنے گھل ڈال دی گئی۔ دودھ کے گھوٹے آگئے۔ خوان نعمت کچھ گیا۔ ترقیے اڑنے لگے جنہیں گھر میں سوکھی روٹی بھی شکل سے ملتی تھی وہ پوری کجوری جلوہ و خیرہ پرناک بھون چڑھانے لگے۔ دماغ زمین سے آسمان پر پہنچا۔ ان سب تلکغات یا حقوق سے فراغت پا کر داروغہ جی نے تفتیش شروع کی۔

اڑوس پڑوس میں پکڑو دھکڑو ہونے لگی کسی کو ڈرایا کسی کو دھمکایا۔ حاکم پرگنہ کے حکم سے ہس مقدمہ کی مینا پڑی تھی۔ انکا ڈیرہ بھی بہیدس ہی کے قریب لگا ہوا تھا۔ اس وجہ سے داروغہ جی کو زیادہ پاؤں پھیلانے کا موقع نہ ملا۔ پھر بھی انہوں نے اپنا کچھ بھلا کر ہی لیا۔ شہادت کافی سے زیادہ مل گئی۔ اور داروغہ جی نے اپنی تفتیش مکمل کر کے ڈپٹی جینیٹی پر شہاد کے ٹال دیوان سالک رام مہاراج رام اوتارا اور سیما پاشی کا چالان کر دیا کہ ان لوگوں نے مصریا اور جگنہ چار کو جس بیجا میں رکھ کر اذیت پہنچائی ہے۔

اس نے خبر بہیدس کا تو کیا ذکر تمام جگہ دور دور پھیل گئی۔ کنور صاحب کو تو عیش و نشاط سے کام تھا مولہ مقدمہ سے اٹکی روح فنا ہوتی تھی۔ بدنامی کے خیل سے لوگوں کے کہنے سُننے سے ضحانت، دیکر ملزموں کو رہائی دلائی۔ اس سے زیادہ وہ اور کچھ نہ کر سکے۔ ڈپٹی صاحب کے پاس جاکر سفارش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی مرزا پو واپس جاکر انہوں نے ایک وکیل پیروی کے لئے بھیج دیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملا۔ دیوانہ جی اور مہاراج نے وکیل صاحب کے سامنے رو رو کر کہا وکیل صاحب جس طرح بنے ہماری عزت بچا لیے۔ روپے پیسے کی فکر



فکر نہ کریں ہم آپ کو خوش کر دیں گے۔

وکیل صاحب مقدمہ کے حالات سے واقف ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا مقدمہ بہت سنگین ہے۔ کامیابی کی کم امید ہے۔ یہ سنتے ہی مہاراج اور دیوان جی کے چہروں پر اُداسی چھا گئی۔ دیوان جی نے اداس ہو کر کہا۔ تو کیا اب ہماری عزت کسی طرح نہیں بچ سکتی؟

وکیل صاحب نے جواب دیا۔ بس ایک ترکیب ہے۔

سو کھے دھانوں میں پانی پر گر گیا۔ سب ہم زبان ہو کر بولے ”وہ کیا“

وکیل صاحب۔ تم لوگ قانون کے کسی طرح نہیں بچ سکتے البتہ جگنا ڈپٹی صاحب کے ہمدے کہ اس کو تم لوگوں سے کوئی شکایت نہیں تو بہت ممکن ہے کہ ڈپٹی صاحب مقدمہ خارج کر دیں۔

ترکیب تو بہت معقول تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ جگنا سے جا کر کون استدعا کرے۔ مہریا اور جگنا کی بے عزتی کر کے کوئی کس منہ سے سفارش کی درخواست کر سکتا تھا۔ ایک بات اور تھی وہ یہ کہ مہاراج یا دیوان جی چاروں کے سامنے جا کر اپنا منہ کس طرح اٹھا سکتے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل صاحب کی رائے پر کوئی عمل کرنے کے واسطے تیار نہ ہوا۔ دیوان جی کا ہدیں میں اپنا کوئی عزیز نہ تھا جو انکے غم میں شریک ہوتا۔ ایک دور کے رشتہ دار کو غازی پور سے بلایا تھا لیکن اس نے کوہا جواب بھیج دیا کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ مہاراج کا گھر ہدیں ہی میں تھا۔ مہاراجن کے سوا اس کا کوئی دوسرا اس دنیا میں کوئی ساتھی نہ تھا۔ سمبپاسی کا کنبہ بڑا تھا۔ لیکن اُس کی بساط ہی کیا تھی۔ وہ تو دیوان جی اور مہاراج کے ہاتھوں میں کھلونا تھا۔ جب وکیل صاحب کے پاس سے مہاراج گھنچے تو مہاراجن نے پوچھا سب گنجل (خیریت) ہے۔

مہاراج نے اداس ہو کر کچھ وکیل صاحب نے کہا تھا کہہ دیا۔

”مقدمہ کب ہوگا؟“ ”کل سویر۔“ انہی نے۔

مہاراجن کا کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ انہوں نے کہا کہ میں میکی سے جا کر کہوں گی وہ میری بات ضرور مانے گی۔ نہیں نہیں تم ان چاروں کے یہاں ہرگز نہ جانا۔ میں سبے عزتی ہرگز نہیں برداشت کر سکتی کہ تم چاروں کی خوشامد کرو۔ اس سے تو مرجانا ہی اچھا ہے۔ مہاراجن چُپ ہو گئیں اور مہاراج گھر سے باہر چلے گئے۔

دن ڈوب رہا تھا۔ مویشی چراگا ہوں سے واپس ہو رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو دنیا کی فکر و سے آزاد ہیں کوئی مٹی کے گھر وندے بنا کر کھیل رہا تھا۔ کوئی گلی دُندے سے اپنا دل بہلا رہا تھا۔ مہاراجن نے جلدی جلدی اپنا قدم بڑھایا وہ میکی سے ملنے جا رہی تھی۔ پہلے تو اس نے بھی سوچا کہ چاروں کی

خوشامد سے مرجانا ہی اچھا ہے۔ لیکن جب مہاراج پر آئے والی مصیبت کا خیال ہوا تو انکا دل کانپ گیا شہر کی محبت میں وہ اس بے غزنی کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔

جس وقت مہاراجن میکی کے یہاں پہنچیں اس وقت مصریا۔ جگنا باہر گئے ہوئے تھے۔ میکی اکیلی اپنی منڈیا میں گلشنی کا بھات پکا رہی تھی۔ مہاراجن کو دیکھ کر اس کا دماغ غش پر پہنچ گیا۔ دل میں خوشی کے جذبات اُٹھنے لگے وہ سوچنے لگی اوہو مہاراجن میری خوشامد کو آئی ہیں۔ اب انکا غرور کدھر گیا۔ کاش اس وقت مصریا یا جگنا ہوتے۔ کاش تمام گاؤں ملے ہوتے اور دیکھتے کہ مہاراجن ایک نیچ چارن کے یہاں آئی ہیں۔

یہ پہلا انتقام تھا۔ میکی نے اپنی طبیعت کو سنبھال کر کہا۔ دھن ہے مہاراجن گر بن کی منڈیا میں آج کیسے آگئیں۔ جملہ طعنہ آمیز تھا۔ کوئی اور وقت ہونا تو مہاراجن میکی کی خوب خبر لیتیں لیکن آج بگڑنے کا موقع نہ تھا۔

مہاراجن نے کہا۔ میکی۔

میکی مہاراجن کی طرف غور سے دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر تک مہاراجن چُپ ہیں وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ایک طرف وہ مہاراجن کی خود داری اور خاندانی وقار انکو اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ ایک چارن سے کوئی درخواست کریں۔ دوسری طرف مہاراج کی عزت کا سوال تھا۔ انکو سزا ہو گئی وہ قید ہو گئے۔ تو کیا اس میں مہاراجن کی بے غزنی نہ ہوگی۔ آخر مہاراجن نے رُک رک کر کہا تم سے بھیک مانگنے آئی ہوں۔ اس سے زیادہ وہ اور کچھ نہ کہہ سکیں۔ منہ ڈھانپ کر رونے لگیں۔

میکی کانپ اُٹھی۔ مہاراجن اور ایک نیچ چارن سے بھیک مانگنے آئی ہیں۔ رام رام میکی کے کانوں میں یہی صدا گونجنے لگی۔ میں تم سے بھیک مانگنے آئی ہوں۔ میکی گنوار اور جاہل ہوتے ہوئے بھی اتنی بر وقوف نہ تھی کہ وہ مہاراجن کا مطلب نہ سمجھتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے سر پر انتقام کا بھوت سوار تھا۔ لیکن مہاراجن کے حل پر اس کو دیا آگئی۔ وہ عورت تھی۔ عورت کے جذبات کو خوب جانتی تھی مہاراجن کے درد آمیز لہجے نے اسکو بگھلا دیا۔ اس کے سر سے انتقام کا بھوت اُتر گیا۔ میکی کا بھی تو یہی مقصد تھا کہ دشمنوں کا سر نیچا ہو۔ دشمن خود اپنی زبان سے شکست کا اقرار کرے۔ یہی سچی فتح ہے۔ میکی نے کہا مہاراجن گئیاں تمہیں بنائے رکھیں۔ ہم ہمت سے حکم سے باہر نہ ہوئے۔

مہاراجن کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ انہوں نے جوش مسرت سے میکی کا ہاتھ تھام لیا۔ اور کہا۔ ڈپٹی صاحب کے کہلاؤ کہ مقدمہ اٹھالیں۔ یہ کہہ کر مہاراجن نے ایک پٹلی جسکو کہ وہ کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھیں نکال کر میکی کے پاؤں پر رکھ دی۔ اس کے اندر کچھ روپے تھے اور مہاراجن کے زیورات بھی تھے لیکن

سخت ضرور کرنے پر بھی میکی نے لینے سے انکار کیا۔ آج مہاراجن کو بھی معلوم ہو گیا کہ شرافت کسی کو ورثہ میں نہیں ملتی۔ یہ عمل بے بہا کبھی اونچے معمول کو روشن کرتا ہے تو کبھی پھوس کی جھوٹری کو بھی درخشاں کرتا ہے۔ میکی کے اطمینان دلانے پر مہاراجن خوش خوش گھر واپس ہوئیں۔

### (۵)

آج ڈپٹی جینتی پر شاد کی عدالت میں کافی رونق تھی وہ لوگ جو عدالت سے دور بھاگتے تھے۔ انہوں نے بھی آج پرنے کپڑوں کو دھو دھلا کر زیب تن کیا ہے۔ خوب سنبھال سنبھال کر پکڑی باندھی اور عدالت جانے جن کو اندہ جگہ نہ ملی وہ باہر ہی کھڑے رہے مگر مقدمہ کی کارروائی سننے کی کوشش میں لگے تھے۔ تماشائی لوٹے پڑتے تھے۔ وقت مقررہ پر ڈپٹی صاحب تشریف لائے۔ چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ لوگ سانس لیتے مگر رک رک کر کہیں آواز نہ نکل جائے۔ اور چراسی عدالت سے باہر کر دے۔ دیوان سا لگ رام۔ مہاراج۔ رام اوتار سمیپاسی ملزموں کے کھڑے میں کھڑے تھے۔ ملزموں کے اُداس چہرے کی طرف سب کی نظر تھی۔ مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے والی تھی۔ کہ جگن نے ہاتھ جوڑ کر ڈپٹی صاحب سے کہا، تجو رہم کچھ شکایت نہیں ہے۔ مقدمہ اٹھالیں۔

سبکے حیرت سے جگن کو دیکھا۔ اس کے چہرے سے بجلے خوف یا ڈر کے استقلال ٹپک رہا تھا۔ ملزموں نے احسان مند نگاہوں سے جگن کی طرف دیکھا۔ اُن نگاہوں میں معذرت کا پیغام پوشیدہ تھا۔ ڈپٹی صاحب نے سوچا کہ شاید جگن کو رشوت دی گئی ہے یا اس پر کسی نے زور ڈالا ہے۔ انہوں نے کہا جگن خوب سمجھ لے تجھے کسی نے ڈرایا دھمکایا تو نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو صاف صاف کہہ دیجھے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

جگن نے جواب دیا، تجو رہم کسی نے دباؤ نہیں ڈالا۔ ہم کسی سے چاہت ہی کہ تجو مقدمہ خارج کر دیں اب کچھ کہنا سُننا فضول تھا۔ ڈپٹی صاحب انصاف پسند ہوتے ہوئے شریف پرور بھی تھے وہ صلاح و صفائی کی کارروائی میں کچھ اعتراض نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ ملزموں کی کافی بے غتی ہو چکی۔ مہر یا جگن کو گاؤں میں رہنا ہے۔ دریا میں رکھ کر مگر سے بیڑ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ملزموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ دیکھو اب کبھی بیگار نہ لینا۔ اسامیوں پر سختی نہ کرنا۔ میل جول سے جو کام نکلتا ہے وہ ظلم سے کبھی نہیں نکلتا۔ اپنی حاکمیت کا تم لوگوں کو کافی سبق مل چکا ہے۔ جگن کی شرافت نے تم لوگوں کو سر نیچا کر دیا۔ تجھے اُمید ہے کہ تم لوگ اب اُمدہ احتیاط سے کام لو گے۔

اتنا کہہ کر ڈپٹی صاحب نے مقدمہ خارج کر دیا۔ عدالت سے باہر نکل کر گاؤں والے دیوان اور مہاراج

کو مبارک باد دینے کے لئے دوڑے لیکن اُن لوگ ل کو اس کی کوئی پروا نہ تھی۔ دونوں نے بھیڑ سے نکل کر جگنا کو آواز دی  
”جگن بابا“

جگنا کو آج تک کسی نے جگن بابا نہیں کہہ کر پکارا تھا وہ فرط خوشی سے بیتاب ہو گیا۔ دوڑ کر دیوان جی کا پیر چھو لیا۔ مہاراج کے قدموں پر مصریاں سر جھکا دیا۔ اس وقت مہاراج کو اس بات کا بالکل خیال نہ تھا کہ چماروں نے اُنکے پاؤں کو کیوں چھوا۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو پھرائے۔ یہ آنسو خوشی کے تھے۔ دلچ کا یا حقارت کا ان میں کوئی نشان نہ تھا۔ اس وقت بیچ یا اونچ کا سوال نہ تھا۔ یہ پریم ملاپ تھا۔ سمیا پاسی کے ساتھ ہی تمام لوگ چلا اُٹھے۔

”جگن بابا کی ہے“

—\*—

## کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا

رہنمائے تعلیم کا ریڈیو نمبر ۱ رسالہ رہنمائے تعلیم محکمہ تعلیم کا ایک پُرانا اور شاندار رسالہ ہے۔ او میں اس سال کا ایک نہایت شاندار نمبر ”ریڈیو نمبر ۱“ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جس میں ریڈیو نمبر ۱ کی تحریک کے مختلف پہلوؤں پر نہایت مؤثر مضامین، درج کئے گئے ہیں۔ اس خاص نمبر میں نہایت بہترین نظریات اور چھوٹی چھوٹی کہانیاں بھی درج کی گئی ہیں۔ ماسٹر جگت سنگھ صاحب پروفیسر اس نمبر کو ہر طرح سے کامیاب بنانے میں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہم ریڈیو نمبر ۱ سے پُر نور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نمبر کی کافی کاپیاں خرید کر لوگوں میں تقسیم کرے۔ علاوہ بریں دیگر شائقین علم بھی اس نمبر کو خرید کر اپنی معلومات میں تہرین اضافہ کر سکتے ہیں۔ منجھ رہنمائے تعلیم لاہور سے مل سکتا ہے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ باتصویر۔ قیمت فی جلد ۵۰ (پانچ روپے) (نوٹ منجھ) رہنمائے تعلیم کے خریدار سے رعایتی قیمت عملی جاتی ہے۔ یعنی سال ۱۹۳۵ء کے جلد پرچے موہید کر اس نمبر صرف چھ میں دئے جائینگے۔

اطلاع ضروری { جن اصحاب نے بموجب اعلان مندرجہ بالا راج ۱۹۳۵ء صفحہ ۵ اضافہ کی رقوم ابھی تک مرحمت نہیں کیں وہ اب ضرور بھیج دیں۔ دیر کا ہیکو کی جارہی ہے جبکہ ریڈیو نمبر ۱ کی خدمت میں پہنچ چکا ہے۔ مجھے بار بار طلب کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ محکمہ تعلیم

## نہایت ضروری اطلاع

جن اصحاب کا چندہ مارچ ۱۹۳۵ء تک وصول تھا۔ میں نے انکی خدمت میں ریڈ کراس نمبر سالانہ چندہ بابت ۲۶-۳۷ء وصولی کی غرض سے قبل از وقت دی پی کر دیا تھا۔ اس لئے کہ ریڈ کراس نمبر کا بذریعہ رجسٹرڈ پارسل بھیجنا ضروری تھا۔ اور پھر اپریل نمبر کے دی پی کے لئے بھی ۳ روکا خرچ ہونا لازمی تھا (یعنی ڈبل خرچ سے بچنے کے لئے)۔ ایسا کیا تھا، چنانچہ میرے بہت محترم اجبائے وہ دی پی وصول کر لئے اور مجھ اچھر کو سرفراز فرمایا۔ مگر بعض دوستوں نے دی پی اس لئے واپس کر دیئے کہ انکا حساب اپریل سے چلتا ہے۔ قبل از وقت دی پی پہنچنے سے وہ حیران سے رہ گئے اور دی پی واپس کر دیا گیا۔

اب چونکہ اپریل شروع ہے میں نے رسالہ اپریل اُن جملہ دی پی واپس کرنے والے دوستوں کے نام برآمد منظوری روانہ کر دیا ہے۔ مگر انکے ریڈ کراس نمبر دفتر میں بدمامانت محفوظ رکھے ہیں۔ اگر وہ اصحاب اپنے اپنے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں تو میں تم وصول ہوتے ہی ریڈ کراس نمبر انکی خدمت میں بھیج دوں گا۔ اگر کسی وجہ سے وہ صاحبان اپریل ۱۹۳۵ء سے مارچ ۱۹۳۶ء تک چندہ نہ بھیج سکیں۔ تو ریڈ کراس نمبر کا اضافہ ایک ایک پیسہ فوراً بھیجیں۔ تاکہ انکے حصہ کا ریڈ کراس نمبر انکی خدمت میں پہنچ جائے یا بصورت دیگر رسالہ مئی + ریڈ کراس نمبر کا اکٹھا دی پی کر دوں؟ جواب جلدی دیں۔

خادم جگت سنگھ

## عمر انہیں بھیجا گیا

ریڈ کراس نمبران جملہ اصحاب کی خدمت میں عمداً نہیں بھیجا گیا جن کے ذمہ دو دو سال کے چندہ بقیہ یا چلے آ رہے ہیں۔ باوجود دیکر کئی بار یاد دہانی بھی کرائی گئی۔ مگر وہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مہربانی کر کے بقیہ یا چندہ جلد بھیجیں تاکہ میری محنت اکارت نہ بھٹے۔ انکے نمبر خریداری حسب ذیل ہیں۔

۲۵۱ء مرناہلی ۲۲۹۲۰ جگلاؤں - ۸۹۹۱/۱۰ اسکا - ۸۶۹۵ ڈیرہ گوپی پور - ۸۶۴۳ کوٹلی - ۸۶۴۴ ٹووالہ - ۸۵۶۳ بلی ٹیم - ۸۴۱۵ نام پٹی - ۱۰۲۹۷ - ۱۰۹۱ اکلپان روگ - ۹۶۴۳ سفیدوں - ۹۳۳۸ بابا بکالہ - ۹۳۰۹ میسے خیل - ۸۸۹۸ پونہ علی - ۱۹۴۶ البروند فورڈ - ۱۲۰۱۱ پنڈی بھٹیال - ۱۷۸۵ کلورنڈ سٹریٹ اسکول - ۱۱۴۹۵ کلانہ - ۱۱۴۶۸ بھمبر - ۱۲۰۱۱ کلاسالو - ۱۳۰۷۷ انبالہ کنٹ - ۱۳۱۳۲ الر آباد - ۱۳۲۰۱ لیہ - ۱۳۱۳۱۲ سمندری - ۱۳۲۰۱ رزولے - ۱۳۲۵۷ پنڈی علی - ۱۳۲۵۵ تارا گڑھ - ۱۳۵۴۶ دیلی - ۱۳۲۹۸ فرید کوٹ - ۱۳۲۶۵ کلنگام - ۱۳۸۹۸ سرسہ (دکن)

# میرے اسکول کا افسانہ

راز منشی پوکھرداس صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر ٹرل اسکول تاجہ بیر والا

قریباً دھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کہ میں تحصیل جینیوٹ کے تاریک گوشے میں جہاں ابھی تک تہذیب کی منور کرنیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ ایک لوئر ٹرل اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہونے کی حیثیت سے مقیم ہوں۔ یہ علاقہ تہذیبی تمدن میں صوبہ بھر میں سب سے پیچھے ہے۔ اس علاقے کے باشندے بد مزاج، بد مزاج اور بڑے وحشی خویش۔ زبان نہایت بگڑی ہوئی۔ من گھڑت ہمل الفاظ کی بھر مار، گویا یوں کہنا چاہئے کہ ایک نودار کے لئے اچھی خاصی پشتو ہے

بیری تعیناتی کا آغاز ہی تھا۔ کہ حلقہ کے انسپکٹر صاحب بغرض معائنہ تشریف لائے۔ رجسٹروں کی دیکھ بھال کی۔ رجسٹر حاضری پر بھی ایک تنقیدی نظر ڈالی۔ رجسٹر میں تھے کل میں طلباء کے نام درج۔ جن میں سے گیارہ لڑکے حاضروں پر غائب۔ انسپکٹر صاحب نے قلت طلباء کی بنا پر مجھے وہ جھاڑ بتائی کہ تو یہ ہی بھلی۔ اور میں نے نودار دی کے آریں پناہ لی۔ موجودہ طلباء سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ تین طالب علم اس گاؤں کے ہیں جس میں اسکول ہے۔ اور آٹھ ایک دوسرے گاؤں کے ہیں جو تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور بقایا غیر حاضر طلباء گرد و لوح کی بستیوں کے ہیں۔ جو صرف آج نہیں بلکہ عموماً غائب بھی رہا کرتے ہیں۔ اور سابقہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے محض اس غرض سے نام خارج نہیں فرمائے کہ طلباء کی تعداد میں کمی واقع ہو جائے

لیکن سابق ہیڈ ماسٹر صاحب سے کسی نے یہ نہ پوچھا کہ لوئر ٹرل اسکول اور صرف لوئر ٹرل کے نام زائد درج فرمائے پر ہی کتنا فیصلہ فرمایا؟ آخر اس میں ہر جہاں ہی کیا تھا۔ اگر چالیس پچاس طلباء کے نام اور بھی فرضی درج کر لئے جاتے۔ میرا بھی چھٹکا ہوتا۔ بہر کیف یہ بھی اسکول کی حالت اور پہلا معائنہ جس پر کہ مجھ کو وہ جھاڑ بتائی گئی جو کبھی میرے خواب میں بھی نہ آئی تھی۔ معائنہ کے بعد میں شکر بجا لایا کہ آئی بلا سے ٹل گئی۔ ممنون ہوں جناب انسپکٹر صاحب کا کہ ڈانٹ پر ہی کتنا فرمایا اور دھینکا مشق تک نوبت نہ پہنچی۔ شکر ہے اور لا کہ لاکھ شکر ہے اس پر اتنا کہ جس نے مجھ کو صریح و سلامت رکھ لیا۔ اور انسپکٹر صاحب کو صبر و ضبط پر مجبور کر دیا۔ البتہ باتے جاتے مجھے اتنا زبانی ضرور ارشاد فرمایا کہ لکھ معائنہ تک کم از کم چالیس طلباء کی روزانہ حاضری دکھائی جائے ورنہ سکیل توڑ دیا جائیگا۔

مرتبا کیا نہ کرتا۔ میرے بھی کان کھلے۔ اپنا دنیاوی رویہ چھوڑنا پڑا۔ میرے اس خیال کی تردید ہو گئی کہ کچھ گھنٹے اسکول میں کام کرنا ہے۔ اور پھر آزاد کھلنا ہے۔ یعنی گھر میں لیٹے رہنا ہے۔ اب ہوش آئی اور معلوم ہوا کہ روٹی کا رکھائے کیلئے کچھ محنت بھی درکار ہے۔ اب سمجھ کر لڑکوں کو اسکول میں بھیجنا اور تعلیم دلوانا صرف والدین کا ہی فرض نہیں بلکہ اس فرض میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

میرا پرائمر ٹائم ٹیل جس میں مادہ بار اکرام کرنا۔ کھانا کھانا۔ مطالعہ کرنا نظر آتا تھا۔ اب اس طرح مرتب کیا گیا تھا۔

(۱) ٹائم میں سے الارم کو اپنے تخت جاگ کی چیز پکار کے برابر خیال کرنا اور آٹھ گھنٹے ہونا (۲) جلدی طبری غسل کرنا۔ (۳) کپڑے تبدیل کرنا (۴) چھری سنبھالنا (۵) گھر سے نکل جانا۔ اور گرد و لوح کی بستیوں میں فراہمی طلباء کی صبح سے مارے مارے پھربنا (۶) اسکول ٹائم سے آدھ گھنٹہ پہلے گھر پہنچ کر کھانا کھانا (۷) وقت پر اسکول پہنچنا

(۸) پچھلی دیکھ کر آنا۔ لیکن بائینک ہی دیکھنا لگی ضروریات دریافت کر کے پھر قریب قریب کی استیعول کی گلیوں میں پھرنا۔ جہاں اولاد حضرت اس کے ہاتھ لڑائی دریافت کر کے انہیں تعلیم کی طرف راغب کرنے کی عیو و کوشش کرتا۔ اور شام کو ناکام واپس آئے۔ یہ مصرعہ گنگا نے پڑھا۔ ع۔ پچھتے ہیں میرنوار کوئی پوچھتا نہیں۔  
 دن ڈھلے گا کدرا کدرا کدھٹا نا۔ رول کھٹا نا۔ اور میٹ ہٹنا لیکن سونا نہیں۔ بلکہ مستقبل کے لئے لٹے لٹے سوچنا اور روجہ۔  
 (۹) گڑھی کو چابی دینا (۱۰) سو مانا۔

لیکن باوجود اتنی مشقت کے بھی کوئی کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی بقول غالب

کوئی اُمید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

بچوں کے والدین میری بات پر کان نہ دھرتے بلکہ کبھی کبھی تنگ آکر کرفت آواز اور سخت ناہم زبانہ لہجے میں جواب دیتے کہ اگر ہم بچے سکول میں داخل کرادیں تو کیا ہمارے گھر کے کام تو آکر کیا کرے گا۔ میں ایسے سخت جوابات سن کر جیسے ہار دیتا بچوں کا یہ حال تھا کہ مجھے دیکھ کر فحشی یا لاشی آیا کا شور مچاتے ہوئے بھاگ جاتے۔ نامعلوم بچوں کو کس نے اس غلط فہمی میں ڈال رکھا تھا کہ فحشی جو ہے۔ فحشی اس بلا کا نام ہے جس کے منہ میں آکر کوئی بچ نہیں سکتا۔

میں انکو اپنے پھندے میں ڈالنے کے لئے لاکھ کوشش کرتا۔ بہتیرا بھلانا پھسلانا لیکن سببے سبب۔ میں جتنا ان سے پیار کرنے کی کوشش کرتا وہ اتنا مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور ایسے بدظن ہو گئے تھے کہ پاس تک نہ پہنچتے تھے۔ اس کو میری خوش بختی کہنے یا سکول کی فحش لہجی کہ مجھے ایک نو عمر مزیدار لڑکے سے ملاقات کا موقع ملا۔ باتوں باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس سکول کے سب سے پہلے طالب علم ہیں۔ جو داخل ہوئے تھے۔ اور سب سے پہلے طالب علم تھے جنہوں نے اپنے سنٹر کا ایک ایڈمیٹ کیا تھا۔ اور آج کل تعلیم سے فارغ ہو کر گھر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ معلوم کر کے کہ اس سکول کے سابق طالب علم ہیں۔ خیال کیا کہ ان کو ضرور اس سکول سے ہمدردی ہوگی۔ لہذا اپنی ناکامیابی کا رونا ان کے روبرو ٹوٹ پڑا۔ یہ تھے بڑے خوش مزاج۔ اور نیک طبع۔ انکو میرے حال پر رحم آیا۔ اور فرمایا کہ ہماری ہستی کے تو بلا نا تمام کے تمام نوبال مدرسے میں داخل ہیں اور نام گن سناٹے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی آٹھ دس طالب علم ہیں جو بلا نا فہم سکول میں حاضر ہا کرتے ہیں۔ اور دلچسپی سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے مزید امداد کے لئے عرض کیا کہ میرا اس بے بسی کی حالت میں ہاتھ بٹائیں۔

لہذا انہوں نے جلتے جاتے مجھ سے اتنا وعدہ فرمایا کہ کل چھٹی کے بعد گاؤں میں تشریف لے آنا میں جناب کے ہمراہ گرد و نواح کی بستیوں میں پوری پوری کوشش کروں گا۔

انھوں کو کیا چاہئے وہ نکاح میں نے دوسرے دن معمول سے پہلے اسکول میں چھٹی کر دی۔ اور گاؤں کے طلبہ کے ہمراہ چلا آیا۔ راستے میں جو طلبہ میری بات چیت ہوئی مجھے اتنی واقفیت ہو گئی کہ میرے گھر فرما جنہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ معزز منجھرا زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں غلام محمد نام ہے۔ گرد و نواح میں اچھا رسوخ ہے تعلیم ہونے کی وجہ سے دیہاتی جاہل انکی بہت قدر کرتے ہیں۔ اور بڑے ہر لغز میں۔ تعلیم کے متعلق تو مجھے پوری واقفیت نہ ہو سکی۔ البتہ اتنا ہی نہ چاہا کہ اسلامیہ مائی سکول چنیوٹ میں تعلیم پلنے کے بعد کچھ عرصہ جھنگ میں تحصیل علم کی غرض سے رہے ہیں۔ خیر مجھے ان کی تعلیم سے کوئی خاص غرض بھی نہ تھی۔

زیادہ کرچو کی ضرورت خیال نہ کی۔ نیز۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بچوں کو اتنی زیادہ واقفیت بھی نہیں ہے۔ ہر کیف ہم گاؤں میں پہنچے۔ طلبہ میری رہنمائی کی اور مجھے اس بیٹھک تک پہنچا دیا جہاں وہ تشریف فرما تھے۔ گڑھی پر بیٹھ ہوئے تھے۔

ساتنے میز رکھی تھی اور مطالعہ میں غرق تھے۔ میں آداب بجالایا۔ وہ بڑے تپاک سے سٹل۔ برسی غرت کی کڑا ب۔ بند کردی۔ جیسا بیٹھکا۔ کی عمارت بالکل مختصر سی تھی۔ چاروں طرف اماویوں میں کتابیں قرینے سے رکھی ہوئی تھیں جس سے مجھے یقین ہو کہ یہ اُن کا لائبریری روم ہے۔

تھوڑی دیر تک تو ہم اسی لائبریری روم میں ہی بیٹھے گپیں مانتے رہے۔ پھر کمرے کو قفل لگایا۔ اور ایک بستی کی طرف روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے وہ بستی کے نمبر دار سے ملے۔ اور اپنے خاص دیہاتی بلے میں اُن سے کچھ بات چیت کی۔ جو میں پوری طرح نہ سمجھ سکا۔ البتہ بچوں اور تعلیم کے لفظ کو بار بار دہرانے سے مجھے اتنا علم ہو گیا کہ اسکول کے متعلق اور تعلیم کے فوائد پر بحث کی جا رہی ہے۔

قویاً یوں گھنٹے تک ہم وہاں بیٹھے رہے۔ پھر دوسری بستی میں گئے۔ وہاں بھی انہوں نے وہی پہلا رویہ اور طرز گفتگو اختیار کیا۔ شام ہونے لگی تو ہم گھر واپس آ گئے۔

دوسرے صبح نو دس لٹکے پہلے اور اٹھ آدمی اپنے نوے چشموں کی انگلیاں پکڑے ا معاملہ اسکول میں پائے گئے۔ فزکس چار پانچ بیسیوں میں اسی طرح چکر لگانے کے بعد اسکول میں دم طلباء کی تعداد ہو گئی۔ اور پچیس انٹیکس روزانہ حاضری رہنے لگی۔ اس وقت پچاس سے بھی کچھ اوپر روزانہ حاضری ہے۔ اسکول اچھے پیمانے پر چل رہے۔ اور ایک براچ ایک نزدیک کے گاؤں میں کھلی ہوئی ہے۔ جہاں تیس کے قریب روزانہ حاضری رہتی ہے۔ اعلیٰ فسر بہت خوش ہیں۔ میں اپنے ہم پیشہ دیہاتی معین کو یہ مؤثر بات نصیحت کرونگا۔ کہ اگر اُن کو اپنے مدرسے کی کامیابی مطلوب ہو تو سب سے پہلے عذافہ کے کسی بار سورت خواندہ آدمی سے خوشگوار تعلقات قائم کریں۔ تاکہ اُس کی مدد سے اسکول کو کامیاب بنایا کر سکیں۔ اسی ضمن میں میں یہ بھی بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میرے کمر فرمایا میں غلام محمد صاحب ہنجر اچھلے دھلے تک تو میری نظیر صرف ایک خوش مزاج اور تعلیم کے حامی کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن ایک دعوت کے بعد جو میری طرف سے اپنے تمام احباب کو دی گئی تھی۔ اب اُن کی حیثیت کی بلند تر ثابت ہوئی۔

معاذ یوں۔ کہ جب یہ دعوت کے بعد تمام حضرات رخصت ہو گئے تو میں اور میں غلام محمد وہاں ابھی بیٹھے اسکول کی کلبانی کے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔ شام ہو گئی۔ وہ اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے گھر جا کر کھانا کھایا۔ جب مطالعہ کے لیے پھر اپنے دعوتی کمر۔ میں آیا۔ لمپ روٹن کیا تو مینہ پر ایک اچھی خاصی موٹی ڈالی نظر آئی۔ میں نے اُس کی دوق گردانی فرغ کی تو معاذ! ہو! کہ یہ میرے محترم غلام محمد صاحب کا قلمی بیاض ہے۔ اور وہ شاعر ہیں۔ غزلیت کے مقطعوں سے معلوم ہوا کہ جناب رنگین تخلص کرتے ہیں۔

لیکن میں سخت حیران ہوا اُن کا کلام پڑھنے کے بعد کہ ایسے بد مزاق علاقے کے رہنے والے۔ زمینداری۔ پیشہ۔ ایسی بگڑی ہوئی زبان والے علاقہ کی سکونت مسترہ اٹھاہ برس کی عمر اور میری سہری زبان۔ کوثر و نسیم سے دھلی ہوئی اور ایسے پاکیزہ خیالات میں نے چند اشعار اپنی خاص نوٹ بک میں نوٹ کر لئے جن میں سے چند ایک احباب کی ضیافت طبع کے لئے کسی اور موقع پر نذر ناظرین کرونگا۔

(خود)

**ضروری اطلاع** { احباب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لکٹ آجائیں۔ بغیر اس کے کوئی صاحب جواب کی توقع نہ رکھیں۔ }

(۲) خط و کتابت میں چٹ نمبر فریاد کا حوالہ ضرور دیا جائے ورنہ ہم تعمیل کی شکایت ہرگز نہ منی جائیگی۔ (منیجر)



# ملک معظم اور ملکہ معظمہ کا سلور جوبلی فنڈ

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی سینٹ جان ایمبولینس (انڈین کونسل) کاؤنٹس  
آف ڈفرن فنڈ اور انڈین سولجرز بینولینٹ فنڈ کی امداد کے سلسلہ میں

## عظیم الشان لکی بیگ

جو، مئی ۱۹۲۵ء کو تین بجے بعد دوپہر ٹیو پارک (متصل پُرانا قلعہ لاہور)

میں منعقد ہوگا۔

اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کے سلور جوبلی فنڈ کے لئے دوپہر فراہم کرنے کی غرض سے تجویز کی گئی ہے کہ ایک عظیم الشان لکی بیگ منعقد کیا جائے۔ یہ انہی پہلوؤں پر منعقد کیا جائیگا جیسا کہ نگار کے ہسپتالوں کے لئے لیڈی منڈو نے منعقد کیا ہے۔ لیڈی ونگڈن نے ۱۹۱۶ء میں اور لیڈی منزو نے ۱۹۱۷ء میں لکی بیگ کا نہایت کامیابی کے ساتھ انتظام کیا تھا۔ آپ سب نے ہر ایک سینٹی کوئٹر آف ونگڈن کی وہ ایل پڑھی ہے جو آپ نے ہندوستان کے دایمان ریاست اور لوہل کے نام جاری کی ہے۔ اس ایل میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ فنڈ زیادہ تر ایک بھر میں ہسپتالوں اور شفاخانوں میں عورتوں بچوں اور جاتمند اشخاص کی امداد کے لئے وقف ہوگا۔ اس کار خیر کی تکمیل کے لئے یہ لازمی ہے کہ کثیر رقم فراہم کی جائیں اور جملہ طبقات کی طرف سے وسیع اور پرتکاپ تائید و حمایت کی توقع کی جاتی ہے اور امید ہے کہ لکی بیگ جسے بھرنے کے لئے آپ سے تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔ ایک عظیم الشان کامیابی ثابت ہوگا۔

کیا آپ نہایت فیاضی کے ساتھ ہم کوئی انعام ارسال کریں گے؟ آپ کی مرسلہ چیز کی نوعیت کچھ بھی ہو اور خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو اسے نہایت شکریہ کے ساتھ وصول کیا جائیگا کیونکہ اُمید کی جاتی ہے کہ ہم گنٹ نکالنے کے دن یہ اعلان کر سکیں گے کہ تحائف کی تعداد اتنی کافی ہے کہ سب کو انعام ملے اور کوئی خالی نہ رہ جائے۔ آپ کا جی چاہے تو موٹر کار بھیجئے یا بائیکل۔ وائٹس میٹ یا گراموفون۔ ٹی سٹ۔ سوٹوں کے کپڑے۔ سامان آرائش۔ ساڑھیاں۔ الارم ٹائم پیس۔ فرنیچر کا سامان۔ گدیاں وغیرہ غرض کہ جو چیز بھی آپ چاہیں بھیج دیں سوہ شکریہ کے ساتھ وصول کی جاسکے گی۔ تمام چیزیں لکی بیگ میں رکھی جائیں گی۔

چونکہ لکی بیگ کی تیاری میں بہت زیادہ محنت صرف ہوگی۔ اس لئے درخواست کی جاتی ہے کہ انعامات جتنی جلدی ممکن ہو روانہ کئے جائیں۔ انعامات حسب ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

ایس برتاب - اسکوائر - آئی - سی - ایس - چیرمین کی بیگ سب کیٹی - ڈپٹی کشنر لاہور  
 کی بیگ کے لئے جملہ تحائف کی وصولی کی باقاعدہ طور پر اطلاع دی جائیگی۔ انعامات اور انعامات دینے والے  
 اصحاب کی ایک مکمل فہرست مناسب وقت پر شائع کی جائیگی۔  
 انعام حاصل کرنے کے لئے ایک ٹکٹ کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ جو سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب ڈپٹی کشنر اور مندرجہ  
 ذیل اصحاب اور دوکانوں سے مل سکیں گے۔

میسرز سمیتھ اینڈ کیبل  
 میسرز جین اینڈ ایلرٹن  
 میسرز بھولارام اینڈ سنز  
 سورنگ رسیٹوریٹ  
 پنجاب کلب  
 لاہور جھانہ  
 ہرٹ انسٹی ٹیوٹ

سردار صاحب سردار نرندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ  
 ایم۔ غلام محی الدین ایڈوکیٹ لاہور  
 لفٹنٹ پی۔ ایس۔ سوڈھ ہنس  
 رائے بہادر بندہ اسرن  
 رائے بہادر لالہ بالک رام  
 مسٹر میرا  
 مسٹر ایل جین۔ بار ایٹ لا۔ آئیریری سیکرٹری  
 سردار بہادر ڈاکٹر کرتار سنگھ کیسٹ۔ مال روڈ

لکی بیگ کے متعلق تمام خط و کتابت مسٹر ایل جین۔ ۱۰ ماٹی کورٹ چیرمز لاہور کے نام پر کرنی چاہئے۔

(محکمہ اطلاعات)

## اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں کارِ تمغہ

اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کے دور حکومت کی پچیسویں سالگرہ منانے کے سلسلہ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک  
 خدیوہ تیار کیا جائے جو عوام کو قیمتاً مل سکیگا۔ تمغہ کے دو سائز ہونگے۔ بڑے تمغے کا قطر ۲ ۱/۲ انچ ہوگا اور وہ ٹکٹوں  
 یا شاہی ٹکسال میں معیاری چاندی کا بنایا جائیگا۔ عوام کو یہ ایک چمڑے کے کیس میں پندرہ روپیہ فی تمغہ کے حساب  
 سے مل سکیگا۔ چھوٹے تمغے کا قطر ۱ ۱/۲ انچ ہوگا۔ اور وہ ٹکلتہ کی ٹکسال میں نفیس چاندی کا بنایا جائیگا۔ عوام کو یہ ایک  
 روپیہ بارہ آنہ فی تمغہ کے حساب سے مل سکیگا۔

ہندوستان میں فروخت کی غرض سے ان دونوں تمغوں کی تقسیم کے طریق کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جملہ فرمائش  
 اہل وہ خرید کرنے والے افراد کی طرف سے ہوں یا تاجروں کی طرف سے براہ راست ٹکلتہ کی ٹکسال کے نام بھیجی  
 ہیں جہاں خریداروں کو براہ راست بھینچ دیئے جائیں گے۔ ارسال کئے جائیں گے۔

مذکورہ بالا قیمتوں میں پیکٹنگ کا خرچ شامل ہے۔ لیکن ڈاک کا خرچ شامل نہیں۔ افراد اور تاجروں کو یہ تمغے  
 اپریل کو اور اس کے بعد دستیاب ہو سکیں گے۔ تھوک مال خرید کرنے والوں کو تاجرانہ کوئی دی جائیگی۔ اور اس کے  
 غرض جملہ تفصیل ماسٹر آف دی منٹ ٹکلتہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

توقع ہے کہ تمغوں کے لئے بہت بھاری مانگ ہوگی۔ اس غرض سے کہ ٹکلتہ کی ٹکسال مانگ پوری کر سکے۔ یہ لازم  
 ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمغوں کے لئے جلد فرمائش بھیجی جائیں۔

# کاؤٹس آف ڈفرن فنڈ پنجاب برانچ

گزشتہ پچاس سال سے کاؤٹس آف ڈفرن فنڈ پنجاب میں عورتوں کی ان کی بچنسوں کے ذریعہ بھی امداد کے کام میں رہا ہے۔ سرگرمی سے امداد کر رہا ہے۔ فی الحقیقت یہ حسن اتفاق ہے کہ فنڈ مذکور کی جوہلی اور اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوہلی ایک ہی سال میں منعقد ہو رہی ہیں۔ اور توقع ہے کہ مؤخر الذکر سرمایہ سے اس فنڈ کی کافی کمزور مالی حالت کو درست کیا جائیگا۔ فنڈ مذکور سے متعدد اداروں کو زائد ڈاکٹروں اور نرسوں کے ذریعہ عورتوں کو طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے مالی امداد ملتی رہی ہے۔ اور اس سے قریباً ایک سو ڈاکٹروں اور نرسوں کی ٹریننگ کے لئے وظیفے دیئے گئے ہیں۔ غریب مریضوں کو ان کے اپنے مکانات میں جا کر خدمت کرنے کے لئے نرسوں کو اور طبی کتابوں کو اور دو اور ہندی میں ترجمہ کرنے کے لئے ڈاکٹروں کو فنڈ مذکور سے عطیات دیئے گئے۔ پنجاب کے ان اداروں میں جنہیں ڈفرن کی طرف سے امدادی عطیے دیئے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

لیڈی لائل ہوم۔ لاہور۔ این ہاسپٹل شہنشاہی کے ساتھ ایک خاص ڈفرن بلاک ملتی ہے۔ لیڈی ایچین ہاسپٹل لاہور۔ پنجاب زنا نہ میڈیکل سکول لدھیانہ۔ جھنگ۔ نگھیانہ۔ سحرات۔ کرنال۔ شاہ آباد۔ ڈیرہ غازیخان۔ مظفر ٹرسٹ۔ راولپنڈی اور لائل پور کے ہسپتالوں میں زنا نہ متعلقہ جات زنا نہ میڈیکل سٹوڈنٹس ہوم لاہور۔ سی۔ ایم۔ ایس ہسپٹل ڈیرہ غازیخان۔ زنا نہ مشن ہاسپٹل کوٹا۔ لیڈی پاپیم ٹنگ گیرادان ڈپنسری۔ گوجرانوالہ (ضلع راولپنڈی) میڈیکل زنا نہ ہاسپٹل میانوالی۔ سینٹ اینڈریوز مشن ہاسپٹل راولپنڈی۔ کیتھرائز مشن ہاسپٹل راولپنڈی۔ فل ڈیلفیا مشن ہاسپٹل اٹالہ شہر۔ فرانسس نیوٹن ہاسپٹل فیروز پور۔

مذکورہ بالا امور سے یہ ظاہر ہو گیا ہو گا کہ صوبہ میں عورتوں کے لئے طبی امداد مہیا کرنے میں ڈفرن فنڈ سے بہت مدد ملی ہے۔ لیکن اب تک جو کام کیا گیا ہے اس سے یہ وسیع مسئلہ بمشکل جزوی طور پر حل ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آواز آرہی ہے کہ عورتوں کے لئے طبی علاج و مناجحہ کے متعلق انتظامات صورت حالات کے پیش نظر بہت ناکافی ہیں۔ زچہ اور بچہ کی سود و بہبود کا کام ابھی تک غیر یکتا ہے۔

ڈفرن فنڈ ایسوسی ایشن اس امر کی بہت خواہاں ہے کہ اپنی سرگرمیوں کے دائرہ کو وسیع کرے۔ لیکن قلت سرمایہ کے باعث لازمی طور پر یہ محدود ہو گیا ہے۔ عام بیداری اور ترقی تعلیم کی وجہ سے زیادہ زنا نہ ہسپتالوں کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ اب سوال صرف موجودہ اداروں کے قیام تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ اس امر کی ضرورت ہے کہ نئے اداروں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ عام ہسپتالوں کے ساتھ ملحقہ زنا نہ وارڈوں کی مدد کرنے اور ان میں مزید عملہ تعینات کرنے کی ضرورت ہے۔ صحت کے موجودہ مراکز نہایت قابلیت کے ساتھ قائم رکھنے ہیں۔ تاکہ زچہ اور بچہ کی سود و بہبود کے کام کو ترقی دی جائے۔ نئے مقبول میں جہاں یہ مفید کام جاری نہیں کیا گیا۔ جدید ہسپتال کھولنے کی ضرورت ہے۔ غریب اور مستحق طالبات۔ نرسوں اور نرس ڈائٹوں کی امداد کے لئے عطیات درکار ہیں۔ ان تمام چیزوں کے لئے روپ چاہئے۔ لیکن قلت سرمایہ کے باعث ایسوسی ایشن مذکور کے کام میں اس حد تک رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے کہ نئی اور نئی از پیش ضروریات کو پورا کرنے سے قطع نظر موجودہ ضروریات کو پورا کرنا ہی قریباً ناممکن ہو گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کا سلور جوہلی فنڈ جس سے ڈفرن ایسوسی ایشن جائز طور پر فائدہ اٹھانے کی امید رکھتی ہے۔ نہایت ہی بروقت موقع پر ایسوسی ایشن کے لئے مقرر ثابت ہوگا۔ اگر خوش قسمتی سے ایسوسی ایشن کو کافی روپیہ مل گیا تو عورتوں کو طبی امداد مہیا کرنے کے کام میں جس کے ساتھ ہندوستان اور اس کی اُندھ نسلاں کا مستقبل وابستہ ہے اس کی سرگرمیاں بہت وسیع ہو جائیں گی۔

## انڈین آرمی بینولینٹ فنڈ

### پنجاب کے حصہ میں ۱۰۳۴۸ روپے آیا

انڈین آرمی بینولینٹ فنڈ ستمبر ۱۹۳۷ء میں اس مقصد سے قائم کیا تھا۔ کہ ہندوستانی فوج کے سابق معافی یافتہ معافی افراد اور متوفی ہندوستانی فوجی سپاہیوں کے ایسے لواحقین کی تکالیف کو دور کیا جائے جن کو کسی دوسرے فوجی امدادی سرمایے سے مدد نہیں مل سکتی۔ فنڈ مذکور سے ہر سال جو آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ وہ دو ششماہی اقساط میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کا ایک معتد بہ حصہ پنجابی سپاہیوں اور ان کے لواحقین کو ملتا ہے جو رقم عرصہ تختہ اسر دسمبر ۱۹۳۷ء کو بطور ششماہی قسط تقسیم کی گئی۔ اس میں سے پنجاب کے حصہ میں ۱۰۳۴۸ روپیہ آیا۔ اس کے بالمقابل گزشتہ ششماہی قسط کے موقع پر ۹۳۲۸ روپیہ ملا تھا۔ گویا پنجاب کے حصہ میں ۱۰۲۰ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

## سلور جوہلی فلیگ ڈے (یوم علم)

لاہور کے سکادٹریل اور سکاڈٹوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ عظیم الشان فلیگ ڈے (یوم علم) کے لئے اپنے آپکے تیار رکھیں۔ جو اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوہلی کی تقاریب کے سلسلہ میں منعقد ہوگا۔ لاہور کے سرمدون و بچے سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اس دن ایک فلیگ لٹائیں اور بوائے سکاڈٹوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے سکلاتے ہوئے چہروں سے فلیگوں کی فروخت میں امداد دیں۔ ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ لیکن اب ان کالوں کا غور سے مطالعہ کریں۔ آپ کو اس کے متعلق سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ اس دوران میں جہاں تک آپ سے ہو سکے آپ جوہلی کی تقاریب میں دلچسپی پیدا کریں۔ فلیگ ڈے اور دیگر تفریحات کے متعلق جن کے بارے میں انتظام کیا جا رہا ہے۔ آپ اپنے دوستوں سے بات چیت کریں اور اگر آپ کو اس کے متعلق کسی قسم کا شہد ہو کہ ان تمام چیزوں کا کیا مطلب ہے۔ تو آپ پنجاب بوائے سکاڈٹس ایسوسی ایشن کے صوبائی سرکارٹریا محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور سے استفسار کریں۔ جہاں سے آپ کو تمام معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ (محکمہ اطلاعات)

علمی کہانیاں با تصویر | اس کتاب کی نویسیک متاثر ہو کر پنجاب سرکار نے ہمیں کیلئے روپیہ نقد انعام دیا ہے۔ قیمت فی جلد ۸ روپے کا۔ گلاب چند کپور اینڈ سنر تاجران کمنب انارکلی لاہور

## پنجاب ہوائی سکاؤٹس اور اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی

پنجاب کے ہوائی سکاؤٹ اعلیٰ حضرت ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کی تقاریب کے سلسلہ میں تیاری میں مصروف ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس مبارک موقع پر نمایاں حصہ لینگے۔ صوبہ جاتی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے جو عام سکیم مختلف ضلع کے نام جاری کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دور دراز اور وقت طلب سفر اختیار کرنے کے بعد صوبہ کے تمام حصوں سے سکاؤٹ صوبہ کے صدر مقام میں جمع ہونگے۔ اور اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کو اپنا پیغام وفاداری پہنچانے کے لئے جن کی ذات والا صفات کے ساتھ ان کے جذبات نہایت عقیدت مندانہ ہیں۔ ایک عظیم الشان ریلی (اجتماع) میں حصہ لینگے۔

یہ پیغام ہزار ایک ہینسی سرسہرٹ ایمرسن چیف سکاؤٹ پنجاب کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ اور بعد ازاں ان کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ کیا جائیگا۔ تاکہ یہ ان تمام پیغامات وفاداری کے پہنچنے کے وقت مل جائے جو سلطنت برطانیہ کے دوسرے حصوں سے بھیجے جائینگے۔

## ہیچاس ہزار پنجاب سکاؤٹ تقریب سعید میں حصہ لینگے

لاہور میں تقاریب جوبلی کے سلسلہ میں زائد از ایک ہزار سکاؤٹ حصہ لینگے اور چالیس ہزار سے زیادہ بلورڈی سکاؤٹ مقامی اور اضلاعی اجتماعوں میں شریک ہونگے جو تقاریب کے دوران میں منعقد کئے جائینگے۔ لاہور میں لکیرا منتخب سکاؤٹ سلور جوبلی کے میلہ کے موقع پر کھیلوں کا مظاہرہ کریں گے۔ اور سکاؤٹوں کے کمرتب دکھائیں گے۔ اور دو ہزار چھوٹے اور بڑے سکاؤٹ یوم علم کے موقع پر اپنی پوری وردیوں کے ساتھ نوجوانوں کا ایک جلوس نکالیں گے۔

ہوائی سکاؤٹوں کی مختلف مقامی جماعتوں اور ڈویژنل کشتروں کے لئے یہ امر باعث تعریف ہے کہ ابھیست بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اور صوبہ میں ہر ایک سکاؤٹ نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس عجیب و غریب نظارہ کی انتظار کر رہا ہے جو سکاؤٹوں کی طرف سے دکھایا جائیگا اور اس مسرت بخش وقت کا منتظر ہے جو اسے تقاریب کے دوران میں حاصل ہوگا۔ سکاؤٹوں کا تبسم شہور ہے اور وفاداری کے جذبہ سے معمور ہیچاس ہزار مسکراتے اور ہنستے ہوئے چہرے نے واقعی میلہ کی کامیابی کو عظیم النظیر بنا دیں گے۔ اور مسرت اور خوش مذاقی کا ایسا سامان مہیا کریں گے جسے دیکھنے کا صوبہ کو شاذ و نادر ہی موقع ملا ہے۔ (محکمہ اطلاعات)

## نوٹس

گوٹمنٹ ہائی سکول قصور کے دفتر میں ان نارٹل پاس مدرسین کی کچی سندیں موجود ہیں جو سکول ہذا کے شعبہ نارٹل سے ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء میں پاس ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض وصول کر چکے ہیں۔ باقی خود اکٹھے جائیں یا سواچار آنے کے لئے ملٹ بیج کر بذریعہ ڈاک منگوائیں۔ دستخط جناب ہیڈ ماسٹر صاحب گوٹمنٹ ہائی سکول قصور

## مختلف نوٹ اور کارروائیاں

خاص مضمون نگار اصحاب کے لئے کہ آپ سے بعض بزرگوار اپنے مضامین اور کارروائیاں ارسال کرتے ہوئے ارسال فرماتے ہیں۔ ایک آدمہ مثالیں توجہ پائی ٹکٹ کی جی دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ دونو طریق درحقیقت قواعد ذاک فاسخات کے برخلاف ہیں۔ پیکیٹ میں مطبوعہ مسالا یا سفید کاغذ کتابیں وغیرہ ارسال ہو سکتی ہیں۔ اور نئے قواعد کے سوسے پہلے پانچ تولد کے لئے نوپائی اور زاید وزن کی صورت میں ہر پانچ تولد کے لئے چھ پائی ہے۔ یہ دونو سروس سے کٹا ہوا ہے۔ اور کوئی پرائیویٹ تحریر اس کے اندر نہ ہو۔ لغافہ چھ ماشہ وزن کے لئے ایک آنتہ اور اٹھائی تولد وزن کے لئے دو آنتہ ہے۔ مہربانی کر کے کہ غذات کی ترسیل میں ضروری احتیاط کو ماتھ سے جانے نہ دیا کریں۔ تاکہ ہر ٹکٹ ہونے کا احتمال نہ رہے اور فیما بین دفتر رہنمائے تعلیم یا آپ میں سے کسی ایک کو نقصان برداشت کرنا نہ پڑے۔ (رسید ہوا)

سررشتہ تعلیم پنجاب کے اور دو وزن کم ہو گئے کہ مارچ نمبر میں رائے بہادر پروفیسر شیو رام صاحب کیشپ پروفیسر صاحب رضوانی ریٹائرڈ پروفیسر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور وٹائل پور کی وفات حسرت آیات پر اظہار اسوس ہو ا تھا۔ اس نمبر میں بھی بدستور دو اور بزرگواروں کی رحلت کے ذکر بد اثر سے ناظرین کو ملل کرنے کا فرض مجبوراً ادا کرنا پڑا ہے۔ یعنی ۱) جناب لالہ شیو دیال صاحب سیمہ ایم اے پمشنر انسپکٹر مدارس پنجاب میں۔ آپ نے ۵ فروری ۱۹۳۵ء کو ۴۲ سال کی عمر میں غمون کی مرض سے رحلت فرمائی۔ آپ نہایت فاموش کارکن تھے۔ اور سررشتہ تعلیم پنجاب کے ماتحت جس عہد پر رہے متعلقین اور افسران بالادست کی نظروں میں برابر قابل عزت و احترام رہے۔ آپ ہی بزرگوار تھے جو مشنر آر بیج (سیدنا بزرگ) جنرل تعلیمات (مند) کے اسٹنٹ مقرر ہوئے تھے۔ گویا ہندوستان بھر میں اس وقت اس فرض کو انجام دینے کے لئے آپ سے بہتر کوئی بزرگوار حکام کی نظروں میں نہ آئے۔ پنشن سے کرمجی آپ نے تعلیم اور تعلیم کے پوتر کار کو بدستور اپنائے رکھا اور آخر دم تک دیاں سنگھ ہائی سکول ٹرسٹ کے انزیری سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور اس ٹرسٹ کے مغز مجوزان کے درپش بدوش صوبہ کی تعلیمی خدمات سرانجام دیں۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ آپ کو آدھاروں کے مراحل سے نجات ملے اور آپ جیلنگھ باشی ہوں۔ آپ کے نو نظروں سے اس واقعہ میں رہنمائے تعلیم کو دلی ہمدردی ہے۔

(۲) جناب لالہ اندر بھان صاحب بی اے۔ بی ٹی ڈی ایچ ایم اے ڈیٹرن ملتان۔ جو ذوری کے ہی مینے کے آخری ہفتے میں ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ نہایت نیک اور سرگرم افسر تھے۔ اور بلجائی ایچرو انسپکٹر ٹرینی خویوں کے مالک تھے۔ دنیا ہے کہ مالک علی آپ کو بھی آدھاروں کے مراحل سے نجات دیکر جیلنگھ باشی کریں اور آپ کے اعزہ و اقارب کو صبر جمیل کی طاقت عطا کریں جن سے، اس سانحہ جانگاہ میں رہنمائے تعلیم اور اس کے کارکنان کو دلی ہمدردی ہے۔ (رسید ہوا)

سری گورونانک مل سکول مٹھاوانہ ضلع شاہ پور کے پچھلے سال کی طرح سال حال میں بھی سکاہتہ تعلیم کو نوبت متواتر گھنٹوں کے مقابلے کے بعد فٹ بال کپ حاصل کیا تعلیمی ترقی کے ساتھ جسمانی بھی نیک شکون ہے جس کے لئے مارنر انڈیا، صاحب اشک (پنجاب) اور سکول سٹاف مبارک بلوک مستحق ہیں۔ (رسیدنا سر صاحب)

وزیریکٹر مڈل سکول بھرپور میں ضلع کا نگرہ ۱۳۱ جنوری کو سالانہ معائنہ جناب لالہ پریم دیال صاحب بی اے آنر ز بی ڈی ڈیٹرکٹ انسپکٹر مدراس نے کنور طلب چند صاحب اے ڈی آئی تحصیل ہیرپور کے ہمراہ فرمایا۔ حاضری ۹۱ فیصد تھی۔ آپ نے تشریف لاتے ہی سکول کی ڈرل سکاؤٹنگ اور کینٹ کا ملاحظہ فرمایا۔ سکول کی تعلیمی حالت کو غلط طور پر دیکر اظہارِ غورسندی فرمایا اور چارہ تقسیم العیات کی ہدایت فرمائی۔

طلباء کی برادری کے بعد تمام جماعتوں کے چیدہ طلبہ راگ۔ کہانیاں۔ مضامین۔ لطائف و ظرائف۔ مکالمے اور لیکچر سٹائے۔ جن کی خوش الحانی اور خوبی بیان سے آپ بے حد محفوظ ہوئے۔ اور انعامات تقسیم فرمائے۔ لالہ تنخواہ صاحب ہیرپور نے رپورٹ پڑھی۔ صاحب صدر نے سنکرت کا ایک شلوک پڑھ کر اس کی تشریح نہایت عام فہم اور خوش پیرائے میں کی جس کا مفہوم انسانی فرائض اور ان کی تکمیل تھا۔ آپ طلبہ نے دلچسپی سے سنا۔ کنور صاحب نے ضروریات حاضرہ کے مطابق ایک عالمانہ اور ساحرانہ تقریر کی۔ اور حاضرین کو مستفید فرمایا۔ طلباء میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ (بھگت سنگھ کنور)

سب ڈویژن پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور ۳۳ فروری کو زیر صدارت جناب سردار رام سنگھ صاحب نے ڈی آئی سکول پٹھانکوٹ ڈیڑھ بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔ آپ نے اپنی اختیاج کے ہمڈ ماسٹر صاحبان کی کانفرنس تقریر میں فرمایا کہ میں جملہ مدرسین سب ڈویژن کو مبارکباد دیتا ہوں کہ

اس ڈویژن میں سالانہ گذشتہ کی نسبت ۱۴۴ طلباء کی پیشی ہوئی ہے۔ اب اس سے آگے بڑھنا چاہئے۔ زیادہ توجہ ہو نہیں سکتی البتہ پڑانے خارج شدہ طلباء کی ہرستیں تیار کر کے انہیں دوبارہ داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہر طرح سے احتیاط رکھی جائے کہ کوئی نئی طالب علم تعلیم سے بہرہ نہ رہے اور تمام سختی طلباء کو داخل مدرسہ کر کے نہایت ہمدردی اور شوق سے تعلیم دی جائے تاکہ آپ کا سکول علم و جائز امداد کی جگہ پر آئے۔ اور اس وجہ سے اسے پیچھے نہ رہنے دیا جائے۔ آپ نے اپنی تقریر کے ضمن میں اول مدرسین کی توجہ دلائی کہ جس طرح انہیں جس جگہ ممکن ہو طلباء کے داخلہ میں امداد کی جائے۔ اور اپنے سب ڈویژن کا خیال ملحوظ رہے۔ آخری راج تک تعداد طلباء برقرار رکھی جائے اور وسطاً حاضری کا خاص خیال رہے۔ کیونکہ ہر مدرسہ کی تعلیمی حالت کا دار و مدار اوسط حاضری پر ہے۔ پرنسپل کی تعداد کو بھی شامل کر لیا جائے تاکہ ان کی تعداد نہ جائے۔ بعض مقامات پر ایسی غلطی پائی گئی ہے جس کے سبب سب ڈویژن کا سب ڈویژن ضلع بھر میں نمایاں کام دکھائے سکولوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔ وہ خاص مختار رہیں۔ کام ٹھوس اور یادگار ہو۔ اور آپ کا سب ڈویژن ضلع بھر میں نمایاں کام دکھائے چند اکتوبر کی سرچیاں لکھوٹی ٹیپس جن کی تکمیل کی تاخیر کی گئی۔ عزیز سران ضابطہ تعلیم پنجاب گیارھویں ایڈیشن باب چہارم دفعہ ۱۱۶ صفحہ ۴۴ میں مذکور راج ملحوظ رہا تاکہ ضرورت کے وقت کسی غیر سند یافتہ حکیم یا ڈاکٹر کو مکمل نہ بلایا جائے۔ اور نہ ہی انہیں اپنی خود ساختہ ادویات فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ کسی نا تجربہ کار سے بچوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ علاوہ بریں آپ نے آرزو ظاہر کیا کہ چونکہ قوت کی ٹکڑی سپورٹس کے سامان پر بہت صرف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے درختوں میں بے دن کمی واقع ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس کے پتوں پر ریشم کے کیڑوں کا بہت ہڈنگ نکھار ہے۔ ایسے بہتر درخت کی نسل بڑھانا آپ فرض مانیں۔ مدرسین نے آپ کی اس فرمائش پر نیک کہا اور ۲۴ فروری کے دن اس امر کے لئے مقرر کئے کہ قوت کے درختوں کو لگایا جائے۔ چونکہ موسم کے کوشش کی کہ جتنے زیادہ درخت لگ سکیں۔ کیونکہ اگر بعض لگ سکیں گے تو تعداد محض برائے نام نہ رہ جائے۔ سو جان پور اور کھنولہ سکول میں اس کی پود لگانے کا حکم ہوا۔ صحت جسمانی کو بحال رکھنے کے لئے صاحب صدر نے ہر قسم کے سلوک کے مقابلوں کا ذکر کیا جس میں اسے انعام کے مستحق ہوں۔ چنانچہ قرار پایا کہ حصہ ایرٹل میں والی بال۔ لمبی چھانگ۔ ایک جوتھائی اور آدھ میل کی دوڑ۔ گول چھانگ۔

رسرکشی کے مقابلے۔ لوئر ٹرل اور پرائمری سکولوں میں۔ ۲۲ مگز دور رشتی۔ لمبی چھلانگ اور کبڈی کے مقابلے ہوں۔ اور اپر ٹرل سکولوں کی طرح لوئر ٹرل سکولوں کے لئے کپ پبلک سے چال کئے جائیں۔ چند مدرسین نے ایسا کرنے کے وعدے کئے۔

صنعت و حرفت کے عملی کام کی نمائش کا ذکر ہوا۔ اور مدرسین کو ادھر متوجہ ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ اسی طرح باغیچوں اور رنگوں کی نمائش بھی قرار پائی۔ پہلے یہ نمائش سنٹر وار اور پھر سب ڈویژن علیٰ ہذا القیاس آخر میں ضلع بھر کی ہو اگی۔ لائبریری کتب کی نمائش کا ذکر ہوا۔ اور ان کی عمدگی کا مطالبہ ہوا جن جن مدارس میں جلد بندی کی جاتی ہے وہ اپنے اپنے مندر بھیجیں کہ ان کتابوں کی جلد بندی ان سے کرائی جاسکے۔ اور وہ بھی اجرت کماسکیں۔ شاہ پور کڈھی اور گھروڑ سکول کے طلباء کی تیار کردہ فانکوں کو سنبے پسند کیا۔ اور ان کو گولڈ کے اول مدرسین کے کام کی داد دی۔

صاحب صدر نے فرمایا کہ انسپکٹر صاحب امداد باہمی نے اول الذکر سکول کو سونفا ٹکوں کی تیاری کا آرڈر دیا ہے۔ مدرسین بھی بشرط ضرورت ان سے ہی منگائیں۔ مزید فرمایا کہ جماعت اول۔ چہارم اور ششم کا تعلیمی امتحان بہ نسبت سابقہ قدر سے مشکل ہوگا۔ آپ لوگ خوب تیاری کریں اور سب ڈویژن کو پیچھے نہ رہنے دیں۔ جماعت اول میں طلباء دو حریف اور سر حریفی مہربان بطور املا لکھائیں۔ جمع تفریق کے زبانی سوالات بذریعہ مقرون اشیاء نکال سکیں۔ چھوٹی چھوٹی کہانیاں زبانی مناسکیں۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ کے زیر سایہ سب ڈویژن ہر شعبہ میں ترقی کناس ہے۔ (خیالی رام ہیڈ ماسٹر ٹرل سکول نروٹ ہرو)

**ساتن ہرم ہائی سکول گجرات (پنجاب)** ۲۳ فروری کو رائے بہادر پنڈت وراث چند صاحب نے ڈی ایم کی صدارت میں تقسیم انعامات کا جلسہ سکول ہال میں منعقد ہوا۔ پیار

بچے شام کو صاحب صدر تشریف فرما ہوئے۔ جن کا استقبال پڑتاک طور پر سکول ہیڈ کے ساتھ کیا گیا۔ ہال معززین سے بھرا تھا۔ طلباء نے خیر مقدم کیا۔ دعا یہ نظم نہایت خوبی سے ادا ہوئی۔ سکول کی لوئر ٹرل بلڈج نے پبلک کے میبل کے فوائد پر ڈرامہ دکھایا۔ جس کی خوبیوں سے متاثر ہو کر صاحب صدر اور پبلک تعریف کئے بغیر نہ رہ سکی۔ لالہ کرپا رام صاحب بی۔ ایس۔ ہیڈ ماسٹر نے جلسہ کی نوعیت اور اس کے فوائد پر حجاج تقریر کی۔ طلباء کی کھیلوں اور پیٹ فار آل کے سبق بخش پروگرام کو واضح کیا۔ اور تجویز پیش کی کہ یہ انعامات طلباء کو ان کے جبرائے ہی ادا ہو کر اس کی ایک کاپی افسران بالا دست کو ارسال کرنی قرار پائی۔ صاحب صدر نے بعد تقسیم انعامات سکول کی ہر دلعزیزی جس خدمت گزاری اور اس کے نتائج وغیرہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے اسے ڈویژن بھر میں کامیاب سکول بتایا جس کی تعلیمی ترقی جسمانی تعلیم اور نظم و نسق تعریف سے مستغنی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی سرگرمیوں کو سکول کی بہتری اور کامیابی کا واحد طریق بتایا۔

**ٹرل سکول سرنگھ ضلع لاہور** مولوی کریم بخش صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں انجمن معین سنٹر ہڈا کے (۱) جلسہ منعقد ہوا۔ ۲۳

مدارس لے ڈی آئی صاحب قصور اور رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کی خدمت میں بھیجے جاتے۔ ریزولیوشن نمبر ۱ ایڈیٹر صاحب دور جدید کی توجہ کے لئے۔

(۱) انجمن ہذا دور جدید ہفتہ وار مجریہ ۱۶ فروری صفحہ ۳ محکمہ تعلیم پر عائد کردہ اتہامات پر اظہار تشدد کی کرتی ہے اور اس غلط ابتداء کا رکن نظر حقارت دیکھتی ہے۔

(۲) اخبار مذکورہ نام دینے والے ماہر تعلیم کا نام ظاہر کرے اور اسے واضح کرے کہ اگر وہ غلط اور ناجائز الزامات سے محکمہ کو کھٹکنا سمجھ کر لگانے کی کوشش کرے گا تو خود ذمہ دار ہوگا۔



(۳) اخبار ہذا مورخہ ۱۶ فروری سطور عدوان غلط ابتدائے کار صفحہ ۳ فقو محکمہ کی آخری حد کی تیغ عمل میں لائے اور بذریعہ اشاعت اس کا باقاعدہ اعلان کرے

(۴) لکھا جائے کہ وہ خاص شکایات کے واسطے محکمہ سے استدعا کرے اور تمام محکمہ کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش سے پرہیز کرے۔  
(۵) افسران محکمہ تعلیم سے اتھاس کی جائے کہ وہ اس قسم کے اخبارات کا اجراء سکولوں میں ممنوع قرار دیں جو محکمہ کی آخری حد تک بھی ناجائز حملہ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

(۶) ضلع لاہور کی باقی انجن معلمین بھی اپنے تنگ دناموں کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے خلاف تردیدی آوازہ کئے سے دریغ نہ کریں۔  
اور افسران بالا پر حقیقت حال کا انکشاف کریں۔

(۷) اُمید ہے کہ رسالہ رہنمائے تعلیم کا حقہ اس معاملہ میں محکمہ تعلیم سے حق و فاداری ظاہر کریگا۔ اور ہر ممکن طریق سے اس کی غت و آبرو کا حامی ثابت ہوگا۔ (ایم سردار علی)

ریزولیوشن نمبر ۲۔ آند جالغز پر خیر مقدم اور مبارک باد  
شیخ صفدر علی صاحب بی اے بی ٹی پی ای ایس سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر لاہور کے تبادلہ دہلی پر اجباب کچھ تشدد ہو کر گئے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ خوش قسمتی پر جلد ناز کا موقع ملا۔ اور

میسر خورشید الحسن صاحب بی اے بی ٹی جالندھر سے لکے جانشین ہو کر آئے۔ آپ بہت شریف۔ نیک حملہ۔ ماتحت پروا دار۔ منتظم افسر ہیں۔ لاہور اپنے صد مقام پر جیسے ممبر۔ کارکن اور ہر دلغز افسر کی ضرورت تھی۔ افسران بالا کے انتخاب نے اسے بوجہ احسن پورا کر دکھایا۔

جب سے آپ ضلع کی باگ ڈور ماتھ میں لی ہے ضلع ہر شعبہ میں مدارج ترقی پر قدم آگے بڑھا رہے۔ ماتحت حملہ آپ کے پیچہ مانوس ہے۔ بلکہ تعلیمی سرگرمیوں پر خورسند ہے۔ آپ ہر ممکن طریق سے مدرسین کی فلاح و بہبود۔ خوشحالی اور فارغ البالی میں ساعی ہیں۔

انجن ہذا ضلع کے تمام مدرسین کو اس خوش قسمتی پر مبارک باد دیتی ہے۔ آپ کی ذات والا صفات سے توقع ہے کہ تحفے کے سلسلہ میں بھی محکمہ کو کوئی معقول مشورہ دیکر مدرسین کی کما حقہ اعانت و دستگیری فرمائیں گے۔ آپ کی رفیق القشلی زیادہ عمدت تک غیب مدرسین کو تحفے کے کلمہ ہار سے مجروح ہونا دیکھنا گوارا نہ فرمائیں گے۔ آپ ہماری ماحتاج کے اندہ لکے لے بھی حتی الوسع تنخواہوں کی باقاعدگی کے امر کو ملحوظ خاطر فرماتے رہیں گے۔

میں انجن ہذا کی طرف سے ہر ایسی جائز ہر کمیونٹی کے ساتھ جو تاحال بذریعہ رسائل و جرائد آپ کی شاندار کارگزاریوں کا اظہار کر کے محبت و عقیدت کا اظہار کر رہی ہے۔ اظہار ہمد دی و دلجوئی کرتا ہوں اور آپ کی قابل تعریف شاندار شہری کارگزاریوں کا اعادہ و اعتراف کرتے انجن کی طرف سے افسران سررشتہ تعلیم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ضلع لاہور کے مدرسین کو آپ کے زیر مایہ تادیر فیضیاب ہونے کا موقع بخشیں گے۔ اور آپ کی ٹراں بہا خدمات کے صلہ میں پی ای ایس کا درجہ عطا فرما کر جو صلہ افزائی اور قدر آشنائی فرمائیں گے۔

(حاکم سردار علی سیکرٹری)

نوٹ رہنمائے تعلیم لاہور۔ انجن معلمین ہنر ٹرل سکول مدرسہ ضلع لاہور کے ریزولیوشن کو شائع کر دیا گیا۔ مگر بہتر ہوتا کہ وہ اس ضلع اخبار کی کارروائی بحسبہ یا اس کی کاپی ہم تک پہنچے تاکہ ناظرین اس سے آگاہ ہو کر آپ کے ریزولیوشن کی داد دے سکتے۔ (اور رہنمائے تعلیم بھی مناسب نوٹس لے سکتا۔) (سجید یوا)

**مڈل سکول جلاڑی ضلع کانگرہ** ۲۵ فروری کو یوم والدین بالو منتھورام صاحب گورکھاپی ای بی ٹی۔ اے ڈی آئی  
 مدارس حلقہ نادول کی صدارت میں منایا گیا۔ طلباء نے پرارتھنا کرائی۔ ٹھاکر پرنسنگھ  
 صاحب پختہ جیلر۔ ڈاکٹر امر ناتھ صاحب انچارج طبی سسٹری نادول۔ ٹھاکر نیر سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر دھیال اور ششی کرم چند صاحب پھر  
 بلاڑی نے بالترتیب لازمی تعلیم اور اس کے فوائد صحت و صفائی۔ اغراض و مقاصد۔ یوم والدین اور دیہات سدھار پر نہایت برجستہ  
 اور مؤثر لیکچر دیئے۔ طلباء نے دیہات سدھار سمجھن گائے۔ ڈرامہ اور نظم و لطیفے سن کر حاضرین پر نہایت اچھا اثر ڈالا۔ مندرجہ ذیل اصحاب  
 لازمی تعلیم کے ممبر منتخب ہوئے۔ میاں نارائن سنگھ صاحب نمبردار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ ٹھاکر پرنسنگھ صاحب رئیس۔ میاں گورو دھن سنگھ  
 صاحب نمبردار۔ ٹھاکر کاشی رام صاحب نمبردار۔ پٹواری حلقہ مٹ۔ طلباء میں انعامات اور بریٹری ہوئی۔ ستائشیں روپے بارہ آنے  
 چندہ جمع ہوا۔ اور چندہ دھندکان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ (مرئی دھر)

**مڈل سکول سلجیل آباد تحصیل تنھالیہ ضلع کرنال** ۲۶ فروری کو سردار بالو سنگھ صاحب ڈی آئی ایس کے نانی پھری  
 سید مصطفیٰ نقوی صاحب اے ڈی آئی علاقہ سالانہ معاونت کی  
 تقریب سے تشریف فرما ہوئے۔ رات کو طلباء اسکول نے بہادر سکاؤٹ کا ڈرامہ کیا۔ دوسرے روز معاونت ہوا۔ تعلیمی حالت کھیل سکاؤٹنگ  
 ربط ضبط و رسم پر طمانیت بخش اظہار فرمایا۔ طلباء کے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ طلباء کے مضامین دیہات سدھار نظموں اور لطائف کی  
 داد دی۔ جلسہ محلیں کی صدارت فرما کر پروگرام کے خاتمہ پر اپنی نیک و مؤثر نصح اور مفید تجاویز مثلاً تعداد طلباء بڑھانے، معافی  
 قائم رکھنے، تعلیم بہتر کرنے۔ دیہاتی صنعت کاری کو ترقی دینے وغیرہ سے مدرسین کی رہنمائی فرمائی۔ راست کو پھر طلباء نے سکاؤٹ بہادر کا  
 بقایا ڈرامہ دکھایا۔ (رکھی رام)

**مڈل سکول راجہ سانسلی ضلع امرتسر** ۲۵ فروری کو منترائے میکھو کوہر صاحبہ اہلیہ صاحبہ ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع امرتسر کی  
 لفٹنٹ سردار رگبیر سنگھ صاحب او بی ای۔ ٹی لازمس صاحب ڈی آئی ایس مشرا بی بی داس سے ڈی آئی پی ٹی۔ پنڈت  
 رام ناتھ صاحب ایم پی اے اسی تحصیلدار صاحب اجنالا۔ صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز اور ماسٹر سنت سنگھ صاحب پرنس فیڈریشن  
 رولنگ افروز تھے۔ علاقہ کے لوگ اور مقامی اوسط کا اجتماع عظیم جلسہ میں شریک ہوا۔ ایک عمدہ اور مختصر پروگرام تجویز ہوا جس میں  
 فریکل ڈپلے۔ انواع و اقسام کے استقبالیہ اور دیگر راگ نظیں۔ انگریزی اور اردو مسئلے۔ ڈرامے اور نظیں۔ مدرسین کے  
 لیکچرز شامل تھے اور موقع کے موافق نہایت مؤثر اور دلکش ثابت ہوئے۔ سردار موہن سنگھ پوری ہیڈ ماسٹر نے سالانہ رپورٹ  
 جو سکول کے ترقی کن حالات کی تفصیلات لئے تھی سنائی اور سکول کے کٹائی بنائے جانے کی ریل حاضرین اور محترمہ صدر سے کی۔  
 محترمہ صدر نے انعامات تقسیم فرمائے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے مختصر الفاظ میں حاضرین کو سکول سٹاف طلباء کی ایزادی اور سکول  
 کی بہبودی و ترقی قائم رکھنے کے لئے دستور تعاون کی ہدایت کی حضور ملک معظم قیصر ہند۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور محترمہ صدر  
 کے لئے چیز دیئے گئے۔ سردار صاحب کو کوٹھی طلباء رجاعت ہشتم ممبران سٹاف اور افسران معائن و دیگر اصحاب کا نوٹو لیا  
 کیا۔ (بھگت سنگھ)

**مڈل سکول جاکھولی ضلع رہتک** ۲۶ فروری کو قصبہ ہڈا میں سکول کے طلباء اور مدرسین نے برین صاحب کا دیار  
 نامی ڈرامہ سٹیج کیا۔ جس میں دیہات کی صفائی و شراب اور بھنگ نوشی کے

نقصان بڑھاپے کی شادی وغیرہ نظارے دکھائے گئے۔ بُری رسومات اور عادات کے نقصان بھی واضح کئے گئے۔ حاضری دو تین ہزار تھی اور سب متاثر ہوئے۔ (گنگرام)

۲۸ فروری کو سردار پال سنگھ صاحب ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں ممبران سٹاف ٹرل وپراٹھری۔ مدسین سنٹر اور طلباء کا غیر معمولی جلسہ ہوا۔ اور پاس ہوا کہ یہ اجلاس لالہ اندر بھان صاحب بی اے۔ پی ای ایس ڈپٹی انسپکٹر سکولز ملتان ڈویژن کی بے وقت رحلت پر ان کے پسماندگان سے ہمدردی اور انصاف کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے کہ اس صدمہ کو برداشت کر سکیں۔

مزید قرار پایا کہ نقل رسالہ رہنمائے تعلیم اور لائل پور اخبار کو بھیجے جائے۔ (سید شریف الحسن گیلانی)

اینگلو ورنیکلر ٹرل سکول راکی ریاست باگھل ضلع شملہ ۲۷، ۲۸ فروری کو مسٹر ایس ایف ڈین ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شملہ نے سالانہ معائنہ فرمایا۔ ۲۶، ۲۷ کی شام کو گرل سکول ہال میں میجک لینٹرن سلاٹ دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ آٹھ بجے شام کو آپ کی آمد پر ہال کچا کچھ بھرا تھا۔ معزز حاضرین میں لالہ خان چند صاحب دیر ریاست اور دیگر افسران و اہمکاران ریاست شامل تھے۔ صاحب ممدوح نے اول گراموفون ریکارڈ سے اُپدیش کیا۔ پھر میجک لینٹرن سے شراب خوری کی بُری عادات کے نقصان واضح کئے اور ایک پُر معنی و جامع تقریر کی اور واضح کیا کہ ان بُری رسومات سے ملک کس طرح نقصان اٹھاتا ہے۔ ریاست کی طرف سے ملشی درگاہ سنگھ صاحب افسران نے صاحب ٹرکٹ انسپکٹر کا شکریہ ادا کیا۔ خاتمہ پر گراموفون نے گاڈ سیودی گنگ کا قومی ترانہ گایا۔ سب نے کھڑے ہو کر دعائیں چھ لیا۔ رٹو مارٹل میڈیا گورنمنٹ ہائی سکول لالہ ندرہ کی دیہاتی اصلاح میں سرگرمیاں

بی ٹی ہیڈ ماسٹر شروع کیا گیا ہے۔ اس مختصر اور قلیل عرصہ میں اساتذہ نے جس سرعت اور سرگرمی سے کام لیا ہے قابل تحسین ہے چنانچہ ۱۲ اور ۱۳ مارچ کو مسٹر برائن ایم اے آئی سی ایس ایس ایس کمنڈر دیہات سدھار نے سکول کے متعلق دیہات پل۔ صفائی وغیرہ امورات کا ملاحظہ کیا جس سے بہت محفوظ ہوئے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے معاونین کی سرگرمیوں اور دلچسپیوں کی داد دیتے ہوئے تحیر فرمایا کہ میں لالہ شکر لعل صاحب ہیڈ ماسٹر اور ان کے قابل ممبران سٹاف کے حسن انتظام اور کاروائی نمایاں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ لالہ صاحب موصوف مستحق مبارک باد ہیں۔ فی الحقیقت جب سے آپ نے سکول کا چارج لیا ہے سکول اور اس کا ماحول مختلف شعبہ جات میں فوری اور جبریت انگیز ترقی کر رہا ہے۔ اور ڈویژن بھر میں اپنی نوعیت اور خصوصیت کے لحاظ سے نمونہ کی ایک ممتاز درس گاہ بن چکا ہے جہاں نہ صرف پُرانی روایات کو بدستور قائم رکھا گیا ہے بلکہ طلباء اور طلبہ کے رفاه اور بہبود کے لئے بہترین تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے اور یہ سب ہیڈ ماسٹر صاحب کی مساعی جمید کا نتیجہ ہے۔ (نامہ نگار)

ساتن دھرم ہائی سکول لاہور ۵ مارچ کو سالانہ جلسہ تقیم الفعالت پیم بجے شاہ کو آریل جسٹس مہادیو ویشنوبھڈے آئی سی ایس ایس ایس جج ہائی کورٹ پنجاب کی صدارت میں بڑی تفریح و اعتناء سے منعقد ہوا شہر کے معززین اور طلباء کے والدین کی کثیر تعداد نے شمولیت فرمائی جن میں سے راجے بہادر کنور سین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس جہاں کشمیر رائے بہادر لالہ بنداسرن صاحب۔ دیوان بہادر دیوان کرشن کشور صاحب رئیس اعظم۔ لالہ جگن ناتھ صاحب اگروال

ایم ایل اے۔ رائے بہادر لالہ رام جو یا صاحب۔ رائے صاحب لالہ سوہن لعل صاحب پروفیسر نیشنل ٹریننگ کالج لاہور رائے صاحب لالہ رکھو ناتھ سہائے صاحب۔ مسٹر پی این امولک پرنسپل سنان دھرم کالج۔ پنڈت ہیرراج صاحب ایم اے پرنسپل دیال سنگھ کالج۔ رائے صاحب لالہ بھگوان داس صاحب۔ پروفیسر ننگا رام صاحب کوہلی ایم اے قابل ذکر ہیں۔ کارروائی منوہر بھجنوں سے شروع ہوئی۔ سکول سرکس کے ممبران نے اپنے بے مثال جسمانی کرب دکھائے۔ ڈول اور اس کی کھیلیں اعلیٰ پایہ کی تفصیل۔ سکول طلباء کی فصیح و بلیغ تقریریں۔ مختصر ڈرامے۔ مذاہنہ پارٹ اور جسمانی کارنامے دل خوش کن تھے۔ وقتاً فوقتاً سکول بینڈ بھی اپنا پارٹ خوبی سے ادا کرتا رہا۔ سکول کے روح رواں فاضل ہیڈ ماسٹر پنڈت نرسنگھ لال جی نے رپورٹ پڑھی۔ سکول کی بڑھتی تعداد کے ذکر کے لئے صاحب ڈویژنل انسپکٹر لاہور کے ریمارکس کافی سے زیادہ شہادت تھے۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ سنان دھرم ہائی سکول لاہور شہانہ روز ترقی کنال ہے۔ تعداد طلباء اس قدر بڑھ گئی ہے کہ میں اسے لاہور کی سب سے بڑی تعلیم گاہ قرار دیتا ہوں جو سال کے اخیر میں ۳۵۶۳ ہے۔ شمالی ہندوستان کی کسی درسگاہ کی دس تریسیت میں اتنی تعداد نہیں۔ دس سال کے عرصہ میں طلباء کی تعداد میں اڑھائی سو فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ اس شاندار کامیابی کے لئے سنان دھرم کے سچے سیدک پنڈت نرسنگھ لال صاحب ہیڈ ماسٹر تمام سنان دھرم دنیا کی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس برصغیر تعداد کی حیرت انگیز ترقی کے ساتھ جسمانی ورزش اور دارمک تعلیم کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ سکول کے نتائج بہت اچھے اور عوامہ افزا ہیں اور یہ وہ کامیابی ہے جس کے لئے دانشی میوشن دوسرے ہائی سکولوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ ۱۰ سکول میں ۸۰ فریق ہیں اور ۱۱۰ استاد۔ اگر باقی سکولوں کی طرح مناسب تعلیم کے قاعدے کے برخلاف فیس کی شرح گھٹادی جائے تو یہ تعداد بڑھنا چھ ہزار ہو سکتی ہے۔ دورانہ سال میں چارٹے وسیع کوپے تعمیر کرائے گئے۔ ایک بجلی سے چلنے والا کنواں بھی لگایا گیا ہے۔ جو موسم گرما میں بچوں کی ضرورت کے لئے کافی سے زیادہ معاون ہے۔ سکول مینیجنگ کمیٹی نے دوا اور کمروں کی تعمیر کی منظوری دی ہے۔ سال رواں میں ساڑھے تین سو گریجویٹ ڈیگرے سو میوزین اور بجلی کے پیکھے۔ دو ہزار سے زیادہ رقم خرچ کر کے مہیا کئے ہیں۔ سکول نتائج خاص تلی کشن ۱۳/۱۴ پچھلے انٹرنس کے امتحان میں پاس ہوئے۔ ایک ہائی سکول سکالر شپ اور ایک مل سکول سکالر شپ بھی ہمارے حصے میں آیا۔ مذہبی تعلیم سنان دھرم کے بنیادی اصولوں کی اسکول کی انتہائی خصوصیت ہے جس کے ساتھ مذہبی رواداری اور فرائض دلی کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ سنان دھرم ایجوکیشنل بورڈ پنجاب کے ماتحت دھرم سکھنا کے امتحانات لڑنے جاتے ہیں جس کے نتائج کا انتظام ہے۔ لاہوری معقولانہ پانے پر روزانہ ہفتہ والا اخبار اور معقول دسے مہیا کئے جاتے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس معقول شے ہے۔ جہاں نیا دی تعلیم کے ساتھ اخلاقی اور مذہبی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ سکول اوقات کے بعد قابل لڑکے ایک طرف اور کمزور لڑکے دوسری طرف اساتذہ کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ جسمانی ترقی خاص ملحوظ رہتی ہے۔ رکھ دیال ٹورنمینٹ میں سکول بچوں نے بینڈ مین اور بینڈ کے کپ جال کئے۔ گونا گوی تعلیم کے علاوہ کئی دیگر مشاغل بھی ہیں مثلاً بوٹ کلب۔ والی ایم سی اے کے تقریری مقابلہ میں ہمارے دو لڑکے اول اور دوم رہے اور انکو کپ ملا۔ سکول سکواڈس نے آل انڈیا ٹائٹلس میں کئی انعامات جال کئے۔ حال ہی میں شیعہ صنعت حضرت جاری ہو رہے ہیں جہاں کئی صنعتی چیزیں مفتی اور فروغ پاتی ہیں۔ صاحب صدر نے مستحق طلباء کو انعامات تقسیم فرمائے اور فرمایا کہ گو سکول کا نام کئی دنوں کے لئے رکھا تھا۔ مگر جو کچھ آج دیکھا ہے اس امر کی روشنی میں کہ وہ اپنی شہرت کا سو فیصدی مستحق ہے۔ یہ امر کہ سکول کی تعداد باقی تمام سکولوں سے بڑھ کر ہے۔ نہایت مسرت بخش ہے اور سکول طلباء کی ہرگز ترقی کا خواہاں اور دلدادہ ہے۔ اسکی صنعتی نمائش۔ سے میں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ اس قسم کی تعلیم کی ناس ضرورت ہے۔ افسوس کہ بہت سکول ایسے ہیں جو مذہبی تعلیم سے محروم ہیں۔ حالانکہ آج کل مذہبی اور اخلاقی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ میں بچوں کے ذہن سے بزدل غباریں کرنا کہ اپنے بچوں کی تعلیم میں ایسے سکول کو ترجیح دیا کریں۔ ایسی نمایاں کامیابی کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب ہر طرح سے مبارک

کے قابل ہیں۔ لادھن ناتھ صاحب اگر وال سیکرٹری کالج منیجنگ کمیٹی نے صاحب صدر کے شکریہ کے اظہار میں مختصر مگر جامع تقریر کی اور ان شکلا پر روشنی ڈالی جن کا مقابلہ منیجنگ کمیٹی کو کرنا پڑا۔ سکول تاریخ مختصراً بیان کی اور قصاصد کی اس تکلیف فرمائی کا دلی شکریہ ادا کیا۔ (دیرنا ٹکھٹا) نوٹ رہنمائے تعلیم۔ فارسی مثال ہے ع کاربر مرد و مرد ہر کالے۔ سناتن دھرم سکول لاہور کے نامی اور محترم ہیڈ ماسٹر پرنٹ نرسنگہ لال صاحب پر صادق آتی ہے جن کے زیر سایہ سکول میں کیا پلٹ کا نقشہ دکھائی دے رہا ہے۔ تعداد طلباء میں ایسی شاندار اور نمایاں بڑھوتری ہی آپکی سرگرمی کی کافی شہادت تھی مگر یہ دیکھ کر کہ اس قدر تعداد کو کس خوبی سے ڈسپلن کے تحت دُنیادی و دُنیارنگ و جسمانی تعلیم کے ساتھ دوزی کرنے کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ سارے تین ہزار سے زیادہ طلباء کو ترقی کی اس شاہراہ پر چلانے کے لئے بذت جس کی قدر محنت کے کام لیتے ہوں گے اور اس عظیم ذمہ داری سے کیونکر عہدہ بجا ہوتے ہو گئے؟ خاص طور طلباء و اس طلبہ معاملے جس کا جواب ہے اپنے کارناموں سے آپ ہی دے رہے ہیں۔ رہنمائے تعلیم کی دلی آرزو ہے کہ آپ کو اپنے ارادوں میں بیش از بیش کامیابی حاصل ہوا و سناتن دھرم ہائی سکول آپکی زیر سایہ اسی طرح کامیابی کی شاہراہ پر کارنر کر رکھو کی بہترین اولین انسٹی ٹیوٹن بنا رہے اور اسکے ملک اور قوم کے بہترین جانشین ثابت ہوں۔ (سچیوا)

**شہر پہلی خطہ کرناٹک جنوبی قسمت میں جلسہ مبارکباد** ۲۴ جنوری ۱۹۲۳ء کو عالی جناب آئریل سرشاہ نواز خاں صاحب بھٹو وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ بمبئی کی شریف آوری پر مدعو کی خدمت میں مدیر ٹریک میٹس کرنے کے لئے تین مقامی جلسے ہوئے۔

پہلا جلسہ۔ حکام لوکل بورڈ کی جانب سے۔ دوسرا جلسہ میونسپل ہال میں زیر صدارت سردار محبوب علی خان صاحب ایم ایل سی پریزیڈنٹ اور نیرا جلسہ پریزیڈنٹ صاحب نجم اسلام شہر پہلی کی زیر نگرانی کنیشن علیہ تعینات میں تمام مسلمانان پہلی کی موجودگی میں منعقد ہوا جس میں جناب عبدالصمد صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کرناٹک کالج دھار وار مسلمانان پہلی کی بہتری و ترقی پر پُر زور و جوشیل تقریر کی۔ سید نور اللہ صاحب بی اے ایم اے ڈی بارایٹ لالہ بکیشنل کشتہ قسمت جنوبی و جناب ایم آر دیر بھٹن ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر قسمت جنوبی۔ جناب آرا بھٹو وڈو بی اے ایل ایل بی وکیل و جناب ایس اے پیر زادے بی اے ایل ایل بی کے علاوہ کئی اور معزز بزرگوں اور بھی شامل جلسہ تھے۔ ان اجلاسوں میں اُردو پرائمری مدارس کے طلبائے خوش اُمید کا ترانہ گایا۔ اور سردار محبوب علی خاں صاحب اور دیگر وڈو سنے آئریل موصوف کے نکل میں پھولوں کا ردائے۔ ہیڈ ماسٹر جناب جمن صاحب کرسپور ان اجلاس میں بہت کوشاں رہے اور مسلمانان پہلی انکے بہت ممنون ہیں۔ (راج آئی ٹون)

**آٹھ نکھوں کی سلامٹیاں** رہنمائے تعلیم کے کو مفرا پنڈت شیون ناتھ صاحب کل شاکر اند گنج۔ شکر لگا لیا رہے رقمطراز ہیں کہ اور لوٹن آنکھوں میں ڈالتا رہا ملکا طہیمان نہ ہوا۔ خوش قسمتی سے اسی اشناس ایک آنکھوں کے ماہر سے آنکھ کی سلائی کا نسخہ دستا ہوا۔ چنانچہ چند سلامٹیاں تیار کر کے استعمال کیں اور بہت مفید ثابت ہوئیں۔ پہلی ادویات اور لوٹنوں کو بالائے طاق رکھ دیا اور تجویز کے لئے چند ایسے رشتہ داروں اور عزیزوں کو بھی ان سلامٹوں کے تذرت کیا اور وہی سلامٹیاں چند ڈاکٹر صاحبان کو دیں۔ انہوں نے امراض چشم کے مبتلا مریضوں پر انہیں آزمایا اور مفید پا کر اپنے تجربہ کا پتہ تحریری طور پر دیا۔ یہ سلامٹیاں مختلف ادویات جڑی بوٹی اور پھولوں کے عرق سے بنائی جاتی ہیں۔ روزانہ تین مرتبہ دوپہر اور شام کو سلائی آنکھ میں پھیر لینی چاہئے۔ ایک سلائی دو تین ماہ کے لئے کافی ہے۔ چار سلامٹوں کا ایک پمکٹ استعمال کرنے سے پورا فائدہ ہوتا ہے۔ اس پمکٹ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ ضرورت مند اصحاب پتہ مندرجہ صلا سے پنڈت شیون ناتھ صاحب کو کل پنشن سے طب فرما سکتے ہیں۔

**مبارک باد** صاحب کلام رسول صاحب ٹیون ایم اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس ڈیڑن راولپنڈی کی وفات کے سلسلے میں جناب ملک حسین صاحب ایم اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شاہ پور قائم مقام ڈپٹی انسپکٹر مدارس اور جناب سردار گنوا سنگھ صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شاہ پور قائم مقام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہوئے ہیں۔ آپ کے کئی مہینوں کے منسلک ذیل ملازم نے مبارک باد کے پرنوبویشن پاس کئے ہیں۔ اور آرزو مند ہیں کہ آپ ہر دو بزرگوار صلہ دار علیہ ان مناصب صلیہ پر مستقل ہوں اور اپنے ماتحت مدرسین کی بہتری اور سرپرستی کے فرائض حسنہ کو بدستور پمدردی اور نیک ذاتی سے سر انجام دیتے رہیں۔ (۱) ڈسٹرکٹ بورڈ سکول چک نمبر ۲۹ جنوبی (۲) خالصہ مڈل سکول چک نمبر ۲۹ جنوبی (۳) سری گوردانک مڈل سکول مٹھا ٹوڈہ ضلع شاہ پور۔ سکول کی مینجنگ کمیٹی بھی اس قرارداد میں سٹاف سکول کے ہمراہ ہیں اور ملک دتا کی بے غرض اور سچی خدمات کی معترفت ہے۔

**انجمن معالین سنٹر ڈھاڈو کلاں ضلع ہوشیار پور** جناب لالہ بالک رام صاحب گپتا کی اے بی ٹی اے ڈی آئی ہر اس ہونے جس کا پروگرام نہایت کامیابی اور موثر طریق سے ختم ہو جانے پر صاحب موضوع نے مفصلہ ذیل پر اظہار خیالات فرمایا۔ (۱) آمد سرکار است دفتر صاحب ڈویژنل انسپکٹر مدارس جالندھر و صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہوشیار پور (۲) ذہنی طلباء (۳) روزانہ حاضری اور فعلی سسٹم کو کامیاب بنانے کے وسائل (۴) مکانات مدرسہ اور رجسٹر کی صفائی و رکھ رکھاؤ (۵) اجلاس مدرسین سنٹر بسی کلاں ضلع ہوشیار پور جناب لالہ بالک رام صاحب گپتا کی صدارت میں سنٹر بکوارڈ غازیجان ڈویژنل انسپکٹر صاحب جالندھر ڈویژن کے سرکلر متعلقہ طفل شماری اور طریق پر کرنے نقشہ جات کا نو بنایا انشا پردازی کے چارٹ اور گرافس کی تیاری بمشمار سرکرات سابقہ کا طریق بھی بتایا۔ طلباء جماعت اول کے داخلہ کی ہدایات کہ اپریل مئی اور جون کے مہینوں میں داخلہ پر زور دیا جائے کہ اختتام سال پر طلباء ترقی حاصل کر سکیں تعلیم کو اعلیٰ اور بہتر بنانے پر فاضل زور دیا۔ (سنت رام)

**محکمانہ سندات امتحان جے وی سال ۱۹۳۵ء بکرمیس** غشی گوپی چند ادیب عالم ٹیچر جے وی سکول فیروز پور سے جے وی سند کا امتحان پاس کیا۔ مگر آج تک انہیں محکمانہ سند کامیابی امتحان نہیں ملی جس پر انکی کارگزاری کا اندراج لازمی تھا۔ وہ اور ان کے تمام ہم جماعت اس وقت کا سامان کر رہے ہیں۔ جیوٹریفیکٹ کے موجود نہ ہونے سے سالانہ امتحان پر رونا ہوا کرتی ہے۔ وہ آرزو مند ہیں کہ جناب صاحب ڈیڑن بہادر سرپرستہ تعلیم پنجاب اور انکے مشیر خاص صاحب رجسٹرار بہادر امتحانات محکمہ اس طرف فوری توجہ مبذول کریں اور تمام امیدواروں کو انکی سندات عطا کر کے انکی طمانیت خاطر کا موجب ہوں۔

**ایم بی سکول پانی پت** ۲۴ جنوری کی سہ پہر کو عالی جناب مسٹر آر سینڈرسن صاحب بہادر ڈائریکٹر سرپرستہ تعلیم پنجاب سکول ندائیں رونق افروز ہوئے۔ یہاں اسٹنٹ صاحب اور سکسٹس نے درس کے دعوازہ پر استقبال کیا۔ موٹر سے آکر کر جب آپ احاطہ سکول میں رونق افروز ہوئے۔ پندرہت بشیر داس صاحب نے ایک مدحیہ قصیدہ جو شیشہ دار چوٹ میں نصب تھا صاحب مدوح کی نذر کیا جسے جناب نے بہت پرت فرمایا۔ سکول مارت اور کمروں کا ملاحظہ فرما کر سکول کی فضا اور دلگشتائی پر اظہار خورسندی کیا۔ سکسٹس نے اپنے کرتب دکھائے۔

۱) ایک نظم ممدوح کی تعریف میں لکھی۔ مدرسہ کے حالات خاص کا احاطہ تعداد طلباء اور ماضی سے آپ بہت خوش ہوئے۔ اور بہت دیر تک انٹرنیشنل بورڈ کے سامنے کھڑے رہ کر تعریف کرتے رہے۔ اور اظہار مسرت فرماتے ہوئے آپ نے تشریف لے گئے۔ (نذیر حسین)

۲۶ جنوری کو سنٹر پابل پور باڑیاں  
ٹچرز ایسوسی ایشن ورنیکلر مڈل سکول باڑیاں کلاں ضلع ہوشیار پور  
صاحب کپتیا اے ڈی آئی حلقہ شرقی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ سابقہ کارروائی کے سٹانے کے بعد دیہات سدھار کے راگ گائے گئے۔ منشی امیر الدین نائب مدرس نے کھیل کے طور پر خوشگلی کا سبق پڑھایا جو بڑا دلچسپ تھا۔ آپ نے طفل شماری یا ملحقہ دیہات سکول کا خاکہ اور اس خاکہ کا جغرافیہ سے تعلق۔ لڑکوں کی روزانہ صفائی رکھنے کے ریکارڈ کا نمونہ بتایا۔ علاوہ بریں فیملی سسٹم کا اجراء و ذہنی پیمائش پر بھی اظہار خیالات ہوئے۔ سکول کی صفائی اور ذرا احتیاجی باغیچہ کی رونق جاذب نظر تھی۔ (مومن سنگھ)

۳۰ جنوری کو عیال جناب باوا برکت سنگھ صاحب پی ای ایس  
ڈی بی پرائمری سکول کالک ضلع لودھیانہ  
صاحب اے ڈی آئی حلقہ شرقی لودھیانہ سکول ہذا کا بلا اطلاق معائنہ فرمایا۔ باوجود سخت بارش مکان مدرسہ صاف ستھرا تھا اور درمیں اپنے فرائض ادا کر رہے تھے۔ صحن و باغیچہ پھولوں سے آراستہ تھا۔ سلیبس ٹائم فیکل وغیرہ ضروری نقشہ جات اپنی اپنی جگہ پر آویزاں تھے۔ صاحب ممدوح ضبط مدرسہ صفائی اور تعلیمی حالت سے بے حد مطمئن ہوئے۔ لازمی تعلیم کے تمام رجسٹرات اور کاغذات کا بغور ملاحظہ فرمایا۔ سردار جودھ سنگھ صاحب افسر لازمی وقت معائنہ حاضر تھے اور آپ نے ان سے تبادلہ خیالات فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر یا کہ ممبران کبھی لازمی تعلیم سکول میں پہنچ گئے۔ باوا صاحب نے اول جماعت کے مدرس کو تعینم جھگان کو کھیل سے مربوط کیا جائے کے طریق سے باخبر کیا۔ لاگ ٹنک میں حوصلہ افزا ماکرٹس کوچ فرمائے۔ سکول کی تعلیمی اور تعداد طلباء کے رور سے تسلی بخش ثابت ہوا جس کے لئے جودھری صاحب افسر علاقہ قابل مبارکباد ہیں۔ (پرنٹ لیکھرام)

۲۹ جنوری کی عین بارش میں جناب باوا برکت سنگھ صاحب پی ای ایس ڈی بی پرائمری سکول  
لوئر مڈل سکول پوہیر ضلع انبالہ  
سکول میں رون فرور ہوئے۔ باقاعدہ تعلیمی کام شروع تھا۔ سکول کی صفائی قابل امداد بچوں کے گراف اور باقی فہرستیں دیکھ کر بہت مطمئن ہوئے۔ جو نیر ریڈ کراس کی انشیا۔ باغیچہ سکول وغیرہ امور قابل فورسندی ہوئے۔ تعلیمی کام میں سابقہ معائنہ کے تمام تقاضا کو دور پار بہت تحسین و آفرین فرمائی۔ مدرسین کے تمام سوالات کا جواب نہایت خوش خلقی اور عزت بزرگانہ سے دیا۔ (دھرم چند)  
۳۱ جنوری۔ جناب لالہ چیمپندر صاحب ڈی بی پرائمری سکول رورل  
اگلون خور ضلع لاہور میں ورل سائنس ٹریننگ کورس  
تشریف لائے۔ سکول ملل سرنگھہ بکھی خورہ اسکول کے سید ماسٹر اور جیوہ استادہ بموجب حکم حاضر تھے۔ مفصلہ ذیل کارروائی عمل میں آئی جناب لالہ صاحب نے فرمایا کہ

(۱) جناب صاحب ڈائریکٹر بہادر رورستہ تعلیم عجب بڑا عمدہ سرکار عام مدارس میں باغیچہ کی ذیل میں کثرت سرعت کے ساتھ نمایاں ترقی کرنے پر اظہار مسرت فرماتے ہیں۔ اس ترقی اور کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے آپ نے ہوشیار پور۔ جاندھراد گرنال وغیرہ ضلع کی قابل ستائش کارگذاری کا تذکرہ کر کے بچوں کی ایکٹر و سکیم کے ذریعے گھڑوں میں پھولوں کا شوق اور روشنی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور ڈیڑھ گھنٹہ کے مدارس میں اس شعبہ میں نمایاں کامیابی پر افسر انچارج سہیلک کو مبارکباد دی۔

(۳۲) مفید گئے اور لگوں کی بجائے نکات خرچ کے لئے لٹے بڑے تینوں - بیسوں اور پالیٹوں وغیرہ کا استعمال بتایا - عمدہ کھانا - کھانا کرنے کے طریق اور تھیلوں کی کھانے کے لئے - ۲۰ - ۳۰ فٹ گریڈ کھودنے - شاخص اور پتے ڈالنے اور خاص امتیاطیں کرنے کے بعد تین ماہ نکالنے پر مہری مٹی کی مقدار خاص کی آمیزش کو بہترین نمائندہ کے مستفید فرمایا۔

(۳۳) بیج - پود کے لگانے کے لئے موسم اور مناسب اوقات و حالات - باریک چھرنے اور خوراک کا استعمال مٹر کی اقسام کے موٹے بچوں کا خندق میں ہونا - بچوں کا متواتر تین سال تک کا شت کرنے سے خراب ہونا - اور پود کا سنٹر سکولوں میں متداول کر کے پھولوں کا ذخیرہ بنانا وغیرہ مفید امور اس ضمن نشین کئے۔

(۳۴) موسم سرحد کے پھول فیٹی لائیم - سٹارٹیا - کادن فلاور - فلاکس - ویدینا - پینیری - سورج کشی - نکیس - کلا ریکا - کیڑی لفٹ - ڈیڑی - ایفن ڈیڑی - گل خیرا - چوک ہولی - سویٹ پی - گینڈا - کاسموس - موسم گرما کے پھول (جون جولائی) کاسموس - گل کلف - ہلسم - زینا پلور چولا کا سورج کشی وغیرہ اور دائمی پھول گلاب - چنبہ - عشق بیچاں وغیرہ لگانے کی ہدایات فرمائیں۔

(۵) درختوں کا ذخیرہ پیدا کرنے کے لئے بیج اور تلہ و فوطرین - زرش - توت - شیشم اور نیم کا بادیعہ قلم لگانا - دھوپ بارش اور دیک سے محفوظ رکھنے کے لئے پتوں وغیرہ کی چھتری تیار کرنا اور درخت توت کا بوجب رپورٹ گورنمنٹ پنجاب کم دستیاب ہونا - سیالکوٹ وزیر آباد میں اس کی کلکری کو بطور سامان کھسپ استعمال کرنا اور سکولوں میں بکثرت بویا جانے پر خاص توجہ دلائی - پھر سبز باڑ پر گفتگو ہونے کے بعد لوئر ٹیڈل مدارس میں ابتدائی سائینس کے اجراء کی اپیل کی - اور اپنے پھول کی جماعت کا رجحان سبقتاً - تجربہ مدلل بائیں کی طرف دلا کر محکمہ دیہات سدھار کی جدوجہد شاندار صورت میں رونما کرنے کی تلقین فرمائی۔

(۶) علاقہ انچارج مسٹر سالک نے ٹریننگ کورس ردول سائنس کے مدرسین خاص کے استفادہ و مفاد پر جناب لالہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور محکمہ سے منقرہ نصاب موصول ہونے پر لوئر ٹیڈل اسکول میں اجراء تعلیم لایا - ہم اسٹیج رہنے کے لئے امرتسری کا دن مقرر ہوا عام دیسی جعلی ٹیکوں اور ڈرائیو کی سکول میں مداخلت روکنے اور ادویات کے استعمال کی ممانعت کے لئے سندھ صاحب ڈائریکٹر رشتہ تعلیم پنجاب کے خاص مرکز کا حوالہ دیا گیا - معافی فیس کی چند شرائط بیان کیں یعنی (اصلی پر دستخط اور تاریخ وصولی امتیاطات درج کرنے کی تلقین ہوئی زمین و درستیوں کا ذکر چھوڑ کر انہیں عام مدارس کے ماحول کی مکمل نفاذ کو صاحب کے مشہور دیہات سدھار کی ممانعت کے مطابق خوشنود بنائیں گے - دی - سالک صاحب کی عنایات و لوازمات کے اعتراف کے بعد ملٹی پلٹر مقرر صاحب - سر ڈاکٹر پچر لوئر ٹیڈل سکول لگوں نور کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا ہوا۔ (ایم سردار علی)

**لوئر ٹیڈل سکول پھول کوٹ ضلع لودھیانہ** - ۱۲ جنوری - جناب باوا برکت سنگھ صاحب نے پٹی انسپکٹر مدارس وائس چیمبر لگا کی پڑناں میں آئی باوجود کثرت باران مکان خوب صاف تھا - طباطبائی باس میں ملبوس تھے صحن اور باغیچہ پھولوں سے آراستہ تھے - حاضری قابل اطمینان سلیبس وغیرہ خوشخط لکھے ہوئے تھے - مضبوط مدرسہ اور طبیعت پر دل خوش کن سہارا رکھتے تھے - (تلمی رام) چند نکات صاحب میڈما سٹر ٹیڈل سکول راجندر کی اہلیہ محترمہ نے اس میں زمانہ مدرسہ سکول میں تعلیمات ہو کر مزید صدمہ آئیں - آپ کا بچہ چندے آرام سے رہا - مگر نگاہاں نہیں ہو کر آٹا خانہ موت کا قہر مہیا ہوا - پروردگار عالم نے دوسرے بچے عطا کیا مگر ۲ جنوری کو شہیت ازادی سے وہ بھی چھ ماہ کا ہو کر چل بسا اور آپ کو مزید چرنا لگا - دعا ہے کہ خدا نے لازوال مرحوم اور معصوم بچوں کو جنت نصیب کرے اور لواحقین و پیارے مکان کو ممبر جمیل کی طاقت بخشیں - (تھو رام شرما)

رہنمائے تعلیم پرنٹنگ ناٹک چند صاحب اس رجحانہ واقعہ پر دل برداشتہ رہتا ہے - (سید یونس)



# اعلیٰ حضرت ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی کے سلسلہ میں مختلف تقاریر

سلور جوبلی کے سلسلہ میں جو تقاریر منعقد ہوئی ان کے متعلق پورے زور شور سے کام ہو رہا ہے اور چند فراہم کرنے اور عوام کو تفریح کا سامان مہیا کرنے کے لئے جو تجاویز مرتب کی جائیں گی ان کے لئے مختلف کمیٹیاں مقرر کئی ہیں۔ حال ہی میں مسٹر آر۔ سینڈرسن ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے ایک کمیٹی قائم کی ہے۔ صاحب مہروف اس تقریب سعید پرسکول کے لڑکوں اور لڑکیوں کو تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ تعلیمی کمیٹی کے صدر رائے بہادر مشرمن موہن ڈویژنل انسپکٹر مدارس ہیں۔ کمیٹی مندر کے جلسہ میں متعدد نئی تجاویز پیش کی گئیں۔ اگر ان میں سے چند تجاویز کو بھی عملی صورت دی گئی تو پنجاب کے سکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کافی تفریح کا سامان مہیا ہو جائیگا۔ ڈرامے، تعلیم انعامات، مٹھائی وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو سکول کے بچوں کے لئے نہایت دلچسپی کا باعث ہوگی اور جو متعدد کمیٹی سے ارکان کی طرف سے کھلی جارہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انتظامات مکمل ہونگے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ سلور جوبلی ایک ایسا مبارک موقع ہے جو انتہائی مسرت کے ساتھ منائے جانے کے قابل ہے۔ اور اگر سکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو خوشی حاصل ہوئی۔ تو اس سے تمام تقاریر کا معیار بلند ہو جائیگا۔ اور ہر شخص یہ محسوس کریگا کہ وہ خود ان تقاریر میں حصہ لے رہے ہیں۔ فلنگ ڈسے کمیٹی کی بھی اپنی تجاویز ہیں۔ ستر سزار فلنگ صرف لاہور کے لئے منگوائے گئے ہیں اور کچھ لاکھ فلنگ دوسرے شہروں اور ضلعوں کو بھیجے جائیں گے۔ فلنگ ڈسے کمیٹی کی یہ کوشش ہوگی کہ تقاریر پر روپیہ خرچ کرنے کے چندہ جمع کیا جائے۔ نوجوان سکادلوں کا ایک جلوس بھی نکالا جائیگا اور اس ضمن میں لاہور کے سکول اور سکاؤٹ مایاں حصہ لیتے۔ اس جلوس میں تمام سلطنت برطانیہ کے نوجوانوں کا مظاہرہ پیش کیا جائیگا۔ نوجوان سکاؤٹ مختلف قسم کی ڈریا پہنے ہوئے ہونگے۔ جلوس میں ٹانگے، بیل گاڑیاں اور سائیکلیں ہونگی جس سے جلوس ایک کارنیوال کی شکل اختیار کریگا۔ فلنگ ڈسے کی تقریب کے اس حصہ کا پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے انتظام کیا جا رہا ہے اور ہزاروں طلباء میں ابھی سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ایک بڑے بینڈ باجہ کا بھی انتظام کیا جائیگا۔

ان اصحاب سے بھی جن کے پاس موٹر گاڑیاں ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی وفاداری کا اظہار کریں۔ ایک خاص ڈسک تیار کیا گیا ہے جس کی قیمت دو روپیہ مفقود کی گئی ہے۔ امید ہے کہ ہر ایک موٹر رکھنے والا شخص ایک ڈسک خریدے گا۔ اور اسے اپنی موٹر پر آویزاں کریگا۔ فوجی ”ٹیو“ جو ۲۲ اور ۲۳ اپریل کو دکھایا جائیگا۔ ایک شائستہ ہی شاندار مظاہرہ ہوگا۔

مزید براں بوائے سکاؤٹ اس عظیم الشان میلہ کی تیاری میں بھی مصروف ہیں جو ۷ اور ۸ مئی کو لاہور شہر میں منعقد ہوگا۔ میلہ کمیٹی کی تجاویز نہایت اعلیٰ پیمانہ پر مرتب کی گئی ہیں اور امید ہے کہ اس میں تین چار لاکھ آدمی شامل ہونے مختلف قسم کی کھیلیں دکھائی جائیں گی اور جمانی اور ورزشی کرتب، آتش بازی اور کشتیوں وغیرہ کا انتظام بھی کیا جائیگا۔ تاہم کوئی ایسی تقریب جو محض تماشے کی حیثیت رکھتی ہو متعلق طور پر مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہذا جنرل کمیٹی کا خیال ہے کہ شہنشاہ معظم کی یادگار کے لئے ایک متعلق میموریل قائم کیا جائے۔ یہ بہت جلد عملی صورت اختیار کرے گی اور اس امداد سے قطع نظر جو سینٹ جان ایمبولینس اور ریڈ کراس سوسائٹی کو اس مفید کام کے لئے ملے گی جس کے صلہ میں وہ تمام دیناے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ ایک اور متعلق میموریل کا قیام بہت جلد تک اس سربراہ پر منحصر ہوگا۔ جو اہل پنجاب کی طرف سے دیا جائیگا۔

## سلور جوبلی فنڈ اور مقامی مفادات

بعض اوقات ان خدشات کا اظہار ہوتا ہے کہ آیا اس روپیہ کا بیشتر حصہ جو صوبائی حکومتوں اور ریاستوں کی طرف سے سلور جوبلی فنڈ میں دیا جائیگا۔ فی الواقع ان مقامات کے فائدہ کے لئے استعمال کیا جائیگا جہاں سے روپیہ دیا گیا ہو۔ ہر ایک سیلنی جناب لائبریری بہادر کی پہلی اپیل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۳ء میں بیان کیا گیا تھا کہ ایسے چندوں کا متعدد حصہ "مقامی اخراجات کے لئے واپس کیا جائیگا اور اب یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اگرچہ ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر صورت میں تناسب کی کیا مقدار ہوگی۔ تاہم حصہ کل چندہ کی ۷۰ فیصدی سے کم نہیں ہوگا۔

اس مقامی چندہ دینے والوں کو اطمینان ہو جانا چاہئے اور انہیں یقین چل ہونا چاہئے کہ وہ اپنے روپیہ کچھ فائدہ ضرور اٹھائیں گے اور انہیں اپنی فیاضی کے عوض ٹھوس فوائد حاصل ہونے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فنڈ مذکور کی صوبائی کمیٹیاں جب وہ ضروری خیال کریں۔ ان مفید ضابطہ اداروں کی شرکت سے جن کے لئے فنڈ مذکور وقف ہوگا کسی خاص مقام سے فراہم شدہ روپیہ کے قابل واپسی حصہ کسی خاص مقصد کے لئے خرچ کر کے متعلق تداریک اختیار کریں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ فنڈ اپیل مذکور میں بیان کردہ اغراض (یعنی ہندوستان میں مصیبت اور تکلیف کو رفع کرنے) میں شامل ہو۔

گلدستہ ادب

تعلیمی علم النفس

طلباء ایس وی کلاس

اور انٹرنس کے لئے نہایت عمدہ کتاب

طریق سلطنت

پنجاب نیکٹ بک کمپنی کی سفارش ہے

جناب آرکٹر صاحب بہادر

سر شری رام نے بموجب سرکار

نمبر ۵۳۳ مورخہ ۱۱

گلدستہ ادبی کتاب ۱ جو

اردو محاورات و ترکیب نحو وغیرہ

کا ایک نادر مجموعہ ہے لائبریریوں کے

لئے منظور کر لی ہے۔ امید ہے کہ اب کوئی کوئی

کرشمہ درمیں۔ قیمت فی جلد ۱۲ روپے

جزوفیاض نہایت عجیب و غریب

گلدستہ ادبی پنجاب قیمت فی جلد ۳

مائے فائدہ طلباء کے نازل و

ایس وی کلاس

علم النفس کے متعلق یہ کتاب

اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ

مالدہ میں کیا بھی پریزیڈنسی

کی اردو کول بورڈ ٹیکسٹ بک کمپنی

نے بھی اندام قدر وانی سکولوں کو لائبریریوں

کے لئے منظور کر لی ہے۔ لہذا آپ بھی اس کتاب کی منگ

کرشمہ درمیں۔ قیمت فی جلد ۱۲ روپے

عالمی باتیں اس کتاب کی خوبیوں سے متاثر ہو کر پنجاب کے لئے ہیں

کی بیان تصوف کے پیر و پیرانہ نام و باقیات قیمت فی جلد ۸

ملنے کا پتہ۔ گلاب چند کیور اینڈ سنز تاجران کتب انارکلی لاہور

## ریولوز

شہنشاہی دل رباریکارڈ [کپنی ۱۰۱ زکریا اسٹریٹ گلگتہ نے مہینہ شہنشاہی ریکارڈ و دل رباریکارڈ پر غرض ریولیو ارسال فرمائے ہیں جن کے نمبر حسب ذیل ہیں۔

قیمت شہنشاہی ریکارڈ دس انچ سٹیج لیسل تین روپیہ آٹھ آنے۔ نیلے لیسل دو روپیہ بارہ آنے  
دو روپے بارہ آنے

اسپیشل لیسل (KHN) دو روپیہ بارہ آنے  
ماسٹر ممتاز (دہلوی)

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی  
KHN 1 میلادی رشتہ بندی تقریر حصول  
دوم

ذکری کی آنکھ کا نور ہوں۔  
NB 323 } ہمیں عشق اس کا تورج نہیں۔

NB 326 } کہا اہل نظر نے خوش ملکے کس قدر ہوا۔  
تمہیں نوشاہ یہ سہرا مبارک ہو۔

مس راج منی بائی بنارس

یہ دل داریاں بھی دل آزاریاں ہیں۔  
N 638 } تیرے درپر خلش درد جگر۔

مشر امیر اور مس میدنا (پنجابی زبان میں پیرانچھا ہرکالہ

بہیرا بچھا حصہ اول  
NA 635 } دوم

دل رباریکارڈ قیمت دو روپے بارہ آنے

ماسٹر فیاض دہلوی

وہ جانا پھر کر جتوں کسی کا۔  
NT 2043 } نگاہیں سپید ہیں مچو حال کر کے۔

علیٰ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کو ہندوستان  
بچہ بچہ جانتا ہے۔ انکی انشا پردازی کا لوہا ساری دنیا جانتی ہے  
انہیں تقریر کرتے ہوئے اگر آنکھیں نہ لگنا ہوتو ریکارڈ علی کی بجائے  
خریدیں۔ قیمت پہلے سے کم کر دی گئی ہے۔ یہ ریکارڈ اب تو  
گھر گھر بچتا ہے۔ لوگ شوق سے سنتے ہیں۔ اس تقریر کا اثر سننے  
والے کے دل پر ہوتا ہے۔ اور خوب خوب ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب  
قبلہ کی یہ تقریر کی تقریر اور دعائی دعا ہے۔

ماہ محرم میں اس ریکارڈ کو خصوصاً لوگ سنیں گے اور سننے  
میں کا رٹو اب بھی ہے۔ اس ریکارڈ پر خواجہ صاحب موصوف  
کی تصویر بھی ہے۔ اپنے شہر کے ریکارڈ ڈیلر سے طلب کریں  
ورنہ ختم ہو جائیگا۔ قیمت فی عدد دو روپیہ بارہ آنے

۳۲۳ ماسٹر ممتاز دہلوی بہترین قوال ہیں۔ انکی  
ایک بلی آواز سُر ملی ہے۔ فن موسیقی پر انہیں اچھا عبور  
حاصل ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ شہنشاہی ریکارڈ کپنی نے اپنے

ذریعہ سے اپنے ریکارڈ میں محولی قافیہ پائی کرنے والے شعرا کا کام نہیں بھرا۔ بلکہ چونے کے استناد و دل کا روح پرور کلام بھرا  
ہے۔ جسے قوالوں نے خوب خوب ادا کیا ہے۔ ان ریکارڈوں کی مانگ جگہ جگہ ہے۔ نکاس پر نکاس ہوتا جلا جا رہا ہے اپنے  
شہر کے ریکارڈ ڈیلر سے طلب کریں۔ قیمت فی عدد تین روپیہ آٹھ آنے

۱۳۵۰ مس راج منی بائی شہر بنارس کی مشہور طاغیہ ہے۔ ان کی آواز پیاری پیاری ہے۔ سننے والوں کے دل کو تسخیر  
این لے کرتی ہے۔ سچ ہے موسیقی میں جادو کا اثر ہے۔ اس ریکارڈ میں حضرت جگر مراد آبادی شاعر جناب داغ  
دہلوی کی غزل ادا کی گئی ہے۔ پیاری پیاری آواز اور پیارا پیارا کلام ہے۔ بار بار سننے کو جی چاہتا ہے۔ جلد خریدیں قیمت  
فی ریکارڈ دو روپیہ بارہ آنے

۶۲۵ { مشر امیر اور مس یمن نے پنجابی زبان میں ہیرا انجھا کا مکالمہ اس ریکارڈ میں ادا کیا ہے۔ جسے سن کر دل میں این لے آؤں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اس ریکارڈ کو پنجابی حضرات آج تک سنتے تھے اور لطف اٹھاتے رہے۔ لیکن اب تو ہندوستانی اصحاب بھی اس سے دلچسپی لینے لگے ہیں۔ یہ ریکارڈ ہر لحاظ سے اچھا اور بہترین ہے۔ پنجابی حضرات اسے ضرور خریدیں۔ قیمت باوجود ان خوبوں کے صرف دو روپیہ بارہ آنے (۱۱/۶) ہے۔ اپنے ہاں کے ریکارڈ ڈیلر کے دوکان پر ملے گا۔

## دل ربا ریکارڈ

۲۰۴۲ { ماسٹر فیاض دہلوی نے استاد جہاں نواب فصیح الملک داغ دہلوی اور فصاحت جنگ جلیل مانک پوری کی غزل کو این جے اے اس ریکارڈ میں کچھ اس انداز سے ادا کیا ہے کہ بار بار سننے پر بھی میری نہیں ہوتی۔ کانے کی طرز بھی دل کش ہے۔ آواز سُرنی ہوئے کی وجہ سے اک اک شعر دل پر تیر کا کام کرتا ہے۔ یہ ریکارڈ بہت سستے ہیں۔ ہر جگہ ملتے ہیں۔ قیمت فی عدد دو روپیہ بارہ آنے (۱۱/۶)

نوٹ - دوسری ریکارڈ کمپنیوں کے مقابلہ میں دل ربا ریکارڈ اور شہنشاہی ریکارڈ کمپنی کے ریکارڈ بے مثل اور مضبوط ہیں۔ روزانہ استعمال کرے پران کی آوازیں فرق نہیں آتا۔ اور پلیٹ خراب نہیں ہوتی۔ شہنشاہی سوئیاں استعمال کرنے پر ربا ریکارڈ اور بھی دیر پاؤں واقع ہونگے۔ شہنشاہی ریکارڈ اور دل ربا ریکارڈ میں ان مائے ناز شعورے کرام کا روح پرور کلام خصوصاً بھرا جاتا ہے۔ نواب فصیح الملک داغ دہلوی۔ تاج الشعراء حضرت نوح ناری۔ خسرو سخن حضرت الفت فصاحت جنگ جلیل۔ راقم الدولہ طہر کدہ دہلوی۔ جناب امیرکینائی۔ ریاض و مصطفیٰ خیر آبادی۔ نواب سائل و حضرت محمود دہلوی۔ سیاح اکبر آبادی۔ جلال کھنوی۔ عالی پانی پتی۔ نسیم کھنوی۔ رفیق الملک خادم۔ نسیم۔ کمال۔ عارف رنگونی۔ سحر۔ انجم دہلوی۔ عیش۔ مئے کش کھنوی۔ انثر اجیری۔ دل کش عدنی۔ جمیل سورتی۔ زحیم ندیالی۔ ایاس برنی۔ ذکی۔ حامی حیدر آبادی۔ مسروق فوجی۔ نفیس یلندی شہری۔ نسیم بنگلوری۔ بسمل آبادی۔ شاکر بریلوی وغیرہ۔

نوٹ - دل ربا ریکارڈ میں ڈرامہ اور ہر طرح اور ہر زبان کا مذاق بھی بھرتی ہے۔ (امیرکینائی)

کرکٹ کے اسرار { کرکٹ کھیل کو جوہر و لغز ہی پہلے حاصل تھی۔ اس میں والی بال، انگریج وغیرہ کھیلوں نے کچھ کمی بکری دکھائی دے رہے ہیں ضرورت ایجاد کی مال ہے، کی تائید میں کرکٹ کے اسرار نامی کتاب شائقین کے ارمانوں کو پورا کرنے کے لئے حاضر ہو رہی ہے۔ جو اس عالمگیر کھیل کی ضرورت اور اہمیت کی ہی نمائندگی نہیں کرتی بلکہ اس کے تمام اسرار سے متعلقین کو آگاہی بخشتی ہے۔ طرز تحریر نہایت دلچسپ اور شگفتہ۔ تمام نکات ضروری پر حاوی اور ہر قسم کی آگاہی لئے ہے۔ متعلقین اور شائقین کو ضرور قدر کرنا چاہئے۔ اور اس کے قابل مصنف مشرف فردوسی رحمانی کی محنت کی علمی داد دینا چاہئے۔ کتاب کا مطالعہ ایک مشتاق فن کو مشہور کھلاڑی اور کامیاب انسان بنانے کا قناعہ ہے۔ ۱۰ قیمت پر دی سنوڈ ٹرسٹ لٹریچر بکسٹانک سوسائٹی فیروز سے طلب کی جائے۔

گھریلو علاج و دستکاری { مسٹر زنگت برادر سندھی دھوروہ (پوٹی) کی طرف سے نہ صرف تعلیمی و ادبی کتب ہی نکلنے لگی ہوئی ہیں۔ بلکہ طبی کتب بھی نہایت جانفشانی سے شائع کی جاتی ہیں۔ جتنا نچر چلے پاس مندرجہ بالا کتب خانہ کی طرف سے گھریلو علاج و دستکاری نام کی ایک چھوٹی سی محد کتاب فوجی و پولیو موصول ہوئی ہے چونکہ مدرسین کے لئے بھی علم طب صوفی و عارف ہونا ضروری ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا کتاب ہر دور اپنے پاس رکھ کر اس کے مفید و نادر نسخہ جات سے استفادہ ہو سکتا ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام مواد جمع کر دیا گیا ہے جس کی ضرورت عوام کو روزانہ پڑتی ہے۔ اس میں موعود

پچھلے اور پورے کے سرے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخجات درج کئے گئے ہیں اور لطف یہ کہ تمام نسخے تجربہ شدہ ہیں۔ اور نہایت مفید و کارآمد اس کتاب کو پانچ اقواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

**باب اول** میں ہر قسم کے درد و امراض سر، کان، چشم، ناک، منہ، حلق، کھانسی، ہیضہ، وغیرہ کے نسخے درج ہیں۔ **باب دوم** میں آنف، شکم، جلدی بخار و چیچک، پیشاب وغیرہ۔ **باب سوم** میں لہریلے جانوروں کا کٹنا۔ زہروں نشوون کا آثار وغیرہ۔ **باب چہارم** میں امراض بچکان ازہر قسم۔ امراض زنانہ وغیرہ کا حال درج ہے۔ **باب پنجم** میں پیلنٹ و تجارتی ادویات۔ تیل اور مایوں۔ روغن و پاش اور ہر قسم کی سیاہی وغیرہ بنانا و انکی تجارت سے فائدہ اٹھانا وغیرہ بتایا گیا ہے۔

غرض کہ پبلشرز نے دیا کو کوڑہ میں بند کر رکھا ہے۔ ناظرین اپنے استعمال کے لئے ضرور ایک ایک کاپی منگو کر اپنے پاس رکھیں۔ قیمت صرف ۸ روپے۔ گویہ قیمت زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر جو مفید مواد اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے وہ سینکڑوں روپوں سے بھی زیادہ قیمت رکھتا ہے۔ ملے کا پتہ یہ ہے۔ گیت برلورس پبلشرس اینڈ بک سیلرس منڈی دھنورہ (مراد آباد) یوپی۔

**فارسی ترجمہ آموز** ایم غلام محی الدین ماسک ایب عالم (دارالعلوم پنجاب) ایڈیٹر سٹوڈنٹس میگزین پنجابی مجلہ۔ انبالہ چھاؤنی نے تیار کیا ہوا ہے۔ فارسی گرامر کے مشہور قواعد دیگر چند محاورات کا ترجمہ کیا ہے۔ مشکل الفاظ کا ترجمہ بھی صروف ہی کے رو سے دیا ہے۔ خاص ضرب الاشعار کا ترجمہ دیگر غلط فقروں کی تصحیح کا طریق دکھایا گیا ہے۔ بعد میں یونیورسٹی امتحان کے صرف ایک سال کا پرچہ ترجمہ کرنے کو دیا ہے۔ ضرورت تھی کہ مشقین زیادہ تہیں اور طلباء اچھی طرح فائدہ اٹھاتے۔ ۵ قیمت اس مختصر رسالہ کی بہت زیادہ ہے۔ ملے کا پتہ اور درج ہو چکا ہے۔

**کسر کا حصہ** ریاضی کے مشہور استاد اور رہائے تعلیم کے گدستہ ریاضی کے نہایت سرگرم سرپرست پنڈت کلوتل خاصا شریانا نگر میں رسالہ کے لئے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ریاضی سے آپ کو جلد ملے گا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ چوتھی اور پانچویں جماعت کے لئے آپ نے زیر دیو کسر کا حصہ غرض ہوا تیار کیا تھا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ جو گذشتہ ایڈیشن سے کئی حالتوں میں ممتاز اور سابقہ تمام خوبیوں کے علاوہ کئی نئی متقی مثالوں کے اضافہ

کوئے ہے۔ جوابات نہایت درست اور سوالات خاص موزوں طرز بیان بہت دلچسپ اور ہر دو جماعتوں کی ضروریات پر ہر طرح سے حاوی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جس طالب علم کو حساب میں کسور عام کا قاعدہ نہیں آتا۔ اسے حساب کا علم مکمل طور پر نہیں آسکتا۔ جناب کہ موجودہ تعلیمی سلیب میں فی الحقیقت کسور عام کو وہ اہمیت حاصل نہیں جو پہلے حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مڈن ریاضی کے مضمون میں فیل شکن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور جس دلچسپی کا ضامن یہ علم تھا وہ بچوں کے دلوں سے کافر ہو رہا ہے۔ پنڈت صاحب کی یہ تصنیف اس کمی کو بہت حد تک پورا کریگی۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اگر اس کتاب کو ہر دو جماعتوں میں ٹھیک طور پر پڑھایا جائے۔ تو طلباء کے دل میں نہ صرف کسور عام کا قاعدہ مناسب جگہ لے بیگا بلکہ وہ بجائے خود علم حساب کے دلدادہ اور شہدائی ہو جائیں گے۔ غرض کسر کا حصہ ہر طرح سے اساتذہ کی سرپرستی کا مستحق ہے اور اس سے طلباء زیر تربیت کو محروم رکھنا حقیقتاً ان پر ظلم کرنا ہے۔ طباعت کتابت اور کاغذ عمدہ۔ ۴۴ قیمت پرمیٹر عشق لال گپتا اینڈ سنز انبالہ چھاؤنی سے طلب فرمائیے۔ زیادہ خریداری پر معقول کمیشن مل سکیگا

**رہنمائے انجیکشن** موجودہ ڈاکٹری علاج دوائی پلانے کی بجائے جسم کے کسی خاص حصہ سے دوائی اندر داخل ہونے کے بیچ کر کے بدترکی رومانہ ہو۔ ڈاکٹر ایم اے ممتاز نے اس رہنمائے کے ذریعے متعلقین کی ہی رہنمائی نہیں کی بلکہ دوائے طبابت میں بھی سہولت پیدا کرنے کا ذریعہ مہیا کیا ہے۔ ہر قسم کے انجیکشن سے باخبر ہو سکتی ہے۔ یہ نسخہ ہمارے کتب خانہ طب، جدید میو روڈ لاہور سے مل سکتا ہے۔

بچوں کا اخبار

## گلدستہ اطفال

(اسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر ایم جی چنسیاٹوی)

نمبر ۴

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۵ء

جلد ۱۶

## دکچپ معلومات

## غریب بچو!

ایک عجیب غریب بندرہ کلکتہ کے قریب  
ایک گاؤں میں کسی فوجی کے پاس ایک بندرہ ہے  
جو گھر لے تمام کام کرتا ہے۔ گھر پر پہرہ دیتا ہے  
موشیوں کو گھاس کھلاتا ہے۔ کھیتی باڑی کرتا ہے  
اور بچوں کو کھیل کھلاتا ہے۔ بچے اس کا ناچ  
دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اگر کوئی غیر شخص  
اس کے مالک کو گھورے تو وہ اس کی جان لینے  
پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

تم نے گلدستہ اطفال کا جو بی نمبر نہ دیکھا  
ہو تو آج ہی ہر کے گٹ لفافہ میں ڈال کر  
بھیج دیں تاکہ یہ نادر اور بالصورہ تحفہ آپ  
کو بھیج دیا جائے۔ آپ اس دکچپ اور عمدہ  
عمدہ کہانیوں۔ لطیفوں اور دیگر مضامین کے  
مجموعہ سے بے حد خوش ہونگے :-

ملنے کا پتہ

منجر رہنمائے تعلیم۔ رام گلی نمبر ۵۵ لاہور

ہاتھی بھی ہوائی جہازوں میں سوار کئے جا رہے ہیں کہتے ہیں نیویارک سنٹ ٹریس تک ایک ہاتھی کے بچے کو جس کی عمر ۵ ماہ کے قریب تھی ہوائی جہاز میں لے جایا گیا۔ اس کا وزن ۱۱۱ سیر ہے اور اس اتنی جگہ گھیری جتنی چھ آدمی گھیرتے ہیں۔

### لطیفے

(۱) ایک آدمی نے کسی سے پوچھا کہ آپ اپنے بیٹے کو وکالت کیوں پڑھاتے ہیں۔ کیا کوئی اور پیشہ دُنیا میں نہیں رہا اُس نے کہا اور کیا کروں اُسے بچپن سے باتیں بنانے کا مرض ہے۔

(۲) ایک کسان۔ (دوسرے کسان سے) تمہارا بیل بیمار ہوا تھا تو تم نے اُسے کیو دیا تھا؟ دوسرا کسان۔ میں نے اُسے تارپین کا تیل دیا تھا۔ پوچھنے والے کسان نے بھی اپنے بیل کو آدھ پاؤ تارپین کا تیل پلا دیا۔ اور بیل مر گیا۔ دوسرے دن اُس نے اپنے دوست سے ذکر کیا اور کہا میرا بیل تو مر گیا۔

دوسرا کسان۔ میرا بیل بھی تو مر ہی گیا تھا۔

ایک نئی قسم کی ریل گاڑی۔ لنڈن میں ایک نئی قسم کی ٹرین تیار کی گئی ہے جس کے ڈبوں میں دھول اور دھوئیں کی کہیں بھی گنجائش نہیں اب لنڈن کے ریلوے منتظم لوگوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ سب ریلوے لائنوں پر اس قسم کی ٹرین چلا دیں گے۔ ان ٹرینوں میں کثیف ہوا بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ ایک اور خوبی یہ ہے کہ گرمی کے دنوں میں ٹھنڈی اور سردیوں میں گرم ہوا آتی ہے۔ چہ خوب!

گاجر نہایت مفید چیز ہے جہاں اس کا استعمال دل کو تقویت دیتا ہے۔ وہاں شب کو بھی (اندھراتا) کے لئے بھی بہت مفید ہے۔

سائنس کی ترقی دیکھئے۔ اس کی مدد سے ایک اس قسم کا آلہ تیار کیا گیا ہے جس سے بہرے سُن سکتے ہیں اور گونگے بول سکتے ہیں یہ عجیب و غریب آلہ لنڈن کی میڈیکل نمائش میں دکھایا گیا ہے۔

آپ یہ سُن کر حیران ہونگے کہ آدمی تو بھلا ہوائی جہازوں میں پرواز کرتے ہی تھے اب

# بچوں کی رُباعیاں

(جناب محمود اسرار سیلی صاحب)

خدا ایک ہے

خالق جو خدا نخواستہ دو ہوتے لڑ بھڑ کے وہ خود اپنی خُدائی کھوتے  
اور آتا کہیں نظامِ عالم میں فرق جو اُگتے اگر کسان گیہوں بوتے

روزِ نہاؤ

برتن دھوتے ہو جب کھانا پکاتے ہو تم دھوتے ہو رکابی کو بھی جب کھاتے ہو تم  
کیا جسم پہ جمتے ہی نہیں گرد و غبار؟ پھر کیوں نہیں ہر روز نہاتے ہو تم  
اُجلے کپڑے پہنو

کپڑے نئے خوب شاد ہو کر پہنو ایسا نہ ہو منہ بنا کے رو کر پہنو  
روزانہ دُھلے ہوئے ہوں کپڑے تن پر مقدور نہ ہو تو آپ دھو کر پہنو  
سگریٹ اور پان نہ استعمال کرو

سگریٹ پیڑی کو منہ لگانا نہ کبھی جب تک کمسن ہو پان کھانا نہ کبھی  
نشہ کے بہت قریب ہے تمباکو سُن لو کہ قریب اسکے جانا نہ کبھی



## ہم آواز الفاظ

اس قدر باغ میں ہے غنچہ گل کی کثرت کہ ہوا بادِ صبا کا بھی گزرنا مشکل  
یہ امر روز روشن کی طرح روشن ہے کہ آج کل محکمہ تعلیم کے بیدار مغز افسران کی توجہ اردو علم  
ادب پر مبذول ہو رہی ہے۔ اور حقے الوسح اُس کی اصلاح اور تہذیب میں سعی بلیغ عمل میں آرہی  
ہے۔ کیونکہ یہی زبان ہے جو اس ملک کے لئے مائے ناز ملکی زبان قرار دی جاسکتی ہے۔ کسی نے  
کہا ہے۔

ہے زبان ایک اور چار مزے اس کی ہر بات میں ہزار مزے  
عام طور پر طلباء محض اُن الفاظ کو جو فرہنگ میں مسلسل دیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ازبر کر لیتے ہیں۔  
مگر ہم آواز الفاظ کے معنے نہیں بتا سکتے۔ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہر طور پر اُن کی آواز  
ایک نیز اُن کے معنوں میں چند اُس فرق معلوم نہیں ہوتا۔ مگر حقیقت میں اُن کی کتابت میں بہت  
فرق ہوتا ہے۔ طلباء کے لئے ایسے الفاظ کے معنوں کا جاننا ازس ضروری ہے۔ لہذا طلباء کی  
رہنمائی کے لئے الفاظ ذیل زیب رتم کرتا ہوا اُمید کرتا ہوں کہ طلباء مستفید ہوں گے۔

ساتھ ہی یہ بھی تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جو لوگ علم و حکومت کے سبب سے تعظیم و ادب  
کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ تمام معاملات میں اپنی رائے کے صحیح ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اپنے میں  
سہو و خطا ہونے کا احتمال نہیں کرتے۔ انہیں خیال ہوتا ہے کہ بڑے آدمیوں کے سامنے چھوٹوں  
کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر نہیں کسی چیز کی اصلیت وہی شخص جان سکتا ہے۔ جس سے وہ چیز متعلق  
ہے۔ نیز بمصادق شخصے ”چراغ سے چراغ جلتا ہے“ فیض پہنچانے والے سے ہی فیض پہنچتا ہے  
ہر کہ وہ اس کا اہل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

آسم - پھل	عام - بکثرت کھرنے ناکس	صورت - شکل	سورت - بندرگاہ کا نام
ارض - زمین	عرض - چوڑائی	ابحہر - جدائی	حجر - پتھر
ارب - گنتی کا پیمانہ	عرب - ملک کا نام	عصر - ظہر کے بعد کی نماز	عصر - تنگی
امارت - امیری	عمارت - مکان	صفر - چاند کے مہینے کا نام	سفر - فاصلہ
ارضی - زمینی	ارضی - درخواست	عمل - کام	امل - اُمید
آسمان - نشانی	آسمان - بنیادیں	عزم - ارادہ	عظم - بڑی لڑائی
بحر - سمندر	بہر - لئے	خضر - نام پیغمبر	خمر - جھیل کا نام
بشر - آدمی	بشر - گزرنا	معیث - ساتھ	میت - لاش
باغ و بہار چمن دار و بکثرت ہوں	باغ - لگام کی رسی	عیاری - بیکار	آری - براہی کا اوزار
باد - ہوا	بعد - پیچھے	غل - شور	گل - پھول
بیباک - فیصلہ کرنا	بیباک - منہ پھٹ	ضرب - چوٹ	ضرب - حساب کا قاعدہ
باٹ - راہ ٹکنا	باٹ - بٹ	نظر - بینائی	نذر - بھینٹ
بالا - واسطہ	بالا - سردی	قلب - دل	کلب - انجمن
تاک - بیل انگور داؤ - گھات	طاق - ماہر	جست - کوڑنا چھلانگ	جست - دھات
ٹمر - پھل	ٹمر - یزید کی فوج کا پہ سالار	بالہ - مالگنداری	بالا - پکڑ چوچانڈ کے گرد کھائی دینا
جبر - سختی	زبر - تالاب	قمر - چاند	کمر - پیٹھ
جریب - اگر لڑی کی براہیمائش	جریب - عصا چوب	کھانا - طعام	خانہ - گھر
جوہر - کمال	جوہر - عطر نچوڑ	خال - تل سیاہ داغ	کھال - چمڑہ
حزم - احتیاط	حضم - پچانا	سد - دیوار	صدہ - ۱۰۰
بعض - کوئی	باز - پرند کا نام	مامور - مقرر	معمولہ بھرا ہوا - آباد
صدہ - آواز	سد - ہمیشہ	سواد - بیرونی حصہ	سواد - مزد
کتب - جمع کتاب	قطب - ستارہ کا نام	قناعت - صبر	قنات - پردہ
صلاح - مشورہ	صلاح - ہتھیار	شک - شبہ	شق - پھٹ جانا
کسرت - ورزش	کثرت - زیادتی	غرض - مطلب	گرج - بادل کی آواز

غار - شرم	آر - اوزار موچی	خوار - ذلیل	خار - کاٹنا
صلہ - بدلہ	سلا - سینا	عجل - گائے کا پچھڑا	عجل - عرب کا ایک قبیلہ
صندلی - کرسی	صندلی - چنٹ کی	شاؤ - بندر جو خلافت قاعدہ ہو	ساز - سامان
شاخ - پٹنی	ساگھ - عزت	من - ذرا ۲۰ سیر	من - دل
شاق - مشکل - دشوار کام	مربہ - کھانے کی چیز	فس - رگ	نص - عید کرنا باری کی کرنا
مرج - جیو پیڑی کی شکل	نسب - خاندان	صحک - آٹا گوندھنے کا برتن	سحک
نصب - گاڑنا	مارکہ - تیار شدہ	غزل - بیکاری	ازل - جب کا شروع ہوا نادری
معرکہ - لڑائی	نوبہ - لوہا	ضلیل - گراہ	ذلیل - بے عزت
نوح - تختی	فصل - موسم	قول - بات	کول - زمانہ قدیم کی قوم تحصیل کتب کا گاہ
فصل - فاصلہ	ممبر - رکن	قاری - پڑھنے والا	کاری - گہرا
منبر - خطبہ پڑھنے کی جگہ	دشت - جنگل	خلع - جمع خلعت کی	خلا - خالی
دست - ہاتھ	کسر - کمی	علم - جھنڈا نشان	الم - رنج
قصر - محل	سینہ - چھاتی	خطا - تصور	خطا - جہاں شک عہد ہوتی ہے
سینا - سلائی کرنا	یراج - مہمار	آن - عزت	آن - ویر
رازہ - بھید	اقل - کم	توال - طاقت	توال - سکہ التمش - بتوال خریدنا
عقل - سمجھ	ماہ - چاند	اعلیٰ - بڑا	آلہ - اوزار
ماہ - مہینا	رعنا - چالاک	صواب -	ثواب -
رانا - راجپوت راجہ	صرصر - تند	مضنوی - بناوٹی	مثنوی - نظم کی قسم
سرسر - سرسراہٹ	گلک - قلم	ایال - بال	عیال - کنبہ بال بچے
قلق - رنج		سابل - ساقل	ساحل - کنارہ

## گلدستہ اطفال ریڈ کراس نمبر

اس میں چھوٹے بچوں کی دلچسپی کا ہر طرح کا سامان موجود ہے۔ دلچسپ اور مزیدار کہانیاں۔ ڈرامے اور مکالمے لکھے ہیں۔ خوبصورت تصاویر اور نہایت دلچسپ رنگ دار نقیص ہیں۔ جن کے پڑھنے سے بچوں کی طبیعت بے لاش اور خوش ہوتی ہے۔ بچوں کی صحت پر قرار رکھنے ان کی عادات سدھارنے اخلاق کو بلند کرنے بزرگوں کا ادب کرنے کی خوب دلائل والی کہانیاں اور نقیص نہایت دل خوش کن طریقے سے درج کی گئی ہیں۔ قیمت صرف پیر ایک کاپی کے لئے درجے ٹکٹ آنے چاہئیں +

ملنے کا پتہ - مینجر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور رام گلی -

## اپنی اصل کو نہ بھولو

سلطان محمود کے پاس ایاز نامی ایک غلام تھا۔ جو بہت عقل مند۔ لائق اور مخفی تھا۔ اس نے بادشاہ اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور اُسے آئے دن دربار سے انعام ملا کرتے تھے۔ ایاز کا یہ مرتبہ دیکھ کر اور غلام اس سے بہت جلا کرتے۔

ایاز کا دستور تھا کہ دربار میں جانے سے پہلے ہر روز ایاز کو ٹھٹھی میں جاتا۔ اور کچھ دیر اکیلا وہاں ٹھہرتا۔ پھر کوٹھڑی کو بند کر دیتا اور دربار میں چلا جاتا۔

بادشاہی غلاموں کو جب ایاز کی یہ عادت معلوم ہوئی تو انہوں نے خیال کیا کہ ضرور ایاز نے بادشاہی جواہرات چُر کر اس کو ٹھٹھی میں رکھے ہیں۔ اور ہر روز انہیں دیکھنے جاتا ہے۔ یہ خیال ان کے دلوں میں ایسا جاگزیں ہوا کہ انہوں نے موقع پا کر ایک دن سلطان محمود سے اس کا ذکر کر ہی دیا۔

سلطان نے یہ خبر سنتے ہی اپنے وزیر کو حکم دیا کہ اسی وقت ایاز کے مکان پر جاؤ۔ اور اُس کو ٹھٹھی کو کھلو کر جو کچھ اُس میں ہو یہاں لے آؤ اور ایاز کو بھی اس کے ساتھ حاضر کرو۔ وزیر جھٹ کچھ سپاہی ساتھ لے کر ایاز کے ہاں گیا۔ کوٹھڑی کھلوائی اُس میں ایک صندوق اور ایک بڑا سا آئینہ رکھا تھا۔ صندوق کو تالا لگا ہوا تھا۔ وزیر یہ دونوں چیزیں اُٹھو کر دربار میں لے آیا۔ اور ایاز بھی ساتھ ہی ساتھ حاضر ہوا۔ جب سلطان نے صندوق کھولنے کا حکم دیا۔ تو ایاز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی جہاں پناہ اس کو نہ کھلوائیں میرے عیب ڈھکے رہنے دیں۔

سلطان نے کہا۔ نہیں میں اسے ضرور کھلو کر دیکھوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے ہمارے جواہرات چُر کر اس میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ایاز نے صندوق کی کنجی وزیر کو دی

وزیر نے صندوق کھولا۔ اندر سے ایک چھوٹی سی گٹھری اور ایک ٹوٹی سی لکڑی ٹنگلی۔ گٹھری جو کھولی تو اس میں پھٹا ہوا ایک گاڑھے کا کڑتا۔ اور ایک میلی سی گزی کی ٹوپی۔ ایک ذلیل سا پاجامہ جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک پرانی سی جوتی کا جوڑا تھا۔

سلطان نے ایاز کی طرف دیکھ کر کہا۔ یہ کیا ہے۔ ایاز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور یہ وہی لباس ہے۔ جسے پہنے ہوئے غلام حضور کی غلامی میں داخل ہوا تھا۔

میں نے یہ لباس اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ کہیں عزت پا کر اپنی پہلی حالت کو بھول نہ جاؤں۔ صبح کو جس وقت دربار میں حاضر ہوتا ہوں تو لباس کو پہن کر تھوڑی دیر آٹنے کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہوں کہ اپنی اصلی حالت کو نہ بھول جاؤں۔ اور میرے دل میں گھمنڈ نہ آجائے۔

یہ سن کر تمام درباری بے ساختہ کہہ اُٹھے۔ ایاز شاباش تم نے غرور سے بچنے کا بہت اچھا ڈھنگ نکالا۔

سلطان محمود ایاز کی باتوں سے ایسا خوش ہوا کہ اپنا دو شالہ اتار کر ایاز پر ڈال دیا۔ اور جن غلاموں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ ان کو یہ سزا دی کہ دربار میں ان کا آنا بند کر دیا۔ (ماخوذ) (مسعود احمد خاں ششم سی)

— (۶۰) —

**لطیفہ** ایک لڑکا رو رو کر آسمان سر پر اٹھا رہا تھا۔ ایک پیر مرد نے ازراہ شفقت پوچھا۔ بچہ کیوں روتے ہو؟

لڑکا۔ (بہ سورتے ہوئے) بالکلند میرے انگوڑی چین کر لے گیا۔

پیر مرد۔ تو پھر کیا ہوا۔ اتنی سی بات پر روتے ہو؟

لڑکا۔ جناب وہ میرے انگوڑے تھے میں خود باغ سے چرا کر لایا تھا۔

# جونیر ریڈ کراس

## حفظانِ صحت کے بارہ قاعدے

- (۱) روزانہ غسل کیا کرو۔ اور کھانے سے پیشتر ناخن دھویا کرو۔
- (۲) روزانہ صبح اور شام دانتوں کو برش سے صاف کرو۔ کھانا کھانے سے پیشتر اور بعد کھانے کے صاف پانی سے کلی کرو جس سے منہ کا اندرونی حصہ خاص کر دانت صاف ہو جائیں اور خوراک کا کوئی حصہ منہ میں باقی نہ رہے۔
- (۳) روزانہ کھیل کے لئے باہر جانا چاہئے۔
- (۴) تازہ پھل اور میوہ جات جی بھر کر کھاؤ۔
- (۵) روزانہ کھڑکیاں کھلے رکھ کر حسب ضرورت نیند کرنا اور ناک سے دم لینا چاہئے۔
- (۶) روزانہ علی الصبح کو چاہئے حاجاتِ ضروریہ سے فارغ ہونا۔
- (۷) کھانے کے درمیان تازہ دودھ پیو۔ کھانے کے بعد اور دو کھانوں کے درمیان صاف پانی پینا چاہئے۔
- (۸) بیٹھتے یا اٹھتے وقت جسم سیدھا رکھنا چاہئے
- (۹) ہر جگہ بار بار مت تھو کو۔
- (۱۰) کھانستے چھینکتے یا ناک صاف کرتے وقت دستی یا کاغذ کا استعمال کرنا چاہئے۔
- (۱۱) ہر تین سال کے بعد ٹیکہ کر لینا چاہئے۔
- (۱۲) ماہوار اپنا وزن کر لینا چاہئے اور سال بھر میں دوبارہ قد ناپ لینا چاہئے اور ان کی باقاعدہ یادداشت رکھنی چاہئے۔
- شیخ اے ایم منڈاسہ سیمپلر باکسلوٹ۔

لطیفہ : ایک زندہ دار نے لڑکوں کو فٹ بال بھینٹے دیکھا تو بڑی حیرت سے کہنے لگا وہ رے انگریز!  
 مائونٹے تو لکڑیوں کو بھی ہوا میں اُچھال دیا۔  
 (دھنی رام شرمہ)

# لالچ

(۱)

ننتھو ابھی کمسن ہی تھا کہ اُس کا والد اس جہانِ فانی سے رحلت کر گیا۔ اب بچارے ننتھو کو بہت مشکل درپیش آئی۔ چونکہ گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا اور جو تھا وہ پہلے ہی بوڑھے باپ کی بیماری پر خرچ ہو چکا تھا۔ زمین تھی وہ بھی قرض خواہ سا ہو کار کی نذر ہو چکی تھی۔ لیکن پھر بھی اس لالچی سا ہو کار کا دل نہ بھرا۔ ننتھو کی جو اس وقت حالت تھی وہ نہایت ہی قابلِ رحم تھی۔ گھر کے تمام برتن ایک ایک کر کے بک گئے تھے صرف اس کے پاس ایک گائے باقی رہ گئی جو اُس کو بہت پیاری تھی جب اس کے پاس کچھ نہ رہا تو لاچار گائے کو بھی فروخت کرنے کے لئے چل پڑا۔ ابھی وہ آدھے راستے میں ہی تھا کہ ایک بوڑھا جو کہ دیکھنے میں خدا پرست معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور ننتھو کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ بیٹا تم اس گائے کو کہاں لئے جا رہے ہو ننتھو نے اپنی تمام نگرشیں سنا دی۔ بوڑھے نے اپنی بغل سے ایک بوتل نکال کر اس کو دی اور کہا بیٹا اس گائے کو واپس اپنے گھر جا کر باندھ دو۔ اور یہ بوتل اپنے ہمراہ لیتے جاؤ۔ اس کی خاصیت یہ ہے۔ کہ چونکا کی ہوئی جگہ پر اس کو اوندھا رکھ دینا۔ اور بوتل کو اپنا کام کرنے کے لئے حکم کرنا۔ یہ کہہ کر خدا پرست بوڑھا وہاں سے غائب ہو گیا۔

(۲)

دوسرے روز صبح ہی خوشی خوشی ننتھو نے اپنے گھر ایک جگہ چونکا دیکر بوتل کو اوندھا رکھ دیا۔ اور بوتل کو اس خدا پرست بوڑھے کے کہنے کے موافق حکم کیا۔ ”بوتل اپنا کام کر“ اور خود قدرت الہی کا ملاحظہ کرنے لگا۔

حکم پاتے ہی بوتل میں سے دو خوبصورت نوجوان اپنے ہاتھوں میں سونے چاندی کے تھالوں میں قسم قسم کی مٹھائی دیگر لذیذ طعام وغیرہ اٹھائے ہوئے نکلے اور اس جگہ رکھ کر بوتل میں غائب ہو گئے۔ نتھو یہ دیکھ کر جامے میں پھولانہ سمایا۔ جلدی ان تھالوں کو اٹھا کر اپنے بچوں میں تقسیم کر کے خود بھی چونکے کئی روز سے بھوکا تھا پیٹ بھر کر کھایا۔ . . . . بوجہ اس بوتل کے نتھو اب ایک امیرانہ حیثیت میں تھا۔ اور اپنا گزارہ بخوبی چلا سکتا تھا۔ اس کے محلہ داروں نے خیال کیا کہ کچھ دن ہوئے کہ نتھو کے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ لیکن اب یہ کیونکہ ایسا امیرانہ گزارہ چلا رہا ہے جو کہ ہم بھی نہیں رکھتے۔ اس لئے نتھو پر حسد کی نظر کرتے ہوئے اس کے لالچی ساہوکار کے پاس جا کر پیسگیاں کرنی شروع کر دیں۔ جب اس نے نتھو کا یہ حال سنا تو جھٹ اُسی وقت اپنی لمبی چھڑی اٹھاتے ہوئے اس کے دروازے پر آمو جو دہوا۔ اور پچارے نتھو کو خوب ڈپٹ کر بولا۔ سچ بتا کیا ماجرا ہے۔ نہیں تو ابھی تیری ایسی گت بناؤں گا کہ تو یاد رکھے گا۔

نتھو نے ڈرتے ہوئے تمام ماجرا جو کہ بوتل کا تھا کہ سنایا۔ اور بوتل کو حاضر کر دیا۔ لالچی ساہوکار نے اس بوتل کو اپنی گرفت میں لے کر اور اس ترکیب سے آشنا ہو کر گھر کا راستہ لیا۔ اور نتھو پچارے کو وہیں افسردہ کھڑا رہنے دیا۔

(۳)

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ نتھو ان تھالوں وغیرہ کو فروخت کرتے ہوئے اپنا گزارہ چلاتا رہا۔ لیکن آخر کار کہاں تک اس طرح پھرنا اُمیدی اس کے سر پر آمو جو دہوئی۔ اور اس کے تمام تن وغیرہ یکے بعد دیگرے فروخت ہو گئے۔ یہاں تک کہ پھر وہی گائے اس کے پاس باقی کہی۔ اس طرح پھر وہ اس گائے کے فروخت کرنے کا مصمم ارادہ کرتے ہوئے گھر سے چل پڑا۔ سننے میں اسی جگہ پھر وہی خدا پرست بوڑھا ملا۔ اور نتھو سے پوچھا۔ بیٹا اب تم کس لئے



اس گائے کو لئے جارہے ہو۔ نتھو نے اپنی آنکھوں میں آنسو ڈبڈباتے ہوئے تمام سرگزشت جو کہ اس لالچی ساہوکار کے ہاتھوں گزری تھی کہہ سنائی۔ اس پر اس خدا پرست بوڑھے نے ایک اور اسی طرح کی بوتل اپنی بغل میں سے نکال کر اس کو دی اور کہا کہ اس کی خاصیت کو اسی طرح سے حکم کرتے ہوئے اس لالچی ساہوکار کے گھر آنا اور خود پھر اس جگہ سے غائب ہو گیا۔

نتھو اس بوتل کو اس خدا پرست بوڑھے کے کہنے کے بموجب اُس لالچی ساہوکار کے پاس لے گیا۔

لالچی ساہوکار نے مفت میں اس بوتل کو اپنی گرفت میں آتے دیکھ کر اپنے لالچ میں آکر اس کو بھی حاصل کرنا چاہا۔ اور نتھو کو اس بوتل کے آزمانے کے لئے کہا۔

جونہی نتھو نے بوتل کو حکم کیا۔ حکم پاتے ہی بوتل میں سے دو قوی ہیکل نوجوان اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے اٹھائے ہوئے نکلے اور اس لالچی کی طرف لپک کر اس کو خوب بیٹیا شروع کر دیا۔ لالچی ساہوکار نے ان کی مار سے آہ وزاری شروع کر دی جس کو سنکر اس کے کئی نوکر دوڑے ہوئے آئے۔ لیکن ان بہادر نوجوانوں نے ان نوکروں کو بھی اس لالچی کی طرح بیٹیا شروع کر دیا جب ہر طرح سے اس لالچی پر ناامیدی چھا گئی تو آخر کار وہ نتھو کے قدموں پر گر پڑا۔ نتھو کو اس پر رحم آگیا۔ اور ان نوجوانوں کو واپس بوتل میں داخل ہونے کا اشارہ کر دیا۔ حکم پاتے ہی وہ نوجوان بوتل میں غائب ہو گئے۔ ساہوکار نے شرمندہ ہوتے ہوئے پہلی بوتل اُسے واپس کر دی اور اُس قرضہ معاف کر دیا اور پھر آگے کو لالچ کا نام نہ لیا۔

”یہ ہے لالچ کا انعام۔“

(محمد صدیق درجہ نہم ہائی سکول سی پٹھانان)

**طیفہ عورت**۔ آج کلاک دیوار سے نیچے گر پڑا۔ اگر ایک دمنٹ پہنے ہی گریا تو میری ماں جان کا سر پھٹ جاتا۔

امرد۔ میں تم سے ہمیشہ ہی کتنا تنگ تھا کہ یہ کلاک بہت سست ہے۔

# نیک اور سعادت مند ہیں

- (۱) جو تکالیف و مصائب میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا کے فادار اور طاعت گزار بند بن کے دکھاتے ہیں
- (۲) جو والدین کی خدمت سے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔
- (۳) جو بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرنا اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔
- (۴) جو ہر دکھی دل سے ہمدردی رکھتے اور ہر مصیبت زدہ کی امداد کرتے ہیں۔
- (۵) جو ہر ایک سے حلیم تواضع اور انکساری سے پیش آتے ہیں۔
- (۶) جو مذہبی تعصب کے بغیر سب کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔
- (۷) جو بھول کر بھی ایسی باتیں نہیں کرتے جس سے کسی کا دل دکھے۔
- (۸) جو خطا و ار کی خطا بڑی نسنده پشیمانی سے معاف کر دیتے ہیں۔
- (۹) جو اپنی غلطی تسلیم کر سکتے ہیں اپنے عیوب خود درکھ سکتے ہیں اور حتیٰ الوسع ان کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں
- (۱۰) جن کی صحبت نیکوں سے ہو اور جن کو سعادت مند اور نیک لوگ نیک کہیں۔

(ایم۔ ڈی خالد سمنول مولڈ سکول لاہور)

(از اسٹاک۔ آئی مومن اردو سکول پشاور شہر)

## لطیفے

- (از اسٹاک۔ آئی مومن اردو سکول پشاور شہر)

رند لہن۔ (دگر کر) تم مجھے نئے کپڑے بنا کر نہیں دے  
تو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤنگی؟  
وہاں بہت ٹھیک! جب واپس آؤ تو اپنے ماں باپ  
سے میرے لئے بھی ایک عمدہ کوٹ کا کپڑا لیتی آنا۔  
(۲) ٹوکری میں مٹھائی رکھی تھی۔ ماں نے بچے سے کہا تم اس  
ٹوکری کو ہاتھ نہ لگانا۔ اس میں چوڑے بھرے ہوئے ہیں؟  
تھوڑی دیر بعد ماں نے دیکھا بچہ مٹھائی کھا رہا ہے۔ اس نے  
پوچھا تم کیا کر رہے ہو؟ جواب ملا۔ اماں جان میں چوڑے کھا رہا ہوں۔

(۱) بیوی۔ ہائے! ہائے! بچھو، بچھو؟  
شوہر۔ کہاں؟ کہاں؟  
بیوی۔ یہاں بچھو نے پر ہے۔ بچے کو لڑنا ہے۔  
بلد بیلار ہو جاؤ؟  
شوہر۔ دوڑ۔ دوڑ۔ راستے پر اگر کوئی مرد ہو تو  
بلد بیلار لاؤ؟  
بیوی۔ پھر تم کون؟  
شوہر۔ ہائے میں بھول گیا۔

# کسور عام کا ایک حل عملی لباس میں

بچو! بتاؤ کہ اُس ذخیرہ کو یا اُس جماد کو یا اُس گروہ کو جہاں ایک ہی ذات کے بہت سے آدمی کام کرتے ہوں کیا کہتے ہیں؟

سنو! جس جگہ ایک ہی ذات کے کئی آدمی ہوتے ہیں۔ اس کو خاندان یا گھرانہ کہتے ہیں۔ جس طرح تم علیحدہ علیحدہ خاندان یا گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔ اسی طرح تمہارے حساب میں بھی علیحدہ علیحدہ خاندان یا گھرانے ہیں۔ تم نے مدرسہ میں جمع۔ تفویق۔ ضرب اور تقسیم کا عمل سیکھا ہے۔ یہ اصل میں علیحدہ علیحدہ خاندان یا گھرانے ہیں۔ جو اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ اور اسی طرح تم نے اجزاء ضربی۔ عدا عظم اور ذواضعات اقل وغیرہ قاعدے سیکھے ہیں۔ آج تمہیں اُس خاندان کا حال بتائینگے جس کو کسور عام کہتے ہیں۔

سوال  $\frac{1}{2} + \frac{1}{3} \times \frac{1}{4} \div \frac{1}{5}$  کا  $\frac{2}{5}$  کا  $\frac{3}{4}$  کو مختصر کرو۔

اب یہ تو معلوم ہی ہو چکا کہ کس ایک خاندان ہے۔ جب کس خاندان ہے تو اس میں متفقہ طور پر چند آدمی کام کرتے ہو گئے۔ یاد رکھو کہ اس خاندان میں پانچ آدمی متفقہ طور پر کام کرتے ہیں جن کو جمع یا مثبت منفی یا تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ مضاف یا کا کہتے ہیں۔ ان کی صورت علامات ہوتی ہیں۔

اب سنو ایک دن کا ذکر ہے کہ جب یہ لوگ (پانچوں علامات) اکٹھے جمع ہو کر اپنے کام کی انجام دہی کے لئے نکلے تو یہ بات پیش کی گئی کہ سب سے آگے کون ہوگا یا سپہ سالار بنکر جھنڈا کون بلند کرے گا۔

یہ سنکر سب ہی تو ہلٹ گئے۔ اور ایک دوسرے کا منہ ٹکٹنے لگے۔ اور بعض جو زیادہ غصیلے تھے ناک بھوں سکڑ کر الگ کھڑے ہو گئے اور چند ایسے تھے جو اپنے سر پر کڑ کر زمین پر کابل ہیل کی طرح بیٹھ گئے مگر صرف چند ہی ایسے نکلے جنہوں نے مستقل مزاجی سے کام لیا۔ القصد جدوجہد کے بعد یہ طے پایا کہ آج تو بلا کام کئے ہوئے مکان واپس چلیں۔ اور ایک پہچانت بلاتی جائے جو ہمارے اس مسئلے کو طے کرے۔

چنانچہ وہ پانچوں بھائی مکان پر واپس آکر ایک منادی گر کو بلا تے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں کہ جاؤ اور شہر میں یہ اعلان کر دو کہ آج ۸ بجے ہمارے خاندان کے فیصلے کا جلسہ منعقد ہوگا سب لوگ تشریف لائیں۔ الغرض وہ جانتا ہے اور شہر کے ایک چوراہے میں کھڑا ہو کر اپنی ڈگی پر تین چوب ڈھن۔ ڈھن ڈھن لگاتا ہے اور بار بار بلند یوں کہتا ہے۔

خلق۔ خدا کی۔ ملک۔ بادشاہ کا۔

بھٹی۔ ہر شخص کو۔ اطلاع دی جاتی ہے کہ آج ۸ بجے اعلاہ ریاضی میں نیچائٹ ہوگی جس میں کسر کے خاندان کا فیصلہ ہوگا سب لوگ تشریف لائیں۔

بہر حال حسب دستور شہر کے تمام لوگ وقت مقررہ پر جمع ہوئے۔ ایک سرنچ کی تحریک ہوئی کمرشی صدارت پر سرنچ صاحب رونق افروز ہوئے۔

سرنچ یعنی صدر مجلس۔ (مجلس سے مخاطب ہو کر) بھائیو! یہ بتاؤ کہ ان پانچوں آدمیوں میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ حاضرین مجلس۔ جمع (+)

صدر مجلس۔ جب اس خاندان میں (+) سب سے پہلے پیدا ہوا تو قانوناً اُس کو آگے بڑھ کر اپنے کام کو انجام دینا چاہئے۔

صدر مجلس کا یہ حکم شنکر جمع (+) کے ہوش اڑ جاتے ہیں تھر تھر کانپنے لگتا ہے اور دہائی دہائی کہتا ہوا صدر مجلس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے اور یوں عرض کرتا ہے۔ جمع۔ حضور انور! خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کا فرمان بالکل بجا اور درست ہے۔ بے شک میں اپنے گھرانے کا پہلا چراغ ہوں اور حقیقتاً مجھے یہی یہی بوجھ بھی اٹھانا چاہئے۔ مگر بندہ نواز مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میں قدرتنا بزدل واقع ہوا ہوں یہ بابران میرے سنبھالے نہ سنبھلیگا۔

صدر مجلس۔ اچھا تمہاری منت اور سماجت پر تم کو آگے چلنے سے باز رکھتا ہوں۔ اب بتاؤ کہ جمع کے بعد کون صاحب اس حسابی دنیا میں تشریف لائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ تفریق (-) تفریق کا یہ سننا تھا۔ کہ روئے کھڑے ہو گئے دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ بچت کی کونسی ترکیب نکالوں اور اس بلا سے نجات پاؤں۔ آخر کار مجبور ہو کر صدر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ حضور! بے شک میرا ہی نمبر ہے مگر اتنا کہہ دینا لازم سمجھتا ہوں کہ عین کے قدر میں جبکہ تمام لوگ بھاگ رہے تھے۔ اُس وقت بھگدر کے وقت سب کے پیچھے میں بھی تھا۔ ہزاروں آدمی اور لاتعداد گولیاں مجھے پار کرتی ہوئی زن زن نکل گئیں مگر خوش قسمتی تھی کہ میں زندہ بچ گیا۔ اُسی وقت سے میری ہمت پست ہو گئی میرا دل کمزور ہو گیا اب اس قابل نہیں رہا کہ کسی ہم میں جا کر نام پاؤں۔ لہذا اُمید کرتا ہوں کہ مجھے بھی معاف فرمائیے۔

صدر مجلس نے اُسے بھی رہا کیا اب غریب کی باری آئی اُس نے بھی اسی طرح خوشامد کر کے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور تقسیم تو برا چالاک تھا اُس نے پہلے ہی سے اپنی بیماری کا سارٹیفکیٹ کسی ڈاکٹر کو فیس دیکر حاصل کر لی تھی جس کی بنا پر اہل مجلس نے اُسے بھی معاف کر دیا۔



# جادو کا کمرہ

(چھوٹے بچوں کے واسطے کہانی)

کسی زمانہ میں ایک جادوگر تھا۔ جو ایک غریب فقیر کے بھیس میں رہا کرتا تھا۔ اور اپنے جادو کے زور سے خوبصورت لڑکیوں کو غائب کیا کرتا تھا۔

ایک دن اس مکار فقیر نے ایک آدمی کے یہاں جس کی تین لڑکیاں تھیں صدا دی۔ سب سے بڑی لڑکی خیرات لے کر آئی۔ فقیر نے اس لڑکی کو اپنی جادو کی جھولی میں بند کر لیا اور چلتا بنا۔ اس جادوگر کا مکان ایک گھنے جنگل میں تھا۔ مکان کیا تھا ایک چھوٹا سا خوشنما محل تھا۔ جب لڑکی کو فقیر کے محل میں رہتے ہوئے عرصہ ہو گیا تو ایک دن اس فقیر نے لڑکی سے کہا کہ یہ کنجیاں اور انڈا اپنے پاس رکھو میں ذرا سفر کو جاتا ہوں تم مکان کے سب کمرے کھولنا مگر بیچ والا کمرہ نہ کھولنا یہ کہہ کر وہ فقیر دوسرا شکار پھانسنے کو چل دیا۔

جوں ہی جادوگر نے پیٹھ پھیری اس لڑکی نے محل کے کمرے کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کا جی چاہنے لگا کہ وہ بیچ کا کمرہ بھی کھول کر دیکھے۔ چنانچہ اُس نے اُسے بھی ہمت کر کے کھولا جب وہ اندر داخل ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بہت سی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں وہاں قید ہیں مگر سب بے ہوش یہ نظارہ دیکھ کر وہ لڑکی گھبرا گئی اور جلدی سے باہر نکل آئی۔ گھبراہٹ میں انڈا اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ پھوٹا تو نہیں مگر پچک گیا۔

کچھ دنوں کے بعد جب جادوگر واپس آیا تو اُس نے لڑکی سے انڈا اور چابی واپس مانگی۔ انڈا چونکہ پچک گیا تھا اس واسطے جادوگر سمجھ گیا کہ یہ لڑکی ضرور بیچ والے کمرے میں گئی تھی اس واسطے اُس نے اس لڑکی کو بھی پکڑ کر اُسی کمرے میں بند کر دیا۔

اب کی بار جادوگر اس لڑکی کی دوسری بہن کو پکڑ لایا اور اسی طرح اُسے بھی اسے بیچ والے کمرے میں بند کر دیا۔

اب آخری اور چھوٹی لڑکی کی باری تھی۔ جادوگر اُسے بھی پکڑ لایا مگر یہ لڑکی بہت چالاک تھی۔ جب اور دن کی طرح جادوگر اُسے بھی انڈا اور کنجی دے گیا تو اُس نے انڈا تو بڑی حفاظت سے طاق پر رکھ دیا اور کنجی سے کمرے کھول کر دیکھنے لگی۔ اسی طرح بیچ کے جادو کے کمرے میں بھی گئی۔ وہاں اُس نے بہت سی لڑکیاں بے ہوش دیکھیں جن میں اس کی دو بہنیں بھی تھیں۔ پھوٹوری دیر کے بعد وہ دروازہ بند کر کے چلی آئی۔ جب جادوگر واپس آیا تو انڈے کو صحیح سلامت دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور بولا کہ خوب تم امتحان میں پوری اُنزیریں اب میں تم سے شادی کروں گا۔ چنانچہ جادوگر نے اس لڑکی سے شادی کر لی۔ ایک دن اس لڑکی نے جادوگر سے پوچھا کہ بتاؤ یہ انڈا کس کام کا ہے۔ جادوگر بولا کہ جان من اس انڈے میں میری جان ہے۔ اگر یہ پھوٹ جائے تو میرا سر بھی پاش پاش ہو جائیگا۔ ذرا اس کا خیال رکھنا۔ ایک دن جبکہ جادوگر باہر گیا ہوا تھا۔ اس لڑکی نے انڈے کو بہت زور سے فرش پر دے مارا۔ جوں ہی انڈا پھوٹا ایک بہت دھماکے کی آواز بلند ہوئی اور لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ تمام مقید لڑکیاں اُس کے چاروں طرف کھڑی ہوئی ہیں۔ انہی میں اُس کی دو بہنیں بھی ہیں۔ اب جادوگر مر چکا تھا اور لڑکیاں آزاد تھیں۔

(محمد مدنی عباسی جلیپور)

## بچوں کا دل بہلاوا

معما النعامی جو اپریل نمبر کے لئے مخصوص تھا وہ رسالہ اپریل کے ساتھ بوجہ وزن زیادہ ہونے کے شامل نہیں ہو سکا تھا۔ لہذا مغلستہ اطفال اپریل نمبر اب مئی نمبر کے ساتھ چپان کیا جا رہا ہے۔ معیا دیں ایک ماہ اور بڑھا لیا جائے۔ گویا جواب یکم مئی تک بھیج جاسکتے ہیں۔ (منیجر)

# موتی

(از پرنسٹن دھنی رام بشری طالب علم جماعت ہنم)

کرم چند نام کا ایک زمیندار ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ وہ بہت سی جائداد کا مالک تھا۔ نوکر چاکر ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے۔ اقبال اُس کی ڈیوڑھی کا ادلے غلام تھا۔ عزت و توقیر ہر وقت ہاتھ باندھے حاضر رہتے۔ مطلب کیا کہ اُس کی شان اگر راجاؤں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ ”دورِ زمان کسی کو بھی عین لینے نہیں دیتا“ کرم چند کے ”دو بیٹے تھے ایک بچا را نمونیا میں مبتلا ہو کر رہے ملک بچا ہوا۔ دوسرے کی شادی ایک مغرور اور ضدی عورت سے ہوئی تھی چنانچہ اُس کے کہنے پر وہ اپنا حصہ لے کر کسی دور کے ملک میں چلا گیا۔ کرم چند کی عورت پہلے ہی رحلت کر چکی تھی۔ اب اگر اس مصیبت میں کرم چند کا کوئی ساتھی تھا تو صرف اس کا ”گتا موتی“ ہی تھا۔ جسے اُس نے اپنے زمانہ تعلیم سے گھر میں پالا تھا۔

”مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی“۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُس کی تمام جائداد ختم ہو گئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ نان شبینہ کا محتاج ہو گیا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ باہر جا کر کہیں نوکری کرے۔ چنانچہ گھر کو مقفل کیا اور ایک طرف کی راہ لی۔ لیکن موتی اب بھی ساتھ تھا۔

”جہاں چاہ وہاں راہ“ ایک بڑے شہر میں پہنچ کر کرم چند کو ایک امیر کے گھر نوکری مل گئی۔ موتی رات دن اُس کے ساتھ رہتا۔ کرم چند بھی اُس کا دلدادہ تھا۔ پل بھر کی جدائی اُسے گوارا نہ تھی۔ چنانچہ رات کو بھی موتی اُسی کے کمرے میں سویا کرتا۔

کتے کی عادت کو کون نہیں جانتا۔ امیر آدمی کے گھر والے ابھی تک اُس کے لئے ناواقف تھے



چنانچہ ایک دن ایک چھوٹے سے بچے نے موتی کو کان سے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ پہلے تو موتی تکلیف برداشت کرتا رہا۔ لیکن جب یہ ناقابل برداشت ہو گئی تو غصے میں آ کر بچے کو کاٹ کھایا۔ آہ اکتا۔ اور کتا بھی ایک غریب آدمی کا امیر اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ نوکر کا کتا اس قسم کی حرکت کرے۔ اُس کو بے حد غصہ آیا بچے کا رونا سونے پر سہلکے کا کام کر رہا تھا۔ چنانچہ کرم چند کو علم دیا کہ موتی کو ہمارے سامنے سنوٹ کر دو۔

کیا کسی کا دل ہے کہ اپنے عمر بھر کے ساتھی کو اپنے ہاتھ سے مار دے؟ دولت گئی غور گئی۔ بیٹے گئے۔ لیکن صرف موتی ہی تھا جو اب تک مصیبت کے وقت بھی اُس کے ساتھ تھا۔ اُس نے موتی کو جو اُس کے بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ نظر بھر کر دیکھا۔ اور پھر امیر کے سامنے کچھ گڑا کر عرض کرنی چاہی۔ لیکن وہاں کون سُنتا تھا؟

حکیم عالم مرگِ مفاجات: کرم چند نے موتی کو بلایا۔ جھٹ سے دُم ہلاتا ہوا موتی حاضر ہو گیا۔ اور اُس کے پاؤں میں اس طرح کلیں کرنے لگا۔ گویا ایک چھوٹا سا بچہ کھیل رہا ہو۔ کرم چند کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن کیا کر سکتا تھا۔ اپنے ہاتھ سے فائر کیا۔ صرف آواز کے ساتھ ایک چیخ سُنائی دی!!! افسوس! وہ موتی جو گھڑی بھر پہلے کھیل کر رہا تھا۔ زمین پر گہری نیند سوچکا تھا کرم چند ایک منٹ تک جس دحرکت کھڑا رہا۔ پھر ایک خونناک تھقبے کی آواز سُنائی دی جس نے آسمان پر گھرے ہوئے بادلوں کے دلوں میں آگ لگا دی۔

دوسرے دن کرم چند اپنے خون آلودہ موتی کے ساتھ بستر پر مُردہ پایا گیا۔

**لطیفہ:** لڑکا: (حکیم سے) حکیم صاحب! مجھے وہ گولیاں دیجئے جو کہ کل آپ نے تپاجی کو دی تھیں۔ حکیم: کیا ان کو گولیوں سے آرام ہے؟

لڑکا: اس کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ آج کل میں نے ہوئی بندوق خریدی ہوئی ہے۔ جس کے لئے آپ کی وہ گولیاں بہت خوب کام دیتی ہیں۔ (دھنی رام شرم)

# رہنمائے جغرافیہ

## حل پرچہ جغرافیہ امتحان ورنیکلر فائنل ۱۹۳۵ء

(ا) از قلم پینڈت دونی چند صاحب باقر سینکڈ ماسٹر ڈل سکول مور تھل ضلع روہتک)  
(۱) زمین کی شکل کیسی ہے؟ اپنے جواب کو دو دلیلیں دیگر ثابت کرو۔ خط استوا۔ قطب شمالی۔ قطب جنوبی کی بابت تم کیا جانتے ہو؟ مختصر نوٹ لکھو۔

زمین کی شکل کے بارے میں جغرافیہ والوں نے خیال فرمایا ہے۔ کہ زمین کی شکل نازگی کی طرح گول ہے جس کے دو نوں سے چپٹے ہوتے ہیں۔  
گولائی کے ثبوت۔

(ا) جب ہم کسی ہموار میدان میں کھڑے ہو کر کسی درخت کو دیکھتے ہیں۔ تو سب سے پہلے اُس کی چوٹی نظر آتی ہے۔ اور جوں جوں اس کے نزدیک جاتے ہیں۔ تو اس کا تناظر اتنا ہے۔ پہلے اس کا تناظر زمین کی گولائی میں چھپا ہوا تھا۔ جو نظر نہیں آتا تھا۔ نزدیک جانے سے تمام درخت دکھائی دینے لگا۔

(ب) جب کسی سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر کسی آتے ہوئے جہاز کو دیکھیں۔ تو پہلے اس کی چوٹی نظر آئیگی۔ جہاں جہاز ساحل پر آتا جائیگا تو تمام جہاز دکھائی دینے لگ جائیگا۔

(ج) سورج اور چاند گرہن کے وقت زمین کا سایہ گول پڑتا ہے۔ اور گول سایہ گول چیز کا ہوتا ہے۔ اس لئے زمین کا سایہ بھی گول ہوا۔

(د) اگر ہم کسی مقام سے سیر کو چلیں۔ تو سیر کرتے کرتے واپس اسی جگہ پر آ جاتے ہیں۔ جہاں سے کہ چلے تھے پس مندرجہ بالا ثبوت سے ثابت ہوا۔ کہ زمین گول ہے۔

خط استوا۔ وہ فرض خط ہے۔ جو زمین کے بیچوں بیچ قطب شمالی اور قطب جنوبی سے برابر فاصلے پر کھینچا گیا ہے۔ اس پر سورج کی شعاعیں عموداً پڑتی ہیں۔ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ اور بارش خوب ہوتی ہے۔ یہاں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

قطب شمالی۔ یہ حصہ زمین کا اوپر کا سرا ہوتا ہے۔ یہ نیچے کو پھیکا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بحر منجمد شمالی کے نزدیک ہونے کے سبب منجمد رہتا ہے۔ اس میں سخت سردی پڑتی ہے۔ اس میں کچھ پیداوار نہیں ہوتی۔ آب ہوا سرد ہے۔

**قطب جنوبی** - یہ زمین کا جنوبی سر زمین ہے۔ یہ بھی چمکا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بحیرہ منجمد جنوبی کے نزدیک ہے۔ یہ بھی منجمد رہتا ہے۔ آب و ہوا انہماک سے سرد ہے۔ پیداوار بالکل نہیں ہوتی۔

نوٹ - یہ زمین کے شمالی اور جنوبی سر زمینیں جو سال کے ۹ مہینے منجمد رہتے ہیں۔ اس میں کافی اور کچھ پیدا ہوتی ہے جو سردی پر جانور کی خوراک (۲) کراچی سے رنگون تک کا سفر بذریعہ جہاز۔۔۔۔۔

کراچی - کراچی سے جہاز میں سوار ہو کر سب سے پہلے بندرگاہ سورت آتی ہے۔ مگر یہ بندرگاہ بے رونق ہو گئی ہے۔  
بمبئی - یہ بندرگاہ رونق پر ہے۔ اس بندرگاہ سے برار کے علاقہ کی روٹی باہر جاتی ہے اور کارخانے سوئی کپڑا بننے کے کھانے میں مدد اس - اس کے بعد جہاز کو لمبو ہوتا ہوا مدراس پہنچتا ہے۔ جو مشرقی کنارے کی مشہور بندرگاہ ہے۔ احاطہ مدراس کے علاقہ کی پیداوار چاول و تمباکو باہر جاتا ہے۔

کلکتہ - یہ صوبہ بنگال کی دریائے گنگی کے کنارے بندرگاہ ہے۔ پہلے یہ بندرگاہ رونق پر تھی۔ اب اس کی رونق کم ہو گئی ہے۔ پہلے یہ ہندوستان کا دارالخلافہ تھا۔ لیکن اب یہاں ہونے کے سبب رونق کم ہو گئی ہے۔ اس بندرگاہ سے صوبہ بنگال کی پیداوار سن اور سن کی بوریوں اور چاول باہر جاتے ہیں۔

رنگون - ہمارا جہاز آخر میں اس بندرگاہ پر قیام کرے گا۔ جو رنگون بندرگاہ کے نام سے مشہور ہے اور صوبہ برہما کی بندرگاہ ہے۔ دریائے ایراوتی کے دہانے پر واقع ہے۔ اس بندرگاہ سے برہما کا چاول سرنگوں کی لکڑی باہر جاتی ہے۔

(۳) دریائے گنگا کا میدان کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے۔ یہ نرم اور پولی مٹی سے بن ہے۔ یہ دنیا کے زرخیز میدانوں میں شمار ہوتا ہے۔ پیداوار اور زرخیزی کے لحاظ سے اس کا پایہ عالی ہے۔ اس میں دریا کثرت سے بہتے ہیں بارش کافی ہوتی ہے۔ اس میدان کی سطح ہموار ہے اور زرخیز ہے۔ یہ میدان اس مٹی سے بن ہے۔ جو دریا پہاڑوں پر سے لاتے ہیں اور میدان میں چھوڑ دیتے ہیں جس سے نہایت زرخیز زمین بن جاتی ہے۔

آسیا ششی - چونکہ یہ ہموار میدان ہے۔ دریا کثرت سے بہتے ہیں۔ ان سے نہریں نکالی جاتی ہیں اور قدرتی بارش کے ذریعہ آسیا ششی ہوتی ہے

لوگوں کے پیشے - لوگوں کا پیشہ کھیتی کساری کرنا۔ ان اناج حاصل کرنا صنعت اور صرفت میں بھی مشغول رکھتے ہیں۔ اس علاقہ میں بہت کارخانے پائے جاتے ہیں۔ ان میں بہت لوگ کام کرتے ہیں۔ جو وہیں شہر اور گاؤں بسا کر رہتے ہیں۔ مویشی پالتے ہیں۔ ایک بادشاہ کے ماتحت ہیں۔ کھیتی کساری کرتے ہیں۔ آپس میں اتفاق سے رہتے ہیں۔ پرانے زمانے کے رسوم و رواج کے پابند ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے ایک حاکم کے ماتحت رہتے ہیں۔

شہر - آلہ آباد - بنارس - لکھنؤ - کانپور - گونڈہ - بریلی - علی گڑھ - جونا پور - مراد آباد - ہمدان - لڈکی۔



کے مصلح مشورے کے لئے مجلسیں بنی ہوئی ہیں۔ جو بادشاہ کو مدد دیتی ہیں۔

**باشندوں کے کام۔** عام طور پر لوگوں کا پیشہ کانگنی اور دستکاری ہے۔ لوگ بانس کے چھڑوں گھڑنا کرتے ہیں۔ باغ نکاتے ہیں۔ کاغذ کے پھول بناتے ہیں۔ کارخانوں میں کام کرتے ہیں صنعت و حرفت میں زیادہ شہرہ آفاق ہیں۔ لوگ محنتی اور جفاکش ہیں اور نہایت ہی صاف ستھرے رہتے ہیں۔ جاپانی بچے کم عمر میں ہی دستکاری سیکھ جاتے ہیں۔

**تجارت۔** اسکی تجارت چاروں طرف کو ہوتی ہے یعنی ہندوستان۔ چین۔ لنکا وغیرہ۔ ہندوستان سے روٹی جاتی ہے۔ اور پھر کڑا سا کر دیگر ممالک کو بھیجتا رہتا ہے۔ دیا سلائی باہر جاتی ہے۔ لوگ کارخانوں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں اور اپنی بنائی چیزیں بیچتے ہیں۔ (۶) مندرجہ ذیل کی بابت لکھو۔

**لورپول۔** یہ جزائر برطانیہ کے مغربی ساحل پر مشہور بندرگاہ ہے نیویارک کے نزدیک ہے۔ سوئی کپڑا بننے کے کارخانے جاپان کے نتیجے میں یہاں سے خاص درجہ جو صفر سے شروع ہوتا ہے۔ درجہ طول بلد شمار کرتے ہیں۔ اس خط پر لندن شہر واقع ہے جو برطانیہ کا دارالخلافہ ہے۔ یہ صفر درجہ طول بلد پر واقع ہے۔ یہاں سے درجہ طول بلد شمار کرتے ہیں۔

**سویٹزر۔** یہ ایک نہر ہے جو بحیرہ قلم اور بحیرہ روم کو ملاتی ہے۔ اور ایشیا کو افریقہ سے جدا کرتی ہے۔ اس کے راستہ پر انگریزوں کی تجارت ہوتی ہے۔

**ڈھاکہ۔** یہ ہندوستان کے صوبہ بنگال کا ایک قدیم اور پُرانا شہر ہے۔ پہلے زمانہ میں اس جگہ محل اتنی باریک بنی جایا کرتی تھی کہ انگوٹھی میں سے۔۔ انز کا تھان نکال سکتے تھے۔ محل کے کارخانے پائے جاتے ہیں۔

**ٹوکیو۔** جاپان کے مشرقی کنارے پر مشہور بندرگاہ ہے۔ اور جاپان کا دارالخلافہ ہے۔ سوئی کپڑا بننے کے کارخانے ہیں۔ **پیکن۔** چین کا دارالخلافہ ہے۔ اس جگہ سے مختلف اطراف کو راستے جاتے ہیں اور مشہور بندرگاہ ہے۔ ریل کے ذریعہ ملایا گیا ہے۔

**مارسلز۔** بحیرہ روم کے کنارے فرانس کے جنوب میں مشہور بندرگاہ ہے۔ اور اس جگہ پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں۔ ہندوستانی ڈاک یہاں سے جو کر جاتی ہے۔

**ہانگ کانگ۔** براعظم ایشیا کے مشرقی ساحل پر عمدہ بندرگاہ ہے۔ انگریزوں کے ماتحت ہے بحری اسٹیشن ہے۔ **نیپلز۔** اٹلی کے مغربی کنارے (ساحل) پر مشہور بندرگاہ ہے۔ پھلوں اور میوے کے لئے مشہور ہے۔

**کنچینگنگا۔** کوہ ہمالیہ پہاڑ کی ایک شہر چوٹی ہے۔ جو ۷۶۰۸ فٹ اونچی ہے۔ **مدن۔** بحیرہ قلم پر ایک بندرگاہ ہے۔ یہاں ایک بڑا بھاری قلعہ بنا ہوا ہے۔ کوئلہ کا اسٹیشن ہے۔ **اٹنا۔** اٹلی کے جزیرہ سیسی میں آتش فشاں پہاڑ ہے۔

(گیمانی مایکروکریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام ہندو ایشیاداس پرنٹری چاپ اور مطبعہ سنگھ پور پرنٹری پبلشرز سالہ ۱۹۳۵ء لاہور سے رام علی ستا)



# ادبی عجائبات کے حیرت انگیز نمونے

## ”رہنمائے تعلیم“ کے عجیب و غریب خاص نمبر

ہندوستان کی ادبی دنیا میں رسالہ ”رہنمائے تعلیم“ نے نہایت اہم اور کمال لیاقت و قابلیت کے ساتھ پے درپے تین ضخیم عجیب اور مفید خاص نمبر شائع کر کے ایک تھلکہ ڈال دیا ہے۔ اردو کا کوئی بڑے سے بڑا پرچہ اس قدر عظیم الشان اتنے ضخیم اور ایسے خاص نمبر آج تک شائع نہیں کر سکا۔ اور نہ مستقبل قریب میں امید ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

### قیمت ۱۰/- گل صدر رنگ (جوبلی نمبر) قیمت ۱۰/-

سارے سات سو صفحے کا ضخیم بے انتہا جواب اور عظیم النظیر پرچہ ہے۔ اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر شخص اور ہر مشرب کے انسان کے لئے دلچسپی اور دلکشی کا کافی سامان موجود ہے۔

### قیمت ۱۰/- مرقع ادب (فسانہ نمبر) قیمت ۱۰/-

انتہائی دلچسپ اور بھرپور دلکش، عجیب و غریب، حیرت انگیز، نادر الوجود نصیحت آمیز اور سلیس فسانوں کا مجموعہ۔ نہ ایسی دلچسپ چیز آپ نے آج تک پڑھی ہوگی۔ نہ سنی ہوگی۔ مختصر یہ کہ اس میں دلچسپی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے لکھو دل نہیں چاہتا۔

### قیمت ۱۰/- ریڈ کر اس سائیکلو پیڈیا (ریڈ کر اس نمبر) قیمت ۱۰/-

تھوڑیکہ ریڈ کر اس کے متعلق اس سے زیادہ مکمل، جامع اور تفصیلی واقفیت آپ کو کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ حفظانِ صحت کے اصولوں اور بیماریوں کے انسداد کے لئے ایک بہترین معلم اور لائق رہبر کا کام دیتا ہے۔ حفظانِ صحت کے متعلق دلچسپ فسانے، دلکش اشعار اور دلچسپ ڈرامے اس کی زینت کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ نہایت نفاست، معنائی اور خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

## بچوں کے لئے دلچسپی اور معلومات کے خزانے

جہاں بڑے لوگوں کے لئے جواہرات کا انبار لگایا گیا ہے۔ وہاں بچوں کو بھی فیض سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اور ان کے لئے بھی خوبصورت کہانیوں کی شکل میں حسب ذیل نہایت دلچسپ پرچے تیار کئے گئے ہیں۔

(۱) جوبلی نمبر ۴

(۲) فسانہ نمبر ۴

(۳) ریڈ کر اس نمبر ۴

ماسٹر حکمت سنگھ بینچنگ پرنسپل مسٹر رسالہ ”رہنمائے تعلیم“ رام گلی۔ لاہور

بابت ماہ است سہ ماہ

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزار

جلد ۱۰  
رسالہ  
نیمہ  
رہنمائے مسلم  
لاہور

علمی ادبی اخلاقی طبی تاریخی زراعتی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجموعہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناقد سخن حضرت نوح ناروی جانشین حضرت آغا غفر

مدیر اعزازی

مسٹر ٹھیکر چند و دیار تھی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ او۔ جی۔ اے (لندن)

معاونین اعزازی

لالہ آگیا رام سچد پونشی فاضل جناب جوش ملیحانی

طالب کاشمیری ایم۔ اے۔ ایم او ایل نشی فاضل ادیب فاضل

ماسٹر جگت سنگھ ٹیچنگ پریپرٹس رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ نمبر ۵

سالانہ چند پانچ روپے (۵ روپے)

فی پرچہ آٹھ آنہ (۸ روپے)

ششماہی تین روپے (۶ روپے)



## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صاحب مضامین	صفحہ
۱	وہاں کچھ نہیں صرت خاموشیاں ہیں (نظم)	جناب تاج الشعرا فصیح العصر حضرت نوح ناروی	۵
۲	حسن اصلاح (۲۵)	جناب حضرت عابد مسیح بی اے جرنلسٹ	۶
۳	دفتر تحقیق	جناب خواجہ فیض محمد صاحب فیض منشی فاضل	۹
۴	سلور جوہلی نمبر کے متعلق چند رائیں	مختلف اصحاب	۱۲
۵	ریڈ کر اس نمبر (معزز احباب کے دربار میں)	مختلف اصحاب گرامی	۱۶
۶	انتجائے مفتون (نظم)	جناب شکر سرور صاحب مفتون	۱۸
۷	آل انڈیا مشاعرہ قصبہ ڈبائی	انتخاب غزلیات از منشی جان محمد صاحب انور	۱۹
۸	رہنمائے تعلیم کا سلور جوہلی نمبر ۱۹۳۵ء	جناب پنڈت رلارام صاحب رتن منشی فاضل	۲۳
۹	غزل	جناب منشی جان محمد صاحب انور	۲۵
۱۰	دعا	جناب منشی عبدالوحد صاحب گورکھ پوری	۲۶
۱۱	پسٹالٹسی	جناب خواجہ فیروز حسن صاحب بٹ ایم اے بی ٹی	۲۷
۱۲	مسک تبسم (نظم)	جناب محمود اسماعیلی صاحب	۳۳
۱۳	دوستی	جناب سید عروج صاحب زیدی بدایونی	۳۴
۱۴	دیہات میں ریڈ کر اس کا کام		۳۸
۱۵	نظم دعائیہ (سلور جوہلی)	جناب غنی صاحب گوالیاری برق مضطر	۴۰
۱۶	درس توجہ	جناب غنی صاحب گوالیاری برق مضطر	۴۱
۱۷	توجہ دینے پر توجہ	جناب جوش ملیانی	۴۵
۱۸	حسد (نظم)	جناب مولوی عبدالغنی صاحب اصغر	۵۰
۱۹	علاج بذریعہ مٹی	جناب بابو اوم پرکاش صاحب اگر وال	۵۱
۲۰	ریویو	سچیدہا	۵۴
۲۱	ایک مہمل تنقید کی تردید	جناب حضرت دریا انصاری	۵۷
۲۲	بولی کی چھٹی (افسانہ)	جناب منشی پریم چند صاحب بی اے	۶۷
۲۳	انتقام قدرت (افسانہ)	جناب مولوی نذیر احمد صاحب ناظر مہالہ کلاں	۷۹

# وہاں کچھ نہیں صرف خاموشیاں ہیں

(ناخدا لے سخن تاج الشعرا فصیح العصر حضرت نوح ناروی)

نہ سرگوشیاں ہیں نہ سرخوشیاں ہیں  
مجت کی ساری فصول کوشیاں ہیں  
ہم آغوشیوں میں ستم کوشیاں ہیں  
قیامت کسی کی ہم آغوشیاں ہیں  
وہی بزم ساقی وہی دور ساغر  
وہی میں وہی میری مے نوشیاں ہیں  
وجود و عدم میں کوئی دخل کیا دے  
یہ قانونِ فطرت کی سرخوشیاں ہیں  
غضب ڈھانگئی اُن کی برقی تبسم  
کہ بے ہوشیوں کو بھی بے ہوشیاں ہیں  
ہماری یہ شامت خدا کی وہ رحمت  
اٹھائیں بھی احباب مل کر جنازہ  
خطا کوشیاں ہیں خطا پوشیاں ہیں  
ہو احوال معلوم ملکِ عدم کا  
میری سمت سے اب سبک دوشیاں ہیں  
کسی اور کی یاد کا ذکر کیسا  
وہ آتے نہیں میری نظروں کے آگے  
اٹھائیں مجھ کو موسیٰ تو ہیں اُن سے پوچھو  
وہ آتے نہیں میری نظروں کے آگے  
وہ ہیں روبرو اور روپوشیاں ہیں

دُبو دیں جو اے فوجِ کشتی تمہاری  
وہ طوفانِ الفت کی سرخوشیاں ہیں

# حُسنِ اصلاح

(۳۵)

آئورہ وہ اب کلیم نہیں ہے کہ وہ کلام نہیں وہی ہے طور مگر جلوہ اُس کا عام نہیں  
اصلاح کوئی کلیم نہیں یا کوئی کلام نہیں وہی ہے طور مگر جلوہ اُس کا عام نہیں  
ہر دو جانب لفظ (سے) کی موجودگی اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے ایک جانب کمی کر دی گئی۔ مصرع ثانی  
میں (وہی) کے ہوتے مصرعِ اولیٰ میں (وہ) پر معلوم ہوتا تھا۔ یہ تو ہوئی لفظی اصلاح۔ اب مصرعی اصلاح ملاحظہ ہو۔ ظاہر  
ہے کہ کلیم یعنی حضرت موسیٰ اب یہاں موجود نہیں ہیں۔ لہذا شاعر کا استفہامیہ طور پر حضرت موصوف کی موجودگی کا  
اونا کرنا خلاف حقیقت ہے۔ اگر کلیم سے مراد ذاتِ باری تعالیٰ ہے تو اس صورت میں کوئی قرینہ ایسا  
چاہئے تھا جو سامعین کے خیالات کو معنی مقصود کی طرف مائل کرتا کلیم اللہ کی باکلم اللہ ساتھ لگئی۔ لہذا وہ کلام  
کہنا بھی درست نہ تھا۔ اصلاح میں جانشین حضرت فصیح الملک یعنی فصیح العزم حضرت نوح مدظلہ نے کوئی  
کلیم اور کوئی کلام فرما کر شاعر کے معزاکو بہ وجہ احسن اور کم از کم رد و بدل کر کے ادا فرما دیا۔  
آئورہ قیامت اُٹھتی زمانے میں وہ تو یہ کہئے بُتوں کے ہاتھ میں دنیا کا انتظام نہیں  
اصلاح قیامت اُٹھتی زمانے میں وہ تو یہ کہئے بُتوں کے ہاتھ حسدائی کا انتظام نہیں  
دونو جانب لفظ (میں) آگیا تھا۔ ایک طرف کم کر دیا گیا اور اس کے خارج کرنے سے دنیا کی جگہ  
(خدا کی) رکھ دینے کی گنجائش نکل آئی (بُت) اور (خدا) کا تقابل ظاہر ہے۔  
آئورہ بڑا مزہ ہو جو زاہد سے آج چھڑ جائے وہ نے حرام کہے میں کہوں حرام نہیں  
اصلاح بڑا مزہ ہو جو زاہد سے بختِ باد چھڑے کہ وہ حرام کہے میں کہوں حرام نہیں  
جناب آئورہ کے مصرعِ اولیٰ میں (چھڑ جائے) کہا گیا ہے۔ (چھڑ جانا) لرزائی ہونے کے معنی میں سبب  
حضرت تلح الشعر مدظلہ نے آئورہ صاحب کے معنی مقصود اصلاح میں لاکر بیٹھے۔ جناب آئورہ کے مصرع ثانی  
میں (مے حرام کہے) بھی خلافِ محاورہ تھا (مے) کے بعد (کی چاہئے تھا۔ اصلاح سے یہ عیب بھی دور ہو گیا  
حضرت نوح نے مصرع ثانی میں جو لفظ (کہ) رکھ دیا ہے وہ بہت خوب ہے۔ لفظ مذکور سے مصرع ثانی  
خوب چُست ہو گیا اور مصرعِ اولیٰ کے (بختِ باد) کی تشریح بھی ہو گئی۔  
آئورہ جب کوئی صورتِ حسین دیکھی صنعتِ صورتِ آفریں دیکھی

اصلاح ۵ ہم نے وہ صورت حسین دیکھی صنعت صورت آفریں دیکھی  
حضرت اُور کے مطلع میں فعل کا فاعل ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔ اصلاح سے یہ کمی پوری ہو گئی۔

الزور ۵ آسمان آج تک ہے چمکے تم نے آہ دلِ حنین دیکھی

اصلاح ۵ آسمان دز میں ہیں چمکے تم نے آہ دلِ حنین دیکھی

(آج تک) سے اس شعر میں کوئی بات پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اُس کے نکال دینے سے اصنافِ  
دزین کی گنجائش نکل آئی۔ اضافہ مذکور سے شعر کے معنی میں امانت ہو گیا۔

الودہ ۵ دستِ وحشت نے موسمِ گل میں جیب دیکھی نہ آستیں دیکھی

جس طرح ہمارے عنایت فرمانے اپنے مصرعِ ثانی میں فرمایا ہے۔ اس طرح فصیح العصر حضرت فتح مدظلہ  
نہیں فرماتے۔ ایسے موقع پر حضرت موصوف لفظ (نہ) کو دو مرتبہ استعمال فرماتے ہیں۔ قاعدہ مذکورہ کی  
رو سے مصرع زیر بحث حسب ذیل ہونا چاہئے تھا۔ نہ جیب دیکھی نہ آستیں دیکھی۔ لیکن بحر میں اسکی  
گنجائش نہ تھی۔ لہذا اس طرح اصلاح ہوئی۔

اصلاح ۵ دستِ وحشت سے موسمِ گل میں ہم نے ثابت نہ آستیں دیکھی

قاعدہ مذکورہ کے تحت میں جناب اُور کے ایک اور شعر پر جو اصلاح ہوئی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

شعر ۵ اب زلیخا ہے ناب ہے وہ خریدارِ حُسن اب نہ یوسف ہے نہ وہ مہر کے بلذلل کی بات

اصلاح ۵ اب کہاں ہے وہ زلیخا وہ خریدارِ حُسن اب نہ یوسف ہے نہ وہ مصر کے بازار کی بات

ایک غزل کا مطلع اور ایک شعر ملاحظہ ہو۔

مطلع ۵ پامال قبر عاشقِ شیدا نہ کیجئے ظلم اب شہیدِ ناز پر اتنا نہ کیجئے

اصلاح ۵ پامال قبر عاشقِ شیدا نہ کیجئے ظلم اب شہیدِ ناز پر ایسا نہ کیجئے

صرف ایک لفظ بدلایا یعنی حضرت تاج الشعراء مدظلہ نے (رتنا) کو (ایسا) بنا دیا۔ کیونکہ (اتنا) نہ  
کہنے میں (دانا) کا سائل لفظ ہو جاتا ہے۔

شعر ۵ دلِ آپ ہی کا ٹھہرے یہ گھر آپ ہی کا آباد کیجئے یا اسے ویرانہ کیجئے

اصلاح ۵ دلِ آپ کا مکان ہے کیا مجھ سے واسطہ آباد کیجئے اسے ویرانہ کیجئے

مصرعِ اولیٰ میں اتنی تاکید کی ضرورت نہ تھی جتنی جناب اُور نے تکرارِ الفاظ سے پیدا کی تھی۔ پھر اخیر کے  
(و لفظ یعنی (کا ہے) پڑھنے میں (کہے) ہو جانے کی وجہ سے بڑے معلوم ہوتے تھے۔ اصلاح کے بعد مصرعِ اولیٰ  
چُست ہو گیا اور معنی بھی ادا ہو گئے۔ مصرعِ ثانی کے متعلق عرض ہے کہ پورا لفظ (کیجئے) ہے۔ اس کی مختصر صورت

کو یعنی (کیجئے) کو شاید ابھی متروکات میں شامل نہیں کر سکتے لیکن اکثر حضرات اب (کیجئے) یعنی پورا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔ مختصر صورت (کیجئے) کو حضرت توح مرغلہؒ نے ترک فرما دیا ہے۔ اصلاح شد مصراع ثانی میں لفظ دیا، مقدّر ہے۔  
**آؤر** ۵ ظلم اٹھانا نہیں آساں بڑی مشکل ہے بڑی مشکل ہے مری جاں بڑی مشکل ہے  
 اصلاح میں صرف ایک لفظ بدل لگایا۔ مصراع ثانی کا پہلا لفظ (بڑی) بدل کر (سخت) بنا دیا گیا۔ تکرار الفاظ اب بھی ہے لیکن ایک لفظ کے بدل جانے سے قدرے تنوع پیدا ہو گیا۔

**آؤر** ۵ دیکھئے ملکِ عدم کا ہو سفر طے کیونکر جس جگہ جان نہ پہچان بڑی مشکل ہے  
 اصل میں ناخذائے سخن حضرت توح مرغلہؒ نے (جس) کو (رِس) بنا دیا۔ ترتیب الفاظ پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں (رِس) مناسب ہے۔

**آؤر** ۵ آشیائے اجڑا قفس میں آئے ٹکٹن چھٹ گیا میری قسمت میں ابھی دکھا ہے کیا کیا دیکھئے  
 اصلاح ۵ آشیائے اجڑا قفس میں آئے ہم ٹکٹن چھٹا اور قسمت میں ابھی دکھا ہے کیا کیا دیکھئے  
 جناب آؤر کے شعر میں (دشتر گر بہ) تھا کیونکہ مصراع اولیٰ میں (آئے) یعنی (ہم آئے) کہا تھا اور مصراع ثانی میں (میری) اصلاح سے یہ عیب دور ہو گیا۔ مصراع ثانی میں حضرت فصیح العصر مرغلہؒ نے جو لفظ (اور) بڑھایا ہے اُس نے شعر کو بہت چُست کر دیا۔

**آؤر** ۵ خود گلا میں نے تہ شمشیر برائ کھ دیا میرا دل میرا جگہ میرا کلیجا دیکھئے  
 ظاہر ہے کہ (کلیج) اور (کلیجا) یعنی ایک معنی کے دو لفظ مُستقل رکھنا لطف سے خالی ہے۔  
**اصلاح** ۵ بہ مرا دل دیکھئے میرا کلیجا دیکھئے

**آؤر** ۵ حُرین و الفت سے طبیعت آپ کی ہے بخبر حضرت ناصح ابھی یوسف زینحاد دیکھئے  
 اصلاح میں مصراع ثانی کا ایک لفظ بدل لگایا۔ (راہی) کی جگہ (دور) لکھا گیا۔ از روئے بلاغت مؤخر الذکر انسب ہے۔  
 ہمارے محبت دل نواز جناب منشی جان محمد صاحب آؤر کے اصلاحتی نمونے ختم ہوتے ہیں۔ ہم نہ دل سے شکر گزار ہیں کہ حضرت آؤر نے ہماری معروضات کو ملحوظ رکھ کر اپنے اصلاحتی کلام سے نیاز مندوں کو نوا اپنے وعدے کے بموجب آئندہ قسط میں ہم اپنے خواجہ تاش حضرت مشقون شکوہ آبادی کا کلام فصاحت التیام نذر ناظرین کرینگے۔ پھر غالباً جناب فصحا الہ آبادی شاگرد حضرت توح ماروی مرغلہؒ العالی کے اصلاحتی اشعار شریکِ مضمون ہونگے۔

عابد سیح (بی۔ اے) مراد آبادی

# دفتر تحقیق

(ایک علمی مضمون)

(ارخواجہ فیض محمد صاحب فیض لودھیانوی نشی فاضل)

جمع الفاظ کا مفرد استعمال ان کے معنی بالکل تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور ان کا استعمال مفرد کے لئے ہوتا ہے۔ ہر لفظ کے بالمقابل اُس کا اردو مطلب بیان کرنے سے پہلے اُس کے عربی معنی بھی لکھے گئے ہیں تاکہ معانی میں جو فرق پڑ گیا ہے۔ وہ بخوبی ظاہر ہو جائے۔ علاوہ ازیں وضاحت کے لئے مثال کے طور پر ایک ایک مختصر سا فقرہ بھی درج کیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ ان میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو ان کے عربی معنوں میں جمع ہی استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس مضمون میں میرا مقصد صرف اردو معنوں پر بحث کرنا ہے۔ وہ اردو جو ہم روزانہ بولتے اور سمجھتے ہیں۔

(۱) اسباب۔ جمع ہے سبب کی۔ جس کے معنی ہیں۔ رسی۔ وسیلہ اور پرند وغیرہ۔ لیکن اردو میں اسباب بمعنی سامانِ استعمال ہے۔

فقہہ۔ ریل میں بیٹھنے سے پہلے اپنا اسباب تلوا لینا چاہئے۔

(۲) آثار۔ جمع ہے اثر کی۔ جس کے معنی ہیں علامت۔ نشان اور نتیجہ وغیرہ۔ لیکن محاوروں کی اصطلاح میں آثار کے اردو معنی دیوار کی مونائی ہیں۔

فقہہ۔ دیوار کا آثار ہمیشہ زیادہ رکھنا چاہئے۔

(۳) اصول۔ جمع ہے اصل کی جس کے معنی ہیں جڑ اور بنیاد وغیرہ۔ لیکن اردو میں اس کے معنی کنوئیر

اور طریقہ ہیں۔ واضح ہو کہ اس کا صحیح تلفظ اُصول (الف کی پیش کے ساتھ) ہے۔ جو لوگ اصول (الف کی زبر کے ساتھ) بولتے ہیں غلطی پر ہیں۔

فقہہ۔ میرا یہ اُصل نہیں ہے۔ کہ بن بلائے کسی دوسرے کے گھر جاؤں۔

(۴) افواہ۔ جمع ہے فوہ کی جس کے معنی ہیں کُنہ۔ لیکن اردو میں افواہ کا لفظ بمعنی شہرتِ مستعمل ہے۔

فقہہ۔ افواہ ہے کہ آج دسویں جماعت کا نتیجہ برآمد ہو گا۔

(۵) اوقات جمع ہے وقت کی جس کے معنے میں زمانہ عرصہ اور موقع وغیرہ۔ لیکن اردو میں اوقات جمعیت کے معنوں میں مفرد مستعمل ہے۔

فقہہ۔ انسان کو اپنی اوقات سے بڑھ کر خرچ نہ کرنا چاہئے۔

(۶) طوائف۔ جمع ہے طائفہ کی جس کے معنے ہیں گروہ اور جماعت وغیرہ۔ لیکن اردو میں طوائف کے معنی ہیں وہ بازاری عورت جو ناجاتی۔ گانا گاتی ہو۔

فقہہ۔ نواب صاحب کی کوٹھی پر کل ایک طوائف کا نالاج ہوگا۔

(۷) ادبаш۔ جمع ہے بوش کی جس کے معنے ہیں کمینہ اور فرومایہ۔ لیکن اردو میں یہ لفظ بد چلن اور بد معاش کے معنوں میں آتا ہے۔ عربی اور اردو کے معنوں میں بڑی حد تک اشتراک ہے مگر فرق یہ ہے کہ اردو میں ادباش مفرد ہے اور عربی میں جمع۔

فقہہ۔ وہ آدمی بڑا ادباش ہے۔ اُس کی باتوں میں نہ آنا چاہئے۔

(۸) حُور۔ جمع ہے حوراء کی۔ جس کے معنے ہیں وہ خوبصورت عورت جس کی آنکھیں اور سر کے بال سیاہ ہوں۔ عربی اور اردو کے معنوں میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔ مگر عربی میں حُور جمع ہے اور اردو میں مفرد۔

فقہہ۔ وہ عورت نہیں بلکہ حُور ہے۔ واضح ہو کہ حُور ایک قسم کی مخلوق ہے جو بہشت میں نیک بندوں کی عطا کی جائیگا۔

(۹) غلامان۔ جمع ہے غلام کی۔ جس کے معنے ہیں اُمر۔ اور اُمر اُس فوجیئر لڑکے کو کہتے ہیں۔ جس کی ڈاڑھی اور مونچھیں ابھی نہ اُٹی ہوں۔ حُور کی طرح یہ بھی ایک طرح کی مخلوق ہے جو بہشت میں خدا کے نیک بندوں کی خدمت کے لئے مامور ہوگی۔ اس کا اطلاق بھی مفرد پر ہوتا ہے۔

فقہہ۔ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہر غلامی کو ایک حُور ملے گی اور ایک غلامان۔ واضح ہو کہ غلام کی جمع عربی میں غلامان کے علاوہ غلامہ بھی آتی ہے۔

(۱۰) حوالات۔ جمع ہے حوالہ کی۔ جس کے معنے ہیں سپردگی اور تحویل وغیرہ۔ مگر اردو میں حوالات اُس تنگ و تنار ایک کوٹھڑی کو کہتے ہیں۔ جس میں مقدمہ کی تحقیقات تک ملزم کو بند رکھتے ہیں۔

فقہہ۔ اس حوالات میں روشنی کا نام تک نہیں ہے۔

مفرد اور جمع دونوں کے لئے اذیل کے عربی الفاظ درحقیقت جمع ہیں۔ لیکن اردو میں مفرد اور جمع دونوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ضمناً جو مثالیں تحریر

کی گئی ہیں۔ وہ صرف مفرد کی ہیں۔

(۱۱) احوال۔ جمع ہے حال کی جس کے معنے ہیں کیفیت اور حالت وغیرہ۔

فقہہ - بھائی کبھی کبھی اپنا احوال لکھتے رہا کرو۔

(۲) اخلاق - جمع ہے خلق کی جس کے معنے ہیں۔ وہ عادت جو پُرانی ہو کر طبیعت میں راسخ ہو گئی ہو کیونکہ اخلاق (الف کی زیر کے ساتھ) عربی میں مصدر ہے جس کے معنے ہیں پُرانا ہونا اور پرانا کرنا۔  
فقہہ - عشق و محبت کے فحش ڈراموں سے نوجوانوں کا اخلاق بگڑ رہا ہے۔

(۳) توارئخ - جمع ہے تاریخ کی جس کے معنے ہیں۔ ہینے کا ایک دن۔ اور کسی چیز کے ظہور کا وقت وغیرہ لیکن توارئخ سے وہ فن مراد ہے جس سے زمانہ اور اہل زمانہ کے جدید و جدید حالات کو محفوظ کیا جاتا ہے۔  
فقہہ - اکبر بادشاہ کے عہد کی توارئخ بہت دلچسپ ہے۔

(۴) تحقیقات - جمع ہے تحقیق کی جس کے معنی ہیں چھان بین کرنا اور کھوج لگانا۔ اُردو میں مفرد اور جمع دونوں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

فقہہ - ابھی تک اس چوری کے مقدمہ کی تحقیقات نہیں ہوئی۔  
(۵) اولاد - جمع ہے ولد کی جس کے معنے ہیں بچہ۔ خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔  
فقہہ - اُس کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔

دراخ ہو کہ اولاد ایک جن کا نام بھی ہے۔ جو مازندران میں رہتا تھا۔  
(۶) اولیا - جمع ہے ولی کی جس کے معنے ہیں دوست اور حبیب وغیرہ۔  
فقہہ - وہ کہاں کا اولیا ہے۔

(۷) اشرف - جمع ہے شریف کا جس کے معنے ہیں بھلا مانس۔  
فقہہ - وہ بہت اشرف ہے۔ میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔

(۸) القاب - جمع ہے لقب کی یعنی وہ خاص نام جو کسی مدح یا ذم کے باعث مشہور ہو جائے۔  
فقہہ - اگر تم رستم کا القاب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو ہر روز ورزش کیا کرو۔  
(۹) عماد - جمع ہے عمادہ کی جس کے معنے ہیں ستون اور بلند عمارت وغیرہ۔

فقہہ - اب عماد قوم مولانا فلاں صاحب تقریر فرمائیے۔

(۱۰) لغات - جمع ہے لغت کی یعنی کسی قوم کی زبان کے الفاظ کا ذخیرہ۔ اور اصلاح میں اُس لفظ کو بھی کہتے ہیں جس کے معنی مشہور نہ ہوں۔ بلکہ صرف لغات ہی میں درج ہوں۔  
فقہہ - میں نے ایک نیا لغات خریدا ہے۔

(۱۱) رہبان - جمع ہے راہب کی جو اسم فاعل ہے جس کے معنے ہیں فضالتائی۔ سے غریب کشادہ



اور ہر مطلق میں اسباب قوم نصاریٰ کے عابد کو کہتے ہیں۔ قاتوس میں لکھا ہے کہ اس کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اردو میں اسباب کی جگہ کسی کو رہبان بولتے ہوئے نہیں سنا۔ البتہ لفظ رہبانیت جو اس سے مشتق ہے۔ اکثر سُننے میں آیا ہے۔

(۱۲) بقایا۔ جمع ہے باقی کی جس کے معنی ہیں بچا ہوا۔ فقہرہ۔ تم اس کی بقایا رقم جلد ادا کر دو۔

(۱۳) ریاض۔ جمع ہے روضہ کی جس کے معنی ہیں باغ۔ اس لفظ کا اطلاق مفرد پر ہوتا ہے۔

فقہرہ۔ ابی ریاض قوم ہمیشہ پھلا پھولا رہے۔

(۱۴) مخلوقات۔ جمع ہے مخلوق کی جس کے معنی ہیں پیدا کی ہوئی چیز

فقہرہ۔ اس شہر میں خدا کی مخلوقات کثرت سے آباد ہے۔

(۱۵) حواری۔ جمع ہے خواہ کی جس کے معنی ہیں دھوبی۔ اور سفید جلد کا انسان۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے اکثر دوست گورے رنگ کے تھے۔ اس لئے ان کو حواری کہتے ہیں۔ اس لفظ کا اطلاق اردو میں صرف مفرد پر ہوتا ہے۔ فقہرہ۔ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے ایک حواری نے پکڑ دیا تھا۔

اذیل میں عربی کے وہ الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ جو درحقیقت جمع ہیں۔ لیکن اپنے مجازی حقیقتاً جمع مجازاً مفرداً معنوں میں مفرد استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک ایک فقرہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔

(۱) آفاق۔ جمع ہے اُفق کی جس کے معنی ہیں آسمان کا وہ کنارہ جو زمین سے ملا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ لفظ بمعنی گرد گرد عالم متعل ہے یعنی آفاق کہہ کر تمام زمانہ مراد لیا جاتا ہے۔ فقہرہ۔ رسالہ نہائے تعلیم کی آفاق میں شہرت ہے۔

(۲) دیار۔ جمع ہے دار کی جس کے معنی ہیں گھر۔ چونکہ بہت سے گھر مل کر ایک شہر بن جاتا ہے۔ اس لئے مجازاً شہر کو دیار کہہ دیتے ہیں۔ فقہرہ۔ اس دیار میں افلاس کی دبا پھیلی ہوئی ہے۔

(۳) موجب۔ جمع ہے موجب کی جس کے معنی ہیں واجب کیا گیا۔ لیکن مجازی معنوں میں موجب بمعنی تنخواہ مفرد استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کی جمع موجبات بنائی جاتی ہے۔ فقہرہ۔ اُس کو ابھی تک دسمبر کا موجب نہیں ملا۔ یا تمہیں کس قدر موجب ملتا ہے؟

(۴) اخبار۔ جمع ہے خبر کی۔ مگر مجازاً اُس پرچے کے لئے یہ لفظ مفرد استعمال ہوتا ہے۔ جس میں مختلف مقامات کی خبریں اشاعت پذیر ہوتی ہوں۔ اخبار کی جمع اشیخ اخبارات بنا کر اسے جمع کے طور پر بولا جاتا ہے۔

فقہرہ۔ ہر اخبار کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

(۵) کائنات۔ جمع ہے کائن کی جو اسم فاعل ہے اور جس کے معنی ہیں ہونے والا۔ لیکن مجازاً یہ لفظ موجودات

عالم کے معنوں میں مفرد استعمال ہے۔ فقہرہ۔ اس وقت رات کے بارہ بجے ہیں اور تمام کائنات خاموش ہے۔

راخذ و نقل کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

# ہمارے سلور جوبلی نمبر کے متعلق چند رائیں

(۱)

محترمی سردار صاحب

سلور جوبلی نمبر کی مبارک ہو۔ آپ تو بلا کے آدمی ہیں۔ انشاء و قربانی آپ کے رگ و ریشہ میں کوٹ کر بھری ہے۔ جو خدمت آپ اُردو کی کر رہے ہیں۔ وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے آپ کے سپیشل نمبر بلا شک و شبہ صحیح معنوں میں سپیشل نمبر ٹھاکرتے ہیں۔ آپ دریا کو کوزے میں بھرنے میں ایسی دسترس رکھتے ہیں کہ شاید کسی کو حاصل ہو۔ امر واقع تو یہ ہے کہ آپ میدان صحافت میں بازی سے گئے ہیں۔ کوئی سامنے نہ ہو۔ بے اختیار تعریف کا کلمہ نکلتا ہے۔ بھلا آپ جشن جوبلی کے موقع سعید کریوٹو کر پیچھے رہ سکتے تھے۔ یہ نمبر بھی دوسرے نمبروں کی طرح غایت درجہ کا مفید اور دلچسپ ہے۔ خاندان شاہی جشن جوبلی اور شہنشاہِ عظم کی زندگی کے متعلق مفصل واقفیت دی ہوئی ہے۔ نظمیں اور مضامین اعلیٰ پایہ کے ہیں۔ ہر ایک وفادار شہری کے پڑھنے کی چیز ہے۔ سلور جوبلی نمبر کی ایک بار پھر مبارک۔

راقم رام سنگھ بی اے۔ آنر ز بی ٹی

(۲)

رید کر اس نمبر نے میخانہ علم و ادب کے جوئے خوشگوار پلائی تھی اُس کا نشہ ابھی اُترا بھی نہیں تھا کہ سلور جوبلی نمبر منصفہ شہود پر کچھ اس سان سے جلوہ گر ہو گا کہ بادہ آشرامان ادب خوار اور تشنہ کاشی کی صحتوں سے کلیتہً نجات پا گئے۔ پونے دو سو صفحوں پر شتل یہ رنگین مجلہ اپنی مثال آپ ہے۔ مضامین کی جامعیت پر تبصرہ کرنے کے لئے تو وقت چاہئے اتنا کہ دنیا ہی کافی ہے کہ صحافتی دُنیا میں سردار جگت سنگھ صاحب ایک ایسی قیامت برپا کر رہے ہیں جو دائرِ قیامت خیز ہے۔ کم از کم اُردو زبان کا کوئی رسالہ رہنمائے تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ابھی دل نمبر کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں تو ہی اُڑنگا

ع ایں کار از آواید و مرداں چنین کنند

راقم عرشِ راسیانی

(۳)

سردار جگت سنگھ صاحب مالک رسالہ رہنمائے تعلیم (لاہور) کی شخصیت کسی تعارف مزید کی محتاج نہیں ہے صحافتی دُنیا میں قدم رھے ہوئے آپ کو مدتِ مدید ہو چکی ہے۔ اور آپ نے جس مسلسل۔ منظم اور باقاعدہ

کوشش اور جدوجہد کے ساتھ اپنے رسالے کو دقیق و موثر مستند و معتبر مشہور و معروف - اور مقبول و عزیز بنا لیا ہے۔ وہ قابلِ تعریف بھی ہے اور لائقِ رشک بھی۔ آپ ایک بالکل ہی مرتجاں مرنج طینت کے حامل ہیں اور بے انتہا محنت مستعدی - جانفشانی اور عزیمتی کے ساتھ رسالہ موصوف کو کامیاب بنانے اور ترقی دینے میں مصروف رہتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ رسالہ اپنے نام کے اعتبار سے ادبی مضامین کے مقابلے میں "خالص تعلیمی" مضامین کی جانب توجہ دینے جلنے کا نسبتاً زیادہ محتاج ہے اور بحمد اللہ ملک میں ادیبوں کی طرح تعلیمی شغف رکھنے والے حضرات کی بھی کچھ کمی نہیں ہے۔ پس بہتر ہو کہ وہ جدید نظریۂ تعلیم کے ابتداء میں مختلف النوع مضامین رسالہ مذکورہ بالا میں بھیجیں اور شائع کرائیں۔ اس وقت میرے سامنے رسالہ مذکورہ کا سیکور جو بی غیر ہے اس کو تمام و کمال پڑھ چکنے کے بعد بلا خوف تردد میں کہہ سکتا ہوں کہ ملک کے کسی رسالے نے اس قدر عمدہ اور منتخب مواد اس مخصوص موضوع پر فراہم اور پیش نہیں کیا ہے۔ نثر کے مضامین جس قدر پُر از معلومات اور مفید ہیں نظم کے مضامین اُس سے زیادہ پُر لطف اور دلکش ہیں۔ میں سردار صاحب موصوف - جوش صاحب مسیانی اور دیگر پیرانِ اعزازی - نیر شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے اس نمبر کو خصوصیت کے ساتھ کامیاب بنانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اور یہ ناچیز لیکن پُر زور سفارش پیش کرتا ہوں کہ ہر ادارہ تعلیمی کے حکام جنہوں نے اس رسالہ کو اپنے یہاں ابھی تک جاری نہیں فرمایا ہے وہ ضرور بالضرور اس کو جاری فرالیں۔ کیونکہ صیغۂ تعلیم کے لئے یہ رسالہ مخصوص اہمیت رکھتا ہے۔

ساتھ ہی ملک کے معروف شعراء - ادبا - نقادان اور واقفانِ فن سخن کی خدماتِ بابرکات میں میری دلی استغاثہ ہے کہ وہ اپنی قلمی معاونت سے باقی رسالہ کی سرگرم کوششوں کو مشکور فرمائیں۔ اور اس گزارش کو نہ صرف وقتی اور عارضی بلکہ مستقل اور دوامی بنائیں۔

حاکسار ڈرٹبے مقداد قاضی محمد ریاض الدین انصاری جیوری ایم اے - بی ٹی از تھبہ جیور

(۴)

ہمارے سردار جگت سنگھ صاحب (خدا انہیں اس جگت میں سلامت باکراہت رکھے) کو بقول جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی روپیہ پانی کی طرح بہانا خوب آتا ہے۔ اور ان نمبروں کے نکالنے میں وہ نہایت ہادی سے کام لیتے ہیں۔ ابھی اتنے ضخیم نمبر بیچے دیکر اس نمبر سے فرصت پائی ہی تھی کہ سیکور جو بی نمبر کا خیال آگیا۔ اگرچہ آپ نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ نمبر تو نہیں البتہ نمبری نکال دوں گا۔ مگر نمبری کیسی؟

شہنشاہ ہند جارج پنجم کی سلور جوبلی کا موقعہ اور سردار صاحب نمبری نکالتے۔ یہ تو نا ممکن تھا۔ آخر کو خدا کے فضل سے جوبلی نمبر شائع ہو گیا۔ اور بہت اعلیٰ مضامین کا مجموعہ جس کی تعریف ایک دُنیا کر رہی ہے۔ بس ادبی ذوق رکھنے والوں سے اتنی اتماس ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ بہت جلد رہنمائے تعلیم کا جوبلی نمبر۔ افسانہ نمبر۔ ریڈ کر اس نمبر۔ سلور جوبلی نمبر خرید کر ان سے اپنی الماریوں اور میزوں کی زینت بنائیں۔ اور سردار صاحب کو جلد اس بائراں سے سبکدوش کریں۔ تاکہ آئندہ اور بھی عمدہ عمدہ نمبر نکالنے کی اُن کو ہمت ہو۔ آمین

راقم سید انور علی نقوی

(۵)

سردار صاحب!

سلور جوبلی نمبر دیکھ کر میری حیرانی و تعجب کی انتہا نہ رہی۔ اس لئے کہ آپ نے اتنے قلیل عرصے میں ایسا عظیم الشان نمبر کس طرح تیار کر لیا۔ آپ کی محنت قابلِ داد ہے۔ یہ نمبر ضخامت کے لحاظ سے ایک ضخیم کتاب مضامین کے لحاظ سے ایک مرقعہ دفتر اور تصاویر کی حیثیت سے ایک دلچسپ مرقعہ ہے۔ ایشور آپ کو ان نادر خدمات اور ادبی دلچسپیوں کا عوضانہ عطا کرے۔ آمین

راقم نیل کنٹھ منگو ترہ جموں توی

XXXX

## خطاب کمیٹی

اس تجویز کے متعلق بہت سی مختلف رائیں دفتر میں موصول ہو چکی ہیں۔ ان کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے شائع کر دیا جائیگا۔ اب صرف دو اصحاب کی رائے کا انتظار ہے۔ بہت ہے کہ ان کی رائے بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ اور دفتر ہذا اس تجویز کے متعلق اپنے طرزِ عمل کا فیصلہ شائع کر سکیگا۔ آئندہ اشاعت کا انتظار فرمائیں۔ جوش ملیح آبادی مدیر حصہ نظم

~~~~~

بچوں کا افسانہ نمبر اس میں بچوں کے پڑھنے پڑھانے اور ایک دوسرے کو سنانے کے لئے آسان سلیس اور مزیدار اور رہنمائے والی کہانیاں جمع کی گئی ہیں جو نہایت نہایت دلچسپ لطیف بھی دیئے گئے ہیں۔ طالب علم اس نگارستان کو دیکھ کر چھوٹے نہیں سائیٹے۔ قیمت صرف ہر۔ منجر رہنمائے تعلیم لاہور

# ریڈ کر اس نمبر ہمارے معزز احباب کے دربار میں

مکرمی سردار صاحب

تسلیم۔ ریڈ کر اس نمبر کی رسید کا شکریہ۔ میں نے ریڈ کر اس نمبر بڑے شوق و شغف سے بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ رسالہ کی ضخامت، مضامین کا تنوع دیدہ زیب کتابت و طباعت اور مختلف اللون و تصاویر و زخو صہ ہزار بہتر یک و تہنیت ہیں۔ رسالہ ہے یا خزینہ معلومات کا ایک تفل جامع و مانع لغات۔ میں حیران ہوں کہ آپ کس کوشش و کاوش سے اس اہم ادبی فرض سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ آپ نے یہ صرف کثیر الشکال ادب لطیف کی ضیافت طبع کے لئے خوان نعمت چنا ہے اور جلب منفعت مد نظر نہیں اس بات کا قوی شبہ ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے ذوق ادبیات کی تکمیل کے لئے یا تو دست عیب سے متنبہ ہے یا گنج شائگان ہتھ چڑھ گیا ہے جو اس طرح بے دریغ پانی کی طرح روپیہ اٹھایا ہے۔ بہر کیف آپ کی ہمت و محنت دل رگ دے اور مساعی جمیلہ کی مکرراً داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور معارف پرور و صحا اور اہل نفوذ و اثر اور خاصۃ ذوی الاقدار اساتذہ کرام، معزز ہیڈ ماسٹران، مائے ناز اسپیکران اور محکمہ تعلیم اور حکومت کے ارباب اختیار سے بسیم قیامتی ہوں کہ اپنا گوشہ چشم اس خدمت گذار رسالہ کی طرف ضرور مبذول فرمائیں اور اس کی علمی خدمات کی قرار و اتھی حوصلہ افزائی کریں۔

نیاز آگین فیروز حسن بٹ ایم اے۔ بی ٹی

مائی ڈیر سردار جگت سنگھ

تسلیم۔ آپ کا ریڈ کر اس نمبر ملا۔ ریڈ کر اس نمبر کا حرف بہ حرف مطالعہ کیا۔ اسی وجہ سے رائے زنی میں تاخیر ہوئی ہے۔ یہ ریڈ کر اس نمبر ریڈ کر اس سوسائٹی کے ممبران و دیگر عوام الناس کے لئے ایک مقدس کتاب ہے جس میں اس تحریک کے اغراض و مقاصد عملی کام و اس کے مدعا کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تجاویز بڑی وضاحت سے درج کی گئی ہیں۔ انسان کی رہنمائی کرنے کے لئے اور مگر اہوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک قسم کے چارٹ کے طور پر بخوبی مفید ہو سکتا ہے۔ اس میں اتنی خبریاں ہیں۔ اور اس کے مطالعہ سے اتنے فوائد ظہور پذیر ہو سکتا ہے کہ قلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔ صرف اسی پر اتفا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے نہایت محنت شاقہ و جانفشانی سے ریڈ کر اس نمبر جیسا نہایت ہی مفید رسالہ نکال کر تمام

ممنون بنایا ہے۔ پرامتا آپ کی کوششوں کو باآؤر کرے اور جس مقصد کے لئے یہ نمبر نکالا گیا ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے توفیق و مدد دیوے۔ اُمید و اِثاق ہے کہ ناظرون اس کا حرف بہ حرف مطالعہ کر کے اور اس میں درج شدہ بیش بہا پند و نصائح پر کار بند ہو کر اپنے آپ کو تیز و سرفروں کو مستفید کر کے ریڈ کر اس نمبر کے اہل مقصد اور اپنی دلی مرادوں کو پورا کرینگے۔

آپ کا خیر اندیش بالاک رام گیتا بی اے (آنرڈ) بی ٹی

ریڈ کر اس نمبر کو بغور پڑھنے کے بعد میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ یہ نمبر اپنی شان کا ٹرا لائنر ہے۔ جو بلی نمبر و افسانہ نمبر سے زیادہ آپ اس کی اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ صرف اس لئے کہ اسقدر خشک مضمون کو جابجائے نہایت دلفریب بنا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو بلی نمبر و افسانہ نمبر کو دلچسپ بنانے کے لئے بھی آپ نے نہایت کوشش سے کام لیا ہے۔ لیکن ریڈ کر اس نمبر کو دلچسپ بنانے میں ان سے ہزار گنی زیادہ کوشش صرف کرنی پڑی ہوگی۔ اور یہ کوشش کسقدر کامیاب ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ جملہ ناظرین خود لگا سکتے ہیں۔ بہر حال میں اپنے حصہ کی مبارک باد تہ دل سے بھیج رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اسے قبول کرینگے۔ فقط

نکشی چند نسیم نور محلوئی

ریڈ کر اس نمبر پر رائے ظاہر کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن میں توجیران ہوں کہ دیگر رسالجات تو ایک طرف آپ خود ہی اگلے سال کیا کرینگے اے ایں کار از تو آید مردان جنین کنند دعا گو غلام حسین شاہ ماجرہ کلاں

ریڈ کر اس نمبر بڑے اچھے نظیر اور لاثانی تحفہ ہے۔ اُفزون ہے آپ کو۔ کہ اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے ملک کی بیش بہا خدمت کر رہے ہیں۔ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ آٹے سال کو ٹی نہ کوئی عجیب تحفہ آپ ہم لوگوں کے پیش کرتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں ریڈ کر اس نمبر کی جتنی تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔ کیونکہ جن اصحاب کو ریڈ کر اس نمبر پڑھنے یا دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس کا لطف و سرور وہی بتا سکتے ہیں۔ میں تمام اصحاب کے ملتجی ہوں کہ ریڈ کر اس نمبر منگوائیں اور پڑھیں۔ کیونکہ یہ تفریح طبع کے لئے نہایت عمدہ چیز ہے۔ میں پتہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو ایسے نایاب تحفے خواندہ اصحاب کے پیش کرنے کی مزید توفیق بخشے۔ راقم کا

# التجائے مفتول

(جناب شکر سرور صاحب مفتول شکوہ آبادی تلمیذ تاج الشعراء ناخدا مئے سخن فصیح العصر حضرت نوح تاروی مذکور)

خدا سے ہر گھڑی ہے صرف اتنی التجا میری  
کہ پہنچے نکتہ دشوار تک طبع رسامیری  
بھر دس جن کو تو مجھ پر مجھے اُن پر بھروسہ ہو  
بنے احباب کی اُلفت کا آئینہ وفا میری  
یہ مطلب ہے ملے حسن مکافات عمل یہ ہم  
طبیعت سالک عرفان نظر ہو حق نامیری  
رہوں بین کسوں کے بے بسوں کا مونس مہم  
مگر غماز ہو اس کی نہ چشمِ لطف زامیری  
خطا سے کچھ جو مجھ پر غصہ آجائے بزرگوں کو  
خطا سمجھوں بلکہ کہ ان گناہ کیا خطا میری  
اٹھاؤں اس کا ذمہ جس کا خاص دستِ قدر ہو  
سراسر انتہا کا حکم رکھے اہستہ امیری  
مجھے آمادہ رکھے حوصلہ تحصیل خوبی کا  
نہ یہ خواہش کہ اک عالم کرے طرح و نامیری  
کسی کو رنج پہنچانے کا موقع ہی نہیں پاؤں  
اگر ہو سامنا غم کا تو پس پلوں نہ اُمیدیں  
تمنا وہ ہو دنیا جس تمنا کی بلائیں لے  
نہ چھوڑوں راستی کو میں نہ چھوڑے راستی مجھ کو  
حقیقت کے تجسس میں کبھی بدل نہ ہو جاؤں  
کلام نامناسب پر خموشی کام ہو میرا  
نہ جاؤں دوسروں کے پاس اپنی حاجتیں لے کر  
جدھر دیکھوں ادھر مفتول مجھے مفتول آئیں  
جہاں کے ایک اک کو نے سے گونے اٹھے صد امیری

# آل انڈیا مشاعرہ قصبہ بانی

انتخاب غزلیات از منشی جان محمد صاحب انور جنرل سیکرٹری ادیب اردو گوالبیار ہمیں افسوس ہے کہ یہ انتخاب جس پر پہلے ۱۱ کو شائع کئے جانے کی سنارٹس مدیر حصہ نظم کی طرف سے کبھی ہوئی تھی۔ اور جو اشاعت ماہ مئی ۱۹۲۴ء کے متعلقہ کاغذات میں شامل کر دیا گیا تھا۔ عدم گنجائش کی وجہ سے اشاعت مذکورہ میں شائع نہ ہو سکا اور اشاعت مابعد کے لئے کاغذات زیر اشاعت میں شامل کر دیا گیا۔ پھر معلوم نہیں کہ دفتر میں کس کی بے احتیاطی سے یہ مسودہ ادھر ادھر ہو گیا اور سال بھر نظروں سے اوجھل رہا۔ آخر مدیر حصہ نظم کی طرف سے یاد دہانی ہونے پر اس کی تلاش کی گئی اور بہت سی تلاش کے بعد یہ دستیاب ہوا۔ اتنی تاخیر کے بعد اس کا اشاعت پذیر بننا اس لحاظ سے اور بھی باعث قلق ہے۔ کہ اس مشاعرہ کے صدر محترم حضرت روال بھی اس انتوائے اشاعت کے دوران میں دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اتنی تاخیر کے بعد اس کا شائع ہونا متعلقہ اصحاب کو ضرور ناگوار گزرے گا۔ مگر تیری نانات کی صورت صرف یہ ہے کہ اسے شائع کیا جائے اور حضرت دُعا دہائیوں سے کہ یہ مشاعرہ انہیں کے وطن مایوف میں منعقد ہوا تھا۔ اور حضرت انور صاحب سے کہ انہوں نے اس کا انتخاب اشاعت کے لئے روانہ فرمایا۔ گزارش کرتے ہیں۔ کہ صاوقانہ اطہار معذرت کے باوجود ہم اس سنجیدہ شکایت سے عہدہ برائے نہیں ہو سکے۔ (شیخ)

## مصرع طرح

یہ حال ہے کہ قدم دگ گامے جاتے ہیں۔  
(گنجائش کے خیال سے جناب انور کے بھیجے ہوئے انتخاب میں مزید انتخاب کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر)

(جناب ابر صاحب شاگرد رشید حضرت احسن مارہروی)

پچھڑ کے تم سے تمہیں میں سبائے جاتے ہیں  
پلٹ کے ہم اُسی مرکز پہ آئے جاتے ہیں  
وہ عاشقوں کے تروپنے کا مستقل عالم  
جہاں تھے پہلے وہیں اب بھی پائے جاتے ہیں  
تمہارے نقش قدم سے یہ راز پوچھو ننگا  
کہ تجھ پہ جھکتے ہیں سر یا جھکائے جلتے ہیں

(مولانا حضرت احسن مارہروی)

وہ تیرے راز جو پہاں چلائے جاتے ہیں۔  
نظر کے سامنے دل میں مٹائے جاتے ہیں



دہاں یہ حضرت دل بے بلائے جاتے ہیں جہاں بلائے ہوئے بھی اٹھائے جاتے ہیں  
 ٹھہر ٹھہر کے چل اے جلد باز عمر رواں روا روی میں قدم ڈنگائے جاتے ہیں  
 نمود حشر نمائش ہے بھولے بھٹکوں کی تمام عمر کے پچھڑے ملائے جاتے ہیں  
 نہ کیوں تلاش ہو اپنی تری گلی میں ہمیں یہیں تو کھوئے ہوئے ہوش پائے جاتے ہیں  
 (جناب احقر پچھوندی)

ابھی سنا ہی کہاں ہے مرا فسانہ غم ابھی سے آپ یہ کیوں سٹٹائے جاتے ہیں  
 یہ دودھ سچ تو یہ ہے اک عجیب دانہ ہے اسیل مرغ اسی پر لڑائے جاتے ہیں  
 اسی لئے مے سر پر یہ دستِ شفقتِ قا حضور تو میرا بھیجا ہی کھائے جاتے ہیں  
 ابھی بفضلِ خدا تھیرا در سینما میں حیاتِ قوم کے آثار پائے جاتے ہیں  
 ادب نوازئے اہل ادب معاذ اللہ مشاعرہ میں اب ارحمن بلائے جاتے ہیں  
 (جناب ارشدی صاحب خلیف الرشید حضرت قمر بیدار بونی)

ہم ان کی بزم میں یوں سر جھکائے جاتے ہیں کہ جیسے لوگ کہیں بے بلائے جاتے ہیں  
 (جناب اعجاز صاحب خلیف اصغر حضرت سیاب اکبر آبادی)

ہمیں نے اُن کو کیا آشنا محبت سے ہمیں سے رازِ محبت چھپائے جاتے ہیں  
 (انعام الرحمن صاحب انعام گوالیاری تلمیذ حضرت نوح ناروی)

وہ ہم سے رسم بڑھانے لگائے جاتے ہیں ہم اُن کے واسطے آنکھیں پچھائے جاتے ہیں  
 بچن میں برق کے شعلوں کو اور کچھ نہ ملا میرے نصیب کے تنکے جلائے جاتے ہیں  
 مجھے تو اپنی نگاہوں پہ سخت جبرت ہے کہ ان میں آپ کے جلوے سمائے جاتے ہیں  
 (حاجی محمد صاحب نور تلمیذ حضرت نوح ناروی)

وہ دیر آنے میں جتنی لگائے جاتے ہیں ہزاروں وہم مرے دل میں آئے جاتے ہیں  
 یہی ہمت ہے کہ جھوٹی تسلیاں دیکر وہ میرا دل مری ہمت بڑھائے جاتے ہیں  
 ہمیشہ اہل دُبائی کریں گے یاد اُتور ! ہم اپنا رنگ یہاں بھی جملائے جاتے ہیں  
 (جناب تاج صاحب ایڈیٹر فتنہ)

مٹا کے آئے ہیں دنیا مری مرادوں کی ! یہی یہی جو نگاہیں جھکائے جاتے ہیں  
 وہ میرے دل سے نکل جائیں تو انہیں جانوں جو میرے ہاتھ سے دامن چھڑائے جاتے ہیں

(جناب بتم نظامی ایڈیٹر دُور جدید)

عجیب ظرف ملا ہے گلوں کی فطرت کو ستم اٹھاتے ہیں اور مسکرا سجتے ہیں

(جمال صاحب مابری سیما)

پناہ دھونڈتی پھرتی ہیں ہر طرف کمر بین وہ آفتاب سے نظریں لٹاٹے جاتے ہیں

(حضرت دُعاؤ بائیوی)

غم فراق میں آنسو بہاٹے جاتے ہیں ہم اُن کے نام پہ موتی لٹاٹے جاتے ہیں

مریضِ عشق کو اللہ ہی شفا دے گا کچھ اب تو اور ہی آثار پائے جاتے ہیں

زمین نجد کے ذرے بھی اسے دُعا اب تک ترانے قیس کی اُلفت کے گلے جاتے ہیں

(جناب ساغر صاحب سیما)

یہ قصرِ حُسن ہے آتشِ کدہ محبت کا بجائے شمع یہاں دل جلاٹے جاتے ہیں

(جناب سائل مرتبی)

یہ جانتے ہیں کہ بحسبِ ضرورت ٹوٹ گئی! چمن میں پھر بھی نشیمن بناٹے جاتے ہیں

(حضرت علامہ سیما بکر آبادی)

یہ کس ادا سے کرشمے دکھائے جاتے ہیں ادا شناس بھی دھوکے میں آٹے جاتے ہیں

جو عمر تیری طلب میں گنواٹے جاتے ہیں کچھ ایسے لوگ بھی دُنیا میں پائے جاتے ہیں

بنا کے دل مری مٹی سے لائے جاتے ہیں انہیں ستم کے سلیقے سکھائے جاتے ہیں

کوئی تو سرخیِ افسانہ یادگار رہے ہم اپنا خونِ قفس میں لگاٹے جاتے ہیں

وہاں چمن میں ہے تعمیرِ آستیاں پہ عتاب یہاں ہوا میں نشیمن بناٹے جاتے ہیں۔

(جناب شاہد صاحب بکر آبادی سیما)

دیارِ عشق کی عزت کو کوئی کیسا سمجھے! یہاں کی خاک سے انسان بناٹے جاتے ہیں

حریمِ عشق میں آوے خرابِ کعبہ و دیر یہاں حیات کے آثار پائے جاتے ہیں

سنبھال اپنی نظر کو کہ شعلہ ہائے جمال تیری نظر سے مرے دل میں آٹے جاتے ہیں

(جناب عشقی صاحب)

لگاؤ شوق سے کہدو کہ ہوشیار رہے حریمِ ناز کے پردے اٹھاٹے جاتے ہیں

ہمارا تذکرہ اُن سے کوئی نہیں کرتا! سب اپنے اپنے فسانے سُناٹے جاتے ہیں

(جناب فیاض الدین صاحب فیاض گوالیاری)

یہ کہکے وہ مری ہستی مٹاٹے جاتے ہیں جنہیں بھلاؤ وہی یاد آئے جاتے ہیں  
سپید ہو چلیں آنکھیں مریضِ فرقت کی طلوع صبح کے آثارِ پائے جاتے ہیں  
انہیں سے دل کو اُمید و ناس ہے پھر فیاض پھر آزمائے ہوئے آزمائے جاتے ہیں  
(حضرت قمر بدایونی)

پیام بریو نہیں باتیں بنائے جاتے ہیں بھلا وہ میرے بلانے سے آئے جاتے ہیں  
خدا کرے کہ یہ دھوکا نہ ہو حقیقت ہو ابھی کسی نے کہا تھا وہ آئے جاتے ہیں  
کسی غریب کا عشاق میں شمار نہ ہو ! یہ بد نصیب ہمیشہ سناٹے جاتے ہیں  
جو غیر ہو وہ سنے بزمِ غیر کے قصے یہ واقعات مجھے کیوں سناٹے جاتے ہیں  
غمِ فراق کے صدمے قمر سے کیا اٹھتے تسلیوں سے وہ ہمت بڑھائے جاتے ہیں  
(جناب قمر صاحب جلالوی)

وہاں سے یہ شبہ آئی ہے آئے جاتے ہیں یہاں چراغِ تنکے بجھائے جاتے ہیں !  
فصل میں گھر بھی بنائیں مگر بہتہ تو چلے کہاں کہاں کے نشیمن جلائے جاتے ہیں  
(جناب منظر صاحب، صینیٹو مانی)

مٹاٹے نگہ بے پناہ سے لہنی اسی طرح سے فسانے بنائے جاتے ہیں  
(جناب نیر صاحب اکبر آبادی)

وہ نقشِ پایاں کہ ہر سمت پائے جاتے ہیں یہ رہنما مجھے رستے بھلائے جاتے ہیں  
بڑھی ہے یہ تری فرقت سے تیرگی غم کی سحر میں شام کے آثارِ پائے جاتے ہیں  
دیباغِ عشق کی افتادگی ارے تو بہ ! وہ کیا اٹھیں جو نظر سے گرائے جاتے ہیں  
(عبد شاعر جناب جگت موہی لال صاحب رداوان رئیس اناؤ)

جیات و موت پہ پردے گرائے جاتے ہیں ہمارے راز ہمیں سے چھپائے جاتے ہیں  
مالِ کارِ محبت نہ پوچھ اے ہمدَم کہیں یہ راز کسی سے بتائے جاتے ہیں  
غمِ شکست کا احساس اور نوم کا دل ! یہیں سے فتح کے آثارِ پائے جاتے ہیں  
نوٹ :- یہیں سخت افسوس ہے کہ ہم جناب صدک صاحب دیگر حضرات کے بقید اشعارِ سماعت میں نہ آ سکی وجہ سے نوٹ نہیں  
کر سکے اس طرح دیگر حضرات کا انتخاب کلام بھی دستیاب نہیں ہو سکا جس کی ہم معافی مانگتے ہیں۔ (انور)

# رہنمائے تعلیم کا سلور جوبلی نمبر ۱۹۳۵ء

کرمی سردار جگت سنگھ صاحب کی ذاتِ ستودہ صفات کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں آپ کی ادب نواری - ایشہ نفسی - اور انوار العزمانہ جذبات کا حقیقی ترجمان خود آپ کا رسالہ ہے - جو علمی و ادبی دنیا میں اُنٹیس سال سے برابر سرگرم کار ہے - اور اس کئے گذرے زمانہ میں بھی کہ اقتصادی بد حالی کی وجہ سے ہر قسم کا تمدنی کاروبار اسخطا پذیر ہے - رسالہ ہذا اپنی وضع اور خود داری کو قائم ہی نہیں رکھ رہا بلکہ روز افزوں شان دار اور تحیر خیز ترقی کر رہا ہے اس کے مدارج ارتقا کی علوئیت کا یہ بین ثبوت ہے کہ اس کا ہر نمبر لمحاظ حسنِ طباعت - تنوعِ مضامین - رعنائیِ تصاویر جاذبیتِ نظر اسی جامعیت کا حامل رہا ہے - جو ہمیشہ اس کے لئے طرہٴ افتخار بنی رہی ہے - کیوں نہ ہو - اس کو ایک ایسی ہستی کے سایہٴ ہمایا میں پرورش پانے کا فخر حاصل ہے جس کی عدیم النظم ذات دُنیا کے ادب کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے - اور جس کی نقاد نگاہوں کے کبیر ہر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ

چہ غم در لہرِ اُمت را کہ باشند چوں تو پُشتیاں      چہ باک از موجِ بحر را کہ دارد لہجہٴ کشتیاں  
حُسنِ اتفاق سے جہاں رسالہ ہذا کو قبلہ صابر مدظلہ و حضرت نوح مدظلہ جیسے واجب الاحترام و ذی احتشام سرپرست نصیب ہوئے ہیں سو ہاں اس کے ارکانِ ادارہ بھی مستغنی عن التوضیف ہیں - جنابِ دربارِ تھی اور سجدہٴ بوا صاحب بچپن میں ہی اپنی گود میں لے لیا پہلے گھٹنوں چلنا سکھایا - پھر انگلی لگایا جب ذرا ہوش سنسجھالا - اور اپنی توتلی اور ٹٹھی زبان سے پیاری پیاری باتیں کر کے ہر ایک کا دل بھانے لگا تو جناب طالبِ کاشمیری اور ہندوستان کے مایہٴ صد ناز شاعر افضل الشعرا ابو الفصاحت قبلہ جوشِ مسیانی نے اُس کے حسنِ صورت و سیرت سے متاثر ہو کر پرورش کا بیڑہ اٹھایا چنانچہ قبلہ جوش صاحب کی غنایاتِ بے غایت اور سعیِ بیہم کا نتیجہ ہے کہ رسالہ ہذا ایک فنی رسالہ ہونے کے باوجود ادبی سحر کاریوں کا مرقع بن رہا ہے - تنقیدی - ادبی - تحقیقی اور اصلاحی مضامین منہیں اور معتدل انداز میں شائع کرنے کے علاوہ خشک اور اجنبی موضوعات کو بھی ایک زریں شاہکار کی صورت میں جلوہ گر کرنا اس کا شیوہ ہے - جنوری ۱۹۳۵ء تک چھ ضخیم نمبر اپنی حسبِ معمول جامعیت و نوعیت کے ساتھ شائع ہو چکے تھے - جن کے اخراجات کی زیر باری اور ادبی کساد بازاری آئندہ نمبر شائع نہ ہونے کی متقاضی تھی لیکن سردار صاحب کے ادبی جُتوں کی شانِ ملاحظہ ہو کہ اس اقتصادی اسخطا کے عالم میں بھی مردانہ وار یہ شعر پڑھتے ہوئے میدانِ عمل میں کودے

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق      باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

اور ان مخالف حالات میں بھی جادہ مستقیم میر الواعز زمانہ پیش قدمی کرنے سے نہ رکے۔ اور سلور جوہلی نمبر تہائی دیکھیوں اور بڑے قلمیوں کو ساتھ لیتا ہوا دنیا سے صحافت میں جلوہ گر ہوا۔ تمام ارباب ذوق اس کی زیارت کو بڑھے۔ پہلی ہی نظر میں سرورق کی کیفیت آورو و جد آفرین رعنائیوں نے بے خود کر دیا اندر جھانکنے پر نثر یا جاہ کیواں یا نگاہ سکندر شوکت کسری رفعت اعلم حضرت حضور شہنشاہ معظم جارج پنجم اور اعلم حضرت ملکہ معظمہ میری کی تصویر پر تصویر جنبت نظارہ ہوئی۔ اور ان کی پس پشت ہر ایک کیلشی سر ہر برٹ ولیم ایمرسن گر نرائن دی پنجاب دام اقبالہ کی زیارت کاشرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی (جن کی ادبی تحقیق و کاوش دماغی کا ہر خاص غیر مہر من منت ہوتا ہے) کا پُر از معلومات مضمون قیصر ہند نظر نواز ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حضور شہنشاہ کے سوانح حیات اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ اردو میں لکھنا کارِ محال ہے مضمون کے اختتام پر شجرہ منسوب حضور و گوریہ ملکہ معظمہ رفیع الدرجۃ انگلستان و ہندوستان پیش کر کے اپنی وسعت تحقیق کو چار چاند لگائے ہیں یہ حقیقت ہے کہ ایسا دلچسپ موضوع کسی دوسرے رسالہ کے جوہلی نمبر کو نہیں سوجھا۔ تقریباً ۱۲ اشاعتیں اس شجرہ میں ظاہر کی گئی ہیں۔ بعد از اس ناخداٹے سخن تاج الشعرا فیض العصر قلیہ استاذی حضرت نوح ناروی مدظلہ نے سلور جوہلی کے عنوان سے فصاحت کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اور بقول قلم حضرت جوش ملیحانی مدظلہ اس نظم کی وادہی ہو سکتی ہے کہ خاموشی از ثنائے توحید ثنائے تست۔ آگے چل کر جناب عبد المجید صاحب امجدی۔ اے لکھیا نوی نے لفظ جوہلی کی تحقیق پیش کر کے اردو ادب میں ایک نیا شگوفہ کھلایا ہے۔ اور غالباً زبان اردو میں لفظ جوہلی کی یہ زبردست تشریح پہلا کارنامہ ہے۔ خواجہ فیروز حسن صاحب بٹ ایم۔ اے۔ ایم۔ ایل نے بھی جوہلی کے مفہوم کو خوب منکشف کیا ہے۔ اور ساتھ ہی حضور شہنشاہ معظمہ کے حالات زندگی بھی پیش کئے ہیں۔ آگے چل کر عالی جناب سحاب سخن حضرت آبر احسنی گوری کا ایک مختصر مگر جامع، ڈرامہ بدی کا بدلہ قابل داد اور لائق صاف ہے۔ اور ساتھ جناب لالہ آگیارام صاحب سچید یو مدیر نے سلور جوہلی کے متعلق اپنے زرخیز خیالات کا اظہار کر کے ملک معظم کا سلسلہ نسب پیش کیا ہے۔ جو نیا اور اچھوتا ہونے کی وجہ سے خاص دلچسپی کا باعث ہو گیا ہے اور سب سے زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ جناب لالہ کرشن چندر صاحب لہن بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے سات مضمون یا معارف کے ساتھ خزانے ہم پہنچائے ہیں۔ سلور جوہلی کی شب بھی ایک نرالا اور نیا مضمون ہے جو خیر صاحب کی نازک خیالی کا نمونہ ہے۔ علاوہ ان میں جناب آبر احسنی۔ پنڈت اندرجیت شرما جتوئی صاحب غلام غلام حسین شاہ صاحب کے مضامین لائق صدمہ زار تحسین ہیں۔ الغرض جوہلی نمبر بے انتہا گونا گونیوں اور بے غایت و لغویوں کا مرقع اہل ادبی۔ تاریخی۔ معاشرتی اور اخلاقی معلومات کا خزانہ ہے۔ ہر ورق دیدہ زیب۔

ہر مضمون دل فریب۔ ہر تصویر پر تئویر اور جاذبِ نظر ہے۔ شاہی خاندان کے مکمل حالات اور ان پر گزیدہ اور باکمال ہستیوں کے دیدارِ راج آثار سے مسرت اندوز ہونے کے لئے رہنما سے تعلیم کے سلور جوٹی نمبر کے سوا ہندوستان بھر میں کوئی دوسرا سالہ نہیں۔ اور اس نمایاں کامیابی پر سردار صاحب کے ایشاد و جسارت اور ان کے گرا نمایاں و رمایہ ناز و فضا کی حسنِ لیاقت و محنتِ بڑی کو سراہنا ہوا ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور داعی ہوں کہ ارباب ذوق اور شائقینِ ادب رسالہ ہذا کی کما حقہ قدر کرتے ہوئے سردار صاحب کی سعی کو مشکور کریں۔

(پینڈت لال رام رتن پینڈہ وروی منشی فاضل)

## غزل

مرحوم محمد انور تلمیذ تاج الشعرا ناخدا مئے سخن حضرت نوح ناروی جانشین حضرت داغ دہلوی

وہ کہہ رہے ہیں سنا اپنی داستاں مجھ کو اب اُن سے کون کہے ہوش ہے کہاں مجھ کو  
بس اتنی یاد نشیمن ہے باغباں مجھ کو چمکتی کچھ نظر آئی تھیں بجلیاں مجھ کو  
رہی خیر ہو میرا جہاں نشیمن تھا نظر پڑا وہیں اُٹھتا ہوا دھواں مجھ کو  
بھی چین میں رہا میں کبھی قفس میں پھنسا لئے پھری مری قسمت کہاں کہاں مجھ کو  
چین میں یاد جو کرتے ہیں اکثر اہل چین قفس میں آتی ہیں رہ رہ کے ہچکیاں مجھ کو  
وہ نور بخود ہی شوق میں نہیں معلوم چلا ہے لیکے کہاں دل کشاں کشاں مجھ کو  
یہ چاہتے ہیں کہ یہ اپنے منہ سے کچھ نہ کہے سنا ہے میں وہ مری ہی داستاں مجھ کو  
یہ جانتا ہوں کہ بے سود ہے فغاں ہمدم پھر آج کرنے دے اک سعی رائگاں مجھ کو

جناب داغ نکا نور ہے سلسلہ میرا

یہ کون کہتا ہے آتی نہیں زباں مجھ کو

## دُعا

فدا حسین شریعت کے پورے پابند تھے۔ اور ہر قسم کی خوبیوں سے آراستہ فخر عرب و عجم بنی مکرم صلعم کی سچی غلامی اور پوری پیروی کے طفیل فخر خاندان بنے تھے۔ جس درجہ اخلاق بلند تھا اُسی درجہ کا علم و فضل بھی تھا۔ اور نعمتِ دولت کی قسم سے بھی اللہ کا دیا سب کچھ گھوٹا تھا۔ ہاں اگر نہیں تھا تو ایک گھر کا چراغ یعنی نورِ نظر اس غم نے اُگی انکھوں میں دُنیا کو تاریک کر رکھا تھا۔

اللہ اپنے نیک بندوں کا غم نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑے ہی دن گزرے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دلدلندہ کو پورا کیا یعنی ان کے ہاں جیتنا جاگنا بچہ پیدا ہوا۔ خدا کے شکر میں حضرت یحییٰ اور بنی مریم کا فاتحہ کیا۔

اب فضلِ باری سے فدا حسین کا نظہ کا اس وقت سات برس کا ہے۔ ایک رات کو فرطِ مسرت سے بتیاب ہو کر تہجد کے بعد دعائیں کر رہے تھے کہ اے باپِ سوں کو آس دینے والے! اے تارکیوں کو روشن کرنے والے! اے بے نام و نشان کا نام و نشان رکھنے والے! اتیرا شکر کہاں تک بجالاؤں تو نے مجھے وودِ دولت دی جس کی اُمید نہیں تھی۔ اب اس اُمید کے درخت کو بار آور کر اور دُنیا کو فیض پہنچا میرے بچے کو عزیزِ عالم بنا۔

اسنے میں لڑکا بھی چونک پڑا اور حکم کے بموجب باپ کے ساتھ دعائیں شریک ہو گیا اور آمین آمین کہنے لگا۔ اللہ نے ان کی دُعا کو قبول کر لیا۔ آج وہی لڑکا افتخارِ حسین کے نام سے ہندوستان کی سیاسی اور علمی ادبی دُنیا میں روشناس ہے۔

(عبدالاحد گورکھپوری)

## وطن کی راگنی

روحِ نظارہ ہیں گلہائے وطن      رُکشِ جنت ہے صحرائے وطن

موجِ حیرت ہو گئے اہلِ نظر      دیدنی ہے روئے زیبائے وطن

خلد کی حسرتِ مبارک ہو تمہیں      ہم کو اچھی ہے تمنائے وطن

ہفت کشور تک نہ لیس اس کے عوض      جودِ و جاں سے ہیں شیدائے وطن

سچِ غربت کو مٹانے کے لئے      مست ہو جا پی کے صہبائے وطن

(فیض محمد فیض لہستانی شاعر)

# پٹالاشی

(جناب خواجہ فیروز حسن صاحب بٹ ایم اے - بنی ٹی)

پٹالاشی دُنیلے تعلیم کے بہترین فائیدین میں محسوب ہوتا ہے۔ سوئٹزر لینڈ کے لئے اس کی ہستی ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ اس کا مولد و متکُن زیورج تھا۔ ابھی اس کا سن پانچ برس کا نہ ہونے پایا تھا کہ وہ بظیل پدری سے محروم ہو گیا۔ اور اس کس پیرسی کے عالم میں بجز اُس کی والدہ کے جو پرے درجے کی بیدار مغز اور شائستہ عورت تھی۔ اس یتیم و نادار بچے کا کوئی معین و مرزلی نہ رہا۔ باوجود فلاکت و عُسر کے اس نے اس کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ پٹالاشی کے بہبود و اصلاح حال میں اس کا ایک ہن سال و فائش ملازم بھی ہمیشہ اس کا شریک حال رہا۔

بچپن میں پٹالاشی بہت نحیف الجشتہ، کمریہ الصوت اور شرمیلیں تھا۔ بسا اوقات یہ ایسی ناقابلِ عمل اور ناقابلِ قبول تجاویز پیش کرتا کہ اس کے ہمدرد اس کا مضحکہ اُٹا یا کرتے تھے لیکن یہ بات کبھی ان کے دہم و گمان میں بھی نہ گذری تھی کہ یہ خیالی پلاؤ پکانے والا۔ بچہ کسی زمانہ آتیہ میں ان تجاویز کو عملی جامہ پہنا کر چار دانگ عالم میں کوس لیں الملک کا اعلان کر دینا۔ اور دُنیا جہاں کے عقلا اور فلاسفہ اس کے کارنامے نمایاں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔ اس کی شفیع والدہ ہمیشہ اس کی تعلیم کی نگرانی کرتی رہی۔ چنانچہ اس نے اسے بغرض تعلیم پہلے ایک ابتدائی مدرسہ میں داخل کیا۔ جب وہ تکمیل تعلیم کر چکا تو اس نے لاطینی زبان سیکھنا شروع کی۔ ذکی بلا کا تھا۔ قلیل مدت میں لاطینی کے مبادیات و مقدمات پانی کی طرح پی گیا۔ اور اپنے روزمرہ کے اسباق کو نوک زبان کر لیا کرتا۔ اس کے اساتذہ ہمیشہ اس سے خوش اور اس کی تیارٹی اسباق سے مطمئن رہتے۔ لیکن چونکہ اس کی طبیعت میں قدرتاوارفتگی اور استغنا حد درجہ کا تھا۔ اس لئے اس نے زمانہ تعلیم میں کبھی کوئی تمیز خصوصیت پیدا نہیں کی۔ ابھی وہ بچہ ہی تھا کہ سوئٹزر لینڈ کی ایک اصلاحی جماعت کا رکن ہو گیا ملک کی سیاسی اور اجتماعی حالت عجیب جانکنی کے منحنے میں تھی۔ پٹالاشی نے لوگوں کے ازالہ مصائب کے لئے حتی الامکان کوشش و کاوش کی۔ اس کی بلی زندگی پر دو زبردست ادبی و فلسفی شخصیتوں نے اثر ڈالا تھا۔ ملک فرانس کے مشہور انقلاب پسند رُوسو کی تحریرات سے بالخاصہ



تکلیف ہوا۔ اور پیر میٹر نو علی اور بلنٹلی کی شبانہ روز رفاقت نے اسے ہیڈلن سوسائٹی میں شریک ہو جانے پر مجبور کیا۔  
 ہیڈلن سوسائٹی میں شریک ہوتے ہی پٹالاسی نے پروبال نکالنے شروع کر دیئے۔ وہ مذاکرہ علیہ کے  
 بحث و مباحثہ میں بڑے شدید سے حصہ لینے لگ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سوسائٹی کے  
 اراکین نے اس کی قابلیت کا لوہا مانا۔ اور اس کی علمی خدمات سے استفادہ کی غرض سے  
 اس کے مقالات اپنے رسالے میں درج کرنے لگے۔ پٹالاسی کا مختصر مگر جامع رسالہ موسومہ بہ  
 ڈیمانٹرا اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ اس میں پٹالاسی نے گزشتہ صدی کی بد اخلاقیوں۔ رشوت ستانیوں  
 اور عوام الناس کی زبوں حالی پر جو روز بروز موبہ اس خطاط و مہبوط ہو رہی تھی۔ خوب دل کھول کر نقد و  
 نظر کی ہے۔ اور محاشری اور علمی اصلاحات پر بہت زور دیا ہے۔

اس کا رقت آمیز دل عوام و غربا کی مفلوک السالی اور بے سرو سامانی دیکھ کر بہت متاثر ہوا کرتا  
 تھا۔ اور اس نے پہلے پہل اپنے محلے کے مسکینوں کی فلاح و بہبود کا بیڑا اٹھایا لیکن اس کے دوش  
 ناتواں اس بارگراں کی کفالت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ اور اسے اس غم راسخ کو خیر یاد کہتے ہی بنائی  
 اب اس نے اپنی مصروفیت کے لئے کوئی اور لائحہ عمل مرتب کرنا چاہا۔ سچ ہے جو لوگ دنیا میں نام  
 پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی بھی فارغ نہیں بیٹھتے۔

اب اسے یہی خطبہ سبایا کہ ایک مقصد کی حیثیت سے امتیاز حاصل کرنا چاہئے۔ تاکہ مقامی اور قومی  
 اداروں میں اداوہم پہنچا سکے۔ لیکن کثرتِ کار نے اس کی صحت کا ستیاناس کر دیا۔ ابھی اسے یہ حالت  
 گو گلو سے نکلی نجات حاصل نہ ہوئی تھی کہ بلنٹلی کی فوتیگی نے اونگھنے کو ٹھیلے کا بہانہ دیدیا۔ پٹالاسی  
 کو سخت جانناک صدمہ ہوا۔ اور افکار و آلام نے اس کے دماغ کو مختل کر دیا۔ حتیٰ کہ اسے جان کے لئے  
 پڑ گئے۔ بڑے بڑے حاذق اطباء سے استصواب کیا گیا تو انہوں نے ترکِ مطالعہ اور کھلی تازہ ہوا  
 میں قیام و سکونت کرنے کو بقائے حیات کے لئے ناگزیر بتلایا۔

اس پُر خطر زمانہ میں وہ روسو کے زیریں اصولِ قدرت کی طرف واپس جاؤ کے مطابق ساہِ زندگی  
 پر شدت سے عمل پیرا ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنی جگہ کتبِ نذر آتش کڑیں۔ اور قسم کھالی کہ آئندہ انہیں  
 ہاتھ تک نہیں لگاؤں گا۔ ۱۷۷۷ء میں اس نے کاشتکاری اور فلاحیت کا کاروبار شروع کیا۔ ۱۷۷۸ء  
 میں اس نے آرگن کے مقام پر ایک کھیت مول لیا اور زما شلتھس سے شادی کر لی۔ اس کی شادی بھی  
 ایک دلچسپ قصہ ہے۔ باہمی کُسل و رسائی میں اس نے اپنی فسوہ سے واضح اور غیر مبہم الفاظ  
 میں کہا میں پہلے محبِ وطن اور بعد میں وفادار خاوند ہوں۔ ضروریاتِ ملکی میرے نزدیک خانوئی اور

پر قابل ترجیح ہیں۔ لہذا مجھ سے ملک و قوم کے خلاف کسی قسم کی توقعات رکھنا محض عبث فعل ہے۔ ”  
لیکن اس کی منگیتر بھی بلا کی خاتون تھی۔ اس نے پٹالاشی کی تمام شرائط سے تمام وکمال اتفاق رکھا  
نظر ہر کیا۔ اور اس سے شادی کرنے پر بہ ہزاروں دھان و دھان رضا مند ہو گئی۔ اور عمر بھر وہاں ایشیاء اور انگلستان  
رفیقہ بنی رہی۔ اس کا ہر کام میں ہاتھ بٹاتی رہی جس شخص کو خوش بختانہ ایسا رفیقہ طریق مل جائے تو  
اسے پھر اور کیا چاہیے۔

رُوسو کی تعلیم کے نفوذ و اثر کے باعث پٹالاشی کو زراعت و فلاحیت سے لگاؤ ہو گیا تھا چنانچہ  
اس نے نیو ہاف کے مقام پر کھیتی باڑی شروع کر دی۔ مسلسل سات برس تک وہ خونِ پسینہ ایک کھوکھلے  
اس کام میں مصروف رہا۔ لیکن انجام کار اسے سخت ناکامی کا سامنا ہوا۔ اس ریاضت اور محنت شاقہ  
کے زمانہ میں اس کے ہاں ایک فرزند و بلند تولد ہوا جس کا نام اس نے جیکو بی رکھا۔ اب اس نے  
فلاحیت کو خیر باد کہا اور اسے اپنے محنت جگر کی تربیت کا خیال دامنگیر ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ تعلیم  
و تربیت بچے کی جسمانی اخلاقی اور دماغی نشو و ارتقا کے مناسب ہونی چاہئے۔ اس لئے اس نے  
جیکو بی کی تعلیم میں رُوسو کے کئی ایک اصول برتنے۔ چنانچہ وہ باقاعدہ ۱۷ سالہ سے لیکچرر بنے  
سال تک اپنے بچے کی تمام حرکات و سکنات و الدین کا رسالہ ”یہ درج کرتا رہا۔ پٹالاشی کا عقیدہ  
تھا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی بنیاد پیار و محبت پر ہونی چاہئے۔ اس کے نزدیک بچوں کے لئے باغبانی  
امور خانگی کا انصرام کشیدہ کار تھا۔ سب کا نانا اور بھینا نہایت اہم مشغلے ہیں۔

اگر پٹالاشی کی زندگی کا بغور جائزہ لیا جائے تو انسان اس سے بہت کچھ نصیحت اور سبق حاصل  
کر سکتا ہے۔ اگرچہ وہ تادم واپسین ناداری میں بسر کرتا رہا۔ لیکن اس نے کبھی جی نہیں چھوڑا۔ اور  
محنت سے کبھی ہٹ نہیں موڑا۔ بلکہ ہمیشہ کس پیرس انسانوں کی دستگیری کرتا رہا۔ بلکہ بعض دفعہ تو اس کی  
اپنی حالت بد قابلِ ترجم ہو جایا کرتی تھی۔ عالم یاس و نامرادی میں سوائے قلم و قسط اس کے اس کا  
کوئی مونس تنہائی نہ تھا۔ اس کے علم دوست احباب نے بھی اس کی حتی المقدور دھارس بندھائی چنانچہ  
آئسلن اور فضولی نے اسے تصنیف کا شوق دلایا۔ سب سے پہلے اس نے ایک چھوٹا سا رسالہ جو علمی اخلاقی  
اور مذہبی ضرب الامثال پر مشتمل تھا۔ آئسلن کے ماہوار جریدے کے لئے تحریر کیا۔ وہ رسالہ ایک ماہ  
کے اوقات شہانہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بعد اس نے ایک انعامی مضمون سپرد قلم کیا۔ اور  
پھر ۱۷ سالہ میں یونارڈ اور گرٹوڈ تصنیف کی۔ یہ کتاب ایک افسانہ ہے جس میں دیہاتی زندگی کا  
بہت خوبی سے چربہ اُتارا گیا ہے۔ اس کا متن تمام تر پٹالاشی کے ذاتی تجربات اور حشیم دیدہ حادثات

پر مبنی ہے۔ اس کے پڑھنے سے پٹالائسی کی خداداد قابلیت اور طباعی کاپتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب اس قدر مطبوعہ خلائی ہوئی کہ دنیا جہاں نے اس کو اپنی آنکھوں پر جگہ دی۔ یہ پانچ حصوں میں منقسم ہے

۱۹۲۷ء میں اس نے کرسٹوفر اور ایلیزیا کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ اور اپنی زیر ادا رت تعلیم سیاسیات اور اخلاقیات کے مقاصد ثلاثہ کی ترویج کے لئے تجلہ سویسریہ بڑے اہتمام سے جاری کیا۔ لیکن یہ کم سن ادبی بچہ ایک سال کی مدت حیات ختم کرنے کے بعد ہی رہ گئے عالم تھا ہوا ۱۹۹۴ء-۸۳ء میں اس نے چند سیاسی مضامین طبع کرائے۔ بعد ازاں دو تین برس تک نسل انسانی کے نشو و نما کے متعلق قدرت کی تحقیقات میں مشغول رہا۔

جب سٹینز کے مقام پر سخت خونریزی ہوئی اور ان یتیم ولادارث بچوں کی تربیت اور انتظام قیام و طعام کے لئے جن کے والدین قتل ہو چکے تھے ایک یتیم خانہ بہ صرف کثیر کھولا گیا۔ تو پٹالائسی جو ہمدردی قوم پرستی اور غربانوازی کا سکہ آفاق عالم میں بٹھا چکا تھا۔ اس یتیم خانہ کا ہتم مقرر ہوا۔ مسلمان خانہ کچھ کارگزاری کے لئے اسباب۔ اکثر لوگ اسے راہب اور مجرد زاویہ نشین سمجھ کر تنگ کرتے رہتے تھے۔ اور چلتی گاڑی میں روڑا اٹکنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ لیکن آخر اس نے اپنی نیک چلنی اور اعلیٰ نصب العین پر عمل درآمد کرنے سے ان سب مشکلات پر عبور حاصل کر لیا۔

کچھ مدت بعد مسٹر سیف (مدیر فنون و سائنس) کے اثر سے پٹالائسی کو برگ ڈف کے ایک کتب میں جس کا معلم اول ایک پیشہ ور کفش دوز تھا۔ ایک آسامی دستیاب ہو گئی۔ ماہانہ معاوضہ بہت ہی قلیل تھا۔ اس لئے روح و جسم کا تعلق قائم رکھنے کے لئے اس کے قیام کا مشروط انتظام کیا گیا۔ یہاں پٹالائسی کے لئے اپنے نظریات کو جائزہ عمل پہنانے کے لئے ایک وسیع معمل مل گیا۔ چنانچہ اس نے بچوں اور بچیوں پر دل کھول کر تجربے کئے۔ اور اسے فی الحقیقت شاندار کامیابی حاصل ہوئی جس سے اس کی ہمت افزائی ہوئی۔ چنانچہ اس نے گریڈ وڈ بچوں کو کس طرح بڑھائی ہے کے عنوان سے ایک جامع و مانع کتاب لکھی۔ اس کتاب میں پٹالائسی نے تعلیم کے عمدہ عمدہ طریقے اور اصول قلمبند کئے۔ معلمین زماہ و ماہرین فن تعلیم کی رائے ہے کہ جو شخص ایجوکیشن کی غایت اصلی و مفہوم حقیقی سے مطلع ہونا چاہئے۔ اسے ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ ہدفہ تعلیمی اصول کا منبع و سرچشمہ ہے۔ جملہ آراء و مذاہب اس کتاب کے مہمومن منت ہیں۔ یہ کتاب اساتذہ ثلاثہ اور والدین کے لئے صراط مستقیم ہے۔ جولائی ۱۹۲۸ء میں پٹالائسی نے سرکاری دفاتر کے لئے قلعہ خالی کر دیا۔ فن برگ اور پٹالائسی میں اختلاف ہو گیا۔ اور مدرسہ پورڈن میں

منتقل کر دیا گیا۔ یہاں پانچ سال خیر و خوبی گذارے۔ لیکن ذاتی مناقشت سے مدرسہ کو نقصان پہنچنا شروع ہو گیا۔ اس واسطے پٹالائیسی آپس سے آپ مدرسہ سے الگ ہو گیا۔ اور از سر نو ۱۸۲۴-۱۸۰۵ء کے دوران میں کتب نویسی کی طرف مائل ہوا۔ اس میں برس کی طویل مدت میں اس نے بہت سے پرمغز مضامین اور خطوط مختلف ادبی روزنامات اور ہفتہ وار علمی اخبارات میں بڑی آب و تاب سے چھپوائے۔

پٹالائیسی نے اپنے نظریے کسی کتابی صورت میں شائع نہیں کئے۔ لیکن جو کچھ جستہ جستہ اس کی تصانیف، تحریرات اور اقوال سے ماخوذ و مستنبط ہوتا ہے۔ اس سے طشت از بام ہوتا ہے کہ ہماری اخلاقی برتری، روحانی ارتقا اور جسمانی نشو و نما ہماری اپنے ہی قوی اور دل و دماغ کا نتیجہ ہیں ہمارے جملہ قوار اور جو اس تجربہ اور عمل سے پھولتے پھلتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ اور معطل پڑے رہنے سے بیکار اور سست کار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ فنا بھی ہو جاتے ہیں۔ مختصر طور پر پٹالائیسی کے اصول تعلیم اس طرح قلمبند کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) تعلیم مذہبی ہونی چاہئے۔ کیونکہ انسان حیات و ممات میں کبھی بھی خدا اور اس کے تعلیم دیے ہوئے صحیح اصولوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

(۲) تعلیم ایسی ہونی چاہئے کہ اس سے انسانی وجود کو پوری نشو و نما حاصل ہو اور اس کی دماغی اخلاقی اور جسمانی ترقی بمرتب و بہ تناسب ظہور پذیر ہوتی رہے۔

(۳) تعلیم سے رہنمائی، تحریک و ترغیب اور افزونی نشاط و غیر ہم متصور ہیں۔ اس سے طالب علم کے دل میں خواہشات ترقی کا بجز ذخائر متوج و متلاطم ہو جانا چاہئے۔ اگر طالب علم سے یہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے تو وہ صحیح معنوں میں تعلیم نہیں۔

(۴) استاد کو خود بہت تھوڑی دماغ سوزی کرنی چاہئے اور لڑکے کی نگرانی کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

اس شق کے ضمن میں یہ تحریر کر دینا دُور از کار نہ ہو گا کہ میرے محسن و مکرّم فاضل استاد مسٹر کلپن ایم۔ اے۔ آئی اے ایس پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور نے جو عن قریب فضلہ تعالیٰ ڈاکٹر محکمہ تعلیم پنجاب متعین ہونے والے ہیں۔ آجکل کالج مذکور میں طلباء کی نگرانی و تربیت کا خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ اور س پارک ہرسٹ (خاتون امریکہ) کی مروجہ و مجوزہ ڈالٹن پلین کو بوجہ احسن عملی جامہ پہنانے کی سعی جمیلہ فرما رہے ہیں۔ جو اصحاب فرید معلومات حاصل کرنے کے متمنی ہوں وہ نس پارک ہرسٹ کی خود تصنیف کردہ کتاب کا مطالعہ کریں۔ اور اسائنمنٹ سسٹم (طریقہ تعین کار) سے فطیّہ

واقفیت حاصل کریں۔

(۵) ایجوکیشن فطری طریق پر ہونی چاہئے۔ دماغی اور جسمانی مدارج کا خیال رکھنا سخت ضروری ہے۔ آسمان سے مشکل کی طرف۔ بسیط سے مرکب کی طرف۔ نزدیک سے دُور کی جانب کا مزن ہونا چاہئے۔ نیز متعلم کو آزادی خیال ہونی چاہئے۔ اس کی تربیت میں جامعیت کا رنگ ہونا ضروری ہے۔

(۶) علم سے عمل اشد ضروری ہے۔ اُستاد اور شاگرد کے درمیان علاقہ محبت ہونا چاہئے۔ سزائے تازیانہ اور جٹی کہ زجر و توبیخ سے احتراز کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ اس میں بہیمیت اور بربریت پائی جاتی ہے۔ آج کل محکمہ تعلیم بدنی سزا دینے والے اُستادوں سے سختی سے پیش آ رہا ہے۔ چنانچہ ضابطہ تعلیم پنجاب طبع یازدہم کی دفعہ ۱۹ کے مطابق کوئی اُستاد سوائے ہیڈ ماسٹر کے بدنی سزا دینے کا مجاز نہیں۔ وہ بھی خاص خاص صورتوں میں سزا دہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ ہمارے فاضل اور پرنسپلز ان پکٹر مدراس لاہور جناب رائے بہادر مسٹر من موہن اپنے ڈویژن کے اساتذہ کی جو اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں بہت درگت کرتے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے آپ نے تمام ڈویژن میں سرکل بھی شائع کیا ہے۔ جس کا یہ اثر ہوا ہے کہ اُستادوں کے رویہ میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے۔ اب بھی کیوں حکم حاکم اور مرگ مفاجات سے کس کو چارہ ہے؟

(۷) سبق کا کثرت سے تکرار اور اعادہ لازمی ہے۔ معلم کی غیر موجودگی میں ذکی طالب علم کو حق نیابت دیا جانا چاہئے۔

(۸) اسباق بار خاطر نہ ہوں بلکہ اشغال دل خوش کن۔

(۹) ابتدائی تعلیم کی یہ غرض و غایت نہیں کہ بچوں کے ننھے ننھے دماغوں کو علوم و فنون کے بوجھ تلے دبا دیا جائے۔ بلکہ اس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ان کو زیادہ بیدار مغز اور قوی العقل بنایا جائے۔ تاکہ وہ اپنی فطری طاقتوں کے نشو و ارتقا میں مدد حاصل کر سکیں۔ اور ملکِ ملت کے مایہ ناز فرزند بن سکیں۔ طلباء میں خود اعتمادی، مادہ رشک، روح مقاومتِ محمود اور دریافت نامعلوم کا شوق وغیرہ وغیرہ پیدا کرنا چاہئے۔

(۱۰) عام اسباق کے علاوہ خواہ لغت کا سبق ہی کیوں نہ ہو۔ نگرائی و ملاحظہ اور جو اس حصہ کا متعلق

بے حد لازمی ہے۔

پسٹالائی بچوں کے روحانی اور اخلاقی امراض کا بہت بڑا نباض تھا۔ اور علم التنص کا پریلے درجے کا ماہر۔ فلاسفر امرا، علما اور ادبا کے وفود اس کے حلقہ تدریس میں جوق درجوق شامل ہوئے۔

اور تباہ خیالات کے لئے اقصائے عالم سے کٹھن اور اوشوار گتہ از منزلیں کاٹ کر اس کی خدمت میں باریاب ہونا فخر و مباہات سمجھتے۔ مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی اس سے کسائی بھنی فائدہ اٹھایا۔ گزشتہ صدی کے مؤقر مصاحبن مثلاً قزوینی ہر بارٹ وغیرہ باواپسٹا لاسی ہی کے خواہن کرم کے ذلہ رہا ہوتے ہیں۔ آج کل امریکہ اور یورپ کے مدارس میں انہیں کے مروجہ اصول رائج ہیں۔ اور بالخصوص سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں تو مسٹر پارکسن کی ان تھک شبانہ روز مصاعمی جمیلہ سے چند سالوں سے طریقہ تعلیم کا باوا آدم ہی نرالا ہو گیا ہے۔ اگر تعلیمی اصلاحات چندے اسی شدید عقل رہا سرعت تنگ و دوسے وقوع پذیر ہوتی رہیں۔ تو چند سال کے عرصہ میں علمی انوار کی برکات سے تاریکی و جہل کی علامت بالکل کا فور ہو جائے گی۔

## مسک تسلیم

مطر بہ خوش گلو کم سن درنگیں ادا غریبہ جو، خوہر، عشوہ گر و فتنہ را  
دستِ حنائی میں اک ساغر صبا لے محفلِ رنداں میں کل یوں ہوئی نغمہ سرا  
شور و فغاں تباہ کے رنج و الم تا کجا:

واقفِ رازِ جہاں کون ہوا آج تک ساحلِ بحرِ بقا کس کو ملا آج تک  
معرفتِ ذاتِ حق کس کو میسر ہوئی محفلِ اندیشہ تک اٹھ نہ سکا آج تک  
عقدہ ہستی کو حل کس نے کیا آج تک

چرخ کے سیاروں کی دید ہوئی یاس خیز پائے نظر سے کہیں انکی تھی رفتار تیز  
فرش سے ہے عوش تک گلکدہ کا ئینات اپنا کرہ اس میں ہے صورتِ گلِ مشکبیز  
جیسے ہواک قطرے میں عکسِ چمن جلوہ ریز

ذرہ ناچیز کی ہوتی تو ہے کچھ نمود اس سے کہیں کم ہے آہ دہر میں اپنا وجود  
تیری حقیقت ہے کیا اور ہے کیا اختیار بند الم سے نکل اس سے نہیں کوئی سُود  
بندہ تسلیم بن اور ہو وقفِ سجود (محمود اسرار علی)

# دوستی

(از سید عروج زیدی بدایونی)

میں تجلی گاہ دلہوں دل تجلی گاہ دوست میری ہستی پر وہ دارِ جلوہ جانا نہ ہے  
دوستی لوازماتِ زیست کا ایک اہم ضروری و لازمی عنصر ہے وہ انسان کے عیش و عشرت اور  
نشاط و شادمانی کو دو چند کرتی ہے اور مصائب و تکالیف کے محسوس کرنے میں مانع ہوتی ہے۔ دوست  
مصدق کی ہمسری دنیا کی ہر وہ شے جس کو عیلاتِ خداوندی میں بڑی سے بڑی جگہ دی جاسکے برگزیدہ نہیں کہتی  
چہ نسبت خاک را با عالم پاک، لیکن کہ اس دو کس ہمسری میں یہ نعمت غیر مترقبہ — التَّائِدُ مَرَّكَ الْمُتَعَدِّمِ  
کی زد میں آگئی ہے یا پھر یہ ایک رنگین لفظ ہے جو شرمندہ معنی نہیں۔

فی زمانہ دوست مستند و قلیل کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک وہ ہیں جو اپنی طاقتِ گویائی اور چرب زبانی  
سے اپنے کو جہاں نثارِ ثابست کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے اور فریب خوردہ دوستی کو اُس پر  
ایمان لائے بنتی ہے کہ یقیناً یہ دوست ہے حقیقی معنوں میں دوست ہے۔ مگر اُف دشمن جانی بہ از  
دوست زبانی کا راز بہت جلد منکشف ہو جاتا ہے۔

دوسرے وہ حضرات ہیں جنہیں دوست سے براہِ راست کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ البتہ اُس کی جیب سے  
دوستی ہوتی ہے۔ محض زر پرست ہیں۔ جب تک مبلغِ بخلیہ اسلام موجود ہیں یہ مصنومی دوست بھی اپنے  
دنیاں آرتیزر کئے ہوئے بے درماں کی طرح نرغہ کئے رہتے ہیں۔ ادھر فلاں کا رونما ہونا اور ادھر انٹرنیشنل  
دوستوں کا منہ پھینا بار بار کے تجربات ہیں۔

اکثر اوقات ہمسائیگی ہم مذاقی ہم مشربی یا ایک دو مرتبہ کی سرسری ملاقات کے بعد بھی بیشتر نہیں  
نہیں بلکہ عام طریقہ سے دوست بن جاتے ہیں۔ حتی الامکان ایسے لوگوں سے احتراز لازم ہے۔ ملاقاتی  
کو شتاسا کے لفظ سے موسوم کرنے کی بجائے دوست جانتا یا دوست ماننا بالکل ایسا ہی ہے جیسے  
ہر شاعر کو ڈاکٹر سراقبال منصو دکرنا۔

تلوان شخص کی دوستی بالعموم وبالجان ہوا کرتی ہے جیسا کہ حضرت غالب مرحوم فرمائیے ہیں  
فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی کدانا اسد دوستی ناداں کی ہے جی کا نیاں ہو جائیگا  
یہ امر نہایت لازمی ہے کہ دوست کو ابتدا ہی میں ہر پرہیز سے آزما لینا چاہئے۔ فارسی کی ایک ضربِ المثل

ہے۔ دوست رامیاز ما اس کے یہ معنی ہیں کہ جب ہم کسی کے ساتھ رشتہ دوستی میں منسلک ہو جائیں تو ہم کو اس پر کامل وثوق رکھنا چاہیے اور اپنے بدل میں اس کی جانب سے کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رکھیں اور نہ اس کو معیار و قیاس پر کیوں کہ یہ احتیاط ضروری میں واجب تھی اب اگر بالفرض ہماری جانب سے وہ بدظن ہو گیا۔ تو بتدریج ہمارا دشمن جانی ہو جائیگا اور اس کی ذات سے ہم کو ایسی پریشانیوں کے پنجہ میں گرفتار ہو جائے گا کہ احتمال ہے جو ایک نادانقت دشمن کی انتہائی کوششوں سے بھی بعید ہے۔ چہاں کارے کند عاقل کہ باز آید پیش جانی۔

ایک فلسفی کا قول ہے کہ ”اپنے دشمنوں سے دُور رہو اور دوستوں سے ہوشیار۔“ واجب الامر ہے کہ ہر شخص کو اپنا راز دواں نہ بنائیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی سے دوستی ہی نہ کریں یا تمام اپنا جس کو دوست بنا ڈالیں بلکہ صلح کریں۔ سب سے صاحب سلامت رکھیں لیکن راز دار صرف ایک ہی بشرطیکہ وہ راز دار بھی ہو اگر کسی اتفاق سے ہاتھ لگ جائے تو ہوا لہر ادا۔ ورنہ خود ہی اپنا راز دار نہ بننا بہتر ہے جیسا کہ فخر اشعر حضرت قانی بدایونی مد فیض نے لکھا ہے۔

منت پذیر ہر جہندی دوست نہاں نہیں اپنا ہی میں انیس ہوں شب ٹٹے تاریں  
ایک حکیم کا قول ہے کہ حقیقی دوست ایک استوار نہاں ہے جس نے ایسا دوست پایا ایک گنج فراواں کا مالک ہو گیا۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ دوست مرض زبست کی دوا ہے۔ جو شخص خوش مزاج۔ صاف باطن۔ نیک طبع اور حلیم المزاج ہو گا وہ کبھی نہ کبھی دوست ہمیشہ عمد اور بے بہاد دولت سے ضرور سرفراز ہو گا۔ ع

دل را بدل ہے ست دریں گنبد سپہر  
بایں ہمہ یہ امر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ دوست کی دل جوئی اور خاطر داری میں دقیقہ سنجی نہ کریں حتی المقدور ایسی باتوں سے اجتناب کریں جن سے دوست کو کوئی ایذا اور تکلیف پہنچے۔ ع

خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم انیس ٹھیس نہ لگ جائے گمبھوں کو  
اور اس دل شکنی کے بعد خلوص کا قائم رہنا معلوم۔ ع

دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ  
ایک اور اردو شاعر نے اسی مضمون کو نظم فرمایا ہے۔ ع

جس طرح سے جڑ نہیں سکتا ہے شیشہ ٹوٹ کر اس طرح سے جڑ نہیں سکتے ہیں دل ٹوٹے ہوئے  
مگر ماہرین رموز و نکات دوستی اس باب میں یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ اگر دوست کی جانب سے کوئی ایسی صورت رونما ہو کہ اس میں غداری اور کج مہری وغیرہ کا گمان کیا جاسکے تو اس حالت میں فوراً ہی اظہار بدگمانی تلخ و مشتبہ گفتگو سے نہ کرنا چاہیے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ برنامے مصلحت ایک دوست کو کسی خاص جلسہ یا کسی خاص شخص کے سامنے دوست کے خلاف پارٹ لینا پڑتا ہے لیکن اس میں بدینیتی کا شاہدہ تک نہیں ہوتا بلکہ



دوست کی فلاح پیش نظر ہوتی ہے۔

اصلاً دوستی کی شناخت بھی اتنی ہی دشوار ہے جتنی کہ دوست کی تلاش۔ اس معاملہ میں مصروف و استقلال سے دوستی کے مدعی کا جائزہ لینا چاہیے۔ سب سے زیادہ گہری نظر اس امر پر رکھنی چاہیے کہ اس شخص کی کوئی غرض تو وابستہ نہیں ہے اگر اس کا خلوص پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر اس کی اتنی قدر کرنی چاہیے جتنی اہل ایمان اپنے ایمان کی کرتے ہیں۔

بعض صورتیں ایسی پیش آجاتی ہیں کہ دوست سے شکریہ بھی ہو جائے یا درمیان یار لوگ شعلہ مے حسد میں گھر کر بیہ سہمی کریں کہ ان میں ایک ابدی دوسری بددلی کی غلیج حائل ہو جائے۔ ان رموز کو سمجھنے کے لئے ہر دوست کا وسیع النظر ہونا ضروری ہے۔ جہاں یہ اور باب غرض حساد دوستی کی جزیرہ قینی نگاہیں اور ہمدردی نگرانگی کی بڑائی دیکھ کر پرظاہر کریں یا ایک کو دوسرے کے نزدیک منافق ثابت کرنا چاہیں انہیں تلخ لمحات میں یا تو ان پیکر ان فصاحت و لہجہ امید شکن جواب دیدینا چاہیے کہ آئندہ بُرائی کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکیں یا پھر خاموشی سے ان کی تمام باتوں کو ذہن نشین کر کے دوست سے عالم نہنائی میں نہایت نرمی سے استفسار کرنا چاہیے۔ اگر اس کی کچھ بعیدیت نہیں ہے تب تو ان مکمل دلوں کا فریب کھل جائیگا ورنہ دوست اظہارِ ندامت کے ساتھ پہلے سے زیادہ آپسے مانوس ہو جائیگا لیکن اگر لہجہ پرستش و تلخ و طعن آمیز ہے تو یہیں سے دشمنی کی بھی بنیاد پڑ جائیگی۔

جب شکریہ بھی ہونے کے بعد کسی ایک جانب سے پھر تحریک الضابطہ مرام ہو تو وہ دو حالتوں سے کبھی خالی نہ ہوگی۔

اول۔ یہ کہ وہ دل کر زیادہ نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔

دوم۔ وہ اپنے فعل پر ندامت ہے۔

پس ایسی حالتیں ہمہ وقت اُس شخص سے ہوشیار رہ کر کافی مدت تک اس کی آزمائش میں نہ ہٹ کر رہنا چاہیے لیکن اس دوران میں رویہ بہت ہی خوش گوار اور اطمینان بخش ہو اور جب اعتبار لگی ہو جائے کہ یہ دشمنی پر آمادہ ہے یا دوستی کا خواہشمند تو پھر اس سے قطعی تعلقات ترک کر دینے چاہئیں یا پہلے سے زیادہ اس کی قدر کرنی چاہیے۔

دوست ہزار ہوں تو کم ہیں اور دشمن ایک ہو تو وہی بہت زیادہ ہے مگر یہ تقریباً ناممکنات سے ہے۔ کہ وہ دوست اور پھر حقیقی دوست اس قدر خیر و برکتیں دے کہ اس لئے عام رویہ سب کے ساتھ بہت خوش گوار اور خوش اخلاقی کا حامل ہو چاہیے ان میں سے ہی اگر کوئی ایک بھی دوست بن گیا تو اس زندگی کا حاصل وہی ہے۔

دوست کی شناخت اور دوستی کا امتحان ہمیشہ بڑے وقت ہوتا ہے۔

دوست آں باشد کہ بد دوست دوست در پریشاں حالی و دہ ماندگی !  
 خدا بڑا وقت کسی پر نہ لائے۔ لیکن محض امتحان کی غرض سے انسان خود کو کسی معنوی بلا میں گرفتار کر کے دوستی کے  
 مدعی کا جائزے لے سکتا ہے۔ اکثر و بیشتر لوگ دوست سے وہ کام لینا چاہتے ہیں جو اس کی دسترس سے باہر ہوں۔  
 اس کا انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ دلوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایسی باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر دوست کو  
 امتحان میں ڈالنا ہو تو پہلے اس امر کی تحقیق کامل طریقہ پر کر لینی چاہئے کہ جس بارے میں ہم دوست کو آزمانا چاہتے  
 ہیں وہ اس کا اہل بھی ہے یا نہیں۔

دوست کا امتحان ناجائز اور خلاف قانون معاملات میں ہرگز نہ لینا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی اتفاقی واقعہ ایسا  
 ہو جائے تو پھر ہر حالت میں اس کا شریک رہنا لازمی ہے۔  
 محبت کا اتنا فائدہ ہے کہ جہاں تک ہم سے ہو سکے دوست کی بہبودی کی کوشش کریں لیکن اس نیت سے  
 ایسا کرنا کہ وہ شرمندہ احساس ہو بد باطنی پر مشتمل ہے اور مریخ غلطی ہے۔

دور حاضر کے مایہ ناز شاعر مولانا حسرت موہانی نے کتنا بلیس اور پُر اثر معنی شعر لکھا ہے

اس کے دو پہلو ہیں اور دونوں الگ دو نو جہاں

دوستی آسان بھی ہے اور دوستی مشکل بھی ہے

(پندرہ)

## سلور جوبلی نمبر کے متعلق

میرے محترم بزرگ بابو جگدیش پرشاد صاحب پانڈے ڈپٹی مجسٹریٹ یوں تحریر فرماتے ہیں :-

میں نے سلور جوبلی نمبر کا مطالعہ کر لیا۔ میرے خیال میں اس قدر کم وقت میں ایسا جامع و مکمل نمبر نکالنا آپ ہی  
 کا کام تھا۔ اس نمبر کے مضامین عبادت اعلیٰ پر جانے کے ہیں۔ اور انتہائی تحقیق کے بعد لکھے ہیں۔ لکھائی  
 چھپائی اور تصاویر نے ان پر چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ ہر طرح سے مستحق ستائش و مبارکباد ہیں۔

رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کا سلور جوبلی نمبر سب سے بڑی کامیابی بن گیا۔ ٹائٹل پیج کی دو نو تصاویر جاذب نظر ہیں۔

صاحب پانی پتی کی وسعت نظری اور محنت بخوبی ظاہر ہوئی ہے جناب ہزار کیسلسی گورنر صاحب بہادر اور انریبل ریٹائرڈ  
 کے جواہر افرا بیخدا شہر جگت سنگھ صاحب کی مدد سے اور ہر لوزر کی نتیجہ میں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ کی نفاست نے ہر  
 طرح سے نمایاں ہے۔ اس عظیم کی سونے کی حیات پر ایسا جامع مضمون کسی دوسرے نمبر میں نہیں ملے گا۔ شائقین علم کو رسالہ ہزار کا منتقل

# دیہات میں ریڈ کراس کا کام

انڈین ریڈ کراس سوسائٹی اور سینٹ جان ایلمبرنس ایسوسی ایشن کا مشترکہ سالانہ عام جلسہ مورچہ ۲۰ مارچ کو ہزاریکسینس حضوٰر کا منظر انجیف کے زیر صدارت بمقام دہلی ہوا جس میں جناب مدفح نے اپنی تقریر میں اس ترقی کا ذکر کیا۔ جس کا ثبوت ریڈ کراس نے دیہاتی رقبوں میں دیا ہے۔ چونکہ سلور جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں جو چندہ جمع ہو رہا ہے۔ اس کا ایک حصہ مشد کرہ بالاداد اداروں کے سپرد کیا جائیگا۔ لہذا ان کی کارگزاری بابت ۱۹۲۴ء کے متعلق تبصرہ کرنا بجائے ہوگا۔

برطانوی ہند کے ہر صوبہ میں اور متعدد ہندوستانی ریاستوں میں ریڈ کراس کی برانچ موجود ہے۔ ان کی تعداد ۲۲ ہے۔ اور ان کے ماتحت اضلاعی صدر مقامات یا ایجنسیوں کے ماتحت ریاستوں میں ۱۸۱ چھوٹی شاخیں کام کر رہی ہیں۔ گویا اسی طرح دو سو سے زیادہ ریڈ کراس کمیٹیاں ہندوستان بھر میں سرگرم عمل ہیں۔ ریڈ کراس نظام کی وقعت یہیں تک محدود نہیں بلکہ متعدد ریڈ کراس کی اضلاعی شاخوں نے تعلقہ ہیڈ کوارٹروں میں ماتحتی مراکز قائم کر رکھے ہیں جو جداگانہ کمیٹیوں کی حیثیت سے منظم نہیں ہیں۔ لیکن اپنے اپنے تعلقہ میں ریڈ کراس کا کام اس کے ذریعے جاری ہے ہندوستان بھر میں ہر قسم اور درجہ کی درس گاہوں میں جو نیر ریڈ کراس گروپوں کی تعداد ۹ ہزار سے کم نہیں۔ انکے ممبروں کی مجموعی میزان ساڑھے تین لاکھ تک پہنچتی ہے۔ جن میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں۔ جو دیہاتی حلقوں میں صحت کا معیار بلند کرنے کی ہم میں سرگرم کار ہیں۔ یہ جو نیر گروپ دیہات میں صرف صحت کے متعلق نشر و اشاعت کا کام ہی نہیں کرتے بلکہ دیہاتیوں کے لئے سادہ قسم کی طبی امداد بھی ہم پہنچاتے ہیں۔ اگر یہ گروپ نہ ہوتے تو دیہاتی اس قسم کی طبی امداد سے محروم رہتے۔ مثال کے طور پر صوبہ جات متحدہ میں جو نیر ریڈ کراس گروپوں نے ضلع سلطان پور کے مدارس میں ۱۱۲ دیہاتی امدادی شفا خانوں کا انتظام کیا ہے۔ اور وہ اس وقت تک ۱۲ ہزار دیہاتیوں کے لئے سادہ قسم کی طبی امداد مہیا کر چکے ہیں۔

پنجاب پراؤنٹس برانچ میں ۲۸ اضلاعی برانچیں اور متعدد تحصیل تختی مراکز ہیں۔ مزید برآں مدرسوں میں اسکے جو نیر گروپوں کی تعداد ۷۴۴ ہے۔ جن کے ۲۱۲۲۹ ممبر ہیں۔ پنجاب میں کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں ریڈ کراس کا شعبہ صحت کا کام نہ کر رہا ہو۔ ۲۴ مراکز میں زچہ اور بچہ کی بہبود و فلاح کا خیال رکھا جاتا ہے۔ وہ سب کے سب کلینک ریڈ کراس کے زمین منت ہیں۔ اس وقت کل مراکز کی تعداد ۵۷ ہے۔ اور سب کو ریڈ کراس کی جانب سے نیا ضانہ یہمانہ برمد ملتی ہے۔ گزشتہ تین سال میں پراؤنٹس برانچ نے مراکز کے قیام اور دیسی دایوں کی تربیت کے

واسطے ۴۲۲۶۲ روپے دیئے۔ جونیر ریڈ کراس کے ممبروں نے اپنی توجہ کو دیہات میں حفظانِ صحت اور بچہ پیدا کرنے والی جگہوں کو صاف کرنے پر مرکوز کر رکھا ہے۔ جب نٹ کلاں میں ہیضہ کا مرض پھوٹ پڑا۔ تو گورنمنٹ نارل سکول لگھر سے۔ ۲ جونیر ممبروں نے خود ٹیکے لگو کر مجلسِ خیریت عامہ اور حفظانِ صحت کے متعلق نشر و اشاعت کا کام وسیع پیمانہ پر کیا۔ بہت سے سکولوں نے لوگوں کو لیبریا سے بچانے کی غرض سے کوئین تقسیم کی۔ برانچ مذکور نے اعزازی کارکن گاؤں گاؤں میں گھوم کر جادو کی لالیٹین کے ذریعہ صحت صفائی کے متعلق لیکچر دینے کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اس قسم کے ایک ہزار لیکچر دیئے جا چکے ہیں۔ اور ضلعوں میں شائد ہی کوئی میلہ ہوا ہوگا۔ جہاں ریڈ کراس کے کارکن نے لیکچر نہ دیا ہو۔

(جید)

## رہنمائے تعلیم کے ریڈ کراس نمبر کو دیکھ کر

مخدومی و بھرمی جناب قبلہ دل صاحب شاہ جہانپوری یوں تحریر فرماتے ہیں

جناب سردار جگت سنگھ صاحب کی سہنی دنیائے ادب میں وہ ممتاز ہستی ہے۔ جو اب کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی روشن خیالی، جدیت طرازی، انثر بہار آفریں روح چھوکتی رہتی ہے۔ بسوار صاحب کی جولانی طبع ہمیشہ ریاضِ ادب میں نئے نئے شگوفے کھلاتی رہتی ہے۔ موصوف کی ذہنیت وہ دریا ہے جس کی ہر موج دل آویز اور جس کا ہر قطرہ دُر نایاب سے زیادہ آبِ دار ہے۔ خدا آپ کی ذاتِ مقدس کو زمانہ دراز تک زندہ اور سلامت رکھے۔ ہم شمسِ باقِ ادب آپ کے روح پرور دُور سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ ریڈ کراس نمبر ہر اعتبار سے قابلِ قدر ہے۔

نوٹ: یہ میں جناب دل قبلہ کے ان نیک خیالات کا دل سے ممنون ہوں۔ اور ان کی سچی دلی عاؤں کا شکر گزار۔ اگر سچ بچیں تو جو کچھ محقر کی نسبت جناب نے ارشاد فرمایا ہے یہ سب اپنی کے فیض کا سدا ہے ورنہ میں ناچیز کس لائق ہوں۔

خادمِ جگت سنگھ

(جید)

علمی کہانیاں بالخصوص:۔ اس کتاب کی خوبیوں سے متاثر ہو کر پنجاب سرکار نے ہمیں ایک جلدِ دہیہ نقد انعام دیا تھا۔ قیمت فی جلد ۸ روپے کا پتہ:۔ گلاب چند کپور اینڈ سنز تاجران، کتب انارکلی لاہور

# نظمِ دعائیہ ضمنِ سلور جوہلی شہنشاہِ جہانجی بنجم زاد اللہ عمر و اقبال

(از غنی گوالیاری برق مضطر)

مرے ساتی تری دولت ہو دوئی      رہائے ہوں تری بھٹی پہ دھوئی  
عنایت مجھ کو بھی اک جام کر دے      مرا بھی میکشوں میں نام کر دے  
پلا وہ پھول جس سے رنگ بر سے      گھٹا چھائے نشی جس کے اثر سے  
دلوں کی کلفتیں سب دور کر دے      وہ شے دے نشہ میں جو چور کر دے  
طبیعت کیف شے اتنی اُبھارے      فلک کے توڑ لاؤں آج تارے  
نظریں جلوہ شے اتنا بس جائے      جمالِ طور آنگن میں نظر آئے  
کچھ ایسی ہو ترے مستوں کو ہستی      برابر ہو بلندی اور پستی  
ترا کعبہ سزا ہی دیر مانگیں      ترے ہی میکدے کی خیر مانگیں  
اُجالا کر اندھیری رات میں تو      تکلف کر نہ کچھ اسبات میں تو  
کٹے جاوالب میناے گلِ فام      دیٹے جا میکشوں کو جام پر جام  
جو کھوٹا ہو کھرا اُس کو بنا دے      لٹا دے آج اے ساقی لٹا دے  
تری دریا دلی ہے سب میں مشہور      چلی آئیں وہی موجیں بدستور  
بلا سے پاس والے دور ہو جائیں      نشے میں آج لیکن چور ہو جائیں  
مرے ساتی رہے تیری جوانی      سمجھ میں آئی تیری یہ کہانی  
طبیعت میری کیوں اس جوش پر ہے      تجھے اس بات کی بھی کچھ خبر ہے  
حقیقت سُن مرے رازِ دلی کی      مسرت ہے یہ سلور جوہلی کی  
ہمارے شاہ کو پچیسواں سال      خدا کے فضل سے گذرا باقبال  
یہ ہے مرضی شاہِ جارج پنجم      کریں اس کی خوشی بلِ جل کے ہم تم  
نہ چھوڑیں آج کام اس کا اُدھورا      گرو میں اس کی باندھیں سال پورا  
خداوندِ اہیہ شاہِ جارج پنجم      رہے سر پر ہمارے شکلِ انجم  
ذرا بھی ہو نہ بیکا بال اس کا      مبارک سال ہو ہر سال اس کا  
بیاں ہو مدح حاضر کس زباں سے      دہن تو صیغہ کو لاؤں کہاں سے  
قیامت تک جہاں بانی سلامت      غنی پر بھی نگاہِ لطف و رحمت

## درس توجیہ

معزز ناظرین پھر ہی موقع پیش آیا اور پردہ توجیہ میں عجیب و غریب جلوئے نظر آئے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو رسالہ شاعرِ آگرہ جلد ۱۱۰ باب ۱۱ ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۸ اصلاح سخن (محمد غریب اللہ نشتہر) نعیمی بکسری کی غزل پر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل کی اصلاح۔

اصل شعر۔ لینا نہیں قضا کا سہا ہا ضرورتاً ہم ناتواں تھے کوچہ جانا نہ دور تھا  
اصلح جلیل۔ ہم ناتواں تھے کوچہ محبوب دور تھا

توجیہ سیما ب۔ برہان میں جانا نہ کے معنی بھی محبوب ہی کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں جانا نہ کو محبوب سے کیوں بدلا گیا ہے۔

لیجئے ذرا سی بات آجیناب کے اور اک مبارک میں نہیں آئی۔ اچھا ہم آپ کو بتاتے اور اس کی غماز سمجھائے دیتے ہیں۔ سُنئے ماہرین علوم و فنون کا قاعدہ ہے (کم خرج بالانشین) تحریر بھی تقریر الفاظ سانی ہوں یا مکتوبی وہ فصاحت و بلاغت کو مد نظر رکھتے ہیں۔ ہمیشہ جملہ مختصر اور کثیر المعانی استعمال کرتے ہیں چنانچہ جانا نہ میں مکتوبی حروف (ج ان ان ہ) چہ ہیں اور محبوب میں پانچ ہیں۔ دوسری بات جانا نہ کا لفظ اس موقع پر ایک مضرت بخش بُو دیتا تھا۔ اس واسطے حضرت جلیل مدظلہ نے اُس کو نظر انداز کر دیا۔ اصل شعر۔ محروم کیوں ہیں تری رحمتِ حشر میں ہوتے جو بے قصور تو بیشک قصور تھا  
اصلح جلیل۔ محروم رہتے کیوں تری رحمتِ حشر میں

توجیہ سیما ب۔ ہماری رائے میں نشتہر صاحب کا مصرع ناقابلِ ترمیم ہے۔

جیناب من آپ کے یہ الفاظ اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ فن عروض سے ناواقف ہیں۔ اس واسطے معتراض ہیں۔ حضرت یحجر مضارع مثنیٰ مکفوف ہے (کیوں رہیں) کا فقرہ حشو غیر فاعلات کی تقطیع میں غیر واجبی حروف گرادیئے سے آتے ہیں۔ اور (رہتے کیوں) کا جملہ واجبی حروف گرادیئے سے آجاتا ہے۔ دیگر۔ کیوں رہیں کے معانی میں ایک پہلو خود داری کا پیدا ہوتا ہے۔ اور رہتے کیوں میں اندازِ شکر نعمت۔

اصل شعر۔ آنکھوں میں تھی شبیہ رخ آتشین یار شانِ خلد سے ایک جگہ نار و نور تھا

اصلح جلیل۔ قدرتِ خدا کی ایک جگہ نار و نور تھا۔

توجیہ سیما ب۔ نار و نور کے ساتھ ردیف تھا یقیناً غلط ہے۔ دوسرا مصرع یوں ہونا چاہئے۔ ع

### دو آئینوں میں سلسلہ نارو نور تھا

آپ ہی فرمائیے کہ اجتماع الفاظ تذکیر و تانیث میں فعل کو مذکر استعمال کرتے ہیں یا مؤنث ؟ کثیر الاستعمال صورت مذکر ہے اور شتر صاحب نے اسی اصول کی پیروی کی ہے۔

علاوہ بریں آپ نے جناب شتر صاحب کی جان کا وی کی داد نہیں دی۔ آپ خود فرمائیے ایک جگہ نارو نور کو مجتمع کرنا آسان بات نہ تھی۔ حضرت جلیل مدظلہ نے نہایت بہترین اصلاح کی کہ اصلاح کی اصلاح ہو گئی اور شاعر کے ایک پاکیزہ اور انوکھے خیال کی داد بھی مل گئی۔ آپ نے دو آئینوں میں جو سلسلہ نارو نور قائم کیا اس سے یہ پتہ چلا کہ دو بیڑیاں برقی یعنی الیکٹرک کی ہیں اور ارتعاش و لائن کی ہر دو بجلیاں سکندری اور پرمٹری اپنے اپنے سرکٹ یعنی محور گردش کر رہی ہیں۔ سبحان اللہ اور ہر دو بیڑیوں کی ہر دو لیڈز الگ الگ ہیں۔ کیا شاعر کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ قربان جائیے اس توجیہ کے اور پھر توجیہ بھی کس کے حضرت جلیل مدظلہ کے مقابلے میں جن کا آج ڈنگاںج رہا ہے۔ اُردو جن کی ذات والا صفات پر آج ناز کر رہی ہے۔ فرمانروائے دکن جن کو آج مائید ناز سمجھے ہوئے ہے۔

ماسوا اس کے آپ نے ایلی میٹم بھی دیا ہے کہ حضرات شعرا اپنی اصلاح شدہ غزلیں برائے توجیہ ارسال فرما سکتے ہیں۔ گویا آپ اُستاد اُستاد بننا چاہتے ہیں۔ یہ سن ترانی بھی کہاں تک سرت ہے۔ علامہ حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ نے تو آنجناب کی شاہراہ بند کر دی ہے اور آپ کو بھاگنے کو جگہ نہیں ملتی۔ اگر آپ اُستاد بننا چاہتے ہیں تو پہلے مولانا صابر الہ آبادی صاحب کا جواب دیجئے۔ گونگے کا گڑ کھا کر کیوں بیٹھ گئے جس سے یہ مراد ہے کہ آپ مولانا صابر صاحب سے بات کھا گئے جو جواب نہیں دیتے۔

فاضل حضرت مولانا سیماب اکبر آبادی یوں تو قابل قدر آتی ہیں اور دور حاضرہ کے حضرات میں قصر الادب کی تخت نشیں۔ (اکثر انسان سے اور بر مصداق) (اکثر انسان مرکب الخطا و نسیان ہیں۔) کبھی بھول چوک ہو جاتی ہے۔

دیگر شاعری بھی کوئی درجہ نبوت و رسالت نہیں جو ختم المرسلین کے بعد کسی پر منطبق نہ ہو۔ اور آئندہ کے لئے اس کا سد باب ہو گیا ہو بلکہ (قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِلًّا اَدَا الْكَلِمَاتِ مَا نَبِيٌّ خَيْرُكَ مَصْدَقُ) (الشعر اتم اميد الرحمن) اسی ہیں کہ ہمیشہ اپنے تخیلات سے لازم قدرت کے عشق کا کثاف کیا کرتے ہیں۔ شاعر اشاعر بڑی چیز ہے چنانچہ سابقہ اور حال کے حضرات کے کلام سے آپ

اس کی بین شہادت فرما سکتے ہیں لہذا ایسا ہی نہیں اور ایسے بھی نہیں ہر نوع ایک انسان میں اور انسان بھی کیسے غلطی کرنے والے۔

اصلاح سخن برغزل حضرت حشر سہرامی کے عنوان سے ایک مرقع (رسالہ شاعری جلد نمبر ۷) بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۲۵ء صفحہ نمبر ۱۸ منظر عام کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر اور پڑھ کر مجموعہ ہوش و حواس پرلن اور منتشر ہو گیا اور یہ مصرع زبان پر آگیا۔

آنچہ ناداں کند کند دانا

حضرت سیماب کا یہ معیار سخن اور ایسی فحش غلطیاں اصناف سخن پر یہ قادر کلامی اور اصلاح میں ایسی خامی اگر اصلاح شدہ کلام مابعد اصلاح بھی عاریل عیوب رہا تو مدعا اعتراض مصلح اعظم کی طرف مبنی ہوتی ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) حشر سہرامی۔ نقاب اٹھے ہوئے جس وقت وہ چلے سے نکلے کر شمع تیر بن کر حسین چتون سے نکلے اصلاح مولانا سیماب۔ ہزاروں تیر ان کی چلی چتون سے نکلے جب مصرع ثانی کی سست ترکیب واقع ہونے کے خود ہی مقرر ہیں تو کیا چلی چتون سے اُس کی سستی دُور ہو کر اس میں کسی قسم کی چالاکی پیدا ہو گئی واہ حضرت واہ اور چلی چتون یہ عجب محاورہ اختراع کیا اور یہ بھی سہی تو یہ فقرہ (چلی) تو خود دم کا پہلو لٹے ہوئے ہے یہ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔

نقاب اٹھے ہوئے جس وقت وہ چلے سے نکلے کر شمع سینکڑوں خنجر کھنچتون سے نکلے

(۲) حشر سہرامی۔ قیامت میں قیامت ہوگی بر بار و بر دُر ان کے جگر تھلے ہوئے عشاق جب مدفن سے نکلے مولانا سیماب۔ قیامت میں قیامت ہوگی بر پامانے اُن کے بیشک فارسی کی ثقالت دُور ہو گئی اور روبرو کی بجائے سامنے کا لفظ تھریر کر دینے سے اُردو کو فروغ ہو گیا۔ لیکن تعقید جو ایک زبردست عیب شاعری کا ہے۔ وہ نظر انداز کر دیا گیا اور مصرع کچھ لچکدار سا رہتا ہے۔ یہ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔

پا ہوگی قیامت میں قیامت سامنے اُن کے جگر تھلے ہوئے عشاق جب مدفن سے نکلے

(۵) حشر سہرامی۔ شہادت دینے کے چکر دھرو ہی محشر میں آتا تھی جو نظر سے نکلے نکلے سے نکلے مولانا سیماب۔ جو نظر سے نکلے نکلے سے نکلے

جناب اس میں بھی مصرع اولیٰ تعقید سے پر ہے اور دوسرے مصرع کی غلطی کا آپ کو خود اعتراف ہے کہ دامن سے نکل نہیں سکتے نمودار ہونگے یا دامن پر پائے جائینگے قطرے خشک دامن سے نہیں نکلتے اور آپ ہی کے خیال کے مطابق اس بُج کے بعد کہ قیامت کے دن تک خون روان رہنا جبکہ سہل



کی گردن سے رواں نہیں رہ سکتا تو دامن سے خون کے قطرے کیونکر نکل سکتے ہیں دوسرے شہادت فعل ہے اور سرچڑھنا بھی فعل ہے اور محشر مقام فعل ہے تو ہر دو فعل کا جمع ہونا کچھ ناموزوں ہے۔  
(۷) حشر سہرامی۔ یہ عالم ہے تو کیونکر آرزوئے دیدن کیلگی نہ ہم کوچہ سے اُٹھینگے نہ وہ چلمن سے نکلینگے مولانا سیماب۔ = = = = نہ ہم خلوت سے اُٹھینگے نہ وہ چلمن سے نکلینگے  
اصلی شعر کے دوسرے مصرعہ اور اصلاح سے یہ پتا نہیں چلتا کہ جہاں سے اُٹھینگے وہ کوچہ اور خلوت کونسی ہے اور کس کی ہے آیا اپنے ہی کوچہ سے یا خلوت سے اُٹھینگے یا معشوق کے کوچہ اور خلوت سے یا دیگر سرطک وغیرہ بہر حال ضمیر حاضر نہیں ثابت ہے اور یہ عیب اختلال ہے یہ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔

یہ عالم ہے تو کیونکر آرزوئے دیدن کیلگی نہ ہم گھر اپنا چھوڑینگے نہ وہ چلمن سے نکلینگے  
(۸) حشر سہرامی۔ بھویں کہتی ہیں تن تن کس کس کی وقت نگارہ اُتر جائینگے دل میں تیر جوتون سے نکلینگے یہ شعر تو قطعی حضرت داغ مرحوم کا سرقد ہے اور اس کو علیٰ حالہ چھوڑ دینا سارق کو بجائے تنبیہ آزادی دیدینا ہے۔ یہ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔

بھویں اُن کی اشارے سے یہ وقت دیدکرتی ہیں کہ دیکھ اب ناوک دلوز اس چترن سے نکلینگے  
(۹) حشر سہرامی۔ جگ میں داغ دل میں حسیں دامن میں کچھ آنسو یہی سامان لیکر ایک دن گلشن سے نکلینگے مولانا سیماب۔ = = = = یہی سامان لیکر ہم کبھی گلشن سے نکلینگے  
یہ اصلاح بھی محتاج رہی اگرچہ ہم لکھ کر مستحکم کا ثبوت دے دیا گیا مگر (لیکرا ایک دن) اور (لیکر بھی) کی ثقالت کو دو رہنیں کیا اگر اس کو اس طرح مرادیتے تو اصلاح کو چار چاند لگ جاتے۔

جگ میں داغ دل میں حسیں دامن میں کچھ آنسو یہی دو تین چیزیں لے کے ہم گلشن سے نکلینگے  
اب ناظرین خود انصاف فرمائیں علاوہ بریں پرچہ۔ (شاعر آگرہ) میں اور بھی کئی جگہ فنی غلطیاں ہیں جنکو ایڈیٹر رسالہ شاعر آگرہ کی عدم توجہ پر محمول کر کے اپنے کرم فرما ناظرین سے مرخص ہونا ہوں اگر ناظرین نے جسارت دلائی تو باقی اُٹندہ دیکھا جائے گا۔  
(برق مضطر غنی گوالیاری)

—(—)

مجموعہ مضامین : جواب مضمونوں کی کتاب مڈل نائل ٹریننگ کالج اور انورنس کے طلباء کے لئے  
انہایت مفید اور کارآمد ذخیرہ مضامین ہے۔ قیمت عدد  
لئے کاغذ۔ گلاب چند کیو رابنڈ سنز: تاجران کتب انارکلا، لاہور

## توجیہ و توجیہ

درس توجیہ کے عنوان سے برق مضطرب حضرت غنی گوایاری کی ایک مختصر تنقید دو اقساط میں ناظرین کرام کے ملاحظہ سے گزر چکی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تنقید بہت کچھ منصفانہ ہے۔ مگر ابھی یہ مزید تشریحات کی تشنہ معلوم ہوتی ہے۔ خدمت ادب کا وہی احساس جو رسالہ شاعر اگرہ کے فاضل مدیر کو یہ سلسلہ توجیہ شائع کرنے کی تحریک کرتا ہے۔ ہر ایک خادم ادب کو اس کوشش پر آمادہ کرتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کے ناقص پہلو بھی واضح کر دیئے جائیں۔ یہ ناقص پہلو ہمارے خیال میں دو قسم کے ہیں۔ اور دونوں اپنی نوعیت کے لحاظ سے بنجیدہ ہیں۔ ایک تو وہ اصلاح در اصلاح جو بہت سی خامیوں اور نقائص کا مجموعہ ہو (جن کی چند مثالیں حضرت غنی نے پیش کی ہیں اور جن سے کوئی خاص خدمت ادب ظاہر نہیں ہوتی) دوسرے اس سلسلہ کا اخلاقی پہلو جو دل آزاری کی وجہ سے اساتذہ کرام کی زہانت اور رنجش کا ذمہ دار ہے۔ خاص کر اس صورت میں جب کہ توجیہ غیر منصفانہ اور ذیل و فوق کی مصداق ہو۔ اگر یہ سلسلہ اصلاح در اصلاح جسے توجیہ کا نام محض دکھائے کے طور سے دیا گیا ہے۔ اور جس کی غرض غایت دراصل اساتذہ مشاہیر سے برتری کا مظاہرہ معلوم ہوتی ہے۔ منصفانہ اور دیانتدار نہ ہو۔ تو بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے جاری رکھنے کے لئے جو طریقہ کار تجویز کیا گیا ہے۔ اس پر متعلقہ اصحاب کا ناراض ہونا نہ فقط قرین قیاس بلکہ فطرت انسانی کے مطابق قابل یقین اور صالح کل اشخاص کے مذہب میں قابل ملالت ہے۔ اگرچہ اس کے منصفانہ ہونے کی وجہ سے متعلقہ اصحاب کی ناراضگی زیادہ قابل اعتنا نہیں رہتی۔ اور دینائے ادب میں بہت انصاف پسند ایسے ہونگے جو فاضل مدیر رسالہ مذکور کو معصوم سمجھیں گے۔ لیکن بھروسہ دیگر یہ توجیہ اگر خلاف انصاف بھی ہو تو ظاہر ہے کہ دینائے ادب میں صرف متعلقہ اصحاب بلکہ تمام صاحبانِ فوق اس سلسلہ توجیہ کے خلاف اور اس کے راتم کے خلاف نظر آئیں گے یہی وجہ ہے کہ ہمیں ان دونوں ناقص پہلوؤں پر بحث کرنے کی نہ صرف مصلحتاً بلکہ حقیقتاً ضرورت محسوس ہوتی ہے اس سلسلہ توجیہ میں جہاں تک خامیوں اور نقائص کو تعلق ہے۔ ہم تبہ کہتے ہیں کہ جو مثالیں حضرت غنی کی طرف سے منظر عام پر لائی گئی ہیں۔ وہ بلاشبہ اس توجیہ کو قابل الزام قرار دیتی ہیں۔ مثلاً

اصل شعر۔ لینا ہمیں قضا کا سہارا ضرور تھا ہم ناتواں تھے کوچہ بانانہ دور تھا

اصلاح جلیل۔ ہم ناتواں تھے کوچہ محبوب دور تھا

فاضل مدیر کا یہ قول کہ برہان میں جانانہ کے معنی بھی محبوب ہی کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں جانانہ کو محبوب سے



(۲) وہاں کا آب و دانہ قسمت میں تھا۔

(۳) مجھے بنگالی کی آب و ہوا موافق نہ تھی۔

(۴) ایک جھونکے میں ہوا سب رنگ و بو جھانگتا۔ (امیر مینائی)

پس نار و نور کو بھی اسی قبیل سے شمار کیا جاسکتا ہے۔ خاص کر اس صورت میں جب کہ اس کا استعمال بطور واحد ذوق سلیم کے منافی بھی نہیں۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ نار و نور سے پہلے یہاں لفظ جلوہ یا اجتماع یا وجود یا سلسلہ کیوں محذوف نہ سمجھ لیا جائے۔ یہ حذف ایسا ہے کہ ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اس وجہ سے ایسا حذف عیب نہیں بلکہ حسن ہے۔ اس قسم کے حذف کی مثالیں حاجی دسینا ہوتی ہیں۔ مثلاً سے اس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ اپنی کہ کبھی دم میں جھلایا کبھی پل میں مارا یہاں لب کے ساتھ اعجازِ میحائی اور چشم کے ساتھ تیغِ نگاہ کنایتہ محذوف ہیں مگر ذہن فوراً ان کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ کیونکر جھلایا اور کس طرح مارا اسی طرح مصرع ذیل میں۔ ع بہر زبں کہ رسیدیم آسمان پیدا است

یہاں آسمان سے پہلے لفظ بیداد مذکور نہیں۔ مگر بایں ہمہ یہ مجاز مرسل کی اس ضمن کی رو سے کہ موصوف کا ذکر کیا جائے اور اس سے صفت مراد لی جائے جس سے حضرت نشتہ نے بھی اس قاعدہ کے مطابق صفت کا ذکر کیا ہے اور مراد ان کی موصوف سے ہے۔ اب فرمائیے کیا اعتراض ہے۔ ان ہر دو وجوہ سے ظاہر ہے کہ اصلاحِ جلیں ہر حرف گیری کی گنجائش نہ تھی اور سب سے زیادہ قابلِ تعجب بلکہ قابلِ افسوس وہ تو بنیہ ہے جو اس مصرع کی اصلاح در اصلاح کی صورت میں نظر آتی ہے۔ ع

دو آئینوں میں سلسلہ نار و نور تھا

شاعر کا مقصد تو یہ ہے کہ دو متضاد چیزوں کو ایک جگہ جمع کر کے دکھایا جائے۔ مگر یہ توجیہ اسے دو جگہ یعنی منتشر حالت میں ظاہر کرتی ہے۔ اس قسم کے مضمون میں الفاظ ایک جگہ کو خارج کر دینا قرین انصاف نہیں۔ کیونکہ یہی الفاظ شاعر کے عا کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ ایک جلوہ کو دو جگہ تقسیم کر دینے سے شاعر کا مدعا شرمندہ بیان ہو رہا ہے۔ اور اس خبری کی وجہ صرف یہ وہم ہے کہ تھا کی جگہ تھے آنا چاہئے۔ حالانکہ موقع محل یہاں لفظ تھا ہی کی سفارش کرتا ہے۔

اب ہم اس سلسلہ توجیہ کے اخلاقی پہلو پر فاضلِ مدیر کی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ جب توجیہات کے قرین انصاف ہونے پر بھی مشاہیر کا ناراض ہو جانا ناگزیر ہے۔ تو اس سے اندازہ

ہو سکتا ہے کہ ان کے ناقص ہونے کی صورت میں یہ مشاہیر جن کی اصلاحوں کو اس طرح مٹایا جا رہا ہے۔ راقم توجیہ سے کس حد تک خوش ہونگے۔ براہ کرم کسی وقت یہ بھی سوچئے کہ دُنیا ئے ادب آپکے کیوں بیزار اور کشیدہ خاطر رہی ہے۔ کیا اس کی وجہ یہی خیال اور کمیت و افضلیت تو نہیں۔ توجیہات کا سلسلہ اس لحاظ سے تو ضرور قابل قدر ہے کہ یہ خدمت فن کی ایک بہترین صورت ہے۔ مگر اس کے لئے جو طریقہ کار منتخب کیا گیا ہے۔ اگر وہ زلمے بھر کو ناراض اور برگشتہ کر دینے والا ہے۔ تو ایسی خدمت سے کیا فائدہ۔ اگر عنوان توجیہ کے لئے ضروری مواد جمع کرنے کا خیال دلائلی ہو۔ تو اس کے لئے اور کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ فاضل مدیر رسالہ شاعر آگرہ اپنے شاگردوں کے کلام میں جو اصلاحیں کرتے ہیں۔ وہی توجیہ کے کام میں زیر بحث لائی جائیں۔ یعنی صاحبان ذوق کو ان پر اظہار رائے کی دعوت دی جائے۔ اس سے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو یہ کہ کسی کو ناراض کرنے کا کوئی محل پیدا نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ عنوان توجیہ ضروری مواد کے لئے کسی کا دست نگر نہ رہیگا۔ اگرچہ اس نئی صورت حال میں مداخلت دکر نے والے اور خاموشی سے سب کچھ سننے والے بہت سے اصحاب ہونگے۔ (جن میں راقم الحروف بھی شامل ہے) لیکن اس عنوان کو سرسبز و شاداب رکھنے والے اور توجیہات پر اظہار رائے کرنے والے بھی اتنی کثیر تعداد میں نکل آئینگے۔ کہ اس عنوان کے ماتحت رسالہ کے کالم کبھی الجموع کہنے کی ضرورت محسوس نہ کریں گے۔

فاضل مدیر خود ہی انصاف سے کہیں۔ کہ اگر ان کا کوئی عزیز ان کی اصلاحات کو بہ غرض توجیہ اس طرح سراہتا رہا لائے اور اس پر غلط درغلط حاشئے چڑھائے جائیں۔ تو انہیں اپنے عزیز کی یہ روش کہاں تک گوارا ہوگی اور حاشیہ آرائی کرنے والوں کو کہاں تک قابل معافی سمجھا جائیگا۔ پس ہمارا مشورہ اسی اصول کی روشنی میں کہ ہرچہ بر خود پسندی بروگراں پسند دیکھے جانے اور غور کئے جانے کے قابل ہے۔

بائیں ہمہ اثر یہ مخاضہ مشورہ کسی وجہ سے ناقابل عمل اور ناقابل قبول معلوم ہو۔ تو اس صورت میں ہم حضرت نشتر اور تمام تشنہ کا مان توجیہ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب استاد پر آپ کو اطمینان ہی نہیں اور آپ اصلاح در اصلاح کے طالب رہتے ہیں۔ اور ناقص توجیہات دیکھ کر بھی اس سے سن نہیں ہوتے۔ بلکہ استاد کی امانت کے مرتکب بھی ہوتے ہیں نیز ان کی اصلاحات کو خلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اس سے بہتر یہی ہے کہ اصلاح اُسی دفتر سے حاصل کی جائے جہاں آپ کو اطمینان ہے اور اس کی توجیہات معلوم کرنے کے لئے آپ اس قدر بے تاب رہتے ہیں۔ اگر اصلاحات کا معاوضہ اظہار امتنان تو درکنار اظہار اطمینان بھی نہیں۔ اور اس پر بے اطمینانی ظاہر کی جا رہی ہے۔

تو خود اساتذہ کا فرض ہے کہ کسی ہری چمک کو اصلاح دینے کی تکلیف گوارا نہ فرمایا کریں۔

ہم حضرت جلیل اہل دوسرے ہزرگوں کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ اس صورت حال پر جو فی الواقع بہت سنجیدہ ہے۔ غور فرمانے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص اس اعلان کی وجہ سے کہ حضرت شعراء اپنی اصلاح شدہ غزلیں برائے توجیہ ارسال فرما سکتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ توجیہ یا اصلاح در اصلاح ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں۔ کوئی خرابی نہیں۔ بلکہ اصل سے بمراتب افضل ہے۔ اس صورت میں ایسے غریزوں سے یہی کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ خاک ز تو دہ کلال بردار اور اگر یہ توجیہات ناقص اور سراسر خام ہیں۔ تو خود داری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان سعادت اطوار شاگردوں کا سلسلہ اصلاح آئندہ کے لئے منقطع کر دیا جائے۔ تاکہ وہ اصلاحات کو ذیل نہ کر سکیں۔

حضرت نشتر اور ان کے ہم خیال مشتاقانِ توجیہ اپنے استادوں اور حاصل کردہ اصلاحات کی قدر و قیمت کیوں نہیں جانتے اور انہیں اصلاحات کو ذیل کرنے کی جرات کیوں ہے۔ نیز اساتذہ کرام اگر ان کو تو دہ کلال سے خاک برداری کا مشورہ دیں۔ تو انہیں تازہ اصلاحات کی قدر و قیمت کیوں معلوم ہو جائے گی۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ چونکہ اس بحث میں بعض تلخ واقعات بیان کرنے پڑینگے۔ اس لئے اسے فی الحال چھوڑ کر ہم ناغل مدیر رسالہ شاعر اگرہ رجو راقم الحروف کے محترم اور متعارف بھی ہیں، اور حضرت نشتر اور تمام مشتاقانِ توجیہ اور جملہ اساتذہ کرام و شعراء شاہیر سے ان مخلصانہ معروضات پر خاص توجہ مبذول فرمانے کی درخواست کرتے ہیں۔ تاکہ جو خرابیاں اس سلسلہ توجیہ سے وابستہ ہیں۔ ان کا سد باب ہو سکے۔

جوش ملیحانی مدیر حصہ نظم و شعبہ ادبیات

## اقوال زیریں

جب کبھی میرے دل کو مایوسی پیدا ہوتی ہے تو میں گلاب کے پھول کو دیکھ لیتا ہوں۔ (سجن)

نیک زندگی کا قود بھر علم کے من بھر سے بہتر ہے۔ (برہمپٹ)

جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کر کے نیک کاموں کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ خدا بھی اس کی توبہ قبول کرے اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ (قرآن مجید)

## حسد

ہے مرگ آبادِ عالم میں ترے جلووں کی عریانی  
چمک غنچوں میں کیلوں میں تسم بھول میں نکہت  
زمین تیرے ہی دستِ فیض سے گوہر اگلتی ہے  
تجھی سے عالمِ فانی نے پائی صورتِ ہستی  
تجھی سے موتِ منہستی ہے فریبِ زندگانی پر  
تجھی سے عشقِ درد آموزِ صدمتِ بداماں ہے  
ترے حُسنِ حیاتِ افروز ہی سگلِ بداماں ہے  
تصور میں ترے اور اک عاجزِ عقلِ پا درِ گل  
شنا و حمد کی معراج ہے درگاہ میں تیری  
سوا تیرے حقیقت سے تری واقف نہیں کوئی

سفینہ اصغرِ ناشاد کا ہے بحرِ عصیاں میں  
ہو ساملِ مغفرت کا اور تری رحمت کی طغیانی  
قادمِ عبدِ الغنی صغر

(مختصر)

## غزل

ملا نہ کوئی وفا آشنا زمانے میں  
ترپ کے رہ گئے سب تجھ کو دیکھنے والے  
کوئی تلاش میں پھرتا رہا تری برسوں  
زمانہ ہم نے بہت آزما کے دیکھ لیا  
فرا جو تو نے نگاہیں اٹھا کے دیکھ لیا  
کسی نے تجھ کو مہرِ طور جا کے دیکھ لیا

## علاج بذریعہ مٹی

ایشور نے دُنیا میں کوئی شے بیکار نہیں بنائی حتیٰ کہ جو اشیاء ہم سڑی اور نقصان دہ سمجھتے ہیں وہ بھی ہمارے لئے مفید ہوتی ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ نظر غور سے مشاہدہ کیا جائے۔ مٹی جس کو ہم ناچیز خیال کرتے ہیں اور خاک خاک کہہ کر اس کا مزاج اڑاتے ہیں وہ بھی بہت فائدہ مند ہے بعض بیماریوں میں یہ بہت ہی مؤثر اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ جن مریضوں کو حکیم جواب دے چکے تھے انکا علاج بذریعہ مٹی کیا گیا اور وہ شفا یاب ہو گئے۔ ہمارے جسم کا بیشتر حصہ مٹی کا بنا ہوا ہے۔ لہذا مٹی کا اثر جسم پر ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ قدیم زمانہ کے ہندوستانی اس کے خواص سے بخوبی واقف تھے۔ اس لئے وہ اس سے بیش بہا فوائد اٹھاتے تھے۔ اب تک بھی ہندو اس کو پاک خیال کرتے ہیں۔ اور اس کو استعمال میں لاتے ہیں۔

اکہل بھی ہندوؤں نے مٹی کو بہت اہمیت دے رکھی ہے۔ وہ اس کو پاک ملتے ہیں۔ بدلو اور دیگر باریلو کو دُور کرنے کے واسطے۔ زہریلے جراثیم سے نجات حاصل کرنے کے لئے گوبر اور مٹی ملا کر برتن کو لپیٹتے ہیں سڑی ہوئی اشیاء پر مٹی ڈال دیتے ہیں تاکہ آگ ہو ا خراب نہ ہو۔ مسلمان وغیرہ اپنے مردوں کو اسی خیال کو لیتے ہوئے دفن کرتے ہیں۔ ناپاک مائعوں کو مٹی سے صاف کرتے ہیں جسم کے پوشیدہ حصوں کی صفائی کے واسطے بھی مٹی ہی کام میں لائی جاتی ہے۔ لوگی اور فقیر لوگ جسم پر مٹی لگاتے ہیں ہندوؤں میں رکشا بندھن کے روز لوگ گوبر اور مٹی جسم پر مل کر اسٹھان کرتے ہیں۔ تاکہ تمام برسات کا جمع کیا ہوا ناسد مادہ دُور ہو کر بدن پاک صاف ہو جائے۔

اب مغربی مالک کے باشندگان بھی مٹی کی قدر کرتے ہیں مشہور ڈاکٹر لوئی کوئی نے اس کو بہت مفید اور مؤثر بتلایا ہے۔ ڈاکٹر جسٹ جو کہ مشہور جرمن ڈاکٹر گذرے ہیں لکھتا ہے کہ مٹی کے ذریعہ سے لاعلاج امراض دُور ہو سکتے ہیں۔ انکا قول ہے کہ میرے پاس ایک سانپ کا کاٹا ہوا مریض لایا گیا جس کو مُردہ سمجھ لیا گیا تھا۔ میں نے اس کو زہن میں دفن کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کو ہوش آگیا۔ گو تمام مار گزیدہ اشخاص مٹی میں دفن دینے سے اچھے نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ بات تو ثابت ہو چکی کہ مٹی میں زہر چوس لینے کی طاقت ضرور ہے۔ ایسے وقت میں مٹی کا مناسب علاج بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ مٹی میں گاڑ دینے سے حشرات بہت نکلتی ہے۔ گو ہمارے پاس یہ جاننے کے ذرائع نہیں ہیں کہ مٹی میں موجودہ جراثیم نے جسم پر کیا اثر کیا



لیکن بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس نے زہر کو چوس لیا۔ مغربی ڈاکٹر مٹی سے علاج کے تجربے کر رہے ہیں۔ اور ان کو خاطر خواہ فائدہ نظر آرہا ہے۔ لہذا علاج اور مایوس مریض تندرست ہو رہے ہیں۔

عام لوگ بھی روزانہ زندگی میں مٹی سے بہت سے علاج کرتے ہیں۔ پانی صاف کرنے کے واسطے ان کو ریت میں چھلنتے ہیں۔ گنگا جی کی موٹی ریت استعمال کرتے ہیں۔ اس سے قبض دُور ہوتا ہے۔ اور تکلیف یا طحال تک دُور ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہوا میں مثبت (POSITIVE) بجلی ہوتی ہے جو کہ کھینچتی ہے اور زمین میں منفی (NEGATIVE) بجلی ہوتی ہے جو کہ ہٹاتی ہے۔ پس اصول کو لیتے ہوئے جب کوئی زہریلا جانور ڈنگ مارے مثلاً بھڑکھو وغیرہ تو فوراً دریایا چکنی مٹی لگا دو۔ جلن فوراً بند ہو جائیگی۔ اور ٹھنڈک پڑیگی۔ اگر دریایا کی مٹی نہ مل سکے تو کھیت کی مٹی سر دیانی میں ملا کر اس کو گاڑھی سی پلٹس بنا کر ڈنگ لگنے کی جگہ لگا کر کپڑے سے باندھ دو فوراً فائدہ نظر آئے گا۔ بعض لوگ مٹی کو لعاب دہن سے تر کر کے نکالتے ہیں۔ گرو گھس کر لگانا بھی بہت مفید ہے۔ اگر مار گزیرہ کو جو مر گیا ہو گرٹھا کھود کر زمین میں دفن کر دیا جائے۔ اور اس کو کھلا رہنے دیا جائے تو جان پھروٹ آتی ہے۔ کافی مٹی کپڑ چھان کر کے پانی میں تر کر کے زہریلے جانوروں کے کاٹے پر لگانا بہت مفید ہے۔

دوسرے واسطے مٹی اکیر ہے۔ اگر درد سردی سے ہو تو پیلی مٹی پر ذرا سا پانی ڈال کر سونگھیں۔ مٹی نہایت پاک اور صاف جگہ کی ہونا ضروری ہے۔ درد سر خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو مٹی کی پلٹس سر دیانی میں بھگو کر رکھنا بہت مفید ہے۔ فوراً فائدہ نظر آتا ہے۔ درد سردی دوسرے واسطے مٹی کی پلٹس سر دیانی میں ملا کر سر پر لگا دیں فوراً دُور ہو گا۔

تازہ بنے ہوئے کھیت کی مٹی کی ہوا سونگھنا وبائی امراض کا تیر بہدف علاج ہے۔ دُبلان کے واسطے خواہ کسی وجہ کیوں نہ ہو مٹی آب حیات کا کام کرتی ہے۔ مریض کے جسم پر کھیت کی مٹی پسٹ کر دھوپ میں بٹھلا دیا جائے۔ دو چار روز ہی میں فوراً ہی نظر آوے گی۔ یہ بار بار کا تجربہ شدہ ہے۔

جس کو قبض کی شکایت رہتی یا پیٹ میں سخت درد رہتا ہو اس کے پیڑ و پر مٹی کی پلٹس باندھنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ پیٹ کے درد کو فوراً ہی خاطر خواہ فائدہ نظر آتا ہے۔ ضعف معدہ میں گنگا جی کی مٹی اکیر کا کام کرتی ہے۔ اگر ایکسپلے روزانہ استعمال کی جائے تو چند روز ہی میں تعجب خیز فائدہ نظر آتا ہے۔ ہاضمہ اور پیرانے سجاد کے واسطے کھیت کی مٹی میں چھٹا حسہ نمک ملا کر اس کا تیل پاتال جنتر سے نکال کر چند قطرہ استعمال کرایا جائے تو کسی دوسری دوا کی نسبت سید مفید ہے۔ اس کو بنا کر رکھنا چاہئے۔

اور غریبوں کو مفت تعلیم کرنا چاہئے۔ بڑی مفید چیز ہے۔

اسہال کے مریض کے پیڑ پر مٹی کی پلٹس باندھنے سے دو یا تین روز میں خاطر خواہ فائدہ نظر آیا ہے۔ کالی مٹی کا عرق پلانے سے مفید اور دستوں کو آرام ہوتا ہے۔ کھریائی کھانے سے بھی اسہال بند ہو جاتے ہیں۔ کالی مٹی جو پانی میں تر رہتی ہو بوا سیر کے مسوں اور داد کو دُور کرتی ہے۔ بوا سیر کے واسطے مٹی کا استعمال بہت مفید ہے۔

جوڑ لگنے پر مٹی کی پلٹس باندھنے سے سوجن۔ ورم اور درد سب کو بہت جلد فائدہ ہوتا ہے۔ پھوٹے پھنسی داد۔ کھلی وغیرہ کو بھی مفید ہے۔ داد دہہ ہو جاتا، کالی مٹی جو کہ پانی میں تر رہتی ہو داد کے واسطے بہترین علاج ہے۔ کالی مٹی کا عرق نکسیر۔ گنج۔ درد دانت۔ ورم اور زخم وغیرہ کو فائدہ کرتا ہے۔ درد کان کو بھی نافع ہے۔ خیال لازم ہے کہ ایسے پھوڑوں پھنسی وغیرہ پر جن سے کہ مواد جاری ہو مٹی اپنا اثر نہیں دکھاتی۔

ہم نکمہ دیکھنے پر مٹی کی پلٹس بہت مؤثر اور مفید ہے۔ سردی لگ جانے سے اکثر ہاتھ پاؤں سُرخ ہو کر سوج جاتے ہیں۔ اس پر بھی مٹی کی پلٹس بہت جلد اثر کرتی ہے۔ پاؤں کی انگلیوں میں اگر خارش ہو تو مٹی کا استعمال بہت مفید ہے۔ اگر جوڑوں میں درد ہو تو دہاں مٹی لٹکا دینی چاہئے۔ درد فوراً دُور ہو گا۔

اگر بخار تیز ہو تو سر پر اور پیڑ پر مٹی باندھنے سے ایک دو گھنٹہ میں بخار بہت کم ہو جاتا ہے۔ بخار کہنے کے واسطے گھیت کی مٹی میں چوتھا حصہ نمک ملا کر پاتال ختر سے تیل کشید کر کے دو یا تین قطر روزانہ استعمال کرنا چاہئے۔ گیسر کا بھگویا ہوا پانی پینا خون نکلتا۔ سوزاک اور جربان وغیرہ کو بہت نافع ہے۔ پلنگ کے لیام میں روندانہ گوبر مٹی سے لپیٹنا چاہئے۔

خیال لازم ہے کہ تمام قسم کی مٹی یکساں فائدہ مند نہیں ہوتی۔ سُرخ مٹی زیادہ اثر کرنے والی پانی مٹی ہے۔ مٹی ہمیشہ صاف جگہ سے کھود کر نکالنی چاہئے۔ جس مٹی میں گوبر وغیرہ ملا ہو اس کو بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ مٹی بہت زیادہ چکنی بھی نہیں ہونی چاہئے۔ پتلی اور بھر بھری مٹی اچھی ہوتی ہے۔ مٹی میں کسی قسم کا ٹنکر پتھر ہونا بھی بُرا ہے۔ اس کو باریک چھلنی سے چھان کر استعمال کرنا چاہئے۔ اس کو بہت سرو پانی میں بھگو نا چاہئے۔ گوند سے ہوئے آٹے کی مانند سخت رکھنا مناسب ہے۔ نہایت صاف بغیر لٹائے ہوئے کپڑے میں باندھ کر پلٹس کی طرح بنا کر رکھنا چاہئے۔ مٹی کے خشک ہونے سے پیشتر ہی جسم سے عیالہ کر لینا مناسب ہے۔ ایک دفعہ کی پلٹس دو یا تین گھنٹہ کام دیتی ہے۔ ایک بار کی استعمال شدہ پلٹس کو دوبارہ کام میں نہیں لانا چاہئے۔

ناظرین رہنمائے تعلیم آپ نے دیکھا کہ مٹی کتنی مفید اور مؤثر چیز ہے۔ آپ کو خود اس کا علاج کر کے تجربہ کرنا چاہئے اور ددروں کو اس کے علاج کی ترغیب دینا چاہئے۔  
اوم پرکاش اگر وال دھنورہ منڈی

## ریویوز

عجا ئبات سائنس (بجلی کے کرشمے) مندرجہ حاشیہ عنوان سے ایک مجلد اور با تصویر کتاب ہمارے پاس کے نامعلوم رازوں کو واضح کرنے کی قابل تعریف کوشش کی گئی ہے۔ ایک دُنیا جانتی ہے کہ موجودہ دور میں سائنس دانوں کی فائز کوشش اس عجیب و غریب قوت کے متعلق دریا تھوں اور انکشافات کے درپے ہے۔ چونکہ یہ قوت نہایت چرلن کن شعبہ سے عمل میں لاتی ہے جن سے واقف ہونا ہر ایک پڑھنے لکھنے انسان کا فرض ہے۔ اس لئے ہمارے محترم دوست لالہ گھنی شاملاں صاحب بی لے بی ٹی مصنف کتاب بنانے اس امر کی پوری کوشش کی ہے کہ اس مشکل مضمون کو آسان اور فہم پیرائے میں بیان کیا جائے۔ تاکہ ہر وہ شخص بھی جو سائنس کی تعلیم سے بہرہ اندوز نہیں ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہو سکے۔ آپ نے اس امر کو ظاہر کرنا خاص کوشش کی ہے کہ سائنس کی اس عجیب و غریب قوت برق نے زراعت تجارت صنعت و حرفت اور علم طبابت وغیرہ میں کیا کیا انقلاب عظیم پیدا کئے ہیں۔ اس کتاب میں دو درجن سے زائد فاف ٹوں تصاویر بھی موجود ہیں جن سے کتاب کی خوبی اور زینت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ بعض فاف ٹوں نامی گرامی علمائے سائنس کی دی گئی ہیں جنہوں نے برق کے میدان میں نمایاں فتح حاصل کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی مختصر سوانح عمری بھی دی گئی ہے تاکہ ناظرین کی دلچسپی اور مصیافت طبع کا سامان پیدا ہو۔ علاوہ ان کے کوئی ۷۰ سے زائد اشکال بھی دی گئی ہیں جو اس مضمون کی وضاحت کا موجب ہیں۔ فرضیکہ لالہ گھنی شاملاں صاحب نے اپنی کمالیت اور قابلیت کے تمام جوہر اس کتاب کو مفید اور دلچسپ بنانے میں صرف کر دیے ہیں۔ آپ کو سائنس کے مضمون سے خاص شغف حاصل ہے۔ اور جب سے آپ سنٹرل ٹریننگ کالج کے سائنس ڈیپارٹمنٹ کے اسٹاچانج ہوئے ہیں۔ آپ نے اس مضمون میں کمال کر دکھایا ہے۔ ہمارے ناظرین کرام ابھی بھولے نہ ہونگے کہ رہنمائے تعلیم کے بوبلی نمبر میں آپ کا ایک مضمون لاسکی کے متعلق شائع ہوا تھا۔ جسے تمام ناظرین نے نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ لہذا کتاب مذکورہ بالا کی خوب اور دلچسپی کے ثبوت کے لئے لالہ جی کا نام نامی کافی دلیل ہے۔

اس کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں بجلی کے ساتھ چند دلچسپ اور آسان کھیلوں کا تذکرہ درج ہے۔ جو نہایت حیرت انگیز ہیں۔ ناظرین ان میں سے چند کھیل آزما کر حظ اٹھائیں اور لطف اندوز ہوں۔ ہمارے رلے میں یہ کتاب ہر سکول لائبریری بلکہ ہر مدرس کے ماتخذ میں ہونی چاہئے آپ یسٹنکر خوش ہونگے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے اپنے سرکلر نمبری ۱۳۳۳-۹ مورخہ ۲۰/۶ کے مطابق اس کتاب کو سکول لائبریریوں اور انعام کے لئے منظور فرمایا ہے۔

کتاب کا حجم سواتین سو صفحہ اور قیمت صرف پچیس ہے۔ ناظرین اپنی اپنی لائبریری اور پرائیویٹ مطالعہ کے لئے ضرور اس کتاب کا ایک ایک نسخہ خرید کر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ - ملنے کا پتہ یہ ہے:-

میسرز رام لال سورسی تاجران کتب انارکلی بازار لاہور  
 علامت شہنشاہ معظم قیصر ہند کی سلور جوبلی کی تقریب پر ملک محمد عمر اکرم غنی فاضل پشیم لچرام بی  
 ارمان اکرم سکول پانی پت ضلع کرنال سیکٹری بزم حالی مشاعرہ پانی پت نے اظہار عقیدت و وفاداری سے  
 بطور تہنیت نذر گزارا ہے۔ جس میں محمد باری کے بعد دعائے ترقی اقبال حضور ملک معظم و برٹش راج اور قصیدہ تہنیت لوجہ

اعلیٰ حضرت ملک معظم کی خدمت اقدس میں برطانیہ کا راج اور حضور والا کی سلور جوبلی کے زیر نظم میں اپنے قابل قدر عقیدہ مندانه اور خادمانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو ہر طرح سے ذوق معین و متعین کے مطالعہ کے قابل ہیں۔ قابل نصف سے مفت مل سکتی ہے۔

**رحمت کا دربار** عید میلاد النبی ﷺ بھری کی تقریب سعید پر بدستور سابق سید اشفاق حسین صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر نے گوریانی نے حضرت رسول کریم سے اپنی عقیدت کا اظہار نہایت عمدگی سے کیا ہے اور اپنے خیال کے مطابق حضور کے اوصاف حمیدہ کو طشت از بام کر کے تشنگان دیدار کی پیاس کو نہایت عمدگی سے بجھانے کی کوشش ہے۔ اور اسے مفت تقسیم کیا ہے۔ طالبان حق اور فدا یان رسول کے لئے اس سے بہتر کون سا موقع ہو گا کہ اس کے مطالعہ پر نادین اور دنیا سنوا لیں۔ سید صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ادنیٰ دنیا میں آپ کا نام کافی سے زیادہ خوش ذہ ہے۔ براہ راست بیچفلٹ آپ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

**نورِ التعلیم کا نوریل سکول گنگوٹ نمبر ۱** نوریل سکول گنگوٹ موجودہ وقت میں نہ صرف سررشتہ تعلیم کی مائید ناز انسٹی ٹیوشن ہے بلکہ صوبہ بھریں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہ صرف صوبہ کے بلکہ ملک بھر کے نامی حکام سررشتہ تعلیم کے علاوہ بیرونیات سے بھی کئی بزرگوار و مال تشریف لائے اور تحویرت ہو گئے۔ نورِ التعلیم نے جو اس کا آرگن ہے اپنے اس پیش نمبر میں نوریل سکول گنگوٹ کی تمام خصوصیات کو واضح کر کے حق رفاقت نہایت خوبی سے ادا کیا ہے۔ اس نمبر کا مطالعہ اس شہرہ آفاق سکول کی تمام خوبیوں کو ناظرین پر روشن کرتا ہے۔ ساتھ ہی جو تعاد و بردی گئی ہیں وہ مزید برآں اس کی خوبیوں کو چار چاند لگاتی ہیں۔ جناب عینی کی دلچسپیاں اپنا رنگ لارہی ہیں اور نورِ التعلیم آپ کی عنایت کے صدفے لئے سے نیاروپ دکھا کر ناظرین کی نفس طبع کا باعث ہو رہا ہے۔ پیش نمبر کے لئے نوریل سکول گنگوٹ کو جبرائیل کے پتہ پر نورِ التعلیم کے منیر صاحب سے خط و کتابت کی جائے۔

**اصلاح دیہات** مسٹر ایف ایل برین ایم سی۔ آئی سی ایس کثرت اصلاح دیہات پنجاب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ صاحب کا کون خزانہ شخص ہے جو آپ کے نام نامی سے اور آپ کے عہدہ اور کار خاص سے آگاہ نہ ہو۔ جس پر آپ مامور ہیں۔ دیہات کی اصلاح اور دیہاتیوں کی بہتری قدرت نے آپ کی جبلت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ گورگاہ اور جہلم کے اضلاع کے بعد جہاں آپ نے جیشیت ڈپٹی کثرت تجرباً اصلاح دیہات کا کام کیا۔ گورنمنٹ عالی نے اس سے متاثر ہو کر اس کا رخص پر آپ کو لگایا اور خاص محکمہ آپ کے ماتحت کیا جو صرف دیہات اور اہل دیہات کی بہتری کے لئے وقف ہیں۔ زیر ریو نوٹ میں جو سہر قیوت پر رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز مفید عام پریس لاہور سے مل سکتا ہے۔ آپ نے اصلاح دیہات کے متعلق اتحاد باہمی۔ پروگرام۔ مفصل مشورے جس کے ماتحت اس مختلف مضامین پر رائے کی گئی ہے۔ ضمیمہ جات کی ذیل میں عمل ٹیکہ جیک۔ گرھے اور دیہی حفظان صحت۔ انتظام روشنی و ہوا وغیرہ تمام ضروری مسائل و امور ات پر متبادلہ خیالات کر کے اہل دیہات کو اپنی بہتری کے ذرائع معلوم کرنے اور ان سے مستفید ہونے کا ذریعہ موقع عطا کیا ہے۔ عبارت نہایت سلیس۔ خاکوں سے ہر چیز کو مزید واضح کرنے اور پبلک کو اس سے باخبر کرنے کا کام لیا گیا ہے غرض ہر دیہاتی کو اس کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس کے مطابق عمل کر کے اپنے آپ کو اُس دن کے مصائب سے نجات دلانی چاہئے۔ محکمہ اطلاعات پنجاب جن مفید کاموں کا میٹر اٹھا رہے ہیں ان میں ایسی کتابوں کو تمام ورثہ نگار اخبارات و وسائل تک پہنچا کر ان کی اشاعت سے باخبر کرنا نہایت مفید اور قابل قدر ہے۔

**توارخ اقوام کشمیر مجلد ۱** ہمارے دیرینہ دوست منشی محمد الدین صاحب فوق کسی مزید تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی



# ایک مہل تنقید کی تردید

اس سلسلہ کی تین قسطیں ماہ مئی ۱۹۳۲ء۔ ماہ اگست ۱۹۳۲ء اور ماہ اپریل ۱۹۳۵ء میں شاعت پذیر ہو چکی ہیں اس سبیل کی شاعری کے عنوان سے حضرت عابری گو ایاری نے جو تنقید شائع کی تھی۔ اس کی تردید میں حضرت نسیم اور حضرت دیدیا منتق المرائے نظر آتے ہیں۔ حضرت دریا کی تنقید یا تردید کا یہ وصف بہت نمایاں ہے کہ انہوں نے ذاتیات سے الگ رہنے کی انتہائی کوشش فرمائی ہے۔ اور منقولہ علیہ کو مخاطب کرنے کا انداز بیان ان کی تحریر میں اس قدر کم ہے کہ اس خاص امتیاط کی وجہ سے ذاتیات کا شائبہ تک پیدا نہیں ہو سکا۔ تنقید نگاری کا یہ پہلو نے اواقع ہر نقاد کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہمارے محترم حضرت محقق اعظم اگر بذات خود اس کے جواب پر آمادہ ہوں۔ تو یہ بحث جلد تر ختم ہو سکتی ہے۔ بحث کو ختم کرنے کے لئے صرف دو تین باتوں پر مختصر مگر قطعی اظہار رائے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ فون غنہ کس کس جگہ تقطیع میں شمار ہونا چاہئے۔ اور کس کس جگہ شمار میں نہیں آنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ فون غنہ کے علاوہ دیگر حروف جو بطور تکلف زائد آجاتے ہیں اور جنہیں اذالہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کہاں کہاں جائز ہیں اور کہاں کہاں ناجائز۔ ہمارے خیال میں معتبر اور مستند حوالہ جات کے ساتھ اگر ان دو ضروری نکاتوں کو غیر مبہم الفاظ میں اصرح کر دیا جائے۔ تو یہ بحث تطویل لاطائل سے محفوظ رہے گی۔ جو ش ملیانی مدیر حصہ نظم فصل بہار عیش گل۔ میرے لئے حرام ہے میں وہ خراب عشق ہوں جس کو جنوں سے کام ہے بزم جمال و ناز میں کیف کا انتظام ہے پھل بھی کیا کھلی کھلی حسن کا ایک جام ہے اے دل نامراد چل۔ نشتر غم خرید لیں بارگاہ جمال میں آج تو اذین عام ہے آج جہان جن میں جس نے بپا کیا ہے حشر منظر نامراد کا۔ نام نہ نام ہے قدیر شناس دل بھی ہیں ظلم سے وہ مجھ بھی ہیں پھر بھی جفا پرست ہیں معتقد و نا نہیں عشق سے اب اماں کہاں عشق تو ہے بلائے جاں عشق کی ابتدا تو ہے عشق کی انتہا نہیں ابن جمال میں شرط ہے ضبط درد عشق اے دل مبتلا خموش شکوہ یہاں روا نہیں

۱۱) رسالہ رہنمائے تعلیم بابت ماہ مئی ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۱۶ پر آج کل کی اذالہ درمیانی کا عدم جواز شاعری کے عنوان سے ایک تنقید شائع ہوئی ہے جس میں منظر صاب صدیقی اکبر آبادی کے مندرجہ بالا سات اشعار جو بحر جزن مثنوی مجنوں یا مجنوں نال (مفتعلن مفاعیلن

مفتعلن مفاععلن یا مفاععلن) میں ہیں۔ پیش کر کے امور مندرجہ ذیل کا اظہار کیا گیا ہے۔  
(۱) ان دو غزلوں میں اذالہ درمیانی جائز نہیں ہے۔

(۲) ثانی غزل کے ایک شعر کو مشطور مضاعف مان کر ہم نڈال درمیانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

(۳) اگر اذالہ درمیانی کے جوازیں شعرائے متقدمین و متاخرین کا کلام پیش کیا جائیگا تو ہم اُسے بھی غلط ثابت کرنے کے لئے محقق عرصوں کے اقوال پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس کے بعد شعراء کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے کلام کو ایسے بے موقع زحافات سے پاک رکھیں اور صابر صاحب کے مقالات کا مطالعہ کریں جو رسالہ رہنمائے تعلیم میں شائع ہونا شروع ہوئے ہیں

(۲) اس تنقید کی تردید میں نسیم صاحب نور محلی نے رسالہ اذالہ درمیانی کا جواز اور نون غنہ درمیانی کا تقطیع میں محسوب نہ ہونا مذکور بابت ماہ اگست ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۷۲ پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں مستند شعرائے متقدمین و متاخرین کا کلام پیش کر کے امور مندرجہ ذیل کو ثابت قرار دیا ہے۔

(۱) نون غنہ جب درمیان مصرع میں آتے تو تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

(۲) اشعار زیر تنقید میں اذالہ درمیانی جائز ہے۔

پھر نسیم صاحب نے نہایت سعادت مندی کے لہجہ میں صابر صاحب کے استدعاؤں کی ہے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق اظہار خیال کریں۔

(۳) صابر صاحب نے تو مندرجہ بالا استدعاؤں کو قبول نہیں فرمایا۔ مگر تردید تنقید کی تردید صاحب تنقید نے نسیم نور محلی کے تردیدی مضمون کی تردید میں رسالہ

مذکور بابت ماہ اپریل ۱۹۳۵ء کے صفحات ۷۷، لغایت ۸۲ پر ایک مضمون نذر اشاعت کیا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ غیر متعلق اور ہل مضمون سے پر ہے۔ البتہ اُس میں نسیم صاحب نور محلی کے پیش کردہ اشعار میں سے چند اشعار کو مسطوچہ خانہ کہہ کر اور چند اشعار کو مشطور کا مضاعف قرار دے کر صحیح تسلیم کیا ہے اور باقی اشعار کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ غلط ہیں۔ غلط ثابت کرنے کے لئے اس مضمون میں بھی دلائل نہیں پیش کئے گئے ہیں۔

(۴) میری رائے میں نسیم صاحب کو تنقیدی زیر بحث کی طرف اعتنا کرنے اور اُس کی تردید میں کسی مضمون کے

شائع کرنے کی وجوہ ذیل کوئی ضرورت نہ تھی۔

۱) تنقید میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا ہے کہ منظر صاحب کے اشعار میں اذالہ درمیانی کہاں کہاں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اشعار مذکور میں سے صرف آخری شعر کے حشو سوم کے علاوہ کہیں اذالہ درمیانی واقع نہیں ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر چونکہ نون غنہ کا سوال صاحب تنقید نے اٹھایا ہی نہ تھا۔ نسیم صاحب کو اس کے متعلق اظہار خیال کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

(۲) اذالہ درمیانی کو ناجائز قرار دینے کی تائید میں دلائل پیش نہیں کئے گئے ہیں اور دعوے بے دلیل قابل التفات نہیں ہوتا۔

(۳) صاحب تنقید نے اپنے مضمون میں مہمند شعرا کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نسیم صاحب کو ان کی صحت لفظی اور معقولیت پسندی کا اندازہ ہو جانا چاہئے تھا۔ اگر نسیم صاحب کو تنقیدی مضمون سے کوئی رنجی تھی اور وہ اُس کی تردید ہی کرنا چاہتے تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ پہلے صاحب تنقید سے ان کے وعدہ کے مطابق اعتراض کے دلائل پیش کرنے کا مطالبہ کرتے اور دلائل آجائے کے بعد تردید کے لئے قلم اٹھاتے۔

(۵) ایسے ایک مقامی دوست کا اصرار ہے کہ میں اس تنقید کے متعلق اظہار وجہ تردید تنقید خیال کروں۔ اب اگر میں تنقید کو نامکمل قرار دیکر اظہار خیال سے باز رہتا ہوں تو انکی خفگی کا اندیشہ ہے۔ لہذا اس کے سوا چارہ نہیں کہ ایک بے اصول تنقید کے خلاف میں بھی خامہ فرسائی میں مصروف ہو جاؤں۔

(۶) جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ صاحب تنقید کے دوسرے اذالہ درمیانی کے جائز ہونے کے شرائط مضمون سے مضمون مادل کی کسی قدر صراحت ہوتی ہے تو میرے

دل میں نسیم صاحب کی طرف سے احسان مندی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ تردیدی مضمون شائع نہ کرتے تو صاحب تنقید کا دوسرا مضمون عالم وجود میں نہ آتا اور مضمون اول کی مہمیت بدستور قائم رہتی۔ گو مضمون ثانی میں بھی صاحب تنقید نے اپنے خیال کو محدود نہیں کیا ہے اور نہ اپنے قول کی تائید میں وہ ثبوت پیش کئے ہیں جن کے پیش کرنے کا دعویٰ مضمون اول میں کیا گیا تھا۔ تاہم امور مندرجہ ذیل کا انکشاف ہوتا ہے۔

(۱) صاحب تنقید ایسے نون غنہ کو جو درمیان مصرع میں واقع ہو تقطیع میں محسوب نہ کئے جانے کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کے خیال میں جب نون غنہ شعر کے کسی ایسے رکن کا آخر حرف واقع ہو کہ اگر اس شعر کے وزن کو مشطوری نصف کر دیا جاوے اور وہ رکن عروض کی حیثیت اختیار کرے تو نون غنہ تقطیع میں محسوب ہوگا۔ مثلاً منظر صاحب کے اشعار مندرجہ بالا میں سے شعر نمبر ۱ کے مصرع اول ربزم



جمال و ناز میں کیفیت کا انتظام ہے) کہ لفظ میں کانوں غنہ تقطیع میں محسوب کیا جائیگا۔ کیونکہ مصرع مذکور بحر جزم رباع مطوی مجنون (مقتعلن مفاعیلن شریں دو باں کا بجائے خود ایک شعر بن سکتا ہے۔ اور اس حالت میں بزم جمال و ناز میں) پورا ایک مصرع قرار پائیگا۔

(۲) صاحب تنقید کے خیال سے اذالہ صرف عروض یا ضرب ہی میں لانا جائز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ حسب ذیل مستثنیات کے بھی قائل ہیں :-

(الف) اگر کوئی شعر مسط چہار خانہ ہو تو حشو اول و سوم میں اذالہ جائز ہے۔ مثلاً

ناخ رنج ہو اے ناگوار سر میرے تن سے جلد اتار

کس لئے اے ستم شعار تیغ و بال دوش ہے

اس شعر میں ناگوار۔ اتار اور شعار ہم قافیہ ہونے کی وجہ سے اذالہ جائز ہے۔

(ب) اگر کسی شعر کے کسی مصرع کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاوے اور ہر حصہ بجائے خود مرج کا ایک

مصرع ہو اور وہ دو حصے ہم قافیہ ہوں تو بھی چونکہ اس مصرع کا حشو اول عروض کے حکم میں داخل ہو جائیگا۔ اذالہ جائز ہوگا مثلاً

مومن مرگ ہے انتہائے عشق یاں رہی ابتدائے عشق

زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار میں

اس شعر کے حشو اول میں اذالہ جائز ہے وجہ صاحب تنقید نے حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے :-

یہ بھی مسط چہار خانہ کا ایک شعر ہے۔ اس کو بھی کسی قدر مسطور المضاعف مان لیا جائیگا۔

(ج) اگر کسی مصرع کے دو حصے کر دیئے جائیں اور ہر حصہ بجائے خود ایک مصرع بن جائے تو گو وہ دو حصے

ہم قافیہ نہ ہوں مگر ہم ردیف ہوں تو اذالہ درمیانی جائز ہوگا۔ مثلاً

نوح دیکھنے کس طرح نبیہ دیکھنے کس طرح بنے

انکو بھی حسن پر گھنڈ مجھ کو بھی عشق پر گھنڈ

اس شعر کے حشو سوم میں اذالہ جائز ہے۔ صاحب تنقید نے اس کا جواز حسب ذیل میں ظاہر کیا ہے۔

اساتذہ کا کلام سند میں قابل اعتبار ہونے کی دلیل (۷) یہ دو شعر جدا گانہ مرج کے ہیں یہاں بھی اذالہ صحیح ہو سکتا ہے۔ یہی وہ اصول

ہیں جن پر صاحب تنقید عمل پیرا ہوئے ہیں۔ بسیم صاحب نے اساتذہ کا عمل پیش کر کے تنقید کی تردید کرنی کی کوشش کی مگر صاحب تنقید نے مندرجہ ذیل بنیاد پر اسے مقابل پذیرائی قرار نہیں دیا۔

اساتذہ کا تمام کلام سرمایۂ ناز نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ اُن میں سے چند اشعار ہوتے ہیں جن سے وہ اساتذہ کہلانے کے سستی ہو جاتے ہیں۔ باقی تمام جثو یا بھرتی کے کہلاتے ہیں۔“

علامہ دیگر غلطی کے قول مندرجہ بالا سے امور ذیل پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) صاحب تنقید جثو یا بھرتی کے کلام اور غلط کلام میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ بالفاظ دیگر ان کے نزدیک

اساتذہ کا جس قدر جثو یا بھرتی کا کلام ہے وہ غلط ہے۔ اور سند میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) اساتذہ ہم جیسے شعر کی طرح عروض سے ناواقف ہوتے ہیں۔

بالفاظ دیگر اگر کوئی فن عروض کا ماہر شعر کہنے کے جرم کا مرتکب ہو تو شعر کے زمرہ میں آ جانے کی وجہ سے

ساقط الاعتبار ہو جائیگا اور اُس کا کلام سند میں پیش کرنے کے قابل نہ رہے گا۔ اس کے دوسرے معنی یہ

بھی پیدا ہوتے ہیں کہ فن عروض کا نظریہ نہ صرف عمل پر فوق رکھنا ہے۔ بلکہ عمل سے نظریہ کی وقعت بھی

جاتی رہتی ہے۔ حالانکہ اصول عام اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ کون نہیں جانتا کہ شاعری کو فن عروض پر

تقدم حاصل ہے۔

(۸) ایسی صورت میں جبکہ صاحب تنقید اساتذہ کے قول و فعل کو ناقابلِ سند قرار دے چکے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ صرف انہیں اصولوں کو

تردید تنقید کا آلہ بنایا جائے جنہیں ملحوظ رکھ کر خود صاحب تنقید نے نسیم صاحب کے تردیدی مضمون کو

غلط قرار دیا ہے۔

اب میں صاحب تنقید کے مقرر کئے ہوئے اصول مندرجہ پیرائے کی ضمنی قلمبائے (الف) (ب) و

(ج) کی قلم وارجانج کر کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں تک عقل انسانی اور تواضع عروض کے مطابق ہیں اور

یہ کہ خود صاحب تنقید بھی اس کی پابندی کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔

(۹) صاحب تنقید نے منظر صاحب کے اشعار میں وہ تمام نون غنہ تقطیع میں محسوب کئے

متعلق نون غنہ ہیں جو حشو اول یا حشو سوم کے آخر میں واقع ہوئے ہیں۔ لہذا مختلف بحروں کے

چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن میں نون غنہ حشو اول یا حشو سوم میں واقع ہوا ہے اور ان کا

ہر مصرع بجائے خود ایک شعر مشطوب بن سکتا ہے:-

محرک ال شمن سالم

کسی کی خرام کی یادیں۔ تہ خاک بھی یہ رہا قلق

کہ زمیں کو زلزلہ لگے ہے جو لگے مجھ کو ذرا قلق

مومن

مومن

نہیں چاہ میری اگر انہیں نہیں دل میں تو کس لئے  
بجھے روتے دیکھ کے رو دیا۔ مرا حال سچ کے ہوا تعلق

مومن

یہ شرارتوں کی شکا شکس۔ یہ جلانا خیروں کا دیکھو تو  
کے مجھ سے وہ ترسے ہاتھ سے نہیں چین مجھ کو مو اقلق

اشعار مندرجہ بالا کے حشو اول کے آخر میں نون غنہ واقع ہوا ہے اور انکا ہر مصرع بحر کامل مربع سالم  
کا بجائے خود ایک شعر بھی ہو سکتا ہے تو کیا صاحب تنقید ان اشعار کے نون غنہ کو تقطیع میں محسوس کریں گے۔  
اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر محسوس کریں گے تو کیا بحر کامل میں اذالہ درمیانی جائز ہوگا۔

بحر ہزج مشمن سالم

امیر مینائی

محبت کا بُرا ہوں دل۔ کور کوں یا جگر تھاموں  
مرے قابو سے یہ دونو۔ کے دونوں نکلے جاتے ہیں  
حسینانِ جہاں لکھتے۔ ہیں شاید درد کا شیوہ  
جگہ دیتا ہے جو دل میں۔ اسی کا دل دکھاتے ہیں  
مزا عاشق کے دل سے پوچھ حسن شعلہ رویاں کا  
تماشہ دیکھ ہروانوں۔ کی آنکھوں سے چراغاں کا

اشعار مندرجہ بالا کے حشو سوم کے آخر میں نون غنہ واقع ہوا ہے اور انکا ہر مصرع بحر ہزج مربع سالم  
کا بجائے خود ایک شعر بھی ہو سکتا ہے تو کیا صاحب تنقید ان اشعار کے نون غنہ کو تقطیع میں محسوس  
کریں گے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر محسوس کریں گے تو کیا تسبیح درمیانی جائز ہوگا؟

ممکن ہے کہ صاحب تنقید اشعار مندرجہ بالا کو نسیم صاحب کے پیش کئے ہوئے اشعار کی طرح غلط  
کہہ کر معاملہ کو ختم کر دیں۔ لہذا میں صاحب صاحب کا ایک مطبوعہ شعر بھی پیش کئے دیتا ہوں جس کے غلط  
کہنے کی صاحب تنقید جبرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے تنقیدی مضمون میں شعر اکو صاحب کے مقالات  
عروضی کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دے چکے ہیں۔

بحر ہزج مشمن اعراب

صابر الہ آبادی ہر دہن زخم دل۔ قاتل کا ثنا خواں ہے  
اس گلشن ہستی میں۔ جو غنچہ ہے خدا داں ہے

قطع نظر اس کے کہ لفظ دہن کی ہ ساکن کر دی گئی ہے۔ اس کے حشو سوم میں نون غنہ واقع ہے۔

جو صاحب تنقید کے اصول مربع کے مطابق تقطیع میں محسوب ہونا چاہے کیا صاحب تنقید تسبیح و درمیانی کا جواز ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ منظر صاحب کے وہ تمام مصرع جن میں وزن غنم واقع ہوئے ہیں غلط قرار دیے جائیں یا نور علی صاحب کے نزدیک مضمون کو صحیح نہ سمجھا جائے۔

(۱۰) تنقیدی مضمون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تنقید اذالہ کو متعلق اذالہ درمیانی عروض و ضرب سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عروضیوں کا قول اور شعرا کا

اس کے خلاف ہے۔ صاحب تنقید کو مغالطہ ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض عروضی اذالہ درمیانی کے واقع ہو اسے غلط قرار دیں۔ کیونکہ موزنیت طبع فن عروض کی پابند نہیں ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس جو عروضی اذالہ درمیانی کے خلاف ہیں اساتذہ کے کلام میں اذالہ درمیانی دیکھ کر کسی نہ کسی طرح اپنے دل کی تسلی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اذالہ درمیانی کے مخالفین اس بحر کے حشو اول و سوم میں اذالہ کے جوازیں دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس بحر کے وزن کو مشطو قرار دیکر اس کا مضاعف سمجھ لیا جائے تاکہ حشو اول و سوم عروض کے حکم میں ہونے سے اذالہ جائز قرار پاسکے۔ اس سے ثابت ہے کہ عروضیوں نے اذالہ درمیانی کو غلط قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ خود اذالہ کے استعمال کو عروض و ضرب تک محدود رکھنے کے لئے تاویلوں سے کام لیا ہے۔ مگر صاحب تنقید نے سرے سے اساتذہ کے کلام ہی کو غلط قرار دیدیا ہے۔ جو انکی فہم کی کوتاہی ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جب نسیم صاحب نے انکی غلط فہمی کا اذالہ کر کے کوشش کی تو صاحب تنقید نے اس کے جواب میں عجب بے اصولی اور مہلکت کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ پیر نمبر ۱ کی قلم نمبر ۲ کی نمنی قلمبہائے (الف، و، د، ب) اور (ج) میں اذالہ درمیانی جائز استعمال کے لئے جو شرائط قائم کی ہیں وہ کسی اصول پر مبنی نہیں بلکہ نہایت غیر ذمہ دارانہ طور پر کسی شعر کو صحیح اور کسی کو غلط قرار دیدیا۔

(۱۱) نمنی قلم (الف) میں ایسے اشعار میں اذالہ درمیانی جائز رکھا گیا ہے جو مشطو چہار خانہ کی تعریف میں داخل نہیں یعنی

جن میں سے اگر کسی شعر کو چار مساوی الوزن حصص میں تقسیم کر لیا جائے اور ان میں سے اول تین حصے ہم قافیہ ہوں مثلاً

امیر مینائی ہوتے ہیں لاکھ ہم ملول۔ کب ہے وہاں عاتق

گر یہ پہلے اثر فضول۔ نالہ نالہ۔ عاتق

حالانکہ ظاہر ہے کہ کسی شعر کے حصص کا محض ہم قافیہ ہونا کام میں حسن تو پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن ناجوازی کو دفع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کسی شعر کے قافیے یا ردیف اس کے وزن پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

مخالف ہیں۔ اس مخالفی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جن اشعار میں اذالہ درمیانی م

بالفاظ دیگر کسی غیر مقنعے شعر کا غلط وزن تا وقتیکہ اس کے وزن کی اصلاح نہ کی جائے بعض اس کے مقعے ہو جانے سے صحیح نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ صاحب تنقید نے جن اشعار کو مسطہ چہار خانہ خیال کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ انکی صحت کی وجہ انکا مسطہ چہار خانہ ہونا نہیں ہے بلکہ اگر وہ مسطہ چہار خانہ کے اشعار نہ بھی ہوتے تو بھی دگو انکا حسن کلام باقی نہ رہتا ان کے وزن کی صحت میں خلل نہ پڑتا۔

(۱۲) قطع نظر مسطہ چہار خانہ کے صاحب تنقید نے ضمنی قلم۔  
مسطہ چہار خانہ کی قیغ ضروری ہے (ب) میں ان اشعار میں بھی اذالہ درمیانی کو جائز قرار دیا

ہے جن کے حشو اول اور عروض ہم قافیہ ہیں۔ مثلاً

مومن مرگ ہے انتہائے عشق۔ یاں رہی ابتداءے عشق  
زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار میں

اس سے یہ ثابت ہوا کہ خود صاحب تنقید کے نزدیک بھی اذالہ درمیانی کے جواز کے لئے شعر کا مسطہ چہار خانہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اگر اذالہ درمیانی پہلے مصرع میں واقع ہو تو حشو اول اور عروض کا ہم قافیہ ہونا کافی ہے۔ جیسا کہ مومن کے شعر مندرجہ بالا سے ثابت ہے۔ لیکن سخت حیرت کا مقام ہے کہ مومن کے اس شعر کو صاحب تنقید نے مسطہ چہار خانہ کا ایک شعر ظاہر کیا ہے حالانکہ شعر مذکور مسطہ چہار خانہ نہیں ہے۔ پھر یہ کہ یہی شرائط اشعار مندرجہ ذیل میں بھی پلے جاتے ہیں مگر صاحب تنقید نے انہیں غلط قرار دیا ہے۔

امیر مینائی عیش کا دہر میں نشان۔ دیکھا کبھی نہ آسماں

گرگ سے ماہ مصر کا۔ پوچھتے ہیں پتا عیث

منظر اکبر آبادی عشق سے اب اماں کہاں۔ عشق تو ہے بلا جاں

عشق کی ابتدا تو ہے۔ عشق کی انتہا نہیں

نوح ناروی یہ ہے تری نگاہ میں وہ ہے تری پناہ میں

کیوں نہ غرور دل کو ہو۔ کیوں نہ کرے جگر گھنڈ

صاحب تنقید نے اشعار مندرجہ بالا کو غلط قرار دیتے ہیں دوہری دوہری دھاندلیوں سے کام لیا ہے اول یہ کہ درمیانی نون غنہ کو قطع میں محسوب کیا ہے۔ دوم یہ کہ جس اصول کی بنا پر مومن کے شعر کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس اصول کو ان اشعار سے متعلق نہیں کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صاحب تنقید کسی اصول کے پابند نہیں ہیں۔ وہ ایک جگہ جس اصول کو قائم کرتے ہیں دوسری جگہ اسے خود ہی توڑ دیتے ہیں

ہر مصرع کو بجائے خود ایک شعر قرار دیا جاسکتا ہے (۱۳) ضمنی قلم (ج) سے بھی یہی رائے اصولی ثابت ہوتی ہے۔ اس قلم میں حشو اول اور

عروض ہم قافیہ اور حشو سوم و ضرب ہم ردیف ہونے کی صورت میں اذالہ درمیانی کو جائز بتایا ہے مثلاً  
نوح ناروی دیکھئے کس طرح نیچے۔ دیکھئے کس طرح بنے  
ان کو بھی حسن پر گھنڈ۔ مجھ کو بھی عشق پر گھنڈ

صاحب تنقید نے شعر مندرجہ بالا کی صحت کی دلیل الفاظ ذیل میں پیش کی ہے:-  
”یہ دو شعر جداگانہ مربع کے ہیں۔ یہاں بھی اذالہ صحیح ہو سکتا ہے۔“  
اس عبارت سے حسب ذیل اصول کا انکشاف ہوتا ہے:-

(۱) ایک شعر کو دو جداگانہ مربع اشعار میں توڑ سکتے ہیں۔ یہی اصول ضمنی قلم (ب) میں بھی ظاہر کیا گیا ہے۔  
(۲) ایک مصرع کو بجائے خود ایک شعر قرار دیکر اگر دو مساوی الوزن حصوں میں تقسیم کر لیا جائے تو ان دو نوحوں یعنی مربع شعر کے مصرعوں کا ہم قافیہ ہونا ضروری نہیں بلکہ تقابلی ردیفیں کی صورت میں بھی اذالہ جائز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نوح ناروی کے مندرجہ بالا شعر کے مصرع ثانی کو بجائے خود ایک شعر قرار دینے سے الفاظ ”پر گھنڈ“ کے تقابل سے ثابت ہے۔ پس صاحب تنقید کے مقرر کئے ہوئے اصولوں کے مطابق میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان تمام اشعار کو جن میں انہیں اذالہ درمیانی ناجائز معلوم ہوتا ہو دو جداگانہ اشعار میں توڑ لیں اور منظر اکبر آبادی و دیگر شعرا کو اذالہ درمیانی کے غلط استعمال کے الزام سے بری کر دیں۔ اگر صاحب تنقید میری درخواست اور اپنے مقرر کئے ہوئے اصولوں کو قابل قبول تصور نہ فرمائیں تو کم از کم صابر صاحب کے حسب ذیل قول کی پابندی میں شعرا کی کلو خلاصی کر دیں جو ان کے مضمون ثانی کے آخر میں صفحہ نمبر ۸۲ رہنمائے تعلیم بابت ماہ اپریل ۱۹۳۵ء پر صاحب مروج نے درج فرمائی ہے۔

حضرت نسیم نور علی نے جو اشعار استہداد میں متقدمین و متاخرین و اساتذہ کے پیش کئے ہیں اور جن کو فضل الرحمن صاحب نے تحریر ہذا میں نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر ان کو بھی مشطور المضاعف مان لیا جائے تو یہ عروضیوں کو اختیار چھوگا۔

آخر میں ناظرین رسالہ رہنمائے تعلیم کی خدمت میں ایک بیفہ پیش کر کے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہمارے خدائے سخن عروضی محقق اعظم حضرت صابر الہ آبادی مدظلہ بالحقاب نے اذالہ کی ناجائزیاں میں محقق طوسی کا ایک قول ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

”بقول محقق طوسی علیہ الرحمۃ اذالہ بلانوں غنہ اُردو میں خارج اُردو ہے۔“

عبارت مندرجہ بالا سے امور ذیل کا انکشاف ہوتا ہے :-

(۱) محقق طوسی اذالہ بلاغون غنہ ”کامرے سے قائل ہی نہیں خواہ وہ عروض و ضرب میں ہو خواہ دیگر ارکان میں۔ مگر صاحب تنقید نے اذالہ درمیانی تک کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ پیرانمبر ۶ سے ظاہر ہے۔ اور جس کی تائید صابر صاحب نے بھی کی ہے۔

(۲) محقق طوسی زبان اُردو کا عروضی تھا۔ اور اس کی تصنیف عروضی اُردو کے متعلق ہے۔

(۳) اُردو محقق طوسی کے دور حیات یعنی تیرھویں صدی عیسوی میں جبکہ ہندوستان زبانِ فلدی تک سے نا آشنا تھا نہ صرف جنم لے چکی تھی بلکہ اس قدر ترقی کر گئی تھی کہ اس میں کتب عروض کی تدوین بھی ہو گئی تھی۔

قربان جا۔ یے اس تحقیق کے۔ محمد حسین آزاد مصنف آب حیات کی روح و جد کر رہی ہوگی۔

دریا انصاری

## اچھا تھا

رازِ مہرِ پریم چندرِ پریم ایڈیٹر اخبار سوشل ریفارمر و تشنہ سپاہی

وہ آغوشِ محبت آج پھیلاتا تو اچھا تھا      یقیں اُس کو مری الفت کا ہم جاتا تو اچھا تھا  
نہیں اُنکی خطا کوئی خطا جو کچھ ہے اپنی ہے      اگر دامِ محبت میں نہ میں آتا تو اچھا تھا  
نصیحت کا اثر اس بیدنی میں خاکِ مجھ پر      نصیحت گو اسی کو جا کے سمجھاتا تو اچھا تھا  
تبِ فرقت کا چارہ ہو نہیں سکتا طیبوں سے      وہ بُت ہی چارہ گر ہو کر اگر آتا تو اچھا تھا

یہ آفت یہ مصیبت تو نہ مجھ کو دیکھنی پڑتی

مشرعِ عشق میں لے پریم مر جاتا تو اچھا تھا

# ہولی کی چھٹی

(از جناب منشی برہم چند صاحب بی اے مشہور و معروف فسانہ نویس)

ورنیکو رافائل پاس کر لینے کے بعد مجھے ایک پرائمری مدرسے میں جگہ مل گئی تھی جو میرے گھر سے اریل پر تھا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب تو تعطیلوں میں بھی لڑکوں کو پڑھانے کا ضبط تھا۔ رات کو لڑکے کھانا کھا کر مدرسے میں آجاتے اور ہیڈ ماسٹر صاحب چارپائی پر لیٹ کر اپنے خراٹوں سے انہیں پڑھایا کرتے۔ جب لڑکوں میں دھول دھپا شروع ہو جاتا اور شد و غل مچنے لگتا تب یکایک وہ اپنی (سورن بندھا) سے چونک پڑتے اور لڑکوں کو دو چار طمانچے لگا کر پھر خواب لوشیں کے مزے لینے لگتے۔ گیارہ بارہ بجے رات تک یہی ڈرامہ ہوتا رہتا۔ یہاں تک کہ لڑکے نیند سے بیدار ہو کر وہیں ٹاٹ پر سو جاتے۔ اپریل میں سالانہ امتحان ہونے والا تھا۔ اسلئے جنوری ہی سے ہائے توبہ بچی ہوتی تھی۔ نائب مدرسوں پر ان کی اتنی عنایت تو تھی کہ رات کی کلاسوں میں انہیں نہ طلب کیا جاتا تھا مگر تعطیلیں بالکل نہ ملتی تھیں۔ سوم و تی اماوس آیا اور نکل گیا۔ بسنت آیا اور چلا گیا۔ شیدہ بازی آئی اگڈر گئی۔ اور انواروں کا ذکر ہی کیا ہے۔ ایک دن کے لئے کون آنا بڑا سفر کرتا۔ اسلئے کئی ہفتوں سے مجھے گھر جانے کا موقع نہ ملا تھا۔ مگر اب کے میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ہولی پر ضرور گھر جاؤنگا۔ چاہے نوکری سے ہاتھ ہی کیوں نہ دھوئے پڑیں۔ میں نے ایک ہفتہ پہلے ہی سے ہیڈ ماسٹر صاحب کو الٹی میٹم دیدیا کہ ۲۰ مارچ کو ہولی کی تعطیل شروع ہوگی اور بندہ ۱۹ کی شام کو رخصت ہو جائے گا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے سمجھایا ابھی لڑکے ہوتے ہیں کیا معلوم نوکری کتنی مشکلوں سے ملتی ہے اور کتنی مشکلوں سے نبھتی ہے۔ نوکری پانا آنا مشکل نہیں جتنا اس کا نبھانا اپریل میں امتحان ہونے والا ہے۔ تین چار دن مدرسہ بند رہا تو بتاؤ کتنے لڑکے پاس ہونگے اسال بھر کی ساری محنت پر پانی پھر جائیگا کہ نہیں۔ میرا کہنا مانو۔ اس تعطیل میں نہ جاؤ۔ امتحان کے بعد جو تعطیل پڑے اُس میں چلے جانا۔ ایسٹر کی چار دن کی تعطیل ہوگی۔ میں ایک دن کے لئے بھی نہ رو کوںنگا۔ لیکن میں اپنے مورچے پر قائم رہا۔ فہمائش اور تنخویف اور جواب طلبی کسی اسلحہ کا فحہ پر اثر نہ ہوا۔ ۱۹ کو جو نہی مدرسہ بند ہوا۔ میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو سلام بھی نہ کیا اور چپکے سے اپنی جائے قیام پر چلا آیا۔ انہیں سلام کرنے جانا تو وہ ایک نہ ایک کام نکال کر مجھے روک لینے۔ رجسٹر میں فیس کی میزان لگانے جاؤ۔ اوسط حاضری نکالنے جاؤ۔ لڑکوں کی مشقی کاپیاں جمع کر کے ان پر اصلاح اور تاریخ سب مکمل کر دو۔ گویا یہ میرا آخری سفر ہے اور مجھے زندگی کے



سارے کام ابھی ختم کر دینے چاہئیں۔

مکان پر آکر ہم نے جھٹ پٹ اپنی کتابوں کا پتہ اٹھایا۔ اپنا ہلکا لحاف کندھے پر رکھا اور اسٹیشن کو چل پڑے گاڑی پانچ بجکر ۵ منٹ پر جاتی تھی۔ مدرسہ کی گھڑی حاضری کے وقت ہمیشہ آدھ گھنٹہ تیز اور روانگی کے وقت آدھ گھنٹہ سُست رہتی تھی۔ چار بجے مدرسہ بند ہوا تھا۔ میرے خیال میں اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے کافی وقت تھا۔ پھر بھی مسافروں کو گاڑی کی طرف سے عام طور پر جو اندیشہ لگاتا رہتا ہے اور جو گھڑی ہاتھ میں ہونے پر بھی۔ اور گاڑی کا بھیج وقت معلوم ہونے پر بھی دُور سے کسی گاڑی کی گڑ گڑاٹ یا سیٹی سن کر قدموں کو تیز اور دل کو منتشر کر دیا کرتا ہے۔ وہ مجھے بھی لگا ہوا تھا۔ کتابوں کا پتہ دینی تھا۔ اس پر کندھے پر لحاف۔ بار بار ہاتھ بدلتا تھا اور پکا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسٹیشن کوئی دو فرلانگ سے نظر آیا۔ سیگنل ڈاؤن تھا۔ میری ہمت بھی اُسی سیگنل کی طرح پست ہو گئی۔ تقاضاء عمر سے ایک سو قدم دوڑا ضرور۔ مگر یہ یاس کی ہمت تھی۔ میرے دیکھتے دیکھتے گاڑی آئی ایک منٹ ٹھہری اور روانہ ہو گئی۔ مدرسہ کی گھڑی یقیناً آج معمول سے بھی زیادہ سُست تھی۔

اب اسٹیشن پر جانا بے سود تھا۔ دوسری گاڑی گیارہ بجے رات کو آئیگی۔ میرے گھر والے اسٹیشن پر کوئی بارہ بجے پہنچے گی۔ اور وہاں سے مکان پر ملتے جاتے ایک بج جائیگا۔ اس سناٹے میں راستہ چلنا بھی ایک مہم تھی۔ جسے سر کرنے کی ٹھہریں جرات نہ تھی۔ جی میں تو آیا کہ چلکر میڈیاسٹ کو آڑے ہاتھوں لوں مگر ضبط کیا اور پیدل چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ کل بارہ میل ہی تو ہیں۔ اگر دو میل فی گھنٹہ بھی چلوں تو چھ گھنٹے میں گھر پہنچ سکتا ہوں۔ ابھی پانچ بجے ہیں۔ ذرا قدم بڑھاتا جاؤں تو دس بجے یقیناً پہنچ جاؤں گا۔ اماں اور مُمیرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ پہنچتے ہی گرم گرم کھانا لایا گا۔ کولہواڑے میں گڑ پک رہا ہو گا۔ وہاں سے گرم گرم رس پینے کو آ جائیگا۔ اور جب لوگ ٹین گے میں اتنی دُور سے پیدل چلا آیا ہوں تو انہیں کتنا تعجب ہو گا۔ میں نے فوراً لنگا کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ قصبہ ندی کے کنارے واقع تھا۔ اور میرے گاؤں کی سڑک ندی کے اُس پار سے تھی۔ مجھے اُس راستے سے جانے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ مگر اتنا سنا تھا کہ کچی سڑک سیدھی چلی جاتی ہے۔ نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ دس منٹ میں ناٹرا اُس پار پہنچ جائیگی۔ اندر بس۔ فرالے بھڑنا ہوا چل دو لگا۔ بارہ میل کہنے کو ہوتے ہیں۔ میں تو کل چھ کوس۔

مگر گھاٹ پر پہنچا تو ناؤ میں آدھے مسافر بھی نہ بیٹھے تھے۔ میں کود کر جا بیٹھا۔ کھیوے کے پیسے بھی نہ سے نکال کر دیدیئے۔ لیکن ناؤ ہے کہ وہیں قطب بنی ہوئی ہے۔ مسافروں کی تعداد کافی نہیں ہے۔ کیسے کھلے لوگ تحصیل اور کچہری سے آتے جاتے ہیں اور بیٹھتے جاتے ہیں اندر میں ہوں کہ اندر ہی اندر بٹھنا جاتا ہوں۔

سورج نیچے دوڑا چلا جا رہا ہے گویا ٹھہرے ہوئے ہے۔ ابھی سفید تھا۔ پھر زرد ہونا شروع ہوا۔ اور دیکھنے دیکھتے سرخ ہو گیا۔ دریا کے اُس پار اُن پر اس طرح لٹکا ہوا تھا گویا کوئی ڈول کنوئیں میں لٹک رہا ہو ہوایں کچھ کئی بھی آگئی۔ اور بھوک بھی معلوم ہونے لگی۔ میں نے آج گھر جانے کی خوشی اور دوسرے میں روٹیاں نہ پکائی تھیں۔ سوچا تھا شام کو تو گھر پہنچ جاؤنگا۔ لاؤ ایک پیسہ کے دانے لے کر کھالوں۔ ان دانوں نے اتنی دیر تک تو رفاقت کی۔ اب پیسہ کی پیچیدگیوں میں جا کر نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔ مگر کیا غم ہے۔ رستے میں کیا دوکانیں نہ ہوں گی۔ در چار پیسے کی مٹھائیاں لے کر کھاؤنگا۔

جب ناؤ اُس کنارے پہنچی تو سورج کی صرف آخری سانس باقی تھی۔ حالانکہ ندی کا پاٹ بالکل پیندے میں جمٹ کر رہ گیا تھا۔

میں نے تجھ اٹھایا اور تیزی سے چلا۔ دونوں طرف چنے کے کھیت تھے۔ جن کے اودے پھولوں پر شبنم کا لکا پردہ پہلوا تھا۔ بے اختیار ایک کھیت میں گھس کر بوٹ اکھاڑ لئے اور ٹوٹا ہوا بھاگا۔

(۲)

سامنے بارہیل کی منزل ہے۔ کچا سُنسان راستہ۔ شام ہو گئی ہے۔ مجھے پہلی بار اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ لیکن جوشِ غلطی نے کہا کی رخصت ہے۔ ایک دو میل تو دوڑ رہی سکتے ہیں۔ ۱۲ کو دل میں ۶۰ سے ضرب دیا میں ہزار گری تھوڑے ہیں۔ بارہیل کے علاقہ میں میں ہزار گز کچھ لگے اور آسان معلوم ہوئے۔ اور جب گھر قریب مل رہا تھا تب تو ایک طرح سے چھپنے اُٹھیں ہی ہو گئے۔ اُس کا کیا شمار۔ ہمت بندھ گئی۔ اُس کے دُکے مٹا بھی نہ چھپے آ رہے تھے۔ اور بھی اطمینان ہوا۔

اندھیرا ہو گیا ہے۔ میں پیک چلا جا رہا ہوں۔ سڑک کے کنارے دُور سے ایک جھونپڑی نظر آتی ہے۔ ایک کپڑی جل رہی ہے۔ ضرور کسی بننے کی دوکان ہوگی۔ اور کچھ نہ ہوگا تو کُڑ اور چنے تول ہی جائیگے قدم اور تیر کمرتا ہوں۔ جھونپڑی آتی ہے۔ اس کے سامنے ایک لحد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ جا رہا ہوں آدمی زمین پر گرلوں نیچے ہوئے ہیں۔ بیچ میں ایک بوتل ہے۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک کلہر۔ دیوار سے ملی ہوئی اُرنچی گدی ہے۔ اس پر سا ہو جی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کے سامنے کئی بتلیں لکھی ہوئی ہیں۔ ذرا اور نیچے ہٹ کر ایک آدمی کڑھائی میں سوکھے مٹر بھون رہا ہے۔ اس کی رغبت افزا سوندھی خوشبو میرے جسم میں برقی رفتار سے دوڑ جاتی ہے۔ اضطرابی طور پر جیب میں ہاتھ ڈالنا ہوں۔ اور ایک پیسہ نکال کر اس کی طرف چلتا ہوں۔ لیکن آپ ہی آپ قدم رُک جاتے ہیں۔ یہ کنویریا ہے۔

خوائے والا پوچھتا ہے کیا لوگے ؟  
میں کہتا ہوں کچھ نہیں ۔

اور آگے بڑھ جاتا ہوں ۔ دوکان بھی ملی تو شراب کی ۔ گویا دنیا میں انسان کے لئے شراب ہی سب سے ضروری چیز ہے ۔ یہ سب آدمی دھوبی اور چمار ہونگے ۔ دوسرا کون شراب پیتا ہے دیہات میں ۔ گروہ ملے کا دلاویز سوندھا بن میرا بیچھا کر رہا ہے ۔ اور میں بھاگا جا رہا ہوں ۔

کنٹنوں کا بچہ جی کا جنجال ہو رہا ہے ۔ ایسی خواہش ہوتی ہے ۔ کہ اسے یہیں سڑک پر ٹک دوں ۔ اُس کا وزن مشکل سے پانچ سیر ہوگا ۔ مگر اس وقت وہ مجھے من بھر سے زیادہ معلوم ہو رہا ہے ۔ جسم میں کمزوری محسوس ہو رہی ہے ۔ پورنماشئی کا چاند درخونوں کے اوپر جا بیٹھا ہے ۔ اور پتھوں سے زمین کی طرف جھانک رہا ہے ۔ میں بالکل اکیلا جلا جا رہا ہوں ۔ مگر خوف بالکل نہیں ہے ۔ بھوک نے سدی حسیات کو دوبار دکھا ہے اور خود اُن پر حاوی ہو گئی ہے ۔

ایا ! یہ گڑ کی خوشبو کہاں سے آئی ؟ کہیں تازہ گڑ پک رہا ہے ۔ کوئی گاؤں قریب ہی ہوگا ۔ ہاں وہ آموں کے جھرمٹ میں روشنی نظر آ رہی ہے ۔ لیکن وہاں پیسے دو پیسے کا گڑ کون بیچے گا ۔ اور یوں مجھ سے مانگنا جائیگا ۔ معلوم نہیں لوگ کیا سمجھیں ۔ آگے بڑھتا ہوں ۔ مگر زبان سے رال ٹپک رہی ہے ۔ گڑ سے مجھے بڑی رغبت ہے ۔ جب کبھی کسی چیز کی دوکان کھولنے کی سوچتا تھا تو وہ حلوائی کی دوکان ہوتی تھی ۔ بکری ہویا نہ ہو مٹھیاں تو کھانے کو ملتی ۔ حلوائوں کو دیکھو ۔ مارے موٹا پلے کے اہل نہیں سکتے ۔ لیکن یہ بیوقوف ہوتے ہیں آرام طلبی کے باعث تو نذ نکال لیتے ہیں ۔ میں ورزش کرتا رہوں گا ۔ مگر گڑ کی وہ صبر آزما اور اشتہا انگیز خوشبو برابر آ رہی ہے ۔ مجھے وہ واقعہ یاد آتا ہے ۔ جب اماں تین ماہ کے لئے اپنے میکے یا میری ننھیال گئی تھیں اور مینے مینے میں ایک من گڑ کا صفا یا کر دیا تھا ۔ یہی گڑ کے دن تھے ۔ نانا بیمار تھے ۔ اماں کو بلا بھیجا تھا ۔ میرا امتحان قریب تھا ۔ اسلئے میں اُن کے ساتھ نہ جاسکا تھا ۔ منہ کو وہ لیتی گئیں ۔ جاتے وقت انہوں نے ایک من گڑ لے کر ایک مٹکے میں رکھا اور اس کے منہ پر ایک سکورا رکھ کر مٹی سے بند کر دیا ۔ مجھے سخت تاکید کر دی کہ مٹکا نہ کھولنا ۔ میرے لئے تھوڑا سا گڑ ایک بانڈی میں رکھ دیا تھا ۔ وہ بانڈی مینے ایک ہفتہ میں صفا چٹ کر دی ۔ صبح کو دودھ کے ساتھ گڑ ۔ دوپہر کو روٹیوں کے ساتھ گڑ تیسرے پہر دانوں کے ساتھ گڑ ۔ رات کو پھر دودھ کے ساتھ گڑ ۔ یہاں تک تو جائز خرچ تھا ۔ جس پر اماں کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو سکتا تھا ۔ مگر مگر سے سے بار بار بانی مینے یا پیشاب کمنے کے بہانے گھر میں آنا اور دو ایک پنڈیاں نکال کر کھا لیتا ۔ اس کی بجٹ میں کہاں گنجائش تھی ۔ اور مجھے گڑ کا کچھ ایسا چسکا پڑ گیا تھا کہ

ہر وقت وہی نشہ سوار رہتا۔ میرا گھر میں آتا گڑا کے سر شامت کا آنا تھا۔ ایک ہفتہ میں ہانڈی نے جواب دیدیا۔ مگر مٹکا کھولنے کی سخت ممانعت تھی۔ اور اماں کے گھر آنے میں ابھی پونے تین مہینے باقی تھے۔ ایک دن تو میں نے طوعاً و کرہاً صبر کیا۔ لیکن دوسرے دن ایک آہ کے ساتھ صبر جاتا رہا۔ اور مٹکے کی ایک نگاہ شیریں مٹا ہوش رخصت ہو گیا۔ میں نے کسی گناہ کبیرہ کے احساس کے ساتھ مٹکے کو کھول کر اور ہانڈی بھر کر نکال کر اسی طرح مٹکے کو بند کر دیا۔ اور عہد کر لیا کہ اس ہانڈی کو تین مہینے چلاؤنگا۔ چلے یا نہ چلے گریں چلائے جاؤنگا۔ مٹکے کو منزل ہفت خلل سمجھونگا جسے رستم بھی نہ کھول سکا تھا۔ میں نے مٹکے کی پندریوں کو کچھ اس طرح فیجی لگا کر رکھا۔ جیسے بعض دوکاندار دیاسلائی کی ڈبیاں بھر دیتے ہیں۔ ایک ہانڈی کو خالی ہو جانے پر بھی مٹکا لبرز تھا۔ اماں کو پتہ ہی نہ چلے گا۔ مواخذہ کی نوبت کیسے آئیگی۔ مگر دل اور زبان میں وہ کشمکش شروع ہوئی کہ کیا کہوں اور ہر بار فتح زبان ہی کے ہاتھ رہتی۔ یہ دو انگلی کی زبان دل جیسے شہزور پہلوان کو نچا رہی تھی۔ جیسے ملاری بندہ کو نچائے۔ اُس کو جو آسمان میں اڑتا ہے اور فلک الا فلک کے منصوبے باندھتا ہے۔ اور اپنے زعم میں فرعون کو کبھی کبھی نہیں سمجھتا۔ بار بار ارادہ کرنا دن بھر میں پانچ پنڈیوں سے زیادہ نہ کھاؤنگا۔ لیکن یہ ارادہ شرایوں کی توبہ سے زیادہ دیر پانتا تھا گھنٹہ دو گھنٹہ سے زیادہ نہ لکنا۔ اپنے کو کوستا نفریں کرتا۔ گڑ کھاتو رہے ہم مگر برسات میں سارا جسم سر جابٹا گیا۔ گندھک کا مرہم لگاٹے گھومو گے۔ کوئی تمہارے ساتھ میٹھنا بھی پسند نہ کرے گا۔ قسمیں کھانا علم کی۔ ماں کی۔ مرحوم باپ کی۔ گٹو کی۔ ایشور کی مگر اُن کا بھی وہی حشر ہوتا دوسرا ہفتہ ختم ہوتے ہوتے ہانڈی ختم ہو گئی۔ اس دن میں نے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ ایشور سے پرارتھنا کی۔ جگگوان! میرا پیچیل لوبھی من مجھے بہت پریشان کر رہا ہے۔ مجھے شستی دو کہ اس کو قابو میں رکھ سکوں۔ مجھے ہشت دھات کا لکام دو جو اس کے منہ میں ڈال دوں۔ یہ کمبخت مجھے اماں سے پٹوانے اور گھر کیاں سٹوانے پر تڑا ہوا ہے۔ تم ہی میری رکشا کرو تو بچ سکتا ہوں۔ میری آنکھوں سے اس ذوق عبودیت میں دو چار بوندیں آنسو کی بھی گریں۔ لیکن ایشور نے بھی کچھ سماعت نہ کی۔ اور گڑ کی خواہش مجھے پر غالب رہی یہاں تک کہ دوسری ہانڈی کی مرثیہ خوانی کی نوبت پہنچی۔ حُن اتفاق سے انہیں دنوں تین دن کی تعطیل ہوئی اور میں اماں سے ملنے منھ پھیل گیا۔ اماں نے پوچھا گڑ کا مٹکا دیکھا ہے۔ چیموٹے تو نہیں لگے۔ سیل تو نہیں پہنچی۔ میں نے مٹکے کو دیکھنے کی بھی قسم کھا کر اپنی سعادتمندی کا ثبوت دیا۔ اماں نے مجھے غور کی نظروں سے دیکھا اور میری حکم پروری کے صلے میں مجھے ایک ہانڈی نکال لینے کی اجازت دیدی۔ ماں تاکید کر دی کہ مٹکے کا منہ ابھی طرح بند کر دینا۔ اب تو مجھے وہاں ایک ایک دن ایک ایک جگ ہونے لگا۔ چوتھے دن گھر آتے ہی میں نے پہلا کام جو کیا وہ مٹکے کو کھول کر ہانڈی بھر کر نکالنا تھا۔ یک بارگی پانچ پنڈیاں اڑا گیا۔

پھر وہی گڑبازی شروع ہوئی۔ اب کیا غم ہے۔ اماں کی اجازت مل گئی تھی۔ سیتاں بچتے کنوال۔ اور آٹھ دن میں ہانڈی خائب۔ آخر میں تے اپنے دل کی کمزوری سے مجبور ہو کر منگے کی کوٹھڑی کے دروازہ پر قفل ڈال دیا۔ اور اس کی کنجی دیوار کے ایک موٹے شکاف میں ڈال دی۔ اب دیکھیں تم کیسے گڑکھاتے ہو۔ اس شکاف میں سے کنجی نکالنے کے معنی یہ تھے کہ تین ہاتھ دیوار کھود ڈالی جائے اور یہ ہمت مجھ میں نہ تھی۔ مگر تین دنوں میں ہی صبر کا بیہانہ چھٹک اٹھا اور ان تین دنوں میں کئی دل کی جو حالت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ حجرہ شیریں کی طرف بار بار گریس نہا اور بے صبر نگاہوں سے دیکھتا اور ہاتھ لکڑہ جاتا۔ کئی بار قفل کو کھٹکھٹایا۔ کھینچا۔ جھٹکے دیئے۔ مگر غلام ذرا بھی نہ ہنسا۔ کئی بار اس شکاف کا جائزہ لیا۔ اس میں جھانک کر دیکھا ایک لکڑی سے اس کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ مگر اس کی تہ نہ ملی۔ طبیعت کھوٹی ہوئی سی رہتی۔ نہ کھانے پینے میں کچھ مزہ تھا نہ کھیلنے کودنے میں۔ نفس بار بار منطلق کے زور سے دل کو قائل کرنے کی کوشش کرتا۔ آخر گڑ اور کس مرض کی دوا ہے؟ میں اُسے پھینک تو دیتا نہیں۔ کتنا ہی تو ہوں۔ کیا آج کھایا اور کیا ایک ماہ بعد کھایا۔ اس میں کیا فرق ہے؟ اماں جان نے ممانعت کی ہے۔ بیشک۔ لیکن انہیں مجھے ایک جائز کام سے باز رکھنے کا کیا حق ہے۔ اگر وہ آج کہیں کیلینے مست جائے۔ یاد رختوں پر مت چڑھو۔ یا تالاب میں تیرنے مت جاؤ یا چرواہوں کے لئے مکھانہ رکھاؤ یا تتلیاں مت پکڑو۔ تو کیا نہیں مانے لیتا ہوں۔ آخر میرے بھی کچھ طفلی حقوق ہیں یا نہیں۔ تو پھر اس ایک معاملے میں کیوں اماں کی ممانعت پر اپنی آرزوؤں اور خواہشوں کو قربان کر دوں۔ آخر جو تھے دن نفس نے فتح پائی۔ میں نے علی الصباح ایک کدال لے کر دیوار کو کھودنا شروع کیا۔ شکاف تھا ہی۔ کھودنے میں زیادہ وقت نہ ہوئی۔ آدھ گھنٹہ کی محنت شاقہ کے بعد دیوار سے کوئی گز بھر لمبا اور تین انچ موٹا چٹر پھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ اور شکاف کی تہ میں وہ کلید کامیابی پڑی ہوئی تھی۔ جیسے سمندر کی تہ میں موتی کی سمیپ پڑی ہو۔ میں نے جھٹ پٹ اسے نکال لیا اور فوراً دروازہ کھولا۔ منگے سے گڑ نکال کر ہانڈی میں بھرا اور دروازہ بند کر دیا۔ منگے میں اس دست بڑد سے قابل احساس کمی واقع ہو گئی تھی۔ ہزار ترکیبیں آزمانے پر بھی اُس کا خزانہ نہ ہوا۔ مگر اب کی بار میں نے اس چمورے پن کا اماں جان کی دایسی تنگ خاتمہ کر دینے کے لئے کنجی کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ قصبہ طویل ہے۔ میں نے کیسے قفل توڑا۔ کیسے گڑ نکالا اور شکاف خالی ہو جانے پر کیسے اُسے بھوڑا اور اس کے ٹکڑے رات کو کنوئیں میں پھینکے اور اماں آئیں تو میں نے کیسے رو رو کر اُن سے منگے کے چوری جانے کی داستا کہی یہ نیاں کرنے لگوں تو یہ واقعہ جو میں آج لکھنے بیٹھا ہوں نا تمام رہ جائے۔

چنانچہ اس وقت گڑ کی اس میٹھی اور مرغوب خوشبو نے مجھے از خود رفتہ بنا دیا۔ مگر صبر کر کے آگے بڑھا۔

جوں جوں رات گذرتی تھی تکان سے جسم چور ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پاؤں میں لغزش ہونے لگی۔ کبھی سڑک پر گر کاڑیوں کے پہیوں کی لیک پر لگتی تھی۔ جب کبھی لیک میں پاؤں پھلا جاتا تو معلوم ہوتا کسی گہرے گڑھے میں گر پڑا ہوں۔ بار بار جی میں آتا یہیں سڑک کے کنارے لیٹ جاؤں۔ کتابوں کا تختہ ساقچہ میں بھر کا لگتا تھا۔ اپنے کو رستا تھا کہ کتابیں لے کر کیوں چلا۔ دوسری زبان کا امتحان دینے کی تیاری کر رہا تھا۔ مگر چھٹیوں میں ایک دن بھی تو کتاب کھولنے کی نوبت نہ آئیگی۔ خواہ مخواہ یہ پشت تارہ اٹھائے چلا آتا ہوں۔ ایسا جی جھنجھلاتا تھا کہ اس بار حماقت کو وہیں ٹپک دوں۔

آخر ٹانگوں نے چلنے سے انکار کر دیا۔ ایک بار میں گر پڑا۔ اور سنبھل کر اٹھا تو پاؤں پھر پھر رہے تھے۔ اب بغیر کچھ کھائے ایک قدم اٹھانا دشوار تھا۔ مگر یہاں کیا کھاؤں۔ بار بار رونے کو جی چاہتا تھا۔ اتفاق سے ایکھ کا ایک کھیت نظر آیا۔ اب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ چاہتا تھا کہ کھیت میں کھس کر چار پانچ ایکھ توڑ لوں اور مزے سے رس چوستا ہوا چلوں۔ راستہ بھی کٹ جائیگا اور پیٹ میں کچھ پڑ بھی جائیگا۔ مگر مینڈ پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ کانٹوں میں الجھ گیا۔ کسان نے شاید مینڈ پر کانٹے بکھیر دیئے تھے۔ شاید بیر کی جھاڑی تھی۔ دھوتی کمر تا سب کانٹوں میں پھنسا ہوا۔ پیچھے ہٹا تو کانٹوں کی جھاڑی ساتھ ساتھ چلی۔ کپڑے چھوڑنے لگا تو ہاتھ میں کانٹے چبھنے لگے۔ زور سے کھینچا تو دھوتی پھٹ گئی۔ جھوک تو غائب ہو گئی۔ فکر ہوئی اس نئی مصیبت سے کیونکہ نجات ہو۔ کانٹوں کو ایک جگہ سے الگ کرنا تو دوسری جگہ چمٹ جاتے جھکتا تو جسم میں چبھتے۔ کسی کو پکاروں تو چوہری کھلی جاتی ہے۔ عجیب محضے میں پڑا ہوا تھا۔ اس وقت مجھے اپنی حالت پر رونا آ گیا۔ کوئی صہرا سوزو عاشق بھی اس طرح کانٹوں میں نہ پھنسا ہوگا۔ بڑی مشکل سے آدھ گھنٹے میں گلا جھوٹا۔ مگر دھوتی اور کمرے کے ماتھے گئی۔ ہاتھ اور پاؤں چھلنی ہو گئے وہ گھاتے ہیں۔ اب ایک قدم آگے رکھنا محال تھا۔ معلوم نہیں کتنا رستہ طے ہوا۔ کتنا باقی ہے۔ نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد۔ کس سے پوچھوں۔ اپنی حالت پر روتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک بڑا کاٹن نظر آیا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ کوئی نہ کوئی دکان تو یہاں مل ہی جائیگی۔ کچھ کھا لوں گا اور کسی کے سانپان میں پڑ رہوں گا۔ صبح دیکھی جائیگی۔

گرد بہاتوں میں لوگ سر شام سے سو جانے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایک آدمی کنوئیں پر پانی بھر رہا تھا اُس سے پوچھا تو اُس نے نہایت ہی لیر لیر جواب دیا۔ اب یہاں کچھ نہ لیگا۔ بنٹے نمک تیل رکھتے ہیں۔ حلوائی کی دکان ایک بھی نہیں۔ کوئی شہر تھوڑا ہی ہے۔ اتنی رات تک دکان کھولے کون بیٹھا رہے۔

میں نے اُس سے نہایت منت آمیزانہ جملہ میں کہا۔ کہیں سونے کو جگہ مل جائیگی؟  
اُس نے پوچھا۔ کون ہو تم؟

”مدرس ہوں۔ گھر جارہا ہوں۔“

”تمہارے جان پہچان کا یہاں کوئی ہے؟“

”جان پہچان کا کوئی ہوتا تو تم سے کیوں سوال کرتا؟“

تو بھٹی انجان آدمی کو ہم یہاں نہیں ٹھہرنے دیں گے۔ اسی طرح کل ایک مسافر آکر ٹھہرا تھا۔ رات کو ایک میں سیندر پڑ گئی۔ صبح کو مسافر کا پتہ نہ تھا۔

تو کیا تم سمجھتے ہو میں چور ہوں؟“

کسی کے ماتھے پر تو لکھا نہیں ہوتا۔ اندر کا حال کون جانے؟

”نہیں ٹھہرانا چاہتے نہ سہی۔ مگر چور نہ بناؤ۔ میں جانتا کہ یہ اتنا منحوس گاؤں ہے تو ادھر آتا ہی کیوں؟“

میں نے زیادہ خوشامد نہ کی۔ جی جل گیا۔ سڑک پر آکر پھر آگے چلا۔ اس وقت میرے ہوش بجا نہ تھے۔

کچھ خبر نہیں کس رستے سے گاؤں میں آیا تھا۔ اور کدھر چلا جا رہا تھا۔ اب مجھے اپنے گھر پہنچنے کی اُمید نہ تھی

رات یوں ہی بھٹکتے ہوئے گزری گی۔ پھر اس کا کیا غم کہ کہاں جا رہا ہوں۔ معلوم نہیں کتنی دیر تک مجھ پر یہ کیفیت

طاری رہی۔ دفعۃً ایک کھیت میں آگ جلتی ہوئی نظر آئی۔ گویا شمع امید ہو۔ ضرور وہاں کوئی آدمی ہوگا شاید

رات کاٹنے کو جگہ مل جائے۔ قدم تیز کئے اور قریب پہنچا کہ یکایک ایک بڑا سا کُٹا بھونکتا ہوا میری طرف

دوڑا۔ اتنی خوفناک آواز تھی کہ میں کانپ اُٹھا۔ ایک لمحہ میں وہ میرے سامنے آگیا اور میری طرف لپک لپک

کر لگا بھونکنے۔ میرے ہاتھ میں کتا بوں کے بچے کے سوا اور کیا تھا۔ نہ کوئی لکڑی۔ نہ پیچھر۔ کیسے بھگاؤں۔

کہیں بد معاش میری ٹانگ بکڑے تو کیا کروں۔ تازی نسل کا شکاری کُتا معلوم ہوتا تھا۔ میں جتنا ہی دہشت

دہشت کرتا تھا۔ اتنا ہی وہ اور گرجتا تھا۔ میں خاموش کھڑا ہو گیا اور پیچھے زمین پر رکھ کر پاؤں سے جوتے

نکال لئے۔ اپنی حفاظت کے لئے کوئی حربہ تو ہاتھ میں ہو۔ اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا کہ خوفناک

حد تک قریب آئے تو سر پر اتنے زور سے نعل دار جوتا ماروں کہ یاد ہی تو کرے۔ لیکن شاید اُس نے میری

نیت تاڑ لی اور اس طرح میری طرف جھپٹا کہ مجھے رعشہ آگیا اور جوتے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑے

اور اسی وقت میں نے ہیبت زدہ آواز میں پکارا۔ ارے کھیت میں کوئی ہے۔ دیکھو یہ کُتا مجھے کاٹ رہا ہے

ادھتو دیکھو تمہارا کُتا مجھے کاٹ رہا ہے۔

جواب ملا۔ کون ہے۔

میں ہوں راہ گیر۔ تمہارا کُتا مجھے کاٹ رہا ہے۔

نہیں کاٹے گا نہیں۔ ڈرو مت۔ کہاں جانا ہے؟

محمود نگر۔

م۔ ذکر کارستہ تو تم پیچھے چھوڑ آئے۔ آگے توندی ہے۔  
میرا کلیجہ بیٹھ گیا۔ اوندھا ہو کر بولا۔ محمود نگر کارستہ کتنی دور چھوٹ گیا ہوگا؟  
یہی کوئی تین میل۔

اور ایک قد آور انسان ہاتھ میں لٹین لئے اگر میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ سر بہ ہیٹ تھا۔ ایک مٹا فوجی  
اور در کوٹ پہنے ہوئے۔ نیچے نگر پاؤں میں فل بوٹ۔ بڑا ہی قوی ہیکل۔ بڑی بڑی موچیں۔ گورا رنگ مردانہ  
وہ بہت کا مجسمہ۔

بولا۔ تم تو کوئی اسکوٹی لڑکے کے معلوم ہوتے ہو۔

لڑکا تو نہیں ہوں۔ لڑکوں کا مدرس ہوں۔ گھر جا رہا ہوں۔ آج سے تین دن کی تعطیل ہے۔  
قریل سے کیوں نہیں گئے؟

ریل چھوٹ گئی۔ اور دوسری ایک بجے چھوڑتی ہے۔  
وہ ابھی تمہیں مل جائیگا۔ بارہ کا عمل ہے۔ چلو میں اسیشن کارسنہ دکھا دوں۔  
کون سے اسیشن کا؟

بھگونت پور کا۔

بھگونت پور ہی سے تو میں چلا ہوں۔ وہ تو بہت پیچھے چھوٹ گیا ہوگا۔  
بالکل نہیں۔ تم بھگونت پور اسیشن سے ایک میل کے اندر کھڑے ہو۔ چلو میں اسیشن کارسنہ دکھا  
دوں۔ ابھی گاڑی مل جائیگی۔ لیکن رہنا چاہو تو میرے جھونپڑے میں لیٹ رہو۔ کل چلے جانا۔  
اپنے اُپر ایسا غصہ آیا کہ نہ پیٹ لوں۔ پانچ بجے سے تیل کے پیل کی طرح کھوم رہا ہوں۔ اور ابھی  
بھگونت پور سے کل ایک میل آیا ہوں۔ رستہ بھول گیا۔ یہ واقعہ بھی یاد رہیگا کہ چلا چھ گھنٹے۔ اور طے کیا ایک  
میل۔ گھر پہنچنے کی دُھن جیسے اور بھی دھک اُٹھی۔

بولا۔ نہیں۔ کل تو ہولی ہے۔ مجھے رات کو پہنچ جانا چاہئے۔

مگر راسنہ پہاڑی ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی جانور مل جائے۔ اچھا چلو میں تمہیں پہنچائے دیتا ہوں۔  
یہیں کھڑے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔

کُت دُم ہلانے لگا اور مجھ سے دوستی کرنے کا خواہشمند معلوم ہوا۔ دُم ہلانا ہوا سر جھکائے غدر تقصیر  
کے طوے پر میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ میں نے بھی فیاضی سے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اور اس کے سر بہ



ہاتھ پھیرنے لگا۔ ایک لمحہ میں وہ شخص ایک بندوق کندھے پر رکھے آگیا اور بولا۔ چلو۔ گمراہ ایسی نادانی نہ کرنا  
نیریت ہوئی کہ میں تمہیں مل گیا۔ ندی پر پہنچ جاتے تو ضرور کسی جانور سے مٹ بھیڑ ہو جاتی۔

میں نے پوچھا۔ آپ تو کوئی انگریز معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آپ کا لہجہ بالکل ہمارا جیسا ہے؟  
اس نے ہنس کر کہا۔ ہاں میرا باپ انگریز تھا۔ فوجی افسر۔ میری عمر یہیں گزری ہے میری ماں اس کا کھانا  
پکاتی تھی۔ میں بھی فوج میں رہ چکا ہوں۔ یورپ کی لڑائی میں گیا تھا۔ اب پنشن پاتا ہوں۔ لڑائی میں بیٹے جو نظارے  
اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جن حالات میں مجھے زندگی بسر کرنا پڑی اور مجھے اپنے انسانی جذبات کا جس حد  
مک خون کو نہا پڑا۔ اُن سے اس پیشہ سے مجھے نفرت ہو گئی اور میں پنشن لے کر یہاں چلا آیا۔ میرے پاپا نے یہیں  
ایک چھوٹا سا گھر بنالیا تھا۔ میں یہیں رہتا ہوں۔ اور آس پاس کے کھیتوں کی رکھوالی کرتا ہوں۔ یہ گنگا کی گھاٹی  
ہے۔ چاروں طرف پہاڑیاں ہیں۔ جنگلی جانور بہت لگتے ہیں۔ سور۔ نیل گاٹے۔ ہرن۔ ساری کھیتی برباد کر دیتے  
ہیں۔ میرا کام ہے جانوروں سے کھیتی کی حفاظت کرنا۔ کسانوں سے مجھے ہل پیچھے ایک من غلہ مل جاتا ہے  
وہ میرے گدڑ بسر کے لئے کافی ہوتا ہے۔ میری بڑھیا ماں ابھی زندہ ہے۔ جس طرح پاپا کا کھانا پکاتی تھی  
اُسی طرح اب میرا کھانا پکاتی ہے۔ کبھی کبھی میرے پاس آیا کرو۔ میں تمہیں کسرت کرنا سکھا دوں گا۔  
سال بھر میں پہلوان ہو جاؤ گے۔

میں نے پوچھا۔ آپ ابھی تک کسرت کرتے ہیں؟

وہ بولا۔ ہاں۔ دو گھنٹے روزانہ کسرت کرتا ہوں۔ گلدرا اور لیزم کا مجھے بہت شوق ہے۔ میرا بچا سوال  
سال سے۔ مگر ایک سانس میں پانچ میل دوڑ سکتا ہوں۔ کسرت نہ کروں تو اس جنگل میں رہوں کیسے۔ میں نے  
خوب کشتیاں لڑی ہیں۔ اپنے رجنٹ میں میں سب سے مضبوط آدمی تھا۔ مگر اب اُس فوجی زندگی کے  
حالات پر غور کرتا ہوں تو شرم اور افسوس سے میرا سر جھک جاتا ہے۔ کتنے ہی بیگناہ میرے راضل کے  
شکار ہوئے۔ میرا انہوں نے کیا نقصان کیا تھا؟ میری اُن سے کون سی عداوت تھی؟ مجھے تو جرمن اور  
آسٹریں سپاہی بھی ویسے ہی خلیق۔ ویسے ہی بہادر۔ ویسے ہی خوش مزاج۔ ویسے ہی ہمدرد معلوم  
ہوئے۔ جیسے فرانس یا انگلینڈ کے۔ ماری اُن سے خوب بے تکلفی ہو گئی تھی۔ ساتھ کھیلنے تھے۔  
ساتھ بیٹھنے تھے۔ خیال ہی نہ کرتا تھا کہ یہ لوگ ہمارے اپنے نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک دوسرے  
کے خون کے پیاسے تھے؟ کس لئے؟ اسی لئے کہ بڑے بڑے انگریز سوداگروں کو خطرہ تھا کہ کہیں  
جرمنی اُن کا روزگار نہ چھین لے۔ یہ سوداگروں کا راج ہے۔ ہماری فوجیں انہیں کے اشاروں پر ناپچنے  
والی کٹھ پتلیاں ہیں۔ جان ہم غریبوں کی گئی۔ جیہیں گرم ہوئیں موٹے موٹے سوداگروں کی۔ اس وقت

ہماری ایسی خاطر ہوتی تھی۔ ایسی پیچھے ٹھوکنی جاتی تھی گویا ہم سلطنت کے داماد ہیں۔ ہمارے اُپر پڑھنے کی بارش ہوتی تھی۔ ہمیں کارڈن پارٹیاں دی جاتی تھیں۔ ہماری جانبازوں کی داستانیں روزانہ اخباروں میں تصویروں کے ساتھ چھپتی تھیں۔ نازک بدن لیدیاں اور شہزادیاں ہمارے لئے کپڑے سیتی تھیں۔ طرح طرح کے مربے اور اچلر بنانا کر بھیجتی تھیں۔ لیکن جب صلح ہو گئی تو انہیں جانبازوں کو کوئی ٹکے کو بھی نہ بڑھتا تھا۔ کتنوں ہی کے رنگ بھنگ ہو گئے تھے۔ کوئی بولا ہو گیا تھا۔ کوئی لنگڑا، کوئی اندھا۔ انہیں ایک ٹکڑا روٹی دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔ میں نے کتنوں ہی کو سرکوں پر بھیک مانگتے دیکھا۔ تب سے مجھے اس پیشے سے نفرت ہو گئی۔ میں نے یہاں آکر یہ کام اپنے ذمے لے لیا اور خوش ہوں۔ سپہگری کا یہی منشا ہے کہ اُس سے غریبوں کی جان و مال کی حفاظت ہو۔ یہ نہیں کہ کرد و پیشہ کی میثمار دولت میں اضافہ ہو۔ یہاں میری جان ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے۔ کشتی بار مرتے مرتے بچا ہوں۔ لیکن اس کام میں میں مرجھ جاؤں تو مجھے افسوس نہ ہوگا کیونکہ مجھے یہ تسکین ہوگی کہ میری زندگی غریبوں کے کام آئی۔ اور یہ بچا رہے کسان میری کتنی خاطر کرتے ہیں کہ تم سے کیا کہوں۔ مگر میں بیمار پڑ جاؤں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ میں اُن کے جسم کے تازہ خون سے اچھا ہو جاؤں گا۔ توبہ در لغ اُپنا خون دیدیں گے۔ پہلے میں بہت شراب پیتا تھا۔ میری برابری کو تو تم جانتے ہو گے۔ ہم میں بہت زیادہ ایسے لوگ ہیں جن کو کھانا میسر ہو یا نہ ہو مگر شراب ضرور چاہیے۔ میں بھی ایک ایک بوتل شراب روز پنی جاتا تھا۔ باپ نے کافی پیسے چھوڑے تھے۔ اگر کفایت سے رہنا جانتا تو زندگی بھر آرام سے پڑا رہتا۔ مگر شراب نے۔ نیا ناس کر دیا۔ اُن دنوں میں بڑے ٹھاٹھ سے رہتا تھا۔ کلر ٹائی لگاٹھے چھیلا بناٹھا نو جوان چھو کر یوں سے آنکھیں لڑایا کرتا تھا۔ گھوڑ دوڑ میں جو اکیلنا۔ شراب پینا۔ کلب میں ناش کھیلنا۔ اور عورتوں سے دل پہلانا یہی زندگی کا مشغلہ تھا۔ نین چار سال میں میں نے پچیس تیس ہزار روپے اُڑا دیئے۔ کوڑی کفن کو نہ رکھی۔ جب پیسے ختم ہو گئے تو روزی کی فکر ہوئی۔ فوج میں بھرتی ہو گیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ وہاں سے کچھ سیکھ کر لوٹا۔ یہ حقیقت روشن ہو گئی کہ بہادر کا کام جان لینا نہیں۔ بلکہ جان کی حفاظت کرنا ہے۔

یورپ آکر ایک دن میں شکار کھینے لگا۔ اور ادھر آگیا۔ دیکھا کئی کسان اپنے کھیتوں کے کنارے اُداس کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ تم لوگ کیوں اس طرح اُداس کھڑے ہو۔

ایک آدمی نے کہا۔ کیا کریں صاحب۔ زندگی سے تنگ ہیں۔ نہ موت آتی ہے۔ نہ پیداوار ہوتی ہے۔ سائے جانور اگر کھیت چراتے ہیں۔ کس کے گھر سے لگان چکائیں۔ کیا مہاجن کو دیں۔ کیا عملوں کو دیں اور کیا خود کھاٹے، کرا، انہم کھیتوں کو دیکھ کر خوشی سے دل کا غنچہ کھل جاتا تھا۔ آج انہیں دکھ کر آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں

جانوروں نے صفایا کر دیا۔

معلوم نہیں اُس وقت میرے دل پر کس دیوتا یا نبی کا سایہ تھا کہ مجھے ان پر رحم آگیا۔ میں نے کہا آج سے میں تمہارے کھیتوں کی رکھوائی کروں گا۔ کیا مجال کہ کوئی جانور پھٹک سکے۔ اگر ایک دانہ چر جائے تو جرمانہ دوں۔ بس اُس دن سے آج تک میرا یہی کام ہے۔ آج دس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔ اپنا گدڑ بھی ہوتا ہے اور احسان مفت ملتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کام سے دل کو خوشی ہوتی ہے۔ لو۔ تمہارا اسٹیشن آگیا۔ وہ دیکھو لال روشنی دکھائی دیتی ہے۔ سیدھی سڑک ہے۔ یہاں سے کوئی کھٹکا نہیں۔ چلے جاؤ۔

میں نے پوچھا۔ آپ کا نام؟

وہ بولا۔ مجھے جیکسن کہتے ہیں۔ ولی جیکسن؟

میں یہاں سے چلا تو جھوک غائب ہو گئی تھی۔ اس بہادر انسان کی شرافت۔ فیاضی اور نیک دلی نے مجھے اُس کا غلام بنا دیا تھا۔ یہ رات کا وقت۔ یہ ہو کا عالم۔ اور یہ شخص کھیتوں کی منیڈروں کے چکر لگا رہا ہے۔ میرے جی میں آیا کاش میں بھی اسی طرح لوگوں کے کام آسکتا۔ میں نے منہ پر تو اُس کی تعریف نہ کی۔ لیکن شرافت میں دلوں پر سکدہ جمالینے کی جو طاقت ہوتی ہے۔ اُس نے میرے دل میں اسکی عقیدت پیدا کر دی تھی۔ تین بجے رات کو جب میں گھر پہنچا تو ہولی میں آگ لگ رہی تھی۔ میں اسٹیشن سے دو میل سرپٹ دوڑنا ہوا تھا۔ معلوم نہیں بھوکے جسم میں کہاں سے اتنی طاقت آگئی تھی۔

اماں میری آواز سنتے ہی کمرے سے نکلا آئیں اور مجھے سینہ سے لگا لیا اور بولیں۔ اتنی رات کہاں لگزی میں تو سنا تجھ کو تمہاری راہ دیکھ رہی تھی۔ کچھ کھایا پیابے کہ نہیں۔

وہ اب جنت میں ہیں۔ لیکن اُن کا وہ محبت بھرا چہرہ میری نظروں میں ہے۔ اور وہ پیار بھری آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔

﴿﴾

**بچوں کا افسانہ نمبر ۴۸** اس میں بچوں کے بڑھنے پڑھانے اور ایک دوسرے کو سنانے کیلئے نہایت دلچسپ

دلچسپ لطیفے بھی دیئے گئے ہیں۔ طالب علم اس گلدستہ کو دیکھ کر بھوکے نہیں سمجھیں گے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت صرف ۴۸ ایک پائی کے لئے ہر گز بھی جتنا پڑیئے۔ دس جلدی کریں ورنہ یہ دلچسپ کہانیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور پھر آپ کو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

لئے کا پتہ:- مینجر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

## انتقامِ قدرت

(۱)

کیا مجھے رات کاٹنے کے لئے پناہ مل سکے گی؟ (سادھو نے بجاہت آمیز لہجہ میں کہا)

آپ ہی کا گھر ہے جہاں جی چاہے آسن جما لیجئے جس چیز کی ضرورت ہو کہئے سب کچھ مہیا ہو جائیگا (کرشن جی نے سادھو سے کہا)

پر اتنا آپ کو خوش رکھے... آپ بڑے ہلے آدمی ہیں لالہ جی! آپ کا سنن ظن ہے۔

اور ہاں لالہ جی آپ کام کیا کرتے ہیں؟ (سادھو نے متفرد انداز میں کہا)

میں ہائی کورٹ کا جج ہوں۔

کیا میں آپ سے ایک بات دریافت کر سکتا ہوں؟ جوری چاہئے جسے میں بڑی خوشی سے آپ کی ہر ایک بات کا جواب دوں گا آپ ادا اس کیوں نظر آتے ہیں؟

اس کا سبب دریافت کیجئے مہاتما جی میں انتہائی بد نصیب آدمی ہوں (کرشن چندر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا)

لالہ جی آپ جج ہیں باعزت میں دو متمنیوں قسم کا آرام و آسائش آپ کو حاصل ہے پھر بھی آپ کہتے ہیں میں بد نصیب ہوں۔

درست کہتا ہوں مہاتما جی... ہماری گلی میں جو خاک روپ بھارا دودھینے آتا ہے میں اسے اپنے سے زیادہ خوش نصیب سمجھتا ہوں

کیسی باتیں کرتے ہو لالہ جی؟ بالکل سچی مہاتما جی حقیقتاً وہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے

میں غروم ہوں، سارا دن کام کر کے جب نماز ادا کرتا ہوں اور اپنے بال بچوں میں بیٹھتا ہوں اس وقت اس کے دل کو جو جیتی تھی حاصل ہوتی ہے میں اس سے قطعی محروم ہوں۔

مہاتما جی اس کے مرثیے بعد اس کی نام لیوا اولاد پاتی رہیگی لیکن برخلاف اس کے تیرے مرنے کے بعد میرا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا آپ ہی بتلائیے ایک اولاد غریب بے اولاد جج یا کورٹ کے مقابلے میں خوش نصیب ہے یا نہیں؟

سچ کہتے ہیں آپ لالہ جی لیکن ایسٹور کے سسے زائش نہیں ہوتا چاہئے دیرنا مجھ سے سخت ناراض معلوم ہوتے ہیں آپ مہاتما ہیں مجھے کوئی ایسی ترکیب بتائیے جس سے دوتا مجھ پر راضی ہو جائیں اور میری حالت پر رحم کریں۔

میرے کہے پر عمل کرو گئے؟ ضرور۔

ایسی ترکیب بتاؤ نکا کہ دوتا بھی خوش ہو جائیں گے اور آپ کی امید بھی برآئیں گی۔

بتلائیے مہاتما جی جلد بتلائیے۔

لو سنو ایک ایسے مکان کو جس میں کائیں بندھی ہوئی ہوں گی لگا دو جتنی کنوئیں مل کر جا سکیں آپ کے ہاں اتنے ہی لڑکے ہوں گے۔ یہ بات کیسے آپ کے منہ سے نکلی مجھے گمراہ کرنے آئے ہیں آپ پہلے جلیے یہاں سے دوبارہ ایسا پیدائش سننا نہیں چاہتا۔ سادھو حلا جاتا ہے کرشن چندر دل ہی دل میں۔

وہ سادھو تھا ایک ہندو سادھو۔ پھر اس کے منہ سے یہ کیسے نکلا اس کی سخت کاسی جگ بھلا ہو گا اگر کوئی مسلمان فقیر ہوتا

اور ایک عورت جو کرشن چندر کی بیوی کے سوا کوئی اور نہیں تھی اس مکان کی طرف جس میں گویش بندھی ہوئی تھیں آئی برسوں سے جو غلش اس کے دل میں تھی اس کو مٹانے کی غرض سے اس نے وہ کیا جو اسے نہ کرنا چاہتے تھے یعنی اس نے گل لگا دی اور واپس آکر چار پائی پر لیٹ رہی۔

(۴)

ہیں یہ کیا... جل گئیں... سب کی سب جل گئیں؟  
کسی کا کس جگ بھلا ہوگا۔

لالہ کرشن چندر نے یہ الفاظ کہہ کر پکڑے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہزار دقت کہے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے ان کی بیوی بھی وہاں پہنچ گئی چشم زدن میں یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہو گئی ہر ایک شخص گناہ آگ لگانے والے پر گالیاں اور لعنتیں بھیجتا تھا صرف تین شخص اس واقع سے صحیح طور سے باخبر تھے کرشن چندر اور ان کی بیوی یا وہ سادھو اگر اسے یہ خبر ملی ہو تو۔

(۵)

تمہارا کس جگ بھلا ہوگا؟ (کرشن چندر نے اپنی بیوی سے ترش لہجہ میں کہا)  
واقعہ میں نے پاپ کیا مہا پاپ ایسا جس کا کفارہ نہیں ہو سکتا لیکن میں مجبور تھی۔ (اس کے چہرے سے تاسف منڈامت کے جذبات نمایاں تھے)  
پہلے ہی کیا ہم تھوڑے عرصے میں اس پاپ کی مزا کس درجہ اذیت رساں ہو۔

کرشن چندر کی بیوی چپ چاپ زمین پر آنکھیں گاڑے کھڑی رہی۔

لیکن وہ تو بند ہو گیا۔  
پرانا ماتیہ مہاراجہ راز شکر ہے کہ تو نے یہ راز کو متزلزل نہیں ہونے دیا  
(۲)

آج ایک سادھو آیا تھا مجھے اُداس و غمگین دیکھ کر کہنے لگا۔  
آپ غمگین کیوں ہیں میں نے وجہ بتائی تو بولا کہ آپ ایک ایسے مکان کو جس میں گٹھ میں بندھی ہوئی ہوں آگ لگا دیں تھیں گٹھ میں جل کر مر جائیگی پرانا تمہارا نہیں اتنے ہی لڑکے دیکھائیں نے اسے بہت بُرا بھلا کہا اور اسی وقت وہاں سے چلے جانے کے لئے کہہ دیا اگر تم میری جگہ ہوتی تو اس کیسا سلوک کرتی یقیناً ایسے نامراد سادھو کو گالیاں دینے لگ جاتیں (کرشن چندر نے اپنی بیوی سے کہا)

وہ ہندو تو نہیں تھا؟

اسی واسطے تو میں زیادہ حیران ہوں کہ وہ کج نعت تھا بھی ہندو پھر اس کے منہ سے یہ بات کیسے نکلی؟

(۳)

کئی بار آپ نے کہا ہوں کہ مجھے دو تین گائیں خرید دیکھئے میرا جی بھی بہلا رہا ہے اور انکی پرورش سے بچ بھی حاصل ہوگا۔  
شکر ہے تمہیں بھی کچھ خیال آیا میں آج ہی لائے دیتا ہوں۔  
چھ سال گزر گئے لالہ کرشن چندر اس سادھو کی بات بھول سے بھلا بیٹھے ہیں لیکن ان کی بیوی کے دل میں اس بات کا خیال اب تک جاگزیں ہے۔

عورتوں کو اولاد کے واسطے کتنی مصیبتیں جھیلنا پڑیں جو جھیل لیتی ہیں اس چیز کے حصول کے لئے وہ ناممکن سے ناممکن کام کو ممکن بنا سکتی ہیں مشکل سے گل گٹھ کو سلجھا سکتی ہیں۔

رات کے بارہ بجے کا وقت تھا ہر طرف گہرا سکوت تھا سناٹا

کرشن چندر جیوان بھٹے کو نسا انصاف کیا کر اس شدنی کو جس نے ایسا سخت پاپ کیا تھا عذاب کے بدلے ثواب ملا وہ چیز جو مجھے بھگتیوں میں نہ مل سکی اس نے ایک پاپ کے بدلے حاصل کر لی یہ انصاف ہے کیا ایشور انصاف کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

وہ پاگل سے ہو گئے ہر وقت یہی فقرہ اٹکے مذہب زبیران رہتا تھا۔  
اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

لوگ کہتے ہیں بخت غیر معمولی خوشی سے ان کی حالت ہو گئی ہے لیکن حقیقت کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکی۔

خدا کی قدرت کرشن چندر کے گھر کے بعد دیگرے پانچ سال کے عرصے میں پانچ لڑکے پیدا ہوئے یعنی سادھو کی پانچ نسل ہوئی اب کرشن چندر کی عدالت میں جو مقدمہ فیصلہ ہونے آتا وہ عقل کے خلاف اس کا فیصلہ کرتے سچ کو جھوٹ بنا کر گنہگاروں کو آزاد اور بے گناہوں کو سزائیں ملتیں وہ ہر وقت عدالت میں یہی کہتے نظر آتے۔

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

ان کا خیال تھا کہ اگر ایشور کا یہ انصاف ہے کہ وہ گنہگاروں کو نعمتیں دیتا ہے اور بے گناہوں اور نیکوں کو تکالیف سے دوچار کرتا ہے تو ہم کہاں کے منصف ہیں۔  
اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

پیسے جس کرشن چندر کو ساری دنیا منصف کہتی تھی اب اس کے ظلم بے جا سے تنگ آ گئی ہر ایک اسے کوستاجن کا مقدمہ اس کی عدالت میں چلا جاتا اس کا فیصلہ اٹا ہوتا کیونکہ ان کے دل میں سما گیا تھا کہ جب اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے تو ہم کہاں کے منصف ہیں و

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

(۶)

بابو جی دنیا میں نیکوں پر ظلم ہوتے ہیں کیا ایشور بھی ان کی مدد نہیں کرتے؟ (کرشن چندر کے سب سے بڑے لڑکے نے کہا)

کرشن چندر نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بے ساختہ اس کی زبان سے نکل گیا۔

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

بابو جی آپ ہر وقت یہ کیا کہتے رہتے ہیں؟ کیا؟

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔“

یوہنی۔

اس کا کوئی خاص مطلب میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔

بیٹا تمہیں اس کا مطلب سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں۔

تب بھی کچھ تو بتلائیے؟

بیٹا واقعی اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

کس کے دربار میں بابو جی ایشور کے دربار میں؟

یاں بیٹا اسی کے دربار میں۔

کیسے؟

وہ نیکوں کو تکالیف سے دوچار کرتا ہے اور برروں کو راحت پہنچاتا ہے۔

(۷)

ایسی ہی بھیانک اور کالی رات تھی جب میں نے اپنے ارادے کی تکمیل کی تھی کرشن چندر کی بیوی نے کہا۔

کیا کہا؟ ذکر شر، چندر۔ نہ، ذکر سال میں کھو ہوا

تھا چونک کر کہا۔

میں نے کہا ہے۔

کیا کہا ہے؟

ایسی ہی بھیاںک رات بھی جب میں نے اس  
سلاوھو کی بات پر عمل کیا تھا۔

کچھ نال کے بعد۔

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے؟

سوامی ایشور نے کالی رات کیوں بنائی ہے  
اس لئے نا؟ کہ پانی کھلے بندوں پاپ کر سکیں

اور ان کے پاپ پر پردہ پڑا رہے۔

شاید؟ کچھ توقف کے بعد۔

اُس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

آپ بار بار یہ فقرہ کیوں دہراتے ہیں؟

کو نسا؟

یہی کہ اس کے دربار میں انصاف

تو کیا جھوٹ کہتا ہوں؟

کیا مطلب؟

یہ کہ اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

کیا انصاف ہے؟ نہیں نا؟ جو بات نہجھ بھکتی

میں نہ ملی وہ ایشور نے تجھے ایک پاپ کے بدلے

عنایت کی کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

نہیں... واقعی اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

کرشن چندر اور ان کی بیوی یہ باتیں کرتے کرتے سو گئے

اس مکان کو جس میں کرشن چندر کے پانچوں بیٹے سوئے

ہوئے تھے رات کو آگ لگ گئی لیکن کسی کو خبر بھی نہ ہوئی

اور صبح ہونے تک وہ تمام کے تمام جل کر راکھ ہو چکے تھے۔

(۸)

ہیں یہ کیا ہوا؟... راکھ ہی راکھ... میرے بچے...

ہائے میں تباہ ہو گیا یہ الفاظ کرشن چندر نے مجھ کو نہ

انداز میں کہے۔

ان کی بیوی بھی آگئی اور بالکل ویسا ہی روح فرسا منظر

جو آج سے دس سال پیشتر اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا

اس کی نظر کے سامنے تھا فرق تھا یہ کہ اس دن اپنے رائے

کی تکمیل کر کے وہ فرط مسرت سے جلے میں پھولی نہ

سماتی تھی اور آج غم و اندوہ سے اس کا کلیجہ چھلنی ہوا

جاتا تھا کرشن چندر اسی طرح غمگین نظر آتے تھے۔ لیکن

فرق یہ تھا کہ ان کی زبان پر بجائے اس فقرے

کے کہ اس کے دربار میں انصاف نہیں ہے۔

یہ فقرہ تھا اس کے دربار میں انصاف ہے اور اس

کی لالچی بے آواز ہے۔

اب کرشن چندر جب کرسی عدالت پر بیٹھتے ہیں اور کوئی

مقدمہ ان کے پیش ہوتا ہے تو ان کی زبان سے

بے ساختہ یہ فقرہ نکل جاتا ہے۔

اُس کے دربار میں انصاف ہے اور اس کی

لالچی بے آواز ہے۔

اب وہی کرشن چندر ہے اور ان کا وہی انصاف دنیا کے

انصاف کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور اب وہ

اکثر یہی کہتے سُنے جاتے ہیں۔

اُس کے دربار میں انصاف ہے اور اس کی لالچی بے آواز ہے،

(نذیر احمد ناظر مدرس ٹڈل سکول مہالم کلاں)

بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزار

# رہنمائے مسلم

جلد ہفتم  
رسالہ  
لاہور

علمی - ادبی - اخلاقی - طبی - تاریخی - زراعتی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجموعہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناخذ اسٹن حضرت نوح ناروی جانشین حضرت داغ مستوفی

مدیر اعزازی

مسٹر چٹھی چند و دیار تھٹی بی اے - بی ٹی - ایم - او - جی - اے (لندن)

معاونین اعزازی

لالہ آگیارام سچد پونشی فاضل جناب جوش ملیانی  
طالب کشمیری ایم اے - ایم او ایل منشی فاضل ادیب فاضل

ماسٹر جگت سنگھ پنجنگ پردہ پرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ نمبر ۵

سالانہ چندہ پانچ روپے (۵/-)

فی پرچہ آٹھ آنہ (۸/-)

ششماہی تین روپے (۳/-)



## فہرست مضامین

شہریت کے متعلق اگر جامع و مکمل کتاب چاہتے ہیں تو طریق السلطنت خرید کریں مفصل استخبارات لاہور اسی نمبر کے صفحہ ۵۵ پر

| نمبر شمار | مضامین                                                                 | صاحب مضامین                                 | صفحہ |
|-----------|------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------|------|
| ۱         | بھاشا کے مسلمان شعراء                                                  | جناب پنڈت بال مکھ صاحب عرق ملیانی بی اے     | ۵    |
| ۲         | اتحلو (نظم)                                                            | جناب حضرت داتا ڈبا بھوی                     | ۱۱   |
| ۳         | فیضان آرزو (اصلاح)                                                     | جناب حکیم گلچیں کرناٹی                      | ۱۳   |
| ۴         | ایک عربی شاہکار (ادبی)                                                 | جناب صادق انجیری دہلوی                      | ۱۴   |
| ۵         | تیسری بار (ادبی)                                                       | جناب سردار گرج بخش سنگھ صاحب جوہر           | ۱۵   |
| ۶         | رہنمائے تعلیم کا ریڈیو کراس نمبر معاصرین کے دیباچے میں                 | مختلف اخبارات و رسائل                       | ۱۶   |
| ۷         | غزل                                                                    | جناب حضرت رآر صاحب احسنی سہسوانی            | ۱۸   |
| ۸         | ۱۹۰۵ء کی دنیا                                                          | جناب لالہ کرشن چندر صاحب ملہن بی اے۔ بی ائی | ۱۹   |
| ۹         | یادہ دوشینہ                                                            | جناب حضرت فیاض ہریانوی بی اے                | ۲۲   |
| ۱۰        | اتحلو و زیلفا نسل کی نئی سکیم و دیہاتی مدارس                           | جناب سید علی اکبر شاہ بخاری گلپڑہ گلی       | ۲۴   |
| ۱۱        | رہنمائے تعلیم کا ریڈیو کراس نمبر حکام سررشتہ تعلیم کے بار میں          | مختلف افسران تعلیم                          | ۲۹   |
| ۱۲        | بیت خاموش (نظم)                                                        | جناب حضرت باسط بسوانی                       | ۳۰   |
| ۱۳        | انقلاب عا                                                              | جناب سید انور علی صاحب نقوی                 | ۳۱   |
| ۱۴        | سانیت (نظم)                                                            | جناب حضرت روشن نگووری                       | ۳۴   |
| ۱۵        | علامات قنات                                                            | جناب مولوی محفوظ علی خان صاحب داوری         | ۳۵   |
| ۱۶        | صدائے دل (نظم)                                                         | جناب حضرت ڈاکٹر جانہ حری                    | ۳۷   |
| ۱۷        | سلور جوبلی نمبر کے متعلق رائیں                                         | مختلف اصحاب کرام                            | ۳۸   |
| ۱۸        | بدقسمت ہمایوں (ڈرامہ)                                                  | جناب لالہ اودھو رام صاحب غنشی فاضل          | ۴۱   |
| ۱۹        | زمزمہ تغزل (نظم)                                                       | جناب پنڈت ملارام صاحب رتن غنشی فاضل         | ۴۶   |
| ۲۰        | سیانجی (افسانہ)                                                        | جناب حکیم کوثر چاند پوری                    | ۴۷   |
| ۲۱        | نظم (سلور جوبلی)                                                       | جناب حضرت دل شاہ چانپوری                    | ۵۷   |
| ۲۲        | رہنمائے تعلیم کا ریڈیو کراس نمبر حکام سررشتہ تعلیم پنجاب کی بارگاہ میں | از سررشتہ تعلیم پنجاب                       | ۵۹   |
| ۲۳        | اصلاح دیہات حقیقی محرک                                                 | از محکمہ اطلاعات                            | ۶۰   |
| ۲۴        | مختلف نوٹ و کارروائیاں                                                 | مختلف اصحاب و سچیدوا                        | ۶۲   |
| ۲۵        | ریونیوز                                                                | = =                                         |      |

# بھاشا کے مسلمان شعرا

## بھاشا اور مسلمان

(پنڈت بال مکند صاحب عرش ملیانی بی۔ اے)

ہندی کا ایک مشہور دوہا مجھے کئی سال سے یاد تھا۔ پچھلے سال کوئٹا کو مدی (KAVITA RAMMUDI) مصنفہ رام نریش ترپاٹھی کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ دوہا عبد الرحیم خاں خاناں کی تصنیف سے ہے۔ وہ دوہا ہندی ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے شاعری میں ایک خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور حقیقت میں محبوب کی آنکھوں کی اس سے اچھی تعریف کسی اور زبان میں ملنی بہت مشکل ہے۔

میں ہلاہل مدھرے سویت سٹیا م رتتار جیٹ مرٹ مجھک مجھک پرت جیہی چتوت اکبار

محبوب کی آنکھوں میں آب حیات زہر اور بادہ گل رنگ بھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا رنگ سفید بھی ہے۔ اُن میں سیاہی بھی ہے اور اُس کے ساتھ لال دُوروں کی جھلک بھی ہے۔ انہیں ایک نظر دیکھ کر ہی ناظر کبھی جی اٹھتا ہے۔ کبھی داعی اجل کو لبیک کہتا ہے اور کبھی مستانہ دار گزرتا پرستار ندانہ مستی کو ظاہر کرتا ہے۔ نف وشر مرتب کی کتنی پاکیزہ مثال ہے جس خیال کا کیسا اچھا نمونہ ہے۔

میں نے عبد الرحیم کا ہندی کا اور کلام پڑھا تو مجھے حیرت ہوئی کہ اس باکمال نے اس زبان میں بھی اپنی مستقل تصانیف چھوڑی ہیں۔ انہی حالات میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں بھاشا کے تمام مسلمان شعرا کے حالات اُردو میں قلمبند کرنے کی کوشش کروں۔ ہندوستان کی بد قسمتی سمجھئے کہ یہاں کے بہت سے اکابرین اُردو اور ہندی کے جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہیں ملکی زبان (LINGUA FRANCA) کے سوا انے اس قدر رنگ کر رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر کچھ اچھا لگنے میں مصروف رہتے ہیں۔ انصاف سے دیکھا جائے تو ادب اُردو کی خدمت میں ہندوؤں نے بخل سے کام نہیں لیا اور بھاشا کی خدمت کرنے میں مسلمان بھی کچھ پیچھے نہیں رہے ہیں۔ حالات زمانہ کے مطابق وہ نوقریں اُردو اور ہندی کی خدمت کرتی چلی آتی ہیں۔ یہ احساس کہ اُردو مسلمان کی ملکیت ہے اور ہندی ہندوؤں کی بذاتِ خود حماقت سے کم نہیں۔ میرے مضمون کا مستقل عنوان بھاشا کے مسلمان شعرا ہے۔ مگر اس تہیدی مضمون میں مجھے یہ دکھانا مقصود ہے کہ بھاشا کے ساتھ مسلمانوں کا آغاز ہی سے کتنا

گہرا تعلق رہا ہے۔ اور وہ اسے کس طرح اپناتے رہے ہیں۔

ہندی بھاشا پر اگر ت سے پیدا ہوئی۔ اور اس کا آغاز شمسہ بکرمی یعنی تقریباً ۱۸۷۵ء عیسوی کے قریب ہوا۔ بھاشا والوں نے ہندی شاعری کے پانچ دور رکھے ہیں اور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً ہر دور میں کوئی نہ کوئی مسلمان شاعر ضرور ایسا ہو گا رہا ہے جس نے بھاشا کو اپنے خیالات کی شکستگی ظاہر کرنے کا ذریعہ بنایا۔

دورِ اول۔۔۔ ۸ بکرمی سے ۱۲۰۰ بکرمی تک ————— چند اور انگ اس دور کے مشہور شاعر ہیں۔

دورِ دوم۔۔۔ ۱۲۰۰ بکرمی سے ۱۵۰۰ بکرمی تک ————— ودیا پتی۔ امیر خسرو۔ کبیر اور گورونانک وغیرہ۔

دورِ سوم۔۔۔ ۱۵۰۰ بکرمی سے ۱۷۰۰ بکرمی تک ————— سوتیلی داس کنگ کیشو داس رَس خان بہاری بھوشن وغیرہ

دورِ چہارم۔۔۔ ۱۷۰۰ بکرمی سے ۱۹۰۰ بکرمی تک ————— گردہر۔ دین دیال۔ نثار۔ لولال۔ ظفر وغیرہ

دورِ پنجم۔۔۔ ۱۹۰۰ بکرمی سے تاحال ————— ہری چند۔ ہابیر پرشاد و ودیدی۔ بھگوان دین۔ سید

امیر علی۔ مصر بندھو۔ میتھلی شرن گپت۔ مقبول احمد پوری وغیرہ

تاریخ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد قاسم۔ محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری نے ہندوستان میں اپنے دفاتر میں ہندی زبان کا استعمال کیا۔ جن گنگو کے ماتحت بہمنی سلطنت کا پہلا وزیر گنگو برہمن تھا جس نے حساب کا دفتر ہندی ہی میں رکھا۔

مغلیہ عہدِ حکومت میں اکبر کے وقت سے بعد کے تقریباً تمام بادشاہ ہندی پر عنایت کی نظر رکھتے آئے۔ اکبر کے زمانے میں اُس کے درباری شعرا میں سے گنگ کوئی ہندی کا ایک نامور شاعر گزرا ہے۔

اکبر کے درباریوں میں سے لودرل نے بھاگوت پُران کا ترجمہ فارسی میں کرنے کے علاوہ ہندی میں بھی کچھ دوسرے لکھے جو زیادہ تر اخلاقیات کے مضمون پر تھے۔ راجہ بیرل نے اپنی طرافت اور بذلہ سخی کا سکہ بسا افغان ہندی کے دوہوں کے ذریعے بٹھایا۔ اسی دورِ حکومت میں کوی رائے (ملک الشعرا) کا خطاب

وضع کیا گیا جو اورنگ زیب کے عہد میں بھی اس کے شعر و شاعری اور فنون لطیفہ سے متاثر ہونے کے باوجود جاری رہا۔ فیضی فارسی کا زبردست شاعر اور ادیب ہونے کے علاوہ بھاشا کا شاعر بھی ہوا ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ ادبیات ہندی مصنفہ الف۔ ای۔ کی ایم اے بزبان انگریزی صفحہ ۲۶)

عبدالرحیم خانخاناں جو بیرم خان کالڑکا اور اکبری نوہتوں میں سے ایک تھا۔ ہندی بھاشا کا ایک مشہور شاعر ہونے کے علاوہ شاعر نواز بھی ہوا ہے۔

اسی طرح جہانگیر اور شاہجہان کے زمانہ میں بھاشا کے شعرا کے ساتھ نہایت اچھا سلوک روا رکھا گیا۔

اور ان کی ہر طریق سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ داراشکوہ کے پاس تو ہندی شعرا کا جھگٹ رہتا تھا۔ اورنگ زیب کا لڑکا شہزادہ معظم بھی ہندی کا دلدادہ تھا۔ عالم اُسی کے پروردوں میں سے ایک ہندی کا شاعر ہوا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے جہاں فارسی شعر کا احترام اور ان کی پرورش زرد مال سے کی ہے۔ وہاں انہوں نے ہندی کے شعرا کے ساتھ بھی اپنی خسروانہ عنایات کو وابستہ رکھا ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں جو باکمال ہندی شاعر پیدا ہوئے ان کی مثال بعد میں آج تک نہ مل سکی۔

بھاشا کے مسلمان شعرا میں قدامت کا فخر امیر خسرو کو حاصل ہے۔ بھاشا کے شعرا کا کوئی تذکرہ امیر خسرو کے حالات سے غالی نہیں۔ ان کی خالق باری کے اشعار تو زبان زد عوام ہیں۔ اس میں انہوں نے فارسی، عربی اور ترکی الفاظ کے ہندی مترادف بنائے ہیں۔ مثلاً

بیابادر۔ آدرے بھائی      بنشین مادر۔ بیٹھ ری مائی

موش چوہا گر بہائی مار ناگ      سوزن و رشتہ ہندی سوئی تاگ

اس کے علاوہ انہوں نے ہندی کے دوہے۔ دوہے۔ پھیلیاں۔ مگر نیاں اور فارسی اور ہندی کے مخلوط دوہے بہت لکھے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱۲۱۶ بکری تا ۱۲۸۶ بکری) خسرو کے زمانے میں بھی مسلمان بھاشا سے محبت رکھتے تھے۔ اور اس میں شعر کہنا باعث فخر خیال کرتے تھے۔ ذیل میں بھاشا کے ان شاعروں کی فہرست دی جاتی ہے۔ جو صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔ ان کے مقابل میں ان کی تصنیف کا نام بھی درج ہے۔

(۹) عبدالرحمن - لیک شتک

(۱۰) جلیل - متفرق

(۱۱) یعقوب خان - رسک پیریہ کی ٹیکا

(۱۲) ذوالفقار - ست سنی کی ٹیکا

(۱۳) انور خان - انور چندر کا

(۱۴) پیر بی بیمن - انیکار تھ نام مالا

(۱۵) اعظم - بکھ بکھ

(۱۶) سید کلاب نبی - رس پروردہ۔ انگ درپن

(۱) امیر خسرو - متفرق

(۲) ملک محمد جاشی - پیدماوت۔ اکھراوٹ۔ بارہ ماسہ

(۳) اکبر - متفرق

(۴) قادر بخش - متفرق

(۵) عبدالرحیم - ست سنی و متفرق

(۶) مبارک - الگ شتک۔ نل شتک

(۷) احمد - ویدانت کومتا

(۸) وہاب - بارہ ماسہ

|                                                               |                         |
|---------------------------------------------------------------|-------------------------|
| (۲۱) رس خان - پریم بالکا                                      | (۱۷) طالب علی - بکھ شکھ |
| (۲۲) رس لین - انگ دپن - رس پر بودھ                            | ۱۸ نبی - متفرق          |
| (۲۳) سید امیر علی میر - (دور حاضر کے شاعریں) پورے             | ۱۹ عالم - متفرق         |
| کابیاہ منی دپن کی بھاشا لیکا اور سدا چاری بالک (متفرق مجموعہ) | ۲۰ عثمان - چتر ادلی     |

اس کے علاوہ بہادر شاہ ظفر کا بہت سا ہندی کا کلام ان کے کلیات میں موجود ہے۔

حضرت امین الدین وارثی اور ان کے تلامذہ میں سید مقبول حسین احمد پوری دور حاضر کے ہندی کے بہترین شاعروں میں سے ہیں۔ مؤخر الذکر حضرت کا ہندی کلام تو اردو کے تقریباً تمام اچھے رسالوں میں فارسی رسم الخط میں شائع ہوتا ہے۔ آغا شمر مرحوم بھاشا کے نہایت اچھے فاضل تھے۔ اور اس زبان کی نظم و نثر پر انہیں پوری قدرت حاصل تھی۔ رئیس المنقرضین مولانا حسرت موہانی بھی ہندی میں کہتے ہیں۔ جب سے اردو میں گیت لکھنے کا رواج ہوا ہے۔ بہت سے مسلمان حضرات ہندی کے گیت لکھ رہے ہیں۔ جن میں مولانا دقار انبالوی اور خان صاحب حفیظ جالندھری بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ بہت سے شعرا ہندی کے الفاظ خوش اسلوبی سے استعمال کرتے ہیں۔ مولانا عالی پانی پتی اس بارے میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے

مردوں میں ست والے تھے جو ست بیٹھے اپنا کب سے کھو

دُنیا میں اے ستون متولے دے کے اب ست تم سے ہے  
اقبال کے کلام میں فارسی کا زور ہے۔ مگر اس نے اپدیشک۔ موہ۔ پیت۔ شانتی۔ بھگت وغیرہ الفاظ با موقع استعمال کئے ہیں۔ حضرت آغا شاعر قزلباش دہلوی کے مندرجہ ذیل شعر صاف ظاہر کرتے ہیں کہ بھاشا کے الفاظ اپنی شیرینی اور جلالت کی وجہ سے ان کے کلام میں بھی موجود ہیں۔

جب کالی گھٹائیں گھرتی ہیں اور برکھانیر بہاتی ہے  
جس جن کے پتی ہیں گھر اپنے ہکھیاں خوش خوش گاتی ہیں  
اے یتیم پیارے کہاں ہو تم یہ برما آہ سنا تی ہے  
یاں مجھ کو اکیلے پن سے بیاؤں فید نہیں اب آتی ہے  
کیا سادوں کا ہی ذکر کروں یہ بھادوں بھی تو سیت چلا  
تم جان میری کس دیس گئے کیوں کوئی خبر نہیں آتی ہے  
ساغر اکب آبادی اور منظر صدیقی کے کلام میں بسا اوقات ہندی کے الفاظ بڑی فراوانی سے آتے ہیں۔

اور اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے اس صنف میں خوب داد سخن دی ہے۔

اردو کے شعراے متقدمین کے کلام میں بھی جا بجا ہندی الفاظ آئے ہیں۔ جن کی مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

ولی مست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن  
تجھ تجھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا  
مجھ کو ہوا ہے معلوم لے مست جا رہی  
تجھ انگھڑیاں کے دیکھے عالم خراب ہوگا  
سینہ میں اب محشر تلک کو نین کو بسر لے وہ  
جو تجھ نین کے جام سوں نے پی کے متوالا ہوا  
ہوا ہے سیر کا مشتاق بیتابی سوں میں میرا  
چمن موں آج آیا ہے - مگر گل پیروں میرا  
مبارک شاہ آبرو نین سے نین جب ملائے عیا  
دل کے اندر میرے سائے گیا  
اپنا جمال آبروں کو ٹکے کھاؤ آج  
مدت سے آرزو ہے درس کی بچاڑ گوں  
قامت کا سب جگت میں بالا ہوا ہے نام  
قد اس قدر بلند تمہارا رسا ہوا  
شاکر ناجی - اگر ہو وہ بیت ہندو کبھو اشتان کو ننگا  
بھنور میں دیکھ کر جتنا اُسے غوطہ میں جالنگا

مہراں کے روبرو سورج لکھی کا پھول

شاہ حاتم - حق میں عاشق کے تجھ بہاں کا بچن  
قند ہے نیشکر ہے شکر ہے  
زندگی دریدہ ہوئی حاتم  
کب لے گا مجھے پیسا میرا  
میر تقی دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے  
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا  
سودا - محبت کے کروں بچ بل کی میں تعریف کیا یارو  
ستم پر بت ہو تو اُس کو اٹھالیتا ہے جوں رائی  
نہیں ہے گھر کوئی ایسا جہاں اس کو نہ دیکھا ہو  
کہنیل سے نہیں کم کچھ ضم میرا وہ ہر جائی  
ترکش الینڈ سینہ عالم کا چھان مارا  
مگر گل نے تیرے پیارے ارجن کا بان مارا  
جرات - جا دو ہے نگہ چھب ہے غضب تہر ہے لکھڑا  
اور قد ہے قیامت { مستزاد  
غارت گزریں وہ بُت کافر ہے سراپا  
اللہ کی قدرت

انشاء اے عشق اجی آؤ مہاراجوں کے راجہ - ڈنڈوت ہے تم کو

کر بیٹھے ہو تم لاکھوں کروڑوں ہی کے سر چٹ - اک آن میں جھٹ پٹ

ناسخ - جلاؤ غیروں کو جو مجھ سے گرمیاں کر کے تمہارے کوچے میں تیار ایک سرگھٹ ہو

یہ کہنے کی گنجائش بہت کم ہے کہ اردو کے شعرا نے ہندی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا - البتہ ایک بات برو

انصاف کہی جاسکتی ہے کہ فارسی کے اثر سے اردو میں وہی تیمحات اور استعارے کثرت سے داخل ہو گئے۔

جو بذات خود فارسی میں ہیں بیہیم اور ارجن کی جگہ رستم و اسفندیار نے لے لی - ہمالہ اور شوالک کی جگہ

بیسنوں اور لونڈیم گئے - گنگا اور جہنا کی جگہ دجلہ اور فرات بہنے لگے۔

ناگ اور بھونرے کی جگہ بنفشہ اور سنبل نے لے لی - مرگ نین کی جگہ آہو چشم کا استعمال ہوا - کنول کے

پھول سے محبوب کی آنکھ کی تشبیہ عطا ہو گئی۔ ہنسی کی چال کی جگہ فتنہ قیامت اور خروم محشر متعل ہو گئے۔  
استعارہ در استعارہ اور تشبیہ در تشبیہ کے استعمال نے اُردو میں غراق و غلو کا عیب بڑی حد تک پیدا کیا۔  
اگر اب بھی اس بابے میں بھاشا کی پیروی کی جائے۔ تو اُردو کا یہ عیب رفع ہو سکتا ہے۔  
مولانا آزاد نے آپ جیات میں ایک جگہ کیا خوب لکھا ہے۔

بھاشا کا فصیح استعارہ کی طرف بھول کر سبھی قدم نہیں رکھتا۔ جو جو لطف آنکھوں سے دیکھتا ہے اور جن خوش  
آوازیوں کو سنتا ہے۔ یا جن خوشبوؤں کو سونگھتا ہے۔ انہی کو اپنی میٹھی زبان سے بے تکلف بے مبالغہ صاف  
صاف کہہ دیتا ہے۔“

میری ناقص رائے میں وہ حضرات جو ہندی کے عام فہم الفاظ کو بھی اُردو میں استعمال کرنا لگنا سمجھتے ہیں زبان اور  
ملک کی خدمت گزاری نہیں کرتے بلکہ اختلاف و تفریق کی خلیج کو اور وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ اگر پریتیم۔ پریم۔ پریا۔  
سکھی۔ درشن۔ من۔ جگت۔ دیس۔ بھو بھا۔ کامنا۔ سُندر۔ چھب۔ منوہر۔ لاج۔ پیت۔ بچن۔ آکاس۔ امبر۔  
دھرتی اور اسی قسم کے الفاظ کو رواج دیا جائے۔ تو یہ اُردو زبان کا جزو لایفکاب بن سکتے ہیں اور کوئی ضائع  
عام فہم نہ ہونے کا گلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ عربی اور فارسی کی مشکل سے مشکل تراکیب ان حضرات  
کے نزدیک صحیح اُردو ہیں۔ اور بھاشا کا ایک سادہ اور خوبصورت لفظ بھی غیر فصیح۔

اس مضمون میں میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمانوں نے روزِ اوّل سے ہندی کو اپنا بایا ہے۔  
بعض ہندوؤں کا یہ قول کہ مسلمانوں کو بھاشا سے نفرت ہے۔ صداقت پر مبنی نہیں۔ ہندوستان کی زبان ایک کرینے  
لئے یہ ضروری ہے کہ اُردو میں سے فارسی کا عنصر اور ہندی میں سے خالص سنسکرت کا عنصر حتیٰ الامکان  
خارج کر دیا جائے۔ تاکہ ایک عام فہم اور سادہ زبان پیدا ہو سکے۔ یہ صرف باتیں بنانے ہی سے نہیں ہو سکتا۔  
بلکہ عملی طور پر ہر ادیب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت محسوس کرنی چاہئے۔

اس مضمون کی آئندہ قسط امیر خسرو ہوگی۔ جس میں اُن کے حالاتِ زندگی اور بھاشا کا کلام پیش کیا جائیگا  
دویرِ حاضرہ کے بہت سے مسلمان حضرات کے نام جو بھاشا میں مادی سخن دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ میں  
ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اپنے حالات اور کلام مجھے ارسال فرمائیں۔ تاکہ میں انہیں اس سلسلہ مفید  
میں شامل کر سکوں۔ اس مضمون کے متعلق کوئی تاریخی یا ادبی واقفیت جو مجھے موصول ہوگی۔ شکریہ کے ساتھ  
قبول کی جائیگی۔ میں اپنے دوست پنڈت مکھن لال شاستری کا خاص طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ  
مضمون لکھنے کی تحریک کی ہے۔ اور مجھے مستقل طور پر مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ محترمی حضرت ابراہیم  
بھی اگر ملقت ہوں تو زہت نصیب!

(باقی باقی)

# اتحاد

(از حضرت دعا ڈباثوی)

اے اتحاد خلق میں تو نیک نام ہے تیرے ہی دم قدم سے جہاں کا نظام ہے  
ایک ایک کی نظر میں بڑا احترام ہے تیرا پیام فتح و ظفر کا پیغام ہے  
تیرے بغیر کام کوئی خوشنما نہیں  
جینا تو کیا کہ مرنے میں بھی کچھ مزا نہیں

ہر کام اتحاد سے ہوتا ہے رونما دنیا میں اتحاد سبب ہے فلاح کا  
بر باد وہ ہوا جو کوئی اس سے پھر گیا دو لو جہاں میں اُس کا ٹھکانا نہیں رہا  
بیکس کا دستگیر میوں کا یار ہے  
دنیا سے ارتقا کا یہ پروردگار ہے

عالم میں اتحاد کے دم سے ہے روشنی مرہون اتحاد ہماری ہے زندگی  
جنتک ہے جسم و روح کی آپس میں دوستی بیکا بشر کا بال ہو ممکن نہیں کبھی  
دنیا میں اتحاد سبب ہے حیات کا  
دولہا کے دم کے ساتھ مزا ہے برات کا

نقطوں کے اتحاد سے بنتے ہیں ف سب حرفوں کا اتحاد ہے الفاظ کا سبب  
جب لفظ مل گئے تو مرتب ہوا ادب جس میں ادب نہیں ہے وہ انسان ہی کب  
خلق خدا امان میں ہے اتحاد سے  
انسانیت جہاں میں ہے اتحاد سے

قوموں نے اس کے فیض سے پائیں تم قیاں عالم میں اس کے نام کا چرچا نہیں کہاں



ہے اتحاد ہی سبب رونقِ جہاں اس کی زمیں کو لوگ سمجھتے ہیں آسمان  
جھوٹ اس میں نام کو نہیں خالق گواہ ہے  
بہکے ہوئے کے واسطے یہ خضرِ راہ ہے

اُونچا ہے لامرکاں سے بھی ایوانِ اتحاد ہر شخص ہے جہاں میں شناخو این اتحاد  
مغلوب ہے خدا کو وہ ہے شانِ اتحاد کیا شانِ اتحاد ہے قربانِ اتحاد

تو بار امتحان کیا آزمایا  
گرتے ہوئے کو اس نے زمیں سے اٹھالیا

وہ دن بھی تھے کہ ہم میں کبھی اتحاد تھا ڈنکا ہمارے نام کا بجتا تھا جا بجا  
جس پر نگاہ پڑ گئی وہ کا پنپنے لگا سینے میں ہر بشر کے کلیجہ تھا شیر کا  
جو ہر بہادری کے جہاں کو دکھا دینے

اُٹھتے نہ تھے قدم جہاں اپنے جمائے

آرام سے گذرتی تھی دُنیا میں زندگی آپس میں میل جول تھا کچھ فکر ہی نہ تھی  
جس دن سے اتحاد سے کی ہم نے رُکشی ہندوستان کی شکل ہی بالکل بدل گئی

بغض و عناد سے ہمیں اب کام رہ گیا

وہ شان ختم ہو گئی بس نام رہ گیا

اے اہل ہند خواب ہی میں کیا ہو گئے تم غیروں کے ظلم و جور کہاں تک سہو گے تم  
ناسازگار لہروں میں کتنا بہو گے تم انسان اپنے آپ کو اب بھی کہو گے تم

ہندو کہیں کے ہیں نہ مسلمان کہیں کے ہیں

دونو یہیں رہیں گے یہ دونو یہیں کے ہیں

# فیضانِ آرزو

ذیل میں مولانا آرزو لکھنوی مدظلہ کی وہ اصلاحات جو انہوں نے میرے کلام پر فرمائی ہیں بنظرِ افادہ عام درج کرتا ہوں تاکہ میرے علاوہ دیگر ضرورت مند شائقینِ ادب بھی مستفید ہو سکیں۔

شعر۔ سحر کے وقت کسی پُر بہار وادی میں      نگہ کو ملتی ہے سبزہ سے کیا طراوت دیکھ!

اصلاح۔ سحر کے وقت \_\_\_\_\_ الخ      نگاہ پاتی ہے \_\_\_\_\_ دیکھ!

شعر۔ تو دیکھنا ہوا چہروں کو جھینپنا کیوں ہے      ہے دیکھنے کے لئے یاں ہر ایک صورت دیکھ!

اصلاح۔ تو \_\_\_\_\_ جھینپنا کیوں ہے      ہے دیکھنے ہی کے لائق ہر ایک صورت دیکھ!

توجیہ۔ "جھینپنے" میں (ن) جہلا کے لچہ میں ہے۔ ثقات اس سے محترز رہتے ہیں ۱۲

شعر۔ سدا سے ڈھونڈ رہا ہے تو جس کو جلوت میں      ہے تیرے گوشہ دل میں اُسی کی خلوت دیکھ!

اصلاح۔ سدا سے ڈھونڈ رہا ہے جسکو جلوت میں      ہے \_\_\_\_\_ الخ

توجیہ۔ "تو" کی داوِ معروف کا اسقاط اچھا نہیں۔ "سدا" کے متعلق مولانا فرماتے ہیں۔

کہ سدا متاخرین کے نزدیک قابلِ ترک ہے مگر میں اسے زبانِ پر ظلم سمجھتا ہوں ۱۲

شعر۔ صبا کی چھٹے یہ دیمے دیمے راگ گاتے ہیں      مجھے ہر برگِ سوسن کی اک زباں معلوم ہوتی ہے

اصلاح۔ صبا کی چھٹے میٹھے سُروں میں راگ گاتی ہے      مجھے سوسن کی ہر پتی زباں معلوم ہوتی ہے

شعر۔ تری ہر بات میر گوش تک پہنچاتی ہے لاکر      مجھے بادِ صبا کچھ مہرباں معلوم ہوتی ہے

اصلاح۔ تری ہر بات میر کان تک \_\_\_\_\_ الخ      مجھے \_\_\_\_\_ ہے

توجیہ۔ "گوش" بلا ترکیب فارسی فصیح نہیں۔

شعر۔ عُدو ہی جانتے ہیں جن سے نمِ خلوت میں کھلتے ہو

تمہارے دل کی بات ہم کو کہاں معلوم ہوتی ہے

مولانا نے اس شعر کو "بد مذاق" فرما کر کاٹ دیا تھا۔ نیز مصرعہ ثانی میں ہم کو کی (ہ) بھی گرتی تھی جس مصرع بھی ناموزوں رہ گیا تھا میں نے دوبارہ اس شعر کو یوں صحیح کیا ہے۔

عُدو ہی جانتے ہیں جن سے تم سب داڑھتے ہو      تمہاری بات اب ہم کو کہاں معلوم ہوتی ہے

حکیم کلچیس کرنا لی تلمیذ مولانا آرزو لکھنوی مدظلہ

# ایک عربی شاہکار

(از جناب صادق النخیری دہلوی)

شاعر کا رخسار سلطنت آسمانی پر پوری تابانی سے حکومت کر رہا تھا۔ چاندنی رات تھی اور اس کی پیمیدی آسمان کے تاروں کو چھپائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ میں نے ایسی روشن راتیں شاید ہی کبھی دیکھی ہوں! رات ایسی چمک رہی تھی کہ ثاقب بھی اپنے موتیوں کو پروے اور کوئی اپنا گشودہ موتی بھی ریت میں سے تلاش کرے۔۔۔۔۔ صحرا کا ذرہ ذرہ اپنے حُسنِ شرارِ فشاں کی نمائش کر رہا تھا۔

میں صحرائی قبرستان میں اپنے خیالات میں غرق ٹوٹی پھوٹی قبروں اور شکستہ مزاروں کو دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ ادھر سے ادھر ہل رہا تھا۔۔۔۔۔

میں نے انسانی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالی۔۔۔۔۔ وہ کتنا مغرور ہے! اپنے آپ کو کس قدر عظیم المرتبت اور دوسروں سے بلند سمجھتا ہے! وہ اپنی طاقت کے دعوے میں کس قدر مبالغہ کرتا ہے! اور اس کی خواہشات کی تکمیل کس قدر بے باکانہ ہوتی ہے! موت سے بالکل بے پروا ہو کر!

وہ اپنا سر غور سے اس قدر بلند کرتا ہے گویا اس کی ناک آسمان میں سوراخ کر دیگی لیکن۔۔۔۔۔ موت دفعۃً اس کی ناک زگرڈ دیتی ہے اور اس کے غرور و تکبر کو ہمیشہ کے لئے قبر میں سُلا دیتی ہے! میں تفکرات میں کھویا ہوا اُسی طرح براہِ چلنا رہا کہ۔۔۔۔۔ دفعۃً مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی شاعر کی روح میرے کان میں کہہ رہی ہے۔۔۔۔۔

آپ نے قدم ہلکے کر دے!۔۔۔۔۔ جسے تو صحرائی ریت سمجھتا ہے حقیقتاً یہ بنی نوع انسان کے جسم سے پیدا شدہ ذرات ہیں!۔۔۔۔۔

اگرچہ صدیاں گزر گئیں مگر پھر بھی ہمیں انکا احترام لازمی ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے آباؤ اجداد تھے۔ چل! جس قدر آہستہ ہو سکے۔۔۔۔۔ بلکہ۔۔۔۔۔ ہوا میں۔۔۔۔۔ اور اگر تو کہ نہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ۔۔۔۔۔ کیا تیری غیرت مُردہ ہڈیوں کے چورے پر چلنا گوارا کرے گی؟

ندامت سے سری پیشانی تر ہو گئی اور میں بالکل آہستہ آہستہ چلنے لگا۔۔۔۔۔

موت نے انکو قبر کی تاریکی میں پہنچا دیا اور اس گہرائی میں اب سوائے بوسیدہ اور پسی ہوئی ہڈیوں کے کچھ نہیں لیکن پھر بھی — ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ .....  
 ان میں محبت کے وہ پردے شامل ہیں جنہوں نے محبوب کے تبسم کی شیرینی کے واسطے کوثر کی شیرینی کو قربان کر دیا —  
 مگر اب وہ صحرائی ریت میں غبار بن کر رہ گئے اور انکے چمکدار موتی جیسے دانت سنگریزوں اور کنکروں میں مل جل گئے ..... —

(۲)

ان قبروں میں —  
 ہڈیاں ہیں — پسی ہوئی، چوڑا چورا ..... —

—————

## تیسری بار

جب رات کی خاموش فضا میں :-  
 تارے آپس میں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں -  
 چاند اپنے بیقرار دل کو سینے کی سرد صند و قچی میں بند کئے دیے پاؤں مشرق سے مغرب کی طرف بھاگ جاتا ہے  
 ہوا کے سرد سرد جھونکے دن کے تھکے ماندے پودوں کو تھپک تھپک کر سلاتے ہیں -  
 عرویں شب اس کے نایاب ہوتیوں سے نوزائلاں چین عالم کے دامن بھرنے میں مصروف ہوتی ہے -  
 دماغ کی سلطنت پر دل کی حکومت ہوتی ہے -  
 ملکہ نیند کا ہر چہار اطراف عالم پر مکمل تسلط ہوتا ہے -  
 غرضیکہ جب دنیا میں کامل سکون ہوتا ہے - اور عالم کے ذرے پر مہر خاموشی ثبت ہو جاتی ہے - تو ٹھیک اس وقت ... بلکہ عین اسی وقت

میرے دل میں تیرا خیال آنکھوں میں نیری تصویر اور زبان پر تیری یاد ہوتی ہے - یس یہ کیوں؟  
 اسی کی تحقیق میں تو میں دن رات تڑپ رہا ہوں -

کہ

دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ تو مجھے یاد آتا ہے "سرخ ریشم کے جعبے کی طرح"

# رہنمائے تعلیم کا ریکر اس نمبر مغز معاصرین کے دیباچے میں

ماسٹر جگت سنگھ رہنمائے تعلیم کے مالک ایڈیٹر ان لوگوں میں سے ہیں جو کامیابی کی جستجو صرف سعی و عمل میں کرتے ہیں اور جب تک مقصود حاصل نہ ہو جائے چین سے نہیں بیٹھتے۔ یوں تو سرزمین پنجاب کا ہر فرد اس باب میں ہمارے صوبہ کے لوگوں سے ممتاز نظر آتا ہے لیکن ماسٹر صاحب موصوف اس غم مردانہ میں جو غیر معمولی خصوصیت رکھتے ہیں وہ بہت زیادہ واضح و روشن ہے۔ اس سے قبل انہوں نے اپنے رسالہ کا جو پہلی نمبر نکال کر اپنی قوت عمل کا جو زبردست ثبوت دیا تھا اس کی مزید توثیق اب ریکر اس نمبر سے کی گئی ہے۔ جو اس موضوع پر اپنی جامعیت کے لحاظ سے اردو زبان میں بالکل پہلی چیز ہے۔ وہ حضرات جو اس موضوع سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لئے یہ اشاعت از بس مفید و دلچسپ ہے۔

نکار می ۱۹۳۵ء

## رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کے خاص نمبر

”کمال“ کو اپنے اظہار کے لئے موقع حالات اور فضا تلاش کرنے کی حاجت نہیں ہوا کرتی۔ اس کی مثال رہنمائے تعلیم کے تین گواں قدر خاص نمبروں کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ دنیا کئی سال سے اقتصاد ہی بد حالی کی مشاکی سے۔ لیکن میدان صحافت کا شہسوار وقت اور مصلحت بے نیاز ہو کر میدان میں کود پڑا ہے، کاروباری دنیا اسے ماسٹر جگت سنگھ صاحب مالک سالہ رہنمائے تعلیم کی ناعاقبت اندیشیوں سے تعبیر کر رہی ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ فدا نے آپ کو جذبہ خدمت علم و ادب کے لئے۔ سے ایسا سرشار کر رکھا ہے کہ آپ نے اپنے ذاتی مفاد کی طرف سے آنکھیں بند کر کے ایک ناعاقبت اندیشی کا جواب دوسری سے دے رہے ہیں اور دوسری کا تیسری سے ۱۹۳۵ء میں رہنمائے تعلیم کا جو پہلی نمبر شائع کیا جو ساڑھے سات سو صفحات کے قریب ضخیم تھا۔ بالامبالغہ ادب الہ دو میں یہ اپنی شان کی واحد چیز ہے۔ فن صحافت اپنی ماضی سے کوئی ایسی چیز پیش نہیں کر سکتا۔ اس میں علمی ادبی تاریخی تعلیمی اخلاقی فنی۔ زرعی اور تفریحی ہر قسم کے ٹھوس اور بیماری مضامین ہر اہل قلم سے لکھ کر شائع کئے گئے ہیں۔ دیگر بلند پایہ ادبی مضامین کے علاوہ کڈز ٹریننگ کالج۔ فن چھپرہ۔ تعلیم کا اصل درغا۔ تحفہ تعلیم کی ہسٹری۔ پنجاب کی تعلیمی حالت۔ تعلیمی رپورٹ۔ ہمارا تاجی معیار

کیوں گر رہے۔“ ہمارا ذریعہ تعلیم۔“ قدیم ہندوستان میں ہندوؤں کا ذریعہ تعلیم“ تعلیم و تعلم سے متعلق اس نمبر کے خاص مضامین ہیں۔

۱۹۳۴ء میں قسانہ نمبر“ شائع کیا جو پونے پانسو صفحات پر مشتمل ہے اور فسانہ نگاری سے متعلق بہترین معلومات کا حامل اس میں بلند پایہ اصلاحی اخلاقی اور معاشرتی افسانوں کے علاوہ افسانوی پلاٹ کی تعمیر“ فسانہ نگاری کا فسانہ وغیرہ قابل قدر مضامین ہیں۔

۱۹۳۵ء میں تقریباً اتنے ہی حجم کا ریڈ کر اس نمبر“ شائع کیا جو تحریک ریڈ کر اس کی انسٹیٹیوٹیا ہے۔ آپ کے ریڈ کر اس نمبر کا اعلان کرنے کے وقت کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ آپ ایسا شاندار نمبر نکالنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن آپ نے دکھا دیا کہ مضبوط ارادے اور غیر متزلزل استقلال سے ناممکن کو بھی ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ ہر سہ نمبر تعلیم یافتہ طبقہ میں خاص قبولیت کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں کوئی لائبریری ان خاص نمبروں کے بغیر مکمل نہیں کہی جاسکتی۔ دفتر رسالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور سے جو بی نمبر اڑھائی روپے۔ فسانہ نمبر درید کر اس نمبر دو دو روپے میں مل سکتے ہیں۔ “کاروانِ شرق“

## رہنمائے تعلیم (ریڈ کر اس نمبر)

امسال رسالوں کے جتنے سالنامے یا خاص نمبر دفتر زمانہ میں موصول ہوئے ہیں ان میں سب سے زیادہ ضخیم یہی نمبر ہے۔ جو تقریباً پونے پانسو صفحات پر ہفت رنگ ٹائٹل اور چھ بیس فوٹو بلاک اور متعدد فلمی تصویروں اور نقشوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس نمبر میں مختلف نوعیت کے تقریباً ڈیڑھ سو مضامین نظم و نشر جنہیں تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصہ میں ریڈ کر اس کے متعلق نظم و نشر کے مضامین ہیں۔ دوسرے میں حفظانِ صحت، تیسرے حصہ میں ریڈ کر اس سے متعلق دلچسپ ڈرامے اور فلمیں ہیں۔ درحقیقت یہ پورا نمبر صلیبِ احمر کے متعلق ایک قابل قدر مجموعہ معلومات ہے۔ اس کی بعض نظمیں ادبی مضامین، فسانے اور ڈرامے بہت اچھے ہیں۔ قیمت عام ملنے کا پتہ رہنمائے تعلیم لاہور (زمانہ)

## رہنمائے تعلیم لاہور کے دوبارہ نمبر

افسانہ نمبر“ لاہور سے جتنے ادبی رسائل اس وقت شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں رسالہ رہنمائے تعلیم کو ایک خاص نوعیت حاصل ہے۔ یہ رسالہ اپنی ادبی بلند معیاری کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے سرنہ تعلیم

میں پندیر لگا ہوں دیکھا جتنا چسکی وجہ سے برابر ترقی کر رہا ہے رہنمائے تعلیم کے پروپرائٹر جناب ماسٹر بگت سنگھ صاحب ہر سال اس پرچہ کا ایک سالانہ نمبر بہترین مضمون نویسوں کے بلند پایہ مضامین سے آراستہ کر کے شائع کیا کرتے ہیں چنانچہ سال ۱۹۲۲ء کا سالانہ نمبر نہایت ضخیم افسانہ نمبر کے نام سے شائع کیا گیا تھا جس میں بکثرت افسانے اور ادبی مضامین و منظومات کا قابل دید ذخیرہ پیش کیا گیا ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے صحافتی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔

ریڈ کر اس نمبر کے عموماً ادبی و علمی اخبارات و رسائل وغیرہ اپنے سالانہ خاص نمبر افسانہ نمبر وغیرہ شائع کر کے اپنی شہرت کو پائدار بناتے رہتے ہیں۔ مگر جناب بگت سنگھ صاحب کی یہ خصوصیت ہے کہ موجودہ زمانے کے رسم و رواج اور ضروریات کے مطابق اپنے ہر پرچے کے ذریعہ مفید اور کارآمد چیزیں پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سال رہنمائے تعلیم کا ایک خاص نمبر ریڈ کر اس نمبر کے نام سے شائع کیا ہے جس میں اصول حفظان صحت پر علمی و عملی تجربہ کردہ امور محققین اور قابل اشخاص کے قلم سے لکھو اگر بیکلک میں پیش کئے ہیں تاکہ ناظرین پیش کردہ اصول پر عمل درآمد کر کے ہمیشہ تندرست رہیں۔ یہ نمبر عوام کے علاوہ حکمت و ڈاکٹری سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے بھی کارآمد ہے۔ ہم افسانہ نمبر اور ریڈ کر اس نمبر کی کامیابی پر اس کے عالی ہمت جنم دانا کو مبارک باد دیتے ہیں یہ دونوں نمبر دفتر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور سے شائقین حاصل کر سکتے ہیں۔

نگار خانہ لکھنؤ

## تقارنم نباض سخن حضرت رازا حسنی سہسوانی

نارسانا لوں سے کیونکر مدھال جائیگا  
اے دل اس خالی ہو ابدی کیل جائیگا  
ماسوا کیا ہے جو ہم کو ماسوا مل جائیگا  
ڈھونڈنے نکلے تو ہر شے میں خدا مل جائیگا  
ہم دل پر مال غم کو ڈھونڈنے جائیں کہاں  
مل گیا ہو گا جو مٹی میں تو کیا مل جائیگا  
ہے اگر ان سے محبت ہے جتا کر کیا کروں  
کیا جتانے سے محبت کا صلا مل جائیگا  
اُس دور ہے پر جہاں یکجا ہوں گ و زندگی  
تو ملیگا یا ہمیں تیرا پتا مل جائیگا  
فکر کیا ہے بعد میرے ظلم ڈھانیکے لئے  
تم کو تو کوئی نہ کوئی بے خطا مل جائیگا

ہے ریاضت میں ریاضا میں کچھ باطن میں کچھ

راز ان باتوں سے کیا تم کو خدا مل جائیگا

# ۸۵ سالہ کی دنیا

ہمارے بیٹے اور بیٹیوں کو کس قسم کی دنیا وراثت میں ملے گی؟ ہم خود اپنی باقی ماندہ زندگی میں کیا کیا عجیب و غریب نئی نئی ایجادیں اور اختراعیں دیکھینگے؟ دنیا آج سے ۴۰-۵۰ یا ۶۰ سال بعد کیا سے کیا ہو جائے گی؟

زمانہ مستقبل میں جھانکنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ خیال کیا جاتا ہے۔ دیگر امور کے گما فوں کی طرح انسانی ترقی کا بھی گراف کھینچا جاسکتا ہے۔ اور اگر اس گراف کو غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس کی بکیر اوجھی ہوتی جاتی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا ترقی کر رہی ہے۔

آج ہم بجلی کی روشنی کو پیدا کر کے اپنے آپ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ اور اسے اپنی تہذیب کے لئے سب سے زیادہ ضروری شے سمجھتے ہیں۔ اور شاید موجودہ زمانہ میں یہ ہے بھی سب سے زیادہ ضروری لیکن یاد رہے کہ جو رقم با سامان ہم اس روشنی پر خرچ کرتے ہیں اس کا صرف پانچ فیصد ہی عوامانہ ملتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر آپ اپنے گھر کو روشن کرنے میں سو روپیہ خرچ کرتے ہیں تو آپ کو صرف پانچ روپیہ کی روشنی ملتی ہے۔ اور باقی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن ساٹھ سال کے بعد دنیا اس غیر تسلی بخش طریقہ کو ہرگز پسند نہ کرے گی۔ اور سو روپیہ خرچ کر کے اس کا پورا معاوضہ ملنے لگے گی۔ اور صرف یہی تبدیلی دنیا کو کچھ سے کچھ بتا دے گی۔ غور کیجئے کہ اس تبدیلی سے ہمارے آرام و آسائش میں کتنی آسودگی آجائے گی۔

ترقی کی دوسری شاہراہ انسان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ زیادہ جلدی پہنچنے کا شوق ہے۔ جو اُن زمانہ گزرتا جاتا ہے۔ نئے نئے سامان سفر پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً پیدل چلنے سے ترقی کر کے ٹرانگہ وغیرہ بنے۔ ٹرانگہ سے موٹر اور ریل گاڑیاں اور اب ریل گاڑیوں سے آگے نکل کر جہاز بن گئے ہیں جن کی معمولی رفتار سو میل فی گھنٹہ ہے۔ لیکن وقت آنے والا ہے۔ کہ جب اس رفتار میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ وہ خاص جہاز جو مختلف دوڑوں میں چلانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اُن کی رفتار چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کسی صورت میں کم نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ان ہوا بانوں نے ایک ہزار فی گھنٹہ کی رفتار کو اپنا نصب العین مقرر کیا ہوا ہے۔ اور وقت آنے پر اس رفتار کا حامل کر لینا بالکل اعلیٰ ہے ان وجوہات سے زمانہ مستقبل کے انسان کے لئے وقت کا کھونا ایک ناقابل برداشت امر ہوگا۔ اور وہ



ہر کام کو عادتاً جلدی کرنے کا شائق ہو گا۔ ذرا اُن کروڑوں پونڈوں کی رقم کی جانب غور کیجئے کہ جو ہر سال بوجہ سست رفتاری کے یا ایک جہاز کے دھند اور غبار میں پھنس جانے سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس کا دوبارہ کی بے ترتیبی کی جانب بھی دیکھئے کہ جس کی وجہ سست رفتاری ہو۔ ہمارے لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے اس خرابی کا بخوبی انتظام کرینگے۔ دھند اور غبار زائہ ماضی کی چیزیں بن جائیں گی اور مختلف موسموں پر بھی قابو پا لیا جائیگا۔

بے شمار زمین دوزنگی کو چے بن جائینگے اور وہاں پر ایسی ہی صاف روشنی ہوگی جیسی کہ سورج کی روشنی ہوتی ہے۔ اور ان زمین دوز سرکوں پر موٹریں اور گاڑیاں اُسی طرح بھاگتی پھرن گی جیسی آج ہماری معمولی سرکوں پر۔

آجکل ہوائی جہازوں کے اُترنے کے لئے شہر سے باہر بڑے وسیع میدان کی ضرورت ہے لیکن کچھ وقت گزر جانے پر ایسا انتظام ہو جائیگا کہ جہاز شہر کے عین وسط میں اُترنے کیلئے اور مکمل ہے کہ مکانوں کی چھتوں پر بھی یہ انتظام ہو جائے۔

پیرس اور لندن کے درمیان ایسی ٹرنگ جس کا اکثر اوقات اخبارات میں تذکرہ پڑھتے ہیں بن جائیگی۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہر روز پیرس سے لندن اور لندن سے پیرس تک آیا جاتا کرینگے۔

ٹیلیوژن (TELEVISION) یعنی وہ آلہ جس سے ہزاروں میل سے دیکھ سکتے ہیں۔ اتنا ہی رواج پذیر ہو جائیگا جتنا کہ آجکل ریڈیو ہے۔ اور ریڈیو کی بھی سُن لیجئے۔ ۶۰ سال کے بعد ہمارے بیٹے اور بیٹیاں چھوٹے چھوٹے ریڈیو کے آسے اور کھلونے جیب میں ڈالے پھرینگے۔ اور ہم لوگوں کی پسماندگی پر کھلی اُڑایا کرینگے۔

اس شور کا کیا بنے گا کہ جو آجکل ہمیں اتنا تنگ کرتا ہے! بے شک زمانہ مستقبل کا انسان اس شور و غوغا پر بھی غلبہ حاصل کر لیگا۔ اور خاص طور پر بڑے بنے ہوئے فرش اس تمام شور و غوغا کا خاتمہ کر دیں گے۔

آج کل ہم ۵ سال پیشتر کے مقابلہ میں کہیں زیادہ جلدی سمجھتے اور عمل پیرا ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ حالت تبدیل ہو جائے گی۔ سینکڑوں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرنے اور منٹوں کے اندر ہزاروں میل کے فاصلہ سے گفتگو کرنے کا عادی ہونے کے سبب زمانہ مستقبل کے انسان کے لئے ہر وہ شے ناقابل برداشت ہوگی جس میں زیادہ وقت لگے۔ اس امر پر بھی

شک ہے کہ آیا ہم اپنے کھانا کھانے پر بھی چند منٹ سے زیادہ وقت خرچ کر سکیں گے؟ خوراک کا جوہر نکال کر اُس کی چھوٹی چھوٹی گولیاں یا ٹکیاں بنا دی جائیں گی۔ اور لوگ انہیں اپنی جیبوں میں لئے پھریں گے۔

وقت بچانے کی خاطر جب آدمی سویا ہوا ہوگا تو بذریعہ بجلی اُس کی مائش کر دی جائیگی تاکہ ٹیوی سی نیند سے ہی اُس کی تکان جلد اُتر جائے اور وہ پھر کام کرنے لگے گا الامم ٹائم میں کی جائے بجلی کے سنگن لے لینگے۔ بیدار ہونے پر ایک بٹن دبانے سے دُنیا کی تمام خبریں اُس کی دیوار پر خود بخود لکھی جائیں گی۔ اس کے بعد وہ اپنے ٹیلوین کے پردہ پر نظر ڈالے گا۔ اور فوراً دیکھ لیگا کہ دُنیا کے مختلف حصص میں کیا کچھ ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ لباس پہنے گا۔ لیکن اُس کا لباس ہمارے لباس سے کھانا سے گرم کر دیا جائیگا موسم سرما کا استقبال کے انسان کو ذرا بھی ڈرنہ ہوگا۔ کیونکہ سردی کے موسم میں سوج کی روشنی اور گرمی کو خاص قسم کے آلات سے مختلف مقامات پر اکٹھا کر دیا جائیگا۔ اور وہ گرمی مختلف رقبوں کو اتنا گرم رکھے گی۔ جتنی کہ ضرورت ہوگی۔ اپنے دفتر کو جلتے ہوئے آدمی ایسی موٹر کا استعمال کریگا جس کو چلانے کے لئے اور گرم کرنے کے لئے صرف بجلی ہی صرف ہوگی۔ موٹر چلتے ہوئے راستہ میں ہی وہ اپنے دفتر کے کلرک سے کہہ کر اُس وقت دفتر میں ہوگا بذریعہ ریڈیو گفتگو کریگا۔ اور دفتر پہنچنے سے پہلے اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہاں پہنچ کر اُس نے کیا کیا کام کرنا ہے؟

مندرجہ بالا تہذیبیاں تو آدمی کے کام کاج اور عادت میں آجائیں گی۔ لیکن عورتوں میں کون کون سی تبدیلی رو پذیر ہوگی؟ اول عورت کے پیٹ میں ہی پہچان لیا جائیگا۔ کہ اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ دوم گھروں میں کھانا کھانے کا طریقہ بالکل مفقود ہو جائیگا۔ کھانا صرف ہوٹلوں میں ہی پکایا جائیگا اور جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ کھانے کا جوہر تیار ہوگا۔ خود بخود مشینیں گھر کا کام کاج کر لیں گی۔ سوم مکان گول بنائے جائیں گے۔ اس لئے اُن مکانوں میں کوئی کونہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ ان کونوں کی عدم موجودگی کے سبب کمرہ بھی کم خراب ہوگا۔ اس لئے مستقبل کی عورت گھر کے کام کاج سے آج کی نسبت کہیں زیادہ فرصت ہوگی۔ وہ کہیں زیادہ تعلیم یافتہ ہوگی۔ اور آدمیوں کے مشانہ بشانہ چلے گی۔ ریڈیو کے عام رواج پذیر ہو جانے سے چونکہ ہم دُنیا کے تمام ممالک سے گفتگو کر سکیں گے۔ اس لئے خود بخود مختلف زبانوں کے الفاظ دل کر ایک علیحدہ زبان بن جائے گی۔ اور تمام دُنیا کے لوگ اُسے ہی استعمال کر سکیں گے۔

کرشن چندر ملہن بی اے۔ بی بی ٹی

## بادۂ دوشینہ

اسی طرح پھر اک نظر دیکھ لینا مجھے ہر طرف دیکھ کر، دیکھ لینا  
محمد بشیر الدین بشیر

کلیجی کوئی تھام کر رہ گیا ہے اُدھر جانے والے اُدھر دیکھ لینا  
گذرتی ہے یہاں شبِ تمہی منتظر کی اُدھر دیکھ لینا، اُدھر دیکھ لینا  
جلال ناکھوی

وہ دیکھا کہ دشمن بھی یارب نہ دیکھے ہوا قبر اُسے اک نظر دیکھ لینا  
جلیل ناکھوی

ستم کر گیا اور بھی وقتِ رخصت وہ پھر پھر کے اُن کا اُدھر دیکھ لینا  
سیہ محمد مقصود حسن چیت

شب وعدہ اپنا یہی مشغلہ تھا اُٹھا کر نظر سوئے در دیکھ لینا  
تاشائے عالم کی فرصت ہے کس کو غنیمت ہے بس اک نظر دیکھ لینا  
قدح دہلوی

سمجھنا نہ ہر غنچہ گل کو تم دل محبت کی بوسونگہ کر دیکھ لینا  
محمد یوسف رنجور عظیم آبادی

کبھی بیٹھ کر اُن کی فرقت میں رونا کبھی اُٹھ کے دیوار و در دیکھ لینا  
نہیں کام اے شادایہ ہر کسی کا نگاہوں میں غیب و ہنر دیکھ لینا  
رکھونا تھہر شاد شاد

تو ق نہ وعدہ مگر اپنی خو ہے تری راہ شام و سحر دیکھ لینا  
محمد عبد اللطیف شوق

بدھ چاہتے ہو اُدھر دیکھ لینا ہماری طرف بھی مگر دیکھ لینا  
محبت کا دل پر اثر دیکھ لینا اجڑتا ہے یہ گھر کا گھر دیکھ لینا  
محمد عبد الرؤف صولت

مرے جذبِ دل کا اثر دیکھ لینا خود آؤ گے تھامے جگر دیکھ لینا  
مکمل چند عاشق

دعا منتظر ہے کسی نارسا کی ادھر بھی ذرا اے اثر دیکھ لینا  
محمود مرزا محمود

چلا ہے جو دل لے کے او جانے والے ذرا جاتے جاتے ادھر دیکھ لینا  
محمد عبد الرحمن نیر

فیاض ہریانوی

اقتباس از پیام یار

## ایثار

عرب کا ایک قافلہ صحرا کو عبور کر رہا تھا۔ متواتر کئی دن کے سفر کے بعد بھی پانی دستیاب نہ ہوا۔ پانی کا جو ذخیرہ ہمراہ تھا۔ ختم ہونے کو پہنچا۔ قرار پایا۔ کہ اب پانی قافلے کے ذی عزت اصحاب کو دیا جائے۔ اور ہر ایک شخص کو مساوی مقدار میں۔ کعب نامی عرب قافلے کا ایک معزز سردار تھا۔ جب وقت پر اُسے اپنے حصے کا پانی دیا گیا۔ تو قریب ہی سے ایک پیاس سے بیتاب انسان پیالے کو نگاہِ حسرت سے دیکھنے لگا۔ کعب نے پیالہ منہ کو لے جاتے ہوئے واپس کر دیا۔ اور فرمایا میرا حصہ اُسے دے دو۔ حسبِ معمول دوسرے دن جب پھر پانی تقسیم ہونے لگا۔ تو وہ شخص سانس لہجائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کعب نے اپنا حصہ پھر اُسے دے دیا۔ شام کو قافلے نے کوچ کی تیاری کی۔ تو کعب پیاس کی شدت سے ترپ رہا تھا۔ اُٹھنے اور اونٹ پر سوار ہونے کی طاقت بھی نہیں تھی۔ قافلہ اُس کے انتظار میں نہ ٹھہر سکا۔ خاک پر لوٹتے ہوئے کعب کو وہیں مرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور اوپر چاند اڑھادی۔

نرائن جی اسل شک ایس۔ وی اسچارج ریڈ کراس سوسائٹی خالصہ مکمل ٹھکانہ

ضروری اطلاع (۱) جواب طلبہ اور کے لئے جہانی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئیں۔ بغیر اس کے کوئی صاحبِ باب کی توقع نہ رکھیں (۲) خط و کتابت میں چٹ نمبر ضروری کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت ہرگز نہ مسمی جائے گی۔ (منشیج)

# امتحان ورنیکلر فائل کی نئی سکیم اور دیہاتی مدارس

یہ سکیم رہنمائے تعلیم کے صفحات میں شائع ہو چکی ہے اور اب تمام مڈل مدارس میں پہنچ چکی ہے۔ اس کے نتائج دعا و قیام پر قابل مضمون نگار نے پوری روشنی ڈالی ہے۔ جائز تو تھا کہ سکیم کے شائع ہوتے ہی تمام مڈل مدارس کی انجمن معلمین اپنے اپنے ہاں اس پر خاص غور و خوض کرتیں اور کسی خاص نتیجہ پر پہنچ کر اپنے خیالات کی اشاعت کرتیں تاکہ تبادلہ خیالات ہو کر حکام بھی انکی تکالیف محسوس کر سکتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اب بھی وقت ہے سید علی اکبر شاہ صاحب کا یہ مضمون ”فائل کے عام ہے یا ران نکتہ داں کے لئے“ انہیں ایک نیا موقع دیتا ہے۔ اس لئے تمام ورنیکلر مڈل مدارس کے ہیڈ ماسٹرا صاحب کا فرض الوقت ہے کہ وہ اس مضمون پر سوچ بچار کریں اور اپنی اپنی تکالیف کا اظہار کریں۔ رہنمائے تعلیم انکی خدمتگداری کو حاضر ہے اور وہ ان تمام تکالیف کو یکجا کر کے حکام والا شان کی توجہ منوط کر سکتا ہے۔ بشہ طبع وہ حسب معمول خاموشی اختیار نہ رکھیں بلکہ سرد میدان بن کر دیہاتی سائنس کے مضمون کے مدلل دینے میں جو تکالیف انہیں رونما ہو رہی ہیں ان کو ظاہر کریں۔ تاکہ انکا بہترین حل سوچا جاسکے اور حکام کی جائز سرپرستی حاصل کجاسکے۔ ورنہ ہمیں خوف ہے کہ ایسا نہ کرنے سے انہیں بعد میں پچھتا نا پڑیگا۔ (سجدیو)

مرشد تعلیم پنجاب نے کافی غور و خوض کے بعد جولائی ۱۹۳۵ء میں ایک تعلیمی سکیم مرتب کی ہے۔ جس کا تعلق مڈل مدارس سے ہے۔ اور اس سکیم میں اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ انگریزی کے مقابلہ میں ورنیکلر مڈل سکولوں کے طلباء دیہاتی سائنس لیا کریں گے۔

دیہاتی سائنس میں زراعت - سائنس - حفظان صحت - سوکس یا شہریت اور کوآپریشن وغیرہ پانچ مضامین شامل ہیں۔ اس مضمون کے کل دو صد نمبر ہونگے۔ اور اس کا پہلا امتحان فروری ۱۹۳۵ء میں ہوگا۔ جن مدارس میں دیہاتی سائنس کا اجرا نہ ہو سکے گا۔ وہ ابتدائی سائنس زراعت - ڈرائنگ - عربی - فارسی - سنسکرت - ہندی - گورکشی یا شہریت وغیرہ میں سے کوئی دو مضمون بجائے دیہاتی سائنس لینگے۔ جن میں سے ایک مضمون تو لازمی طور پر ابتدائی سائنس ہوگا۔ اور دوسرا مندرجہ بالا میں سے کوئی ایک مگر ہر دو مضامین میں سے پاس ہونا ضروری ہوگا۔ یعنی ریاضی اور دو وغیرہ دیگر مضامین کی طرح دیہاتی سائنس یا اس کے مقابلہ میں لے ہوئے دیگر مضامین بھی لازمی ہونگے۔

اس سکیم پر اچھی طرح غور و خوض کر لینے کے بعد ممکن ہے۔ محکمہ نے کوئی مفید نتیجہ اخذ کیا ہو مگر عملی طور پر

جو مشکلات اس سکیم کے اجراء سے پیش آرہی ہیں یا جن کے اُسنده پیش آنے کا احتمال ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔ اُمید ہے کہ تجربہ کار اساتذہ کرام ان تکالیف پر ہمدردانہ غور فرما کر محکمہ کے ارباب بست و کشاد کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی سعی فرمائیں گے۔ یا کوئی اور مفید صورت محکمہ کے پیش کر کے یہاں اساتذہ اور تلامذہ کی مشکلات کا ازالہ کرنے کی جدوجہد عمل میں لائیں گے۔

دیہاتی سائنس میں ذیل کے مضامین شامل ہیں۔

(ا) زراعت۔ اس مضمون کی عملی طور پر تعلیم دینے کے لئے ہر مدرسہ کے ساتھ زراعتی فارم کی ضرورت ہے۔ اور زراعتی فارم کا اجرا سوائے نہری علاقہ کے یا جہاں چاہی آبپاشی کے ذرائع ہیا کئے جائیں۔ بہت حد تک نامکن ہے۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈوں یا محکمہ تعلیم نے زراعت پڑھانے والے مدرسین کی ٹریننگ۔ زراعتی فارموں کے لئے زمین حاصل کرنے یا آلات زراعت ہیا کرنے۔ آبپاشی کا مناسب انتظام کرنے کی طرف بعض اضلاع میں کوئی توجہ نہیں دی۔ اس لئے اس مضمون کا ہر ٹیل سکول میں جاری ہونا کافی عرصہ تک نامکن ہے۔

(ب) سائنس۔ اس مضمون کی تعلیم بھی عملی طور پر دینے کے لئے سامان سائنس کی ضرورت ہے۔ قبل ازیں سائنس اختیاری مضمون تھا۔ اس واسطے بغیر سامان کے مدرسین کتابی معلومات سے طلباء کو واقف کر کے مطمئن ہو جاتے تھے۔ اور نہ مدرسین کی طرف سے سامان طلب کرنے کا تقاضا کیا جاتا تھا۔ نہ ہی محکمہ خود بخود ہر جگہ توجہ دیتا تھا۔ چونکہ مضمون اختیاری تھا اس واسطے ۲۵ فی صدی نمبر لے کر طلبا پاس ہو جاتے تھے۔ اور اگر سائنس میں فیل بھی ہو جاتے تھے۔ تو بھی لازمی مضامین کی کامیابی پاس ہونے کو کافی تھی۔ سائنس یا دیگر اختیاری مضامین میں فیل ہونا لازمی مضامین کی کامیابی پر اثر انداز نہ ہوتا تھا۔

لیکن اب سائنس کو خواہ دیہاتی سائنس کی شاخ قرار دے کر پڑھایا جائے یا ابتدائی سائنس کی صورت میں۔ ہر حالت میں اُمیدوار کا اس مضمون میں ۳۳ فی صدی نمبر لے کر پاس ہونا ضروری ہے ورنہ اس مضمون میں فیل ہونے والے کو امتحان میں فیل قرار دیا جائیگا۔

اس واسطے ضروری ہے کہ محکمہ ہر مدرسہ کو سامان سائنس حسب ضرورت ہیا کرے۔ اور ایسی اشیاء جو تجربات میں خرچ ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے دوبارہ سائنس روم میں ہیا کرنے کے لئے ہر مدرسہ کے لئے علیحدہ کنٹینٹ میقرر کیا جائے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بعض ورنیکلر ڈل سکولوں میں سامان آج تک بالکل دیا ہی نہیں گیا۔ اور جہاں پُرانا سامان موجود ہے۔ نئی سکیم کے مطابق اس سے وہ تمام تجربات

مکمل نہیں ہو سکتے جو پُرانی سکیم میں موجود نہ تھے۔ یا پُرانا سامان خرچ ہو جانے لُٹ جانے اور کثرت استعمال سے بیکار ہو جانے سے اب اس کی جگہ نیا سامان مطلوب ہے جو مہیا نہیں کیا گیا۔ حالانکہ پہلی سہ ماہی گزر چکی ہے۔ اور ایک لازمی مضمون کی عملی تعلیم کے لئے محکمہ نے تا حال کوئی توجہ نہیں دی مزید برآں ورینیکلر فائنل کے امتحان میں صرف چھ سات ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اور اُمید داران نے اس مضمون کو جو متواتر تین سال اختیاری قرار دیکر پڑھتے آئے ہیں۔ اور اساتذہ اور تلامذہ نے قبل ازیں حسب معمول اس کی طرف سے بے توجہی روا رکھی۔ اب صرف چند ماہ میں لازمی طور پر اس کی تیاری کرنا ہے۔

نیز جن مدارس میں سامان موجود ہی نہ تھا ان مدارس میں بجائے سائنس کے زراعت، ڈراما، یا کوئی اور مضمون طلباء نے جماعت ہفتم تک پڑھا۔ مگر اب یک لخت انکو صرف جماعت ہشتم میں چار سال کا کورس تیار کرنا ہے۔ اور وہ بھی محکمہ کی مہربانی سے بغیر سامان کے۔

پس ایسی صورت میں دیہاتی مدارس کے وہ اُمیدوار جو ورینیکلر تعلیم حاصل کرتے ہیں بہت خسارے میں رہینگے۔ کیونکہ انہیں ورینیکلر امتحان کے اُمیدوار تو انگریزی شروع سے پڑھتے آئے ہیں۔ اور اب بھی انہیں مڈل سکول امتحان پاس کرنے کے لئے انگریزی ہی بمقابله دیہاتی سائنس یعنی ہے نیز انگریزی پڑھانے والے ۹۹ فی صدی اساتذہ۔ تجربہ کار اور بی اے یا ایم اے ڈگری یافتہ اور ایس اے وی یا بی اے تربیت یافتہ ہیں۔

لیکن ورینیکلر اُمیدواروں کو دیہاتی سائنس یا ابتدائی سائنس اور زراعت یا شہریت کی تعلیم دینے والے صرف ایس وی مدرسین اور وہ بھی بالعموم نا تجربہ کار۔ بلکہ نئے تربیت یافتہ۔ کیونکہ پیدائش صاحبان بالعموم اس مضمون کو نہ قبل ازیں خود پڑھاتے تھے۔ اور نہ اب پڑھائینگے۔ وہ تو ریاضی اور اُردو کو ضروری اور لازمی مضمون بُزعم خود قرار دے چکے ہیں۔ دیگر مضامین کو ماتحت مدرسین کے ذمہ لگا دیتے ہیں اور بس۔

(ج) یہی حالت شہریت اور کواپریشن کی ہے جو دیہاتی سائنس میں شامل ہیں۔ شہریت سے تو ہمارے ورینیکلر اساتذہ کم از کم ۵، فیصدی نا بلہ محض ہیں۔ اور کواپریشن بھی بغیر مطالعہ کتب یا عملی تجربہ کے پڑھانا آسان نہیں۔ نیز شہریت کے مضمون کے لئے جن مکتب یا رسائل کی ضرورت ہوگا بالعموم مدارس کی لائبریریاں ان سے خالی ہیں۔ اور نہ ہی مستند اور مناسب کتب کی فراوانی پر تا حال محکمہ نے توجہ دی ہے۔ بلکہ دیہاتی سائنس کی صرف ایک کتاب حصہ چہارم کے نام سے صرف

انٹھویں جماعت کے لئے ایک پبلشر نے شائع کی ہے۔ حالانکہ انٹھویں جماعت میں گزشتہ سہ سالہ کمی کو بھی پورا کرنا ضروری ہے۔ اور کتب کی طباعت کا کام کم از کم فروری۔ مارج میں ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ اور ایسی کتب ٹیکسٹ بک کمیٹی کو خود مرتب کر کے طبع کروانی چاہئے تھیں۔ مگر یہاں پہنچ کر ٹیکسٹ بک کمیٹی بھی خاموش ہے۔ نیز شہریت جیسے اہم مضمون پڑھانے والے ورنیکلر اساتذہ کے لئے اخبارات رسائل کا مطالعہ بحد ضروری ہے۔ مگر کچھ تو ورنیکلر مدرسین کی اس پہلو سے عدم دلچسپی اور کچھ کنجوسی اخبارات رسائل کے مطالعہ سے بہرہ اندوز نہیں ہوتے دیتی۔ اور جو اخبارات محکمہ تعلیم قبل ازیں ہر مدرسہ کو سرکاری طور پر مہیا کرتا تھا۔ وہ بھی اب بند کر دیئے ہیں۔ مثلاً اخبار تعلیم رسالہ ادبی دنیا۔ ہمالیوں۔ رہنمائے تعلیم وغیرہ رسالے جو اچھے علمی۔ ادبی۔ تاریخی اور دیگر مختلف النوع مضامین شائع کرتے ہیں۔ لیکن ٹیکسٹ بک کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈوں نے انکی خریداری سے ہاتھ کھینچ کر دیہاتی مدارس کو اخباری بنیاد سے بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے۔ اب صرف دیہات سدھاریا دکھلاؤس کے چند اجلاس کی کارروائی شائع کر نیوالے اخبارات گھر گھر جاری ہو گئے ہیں۔ اور ضلع کی رورل کمیونٹی کونسلیں ایک اخبار پر اشاعت کاروائی اجلاس کمیٹی مذکور ضروری سمجھتی ہے۔ اس واسطے ہر ضلع میں ایک ایک سہ روقہ جاری ہے۔ اور ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے ضلع کا مقامی آرگن خریدنا ضروری خیال کرتے ہیں خواہ اخبار کی لکھائی چھپائی یا ادبی و اخلاقی حیثیت کیسی ہو گو تمام ایسے اخبارات بے فائدہ اور ناقص نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ بلکہ بعض کی حالت اچھی ہے۔ لیکن جس غرض کے لئے اس بحث میں اخبارات کی ضرورت جتائی گئی ہے۔ وہ ان ضلع وار اخبارات سے پوری نہیں ہوتی۔

اے ہائیو! کہ ان انتظامی خامیوں اور سرشتہ تعلیم کی عدم توجہ کا اثر دیہاتی طبایر بالعموم اور ورنیکلر بورڈ پر بالخصوص کیا پڑیگا؟ ظاہر ہے کہ یہ میڈیا قبل ازیں بھی قصباتی مدارس کے طلباء سے خسرانیں ہتھ چلے گئے ہیں کہاں نشی فاضل پرنسپل شچر اور بی۔ ایس۔ سی یا ایم ایس سی سائنس ماسٹرو کہاں بیچا ہے اس دی اینٹیج یہ ہوا کہ اختیاری مضامین پڑیہاتی مدرسین توجہ نہ دی اور ورنیکلر میڈیا بالعموم نمبروں کے مجموعہ کی کمی کا شکار ہو کر بیاقتی وظائف سے محروم رہے اور بہت حد تک فوجی وظائف پر بھی برا اثر پڑا نیز جنرل ناچ میں بالکل ٹوٹے کی طرح دریں چہ شکا ورس۔ اب چونکہ سوکھا ایک مضمون کے نواہ وہ فارسی ہو یا عربی۔ سنسکرت ہو یا پنجابی باقی تمام مضامین لازمی ہیں اور ایک اختیاری ہوگا۔ یا بجائے دیہاتی سائنس کے کوئی سے مضمون اور ریاضی۔ اُردو جنرل ناچ کل پانچ لازمی اور ایک اختیاری پس موجود ہے مرسامانی کی حالت میں وظائف حاصل کرنا تو درکنار پاس ہونا بھی مشکل ہوگا۔ اور اس کا نتیجہ ورنیکلر تعلیم سے پبلک کی عدم دلچسپی اور آئندہ گریز کی صورت میں نمایاں ہوگا۔ اور دیہاتی طبقہ جو پہلے ہی مالی کمزوریوں کا شکار ہے۔ اور تعلیم سے چنداں متعارف نہیں۔ بہت حد تک بے اثری سے آگے



نہ جاسکیگا۔ البتہ ایک بات ضرور ہے کہ ورثیکوڈل پاس ہر سال کم ہوتے جائیں گے۔ اور افسران محکمہ تعلیم نائب مدرس کی درخواستوں کے انبار سے بہت حد تک مخفصی پائیں گے۔

نیز آئندہ صلاحات میں پرائمری پاس و وتر قرار دیا گیا ہے۔ اس واسطے ہمارے نمائندگان کونسل یا وٹرمکٹ بورڈ کے ڈل تک طلباء کو تعلیم حاصل کرنے کی آسانیاں بہم پہنچانے میں چنداں دماغ سوزی کی ضرورت نہیں۔ اس واسطے دیہاتی (زمیندار) طبقہ خواہ کسی حالت میں کیوں نہ پہنچ جائے۔ چنداں قابل اعتنا نہیں۔ فوائد نئی سکیم کے فوائد بیان نہ کرنا بھی ممکن ہے۔ تنگدلی یا تنگ نظری پر محمول کیا جائے۔ اس واسطے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ سوزداعت اور سائنس کے علاوہ طلباء کو شہری زندگی سے روشناس کرانے کی اس سکیم میں کوشش کی گئی ہے۔

مگر یہ فوائد مندرجہ بالا امور کی روشنی میں بالکل عملی حیثیت حاصل نہ کر سکیں گے۔ تاوقتیکہ سررشتہ تعلیم ذیل کے امور پر توجہ نہ دے۔

(۱) ہر مضمون کی تعلیم کے لئے جلد از جلد ضروری کتب سرکاری طور پر مہیا کی جائیں۔

(۲) ضروری سامان بہت جلد مہیا کیا جائے۔

(۳) دوران سال میں پیش آئندہ اخراجات کے لئے فی الفور کنٹیننٹ منظور کیا جائے۔

(۴) زرعی آلات اور زمین مہیا کی جائے۔ پانی کی بہمرسانی کا مناسب انتظام کیا جائے۔

(۵) اساتذہ کی زراعتی ٹریننگ کا بمقدار کثیر اور فی الفور انتظام کیا جائے۔

(۶) آئندہ ٹریننگ سکولوں میں بھی زراعتی ٹریننگ شامل نصاب کی جائے۔

(۷) زراعت ماسٹروں کو الاؤنس دیئے جائیں۔

(۸) اخبارات و رسائل سرکاری طور پر ہر ثانوی مدرسہ میں مہیا کئے جائیں۔

(۹) اسال ان مضامین کے امتحان میں سختی سے کام نہ لیا جائے۔

(۱۰) ہر ضلع اور تحصیل میں مدرسین کے ریفریشر کورس منعقد کر کے انہیں محکمہ زراعت کو اپریشن۔ پبلک

ہیلتھ۔ اور سائنس ماسٹر صاحبان کے میکچروں سے مستفید ہونے کا موقع دیا جائے۔

جن اساتذہ نے تا حال اس سکیم کی عملی پیچیدگیوں یا آئندہ اثرات پر توجہ نہیں دی وہ

سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ انہیں براہ کرم اس طرف فی الفور متوجہ ہو کر مناسب حل سوچنا

چاہئے۔ ۲۹-۳۵

(سید) علی اکبر شاہ بخاری ہیڈ ماسٹر ڈل سکول گلہڑہ گلی (مری)

# رہنمائے تعلیم کا پیشل ریڈ کر اس نمبر

## حکام سررشتہ تعلیم پنجاب کی نظر کیا کریں

(۱) جناب صاحب ڈویژنل انسپکٹر بہادر مدارس لاہور بذریعہ خاص سرکلر نمبر ۵۰۳ ایل ۵ رقمطراز ہیں  
منجانب سائے بہادر مسٹر من موہن ایم اے انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن  
بخدمت جملہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر و ہیڈ ماسٹر صاحبان ہائی سکولز لاہور ڈویژن  
ہیڈ ماسٹر صاحبان گورنمنٹ نرمل سکول گنگوٹ و گورنمنٹ نرمل سکول پسرور  
مقام لاہور - مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء

جناب من - میں مضمون ذیل رسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔

(۱) دی پنجابی پیچ جو امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پنجابی جاننے والے طلباء کے لئے مفید ثابت  
ہے۔ سالانہ چندہ پانچ روپے (۲) رسالہ رہنمائے تعلیم - رام گلی لاہور کا پیشل ریڈ کر اس نمبر  
اس خاص نمبر میں مطالعہ کے قابل نہایت مفید اور دلچسپ لایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد دو روپے (۳)  
آپ کا وغیرہ (دستخط) عبدالحق ہیڈ کلرک منجانب ڈویژنل انسپکٹر بہادر مدارس لاہور ڈویژن  
(۲) منجانب سردار صاحب سوہن سنگھ پی ایس ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شیخوپورہ

سی ایم نمبر ۲۴۴۵ جی مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء بخدمت ہیڈ ماسٹر صاحبان نرمل سکولز ضلع شیخوپورہ  
جناب من! اطلاعاً گزارش ہے کہ رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کا ریڈ کر اس نمبر نہایت مفید اور کارآمد شے  
ہے۔ جو ریڈ کر اس تحریک کے متعلق نہایت معقول اور بخشنہ آگہی کا مخزن ہے۔ لہذا میں آرزو مند ہوں کہ  
آپ اپنے اپنے ہاں کے ریڈ کر اس فنڈ سے کم از کم اس خاص نمبر کی ایک ایک جلد ضرور خریدیں۔ اس کی  
تعمیل سے دفتر ہذا کو بہت جلد اطلاع دی جائے۔ آپ کا وغیرہ وغیرہ

(دستخط) پر تیم سنگھ ہیڈ کلرک منجانب صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع شیخوپورہ

نمبر ۲۴۴۵ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۳۵ء - نقل سرکلر بخدمت سردار جگت سنگھ صاحب پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور  
اطلاع مرسل ہو۔ یہ انکی چھٹی نمبری ۵۱۶ مورخہ ۲۵ فروری کے جواب میں ہے۔ (دستخط) پر تیم سنگھ ہیڈ کلرک  
کیا باقی ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس پنجاب بھی اس قسم کے سرکلر شائع فرما کر رہنمائے تعلیم کو مفتخر فرمائیں گے۔

# بُت خاموش

(حضرت باسط بسوانی)

قائل ہ ترادل سے وہ اے بت بیگانہ      اُلفت سے برہمن ہے پابندِ صنمخانہ  
تو جان سے صدقے ہے تیری اداؤں پر      تو غیرت لیلا ہے وہ نجد کا دیوانہ  
تو پردہ دل میں ہے تو آنکھ میں پھرتا ہے      کعبہ بھی ترا گھر ہے اے رونقِ بتخانہ  
تو گل ہے وہ بلبل ہے تو سرد ہے وہ قمری      تو شمع تجلی ہے وہ غیرتِ پروانہ

کچھ مُنہ سے نہیں کہتا تو اے بت بیگانہ

مشتاقِ تکلم ہیں سب راہبِ بتخانہ

سامانِ قیامت ہے فریاد سے شیون سے      گونج اٹھا صنمخانہ ناتوسِ برہمن سے  
سرشار ہے جلوہ سے وہ دقتِ سحر ایسا      ہنسی ہی نہیں آنکھیں تیری رخِ روشن سے  
بھولانہ کبھی تجھ کو سودائے محبت میں      وہ جاکِ گریباں ہے پلٹا ترے دامن سے  
پابندیِ اُلفت ہے پابندِ سلاسل ہے      یان طوقِ غلامی بھی وابستہ ہے گردن سے

اُمید و فاکیلوں ہے تجھ سے بتِ پُرفن سے

جب بات نہیں کرتا بھولے سے برہمن سے

آفاق میں جلوہ ہے ترا بتِ ہر جانی      حیرت کا مرقع ہے ہوشِ تماشا ثانی  
بدنامِ محبت ہے اس سے وہ نہیں ڈرنا      لیکن یہ تمنا ہے تیری نہ ہو رسوائی  
وارفتہ اُلفت ہے یہ ہوش کہاں اُس کو      مجنوں ہے کہ دیوانہ وحشی ہے کہ سودائی  
بتخانے سے اٹھ کر وہ جائیگا کہاں آخر      تقدیر میں لکھی ہے اس در کی جبینِ سائی

تو لب سے عیاں کرے اعجازِ میسمائی

حاصل ہے اگر تجھ کو کچھ قدرتِ گویائی

# انقلاب

بہارِ سلسلہ سابقہ

بہارِ سلسلہ سابقہ

(از سید انور علی صاحب نقوی)

غرض بنارس سے دریائی سفر کو خشکی کے سفر پر ترجیح دی گئی۔ چونکہ اُن دنوں سٹیم بوٹ جاری ہو چکے تھے۔ اس لئے کلکتہ تک سٹیم بوٹ کرایہ پر لئے گئے۔ اور یہ چھوٹا سا قافلہ بنارس سے دریائے گنگا کے ذریعے کلکتہ روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر موچی کھول (جسے آج کل میٹابرنج بھی کہتے ہیں) میں ایک کوٹھی (جس کا احاطہ بھی بہت وسیع تھا) کرایہ پر لی۔ مگر واجد علی شاہ مرحوم کا مزاج بنارس سے ہی کچھ نا ساز ہو گیا تھا۔ اب مئی کا مہینہ۔ دریائی سفر۔ سفر کی تکلیف سب نے مل بلا کر بخارا کی صورت پیدا کی۔ اور پھر بڑھتے بڑھتے تب تھوڑے تھوڑے ہو گیا۔ اب ایسی شدید علالت میں افریقہ کے گرد ہو کر براستہ راس اُمید انگلینڈ تک ساڑھے تین ماہ کا طویل سفر کیسے ہو سکتا ہے۔ طیب شاہی سفر کرنے کو منع کیا۔ اور یہاں تک کہ اگر بادشاہ یہ طویل سفر کریں گے۔ تو ان کی جان کا خطرہ ہے۔ ان کو ہرگز ہرگز نہ جانا چاہئے۔ لہذا بادشاہ کا جانا ملتوی ہو گیا۔ اور بھائی اور فرزند چند خاص مشیر و ارکان سلطنت بمعہ جنابہ والہ بادشاہ مرحوم بہت سے تحفہ و تحائف لے کر کلکتہ سے روانہ لندن ہوئے۔ چنانچہ یہ دوسری مہیبت تھی۔ ایک تو سلطنت کے چمٹنے کا رنج۔ دوسرے خاص الخاص اعزہ کی جدائی۔ یہ بھی ایک انقلابِ عظیم کی صورت تھی۔ کہ جن مخدّرات نے کبھی محلات سے نکلنے کا نام نہ لیا ہو۔ اب اُن کو ساڑھے تین ماہ کا سمندری سفر۔ وہ بھی ایک رنج و غم کے ساتھ اُمید موموم پر۔ نہ معلوم حسبِ مراد کام ہو یا نہ۔ اس جدائی اور روانگی کے وقت کی حالت کو شیخ غلام حیدر صاحب المتخلص بہ صغیر شاگردِ رشید سید علی اوسط رشک نے اپنی نظم میں اس قافلے کے حسبِ حال کیا اچھا کہا ہے :-

- |     |                               |                             |
|-----|-------------------------------|-----------------------------|
| (۱) | کیا بارغ میں شاہ نے جب قیام   | ہوئی جدِ صحرا نور دی تمام   |
| (۲) | پئے ملک تدبیر ہونے لگی        | ہر اک سمت تخریر ہونے لگی    |
| (۳) | چراغ رہ عقل روشن کیا          | پئے کامِ دل عزم لندن کیا    |
| (۴) | کہا ایک دانائے درگاہ نے       | یہ حالت تو کی سختی راہ نے   |
| (۵) | کہ سنبھلا نہیں بادشاہ کا مزاج | لبوں پر نہیں دورِ جامِ علاج |
| (۶) | یہ رنگِ رُخ شاہ سے ہے عیاں    | کہ ہے زعفرانی گلِ ارغواں    |

- (۷) بہت جسم کو ناتوانی ہوئی کہ مانسہ پیری جوانی ہوئی  
(۸) اگر شاہ کو اور ہوگا سفر طبیعت کو ہوگا زیادہ ضرر  
(۹) یہ ہر چند ہے بہتری کا سفر پر اب ہے یہاں تری کا سفر  
(۱۰) اب آگے ارادہ نہ حضرت کریں ولیعہد اور ماں کو رخصت کریں  
(۱۱) جو ہونا ہے مطلب تو ہو جائیگا ہما دام اقبال میں آئیگا  
(۱۲) خدا جانے کیا بات ٹھہرے وہاں سمجھے تو جاتے ہیں حضرت کہاں  
(۱۳) پسند آئی یہ بات ہر ایک کو کہی آفریں مصلح نیک کو  
(۱۴) اسی گفتگو نے جو پایا قرار تو عازم ہوئی مادر شہریار  
(۱۵) بہت شہ نے بھائی کو سمجھا دیا ولیعہد کو ساتھ ماں کے کیا  
(۱۶) جو اہر کے صندوق لدوادیٹے کہے جاؤ یہ پیشکش کے لئے  
(۱۷) اٹھے جس قدر زراٹھانا وہاں بڑی شان و شوکت سے جانا وہاں  
(۱۸) ملے ملک سارا تو کیا پوچھنا جو دیں گھر ہمارا تو کیا پوچھنا

نمبر ۱۹ اٹھے کیا حسرت بھرا شعر ہے - اور صبر کی تلقین !

۱۹. وگرنہ غنیمت ہے جو ہاتھ آئے جھگڑنا بہت آگے حاکم کی رائے  
چونکہ واجد علی شاہ پر بد انتظامی کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس لئے آپ نمبر ۲۰ میں کہتے ہیں -  
(۲۰) میں ہوں خوش تمہیں ملط ہو اگر یہ سمجھوں کہ پھر میں ہوتا ناچور  
(۲۱) تمہیں تاج کے کاش و کٹوریا تو گویا پھر اُس نے مجھی کو دیا  
(۲۲) وگر مہریاں ہو وولی عہد پر تو حاصل ہو مجھ کو قرار جگر  
(۲۳) بہت عیش دُنیا کے میں نے کئے تمہارے لئے ہے تو میرے لئے  
(۲۴) کہا شہ کے بھائی نے یوں بھڑکا ہمیشہ سلامت رہیں بادشاہ  
(۲۵) یہ ارشاد شایان حضرت نہیں مجھے حسرت تاج و دولت نہیں  
(۲۶) خدا رکھے قائم دِام آپ کو سمجھتا ہوں اپنا بڑا آپ کو  
(۲۷) نہیں شاہ سے کچھ جدائی مجھے کہ حضرت سے ہے بادشاہی مجھے  
(۲۸) سنا یہ تو سینے سے لپٹا لیا کہا جاؤ حفظ خدا میں دیا  
(۲۹) لگایا گلے سے جو فرزند کو لگیں ہچکیاں مردم چند کو

- (۳۱) یہ تھا حال نواب عصمت پناہ رواں اشک تھے اور لب پر تھی آہ
- (۳۲) جدا جس کو ماں نے سلایا نہ تھا کبھی چین بے جس کے آیا نہ تھا
- (۳۳) اُنسی کو تھی درپیش راہِ دلاز اُسی کا سفر تھا میانِ جہاز
- (۳۴) اُدھر مادرِ شاہِ عالی وقار پس کی جدائی میں تھی بیکوار
- (۳۵) کہا زندگی ہے تو پھر آؤں گی تمہارے لئے تاج میں لاؤں گی
- (۳۶) یہ ہے اور آفت سوائے سفر کہ جاتی ہوں تم کو یہاں چھوڑ کر
- (۳۷) کہا شہ نے قسمت سے چارہ نہیں کہ قابو ہمارا تمہارا نہیں
- (۳۸) اگر ہے تمہیں دردِ نختِ جگر مجھے بھی تو ہے رنجِ ہجرِ پسر
- (۳۹) تمہارا ہے غم بھائی کا ہے الم یہ ہیں فرقتیں تین تنہا ہیں ہم
- (۴۰) غرض مادرِ شاہِ گردنِ فرار گئی بعدِ رخصت میانِ جہاز
- (۴۱) بہت ساتھ تھیں عورتیں ہم نفس ملازم تھے سب یکھنڈ ہفت کس
- (۴۲) روانہ ہوا اس طرح وہ جہاز پس صید جس طرح جاتا ہے باز

غرض یہ قافلہ کلکتہ سے بامہ مئی ۱۸۵۶ء سبراہِ ہجر ہند و عرب و اس امید انگشتانِ کوروانہ ہوا۔ اُدھر وابد علی شاہ کی بیماری اور بڑھ گئی۔ اور بالکل صاحبِ فراش ہو گئے۔ اور باوجودِ علاجِ کامل ایک سال تک صحتِ یاب نہ ہو سکے۔ مئی ۱۸۵۶ء میں صحتِ کلی ہوئی۔ غرض صحت کا جشن بہت رات تک رہا۔ چنانچہ بعدِ جشن ذرا سونے پائے تھے۔ کہ گورہ پلٹن کا ایک دستہ درِ دولت پر حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ گورنر جنرل لارڈ کیننگ۔ کا حکم ہے کہ آپ کلکتہ کے قلعہ فورٹ ولیم کو چلیں۔ کیونکہ ہندوستان میں فوجوں نے بغاوت کی ہے۔ اور غدر کا ہنگامہ برپا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ غدر فرو ہونے تک آپ قلعہ میں قیام پذیر رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ باغی آپ کو گھیر لیں۔ ہر چند شاہِ مرحوم نے عذر کیا۔ کہ لکھنؤ میں باوجودِ صاحبِ اختیار اور مالکِ افواجِ پیادہ و اسوارینے مطلق سرکارِ انگریزی کی خلافت نہ کیا۔ اور نہ ہونے دیا۔ اب خلافت کیسے کر سکتا ہوں۔ مگر کوئی عذرِ مسموع نہ ہوا۔ اور اپنی کوٹھی سے جا کر قلعہ فورٹ ولیم میں مجبوس ہو گئے۔ یہ انقلاب کی تصویر ہے۔ سلطنت سے محرومی۔ وطن سے دوری۔ والدہ بیٹے اور بھائی سے مجبوری۔ اسیری اور مجبوری۔ جس پر یہ القلاہات و حادثات گزریں وہی جان سکتا ہے۔ دوسرے کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ اب قلعے کے اندر کے اوقات

(باقی آئندہ)

# سانپ

ابھی تک آنکھ کے تل میں تری تصویر رقصاں ہے  
 ابھی تک حشر برپا ہے تمناؤں کے ایواں میں  
 ابھی تک گم ہیں میرے ہوش اک دُنیاۓ نہال میں  
 ابھی تک دل میں تیری یاد اک عشرت کا ساں ہے  
 ابھی تک چشمہ ہر دم مجتہد ہے ادا تیری  
 ابھی تک تیرے دم سے ہے کمال دلکشی پیدا  
 ابھی تک روح افسردہ میں ہے اک تازگی پیدا  
 ابھی تک لطف دیتی ہے مرے دل کو جفا تیری  
 ابھی تک پھول جھڑتے ہیں ترے لب ٹائے خندال سے  
 ابھی تک تیری باتوں میں وہی اندازِ نہاں ہے  
 ابھی تک تیرے نغموں میں وہی اعجازِ نہاں ہے  
 ابھی تک میرے ارماں کھیلتے ہیں تیرے داماں سے  
 مگر حیرت ہے تو اس قرب پر کیوں دُور رہتا ہے  
 ترا جلوہ مری آنکھوں سے کیوں مستور رہتا ہے

بہائی

(از اعتبار اللک حضرت دل شاہ پینڈی)  
 گو دل کی تمنا ہو گل جاتی ہے  
 مگر ای ہوتی تقدیر سنھل جاتی ہے  
 اے شخص کی دُنیای بدل جاتی ہے  
 اے شخص کی دُنیای بدل جاتی ہے

# علاماتِ قرأتِ تحریر

یعنی وہ علامات جو پڑھنے اور لکھنے میں استعمال ہوتی ہیں جن سے عبارت یا محاورہ خوشنما اور باقاعدہ معلوم ہوتی ہیں۔ آجکل کے طالب علم ان سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کو ایک جگہ اکٹھا کر کے لکھا جاتا ہے۔

علامتِ سکنتہ یہ علامت (۱) اسے سرسید مرحوم نے ایجاد کر کے تہذیبِ خلاق میں پیش کیا تھا۔ استعمال۔ علامتِ سکنتہ (۲) کا استعمال اس جگہ ہوتا ہے جہاں جملے یا فقرے کا ایک مطلب ختم ہو جائے۔ مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم جولاہور سے شائع ہوتا ہے علامتِ سکنتہ کے بعد اتنا ٹھہرنا چاہئے جتنا کہ ایک گننے میں وقت درکار ہو۔

علامتِ سکون۔ اس علامت (۳) کو بھی سرسید مرحوم نے تجویز کیا تھا یہ زیادہ تر (۴) استعمال کی جاتی ہے۔

استعمال۔ علامتِ سکون کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جبکہ جملے کا ایک حصہ پورے مطالبے کا ختم کیا جائے اور اسی جملے کے دوسرے حصے کے ساتھ بھی تعلق ہو مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم کی کھائی اوچھائی چھٹی ہے نہ خط بھی گنجان نہیں ہے۔ ایسے موقع پر اتنا ٹھہرنا چاہئے جتنا کہ دو گننے میں وقت لگتا ہے۔

علامتِ وقفہ۔ اس علامت (۵) کو علامتِ وقفہ کہتے ہیں۔ یہ علامت تحریر میں اس وقت استعمال ہوتی ہے۔ جبکہ کسی جملے میں سکنتہ و سکون کے بعد زیادہ ٹھہرنا ہو۔ اور جملے کے ختم شدہ حصے سے باقی ماندہ حصے کو تعلق ہو۔ مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم صاف چھپتا ہے تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ اس علامت کے لئے اتنا ٹھہرنا چاہئے جتنا کہ تین گننے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔

وقفہ کمال۔ اس (۶) علامت کو وقفہ کمال کہتے ہیں۔ اس کی تجویز بھی سرسید مرحوم نے کی تھی۔

استعمال۔ وقفہ کمال اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک جملہ پورا ہو جائے اور دوسرے

جملے سے اسے معنی میں کسی طرح کا تعلق نہ ہو مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم اردو زبان کا عمدہ ماہنامہ رسالہ ہے۔ صاف چھپتا ہے۔ نظم و نشر کے مضامین اعلیٰ پیمانے پر لکھے جاتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ لکیر بڑی اور دراز نہ کی جائے جس قلم سے آپ لکھ رہے ہیں۔ اسی قلم کے دو نقطوں کی مقدار ہو مثلاً :-



علامت استغنا مہیہ۔ جب کبھی تحریر میں سوالیہ جملہ آجائے تو اس کے سامنے یوں؛ نشان بنا دیا جائے  
علامت تعجب۔ یہ علامت اردو میں بھی استعمال ہو چکی ہے اور ہمیشہ استغنا مہیہ کلمات کے بعد

یہ نشان نظر آتا ہے۔ مثلاً (۱)

علامت ترکیب۔ علامت ترکیب کو انگریزی میں ٹائفن کہتے ہیں۔ اس لئے انگریزی ہی میں استعمال ہوتی ہے  
علامت قوس۔ اب یہ اردو میں بھی استعمال ہونے لگی مثلاً ( )

علامت اقتباس۔ اپنی تحریر میں جب دوسرے کا بیان یا الفاظ استعمال کئے جائیں تو دوسرے

کے بیان یا الفاظ کو علامت اقتباس کے ساتھ لکھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ قتل کیجئے گا۔ ہنس کر  
کہنے لگے کہ آ نکھوں سے

علامت ہشت (۸) یہ علامت ہشت اب اردو میں بھی استعمال ہونے لگی ہے۔ اس

جگہ لکھی جاتی ہے۔ جہاں کہہ لکھتے کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو اور یاد آنے پر سطر کے اوپر لکھ دیا گیا  
ہو رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

علامت توجہ۔ اس کو انگریزی میں انڈر لائن کہتے ہیں۔ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ الفاظ

کے نیچے لکھنے کے عوض الفاظ کے اوپر لکیر کھینچ دیتے ہیں۔ یہیں متوجہ ہونا چاہئے۔ بہتر ہوگا اگر ہم  
الفاظ کے نیچے ہی لکھا کریں مثلاً ہندوستان میں کالیداس سا آدمی پھر پیدا ہونا مشکل ہے۔

علامت تفصیل (۱۰)۔ یہ علامت (:-) اردو میں مروج ہو چکی ہے۔ تحریر کے ختم ہونے پر اگر

کچھ اور بیان ہے تو یہ :- علامت لکھ دی جاتی ہے۔ مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم کا پتہ یہاں :- بخیریت

علامت نجم۔ علامت نجم کو انگریزی میں سٹار کہتے ہیں۔ یہ وہاں لکھی جاتی ہے جہاں کہ

بہت سے یا کچھ الفاظ قصداً چھوڑ دیئے ہوں مثلاً رسالہ رہنمائے تعلیم میں مضامین نظم و نشر تو  
شائع ہوتے ہیں مگر x x x بھی شائع ہوتی ہے۔

علامت حاشیہ۔ یہ زیادہ تر عبارت یا تشریح سے مراد ہے جو اصل عبارت کے کسی مقام سے

تعلق رکھتی ہو اردو میں نمبر دیئے جاتے ہیں جو مناسب بلکہ انسب ہیں۔  
اردو میں رائج شدہ علامات

|                  |           |               |                    |
|------------------|-----------|---------------|--------------------|
| فتح یعنی زبر (۱) | جزم (۲)   | وصلہ (۳)      | تنوین ضمہ (۴)      |
| کسر یعنی زیر (۵) | تشدید (۶) | تنوین فتح (۷) | مد (۸)             |
| ضمہ یعنی پیش (۹) | ہمزہ (۱۰) | ء کسبو (۱۱)   | ایضاً (۱۲) یا (۱۳) |

### علامات اختصار

|                          |                                |                               |
|--------------------------|--------------------------------|-------------------------------|
| رہنما                    | صفحہ (ص)                       | سنہ عیسوی (سنہ ع)             |
| علیہ السلام              | صلی اللہ علیہ وسلم (صلام یارم) | سنہ ہجری (سنہ ہ)              |
| رضی اللہ عنہ (رض) - (رض) | رحمتہ اللہ (رح)                | سنہ قبل مسیح (سنہ ق م) یا ق م |

### فہرست علامات

|            |                   |                     |                 |
|------------|-------------------|---------------------|-----------------|
| علامت سکتہ | علامت وقفہ کامل - | علامت تفصیل ذیل (-) | علامت ترکیب (-) |
| سکون       | قوس ( )           | استفہامیہ (؟)       | اشارہ (=)       |
| وقفہ       | ہشت (۸)           | تعجب (!)            | اقتباس (")      |
| توجہ (—)   | نجم *             |                     |                 |

محفوظ علی خاں ایس وی ہیڈ ماسٹر دادری - ضلع روتھک

## صدائے دل

(برموقعہ الوداعی طلباء دوآبہ مائی سکول جالندھر شہر)

بجھ گیا دل بھی شناسائے مصیبت ہو کر  
کھینچ کر نقشِ فرقت میں دکھاؤں کیونکر  
آج اگلا سا گلستاں کا وہ انداز نہیں  
عند لیبانِ خوش الحان کی وہ آواز نہیں

ہم صغیراں چمن چھوڑ کے کاشانوں کو  
لئے جاتے ہیں تمناؤں کو اربانوں کو

ہے دعا اپنی تمنائیں بر آئیں یارب  
ہم زمانے میں رہیں سب کا سہارا ہو کر  
علم کے بعد عمل کی بھی ہو طاقت یارب  
خدمتِ قوم کریں قوم کے خادم بن کر  
بھڑکے واماں دُور مقصود سے جائیں یارب  
چمکیں دُنیائے ترقی میں ستارا ہو کر  
ہم کو ہو سارے زمانے سے محبت یارب  
نکلیں میدان میں دشمن کے مقابل تن کر

رخصت اے صحبتِ زائر سے بچھڑنے والو

رخصت اے راہِ جدائی کی پکڑنے والو

زائرِ جالندھری

# سلور جوبلی نمبر کے متعلق

میں اپنے محترم دوستوں کے چند خطوط پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرما کر شاد کریں۔ جگت سنگھ

مکرمی محسن ادب جناب ماسٹر صاحب آداب و نیاز

سلور جوبلی نمبر فردوسِ نگاہ بنا۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ آپ اس قلیل مدت میں کیونکر اس فرائض کو پورا کریں گے۔ مگر نمبر دیکھنے پر میں اس بات کا قائل ہو گیا کہ طلب درکار ہے جذبات صادق کی ضرورت ہے۔ نقوش راہ خود منزل بکف رہبر نکلتے ہیں۔ نمبر نکلا اور اپنی جملہ خصوصیات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے نکلا۔

سنا جاتا ہے کہ سلاطین ماضی ایسے موقع پر اپنے خیر خواہوں کو جائدا دیں۔ جاگیریں۔ بیشمار دولت مرحمت فرمایا کرتے تھے۔ اب مجھے تو یہ دیکھنا ہے کہ آپ کے اس خلوص۔ اس خیر خواہی۔ اس قربانی کا فیاض گونٹ کیا صلہ دیتی ہے؟ اگر خدا ایسا وقت لے آئے تو بھائی صاحب ہم بھی حصہ دار ہیں بھول نہ جائیگا۔

سلور جوبلی نمبر کے مصور ٹائٹل پیج اور سلطان منظم کی تصویر سے نگاہ۔ جب چوٹی تھی کہ سلور جوبلی نمبر کے معزز مضمون نگار کے صفحہ پر جم کر وہ لٹی اس میں میرے متعلق محترمی شیخ محمد اسماعیل صاحب نے جو کچھ لکھا فرمایا ہے اس سے میں ہنوز شگفتہ میں ہوں کہ یہ مجھے اڑا لیا ہے (حالانکہ میں یتیم نہیں) یا حقیقتاً مولائے محترم کو کسی میری خدمت کی ضرورت ہے۔ بہر حال شروط مبارک بے کام شکریہ۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اپنی خصوصیات حیرت کے ماتحت تاریخی نوعیت سے سلطان کے حالات حیات کو نہایت عمدہ پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ سب سے زیادہ مجھے آپ کی سبق آموز ہستی کے حالات نے روحانی مسرت بخشی وہ مسرت جس میں استقلال۔ جفا کشی۔ مالی حوصلگی۔ ایمان داری کے جذبات ابھر آئے تھے۔

تفہیم میں مجھے فصیح السحر حضرت قبلہ نوح مدظلہ۔ نیز ابوالفصاحت افضل الشعراء حضرت جوش ملیح آبادی جناب فیاض صاحب ہریانوی۔ مائل صاحب کا قطعہ مدحیہ۔ اندر حیات صاحب۔ عظیمی صاحب۔ جناب عروج صاحب کے قطعات۔ آذر صاحب۔ ادیب صاحب (رمل مثنیٰ سالم) کی نظمیں بہت پسند ہیں خصوصاً

ادیب صاحب کی محنت قابلِ داد ہے۔

مضامین کے سلسلہ میں قیصر ہند کے حالاتِ حیات (مضامین کی جان) ماسٹر جگت سنگھ صاحب کے حالاتِ حیات (قارئین کو حوصلہ افزا) جوہلی کا مفہوم - یکک کھانے کا لطیفہ - یادگاری سلور جوہلی شہنشاہ کاروانہ دستور العمل (غافل ہندوستانیوں کے لئے قابلِ تقلید مضمون) سلور جوہلی کی شبِ ہندوستان کی جانی اور مالی قربانیاں مع عوض - مجھے بہت پسند ہیں - (سحاب سخن جناب) ابر حسی گنوری

مکرمی ماسٹر جگت سنگھ صاحب - تسلیم

رہنمائے تعلیم کا سلور جوہلی نمبر نظروں کے سامنے ہے۔ ملک معظم جارج پنجم کی سول فوج حیات پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ یہ آپ ہی کی کوشش بلینچ کا نتیجہ ہے۔

نمبر ہذا میں آپ کی زندگی کے حالات پر ایک مضمون نوشتہ شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی پٹیالہ کی دیا ہے۔ جس نے میرے دلپر اس قدر اثر کیا کہ مجبور ہو کر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

شیخ محمد اسماعیل صاحب کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک ادبِ اردو کے پوشیدہ عمل کو ظاہر کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ جیسی ثابت قدم، سخی، شاذ و نادر ہی ہوگی جس نے باوجود مصائب کے اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹنے دیا۔ بیشک ادبِ اردو اور صیغہٴ تعلیم کی خدمت میں آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس سعی مشکور کو میں بنظرِ استعسان دیکھتا ہوں اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور دستِ بڑا ہوں کہ خدا آپ کو اسی طرح صیغہٴ تعلیم کی خدمت میں ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ آمین

خاکسارِ فرحت بخش گونڈوی بھیمڑی

میرے محسن سردار صاحب - سلام شوق

ریڈ کر اس نمبر کی اشاعت کے بعد جولائی ۱۹۳۵ء میں شائع ہونے والے "دل نمبر" کا اعلان جب میری نظر سے گذرا تو میں آپ کی الواغزنی کی رہ رہ کر داد دیتا تھا۔ اس لئے اور بھی کہ ان تجربات تلخ سے دوچار ہونے کے بعد کہ اہل ملک نے آپ کے پیش کردہ مرقعِ ہائے ادب کی حقیقی قدر نہیں کی، مگر واہ ری عالی حوصلگی اور فیاض فطرت کہ ان سب خیالات کو پس پشت ڈالے ہوئے آپ ہیں کہ فروری کو بڑے شوق سے اپنے ذمے لینے کو ہمہ وقت تیار نظر آتے ہیں۔ خواہ اس میں مالی نقصان ہو یا اس کی تنگ و دو میں اپنی صحت پر کوئی برا اثر پڑے۔ خیر یہاں تک عنیت تھا کہ جب ۹ - اپریل ۱۹۳۵ء کو

آجناب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اس طلاع پر کہ آپ رہنمائے تعلیم کا سلور جوبلی نمبر نکالنے کا غم بالجزم کر چکے ہیں اور پھر اس قلیل مدت میں یعنی ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء سے ۵ مئی ۱۹۳۵ء تک۔ میں بحر تعجب و حیرت میں غرق ہو کر رہ گیا اور بے اختیار یہ شعور میرے لبوں پر رقص کرنے لگا۔ ابرگنوری بڑھتے ہی جاتے ہیں آگے منزلوں دیوانہ وار۔ ایک نئی منزل کی دُھن میں ہر نئی منزل سے ہم میری خاک سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آخر اس قلیل مدت میں اس پیش قدمی (خاص) نمبر کے لئے جو مخصوص مذاق کا حامل ہو گا۔ مضامین بھی فراہم ہو سکیں گے یا نہیں مگر زندہ باد محسن ادب زندہ باد ۱۰ اردن میں مضامین نکار سے اور چوٹی کے مضامین نگار سے کسی خاص موضوع پر مضمون لکھو اگر حاصل کر لینا آپ سے ہی خوش اخلاق و بامروت آدمی کا کام تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان بے نیاز ہستیوں کے پاس مضامین کے اکثر تقاضے ملتے ہیں اور بیشتر تشنہ جواب رہتے ہیں۔

غالباً ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء کو ۸۸ صفحات کی ضخامت کا مصور سلور جوبلی نمبر ملاحس کی ظاہری دلفریبی نے ہی مجھے انگشت بدنداں کر دیا۔ تصاویر ایک سے ایک بڑھ کر خصوصاً ٹائٹل پیج کے دوسری طرف تصویر شائع ہوئی ہے بے شمار خصوصیات کی حامل ہے۔ ایک تصویر میں جہاں عہد گورنمنٹ برطانیہ کی ایجادات اور دیگر لاتعداد ترتیبوں کی تصویریں پیش کی ہیں۔ وہاں ہیبت عدل کی تصویر اس مصرعہ کے مطابق ناظرین رسالہ ہذا کی نظروں کے سامنے ہے۔ ع اک گھاٹ پانی پیتے ہیں بزرغالہ و پلنگ کتابت و طباعت دیدہ زیب ہے۔ اکثر صفحات رنگین ہیں۔ شاہی خاندان کا شجرہ بذریعہ تصاویر سمجھایا گیا ہے خود حضور ملک معظم اور ملکہ میری کی کئی تصویریں شامل اشاعت کی گئی ہیں۔

مضامین کے اعتبار سے بھی یہ دوسرے رسائل کے سلور جوبلی نمبروں سے جو اس وقت تک میری نظر سے گزر چکے ہیں افضل و برتر ہے۔ یہ نمبر جوبلی سے متعلق تحقیقی مضامین۔ سبق آموز مختصر افسانوں۔ دلچسپ واقعوں۔ لطیفوں اور پُر طعنت تاریخی ڈراموں کا ایک مجموعہ ہے۔ جن میں سے میرے نقطہ خیال سے اعلیٰ حضرت قیصر ہند جارج پنجم کی زندگی سے متعلق مورخ اعظم حضرت مولانا محمد اسماعیل مدیر عروج کا ۳ صفحات کا تفصیلی تذکرہ بلحاظ تحقیقات و تندرہی۔ محنت و جان کا ہی دادے سے مستغنی ہے۔

آپ کے یعنی اپنے کرم فرما کر کم ماستر سردار جگت سنگھ صاحب کے اہم کوائف کے مطالعہ سے میرے دماغ کو جو ہنوز جبر و اختیار کے فلسفہ میں گم ہونا چلا جا رہا تھا۔ قدسے سکون نصیب ہو گیا۔ اور اس شعر پر اعتقاد کامل ہے ابرگنوری

توے قبضہ میں ہے یہ دست قدرت دیکھنے والے بنا خود اپنی قسمت سوئے قسمت دیکھنے والے

میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ لفظ جوہلی کی تحقیق۔ بدی کا بدلہ (ڈراما) یاد نگاری سلور جوہلی شہنشاہ کار و زور  
دستور العمل۔ سلور جوہلی کی شیب۔ بلین صاحب بی اے۔ بی ٹی کے اکثر مضامین ملک کے گوشہ گوشہ سے  
خراج تحسین حاصل کرینگے۔

نظموں میں سب سے زیادہ جو مجھے پسند آئیں وہ خدا کے سخن علامہ حضرت نوح ناروی۔ ابو الفصاحت  
حضرت قبلہ جوش ملیح آبادی مدنیہ۔ محترمی جناب فیاض ہریانوی بی اے۔ سیاح سخن حضرت ابرگنوری ملکہ  
جناب عظامی صاحب۔ جناب اندر حیات صاحب شریا یکرمی فصحا صاحب جالندھری۔ جناب ذر صاحب  
حضرت ادیب عثمانی کی مصنفہ ہیں۔

مختصر یہ کہ سلور جوہلی نمبر ہر نوعیت سے لائق مد تحسین ہے اور اس کے مرتب مولانا محمد امین صاحب  
نیرافض الشواء حضرت جوش ملیح آبادی کا حسن انتخاب ترتیب و تدوین قابلِ صدداد ہے۔ اور آپ کا یعنی  
معظمی قبلہ سردار جگت سنگھ صاحب کا اُردو ادب کے لئے بے پناہ مالی ایثار محرک صدرِ شک ہے  
آخر میں بصیم قلب دعا گو ہوں کہ خدا کرے اس نمبر کو عالمگیر مقبولیت کا شرف ممتاز میسر آئے اور اہل  
ملک اس کی حقیقی منزلت کریں۔ ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آیین باد

(عروج الکلام سید) عروج زیدی بدایونی

## کلام سلیم

از تیرہ فکر جناب شیخ حسین صاحب سلیم ساکن نگر م شاگردِ خسرو سخن حضرت نصاف مدظلہ  
بس اب تو چین کے رہنے دے لے ایذا رساں بھلو ملا ہے آج تک آرام دُنیا میں کہاں بھلو  
محبت میں فغاں سے کام لینا چاہئے دل نہیں تو پیس ڈالے گی جھٹائے آسمان بھلو  
دیا تھا زندگی بھر تو نے میرا ساتھ دُنیا میں کہاں اب چھوڑ کر جاتی ہے اے رُوحِ رواں بھلو  
میرے شعر و سخن میں دیکھ کر لطفِ زباں شاید دعا دیتی ہے رُوحِ بلبلِ ہندوستان بھلو

جناب نوح کے شاگرد کا شاگرد ہوں میں بھی  
مگر سب لوگ کہتے ہیں سلیم خوش بیان بھلو

# بدقسمت ہمایوں الموعود تقدیر کا چکر

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از قلم لالہ اودھو رام صاحب فنی ٹٹل)

## سولہواں سین

### دربار شاہی

ہمایوں تخت ہند پر جلوہ گر ہے۔ اُمراء و وزرا اپنی اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور شیر خاں سے جنگ کرنے کے مشورے کر رہے ہیں۔ اتنے میں کامران مرزا کا قاصد حاضر دربار ہوتا ہے :-  
ہمایوں - کیا پیغام لائے ہو؟  
قاصد - حضور! پڑھ لیجئے۔

رقعہ پیش کرتا ہے۔ جس میں لکھا ہوتا ہے کہ شاہ زباں غلاموں کو انعام و اکرام دینے کے بہت سے طریقے تھے۔ تخت پر بٹھانا کیا ضرورت تھا۔ مغل حکومت میں خلا ڈال دیا۔

ہمایوں - مرزا کہاں ہیں؟  
قاصد - حضور! لاہور کو چل دیئے ہیں۔  
ہمایوں (حیران ہو کر) اور فوج؟  
قاصد - ہمارے گئے ہیں۔

ہمایوں (غصہ و پریشانی میں) بھائی! غضب کر دیا۔ کم بخت شیر خاں کا مقابلہ اور بھائیوں کی یہ سرد مہری! ایک آرٹے وقت میں کام آنے والے کی دلی ملا بر لائی تو کیا غضب ہو گیا؟ فیاضی اور قدر دانی بادشاہوں کا جوہر ہے جس میں یہ نہیں۔ اور ماہ بدر کی طرح کمال پر طلوع نہیں۔ آرٹے وقت میں، جان جو کھوں میں، مصیبت کے تاریک لمحوں میں کوئی اُس کا ساتھی نہیں۔ اچھا کامران! اگر اللہ مددگار ہے تو نہیں تو اس کی رحمت تو میری مددگار ہے (اتنے میں ایک جاسوس آتا ہے)

جاسوس (آداب کو نرٹن بجا لاکر) حضور کا اقبال بلند!

ہمایوں - کوئی مرزہ؟

جاسوس - حضور! شیر خاں لشکرِ جبار لے چلا آتا ہے۔

ہمایوں - راراکین سلطنت سے، دفاتر کے بندو! کامران نے یہ گل کھلایا۔ بیرم خاں پاس نہیں۔ تخت اور تختے کا سوال ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

اراکین سلطنت۔ حضور! جنگ لازمی ہے۔ اگر ہماری جمیعت کم ہے۔ تو بھی کیا غم ہے۔ اہل ایم کے مقابلے میں آنحضرت کے والد مرحوم کے پاس کس قدر فوج تھی؟ ہم جان تک لڑ لوینگے۔ اور آنحضرت شیر خانی لشکر کے لئے ہوئے سرگیند کی طرح لڑ سکتے دیکھینگے۔

ہمایوں۔ آفرین! فوج کو کوچ کا حکم دیدو۔ اور دریا پار صفیں جما دو۔ شاہی لشکر کوچ کر دیتا ہے۔ اور دریا پار کر کے کیل کانٹے سے لیں ہو جاتا ہے۔ شیر خاں بھی اپنا لشکر مقابلے پر لے آتا ہے۔ دونوں فوجوں میں بڑی خونریز جنگ ہوتی ہے۔ مگر شوئی قسمت سے ہمایوں کو شکست ہوتی ہے۔ ہمایوں اور اس کا بچا کبھی لشکر بڑی شکل سے دریا عبور کر کے آگرہ پہنچتا ہے۔ اور ہمایوں آگرہ پہنچتے ہی بیگمات سمیت لاہور کا رستہ لیتا ہے۔

## سترہواں سین

### لاہور کی راہ

ہمایوں چند سواروں سمیت لاہور کی طرف چلا جا رہا ہے۔ بیگمات کی ڈوئیاں ساتھ ہیں۔ چند بہادر سپاہی ان کی حفاظت میں مقرر کر کے آپ مختصر سی فوج سمیت آگے نکل جاتا ہے۔ جب ڈوئیاں ایک سنسان جگہ پر پہنچتی ہیں۔ تو بد معاشوں کا ایک گروہ انہیں گھیر لیتا ہے۔

بد معاشوں کا سردار (اپنے ساتھیوں سے) روکو! جلنے نہ پائیں! سپاہیوں کو مار گراؤ! (بد معاش اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں)۔

سردار (ڈوولی برداروں سے) اگر زندگی درکار ہے۔ تو یہ رستہ چھوڑو۔ اور (انگلی سے اشارہ کر کے) ادھر ڈوولیوں کا منہ موڑو۔

(ڈوولی برداروں کے مارے اس کے اشارے پر چلتے ہیں)

ماہم بیگم (ہمایوں کی والدہ پردہ سے جھانک کر) بھائی تم کون؟ (ڈوولی بردار کھڑے ہو جاتے ہیں)

سردار۔ اس علاتے کا سردار۔

ماہم بیگم۔ اچھی طرح سے۔ جی تو مہم تار کر وقت پر پہنچا ہوں۔

ماہم بیگم۔ بھائی! کہاں لئے جاتے ہو؟ ہم آگے ہی مصیبت کی ماری ہیں۔ تم اور کیوں ستاتے ہو؟ اور ہمارے زخموں پر نمک کیوں لگاتے ہو؟

سردار۔ تمہاری مصیبت کو داحت بنارہا ہوں۔ اور تمہاری ذلت کو مٹا کر عزت بڑھا رہا ہوں۔

ماہم بیگم۔ اس کا مطلب؟



سر دار۔ بس یہی کہ ہمارے گھروں کو زینت دو۔ عیش و عشرت مٹاؤ۔ اور اپنے نازک تنوں کو نئی نصیبت سے نجات دلاؤ۔

ماہم بیگم (کڑک کر) اونا بکار! زبان کو سنبھال! اپنے ناپاک ارادوں سے باز آ! سر دار۔ دیکھو۔ ایسی بے زنی نہ دکھاؤ۔ اگر جان عزیز ہے۔ تو کہنا مان جاؤ۔ راحت و آرام سے رہو گی۔ اور در بدر ٹھوکیں کھاتی نہ پھرو گی!

ماہم بیگم۔ او ظالم بے شرم! پھر ایک بار کہتی ہوں کہ بدیوں سے باز آ! سر دار۔ خوب! صنف نازک اور یہ بکواس! (ڈولی برداروں سے) چلو جلدی چلو۔ قیام گاہ پر جا کر نئے بکواس کا جواب دوں گا۔

ماہم بیگم (دیگر بیگمات سے) بیٹیو! مقام غیرت! جان نہیں۔ ایمان چاہئے! بصمت کی قیمت میں بزدلی نہ دکھاؤ! (سب کی سب خنجر ہاتھوں میں لئے ڈولیوں سے کود پڑتی ہیں۔ حلقہ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں اور لونڈیاں اور دگدر گھیرا ڈال دیتی ہیں۔)

ماہم بیگم۔ (بد معاشوں سے) شیطان کے پتلو! بیشک عورت صنف نازک کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ گل تازہ کی طرح گرمی سردی سے فوراً کھلا جاتی ہے۔ جدھر جھکاؤ نرم ٹہنی کی طرح جھک جاتی ہے۔ ذرا ڈسلاؤ۔ خرگوش کی طرح دبک جاتی ہے۔ مگر وہی صنف نازک آڑے وقت پر فولاد کی طرح سخت بھی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی بات پر جرم جائے۔ خدا ہٹائے تو ہٹائے۔ جزدے کا کیا مقدور کہ بال بھر بوجھ اُدھر سر کائے۔ غم راسخ کے ساتھ اللہ وہ قوت بازو عطا کرتا ہے کہ بڑے بڑے شہ زور اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ یہاں تو اس صنف نازک کے اصلی جوہر یعنی تنگ و ناموس پر رنجی ہے۔ تمہاری کتوں کی کیا مجال کہ ہمارے دامن تک کو چھو سکو۔ ایک ایک کمرے کے کٹ مرنگی مگر آبرو نہ گنواؤ ٹینگلی۔ رنج و اندوہ سینگی مگر دین ایمان کو عیش دنیا کی بھٹی میں نہ جلاؤ ٹینگلی۔

یوہر جب ہمایوں کو معلوم ہوتا ہے کہ بیگمات لاپتہ ہیں۔ تو ہندال مرزا کو چند سواروں سمیت انکی تلاش میں بھیجتا ہے۔ ماہم بیگم اپنے آخری الفاظ ادا کرتی ہے کہ شاہی سوار آتے دکھائی دیتے ہیں۔ بد معاش کچھ عورتوں کے حوصلے سے اور کچھ سواروں کی آمد سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ہندال مرزا بیگمات کی جزاؤں پر عرشِ عش بکرتا ہے۔ سب پل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہمایوں کے ساتھ مل کر لاہور پہنچ جاتے ہیں۔ اور شاہی قلعہ میں فروکش ہوتے ہیں۔

## اٹھارھواں سین

### قلعہ لاہور

ہمایوں قلعہ کے اندر اُمر او کے ساتھ بیٹھا ہے۔ کہ ایک جاسوس آتا ہے:-

جاسوس جنھوں اشیر خاں لاہور کی طرف بڑھا چلا آتا ہے۔

ہمایوں (مظفر بیگ سے) تم اشیر خاں کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ یہ کیا انصاف ہے؟ ہم نے سارا ہندوستان تمہارے لئے چھوڑا ایک لاہور باقی ہے۔ بس یہی ہمارے درمیان سرحد رہے۔

(مظفر بیگ اسی وقت کوچ کر دیتا ہے۔ اور اشیر خاں کو ہمایوں کا پیغام دیتا ہے)

اشیر خاں (مظفر بیگ سے) ہمایوں کو دو اگر خیر چاہتے ہو۔ تو کابل بھاگ جاؤ۔

(مظفر بیگ ہمایوں کے پاس اشیر خاں کا جواب لاتا ہے اور ہمایوں تینوں بھائیوں اور راکین

سلطنت سے صلاح و مشورہ کرتا ہے)۔

ہمایوں۔ عزیز بھائیو! والد مرحوم کی جان جو کھوں کی کمائی ہم نے اپنی نا اتفاقی سے گنوئی۔ میں تم پر ہمیشہ

مہربانی کرتا رہا۔ اور تمہارے قصوروں سے درگزر کرتا رہا۔ مگر تم دقت پر کورا جواب دیتے رہے۔ اور تخت

کے لالچ سے میرا مقابلہ کرتے رہے۔ تو آج پنجاب بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ ابھی وقت ہے۔ اتفاق سے

کام لو۔ اور یک جہتی سے دشمن کو مار بھگاؤ۔

از اتفاق مگس شہدے خود پیدا خدا چہ لذت شیریں راتفاق نہاد

کامران و عسکری۔ ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جان سے ہاتھ دھونا ہے۔

{ دونوں چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ کامران کابل پہنچ جاتا ہے اور عسکری تندھار۔ دونوں ہاں اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کر کے بیخوف ہو بیٹھتے ہیں۔ }

ہمایوں (ان کے چلے جانے پر) بدبختی کے سیاہ دن شروع ہو گئے۔ اللہ رحم!

مظفر بیگ۔ حضور اشیر خاں بڑی سرعت سے عازم لاہور ہے۔ کامران اور عسکری کا حضور سے اتفاق نہیں۔

صحت یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے کوچ کر دینا ضروری ہے۔

اجلاس خاموشی کے عالم میں بر قیامت ہوتا ہے۔ ہمایوں کوچ کی تیاریاں کرتا ہے۔ قیامت کا دن ہے ہنولتا

کا بادشاہ بے یار و مددگار عالیشان محلات کو خیر باد کہہ رہا ہے۔ آنکھیں پر غم ہیں۔ بیگمات سر جھکائے رو رہی ہیں

ڈوبیاں باہر دھری رکھی ہیں۔ سملوں سے نکلتی ہیں۔ اور حسرت بھری نگاہوں سے پیچھے کی طرف دیکھ کر بادل

ناخواسند سوار ہو جاتی ہیں۔ ہمایوں کیلچے پر ہاتھ رکھ کر روئی صورت بنائے ہاتھی پر چڑھ بیٹھتا ہے  
ہمایوں (بیگمات سے) میری چند روزہ غفلت تم کو بھی رُلا رہی ہے۔ اور ابھی کیا خبر کہ کہاں کہاں پھرنی لگی  
ہائے غضب!

عیش دُنیا را بقائے نیست دیدی فنجہ را      یک تبسم کرد و عمرے در پریشانی گذشت  
(ہمایوں رو دیتا ہے مختصر سا شاہی قافلہ چنچ و پکار کر اُٹھتا ہے۔ اور روانہ ہو جاتا ہے)  
پردہ گر جاتا ہے      (دُراپ سین)      باقی آئندہ

## زمر مرثیہ تغزل

راز ہستی سے بے خبر دل ہے      موت ہی زندگی کا ساحل ہے  
مجھ سے برہم نگاہِ قاتل ہے      بس یہیں تک فسانہِ دل ہے  
بن گئی ہر نگاہِ اک صحرا      جوشِ وحشت کا اب یہ حاصل ہے  
کیا رسائی ہو اُس کے جلوؤں تک      ہر تجلیِ حجابِ حاصل ہے  
موجِ طوفاں میں جانے کیا دیکھا      کہ نظریے نیازِ ساحل ہے  
اُس فضا میں ہوں لے دل بخود      ہر نظر آشنائے منزل ہے  
ذرہ ذرہ ہے میری نظروں میں      اب تک احساسِ ہستی دل ہے  
ہوش میں آئے کیا دل بے خود      ہر نظر اک فریبِ منزل ہے  
کوئی مانوس التفات نہ ہوا      اب تو مہربا بھی سخت مشکل ہے

مُسکراتا ہے لے رتن کوئی

کچھ تو جوشِ فغاں کا حاصل ہے      رام رتن منشی فاضل

# بتقریب راجہ جی شہنشاہِ معظم جارج پنجم دم برکتہ

عاجلِ نوابِ سانِ الہند اعتباراً الملک حضرت دل شایہما پنوری رئیسِ اعظم شاہجہان پور  
خوشا قسمت کہ ہر جانب مسرت کی گھٹا چھائی فضا ہے ہند میں پھر گافشاں ہو کر بہار آئی  
نکھر کر بن گیا اپنا چمن تصویرِ عنائی ہوا خواہاں برٹش کر ہے میں گلشنِ آرائی  
تبسم بھی لبوں پر آ رہا ہے شاد ماں ہو کر

زمینِ ہند نے معراج پائی آسماں ہو کر  
یہ جشن اس شاہ کے ہے عہد میں جو رحم پرور ہے رعایا کا نگہاں لطف فرما۔ عدل گستر ہے  
ضیا پاشی میں جو رشکِ مرہ خورشیدِ انور ہے نظامِ عہدِ حاضرِ غیرتِ دورِ سکندر ہے  
رہے اقبال یا ورضو فشاں ہوتلج جبرٹش کا

بڑھے چاروں طرف دنیا میں راجِ برٹش کا  
خلافِ سلطنت رہنا ہے نا فہمی و نادانی مالِ باہمی تفریق ہے جانوں کی قربانی  
بہم ضد ہی سہی لیکن ہے اس صورت میں آسانی کریں طے منزلیں انجن میں جیسے آگ اور پانی  
رہیں محکوم دورِ سلطنت گرشاد رہنا ہے

ہمیں تو ہند ہی میں امن سے آباد رہنا ہے

سبق لازم ہے اس تفریق باہم کو بھلا دینا جو صورت ہو خلافِ سلطنت اُس کو مٹا دینا  
مکدر ہوں اگر دلِ شکلِ آئینہ بنا دینا رہیں خوشحال مل جل کر یہ ہمت کھڑا دینا  
کہیں کیا بھیسی فہم کی میعاد کب تک ہے  
ہمارے درمیاں حائلِ خلیجِ فرق جب تک ہے

رعایا پروری کیا کیلئے عہدِ شاہِ فشی میں      نہیں فرقِ مراتب کوئی ہندو اور مسلمان میں  
 حنیافاشی کے ہیں اوصاف یکساں تیراں میں      ہماری تو دعا یہیم ہے یہ درگاہِ یزداں میں  
 کیا ہے کشورِ ہندوستان کو جس نے نورانی  
 رہے قائم یہ نورِ سلطنت اقبالِ سلطانی  
 ہے خورشیدِ عالمتاب میں جب تک رخِ شانی      ہوائے دہر میں جب تک راحتِ بخشِ جولانی  
 کہے جب تک عروجِ ماہِ اس دنیا کو نورانی      رہے ہندوستان پر سایہ گسترِ شاہِ لاثانی  
 فدا ہم سب ہیں با صد دل جاں جارج پنجم پر  
 شہنشاہِ جہاں جمشیدِ دوراں جارج پنجم پر

ابوالعالم محمد اسماعیل خانا ناظمِ تسری ملیا دی تلیمِ عمدۃ الشعرِ انسان العصر  
 حضرت ہمدردِ ظلمہ جانشینِ حضرتِ غلامِ دہلوی

تم پانچ حرف رکھتے ہو بیداد کے لئے      ہم پانچ حرف رکھتے ہیں فریاد کے لئے  
 یہ ضبط دیکھ جو اٹھائے ترے مگر      کھوئی زباں نہ شکوہ بیداد کے لئے  
 تیار ہے قفس بھی بچھائے ہیں دام بھی      یہ ظلم ایک بلبُلِ ناشاد کے لئے  
 بس غیرت اسی میں ہے دل کہ چپے ہوں      کھولوں زباں نہ شکوہ بیداد کے لئے  
 ہم دل فدا کریں تو ہے ناظم وہ چیز کیا      حاضر ہے جانِ حضرتِ استاد کے لئے

## قطعہ

وہ نور جو ظلمت کے بدل جاتا ہے      پیدا ہوا مہر و ماہ و انجم کے لئے  
 وہ نور حقیقت میں نہیں جسکو زوال      مخصوص ہے شاہِ جارج پنجم کے لئے

دلِ شاہِ مہر و ماہ

# رسالہ رہنمائے تعلیم کا ریڈ کر اس نمبر حکماء شستر تعلیم پنجاب کی بارگاہیں

(۱) جناب صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری ریڈ کر اس سوسائٹی پنجاب برائے لاہور  
پیش کش ریڈ کر اس کمیٹی متحدہ کامیاب خرید فرا کر صوبہ کے تمام ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اس کی خدمت  
میں ارسال فرما کر اس کی سرپرستی اور خریداری کی سفارش ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔  
چھٹی نمبر ۲۶۲۸ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء۔ منجانب صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری ریڈ کر اس سوسائٹی پنجاب لاہور  
خدمت جملہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس پنجاب

جناب من۔ رسالہ رہنمائے تعلیم نے حال ہی میں جو پیش کش ریڈ کر اس نمبر شائع کیا ہے۔ تحریک ریڈ کر اس کے مستقل  
بہت مفید آگے کا مسالائے ہے اور بلا مبالغہ اسے ریڈ کر اس کا ناسائیکلو پیڈیا کہہ سکتے ہیں۔ یہ نمبر جو ریڈ کر اس  
سوسائٹیوں کے لئے نہایت سودمند اور سبق آموز ثابت ہو گا۔

اس نمبر کو آنریبل چیرمین صاحب و آنریبل سسرنگ فیروز خاں صاحب لون وزیر تعلیم پنجاب  
نے نہایت پسند فرمایا ہے۔ اور جناب مہمس فوڈ اہل صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری انڈین ریڈ کر اس سوسائٹی  
نبودہلی نے بھی بدرجہ غایت پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس نمبر کی متحدہ کامیاب اور دو ہائے صوبہ  
کے لئے خرید بھی فرمائی ہیں۔ یہ نمبر پانچ سو صفحات کی ضخامت کے ساتھ ہے۔ اسے بغیر خدائق نمبر کو ریڈ کر اس سوسائٹیوں کے  
ماتقول میں پہچاننے کے لئے اس کے پرچہ پر مشر صاحب نے خاص غایت منظور فرما کر ڈیڑھ روپیہ فی جلد (محدود لاک لاک)  
کے حساب فروخت کرنا منظور کیا ہے۔ اس واسطے آپ کی توجہ اس امر پر منطوق کر اگر انھیں ہر اپنے لئے ضلع کی جو ریڈ کر  
سوسائٹیوں کی توجہ میں اس پیش نمبر کو لاکر ان کے آرڈر کریں کہ بشرط پسندیدگی وہ اس نمبر کو خرید کر متفید ہوں۔ یہ سوسائٹی کو  
جس قدر جلدیں و کتابوں اس کے لئے براہ راست میجنر کے دپارٹمنٹ رسالہ رہنمائے تعلیم رام لگی لاہور کے خط و کتابت کی جائے۔

(۲) نقل چھٹی نمبر ۳۰۵۵ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۵ء۔ منجانب صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر سپر مدارس و غیرن انبالہ  
خدمت ہیڈ ماسٹر صاحبان امدادی مدارس و ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس ڈویژن انبالہ

میں آپ کی توجہ رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور کے پیش کش ریڈ کر اس نمبر مرتبہ ماسٹر جگت سنگھ صاحب کی طرف  
بمذول کرتا ہوں۔ جو ہر اس میں ریڈ کر اس تحریک کے متعلق منتقل اطلاعات کا مخزن ہے۔ مضامین مندرجہ نہایت  
دلچسپ اور سبق آموز ہیں اور ہر اسے خباں میں سکول کے بچے انہیں پڑھ کر بہت مسرت اندوز ہوں گے۔ پیش کش  
اس قابل ہے کہ اس کا سکول کی لائبریری میں موجود ہونا نہایت منفع بخش اور کام کی شے ہو گا۔

دستخط صاحب لاہور ڈسٹرکٹ انسپکٹر

# اصلاح دیہات کا حقیقی محرک

مشرایف اہل برہن کے نام سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ نے اصلاح دیہات کے متعلق جو کام انجام دیا ہے۔ اس سے آپ کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی ہے۔ آپ نے اس تحریک کو آج سے دس برس پیشتر گوڑ گاؤں کے دور افتادہ ضلع میں شروع کیا تھا۔ جہاں آپ ڈپٹی کمشنر تھے۔ یہ ضلع خاص طور پر پسماندہ تھا۔ اور وہاں دیہاتی اصلاح کے نئے حالات بڑے نامازگار اور حوصلہ فرساتھے۔ دیہاتی کام کی ابتدا کرنے میں صاحب مصروف نے بڑی جرأت کا ثبوت دیا مسلسل محنت پیہم مشقت اور استقلال سے آپ نے لوگوں کو اصلاح دیہات کی طرف مائل کیا اور ضلع مذکور سے رخصت ہونے سے پیشتر آپ کا یہ دعوے برحق تھا۔ کہ اس ضلع میں اب ایک ایسی تحریک کی بنیادیں استوار ہو چکی ہیں جس کی اہمیت مستقبل قریب میں بالضرور تسلیم کی جائے گی۔

## کمشنر محکمہ اصلاح دیہات

آپ نے گڑ گاؤں میں جو تجربہ حاصل کیا تھا۔ اس سے بعد ازاں ضلع جہلم میں فائدہ اٹھایا گیا۔ اور مقامی حکومت آپ کے کام سے بہت خوش ہوئی۔ حکومت مذکور نے محسوس کیا کہ پنجاب بھر میں اس تحریک کو چلانا چاہئے۔ لہذا اس نے مسٹر برہن کو محکمہ اصلاح دیہات کا کمشنر مقرر کر دیا۔ اس نئی حیثیت میں آپ ان مختلف سرکاری محکمہ جات کی جو دیہات کی سود و سود میں مصروف ہیں۔ سرگرمیوں کو مربوط کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔ جس کا ایک اچھا خاکہ کتاب موسومہ اصلاح دیہات میں درج ہے۔ اس کتاب کو مفید عام پریس لاہور نے شائع کیا ہے۔ اصلاح دیہات کا کام اپنی نوعیت میں رضا کارانہ ہے۔ اس میں کامیابی کی شرط یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے مواقع اور اپنے حالات سے پورا فائدہ اٹھانے کی غرض سے ترغیب دی جائے۔ اس میں سرکاری جبر اور دباؤ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی مستقل اور پائیدار کامرانی کی شرط یہ ہے کہ سارا پروگرام لوگوں کی مرضی پر مبنی ہو۔ مسٹر برہن نے جو رائے افادوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس بنیاد مفید ضلالتی تحریک پر شریک ہوں جو ہماری شہری ترقی کی بنیاد ہے۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس میں سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب مل کر مادہ وطن کی خدمت کر سکتے ہیں۔

## لائحہ عمل

دیہاتی اصلاح کا مقصد یہ ہے کہ دیہاتی زندگی کو بہ حیثیت مجموعی بہتر بنایا جائے اور اس کے متعلقہ لائحہ عمل کے دائرہ میں دیہاتی زندگی کے اہم شعبہ جات شامل ہونے چاہئیں۔ قدرتی طور پر صحت کا مسئلہ بہت ضروری ہے اور توجہ کا محتاج ہے۔ اس کے ضروری جزویہ ہیں کہ ماحول کو بہتر بنایا جائے صحت و صفائی کا معیار بلند کیا جائے۔ بہتر مکانات بنائے جائیں۔ موسمی وباؤں کا مقابلہ کیا جائے۔ تربیت یافتہ دائیوں کا انتظام کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ انکا دار و مدار کسی قدر مادی فائز ابائی پر موقوف ہے اور پھر مادی فائز ابائی کے حصول کے طریقے یہ ہیں کہ زراعت کے ترقی یافتہ طریقوں کو رائج کیا جائے۔ عمدہ بیج استعمال کئے جائیں۔ فصلوں کو تباہ کرنے والے کیڑوں کا انسداد کیا جائے اور موشیوں کی نسل کو بہتر بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی زیورات کے استعمال اور مختلف رسوم پر اسراف بیجا سے

احترار ضروری ہے۔ یہ ہاتھوں کو کھلی ہوا میں تقریبی کھیلوں اور ورزشوں کا بھی عادی بنانا چاہئے۔ مشربین کی رائے میں سارے مسئلہ کا محور تعلیم نسواں ہے۔

## کامیابی کی راہ

ان مقاصد کے حصول کا یہ ذریعہ ہے کہ اس بارہ میں منضبط نشر و اشاعت سے کام لیا جائے۔ سکولوں کا معیار بہتر بنایا جائے۔ کھیل کود کے لئے میدان مہیا کئے جائیں۔ تفریح کے لئے پارک بنائے جائیں۔ صفائی پر زور دیا جائے۔ باہمی ربط و ضبط کی جملہ صورتیں پیدا کی جائیں۔ امداد باہمی اور دیگر اصول کو رواج دیا جائے۔ ہر سرکاری ملازم ہر شہری اور دیہاتی رئیس ہر تعلیم یافتہ شخص مزدوروں کے آٹا اور معمول زمیندار کی شرکت عمل اور ہمدردی حاصل کی جائے۔

مشربین نے اس کتاب میں دیہاتی اصلاح کے متعلق زبردست ایبل کی ہے اور ان طریقوں کو سمجھا دیا ہے جن پر عمل کرنے سے صوبہ ہذا میں دیہاتی زندگی کا معیار بلند ہو سکتا ہے۔ مشربین کے اکثر و بیشتر مشورے نہ صرف پنجاب بلکہ سارے ہندوستان کے لئے کارآمد اور سبق آموز ہیں۔ (محکمہ اطلاعات)

—X—

## مسٹر گورنمنٹ سنکھ جوہر میڈیٹ و جرنلسٹ

ناظرین کرام مسٹر جوہر کو بھلے نہیں ہو گئے۔ ریڈ کراس نمبر میں آپ کا مفتوحہ آخری نصیحت اور دیگر غبروں میں بھی وقتاً فوقتاً آپ کے خاص مضامین ان کے لحاظ سے گزرتے ہو گئے۔ پچھلے سال آپ فوٹل سکول ٹیچر میں اس وی کلاس کے ممتاز طالب تھے۔ اور وقتاً فوقتاً نورالتعلیم میں بھی اپنے خیالات نظم و نشر میں ظاہر کر کے اپنی انشا پر داری کا سنگہ ہم عصر پر بٹھلتے رہے۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ آپ اس وی کے فاضل امتحان میں پنجاب میں اول نمبر پر کامیاب ہوئے ہیں۔ اور اپنی سابقہ روایات کو چار چاند لگانے کا موجب ہوئے ہیں۔ رہنمائے تعلیم اس اعزاز کے حصول اور اس نمایاں کامیابی پر مسٹر جوہر کو مبارکباد عرض کرتا ہے اور آرزو مند ہے کہ ان کی یہ کامیابی مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو اور وہ دنیاوی اور دینی امتحانات میں اسی طرح باعزت کامیاب ہوتے رہیں۔

اس ذیل میں ہیں قارئین کرام تک یہ خوشخبری پہنچانے کا فخر حاصل ہوا ہے کہ مسٹر جوہر نے اپنی اعزازی خدمات رہنمائے تعلیم کی نذر کی ہیں۔ جناب سردار صفت سنگھ صاحب بحیثیت میجر اس کے بارے میں مناسب کاروائی پر غور کر رہے ہیں حسب منشا فیصلہ پر مسٹر گورنمنٹ سنکھ جوہر کا نام نامی اراہین ادارہ میں شامل کیا جائیگا۔ اور وہ اپنے پیارے رہنمائے تعلیم کے ذریعے اپنے قارئین کرام کی علمی و تجبیوں کا موجب ہو کر نکلے۔ (سجیووا)

شکر یہ کہ ان جملہ احباب اور مہربان اصحاب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا میرے لئے ذرا مشکل ہے۔ چونکہ ان جملہ احباب اور مہربان اصحاب میں اس وی امتحان میں فرسٹ رینے پر ہدایاے تبریک اور پیغامات تہنیت ارسال فرمائے ہیں۔ لہذا ان چند سطروں کے ذریعے ان جملہ حضرات کا دل کی انتہائی تہنیتیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کی اس قدر دانی اور مہربانی کا مہر ہوں ہوں۔

(رخصا ر گورنمنٹ سنکھ جوہر میڈیٹ اسسٹنٹ ٹیچر فوٹل سکول۔ ناگ۔)



# مختلف نوٹ اور کارروائیاں

رہنمائے تعلیم کا سلورجوبلی نمبر سمعہ صردوں اور افسران سررشتہ تعلیم کی نظر کمیا اثر میں

(۱) اخبار سیاست لاہور رقم طراز ہے۔ یہ اردو کے تعلیمی رسائل میں لاہور کا قدیم ترین رسالہ رہنمائے تعلیم ایک امتیازی شان کا ایک ہے۔ اس نے اپنے انتواتر خاص نمبروں سے ارباب ذوق کے دلوں میں جوش و شہرت ماموری حاصل کی ہے اس کا عشر عشر بھی آج تک کسی اور رسالہ کو نصیب نہیں ہوا۔ حال ہی میں اس رسالہ نے اعلیٰ حضرت مدظلہ جارج پنجم کی سلورجوبلی کے موقع پر نہایت آب و تاب سے اپنا سلورجوبلی نمبر شائع کیا ہے۔ جو تقریباً پونے دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ابتدائی اوراق میں قیصر ہند کے عنوان سے شیخ محمد اسماعیل صاحب نے بکرمیہ تعلیم کی کامیاب زندگی کے تفصیلی حالات اس خوش اسلوبی سے مرتب کئے ہیں جسے پڑھ کر ایک ناواقف انسان کی معلومات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ مہاشاہی خاندان کی متعدد رنگین تصاویر بھی رونق افروز ہو رہی ہیں۔ علاوہ بریں ذیل کے مضامین بالخصوص تبادلہ مساعیوں۔ ماسٹر کلاس سنگھ صاحب کے حالات۔ سلورجوبلی کی شہ۔ جوبلی کا مفہوم۔ لفظ جوبلی کی تحقیق۔ سلطنت برطانیہ اور ہندوستان وغیرہ۔ اس نمبر میں سواد جن کے قریب قصائد مدحیہ بھی شامل ہیں۔ جو ملک معظم سے حق عقیدت رکھنے والے شعرائے گرامی کے جذبات کی آئینہ داری کر رہے ہیں۔ گونا گوں سرو ورن ذبیحہ نے اوقاف و نیکو کاروں کو فخر ملتی ہے۔ طالبان علم و دانش غیر میں دفتر رسالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور کے پتہ سے خرید کر ماسٹر کلاس سنگھ صاحب کی بافقتی کی داد دیں۔

(۲) عالی جناب صاحب ڈوئٹرئل انسپکٹر صاحب مدارس ڈوئٹرن انبالہ بذریعہ خاص سرکر نمبر ۷۵۳ سی۔

مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء

محکمہ تعلیم لاہور ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مدارس پیدنا مسٹر صاحبان ریگنڈا ٹیڈ ہائی مدارس ڈوئٹرن انبالہ

جناب من۔ رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور نے حال ہی میں اپنا نامی سلورجوبلی نمبر شائع کیا ہے۔ جو نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ ہے اور حضور ملک معظم قیصر ہند کی ذات ستودہ صفات اور انور والائے عجیبیں سالہ امن و امان کے عہد سلطنت کی نسبت نہایت مفید ذخیرہ ہے۔ اور سچائے خود اطلاعات کا ایک بے بہا مخزن ہے۔ حضور ملک معظم کے سوانح حیات اور شاہی خاندان کی نسبت مفصل اطلاعات کئی قابل مضامین نگاروں نے نہایت دلکش پیرائے میں پیش کئے ہیں۔ نیکول کے بچوں کے لئے اس پیشکش نمبر کے مفید اور قابل قدر مضامین کے مطالعہ کی پُر زور سفارش کی جاتی ہے۔ تاکہ ہر ایک بچہ حضور کی عہد سلطنت کے تمام اصولوں سے آگاہ ہو سکے۔

سکول فنانڈز جس قدر اجازت دیں اس قیمتی نمبر کی متعدد کاپیاں سکول کے بچوں کے مطالعہ کے لئے اور عام استعمال کے واسطے خریدی جائیں۔ دستخط مکندال ہیڈ ملرک فار انسپکٹر آف سکولز انبالہ ڈوئٹرن

نمبر ۵۹۱۷ مورخہ ۷ جون ۱۹۳۵ء

نقل سرکر مینج صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور کو بغرض اطلاع مرسل ہو۔ دستخط مکندال ہیڈ ملرک

(۳) نقل ڈی او نمبر ۹۱ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۵ء۔ محتاج ایف ایل بریٹ صاحب پورائی سی اس کٹر صاحب دیہات پنجاب بک خدمت میجننگ پروپرائٹر صاحب رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور آپ کے رہنمائے تعلیم کے سلورجوبلی نمبر کے لئے دلی فکیر

یہ بہت عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ اور نہایت آب و تاب کے شائع کیا گیا ہے۔ میں آپ کی خلق خدا کی خدمت گزاری کے جذبات پر بے اختیار مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور مجھے پوری توقع ہے کہ وہ بہت وسیع حلقہ تک پہنچ کر پڑھا جائیگا۔

نیک آرزوں کے ساتھ ————— آپ کے صادق دستخط ایف ایل برائیں صاحب بہادر

مسٹر برائٹ صاحب اپنی ڈوی او نمبر ۹۹ مورخہ ۳ ارجون ۱۹۳۵ء میں

ریڈ کراس نمبر کے لئے یوں تحریر فرمایا ہے۔

رہنمائے تعلیم کے نہایت دلچسپ اور دلربا صورت لئے سپیشل ریڈ کراس نمبر کا خاص شکریہ۔ ایسے بے نظیر اور دلکش نمبر کی اشاعت کے لئے دل مبارک باد۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بڑے وسیع حلقہ میں پورے شوق سے مطالعہ کیا جائیگا

نیک آرزوں کے ساتھ ————— آپ کا صادق دستخط ایف ایل برائیں

سکولٹ ماسٹرز ٹریننگ کمپنٹ مونسٹری پارک لاہور ۱۹۳۵ء اپریل تا ۱۹۳۵ء اپریل ۱۹۳۵ء کو لاہور کے ضلع سے مختلف مقامات کے اساتذہ تشریف لائے سکولٹ

ایسوسی ایشن کی ٹریننگ کے لئے اس جگہ جمع ہوئے۔ روزانہ پر وگرام نہایت دلچسپ تھا۔ سرائے چھ بجے صبح۔ جناب شیخ عبد الحمید صاحب بھٹی پی ٹی مارچنگ افسر سائڈ ٹیر کر لے۔ اور کیف سڑکی کی دیر با آدا۔ پھر بارہوا کا حقیقی معنوں میں فائدہ حاصل ہوتا۔ پیپھڑوں کا تازہ خون جوش دکھاتا۔ ناشتہ کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اور بلا تارہ ایک گھنٹہ دلنے لوشی کی ضرورت اور شعوریت پر صرف کیا جاتا۔ اتنے میں والٹن ٹریننگ کا گھڑیاں لٹیف بننے کا اعلان کرتا۔ آقا و غلام سب سر بہ خمیدہ۔ دست بہ دعا۔ شکل بہ نعل ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ محمد علی کمر بنویں دل نکالی جاتی۔ جھنڈا لہرائے کی رسم باقاعدہ شان و شوکت کے ساتھ منائی جاتی۔

سو اکیارہ تک جناب سردار صاحب سردار ہریال سنگھ صاحب اسٹنٹ سیکرٹری ہریڈ کوارٹر اور پی ٹی صاحب مختلف موضوعات پر لیکچر دیکر ہماری استفادہ میں خاص اضافہ پیدا کرتے۔ آئین جب بڑا کمر معمولی طور پر گھبراہٹ کا اظہار کرتیں۔ تو ہمارے حسن شیخ سلطان عالم غلام محی الدین صاحب اے ڈی آئی علاقہ شرقی لاہور کھانا کھائے بچل دیتے۔ پکا پکایا تکلف کا کھانا خاصہ انوں میں نقد حاضر ہوتا۔ جب اس سے فارغ ہوتے۔ فوراً لوٹ لکھنے میں مہمک ہوتے۔ پھر نہایت صفائی اور ترقی سے مینٹ اور ٹینٹ کے ماحول کو آراستہ کیا جاتا۔ تین بجتے۔ افسر معائنہ کی سیٹی ہوشیار ہونے کا پیغام دیتی۔ الٹ۔ سلیوٹ۔ مواضع کیمپ کا کام ختم ہوتا۔ اور سائے پانچ تک سکوٹنگ کے کام میں محویت رہتی۔ امتحانات کے لئے وقت نکالا جاتا۔

سورج دیتا جب کچھ آنکھیں ملنے لگتے۔ ایک نئے دور کا آغاز ہوتا۔ مقابلہ کی کیمپوں کے لئے پٹرول چاق و چوبند نظر آتے۔ آخر سرائے چھ تک جوش و خروش سے مقابلہ ہوتا۔ شام کے آثار نمودار ہوئے۔ چمنٹ کی چہل قدمی باقی تھی۔ اس کے بعد پھر پیٹ پرستی۔ گھڑی کی سوئیوں نے حرکت کر کے آٹھ کی حالت پیدا کی۔ کیمپ فائر کی تیاری شروع ہوئی۔ دس ہوئی۔ آرام کر سکیں۔ پر جا ڈئے۔ بجلی کی لائٹ نے آنکھوں میں چکا چوندی پیدا کی۔ راک پارٹوں نے اپنے جہر دکھائے۔ بابا ہانگ صاحب نے اپنی سپیشل ٹرین پوری رفتار سے چھوڑی۔ تو ہلنے بہنے سب کی گھگی بندھ گئی۔

تفریح طبع کے ان نایاب عجوبہ مشاغل کے علاوہ اس ٹریننگ سے مدد رسین کو جو خاص استفادہ ہوا۔ وہ سب زیادہ بنظر استعسان دیکھا جانے کے قابل ہے۔ مڈر فٹ کے ابتدائی امتحانات میں سکواڈ عہد۔ قانون۔ مخفی اشارات و نشان۔ سیٹی۔ ماتھ۔ خفیہ نشانات۔ یونین جیک اور اس کی اقسام۔ گرہ باندھنا۔ بند لگانا۔ سٹاف ڈرل۔ سکریپائی کے متعلق مفید

دسجہ کی تعلیم پیدا کی گئی۔ اور سکولٹ عالمگیر برادری میں شامل کرنے کے لئے باقاعدہ عہد و پیمان کی رسم ادا کی گئی۔ چند احباب کی طرف سے فراہمی چندہ کی ناک دو دواظہور میں آئی۔ اور ان کی محنت و سعی سے سلور جوبلی میں کچھ اضافہ بھی ہوا۔ اب سیکنڈ کلاس۔ فٹ کلاس کے امتحانات کی تیاری سرگرمی سے ہونے لگی۔ ابتدائی طبی امداد۔ ابتدائی سیکنگ خفیہ نشانات کی مدد سے سفر۔ گیمز۔ پٹرول فارمیش۔ سکاؤٹ رفتار۔ خیمے لگانے۔ کھانا پکانے۔ نقشہ کشی کرنے۔ سوشل سروس کو مفید بنانے کے متعلق اسباق اور عملی تجربات سے مستفید ہوتے رہے۔ اگر سٹی بیہم سے کام نہ لیا ہوتا۔ تو بلا مبالغہ تین ماہ کا کورس تھا۔ جو طرز تعلیم کی فہمی اور نیک نگہداشت کی بدولت صرف ایک ہفتہ کے ختم ہو گیا۔ جناب سردار صاحب سردار ہریال سنگھ صاحب ممدوح کا اس کام میں خاص نمبر ہے۔ انہوں نے لارڈ بیٹن پاؤل کی سوانح حیات کے اکثر روشن پہلو اور سانحہ جانگداز (واقعات) پیش کر کے حاضرین میں خدمت عامہ کا زبردست شوق پیدا کیا۔ جس سے تیقظ جنیات کو کما حقہ تقویت حاصل ہو گئی۔ اپنی لاعلمی و ہمدانی کا پردہ اٹھ گیا۔ اور اس تحریک کی کامیابی و خاطر داری کے لئے بخوشی قلب غم صمیم بندھا۔

۲۳۔ جناب برین صاحب کشن دیہات سدھار کی تشریف آوری ہوئی۔ صفائی۔ خود ساختگی۔ لوکیوں کی تعلیم۔ حفظ صحت۔ جدید آلات کشا ورزی عہدہ طریق کاشت پر آئے لیکچر دیا۔ ۲۱ مئی دوپہر تک پھر آپ نے وقت لیا۔ اور آفریابی سوال و جواب کے بعد جلسہ دیہات سدھار سکولوں میں بچوں کی ذہنیت تبدیل ہونے تک۔ اگر ختم ہو گیا۔ ۲۴۔ جناب میر خورشید الحسن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس لاہور بہ محنت اپنے اسٹنٹ صاحبان تشریف فرما ہوئے۔ مراسم تعارف و مزاج پر س کے بعد آپ نے ضلع جالندھر میں تحریک سکواؤٹنگ کی کامیابی اور عام شوق کا تذکرہ فرمایا۔ ضلع لاہور کے دیہاتی مدارس میں اس تحریک کی ضرورت۔ مدرسین کی سکاؤٹ ماسٹر ٹریننگ کا احساس اور اس کی کامیابی پر سٹاف ایسوسی ایشن کی قابل داد محنت و ہمدانی کا شکریہ ظاہر فرمایا۔

۲۵۔ کو فیلنگ ڈے میں حصہ لینے کے لئے ابتدائے تاریخ سے پیشتر۔ بیسویں صدی گذشتہ کا ایک جانور رکھ دیکھ کر تیار کیا گیا۔ جسے سکاٹ لینڈ کے جنگلی ابھی ابھی دریائے راوی سے نکال لاہور کے شاہی سوانگ خانہ (جلیں) میں جرات وجودت کے ساتھ کھینچے تلنے لئے جاتے دکھائے گئے۔ خوش منظری کا عالم عجیب تھا۔ بیسویں انگریز۔ مردوں۔ عورتوں نے فوٹو لئے۔ جسے کہ ہزار ایکسیلنسی حضور گورنر صاحب بہادر یہ عجیب سین دیکھ کر کمال محفوظ ہوئے۔ ادارے روز سٹاف ایسوسی ایشن ہمدانی کا پیغام پہنچایا۔

۲۶۔ کو موٹ موزی پارک لاہور۔ کیمپ فائر کے ساتھ ڈنر پارٹی کا اہتمام فرمایا گیا۔ لاہور کے چند سکولوں کے بوائے سکولس کی شمولیت کے علاوہ چند انگریز عہدہ داران اصحاب اور ان میں سے ایک صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی شامل شغل ہوئے۔ پارٹی کے اختتام پر درمیان میں لاہور روشن ہوا۔ جناب ہاک صاحب نے افتتاحی رسم ادا فرمایا۔ راک پارٹیوں کے حسب معمول شیرینی پیش کی۔ پھر ریوٹر پارٹی ڈویژن قصور نے ایک نہایت دلچسپ ڈرامہ کیا۔ جس نے اس پٹرول کی عام کامیابی پر چار چاند لگائے۔ ریوٹر پارٹی اپنی اس جہت پر واز پر جناب کے پہلے سکولٹ ماسٹر ڈبلیو اے اے سالک افسر انچارج علاقہ کو مبارک باد دیتا ہے۔ اور ان کی ان سرگرمیوں اور دلچسپیوں پر عقیدہ مندانه شکر گذاری کا اظہار کرتا ہے۔

۲۷۔ کو صوبہ نظم ہوئی۔ جھنڈا لہرایا گیا۔ پھر جناب ہاک صاحب سیکرٹری ہمدانی کو رٹرواٹے سکولٹ ایسوسی ایشن پنجاب نے اپنی زبان میں ٹریننگ یافتگان کے ساتھ ہمارا رشتہ پیدا ہونے پر مبارکباد دی۔ اور اپنی طرف سے خاص توہنات کا اظہار فرمایا۔ انچارج نگران نے انونت جناب شیخ سلطان عالم غلام محی الدین صاحب مذکور نے اساتذہ کی طرف سے

صاحب موصوف کی گراں بہا خدمات و عنایات کا اعتراف کر کے شکریہ ادا فرمایا۔ پھر آپ کے معاونین جناب سر ڈاں دیال سنگھ صاحب مدد و اور بی بی صاحب کی نوازشات اور میانہ سلوک کی تعریف کر کے مفوضہ فرائض کو تندرہی سے سر انجام دینے کا یقین دلایا اور ان بعد شیخ صاحب کی ہمدردانہ اور محنتانہ الطاف و التفات پر تشکر و امتنان کا اظہار ہوا۔

جناب میر خورشید الحسن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس لاہور کی بلند خیالی اور زرخندہ رائی کی صدق دلی سے وار دی گئی اور دعا کی گئی کہ خدائے جل و علی فیض مآب کے مطمح نظر پر کامیابی کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

فوٹو لیا گیا۔ جناب محبت دار تباط سے جدا ہوئے۔ مگر موٹ مورسی یا رک لاہور کی یاد ابھی دلوں پر ماتی ہے۔ اور اس کے جدا ہونے کا گمان کبھی خواب و خیال میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ خدا کرے میرے ہم عصروں کی جدوجہد سعی سے جلد سکولوں میں مفید شائد ناسخ پیدا ہوں۔ اور تحریک سکولز کی ناکامی کا احتمال مطلقاً کسی کو نہ رہے۔ اور افسران بالادست ہمارے کام سے بھی ہر لحاظ سے مطمئن ہوں۔ آمین ثم آمین

آپ کا صادق ایم سر دار علی سیکرٹری انجمن معالین سنٹرل سکول سرنگھ

خطابا سالگرہ حضور ملک معظم قیصر ہند سررشتہ تعلیم پنجاب (۱) ۳ جون ۱۹۳۵ء کو حضور ملک معظم قیصر ہند جو نہرست خطابات شائع ہوئی۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ وہ سررشتہ تعلیم پنجاب کی گشتی کے مائے ناز تھا جناب مجھے آرسنڈرسن صاحب بہادر ایم اے۔ آئی ای ایس ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کے نام نامی کے ساتھ کسی۔ آئی۔ ای کا نہایت بے بہا خطاب لے سکی۔ جس کے لئے ہم صدق دل سے میجر صاحب مدد و الصدور کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ آپ کی عزت افزائی و حقیقت سررشتہ تعلیم پنجاب کی عزت افزائی ہے۔

(۲) اسی نہرست میں صوبہ سرحد کی تعلیمی کشتی کے واجب الاحترام ناخدا خان صاحب میر کریم بخش خان صاحب بہادر ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ شمال مغربی سرحد خان بہادر کے نامی خطاب سے متفخر ہوئے ہیں۔ اور ہم نہایت مسرت و اوقیت اس عزت بخشی پر میر صاحب مدد و کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ (سپیدیو)

گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ اٹمر (۳) خطابات سالگرہ کی نہرست میں جناب میجر آرسنڈرسن صاحب بہادر کی خوشی میں ممبران سٹاف اور طلباء سکول کا غیر معمولی اجلاس لالہ رام لال صاحب کنوری شے پی ای ایس ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں منعقد ہوا اور قرار پایا کہ

(۱) گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ اٹمر کے اساتذہ اور تلامذہ جناب میجر آرسنڈرسن صاحب بہادر ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کو کسی آئی ای کا خطاب ملنے پر نہایت ہیجت آمیز ہوئے۔

(۲) سکول نمائے اساتذہ اور تلامذہ جناب میجر آرسنڈرسن صاحب بہادر کسی آئی ای ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کی خدمت میں اس خطاب والا تقدس کی عطا یگی پر صدق دل سے مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

(۳) قرار پایا کہ متذکرہ صدر قرار دار کی ایک نقل جناب آرسنڈرسن صاحب بہادر کسی آئی ای ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کی خدمت میں ارسال ہو اور دوسری پریس میں بھیجی جائے۔ (جولاج سیکرٹری و لالہ رام لال کنوری ہیڈ ماسٹر) حضور ملک معظم قیصر ہند و ملک معظم قیصر ہند کی سلور جوبلی کی خوشی میں (۱) ذیل مدارس کے نام شائع

کئے جاتے ہیں جنہوں نے اس تقریب کی خوشی منانے میں خاص حصہ لیا۔

- |                                            |                                                |
|--------------------------------------------|------------------------------------------------|
| (۱) خالصہ بائی سکول گوجرانوالہ             | (۴) ڈی بی بائی سکول قلعہ ویدرا سنگھ گوجرانوالہ |
| (۲) سنگ جارج کنگڈمنٹ بورڈ ہڈل سکول کسول    | (۵) اے وی ہڈل سکول کوٹ ہیلارام ضلع ملتان       |
| (۳) ڈی بی ہڈل سکول کیننگ (لاہول) ضلع ساگڑو | (۶) ہڈل سکول سپاٹو ضلع شملہ                    |

ایکسپائرٹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۳۵ء کے اس یوم مبارک کی تقریب میں مفصلہ ذیل مدارس اپنی اپنی کارروائیوں کی نقل ارسال کرتے ہیں۔

(۱) اے وی ہڈل سکول کوٹ محمد خاں ضلع امرتسر کے لالہ خادی رام صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں۔ عظیم نظم کے بعد صاحب صدر نے موزوں تقریر کی اور اس یوم مبارک کی تاریخی اہمیت اور برکات راج برطانیہ پر کھاتہ روشنی ڈالی۔ اور طلبہ کو ایکسپائرٹس پر انگریزی اور اردو میں جوابی مضمون لکھنے کا حکم دیا۔ دو طالب علموں نے اپنے مضامین اس یوم پڑھے۔ اور دو اور طالب علموں نے انگریزی میں مبالغہ کیا۔ دو اور طالب علموں نے نظمیں پڑھیں۔ بادشاہ سلامت کے حق میں جیرز دیئے گئے۔ (مولوی عبدالحمید صاحبی)

(۲) ڈی بی اے وی سکول بدھنی کھمال۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی صدارت میں۔ دو بچوں نے حمد الہی کی نظم پڑھی ایک طالب علم نے پنجابی نظم حضور بادشاہ عظیم کے حق میں دعا پڑھی۔ دو طالب علموں نے برکات انگلیشیہ نظم میں تائیں۔ ماسٹر ل سنگھ صاحب نے اپنی پنجابی نظم پڑھی۔ ماسٹر شیروند صاحب نے برکات انگلیتہ پر سیکھر دیا۔ اور تاریخی واقعات دیکر عہد حاضرہ کا دور مانے لڑکوں سے مقابلہ کیا۔ صاحب صدر نے اپنی خوش تقریر میں عہد حاضرہ پر خاص روشنی ڈالی اور موجودہ راج کی برکات کو واضح کیا۔ سب سے کھڑے ہو کر حضور ملک عظیم کے لئے دعا خیر کی۔ یومین جیکس کی سلامی کے بعد میزبانی تقسیم ہوئی۔ (مشیر محمد سیکھری)

۳ جون ۱۹۳۵ء کو سالانہ حضور ملک عظیم قیصر مند اس مبارک یوم کو جس طرح اظہارِ مسرت کیا گیا اور خدائے سے موصول ہوئی ہے۔

(۱) ہڈل سکول رائے پور رائی ضلع انبالہ۔ لالہ جگن ناتھ صاحب سودی اے اے ایس اے وی ہیڈ ماسٹر کی صدارت میں ممبران سٹاٹ و طلبہ کے علاوہ ڈاکٹر بیدلو سنگھ صاحب میڈیکل آفیسر۔ چوہدری ہری سنگھ صاحب سب انسپکٹر امداد باہمی۔ ڈاکٹر رکھی رام صاحب میجر دوسراج سکول۔ منشی راجندر صاحب ہیڈ ماسٹر گڑھی کوٹا۔ اور منشی عبد المجید صاحب نائب رس گڑھی کوٹا شامل ہوئے۔ طلبہ نے دعائیہ نظم پڑھی۔ لالہ دوسراج صاحب سیکرٹری حضور ملک عظیم کے یوم ولادت باسعادت اور ان کی حکومت کی خصوصیات و برکات پر نہایت معقول تقریر کی۔ مولوی ظہور احمد صاحب عباسی نے اپنی بلعزاد نظم شنائی۔ ڈاکٹر بیدلو سنگھ صاحب نے ملک عظیم کی حکومت کے احسانات اور عدل و مساوات پر راج تقریر کی۔ چوہدری ہری سنگھ صاحب نے حضور کی زندگی کے واقعات اور ان کی سرچاں مریخ شہنشاہت اور حکومت پر اظہارِ خیال فرمایا۔ صاحب صدر نے نہایت بلیغ و فصیح جامع تقریر فرمائی۔ جو حضور کی زندگی کے واقعات سے عملیاتی۔ چنانچہ چند خصوصی واقعات ہمدردی۔ مساوات۔ ترمیم و منسکراج وغیرہ سے حاضرین کو سبق سیکھنے کی تلقین کی۔ سب سے ملکر اپنے جامع اوصاف ملک عظیم کے لئے دعا خیر کی۔ (ظہور احمد عباسی)

(۲) گورنمنٹ کارنیشن ہائی سکول گورگالوہ۔ رائے بہادر مہال لال سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی صدارت میں شہنشاہت ممتاز رومس و سرکاری افسران۔ تربیت جہانی اور سکھائے ملک کے تھیل کرتب سے حاضرین مظلوظ ہوئے۔ انگریزی اردو درجے سبق آموز تھے۔ مریجنٹ آف ویس ہکا ڈرامہ کی عدالت کا سین قابل دید تھا۔ اردو مزاجیہ ڈرامہ بھی نہایت آگاہی بخش اور عبرت انگیز تھا۔

جلسے کا پروگرام نہایت دلچسپ تھا۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر میں سکول ہذا کی ہر پہلو سے غیر معمولی ترقی پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ اور مصلوہ طلباء و رسمہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (الحمد للہ)

اس سال ۱۹۳۶ء کی صدی ہے بہت تھوڑے طلباء ڈویژن میں ہیں۔ بیشتر تعداد فرسٹ ڈویژن اور سیکنڈ ڈویژن طلباء کی ہے۔ یہ کامیابی سکول ہذا کے قابل ترین اور کامیاب ترین ہیڈ ماسٹر شیخ مہر علی قریشی ہی اے اور ان کے جتنی سٹاٹ کی سرگرم مساعی کی رہیں منت ہے۔

بہتر نہایت خوشی سے منی جا چکی کہ سکول ہذا کی جماعت چہارم کے چار طلباء لوئرڈ سکول کماہاں تحصیل و ضلع لاہور کے امتحان مقابلہ میں چارٹرڈ سکول سکاٹشپ حاصل کر کے تحصیل کے ریکارڈ کو مات کر دیا ہے۔ یہ کامیابی منشی کنند لال صاحب حسین انچارج کلاس کی سعی بلوغ اور لیاقت کا ثبوت ہے۔ پنڈت لکھن داس صاحب ہیڈ ماسٹر متقی مبارک بادیں۔ محکمہ تعلیم کو ایسے قابل بچوں کی حوصلہ افزائی لازم ہے۔ (عطا حسین شاہ)

۶۲ جون کو درسیں اور طلباء سکولز علی کاسپیشل اجلاس چودھری ایجن معاہدین کنٹونمنٹ بورڈ سکولز لاہور چھاؤنی ہنسہ یوج صاحب ہنسی ہیڈ ٹیچر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اتفاق رائے سے پاس ہوا کہ

(۱) درسیں و طلباء کنٹونمنٹ بورڈ سکول نمبر ۱ کا ریاضی اجلاس جناب عالمہ بیورم صاحب ٹھا کر سکول مارکنٹونمنٹ ہائی سکول لاہور چھاؤنی سے ان کی اہلیہ محترمہ اور دو خود سال بچوں کی جوان کی زندگی کا سہارا بنے ناگہانی موت پر جو زلزلہ کوٹھ کی وجہ سے ہوئی ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرتا ہے۔ اور پرناتھا سے دعا ہے کہ وہ موجودین کو اپنے جو ارحمت میں جگہ دے اور ماسٹر صاحب موصوف و تعلقین کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

(۲) اس کی نقل ماسٹر صاحب موصوف اور رسالہ رہنمائے تعلیم میں بغرض اشاعت بھیجی جائے۔

(۳) کنٹونمنٹ بورڈ سکول نمبر ۲ اور آراے بازار اسکول کو بختانہ بازار میں اظہار ہمدردی کے ریزولوشن پاس ہو (منوہر لال شاہ) رہنمائے تعلیم لالہ بصیر ماسٹر صاحب دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ (سجدیوا)

گورنمنٹ ایننگو اردو ہائی سکول بٹلی ۱۹۳۵ء میں جو شاندار ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے قابل سٹاٹ کی محنت شاقہ اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ شیخ عبدالوہاب صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر اور سٹاٹ مبارک باد کا مستحق ہے۔ (انج آئی مومن)

از شیخ محمد اسماعیل رہنمائے تعلیم کے گزشتہ سٹور جلی نمبر میں میر نے محمد علی ماسٹر صاحب مالک اعمتدار پانی پتی ۱۹۳۵ء کے کچھ سوانحی حالات اور رہنمائے تعلیم کی عہدہ جہد کی ترقیوں کی کچھ کیفیت لکھی تھی۔ اس پر لکھی منشی طالب علی صاحب پابند قریشی نے جو عرصہ راز تک رہنمائے تعلیم کے ایڈیٹر رہے ہیں۔ اپنے ایک سگرائی میں مجھے مطلع فرمایا ہے کہ میں نے اس مضمون میں بعض غلطیاں کی ہیں۔ میں جناب ممدوح سے شرمندہ ہوں کہ اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے مجھ سے یہ غلطیاں صادر ہوئیں۔ جن کے لئے معافی خواہ ہوں۔ مگر میں انہیں یقین دلانا ہوں کہ یہ غلطیاں محض میری واقفیت کی کمی کی وجہ سے واقع ہوئیں۔ ہرگز ان میں کسی یہ نیتی کو دخل نہیں تھا۔ جناب منشی صاحب موصوف اپنے گرمی نامے میں مجھے تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) آپ نے اپنے مضمون میں صفحہ ۶۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ:-

جب ماسٹر صاحب نے رسالہ رہنمائے تعلیم جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس وقت کوئی بھی تعلیمی رسالہ پنجاب سے نہیں نکلتا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اُس وقت میری ملکیت اور ادارت میں معین الطیار لاہور جاری تھا۔ چنانچہ رہنمائے تعلیم کے پہلے ہی نمبرات فروری ۱۹۳۵ء کے دیباچے میں جو میر عبد الواحد صاحب نے لکھا تھا۔ اس رسالے کا ذکر ہے۔ اور ماسٹر صاحب نے اس رسالے کے جاری کرنے سے پہلے مجھ سے معین الطیار اسکے اُس وقت تک کے سبب شائع شدہ نمبر منگوائے تھے۔ اس لئے یہ محض غلط ہے۔ کہ رہنمائے تعلیم کے اجرا کے وقت کوئی اور تعلیمی رسالہ جاری نہ تھا۔

(۲) ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نمبر کے ذکر میں آپ نے فرمایا ہے کہ:-

پنجاب کے تمام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس صاحبان کو ماسٹر صاحب نے لکھا کہ اپنے ضلع کے تعلیمی کوائف اور تعلیمی حالات لکھ کر بھیجیں۔

عرض یہ ہے کہ میرے زمانہ ادارت میں عموماً میں ہی مضمون طلبی کے لئے خطوط لکھتا تھا۔ ماسٹر صاحب صرف میٹھی کا کام کرتے تھے۔ اس نمبر کے لئے مضامین طلب کرنے کے لئے میں نے ایک طویل چھٹی چھوٹی تھی۔ اور وہی ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کی خدمت میں بھیجی گئی تھی جس کے جواب میں اس نمبر کے شائع شدہ مضامین موصول ہوئے تھے۔

(۳) آپ نے تاجپوشی نمبر اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر نمبر کے صفحات تو لکھے ہیں۔ مگر دربارِ نمبر کے نہیں لکھے۔ یہ نمبر ہم صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اور اُس زمانے میں اس قدر صفحات چھاپنا بھی بہت بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔

یہاں آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے مکرم خلیفہ عماد الدین صاحب مرحوم و مغفور کی مہربانی سے (جو اُن دنوں رپورٹر اور ایڈیٹر) اس نمبر کی... اکاپیاں جناب ڈاکٹر صاحب بہادر پنجاب نے خریدی تھیں۔ (طالب علی نوشی)

**آہ سید ممتاز علی مرحوم** ہمیں شوقی قسمت سے ناظرین کرام تک یہ خبر بد اثر پہنچا نا پڑی ہے کہ پنجاب کی ادبی دنیا سے ایک زبردست شخصیت یعنی شمس العلماء سید ممتاز علی صاحب مالک اور الاشاعت لاہور موت کے زبردست ہاتھوں نے اٹھائے ہیں۔ سید صاحب ان چند بزرگواروں میں سے تھے جو اس وقت تک سید صاحب نے محرم کے زمانہ کی یادگار چلے آتے تھے۔ آپ نے علمی اور ادبی میدان میں بڑے بڑے عرصے کے سرگئے ہیں۔ نسوانی دنیا تو خاص کر ان کی ممنون احسان رہے گی کہ آپ نے بھول اور تہذیب نسواں کے ذریعے اس دنیا کی شاندار خدمات سر انجام دیں۔ آپ کا دارالافتا زبان اردو کا سرمایہ صدنا ہے مسلمان بھائیوں میں نسوانی تعلیم اور آزاد خیالی کی تحریک کا سہرا بجا طور پر آپ کے سر ہے۔ اور آپ کی بجا کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں روشن خیالی کو جگہ ملی۔ آپ نے اپنے نور نظروں کو کبھی ادبی خدمت پر ہی لگایا سید امتیاز علی صاحب تاج کے افسانے اور ڈرامے دوست دشمن سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ ہمیں سید صاحب کے نور نظروں سے اس معاملہ میں ہماری ہمدردی ہے۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا نے پاک مرحوم کو جو راجت میں جگہ دیں اور پیادگان کو صیر جمیل کی طاقت عطا کریں۔ (سچیدوا)

**پنڈت رام نارائن صاحب رٹائرڈ** تعلیم اور تعلیم سے تعلق رکھنے والی دنیا پنڈت صاحب نا آشنا نہیں۔ پنڈت فریکل ٹریننگ انسٹرکٹر سنٹرل موڈل سکول لاہور کے زیر تربیت نوجوانوں کی کوشش سے شہرہ آفاق ڈرل ماسٹر کی حیثیت میں پنڈت رام نارائن صاحب خاص اوصاف و کمالات کے مالک تھے۔ آپ حال ہی میں ملاز

سررشتہ سے سکروش ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کے اعزاز میں جواو دہی پارٹی دی گئی۔ اس میں آپ کی قابلیت اور کارنامے نمایاں پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ ناظرین کی نگاہیں کے لئے آپ کے حالات ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

آپ ۱۹۰۷ء میں سررشتہ تعلیم میں بحیثیت ڈل انسٹرکٹر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ملازم ہوئے اور کمال انیس سال کالج کی خدمت گذاری کرتے رہے۔ یہ خدوہاں سے سنٹرل موڈل سکول میں جہانی تربیت کے معیار کو اعلیٰ و برتر بنانے کے لئے آپ منتخب ہوئے اور سکول میں آگیا آپ نے خود رسالہ بچوں سے بالغ نوجوانوں تک کو کثرت جہانی کا والد و شہید بنایا یہی وجہ ہے کہ آپ کی خدمات کو حکام سررشتہ اور پبلک و نوٹس پسند کیا اور سراہا۔ سکول کے سالانہ جہانی محو کی صدارت کے موقع پر خرائیکسنی ڈپٹی سرملیک میلی اور پرائیکسلیٹی ڈپٹی سرحضری ڈیے ماسٹر موریشی۔ آرمیل سرملیک فیروز خاں صاحب قون و زیر تعلیم۔ مسٹر جسٹس بی ڈی منرو۔ مسٹر ایچ ڈبلیو باگ۔ صاحب ڈاکٹر بھادڑ سررشتہ تعلیم پنجاب اور صوبہ کے دیگر ممتاز حکام نے بحیثیت صدر جملہ تقسیم انعامات وغیرہ تقاریب آپ کی کارگذاری کو منتظر تحسین پسند فرمایا اور موقعہ سر آپ کے عملی کام کو دیکھ کر سید متاثر و مخطوط ہوئے۔ اور آپ کے لئے کلمات تحسین و آفرین زبان پر لائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ملازمت تمام محکمہ کالج اور اس کے سکول میں ہی بسر ہوئی۔ الودہی پارٹی میں لالہ موہن محل صاحب بھلہ ہیڈ ماسٹر اور لالہ امر ناتھ صاحب کپور نے اپنی تقاریب میں آپ کی کارگذاری حسنه کا ذکر خیر کرتے ہوئے آرزو کی کہ آپ اپنے آرام کے عرصہ کو قدرت نے اکتیس سالہ جدوجہد کے بعد آپ کو عطا کیا ہے۔ چھٹی طرح سے بسر کریں اور آپ کو مبارک یاد کی کہ اتنی سخت زندگی اور عرصہ دراز کی خدمت گذاری کے سر انجام پر آپ عمدہ صحت اور جسمانی حالت کے ساتھ پوری پنشن کے حقدار ہوئے ہیں۔ ریفرنس منسٹ کے بعد آپ کے نگلے میں پھولوں کے مار ڈالے گئے اور بڑے پریم اور محبت بھرے دل سے آپ کو الوداع کہی گئی۔ (نامہ نگار)

بی ڈی ہائی سکول انبالہ چھاؤنی (۱) اس سال سکول نے جتنے اُمیدوار ورنیکلر فائنل میں بھیجے سب سب بڑے

در باقی سب سے زیادہ غیر حاصل کئے۔ پہلا در اس نے ۵۰۹۔ جادو رام نے ۴۰۷۔ اور امر ناتھ نے ۴۰۹ نمبر حاصل کئے۔ توقع ہے کہ پہلا در اس صوبہ بھر میں اول یا دوم پوزیشن لئے ہوگا۔ کئی اوپن اور کھلور وٹھے آنے کی اُمید ہے۔

(۲) امتحان میریکوش میں ۵۹ طالب علم بھیجے گئے۔ اور سب کے سب کامیاب ہوئے۔ نتیجہ سو فیصدی رہا۔ زیادہ تعداد میں ڈویژن میں پاس ہونے والوں کی ہے۔ بشیر احمد کوپو نیورٹی و طیفہ حاصل ہوئے۔ یہ سب لالہ کیسر دس صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر کے حسن انتظام۔ ان تھک کوشش اور سکول کے قابل سٹاف کی جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ (کھول شرما)

نوٹ رہنمائے تعلیم۔ "مشت اُنت کہ خود بیوند نہ کہ عطار بگوید" کا مشہور مقولہ بی ڈی ہائی سکول پر صادق آتا ہے۔ ورنیکلر فائنل امتحان کا نتیجہ اپنی شہادت خود سے رہا ہے۔ اسی طرح میریکوش ریزلٹ بھی کسی تصدیق کا محتاج نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہیڈ ماسٹر سکول کی جان ہوتا ہے اور ایک نامی انسپکٹر صاحب فرماتے تھے کہ ہم ہیڈ ماسٹر سے اس کے سکول کی حالت کا اندازہ لگالیتے ہیں اور ہم نے اختیار انہیں اور ان کے سٹاف کو اس کامیابی پر دلی مبارکباد کہتے ہیں اور متوقع ہیں کہ آپ کی کوشش اور جانفشانی آپ کے سکول کو نہ صرف ڈویژن انبالہ میں بلکہ صوبہ میں ممتاز حیثیت دلائے اور اس کے زیر تربیت بچے ترقی کی شاہراہ میں پیش پیش ہوں۔ (سچیدو)

ضلع لائل پور کے سنٹر سکولوں میں جشن سلور جوبلی (۱) اس نامی جشن کی تقریب سعید پر ہمیں صرف سکولوں کے ناموں پر ضلع لائل پور کے سنٹر سکولوں میں جشن سلور جوبلی (۲) اتنا کارنا پڑا تھا مگر ضلع ہڈ کے سکولوں کی حالت کا کچھ خلاصہ نذر ناظرین کرتے ہیں کہ وہ اندازہ لگا سکیں کہ اس ضلع میں یہ جشن کس خوبی اور خوش اسلوبی سے منایا گیا ہے جس کے لئے



ایم رحمت اللہ صاحب ڈسٹرکٹ اسپیکٹر خاص مبارک باغ کے مسخقی ہیں۔ یہ قلمی ضلع بھر کے سکولوں کے جلسوں اور کارروائیوں کا چوڑا ہے۔ اور زبان حال سے حسن انتظام اور دلی عقیدت کی شہادت ہے۔ (سجود)

ضلع لائل پور میں اس تقریب سعید پر ہر ایک سٹر سکول میں جن کی تعداد ۶۷ ہے مکمل طور پر جشن منایا گیا۔ ۲-۳ بجے کو مختلف پروگراموں کے ماتحت بڑی دھوم دھام سے جلسے کئے گئے۔ ان میں منطقت برطانیہ کی برکات رسلو جو بی کی عرض و غایت اور بلاولہ سلامت کی فرمانبرداری اور اطاعت پر پوٹریا لیکچر دیئے گئے۔ حضور والا کی درازی عمر اور ترقی انبیا کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔ غریبوں کو کھانے کھلانے کے لئے بچوں میں انعام تقسیم کئے گئے۔ مختلف دیسی کھیتوں۔ خشک بال اور والی بال کے مقابلوں سے عوام کو محفوظ کیا گیا۔ ہر مقام اور ہر جگہ پر جلوس نکالے گئے جن میں بیکر نے کافی حصہ لیا۔ بعض مقامات پر سلو جو بی کی خاص یادگار میں قائم کی گئیں۔ آتش بازی سے عوام کو خوش کیا گیا۔ چراغاں سے رعایا ضلع نے اپنی دلی ارادت و عقیدت کا ثبوت دیا۔ غرض ان ہر دو دنوں ضلع کے ہر فرد بشر کے چہرے سے خوشی ہوئی تھی اور ہر ایک دلی خلوص اور محبت سے اپنے پیارے پارشد سلامت اور ہماری ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور ترقی اقبال کے لئے دعاؤں میں مصروف تھا۔

محضی نہ رہے کہ اس تقریب سعید پر خاص لائل پور میں ڈسٹرکٹ سکاؤٹس ریل کی کئی اور سکاؤٹس نے اپنے کرتب ایسے پرائے میں دکھائے کہ حاضریں بے اختیار عیش عش کر اٹھے اور یہ نظارہ سرتوں نکسان کے دلوں میں یاد رہیگا۔ (نامہ نگار)

**ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی ملک ریاست ٹیپالہ** نتیجہ کی خوشی میں جلسہ ہوا۔ سکول کے پٹ امیدوار کامیاب ہوئے اور سکول ریاست کے تمام سکولوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ صاحب چیف انسپکٹر آف سکولز ریاست ٹیپالہ اس شاندار نتیجہ کے حصول پر سکول کی ہیڈ ماسٹر صاحب کو پروانہ خوشنودی عطا فرمایا اور سکول کی جو مال افزائی فرمائی۔ اس تقریب پر اخلاقی نظمیں اور چوڑا مضمون لٹائے گئے۔ ایم محمد تقی صاحب مدرس نے اپنے نوکے کا کامیابی کی خوشی میں ٹھکانی تقسیم کی۔ ہر مائٹس سری حضور مہاراج صاحب اویہراج مہندر بہادر اور سری حضور ٹیک صاحب بہادر کے لئے تمغہ حیرت دیئے گئے۔ (محمد تقی)

**امتحان بی بی ٹی ۱۹۳۵ء میں اول رہنے والی لڑکی** ہمیں یہ شکر بھی مسرت ہوئی کہ سال ۱۹۳۵ء کے امتحان بی بی ٹی میں شرمان سرور ایس ایس چرن سنگھ صاحب شہید کی پتری بی بی سنت نام کو راجی بی اے تمام اول لڑکیوں سے اول رہی ہیں۔ اور اپنی ٹریننگ انسٹی ٹیوشن ہڈی میکلیگن کالج میں بھی اول رہی ہیں اور بی بی ٹی کے پریکٹیکل امتحان میں تمام لڑکوں اور لڑکیوں سے اول ہیں اور لڑکیوں اور لڑکوں کے مشترکہ نتیجہ میں صوبہ بھر میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ یہ حیرت خیز کامیابی کوئی غیر متوقع نہیں ہے۔ شہید صاحب کی پتری نے اپنے والد بزرگوار کی کامیابیوں کی رویت کو پورا کر دکھایا۔ ایسے نامی والہ کی پتری کا اس طرح نمایاں کامیاب ہونا ضروری اور لازمی تھا۔ شک ہے کہ نوجوان بچی نے خاندان کی لاج رکھی اور اپنے لوجہ پتاجی کے کارناموں کو چارچاند لگائے۔ اس نمایاں کامیابی پر ہم اپنے پرم تر شہید جی مہاراج اور بی بی سنت کو راجی کو دلی مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ (بکلت سنگھ و سچیدو)

**نوجوان طالب علموں سے ایک آرزو** ہمارے پاس ہر ماہ ایسے نوجوان طالب علموں کے کئی مضمون آتے رہتے ہیں جن کی اشاعت کی بڑی آرزو کی جاتی ہے مگر افسوس کہ وہ نوجوان مضمون تحریر کرتے وقت اس امر کو بھلا دیتے ہیں کہ وہ کس رسالہ کے لئے مضمون لکھ رہے ہیں؟ اور کیا ان مضمون اس کے معیار پر پورا اتر سکتا؟ واضح رہے کہ خلافت عقل و قیاسی مضامین۔ عالم و دنیا میں دیود اور جنوں سے لڑنا۔ چاند کی سیر کرنا وغیرہ وغیرہ یا عشقہ مضامین آپ لوگوں کے قلم سے نہایت معیوب مضامین کی ذیل میں شامل سمجھے جاتے ہیں علمی مضامین بھیت آموز کہانیاں۔

بہترین تعلیمی سرشتہ

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا

اور بہترین خدمت گزار

رسالہ

منہا

مینجنگ پروپرائٹرز

ماسٹر جگت سنگھ

شش ماہی چندہ

سالانہ چندہ

نوبت

# قواعد و ضوابط

- ۱۔ رہنمائے تعلیم بالعموم ہر انگریزی نمبر کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ سالانہ چندہ پانچ روپے (دھڑ) ششماہی تین روپے (سٹے) ہمدیشگی۔ نمونہ کار پر چھ روپے ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگا۔ کوئی صاحب نمونہ مفت طلب کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔
- ۳۔ خریدار اصحاب خط لکھتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
- ۴۔ رہنمائے تعلیم میں تمام ایسے علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، تحقیقی مضامین (نثر و نظم) ہوا کرتے ہیں جو شائستہ اور مفید ہوتے ہیں اور معیارِ ادب پر پورے اُترتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی اور پولیٹیکل مضامین ہرگز درج رسالہ نہیں ہونگے۔
- ۶۔ جو مضامین درج نہ ہونگے اُن کے واپس کرنے یا نہ کرنے کا ایڈیٹر صاحبان کو پورا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ مدیران مضامین کی ترمیم و تنسیخ کے مختار ہونگے۔
- ۸۔ جواب طلب اُمور کے لئے جوابی کارڈ آتا چاہئے۔
- ۹۔ مضامین نثر کے متعلق جملہ خط و کتابت لالہ آگیا رام صاحب سچد پور کے اور مضامین نظم کے لئے جناب پسند بھورام صاحب جوش لسانی کے نام ہونی چاہئے اور دیگر امور و ترسیل زر کے متعلق منبر کے نام ہونی چاہئے۔
- ۱۰۔ مشہورین اصحاب اشتہارات بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ اجرت نہایت معمولی جو ذیل میں درج ہے۔

## نرخ نامہ اشتہارات

| پیمائے صفحہ  | ایک بار | تین بار | چھ بار | سال بھر |
|--------------|---------|---------|--------|---------|
| پورا صفحہ    | ل۹      | ع۲۵     | ع۵۵    | ل۹۰     |
| نصف صفحہ     | ع۵      | ع۱۵     | ع۳۵    | ع۵۵     |
| چوتھائی صفحہ | س۳      | ل۹      | ع۱۵    | ع۳۵     |

## نرخ نامہ اشتہارات سرورق (مستقل پورے سال کے لئے)

صفحہ ۲ و ۳ ایک سو آٹھ روپیہ سالانہ  
صفحہ ۴ ایک سو بیس روپیہ سالانہ  
اجرت ہر حال میں پیشگی آنی چاہئے  
منبر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵

بابت ماہ نومبر ۳۵ ۱۹۶۷ء

سر شمس الدین بنجاب کا سب سے پرانا اور بہترین خدمت گزرا

# رہنمائے تعلیم لاہور

نمبر ۱۱

جلد ۳۰

علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، زرعی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجسمہ  
زیر سرپرستی تاج اشعار فصیح اعجاز خدائے سخن حضرت نوح ناروی جانشین و آغ مرحوم

مدیر اعزازی

سرپرستی چنید و دیار تھی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ او۔ جی۔ اے (لندن)

معاونین اعزازی

لالہ آگیا رام سچیدرنشی منسل  
جناب جوش ملیح آبادی

طالب کشمیری ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل منشی فاضل ادیب فاضل

سرکار گورنمنٹ سنگھ جوہر میڈیٹ

ماسٹر جگت سنگھ منشی بک پرپرائٹرز سالہ رہنمائے تعلیم لاہور (رام گلی) بلڈنگ نمبر ۵۵

سالانہ چندہ پانچ روپے (۵۷) ششماہی تین روپے (۱۸) فی پرچہ آٹھ آنے (۸)

## فہرست مضامین

| نمبر شمار | مضامین                                   | صاحب مضامین                             | صفحہ |
|-----------|------------------------------------------|-----------------------------------------|------|
| ۱         | خطاب کمیٹی                               | جناب جوش ملیح آبادی                     | ۵    |
| ۲         | بادہ کسب                                 | جناب فیاض ہری پوری                      | ۱۱   |
| ۳         | گھوٹم رشی کا طریقہ درس                   | شری ہری بھائی نارائن بھائی پٹیل صاحب    | ۱۲   |
| ۴         | غالب شکن (ریویو)                         | جناب جوش ملیح آبادی                     | ۳۰   |
| ۵         | ہندوستان (نظم)                           | سحاب سخن جناب ایراجی صاحب               | ۳۱   |
| ۶         | لفظ غور کی تذکیر و تائید                 | جناب سید عروج زیدی                      | ۳۲   |
| ۷         | آئینہ (نظم)                              | جناب نکمت انصاری صاحب                   | ۳۴   |
| ۸         | چند تعلیمی نکات                          | بیدی نورجی سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر          | ۳۵   |
| ۹         | بعض خطرناک غلطیاں                        | مولوی قادر بخش صاحب مومن سیالوی         | ۳۶   |
| ۱۰        | غزل                                      | جناب سید عروج زیدی                      | ۳۷   |
| ۱۱        | علاج شہسی                                | بابو اوم پرکاش صاحب اگر وال             | ۳۸   |
| ۱۲        | موسم کی تبدیلی پر ایشیائے خوردنی کا اثر  | ماسٹر جگت سنگھ کی نظر انتخاب            | ۴۲   |
| ۱۳        | رہنمائے تعلیم کا سورت جوئی نمبر          | محترم سرپرست قصبہ فوج ندودی             | ۴۳   |
| ۱۴        | اس صمدیں مری جان مری جان نہ جائے         | بنا من سخن حضرت راز اجسی سہوانی         | ۴۶   |
| ۱۵        | تاریخ پنجاب کا خوش آمد ستارہ             | جناب لالہ پرمانند صاحب ایم۔ اے۔         | ۴۷   |
| ۱۶        | سورت جوئی (نظم)                          | حضرت تابد توح صاحب نارودی               | ۵۲   |
| ۱۷        | دہیات سہاروی اک جھاک (ڈرامہ زبان پنجابی) | جناب شیخ خادم محی الدین ایم۔ اے۔ ای۔ ٹی | ۵۴   |
| ۱۸        | خطاب واپس                                | حضرت داتا گیلانی                        | ۶۶   |
| ۱۹        | بدست ہائیوں (مسئل)                       | لالہ اودھورام صاحب منشی فاضل            | ۶۷   |
| ۲۰        | داستان فوج                               | ایم انوار الحسن صاحب لور                | ۷۲   |
| ۲۱        | عجاز رنگ                                 | جناب بھگوانی پرشاد صاحب الہ آباد        | ۷۳   |
| ۲۲        | غزل                                      | لالہ گوردھن داس صاحب شاکر               | ۷۷   |
| ۲۳        | دعوت وفا                                 | جناب نکمت انصاری                        | ۷۷   |
| ۲۴        | اطمینان قلب                              | قاضی محمد اقبال صاحب فیض                | ۷۸   |
| ۲۵        | احسن الکلام                              | بلخ نظر حضرت احسن مارہروی               | ۷۹   |
| ۲۶        | ہندوستان کے زمانہ حال کے بندرگاہ (نمبر)  | لالہ کرشن چندر صاحب لمن بی۔ اے۔ بی۔ ٹی  | ۸۰   |
| ۲۷        | دوستی کا حق                              | جناب بیڈت اندرجیت صاحب شرما             | ۸۸   |
| ۲۸        | غزل                                      | سید محمد اظہار حسین صاحب رضوی           | ۸۸   |
| ۲۹        | جذبات بچپن                               | حکیم بچپن کرناٹی                        | ۸۸   |
| ۳۰        | انقلاب (نمبر ۳)                          | سید انور علی صاحب نقوی                  | ۸۹   |
| ۳۱        | عبد گزشتہ کی چہ میگوئیاں                 | خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی    | ۹۳   |
| ۳۲        | ہم صورت پرکار ہمیشہ ہیں سفر میں          | منشی غلام حسن صاحب کسری سیدی            | ۹۸   |
| ۳۳        | ایڈیٹوریل نوٹ                            | سچیدھار                                 | ۹۹   |
| ۳۴        | مشکلات کارروائیاں اور نوٹ وغیرہ          | مختلف اصحاب                             | ۱۰۱  |

# خطابِ حمیدی

اس عنوان سے ایک نہایت مفید تحریک حضرت ابراہیم کی طرف سے شائع ہو چکی ہے اور جسے عملی صورت میں لانے کیلئے نیازِ مذہب و حصہ نظم نے بھی اس شرط پر شرکت منظور کر لی تھی کہ تجویز کردہ اراکین اگر نہ شرکت عمل کیلئے ونامت مند ظاہر فرمائیں۔ تو میں بھی ایک ناچیز خدام کی حیثیت سے کام کرنے پر آمادہ ہوں اگرچہ زمانے کی ہوا کا رخ اس قسم کی کمیٹی کے موثر بننے کا کوئی یقین نہ دلا سکتا تھا تاہم اس خیال سے کہ دفتر سائنس تعلیم کو تجویز کا عملی امر قرار دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے مرکز میں ایک رکن کی موجودگی ضروری سمجھ کر مجھے بھی اراکانِ انجمن میں شامل کیا گیا ہے۔ میں بادلِ خواستہ تسلیمِ حرم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ تاکہ مبادی میرے انکار سے ایک مفید تجویز طعنائی میں پڑ جائے اور مجھے ایک اچھے کام میں روڑا اٹکانے والا خیال کیا جائے۔ اس بات کا احساس تک نہ تھا کہ اس قسم کی مختصر مصلحت بالکل بے فائدہ ہے اور زمانے کی ہوائے ہر خدامِ ادب کو مجھ سے بھی زیادہ مختار ہو جانے پر مجبور کر دیا ہے :

اگرچہ شائع شدہ تجویز میں ہر ادب نواز سے اظہارِ خیالات کی درخواست کی گئی تھی لیکن دفتر نے اسے کافی سمجھ کر تجویز کردہ اراکین سے خط و کتابت کرنے کی ضرورت غموس کی جو اب بات جو موصول ہوئے ان کا خلاصہ نامِ پیام میں درج کیا جاتا ہے :-

حضرت انصاف خطاب کمیٹی کی سکیم بہت اچھی ہے بشرطیکہ اساتذہ اس طرف توجہ فرمائیں :

حضرت فیض سرورنی۔ تسلیم ہر پہلو سے مفید ہے بشرطیکہ موجودہ اساتذہ اس سے اتفاق کریں :

منشی گورو دھن اس صلب شاکر۔ میں حضرت ابراہیم کی پیش کردہ تجویز کو نہایت ضروری اور تحسین خیال کرتا ہوں۔ نیز انتخاب

ارکانِ انجمن کے سلسلہ میں کرمی جناب جوش مسیانی کی تائید کرتا ہوں :

حضرت غنی الہ آبادی۔ ایر صاحب کی تجویز خطا کمیٹی زریں اصول پر مبنی ہے جس میں اس تجویز سے بالکل متفق ہوں۔ چونکہ دہلی

اور لکھنؤ اردو زبان کے تسلیم شدہ مرکز ہیں۔ اس لئے اراکین میں ان مقامات کے مشاہیر ضرور شامل کئے جائیں مثلاً حضرت سائل

دہلوی حضرت آصف مارہروی حضرت جلیل ناگپوری حضرت آرزو لکھنوی :

جناب غازی بابا یونی۔ ادیب اردو گوالبیار میں دارالافتا مجلس تشیدی اور بابا اساتذہ قائم ہے اور اسکے فیصلہ جات

ہندوستان کے رسائل میں اشاعت پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور مجلس بہت حضرت کو اسناد بھی دے چکی ہے جبکہ فخر کے ساتھ قبول

فرمایا گیا ہے اور اسکے سرپرست مولانا صابر الہ آبادی ہیں۔ اس مجلس کو دیگر انجمنوں سے ہر حالت میں فوقیت حاصل ہے اس لئے سنا

یہ ہے کہ رسائل اپنے چیدہ معاذین کی ایک کمیٹی بنائیں۔ کمیٹیاں اپنی سفارشات گوالبیار میں بھیج دیا کریں۔ دفتر انجمن ادب اردو میں

زیادہ گرامی حضرت صابر الہ آبادی ان سفارشات کے مطابق مذاات تیار کی جائیں اور متعلقہ رسائل کی معرفت تسلیم کر دی جائیں :

حافظ احسان الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ گوانیار۔ مجھے اس تحریک کے اصول سے مخالفت نہیں ہے۔

مگر زمانہ کے لحاظ سے جو خرابی پیدا ہو رہی ہے۔ اس سے یہ خطرہ لاحق ہے کہ اس طرح مختلف رسائل میں بہت سی بدترغیبات کیٹیاں بن جائیں گی۔ اسلئے بزمِ ادیب اردو گوالیار کو جو ایک مدتِ مدید سے زیرِ سرپرستی حضرت صابر الہ آبادی حضرات شعر کی کماحقہ امداد کر رہی ہے۔ اور بڑی خوبی کیساتھ عطیئے خطابات کا کام انجام دے رہی ہے جس میں آج تک کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی بجائے نئی سکیم کے بہر طور مناسب ہو گا۔ کہ اسی کمی کو اپنے اپنے حوصلوں کے مطابق ترقی دی جائے۔

حضرت غنی گوالیار سی۔ تجویز بہت اچھی اور انسب۔ مگر یک روزانی عرصہ سے مولانا صابر الہ آبادی صاحب کے دفتر بلا تساد جاری ہے۔ پھر کیا سبب کہ ایک مہینے سے کام کو بگاڑا جائے! اور ایک لکھ اور جیسے ہوئے نخل کی بیج گئی کی جائے۔ بزمِ ادیب گوالیار جو ایک سابقہ کمیٹی ہے۔ اُسے آپ کو اور تقویت دینا چاہئے۔ نہ یہ کہ اس کے اندام مسار ہونے کی سعی کی جائے۔ اگر کوئی کمیٹی اس کے خلاف قائم کر بھی لی گئی۔ تو بھی وہ صابری دفتر کی دیکھا دیکھی ایک شاخ کھلے گی۔ اسلئے جملہ حضرات مولانا صابر الہ آبادی کے ان جذبات کو جو ایک عرصہ سے ان کے دل و دماغ میں گشت کر رہے ہیں۔ محدود نہ فرمائیں! اور انہیں کے زیر اثر یہ کمیٹی قائم کی جا کر ان کے آسمانِ فطرت کو اور چارچاند لگائیں۔

حضرت رضا قریشی منشی فاضل (گوالیار) مدافعتِ رائے خطا کے عنوان سے انہوں نے ایک مبسوط مقالہ سپردِ قلم کیا ہے اور اس تجویز کے ہر پہلو پر واضح ترین بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر صاحب نے خود ساختہ اور گھریلو خطاباتِ خدمت کے متعلق جو کچھ نظماً و خیال کیا ہے مجھے اس سے لفظ بلفظ اتفاق ہے! اور یہ مخالفت جن مجاہد پر مبنی ہے۔ وہ بھی درست ہیں لیکن ان خرابیوں کے انسداد کیلئے جو صورتِ تجویز کی گئی ہے وہ نہایت ناقابلِ طمینان ہے۔ کیونکہ ایک تو مجوزہ جماعت میں کوئی قانونی زور موجود نہیں ہے۔ دوسرے ملک ان کے لگائے ہوئے خطابات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ ہو گا جس کی وجہ سے ایسی ہی دیگر جماعتیں پیدا ہوں گی! اور ان سے متضاد ہونے کا امکان ہے تیسرے یہ کہ قابلِ ادبائے ملک کو خطابات باجائنا لازمی بات نہیں ہے نیز یہ کہ نہ اہل قلم شہر کے طلبکار ہو کر ہنر سے ہنر مضامین لکھنے کی کوشش کریں گے صحیح نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ قریب اہل قلم ایسی جماعت بن جانے کے بعد آپ کے رسالہ میں مضمون دینا اپنی سبکی کا باعث تصور فرمائیں گے کیونکہ ان کی قلمی اعانت کے معنی ہونگے کہ مضمون نگار حصولِ خطاب کا خواہشمند ہے اور اپنے مضامین بطور مفاہیشہ کر رہا ہے۔ یاد رکھئے کہ خطابات کے طلبکار صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جن کو اپنی ذاتی قابلیت پر شہرت اور ناموری کا اعتماد نہیں ہوتا اور وہ ظاہری الفاظ سے اپنی شان بلند کرنا چاہتے ہیں! اور جو لوگ خطابات کی مستحق ہیں۔ ان کی ذاتی قابلیت ہی ان کے علو مرتبت کی ضمانت ہے مثلاً اگر گاندھی کے نام کے ساتھ ہمانا گاندھی نہ بھی لگا یا جائے تو بھی گاندھی کی ذاتی قابلیت اس کو گاندھی ہی بنائے رکھیں گی۔

یہ کہنا کہ غلط طریقے پر خطابات غصب کرنے کا طریقہ فنا ہو جائیگا۔ صرف خیال ہی خیال ہے۔ اس طرح تو خطابات کی ممتی اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائیگی۔ کیونکہ جھوٹے خطابات غصب کرنے سے خود ساختہ اور جماعت کے لئے ہوئے خطابات میں تمیز کرنا دشوار ہو جائے گا! اور مصنوعی خطابات کی اور زیادہ کثرت ہو جائے گی۔

کسی ایسی شخص کا قائم کرنا یا اس کا ٹکرن ہونا انسانی خود غرضی اور خود نمائی کا بدترین مظاہرہ ہے۔ کیونکہ کسی شخص کو خطاب دینے سے خطاب دینے والا اپنی ہی برتری اور افضلیت تصور کرتا ہے اور احساس افضلیت سے اس کی روح ایک لذت محسوس کرتی ہے۔ پس خطابات عطا کرنا کوئی ادبی خدمت نہیں۔ بلکہ ذاتی شہرت کی تشنگی کو فرو کرنے کا ایک سہل اور مؤثر ذریعہ ہے۔

خود ساختہ خطابات کا سد باب کرنے کے لئے یہ ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ اور یونیورسٹیوں پر اس امر کا زور دیا جائے کہ وہ اور سی ایٹل امتحانات کی طرح شاعری کے امتحانات بھی قائم کئے جائیں اور ان امتحانات کے مختلف درجے مقرر کئے جائیں جو شخص جس درجے کے امتحان میں کامیاب ہو۔ اُسے اُس درجہ کی سند مل جائے۔ اس صورت میں مصنوعی خطابات ایک فوجداری جرم ہو جائینگے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو۔ تو ایڈیٹروں میں یہ تحریک پیدا کی جائے کہ مہنوعی خطابات والوں کے مصنفین مع خطابات ناملائم کثرت سے شائع کریں۔ تاکہ خطابات کی موجودہ وقعت زائل ہو جائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو۔ تو اس قسم کی تحریک پیدا کی جائے کہ تمام رسائل کسی شخص کے نام کے ساتھ خطابات شائع نہ کریں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو۔ تو ادبائے ملک میں سے چند آدمی منتخب کئے جائیں۔ جو ادبی ڈگریوں کے امتحانات کے لئے نصاب مقرر کریں اور کسی ایک یا چند مقامات پر ایسے امتحانات لئے جائیں۔ ضروری اخراجات کے لئے فیس اخذ کا فی ہے۔ یا چندہ فراہم کر کے ایک چھوٹی سی یونیورسٹی اس غرض کیلئے قائم کی جاسکتی ہے جس کا کام محض امتحان لینا اور ڈگریاں تقسیم کرنا ہوگا۔

یہ متضاد خیالات جو طوالت کے خوف سے محض بطور خلاصہ درج کئے گئے ہیں۔ ناظرین کرام کے سامنے رکھئے ہیں بعض اصحاب تائید فرماتے ہیں اور بعض نے پُر زور مخالفت کی ہے۔ اس صورت حال میں کسی بہتر فیصلہ پر پہنچنا آسان نہیں ہم مخالف حضرات کی مخالفت کو نظر انداز کر سکتے ہیں بشرطیکہ تجویز کردہ اراکین کی رائے اصل تجویز کے موافق ہو مگر افسوس کہ جہاں خرابی کی مذمت اور اسکے سد باب کی ضرورت کسی صاحب کو انکار نہیں۔ وہاں میدان عمل میں آنے سے ان اصحاب کو مختلف وجوہ سے انکار اور اسکے مؤثر ہونے میں بہت سا شک و شبہ ہے چنانچہ ان محترم اصحاب کے خیالات کا خلاصہ بھی یہاں درج کر دیا جاتا ہے:-

حضرت یگانہ چنگیزی۔ میری آزاد خیالی اور بیگانہ روی سے آپ بھی خوب واقف ہیں میں کبھی کسی جماعت کا ممبر نہ کر کام نہیں کرتا۔ ہر جماعت میں کچھ دنوں بعد پھوٹ پڑ جاتی ہے! اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ڈیریز تعلقات میں فرق آجاتا ہے۔ میں نے لکھنؤ میں ایک انجمن خالصان ادب قائم کی تھی۔ اس کا انجام بھی یہی ہوا پس کچھ اپنی افتادہ مزاج اور کچھ تلخ تجربات کی بنا پر میں نے عہد کر لیا ہے کہ کسی جماعت کا ممبر نہ بنوں۔

جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی۔ اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے نہ تو اس بات کی امید ہے کہ مجھے کبھی ٹی



خطاب بلیگا اور نہ اپنی عدم قابلیت کے باعث حقیقتاً اس امر کا اہل ہوں۔ کہ معزز آدمیوں کی کسی مجلس کا رکن بن سکوں۔ اسلئے نہایت اذیت کے ساتھ خطاب کی جی کی رکنیت سے معذوری کا اظہار کرتا ہوں یقین ہے کہ ان محترم میرے اس عذر کو خاکسار کی پر نہیں بلکہ حقیقت پر محمول فرمائیں گے۔

باقی رہا اصل تحریک کے حسن قیاس کے متعلق میرا ذاتی خیال۔ تو میں کیا اور میرا ذاتی خیال کیا۔ نہ کسی بات میں رائے دینے کی تابیت۔ نہ کسی بات کو سمجھنے کی لیاقت۔ اس محترم نے محض حسن ظن سے اور آبرو صاحب نے میرا مذاق اڑانے کے لئے میرا نام بھی تحریک میں گھسیڑ دیا۔ ورنہ من اکرم کہ من دائم جس شخص نے بچپن کھیل کود میں اور جوانی فصولیات میں صنائع کر دی ہو جس نے اپنی زندگی میں کتنی شک کوئی علم یا کوئی فن حاصل نہ کیا ہو اور جو اب بڑھاپے میں اپنی عمر رفتہ پر بیٹھا انیس کر رہا ہو۔ وہ ایک بکا نفس انسان ہے! اور اس سے عملی توقعات تحصیل حاصل۔

حضرت تہرگو الیاری۔ اصل تحریر صیغہ راز میں شمار کر نیکیے قابل ہے۔ اسلئے اس کا خلاصہ یہاں نقل نہیں کیا جا سکتا صرف اتنا یاد دینا کافی ہے کہ موصوف اس تجویز کے سخت خلاف اور اسے لغویت خیال فرماتے ہیں۔

حضرت نوح ناروی۔ میں اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ جملہ اراکین کیلئے بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ علاوہ اس کے خطاب تو وہی ہے۔ جو کسی سرکار یا کسی معزز شخص سے ملے۔ ہم لوگوں کے خطاب دینے کا کوئی نتیجہ نہیں۔ اس کا نتیجہ بھی ہوگا کہ دنیا کی نگاہوں میں ذلیل ہوں۔

جناب دل شاہجہا پنوری۔ واقعی اگر وہ شعرا میں خود ایجاد خطابات کی کثرت ہے! اتفاقاً انجمن کی تجویز سے میں اتفاق کرتا ہوں اور اسی کے ساتھ میں مت پذیر ہوں۔ کہ مجھ بیچ میرا نام انتخابی کمیٹی میں تجویز کیا گیا ہے جناب سائل دہلوی حکیم ناطق لکھنوی بھی انتخابی انجمن کے ممبر تجویز کئے جاتے تو مناسب تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس آزاد زمانہ میں انجمن کی تجویز کا شک مقبول ہو سکتی ہے اور خود ایجاد خطابات کی روک تھام کیلئے انجمن کے پاس ایسا کونسا قانون ہے جس کے زیر اثر تمام شعرا ہو رہیں۔ بہر حال مجھ کو جناب کی رائے سے اتفاق ہے۔ اپنی ذاتی رائے بھی پیش کر دی۔

مولانا صابرا الہ آبادی۔ موصوف نے شاید کسی مصلحت کو مد نظر رکھ کر اپنے نام سے جواب تحریر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ان کے چھوٹے صاحبزائے محمد فضل الرحمن صاحب بری کے نام سے یہ جواب موصول ہوا کہ محقق آپ کے قابو میں ہیں۔ جیسا آپ چاہیں گے وہ منظور کر لینگے۔ ان کو کسی بات میں عذر نہ ہوگا۔ تاہم وہ رسالہ کے ناظرین کی رائے دیکھ کر اپنی رائے لکھیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔

چونکہ یہ جواب کچھ شبہ اور غیر یقینی تھا۔ اسلئے قطعی اظہار رائے کیلئے دوبارہ تکلیف دی گئی۔ اس کا جواب بھی صابری صاحب ہی کے نام سے موصول ہوا جس میں درج ہے کہ یہاں کی رائے آپ کی رائے کے ساتھ وابستہ ہے۔ وجہ توقف اگر ہے تو یہ ہے۔ کہ ایسی کمیٹیاں خال خال مشہور رسائل میں قائم کرنے کی کچھ حضرات کو شش کر رہے ہیں۔ ایسی صورت

میں یہ سکیم کامیاب نہ ہو سکی اور ملک میں اسکی سخت ضرورت ہے، لہذا اس پر غور کیا جا رہا ہے کہ اسکو کس صورت سے کامیاب بنایا جائے اور اس مسئلہ پر فوراً آپ بھی غور کیجئے کہ دوسرے رسائل اس کی نقل نہ کر سکیں کیونکہ اگر رسائل و جرائد آپ کی نقل کر بیٹھے تو لطف جاتا رہے گا۔

چونکہ حضرت ابو احسنی نے اپنے خیالات کی دوسری قسط میں خواجہ عشرت صاحب کا نام بھی اراکین میں تجویز کیا تھا اسلئے انکی خدمت میں بھی عرضہ نیاز بر غرض حصول اظہار رائے بھیجایا تھا۔ مگر موصوف کی طرف سے اس کوئی جواب حاصل نہیں ہوا اس خاموشی کو نیم صاف کتا درست نہیں کیونکہ اس قسم کی تجویزوں میں خاموش رہنا ناموافق اظہار رائے کے مترادف ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا جوابات میں اگرچہ مختلف وجوہ سے انکار کیا گیا ہے مگر ان سب کی تہ میں وہی شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں جو محترمی حضرت دل شاہ جہانپوری نے اپنے مکتوب میں ظاہر فرمائے ہیں۔ نیز ان مخالفت تحریروں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اگر دوسرے رسائل نے اس تجویز کی نقل شروع کر دی تو اسکا نتیجہ ابتذال کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ بیش بہا شبہ علاج اور یہ اعتراض فی الواقع لاجواب اور ناقابل تردید ہے حضرت یگانہ چنگیزی نے سالہ رنگ خیال کی خود ساختہ اور منہ جھنہ خطاب کمیٹی کے عطائے مہوئے خطاب سے جو سلوک کیا ہے اور جسکی تشریح رسالہ ہذا کے اکتوبر نمبر میں اعلان کی گئی ہے۔ وہ تمام رسائل اور ان کی بنائی ہوئی خطاب کمیٹیوں کے لئے تازیانہ عبرت سمجھنا چاہئے۔

پہل ایک تو اس خرابی کے اندیشہ سے کہ باوا صورت ابتذال پیدا ہو جائے اور دوسرے اس خیال سے کہ رہائے تعلیم اپنے معارفین اور سرپرستوں کے حلقہ میں تجویز کردہ اراکین سے بہتر اراکین انتخاب کرنے کے ناقابل ہے۔ یہیں اس تحریک کی تجویز کردہ صورت کو ناقابل عمل قرار دینے کے سوا چارہ نہیں۔ نیاز مند مدیر حصہ نظم بھی ان مشاہیر کی رائے کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتا اور خود کو شرکت عمل کے قابل خیال کرتا ہے۔

مولانا صابر الہ آبادی نے اس امر پر خاص زور دیا ہے کہ کوئی ایسی صورت نہ چنی جائے جسکی نقل نہ ہو سکے چونکہ مصنوعی خطابات کی وبا سے سب لال ہیں اور اب صاحب کی تحریک سے ہولانگسی کو اختلاف نہیں اور نہ ہو سکتا ہے اسلئے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس وبا کی روک تھام کیلئے کوئی نہ کوئی تدبیر ضروری ہے اسکی چاہئے سب سے بڑا اعتراض ابتذال کا ہے۔ ہمارے خیال میں ابتذال سے محفوظ رہنے کی مفصلہ ذیل صورتیں قابل عمل معلوم ہوتی ہیں:-

۱۔ تمام ادبی رسائل میں خطاب کمیٹی بنائے جانے کی مخالفت کی جائے تاکہ نقل کے جانے اور ابتذال کی صورت پیدا نہ ہونے کا امکان باقی نہ رہے۔

۲۔ حضرت رشتا قریشی کی بیان کردہ تجاویز میں سے کسی ایک تجویز کو مستحب کر لیا جائے۔

۳۔ اگر تجویزیں ناقابل عمل ہوں تو شاہد ہیرا د و خود بلکہ کوئی ایسی خطاب کمیٹی بنالیں جو کسی سال سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

ہمارے خیال میں ممکن ہے کہ کوئی نمایاں جدوجہد کرنے کے بغیر آسانی سے عملی کام شروع کیا جاسکتا ہے حضرت صابر الہ آبادی کی تحریک کا مقوم بھی یہی ہے کہ خطاب کمیٹی ادبی رسائل سے بے تعلق اور نقل کے جانے کے اندیشہ سے بالاتر ہونی چاہئے۔ اگرچہ صاف لفظوں میں انہوں نے اپنے مقصد کی تصریح نہیں فرمائی مگر ہمارے نزدیک انکی خواہش غالباً یہی ہے کہ گوالیار میں بنائی ہوئی ان کی خطاب کمیٹی کو وسعت دیکر با فروغ بنالیا جائے۔

نتیجہ جو انکی تحریک سے منسوب کیا گیا ہے اس لحاظ سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تین پانچ سالوں یعنی حضرت غنی گوالیار - حضرت غازی بدایونی اور صافحہ احسان اللہ خاں صاحب وکیل کی تحریکوں کی ایسی خیال کی تائید کرتی ہیں ان صاحبان نے اس امر پر

خرابی کی ضرورت کسی کو بھی انکار نہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ضمن سرپر عمل پیرا ہونے کی غرض سے انکی خدمات کو شکریت سے قبول کیا جائے اور گواہیاری کی بنی بنائی گئی کو جسے ارالاساؤ کا ماتا ہے غرض دینے کی سرگرم کو شش کی جائے تاکہ وہ ایک نمائندہ اور مسلمہ حیثیت میں اس اہم مقصد کے سرانجام دینے کی غرض سے اپنا کام شروع کر سکے جسکی ضرورت کسی کو بھی بھاری گنجائش نہیں پس اس خیال سے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تجویز فی الواقع داخل دفتر کئے جانے کی مستحق نہیں۔ اور اسلئے کہ رعبہ خرابی کی تعلیم بہت مشتبہ ہے ضمن اسلئے کہ زیر نظر رکھ کر حضرت صابر الہ آبادی سے یہ درخواست کرنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ وہ خدمت اسلئے کے خیال سے اپنے اہل خانہ کو جسے موجودہ صورت میں سرے اصحابی درکنار خود اہل گواہیاری تعلیم کئے پر آمادہ نہیں اور بعض تو اسکی ہستی سے بھی انکار کرتے اور اسے محض فرضی بتاتے ہیں۔ اس طرح مرتب فرمائیں کہ اس کی مستند مہنتی پر کسی کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ ہے۔ ہمارے خیال میں اس کیلئے مفصلہ ذیل امور پر عمل کرنا مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے :

۱۔ حضرت صابر الہ آبادی مشاہیر ملک کو دارالاسناد میں شامل ہونے کی بذات خود دعوت دیں۔ اور یہ دعوت صرف ان اصحاب تک محدود رہے جو مسلمہ قابلیت اور شہرت کے مالک ہیں۔ نیز کسی کی دل شکنی کا خیال چھوڑ کر پرنے اور اکیں کو ان کی خدمات سے سبکدوش فرمائیں۔ تاکہ ارالاساؤ بالکل نئی صورت میں مرتب ہو سکے :

۲۔ شروع شروع میں آٹھ دس مشاہیر کو شامل کر لینا کافی ہے۔ اس کے بعد جب کام چل نکلے۔ تو چند اور اراکین کو جن کی قابلیت اور شہرت مسلمہ ہو۔ شرکت عمل کی دعوت دی جائے :

۳۔ خطاب کمیٹی کا وقار قائم رکھنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کے اراکین اس بات کے پابند ہوں کہ وہ خود کو فی خطاب اس کمیٹی سے قبول نہ کریں اور نہ اس کے لئے کو شش کریں گے :

۴۔ جو اصحاب خطاب حاصل کرنا چاہیں۔ وہ اپنے اپنے شاہکار جزل سکرٹری کے پاس بھیجا کریں :

۵۔ غزل نظم اور شہرہ غور کرنے کے لئے تین سب کمیٹیاں بنائی جائیں :

۶۔ جملہ ارکان انجمن کے اسمائے گرامی ہر سال مشہر کئے جائیں :

۷۔ صدر اور جزل سکرٹری کا انتخاب حسب ضابطہ ہو اور سال بھر کے بعد یہ انتخاب از سر نو کیا جائے :

۸۔ ضروری اخراجات کیلئے فنڈ فراہم کیا جائے اور عہدہ دار اس فنڈ کے جائز اخراجات کے ذمہ دار ہوں :

اگر حضرت صابر الہ آبادی کسی وجہ سے دس بارہ مشاہیر ملک کو شریک عمل بنانے میں ناکام رہیں تو اس کا نتیجہ صاف مغلوب میں ہی ہے۔ کہ جس طرح رسائل کی بنائی ہوئی خطاب کمیٹیاں سب کے نزدیک ناقابل اعتماد اور موجب ابتذال ہیں۔ اسی طرح گواہی کا دارالاسناد بھی ناقابل تسلیم اور غیر نمائندہ حیثیت کا ہے۔ اس صورت میں تین چار ماہ انتظار کرنے کے بعد کوئی اور بزرگ کسی اور مرکزی مقام میں اس مفید تجویز کو کامیاب بنانے کیلئے میدان عمل میں آسکتے ہیں :

خدا اگرے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تحریک زندہ رہے اور اگر وہ اپنی پہلی صورت میں ناقابل عمل اور قابل اعتراض تسلیم کی گئی ہے تو اسکی یہ نئی صورت یا کوئی اور مناسب تشکیل قابل قبول اور کامیاب مدافعت ہو۔ رہنمائے تعلیم اس تحریک کے اشاعتی کام میں ہمیشہ معاون رہیگا۔ فقط :

# بان کسن

(آوردہ جناب فیاض ہریانوی - بی - اے)

گل داغ جبکہ سینے میں کثرت سے شگفتہ ہیں اگر دیکھو تو بول اٹھو کہ ہم گلزار میں آئے

سید اعجاز حسین کشتہ

تجربے کہ چوڑے نشیں چھپتے ہیں پروں میں یہ حسن خود نمائے کرانہیں بازار میں آئے

محمد قاسم علی آذر

خردیار اسکے ہوجائیں زلیخا کی طرح لاکھوں وہ میرا یوسف ثانی اگر بازار میں آئے

سید باقر علی باقر

عدم سے کھو لکر آنکھیں جو اس بازار میں آئے نظرتیرے ہی جلوے ہر دو دیوار میں آئے

اسے آپ بتا دیجھا اسے پیکر قصدا دیکھا نظر کیا کیا ہمیں جو ہر تری تلوار میں آئے

نعت بہادر بخت

جفا کر یا وفا کر مجھ کو شکوہ کچھ نہیں تجھ سے تسلیم خم ہے جو مزاج بار میں آئے

حافظ محمد یار حافظ

ہے تو جھوٹوں میں اور دیکھے خواب محلوں کے خدا کی شان ہے دشمن ترے ربا میں آئے

محمد حسین زاغ بدایونی

خدا چشم حقیقت ہیں جو بخشنے خاکساروں کو نظر صورت تری لے بُنٹ دیا میں آئے

زلیخا ویش ہے عالم مشتری اس زہر طلعت کا یہ وہ یوسف نہیں بکسے کو جو بازار میں آئے

رجوعل شمیم

نہیں ہے چشم ہی حق میں نیز میری رنائے بل نظر دیدار میں گل تجھے ہر خار میں آئے

محمد نجیب خاں نشاط لودھیانوی

انتباس از گلہ ستہ سخن، جولائی ۱۹۵۶ء

فیاض ہریانوی

# گنوتم رشی کا طریق درس

(از شری ہری بھائی نارائن بھائی پٹیل صاحب بی۔ اے۔ او۔ ڈی۔ سی۔ ای ڈپٹی انسپکٹر دھاری محل)

مترجمہ

حکیم انور خان۔ اے۔ ہنگش۔ منشی سرکاری اردو سکول۔ قصبہ کوٹنبار۔ (کاٹھیا واڑ)  
اس کتاب کو دیکھ کر ہر مہربان فن تعلیم نے انواع و اقسام کے طرائق تعلیم ایجاد کئے ہیں مثلاً  
سنو سہری طریق تعلیم۔ فروبل صاحب کا طریق تعلیم۔ ڈالسن طریق تعلیم وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہمارے  
کرشنائی صاحب ہری بھائی صاحب نے بھی ایک طریقہ تعلیم ایجاد کیا ہے۔ جو کہ گجراتی زبان میں ایک  
چھوٹی سی کتابی صورت میں دھاری محل کے ہر ایک سکول میں بچھو دیا گیا ہے۔ اور جس پر عمل درآمد بھی  
شروع ہو گیا ہے۔ چونکہ یہ طریق تجارت و درس کے زمانہ ماضی کے طریقہ تعلیم سے قدے ملتا جلتا ہے اس  
لئے صاحب مدرس نے اس کا نام گنوتم کا طریق درس رکھا ہے۔ اردو دان اسیما کے ذوق طبع کی خاطر اس کا  
ترجمہ گجراتی سے اردو میں کر کے ہدیہ ناظرین ہے۔

نوٹ :- صاحب مدرس ۱۹۳۳ء میں ریاست بڑودہ کی طرف سے پنجاب کے سرکاری وغیرہ سرکاری  
مدرس کے مروجہ طریقہ تعلیم کا معائنہ کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے دہلی۔ جالندھر۔ یوگا  
وغیرہ کے مدارس کا طریقہ تعلیم بخشم خود دیکھا ہے۔

ترجمہ

عام طور سے آج کل مدارس میں جامع مضامین زبانی یعنی بطور لکچر کے پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں  
ہے۔ ہفتہ دن ہذا میں جو طریقہ بتایا گیا ہے۔ اس پر عمل ہونے سے طبقہ ابجد خوانان سے بیکرمیرنگ ناک جاتا  
میں ہر ایک مضمون بہت کم وقفہ میں آسانی سے بطور پھیل کے سکھایا جاسکتا ہے۔ مزید برآں جسمانی۔ عقلی۔  
مذہبی۔ کنایت شعاری اور روزمرہ کے کام میں آنے والی تعلیم اس طریقہ تعلیم سے آسان بن سکتی ہے۔  
اس طریقہ کا نام گنوتم کا طریق درس رکھا ہے۔ یہ فقط مٹی مدرس کی تاسی میں نام رکھا گیا ہے۔ کیونکہ  
انہوں نے بغیر کسی قسم کی مالی امداد کے قبل عرصہ میں درختوں کے سایہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دی ہے۔

میں نے گجرات کا ٹھیا واڑ۔ پنجاب۔ دہلی اور ہر دو اور وغیرہ کی مروجہ تعلیم کا موازنہ بذاتہ خود کیا ہے۔ اور سرشتہ تعلیم بروڈہ میں سولہ عشرہ برس کی ملازمت کے تجربہ نے ذیل کے طریق تعلیم کو پسند کیا اس لئے یہ طریق گذشتہ ایک برس میں لگ بھگ نستر مدارس میں منسل کیا گیا ہے۔ ان مدارس کے نتائج بھی اطمینان بخش رہے ہیں۔

ریاست کونال (کاٹھیا واڑ) کے سرشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر صاحب جناب چندر دلال بھائی کے والد صاحب جناب بیچر لال بھائی پٹیل نے بھی اس طریق تعلیم کو بجا پسند فرمایا ہے۔ انگریزی و دوسری زبان کے ہر دو مدارس کے لئے یہ طریق یکساں کارآمد ثابت ہو چکا ہے۔ انگریزی نظم پوٹیسٹری کے لئے دھول تاشہ یا ڈرم کے ساتھ ستر تال ملا کر گانے سے ہر ایک نظم بہت آسانی سے یاد یاد ہو جاتی ہے۔

اس مضمون کے خاتمہ پر چند فقرات لے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اسی طریق سے حفظ ہو سکتے ہیں جن اب مندرجہ وغیرہ لکھنے میں معاون ہونگے۔ نیز مندرجہ ذیل ضرب الامثال پر خاص توجہ دینی چاہئے :-

۱۔ دینی تعلیم فصل ہے جو دنیاوی مکروہات سے نجات دلوائے۔

۲۔ استاد (مدارس) بولے نہیں لیکن طلباء کے جذبہ شکوک رفع ہو جائیں۔

۳۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے؟

جواب :- علم کا زیور عمل ہے یعنی جب طالب علم نے خود تجربہ کر کے معلومات حاصل کیں اسے شک کو کفر نہ کہنے لہذا جن مدارس میں تجربہ حاصل کیا جاتا ہے۔ وہی مدارس افضل ہیں لیکن آج کل ان کی فہم زیادہ ہے۔ نہایت ہی سستا طریق طلباء کے تجربہ حاصل کرنے کا کھیل ہے۔ اس لئے حتی الامکان طلباء کو کھیل کے ذریعہ تعلیم دیں یعنی طریقہ تعلیم ہر مضمون کا ایسا اختیار کریں کہ بچوں کو وہ طریقہ تعلیم مثل کھیل کے پیارا معلوم ہو۔ اور ساتھ ساتھ بچوں کے تمام حواس بھی ترقی پذیر اور طاقور ہو جائیں۔

وہی مدارس تجربہ کار ہے جو بچوں کے معصوم قلوب پر ذات باری کی موجودگی کا نقش بخوبی کھینچ سکے۔ لہذا اعلیٰ درگاہ وہی ہے جس کے اندر اور باہر بچوں کو برابر معلوم ہو یعنی جیسی آزاد می بچوں کو درگاہ کے باہر ملتی ہے۔ بس دوسری ہی آزادی درگاہ کے اندر ہو۔

اس طریق کے مطابق میں نے مدارس چلانے کی کوشش شروع کر دی ہے اس لئے ان کی کامیابی کیلئے فقط قادر مطلق کی امداد کا خواہنگار ہوں۔

## انتظام

۱۔ مدارس میں انتظام ملکی۔ جغرافیہ۔ تواریخ۔ جبرائیل طبعی۔ سابق الاشیا۔ سائنس۔ خدا کی حمد و تعظیم

اور کوئی ڈرامہ وغیرہ سکھاتے وقت اوپر کے درجوں کے ساتھ نیچے کے درجوں کو بھی کبھی کبھی شامل کر لینا چاہئے۔ اس سے اتحاد اور میل ملاپ کی خوب پختوں میں اچھی طرح سرایت کر جائیگی۔ اور آئندہ یہ مضامین پڑھانے وقت مدرسین کو آسانی رہیگی۔ کیونکہ نیچے کے درجات کے طلباء جب اوپر آئینگے۔ تو بہت کچھ ان کا سیکھا ہوا ہوگا۔

۲۔ بچوں کیلئے بہترین استاد بچہ ہے۔ اس لئے ماہیٹر مقرر کرنے کی بجائے چھوٹے چھوٹے گروہ دست بچوں کے بنادینا بہتر ہوگا۔ اور ان گروہوں کے ذریعہ تعلیم دینی چاہئے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ سکول سے چھٹی منٹ کے بعد بچوں میں جو لڑائی جھگڑے ہو پڑتے ہیں وہ بہت کم رہ جائینگے۔

۳۔ ضروری حاجتوں کے لئے ”آیا“ ”گیا“ کا تختہ تیار کر کے دروازے پر لٹکا دینا چاہئے۔ وہ اس طرح تیار کیا جانا ہے۔ کہ نصف فٹ مربع لکڑی کے ٹکڑے پر کاغذ چسپاں کر کے اُس پر ایک طرف جلی حروف میں ”آیا“ اور دوسری طرف ”گیا“ کے الفاظ لکھ دیں۔ جب کوئی بچہ ضروری حاجت کے لئے باہر جانا چاہے۔ تو وہ ”گیا“ کا طرف اوپر کر دیجے یعنی جب کبھی اُس بچے کی ضرورت پڑے۔ تو فوراً معلوم ہو جائے کہ وہ باہر گیا ہوا ہے جب وہ ضروری حاجت سے فارغ ہو کر اندر داخل ہو۔ تو اُس تختہ کو الٹ لے ”آیا“ کا طرف یعنی اب وہ آگیا۔ بچوں کی تعداد کے مطابق ایسے تختے دیے جیسے ہوں۔ اس عمل سے مدرس کی توجہ کو دوسری طرف ہٹانے کی ضرورت نہ رہیگی۔

۴۔ اوپر کے درجات میں روزمرہ کی حاضری پر کرنے کا کام اور درجہ میں انتظام رکھنے کا کام اُسی درجہ کے طلباء کے سپرد کرنا چاہئے اور اسی صرح حساب۔ پڑھنا۔ لکھنا وغیرہ کی تعلیم کا کام بھی انہیں کے ذمہ ڈالنا چاہئے۔

۵۔ گاؤں میں آئے ہوئے خطوط۔ دستاویزات۔ سرکاری وغیرہ سرکاری تسکات اور احکام وغیرہ طلباء سے پڑھوائیں۔

۶۔ دیواروں پر خوبصورت نقوشات۔ مشکل الفاظ۔ کہاوتیں۔ فقرات۔ تاریخ۔ ماہ۔ موسم وغیرہ کے قرض خوشخط جلی حروف میں لکھ دیں اور مشاہیر کی تصاویر طلباء سے تیار کر کے آویزاں کریں۔ تصاویر اگر تصویر کشی کے قاعدے کے خلاف ہوں تو بھی کام چل سکتا ہے۔ طلباء جبکہ خود اپنے ہاتھ سے تصاویر کھینچنے کے عادی ہو جائینگے تو اس سے بھی ان کی علمی لیاقت بڑھ جائیگی۔

۷۔ غریب اور مفلس بچے پُرانی کتا ہیں خرید کر ان کو اپنے ہاتھ سے کاغذ وغیرہ لگا کر درست کر لیں۔ درس ان کا رہبر و ممدینے۔ ماسوا اس کے انوار یا عطیل کے روز غریب بچے مزدوری وغیرہ کر کے کچھ کم از کم کتب وغیرہ

خریدیں۔ ایسی بہت وجوہات طلباء میں پیدا کرنی چاہئے :

۸۔ اگر تعلیم لازمی ہو۔ تو بھی خلیق مدرس بغیر جرمانہ یا ڈنڈے کے سکول بخوبی چلا سکتا ہے۔ میں خود اس کا تجربہ کر چکا ہوں۔ عمدہ اخلاق ہی ایک نعمت ہے۔ ایسا خلیق مدرس مدرسہ کے جملہ طلباء کے ذہن میں یہ بات پیدا کر سکتا ہے۔ کہ یہ مدرسہ بن بھائیوں کے کنبہ کی مانند ہے :

۹۔ بچوں کے آپس کے لڑائی جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے اُن ہی میں سے اُن کے پسند کئے ہوئے بچوں کے پنج مقرر کر کے فیصلہ کرایا کریں :

۱۰۔ مدرسہ میں روزمرہ کا کام شروع ہونے سے پیشتر کل بچے مدرسہ کے احاطہ یا دالان میں صف باندھ کر حمد خدا اچھے گلو اور عمدہ سُرتال سے کہیں۔ ایسی حمد نصاب کی کتاب میں سے ہو۔ تو بہتر ہوگا۔ اور ہمیشہ جدا جدا جماعتوں کے طلباء یکے بعد دیگرے کہیں۔ مزید برآں ایک دو نظمیں باہر کی ہوں۔ تو مصنافقہ نہ ہوگا اس کے بعد طلباء مدرسین کو ادب بجا لاکر اپنے اپنے درجوں میں جا کر بیٹھیں۔ نیز اول مدرس کو اپنے نائبین کو جو ہدائیتیں کرنی ہوں۔ کرے۔ اور بچوں کے جسم۔ دانت اور کپڑوں کی صفائی، پرپورا پورا خیال رکھے

۱۱۔ ہاتھ۔ منہ۔ ناک۔ دانت جسم و کپڑوں کی صفائی کے لئے مارک مقرر کرنے چاہئیں۔ بچوں کی تیمارداری ان کے گھر جا کر دوسرے بچوں سے کر آئیں۔ اور تیمارداری کا موقعہ درجہ کے طلباء کو باری باری دینا چاہئے۔ جن بچوں کے ہاتھ پاؤں میٹھے ہوں۔ تو دوپہر کے درمیانی وقفہ میں تیل اور پنڈال کے ذریعے ہاتھ پاؤں صاف کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے :

۱۲۔ ہر ایک سکول کو اپنی سلطنت یا راج کا جھنڈا یعنی نشان آٹھ فٹ کی اونچائی کا سکول کھٹکتے وقت مدرسہ کے احاطہ میں گاڑ کر سلطنت کی مختصر تواریخ ہو اکاٹھ۔ اور سایہ کی پچائش وغیرہ اس پر سے لکھا سکتے ہیں۔ اور جھنڈے کو سلام کرنا بھی سکھائیں :

۱۳۔ بچوں کی جنٹیاں ایک صف میں رکھوائیں۔ اور مدرسین کو بھی تعلیم کی قدر کے لحاظ سے تعلیم دینے وقت برہنہ پا ہونا چاہئے۔ بہت سخت سردیوں میں مجبوراً پہننا پڑے تو ہر ج نہیں :

۱۴۔ حتی الامکان تعلیم کشادہ وسیع میدان میں دیں۔ اس سے بچوں کو تازہ ہوا زیادہ مقدار میں سانس کے ذریعے لینے کا اچھا موقع ملے گا۔ مجبوراً کمرے کا استعمال کریں۔ تو تاریخ۔ جغرافیہ۔ انتظام سلطنت اور نظم وغیرہ سکھانے کے لئے کشادہ میدان ایک عمدہ جگہ ہے۔ جہاں مدرسہ کے متعلق کوئی کشادہ میدان نہ ہو۔ تو وہاں گاؤں میں کوئی کشادہ جگہ مقرر کر لیں :



## درجہ یکم خوانان

۱۔ اس درجہ میں دماغی ترقی کے بجائے جسمانی تعلیم کا زیادہ دھیان رہے۔ روزمرہ کی ضروریات اور صفائی کی تعلیم ان کی عادت میں داخل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۲۔ اس درجہ میں لکھنا اور پڑھنا سکھانے کا کام ذیل کے طریقہ سے کریں تو نتائج عمدہ آئیں گے۔  
پہلے زمین پر سب سے فٹ لمبا حرف بنا کر اُس پر مٹی یا کنکریاں چنوائیں۔ اور اُس کے گرد پتھروں کو چلوائیں۔ اور وہی حرف تال دیکر کھلوائیں۔ اور ذرا سا دماغ خرچ کر کے اُس حرف کا کوئی کھیل تجویز کر کے پتھروں کو کھلوائیں۔

۳۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکسوں یا دیاسلائی کے خالی کسوں میں مٹی بھروا کر وہ حروف لکھوائیں۔ یا سکول کے احاطہ میں پتھروں سے بنوائیں۔ بعد ازاں سیٹوں پر چاک پانی سے یا لکڑی کی تختیوں پر مٹی یا وغیرہ لگا کر لکھوائیں۔ پھر اُس پر موتی، کنکریاں یا رتیاں وغیرہ چنوائیں۔ سچے کھیل سمجھ کر شوق سے یہ کام کریں گے۔

۴۔ مذکورہ حرف کے لکھنے کی مشق اگلوٹے اور اُس کے قریب کی دونوں انگلیوں سے کریں تاکہ ہمارت بڑھے۔

۵۔ مولا اکھنشر اور بارہ کھڑی کو لکھ کر ایک نقشہ کی شکل میں دیوار پر بنا کر سُر تال کے ساتھ کھلوائیں۔  
اردو کے لئے الف سے لیکر تے تک کے حروف مع حرکات کے اسی طرح نقشہ کی شکل میں بنا کر سُر تال سے کھلوائیں۔

مثلاً ا ا الف زبرا الف زبرا الف پیش ا ا ا ا علیٰ ہذا القیاس۔

۶۔ حروف کے نام کے نیچے مقرر کریں پھر ان سے الفاظ بنا کر کھیل کھلوائیں۔  
۷۔ اس طرح کھیل کھیلتے وقت نیچے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی اور بن کہہ کر بلائیں۔ ایسی عادت بچوں میں دلوائیں۔

۸۔ پڑھنے کی مشق کیلئے درسی کتاب کے چھوٹے چھوٹے فقرات کے الفاظ کو آپس میں اول بدلتے دوسرے

مختصر فقرات بنا کر تختہ سیاہ پر لکھ کر بچوں سے پڑھوائیں۔  
۹۔ نام روزمرہ بول چال کے مختصر فقرات بچوں سے لکھوائیں اور تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے فقرات کو دیکھ کر سلیڈوں پر لکھوائیں۔

۱۰۔ درسی کتب کے چھوٹے چھوٹے ڈرامے بچوں سے کروائیں۔ مثلاً

۱۱۔ جھوٹ کی بُرائی کے سبق ہی کو لیں۔ ایک لڑکے کو چرواہا اور چند لڑکوں کو بکریاں۔ ایک کو شیر اور دوسرے لڑکوں کو کسان وغیرہ بنائیں۔ پہلے دن چرواہا بکریاں چرانے جنگل میں لے جائے۔ اس کے قریب کھیتوں میں کسان اہل چلائیں۔ چرواہا شور مچائے کہ شیر آیا شیر آیا دوڑنا۔ اس شیر پر کسان آئیں۔ چرواہا اس پر رے کہیں تو جھوٹا بولتا تھا۔ دوسرے دن چرواہا بکریاں لے کر جنگل میں گیا۔ شیر نے آکر دو تین بکریاں مار ڈالیں۔ چرواہے نے شور مچایا مگر کوئی نہ آیا۔ چرواہا دوڑتا ہوا کسانوں کے پاس آیا۔ اور سب حادثہ بیان کیا۔ مگر کسانوں نے اس کو جواب دیا۔ تو پہلے جھوٹ کیوں بولا۔ ہم تو یہی سمجھے کہ آج بھی تو جھوٹا بول رہا ہے۔ غرض مدرس اگر شوقین ہے تو درسی کتب کے بہت سے سبق کو ڈراموں کی صورت میں تبدیل کر کے بچوں سے کھلوا سکتا ہے۔ نیچے خوشی سے اس میں حصہ لیں گے :

۱۲۔ سن۔ ماہ۔ تاریخ۔ عیسوی۔ بکرمی۔ ہجری کے فرض بنوا کر اُس پر بانس کی سوئیاں لگا کر ہر روز بچوں سے وہ سوئیاں پھرایا کریں :

## زبانِ انی

- ۱۔ پہلے جو سبق مدرس نے سکھانا ہے۔ اُس کا مختصر حال کہ جائے۔
- ۲۔ اُس سبق کے متعلق مدرس کا اپنا تجربہ جو ہو اہو وہ بیان کریں۔
- ۳۔ بچوں کو بھی موقع دیں۔ اگر اُن میں سے کسی کو کوئی ایسا تجربہ ہو اہو۔ وہ بھی بیان کرے۔
- ۴۔ اُس سبق کے متعلق اگر کوئی مرقع تیار ہو سکتا ہو۔ تو مدرس رہبر بن کر بچوں سے زمین پر یا تختہ سیاہ پر بنیاد کر لے۔ جیسے کہ خود نمائی کے سبق میں کوئے اور گیدڑ کا ذکر ہے۔ زمین پر یا تختہ سیاہ پر حلوائی کی دوکان بنا کر کوئے پوری چراتا ہے۔ دوسری جگہ پوری لئے ہوئے درخت پر کوئے بیٹھا ہوا بتائیں۔ تیسری جگہ پوری نیچے گرتی ہوئی بتائیں۔ اور چوتھی جگہ گیدڑ کے منہ میں پوری بتائیں۔ پھر اسی سبق کا ڈرامہ بھی کرائیں۔ حلوائی کوئے گیدڑ بچوں کو بتائیں۔ نیچے کہ درخت کا غڈ کی پوری بتائیں۔ بعد ازاں پڑھنے کا کام شروع کریں۔
- ۵۔ مدرس سبق میں جملہ اشاروں و کنایوں اور آواز کے کم اور زیادہ کرنے زور و آہستہ وغیرہ وغیرہ کو مد نظر رکھ کر پڑھے اور بچوں کو ہُو ہو نقل کرنے کا موقع دے لیکچر دینے کا ڈھنگ اس سے بخوبی آجاتا ہے :
- ۶۔ طلبا کو جس قدر پڑھایا گیا ہے۔ اس قدر سبق خوب زور زور سے پڑھ جانے کو کہیں :
- ۷۔ آہستہ یعنی دل میں پڑھنا جیسے لائبریریوں میں لوگ اخبار وغیرہ پڑھتے ہیں۔ اس طرح پڑھنے کا بھی موقع

ہیں۔ اس کی مشق اس طرح کر ائیں کہ پہلے تختہ سیاہ پر چھوٹے چھوٹے فقرات یکے بعد دیگرے لکھتے جائیں اور ان فقرات کو پڑھ کر بچے ویسا عمل کریں۔ پڑھنے میں آواز نہ بکھے۔ پس اس سے دل میں پڑھنے کی مشق ہو جائیگی۔ جیسے ”کھڑے ہو جاؤ“ ”بیٹھ جاؤ“ ”کتاب لو“ ”کتاب کھو لو“ ”کتاب کی عبارت دل میں پڑھو“ ”کتاب بن کر“ ”کھڑے ہو جاؤ“ غرض ایسے ہی فقرات لکھ کر بچوں سے دل میں پڑھو اگر اس کا عمل کر ائیں۔ دل میں پڑھنے کی مشق ہو جائے گی۔

۸۔ کتابیں بن کر واکر پڑھے ہوئے کا ڈرامہ کر ائیں۔ یا ویسے ہی بغیر ڈرامے کے کچھ کہ جائیں ایسی ڈراما لیسٹ

۹۔ پڑھے ہوئے سبق میں سے مدرس دو یا تین سطریں مقرر کرے جس کو دیکھ کر بچے خوشخط حروف میں دو یا تین لکیریں کھینچ کر لکھیں۔

۱۰۔ چھوٹے چھوٹے سبق نوپورے لکھو ائیں۔

۱۱۔ طلباء کو جو الفاظ معنوں یا ہجوں کے لحاظ سے مشکل معلوم ہوں انکی فہرست طلباء ہی سے تیار کر ائیں۔ ایک نقشہ کی صورت میں خوشخط لکھو اگر کمرہ کی دیوار پر آویزاں کر دیں۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو مدرس کی دیواروں پر باہر کی چاروں طرف الفاظ مذکورہ گیر و سرکش کے ذریعہ جلی قلم سے لکھائیں تاکہ طلباء کی نظر ان پر ہر وقت پڑتی رہے۔ مذکورہ بالا جملہ طریقوں پر یکے بعد دیگرے کاربند ہوتے سے نوشتہ خواندہ کامر حلد بہت جلد نہایت آسانی سے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ درجہ چہارم سے میٹرک کے درجات تک کے طلباء سے ہر سبق کا مختصر مطلب کیسے لکھا جاتا ہے۔ اس کی عادت ڈالوائی چاہئے۔ ایسے مختصر مطالب کی نوٹ بک امتحان کے قریب کے زمانے میں بہت بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ ہر بار کتب کے پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ یہ نوٹ بک کاربر آسانی کے لئے کافی ہوگی لیکن خیال رہے کہ اس نوٹ بک کی عبارت درسی کتب کی عبارت جیسی ہو۔

سیکنڈری مدارس اور کالجوں میں ایسی نوٹ بکیں بہت مفید ثابت ہونگی خصوصاً تواریخی مضامین کے لئے تو یہ ضروری ہیں۔ نیز یہ اس کی ضرورت کو خود ثابت کر دیگا۔ تواریخ جغرافیہ طبیعی وغیرہ مضامین کے درسی کتب کے بجائے ایسی کاپیاں تیار کرائی جائیں۔ تو انب ہوگا۔

زبان دانی میں نقشہ انضباط اوقات کی پابندی کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک مضمون سکھانے وقت صاف اور آسانی قواعد کے گفتگو کریں اور طلباء کو بھی ایسا ہی کرنے کا عادی بنائیں۔ بچے اپنے والدین کے ساتھ بغیر جھجک کے بات چیت کر کے زبان دانی کی مہارت کو بڑھاتے ہیں۔ پس اسی طرح جبکہ مدرس مثل ماں باپ کے مہربان ہو کر کڑھی مٹھی باتیں بچوں کے ساتھ کرے گا۔ بچے خوش ہو کر اسی بات چیت کو دہرائیں گے۔ اور بعد از چہینے بالکل ویسی ہی باتیں بچوں کے نوک زبان ہو جائیں گی۔ اسی کا نام ڈائریکٹ میٹھڈ ہے جو مدرس بچوں کے لئے مثل باپ کے اپنے آپ کو نہیں بنا سکتا۔

وہ ہرگز مذکورہ بالا طریقہ سے تعلیم نہیں دے سکتا ہے اس لئے اسے نقل کرنی پڑتی ہے یعنی پھر وہ نقلی باپ کی طرح کام کرتا ہے اور یہی آج کل مدارس میں جاری ہے :

انگریزی کے پہلے درجہ میں انگریزی حروف پہلے پہل زمین پر تیار کر آئیں۔ اور ان حروف کے کھیل کھلاؤں زمین پر لڑکے سوا کر لے۔ بی۔ سی۔ نو آئیں۔ طالبات کپڑے پر بطور کشیدہ کے انگریزی حروف تیار کریں تو بہتر ہوگا۔ روزمرہ کے کارآمد فقرات اور ضرب الامثال انگریزی زبان میں لکھ کر دیواروں پر لکھ کر طلباء کو اس بات کا عادی کریں کہ وہ مذکورہ فقرات و ضرب الامثال کی مدد سے اپنے فقرات تیار کریں۔ بلکہ لکھ کر مدرس کو بتا دیں تاکہ ان کا ذہن بڑھے اور خوشخطی کی مشق ہو :

## جواب مضمون

اتوار یا کسی تعطیل کو بچوں کے گروہوں کو گاہوں کی مختلف سمتوں میں جدا جدا پہاڑ ایک یا نصف میل تک جانے کو کہیں۔ اور اُس سیر میں جو کچھ انہوں نے دیکھا ہو۔ وہ ان کو لکھ کر لانے کو کہیں۔ نیز ہر ایک بچہ ہر روز کے واقعات کا اپنا ایک روزنامہ لکھے۔ جواب مضمون لکھنا سکھانے کے لئے یہ طریقہ بہت آسان اور عمدہ ہے۔ اور اسی سے انگریزی درجات کے طلباء کی انگریزی لکھنے پڑھنے اور بولنے کی مہارت بڑھ جائیگی :

## نظم

انگریزی کی ہر ایک نظم چلی اور تالی بجا کر گانا سکھائیں۔ اگر جھانچ یا دیہاتی مجبرے مل سکیں تو ان کے بجانے سے تال کا کام بہت آسانی سے ہو سکیگا۔ جو نظم ڈرامہ کے طریقہ پر لکھی ہوئی ہو۔ تو اُس کے ایکٹر مقرر کر کے ڈرامہ ہی کی صورت میں وہ نظم کھلاؤں۔ جب ایک ایکٹ یاد ہو جائے تو پھر دوسرے ایکٹر بدلیں یعنی وہ پوری نظم ہر ایک کو بخوبی یاد ہو جائے۔ انگریزی۔ اردو۔ گجراتی درسی کتابوں کی جلد نظیں سرتال کے ذریعے بہت جلد یاد ہو سکتی ہیں طالبات کو گون اور طلباء کو ڈانڈیا راس سکھائیں۔ جس لفظ پر تال آتا ہو۔ اس کے نیچے ایسا نشان کر دیں۔ تاکہ بچوں کو معلوم ہو جائے کہ کہاں تال آتا ہے۔ آواز کو کھینچنے کے وقت بیچ میں کہاں سانس لینا چاہئے۔ اس کی سمجھ دیں اور عادت کروائیں صبح اٹھ کر بزرگوں کا آداب بجا لاکر خدا کی حمد و ثنا وغیرہ اچھے راگ سے گائیں۔ اس پر بچوں کو مارک دیں یہاں تک کہ بچوں کو اس کی عادت پڑ جائے :

## انگریزی زبان کا درس

بہت سے طلباء کو انگریزی صحیح اور تیزی سے بولنے کی بہت بڑی خواہش ہوتی ہے عرصہ بامیں برس کا منقضي

ہوا۔ کہ میرے ایک دوست نے علاقہ ممبئی کے ایک گالچ کے ایک مشہور پروفیسر سے یہ سوال کیا کہ انگریزی صحیح کیونکر بولی جاسکتی ہیں؟ صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل جواب دیا:-

”سب سے پہلے عیمل کریں۔ کہ انگریزی کتاب کا ایک سبق پڑھ کر اس کا مطلب انگریزی ہی میں لکھیں۔ پھر اس مطلب کا اس سبق سے مقابلہ کریں۔ مقابلے کے وقت طلبہ کو اپنے اغلاط خود بخود نظر آجائینگے۔ پھر وہ خود ہی اصلاح کرے۔ پس اسکی عادت کر لینے سے انگریزی صحیح ہو جائے گی۔“

چنانچہ میں خود اس کا تجربہ کر چکا ہوں۔ کہ یہ طریق نہایت نفع بخش ثابت ہوا۔ ہے۔

## صرف و نحو

اثر شروع میں طلبہ نے جو کچھ دیکھا ہو اس کا مختصر سا خاکہ لکھائیں۔ خاکہ جو تیار ہوا۔ بھی اسم ہوا۔ اس کے بعد نیچے صرف نحو آسانی سے یاد کر سکیں گے۔ اس کے لئے آٹھ ڈبے (اردو کے لئے تین ڈبے) تیار کر لیں اور ہر ایک ڈبے پر انگریزی (اردو) میں ناؤں (اسم) پروناؤں۔ ایڈجیکٹو۔ ورب (فعل) ایڈورب۔ پریپوزیشن (حرف جار) کنجکشن۔ انٹر جکشن وغیرہ چٹوں پر لکھ کر لگا دیں۔ مذکورہ بالا خاکہ میں سے اسم فعل وغیرہ جدا جدا کاغذ کی چٹوں پر لکھو اگر ہر ایک نیچے سے ان ڈبوں میں ڈالوائیں۔ پھر سب ڈبوں کی چٹیں یکجا کر کے جدا جدا طلبہ سے جدا کروا کر ڈبوں میں ڈالوئیں۔ پس یہی عمل مکرر کرنا کریں۔ پھر ان ہی چٹوں کے ذریعے چھوٹے چھوٹے فقرات بنوئیں تختہ سیاہ پر لکھ کر طلبہ سے زمین پر ان تختہ سیاہ کے فقرات کے مطابق چٹوں کے ذریعہ فقرات بنوئیں لیکن خیال رہے کہ فقرات بچوں کی سمجھ سے باہر کے نہ ہوں۔ اوپر کے درجات میں جملوں کی ترکیب وغیرہ اسی طرح سکھایا جائے زیادہ تر طلبہ کے خود ساختہ ہوں۔

## حساب

درجہ ابجد خواناں = (۱) دوسو تک کنکریاں یا کوڑیاں گنوئیں۔ اور کنکریوں کے ذریعہ پہاڑے تیار کر لیں۔ پھر گنتی اور پہاڑے زمانی راگ سے کلوئیں۔ اس کے بعد کے درجے میں ہر ایک نیچے سے پانسو پانسو کنکریاں یا کوڑیاں گنوئیں۔ اور جمع تفریق ضرب تقسیم کے چھوٹے چھوٹے سوال کنکریوں کے ذریعے حل کر لیں۔ اگر کنکریوں کے بجائے چکینی سنی کی گولیاں تیار کر لیں تو بہتر ہوگا۔

۲۔ کھیل۔ دوکاندار کچھ منڈر کر دیں۔ ساگ۔ بنری۔ وغیرہ یا پیر وغیرہ دوسرے بچوں سے خرید کر لیں۔ درجہ میں گھر کے آدمی یا جانور گنوئیں اور همان کے لئے یا گئے۔ سے جمع تفریق کے سوال حل کر لیں۔



کئے جا سکتے ہیں :

۱۳۔ زمانہ مدارس میں ایسے سوالات بھی حل کر سکتے ہیں۔ کہ ایک آدمی ایک وقت کے بھوجن (کھانا) پر اس قدر صرف کرتا ہے تو اسی حساب سے پچاس یا سو آدمیوں کی رسوائی پر موجودہ بھاؤ بازار سے کس قدر صرف ہوگا ؟ ایسے سوالات کرتے وقت ماحولی۔ کسور اعتدالیہ و عام۔ اربعہ۔ اوسط۔ فی صدی۔ نفع نقصان وغیرہ طریقوں کے سوالات حل کر سکتے ہیں :

۱۴۔ سماجک رواج کے مطابق فرزند فروشی یا دختر فروشی سے حاصل شدہ رقم پر سے ایک سیر انسانی گوشت کی کیا قیمت ہوگی۔ ایسے سوال حل ہو سکتے ہیں اور اس ترکیب سے منفی بھی پیدا ہو سکتا ہے :

۱۵۔ گھر کی عمارت پر سے بھی حساب اور مساحت وغیرہ سکھائی جا سکتی ہے۔ سیر صحیح یہ مساحت میں چوتھی شکل (تھیورم) ہے :

۱۶۔ ریلوے کمپنیوں کی مثال پر سے سٹاک اور شیبٹر کا قاعدہ سکھایا جا سکتا ہے۔ ریلوے گاڈ پر سے جغرافیہ اور حساب ہر دو سکھا سکتے ہیں۔ نفع نقصان کے سوالات مندرجہ ذیل طریقہ سے سکھا سکتے ہیں۔ ایک میٹر لٹلے روپیہ پر خریدنا اور ۲۵ فیصدی نقصان سے بیچ ڈالا۔ تو قیمت فروخت کیا ہوئی؟ جواب لٹلے ایک میٹر لٹلے روپیہ پر فروخت کیا ۲۵ فیصدی نقصان رہا تو قیمت خرید بتاؤ؟ جواب لٹلے روپیہ : ایک میٹر لٹلے روپیہ سے خریدنا اور ۲۵ فیصدی فائدہ سے بیچ ڈالا تو قیمت فروخت بتاؤ؟ جواب لٹلے روپیہ : ایک میٹر لٹلے روپیہ پر فروخت کیا ۲۵ فیصدی نفع رہا تو قیمت خرید بتاؤ؟ جواب لٹلے روپیہ : ایک میٹر ۲۵ فیصدی نقصان سے فروخت کیا اگر ۲۵ فیصدی نفع سے فروخت کیا ہوتا تو مبلغ کتنے روپیہ زائد ملتے تو اصل قیمت بتاؤ؟ مبلغ تلو روپیہ قیمت فرض کر کے سوال یوں حل کیا جائیگا۔

جواب  $8 = 50 :: 16 = 100$  :

اسی طرح سوال (۵) فرض کر کے الجبرا کے قاعدے سے بھی یہی سوال حل کر سکتے ہیں۔ طلباء کو اس طرح انواع اقسام کے طریقوں سے ایک ہی سوال کرنے سے مثل مکمل کے فرحت ملے گی۔ اور حساب کا مضمون بہت آسانی سے اعلیٰ درجہ کا ہو جائیگا۔ نیز دنیا کے کام کے لائق بن جائیگے :

نوٹ : حساب کے مضمون سے فق ہو کر میٹرک کے طلباء کو بطور ریخ کے مذکورہ بالا طریقہ سے حساب سکھانے سے نتیجہ خاطر خواہ

تواریخ

رہا ہے :

۱۔ زمین پر کھلے میدان میں لگ بھگ پچاس فٹ لمبا نقشہ کنکر جاکر تار کر کے مختلف حدود میں طلباء کو راہ

یادشاہ کا نام دیکھ کر اکر کے ڈرامہ کے طریقہ پر نوانیج سکھائیں۔ اور موقعہ بموقعہ اخلاقی باتیں جو اکثر نوجوانی واقعات کا نتیجہ ہوتی ہیں بتاتے جائیں۔ جیسے کہ اچھے کا اچھا ہالہ اور بُرے کا بُرا بدلہ۔ ظالم کا کیفر کرنا تک پہنچنا۔ اسی دنیا میں بدلہ ملتا ہے۔ اور اس کے متعلق کوئی نظم ہونو متر نال سے کسل نہیں تاکہ دماغ کو بھی حظ اور آرام ساتھ ساتھ ملتا جائے ۛ

۲۔ سلطنت کے حدود جنگوں کی وجہ سے گھٹتے بڑھتے ہیں۔ اس کے مطابق ہمیں پھیر کریں۔ ایک خانہ ایل کا خاتمہ ہوا۔ تو مٹی میں لکیر کر کے خاک میں مل جانا سمجھا دیں۔

۳۔ اڑانی کی صفت آرائی خود طلبا آپس میں کریں اور نقشہ پر خط کھینچ کر اُس میں طلبا کھڑے ہوں ۛ

۴۔ اختتام سلطنت تو ڈرامہ ہی کے طریقہ پر سکھائیں تنخواہ کے لئے مصنوعی روپے۔ پیسے اور نوٹ وغیرہ استعمال کریں۔ اسی طرح مصنوعی چاک کا استعمال کریں۔ اور ان ہی کے ذریعے تجارتی حساب وغیرہ کے سوال بھی حل کر سکتے ہیں۔ طلبا نو انیج کی مختصر نوٹ بک بنیاد کریں۔ دوہراتے وقت اسی نوٹ بک سے مدد لیں۔ اس کے بار بار پڑھنے سے کتاب کی ضرورت نہیں رہتی ہے نوٹ ایسے ہوں کہ دلچسپ اور جگہ بہ جگہ کاربن پیپر کے ذریعے تصاویر بنا کر دلکش بنائیں ۛ

## جغرافیہ

۱۔ زمین پر لکڑی یا لوبہ کی کیل سے کھرج کر بہت بڑا نقشہ بنیاد کر لیں۔ اور اس پر سفید لکڑی یا چونا ڈال کر ٹھیکریوں یا راکھ سے پیلو لائن بنوائیں۔ بڑے بڑے شہروں کی جگہ پر طلبہ کے وہی نام رکھ کر کھڑا کر دیں۔ باقی کے طلبا میں سے ایک ایک کو جاتا راکھ لکڑی اس کیل میں طلبہ کو بڑا لطف آئیگا ۛ

۲۔ سمندر۔ دریا۔ جھیل کے لئے معمولی نشان بنا کر پانی ڈالیں۔ پہاڑوں کی جگہ پتھر یا ستادہ کریں۔ جو جوشیا جہاں جہاں پیدا ہوتی ہو یا کوئی تجارتی مال یا کاریگری کا سامان در آمد ہوتا ہو وہ اُس جگہ پر کھڑے ہوئے طالب علم کے پاس رکھیں جس قدر جوشیا میسر ہو سکیں وہ متیا کریں۔ باقی کیلئے کاغذ کے ٹکڑوں پر تصاویر وغیرہ کھینچ کر دیں یا کسی کاغذ پر لکھ دیں تاکہ سوالات کے وقت طالب علم ان اشیا وغیرہ کا نام بول جائے بس اسی کا نام کھیل کے ذریعے تعلیم دینا ہے ۛ

۳۔ لباس و بولی اور آب و ہوا کے اثر سے جسمانی ساخت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس کا سبب اور ویسا لباس وغیرہ طلبہ کو پہنا کر اگر ممکن ہو سکے تو مصنوعی جسم وغیرہ بنا کر بتائیں ۛ

۴۔ مستعملہ نقشہ دیواری جو کہ مدارس میں اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر سال آٹھ یا ایک کاغذی نقشہ طلبا سے



تیار کر اگرچہ جوں جوں جغرافیہ کا سبق پڑھتا جائے۔ اُس میں ایذا کرتے جائیں۔ پورا ہونے پر دیوار پر لگا دیں۔  
۵۔ طالبات ایسا نقشہ کپڑے پر کشیدہ کاٹھ کر تیار کریں۔

۶۔ ہر ایک طالب علم کو اپنی جغرافیہ کی نوٹ بک میں پہاڑ۔ پیداوار۔ جہاز کے مقام۔ دریا وغیرہ وغیرہ  
کیلئے جدا جدا چھوٹے چھوٹے نقشے رنگ بھر کر تیار کرنا چاہئیں۔

۷۔ طالبات اپنے صفحہ سے ایسے نقشہ جات کشیدہ کاٹھ کر تیار کریں۔ اور درجہ سے چلے جانے کے بعد  
وہ اُس کو اپنے ساتھ لیجا سکتی ہیں۔ اس سے انکھ اور ہاتھ کی مشق ہوگی۔ تصویر کشی سکیمینگی کشیدہ کاٹھنے کی  
مہارت بڑھے گی۔ حرفت سدھرینگے اور جغرافیہ بھی بخوبی یاد ہو جائیگا۔ جغرافیہ کا مضمون آج کل ہیکہ معلوم ہوتا ہے  
وہ مذکورہ بالا طریقہ سے بہت کارآمد معلوم ہونے لگیگا۔ علاوہ ازیں قریب کے نوازخی یا مشہور مقامات کے  
لئے طلبہ کو لیکر پیدل جاکر اُن جگہوں کا معائنہ کریں اور اُسکی بابت نوٹ طلبہ سے تیار کروائیں۔ مدرسہ مدرسہ  
اور فرصت کے وقت گاؤں کے کسی ایسے شخص کو تلاش کر کے پوچھیں جس نے کبھی کسی جگہ کا سفر کیا ہو اُس سفر میں جو  
کچھ کہ اُس نے دیکھا یا سنا یا کوئی اور تجربہ چھل کیا ہو۔ وہ اس کی زبانی بچوں کے روبرو کھلوائیں۔ نیز بچوں میں  
سے کسی نے اپنے ماں باپ وغیرہ کے ساتھ کسی کوئی ایسا سفر کیا ہو۔ اُسکو بھی اپنے سفر کے حالات کہنے کا موقع دیں  
گنتگو کے وقت بچے کی زباندانی پر پوری توجہ دیں۔ اور انکا کو درست کریں۔ اس طرح جغرافیہ بہت آسانی سے  
یاد ہو جائیگا۔ اوپر کے درجات میں رہاے گا ہیڈ کے ذریعہ جو پڑانی ہوں بہت سستی دستیاب ہو سکتی ہیں۔  
یہ مرحلہ طے ہو سکتا ہے۔ ریلوے گاڑی پر۔ یہ حساب کے سوالات سکھائیں۔ کہہ ارض کے واسطے مٹی کا  
ایک بڑا گول گولانا کہ اُس پر نقشہ تیار کر لیں اور زمین کی روزانہ اور سالانہ حرکات کو سورج کے بلے لپیٹ  
وغیرہ جلا کر بتائیں۔

۸۔ نقشیات اور ابجد کے حروف مرکب حروف۔ مادہ و مرکب الفاظ کپڑے پر بنانے کے لئے کارڈ۔ بورڈ  
یا ٹین کے سانچے تیار کر اگر درجہ میں رکھیں۔ بروقت ضرورت نہجے اُس کی مدد سے کپڑے پر رکھ کر خاکہ آسانی  
سے بنا کر پھر رنگ وغیرہ بھر دیں۔

## جسمانی ورزش

طبقہ اچے جوانان میں ہر ایک بچہ اپنی ہی جگہ سیدھا اور الٹا پاؤں تال سے بچھا۔ نے۔ یہ بہت ہی آسان  
ورزش ہے۔ اسوا اس کے سورینسکار کے تھوڑے آسن اس درجہ میں سکھائیں۔ کاغذ یا کپڑے کا گیند بنا کر  
بچوں کو آئینہ کی طرح طرح کی کھیلیں سکھائیں۔ جیسے چھوٹ ڈٹا۔ گیشری ڈٹا۔ سورپاٹی۔ پاٹلی دار (کھوکھو) کی

کھیلیں کھلوانے سے بدن میں جستی بڑھتی ہے :

نوٹ :- چونکہ ہر جگہ کے عام مرد و بکھیل جدا جدا ہوتے ہیں یا کھیلوں کے نام جدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ناظرین مضمون ہذا میں سے مدرس صاحبان سے عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا کھیلوں کی بجائے اپنے مدرسے کے بچوں کو وہ آسان کھیل کھلوائیں جو ان کے اپنے علاقے میں مروج ہوں۔ کھیل میں انصاف، ہمت اور اچھے اخلاق پر کاربند ہونے کے لئے بچوں کو عادی بنانے کی کوشش کریں :

جس گاؤں کے قریب کوئی دریا، ندی یا سمندر وغیرہ ہو۔ وہاں بچوں کو لیجا کر تیرنا بھی سکھائیں۔

لیزر کی ورزش سے بچوں کی عقل بڑھتی ہے۔ چھوٹے بچوں کے لئے لٹو پھرانا وغیرہ کھیل کافی ہو گئے

## تعلیم خانہ داری

شہر مارش کی زوجہ اپنے خاوند کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں۔ ترجمہ : تعلیم تو مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے

رشی ہمارا ج بچہ روتا ہے۔ اناج لاؤ میں آپ کے پاؤ پڑوں :

کوئی پریمانہ کی ان مقدس سطور کے موافق ہر ایک بچے کو کچھ نہ کچھ گھر مستی (خانہ داری) کی تعلیم دینی چاہئے۔ اپنے اپنے گھر پر چرخہ، بیلنا، آلات نرافت، پر کام کرنا چاہئے۔ دوکان یا کھیتی کے کام کے لئے ہر ایک بچے کو مارکس دینے چاہئیں۔ اس سے گھر کا کام کرنے میں بہت آسانی رہے گی۔

میرا اپنا تجربہ اس کا شاہد ہے۔ چکی پیسنے سے پیسچوڑوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ پانی بھرنے سے ریٹھ اور کرک ہڈیاں اور انتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ زمین کھودنے سے ہاتھ اور پاؤں کے اعصاب اور پٹھے طاقتور ہوتے ہیں۔ لہذا ایسی ایسی مفید ورزشوں پر پوری توجہ دینی چاہئے جس مافی تعلیم وہی ہنر ہے۔ کہ ورزش کے ساتھ اپنے آباد اجداد کی طرز معاشرت کا بھی تجربہ ہونا چاہئے۔ مدرس کو گاہے ماسے طلباء کے گھروں پر جا کر اس امر کی تفتیش کرنی چاہئے کہ وہ گھر کے کام میں اپنے والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں یا نہیں۔ اس سے بچوں کی نظر میں استاد کی بھی کچھ نہ کچھ وقعت ہو جائیگی :

## درس اسباق الاشیا

کبھی کبھی مدرس کو طلباء کے ہمراہ پیدل سیر کرنی چاہئے۔ اس وقت نظارہ قدرت اور سہانی الاشیا کا درس بخوبی دیا جاسکتا ہے۔ درختوں کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات سمجھانے کے لئے لاہوتی کے پونے کو چھو کر بتائیں۔ صبح سویرے اور رات کو جغرافیہ طبعی کے سبق بخوبی دے سکتے ہیں۔ تقویم یعنی جنتری

دیکھنا بچوں کو سمجھائیں۔ دن کو اپنا سایہ قدموں سے ناپ کر وقت معلوم کرنا سکھائیں! اور مدرسہ میں وقت سے پہلے حاضر ہو جانے کی تاکید کریں۔ سایہ کو اپنا سیکھ کر بجے پابندی وقت کے عادی ہو سکتے ہیں۔ شہر دہلی کے مدارس کے مدرسین کے لئے تو طلباء کو سمجھانے کے لئے رصد گاہیں تیار ہیں۔ جو کہ قطب صاحب جلتے ہوئے رستے میں آتی ہیں۔

## کیمسٹری (علم کیمیا)

گو کیمسٹری سمجھانے کے لئے اکثر تجربات کئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی وہ شکل سے یاد ہوتی ہے اگر طلباء وہ تجربات خود اپنے ہاتھ سے کریں تو وہ بخوبی یاد ہو سکتی ہے۔ ایسا چولہا بنا کر بتائیں۔ جس میں دھواں کم ہو۔ جیسے کہ انگریزوں کے باورچی خانوں میں ہوتے ہیں۔ اس سے آکسیجن گیس بخوبی سمجھائی جاسکتی ہے۔ عطر وغیرہ کشید کر کے ریٹارٹ کے سبق بخوبی یاد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ گلاس پھوڑا سائیس بیکٹا ہے۔ پانی کے خواص کے سابق سکھانے کیلئے ڈوش کا استعمال کر کے بتائیں۔ مردہ جانوروں کے اجسام کو چاروں سے چروا کر دل۔ کلیجہ۔ پیپھیٹھڑے۔ آنتوں۔ اور جھڑیوں وغیرہ کے سبق بخوبی سمجھا سکتے ہیں۔ کتاب میں سے پڑھ کر یاد کرنے سے فقط طوطے جیسا علم آتا ہے۔

## بورڈنگ ہاؤس۔ دارالافتاء

دیانت دار۔ رعب دار۔ بے مطلبی۔ عمر رسیدہ شخص بغیر کسی قسم کی جرأت لئے جب بورڈنگ ہاؤس کے منتظم ہو گئے تب ہی طلبہ دنیا کے کام کے قابل بن کر مدرسوں کے متعلقہ بورڈنگ ہاؤس سے باہر نکلیں گے بورڈنگ ہاؤس کے مکانات کی چھتوں کے کھیریل وغیرہ طلباء ہی سے درست کرانے چاہئیں۔ کپڑے برتن وغیرہ بجائے نوکروں کے ان ہی سے صاف کرانے چاہئیں۔ تعطیل کے دن مزدوری کر کے کچھ کمانا بھی کیجیں۔ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس غریب طلباء کے لئے مزدوری وغیرہ کی جستجو میں مدد دے۔ ایک انگریز ماہر تعلیم بھی یہی صلاح دیتا ہے۔

## لائبریری

۱۔ لائبریری کا جملہ کام طلباء ہی سے لیں۔

۲۔ طلباء کے مطالعہ میں مروجہ کتب میں سے بہترین کتب اُٹیں۔ یہی کوشش کریں۔ کیونکہ اوپر چڑھنا

وقت طلب ہے لیکن نیچے اترنا آسان ہے :

۳۔ ماہواری رسالوں کے فائل۔ ہر ایک مضمون کو جو کہ کئی ماہ کی اشاعت میں پورا ہوا ہو۔ سب سالوں سے چھانٹ کر یکجا کریں۔ ان پر سے عمدہ نئی کتابیں بن سکیں گی۔ مضمون نگار می اور لکچر دینے کی مشق اس پر سے بڑھے گی :

۴۔ ہفتہ داری اور روزانہ اخبار میں سے خوبصورت تصاویر کو جمع کرنا۔ اس لئے اس کی علیحدہ فائل ہو۔ اس پر سے نچے تصویر کشی بخوبی سیکھ سکیں گے :

۵۔ اخبارات میں سے بہتر مضامین کاٹ کر علیحدہ کاغذ پر چپکا کر کتاب کی شکل میں بنائیں مضمون نویسی اور اخبارات میں دئے ہوئے اعداد پر سے حساب کی تعلیم بخوبی دی جاسکتی ہے مثلاً کسی روزانہ اخبار پر سے ذیل کے مضامین بخوبی سکھا سکتے ہیں :-

۱۔ ایک نئی سلطنت کیسے بنتی ہے ؟

ب۔ سیلاب۔ زلزلہ کے وقت کسٹوں کی خدمات :

ج۔ تصاویر :

۲۔ شاک اور شیشہ (حصص) کا حساب :

و۔ خادم قوم کی مصیبتیں :

ز۔ سونا۔ چاندی کے کس پر سے حساب :

ح۔ مشاہیر کے سوانح حیات :

ط۔ وکیلوں کی لیاقت :

ی۔ لکچر :

ل۔ دیہات سحر :

ل۔ جغرافیہ طبعی :

۶۔ مدرسے کے طلباء جو اولڈ بوائز کہلاتے ہیں۔ مدرس کو ایسے طلباء میں اتحاد کے مد نظر انجمن یا سچاؤں

کو ترتیب دینا چاہئے۔ اور ان کو دنیاوی نشیب و فراز میں اتحاد و اتفاق کی تلقین کر کے ہر تکلیف و مصائب کے برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا سکھائیں۔ لائبریری یا کتب خانہ اس مقصد کو بر لانے کے لئے بہتر مقام ہے۔ دوسرے الفاظ میں مدرسہ نشیب اسی کا نام ہے :

## اخلاقی و مذہبی تعلیم

مدرس کا اپنا چال چلن اور عادت یہی سب سے بہتر راہبر و اخلاقی معلم ہے۔ ہندوؤں کو بھگوت گیتا کا بارھواں باب حفظ کرائیں۔ اس سے اخلاقی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے :

دیہاتی گیتا بھی ہندو مدرس اپنے دماغ سے تیار کریں۔ ہندو مدرسین کو مسلمانوں کی اذان اور نماز کے معانی سے ضرور واقف ہونا چاہئے :

نوٹ : جناب ٹیپٹی صاحب موصوف نے مجھ سے اذان اور نماز مد معنی کے بحث کر کے سیکھ لی ہے۔ خصوصاً اذان اس طرز سے دیتے ہیں کہ دُور سے کوئی سننے والا ایک مؤذن اور ان میں تیز نہیں کر سکتا ہے پس نے آپ سے سورہ نمسکار سیکھا ہے۔ غرض کہ جب ہندو سماں اسی طرح ایک دوسرے کے مذہب سے بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ تو بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں جانی دوست بن جائیں گے جس کی مثال ہم دونوں ہیں۔

انور

اچھے رنگ سے "ویشنو جن" کی نظم اور "رام دھن" کہلوانی چاہئے :

تصویر کشی کشیدہ کاری اور سکاؤٹنگ وغیرہ مٹی کے تیل سے کاغذ کو زکریہ کے اس کو تصویر پر رکھ کر تیل سے اس کاغذ پر تصویر خاک لے لیں۔ کچھ دیر کے بعد تیل اڑ جائیگا۔ اب خاک میں رنگ وغیرہ بھر کر تصویر تیار کر لو۔ اب اسی تصویر کے ذریعے کاربن پیپر کے استعمال سے بہت سے خاکے تیار ہو سکتے ہیں۔ بلکہ لکڑی۔ لوسہ وغیرہ پر بھی تصویر اتر سکتی ہے۔ کپڑے پر اسی تصویروں کے خاکے بنوا کر طالبات سے کشیدہ کاری کرائیں۔ ہر طرح کے مرتفع حروف۔ فقرات۔ کہاوتیں وغیرہ تیار کر سکتے ہیں۔ کاربن پیپر دستیاب نہ ہو سکے تو خانگی طریقہ سے تیار کر لیں۔ وہ اس طرح کاغذ پر پہلے ایک طرف ڈالے کے دھوئیں سے سیاہ کر کے دوسری طرف ٹی کا تیل لگا دیں۔ کاربن پیپر تیار ہو جائیگا :

پڑانے کپڑے اُدھیر کر اس پر سے نئے کپڑے بیٹھنے سکھا سکتے ہیں۔ پڑانے کپڑوں کو دھو کر اس کو رنگ کر رنگنا سکھا سکتے ہیں۔ درزی کی دکان کی کترن سے کڑی وغیرہ کی گدیاں تیار کر دے سکتے ہیں۔ غرض کہ جو سبھی ہنر بچوں کو سکھانا منظور ہو۔ اس ہنر کے ہنرمندوں سے راء و رسم پیدا کر کے مدرسہ کے علاوہ وقت میں وہ ہنران کاریگروں کی معرفت بچوں کو سکھا سکتے ہیں :

زمانہ ماضی میں شاگرد استادوں کی خدمت کرتے تھے زندگی اور ہنر کی ذرا ذرا سی باتوں کا علم لڑکے اچھے مردوں سے اور لڑکیاں اچھی عورتوں کی خدمت کر کے حاصل کرتی تھیں۔ جیسے سکاؤٹنگ کی تعلیم لیتے ہیں ویسی ہی لوہار۔ بڑھئی۔ کاشتکار اور چار وغیرہ کے کام کی تعلیم بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ کاشی جی کے پنڈت ابھی تک سنسکرت کی تعلیم اسی نہج پر دیتے ہیں۔ طلبہ کسی وقت بھی اپنے شکوک رفع کر سکتے ہیں۔ بس یہی ہندو کاؤلسن ہے۔ مخلوط تعلیم کی بابت "بورڈ آف ایجوکیشن" لندن کی طرف سے "سیشن فار ٹیچرز" مدرسین کے لئے اشارت کے نام سے ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے۔ ہم اس میں سے ایک عبارت ذیل میں نقل کرتے ہیں :-

The natural teacher for men is man and for women is woman Co-education without proper

safe guards and a sufficient number of women teachers on the staff will do more harm than good.

مردوں کے لئے قدرتی راہبر مرد ہے اور عورتوں کے لئے عورت ہے۔ پوری پوری حفاظت اور معلومات کی کافی تعداد نہ ہونے کی وجہ سے غلط تعلیم کے نقصان بہ نسبت قائدوں کے زیادہ دیکھے گئے ہیں۔ یہ بات ہر ایک مدرس کو دھیان میں رکھنی چاہئے۔

## دیہات سدا

اس کے لئے ہر گاؤں کی ڈانڈیا اس کی مٹلیاں پسند کریں اور ان سے دیہات سدھار کی تنظیمیں لائیں اور مدرسہ کے اساتذہ میں ادویات کو مد نظر رکھ کر پودوں کی زراعت کرائیں۔ اڑوسہ۔ مردہ۔ راج۔ تو بیبا۔ تلسی۔ گلاب وغیرہ کے پودے بویں مضمون مذکورہ کی بابت میرے خیالات ”گرونیٹری“ یعنی گھر پوتھی کے پچھلے اڈیشن میں ”اور کھیتی باڑی و گنان“ میں شائع ہو چکے ہیں۔

باقاعدہ تختے جاکر اس پر رفع حاجت کر کے پھر اس پر مٹی وغیرہ ڈالیں۔ یہ بطور کھاد کے درخت اگلنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ دیہات سدھار کی خاطر مدرسہ کا ایک عارضی پاخانہ بنائیں۔ سادہ بانس وغیرہ پاخانہ بنانے میں مبلغ عاقرمہیہ سے ملنے روپیہ تک صرفہ آیا ہے۔ اگر حالات اجازت دیں تو عسائی کا کام طلباء کے سپرد کریں۔ گھر اور چوٹے میں بھی ترقی کرنی چاہئے۔

نوٹ:- چکی اور چوٹے کی بابت گجراتی زبان میں صاحب ممدوح کے اشارات عنقریب ترجمہ کر کے بذریعہ رہنمائے تعلیم لاہور شائع کئے جائینگے۔

مفید مطلب کہادتوں کے بورڈ لکھ کر تیار کرنے چاہئیں۔ بلکہ ایسی غیب کہادتیں مکاتوں کی دیواروں پر جلی حروف میں لکھوا دینی چاہئیں۔ تاکہ سب کے مطالعہ میں آئیں۔

## امتحان

برس میں دو تین بار کتابوں میں سے دیکھ کر مشکل عبارتیں طلباء سے لکھوا کر امتحان کے لئے تیار کریں۔ یہ امتحان ایک آزمائشی امتحان ہے۔ ایسا طلباء کو یقین دلائیں۔ ان آزمائشی امتحانوں میں سوالات کے جوابات کیسے لکھنے چاہئیں یہ سکھادیں۔ ان امتحانات کے جوابات میں جو غلط یا سقم نظر آئیں وہ درست کر کے تیار کیا جائے۔ طلباء اپنی نوٹ بک میں لکھ لیں۔ گو یہ ایک معمولی بات ہے لیکن اکثر دیکھا گیا

ہے۔ کہ اہلی امتحان کے وقت ہیشیار طلباء کو وقت معلوم ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ناکام میاب ہو جاتے ہیں۔ اکثر و بیشتر یہ امر مدرسہ میں ہونا رہیگا تو امتحان کا خوف طلباء کے دلوں سے منقود ہو جائیگا۔

## خاتمہ

سنکرت میں کہاوت ہے۔ کہ ”گھر والی ہی گھر“ اسی طرح ”مدرسہ یہی مدرسہ“ اوپر کسے ہوئے طریق پر ہوشیار مدرس ہر طرح کے مدرسہ کو بخوبی پہچان سکتا ہے۔ کم خرچ بالانشین کی کمات کے مطابق بہت کم صرفہ سے بہتر تعلیم دی جاسکتی ہے۔ نیز طلباء کو موسیقی کا علم آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ ازراہ مہربانی تجربہ کر کے اپنی تسلی کر لیجئے گا۔



**غالب شکر** یہ کتاب جناب میرزا یگانہ چنگیزی کی تصنیف منیف سے ہے۔ اس میں کیا لکھا ہے۔ یہ بات کتاب کا نام سنکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مگر اصل یہ سال حضرت یگانہ کے اس مکتوب کی کتابی صورت ہے، جو انہوں نے یہ مسعود حسن صاحب رضوی پر لے کر فیس لکھنو یونیورسٹی کے نام پر فیس صاحب صوف کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا چنانچہ ۴۴ صفحات کی ضخامت میں میں صفحہ اسی مکتوب سے مختص ہیں۔ باقی صفحات میں مرزا صاحب کی مزاجیہ باعیاات ترجیح کر دی گئی ہیں۔ ان رباعیات پر غالب حرم کے ان واقعات زندگی پر تلخ تنقید کی گئی ہے جو حضرت غالب کے شاعرانہ کمال سے کوئی خاص علاقہ نہیں رکھتے۔ جہاں تک کمال فن کا تعلق ہے بہر ان رباعیات کو ان خاص خوبیوں سے مالا مال پاتے ہیں۔ جو میرزا یگانہ کے حسن بیان سے مخصوص ہیں۔ مرزا جیہ مضامین نے اس حسن بیان کو ادا بھی کر دیا ہے۔ لیکن نفس مضمون کے لحاظ سے ان پر کوئی اظہار رائے کرنا خاص کر اس دور میں جسے غالب پر سختی کا دور کہنا چاہیے۔ ہمارے لئے سخت دشوار ہے۔ اس عمل پر حضرت غالب کی مشہور مہر بخیر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔ ”گویم شکل دگر نہ گویم شکل“

باقی رہی وہ شروح و تفسیر کے بیس صفحات میں مکتوب یگانہ کے عنوان سے اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ اس میں حضرت یگانہ نے غالب پر سختی کا تلخ تیرمٹے کیلئے خوب زور قلم دکھایا ہے۔ بحث کا ہر ایک حصہ اگرچہ جارحانہ ہنگامہ آرائی سے نچوڑ گیا جاسکتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ اس میں منطقیانہ استدلال اور حکیمانہ انداز بیان کی پوری شان موجود ہے۔ انہی بے باکانہ صاف گوئی کے باوجود اتنا سنجیدہ ادبی منظرہ اور زبان میں بہت کم نظر آئیگا۔ طرز استدلال اس قدر پختہ ہے کہ ہر شخص کو غالب پر سختی کی تعمیل میں متزلزل نظر آتی ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ مکتوب اس قابل ہے۔ کہ حضرت غالب مرحوم کی مذمت کا خیال بالائے طاق رکھ کر ہر شخص صرف ادبی نکتہ نگاہ سے اس کا مطالعہ کرے۔ اور ایک غیر جانبدار کی حیثیت میں اس کے ادبی محاسن سے لطف اندوز ہو۔ اسی حیثیت میں ہم بھی میرزا یگانہ کو اس معجزہ نگاری کی داد دیتے ہیں۔ اور ہر موافق و مخالف سے یہ مختصر کتاب غور و تفقہ سے پڑھنے کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر حقیقت قابل التفات نہیں کہ مرزا صاحب نے کیا کہا ہے۔ تو یہ سیر ضرور قابل دید ہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور کس خوبی سے کہا ہے۔ کتاب کے مٹنے کا پند جو انگریزی حروف میں لکھنا چاہیے۔ یہ ہے :-

میرزا یگانہ چنگیزی لکھنوی۔ لاہور۔ ریاست حیدر آباد وکن۔

قیمت راج نہیں کی گئی۔ غالباً دو تین آنے سے زیادہ نہ ہوگی۔

(جوش مسماوی)۔ مدبر حصہ نظم و شعہ ادبیات

# ہندوستان

(کاپ سخن جناب ابراہیمی صاحب گنوری)

ہے گلستان بے خزاں گوارہ امن و اماں  
انعام رب دو جہاں <sup>۱</sup> دنیا میں جنت کا نشان  
ہندوستان ہندوستان!

تو حُسن عالم گیر ہے عزت میں باوقیر ہے  
ہر قوم کی حیا گیر ہے <sup>۲</sup> فردوس کی تصویر ہے  
ہندوستان ہندوستان!

مجموعہ تفسیر کا انجام ہے تہمید کا  
تثلیث کا توحید کا <sup>۳</sup> مرکز ہے ہر مہمید کا  
ہندوستان ہندوستان!

وہست بوئے یاسمن غیرت و مشکِ فتن  
یک غنچہ صدر رشکِ چمن <sup>۴</sup> میرا وطن میرا وطن  
ہندوستان ہندوستان!

دربارہ لہراتے ہوئے موجوں کیل کھاتے ہوئے  
ساحل سے ٹکراتے ہوئے <sup>۵</sup> رنگیں غزل گاتے ہوئے  
ہندوستان ہندوستان!

مکتب ہے تہر سلیم کا مرکز ہے تہر سلیم کا  
ہے مستحق تعظیم کا <sup>۶</sup> حاصل ہے ہفت تسلیم کا  
ہندوستان ہندوستان!

رفعت کا اک زینا ہے تو اور حاصل دنیا ہے تو  
بے مثل و بے ہمتا ہے تو <sup>۷</sup> تخلیق کا منشا ہے تو  
ہندوستان ہندوستان!

میرا وہ فانی ہے تو آغوشِ صدر رحمت ہے تو  
چمکی ہوئی قسمت ہے تو <sup>۸</sup> نعمت ہے تو نعمت ہے تو  
ہندوستان ہندوستان!

مہر و وفا تیرے مکیں سب اہل دل سب اہل دین  
اخلاق کے ماہِ جبین <sup>۹</sup> "ہاں۔ اتحاد ان میں نہیں  
ہندوستان ہندوستان!

تجھ پر ہدیٰ کیا کیا جفا خونی مہا بھارت رچا  
تاتار کا فتنہ اٹھا <sup>۱۰</sup> مغرب سے اک آئی یل  
ہندوستان ہندوستان!

اُجڑا ہوا اہل ہے تو ادبار کا حامل ہے تو  
افلاس کی منزل ہے تو <sup>۱۱</sup> "تام کی اک محفل ہے تو  
ہندوستان ہندوستان!

ہمت دکھائیں پھر تجھے خوشحال پائیں پھر تجھے  
لکھنا پائیں پھر تجھے <sup>۱۲</sup> "جنت بنائیں پھر تجھے  
ہندوستان ہندوستان!



# لفظ غور کی تذکیر و تائید

## اویا علامہ سیاح کی بے خبری

(از جناب آبر احسنی صاحب گنوری)

”غور کی تذکیر و تائید“ کے عنوان سے ایک مختصر مضمون رسالہ شاعر اگرہ بابت ماہ مارچ۔ اپریل ۳۵ء کے صفحہ ۹ پر (جو جون کے دوسرے ہفتہ میں شائع ہوا) میری نظر سے گذرا جس میں جناب مجدد السنہ مشرقیہ مجتہد اعظم علامہ سیاح صاحب یوں رقمطراز ہیں:-

حضرت بسمل ٹوٹکی نے مجھے استفسار کیا ہے کہ ”غور مذکر ہے یا مونث“؟ وہ اس لفظ کو مونث ہی استعمال کرتے ہیں میں ان کی اور اپنے تلامذہ و احباب کی اطلاع کیلئے ذریعہ شاعر اسکا جواب دے ہا ہوں کہ غور بالفاق جمہور مذکر ہے اسی طرح التماس بھی۔ جو لوگ التماس اور غور کو مونث لکھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ غور کے ہم قافیہ تمام الفاظ مثلاً طور۔ دور۔ آور۔ جور۔ ثور بھی مذکر ہیں اور غور بھی مذکر ہے۔ لہذا اس لفظ کو مذکر ہی بولنا اور مذکر ہی لکھنا چاہئے۔ فقط۔

اے مضمون میں نے مصلحتاً ہی لکے ایک ایسے ادبی رسالہ میں بھیجا تھا جسکے ایڈیٹر کو میں ہونا راضی تھا۔ اور دیکھتا تھا۔ میں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر کسی وجہ سے اسے آپ شائع نہ کر سکیں تو مجھے یہ نکتہ اپنی کر دیجئے گا۔ ایک مدت تک شائع نہ ہونے پر میں نے جوابی خط لکھا مگر ہفتہ کی درستی دیکھنے کے جوابی کارڈ بھی غائب۔ اندیش جن ایڈیٹروں کی طرف سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ وہ حق کی آواز کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک پہنچائیں گے ان کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ وہ سیاح صاحب کی شہرت سے مرعوب ہو کر ایک حق بات کا اعلان نہیں کر سکتے۔ بتائیے قوم آپ سے کیا امید رکھ سکتی ہے۔ اور آپ کے اردو کی ہمدردی میں بیٹے جوڑے تاجبرانہ دعوے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ مولانا مجھے آپ سے غالباً بڑی انسیت تھی مگر اس لیے نیازی نے مجھے کشمکش میں ڈال دیا ہے کہ میرا دل آپ کی اس عظمت کو قائم رکھے یا نہ رکھے۔ جو پیلے سے بغیر برتنے ہوئے اس میں جاگزین تھی۔ میں صرف پچھلی انسیت کے اثرات کے ماتحت آپ کا نام ظاہر نہیں کر رہا ہوں آپ غور سمجھئے کہ آپ کے کیا خرائیض ہیں۔ میرے نزدیک تو ایڈیٹر کی محترم سے محترم ہستی کے خلاف اگر کوئی کچھ لکھے تو اس کی اشاعت میں اس کو پس و پیش نہ کرنا چاہیے۔ اگر وہ بات اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو خود جواب دے۔

آبر احسنی

اگرچہ اس باب میں میری گفتگو ذیل دو محمولات کی مراد سے ہے کیونکہ علامہ صاحب موصوفت یہ زحمت اقام فرمائی ہے صرف حضرت سبکی اور اپنے تلامذہ و اصحاب کی خاطر اور مجھے خوش نصیبی سے ان ہر سہ باتوں میں کوئی شرف حاصل نہیں ہے مگر چونکہ جس بات کی نشر و اشاعت ہو جاتی ہے وہ کسی طبقہ یا گروہ یا شخصیت تک محدود نہیں رہتی۔ ہر عام و خاص مطالعہ کے بعد صرف مضمون نگار کی شہرت قابلیت سے متاثر ہو کر مبتلائے فریب ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایک خادم ادب کی حیثیت سے برائے آگاہی دلاؤ اداگان ادب و زبان۔ مجھے یہ عرض کر دینے کی جرأت ہوتی ہے۔ کہ مجتہد صاحب کا یہ بیان کہ ”لفظ غور بالآفاق جمہور مذکر ہے“ صرف اجتہاد ہے بشرطیکہ اتفاق جمہور نام نہ ہو صرف علامہ صاحب موصوفت کے ارشاد کا، مجھے اس سے تو قطعی اتفاق ہے کہ لفظ غور بھی سمجھائے ہوئے لفظ ہے مختلف فیہ ہے یعنی کہیں یہ مذکر بولا جاتا ہے اور کہیں مونث لیکن یہ در شاہی حکم کہ لفظ غور قطعی اور بالکل مذکر ہے ایسا دعوئے ہے جو محتاج دلیل ہو خصوصاً صاحب حکم یار شاد تو اس وقت نہایت مضحکہ خیز ہو جاتا ہے جبکہ یہ بات نہ صرف شہود پر آجکی ہو کہ وہ زبانِ دہلی کے متعلقہ اور حضرت داغ مرحوم و مغفور کے شاگرد ہیں (اگر واقعاً بھی شاگرد ہوں) کیونکہ یہ لفظ دہلی میں مونث اور کمضوں میں مذکر استعمال ہوتا ہے میں بنا دینا چاہتا ہوں کہ مجتہد اعظم صاحب حکم کے خلاف جو غور کو مونث کہتے ہیں وہ قطعی غلطی کرتے ہیں، پہلی غلطی ان کے استاد مرزا داغ مرحوم نے کی اور اتفاق سے کسی جگہ کی ممکن ہے روح مرحوم اپنی اس غلطی کی علامہ صاحب اگر معافی مانگے۔ سنئے وہ فرماتے ہیں ۵

کیا ناگماں جنابیں تری یاد آئیں  
رسالہ تذکرہ نایث مولفہ حضرت جلیل جانشین مفتی امیر احمد میتاوی  
بھولے سے اپنے حال میں جب میں نے غور کی  
مطبوعہ اختر پریس حیدرآباد ۱۳۲۶ھ ص ۲۴۲  
ایک مصرعہ استاد داغ کا اور سن لیجئے پہلا مصرعہ مجھے یاد نہیں آتا ح اچھا اعلیٰ ج کیا خوب غور کی۔

دوسری غلطی کی ہے مرزا اتور دہلوی شاگرد حضرت ذوق مرحوم نے ملاحظہ ہو ۵

ہمارے حال یہ تم نے جو غور کی ہوتی تمہیں نہ فکر نئے سرے جو رکھتی ہوتی

یہ مسئلہ صرف حضرت داغ اور ان کے استاد دھانی کی اسلئے پیش کی ہیں کہ سیاح صاحب کو ان کے تسلیم کے بغیر مفر ہی نہیں مرنے دہلی میں عالم پر غور کو مونث لکھتے ہیں۔ یہی ان کی تیسر بہت دلیل کہ غور کے ہم قافیہ لفظ بھی مذکر ہیں اسلئے وہ مذکر ہے عجب بے معنی دلیل ہے۔ کیا یہ کوئی کلیہ ہے کہ ہر لفظ کے ہم قافیہ لفظ مذکر ہی ہوتے ہیں مونث نہیں۔ مجھے فضول کا غائبہ کرنا منظور نہیں نہ سبکتار و شالیں ایسی پیش کر سکتا ہوں کہ مذکر لفظ کے ہم قافیہ ونث اور مونث کے مذکر ہیں۔ ناظرین اس مسوت معلومات کا اندازہ تو لگائیں کہ مجتہد صاحب کیا فرماتے ہیں میں کس صاحب لکھی کو لائق صدمہ مبارک سمجھتا ہوں کہ علامہ صاحب تو انکی معلومات بدرجہا بہتر ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ اب وہ درجہ ناعوالی اطلاع کے بعد اپنی لئے اخلاقیات تبدیل کر بیٹھے ہوں ۵

اگر مولانا سیاح کا چند اراکلمت انہیں اجازت دے تو وہ اس مسئلہ پر بخیر نظر آکر اپنے تلامذہ و اصحاب کی ذریعہ شاعر و بابا ۵  
صفت فرماؤں کیونکہ یہ بات ذرا عجیب ہے ہوئی کہ دینی مکتب کے طلباء مفتی انصاری کے رجسٹر پر پہنچے غور کی غلطی تذکرہ ہرچاں لے آئیں

ادب و شاعری

نقطہ ۵  
کیونکہ علامہ صاحب نے مولانا سیاح کی اس غلطی کی تصحیح فرمائی ہے

# آنسو

(از جناب نکمت انصاری صاحب ایونی)

تجھ سے تر ہے چشم آہو ۱ تجھ سے آنکھیں دھوئیں خدا جو  
تابندہ تو جیسے جنگو گیا شے ہے تو، کیا شے ہے تو  
میرے آنسو، میرے آنسو

دل کی گرائی سے ابھر کر ۲ چڑھتا ہے دارمزاں پر  
کیسا سوز ہے نیر کا ند پھونکد یا ہے ضبط کو اکثر  
میرے آنسو، میرے آنسو

خاموشی کا ہے اک پیکر ۳ خاموشی میں نطق کے جوہر  
کھول دئے شکوؤں کے دفتر ہو کر قص کناس مزرگاں پر  
میرے آنسو، میرے آنسو

صبر کی ہے بربادی تجھ سے ۴ آنکھ دھشتاں وادی تجھ سے  
حسرت کی آبادی تجھ سے فریادی فریادی تجھ سے  
میرے آنسو، میرے آنسو

تو نے اٹھائے لکھو لٹو ناں ۵ گویا ہے صد حشر بداماں  
ہو لوں مگر مزرگاں پہ نہایاں نیلے قرباں نیرے قرباں  
میرے آنسو، میرے آنسو

ساری تمتاؤں کے سہارے ۱۰ دل جس وقت بھی بہت ہمارے  
نکمت کی آنکھوں کے تارے عقدے حل کر دینا سارے  
میرے آنسو، میرے آنسو



نادر مرقع ریڈ کراس نمبر ۱۸۳۵ء جلد ۱۲ پر اپنی لائبریری کو زینت دی جس نے دینیئے ادب میں دھوم مچا دی ہے حجم ۵۰ صفحہ  
قیمت ۵۰ جلد سنہری نہایت عمدہ قیمت ۵۰ ملنے کا پتہ ۱۰ دفتر سرائے ہنسٹا تعلیم لاہور۔ رام گلی۔

# چند تعلیمی نکات

- ۱۔ مدرسہ گاہوں کو سزا ہے۔ اور استاد و اسٹوڈنٹ کو بچا رہی ہے
- ۲۔ آج ہندوستان کا سب سے اہم کام دیہات بھارا ہے
- ۳۔ استاد کو گاہوں کی بہتری کیلئے سنہری موقعہ حاصل ہے
- ۴۔ استاد ایک مشنری (دعوت) ہے جس کو قدرت نے خلق خدا کی خدمت اور عام لوگوں کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بھیجا ہے
- ۵۔ ایک لکھی پڑھی ماں بہترین استاد ہے
- ۶۔ استاد بھی ایک انسان ہے جو محنت و کوشش کی ضرورت ہے
- ۷۔ ان بالوں کی طرف سے سائنس کی خاص توجہ کی ضرورت ہے
- ۸۔ استاد کو بچوں کا صرف رہنا اور دوست ہونا چاہئے
- ۹۔ استاد کو غصہ نہیں آنا چاہئے
- ۱۰۔ سکول اور استاد کی سکول کے کام میں امداد و سہولت کی اپنی امداد ہے
- ۱۱۔ بچے کیلئے کچھ نہیں کرنا چاہئے جو کچھ کہ بچہ آپ کر سکتا ہے
- ۱۲۔ کیرٹر سکول اور گھر کی متفقہ کوشش سے بنتا ہے
- ۱۳۔ کیرٹر لکھی بائری عادتوں کا مجموعی نتیجہ ہے
- ۱۴۔ عادات بچپن میں ہی جڑ پکڑتی ہیں
- ۱۵۔ بچے طلباء کی حالت میں بچے کا اپنا معلم آپ ہونا چاہئے
- ۱۶۔ سکول میں مصروفیت بچے کیلئے سب سے بہتر ہے جو بچے کی اپنی دلچسپی اور ضروریات کے مطابق نہایت قدرتی طور پر پیدا ہوں
- ۱۷۔ لیاقت قدرتی عطیہ ہے لیکن محنت سے ہر ایک طالب علم فائدہ اٹھا سکتا ہے
- ۱۸۔ اپنے حالات کے مطابق سوچ بچار کر کے اپنی مشکلات کو حل کرنا اور بہت ارادہ طور پر اپنی زندگی کو اپنے کام کیلئے وقف کرنا
- ۱۹۔ استاد کی کامیابی کا راز ہے
- ۲۰۔ امید گوئی کہ جن سنگھ صاحب میڈیٹر نو شہرہ دریاں

بانی

ذہنی تربیت بنائے گا علم کو

دماغ کو تربیت دے گا اور عقل کو

یہ ذہنی تربیت ہی ہے جس سے علم کو

تعلیم بنائی

# بعض خطرناک غلطیاں

اور جناب و کوشش صاحب مومن سیالوی فرٹ وریک ٹیچر کلرک

- ۱۔ اس خیال میں گن رہنا۔ کہ ہمیشہ ہی تندرست و خوبصورت اور توانگر رہو گا۔
- ۲۔ اس نیت سے عیب کرنا۔ کہ صرف دو چار مرتبہ کر کے چھوڑ دوں گا۔
- ۳۔ اپنا راز دوسرے کو نیا کر اُس کے پوشیدہ رکھنے کی التجا کرنا۔
- ۴۔ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا اور کسی خدائی عطیہ کا امیدوار رہنا۔
- ۵۔ اپنے آپ کو سب سے لائق اور غفلت تصور کرنا۔
- ۶۔ آزمائے ہوئے کو پھر آزمانا۔
- ۷۔ اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے اپنی خدمت کی توقع رکھنا۔
- ۸۔ بے کاری میں آئندہ کے لئے خیالی پلاؤ پکانا اور خوش رہنا۔
- ۹۔ تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی سعی کرنا اور اپنے آپ کو تجربہ کار خیال کرنا۔
- ۱۰۔ جو کام اپنے سے نہ ہو سکے۔ اُسے سب کے لئے نامکن خیال کرنا۔
- ۱۱۔ کسی کام کو ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی امید رکھنا۔
- ۱۲۔ لوگوں کی تکلیف میں حصہ نہ لینا۔ اور اُن سے نیکی کی امید رکھنا۔
- ۱۳۔ ہر شیوں زبان کو دوست سمجھ لینا۔
- ۱۴۔ ہر ایک سے باری کرنا اور نیکی کی امید رکھنا۔
- ۱۵۔ ہر انسان کے منتقل اس کی ظاہری صورت دیکھ کر رائے قائم کرنا۔
- ۱۶۔ دل کا آئینہ عقل ہے۔ اُس سے کام نہ لینا۔
- ۱۷۔ غفلت ہونا۔ مگر ہر کام میں دوبارہ تحقیق نہ کرنا۔
- ۱۸۔ مفلس ہو کر خواہشات کا بڑھانا۔
- ۱۹۔ وقت کو غنیمت نہ جاننا۔ اور آج کا کام کل پر ٹال دینا۔
- ۲۰۔ ملک حقیقی سے مار چاہنا۔ مگر دوسروں کی مدد نہ کرنا۔

# غزل

(از جناب سید عروج زیدی، بدایونی)

نفس میں یاد جب آتا ہے آشتیاں صیاد  
 نہیں کہ مجھ کو نہیں رنج آشتیاں صیاد  
 وہ مسکراتے ہوئے گل وہ آشتیاں صیاد  
 دل و دماغ رہائی کا اب کہاں صیاد  
 یہ رنجوائے کھن، یہ ہجوم حسرتِ دل  
 نہ چھپتے تذکرہ حُسنِ گل اس پیروں سے  
 یہ ڈر ہے تیرا کلیجہ نہ مُنہ کو آ جائے  
 یہ سہزباغِ خدا کے لئے دکھا نہ مجھے  
 تو دل میں اٹھتا ہے رہ رہ کے اکڑھواں صیاد  
 ملائے جاتا ہوں میں تیری ہاں میں ہاں صیاد  
 نظر میں گھوم رہا ہے یہ سب سماں صیاد  
 نفس کی گنتا ہے کیوں روز تیلیاں صیاد  
 نفس میں آیا ہوں لے کر میں اک جہاں صیاد  
 نہ کوٹ کوٹ کے بھر دل میں بجلیاں صیاد  
 جگر کو خھام کے سُن میری داستاں صیاد  
 رہائی اب مرسیِ نعتِ یر میں کہاں صیاد  
 عروج موت کہیں مرا قصہ پاک کر بھی دے  
 مرے سبب سے ہے آرزوہ فضاں صیاد

## معلوم ہوتی ہے

(از جناب کامل صدیقی رازی سسٹونی)

وفا نامہ کام کو کششِ رائیگاں معلوم ہوتی ہے  
 تیرے جلوے پہاں تک جذب ہیں جیستہ تصویریں  
 سر پا و رد ہوں سبیں ہوں برباد و پریشاں ہوں  
 وجودِ زندگی ہونا نہ ہونا ہے برابر سا  
 غم و اندوہ کی اس کشمکش سے موت آ جائے  
 قیامت میں ہمیں پھر زندگی پانی ہے لے کا مل  
 فنا انجامِ ہستی جادواں معلوم ہوتی ہے  
 محبتِ زندگی کا امتحاں معلوم ہوتی ہے  
 کہ ہر ذرہ میں اک بجلی نہاں معلوم ہوتی ہے  
 میری صورتِ ناکامی عیاں معلوم ہوتی ہے  
 میری ہستی جہاں میں بے نشان معلوم ہوتی ہے  
 ہمیں اب زندگی با گراں معلوم ہوتی ہے

# علاج شمس

(از جناب ابوادم پرکاش صاحب اگر وال منڈی دھنورہ)

جب انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے تو وہ اپنی صحت کو برقرار رکھنے اور بیماری کو دور کرنے کے واسطے ادویہ کا استعمال کرتا ہے۔ علاج کے کئی طریق ہیں لیکن اب یہ خیال عام ہوتا چلا جا رہا ہے کہ ادویہ کا استعمال مفید نہیں بلکہ مضر صحت ہے۔ گو وہ اپنا فوری اثر ضرور دکھائی ہیں لیکن بعد میں صحت کو بہت نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس خیال کی بنا پر کئی طریق علاج ایجاد کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک طریقہ علاج "علاج شمس" بھی ہے۔

سورج زندگی کا سرچشمہ ہے اس کے بغیر حیوانات بلکہ نباتات بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک عظیم الشان کرۂ ہے جو ہماری زمین سے  $\frac{1}{4}$  لاکھ گنا بڑا ہے۔ اس کے اس قدر چھوٹا نظر آنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ زمین سے ۹ کروڑ بیس لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ زمین کی مخلوقات پر بہت بڑا اثر ڈالتا ہے۔ یہ مختلف دھاتوں سے مرکب ہے مثلاً۔ لوہا۔ جست۔ سوڈیم SODIUM اور میگنیشیم MAGNESIUM وغیرہ۔ ان کا زیادہ تر حصہ پگھلا ہوا ہے۔ ان دھاتوں کے لطیف بخارات کرۂ آفتاب کے گرد موجود ہیں جن کی دسعت دو لاکھ میل سے کم نہیں ہے۔ یہی بخارات کمزور شکل میں زمین تک پہنچتے ہیں جس کو ہم دھوپ کہتے ہیں۔

آفتاب سے جو روشنی آتی ہے گو وہ بظاہر سفید معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل یہ تمام رنگوں کا سرخ۔ سبز۔ زرد۔ پیلا وغیرہ کا مجموعہ ہوتی ہے۔ قوس قزح کے ایک طرف تو سرخ اور زرد رنگ کی شعاعیں اور دوسری طرف بنفشی اور نیلے رنگ کی شعاعیں کیمیاوی شعاعیں CHEMICAL RAY کہلاتی ہیں یعنی ان میں گرمی اور حرارت نام کو نہیں ہوتی۔ مگر ان سے کیمیاوی فعل ضرور سرزد ہوتا ہے۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اس عجیب غریب علاج کی طرف اس طرح توجہ دی گئی کہ پہاڑ پر چڑھنے والے لوگ جب برف کی چٹانوں سے گزرتے ہیں۔ مقیاس الحرارة THERMAMETER کسی درجہ پر نہیں ہوتا لیکن ان کو دھوپ کی تمپش بے انتہا معلوم ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے تجربہ کر کے دیکھا گیا۔ دو آدمیوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے چہرہ پر آفتاب کی شعاعیں منعکس کی گئیں۔ ایک آدمی کے چہرہ

پر سرخ رنگ کا آئینہ اور دوسرے کے چہرہ پر نیلے رنگ کا آئینہ رکھا گیا۔ سرخ رنگ کے آئینہ سے آفتاب کی حرارت برابر گزرتی رہی مگر نمبشتی رنگ کی کیمیاوی شعلہ کو سرخ رنگ کے آئینہ نے اپنے اندر نفوذ نہ ہونے دیا۔ برخلاف اس کے نیلے رنگ کے آئینہ نے آفتاب کی حرارت اور گرمی کو روک رکھا۔ لیکن نمبشتی رنگ کی کیمیاوی شعلہ کو آزادی کے ساتھ اپنے اندر گزرنے دیا۔ اس تجربہ کے بعد دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ جس شخص کا چہرہ سرخ رنگ کی شعلوں کے باعث جھلسا ہوا معلوم ہونا تھا۔ اس کے چہرہ پر حرارت و شدت آفتاب کا اثر بھی نہ تھا۔ بخلاف اس کے جس کے چہرہ پر کیمیاوی ٹھنڈی شعلیں ڈالی گئی تھیں اس کا چہرہ ایک حد تک حرارت آفتاب سے جھلسا ہوا پایا گیا۔ ڈاکٹر نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کیمیاوی شعلیں جلد پر مؤثر ہو کر اس میں سوزش اور جلن پیدا کرتی ہیں۔ پھر اس نے خیال کیا کہ جب یہ شعلیں انسان کی کھال پر اتنا اثر کرتی ہیں تو ضرور ہے کہ بیماری کے چھوٹے کیڑوں پر ملک اثر ڈالیں گی۔ اس تجربہ کی بنا پر بہت سے تجربے کئے گئے۔ اور آخر کار یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اگر آفتاب کی روشنی یا برقی روشنی کی تمام شعلیں ایک جامع کر کے ان سے کام لیا جائے تو جلد کے کیڑے تمام خواہ وہ سطح جلد کے اوپر ہوں یا بیچ میں ہوں ضائع ہو سکتے ہیں۔ اس طرح جو جلدی امراض ان کیڑوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ روشنی کی مدد سے پیدا ہوتے ہیں وہ اس روشنی کی مدد سے بخوبی علاج پذیر ہو سکتے ہیں۔ لطیف یہ کہ مریض کو تکلیف دہہ بھر بھی نہیں ہوتی۔

دھوپ یا سورج سے علاج کے کئی طریق ہیں۔ ۱۔ دھوپ کا غسل۔ ۲۔ مختلف رنگوں کے شیشوں پر دھوپ لے کر مریض کے بیمار حصے پر ڈالنا۔ ۳۔ رنگدار شیشوں میں پانی بطور دوا کے استعمال کرنا۔ ۴۔ رنگدار شیشوں کے اندر تیل تیار کرنا۔ کھانڈ تیار کرنا۔

۱۔ پہلی قسم کا غسل یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے کچھ دیر قبل ضروریات سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو تو غسل کر کے کھلے سبزہ زار میں پہنچ جاؤ۔ جہاں ہوا صاف اور کشادہ ہو اور سورج کی طرف منہ کر کے اور آنکھیں بند کر کے خاموش کھڑے ہو جاؤ۔ دماغ کو ہر قسم کے خیالات سے خالی رکھو۔ ہاتھوں کو اوپر اٹھائے رکھو۔ یہ عمل بیچہ کر بھی کیا جاسکتا ہے۔ پانچ منٹ سے پندرہ منٹ تک غسل کرنا چاہئے۔ شام کو سورج غروب ہونے سے قبل بھی کرنا چاہئے جبکہ خفیف سی سرخی موجود ہو۔ اس غسل کا ٹھیک وقت سورج طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر اور سورج غروب ہونے سے ایک گھنٹہ بعد تک ہے۔

فوائد۔ جسم کی مرض سے حفاظت کرتا ہے۔ ہر قسم کی بیماری کو دور کرتا ہے۔ دل کی گھبراہٹ و ایو سی کو مٹاتا ہے۔ جسم و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ قوت حیات بڑھاتا ہے۔ فساد خون کو دفع کرتا ہے۔ دوسرے بھاری کمنہ۔



مکڑی دماغ و دل و امراض چشم وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ پُرانی آتشک۔ بواسیر۔ مرگی۔ فالج۔ لقوہ وغیرہ کو مفید ہے۔ یہ عمل مکان پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ یعنی مشرقی رویہ کئے دروازہ یا کھڑکی کے سامنے ٹکڑی کھلی ہوا میں زیادہ مفید ہے۔

غسل نمبر ۲۔ کسی ایسے صحن یا چھت پر جاؤ۔ جہاں دھوپ تو کھلی ہوئی آتی ہو مگر تیز ہوا کا گذر نہ ہو۔ بدن کے تمام کپڑے اتار دو اور زمین پر فرش بچھا کر لیٹ جاؤ۔ جسم کے ہر حصہ کو دھوپ کے سامنے لاؤ لیکن سر اور چہرہ کو دھوپ سے بچاؤ۔ اس مقصد کی تکمیل کی غرض سے سر اور چہرہ سایہ میں رکھنا چاہئے۔ اگر گرمیوں کا موسم ہو تو جسم پر کیلے یا اردی کے پتے بھی ڈالے جاسکتے ہیں۔ اس غسل کا تاثر زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور کم از کم آدھ گھنٹہ ہے۔ پسینہ پونچھ ڈالو۔ مکڑی محسوس ہونے ہی غسل بند کر دو۔ اس طرح بجائے تمام جسم کے کسی خاص عضو کو بھی دھوپ کا غسل دے سکتے ہیں۔

## مختلف رنگوں کی طاقت شفاء

سُرخ رنگ سب سے زیادہ گرم ہے۔ اس سے کم نارنجی۔ پھر زرد۔ پھر سبز۔ چنانچہ خون جس قدر سُرخ ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ گرم ہوتا ہے۔ گرم مصالحے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور سیاہی کیا ہے؟ سُرخ رنگ کی زیادتی ہے۔

بنفشی رنگ سب سے زیادہ سرد ہوتا ہے۔ اس سے کم نیلا۔ پھر آسمانی پھر سبز وغیرہ سبز رنگ معتدل ہوتا ہے جس شخص کے جسم میں نیلی نسبتیں زیادہ ہوں اس میں سردی کا غلبہ سمجھو۔

بس اس علاج کا یہ طریقہ رہا کہ جس رنگ کا غلبہ دیکھو۔ اس سے مخالفت رنگ کی شفا میں مریض کے جسم میں پہنچاؤ۔ تو اعتدال آنے سے بیماری دور ہو جائے گی۔ سُرخ رنگ سرد امراض کو نافع ہے۔ اگر گرمی لگے نہیں دھکتی ہوں تو نیلی اور بنفشی رنگ کی شفاعت کا استعمال مفید ثابت ہوگا۔

## رنگین شیشوں کے ذریعہ علاج

جس رنگ کی شفاعت کا اثر مریض کے جسم میں پہنچانا ہے۔ اس رنگ کے شیشے کی روشنی میں مریض کو دیر تک بٹھلاؤ۔ اس طرح کہ قباب کی شفاعت میں شیشہ میں ہو کر اس حصہ جسم پر پڑیں۔ اس رنگ کے شیشے کی قبول میں بھرا ہوا پانی مریض کو پلائیں یا اس کی آنکھ وغیرہ پر چھڑکیں اگر ممکن ہو تو اس پانی سے غسل کریں اس کے کپڑے پہنائیں۔ اسی رنگ کی سفیدی مکان پر لادیں رنگ کو اردل وغیرہ پر کریں اس سے اس رنگ کی لیمپ جلایں بلکہ اسی رنگ کے بھل کھلائیں اور اسی رنگ کے پھول نگھائیں تو زیادہ بہتر ہو۔

۳۔ پانی پینے کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک رنگ کی بوتلیں نگو اکو خوب صاف کر کے ان میں آبِ مقطر یا برساتی پانی یا جوش دئے ہوئے پانی کو پہ حصہ تک بھریں اسکے بعد ڈاٹ لگا کر تیر کھلی دھوپ میں رکھیں جب دھوپ خوب لگ جائے تب اس کا پانی تھال میں لائیں سرخ رنگ کا پانی دو دن بعد بال ڈالیں ورنہ کیڑے پڑ جاتے ہیں :

دوسرا شیشہ پھیپھڑے کی بیماریاں لقمہ اور گنٹھیا وغیرہ کو مفید ہے پھوڑا اور ڈنبل کو اکسیر کا کام دیتا ہے پنہ ریش منٹ تک دھوپ گزارنا چاہئے۔ وہ پھیپھڑے کا ٹیگا سینہ اور پشت پر دھوپنا پھیپھڑوں کو طاقت دیتا ہے لیکن دل پر نہ ڈالنی چاہئے۔  
دروگر وہ پیل کا درد۔ درومینہ پرانی چوٹ کا درد۔ دروگر وہ کوٹاف ہے :

ب نارنجی رنگ بڑی نفیض غریبی و سرخض۔ ڈنبل دروشکم دروگر وہ بھوک لگنا کھن۔ دم زخم۔ سولی وغیرہ کو مفید ہے  
س۔ سفید رنگ۔ اگر تلی بڑھ جائے تو سفید شیشہ میں سے دھوپ لڈا کر اس پر ڈالیں۔ ورم دور ہوگا :  
ج۔ زرد رنگ۔ یہ ہضم اور مقوی ہے بچوں کو اس کا پانی گھٹی کا کام دیگا۔ ذیابیس کو بھی مفید ہے :  
د۔ نیلا رنگ۔

۱۔ ہلکا نیلا۔ ۱۔ گرمی سے آنے والے بتوں کا حکمی علاج ہے۔ ۲۔ داغ داغ پر دھوپ ڈالنا بخار اور سرسام کو نافع ہے۔ ۳۔ پیٹ پر ڈالنا مرد اور بچپن کو مفید ہے۔ ۴۔ بچھو کے کانٹے پر اثر ڈالیں اور اس رنگ کے نیل کی مالش کریں۔ ۵۔ گرم جہان اور نصف سر کا درد دور ہوتا ہے۔ ۶۔ دل کی دھڑکن دور ہوتی ہے :

ب۔ گہرا نیلا رنگ۔ بخار روزش نست۔ بے خوابی۔ درد خون کی کیفیت کان۔ درو پسی۔ دل دھڑکنا۔ کثرت مجامعت۔ یوزاک  
اننگ۔ ۱۔ بھینسی۔ باٹے کتے کا کاٹنا۔ قولنج۔ بواسیر وغیرہ کو مفید ہے :

زنگوں میں جسمانی قوتوں کے علاوہ خیالی خامتیں بھی ہوتی ہیں مثلاً سرخ رنگ میں محبت زیادہ۔ زیادہ سرخ میں غصہ کم سرخ میں ہمت اور اطمینان۔ نارنجی میں صحت و عقل۔ زرد میں زیادہ عقل و علم۔ میں سمجھ اور ہمت۔ نیلی میں سچائی اور نیکی و نفیسی میں عاجزی و عبادت۔ سفید میں قوت۔ سیاہ میں نفیض۔ پس جس بات کی کمی دور کرنا ہو۔ اس طریق پر کر سکتے ہیں :

۴۔ آفتابی نیل سے علاج۔ مختلف رنگ کی بوتلوں کے نصف حصہ میں نیل بھر کر ان کے منہ بند کر کے کھلی دھوپ میں رکھیں۔ متوازن چالیس روز رکھنا چاہئے۔ نیل تل۔ سرسوں یا المسی وغیرہ کا لینا چاہئے۔ سرخ رنگ کی بوتل میں اسی کا نیل بھرنا چاہئے :

علاج کا اصول وہی ہے یعنی جس بیماری میں جس رنگ کے شیشہ کا عکس ڈالنا مفید ہے۔ اسی رنگ کی بوتل کے نیل کی مالش فائدہ بخشتی ہے :

ضروری اطلاع خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل سے معاف فرمائیں : منیجر

# موسم کی تبدیلی پر اشیاء خوردنی کے اثر

| نام شے        | جاڑا | گرمی | برسات | نام شے       | جاڑا | گرمی | برسات |
|---------------|------|------|-------|--------------|------|------|-------|
| آلو           | مضر  | مضید | مضید  | لکڑی         | مضر  | مضید | مضر   |
| ادرک          | مضید | مضید | مضید  | گوہی         | مضر  | مضید | مضید  |
| اڑد           | مضر  | مضید | مضید  | گوشت بٹیر    | مضر  | مضید | مضید  |
| اروی          | مضر  | مضید | مضید  | کبری         | مضر  | مضید | مضید  |
| بیتھ مرغ      | مضید | مضر  | مضر   | پھل          | مضر  | مضر  | مضر   |
| بادام         | مضید | مضر  | مضید  | مرغ          | مضر  | مضید | مضید  |
| پانک          | مضر  | مضید | مضر   | دوبہ         | مضر  | مضید | مضر   |
| پودینہ        | مضید | مضید | مضید  | کھجور        | مضید | مضید | مضید  |
| بھنڈی         | مضر  | مضید | مضید  | کھیرا        | مضید | مضید | مضید  |
| پیاز          | مضید | مضر  | مضید  | گھی کے پھینس | مضید | مضید | مضید  |
| بیگنی         | مضید | مضر  | مضید  | مرچ لال      | مضید | مضر  | مضر   |
| چائے          | مضید | مضر  | مضید  | سیاہ         | مضید | مضر  | مضید  |
| چاول          | مضر  | مضید | مضید  | مولی         | مضر  | مضید | مضید  |
| چندر          | مضید | مضید | مضید  | شہد          | مضر  | مضید | مضید  |
| چنا           | مضید | مضر  | مضید  | انگور        | مضر  | مضید | مضید  |
| چولائی کا ساگ | مضر  | مضید | مضر   | چلفوزہ       | مضر  | مضید | مضید  |
| کبری کا دودھ  | مضر  | مضید | مضید  | سیب          | مضر  | مضید | مضید  |
| گائے کا دودھ  | مضر  | مضید | مضید  | سنگاٹا       | مضر  | مضید | مضید  |
| بھینس کا دودھ | مضر  | مضید | مضید  | گنا          | مضر  | مضید | مضید  |
| دہی           | مضر  | مضید | مضید  | کٹھل         | مضر  | مضید | مضید  |
| سرکہ          | مضر  | مضید | مضید  | چھوٹا را     | مضر  | مضید | مضید  |
| شلغم          | مضید | مضید | مضید  | لسن          | مضر  | مضید | مضید  |
| مٹی جو        | مضید | مضید | مضید  | لیمو کا غذی  | مضر  | مضید | مضید  |
| سگڑ           | مضید | مضر  | مضید  | گوندنی       | مضر  | مضید | مضید  |
| سگریٹ         | مضید | مضر  | مضید  |              |      |      |       |

(انتخاب)

# رہنمائے سلیم لاہور کا سلور جوبلی نمبر

ماسٹر جگت سنگھ صاحب کو تو میں نے نہیں دیکھا تبصیر رہنمائے تعلیم لاہور میں البتہ دیکھی ہے خطا معاف صورت سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان میں کچھ خوبیاں بھی ہوں گی مگر یہ غضب کے آدمی ہیں خدا جانے کس قسم کا دماغ اور کس طرح کی طبیعت انہیں ملی ہے لوگ کہتے ہیں کہ پڑھانے والوں کا دماغ پڑھنے والے بے کار کر دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس یہاں معاملہ نظر آتا ہے۔ لڑکوں کو پڑھاتے پڑھاتے بڑوں کو بھی اب یہ پڑھانے لگے۔ جو بات کی نئی کی جو سوجھی آلی سوجھی اس سوج بوجھ کے انسان کم کیا معنی مجھے آج تک دکھائی نہیں دئے ہیں ان کے کارہائے نمایاں کو دیکھنا ہوں اور اپنی جگہ خوش ہو کر صدق دل سے دعائیں دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ارادے میں ان کو کامیاب کرتا ہے اور میں ہمیشہ ترقیوں کو دیکھ کر مسرور ہونا رہوں :

جوبلی نمبر۔ افسانہ نمبر۔ ریڈ کر اس نمبر بڑی آن بان سے نکلے دنیا نے دیکھا یک زبان ہو کر سارے عالم نے تعریف کی۔ زمانے کے اہل قلم نے مدح و ثنا میں خوب خوب مضامین لکھے۔ اس سرے سے اس سرے تک مہوم نہ چل گئی۔ یہ سب کچھ ہو جانے پر بھی ماسٹر صاحب کا حوصلہ منظر تھا کہ کب کوئی زریں موقع ہاتھ آئے اور پھر کوئی خاص نمبر نکالا جائے۔ آخر کار فضل خداوندی سے ایک صبرت پیدا ہی ہو گئی اور ان کو اپنے ارمان نکالنے کا ذریعہ مل گیا۔ حالانکہ زمانے کی نا قدری سے خاص نمبروں کی بہت سی جلدیں دفتر میں پڑی ہوئی تھیں اور یہ بہت کچھ اس سلسلے میں زیر باری بھی اٹھا چکے تھے مگر ملک معظم کی سلور جوبلی کا مزدہ سننے ہی رہنمائے تعلیم کا سلور جوبلی نمبر نکالنے کا قصد کر بیٹھے۔ اور اس آب و تاب سے یہ نمبر نکالا جس کی نظیر ملنی محال نہیں تو مشکل ضرور ہے :

سلور جوبلی نمبر کیا ہے دل کتا ہے لکھو اور بہت کچھ لکھو۔ زبان کا قول ہے منہ سے جتنا بھی کہو گے اگلے حصہ ہی میں شمار ہو گا۔ میں جبران ہوں اس موقع پر مجھے کیا صورت اختیار کرنی چاہئے۔ یہ ۶۲ صفحات کی ایک مکمل کتاب ہے۔ آرٹ میپر شروع سے آخر تک استعمال کیا گیا ہے۔ مختلف رنگوں کی روشنائی نے متعدد پھولوں کا اچھا خاصہ باغ لگا دیا ہے۔ کتابت کا کیا کہنا۔ چھپائی کا کیا پوچھنا۔ جو باتیں اچھی سے اچھی ہو سکتی تھیں وہ سب اس میں نظر آتی ہیں۔! وجود ان سب خوبیوں کے قیمت صرف عیر ہے :

ماسٹر صاحب کو خوش نصیبی سے ذوق سلیم کے ساتھ سانھی بھی بڑے بڑے اہل کمال ملے ہیں بلوئی محمد ایل صاحب پانی پتی اور براہ کرم جناب جو ش معمولی شخصیت کے لوگ نہیں گذشتہ خاص نمبروں میں جو محنت ان

حضرات نے کی اور جس قابلیت سے مضامین لکھے اور جس عنوانوں سے نظم و نشر کو رسالوں میں جگہ دی اس سے بخوبی سلیف کا اظہار ہوتا ہے وہی باتیں ان کے اعترافِ کمال کے لئے کہنا کم تھیں کہ اس نمبر کی ترتیب دینے والے نے اور بھی اسے زلے کو گر و بار بنا دیا۔ ادب میں نظم و نشر وہی چیزیں ہیں ان دونوں کے لئے یہ دونوں مایہ ناز ہستیاں کچھ کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی نظم یا شعر معیار سے گری ہوئی کبھی اس رسالے میں نظر نہیں آتی۔ اس نمبر میں مولوی محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے چھوٹے بڑے دس مضامین لکھے ہیں اور سب اچھے ہیں۔ مگر نوعیت کے لحاظ سے میرے خیال میں نیکو جو علی نمبر کے معزز مضمون نگار، ”سوانح حیات ملک معظم“ پیکرِ تمہمت و خلوص ماسٹر جگت سنگھ صاحب کے حالات کا پڑھنا دلچسپی سے خالی نہیں۔ ان مضامین کی اہمیت بہت کچھ ہے۔ لہذا میں انہیں کے متعلق اظہارِ خیال کرتا ہوں۔

پہلے مضمون میں میرے لئے بھی ایک آسانی ہے۔ اگر میں اپنے اس مختصر سے مضمون میں نام بنام ہر شخص اور ہر مضمون کے متعلق لکھنا تو طوالت کا اندیشہ تھا۔ پھر قریب قریب وہی باتیں اس میں بھی ہوتیں جو اس میں تھیں اس لئے اس موقع پر میں یہی کہہ کر چھوٹا جاتا ہوں کہ جو کچھ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے معزز مضمون نگاروں کے لئے لکھا وہ بالکل بجا اور درست ہے جن حضرات کے مضامین اس نمبر میں ہیں میری طرف سے بھی وہی الفاظ قبول فرمائیں جو ان کے لئے لکھے جا چکے ہیں۔

حضور ملک معظم کے سوانح حیات پر بہت کچھ روشنی ڈالی گئی ہے جس کو جتنے واقعات معلوم تھے۔ اس نے ان کو نہایت قابلیت کے ساتھ لکھا مگر یہ کوئی ضرور نہیں کہ سب کی واقفیت اور ہر شخص کی تحقیقات کا رتبہ یکساں ہی ہو۔ علاوہ اس کے وہی ایک بات کوئی اور لفظوں میں کوئی اور پیرائے میں لکھتا ہے۔ طرزِ نگارش سب کی ایک نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک میں غور کرتا ہوں مولوی محمد اسماعیل صاحب کا مضمون بہت مکمل ہے یعنی کوئی ضروری بات حتی الوسع چھٹنے نہیں پائی۔

فی الحقیقت ماسٹر جگت سنگھ صاحب کے تفصیلی حالات اس وقت تک کسی کو معلوم نہیں تھے نہ انہوں نے خود کبھی کچھ لکھا نہ کسی کو اور ضرور توجہ ہوئی مولوی محمد اسماعیل صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کو سختی سے احساس کیا اور اسی احساس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سب لوگ ماسٹر صاحب کے کارناموں سے واقف ہو رہے ہیں۔ ان واقعات کے پڑھنے سے ان کی عزت میری نگاہوں میں اور بڑھ گئی۔ درحقیقت اگر دل سے کوئی کوشش کرے تو تو اپنے سے اعلیٰ مراتب پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ لوگ جو کام کرنا نہیں جانتے اور تقدیر ہی پر شکر و صابر رہ کر اپنی ترقیوں کی فکر نہیں کرتے وہ ان حالات سے سبق لیں۔ اور دل میں سوچیں کہ جو شخص پہلے معمولی آدمی خیال کیا جاتا تھا آج وہ اپنی محنت اپنی کوشش اپنی مستعدی کے سبب سے کن مراتب پر فائز ہے اول تو یہ واقعات

ہی بہت دلچسپ تھے۔ پھر مولوی محمد اسحاق صاحب کے اندازِ تحریر نے اور بھی دلکشی پیدا کر دی ہے۔ میں نے تین بار اس مضمون کو پڑھا اور اپنے خاندان کے بچوں کو بھی اس خیال سے دکھایا کہ ان میں بھی حوصلہ پیدا ہو اور یہ اچھی طرح یہ ذہن نشین ہو جائے کہ ترقی کے لئے محنت و کوشش کی بھی بہت ضرورت ہے :

بادش نیر جناب جوش نے ہدیہ تہنیت میں صرف دو شعر کہے ہیں مگر یہ شعر دونوں جہان پر بھاری ہیں :

تجھے لے جا رہی پنج حشرِ سلطانِ مبارکؔ  
یہ سلور جو بلی کی جلوہ سامانی مبارک ہو

ترے اقبال نے سارا جہاں تسخیر کر ڈالا  
جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی مبارک ہو

پہلے شعر میں جارج پنجم حشرِ سلطانِ سلور جو بلی۔ جلوہ سامانی یہ الفاظ نہیں گننے جڑے ہیں۔ ترکیب کے لحاظ سے بھی خوب ہے۔ کوئی لفظ بے محل نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اسی موقع کے لئے یہ الفاظ بنائے گئے تھے دوسرے شعر کی تعریف میرے ارکان سے باہر ہے۔ سارا جہاں تسخیر کر ڈالا۔ اس فقرے کے لئے بند پیچ

جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی خاص الفاظ ہیں۔ اور ان کے مقدم و مؤخر میں شاعرانہ نکتہ ہے۔ پہلے

جہاں گیری اس کے بعد جہاں داری پھر جہاں بانی اللہ کے مدارج سبحان اللہ جس قدر بھی داد دی جائے وہ کم ہے۔ بڑے بڑے الفاظ اور غیر مانوس ترکیبوں کے استعمال کرنے والے کہاں ہیں۔ انہیں اور اس

شعر کی سلاست کو دیکھ کر تر بان ہوں۔ آج حضرت داغ زندہ ہوتے تو اپنے شاگرد کا یہ شعر سن کر وجد فرماتے :  
نغمہ مسترت یہ حضرت جوش صاحب کی دوسری نظم ہے۔ میں جن باتوں پر مٹا ہوں یہ ان سے خالی نہیں۔

تمام شاعرانہ خوبیاں شروع سے آخر تک موجود ہیں۔ اول تو زمین نئی پھر آبدیدھی سیدھی باتیں۔ سادے سادے الفاظ جن کو انسانی نزاکت ردیف کیا کیا دیکھوں کس کس کو سراہوں۔ چونکہ اس نظم میں صرف سات اشعار ہیں اس لئے سلیقہ سیرا اس کو کہنا بے جا نہ ہوگا :

سرورِ زنِ رائیٹل بیچ ہیں پورا اہتمام کیا گیا ہے اور یہ بات دکھائی گئی ہے کہ سلور جو بلی فنڈ کی رقم ایسے

ایسے کاموں میں صرف کی جا بیگی جن پر تندرستی اور حفظانِ صحت وغیرہ کا دار و مدار ہے۔ فہرست مضامین سے پہلے ملک معظم و ملکہ معظمہ کی لاجواب رنگین تصویریں ہیں۔ ان تصویروں کے بعد اپنے موقع سے گورنر صاحب

پنجاب کا فوٹو ہے۔ پھر ایک صفحہ پر ملک معظم کے ہم نام جتنے بادشاہ ہوئے ہیں ان کی تصویریں اور ہر تصویر کے نیچے ولادتِ تاجپوشی اور وفات کے سنہ بھی درج ہیں۔ انہیں باتوں پر اکتفا نہیں۔ صفحہ ۵۸ اور ۵۹ کے

درمیان میں آپ کو شاہی نسب نامہ بطورِ شجرہ کے ملے گا۔ اور اس میں بھی خاص خاص اراکین کی تصویریں اور بہت سے نام نظر آئیں گے۔ اس کے علاوہ ایک شجرہ آور بھی ہے جس میں ملک معظم کی آل و اولاد کے نام اور

ان کی تصویریں ہیں۔ پھر لوازماتِ شاہی کی تصویریں ہیں جن کا استعمال تاج پوشی کے وقت ضروری سمجھا

جاتا ہے۔ سب سے آخر صفحہ کسی طرح معتمد سے کم نہیں۔ سرسری نگاہ میں کوئی بات نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن غور کرنے سے عجب عجب سرستہ راز کھلتے ہیں۔ یہاں تو یہی سمجھا ہوں باقاعدہ دفاتر زراعت کے آلات۔ ہوائی جہاز۔ ریل۔ کار۔ سائیکل۔ اسپتال۔ ڈاکخانہ وغیرہ۔ غرض اُن ایجادوں کے مرتفع ہیں جن کا تعلق ملک معظم کے عہد مبارک سے پایا جاتا ہے۔ عدل کے لحاظ سے ترازو۔ سیاست کے خیال سے شیر بکری کا ایک گھاٹ پانی پینا۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی کے مذہبی احترام سے مسجد۔ مندر۔ گرجا وغیرہ ساری باتیں اپنے اپنے موقع سے دکھائی گئی ہیں۔ میں کہاں تک ماسٹر صاحب کی محنت اور کوشش کی داد دوں۔ اس محل پر انہوں نے روپیہ پانی کی طرح بہایا اور اپنے مقاصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے۔ میں نے اس موقع پر دو نظمیں لکھی تھیں۔ ایک تو اسی نمبر میں شائع ہو گئی۔ دوسری اب بھیجتا ہوں۔ اگر چھپ گئی تو خیر اور نہ چھپی تو مجھے شکایت بھی نہیں کیونکہ وقت گزر چکا ہے۔ فقط ۛ

نور ناروی

## اس ضد میں مری جان بھری جان جائے

(نباض سخن حضرت آزاد حسن سہستانی)

گو جان چلی جائے نرا دھیان نہ جائے      سب کچھ ہو مگر دل سے یہ مہمان نہ جائے  
کیوں اس پہ اٹے ہو کر کہیں اُن نہ جائے      اس ضد میں مری جان! مری جان نہ جائے  
بیٹھے ہیں سر بزمِ عدو جیس بدل کر      یہ اس لئے کوئی اُنہیں سچپان نہ جائے  
واعظ کی نصیحت کا دلوں پر ہوا اثر خاک      خالی ہو رہا ہے تو کوئی مان نہ جائے  
میں اپنے خطِ شوق کا قاصد نو بنا ہوں      وہ جان نہ جائے کہیں سچپان نہ جائے

وابستہ جس ارمان سے ارمان ہیں دل کے

لے سزا از مرے دل میں ہر ارمان نہ جائے

# تاریخ پنجاب کا دہشتہ ستارہ

خالصہ عہد حکومت کا ٹوڈر مل

## دیوان ساون مل ظہیم ملتان

(جناب لالہ پرمانند صاحب ایم۔ اے سپرٹنڈنٹ دفتر انگریزی جھنگ بمبائیہ)  
 سکھوں کی تاریخ کے آسمان پر یوں تو بہت سے ستارے چمک چکے ہیں لیکن جو شہرت عزت  
 تمہید کے دیوان ساون مل کو میسر آئی وہ بہت کم کسی اور شخص کے حصہ میں آئی ہوگی، دیوان ساون مل کی  
 ہستی بلا شک و شبہ اس قابل ہے، کہ جب تک دنیا قائم ہے، اُس کا نام چاند اور سورج کی طرح چمکتا  
 رہے۔ ساون مل محنت، ایمانداری، وفا شعاری، حوصلہ، استقلال اور دیگر صفات حسنہ کے زبور  
 سے منصف تھا۔ اور سچ پوچھئے تو انہی خوبیوں نے اس کو ایک اعلیٰ منشی سے اٹھا کر دیوان کے  
 منصب عالیہ تک پہنچا دیا۔

خالصہ حکومت کے لئے دیوان ساون مل نے وہی کام کیا، جو راجہ ٹوڈر مل نے حکومت  
 ساون مل ناظم ملتان کمشنریہ کے لئے کیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے، کہ سر ڈنزل ایبسن نے جو خود صوبہ پنجاب کے  
 لفٹنٹ گورنر رہ چکے ہیں، دیوان ساون مل کو خالصہ عہد حکومت کا ٹوڈر مل کہا ہے، ساون مل ۱۸۴۲ء سے  
 ۱۸۴۴ء تک ہمارا راجہ رنجیت سنگھ اور اس کے جانشینوں کے عہد میں صوبہ ملتان کا گورنر رہا، اور اس  
 عرصہ میں اُس نے جتنی ہوشیاری اور عقلمندی سے نظامت کے فرائض سرانجام دئے۔ وہ حقیقت  
 اسی کا حصہ تھا۔

ہمارا راجہ رنجیت سنگھ کے ملتان فتح کرنے سے پہلے بلکہ اس کے کچھ عرصہ بعد تک صوبہ ملتان بدلتی اور  
 بدانتظامی کا گوارہ بنا رہا، ناظموں کا کوئی اقتدار باقی نہیں رہا تھا۔ جو جس کے جی میں آتا تھا، کرتا تھا۔ نیندا  
 اور جاگیردار کمرش ہو گئے تھے۔ چوری اور بدکاری عام تھی، اس پر طرہ یہ ہے کہ حکام نے رعایا کو اپنے ظلم کا



نخشۂ مشرق بنارکھا تھا۔ غرض کہ یہ صوبہ جس کو شاہی کاغذات میں ”دارالامان لٹنان“ لکھا جاتا تھا، نہ باہمی اور بربادی کا گھر بن رہا تھا لیکن جب ۱۸۲۲ء میں یہی صوبہ دیوان ساون مل کے سپرد ہوا، تو اُس نے اس کا بندوبست نہایت حسن خوبی سے کیا، رعایا کی آبادی و بیہودی کے لئے بیحد کوشش کی، آبپاشی کے لئے پرانے نالوں کی صفائی کرائی، بعض نئے نالے کھدوائے، اور ایسے ایسے وسائل پیدا کئے جس سے رعایا کو امن و امان اور خوشحالی حاصل ہوئی۔ اور اس کا فوجی اور ملکی نظام بھی نہایت قابل تعریف تھا:

**نظام الملک سیاحی**۔ دیوان ساون مل نے ایک زبردست تدبیر کے ساتھ ملک پر حکمرانی کی، اور عوام کی بہتری کے لئے بہت سی اصلاحیں جاری کیں، اگرچہ اس میں شک نہیں، کہ جب تک وہ جیا۔ طبع زر کی سیاری میں مبتلا رہا، مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ وہ رعایا کی بیہودی اور بھلائی دل سے چاہتا تھا اس کی شہادت اس کا وہ مجوزہ دستور العمل یا فردائیں ہے، جو ہر نئے کاردار کو تعیناتی پر اس لئے ملتا تھا، کہ وہ اس پر عمل پیرا ہو۔ اُس فردائیں کی نقل درج ذیل ہے:

**فردائیں مجوزہ دیوان ساون مل**۔ اول: تعلقہ میں ہینچکر رعایا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اور اس امر کی انتہائی سعی کریں، کہ جہاں تک ممکن ہو سکے آبادی میں ترقی ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے، کہ رعایا پر فزہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے:

**دوم:** تعلقہ کی حفاظت قرار واقعی کرے، چوری اور بدکاری ہر گز نہ ہو، اگر کوئی چوری کرے، تو پہلے تحقیقات کرائی جائے، اگر جرم ثابت ہو، تو سزائے قید دی جائے۔ دوماہ کے بعد فرد تفصیل قرار چوروں کی بنا کر ہمارے پاس بھیجے، اس پر جو امر مناسب ہوگا، اس کے حق میں رہائی یا جرمانہ کیا جائیگا:

**سوم:** معاملہ زمین ہائے متعلقہ کے قرار داد پر ہر دو فصل میں بموجب اقساط ذیل وصول کر کے بھیجیں۔

| فصل خربز | فصل رنج  |
|----------|----------|
| قسط اول  | قسط اول  |
| قسط دوم  | قسط دوم  |
| قسط سوم  | قسط سوم  |
| ۱۵ مگھ   | ۱۵ مگھ   |
| ۱۵ پوہ   | ۱۵ پوہ   |
| ۱۵ مارچ  | ۱۵ مارچ  |
| ۱۵ اپریل | ۱۵ اپریل |

چہارم: تمام اجناس کا نرخ نامہ بدست خط یکم ہڑ کو بھیجا کریں:

پنجم: حساب کی مابقی ماہ بجا دوں میں دفتر میں آکر کر جایا کریں:

ششم: دریائے گھارہ (تلج) کے پار کے مفدمات بذریعہ نوشت و خواند فیصل ہو کر کریں:

ہفتم: نالوں کی کھدائی ہر وقت ہو کرے، تاکہ پانی کے موسم میں پانی کی انتظار اور دقت نہ ہے:

ہشتم:- بوقت بٹائی مندرجہ ذیل اشخاص کے حساب میں تطابق ہونا لازمی ہے:-

محزر ، دبیر ، تیج

نہم:- کسی سے رشوت ہرگز نہ لو۔ اور نہ ہی محزروں کو طامع بننے دو۔ ان سب باتوں کے تم ذمہ دار ہو۔  
دھم:- سپاہیوں کی تنخواہ بعد منہائی ان رقمات کے جو ان کے ذمے ہوں، بموجب آئین مقررہ تعلقہ خود اپنے ہاتھ سے دیا کر دو۔

بنو بست مالگزاری :- دیوان سادون مل جیسا انتظام مالگزاری میں طاق تھا، ویسا ہی بندوبست مالگزاری میں بنو بست مالگزاری کا تھا۔ اس کا انتظام اس کے زیر حکومت ملک کے حالات زراعت کے عین مطابق تھا۔ اور یہ امر موجب دلچسپی ہے، کہ کثیر تجربہ کے بعد سرکار انگلشیہ نے بھی کئی صورتوں میں اسی کے طریق تشخیص پر عمل کیا ہے۔

دیوان سادون مل کے طریق حصول مالگزاری پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے، لیکن یہاں ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ کچھ بیان کرتے ہیں۔

(۱) قابل کاشت زمین کو غیر مزروعہ نہیں رہنے دیا جاتا تھا، اور جس طرح بھی ہو سکتا تھا، اس کو کاشت میں لانے کی کوشش کی جاتی تھی، اگر مالک زمین اس کو کاشت نہیں کر سکتا تھا، تو حکومت کا فرض تھا، کہ وہ بعض کاشت کسی دوسرے کے حوالے کر دے۔ اس کے لئے یہ اصول قائم کیا گیا تھا، کہ مالکوں کو پیداوار سے کچھ حصہ ملے، جو عموماً آدھ سیر فی من ہوتا تھا۔ اور جہاں پیداوار ماپ کر تقسیم کی جاتی تھی، وہاں ایک پالی فی پیڑ (۱/۲) ہوتا تھا۔ بعض صورتوں میں مالک اراضی کو اتنا وقت حاصل ہوتا تھا، کہ وہ آباد کرنے کے وقت مزاد سے نذرانہ بھی لے لیا کرتا تھا۔ آبادکار کاشتکاروں کے لئے یہ قاعدہ مقرر تھا۔ کہ ان کو کاشت کرنے کے صلے میں ایک چاہ کے تمام زقبہ اراضی پر یا ہر چاہ کے کچھ حصہ اراضی پر بلا ادائیگی معاملہ قابض رہنے کی اجازت تھی۔

(۲) سادون مل نے فائدہ منہ جیکے دیکر نئے چاہات کھودنے اور پُرانے چاہات کی مرمت کی ترغیب دلائی۔ اس کے وقت میں عام دستور یہ تھا، کہ ٹھیکہ میں سال کے لئے ایک مقررہ شرح پر دیا جاتا تھا، جو عام طور پر مبلغ ۱۲ روپیہ ہوتی تھی یعنی سات روپے فصل ربیع میں، اور پانچ روپے فصل خریف میں، یہ دستور سست۔ پیسج۔ بارہ کے نام سے مشہور تھا۔

(۳) جن آبادکاروں اور کاشتکاروں کے پاس روپیہ نہیں ہوتا تھا۔ ان کو زر تقادی تقسیم کیا جاتا تھا تاکہ وہ بیل وغیرہ خریدا سکیں۔

(۴) اگر کاشت شدہ فصلوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچتا، یا کسی وجہ سے وہ مکمل طور پر پک نہ سکتیں، تو ان کے لئے معافی کا دستور تھا، اور اس مطلب کے لئے خاص قواعد خرابہ بنائے گئے تھے۔

(۵) غیر آباد علاقوں کو آباد کرنے کی غرض سے اضلاع ملحقہ کے مزارعوں کو بلا کر مرغی دی جاتی تھی۔

تشریحات: زرعیہ کے وصول کرنے میں خاص احتیاط برتی جاتی تھی، چنانچہ اس بات کا ضروری سادہ طریقہ تشخیص کا لحاظ رکھا جاتا تھا، کہ تشخیصات اس طریقہ سے کی جائیں جس سے کاشتکار خوش ہوں اور جس سے سرکار کا مایہ بھی بچے، اور اس کے بعد اس کے حصول کیلئے مفصلہ ذیل طریقوں کو اختیار کیا جاتا تھا۔

(۱) ہر ایک ”اٹاڑ“ یعنی اونچی زمین کے چاہ پر مقررہ نقد معاملہ لگانا۔

(۲) درباری علاقہ جات کی جھلاروں اور چاہات کے ٹھیکے بعض اوقات نقد مقررہ مطالبہ پر دئے جاتے تھے

گو خاص خاص عہدہ فصلوں مثلاً گندم یا نیل پر معاملہ خاص شرحوں سے بجا جاتا تھا۔

(۳) زیرغیاہ زمینوں پر پیداوار کا واجبی حصہ جنس میں وصول کرنا بعض دفعہ نقد فی شرحیں لے لینا۔

(۴) باقی ماندہ چاہات پر زمین اور موقع کے لحاظ سے معاملہ وصول کرنا۔

(۵) فضول اصوات جاگیرات و معافیات کو بقدر ضرورت کم کر دینا۔

تاریخ میں سادہ درجہ بالا خلائق سے ظاہر ہے، کہ سادہ مل نے کس طرح ایک ایسے ملک کو تازہ رخ میں لایا اور اس کا ایک صدی کی بدانتظامیوں سے ایران ہو چکا تھا، از سر نو سرسبز و شاداب بنانے میں کوئی طریقہ فرگذاشت نہ کیا، اور اس امر کا اندازہ کہ اس کے زمانہ میں عوام الناس، آسودہ اور مرفہ الحال تھے، اور اس کا طریق مالگداری آبادکاروں اور کاشتکاروں میں کس قدر معقول تھا۔ ان مختلف پنجابی گیتوں سے لگایا جاسکتا ہے، جن میں سادہ مل کی قابلیت کے کُن گائے گئے ہیں۔ اور اس کی سبب تعریف و توصیف کی گئی ہے، اور جو بچوں اور بوڑھوں سب کی زبان پر چڑھے ہوئے تھے۔

نہ صرف ملتان اور اضلاع ملحقہ کے لوگ ہی سادہ مل کے کُن گاتے تھے، بلکہ اس زمانے کے یورپین اور ہندوستانی مصنفین اور سیاح وغیرہ بھی اس کی تعریف میں طب لسان میں مثلاً منشی عبدالکریم اپنی تصنیف ”تاریخ پنجاب مختصر“ لاجواب میں یوں قلم اڑا رہے۔

”بدانکہ سادہ مل نامی پدر دیوان مولراج از عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ بصبوبہ اری ملتان منصوبہ مامور بود، و سال بسال زر مالگداری صوبہ ملتان را تمام و کمال در سرکار لاہور میرساند، و فارغ خطی بیباتی سال تمام از ہلکاران سرکار گرفتہ پیش خود میداشت، و ہم ملک از حسن تردد و انتظام اوس سرسبز و رعایا از عدل انصاف اور امنی خوشنود بود، و خود نیز در ہمہ امور مزاج و فرمانبرداری در بار موصوف می ماند، بدین سبب اہلبان سرکار

برصالح اُو مہربان بودند“:

اسی طرح رائے زادہ رتن چند۔ اپنی تاریخ ”خالص نامہ میں جو خالصہ عہد حکومت کی ایک قابل قدر اور بے مثل تاریخ ہے، اور جو ۱۸۳۳ء میں لکھی گئی تھی، دیوان سائمل کے متعلق لکھتا ہے:-

”چون بھون وعنائیت الہی و انقبال عدو مال حصہ شہنشاہی تمام انتظام ہم سلطنت بوجہ حسن صورت پذیرگشت، برصوبہ ملتان خرویش خیر اندیش فرست عمل دیوان سائمل ساکن اکال گڑھ را کہ بعقل و تدبیر امتیاز تمام داشت باں منصب والا اختصا صاحب شہیدند، اکل معاملہ فہم کارشناس کرلباس کاروانی و قبایس طبوس بود، لوازم معاملہ دانی و مراحم کارا گئی رہنمائی عقل خورده دال بجا آورده از فرط دانش و تمیز چنان انتظام صوبہ ملتان از عدالت گستر می و انصاف دہی بانجام داد، کہ بڑوشیر از یک منہال آب میوشیدند، آوازہ معدلت و غریب نوازی آں خاتم زمان با کثافت جہاں امتیاز یافت، بطفیل نیکانانی و اوصاف حمیدہ منظور الانظار عاطفت شہنشاہی گردید“:

یورپین موزخوں میں سے سر ہر برٹ ایڈورڈ صاحب کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے، سر ہر برٹ جو فاتح ملتان تھا، اور اگرچہ دیوان سادن مل کے بیٹے مولراج کا جانی دشمن تھا، تاہم دیوان سادن مل کے متعلق اس کا خیال کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ لکھتا ہے:-

”جو کچھ میں نے سائمل کے متعلق سنا ہے، یا جس قدر کہ میں نے اُس کا دیکھا ہے، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائمل دیوان کا طرز حکومت بہ نسبت اُس کے دیگر ہم عصروں کے بڑش اندیا کے حکموں کے زیادہ شاہجہاں“ اسی طرح چند نہایت قابل قدر و قیمتی خیالات کا اظہار ”کنکٹ ریویو“ کے اس پرچہ میں کیا گیا ہے جو دیوان سادن مل کی وفات کے ایک ماہ بعد چھپا تھا، اُس میں لکھا ہے:-

”... میں برس تک یہ ملک اس لائق دیوان کے زیر حکومت رہا پنجاب میں اس عہد ایک لٹانی عہد رہا ہے۔ خصوصاً اس بنا پر کہ اجدد صہبان سنگھ جو تقریباً اس سائے عرصے میں مدار المہام رہا، دیوان کا جانی دشمن تھا، اور اکثر دفعہ علانیہ اور خفیہ طریق سے اس کو تنباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے، اسی ریویو کی متحد اشاعتوں میں ہم نے دیوان کے چلن اور انصاف کے متعلق چند قصص بیان کئے تھے، اب صرف اس قدر لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں، کہ دیوان سائمل مقابلاً کسی دیگر حاکم یا گورنر کے جس نے پنجاب کسی حصہ پر حکمرانی کی، اپنے بعد سب اعلیٰ اور روشن نام چھوڑ گیا قصہ کوتاہ دیوان سائمل اُن معرودے چند شخصیتوں میں سے تھا جنہوں نے سلطنتیں یا حکومتیں قائم کی ہیں“:



# سلور جوہلی

## حصو پر نور خارج خیمہ ام قبت

(از حضرت قبلہ نوح ناڑی)

نوٹ : اگرچہ وقت گزر چکا ہے اور اس لئے یہ بے ضرورت ہے مگر نظم کی خوبیاں اسے

جوش مسیانی

باعث ہونے کی پُر زور سفارش کرتی ہیں :

مشورہ فرماتا اتر لائی ہے سلور جوہلی سر بسر تصویرِ برعنائی ہے سلور جوہلی

خود تاشا خود تاشائی ہے سلور جوہلی جشنِ شاہی دیکھنے آئی ہے سلور جوہلی

جوہلی کی منزلت مشہور ہے معلوم ہے

جوہلی کی جوہلی کی جوہلی کی دھوم ہے

وہ چلی وہ پہیلی وہ دوڑی وہ آپہنچی گھٹا وہ بیکار یک برقی چمکی وہ چلی ٹھنڈی ہوا

وہ پھری رست وہ بہا عیش نے بدلی فضا وہ خزاںِ نصرت ہوئی وہ جوڑ صر صر گیا

خضر بن کر لطفِ عمر جاواں لینے لگا

باغِ بانِ سرو قد انگڑائیاں لینے لگا

ہر شجر ہر پھول ہر غنچے کا طرفہ بانگیں اللہ اللہ حسن گلشن رنگ گلہائے چمن

چاندنی سورج مکھی چمپا جمیل نسترن ڈالی ڈالی ہے پری ایک ایک پتی ہے دھن

زلفِ سنبل دیدہ زگس کو دیکھا چاہئے

سینکڑوں ناز آفریں کس کو دیکھا چاہئے

جمع میخانے میں سو سو قسم کے نوش بھی کچھ حواسِ ہوش میں کچھ بے خود و بے ہوش بھی

زہدِ فخرِ شرم سے منفرد بھی روپوش بھی ہو گئے زہاد دستِ بادۂ سر جوش بھی

دورِ جام اکثر چلے بہتر چلے خوش تر چلے

خم ٹھکے بوتل کھلے میسنائے ساغر چلے

چار چھ دس بیس کیا موجود ہیں لاکھوں سبُو اُتنی اگر وہ پئے جس کو ہو جتنی آرزو  
کیوں صبحی کش کریں بے کار سعی و جستجو نہر فیض عام ساقی کی رواں ہے کو بکو  
بزمِ خسرو و محفلِ جم کا خیال آتا نہیں  
عبدِ ماضی پر یہاں رندوں کو حال آتا نہیں

ہے عبث خاموش مطرب چھیرے چنگِ رباب جارج پنجم کو سناٹے نغمہ ہائے کامیاب  
جارج پنجم کون گر دوں بارگِ رفعت مآب جارج پنجم کون عالی مرتبہ والا حیناب  
جارج پنجم رشکِ شاہانِ سلف مانے گئے  
جارج پنجم مالکِ فخر و شرف مانے گئے

جارج پنجم نیک طبع و نیک وضع و نیک ذات جارج پنجم راحت و آسائشِ روح و حیات  
جارج پنجم سے نہیں پوشیدہ ملکی واقعات جارج پنجم کا قلم ہے جارج پنجم کی دوات  
جارج پنجم نے وقارِ خاص پیدا کر لیا  
جارج پنجم نے خدائی بھر کو شیدا کر لیا

جارج پنجم پاک سیرت پاک طینت پاک دل جارج پنجم پاک خصلت پاک طینت پاک دل  
جارج پنجم پاک نیت پاک طینت پاک دل جارج پنجم پاک عظمت پاک طینت پاک دل  
جارج پنجم سے کوئی طرزِ حکومت سیکھ لے  
جارج پنجم سے کوئی شانِ سیاست سیکھ لے

شرحِ اوصافِ کوئنِ میری نہیں آسان بات جمع اک پیکر میں لاکھوں خوبیاں لاکھوں صفات  
فکرِ عالم پروری سے کس گھڑی پائی نجات ہر گھڑی بذل و کرم سے اسطہ دن ہو کہ رات  
کہتے ہیں جس کو زمانہ وہ یوں نہیں یاور رہے

دامنِ مریم کا سایہ فرقِ اقدس پر رہے  
اور بھی ثروت بڑھے وقعت بڑھے عزت بڑھے اور بھی سطوت بڑھے شوکت بڑھے جنت بڑھے  
دل بڑھے ہمت بڑھے قوت بڑھے دولت بڑھے الغرض اقبال ہر صورت سے ہر ساعت بڑھے

نوحِ قبی کشتی و طوفان سے اب آزاد ہیں  
جوبلی دربار میں محوِ مبارک باد ہیں

# دیہاتِ ہادی اکھالی (پنڈواں دخیال دے مطابق)

(دولوں - شیخ خادم نئی الدین بیکچرار گورنمنٹ کالج لائل پور)

## نماکے کھڑاری

- ۱۔ لہنا سنگھ - پنڈواں المبردار -
- ۲۔ سرمدار علی - دیہاتِ سدھارے محکمے دیکچرار -
- ۳۔ منشی کرم داد - پنڈے سکول دامدڑس -
- ۴۔ جلال دین - پنڈواں چودھری -
- ۵۔ گہنا -
- ۶۔ گمکھا - پنڈے دوزمیندار -
- ۷۔ بہادر کاماں -
- ۸۔ رامال -
- ۹۔ مراد وغیرہ - سکول دے منڈے -
- ۱۰۔ ڈھول والا -
- ۱۱۔ بھولی - جلال دین دی ڈھٹی -
- ۱۲۔ دوگواہنڈناں -

[ جھاکلی :- جلال دین چودھری دا گھر - لوہڑا دیلا - چودھری جلال دین نجی اُتے بیٹھا حقہ پیندا  
پیالے - اوہ دُوبٹی بھولی بیٹھی آگہندی لے - دُوروں دُصول دی ہولی ہولی وار آندی  
پئی لے ]

جلال دین - مخاں مٹھے آئے دی ہو پالیندی - اوہ لیچکر دین والا آیا ہو یا لے - گھڑی پل نوں  
اُوہنے روٹی کھان آدناں -

بھولی - (آٹا گہنی گہندی) ساڈے کولوں نہیوں روز روز دا کھپانا ہندا - ارج دروغہ آیا  
ای - کل جیلدار آیا ای - ارج فلاناں آیا ای - ایتھے کوئی سداورت لگا ہو یا لے ؟  
جلال دین - اوہ بھلے لوکے ! توں کدی پروہنے دے آؤن تے خوش ناں ہوئیوں - پروہنا  
گھر آئے تے آہن - لے نے جو رحمت دا فرشتہ آیا لے - توں سدا ای جاں جاں کر دی  
رہیوں ۔

بھولی - سائوں نہیں لوڑیدے - ایو جہے فرشتے - جیہڑے نت آکے جھگا روڑھدے رہن - ایہ

فرشتے نہیں کہ جن نے ۛ

جلال دین سکلیاں گلاں نہ کر یا کر اسی جو ساؤ ناسے ہوئے پینڈے چودھری۔ وڈا ناں ہڑا  
ساؤا۔ کل نوں لوکی کی اکھن گے جو گھر آیاں نوں ٹکی وی نہ وٹی ۛ

بھولی۔ کون اے ایڈا اوہ پروہنا۔ دس خاں مینوں ۛ

جلال دین۔ بھولے! تے ناسے اوہ پینڈا واپچکر دین والا افسرے ۛ

بھولی۔ لے! آیا وڈا پڑھا کو ۛ میں آکھیا خبرے کھانا نیدار آگیا لے۔ چودھری! توں تاں نرا

شدائی ایں۔ ایہو جیہاں توں تاں ایویں گلے بائیں ٹرخا دیٹی دالے ۛ

جلال دین۔ اوے بھلے لوکے۔ گلاں توں چھٹ تے روٹی دا آہر کر۔ چاہڑیا کیہا او ۛ

بھولی۔ چاہڑیا لے سر جندیاں دا۔ مسراں دی وال رجہ دی پٹی لے ۛ

جلال دین۔ جی تاں کر دالے لاندھی تیرے سرو وچ ماراں۔ مسراں دی کاہنوں چاہڑی آ ۛ

افسر پروہنے اگے دال رکھنے ۛ ۛ ۛ ۛ

بھولی۔ تے ہوو ادھ دے لئی کوئی پلا جندہ رہتی ایں ۛ دیکھاں آیا نا پند و صراف ۛ

جلال دین۔ تیری تاں مت ماری ہوئی لے۔ بھیر جا۔ دال توں بیٹھی کھائیں۔ بہادر رکھے فے

بہادرا۔ اوے بہادرا ۛ

بہادر۔ (اندروں اجی اوچودھری۔

جلال دین۔ اوے ایہدرا توں۔

بہادر۔ (اندروں ای) چوہدری! ڈنگراں نوں پیٹھے پاؤ نا پیا ۛ

جلال دین۔ ۛ اٹے اندر آتوں! ڈنگراں دا سکا۔ بہادر ہتھ وچ ٹوکا پھڑی آؤندا لے

بہادر۔ دس کیہا آہنا ایں چودھری۔

جلال دین۔ جانج کے اک چوچا پھڑیا۔ حلال کر لے۔

بھولی۔ اسیں چڑے چوچے کوئی نہیوں چاہڑے۔ ہئے ہنیر! مرمے کے ٹنگڑیاں پالیاں نہیں۔ تے

ساریاں لوکاں توں کھواں جاندای پیا۔

جلال دین۔ توں چپ دی کر۔ جیائے پھیتی وی کر۔ افسر نوں روٹی دینی لے۔

بہادر۔ چودھری! اپنے پتوچے تے سا لے ای ٹک گئے ہیں۔ آکھیں۔ تے وڈی لکڑی کرا لیا دا ۛ

بھولی۔ دیکھاں! رہندا انہیں ادانپٹر لکڑیاں کھان وال۔ خبردار! بے میری لکڑی نوں ہتھ وی



لایا توں گنگوڑی آندیاں نے آئی ہوئی ہے۔

بہادر۔ بے بے۔ فیر آٹکے لے آواں؟

بھولی۔ سرسواہ تیرے۔ تے کھیہ تیرے دیدیاں مچ۔ جاؤ۔ ہو اتھول! آیا لے خواجے دا گواہ ڈوؤ۔

جلال دین۔ اوئے توں ایہدیاں گڈاں ناں سُن۔ جاوی بھیج کے۔ کھٹھے لے گھروں چوچا پھڑے آ۔ تے مَن کوں حلال کرالیں پھیتی نال۔ مخے ہل دی اتھول مَن۔

بہادر۔ بچھا چوہدری! آ لے۔ چلیا ای۔ (بہادر جاندا لے)

بھولی۔ آہندے نے۔ بگانی چھا، تے مچھاں سنا۔ کل توں گھر لو آؤج کے تے ہتھ وچ ٹھوٹھا بھڑکے منگدا پھریں۔ فیر چوہدری مَن داسوا دل جاؤ مینوں۔

(لہنا سنگھ مہر دار باہروں اوڑ ماردا لے۔ چودھری۔ چودھری! گھرائیں؟)

جلال دین۔ بھولے! اندر جا۔ لمہر دار آیا ری (بھولی اٹھ جاندا لے) آجا لمہر دار!

لہنا سنگھ۔ (اندر آکے) صاحب سلام! چودھری۔

جلال۔ صاحب سلام! آ بھئی لہنا سیاں! کیکن آیاں ایں؟

لہنا۔ چودھری! او بچکر کرن والا آیا ای۔ تے مَن شام نوں اوہنے پنڈ وچ اکٹھ کراؤ ناں۔

جلال۔ سنہیا تے مینوں اٹھ پڑیا سی اوہنے آؤن دا۔ تے مَن اوہدی روٹی دا آہر پیا کر داساں۔

ہچھا! اکٹھ کراؤ ناں ایں، کیوں خیر لے۔ کوئی لام لگن لگی ہے۔

لہنا سنگھ۔ اوئے نہیں چودھری! اوہنے پنڈ والیاں نوں گھراں گھراں شے مہارن لئی کجھ

نصیحت دینی لے۔ توں وی اٹھ خاں جرا۔ مدرسے تائیں چل خاں۔ تیرے جان لنگوں

ہو رلوک وی آجاؤن گے۔

جلال دین۔ ہا؟ پر ایہ کم تاں جراتی (زرعتی) کالج والے کرے ہندے نہیں۔

لہنا سنگھ۔ اوئے چودھری! مَن سرکار ساریاں نوں ای ایس کم لئی دتی جاندا لے۔ چل مَن

دیر ناں کر۔ میں سکول کو لے ڈھول والے نوں اکھ آیا ساں۔ پئی وجائی جائیں۔ اکٹھ ہو جاک

اے تک تے بنداک نہیں آیا۔ توں اٹھیں تے بھاویں اکٹھ ہو جائے۔

جلال دین۔ پئی میں تے علی آدمی آں۔ میرے تے فیم کمان دا دیلا ای۔

لہنا سنگھ۔ تے فیم کھالے۔ کیہڑی ڈیر لگنی ایں۔ سگوں تگڑا ہو جاویں گا۔

جلال - میں تینوں نیک صلاح دساں رک  
لہنا سنگھ - دس بھئی -

جلال دین - میں نے آہنا آں، ایتھے ای سڈ لیا اوں پچکری ٹوں - جیہڑی گل کرنی سوکر لوے -  
چار بندے ایتھے ای لے آ - روٹی وی کھا لوے گا - نئے نصیحتاں وی کرے گا - آہنڈ گواہنڈ  
دی آجان گے - اوہنے کیہڑی کوئی سالوں بہشت دی راہ دکھاؤنی ایں؟ اوہو گلّاں تیرہڑیاں لگے  
سندے آئے آں - ہُن وی سُن لاں گے - کھا دنوں سبھال کے رکھو - قصا پیاں نہ تھیو - قربانہ  
لود - گھر سٹھرے بناؤ - بالال پچکریاں شے ویاہ نہ کرو - ہوو - ہوو اوہنے کیہہ جن چاہڑاں  
ہوہ اسماں تول تانے تان نہیں ناں توڑ بیاؤنے؟

بولی - (اندھر کٹھ کسے) لمبر دارا! ایہنوں چودھری لوں اوتھے ای لے جا - اسال نہیوں  
کھپ پاؤنی ایتھے - اگے پنجیریاں سُنیاں ہوئیاں نے ایہو جیہاں گلاں - دچھیاں ہسٹ  
جاندی اے) -

جلال دین - اوہ توں بیچھاں اندر جا کے - ہو یا کیہہ جے کچھ فیر سُن لوں گی ناں؟ مت ای آوگی  
ناں؟ جا بھئی اسنیاں! لے آؤں! انہوں انسپڑوں ایتھے ای - تے ناسے ڈھول ولے  
ٹوں سہی لیاویں -

لہنا - چودھری ٹوں آس نہ کر - اوہ ہی بنائی تھاں ای پچکر دین دی - ایتھے سٹھے آئے بندے  
آسکرے نیں -

جلال دین - اوے جا وی ٹوں - ہیٹھوں ڈھائی بندے آؤنے ایں - سیا پامکا پراں اوتھے  
جاؤن تے اوں ہُن اوکھا ای - پراں جھیتی جھیتی کم ہون شے - مہرہ - ہٹے اوتھے اوہی  
رات تائیں - ایہہ وی بلا مگر دس لٹھے - جمین دار کھیتاں ٹوں آکے پچکر ای سُن لگے نیں  
ٹھٹے -

لہنا سنگھ - ہا بھئی تیری مرضی (جاند اے)

بھولی - توں چنگی کھپ چاؤن لگا ایں لکرو - مدرتے تائیں جاندیاں سول اٹھدا ای؟ میں عانی  
آں ایتھو - بیٹھاؤں ڈھول وجائی جا -

جلال دین - اے تے تیرا مہاج لاؤ و انگ نہ رکھا ہو یا ہو یا لے - کیوں خبر تے - ہے؟  
بھولی - خیر سواہ ہونی ایں - پہلوں جا کے شاہوکار کولوں میریاں ٹو مہاں چھڑا کے لیا - تے ہو

گل پچھوں کریں۔ ناں کہتے ہیں جان جوگی ناں آؤن جوگی۔ توں فرجے چک چک کے اپنا  
 چوہدر پ پیا گا۔ ایستھے بھاویں جھٹکا الی الی پیا ہوئے۔ درون لگ جاندی لے (تینوں  
 کی لے)۔ فہیم کھادی بھٹہ منہ توں لایا۔ تے دھٹہ تے ہتھ پھیر چھٹا یا۔  
 جلال دین۔ لے بھئی۔ بس ایہو ای گل سی۔ میں چھیتی اسی تیریاں لٹوساں چھڑا لیا واں گا۔  
 دانیال داسو دا ہولین ہے۔ گھا برنی کیوں ایں۔ جا خاں اندروں میری ہفہم دی ڈتی لے  
 آ۔ جاشا با! دروندی جاندی لے۔ گھٹا تے گنتا آوندے نیں)  
 گھٹا تے گنتا۔ چودھری صاحب سلام۔

جلال دین۔ آدھئی صاحب سلام۔ بیہہ جاؤ۔ گھٹیا آتینوں بہادر بلیا سی ؟  
 گھٹا۔ آہو چودھری لے گیا لے چوچا۔ آہن اسی پکری نے روٹی کھاؤن آونا ایں ؟  
 چودھری۔ شاہنہ بھئی۔ ساٹے چوچے ملک گئے سن۔ ایں کر کے تینوں کھیل کرنی پئی۔  
 گنتا۔ کھیل کا ہادی چودھری! ایہہ وی تیرا ای گھراے۔ سب تیرا مال اے۔  
 بھولی۔ (سر باہر کدھ کے، گھنٹہ کدھ بھیا ہو یا) آ، ڈتی پھرتیں چودھری! (پچھاں ہٹ جاندی  
 لے۔ چودھری اٹھ کے ڈتی پھرتیں لے، نئے ہفہم کھان لگ جاندے)۔  
 جلال دین۔ مناؤ بھئی اچ فیر اکٹھ دا ڈھول پیا وچ دا لے پکڑ ہونا ایں بھاویں تاں ؟  
 گنتا۔ آہو۔ اسی تے مارے نوں چٹے سال۔ راہ وچ لٹنا لیا اے چودھری دے گھر  
 اکٹھ ہو دیگا۔ سوئی ایں ایدھر مڑ آئے ؟

گھٹا۔ اچے تاں اٹھ دن نہیں گزرے اوہ آیا سی جراتی کالج والا۔ سٹڈی رولز دیاں  
 کیڑیاں دا پکڑ دین۔ مہن ایہہ ہو راک بلا آگئی لے۔ ساڈے لئی تاں چنگا پوڑا پئے  
 گیا۔ ایہہ کی بکھیرا سرکار نے بنایا لے بھئی ؟

جلال دین۔ کوئی نیک صلاح اسی دے دیسے نیں۔ ساڈا وی کجھ جاندے لے ؟  
 گنتا۔ پر چودھری! ایہناں لیکچراں دیاں چکراں نال کی بند اے ؟ سرکار معاملہ معاف کرے  
 تے گل دی اے۔ ایہدروں اک آیا۔ انے راجہ ہل کھریدو۔ دوجا آیا۔ پئی حصار لے  
 بلداں دی نسل ددھاؤ۔ انے گھر کھان نوں نہیں۔ ماں پھین نوں گئی۔ راجا ہل کتھوں  
 لے ؟ تے حصار لے بلدیہڑے بیوں کھریدے پئی لیاؤن نوں تے پیسے نہیں جڑے  
 کئی درہیاں توں ایہہ کٹاں منڈے آئے آں۔ آ۔ اک ٹوکا کم دی چیز نکلی لے۔ پر اوہ وی

روپیاں نال آؤنا لے۔ ٹھہرتے تے کھنگے نہیں تے جاندے

جلال دین۔ تیرا کہہ وگروا لے۔ تُو اُن چھڑا کر ایہہ گلاں۔ آخر کم تاں او سے پرانے ہلے اسی  
دینا ایں۔ رب کوئی چنگے سے وی بیاٹے گا اسی۔ اُٹھو خاں جبرائیل تھوں بنائیے۔ بندے  
تے آئے کہ آئے۔ [دھول دی آواز نیڑے آؤندی اے۔ بہادر۔ لہنا سنگھ منشی کرم داد  
راماں تے مراد آؤندے نہیں۔ جلال دین اُنھن لگدا لے فیروز بہہ جاند لے]۔

کرم داد۔ چودھری جی! السلام علیکم۔

جلال دین۔ وعلیکم سلام! منشی جی۔ آؤ، بیٹھو۔ منجے منگوا ایے۔ تے کتھے نہیں پکڑی صاحب!  
کرم داد۔ اوہ تے مدرسے بیٹھے اخبار پڑھدے نہیں۔ لمبردار کمن لگا۔ ننّا دے گھر لیکچر  
کراؤنا ایں۔ نہیں تاں مدرسہ ٹھیک سی۔ پر خیر ایہہ وی چنگی تھاں ایں۔ تہاڑی برکت  
نال لوک آجان گے۔

جلال دین۔ جی آیاں نوں۔ ساڈے گھرنوں وی بھاگ لگن۔ ٹھکھیا کو بھیجی کچھ اچھے دچھاؤ،  
کرم داد۔ ایہہ منڈے مدرسوں دری لے آؤن گے۔ رامیاں! نوں مرادوں نال لے جاتے  
اندروں دری کڈھ لیاؤ۔ جَد نوں ہور بندے وی آجان گے۔

مراد۔ کُرسیاں وی لے آئیے؟

کرم داد۔ آہو۔ اک کرسی لیکچر صاحب لئی چکی لیاناں۔  
راماں۔ بہت اچھا جی۔

کرم داد۔ اندروں میز نوں نقشے وی پھڑسی لیاؤنا۔ پھیتی کرو۔

مراد۔ مولوی جی! پو اسٹروں وی لے آئیے؟

راماں۔ تے میں لیکچر صاحب لئی دودھ دی گڈ دی وی گھروں لئی آداں جی؟

کرم داد۔ اوئے نہیں دودھ کیہہ کرنا ایں؟

راماں۔ جی اوہناں نوں لیکچر کر دیاں پیاس لگ آئے تے۔

کرم داد۔ اوئے گلاں نہ بنا بھی۔ وقت ضائع ہندا لے۔ جو کچھ لیا سکدے او پھڑسی لیاؤ۔

نال ہور منڈے لے لینا۔ [راماں تے مراد جاندے لے]

لہنا سنگھ۔ اج لوک آو کھے اسی آؤندے دسدے نہیں۔

کرم داد۔ چودھری جی! کچھ ہمت کروناں؟

جلال دین۔ میں تے بختیرے بندے لے آواں جی۔ پرواہڈیاں مے دن میں۔ زمیندار  
ڈاہڈے رُجھے ہوئے میں۔ وجاخال اوئے ڈھول والیا! دب کے، [ڈھول وجدالے]  
بہادر! اوئے اوہ کم کر آیا میں؟

بہادر۔ آہوجی! ناں لوں چو چاوسے آیا واں۔ رتہہ کے لے آویگا۔  
جلال دین۔ رفٹھے مُنہ تیرا۔ بھانڈا اسی بھن دتا اسی۔ دسبے نال گل کیتی سی تیرے نال۔ ہلا جافیر  
پھیتی نال کوئی بندے پھڑکے لیا۔

بہادر۔ چودھری بندے تے سب داہڈیاں تے گئے ہوئے میں۔ پر میں جانا واں۔ کوئی  
بھدارے تے کے آؤ نال واں۔ [جاندارے]۔

جلال۔ منشی جی! اچ تسی وی مُکڑا ایتھے ای کھالینا۔  
کرم داد۔ تہاڈی مہربانی لے جی۔ سب تہاڈیاں ہی دُٹیاں میں۔ میں تے آپ انسپکٹر صاحب می  
روٹی دا آہر کرن لگا ساں۔ پر تہن تسی جو کر لیا لے؟  
جلال دین۔ ناں جی تسی جرور اوہناں مے نال ایتھے ای کھانا۔  
کرم داد۔ بُست اچھا۔ [راماں، مُراد تے ہور دو مُنڈے دری۔ کُرسی تے دودھ لے  
کے آوندے لے]

جلال۔ پھڑوہی۔ مکتھا۔ وچھاؤ دری۔ (سب دری وچھاؤندے میں)  
راماں۔ مولوی جی! دودھ لئی مٹھا نہیں لکھا۔  
مکتھا۔ نہیں تے گڑ پالو۔

جلال۔ اوہ بھئی! دودھ ساڈے کھر جو ہے سی۔ مٹھا دی ہے۔ اچے تاں لکھے شاہ دی ہٹیوں  
کل ای کھنڈ لیا ندی لے۔  
کرم داد۔ چلو کم ہو گیا۔ مُراد تسی بھیرو۔ میں لکھرا صاحب وئے جانا آں۔ لے آناں واں تسی  
اوناں چر کوئی گیت گاؤ۔

جلال دین۔ بیہہ جاؤ بھئی (سب بیہہ جاندے میں) سناؤ بھئی کیہہ سناؤندے او۔  
لہنا سنگھ۔ اوہ تھا پیاں والا گیت سناؤ خاں۔ جیڑا پھلی وار سنا یا سی  
مکتھا۔ سُن لے بھئی گہنیاں۔ تھا پیاں دا گیت۔ تیری دی روح خوش ہو جائے۔ (راماں تے  
مُراد کھڑے ہو کے گیت گاؤندے میں)

بطرز :- آواں دی دال مک گئی گھٹی دتہ دے پراونے آئے ۔  
 گیت کورس - تھپتہ ناں تھی تھاپیاں - گوہیا ڈنگراں دامول ناں گنواؤنا  
 رامال - گوہے دی کھا دے ڈاہڑی چنگی - کھیت نوں کر دی ہے رنگ برنگی  
 کورس - گندگی مچاؤن تھاپیاں - گوہیا ڈنگراں دامول ناں گنواؤنا  
 مراد - لاکے کندھاں اُتے گوہے دے تھوہے - کرو نہ مول تھی کھراں نوں کوہجے  
 کورس - روگ پھیلاؤن تھاپیاں - گوہیا ڈنگراں دامول ناں گنواؤنا  
 رامال - خُفے دی خاطر تھاپی بناؤن - سستا بالین سمجھ جلاؤن  
 کورس - پتا جلاؤن تھاپیاں - گوہیا ڈنگراں دامول ناں گنواؤنا  
 (کرم دادتے سردار علی آوندے نیں )

سردار علی - السلام علیکم -

جلال دین - وعلیکم السلام - جناب - آؤ سر تھتے تے بیٹھو - کرسی لبھاؤ بھئی - سردار کرسی تے  
 بندا ہے ) -

سردار - چوہدری صاحب ! تھی پنڈے سر کر وہ آدمی ہو - تساں لوکاں دے اکٹھہ دا کجھ اُدم  
 کرنا سی - سرکار وٹوں سائوں ہدایت ہے - کہ اسیں پنڈاں دے سدھارن لئی جاویئے -  
 تے کجھ کم دیاں لگلاں دیئے - پرا تھتے تاں آتو بول رہیا ہے -

جلال دین - جناب کی عرض کراں - واہڑی دے دن نیں - لوک دُوہنگی شام پئی ٹھک کے  
 گھر آوندے نیں - اُوس دیہے روٹی مگر دی پئی مہندی لے دے دی گن سنن کہ تھادھی -

سردار - تاں دی کجھ کوشش کرنی چاہیہی سی -

جلال دین - جناب : یہ بندہ سہ عامر نہیں - تھی شرح کر دے - ہوڑی آجان گے - پر پہلوں کجھ  
 پانی دھانی دی ستاؤ - لبھاواں اوسے منڈیا دودھ ابدھر - مراد دودھ لبھاؤندالے ) -

سردار - (دودھ پی کے) منشی کرم داد اسفانی تے مہینے - بیگ و فیروزے نکستے بیلے اوہ  
 کرم داد - جناب لباندے نیں - یس لگ وُن لگادواں - (ہتھ دڑی نے کل جیب وچوں کدھ کے  
 نکستے ٹنگ دیندالے ) -

جلال دین - اوئے مراد - جاندر جا کے بے بے نوں کہ دے پئی اُرس ہو کے بیٹھ جاؤ  
 تے یچکر سنو - گواہنڈناں نوں دی سڈ لٹو دمراد اندر جا کے آجاندا لے - بھولی تے دُو

ہو رہی تھیں گھنڈ کدھی آبیہندیاں (نیں)۔

سر دار۔ میں کئی دنوں پنڈاں وچ پھر دا پھراؤنا بہت ٹھنک گیا آں۔ تے میرا سنگھ دی بیہہ گیاے۔ ایس واسطے میری بجائے منشی کرما دی بیکچر دیوے گا۔

گھنا۔ (گھنے نوں وکھرے) کے بھی آکے دودھ دی ٹھوک بیٹھا اے تے سنگھ بیہہ گیا سو؟

گھنا۔ تے ایہ شہر بے زے لکڑا اے کھان جو گے ہندے نہیں کے۔

جلال دین۔ جناب منشی دیاں گڈاں تے اسیں تبھیریاں سندرے اے رہندے آں کجھ منشی نویں گل سنداؤ۔

سر دار۔ اسیں فرامد رساں نوں وی ایہ کم سکھاؤنا ہویا ناں۔ آ بھی منشی کرم داد۔

کرم داد۔ بہت اچھا جناب منشی فیر ایس جلسے دی صارت فرماؤ داٹھ کے سر دار دی کرسی کوں آکے کھڑا ہو جانا لے۔

گھنا۔ میں نگیدہ کرنا آں۔

سر دار۔ بھائیو تے بنو انشی میڈوں جلسے دا پردھان بنا کے بڑی عزت دتی لے۔ منشی سچے دھیان نال سنا سب جانے اوکے اچ پٹاں دی حالت بڑی فسادناک ہے پنڈاں نوں سدرھان دے واسطے ساڈی ہرکار

نے دیہات سدرھار دا اک دیکھرا محکمہ کھول دتا ہے۔ اسی سب بندے دلوں جو خواہاں۔ تے چاہنے

آں کہ منشی لوک زمین لے لے مچ خوب ہشیار ہو جاؤ جس طرح یورپ دیا ملکناں دے زمیندار ہشیار ہن

ہن اک نویں گل ایہ ہے کہ سرکار دا ارادہ ہے کہ ہر پنڈ وچ اک بجلی دا گڈاں کرن والا لکڑ دین۔

اس دانتاؤں بڑا فائدہ ایہ ہو دیگا۔ کہ تھانوں گھر بیٹھے بچھائے سب جنساں دے نرخ داپتہ

لگا جانیگا۔ تے کھیتی باڑی دے متعلق مفید ہدایاں دتیاں جان گییاں۔ ہر پنڈ کوں ایس آلے

لٹی انشی روپیے لے جاون گے۔ ایس واسطے سانوں جاہیدا ہے۔ کہ رل مل کے چندہ کریے

باقی گڈاں تھانوں منشی کرما دے سناوے گا۔

گھنا۔ (گھٹے نوں) میں نے بھی ہو چھل لاہن لگتے نیں۔ اسی روپیے دیو رل مل کے۔

گھنا۔ (گھنے نوں) اوئے اسی روپیاں نال تے چٹکا دیاہ کرا لٹی دا لے۔ (سر دار نوں) جناب

سانوں سب بھاؤ ایویں اری موم ہو جاندے نیں۔ اسان کی کرناں لے بجلی دے ٹھتے نوں۔

سر دار۔ خاموش رہو۔ جلسہ شروع ہندا لے ہُن۔ منشی کرم داد بیکچر دیوے گا۔

سر دار۔ خاموش رہو۔ جلسہ شروع ہندا لے ہُن۔ منشی کرم داد بیکچر دیوے گا۔

کرم داد۔ (بیکچر شروع کر دالے) میرے بھراؤ تے میری بھینوں۔ ارج میں کچھ گٹاں تھائے فائے  
مے واسطے کرن لگتا ہاں۔ سب تھیں پیلوں میں پنڈ دیاں گھراں دی صفائی دی بابت دتاں گا۔  
روز ایہ گل وکھین وچ آوندی اے۔ کہ تھی لوک اپنے گھراں مے اندر ڈنگر بٹے اے۔ تے  
اونہاں مے کول اسی منجے ڈاہ کے سول رہندے او۔ . . . . .

نکھتا۔ (گل ٹوک کے) او تے منشی! ہور تیرے سر تے منجے ڈاہے۔ ہے کہ ناں پاگل۔  
سردار۔ (سوئی نوں منجی تے کھڑکا دالے) بیکچر مے وچ نہیں بولی دا۔

کرم داد۔ ڈنگراں دی غلطی اُتے منجیاں ڈاہن کر کے بدلو تے بیماری مے کیڑے اُٹھ اُٹھ کے  
ساہ نال تھائے داغ تے پھیچھڑاں مے وچ جانے میں جس تھیں تھی بیمار ہو جانے او۔ . . . . .  
ڈھول والا۔ (گل ٹوک کے) جناب میری اک عرض ہے۔ پئی سالوں تے ساٹے پیو دا دیاں نوں ساری عمر  
ایسے طراں اسی سونڈیاں گزر گئی۔ اسیں ناں راک دن وی بیمار نہیں ہوئے۔

گہنا۔ بدو بدی سالوں بیمار بناؤ ناں منشی۔ تیرے نالوں میں عمر وچ وڈا آں۔ پر آخاں گھل  
لے میرے، نال جرا۔

سردار۔ خاموش۔ خاموش۔

کرم داد۔ ایہناں گٹاں دا جواب میں پچھوں دیواں گا۔ ہاں میں کہہ رہیاں ساں۔ کہ تھی بیمار ہو  
جانے او۔ سوچا ہیہ ایہ ہے۔ کہ تھی گھراں تھیں الگ کسے صاف تھان تے سویاں کرو۔  
تاکہ تازہ تے صاف ہوا تھائے اندر جائے۔ ہوا تھیں علاوہ پانی دا صاف رکھنا بڑا ضروری ہے  
پانی خدا دی بڑی نعمت ہے۔ اکثر بیماریاں سالوں گندا پانی پین مے نال لگدیاں میں مثلاً ہیضہ  
تھائے کھوہ مے ارد گرد گندگی پھیلی رہندی ہے۔ منڈیر مے تھتے ڈنگر دی پانی پین آ جانے میں  
اوہناں دی غلطی اس رس کے کھوہ وچ جاندی ہے جس توں بیماری پیندی اے۔ . . . . .

نکھتا۔ (گل ٹوک کے) اوئے منشی بس کر اوئے۔ ایہ ہیضہ ہوئے سچے شہراں دیاں بلائیاں نیں۔  
کدی ساٹے پنڈ وچ دی ہیضہ پینا ڈٹھا رہی۔

سردار۔ خاموش!

لہنا سنگھ۔ مکھیا۔ پیلوں ساری گل سُن لے تے فیر بولیں۔

جلال دین۔ آہو مکھیا۔ بیکچر تے ہولین دیویں ناں۔

نکھتا۔ بھاجی۔ بولو۔



کرم دادو۔ تیسری گل ایہ ہے۔ کہ تسی لوک گھراں وچ صفائی نہیں کرے۔ روز داکوڑا کرکٹ اکٹھا ہو کے بدبو پھیلدی اے۔ اوس نے مکھیاں ہندیاں نیں۔ ایہ مکھیاں گندگی تے جراثیم نال لے آؤندیاں نیں۔ تے جدوں ادھ ساڈی روٹی تے ہندیاں نیں تے اوہ جراثیم اُتے چھڑ جانداں نیں۔ اسیں اوہو روٹی کھاندے آں۔ تے جراثیم نوں اپنے جسم تے اندر لے جاندے آں جس کرکے اسیں بیمار ہو جاندے آں۔

گننا۔ منشی! ایہ کی آہنا آیں جراثیم۔ اوہ کی بلا اے؟ کچھ سمجھائی دی جائیں ناں نال! کرم دادو۔ توں دس اوئے رامیاں۔ جراثیم نے معنے۔

راماں۔ دکھڑا ہو کے جناب سُنڈیاں۔

کرم دادو۔ ہے نالائق۔ توں دس اوئے مراد۔

مراد۔ جناب گڈویئے۔

کرم دادو۔ نرٹھے منہ تیرا۔ توں وڈا نالائق ایں۔ بیہ جاؤ دونوں۔ دونوں بیٹھے نیں جراثیم بھاری تے بہت ہی نکتے نکتے کیڑے ہوندے نیں۔ جیہڑے نظر نہیں آؤندے۔ تے جیہڑے ہوا وچ وی تڑے پھرے نیں۔ تے صرف اک آلہ یعنی خوردبین تے ذریعے دکھائی دے سکدے نیں۔

گننا۔ جے ایٹے نکتے ہوندے نیں۔ تے اوہاں توں تے چب کے اسی مار دیٹی دا اے۔ کیہڑے کوئی ڈڈو نہیں۔

جلال دین۔ سُن بھٹی گنیاں۔ گل دا سوادہ گنوا۔

کرم دادو۔ چوتھی بات ایہ ہے۔ کہ تسی اپنیاں دھیاں بھیناں توں بڑھاؤندے نہیں علم بڑی دولت اے۔ عورتاں دی تعلیم بڑی ضروری اے۔ جے تہاؤں یا تہاڈیاں بچیاں توں علم حاصل ہوئے۔ تاں اوہ سمجھ سکدیاں نیں کہ اپنی اولاد نوں کس طرح پڑھائی دا ہے۔ تے اچھی ماں اُس طرح بنی دا ہے۔ مثال تے طور تے میں اک موٹی جیہڑی گل دشناں آں۔ کہ تہاؤں ایہ پتہ نہیں کہ عورت توں اک خاص حالت وچ بھار نہیں چُکائی دا۔ پر تہاڈیاں زنانیاں ایسی حالت وچ میراں تے وڈو گھڑے پانی تے چُکلی لئی جاندیاں نیں جس تھیں اوہاں دی صحت توں نقصان پُنجیدہ اے۔ جے تہاؤں علم ہووے تے تھیں۔۔۔

گھنا۔ گل وچے ٹوک کے تے کھڑے ہو کے غصے نال (بس کر اوئے منشی۔ کیڈا آیا ساڈیاں  
جنانیاں داخیر خواہ۔ چنگی مت دین آیا ایہی جی اونہاں توں۔ کل نوں شہریاں دی طراں بیہ  
رہیا کرن منجے تے۔ توں ساڈیاں بڈھیاں نوں پُچھی مت دین آیا ایہی؟ اوہ پانی نہ بھرن گیاں  
یاں کھیتاں تے کم ناں کرن گیاں۔ تے او غصے تیرا پیو آکے کم کرے گا؟ چل انیھوں تے  
ٹھپ اپنا لیچکر۔ آیا زانی بھی بھارا کتھا کرن والا۔ اٹھ اوئے کھیا چلے آپاں۔ (کھٹھا  
اٹھ کھلونا لے)۔

جلال دین۔ ناں بھی بیٹھو بیٹھو۔ گل ٹک لین دیو۔ (دھول والا دھول وجاں لے کھٹھانے  
گھنا ٹر جاندا ہے نیں۔ زاناں وی اٹھ کے بڑ بڑ کر دیاں نیں)  
بھولی۔ سُن بیا اسی نیں کرسوں؟ اساں اکھیا خبرے کوئی مناج رو جے دی گل دس آئیے۔  
اٹھواندر چلیے۔ (جاندیاں نیں)۔

سردار۔ چنگی ہوئی بھائی۔ اچھا جلدیہ برخواست۔ گیت گاؤ اوئے منڈیو۔ (مُراد۔ راماں تے  
دوہو منڈے گیت گاؤندے نیں)  
گیت :- (بطرز :- ظالم لوکی شیریں میں تیرے شہرے)

راماں۔ اپنی حالت سدا زیندار سجناں ۔ قرض چک کے نہ ہوویں توں تاں خوار سجناں  
کورس۔ اپنی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سجناں

مُراد۔ کر لو حاصل تعلیم نوں پیار یو ادے ۔ مہن پڑھاؤ رناں نوں رب بے ماریو ائے  
کورس۔ دیہلا بیہ کے کھپاں نہ پیار سجناں ۔ اپنی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

راماں۔ کرو شادی نہ بکے ہونے بچیاں دی ۔ بنو پئے نصیحت ایہو سچیاں دی۔  
کورس۔ اپنے بالوں توں تار زمینار سجناں ۔ اپنی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

مُراد۔ کرو دے صفائی کھان کھیاں دی ۔ فرش کرے رسوئی نال چلیاں دی  
کورس۔ ہمت اپنی نہ ہار زمیندار سجناں ۔ اپنی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

راماں۔ کھیتی باڑی دی کھا دنوں بنا سوار کے ۔ کھیت بن رہے محنت نال جان مار کے  
کورس۔ کرے محنت دے نال ذرا پیار سجناں ۔ اپنی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

(پردا ڈگ پھیندا لے)

# خطابِ پس

اشاعت ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں حضرت یاس دیکھ چنگیزی کی طرف سے اس مضمون کا ایک اعلیٰ شائع ہو چکا ہے کہ سالہائے نیاں لاہور کا دیباہ خطاب نہیں منظور ہوا۔ اس کو مد نظر رکھ کر اس قسم کے خطابات کوئی وقعت نہیں رکھتے حضرت یاس کی خدمت میں مبارکیا پیش کی گئی تھی۔ اسی سلسلے میں بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ نیاز من مدبر حصہ نظم کو بھی جناب مولانا مآثر صاحب الہ آبادی نے دو خطابات ابو الفصاحت اور فضل الشعر امیر سدا زانی خاندانی قلم سے پیش کیے تھے۔ ان میں سے ایک مولانا کوثر اب اشاعت سمجھنا تو درکنار ہر خطابات مودت لیا نہما رنکر میلا ناموصوف کی خدمت میں واپس بھیج دئے۔ مقام مسرت ہے کہ اب حضرت دعا دیا بیوی بھی اسے عطا کر دے خطاب فصیح الشعر اکو جسکی من مولانا مآثر صاحب کی طرف سے رہنمائے تعلیم میں شائع ہو چکی ہے۔ بعد شکر یہ کہ کہتے ہیں اور اعلان مندرجہ ذیل :- غرض اشاعت سمجھتے ہیں۔ بیان کردہ وجوہ سے اتفاق رائے ظاہر کرنے ہوئے ہم حضرت دعا دیا بیوی کو اس اخلاقی جرأت پر حسین و آذین کا تحق سمجھتے ہیں۔

جوش مسیانی مدبر حصہ نظم

## حضرت صابر الہ آبادی سے مودبانہ گزارش

مکرمی جناب صاحب مدظلہ

اس سے پیشتر کہ میں کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ بحیثیت مسن ہونے کے آپ کو بزرگ اور قابلِ توقد سمجھتا ہوں اور مقامی جھگڑوں سے میں قطعی الگ ہوں جس کا آپ کو بھی احساس ہے۔

آپ نے مجھ کو خطاب فصیح الشعر امیر سدا زانی عطا فرمایا۔ اس کا میں تہ دل سے شکر گزار ہوں مگر میں مودبانہ عرض کروں گا کہ میں آپ دارالافتا و باب لاسناد سے ہرگز کسی خطاب پانے کا اہل نہیں ہوں کسی قابلِ مہرتی کو یہ خطاب باجائز تو زیادہ مناسب تھا۔ میرے ناچیز کلام کے متعلق میرے قبلہ و کعبہ تاج الشعر انضائے سخن حضرت توح ناروی مدظلہ کی سدا جود وقتاً فوقتاً نے مجھے عطا فرمائی ہیں میری حوصلہ افزائی کے اسطے کافی ہیں اور انہیں کو میں قابلِ صد ہزار وقت سمجھتا ہوں۔

اس کے علاوہ مدظلہ ہی ہندو اب سائل دہلوی مدظلہ نے بھی مجھ کو میرے کلام کے متعلق ایک سدا عطا فرما کر مفتخر فرمایا ہے۔ صورت میں کسی غیر شاعر کی طرف سے کوئی سند حاصل کرنا میرا دل قبول نہیں کرتا۔ میں بحیثیت عرض الہ آپ کو اچھی سمجھا ہوا دیکھتا ہوں لیکن بحیثیت شاعر آپ کا کوئی رتبہ نہیں سمجھتا۔ اگر آپ کو کوئی عرض کے متعلق مجھ کو سدا عطا فرماتے وہ میرے قابلِ فخر ہو سکتی تھی۔ مگر آپ کی طرف سے میرے کلام کے متعلق کسی قسم کی سدا عطا ہونا نامناسب سا ہے۔

چونکہ میرے خطاب اور سدا کا اعلان آپ نے ”رہنمائے تعلیم“ کے ذریعہ سے فرمایا تھا۔ لہذا میں بعد ادب آپ کا خطاب سدا ہی رٹنے کے ذریعہ سے اپس کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ میری طرف سے کسی قسم کے خیال فاسد کو اپنے دل نہ دینگے۔ اور یہ خطاب اور سند کسی اور شخص کو عطا فرما کر اس کو مفتخر فرمائینگے میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری مودبانہ گزارش پر کسی قسم کا خیال نہ فرمائیں گے۔ فقط

آپ کا نیاز مند

عبداللہ کرم

# بدقسمت ہمایوں المردود تقدیر کا حکم

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

دار السلطنت آگرہ میں شیرشاہ کی تخت نشینی

(از قلم لالہ اردھورام صاحب نقشی فاضل)

شیر خاں ہمایوں کو لاہور سے بھگا کر آگرہ واپس ہوتا ہے۔ اور دربار منعقد کر کے جشن تاجپوشی ادا کرتا ہے۔ شیر خاں (سرداروں سے) میرے افغان بھائیو! اتفاق کی برکت دیجی! میں نے تم سے سچ کہا تھا، کہ پھر سے اتفاق کرو۔ تو خدا کی خدائی تمہارے ساتھ ہے (پہلے ایکٹ کا دوسرا سین سامنے آجاتا ہے) دوسرے دن جب بابر میرے افغانی خون کو مار کر یللا اٹھا تھا۔ تو میں نے دل ہی دل میں کہا تھا کہ بچہ بابر! تجھے یا تیری اولاد کو وہ مزا چکھاؤد نکا کہ بھاگتے ہی نیکی۔ (پہلے ایکٹ کا تیسرا سین سامنے آجاتا ہے) خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہم نے منہ مانگی مراد پائی۔ اور کھوئی ہوئی افغانی حکومت پھر ہاتھ آئی۔

سردار۔ حضور کا اقبال سدا بلند رہے!

شیر خاں (تاج سر پر رکھ کر) آج سے میں شیرشاہ کے نام سے پکارا جائے!

اہل دربار۔ شیرشاہ زندہ باد! مغل شاہ مردہ باد! (شیرشاہ بہادروں کو انعام و خلعت عطا فرماتا ہے) شیرشاہ (خواص خاں سپہ سالار سے) ہندوستان کے کونے کونے میں ہمارا یہ حکم نافذ کرو کہ جو شخص محل بادشاہ کو گرفتار کر کے لایگا۔ انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائیگا۔ جو اس کو پناہ دیگا۔ وہ عیسیٰ کی عاریں دھکیل دیا جائیگا۔

(دربار برخاست ہو جاتا ہے)

دوسرا سین

ہمایوں بادشاہ کی قیام گاہ

رات کا وقت ہے۔ اور ہمایوں راہ سے دُور بٹ کر ایک جنگل میں خیمہ زن ہے۔ پہرہ داروں کے سوا باقی

سب سوئے پڑے ہیں۔ ہمایوں فکر وں میں ڈوبا ہوا ہے۔ بُرے نگوں دکھائی دے رہے ہیں۔ آئندہ مصیبتوں کے بھیانک نظاروں سے اس کا جسم کانپ رہا ہے۔ اور خدا سے التجا کرتے کرتے آنکھ لگ جاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک خواب دیکھتا ہے۔ اور خواب میں ایک بزرگ درویش نظر آتا ہے۔ جو ہاتھ میں عصا لیے ہوئے اور سر سے پاؤں تک سبز لباس پہنے ہوئے سامنے کھڑا ہے۔

درویش (ہمایوں سے) بیٹا! ہمت نہ ہار، غم نہ کھا۔ اچھے دن کٹ گئے۔ بُرے دن بھی کٹ جائیگے (اپنا عصا ہمایوں کے ہاتھ میں دیکر) خدا تعالیٰ تجھے ایک لڑکا دیگا۔ اس کا نام جلال الدین محمد اکبر رکھنا۔

ہمایوں (حیران ہو کر) حضرت کا اسم مبارک؟

درویش۔ زندہ پیل احمد جام۔

ہمایوں۔ حضرت! کس سکیم کے بطن سے؟

درویش۔ ہماری نسل سے۔

{ درویش نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔ ہمایوں کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ ادھر ادھر اٹھکڑ دیکھتا ہے۔ اور حیران رہ جاتا ہے }  
{ خدا کا شکر کرتا ہے۔ اور ذرا اطمینان سے پھر سو جاتا ہے }

## تیسرا سین

دریا کا کنارہ

اگلے دن بادشاہ لشکر سمیت آگے روانہ ہو جاتا ہے۔ دُور دراز اور دشوار گزار راستوں کی سختیاں جھیلتا ہوا ملتان پہنچتا ہے۔ وہاں ایک دن قیام کر کے حاکم تھڑ کی طرف رُخ کرتا ہے۔ کہ اس آڑے وقت پر دشگیر بنے مگر راہ میں دریائے ستلج نہ آ جاتا ہے۔ اور وہیں قیام کر دیتا ہے۔

ایک جاسوس (ہمایوں سے) حضور! شیر شاہ کا سپہ سالار خواص خاں لشکر بڑھا ہے۔

بادشاہ (سرداروں سے) دریا کو جلد عبور کر دینا چاہئے۔ ظالم اب بھی بیچھا نہیں چھوڑتا۔

سردار۔ بادشاہ سلامت! لشکر بھوک سے مر رہا ہے۔ غلہ پاس نہیں۔ کوئی کشتی دستیاب نہیں ہوتی

دریا کو کیسے عبور کریں؟

بادشاہ۔ کوئی جائے اور کشتیاں لائے۔

(ایک سپاہی جاتا ہے اور واپس آ کر)

سپاہی حضور ایک بلوچ کے پاس بہت سی کشتیاں اور رہنے کے مکان ہیں۔  
 بادشاہ صد آفرین! اس بلوچ کو ہماری طرف سے علم و نقارہ - گھوڑا اور غلعت دو اور غلہ کو بھی کیلئے تمہارا رو  
 سپاہی حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور بلوچ سو کشتیاں اناج کی بھری ہوئی  
 پیش کرتا ہے۔ غلہ شکریہ تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور کشتیوں میں ٹھیکر  
 شاہی قافلہ دریا کو عبور کر دیتا ہے۔

## چوتھا سین

ہمایوں کی قیام گاہ

ہمایوں مختصر سے لشکر اور بیگمات سمیت تھکے کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہیں ڈیرے ڈال  
 دیتا ہے۔ اور قیام کرنے کے بعد ایک قاصد سے . . . .  
 ہمایوں۔ مرزا شاہ حسین والے غصہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ ہم مجبوری کی حالت میں تیرے ملک میں  
 آئے ہیں۔ تیرا ملک تجھ کو مبارک رہے۔ ہم کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہمارے پاس آکر صرف ضروری  
 خدمات بجالاؤ۔ کیونکہ ہم تجارت جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔  
 (قاصد جاتا ہے۔ اور شاہ حسین تکر و فریب سے جواب دیتا ہے)  
 شاہ حسین (قاصد سے) آنحضرت کو کہنا کہ میں اپنی لڑکی کی شادی کا سامان کر کے حضور کی خدمت  
 میں بھیجتا ہوں۔ اور خود بھی حاضر ہوتا ہوں۔

قاصد بادشاہ کو پیغام دیتا ہے۔ اور بادشاہ ہر روز اس کا انتظار کرتا ہے  
 اسی اثنا میں ایک دن بادشاہ ہندال مرزا کی والدہ دلدار بیگم کو ملنے اس کے  
 کمپ میں جاتا ہے۔ کمپ میں داخل ہو کر ایک پری پکیر کو دیکھتے ہی . . . .

ہمایوں (دلدار بیگم سے) والدہ محترمہ! یہ کون ہیں؟

دلدار بیگم۔ حمیدہ بانو بیگم! سیر بآد دوست کی لڑکی حضرت زندہ پیل احمد جام کی پوتی!

(ہمایوں کی باچھیں کھل جاتی ہیں)

ہمایوں (فرط انسا سے) زہرے نصیب! (سنہل کر) ہاں والدہ محترمہ! معاف کیجئے۔ کئی دن سے

آپ کے دیدار فیضیاب سے محروم رہا۔ کم بخت شاہ حسین کا انتظار ہے۔ ابھی تک نہیں آیا۔

(حمیدہ بانو بیگم جیکے سے چلی جاتی ہے)

دلدار بیگم - بیٹا! خدا تمہیں برکت دے - اور تیرا بڑا مردہ چین ابر رحمت سے تروتازہ کرے!

ہمایوں - یہ ہیں رہتی ہیں کیا؟

دلدار بیگم - ہاں اس لڑکی کا گھر نزدیک ہی ہے - بڑی شریف اور شرمیلی لڑکی ہے - ہر روز ملنے آجایا کرتی ہے - ہمارا پتہ نہیں کہ کب اور کہاں جانا پڑے - یہ سن کر اداس ہو جاتی ہے -

ہمایوں - تو پھر ساتھ لے چلو -

دلدار بیگم - جوان لڑکی ہے - شادی ابھی ہوئی نہیں - والدین کی اجازت بغیر کہاں جائے؟

ہمایوں (آہستہ سے) ان کی نسبت ہمارے ساتھ کرادو - تو کیا حرج ہے؟

دلدار بیگم - کل بات چیت کر کے دیکھینگے -

ہمایوں شام کے وقت اپنے کمپ میں واپس آتا ہے اور رات کو بستر استراحت پر تنہا . . . . .

پیاری بانو! تاج و تخت نصیب تھا - بانیختی نے چھین لیا - شاہی عیش و آرام حاصل تھا - اس کے بدلے

عمر انور کی غربت پلے پڑی - نقطہ ایک دل باقی رہ گیا تھا - وہ آج تیری نذر ہو گیا - خدایا! حضرت نذویل

کی نسل! واہ واہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ادا کروں اگر - گوہر مقصود ہاتھ لگے -

نوازش دل ناکن کہ دلنواز توئی بساز کارِ غریباں کہ کار ساز توئی

{ استر پر گر دیں بدلتا ہے - مگر چین نصیب نہیں - یہاں تک کہ دن کا اجالا ہو جاتا ہے اور دلدار بیگم کے کمپ کی جانب روانہ ہوتا ہے - }

## پانچواں سین

راز دنیا کی باتیں

دلدار بیگم - چند نیگمات کے اپنے کمپ میں نماز و دعائیں مصروف ہیں - کہ ہمایوں کمپ میں داخل ہو کر

چپکے سے بیٹھ جاتا ہے - جب وہ فارغ ہوتی ہیں تو سلام و دعا کے بعد دلدار بیگم سے . . . .

ہمایوں - والدہ محترمہ - حمیدہ بانو بیگم کو آدمی بھیج کر بلواؤ!

(دلدار بیگم ایک لونڈی کو بھیجتی ہے)

لونڈی (حمیدہ بانو بیگم سے) حضور کو بادشاہ سلامت یاد فرماتے ہیں -

حمیدہ بانو بیگم - میں کل خدمت میں حاضر ہو چکی ہوں - اب کس لئے آؤں -

{ نوڈی یہ روکھا جواب بادشاہ سے {  
کہتی ہے۔ اور وہ دوسرا قاصد بھیجتا ہے {

قاصد (حمیدہ سے) بادشاہ حضرت کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

حمیدہ۔ بادشاہوں کا دیدار ایک مرتبہ جائز ہے۔ جا کر کہہ دیں نہیں آتی۔

{ قاصد اس پیغام سے بادشاہ کو آگاہ کرتا ہے۔ محبت کے  
جذبات اور بھڑک اٹھتے ہیں۔ اور ہمایوں اور حمیدہ بانو  
کی باہم گفتگو قاصد کے ذریعے اس طرح سرانجام پاتی ہے۔ {

ہمایوں (قاصد کی زبانی) ے

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں  
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ

حمیدہ (اسی قاصد کی زبانی) آپ بادشاہ ہیں۔ میں ایک غریب نسل کی لڑکی آپ کے لائق کہاں؟

ہمایوں۔ پیاری بانو! ہم نے تمہیں اپنا عزیز بنایا۔ خدا کے لئے اب زیادہ انتظار میں نہ رکھتے۔

حمیدہ۔ مبادا ناموافقت ہو۔ اور باعث کلفت ثابت ہو۔ پھر میرا ٹھکانہ کہاں؟ خدا کے لئے اس غریب

سے درگزر کیجئے۔

ہمایوں۔ سادہ دل! محبت کی راہ میں شاہ و گدا کا کیا خیال؟ کہاں شیریں اور کہاں فریاد۔ کہاں محمود اور

لہاں ایاز۔ جہاں پریم نے ڈیرے ڈال دیئے۔ شاہ ہو یا فقیر۔ دلدار کے سوا اور کہیں کا نہ چھوڑا۔

حمیدہ۔ اگر میں حضور کی خدمت سے دور ہی رہوں۔ تو مرج کیا ہے؟

ہمایوں۔ ے۔ بلہم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس مرگ گم بیانی بچہ کار خواہی آمد

کشت شیکہ عشق دارد گذارت بہ بیساں بخبازہ گم بیانی بمزار خواہی آمد

حمیدہ قاصد کو اس بات کا کوئی جواب نہیں دیتی۔ قاصد بے نیل مرام واپس آ جاتا ہے۔ ہمایوں کا پیماؤ

ممبر لبریز ہو جاتا ہے۔ اور منت سماجت کوہ کے دلدار بیگم کو بھیجتا ہے۔

دلدار بیگم۔ (حمیدہ بانو بیگم سے) بیٹی! آخر تو کسی کا گھر آباد کریگی۔ اس لئے بادشاہ سے ہتھ اور کون ہوگا

حمیدہ۔ مخترمہ! میں اُس کے گھر جانا چاہتی ہوں۔ جس کے کریمان تک میرا ہاتھ پہنچ سکے۔ جس کے

دامن تک کو نہ چھو سکوں۔ وہاں جا کر کیا کرونگی؟

دلدار بیگم۔ بیٹی! اللہ نے تجھے وہ میرت پاکیزہ اور صبرت زیادہ عطا فرمائی ہے کہ ہزاروں ساقیوں میں



نثار ہوں۔ جہاں حسب و نسب کچھ کام نہیں دیتا۔ وہاں پریم کا جادو وہ اثر کر دکھاتا ہے کہ شہزادیاں لڑکیوں کی جوتیاں چٹھائی پھرتی ہیں۔ میرا کہا مان جاؤ۔ اور اس وقت کو ہاتھ سے نہ گنواؤ۔

ع۔ کاٹے گر خاک گیر دزر شود

آخر دلدار یکم کے بہت سمجھانے پر حمیدہ بانو یکم مان جاتی ہے۔ نکاح کی رسم ادا ہوتی ہے۔ اور جشن شادی ایام غربت میں منایا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

## داستانِ نوح

(از قلم انوار الحسن نور نوحی آردی تلمیذ تاج الشعرا فصیح العصر جناب نوح ناروی جانشین داغ دہلوی)

اللہ اللہ عز و شانِ نوح ہے زبانِ داغ کی زبانِ نوح  
ساری دنیا یہ دل سے کہتی ہے سب سے اعلیٰ ہے غروشانِ نوح  
لطف آئے زبان کا جو سنو نوح کے منہ سے تم زبانِ نوح  
ایک خوبی ہو تو کہے بھی اُسے کوئی کیا کیا کرے بیانِ نوح  
بندشیں چیت سب مضامین صاف روز مرہ بھی ہے زبانِ نوح  
کہتی ہے خلق جانشین داغ اس سے ظاہر ہے غروشانِ نوح  
ہم سنائیں تمہیں ہزاروں بار تم سنو ہم سے داستانِ نوح  
فخر اس پر کرے الہ آباد کیونکہ نارے میں ہے مکانِ نوح  
یا آہلی رہے پھلا پھولا باغ عالم میں گلستانِ نوح

نور شاگرد و معتقد اُن کا

کا۔ ا۔ ا۔ ک۔ سکر۔ ا۔ ا۔ د۔ ن۔ ح

# اعجازِ گنگ

(جناب بھگوتی پرشاد صاحب ہنسایتز پریشین اردو پیر الہ آباد)

زمانہ کی حالت عجیب واقع ہوئی ہے۔ کبھی کسی چیز کو مرغوب خاطر بناتا ہے پھر اسی چیز کو بارِ خاطر قرار دیتا ہے۔ اُس وقت طبیعت اس سے گریزان اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ یہی باتیں کسی زبان کی پیدائش نشوونما۔ ارتقا اور زوال کا باعث ہوتی ہیں۔ فارسی زبان کی حالت ہندوستان میں کچھ ایسی ہی ہوئی۔ مسلمانوں نے غلبہ کے ساتھ اُس نے غلبہ پایا۔ اُن کے استقامت اور حکومت کے ساتھ اس زبان کا بول بالا ہوا۔ اہل ہندو اور اہل اسلام کے ارتباط اور میل جول نے اس زبان کی محبوبیت اور ہر دلعزیزی کو اور بڑھا دیا۔ وہ اپنے محدود دائرہ سے نکل کر ہندوستان کے پُر فضا اور وسیع میدان پر چھا گئی۔ اس نے یہاں تک ترقی کی کہ مغلیہ سلاطین کے عہد حکومت میں درجہ معراج پر پہنچی۔ سلاطین مغلیہ کے شوق اور فیاض اور ان کے امراء و علماء کی دریا دلی اور قدر دانی نے اس ملک کو فارسی زبان کا مرکز بنا دیا۔ اسی زمانہ میں ہندو مذہب کی بہت مقدس کتابیں جو سنسکرت میں تھیں کچھ تو مسلمان شاعروں اور شاروں نے فارسی زبان میں ترجمہ کیں اور کچھ ہمارے بزرگوں کے قلم سے لکھی گئیں۔

مگر افسوس کہ زمانہ نے ایک ایسی کروٹ بدلی کہ سب کچھ کیا کر آیا ملیا میٹ کر دیا۔ فارسی کا چوکھارنگ پھیکا پڑنے لگا۔ انگریزی اور اردو نے غلبہ پانا شروع کیا۔ فارسی زبان کے کارنامے خواہ کسی زمانہ کے ہوں پس پشت ڈال دیئے گئے۔ شاعروں اور شاروں کے شہ کارے قلم سے کاغذ کے سپرد ہو کر بجائے اشاعت پانے کے دیمک کے پیٹ میں بھر گئے اور اگر کچھ بچے بھی تو ناقدر دانوں کی کہ لیاقتی اور عقل سے بیگانگی کے سبب ہندوؤں کے ہاتھ بطور ردی فروخت ہو کر پریشان و مفقود ہو گئے۔ ان کی داستانیں ان کے حالات زندگی کا پتہ لگنا تو کجا ان کے نام و نشان کا پتہ بھی امر محال بلکہ ناممکنات سے ہے۔

اس کی مہر سی کے عالم میں بھی کوئی نہ کوئی زبان کا قدر دان نکل آیا اور اس کی بقائے کے لئے کچھ نہ کچھ کر گیا مثلاً چند دن گذرے راقم الحروف کو ایک تلمیذ کتاب فارسی نظم میں ایک پنساری کی دوکان پر ملی جو بہت کچھ اُس کی دست برد سے پریشان ہو چکی تھی۔ اور صرف چند صفحات باقی رہ گئے تھے۔ اُس کا مطالعہ کرنے سے پتہ لگا کہ کسی صاحب قلم نے اعجازِ گنگ یعنی گنگا جی کی عظمت اور ناگھ میلہ پر باگ کا پورا پورا حال فارسی نظم میں لکھا تھا مگر کم باگی اور کس

میرسی کی وجہ سے اُس کو شہرت عام اور بقائے دوام کا تمغہ نہ دے سکا۔ ایسی ہی بہت سی باکمال ہستیاں اپنی ناقدر دانی سے لقمہ اجل بن گئیں اور ان کے کارنامے بھی گوشہ گمنامی میں رہ کر معدوم ہو گئے۔ ذوق مرحوم نے بجا فرمایا ہے۔ شعر:-

کحل کے گل کچھ تو بہارِ جانِ فزا دکھلا گئے حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مر جاکئے  
اس نامکمل کتاب میں جس کے شروع کے پہلے ۲۴ صفحے ناقدر دانی کے ہاتھ سے مٹا دیئے گئے ہیں۔ دریائے گنگا کی فرو۔ اعجاز گنگ۔ ثواب مونڈن۔ شرافت و فضائل بتان صفت موثر ازش۔ صفت پر اگوالان۔ اور احوال کا سہ گر۔ نیچہ بند۔ تمباکو فروش۔ رولی فروش۔ نقشہ ساز۔ کفش گر اور گلخن افروز وغیرہ اس خوبی کے ساتھ نظم کی لڑی میں پروئے گئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی فارسی نثر دانے ان کو لکھا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ درویشوں کی تعریف اُن کے گروہوں کے حالات اس عقیدت اور بھگتی سے نظم کئے ہیں کہ وہ اشعار انہی کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں۔ کتاب کے خاتمہ میں اپنی فصاحت کا کمال اور شہرت کی خواہش بھی تحریر کی ہے زبان کی سلاست و روانی ایسی اعلیٰ ہے کہ پڑھنے والے کو کسی طرح گراں نہیں گذرتی۔ ترکیبوں کی بندیں ایسی چست اور دل پسند ہیں کہ رٹ ڈالنے کو جی چاہتا ہے۔ تلمیحات کی خوبی معنی آفرینی سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ صنائع و بدائع اکثر عارض سخن کے بد نما دھتے نظر آتے ہیں۔ مگر یہاں وہ داغ نہیں بلکہ چار چاند بن کر چمک رہے ہیں۔ ان سب خوبیوں کے باوجود طرہ یہ ہے کہ نفس مضمون ضبط نہیں ہونے پاتا۔ فارسی زبان میں بیان کرتے ہوئے شاعر نے اپنے مذہبی عقیدہ کو کسی طرح ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ایسی مسمی خلوص عقیدت اُسی اعتقاد اور اُسی بھگتی کا اظہار کیا ہے جو ایک ہندو دھرم کے ماننے والے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ان سب خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی مصنف کے نام کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ اب ان کے کلام کا کچھ انتخاب کیا جاتا ہے۔ جس کو پڑھ کر ناظرین پتہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کس کمال اور لیافت کی شخصیت تھی گنگا اُتران ملاحظہ ہو۔

|                                |                              |
|--------------------------------|------------------------------|
| فرد آید جو گنگا از سر اوج      | زند در حلقہ ہائے کالم موج    |
| ہم اندم موج زن شد آب گنگا      | ز اوج لامکان کرد عزم دُنیا   |
| بان زد در یکہ ابتدا دی چوہ کوہ | جگر بشکافتی از فرط اندوہ     |
| گر نقش صاحب کیلاش بر سہ        | ہمہ در حلقہ ہائے کاکل اندر   |
| پس آنگہ قدرے از کاکل فشر دیش   | بہمراہی بھاگیر تھ کردش       |
| پس شہ ہم چو سیلابے روان شد     | مگر دریائے بھاگیر تھ ہمان شد |

شہنشاہ جہاں مدحت کنانش  
چو شد خاک نیا کنانش تہ آب  
بروش سوئے خاک مردگان  
رہائی یافتند از بند اعداب  
و عاگوں راں رہ جنت گرفتند  
ثواب آخرت با خوش بردند  
زہے سلطان بھاگیرتھ و گنگا  
کہ از عرش آوریش سوئے دنیا  
پسر باید سعادت مند زمینان  
کہ آسائش رساند با بزرگان  
ز فرزند ان ہماں شد پور نامی  
کہ در چشم بزرگان شد گرامی  
خلوصیت اور اعتقاد کا اظہار دیکھئے

در بیان ثواب موندن

بدنیا ہر کہ اینجا موزا شد  
بی گیتی کامران باشد بمقصود  
ریاض آخرت را آب باشد  
نہ بیند باز رخ مرگ و مود  
متکلف عنوانات مثلاً موزاشی اور دوسری سرچنوں پر طبع آزمائی کی ہے اور ان کو اس سے گیری و کشتہ آزمائی  
کے ساتھ بنایا ہے کہ بس واہ واہ کہتے رہتے۔ ذرا سنئے اور لطف اٹھائیے۔

در صفت موزاشی

گر دوسے موزاشان برب گنگ  
برائے موزاشی گرم آہنگ  
بکار خود چنانچہ آلاک باشند  
بیکدم موئے سرحد ہا ترا خند  
سبکدستی چنان دارند در کار  
موسائی نگر و دھفتہ بسیدار  
بکنت دارند چوں تابندہ موسا  
ز دست خود شود شرمندہ موسی  
آسانی چنان ناخن تراستند  
کہ انگشت کسان آگہ نہ باشد  
بکار خود بد انسان فوہوں است  
کہ پیش قدم قران زارہ گاون است  
اگر ہر موزر بان گرد و جو سوسن  
کیا اوصاف شان آید بلفظن  
تلمیحات کی خوبی کو بہ دیدہ تحقیق دیکھئے

طفیل گنگ چندان مال دارند  
کہ فاروان را اعلام خود شمارند

در صفت بانگاہ

پکے عریان تنی را کردہ عادت  
شب و روز است سرگرم عبادت  
بالیشان گودے صحبت گزینی  
بہار باغ ابراہیم بینی

باتش افتنے نرا گونہ دارند تو بنداری سمندر سیر تان اند  
باتش آ پنچناں ہنگامہ سازند کہ خود کوس براہیمی نوازند  
شاعر کی فصاحت کا کمال اور شہرت کی خواہش ملاحظہ ہو۔

در خاتمہ کتاب

بہند و نمان حرم آباد کردم کنشتے در عجم آباد کردم  
کلامم در فصاحت الاجواب است شبنان سخن را آفتاب است  
بود ناچشمہ خورشید را نور بگیتی این کلامم باد مشہور  
ردان تا بحر گنگا در جہاں باد زمتمہ ایادگار این داستان باد

## غزل

وہ آنکھ کیا جس کو تری جستجو نہیں وہ دل کیا ہے جس میں محبت کی بُو نہیں  
امید ہی نہ ہو تو ہے دُنیا کا کھیل ختم اب زندہ رہنے کی بھی مجھے آرزو نہیں  
دل میں وہ سوز ہو کہ پُردوں سب کی آگ میں یہ آرزو ہے اور کوئی آرزو نہیں  
کافی ہے اس کی یاد ہی تسکین کے لئے پروا نہیں اگر وہ میرے روبرو نہیں  
داغِ الم میں جو نظر آتی ہے دلکشی گلہائے باغِ عیش میں وہ رنگِ بُو نہیں  
شاکر ہے مخز اس پہ کہ شاگردِ جوش ہوں

مانا کہ شاعر دلوں میں مری آبرو نہیں

(خادمِ ادب گوردھن داس شاکر کوادری)

# دعوتِ وفا

اے تم شعرا! بتاؤ ہستی تو مائل مشقِ جفا کب تک رہے گا؟ . . . ایک میں ہوں کہ اپنے ہوا دل میں تیری یاد کو جھولا جھلاتا ہوں . . . کرب ہجر میں راتوں پر راتیں آنکھوں آنکھوں میں گزار رہا ہوں - تیری خاطر جان پر کھیل جانا ایک کھیل سمجھتا ہوں . . . اور ایک تو ہے کہ میرے خرم امید پر تڑپتی ہوئی بجلیاں گرا رہا ہے . . . میرے آنسوؤں کو سیکرے بے اثری سمجھ کر مٹی میں ملا دیتا ہے . . . اپنی تغافل کشی کی سرگرمی سے میرے دل کو ٹھنڈا کر دیتا ہے . . . تیری سدھریاں میرے ارمانوں کے گلستاں کو بادِ سموم بن گئی ہیں . . . تیری دیرِ آشنائی میری امیدوں پر پانی پھیرے دیتی ہے . . . میرے سینہ میں کوئی چیز تڑپ رہی ہے . . . وہ شنے کیا ہے؟ . . . اُف تمنائے وفا کی ناکامی! بلبل جب اپنے شعلہ فغاں سے گلشن کے دامن سکوت میں آگ لگا دیتی ہے تو غنچہ اپنے پیراہن ہستی کو چاک کر کے اس کا مطلوب نظر گل بن جاتا ہے . . . کیسا گل؟ . . . ہمہ تن گوش . . . اپنے حبِ باوقا کا پُر درد افسانہ سننے کی غرض سے . . . زسزنا پا چشم . . . اپنے طالبِ نظارہ کی شودیدہ سری کی داد دینے کے لئے -

پہوانہ آتا ہے . . . شمع بزم سے اپنی آنکھیں سینکتا ہے . . . اس کا ماہ ؟ . . . اس کا فیخبر ؟ . . . شعاع نور اس پر ڈورے ڈالتی ہے . . . اس کے جذبات کو سراہتی ہے - وہ بھی اس طالبِ نوازی پر اپنے ہوش و خرد کو قربان کر دیتا ہے . . . ایک عالمِ بخودی اس پر طاری ہو جاتا ہے . . . مالِ کارِ دوہل بھٹکتا ہے . . . لیکن شمع اس کو ننگ و ناداری تصور کرتی ہے . . . اس کو حتیٰ تلخی سے تعبیر کرتی ہے . . . کہ اس کا عاشقِ جانبار جان سے جاشے اور وہ اس کے فراق میں کھل کھل کر جل جل کر . . . رو رو کر . . . اپنی مختصر زندگی کے باقی لمحات نہ گذاردے -

اے میرے بے نیاز ! . . . اے میرے وفا دشمن ! . . . اے میرے شتم گار ! . . . میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ تو ان سب سے درسِ وفا لے . . . طریقہ محبت سیکھ . . . کیا تو اپنی داستان میں باب و فادیکھنا ہی نہیں چاہتا ؟ . . . کیا تو میری محبت کا صلہ جفا خیال کرتا ہے ؟ . . . کیا تیری راسخیں میری وفا قابلِ سزا ہے ؟ . . . مستحقِ جزا نہیں ؟ . . . بتاؤ آخر کب تک . . . یہ می سجودِ عشق تیرے آستانِ اثر سے محروم ہو ہو کر پلٹ جائیں گے ؟ . . . میری آہِ نیم شبی کی منی اڑے گی ؟ . . . کہہ تو یہی

تا بکے . . . میرے عرضِ تمنا کی بزمِ غیر میں تضحیک ہوگی؟ . . . آج مجھے سمجھا دے کہ کیوں . . .  
میری بربادیوں کو نظرِ لطافت سے نہیں دیکھا جاتا؟ . . . تیری وفا دشمنی مجھ پر عرصہٴ مستی تنگ کئے دیتی  
ہے . . . کیا تو وفا کرنا جانتا ہی نہیں؟ . . . یا مجھے . . . اور صرف مجھے . . . اس سے  
محروم کر رکھا؟ . . . کیا محبت تیرے نزدیک جرم ہے؟ . . . جس کی سزا جفا ہے بے اعتنائی۔  
(نکبت انصاری بدایونی)

۱۰۰)

## اطمینانِ قلب

(از قاضی محمد اقبال صدیقی قیصر ایم۔ بی۔ بی۔ سی جند انوالا)

میں اپنے حصولِ مطلب کے لئے اور حصولِ مقصد کی فکر میں بسے میں رہا کرتا تھا۔ بیداری کی حالت اور عالمِ خواب و خیال میں ہمیشہ صرف ایک ہی چیز کا متلاشی تھا۔

میری حالت دیوانوں کی ہوتی جا رہی تھی سو سانس کی دلچسپ مشاغل اور قدرت کی انوکھی کرشمہ سازیاں بھی مجھے مطمئن نہ  
کر سکتی تھیں۔ رات کی پرسکون تاریکیوں میں جب نیا مزے کی فیند سوئی تھی میں اپنے بستر سے اٹھ کر چشمِ رواں کے ساتھ قاضی الحاجات  
کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھ کر بھی دعا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے اطمینانِ قلب عطا کر۔ یہی ایک میری آرزو تھی اور یہی میرا ارمان۔  
اپنی زندگی میں میرا الضب العین ہی تھا۔ کارخانہٴ قدرت کبھی درہم برہم نہیں ہوا اور نہ ہوگا چنانچہ میری حسبِ معمول اپنی منزلِ  
مقصودہ کی طرف کامزن تھی۔ سچ ہوتی طاہرانِ زمزمہ پر دواز اپنے نغمہ سنجوں سے ایک خوشتر ترنم برپا کر دیتے۔ دنیا کی ہر  
چیز متحرک ہو جاتی میں بھی دیوانہ وار اُن کے پیچھے بھاگتا کہ ممکن ہے گوہرِ مقصود ہاتھ لگ جائے لیکن۔

افسوس۔ نظرِ فریب آبشاروں اور پُر فضا ادیبوں میں اُس کی تلاش کی گلی خینی بھی کی۔ اور دشتِ پیمانی بھی لیکن

ان جگہ کاروبار کا محض کیا تھا۔ صرف ناکامی۔ بقول جوئش۔

پیچھے جو مرط کے دیکھا امید مرچکی تھی

پیشتر چمک رہی تھی گاڑی گڈر چکی تھی

صدیعتِ امیری ساری کوششیں رائگاں گئیں میں نیا کی ہر چیز سے متنفر ہو گیا۔ آخر کار قدرت کو میری حالت پر رحم آیا۔

ذمتِ حق جوئش میں آئی۔ وہ وقت آچکا تھا جب انسان اپنی منزلِ مقصود سے ہٹنا ہوتا ہے۔ حقیقت میں انسان غلطے ذوالجلال  
کی ایک بھی عنایت کا شکریہ پوری طرح ادا کرنے سے قاصر ہے۔ غرض ایک رات میں اپنے بستر پر لیٹا تھا کہ یکبارگی و فوراً سچ  
نے جب مجھے دو گھڑی کے لئے دنیا سے بے صبر کر دیا تھا۔ تو عالمِ خواب میں مجھے ایک آواز سنائی دی کہ اٹھ اٹھ اور پناہ دے اور اگر:

# احسن الکلام

(بلغ النظر نقاد سخن حضرت احسن مام دی)

شب فراق جدا عمر بھر نہیں ہوتی      ہمارے گھر میں کسی دن سحر نہیں ہوتی  
یہاں بغیر فغاں شب بسر نہیں ہوتی      وہاں اشہ نہیں ہوتا۔ خبر نہیں ہوتی  
عبث ہے کل کے لئے التوائے مشق خرام      قیامت آج ہی کیوں فتنہ گز نہیں ہوتی  
نہ کیوں ہو محویت جلوہ میں رقامت گم      وہاں کسی کی کسی کو خبر نہیں ہوتی  
جوان سے دور ہے اس کے لئے ہیں چشم براہ      ہم ان کے پاس ہیں ہم پر نظر نہیں ہوتی  
ہماری عمر کی گھڑیاں تو گھٹتی جاتی ہیں      نہ ہو جو ہجر کی شب مختصر نہیں ہوتی  
سر نیاز سے کیا جائے شوق پامالی      کہ آمدان کی سوئے رکھ کر نہیں ہوتی  
اجل کو روکئے کیا کہہ کے ان کے آنے تک      کہ اب تو بات بھی اے چارہ گر نہیں ہوتی  
وہ آگئے ہیں تو آنسو ضرور پوچھیں گے      اب آنکھ کیوں مری اشکوں سے نہیں ہوتی  
دم داغ مرے گھر سے جب وہ جاتے ہیں      قیامت آتی ہے اس دن سحر نہیں ہوتی  
کمال بے ہنسی سے غنی ہوں میں احسن      *وہ سب کوست انصاری دہلوی*  
مجھے ضرورت عرض بہن نہیں ہوتی

## ناشناسائی بھی ان سے ہے شناسائی بھی

منزل عشق میں ذلت بھی ہے رسوائی بھی      دشت گرد دی بھی ہے اور اویہ پیاٹی بھی  
دیکھ کر شوخیے رفتار بت حشر خرام      چو کڑی بھول گئے آہوئے سحرانی بھی  
بانگین جس کی توقیر بڑھاتا ہے مگر      سونے پر اور سہاگہ ہے خود آرائی بھی  
میں وہ مجنوں ہوں وہ دیوانہ ہوں وہ وحشی ہوں      بچ کے جلتے ہیں مرے سائے سے سودائی بھی  
میرے اور ان کے تعلق سے تمہیں کیا مانگی      ناشناسائی بھی ان سے ہے شناسائی بھی



# ہندوستان کے زمانہ حال کے بندرگاہ

(از جناب لالہ کرشن چندر)

(نمبر ۲)

رسالہ رہنمائے تعلیم کے ناظرین کرام نے پچھلے مضمون میں یہ پڑھ لیا ہوگا کہ قدیم ہند میں بھی اچھے اچھے کئی بندرگاہ تھے اور ان کے ذریعے اہل ہند دوسرے ممالک کو اپنا تجارتی اسباب بھیجا کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ قدیم اہل ہند فن جہاز رانی میں بھی ماہر تھے۔ اب ہم اس مضمون میں ناظرین کی تفتن طبع کے لئے ہند کی موجودہ بندرگاہوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مغرب سے شروع ہو کر اگر ہم ساحل کے ساتھ ساتھ مشرق کو جائیں تو ہمیں کراچی۔ کچھ۔ بمبئی ملے اس کو چین۔ کلکتہ اور رنگون کے بندرگاہ ملتے ہیں۔ یہ بندرگاہ مختلف ممالک کے لئے ہر وقت اپنے دروازے کھولے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم کتنی حکومتیں اور سلطنتیں اس عظیم ترین ملک میں قائم ہوئیں۔ عروج پکڑا۔ اور آخر تباہ ہو گئیں۔ لیکن یہ ملک اور اس کی بندرگاہیں اُسی طرح سے قائم ہیں۔ ان بندرگاہوں پر سرکار ہند کی بڑی سخت نگرانی رہتی ہے۔ کیونکہ کسم ڈیوٹی سے سرکار کو کروڑوں روپیہ کی ہر سال آمدنی ہوتی ہے۔ اگر آج ان بندرگاہوں کو بند کر دیا جائے۔ تو ملک ہند کامل طور پر دیگر ممالک سے الگ ہو جائیگا جس کا نتیجہ نہ معلوم اچھا ہو یا بُرا۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ ان بندرگاہوں پر ہندوستانی کی ترقی یا تنزل کا بڑا دار دربار ہے۔

## کلکتہ

کلکتہ کا بندرگاہ ہنگلی ندی کے بائیں کنارے سمندر سے ۲۸ میل پر واقع ہے۔ کلکتہ ہندوستان کا بہت مشہور اور شاندار شہر ہے۔ یہاں مختلف ممالک کی اشیاء جہازوں میں آکر اُترتی ہیں۔ یہ شہر یا بندرگاہ بہت قدیم نہیں بلکہ صرف اڑبائی صدیوں سے بسا ہے۔ ۱۶۹۱ء میں یہاں کل ۱۲۶۲ جہاز آئے اور ان میں سے کل ۲۴۵۵۔ ۷ ٹن وزنی اسباب اُتار آگیا۔ اس بندرگاہ کا انتظام ۱۹۷۱ء کے ایک قانون کے مطابق ایک کمیشن کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس وقت اس کمیشن میں ایک پریزیڈنٹ ایک وائس پریزیڈنٹ اور سترہ کمشنر ہیں جو مختلف تجارتی سوسائٹیوں کی طرف سے چنے گئے ہیں۔ ان کمشنروں کے

فرائض اور حقوق ۱۹۳۱ء کے کلکتہ پورٹ ٹرسٹ ایکٹ کے مطابق ہیں۔ یہ پورٹ ٹرسٹ بندرگاہ کی محصول چنگی کی آمدنی کا حساب رکھتا ہے۔ اس آمدنی کا کچھ حصہ مندرجہ ذیل اعداد سے لگتا ہے۔

۱۹۱۳-۱۴ء میں ایک کروڑ ۵۵ لاکھ ۲۸ ہزار ۴۴ ٹنوں پر روپے -

۱۹۲۹-۳۰ء میں ۲ کروڑ ۲۶ لاکھ ۲۶ ہزار ۴ ٹنوں پر روپے -

۱۹۳۰-۳۱ء میں ۲ کروڑ ۸۲ لاکھ ۷۳ ہزار ۴ ٹنوں پر روپے -

۱۹۳۱-۳۲ء میں ۲ کروڑ ۶۷ لاکھ ایک ہزار ۴ سو تیرے روپے -

ان اعداد و شمار کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۰ء تک تو بندرگاہ کی آمدنی بڑھتی رہی لیکن بعد میں دو سالوں میں گرتی گئی۔ اور اس کی وجہ تجارت کی کساد بازاری ہے۔ اور ساتھ ہی چیزوں کی قیمتوں میں کمی۔

کلکتہ کی بندرگاہ کا ہندوستان کی درآمد و برآمدیں بہت بڑا حصہ ہے۔ یہاں ہر سال مال بہت زیادہ مقدار میں چڑھتا اور اُترتا ہے۔ مال رکھنے کے لئے پورٹ ٹرسٹ کے افسروں نے تیل چمڑے اور فلے وغیرہ کے کتنے ہی گوداموں کا انتظام کیا ہوا ہے۔ ان میں پائے گودام کا رقبہ ہی قریب لاکھ چار ہزار مربع فٹ ہے۔ اس کے علاوہ چمڑے کا گودام بھی دس لاکھ مربع فٹ میں بنا ہے۔ اس طرح سے بندرگاہ کے نزدیک کتنے ہی گودام ہیں جن میں مال بچاؤ رکھا رہتا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں کلکتہ کی بندرگاہ سے مال کی درآمد و برآمد حسب ذیل تھی۔

کچی دھاتیں ۶۷۷۷۷ ٹن

ٹاٹ ۷۰۰۹۳ ٹن

چاول ۲۷۷۷ ٹن

چمڑا ۷۷۷۷ ٹن

کوئلہ ۲۵۹۵۹۱۲ ٹن

گہیوں اور بیج ۳۹۴۳۶۵ ٹن

جوٹ ۶۶۵۲۵ ٹن

چائے ۱۰۲۶۰۲ ٹن

چمڑا لاکھ ۲۷۷۷

ہندوستان میں آنے والے مال کا زیادہ تر حصہ کلکتہ میں ہی اُترتا ہے۔ ۱۹۳۱-۳۲ء میں یہاں ۲۸۰۲۲۲ ٹن مال کی کھیت ہوئی۔

اس سال بندرگاہ میں آنے والے کل انگریزی جہاز ۵۴۱ تھے۔ اور باقی سلطنتوں کے جہاز ۵۴۱ تھے۔ ہنگی دریا کا پانی جہازوں کے ٹھہرنے کے لئے اتنا گہرا نہیں۔ پھر بھی یہاں کی تجارت بہت

زیادہ ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعلیم عام نہیں ہوگی۔

## ممبئی

ممبئی ملک ہند کا ایک طرح سے سمندر کا دروازہ ہے۔ یہاں سے لوگ یورپ جاتے اور واپس لوٹتے ہیں۔ یہ دنیا کی نہایت اعلیٰ بندرگاہوں میں سے ایک ہے۔ جتنی حفاظت اور آرام سے جہاز اس بندرگاہ پر ٹھہر سکتے ہیں۔ اور کسی بندرگاہ پر نہیں ٹھہر سکتے۔ مغربی ممالک کی تجارت بھی زیادہ تر اسی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً ۷ مربع میل ہے۔ بندرگاہ میں داخل ہونے کا راستہ جنوب مغرب سے ہے۔ اس کی لمبائی شمالاً جنوباً ۱۲ میل ہے۔ اور چوڑائی شرقاً غرباً ۶ میل۔ بندرگاہ میں پانی کی گہرائی ۲۶ فٹ سے ۴۴ فٹ تک ہے۔ رات کے وقت بندرگاہ کالی کی روشنی میں جگمگ جگمگ کرتا رہتا ہے۔ یہاں بے تار برقی کی خبروں کا بھی بہت اچھا انتظام ہے۔ یہ بندرگاہ ۱۸۵۲ء سے استعمال ہو رہا ہے۔ اور پورٹ ٹرسٹ بھی اسی وقت سے اس کے انتظام کے لئے قائم ہے۔ یہاں بھی مال اتارنے کے لئے بڑے بڑے گودام اور جہازوں کے ٹکر ڈالنے کے لئے اعلیٰ گھاٹ بنے ہیں۔ ۱۸۵۲ء سے اس وقت تک اس بندرگاہ کو بنانے اور ٹھیک رکھنے کے لئے ۴ کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ گوداموں میں مال کسی وقت تک بھی رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان گوداموں تک ریل کا تعلق بھی ہے۔ جس کے سبب مال کے لانے اور بجانے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ مال کو پوری سے بچانے کے لئے ٹرسٹ کے افسروں نے بہت اعلیٰ انتظام کیا ہے۔ اور گورنمنٹ نے بھی ان کے کام کی تعریف کی ہے۔

سمندری مسافروں کا آنا جانا (BALLARD PIER) سے ہوتا ہے۔ یہاں پر جہازوں کے آنے جانے کے لئے ہر ایک طرح کا آرام پہنچانے کا انتظام ہے۔ ان کے سامان چڑھانے اور اتارنے میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ہر ایک مسافر جنگی خانہ سے ایک کھنڈ کے اندر اندر اپنا سامان لے سکتا ہے۔ افسروں کی ان کے مال پر پوری پوری نگرانی رہتی ہے۔ ان سمندری سفر کرنے والوں کی تعداد ہر سال ایک لاکھ سے زائد ہو جاتی ہے۔ (BALLARD PIER) سے ہی بدیشی ڈاک جاتی ہے۔ کیراجی کو چھوڑ کر ہندوستان کے سب بندرگاہوں میں سے یہ بندرگاہ یورپ کے نزدیک تر ہے۔ اور اسی لئے ممالک غیر کو جانے والے مسافر اس بندرگاہ سے چڑھتے اترتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں سے روٹی، انیم، گیوں، تل وغیرہ کی بھی برآمد ہوتی ہے۔ اس بندرگاہ کے نزدیک علاقوں میں روٹی بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تل رکھنے کے لئے لگ بھگ ۶۴ ایکڑ زمین پر گودام بنے ہیں۔ ان میں لگ بھگ ۲۰ لاکھ ٹن ہر سال آتا ہے۔ اور یہاں سے اندرونی علاقہ میں بھیج دیا جاتا ہے

اس یوپار میں ہر سال ترقی ہو رہی ہے۔ یہ مقام مغربی علاقہ کے لئے تیل اُتارنے کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے۔ پورٹ ٹرسٹ کاروٹی کا محکمہ بھی کوئی کم ضروری نہیں یہ محکمہ ۱۹۲۷ء میں شروع ہوا تھا۔ اس پر اس وقت تک ۱۵ لاکھ پونڈ سے زیادہ خرچ آچکے ہیں۔ ۱۲۷ ایکڑ زمین پر اس مال کو بحفاظت رکھنے کے لئے گودام بنے ہیں۔ اناج رکھنے کے گودام بھی ۸۰ ایکڑ زمین پر بنے ہیں۔ اور مال رکھنے کے لئے ۱۵ لاکھ مربع فٹ ہے۔ ان گوداموں کے ساتھ ریلوے لائن اور خوبصورت سڑکوں کا انتظام ہے۔ جن کے فدیے مال کسی اندرونی علاقہ کو باسانی لے جایا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ بمبئی میں کتنے ہی مختلف قسم کے کارخانے بنے ہیں پورٹ ٹرسٹ بندرگاہ پر آئے ہوئے مال کے مطابق محصول لیتا ہے۔ نہ اس کی قیمت کے مطابق۔ اس بندرگاہ سے تقریباً ۲۸۵ کروڑ روپیہ کی سالانہ تجارت ہوتی ہے اور اس تجارت میں انگلستان کا ۳۸ فی صدی جاپان کا ۲۴ فی صدی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا ۱۱ فی صدی اور باقی یورپ میں ممالک کا ۲۷ فی صدی حصہ ہے۔ بمبئی روٹی کی تجارت کام کر رہی ہے۔ یہاں مختلف قسم کے بیجوں اور تیل کا بھی بڑا یوپار ہے۔ ٹائٹل کپنی تمام بمبئی شہر میں بجلی کا انتظام کرتی ہے۔ اور اس بجلی کی ہربانی سے ہی شہر دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

کیونکہ خود ہندوستان میں ہی کپڑا تیار کرنے کے کارخانے کھل چکے ہیں۔ اور کھل رہے ہیں۔ اس لئے کپڑے کی درآمدیں بہت کچھ کمی ہو گئی ہے۔ پھر بھی امریکہ انگلستان اور جاپان سے ہر سال کافی مقدار میں آنا ہے۔ لیکن دیگر اشیاء کی نسبت تیل کی درآمد بڑھ رہی ہے۔ ۱۹۳۳ء میں تقریباً ۱۲۵۰۰۰۰ ٹن تیل آیا تھا۔ موٹروں کی درآمد بھی پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور پچھلے سال ۲۵۰ کروڑ روپے کی موٹریں آئی تھیں۔ آج کل تجارت کی کساد بازاری کے سبب پورٹ ٹرسٹ کی آمدنی میں بہت کمی واقع ہوئی ہے۔ اس لئے اسے اپنے خرچ میں کمی کرنی پڑیگی۔

## مدراں

مدراں ہندوستان کا تیسرے نمبر پر سب سے بڑا شہر ہے۔ یہاں کی بندرگاہ بڑی خوفناک ہے۔ اور خطرناک ہے۔ اس لئے بمبئی اور کلکتہ جیسی ترقی نہیں کر سکا۔ بندرگاہ کا رتبہ تقریباً ۲۰۰ ایکڑ ہے۔ اس بندرگاہ میں داخل ہونے کا راستہ شمال مشرق کی جانب سے ۵۰۰ فٹ چوڑا ہے۔ یہاں سمندری لہروں کی اٹھان کے ساتھ پانی کی گہرائی ۳ فٹ رہتی ہے۔ ہر ایک موسم میں جہاز یہاں آ جاسکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپریل جون اور اکتوبر کے مہینوں میں جب طوفان آتے ہیں تو سیٹروں کے لئے آنا جانا سہل نہیں ہوتا اس بندرگاہ کے ساتھ ریڈیو کا بھی انتظام ہے۔ گورنمنٹ کا اپنا ریڈیو سٹیشن بھی ہے۔ جہاں سے

تجارتی اور موسمی خبریں ہر جانب بھیجی جاتی ہیں۔ بندرگاہ میں میٹھے اور پینے کے قابل پانی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ اس سے جنوب کی جانب کوئلے کا ایک بہت بڑا ذخیرہ رہتا ہے جس میں ۲۲۰۰ ٹن کوئلہ آسکتا ہے۔ لرس جگہ سے کچھ اور دور ۱۲ ایکڑ کے رقبہ میں ایک تالاب بنایا گیا ہے۔ جس میں آئے ہوئے لکڑی کے شہتیر تیرتے رہتے ہیں۔

۱۹۲۰-۲۹ء میں یہاں کل ۹۰۰ سیڑ آئے تھے جن میں لگ بھگ ۳۰۰ ٹن مال اور اسباب کی بھرتی تھی اس طریقہ سے اس بندرگاہ سے ہر سال تقریباً ۲ کروڑ تین لاکھ پونڈ کا بیوپار ہوتا ہے۔ یہاں کی درآمدیں زیادہ تر چمچہ، بریل اور مکان بنانے کا سامان، دیاسلائی، دھاتیں، شہاب، تباکو، موہا، موہڑا، سائیکل، تیل، کاغذ، صابن، پینیں، کوئلہ، کھڑکیوں کے شیشوں کا ہے۔ کل ملا کر ۱۱ لاکھ ٹن وزن مال کی آج کل درآمد ہوتی ہے۔ یہاں سے باہر جانے والی اسٹیمروں میں روتی، چمڑا، ارٹھ، مونگ، پھلی، پینسی تیل، ربڑ، چائے، نمک اور ایلیومنیم وغیرہ ہوتی ہیں۔ ان سب کو ملا کر قریب ۵ لاکھ ٹن وزن کی اسٹیمروں باہر جاتی ہیں۔

اس بندرگاہ کا انتظام لکڑاس پورٹ ٹرسٹ ایکٹ ۱۹۰۵ء کے مطابق ہوتا ہے۔ مختلف تجارتی انجمنوں کی جانب سے ۱۵ آدمی منتخب ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ گورنمنٹ اپنی جانب سے پریذیڈنٹ مقرر کرتی ہے۔ اس بندرگاہ کو ن رت نے وہ آسانیاں ہم نہیں پہنچائیں جو کلکتہ اور بمبئی کو حاصل ہیں لیس کا منتقل بھی آسانا انداز نہیں جتنا ان دوسرے بندرگاہوں کا ہے۔

## کوچین

کوچین آج سے صرف دس سال پیشتر ایک غیر معروف اور نامعلوم بندرگاہ تھا۔ اگر کوئی چاہا یہاں آتا بھی تھا تو بندرگاہ کے مقام سے تیس میل دور لنگر انداز ہوتا تھا۔ اور اگر موسم زیادہ خراب نہ ہوتا تو کسی نہ کسی طرح مال و اسباب آتا رہ سکتے تھے۔ اس لئے ان دنوں کی تجارت نے بھی کوئی ترقی نہیں کی۔ لیکن آج کل بندرگاہ پہلے سے بالکل مختلف ہے۔ اب بڑے سے بڑا جہاز بڑی آسانی سے آجا سکتا ہے۔ اور موسم کی خرابی یا سمندر میں طوفان کا اب اسے کوئی ڈر نہیں۔ تجارتی ترقی کے ساتھ خرچ بھی آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ بندرگاہ کا مقام نہایت اعلیٰ ہے۔ ۱۲۵ میل کے کھیرے میں تمام دنیا کے جہاز نہایت آسانی سے ادھر آدھر آجا سکتے ہیں۔ اور دنیا کے ہر ایک ملک کا مال آسانی سے منگوا یا جاسکتا ہے۔ کوچین بمبئی سے ۵۸۰ میل جنوب کی جانب واقع ہے۔ اور اگر بمبئی سے لکڑاس کو اس کماری سے ہوتے ہوئے جائیں تو ہمیں راستہ میں بھی اچھی بندرگاہ ملے گی۔ اس بندرگاہ کے نزدیک علاقوں میں ناریل، چائے، قہوہ اور ربڑ وغیرہ بہت ہوتا ہے۔

مغربی گھاٹ کی پہاڑیوں پر یورپین لوگ کافی تعداد میں بستے ہیں۔ اور ان لوگوں کے یورپ جانے کے لئے یہ بندرگاہ نزدیک تر ہے۔ کچھ دنوں پہلے اس بندرگاہ کو جو اب بھاٹا کے سبب پانی بڑی تکلیف دیتا تھا۔ اور ایسی حالت میں بندرگاہ کی حالت بہت ڈانواں ڈول ہو جاتی تھی۔ سمندر کی باڑھ میں بھائے کو کاٹ کر الگ کر دینا ایک نہایت مشکل کام تھا۔ بدیں وجہ بندرگاہ زوال پذیر ہونے لگا تھا۔ لیکن لارڈ ولنگٹن (موجودہ وائسرائے) نے جو ان دنوں مدراس کے گورنر تھے۔ بہت کوشش کی چنانچہ ان کے ہی نام پر ۵۰۰۰۰ فٹ لمبائی بھائے کو کاٹنے والا لگایا گیا ہے۔ اس نل نے بہت جلد کوچین کی بندرگاہ کی مشکلات حل کر دیں۔ اور ابھی کے سبب آج کوچین ایک نہایت اعلیٰ بندرگاہ بن چکا ہے۔

اس وقت اس بندرگاہ کی آمدنی کے حصہ دار۔ ریاست کوچین۔ ریاست ٹرانکوور اور مدراس گورنمنٹ ہیں۔ یہ سب برابر کے حصہ دار ہیں۔ ان تینوں گورنمنٹوں نے ۱۹۲۲ء تک جتنا خرچ ہوا اس کے برابر مین حقوق کی ذمہ داری لی ہے۔ اور بندرگاہ کی حفاظت کی ذمہ داری بھی حصہ برابر بندرگاہ کا تعلق ساؤتھ انڈین ریلوے سے ہے۔ اور اگرچہ ان دنوں میں الاقوامی تجارتی کساد بازاری ہے۔ پھر بھی اس بندرگاہ کی آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جنگ عظیم سے پیشتر اس بندرگاہ پر کل مال تین لاکھ پچاس ہزار روپے اُترا تھا۔ لیکن ۱۹۲۹-۳۰ء میں یہ چار لاکھ پچاس ہزار روپے ہو گیا۔ اور ۱۹۲۲-۲۳ء میں ۵ لاکھ ۸۰ ہزار روپے ہو گیا ہے۔ اس سال یعنی ماہ اپریل سے ماہ جولائی تک ۲ لاکھ پچاس ہزار روپے سے بھی زیادہ مال اچکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ممالک غیر سے آنے والے جہازوں کی تعداد بھی بڑھنے لگی ہے۔ ۱۹۲۸-۲۹ء میں ان جہازوں کی تعداد ۲۸۲ تھی۔ ۱۹۳۲-۳۳ء میں ۶۱۵ ہو گئی۔ اس بندرگاہ سے باہر جانے والی اشیاء میں زیادہ تر چائے۔ چٹائی۔ ناریل کاتیل۔ ربڑ۔ کاغذ۔ روٹی۔ لکڑی۔ اورک اور سونٹھ ہے۔ اور برآمد زیادہ تر چاول۔ دھان مختلف قسم کے مٹی کے تیل مشین اور کھانڈ وغیرہ ہیں۔ جیسے جیسے اس بندرگاہ کی آمدنی بڑھتی جاتی ہے۔ ویسے ہی اس آمدنی سے بندرگاہ کی اصلاح ہو رہی ہے۔ یہاں کوئلہ اور تیل آسانی سے مل سکتا ہے۔ بے تار برقی کا سلسلہ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ اور روشنی کا انتظام بھی ہوتا جا رہا ہے۔ اس بندرگاہ کی ترقی سے نہ صرف یہ کہ تجارتی ترقی ہو گی بلکہ اس کے ذریعے سمندری سفر کرنے والوں کو بھی بہت آرام ملے گا۔ سیر کرنے والے لوگوں کے لئے دنیا کا ایک نہایت خوبصورت حصہ سیر کے لئے کھل جائیگا۔ ۵۲ لاکھ میں واسکوڈے گاما کے کوچین پہنچنے کے وقت سے ہی مالا بار کے خوبصورت نظاروں نے غیر ممالک کے لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا تھا۔ اب تو یہاں بہت آسانیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ یہاں سے صرف تیس گھنٹوں کے سفر کے بعد سات ہزار فٹ بلند پہاڑیاں آ جاتی ہیں اور صرف ایک رات سفر کرنے سے آدمی اوکھنڈ جا پہنچتا ہے۔ اور

ہے۔ اُمید ہے کہ جلد تریہ بھی ہندوستان کے نہایت اعلیٰ بندرگاہوں میں شمار ہونے لگیگا۔

## کراچی

کراچی سندھ کی راجدھانی اور ہندوستان سے یورپ کو جانے کے لئے نزدیک تر بندرگاہ ہے۔ بمبئی سے عدن کا فیصلہ ۱۶۴۰ میل ہے۔ لیکن کراچی سے صرف ۱۴۵۰ میل ہے۔ بصرہ بھی بمبئی کی نسبت کراچی سے نزدیک ہے۔ اس بندرگاہ پر انگریزوں کی حکومت ۱۸۴۲ء میں قائم ہوئی اور اسی وقت سے اس بندرگاہ کو ترقی دینے کے سامان ہونے لگے۔ اس سے پیشتر تو اس مقام پر کچے مکاتول کا ایک چھوٹا سا قصبہ بنا تھا۔ اور بندر میں پان بھی صرف ۱۰ یا ۱۲ فٹ گہرا ہوتا تھا جس میں جہاز آجا نہیں سکتے تھے۔ انگریز یوپیاری ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ یہاں پہنچے۔ اور اسی وقت سے یہاں کی تجارت آہستہ آہستہ ترقی کرنے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں یہ ایک مشہور شہر بن گیا اور آج یہ شہر بڑے بڑے شہروں اور بندرگاہوں کی تمام آسائشیں رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی بندرگاہ کے یوپیاریں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس سے یہ امر اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ ۱۸۳۸ء میں اس بندرگاہ میں کیسے لاکھ روپیہ کی تجارت ہوئی۔ یورپین جنگ سے پہلے ۷۷ کروڑ ۸۵ لاکھ روپیہ کی تجارت۔

۱۹۲۴ء میں ۹۸ کروڑ ۸۵ لاکھ روپیہ کی تجارت۔

۱۹۲۹ء میں ۷۷ کروڑ ۲۸ لاکھ چالیس ہزار ۴۳ روپیہ کی تجارت۔

۱۹۳۱ء میں ۷۷ کروڑ ۹۹ لاکھ ۶۱ ہزار تیس روپے کی تجارت۔

۱۹۳۲ء میں ۷۵ کروڑ ۱۸ لاکھ ۵۳ ہزار ۵۷ روپیہ کی تجارت۔

۱۹۲۴ء کے بعد جو کمی واقع ہوئی ہے۔ اس میں بندرگاہ کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ عیس الاقوامی کسادبازاری اور اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہی ذمہ دار ہے۔ اس وقت کراچی کی بندرگاہ کا تعلق نارٹھ ویسٹرن ریلوے سے کراچی سے برآمد ہونے والی اشیاء میں زیادہ تر یہی چیزیں ہوتی ہیں جو صوبہ پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان وغیرہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ گیہوں۔ روٹی۔ ادن۔ بنوے۔ چمڑا۔ ہڈیاں اور لاکھ وغیرہ ہیں۔ باہر سے آنے والی اشیاء میں ادنی سوت۔ جینی۔ دھاتیں۔ مٹی کا تیل۔ پیٹرول۔ کوئلہ وغیرہ ہیں۔ کراچی بہت سی صنعتوں کا گھر ہے اور وہاں کئی کارخانے چلتے ہیں۔ بمبئی اور بصرہ کے درمیان کراچی کے علاوہ کوئی اور بندرگاہ نہیں۔ اس لئے اسے بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اُمید کی جاتی ہے کہ ایک دن کراچی ہی مشرقی ایران سے لیکر مغربی صحرائے متحدہ تک کامل ادھر اُدھر بھیجے گا۔ عدن کے بہت نزدیک پہنچنے کے علاوہ دہلی اور شملہ

سے بھی یہ بندرگاہ نزدیک تر ہے۔ اس لئے اُمید واثق ہے کہ سمندری سفر کرنیوالے مسافر زیادہ تعداد میں یہاں سے آیا جایا کریں گے۔

## کچھ

کچھ ایک نہایت قدیم اور پرانا گاؤں ہے۔ یونانی مصنفوں نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ تاریخی ثبوت شاید میں کہ سکندر۔۔ ۲۰ سال قبل مسیح یہاں آیا تھا۔ اس بندرگاہ کے نزدیک کا علاقہ بہت سی اشیاء کا گھر ہے لیکن صدیوں کے کام میں لانے کی آسانیاں نہیں ہیں۔ اس لئے ملک کا برا حصہ اس بندرگاہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پہلے اس علاقہ میں لٹا ڈھلنے کے کئی کارخانے تھے۔ رتنال کا مقام اس مفت کام کو زربا ہے۔ لیکن آج یہ سب کچھ ایک خواب کی مانند ہے۔ آجکل کی فائدہ مند اشیاء نمک پھسکڑی۔ مٹی کے کھولنے اور پتھر ہیں۔ اور ان معدودے چند اشیاء کے سبب کچھ نہ کچھ اب بھی بیوپار ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں تانبے کی مشینیں بھی ہیں جہاں لوگ کام کرتے ہیں۔ کچھ پیرے کے کارخانے بھی ہیں۔ یہ کپڑے زنجبار اور جنوبی افریقہ کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہاں کی نقاشی بھی بہت مشہور ہے۔ اور سب سے زیادہ بیوپار پھسکڑی کا ہوتا ہے جس پر کچھ والوں کا بلاشبہ بلا شرکت غیرے اختیار ہے۔ اور اس سے فائدہ بھی پورا اٹھایا جا رہا ہے یہاں کے گھوڑے بھی بہت مشہور ہوتے ہیں اور مختلف مقامات کو بھیجے جا رہے ہیں۔ ہمارا کچھ یہاں کی تجارتی ترقی کیلئے سندھ اور راجپوتانہ کو ریلوے کے ذریعہ ملا دینا چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہاں ایک خوبصورت بندرگاہ بنانے کے لئے غور بھی ہو چکا ہے۔ لنڈن کے انجینیر سر جارج کوکین (Sir George B. Cochran) نے یہاں کی موجودہ بندرگاہ کا معائنہ کیا تھا۔ انہوں نے جو ارہائے کی زیادتی کے سبب زیادہ خرچ کرنا فصول سمجھا۔ اسلئے بندرگاہ کیلئے کنڈلا مقام منتخب ہوا ہے۔ یہاں جہازوں کے آنے اور جانے کی آسانی ہے۔ پانی میں بھارت بھی نہیں آتا۔ پانی کی گہرائی ۲۲ فٹ ہے۔ اسلئے یہاں کا بندرگاہ بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس مقام پر جہازوں کے آنے اور جانے کا دروازہ ۵۰ فٹ چوڑا ہے جس جہازوں کے آنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ ابھی کنڈلا بندرگاہ کی تجارت ترقی پذیر نہیں ہوئی لیکن اس کے محققہ علاقہ جات بڑے سرسبز اور زرخیز ہیں اسلئے اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارا کچھ کی توجہ اور علاقہ کی زرخیزی کے سبب یہ بندرگاہ جلد ہی ضرور ایک بہت بڑا بندرگاہ بن جائیگا۔

مندرجہ بالا مضمون میں ہندوستان کی چند ایک مشہور بندرگاہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کے علاوہ اور کوئی بندرگاہ ہے ہی نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بندرگاہیں اور بھی بہت سی ہیں۔ ان تمام بندرگاہوں کا ملک کی ترقی میں بڑا ہاتھ ہے۔ جتنے بندرگاہ زیادہ ہونگے اتنی ہی ترقی ہوگی اور جس کا قبضہ ان بندرگاہوں پر ہوگا ہندوستان کی حکومت کی باگ ڈور بھی اُس کے ہاتھ میں ہوگی۔

(ماخوذ)



## دوستی کا حق

(از پندت اندر حیت صاحب شرما باچھو)

کیوں دشت زندگی میں پریشان ہے لے بشر  
کس کی ہے جستجو کھے کس کی تلاش ہے  
کس کے لئے تو ٹھو کریں کھا تا ہے در بدر  
فرقت میں کس کی تیرا جگر پاش پاش ہے  
قربان ہو کے دوست کی توجہ صفات پر  
بنیاب ہو گیا ہے ملاقات کے لئے  
نواہی ذات میں وہی پیدا صفات کر  
ہے دوستی کا حق ہی مساوات کے لئے

## غزل

دید کے قابل تماشا کو چہ قائل میں ہے  
پھیر دے خرمے قائل خدا کے واسطے  
جوش دشت میں جو دیکھا ساربان کو نجد میں  
ہجر میں افسوس کوئی پوچھنے والا نہیں  
کیا مقابل ہوتا ہے عارض پر نور سے  
غور سے دیکھا تو اک دھبہ کال میں ہے  
تیراُس کے ہاتھ میں ہے زخم میر دل میں ہے  
ایک مدت سے شہادت کی متبادل میں ہے  
قیس بولا کیا مری بلی اسی محل میں ہے  
شام ہی سے جان شیدائی بڑی شکل میں ہے  
غور سے دیکھا تو اک دھبہ کال میں ہے

(سید ظفر اشفاق حسین لاہور)

## جذبات لکھیں

کسی غریب کا جس سے کبھی بھلا نہ ہوا  
ترے خیال سے دنیا سے دل رہی آباد  
در کریم سے پھر تا ہے کون خالی ہاتھ  
تمہاری راہ میں ہم مل گئے مگر ہم سے  
فقس سے چھٹکے خیال فقس ہے دانگیر  
ترا کرم ہی سپر ہے ستم رسیدوں کی  
ترقیوں میں تو حد سے گذر گیا لیکن  
بھلا ہوا کہ وہ بندہ کہیں خدا نہ ہوا  
جدا بھی ہو کے تو ہم سے کبھی جدا نہ ہوا  
مگر نصیب اکہ بندہ کو کچھ عطا نہ ہوا  
کبھی نیاز محبت کا حق ادا نہ ہوا  
رہا بھی ہو گے اسیری سے میں رہا نہ ہوا  
ترے سوا کوئی بکس کا آسرا نہ ہوا  
بشر بشر ہی رہا یہ کبھی خدا نہ ہوا

یہ رعب حسن کا عالم کہ تاب دید نہ تھی  
نگہ نگہ سے لڑائے کا حوصلہ نہ ہوا

(سید ظفر اشفاق حسین لاہور)

# انقلاب

سلسلہ سابعہ

سلسلہ سابعہ

(از سید انور علی صاحب نقوی سکندر آبادی)

(نمبر ۳)

نوٹ :- اس مضمون کا مقصد نظم اس وجہ سے عینہ شائع کیا جاتا ہے کہ ایک تو واقعہ نگاری کے لئے تسلسل قائم رکھنا ضروری ہے۔ انتخاب کی صورت میں یہ تسلسل قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ دوسرے یہ خیال بھی بد نظر ہے کہ شاعر کے فکر سخن اور اس کی طبیعت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

(جوش ملیانی)

کہاں لکھنؤ کا شاہی محل (قصر باغ) کہاں کلکتہ کے فورٹ ولیم کا ایک تنگ مکان۔ کہاں شانِ امیری کہاں یہ حالتِ اسیری۔ کہاں اودھ کی تاجداری۔ کہاں اس وقت کی مجبوری و لاجاری۔ حکومت کے عوض حراست شاہی و آزادی کے بدلے بربادی جس شخص کے ہزاروں پہرہ دار ملازم ہوں۔ وہ اب خود پہرہ داروں کی نگرانی میں ہو

۷ زمین چین گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے؟

غرضیکہ لکھنؤ میں سوار ہو کر گورہ فوج کی نگرانی میں قلعہ فورٹ ولیم میں داخل ہوئے۔ اب قبل اس کے کہ اندر کے مکان سکونتی کا ذکر کیا جائے۔ لکھنا بے جا نہیں کہ یہی شاہِ مجاہد تھے کہ جب گورنر جنرل بہادر پنجاب اور ریسلیکھنڈ کا دورہ کر کے فرخ آباد سے کانپور برلپ گنگ پہنچے۔ اور واجد علی شاہ مہ جوم کو اطلاع دی گئی۔ اور ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا گیا۔ تو شاہِ موصوف نے بہ طیب خاطر گورنر جنرل بہادر کے استقبال کے لئے لکھنؤ سے قصدِ روانگی کیا۔ اور لکھنؤ سے کانپور کی طرف تالپ گنگ اپنے علاقہ میں استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت کی روانگی اور آج قلعہ فورٹ ولیم کی روانگی میں زمانہ کے انقلاب کو دیکھئے۔ چنانچہ شیخ غلام حیدر المتخلص بہ صغیر نے اس شاہانہ سواری اور استقبال کو بولِ نظم کیا ہے۔

- (۱) یہ سن کر کہا شاہ نے حکم دو سویرے سے کل فوج تیار ہو
- (۲) مفرق بہ زر ہوں ملازم تمام زر اندود ہوں جامہ خاص و عام
- (۳) کہ کل میج کو شاہ ہونگے سوار کہا افسروں سے رہیں ہوشیار
- (۴) وہ سامانِ تان نصف شب ہو گیا کوئی سو کے جاگا کوئی سو گیا
- (۵) اٹھے دو گھڑی شب سے چاکر تمام لئے سب نے گھوڑے چڑھا کر نگام

- (۶) گجر بختے بختے کسے زین زر  
(۷) کہیں فیلباں فیل کسے لگے  
(۸) ہوئی فوج میں بھی کمر بندیاں  
(۹) سپیدہ سحر کا جو پیدا ہوا  
(۱۰) جمی تھیں جو میدان میں پلٹیں  
(۱۱) چمکتے تھے رختِ تن خاص دعام  
(۱۲) سواران انگلش تھے سب دس ہزار
- کسے زین زر سب نے باندھی کمر  
بہ سرعت بہ تعجیل کسے لگے  
جوانوں نے پہنیں نئی دریاں  
تو سامان لشکر ہویدا ہوا  
چکا چوندا تھا چشمِ خورشید میں  
وہ زرِ بخت کی دریاں تھیں تمام  
سراپا لباس اُن کا تھے زر نگار
- یہ دس ہزار انگریزی سوار واجد علی شاہ کی فوج میں تھے۔

- (۱۳) ہر اک کے تھی تلوار زیب کمر  
(۱۴) برابر تھے پہلو سے پہلوئے اسپ  
(۱۵) ہزاروں زرہ پوش بھی تھے سوار  
(۱۶) امیروں کی اُس دن عجب شان تھی  
(۱۷) سراپا وہ پہنے تھے لمبوس زر  
(۱۸) ندیموں کے کچھ اور ہی رنگ تھے  
(۱۹) عنایت ہوئے تھے اُنہیں تاج زر  
(۲۰) وزیر الممالک تھے حضرت کے پاس  
(۲۱) مثالِ مہر و مہر مندیل تھی  
(۲۲) خراساں کی تھی تیغِ زیرِ کمر  
(۲۳) بدلتے تھے پوشاکِ حضرت جہاں  
(۲۴) دُر آگینِ تبادوں میں بلیں وہ تھیں  
(۲۵) لگے تھے برابر سے دُرِ ثمنیں  
(۲۶) بہت عمدہ پوشاک تھی الملسی  
(۲۷) کیا زیب تن بادشاہ نے لباس  
(۲۸) جواہر گلے میں پرے دل پسند  
(۲۹) جواہر جڑے تھے عجب تاج میں
- کہ تھا غاشیہ تھلمے دستِ ظفر  
دُم اسپ میں تھے نہاں روئے اسپ  
کہ دیوارِ رویش تھی وہ آشکار  
کہ خود خوشنمائی بھی قربان تھی  
کوئی شے تھی پُر زر کوئی پُر گہر  
لباسِ زرِی جسم میں تنگ تھے  
معِ تاج سب تھے وہ زریں کمر  
مغربِ جواہر میں تھا سب لباس  
وہ عرابِ دولت کی قندیل تھی  
لنگتی تھی قبضے میں سلکِ گہر  
ہزاروں لگی تھیں وہاں کشتیاں  
کہ تھی کہکشاں کی بنتِ شریں  
معِ پردہ و دامن و آستینیں  
وہ الملس تھی پھولوں میں اپنی بسی  
کہ تھے جس میں لعل و گہر بے قیاس  
بندھے ہر جگہ نورِ تن دستِ بند  
گلہابی تھے الماس سب تاج میں

- (۳۰) جامِ اصفہانی تھی زیب کمر  
نہ تھی تیغ تھا وہ ہلالِ لطفِ سر  
لئے تھے قدمِ شمشادِ غوش میں  
نظر سوئے دروازہ تھی بار بار  
(۳۱) نگینِ جواہر تھا پاپوش میں  
جلو خانے میں سب کو تھا انتظار  
(۳۲) گورنر کی جانب سے باگیں اٹھائے  
یکایک ہوا غل ہوا دار لاؤ۔  
(۳۳) بیاچتر بردار نے چترِ زر  
ہوا دار حاضر ہوا قرب در  
(۳۴) ولیمہ و جہیزِ ہمارا تھے۔  
مندیوں کے ہالے میں تھا بادشاہ  
(۳۵) برآمد ہوئے بادشاہِ جہاں  
سب ارکانِ دولت تھے حاضر جہاں  
(۳۶) وہیں پر ہوا دار لائے کہاں  
بڑھا اُس جگہ سے جو تختِ رواں  
(۳۷) ترم اور طنبور بجنے لگے  
بڑھے آگے ماہیِ مراتب کے فیل  
(۳۸) کئی مروجے تھے ٹھکتے ہوئے  
کئی اور بھی تھے برابر نشان  
(۳۹) کئی سو نظر آئے اُشنتر سوار  
رسالوں کے آگے تھے کتنے سوار  
(۴۰) جرّاؤ زر اندود سکھ پال تھے  
چھتوں پر کلس کی جگہ تاج تھے  
(۴۱) نہ تھا پالکی ناکی کا شمار  
سنہری تھے بھالے سنہری تھے بان  
(۴۲) پُلِ گنگ پر جب گئے بادشاہ  
نصاری نے اپنی اُتاری کلاہ
- نہ تھی تیغ تھا وہ ہلالِ لطفِ سر  
لئے تھے قدمِ شمشادِ غوش میں  
نظر سوئے دروازہ تھی بار بار  
کئی ذی شرف شہ کو لینے کو آئے  
پکارے مکاں دار پردہ اٹھاؤ  
بڑھے مروجہ چند لے کر چنور  
تخل سے حضرت ہوئے جلوہ گر  
ہوا دار اُن کے پس شاہ تھے۔  
ستاروں میں تھا جلوہ افزہ ماہ  
ہوئی شوکتِ شاہ جہاں فی عیاں  
لگا تھا دہاں ایک تختِ رواں  
ہوئے شاہ چترِ رواں پر سوار  
تو چلنے لگی توپ چھایا دھواں  
بگلِ مسب دستور بجنے لگے  
کہ اقبال و شوکت کی تھی وہ دلیل  
جواہر تھے اُن پر چمکتے ہوئے  
بلند اُن کے پرچم تھے تا آسمان  
زری کی تھی پوششِ زری کی ہمار  
عجب لطف کی آمد ہی تھی ہمار  
نگین ہائے یاقوت سے لال تھے  
عوضِ چوب کے تختِ عاج تھے  
مُفرق بہ زر تھے ہزاروں کہاں  
سواری کے آگے بہت سے نشان  
نصاری نے اپنی اُتاری کلاہ

یہ نظم بہت طویل ہے۔ اول بادشاہ کی گورنر جنرل بہادر سے ملاقات اور بادشاہ کا استقبال۔ پھر گورنر جنرل

کا کانپور سے لکھنؤ آنا۔ اور واجد علی شاہ مرحوم کا ہمان ہونا۔ الغرض مطلب یہ ہے کہ جو بادشاہ اس شان و شوکت کے ساتھ گورنر جنرل سے ملنے جائے۔ اور اُس کے استقبال کا یہ اہتمام ہو۔ آج وہی بادشاہ صرف گورہ پلٹن کے معمولی دستے کی حفاظت میں ایک گمبھی پر قلعہ فورٹ ولیم میں علی الصباح جا رہا ہے۔ نہ کچھ رفعت و شان نہ کچھ توڑک و اختشام نہ ہاتھی نہ گھوڑے نہ نقیب نہ پھریرے نہ طبل و علم۔ ہاں طرح طرح کے غم۔ نہ چوہدار نہ سوار بلکہ جگر غم سے داغدار۔ گہرے آبدار کی جگہ چشم اشکبار یہی حال اس فلک کج رفتار اور دنیا سے ناپائدار کا ہے۔ بمصداق آیات ذیل۔

دُورِ ایں کہ بعدِ طلسم سازیست      در پردہ او ہزار بازیست  
از پردہ ایں طلسم خانہ      صد رنگ بر آورد زمانہ  
ایں بادہ کہ روزگار دارد      یک متی و صد خمار دارد

حاصل کلام آپ کے ہمراہ اگرچہ بہت سے متوسلین چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر چند خاص معاجین و ملازمین اور خدمت گاران کے سوا کسی کو اجازت نہ ملی۔ اب مکان سکونتی کا حال سنئے۔ قلعہ کے دروازہ پر ایک بالا خانہ تھا۔ پہلے تو چند روز وہاں قیام ہوا۔ جب پہلے سے کوئی شاہانہ مکان موجود ہی نہ ہو۔ تو بادشاہ کہاں رہے۔ فورٹ ولیم میں دہلی لکھنؤ ایسے شاہی مکان تو تھے ہی نہیں۔ یا گوروں کی بارگاہیں تھیں۔ شاگردیشہ کے مکانات گودام اور دفتر۔ یا افسانہ ان فوج کے دوچار بنگلے۔ غرض آٹھ دس دن کے بعد دروازہ کے بالا خانہ سے قلعہ کے وسط کے بنگلے میں بھیج دیے گئے۔ اور گورنر جنرل کا محبت نامہ بھی پہنچا۔ کہ آپ کو حتی الوسع کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ مگر غدر کے فرد ہونے تک آپ کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تاکہ مفسدہ پرداز آپ کو اپنے ساتھ ملا کر آپ کے لئے خطرہ اور ہلاکت کا باعث نہ ہوں۔ چنانچہ اس کوٹھی میں غدر کے ایام پورے کرنے پڑے۔ اکثر خاص معاجین بھی اس قید سے (جس میں باہر جانے کا حکم نہ تھا) تنگ آکر اور مختلف بہانے بنا بنا کر قلعے سے نکل گئے۔ اور بادشاہ کی تنہائی اور دل جوئی کا مطلب خیال نہ کیا۔ حتیٰ کہ خاص حکیم شاہی طبیب الدولہ بھی باوجود بادشاہ کے اصرار کرنے کے بادشاہ کے پاس نہ ٹھہرے۔ اور قلعہ سے نکل کر میٹیا بروج میں مقیم ہو گئے۔ ہر چند بادشاہ نے بہت کچھ بہ منت کہا سنا۔ مگر اس قید میں وہ بھی ساتھ نہ دے سکے۔ اور کچھ عرصہ میٹیا بروج میں رہ کر اور ایک خواص کو اپنے ساتھ لیکر اپنے وطن فیض آباد کو چلے گئے۔ سچ ہے مصیبت اور تکلیف کے وقت اپنے قدیم آقا کا ساتھ دینا اور اسی حالت میں ساتھ رہنا بڑی جوانمردی کا نام ہے چنانچہ واجد علی شاہ مرحوم نے طبیب الدولہ حکیم کے اس طرح چلے جانے پر ایک منظم خط حکیم کو مصروف کو لکھا ہے۔

# عہد گذشتہ کی چہ میگوئیاں

(از خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی)

زمانہ شاہی میں اس قدر لوگ بھولے ہوئے تھے کہ اُن کی فیاضیان دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ جو بات تھی۔ جو فعل تھا۔ بدعت حسد سے خالی نہ تھا ہر قصہ اور ہر کہانی میں ایک نصیحت تھی ایک سبق تھا۔ بچوں سے جو کہانیاں کہی جاتی تھیں ان میں بھی گہری اخلاقی نصیحت ہوتی تھی۔ جو کھیل تھے مفید جو کام تھا نتیجہ خیز ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو بڑا کارنامہ ہے عام فیاضیان ایسی تھیں کہ سُنے والے کو یقین نہیں آ سکتا۔

نصیر الدین حیدر بادشاہ کے زمانے میں چوپٹیوں کے تربیب ایک رنگ برنگ تھا۔ جس کا نام گاما تھا۔ اور نواب قدسیہ محل کی پوشاک رنگنے پر ملازم تھا۔ اس غریب کے ایک لڑکی تھی جس کی ماں مر چکی تھی۔ جب وہ جوان ہوئی تو اُس کی شادی کا پیام فیض آباد سے آیا۔ بات اچھی جگہ کی تھی سب نے پسند کی منگنی ہو گئی تو لڑکے والوں نے گاما سے تقاضا کیا کہ اب شادی کی تاریخ مقرر کر دو۔ کب تک لڑکی کو میٹھا رکھو گے۔ اس نے خیال کیا کہ گھر سے لڑکی چلی جائیگی تو گھر مٹنا ہو جائیگا۔ اس لئے ابھی برس در برس نالو۔ کہا میں سامان کی فکر میں ہوں۔ بندوبست ہو جائیگا۔ تو شادی کر دوں گا۔ دو طحا والوں نے کہا۔ ہم سامان نہیں چاہتے۔ خدا نے ہم کو چار بیسہ دیئے ہیں۔ لڑکی کی تقدیر سے سامان بہت کچھ ہو جائے گا۔ ہم کو صرف لڑکی چاہئے تم تو شاہی ملازم ہو کیا کچھ تمہارے گھر میں نہ ہو گا؟ کہنے لگا خدا کا دیا اور سرکار کی پردریش سے سب کچھ موجود ہے۔ مگر میرا اس کے سوا کون ہے میں چاہتا ہوں کہ اس شادی میں اپنا حوصلہ پورا کر لوں۔ بیٹے والوں نے نہیں مانا۔ جب زیادہ کہہ کی تو مولویوں سے اچھی تاریخ دریافت کر کے وعدہ کیا کہ چھ مہینے کے بعد ماہ رجب کی آخری تاریخ میں نکاح کر دوں گا۔ اب اس کو فکر ہوئی کہ اپنی سرکار سے بھی عرض کر دوں شاید کچھ وہاں سے بھی مل جائے صبح کو جب نواب قدسیہ محل کا جوڑا رنگا ہوا الیکر در دولت پر حاضر ہوا۔ تو اُردا بیگنی سے کہا حضور عالی سے میری طرف سے عرض کر دو۔ کہ آپ کی لونڈی کی شادی رجب کے مہینے میں ہونے والی ہے۔ پانچ سو روپیہ آپ کی سرکار سے مل جائے تو اس کے فرض سے بھی ادا ہو جاؤں۔ اُردا بیگنی نے جب گاما کا پیام دیا تو نواب قدسیہ محل نے مارے غصہ کے مٹنہ پھیر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر عرض کیا کہ۔ گاما کو کیا حکم ہوتا ہے۔ بہت بڑبڑا کر کہا کہ گاما سے کہو لڑکی کی شادی کرنا کیا ضرور ہے۔ اتنا روپیہ بچہ گیاترے کام آئیگا۔ اور ہماری بے عزتی نہ ہوگی۔ کہ

بادشاہ کارنگ پرنسز مونا فیتزہ جی کی شادی پانچ سو روپیہ میں کی گئی۔ اب تو اڑدائی گئی کے کان کھڑے ہوئے۔ جھٹ بات بنا کہ کہنے لگی۔ قربان جاؤں حضور یہ خطا اس کو نڈی کی ہے۔ اس کو نڈی کاٹنے تو پانچ ہزار کہے تھے۔ میرے منہ سے بھولے سے پانچ سو نکل گئے۔ نواب قدسیہ علی نے کہا نہیں گاما سے کہو۔ خوب دل کھول کر شادی کا سامان کرے اور تمام برادری کو شہر شہر سے بلوا کر کھانا کھلائے ناچ گانا خوب دھوم سے کرے۔ زیور کیڑے اور برتن جہیز میں دل کھول کر دے۔ ہماری سرکار کو بدنام نہ کرے۔ ہم دس ہزار روپیہ اس شادی میں دینگے۔ اور ہاں یہ بھی اہم دُسنہ ہے اُس کے گھر کے سامنے نالہ بہتا ہے۔ برات والے آتش کے تونالے میں غوطے کھائیں گے پہلے نالے کا پل۔ مکان کی مرمت اور جہاں تک ممکن ہو تمام رنگریزوں کو جمع کرے۔ اور اڑدائی نے تمام قصہ اور اپنی عقلمندی بیان کی۔ تو گاما بہت خوش ہوا۔ اور گھر جا کر تمام برادری کے نام شہر در شہر چٹھیا ڈکڑا دیا کہ گاما کی لڑکی کی شادی ہے۔ سب احباب عزیز شریک ہوں۔ اس میں نالہ نہ کریں۔ خیر چکاؤ نہ مار طلب کرنے والا ہے نہ آؤ گے تو ہماری تمہاری بھائی برادری ترک ہو جائے گی۔ دوسرے دن مہماروں کو بلوا کر نالے کا پل بنوانا شروع کر دیا سرکار سے دس ہزار روپیہ عطا ہوا۔ مہینہ بھر پیشتر سے تمام برادری کے لوگ۔ رخصتوں اور پہیلیوں پر آ کر مہمان ہوئے۔ بیٹے والے کو نکھڑا۔ جہاں تک برادری کے لوگ ملیں اُن سب کو ہمداد لے کر آؤ۔ اور جس قدر عزیز اور برادری آئے گی ہماری عزت ہوگی۔

جہیز سب نیا بنوایا۔ اور کھانا عمدہ عمدہ پکوا کر مہمانوں کو کھلایا۔ نہایت تشرک و اشتہام سے لڑکی بیاہی گئی۔ گاما کا پل اب تک لکھنؤ میں موجود ہے۔ اگرچہ گاما کا خاندان نہیں رہا۔ یہ تھے شہزادیوں اور بیگموں کے حوصلے کہ جو اُن کے نام سے چھو جائے۔ اُس کی بھی بے عزتی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بیگم صاحبہ کو جب خبر ملی کہ گاما نے اپنی تمام دولت اس شادی میں لٹادی۔ اور ملکوں ملکوں اُس کا نام ہو گیا۔ آج تک کسی رنگریز نے ایسی شادی نہیں کی۔ کچھ فرزندار ہو گیا تو حکم دیا۔ ہمارے خزانہ سے اُسے دس ہزار اور دیا جائے تاکہ وہ اپنا قرضہ ادا کر سکے۔

نواب آصف الدولہ بہادر اتہا کے سعی اور منصف تھے۔ ہندو خزانچہ والے جب اپنا خزانچہ اٹھاتے ہیں تو کہتے تھے جس کو نہ دین مولا اُس کو دین آصف الدولہ اور آصف الدولہ کا نام لے کر کہنی کرتے تھے۔ ان کے ماموں نواب قاسم علی خان بہادر فیض آباد سے ان کے ساتھ آئے تھے اور مفتی گنج میں املاک بنوا کر رہتے تھے۔ بہت نامی رئیس تھے۔ اور مفتی گنج کے قریب شیش محل تھا۔ جس میں سہ پہر کو نواب آصف الدولہ گیند کھیل کر دیتے تھے۔ مفتی گنج کے جانے والوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ کیونکہ بیچ میں ایک زبردست نالہ پڑتا تھا۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کی غرض سے نواب قاسم علی خان نے نالہ پر ایک پل بنوانا چاہا۔ نالہ کے کنارے پر ایک غریب بیوہ بڑھیا کا کچا مکان تھا۔ جس میں ایک چھپر بڑا ہوا تھا۔ اور وہ غریب ڈالی کاٹ کر اپنا رزق

پیدا کرتی تھی۔ نواب صاحب نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ بڑھیا کو اس زمین کی قیمت دیدی جائے۔ بڑھیا نے عذر کیا کہ اس زمین پر میرے بزرگوں کی ہڈیاں گڑی ہیں۔ میں اسے نہیں بیچوں گی۔ نواب نے خود اگر سمجھایا لیکن اس نے منظور نہ کیا۔ آخر نواب نے حکم دیا کہ مکان کھود کر نالہ بنوایا جائے۔ ملازموں نے بڑھیا کا چھپر پھنکو ادیا اور مکان کھود کر نالے کے پُل میں ملا دیا۔ جب پُل تیار ہو گیا تو نواب قاسم علی خان نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ آپ کسی روز آکر پُل ملاحظہ فرمائیں۔ نواب نے دن مقرر کر کے وقت کا بھی تعین کر دیا۔ مقررہ وقت پر نواب صاحب مع خدم و حشم تنزک و انتشام سے تشریف لائے اس ضعیفہ کو بھی خبر ہوئی۔ پُل کے کنارے ڈلیاں لے کر آئی تھی۔ اور کاٹنے لگی۔ ہر چند سواروں نے منع کیا۔ کہ یہاں سے ہٹ جا۔ نواب کی سواری آتی ہے اُس نے ایک نہ سنی۔ اور اس جگہ سے نہ ہٹی۔ سوار اپنے اپنے گھوڑے ہٹا کر لے گئے۔ جب نواب کی سواری نکلی تو آواز دے کر کہنے لگی بھائی نواب! خدا تم کو رہتی دنیا تک قائم رکھے نواب قاسم علی خان نے پُل تو بنوایا اور ضعیفہ بیوہ لاوارث کا مکان کھود کر خانمان برباد کر دیا یہ لفظ سُنتے ہی نواب نے حکم دیا کہ ہماری سواری واپس جائے۔ اور نواب قاسم علی خان سے کچھ نہ کہا۔ جب نواب آصف الدولہ واپس گئے تو نواب قاسم علی خان کو بڑا رنج ہوا۔ اور اُس نے بڑھیا سے معذرت کر کے پُل کے پاس اُس کے رہنے کو عالی شان عمارت بنوادی اور کئی ہزار روپیہ اُسے دے کر اپنی سفارش کے لئے نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھیجا۔ اس کے بعد نواب آصف الدولہ نے آکر نواب قاسم علی خان کا پُل ملاحظہ فرمایا۔

## بیچوں کے بہلانے کے لئے بچوں کا کھیل

تاتی تاتی پوریال گھیا چوریاں میں کھاو میرا بالاکھاٹے۔ دھرکان مڑوڑیاں۔ یہ کہکر ایک دوسرے کے کان پر کرکڑاٹتے رہے اور کہتی تھی۔ کوئی چڑیا کا بندہ چھڑا دے تو چھوٹی یکم یا ننھے نواب دونوں کو چھڑا دیتے ہیں شہزادے شہزادیوں کی پوریال بننے۔ وہ کلمات جو بچوں کے سنانے کی غرض سے کھلاٹیاں جھولے میں لٹا کر کہا کرتی ہیں کہ بچہ جلد سو جائے۔ آجاری ندیا آجا میرے بھالے بھولے کی آنکھوں میں گھل جا۔

پستہ بادام کی روٹی پکاتی اوپر سے انگوروں کا ساگ ننھی ننھی کھجیوں میں پستہ پکاتی لوگوں کا دیتی بکھاہ۔

سو جا رہے میرے بھولے بھالے آجاری ندیا

جب پڑوگے تم بچوں پا بے کس پا لٹا کی منید

بادشاہ کے خاصہ سے نواب ناظر کو ارہر کی دال خاص عنایت ہوئی۔ دوسرے دن مصاحبوں نے پوچھا

نواب صاحب کہتے ہیں۔ دال کیسی تھی؟ کہنے لگے اے سجان اللہ دال کا کیا کہنا۔ عمر میں ایسی دال نہیں کھائی۔ اُس کی



ادنی صفت یہ ہے کہ میرے دست خوان سے ایک دانہ چڑیا اٹھائے گئی دوسرے دن اُسی نے بیٹ کی دانہ اٹھا کر سونگھا گیا۔ تو دال کے بکھار کی خوشبو اُسی طرح آرہی تھی۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ صاحب ہو تو ایسا ہو۔

بادشاہ کے مشاعرہ میں میرا وسطی رشک نے ایک شعر پڑھا

نیک و بد سب سے جھک کے ملتے ہیں      دونوں کانوں پہ تیغ کستی ہے

بادشاہ نے بہت پسند کیا۔ رفتائے عايشان نے بہت مدح کی۔ نواب فتح الدولہ محمد رضا خان نے بھی سنا اور اس تعریف پر بہت رشک آیا دوبارہ بادشاہ کے یہاں پر مشاعرہ ہوا تو برق نے اس کے جواب میں ایک شعر کہا

اہل جوہر نہیں جھکتے ہیں کسی کے آگے      ٹوٹ جاتی ہے وہ تلوار جو فولادی ہے

سارے دربار نے اس شعر کی ایک زبان ہو کر تعریف کی اور بادشاہ نے بہت پسند فرمایا۔ نواب صحت الدولہ نے مہاراجہ ٹیکٹ رائے بہادر کو جھالردار پالکی عنایت فرمائی تو دوسرے روز مہاراجہ صاحب پالکی میں سوال ہو کر نکلے چونکہ مہاراجہ صاحب منحنی آدمی تھے اور شیخ الجشت تھے۔ پالکی ٹالی معلوم ہوتی تھی مولوی میر کاظم صاحب نے عطائی پالکی کی تانویج کہی۔ مصرع مادہ کا نکلا۔

چوں ہمزہ اولنگ در پالکی نشست

لوگوں نے مصرع کو جو حسب حال تھا بہت پسند کیا۔ تھرے پن کی کہانی بچوں سے ایک کہانی کہتے ہیں جس میں تھرے پن کی سخت مخالفت ہے۔ ایک راجہ بہت بڑا تھا اس کے کان بہت بڑے تھے۔ اس عیب کو چھپانے کے لئے وہ ایک عاصفہ بانہ لیتا تھا کہ کانوں کا عیب ظاہر نہ ہو۔ ایک دن اُس نے اپنے نانی کے دربار میں جو کانا نام مٹھو تھا عاصفہ بانہ لیتا تھا کہ جہامت بنوائے مٹھو نانی نے اُس وقت کانوں کی طرف نظر کی اور کہا مہاراجہ آپ کے کان تو بہت بڑے ہیں۔ ان کو کٹو لیجئے۔ مہاراجہ بہت ناخوش ہوا اور مٹھو نانی سے کہا خبر دے کہ کسی آدمی سے نہ کہنا کہ راجہ کے کان بڑے ہیں نہیں تو وزن بچہ کو لٹھ میں پلوا دو نگاراجہ کے خوف کے مارے مٹھو نانی کسی سے نہ کہہ سکا۔ مگر اُس کا پیٹ پھونکنے لگا۔ لیکن ڈرتا تھا کہ یہ راز کسی سے ظاہر کرونگا تو راجہ ضرور سخت سزا دیگا۔ آخر شہر کے باہر نکل گیا۔ اور جنگل میں ایک ساکھو کے درخت کے نیچے بیٹھ کر زور سے کہنے لگا۔ اے راجہ کے کتے بڑے کان ہیں۔ جیسے ہاتھی کے کان۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُس لکڑی سے بڑھتی نے سارنگی بنائی۔ اور سارنگی باز نے اُس پر ناز چڑھا کر کوٹھڑی ایٹھی اور وہ سارنگی ایک مراسی نے مول لی۔ مراسی ایک طوائف کے ساتھ اسی راجہ کے یہاں بڑے میں گیا۔

تو منجیر ابولا کس نے کہا۔ لہجہ نے آواز دی مٹھو نانی نے کہا۔ سارنگی بولی راجہ کے بڑے بڑے کان ہیں۔

جب کئی مرتبہ یہ آواز آئی تو راجہ چونکا ہوا۔ آخر اُسے معلوم ہوا کہ سارنگی کہہ رہی ہے۔ بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کسی کی چوری نہیں ہے۔ ہاں ہمارے بڑے بڑے کان میں اور دل میں کہا۔ کل مٹھو نائی کا زن بچہ کو طھوکے نیچے ہوگا۔ مٹھو نائی کو خبر ہوئی تو اپنے بال بچوں کا ہاتھ پکڑ کے کسی دوسرے گانوں میں بھاگ گیا۔ نتیجہ اس قصہ کا یہ ہے کہ آدمی دوسرے کا راز درو دیوار سے نہ کہے نہیں تو نصیبت میں پڑیگا۔ بزرگوں کی کوئی بات مصلحت سے خالی نہ تھی۔

)۔(

## ضروری باتیں

- (۱) آنکھ جس کی عزت کرتی ہے دل بھی اُسی کا ہو جاتا ہے۔
- (۲) لاکھ معنی کرو لیکن بگڑی بات کا بننا مشکل ہے۔
- (۳) جیسا بگڑے دودھ کو بونے سے کھن مائل نہیں ہوتا
- (۴) جس کام کو بہت سے آدمی بآسانی کر سکتے ہیں ایک آدمی کے لئے وہ کام سخت مشکل ہے۔
- (۵) بڑی چیز کو حاصل کر کے چھوٹی چیز کو کھو نہیں دینا چاہئے۔
- (۶) حرص و حسد سے بچو۔
- (۷) (۶) ہمیشہ غریبوں پر رحم کرو۔
- (۸) بڑوں کی خطا کو چھپایا کرو اور چھوٹوں کی خطا کو معاف کرو۔
- (۹) ہر مشکل کام خدا ہی آسان کر دیتا ہے۔
- (۱۰) دنیا فنا کا گھر ہے۔
- (۱۱) ہمیشہ بدگوئی سے بچو۔
- (۱۲) دل کی کیفیت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔
- (۱۳) نیک نیت اور صاف دل آدمیوں کے سب کام بآسانی ہو جاتے ہیں۔
- (۱۴) (از ایچ۔ آئی۔ مومن اُردو سکول ٹیچر شہرہ علی خلع دیار وائر کرنا لگی)

)۔(

## ریڈ کر اس نمبر احباب کی نظروں میں

آپ نے پیشل ریڈ کر اس نمبر مرتب کر کے جمہور کو گردیدہ احسان کیا ہے۔ آپ کی محنت قابل تحسین ہے جناب نے اس رسالہ کو ترتیب دے کر خلق خدا کی کمال خدمت ادا کی ہے۔ اُمید ہے کہ تمام اہل ادب آپ کی محنت اور توجہ کو نظر استحسان دیکھتے ہوئے تہ دل سے ممنون ہونگے میں آپ کو اس شاندار کارنامے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ کا یہ فیض جب ملک باری رہا عوام الناس اپنے اپنے بذات کے مطابق مستفید ہوتے رہینگے (عبد صدر الدین انچارج ونیکر کلاس ششم محل سکول)

# ہم صورتِ پرکار ہمیشہ ہیں سفر میں

(از منشی غلام حسن کسری سیدی)

رہبر کوئی اپنا ہے نہ منزل ہے نظر میں  
دل میں کبھی ڈوبی کبھی اُتری ہے جگر میں  
مہمان ہوئے شکرِ خدا وہ میرے گھر میں  
اُٹھیں نہ کبھی جانبِ دل اُنکی نگاہیں  
پانی میں کھلے جیسے کوئی پھول کنول کا  
اندازِ تحیر تھا یہ ہنگامِ تجسلی  
اے عشق مجھے یوں تو مزا آ نہیں سکتا  
ہر وقت ہے یہ جاذبِ عکس رُخِ زیبا  
ہے فیضِ تری صحبتِ دیرینہ کا قائل!  
کیوں چارہ گرِ عشقِ اسے چھپڑ رہا ہے  
پیری میں جوانی کے مزے یاد ہیں کچھ کچھ  
اومستِ خرام اسکی بھی کچھ تجھ کو خبر ہے

ہم صورتِ پرکار ہمیشہ ہیں سفر میں  
کیا بات ہے اے شوخ تری ترچھی نظریں  
آتے تھے نہ جو چشمِ تصور کی نظر میں  
یارب ایہ لگی آگ کدھر سے میرے گھر میں  
یوں شکل ہے اُس گل کی رواں دبیہ تریں  
آئینے تھے پنہاں مری مشتاقِ نظریں  
ہو دل میں ادھر سوزِ ادھر دردِ جگر میں  
رہتے ہو تمہیں آٹھ پہر میری نظر میں  
بل کھائی ہوئی رہتی ہے شمشیرِ کمر میں  
مشکل سے جگہ درد نے پائی ہے جگر میں  
ہے رنگِ سرِ شام بھی آغازِ سحر میں  
فتنے بھی ترپتے ہیں تری راہِ گزریں

جذبات کا کچھ رنگ دکھاتے رہو کسری!

وہ شعر ہے کیا؟ جو کہ نہ ڈوبا ہوا اثر میں

## ایڈمیٹریل نوٹ

امتحان میٹرکولیشن کے وظائف کے ماتحت جہاں اس امتحان کے امیدواروں کی تعداد باقی تمام امتحانات کے امیدواروں سے زیادہ ہے۔ مگر ہر ان کی مالیت میں یکسانیت اور یکسانیت نہ دیکھ کر حیران ہیں کہ آج تک اس باب پر بحث و کشا و پرسی معزز ممبران سکول بورڈ اس طرف کیوں متوجہ نہیں ہوئے؟ ممکن ہے ۶ قریب ۱۰ سال بنام ہرن دیوانہ زندگی کے مطابق پینسب رہنمائے تعلیم کے ہی مفقہ میں گھس گیا ہو۔ لہذا ہم اسکے مطابق مندرجہ ذیل سطور پر ہر قدم کرتے ہیں۔ اور آرزو میں کہ معزز متعلقین اس خامی کو دور کر کے امیدواران کی کثرت کی دعائیں حاصل کریں۔

### وظائف کی تفصیل و تقسیم

۱۔ جو نوجوان اس امتحان میں صوبہ بھر میں اول رہتا ہے اسے ایک پیش وظیفہ ملتا ہے جسے گھن سکا لرشپ کہتے ہیں۔ اس کی مالیت ۱۸ روپے ماہوار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس وظیفہ کی مالیت بڑھا کر کم از کم ۲۵ روپے کی جائے تاکہ میں بائیس ہزار امیدواران سے بازی لے جانے والا اپنے وظیفہ کی مقدار پر بجا طور پر فخر کر سکے۔ اور اسکے ہم جماعت اور تمام معزز اسے رشک کی نگاہ سے دیکھیں کیونکہ پرس البرٹ سکا لرشپس اور دو چار خاص وظائف کے سوا باقی تمام وظائف کی مالیت ۱۸ روپے ماہانہ سے کم نہیں ہے۔ بلکہ جیسا ہم آگے چل کر عرض کریں گے بعض وظائف کی مالیت ۱۸ روپے سے بھی زیادہ ہے۔ چاروں کی زیادہ مالیت ہی ہماری اس تحریک کا موجب ہوئی ہے۔

۲۔ چالیس وظائف اس پیش وظیفہ کے بعد بالترتیب ان خوش قسمتوں کو ملنے ہیں جنہوں نے اس امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کئے ہوں۔ یہ یونیورسٹی وظائف کے نام سے نامی ہیں اور ان کی مالیت بھی ۱۸ روپے ماہوار ہے۔ اور بلاتمیز مذہب و ملت ہر اس نوجوان کو ملنے ہیں۔ جو پڑھے سو پائے کا مصداق ہوا ہے۔

۳۔ تیس وظائف متذکرہ صدر اکٹلیس وظیفوں کے بعد گورنمنٹ سکا لرشپ ملانے ہیں اور فرقہ دارانہ تمیز کے مطابق دئے جاتے ہیں۔ ان کی مالیت دس روپے ماہوار اور کالج فیس ہے۔ اس مالیت اور ۱۸ روپے وظیفہ کی مالیت میں جو فرق ہے اسے ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ یہ تمیز اڑادی جائے۔ کیونکہ جب تک گورنمنٹ کالجوں میں انٹر میڈیٹ کلاسوں کی ماہوار فیس آٹھ روپے ہوتی تھی اس وقت تک وظیفوں کی مالیت میں کوئی فرق نہ تھا۔ مگر جب سے یہ فیس دس روپے ماہوار کر دی گئی ہے یہ ۳۲ نوجوانوں میں روپے ماہانہ حاصل کیے ہیں۔ اور اس طرح قابلیت میں تیسرے درجے پر ہوتے ہوئے اول درجہ کی مالیت دیکھنے حاصل کر رہے ہیں اور صوبہ بھر میں اول رہنے والا بھی انہیں خاص رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

عجب نہیں اس اعتراض کو ان الفاظ سے کمزور کیا جائے کہ گورنمنٹ اپنے گورنمنٹ کالجوں کے لئے بہترین طالب علم منتخب کرنے کے واسطے وظیفہ کی مالیت میں یہ تفریق روا رکھے ہے۔ مگر ناظرین انصاف کریں کیا وہ پہلے اکتلیس طالب علم گورنمنٹ کی تعلیم کے نیچے نہیں کہ ان سے یہ تمیز روا رکھی جائے؟ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ پہلے وظیفہ کی مالیت جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ضرور زیادہ ہوئی جائے اور نمبر ۲ یعنی یونیورسٹی وظائف اور گورنمنٹ وظائف کی صورت میں دس روپے مقدار کالج کی فیس دی جا یا کرے۔ گورنمنٹ کالج ہوں یا ایڈوکیٹس سرکاری انسٹیٹیوٹس نہ ہیں اور ان میں کسی قسم کی تفریق نہ سمجھی جائے تاکہ وظائف کی مقدار میں یہ دوئی نہ رہے۔ اور کسی کو اس تفریق پر ہنسی کا موقع نہ ملے۔

(سچد پوٹا)

امتحان وزرٹیکل فائنل ۱۹۶۷ء۔ اس امتحان کی نئی سکیم میں ایٹکوزرٹیکل اور وزرٹیکل امتحانات میں خاص تیز کر دی گئی ہے

جتنا چر جہاں پہلے وزیکر زبان - حساب الجبر (تخریری و تقریری) جیومیٹری اور تاریخ جغرافیہ تمام امیدواروں کیلئے یکساں لازمی تھے اور انگریزی - فارسی - عربی - سنسکرت سے کوئی ایک زبان - ڈرائنگ - سائنس یا کسی دوسری وزیکر زبان میں سے کوئی دو مضمون اختیاری تھے۔ وہاں اب اینگلو وزیکر امتحان دینے والوں کے لئے کوئی ایک وزیکر زبان - انگریزی حساب جیومیٹری اور تاریخ جغرافیہ چار لازمی مضامین اور باقی متذکرہ صدر مضامین سے بجز انگریزی کوئی ایک اختیاری مضمون ہے اور وزیکر امتحان جینے والوں کے لئے کوئی ایک وزیکر زبان - حساب جیومیٹری - تاریخ جغرافیہ اور دیہاتی سائنس لازمی مضامین ہیں یا اس آخری چوتھے مضمون کی بجائے کوئی دو اختیاری مضمون بحیثیت لازمی لئے جاتے ہیں اور باقی مضامین سے کوئی ایک اختیاری - اس تفریق کے ساتھ انگریزی کے دوسو نمبر ہیں - لازمی وزیکر زبان اور حساب جیومیٹری کے ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور تاریخ جغرافیہ اور اختیاری مضمون کے سو سو نمبر ہیں - حساب جیومیٹری کی ذیل میں پہلے پچھترہ حساب ۵۰ نمبر کا ہوگا اور جیومیٹری میں پچاس نمبر جیومیٹری کی مختلف اشکال اور سوالات کے ہوئے اور ۲۵ نمبر کا الجبرا اس میں شامل ہو کر اس کے ۵۰ نمبر کرے گا - آج تک حساب اور الجبرا کو ایک ذیل میں رکھا گیا تھا مگر اب وزیکر فائنل امتحان نے اس ٹاپ کو بالائے طاق رکھ کر الجبرا کو حساب سے علیحدہ کر کے جیومیٹری میں شامل کر دیا ہے - اور زبانی حساب کو جس کی ضرورت موجودہ حالت میں پہلے ایام سے بھی زیادہ تھی - سرے سے جھپٹی دی گئی ہے - اینگلو وزیکر امیڈواران کی صورت میں یہ تبدیلیاں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں نہ ہم نے اس نوٹ میں ان کی وکالت کا فرض ادا کرنا ہے - بلکہ ہمیں اس وقت وزیکر مدارس کی تکلیف کا اظہار کرنا ہے - کیونکہ ان کی کثرت ایسی ہے جس نے آج تک سائنس کے آلات کے درشن بھی نہیں کئے - ایسی صورت میں ان کی سائنس کی تعلیم بھڑکھڑ اس پر ہے کہ اُس میں کئی دیگر ضرورتوں کی پابندی و ضرور معین اور تعلیم کی مشکلات کو بڑھا کر اُسے بھینک روپ میں پیش کرتی ہے - اس بیانی سائنس کی عدم نیاری میں جس کے دوسو نمبر ہیں اختیاری مضامین سے کوئی دو مضمون لازمی ہونگے - گویا انہیں اس صورت میں چار مضامین کی بجائے پانچ لازمی مضامین تیار کرنے ہوئے اور چھٹا اختیاری علاوہ برآں - وزیکر مڈل سکولوں کی کثرت میں ڈرائنگ نام کو نہیں - باقی فارسی - سنسکرت - عربی سے کوئی ایک زبان باقی رہ جاتی ہے اور ان کی سائنس محض کتب بغیر عملی اسباق کے کیا مقابلہ کرے گی - ان بچوں کو جو آلات کے مشاہدہ کے ساتھ سائنس تیار کرنے اور پڑھتے ہیں - ان حالات میں سررشتہ تعلیم پنجاب اور اس کے دارالمہام پنجاب صاحب ڈائریکٹر ہمارے سررشتہ تعلیم پنجاب سے یہ توقع کرنا کسی طرح بے جا نہیں کہ وہ وزیکر مدارس کے امیدواران اور ان کے ذمہ دار استاذان کی مشکلات کا اندازہ کریں - اور ان سے جو جائز سہولت ممکن ہو روا رکھی جائے - یعنی امتحانی سوالات میں جن کی تیاری کے دن آرہے ہیں کوئی ایسی سہیل تجویز کی جائے - کہ لکھی کچھ جائے اور سانپ مر جائے - یعنی وزیکر مدارس کے امیدواران کو کوئی مشکل مشکل معلوم نہ دے - بلکہ وہ پچھلے امتحانوں کی طرح سال ۱۳۳۵ء کے امتحان سے بھی بخیر و خوبی سبکدوش ہو سکیں (سچد یو)

خان بہادر شیخ نور الی صاحب ایم - ا - ای - ایس والدہ گوار کی رحلت گمبھیشہ کے لئے اٹھ گیا ہے اور نام خاندان کو اپنے رنگ کے سافیش پایہ سے محروم رہنا پڑا ہے نہایت قلق ہوا - والدین کا سایہ بہتر میں سایہ ہوتا ہے - یہی وجہ تھی کہ شیخ سیدی علیہ الرحمۃ کو اس سایہ سے محروم کا اظہار ان الفاظ میں کرنا پڑا ہے

من آنگاہ مرتاجور دہشتم کہ سردگنار پدرو دہشتم

دنیاوی ناز و نعمت سب حاصل ہوں مگر والدین سر بردہ ہوں تو بسا اوقات انسان دنیاوی امورات کی کشمکش میں الجھا ہوا بسے اختیاران کی ضرورت محسوس کرتا ہوتا دل سے طول ہو جاتا ہے۔ اور اپنی بدقسمتی پر آنسو بہانے لگ جاتا ہے پھر خاندان کے ایسے بزرگ زشت سیرت اور ہی خواہ کی رحلت خاندان میرے لئے معصیت عظمیٰ کا موجب ہے۔ مگر مشیت ایزدی کے حضور میں مجبوراً تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ رہنمائے تعلیم دل سے خواہاں ہے کہ خدائے پاک مرحوم بزرگوار کو جو اجر رحمت میں اعلیٰ جگہ عطا کرے۔ جو اس کے مقبول حاصل کیا کرتے ہیں۔ اور خان بہادر اور ان کے برادر اصغر شیخ مرعلی صاحب اور تمام ممبران خاندان کو توفیق عطا کرے کہ وہ اس سانحہ جانگاہ کو اس کا حکم مان کر سرنگا کھوں پر لیں اور صبر کو کام فرمائیں۔ آمین ۛ

مسٹر اے ڈی اختر نی۔ اے بی۔ بی۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور کی بڑے وقت موت کی وسط اکتوبر سے یہ خبر پڑی تھی کہ کوئی مسلمان انسپکٹر مدارس ضلع گوجرانوالہ کے مدارس کا معاوضہ کرنے کے بعد شام موٹر سائیکل پر لاہور چلا رہے تھے کہ لاری سے ٹکر ہو گئی سائیکل ٹوٹ گیا۔ اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ جن کو راہ گیروں نے عالم بیہوشی میں کی کار پر سوا کر اکمر ہسپتال پنچایا محکمہ کے ایک آدمی کی تکلیف سے دل دیکھی میڈا۔ پتہ لگا یا مگر مسٹر اختر کا نام معلوم نہ ہو سکا بلکہ کسی سرکاری صوبہ کے افسر کا نام لے کر اس واقعہ کو فراموش کیا گیا۔ آج یہ معلوم کر کے کہ اس حادثہ کے شکار مسٹر اختر ہی ہونے اور اس سے جانبر نہ ہو سکے نہایت دکھ ہوا۔ کیا ارمان اور کیسی حسرتیں تھیں ایک ہونہار نوجوان جو اوصاف حبیبہ کا بیج و سرخسہ تھا اور اپنے حلقہ میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا زلزلے کی چشم زخم کی دستبرد سے بچ نہ سکا۔ فوس صرافوس۔ آج ہونا مرگ پر جس قدر بھی اظہار رنج و الم کیا جائے کم۔ مگر پھر مجبوری حاصل ہوتی ہے اور ناچار خدائے برتر سے رجوع کرنا پڑا۔ کہ مسٹر اختر کو جو اجر رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو جن سے اس سانحہ جانگاہ میں رہنمائے تعلیم کوئی جہاد دی ہے صبر جمیل کی طاقت عطا ہو۔ افسوس صرافوس ۛ

(سچی یوا)

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

## ایک اور رعایتی اعلان

قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اب اعلان سابق اب ہفتہ اخبار "گلفرش" کے کسی جدید خریدار کو بطور رعایت "سحرنگلی" نہیں دی جا سکتی ہے مگر میٹا ہدا احمد مدبر ساقی، نے تو صحت تو کا بیباں پیش کی تھیں لیکن درخواستیں اس سے بہت زیادہ وصول ہوئیں اور پہلے تلو کے بعد کی درخواستیں کرنے والوں کو مجبوراً جواب دینا پڑا۔ لیکن اب یہ یوں کہ خوش ہو گئے۔ مولانا ظفر نبی زئی مالک کامیاب بلکہ بونے اپنی تازہ تصنیف "ایکٹس کی ڈائری" (جس میں بالکل سچے لیکن نہایت ہی لڑزہ خیز اور عجیب غریب حقائق بیان کئے گئے ہیں) کی ڈیڑھ سو کا بیباں جن میں سے ہر ایک کی قیمت ۱۲ روپے) اس غرض سے پیش کی ہیں کہ اخبار "گلفرش" ان پہلے ڈیڑھ سو خریداروں کو مفت دیدی جائیں جو ۲۰ دسمبر تک یا تو سالانہ چندہ تین پے آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں یا دی پی بھیجنے کی اجازت دیدیں۔ لہذا آج ہی اپنا آرڈر روانہ کیجئے ورنہ دسپے کہ پہلے کی طرح مایوس ہونا پڑیگا کیونکہ ڈیڑھ سو سے زائد ایک کتاب بھی کسی کو نہ دی جائے گی۔ اور یہ رعایت ۲۰ دسمبر تک ہے ۛ

مینجر اخبار "گلفرش"۔ ضمیر گلی۔ نواب گنج۔ دہلی

# مدارس میں اخلاقی تعلیم

پنجاب کونسل کے اجلاس منعقدہ یکم نومبر ۱۹۳۵ء میں سرور صاحب سرور اگرچہ سگھ نے حسبِ ذیل تحریک پیش کی۔ چونکہ یہ تحریک سررشتہ تعلیم سے متعلق ہے۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کرام کی خدمت میں اس کے متعلق جملہ کارروائی پیش کرتے ہیں۔

”یہ کونسل گورنمنٹ سے ایک کمیٹی کے تقرر کی سفارش کرتی ہے جس میں اکثریت کونسل کے غیر سرکاری ممبروں کی ہو۔ اس کمیٹی کا یہ کام ہوگا کہ پرائمری اور سکنڈری مدارس میں باقاعدہ اخلاقی تعلیم جاری کرنے پر غور کرے نیز اُن دوسری تجاویز پر بھی غور کیا جائے جن سے مدارس کی اخلاقی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہے۔“

سرور اگرچہ سگھ صاحب نے فرمایا کہ پنجاب کے طلباء خفیف الحركات ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مدارس کے اساتذہ میں اغوا کا مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ وزیر تعلیم نے ایسے واقعات پر فوری کارروائی کرنے کے لئے ہدایات جاری فرمادی ہیں۔ آنریبل ممبر نے حسبِ ذیل تجاویز پیش کیں:-

- ۱۔ غیر شادی شدہ اشخاص پرائمری مدارس میں نوکر نہ رکھے جائیں۔ نہ کسی ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بنائے جائیں۔
- ۲۔ اسکولوں اور کالجوں میں جنسی اصول صحت کی تعلیم دی جائے۔
- ۳۔ استادوں کو طلباء کو اپنے گھر بلانے یا اوقات اسکول کے بعد روکنے کی اجازت نہ ہو۔
- ۴۔ مجرموں کے خلاف فوری قانونی چارہ جوئی کی جائے۔
- ۵۔ اغوا کو چھپانے کی کوشش نہ کی جائے۔
- ۶۔ غنڈوں وغیرہ کے خلاف پولیس کی امداد طلب کی جائے۔
- ۷۔ مدارس میں قانونِ تنباکو نوشی کا نفاذ کیا جائے۔

سرور اہل سگھ نے تحریک کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا کہ دستی چالِ چلن تعلیم کا ضروری جزو ہونا چاہئے۔ دستی چالِ چلن زمانہ قدیم میں مذہبی تعلیم مقدم سمجھی جاتی تھی۔ آجکل بچے چھوٹی سی عمر میں نا تجربہ کار اور غیر شادی شدہ استادوں کے حوالے کر دیے جاتے ہیں۔ اب تک پبلک اور گورنمنٹ کی تمام تر توجہ دنیوی تعلیم کی طرف مبذول رہی ہے۔ اور اخلاقی تعلیم کو بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ باوجود اختلاف مذاہب اخلاقی تعلیم مدارس میں دی جاسکتی ہے۔ مسٹر نانک چند پنڈٹ نے فرمایا کہ پنجابی لڑکے دوسرے ممالک کے لڑکوں کی طرح بڑے بھی ہیں اور اچھے بھی۔

مدارس میں اخلاقی تعلیم غلطہ سے خالی نہیں ہے۔ وہ اُستاد جو اخلاقی صفت سے خود عاری ہوں اور زیادہ مصیبت کا سبب ہو سکتے ہیں۔ اگر کمیٹی کا تقرر منظور بھی ہو جائے، تو یہ پہلو خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ آئریل ممبر کی رائے میں اخلاقی اور مذہبی تعلیم مختلف چیزیں ہیں۔ صفاتِ حسنہ بلا امتیازِ مذہب و ملت اسکولوں میں سکھائی جاسکتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دینی کتب میں اصلاح کی جائے اور کھیلوں پر زیادہ زور دیا جائے۔ کیونکہ نذرست آدمی ہی صحیح الدماغ ہو سکتا ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے مناسب استاد بلکہ اُستاد نیاں اگر مل سکیں تو زیادہ مناسب ہونگی۔ مسٹر افضل حق نے اس بات پر زور دیا کہ غنڈوں کے اڈوں کا جو عموماً اسکولوں کے قریب ہوتے ہیں انسداد کیا جائے۔

**مسٹر پارکینسن نے جو مسٹر سنڈرسن کی جگہ ڈائریکٹر ہوئے ہیں، پنجابی لڑکوں کی ڈائریکٹر سر شتہ تعلیم کی تقریر کا تعریف کرتے ہوئے فرمایا:** ”میں پنجابی لڑکوں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کا چال چلن قابلِ ذکر طور پر رو بہ تنزل نہیں ہے۔ زمانہ بدل رہا ہے۔ مگر پنجابی لڑکا اپنی جگہ پر اچھی طرح قائم ہے۔“

مسٹر پارکینسن نے فرمایا کہ کمیٹی کے تقرر کی جیسا کہ مطالبہ کیا جا رہا ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے تحریک پیش کنندہ کو یقین دلایا کہ طلباء کی اخلاقی حالت بہتر بنانے کے لئے وہ ان تمام تجاویز پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں جو پیش کی گئی ہیں۔ مسٹر پارکینسن نے اخلاقی تربیت اور اخلاقی تعلیم کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اول الذکر کا مطلب دینی کتب کی تعلیم اور ثانی الذکر کا منشا یہ ہے کہ تمام ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔ جو طالب علم کے اخلاقی ارتقاء کا جزو لا ینفک ہے۔ اخلاقی تعلیم کا مسئلہ ۱۸۹۷ء سے گورنمنٹ ہند اور صوبائی گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ مسٹر پارکینسن نے فرمایا کہ جس کمیٹی کے تقرر کی سفارش کی جا رہی ہے، ماوہ باوجود صرف کثیر اور مخت شافہ کے اس مواد میں معتد بہ اضافہ نہیں کر سکیگی، جو ہمارے پاس اس وقت موجود ہے۔ اخلاقی تعلیم کے واسطے گورنمنٹ نے جو کام کئے ہیں۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے تحریک بوائے سکاڈٹ۔ جو نیئر ریڈ کر اس سوسائٹی اور تحریک سوسائٹی کا ذکر فرمایا، جو تہذیب اخلاق کی بڑی حد تک معاون ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل ڈائریکٹر نے ان تمام باتوں کا ذمہ دار اُستاد کو ٹھہرایا۔ نظامِ تسلیم جب تک نہیں سدھر سکتا۔ جب تک کہ معزز اور قابلِ قدر اساتذہ ہم نہ بنیں۔ اسی وجہ سے اُستادوں کی تعلیم اور ٹریننگ پر زور دیا جاتا ہے۔ سر شتہ تعلیم نے اس مطلب کے حصول کے لئے تین جگہ ٹریننگ جاری کر رکھی ہے۔ لالہ موسیٰ، لکھنؤ اور سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور۔ ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ اچھے اُستاد پیدا کئے جائیں۔

آخر میں مسٹر پارکینسن نے تحریک پیش کنندہ سے اپیل کی کہ وہ اس تحریک کو واپس لے لیں۔ جبکہ ان کو کافی یقین دلایا گیا ہے کہ ان کی پیش کردہ تجاویز پر کافی غور کیا جائیگا۔

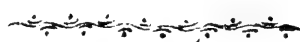


سر فیروز خاں نوٹن نے فرمایا کہ کسی قوم کی رفتار ترقی اس کے جوانوں کی سیرت پر منحصر ہے۔ وزیر تعلیم پنجاب کوئی بھی نظام تعلیم اخلاقی تغافل جائز نہیں رکھ سکتا۔ پیش کنندہ تحریک کی نچاوین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گورنمنٹ نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے کہ غیر شادی شدہ اساتذہ پرائمری مدارس میں مقرر نہ کئے جائیں۔ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ جہاں تک اُستائیاں دستیاب ہو سکیں، اُن کو مردوں پر ترجیح دی جائے اور غیر شادی شدہ اساتذہ پر شادی شدہ اساتذہ کو ترجیح دی جائے اس کے لئے نئے نئے قانون بنانا دشوار ہے۔

جنسی اصول صحت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان کی تعلیم کالجوں میں تو ممکن ہے، مگر اسکولوں میں بجائے فائدہ کے نقصان کا بہت احتمال ہے۔ یہ تجویز کہ طلباء کو گھر پر نہ بلایا جائے یا اوقاتِ مدرسوہ کے بعد نہ روکا جائے بہت مقبول ہے اور ڈائریکٹر صاحب اس پر کاربند ہونگے۔ محکمہ اس بات کا بھی لحاظ رکھے گا کہ بد اخلاقی کے مجرم اساتذہ کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔ جس طرح تجویز پیش کی گئی ہے کہ محض الزام پر اُستاد کو معطل کر دیا جائے۔ یہ بات مشکل ہے کچھ زمانہ سے اُستادوں کے خلاف غلط الزامات بھی لگائے جا رہے ہیں اور محکمہ کا فرض ہے کہ اُستادوں کو غلط الزامات سے بچائے۔

تقریر کو ختم کرتے ہوئے وزیر تعلیم نے فرمایا کہ معیار اخلاق کو بلند کرنے کے لئے ہمیں عورتوں کو تعلیم دینا چاہئے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس جانب خاصی ترقی ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ جس کی رو سے ہر ضلع میں لڑکیوں کے لئے ہائی اسکول کھولے جائیں گے اور دیہات میں ان کے لئے مل اسکول جاری کئے جائیں گے۔ آپ نے کونسل کو یقین دلایا کہ محکمہ اغوا کی وارڈنوں کو روکنے کی زبردست کوشش کریگا۔ جو تجاویز معزز ممبران نے پیش کی ہیں ان پر ہمدردانہ غور کیا جائیگا۔ ان نچاوین کو کونسل کی اسپینڈنگ ایجوکیشن کمیٹی کے سامنے بھی پیش کیا جائیگا۔

آپ نے مسٹر پارکینسن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ وہ سودمند نہیں ہے۔



## نارنج کی چٹنی

تین بڑے بڑے نارنج کاٹ لو اور اُن کو تراش کر ان کی بالائی سفیدی اور ریشے بھی صاف کر دو۔ پھر ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دو۔ بعد ازاں دو سیب بھی چھیل لو۔ ان کے دانے اور سخت حصہ نکال دو۔ پھر ایک پیاز کاٹ لو۔ ان سب کو ایک برتن میں ڈال کر ۱۲ پونڈ شکر کے ساتھ ملا دو۔ نیز ۴۔ اونس کشمش، ۴ اونس ادک، ۱۲ اونس کٹی ہوئی سرخ مرچ، ایک پنٹ مالٹ سرکہ، ۱۰۔ اونس نمک اور تھوڑی سی سیاہ مرچ ملا دو۔ سب کو آمستہ آمستہ آمیچ دو۔ جب آگ پر پھل نرم ہو جائے تو پھر نوئل میں بھر لو اور گرم گرم کوٹھاں پر لو۔ پھر ٹھنڈا کر لو۔ بڑی لذیذ چٹنی بن جائیگی۔

# مولانا حالی کی یادگار

## میں ایک تاریخِ محنت

(از جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب کٹر ٹریڈنگ اور ڈسٹریبل پبلک لائبریری پانی پت)

شمس العلماء مولانا اسطاف حسین صاحب حالی پانی پتی نے ہماری اردو شاعری کے تن مردہ میں زندگی کی جو روح پھونکی ہے آج اسکے نرات ہر شخص پر ظاہر ہیں مولانا حالی مرحوم اپنے مجددانہ کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہ گئے اور اردو زبان ان کے گونا گوں احسانات کے بار سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکی۔ زندہ اور زنی کن قوموں کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے مشاہیر کے مہموں اور ان کے کارناموں کی یاد ہمیشہ نگاہ کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کے نقش قدم پر چکر پڑتی کرنے کا شوق پیدا ہو۔ اسی خیال کے تحت حالی مہموں کی یادیں بوسہ ایٹن پانی پت کے ارکان کو بھی مولانا حالی کی یادگار میں ایک عظیم الشان ادبی بین منعقد کرنے کا خیال پیدا ہوا مولانا کی پیدائش ۱۲۵۲ھ میں ہوئی تھی اور اب ۱۲۵۲ھ میں ان کو پیدا ہوئے پوے سنو برس ہو چکے تھے۔ لہذا کارکنانِ لیبولائٹن نے مولانا کی صد سالہ سالگرہ منانے کا ارادہ کیا مولانا حالی کو ہندوستان کا ہر بڑا لکھا شخص جانتا ہے لہذا ایسے جلسے کیلئے جو مولانا حالی کی یادگار میں منعقد ہو بہت بڑی تیاریوں اور خاص انتظامات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مینیون پہلے سے انتظامات شروع ہو گئے۔ اور حالی مسلم ہائی سکول پانی پت کے قابل ہیڈ ماسٹر شیخ محمد بدرالسلام صاحب فعلی جلسہ کی تیاریوں میں نہایت اہمک کے ساتھ مصروف ہوئے جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر اعلیٰ حضرت تاجدار بھوپال سے مولانا حالی کے فرزند پریشاد خواجہ جہا حسین صاحب پشور انسپکٹر مدارس پنجاب نے اسکی صدارت کیلئے درخواست کی جسکو اعلیٰ حضرت نے ازراہ علم پروری منظور فرمایا۔ ۲۶ اکتوبر کی تاریخ جلسہ کیلئے منقرض ہوئی۔ دعوت نامے ملک کے تمام معزز اور علمینانہ اصحاب کی خدمت میں بھیج دیئے گئے اور زور و شور کے ساتھ جلسہ کی تیاریاں ہونے لگیں ملک کے لائق ترین اویسوں کو مولانا حالی کی مختلف حیثیتوں پر لکھنے کیلئے مدعو کیا گیا۔ اور ہر طرح کوشش کی گئی کہ جلسہ مولانا حالی اور اعلیٰ حضرت والے بھوپال خلد امجد ملک کی شان اور مزہ کے موافق منعقد ہو۔

آخر ۲۶ اکتوبر کی تاریخ آن پہنچی۔ اعلیٰ حضرت تاجدار بھوپال صبح کی ٹرین سے مع اپنے منتخب شاف کے پانی پت تشریف لائے ریل سے اترتے ہی فوراً حضرت قلندر صاحب اور مولانا حالی کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور بعد ازاں حالی مسلم ہائی سکول میں تشریف لائے۔ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پہلے مدرسہ کے شاف کو شرب طاقات بخشا پھر مدرسہ کی عمارت کو ملاحظہ فرمایا۔ اور علمی و علمی تائش دیکھی جو ہیڈ ماسٹر صاحب نے نہایت محنت اور خوبی کے ساتھ مرتب کی تھی۔ اور جس میں اکثر شہادتت ہی عجیب قیمتی اور اہم تھیں۔ ان تمام اشیاء کی تفصیلی کیفیت جلسہ کی مکمل اور مفصل رپورٹ میں دی گئی ہوگی جو عنقریب ہی شائع کی جائے گی۔

۹ اور ملک کا معزز ترین طبقہ ان کے انتہائی عظیم اور عقیدت کے ساتھ یاد کرنا ہے۔

اسکے بعد اعلیٰ حضرت جلد گاہ میں تشریف لائے جلد گاہ عالی سلم ہائی سکول کے وسیع میدان میں بنائی گئی تھی۔ ایک نہایت عظیم الشان اور بلند اور وسیع خیمہ اس میدان میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے کمال باقت اور احتیاط کے ساتھ سینکڑوں آدمیوں کی مدد سے نصب کرایا تھا۔ اور اسے نہایت خوبصورتی اور خوشنالی کے ساتھ سجایا بھی تھا۔ خیمے میں ٹائم تیس کرسیوں پر تھیں۔ ڈائس کی نہایت چمکھٹارائش کی گئی تھی جسکے درمیان میں اعلیٰ حضرت تقرری کرسی پر ایک زرین اور متقش کینوپی کے نیچے تشریف فرما ہوئے جس وقت اعلیٰ حضرت تشریف لائے تمام حاضرین عظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ملک کے ہر حصہ سے بڑے بڑے معزز اور اعلیٰ مرتبہ کے لوگ اس جشن میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ چونکہ رہنمائے تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ تیس اکتیس برس سے اردو کی خدمت کر رہا ہے۔ لہذا یہ کسی طرح ممکن تھا کہ اردو کے سب سے ادیب اور نظم کے مجدد کی صد سالہ سالگرہ ہونی اور ماسٹر جگت سنگھ صاحب پروردگار ماسٹر رہنمائے تعلیم اس میں شرکت نہ فرماتے۔ جبکی عمر کا بہت بڑا حصہ خاموشی کے ساتھ اردو کی خدمت میں بسر ہوا ہے۔ اور جنہوں نے اپنے رسلے کے جو علی نمبر۔ فنانڈ نمبر۔ آرڈر کر اس نمبر اور سکول رجسٹری نمبر نکال کر اردو صحافت میں الواعزمی کی ایسی مثال پیش کی ہے جسکی دوسری نظیر ملک میں موجود نہیں اور جو بدلتوں اپنی مثال آپ رہیگی۔ چنانچہ ماسٹر صاحب بھی پانی پت تشریف لائے اور جلسہ میں شرکت فرمائی۔ آپ کو بہت دیر میں کے نمائندہ کی حیثیت سے ڈائس کے بالکل قریب ایک نمایاں جگہ دی گئی تھی۔

میں ان معززین کی فہرست یہاں لکھنا جو اطراف و اکناف ملک سے جشن حالی میں شرکت کیلئے پانی پت تشریف لائے تھے مگر گن گن مانع ہے۔ لہذا یہاں فہرست مفصل روئداد میں شامل ہوگی جسکو جلد ترجہا پینے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

جلسہ تلاوت قرآن مجید سے شروع کیا گیا۔ اسکے بعد طلباء عالی سلم ہائی سکول نے نہایت خوش الحانی سے مولانا حالی کے چند اشعار کا کرنا لے۔ اسکے بعد جناب خواجہ سجاد حسین صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ جو پہلے ہی نہایت خوبصورت چھپو اگر حاضرین جلسہ کو تقسیم کرو یا پھاڈا دیں گے بعد علامہ سر قبال کے چند فارسی اشعار جو موسوف نے خاص اس جلسے کیلئے لکھے تھے ماسٹر مفتی احمد خاں صاحب نے ایسی خوش آوازی کے ساتھ پڑھے کہ سہاں بنا دے گی۔

زال بعد مولوی عبدالحق صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو اور ملک بادکن نے اپنا فاضلہ مضمون عالی بحیثیت شاعر شنگار و تقاد۔ نہایت پر طعنت طریقہ پر سنایا۔

اس عالمانہ مضمون کے بعد چند مقامی شعرا نے اپنے کلام سے حاضرین کو محفوظ کیا۔ اسکے بعد خواجہ غلام السیدین صاحب ایم۔ ای۔ ڈی پرنسپل ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اپنا مضمون ”مولانا حالی ایک مصلح کی حیثیت سے“ بڑی نصاحت اور خوبی کے ساتھ بیان فرمایا۔

زال بعد ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی پرنسپل جامعہ ملیہ دہلی نے اپنا نہایت ہی دلچسپ اور عجیب مضمون ”مولانا حالی بحیثیت محب وطن“ پڑھا۔ آپ کا مضمون ایک جدید نوعیت کا تھا اور عام طور پر نہایت پسند کیا گیا۔

اسکے بعد جناب صاحب حقیقت جان دھری نے خوش الحانی کے ساتھ اپنی نظم جو اس موقع کیلئے انہوں نے تصنیف فرمائی تھی پڑھی۔ اسکے بعد گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے جناب صاحب ڈی کٹر ہارڈ کرنا لے ایک ہزار کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا۔

اسکے بعد اعلیٰ حضرت نے نہایت ہی مشتہ اور شانستہ طریقہ سے بڑی خوبی اور روانی کے ساتھ ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک لفظ پوسے غور و نہایت توجہ کیساتھ سنا گیا۔ درحقیقت یہ تقریر نہایت ہی مفید اور پر مغز تھی اور اعلیٰ حضرت نے اسکو بیان بھی ایسی خوش آہوئی سے کیا کہ جلد سامعین اور حاضرین حیران ہو گئے آپ کی تیار کی تقریر انشا اللہ مفصل رپورٹ میں درج کی جائیگی میں نے اسے مجھے حاصل کر لیا ہے اس نامہ پر تقریر کے بعد جناب سر سید راسخو صاحب وزیر تعلیم یاست بعد پال نے اعلیٰ حضرت کے لئے بعد پال کی جانب سے ۲۰ ہزار روپے کا فوج خطبہ کے عطیہ کا اعلان فرمایا جسے سنتے ہی تمام مندلاں خوشم و مسرت آجڑے سے گورنمنٹ اٹھا۔ رام احمد صاحب نے ریاست کے دوسرے ارکان

اس اعلان کے بعد لہجہ کیلئے جلسہ درخواست ہوا اور اعلیٰ حضرت تشریف لے گئے :

سید کاظم

ہم نے سید علی محمد ترمذیؒ کو بھی شریعت لائے اور ولادت قرآن مجید کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ اس سے پہلے جو ابو غلام حسین صاحب نے ملک کے معززین اور مشاہیر کے وہ پیغامات پر پڑھ کرنا تھے جو اطراف ملک سے مخدوم خود خواجہ سجاد حسین صاحب کو موصول ہوئے تھے۔ یہ پیغام بنایا جن میں سمجھنے والوں نے مولانا حالی سے اپنی انتہائی تعظیم کا اظہار کیا تھا مفصل طور پر پورٹ میں شائع ہو گئے ہیں :

ان پیغامات کے بعد پروفیسر ایس۔ بی۔ ایم۔ عظیم پروڈس چانسلسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اساتذہ و طلباء کے مسلم یونیورسٹی کی طرف سے ایک ہزار روپے پیش کی ۔ اور اسکے بعد خواجہ انظر عباس صاحب نے بہت سے مختلف عطیات کا اعلان فرمایا جو اس موقع پر مختلف اصحاب نے مرحمت فرمائے۔ ماہر تجارت رنگھو رام صاحب مالک سالارنگھا کے تعلیم کے بھی بچیں پڑے چندہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ ان تمام چندوں اور عطیات کی تفصیل بھی مفصل رپورٹ میں دی جائے گی :

اس کے بعد جلسہ درخواست ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت نے فیوالی کی تقریب پر طلبائے عالیٰ مسلم ہائی سکول کو کمال رواداری سے کام لیتے ہوئے تین روز کی چھٹی مرحمت فرمائی:۔

اعلیٰ حضرت اُسی روز شام کو واپس تشریف لے گئے۔

شب کو پہنچے سے اگلے صبح آنکھ صبح مراد آبادی کی حدات میں شاعرہ منقذہٗ احسن مختلف شعرائے اپنی اپنی غزلیں سنائیں :

## جلسہ کا دو سرٹین

۲۶۔ اکتوبر

دوسرے دن کا جلسہ ۲۴ اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح سے شروع ہوا۔ اس اجلاس کے صدر خود ہی جناب سید محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر مٹیلی لا پرنسپل عثمانیہ کالج اورنگ آباد تھے جو سرشتہ تعلیمات حیدرآباد کی طرف سے سرکاری طور پر اس تقریب میں تشریف لائے تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ نے ایک مختصر تقریر کی اور سرشتہ تعلیمات حیدرآباد کی جانب سے اس جلسہ کیلئے ایک بنیاد پر ٹھکانہ کیا۔ اور زائے مجدوں کا حال کی سادہ و سادہ و قلیل تقلید زندگی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور فرمایا کہ اسے شمع راہ بنانا چاہئے اور اسی کی یاد کو تازہ کر کے کیلئے اسی تاریخی جگہ کا اتفاق کیا گیا ہے صاحب کی تقریر کے بعد محمد علی صاحب تنہا بی۔ اے۔ ایل۔ بی۔ وکیل میرٹھ نے ایک مضمون پڑھا جس کا عنوان تھا عالی کین انسان کی حیثیت ہے اس کے بعد چودھری خوشی محمد صاحب ظفر کی ایک نظم منشی نذیر احمد صاحب متعلم اسی۔ وی کلاس گورنمنٹ ہائی سکول جان پور نے نہایت خوبی اور خوش الحانی کے ساتھ گاکرنتالی پوچھو دوسری صاحب نے اسی موقع کے لئے کچھ شعر بھی پڑھے۔

اسکے بعد مولوی حسن الدین صاحب خاموش (یو۔ پی) نے مجاز میں مس جس حالت کی مقبولیت کے متعلق ایک تقریر فرمائی۔ مس جس سے اپنے عشق کا اظہار کیا۔ اور چند بند مس جس کے حاضرین کو سنائے۔

اسکے بعد ظہیر الاسلام صاحب بی۔ اے۔ شاہ آبادی نے ”برتنا مال کے قصائص و انزات“ کے عنوان سے ایک مضمین پڑھ کر سنا یا۔

بعد ازاں رام چرن صاحب ہانی تپتی نے ایک دلچسپ نظم حاضرین کو سنائی :

اسکے بعد جناب آغا صاحب تحفہ جلالہ دہری نے شاہنامہ اسلام جلد دوم میں سے کچھ اشعار لے کر حاضرین کو محفوظ کیا اور اپنی ایک پرانی نظم

”بادشاہی بھی سنانی جو انہوں نے عرصہ ہوا سرسید راس مسعود صاحب کی پانی اپنی نشر لپی آوری کے موقع پر پڑھی تھی۔“

بعد ازاں صاحب صدر نے مولانا عالی کی ایک مفصل اور مکمل سوانح پر لکھنے کی طرف طلبہ کی توجہ مبذول کرنا جسکی حقیقت اور نواصلہ

جنگ نے پڑے زور سے تائید کی۔ اسی دوران میں صاحب صدر نے دیگر صحابہ و ائمہ کی صاحبزادوں کو جو چتر سرے سے نئی شہر کی گزشتہ سڑکوں کو جو حضرت زینا ہے۔

اس کارروائی کے بعد کھانے اور نماز ظہر کیلئے جلسہ برخواست ہوا۔

## ۲۷ تاریخ کا دوسرا اجلاس

۲۷ تاریخ کا دوسرا اجلاس سواتین بجے سرپر شروع ہوا۔ پہلے خواجہ ظہر عباس صاحب نے حضرت مولانا صاحب پال کا تار پڑھ کر سنا یا حسین علی صاحب نے ہمداناری کیلئے منتظبین کا شکریہ ادا کیا تھا اور جلسہ کی کامیابی پر ان کو مبارکباد دی تھی۔ دوسرا پنڈت مالویہ کا تھا جس میں مولانا حالی کی صدر سالہ سالگاہ پر منتظبین کو مبارکباد دی گئی تھی۔

اس کے بعد ڈاکٹر گوگل چند صاحب نارنگ وزیر مملکت پنجاب نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں لوگوں کو اتحاد اور رواداری کی تلقین کی اور حالی کی تعظیم کرنی ترغیب لائی۔

زال بعد منکات اصحاب نے چھ ریزولوشنز پیش کئے جو پاس ہوئے۔

اس کے بعد خواجہ اعظم عباس صاحب نے سر شیخ عبدالغفار صاحب کا پیغام پڑھ کر سنا یا جو آپ نے لندن سے بھیجا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر گوگل چند صاحب نارنگ نے منتظبین جلسہ کی طرف سے حالی سیشنری کا ایک خوبصورت تمغہ صاحب صدر سید محی الدین صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

زال بعد صاحب نے ڈاکٹر گوگل چند صاحب نارنگ کا فکریہ و اکابر آبا زراہ کریم ہاں تشریف لائے صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو صوفت کی طرف سے توروپ کے عطیہ کا اعلان فرمایا اسکے شائع سے شہر اعلیٰ مسلم اعلیٰ سکول کے طالب علم انعام دیا جائے گا جو ہندو مت و اتحاد پر بہترین نظم لکھے۔ اسکے بعد جناب شیخ محمد بدرالاسلام صاحب ضلع بیٹا سٹریٹ مدرسہ کی رپورٹ کے منابت اہم حصہ پڑھ کر سنائے اور مکمل رپورٹ منضل رونما میں شائع کرنے کا وعدہ فرمایا۔

اس کے بعد اس ڈی المحترم جناب مولانا خواجہ غلام الحسن صاحب بقی اسپیکر تعلیمات گلبرگہ و مترجم فہمہ تعلیم ہر رٹا سپر نے مولانا حالی کے متعلق ایک بڑی ہی فصیح و بلیغ اور دلچسپ نمونہ تقریر فرمائی جو سچے سچ کی گئی جو وقت بیقراری پر چھپکے ناظرین کے سامنے آئیگی تو ہمارے بیان کی تصدیق ہوگی۔ اسکے بعد شیخ محمد اقبال معلم سلم ای سکول حالی لکھن لاہور نے ایک مضمون پڑھا جس کا عنوان تھا "حالی ایک معلم کی حیثیت سے"۔

زال بعد ان لوگوں کو جنہوں نے جلسہ میں خدمات انجام دی تھیں اور شان مدرسہ کو سکول کی طرف سے صاحب صدر نے تمغے مرحمت فرمائے۔ جو بہت خوشنما تھے اور چاندی کے بنے ہوئے تھے۔

اس کے بعد جناب خواجہ سجاد حسین صاحب نے حاضرین اور صاحب صدر کا مختصر الفاظ میں شکریہ ادا کیا اور اس طرح عظیم الشان تاریخی جلسہ خیر و خوبی ختم ہوا۔

اس جلسہ کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس موقع پر حالی بلڈ پانی پت کی طوط سے مولانا حالی کی ایک نہایت ہی دلچسپ اور متوسط سوانحی تذکرہ حالی کے نام سے شائع کی گئی تھی مولانا کے انتقال کو حالانکہ آج میں برس ہو چکے مگر اب تک کوئی اعلیٰ پایہ کی لائف آپ کی نہیں لکھی گئی۔ یہ سب پہلو شرح سوانحی ہے جو آرٹ میسر پر بھی خوشنما تقطیع کے ساتھ جلد شائع کی گئی ہے۔ دوسری چیز مولانا حالی کی رباعیات کا مکمل مجموعہ ہے یہ بھی حالی بلڈ پانی پت نے اس موقع پر شائع کیا ہے۔ اب تک عام طور پر سنو کے قریب باعیاں مولانا کی مثنوی تھیں مگر اس ایڈیشن میں نہایت تلاش کے بعد ایک سو اسی رباعیاں جمع کی گئی ہیں۔ اس کتاب کو بھی جیسی تقطیع پر نہایت نفاس کے ساتھ شائع کیا گیا ہے دونوں کتابوں کی قیمت چار روپے ہے۔ یہ دونوں کتابیں حالی کے عقیدتمندوں کیلئے ایک نادر تحفہ ہیں اور مولانا حالی کی صدر سالہ سالگاہ کی



تقریریں کیں صاحب صدر نے جو دھری عزیز بخش صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر کی اس کارکردگی کو بہت سراہا اور موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔

۲۔ تعطیلات فصلی میں لوٹر مڈل سکول نظام پورہ چک نمبر ۲ کے مدرسین کی کارکردگی :-

۱۔ ۲۴ ستمبر جلسہ دیہات سدھار سردار اجن سنگھ صاحب سفید پوش چک نمبر ۳ بھائی کوٹ کی صدارت میں حاضرین کی کثیر تعداد حاضر تھی۔ ایم محمد عبداللہ صاحب نائب مدرس نے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ چودھری جلال الدین صاحب ہیڈ ماسٹر نے رسوم باد کے دفعیہ پر پُر زور تقریر کی۔ بحالت کے کرشمے، انجی ڈرامہ منشی محمد اقبال صاحب شاکر نے سٹاف اور طلبہ کی مدد سے سٹیج کیا۔ رسوم بد کی تباہی کا لغوہ حاضرین نے بے اختیار بلند کیا۔ صاحب صدر کے ماتحت ایک کمیٹی دیہات سدھار محل میں آئی۔

ج۔ سر اکتوبر چودھری سون دین کی صدارت میں خاص نظام پورہ چک نمبر ۲۔ پہلے جلسہ کی یاد دہانی کر اکرین بلادی آفٹن، انجی ڈرامہ کیا گیا۔ چودھری جلال الدین صاحب نے پولیس اور عدالت کے پارٹ ادا کئے۔ پبلک نے بہت متی طالب کئے۔ منشی محمد اقبال شاکر نے شراب نوشی کی خرابیاں نمایاں کیں۔ چار پانچ آدمیوں نے جتنی دعوہ کیا کہ شراب نہ پئیں گے۔ ورنہ میں روپیہ جرمانہ دیہات سدھار کمیٹی کو ادا کریں گے۔ مولوی بدر الدین صاحب امام مسجد جامع مسجد نے پُر زور تقریر کی۔ کمیٹی دیہات سدھار محل میں آئی۔ جن کے نام تحصیلدار صاحب چونیاں اور لے۔ ڈی۔ آئی صاحب علاقہ کی خدمت میں بھیجے گئے۔

(محمد عب اللہ)

گورنمنٹ اینگلو اردو ہائی سکول ہلی ضلع دھار وارڈ ۱ میں جناب ڈی۔ کیو۔ باگل کوٹی بی۔ اے ایم۔ ایس سی سابق طالب علم سکول ہذا کے الیکٹرک انجینئر کے ساتھ کورس کی تکمیل کے لئے لنڈن تشریف لے جانے کی مبارکباد عرض کرنے پر جلسہ ہوا جس میں شہر کے معزز و ممتاز صحاب موجود تھے۔ سرکاری آفیسر۔ میونسپل کمشنر زاد تمام سردار شریک جلسہ ہوئے صاحب صدر کے علاوہ مخدوم ایس۔ اے۔ پیر زاد سے بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ کا بیچر قابل ذکر ہے۔ مسٹر باگل کوٹی کی تشریف بری پر احباب کا مجمع کثیر شیش پر جمع تھا آپ کو بھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ کرناٹک کے مسلمانوں میں لنڈن تشریف لے جانے والوں میں آپ کا اول نمبر ہے۔ اس وجہ سے آپ شہر ہلی کے مسلمانوں سے خصوصاً اور کرناٹک والوں سے عموماً مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(انجی آئی مومن)

۱۸ ستمبر چار شنبہ میونسپل ہال میں پیشیل میٹنگ ہوئی۔ جبکہ عالیجناب سردار محبوب علی خاں صاحب برادر خوشخبری کو نواب شہور ایم۔ ایل۔ سی ہلی میونسپلٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ مسلمانان شہر ہلی خد و صفا اور دیگر حضرات عموماً مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(انجی آئی مومن)

مڈل سکول امرگرٹھ۔ ریاست پٹیالہ :- ۲۳ مئی ۱۹۹۲ء ہری داس جی ہیڈ ماسٹر جلسہ تہنیت مڈل سکول کی صدارت میں جناب سردار بھگوان سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی چیف انسپکٹر آف سکولز ریاست پٹیالہ کے مشکوے دولت میں فرزند ارجمند کی ولادت کی خوشی میں جلسہ مبارکباد منعقد ہوا۔ طلبہ نے مسرت انگیز نظیں گاٹیں نشتہ میں اپنے مضمین سے خوشی کا اظہار کیا۔ ممبران سٹاٹ نے بھی مناسب موقع تقریریں کیں۔ اور مولود مسجد کی ایزادی عمر کیلئے پرتا کا سے پراختفا کی گئی۔ ہمارا جادو ہر اراج بہادری کی اقبال کی دعاؤں اور قہری جی پر زور جلسہ انجام پذیر ہوا۔

(جگن ناتھ شاد)

رہنمائے تعلیم اس مژدہ صائفز سے مسرت اندوز ہو کر دلی خلوص سے جناب سرور ہنگو ان سنگھ صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے اور آرزو مند ہے کہ قاضی مطلق نوموود صاحبزادہ کو عہدہ تک پہنچائیں۔ وہ علوم دینی و دنیاوی سے بہرہ ور ہو کر اپنے معزز والدین کے سایہ ہما پایہ میں اعلیٰ مراتب پر پہنچے اور اپنے اعلیٰ گیر کٹر اور حسن اخلاقی سے جہان دنیا میں نامی ہو وہاں اپنے خاندان اور واجب الاحترام والدین کی عزت اور شہرت کو چار چاند لگانے کا موجب ہو۔ (سچی بات) گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رٹول کے داخلہ کا مقابلہ کا امتحان پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں ہر نفیت مقابلے کا امتحان ۱۹ نومبر ۱۹۶۱ء (شعبہ انجینئرنگ) ہوگا۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

## میر نور شید حسن صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور

جناب میر نور شید حسن صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لاہور محکمہ تعلیم کے ان روشن باغ اہد میرا مغرور افسران میں سے ہیں جن پر محکمہ تعلیم بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ آپ کو ضلع لاہور کی ڈسٹرکٹ انسپکٹری کی باگ ڈور ہاتھ میں لے ہوئے تقریباً سو سال ہو چکا ہے۔ اس جناب نے اس فیصل عرصہ میں مدرسین، مدیران، ڈسٹرکٹ بورڈ اور اپنے ماتحت عملے کے لوگوں میں اپنی ایک لازوال اور تحقیقی محبت پیدا کر لی ہے۔ چونکہ آپ ایک عرصہ تک ہائی سکولوں کے ایک تجربہ کار اور کثرت مشق مبتلا رہ چکے ہیں۔ لہذا معاملہ کے وقت جملہ طلباء سے پورا نہ اور مشفقانہ سلوک کرتا، ہر ایک طالب علم سے ہر ایک مضمون فرداً فرداً بڑے غور و خوض سے سننا، تحریری کاموں کے کام کو غور سے دیکھنا، طلباء کے سامنے اپنے دست مبارک سے درست کرنا آپ ہی کا کام ہے۔

اس جناب تعلیمی اور تحریری کاموں، اکیلوں اور دیگر نئی تحریکات کے ہر پہلو کو غور سے دیکھتے ہیں۔ اور مدرسین کو ہمیشہ ہی ہدایت فرمایا کرتے ہیں کہ وہ ایک انداز سے اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دیتے ہوئے ٹھوس تعلیمی کام کیا کریں۔ چنانچہ میر صاحب موصوفت تعلیمی کام کو ٹھوس بنانے، سکولوں کو باقاعدہ صاف ستھرا رکھنے، طلباء کو ورزش اور کھیل باقاعدہ کرنے کے پروگرام کی تکمیل کی غرض سے گرمی، سردی کا خیال نہ کرتے ہوئے سکولوں کے متوازن ماحول فرمایا کرتے ہیں۔ تعلیمی کام کی رہنمائی کے علاوہ معاملہ کے وقت مدرسین کے ساتھ ہمدردانہ سلوک آپ کی ذاتی شرافت اور خاندانی وجاہت کا منظر ہے۔

انچارج اور ماتحت مدرسین کے ہر ایک معاملہ کو غور سے سننا اور متنازعہ امور ات کی نزاکت پرچ کر تصفیہ کرنا، آپ کی نیک طینتی اور سیرامغزی میں داخل ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ کہ صاحب مہر و جی ایسے کاموں میں کسی کے کہنے کمانے میں نہیں آتے۔ بلکہ جو کچھ ان کی اپنی تحقیقات میں آتا ہے۔ اسی کی بنا پر فیصلہ فرمایا کرتے ہیں۔ القصد مدرسین کے لئے آپ کی ذات والاصفات ایک ایسے رحمت ہے۔ اور آپ مدرسین کے بچے مونس و غما سار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حتی الوسع مدرسین کی تنبیہاں ان کی درخواستوں کے مطابق ان کے حسب مشاہی کیا کرتے ہیں۔ تنخواہیں جن پر مدرسین کی گذشتہ اوقات ہے۔ باقاعدہ وقت پر پہنچ رہی ہیں۔ اور یہ باقاعدگی کا سلسلہ آپ ہی کے عہد میں قائم ہوا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے آپ ایسے ہی ارمغز افسر کو ترقی کے اعلیٰ معراج تک پہنچائے۔

نیا زمند گوگل چند ایف۔ اے بنشی فاضل مدرس ڈی۔ بی۔ ٹل سکول کوٹ راجا کشن (لاہور)



مبارکبادی کے جلسے کے فرزند رجسٹر کی ولادت باسعادت کی تقریب میں علاوہ ان مدارس کے جن کا ذکر انہیں کالموں میں ہو چکا ہے مفصلہ ذیل مدارس میں بھی خاص اجلاس منعقد کر کے مبارکباد کے ریزولیشن پاس ہوئے۔ مولو مسعود کی درازی عمر و آزادی جاہ و جلال کے لئے خدائے برتر کے حضور میں دعائیں کی گئیں۔

۱۔ ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی ملک۔ لالہ برج محل صاحب ہیڈ ماسٹر صدر۔ ایم عبدالرحیم خاں سکریٹری۔

۲۔ لوگنوال۔ ضلع شام۔ پنڈت ستیہ پال صاحب ہیڈ ماسٹر صدر۔ لالہ راجیداس سکریٹری۔

متفرقات گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی بھٹیال :- ۱۹ اکتوبر جناب امین محل صاحب بہادر کشتہ ڈویژن لاہور سکول میں نشر لیت فرما ہوئے۔ راجہ محمد منیر صاحب بیچر نے خیر مقدم کی نظم پڑھی۔ طلبہ جماعت پنجم و سہتم نے انگریزی نظیں پڑھیں اور ڈرامہ دکھایا۔ ٹوٹا مل جماعت دہم نے انگریزی میں سکول کی مختصر تاریخ بیان کی صاحب بہادر نے خوش ہو کر ہندو روپیہ حبیب خاص سے شیرینی کے لئے عطا کئے۔ اور سکول وزٹ بک میں تحریر فرمایا :-

”سکول کی عام حالت بہت اچھی ہے۔ خاص کر انگریزی تلفظ اور لب و لہجہ بہت اچھا ہے جس کے لئے انگریزی پڑھانے والے اساتذہ قابل تعریف ہیں۔“

سید مجاہد علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کے زیر سایہ سکول شاہراہ ترقی پر گامزن ہے :- (محمد منیر)

۲۔ گورنمنٹ انڈسٹریل سکول سیالکوٹ :- ۲۱ اکتوبر جناب صاحب ڈائریکٹر بہادر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب نے محبت انسپکٹر صاحب بہادر انڈسٹریل سکول اس سکول کا معاہدہ فرمایا۔ علم سکول کی کارکردگی پر خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔ لاک بک میں عمدہ یادگار درج فرما کر متعلقین کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ سید عبدالواحد شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کی سرپرستی میں سکول معراج ترقی پر پہنچ گیا ہے۔ کارگزاری اور نظم و نسق اعلیٰ پایہ پر ہیں۔ مگر یہ خبر نہایت رنجہ ہے کہ نئی سکیم کے تحت سکول تھوڑے عرصہ تک بند ہو جائیگا :- (محمد الدین)

۳۔ گورنمنٹ ہائی سکول روپڑ :- ۲۲ اکتوبر ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر موضع جوہلی کلاں میں جو سکول کے سامنے دکھائی دینا ہے۔ اتفاقاً زمینداروں کے گھروں میں آگ لگ گئی اور خطرناک صورت اختیار کر گئی کیونکہ زمیندار لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں تھے بہتورات اور کمسن بچے شور و غل کے سوا کیا کر سکتے تھے۔ ان کے شور سے متاثر ہو کر جناب لالہ لنگو مل صاحب ہیڈ ماسٹر سکول نے بھائی رونی سنگھ ٹرل ماسٹر کے ہمراہ ۴۵-۴۶ طالب علم ہائی کلاسوں کے موقعہ پر بھیجے جنہوں نے پہنچتے ہی آگ پر قابو پوا لیا اور دو گھنٹے نہایت مستعدی سے کام کرتے ہوئے اپنے ہمسائیوں کو مصیبت کے منہ سے بچالیا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی ہمدردی اور فوری امداد کے مدد سے ابابان وہ نقصان سے بچ گئے۔ چودھری دیارام نمبر دار نے سکول میں آکر طلبہ کی بروقت امداد کا دلی شکریہ ادا کیا :- (سالگرام شرمہ)

۴۔ مڈل سکول سنہواں بیٹ ضلع لدھیانہ :- چودھری نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر کی صدارت تمام اساتذہ کی حاضر جماعت میں خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب سردار جگن رستمہ صاحب بی۔ بی۔ سی۔ بی۔ ڈیٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لدھیانہ کو پای۔ ای۔ ایس کا گریڈ ملنے پر اظہار مسرت کیا صاحب مدد رح کی خدمت میں مبارکباد عرض کرنے کی قرار داد پاس ہوئی اور محکمہ تعلیم کے ارباب بست و کشد کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے حق تعالیٰ کی برکت و رحمت سے ان کے مقولہ کو اپنایا :- (بخت آدرنگھ)

مبارکباد آج مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۳۶۵ء کو زیر صدارت نزار ایشتر سنگھ صاحب پرنسپل مڈل سکول سنہواں ضلع لدھیانہ میں منعقد ہوا۔ مبارکباد میں مدرسین مدارس سنہواں کی طرف سے ہائے مہربان افسر سردار جگن رستمہ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع لدھیانہ کو پای۔ ای۔ ایس کے گریڈ ملنے کی مبارکباد دینے ہیں۔ خدائے مدد کریم ایسٹ نیکل اسر کو دن و دن رات چوکنی ترقی عطا فرمائے :-

# نہایت مفید و نادر کتب

|                                                                                                                                 |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                          |                                                                                                                                                                                 |
|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p><b>مخزن شریح</b></p> <p>نعت کی نادر کتاب طلبائے مدنی نازل<br/>ایس بی انٹرنس وغیرہ بھی کے لئے مفید<br/>ہے قیمت ۸ روپائی ۶</p> | <p><b>علمی کہانیاں تصویق</b></p> <p>اس کتاب کی خوبییوں سے متاثر ہو کر<br/>پنجاب سرکار نے اسے ایک صد<br/>پر لگانا دیا ہے قیمت ۵</p>                                                                                                                                                                                                                                                                       | <p><b>مجموعہ مضامین</b></p> <p>جوانی نمونوں کی کتابشیل و نازل<br/>ٹرننگ کالج اور انٹرنس کے طلباء کیلئے نہایت<br/>مفید اور کارآمد ذخیرہ مضامین ہے۔<br/>قیمت (اعلا) رعایتی ۱۲</p> |
| <p><b>رہنمائے یاضی</b></p> <p>مدل اور نورمل اور ایس۔ وی کے<br/>لڑکوں کے لئے مفید ہے۔<br/>قیمت چھ آنہ (۶)</p>                    | <p><b>گلدستہ ادب</b></p> <p>پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی سفارش سے جناب ڈاکٹر کٹر<br/>صاحب بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب نے بموجب<br/>سرکمر نمبر B ۲۰۱۱۱۱ مورخہ ۱۱ گلدستہ ادب نامی<br/>کتاب جو اردو محاورات اور ترکیب خوبی وغیرہ کا<br/>ایک نادر مجموعہ ہے، لاہور پری کے لئے منظور<br/>فرمایا ہے۔ امید ہے کہ اب کوئی سکول لائبریری<br/>اس مفید اور نادر کتاب سے خالی نہ رہے گی۔<br/>قیمت<br/>فی جلد بارہ آنے ۱۲</p> | <p><b>رہنمائے فارسی</b></p> <p>ابتدائی جماعتوں کے لئے بول چال<br/>فارسی سکھانے والی کتاب قیمت<br/>چھ آنہ رعایتی ۸</p>                                                           |
| <p><b>مجموعہ پرچہ جات</b></p> <p>امتحان ایس۔ وی کلاس<br/>سالانہ امتحانات کے پرچہ کا مجموعہ<br/>قیمت ۸ روپائی ۶</p>              | <p><b>گلدستہ جغرافیہ پنجاب</b></p> <p>جغرافیہ پنجاب کا عجیب خلاصہ<br/>مع نقشہ<br/>قیمت فی جلد ۲</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                      | <p><b>خلاصہ باغبانی زرعت</b></p> <p>مدل اور نازل اور ایس۔ وی<br/>کے لڑکوں کے لئے مفید<br/>ہے۔ قیمت ۶</p>                                                                        |
| <p><b>سنہری گیت</b></p> <p>نہایت مفید اور دلچسپ مزید<br/>نظموں اور گیتوں کا مجموعہ<br/>قیمت ۱۳</p>                              | <p><b>مجموعہ امتحان کی تیاری قیمت ۸</b></p> <p>مجموعہ امتحان کی تیاری قیمت ۸</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                                         | <p><b>آہستہ آہستہ</b></p> <p>سرس حالی کی نہایت مفید<br/>اور دلچسپ شرح اور فرہنگ<br/>قیمت بارہ آنے رعایتی<br/>۸</p>                                                              |

ملنے کا پتہ: گلاب چند کپور اینڈ سنز تاجر ان کتبانا رکلی۔ لاہور



گلدستہ اطفال

فیبروریہ ۲۸

الانٹینسہ

# رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

اسسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر یدیم چند سپاٹوی

نمبر ۱۱

بابت ماہ نومبر ۱۹۳۵ء

جلد ۱۶

## دکچسپ معلومات

آگ بھینکنے والا درخت یہ درخت جاپان میں پایا جاتا ہے۔ اس کی پتیاں ہلکے نیلے رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور بہت خوب صورت معلوم ہوتی ہیں۔ سورج چھپ جانے کے بعد یہ درخت آگ بھینکنا شروع کر دیتا ہے۔ اور آدھی رات تک بھینکتا رہتا ہے۔ آدھی رات کے بعد آگ رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہے۔ اور صبح تک بجھ جاتی ہے۔

## عزیز بچو!

تم نے گلدستہ اطفال کا جوہلی نمبر نہ دیکھا ہو۔ تو آج ہی ۴ کے ٹکٹ لفافہ میں ڈال کر بھیج دیں۔ تاکہ یہ نادر اور بالخصوص تحفہ آپ کو بھیج دیا جائے۔ آپ اس دکچسپ اور عمدہ عمدہ کہانیوں بلیفوں اور دیگر مضامین کے مجموعہ سے بیحد خوش ہونگے۔

یمنجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵

تو یہ اس کا خون چوس لیتا ہے۔ اور وہ آدمی مر جاتا ہے۔

ایک عجیب درخت عرب میں ایک بہت عجیب درخت پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اس کا بیج پس کر کھلا دیا جائے وہ اچھلنے کو دُرنے اور منسنے لگتا ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی یہی حالت رہتی ہے۔ اس کے بعد وہ سو جاتا ہے۔ اور جاگنے پر اپنی اصلی حالت میں آ جاتا ہے۔

ایک خطرناک درخت یہ برا اور کوہ ہمالیہ پر پایا جاتا ہے۔ اس کے پھیلی طرف ایک چیز ہماری ریر پڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتی ہے جو بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے چھوئے تو وہ اس کے چبھ جاتی ہے اور ایک طرح کا زہر اس کے بدن میں چلا جاتا ہے۔ جس سے آدمی مارے درد کے تڑپنے لگتا ہے ۛ

(ترجمہ) ضیاء الحق الہ آباد

گانے والا درخت یہ امریکہ کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ ہوا اس کی پتیوں سے ٹکرا کر طرح طرح کے راگ پیدا کرتی ہے اور سارے جنگل میں اس کے گانے کی آواز گونجتی رہتی ہے۔

ہمیشہ ہمارے ہنسنے والا درخت یہ صرف امریکہ میں ہوتا ہے۔ اور سال بھر پھولوں سے لدا رہتا ہے۔

آرام پہنچانے والا درخت یہ درخت سیلون میں پایا جاتا ہے۔ اس کی پتیاں بہت بڑی بڑی ہوتی ہیں۔ ایک ایک پتی کے سامنے میں میں آدمی نہایت آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔

فائدہ مند درخت یہ درخت چین میں پایا جاتا ہے۔ اس میں سے ایک چیز موم کی قسم کی نکلتی ہے۔ لوگ اس کو موم بتی بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔

مار ڈالنے والا درخت یہ برازیل میں پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو چھوئے

# پنڈت جی کی پہلی

(خاص بچوں کے لئے۔ مانوڈ از کتاب اردو کی پہلی)

کیسی ہلکی بنی ہوئی ہے یہ      خوب عمدہ رنگی ہوئی ہے یہ  
 خوبصورت ہے کیسی اچھی ہے      کارگیر نے سبک بنائی ہے  
 خوب اجلا بچھا بچھو نا ہے      سرخ پردہ بھی کھارے کا ہے  
 اک طرف پردہ چھوڑ رکھا ہے      دھوپ کا یہ بچاؤ اچھا ہے  
 دوسرے ہاتھ کا جو پردہ ہے      واسطے یہ ہوا کے اٹا ہے  
 ہیں اچھے ہیں اور موٹے ہیں      نسل ناگوری جیسے ہوتے ہیں  
 سینگ پر ہیں سنگوٹیاں ان کے      سینگ لگتے ہیں خوشنما کیسے  
 اس میں بیٹھے ہوئے ہیں پنڈت جی      جن سے زینت ہوئی ہے پہلی کی  
 جا رہے ہیں یہ اپنے کتب کو      دینگے تعلیم جاتے ہی سب کو  
 پہلی نیچے ہے اُن درختوں کے      جو آگے ہیں کنارے سڑکوں کے  
 بے دھڑک جا رہی ہے وہ کیسی      کیونکہ کی سڑک ہے اور اچھی  
 سایہ اچھا لگے پڑے کیسے      جب نہ ہوں کچھ درخت ہی گھن کے  
 صاف و پختہ سڑک کے ہونے سے      لگتے بالکل نہیں ہیں ہیکو لے  
 پہلے اس دیس کے امیر تمام      رتھ ہی میں ہوتے تھے سوار خدام  
 اور چوکم مایہ دار ہوتے تھے      ہیلیوں میں سوار ہوتے تھے

# دوسرے کے نقصان پر ہنسنا

ایک تھا مالی اور ایک تھا کمہار۔ ان دونوں نے مل کر ایک اونٹ خرید لیا۔ مالی نے ایک طرف ترکاری لادی۔ کمہار نے دوسری طرف لادے برتن۔

یہ دونو چلے بیوپار کرنے۔ مالی نے کہا: ”میں ترکاری بیچ کر کپڑے خرید لاؤں گا۔“ کمہار نے کہا: ”میرے بچے چپاتی کی شکل کو ترس گئے ہیں۔ گھر میں آٹا نہیں میں تو گندم لاؤں گا۔ میری بیوی آٹا پیسے گی اور چند دن ہم آرام سے کھائیں گے۔“

اس طرح وہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔ چلا چل۔ چلا چل۔ ایک جگہ پہنچے جہاں سے اُن کو وہ گاؤں دکھائی دیتا تھا۔ جہاں وہ جانا چاہتے تھے۔

مالی اونٹ کی مہار بکڑے آگے آگے جاتا تھا۔ اور کمہار پیچھے پیچھے۔ کمہار نے دیکھا۔ اونٹ بار بار منہ پیچھے کی طرف کرتا ہے اور ترکاری کو کھاتا ہے۔ کمہار یہ دیکھ کر ہنسنا رہا۔ اونٹ آہستہ آہستہ ترکاری کھاتا رہا۔ آخر اونٹ نے ساری ترکاری کھالی۔

جب ایک طرف بوجھ بالکل نہ رہا تو برتن دوسری طرف کس طرح ٹھہر سکتے تھے؟ وہ دھڑا سے زمین پر آ رہے برتن تھے مٹی کے۔ کمہار نے اُن کو اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ وہ زمین پر گرے تو چکنا چُور ہو گئے۔ اور اُن میں سے ایک بھی نہ بچ سکا۔

کمہار نے آہ سرد بھری اور کہا۔

کسی کے نقصان پر ہنسنا نہیں چاہئے ہیں مالی کے نقصان پر ہنسنا خدا نے میرا بھی نقصان کر دیا۔

گلدستہ اطفال بھائیو! دانا ہو تو اس سے مناسب سبق لو۔ (بیان) سلطان احمد وجودی

# آدمی کی پہچان

ایک اندھا فقیر سڑک کے کنارے بیٹھا ہے۔ اس کے پاس سے ایک غلام گزرتا ہے۔

غلام۔ کیوں بے اندھے! ادھر سے کوئی ہرن بھی گیا ہے؟

فقیر۔ ہاں بابا آواز تو سُنی ہے شاید اس طرف گیا ہوگا (اس کے بعد وزیر آتا ہے)

وزیر۔ کیوں بابا ادھر کوئی ہرن تو نہیں آیا؟

فقیر۔ صاحب یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ ہرن تھا یا کیا تھا۔ البتہ آواز ضرور سُنی ہے اور آواز

اس طرف سے شروع ہوئی تھی اور اس طرف گئی تھی (اس کے بعد بادشاہ آتا ہے)

بادشاہ۔ کیوں شاہ صاحب! ادھر سے کوئی جانور تو نہیں گزرا؟

فقیر۔ جہاں پناہ ضرور ادھر سے ایک ہرن گیا اور اس کے پیچھے حضور کا غلام اور وزیر بھی گئے ہیں

بادشاہ۔ شاہ صاحب! یہ تو بتائیے کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میرا غلام اور وزیر اس کے پیچھے گئے ہیں۔

فقیر۔ عالیجاہ۔ زبان آدمی کی پہچان ہوتی ہے۔ پہلے غلام آیا چونکہ وہ کمینہ تھا اس لئے اُس

نے مجھ سے پوچھا (ابے اندھے! ادھر سے کوئی ہرن گزرا ہے) میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ کوئی غلام

یا اسی قسم کا کمینہ آدمی ہوگا پھر جناب کا وزیر آیا اس نے مجھ سے پوچھا (کیوں بابا اس طرف

سے کوئی ہرن گیا ہے) اس کے طرز کلام سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ یہ ضرور کوئی اوسل

درجہ کا آدمی ہے۔ اب حضور شریف لائے تو جناب نے فرمایا (کیوں شاہ صاحب! ادھر سے

کوئی ہرن گزرا ہے) میں نے اندازہ کیا کہ ضرور کوئی اول درجہ کا شریف آدمی ہے۔ اس لئے

میں نے جناب سے بھی اس طرح گفتگو کی۔



بادشاہ۔ شاہ صاحب آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ کی باتیں ہمیں بہت اچھی معلوم ہوئیں  
فقیر۔ قبلہ عالم یہ تو جناب کی ذرہ نوازی ہے ورنہ میں اس قابل کہاں؟  
بادشاہ۔ ہم اس وقت تمہاری کماحقہ قدر نہیں کر سکتے لاؤ ہاتھ۔

(فقیر دونو ہاتھ پھیلا دینا ہے۔ بادشاہ اشرفیوں کی ایک مٹھی اپنی جیب میں سے نکال کر  
اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے) فقیر بینو اکادلی شکر یہ قبول فرمائیے۔ ع  
الہی درجہاں باشی بہ اقبال جواں بخت جواں دولت جواں سال

دوستو دیکھا کس طرح ایک اندھے فقیر نے صرف ایک ایک فقرہ سن کر تینوں آدمیوں کو  
بیچان لیا۔ ہمیشہ زبان سے آدمی کی بیچان ہوتی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ غریبوں اور بیکسوں  
سے ہمیشہ نرمی سے بات کیا کرو بلکہ ہمیشہ اس طرح بولو کہ کسی کا دل نہ دکھے۔ اللہ نے تم کو زبان دی ہے۔  
اس کو اچھی یا بُری طرح استعمال کرنا محض تمہاری شرافت اور ذالت پر منحصر ہے اگر تم ایک  
غریب لاپچار سے نرمی سے بات کرو گے تو اس بیچارے کا دل بھی خوش ہو جائیگا اور تمہاری عزت  
میں بھی فرق نہ آئیگا بلکہ اس کی نگاہوں میں تمہارا وقار اور زیادہ ہو جائیگا۔ اور اگر کسی غریب سے  
اکرا کر یا مغرورانہ طریقے سے گفتگو کرو گے تو اس طرح سے نہ تو تمہاری عزت ہی کچھ بڑھ جائیگی  
اور نہ ہی اس غریب کا دل خوش ہوگا بلکہ اس کے دل سے بددعا نکلے گی۔ اس لئے جہاں تک  
ہوسکے ہاتھ سے تو کیا زبان سے بھی کبھی کسی کو دُکھ نہ دو ایسا نہ ہو کہ کسی غریب کی  
آہ تمہیں تمہاری عزت اور شہمت کو۔ رعب اور وقار کو اور خود تمہاری ہستی کو تباہ و برباد  
کر دے کیونکہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔ ع

بترس از آئمہ معلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال مے آید  
(از نذیر احمد ناظر مدرس مٹل سکول ہماکم کلاں)

# جیسی کرنی ویسی بھرنی

پرانے زمانے میں سمندر میں ایک جگہ ایک چٹان تھی جس کا نام غیکپ تھا۔ اس سے بہت سے جہاز ٹکرا کر برباد ہو جاتے تھے۔ اس لئے اس کے قریب کے لوگوں نے اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے اس جگہ پر ایک گھنٹی لگا دی تھی۔ جب کبھی طوفان بآندھی آتی تو وہ گھنٹی خود بخود بجنے لگ جاتی۔ اور جہاز والوں کو معلوم ہو جاتا کہ آگے خطرناک چٹان ہے۔

ایک دفعہ ایک بحری ڈاکو جس کا نام رلیف تھا ادھر سے گذرا اور اس نے گھنٹی کو کاٹ دیا۔ اور خوش ہونے لگا کہ اب جہاز یہاں سے بچ کر نہیں جاسکیں گے۔ لیکن اتفاق سے وہ ایک دفعہ جہاز میں سکاٹ لینڈ کو جا رہا تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا۔ اور وہ راستہ بھول گیا۔ اتفاقاً اس کا جہاز اسی غیکپ کی چٹان کے قریب آ گیا۔ اور اس سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور رلیف اپنے ساتھیوں سمیت سمندر کی نذر ہو گیا۔ ڈوبتے وقت اس کو آواز آئی کہ اے رلیف تم نے دوسروں کے لئے گڑھا کھودا تھا لیکن تم خود اس میں گرے ہو۔ سو جیسا کرو گے ویسا بھر دے گے ایک انگریز لکھتا ہے —

As you sow so shall you reap

(رام دتہ کھنڈ جماعت ہفتم)

—

لطیفہ کے باب :- اچھ تو نے بی کو کنٹیں میں گر دیا۔  
اچھ نہیں بابا میں نے تو فقط دم پکڑ کر اسے نکالیا تھا وہ میرے چھوٹ کر اپنے آپ کو کنٹیں میں گر پڑی۔

# جغرافیہ کا ایک صفحہ

## (از اسد حسین قدوائی)

شمالی امریکہ کا سب سے اچھا قدرتی منظر جھیلوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ جو کناڈا کو ممالک متحدہ سے علیحدہ کرتا ہے۔ جھیل سپیریور (SUPERIOR) جیسا کہ نام ہے ان بہنوں میں سب سے بڑی بہن ہے۔ دُنیا میں یہ جھیل سب سے بڑی صاف شفاف آب شیریں کا چشمہ ہے۔ اس کا رقبہ تخمیناً انگلینڈ (ENGLAND) کے برابر ہے بڑے بڑے دفانی جہاز اس کی سطح (سینہ آب) پر تیرا کرتے ہیں۔ اور اکثر بڑے بڑے طوفان میں اس کی لہریں سمندر کی لہروں کی اونچائی کے برابر کنارے تک اُٹھتی ہیں۔

اس کی چار حقیقی بہنیں جھیل ہورن (HURON) نیچیکن (MICHIGAN) ایری (ERIE) اور انٹاریو (ONTARIO) ہیں۔ دریا ئے سینٹ لارنس جو۔۔۔ میل بہکر اپنا مخرج بحر اٹلانٹک میں بناتا ہے۔ جھیل انٹاریو (ONTARIO) اس کا منبع ہے۔

اس طریقہ سے اس دریا میں ایک لیوار جھیل سے سمندر تک بہا کرتا ہے۔ ان سب جھیلوں کے سطح پر بڑے بڑے دفانی جہاز ہر ایک سمت میں کھیلتے ہوئے جب دکھائی دیتے ہیں۔ تو دور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی سبزہ زار میں ہرن آپس میں کلیلیں کر رہے ہیں۔ ہر سال ہوں ان سب جھیلوں سے نکالی جاتی ہیں جنہوں نے ملک کی آبپاشی کے لئے اپنا چشمہ باشندوں کو سخاوت کے لئے دے دیا ہے۔ ان سب جھیلوں کا پانی دریا ئے سینٹ لارنس میں ہمیشہ روانہ رہتا ہے۔ اور شاید ایک دن دریا ئے سینٹ لارنس

تجارت کا ایک سب سے بڑا راستہ بحرالکابل اور بحرالانگلک میں ہو جائے گا۔

جھیل ایری (ERIE) اور انٹاریو (ONTARIO) دریائے نیگرا سے ملی ہوئی ہیں جس کی لمبائی ۲۲۰ میل ہے۔ اس دریا پر جھیل ایری (ERIE) سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر بڑے بڑے آبشار (FALLS) ہیں جن میں آبشار نیگرا (NIGRA FALLS) دنیا میں اپنے نظارہ کے لئے مشہور ہے۔ ہر سال لوگ دنیا کے تمام بقولوں سے اس منظر کا لطف اٹھانے جاتے ہیں۔ اور اپنے دامن کو اس کے بھولے بھالے نظاروں سے بھر کر واپس آتے ہیں۔

جب کہ دریائے نیگرا جھیل ایری (ERIE) سے نکلتا ہے۔ تب وہ سرسبز و شاداب کھیتوں کے کنارے کنارے مستی سے نہایت آرام و فرحت کے ساتھ بہتا ہے۔ یہاں تک کہ آبشار (FALLS) ایک میل کے فاصلہ پر رہ جاتے ہیں تو اس کی رفتار میں یکساں تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

یہ دلکش نظارہ نہایت ہی عجیب و غریب ہوتا ہے کہ دیکھنے والے ساکت کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اب پانی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور پانی تیزی کے ساتھ پہاڑ سے ٹکرا کھانا ہوتا غار سے گذرتا ہوا اب ۱۰۰ فٹ کی اونچائی سے گرنے شروع کرتا ہے۔

اب پڑھنے والے خود غور کر سکتے ہیں کہ جب اتنی اونچائی سے پانی گرتا ہوگا تو کس قدر آواز اور شور پیدا ہوتا ہوگا۔ یہ آواز اور یہ شور صدیوں سے ہر موسم میں سنا جاتا ہے۔ یہ (FALL) زمین کے ایک ٹکڑے کے ذریعے سے جسے جزیرہ گوٹھ کہتے ہیں دو حصوں میں علیحدہ ہو جاتا ہے امریکن (جھرنّا) FALL ایک طرف ۱۶۴ فٹ کی اونچائی سے گرتا ہے اور جزیرہ کوٹ کی دوسری جانب کنڈین یا (HORSESHOE FALL) جیسا کہلاتا ہے۔ یہ ۵۰ فٹ کی

جزر شاداب خطوں میں بہتا ہوا کھائی بناتا ہے کہ جس کی تبدیلی بڑے پیمانے پر پانی کی رفتار میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔

# چاکلیٹ کا پستول

صفدر اپنے والدین کا بڑا پیارا بیٹا تھا۔ اُس کے ماں باپ اُسے بہت چاہتے تھے۔ اور ہر سال اُس کی سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ صفدر کی عمر کا دسواں سال تھا۔ آج اُس کی سالگرہ کا دن تھا۔ صفدر کے والد صاحب نے اُسے ایک پستول خریدا۔ صاحبانِ پستول تو آپ نے بہت دیکھے ہوں گے مگر یہ پستول چاکلیٹ کا تھا۔ اور بنانے والے نے اس خوبی سے بنایا تھا۔ کہ دیکھنے والے کو بالکل سچ مچ کا پستول نظر آتا تھا۔

صفدر ایک کھیل دیکھ کر آیا تھا۔ کہ ایک بد معاش ایک لڑکی کو چھری مارنے کو تھا کہ ایک نوجوان نے آکر اُسے پستول دکھا کر کہا: ”ہینڈز اپ“ (Hands up) بس صفدر نے بھی پستول لے کر ہر ایک لڑکے کو تنگ کر رکھا تھا۔ گھر میں بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان کے بچوں کو اُس نے بہت تنگ کیا۔ ہر ایک سے کہتا: ”ہینڈز اپ“ اور جب وہ ہاتھ اٹھاتے تو بہت خوش ہوتا تھا۔ اور جب وہ چھپے بچوں سے ایسا کہتا تو وہ ڈر کر اپنی ماؤں کے پاس دوڑتے تھے۔ صفدر کی ماں نے اُسے کہا۔ کہ آج تو تمہاری سالگرہ کا دن ہے۔ اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں کہتی۔ اگر کل کسی کو ڈرایا تو پستول اُسی کو کھلا دوں گی۔

تمام مہمان شام کو اپنے اپنے گھر چلے گئے اور رات کو کھانا کھاتے وقت صفدر کو اُس کے ابا جان نے کہا کہ پستول کو کھاؤ۔ مگر اُس نے کہا کہ نہیں ابا جان میں اس سے اچھے اچھے کام کر دوں گا۔ اسی وقت صفدر کے ماموں جو کسی ریاست کے وزیر تھے آئے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ پینشن لے کر آئے ہوئے تھے اس لئے ان کا تمام روپیہ اور زیورات ان کے ساتھ تھا۔ صفدر کے ابا جان نے کہیں ددرے پر جانا تھا۔ چنانچہ وہ توپے لگے اور صفدر بھی سو گیا۔

ماموں کھانا کھا کر اپنی بہن سے باتیں کرتے رہے۔ جب بہت دیر ہو گئی تو وہ سونے کے لئے سونے کے کمرے میں گئے اور پستول الماری میں سے نکال کر سر ہانے کے نیچے رکھ کر مال وغیرہ کی تسلی کر کے سو گئے اور ان کی بہن بھی سو گئی۔

رات کے دو بجے ہوں گے کہ ایک چور آیا اول تو اُس نے صفدر کے ماموں کا پستول لے لیا اور پھر بکس اٹھا کر جانے لگا ایک اس کے ہاتھ سے بکس چھوٹ کر گر پڑا اور صفدر کے ماموں کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے تکیے کے نیچے ہاتھ ڈالا مگر چور نے کہا۔ پستول تو میں پہلے ہی لے چکا ہوں۔ اور اب اگر تم نے کسی کو مدد کے لئے بلانے کی کوشش کی تو جان سے مار ڈالوں گا۔ اب وہ حیران تھے کہ تمام عمر کی کمائی ایک شخص آنکھوں کے سامنے لوٹے جا رہا ہے مگر کیا کرتے دشمن کے ہاتھ میں پستول بھرا ہوا تھا۔

ادھر صفدر کی ماں ہوشیار ہو گئی۔ نوکر چاکر تو باہر سوئے ہوئے تھے مگر صفدر ماں کے پاس تھا اُس نے اُسی کو اٹھایا اور تمام حال کہا کہ چور آیا ہے جاؤ نوکروں کو جگالادو۔ صفدر دل مضبوط کر کے اٹھا اور سانفہ ہی اپنا چاکلیٹ والا پستول لے لیا۔

یہاں چور پلٹ کر جانے ہی والا تھا کہ صفدر پہنچا اور عادت کے مطابق ”ہنڈز آپ“ کہا چور نے گھبرا کر بکس اور پستول چھوڑ کر ہاتھ اوپر کر دیئے۔ تو صفدر کے ماموں نے دوڑ کر چور کو پکڑ لیا پھر نوکر چاکر آئے اور چور کو لے گئے۔ صفدر کے ماموں نے اُس کو گود میں اٹھا کر کہا کہ تو نے مجھے برباد ہونے سے بچا لیا۔ اور صبح ہوتے ہی صفدر کو ایک ہڑی خوبصورت سونے کی گھڑی انعام دی۔ صفدر کی ماں نے کہا۔ کہ رات کو کبیں گرنے کی آواز نے مجھے بیدار کر دیا۔ میں نے اُسے نوکروں کو بلانے کے لئے بھیجا مگر یہ تو سیدھا اٹھ کر موقع پر ہی پہنچا۔

آج تک صفدر کا پستول رشیم کے دورے کے ساتھ گھرنے لگا ہوا ہے۔

# فردوسی چڑیا

بہار کا موسم تھا نرگس کے روپہلی پھول سبزہ زار میں یوں نظر آ رہے تھے۔ جیسے آسمان پر ستارے دمک رہے ہوں۔ انار کے درخت سنگریزوں سے کھیلتی۔ انگھیلیاں کرتی ہوئی۔ قفل کا ہلکا ہلکا شور کرنے والی ندی پر اپنی کلیوں کی بہار دکھا رہے تھے۔ نسیم کے ہلکے ہلکے خوشگوار جھونکے مستانہ وار چل رہے تھے۔ اور پھلوں سے لدے ہوئے درختوں کی ڈالیوں کا سایہ سطح آب پر رقص کر رہا تھا۔ رنگ برنگ کے خوبصورت پروں والی تیریاں سورج کی کرنوں کو کپڑے کے لئے بے تابانہ اڑ رہی تھیں۔ عندلیب کے مسرت بھرے نغموں سے فضا لرز رہی تھی۔ اس وقت ہر جاندار اور بے جان شے شاداں و فرماں نظر آتی تھی۔ ہاں ایک ننھی سی بھوڑے رنگ کی چڑیا اپنے اُجڑے ہوئے گھونسلے میں ضرور سزنگوں اور اُداں مٹیھی تھی گھونسلے کے پاس ہی اُس کا رفیق اور ہمدم چڑا مرا پڑا تھا۔

ننھی چڑیا اس کی موت پر آنسو بہا رہی تھی کہ اتنے میں ایک فاختہ آئی اور مرے ہوئے چڑے کے پروں کو اپنی چونچ سے اُکھڑنے لگی۔ تاکہ اُس کے پروں سے اپنے گھونسلے کو اُستوار کرے۔

ننھی چڑیا نے دردناک آوازیں کناے فاختہ بے چارے کے پروں کو نہ اُکھڑے۔ موت بہت سرد واقع ہوئی ہے اس سے اس کے پروں کو چھین تجھے پر جاہیں تو لے میرے گھونسلے سے اُکھڑ لے۔

یہ سن کر فاختہ نے ایک ایک کر کے گھونسلے کے تمام پر نوچ لئے۔ تب ایک کو آایا اور وہ بھی مرے ہوئے چڑے کے پر نوچنے لگا۔ ننھی چڑیا نے درد و غم سے بھرائی ہوئی آوازیں کہا۔ میاں کوئے اس کے پر نہ

اکھاڑو۔ موت بہت سرد واقع ہوئی ہے بے چارے کو پروں سے ڈھکا رہنے دو۔

یہ کہہ کر ننھی چڑیا نے اپنے سینے سے ایک پر نوچ کر کٹے کوئے دیا۔ بجاری کے خون کا ایک سخی قطرہ زمین پر دھلک گیا۔

تب اور پرندے آئے۔ ہر بار ننھی چڑیا نے یہی الفاظ کہے۔ اور ہر ایک کو اپنے سینے سے ایک ایک پر نوچ کر دیتی رہی۔ اور ہر مرتبہ خون کا ایک سُرخ قطرہ زمین پر ٹپک پڑا۔

جب رات ہوئی تو ننھی چڑیا نے اپنا سر اپنے زخمی سینے پر جھکا لیا۔ اور رات بھر اپنے چڑے کے غم میں روتی رہی تب ایک فرشتہ آیا جس کے جسم سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں اس نے ننھی چڑیا کے خون کے قطروں کو زمین سے اٹھالیا۔ اور وہ قطرے اس کے ہاتھوں میں لعل بن گئے۔ ایسے لعل جن سے شعلے نکلنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

پھر فرشتہ بڑی ملائمت سے چڑیا سے کہنے لگا۔

”ننھی چڑیا۔ یہ غم اور محبت کے جواہر آسمانی بادشاہ کے تاج میں زینت دیں گے۔ اور تُو چڑیا نہیں رہے گی بلکہ بادشاہ کے باغ کے پرندوں میں سب سے بڑھ کر شیریں نوا اور حسین ہو گی۔“

اگلی صبح اور پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کے لئے پر لینے آئے۔ اب ننھی چڑیا ایسی نڈھال ہو گئی تھی کہ کسی کو روکنے تک کی تاب نہ تھی۔ پرندے اس کے زخموں سے چور چور اور لہو لہان سینے پر سے پر نوچنے لگے۔

دفعۃً ان میں سے ایک نہایت حسین اور روشن شاں پرندہ چیخ مار کر نکلا۔ اور سیدھا آسمان کی طرف اڑ گیا۔ وہ پرندے جو ننھی چڑیا کے پر نوچنے آئے تھے۔ حیرت سے تکتے کے تکتے رہ گئے۔ اتنے میں وہ خوبصورت پرندہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور آسمانی بادشاہ کے خوبصورت باغ میں جا پہنچا۔

یہ پہلی فردوسی چڑیا تھی +

(غلام عباس اڈیٹر پھول)



# گول گنبد بیجاپور

(از ایچ۔ آئی۔ مومن اُردو سکول بیچر شہر پٹلی)

جنوبی ہندوستان۔ احاطہ بمبئی صوبہ کرناٹک میں شہر بیجاپور بندرگاہ بمبئی سے تقریباً ۲۵۰ میل کے فاصلے پر گوشہ جنوب میں واقع ہے۔ دکن کی اسلامی تاریخ میں یہ شہر بہت ہی مشہور ہے۔ یہ شہر قدیم زمانے سے تخمیناً دو سو سال سے بھی زیادہ سلاطین عادل شاہی کا دارالسلطنت رہا ہے۔ یہاں کے بادشاہ اپنی بہادری و جوانمردی اور شان و شوکت کے لئے مشہور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نام اور ان کی یادگاریں اب تک روئے زمین پر باقی ہیں۔ ان بادشاہوں کو خوبصور عالی شان اور انواع و اقسام کے عمارات بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ انہی کی تعمیر کردہ عمارتوں میں سے ایک گول گنبد نامی عمارت بیجاپور اسٹیشن کے قریب ہی فی الواقعہ قابل دید اور لائق شنید ہے مذکورہ بالا گنبد ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں بے نظیر اور لاثانی ہے۔ اس کو دیکھنے کے لئے زورمرہ لوگ بہت دُور دُور سے آیا کرتے ہیں۔ اس شاندار و عظیم الشان گنبد میں سلطان محمد عادل شاہ کا مقبرہ ہے۔ اس گنبد کو موصوف الصدر بادشاہ نے اپنی زندگی ہی میں تیار کرادیا تھا۔ اس کا قبۃ نصف دائرے کی شکل کا ہے۔ بلندی گلاس سمیت تقریباً ۲۰ فٹ سے بھی کہیں زیادہ ہے قبۃ کے نیچے فرش کے بیچوں بیچ میں ایک اُنچھے جو ترے پر سلطان محمد عادل شاہ و نیز ان کے خاندانی لوگوں کے قبروں کے تعویذات ہیں۔ اور اسلی نہ فن شدہ قبریں ٹھیک انہیں مصنوعی قبروں کے نیچے تہ خانے میں ہیں۔

باوجودیکہ اس عمارت میں سب سے عجیب و غریب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جسے بولنا برآمدہ یا صدائے بازگشت کا برآمدہ کہتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ رفتہ رفتہ گول گنبد کو بول

گنبد بھی کہنے لگے۔ برآمدے میں جانے کے لئے چاروں طرف چار چکر دار زینے ہیں۔ جب کوئی شخص اس چکر دار زینہ میں داخل ہوتا ہے تو پہلے اس کو اپنے پاؤں کی آواز بازگشت سُنکر بہت تعجب ہوتا ہے۔ اگر کبھی فہمہ لگائیں یا تالی بجا کر آزمائیں تو دس پندرہ مرتبہ اُس کی آواز اُسی طرح جواب دیتے سُنائی دیتی ہے۔ اور آہستہ آواز بھی ایک طرف سے دوسری طرف بآسانی چلی جاتی ہے۔ اس میں یہ ایک عجیب و غریب خوبی بتائی گئی ہے۔

الغرض اس قدیم عمارت کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی گول گنبد تختِ زمین پر اپنا لگا نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ عادل شاہی زمانے کی مختلف تعمیرات ابراہیم روضہ جامع مسجد انار محل۔ اُپری بُرج وغیرہ قابلِ تحسین ولایتِ آفرین ہیں۔ ان کو تیار ہوئے آج تقریباً پانچ سو سال کا عرصہ ہوا۔ اب تک ویسے ویسے صحیح و سالم دکھائی دیتے ہیں۔ صوبہ کرناٹک میں علی الخصوص اور ہندوستان میں عموماً ان عادل شاہی یادگاری تعمیرات سے مشہور و معروف دکن کی اسلامی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ اور سلاطین عادل شاہیہ کے جاوہلِ ہمت و شجاعت۔ نیز دبدبہ و شان و شوکت کا بین ثبوت ملتا ہے۔ اور اس عمارت پر سلطان محمد شاہ کی تاریخ وفات کے کتبے لکھے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک کتبہ (عاقبتِ محمد محمود شاہ) جو سلطان محمد عادل شاہ کی ۶۷۰ھ ہجری تاریخ وفات کو ظاہر کرتا ہے۔

—:—

لطیفہ

باب (بیٹے سے) ذرا سویرے اُٹھا کر فجر کی نماز کے وقت سونا اچھا نہیں۔ دیکھو صبح تڑکے اُٹھنے کا بہت فائدہ ہوتا ہے ایک شخص صبح تڑکے اُٹھا تھا تو اُسے روپوں کی ایک تھیلی سُرک پر پڑی مل گئی تھی۔ بیٹا۔ بہت خوب اگر جس بد نصیب آدمی کی یہ یقینی گرتی تھی وہ اُس سے بھی پہلے جاگا ہو گا۔

## حل طلب معتمد برائے طلباء

میرے ایک عزیز دوست کا نام تیر و حروف سے مرکب ہے۔ نام تمہ تخلص دیا گیا ہے۔ اس کو الٹ پلٹ کرنے سے ذیل کے معنی نکلتے ہیں۔ بتاؤ میرے دوست کا مبارک نام کیا ہے؟

| نمبر | نام                                      | حروف                         | کیفیت (جوابات) |
|------|------------------------------------------|------------------------------|----------------|
| (۱)  | بڑا بھلا کہنے میں استعمال ہوتا ہے        | ۷ + ۸ + ۵ + ۱                | گ ا ل ی        |
| (۲)  | ایک لڑو جانور کے معنی دیتا ہے            | ۵ + ۴ + ۳ + ۱                | گ د ہ ا        |
| (۳)  | ایک مشہور دریا کا نام ہے                 | ۷ + ۱۲ + ۵ + ۲               | را و ی         |
| (۴)  | ایک صوبے کا دارالخلافہ ہے۔               | ۲ + ۱۲ + ۴ + ۵ + ۸           | ا ل ی          |
| (۵)  | بمعنی نبض                                | ۱ + ۲ + ۴ + ۱۱               | س ہ ا گ        |
| (۶)  | بمعنی چالاک                              | ۲ + ۵ + ۷ + ۱۱ + ۱۲ + ۴      | م ہ ی          |
| (۷)  | بمعنی صاحب توفیق                         | ۱۲ + ۱۰ + ۵ + ۴ + ۳ + ۲ + ۱۱ | ز ر د ہ ا ل    |
| (۸)  | ایک ایسا شہر جہاں دیاسلائی کا کارخانہ ہے | ۴ + ۲ + ۳ + ۴ + ۵ + ۱۱       | ی              |
| (۹)  | ایک صنعت گر ہے                           | ۲ + ۵ + ۴ + ۱۲ + ۸           | ی              |
| (۱۰) | جائے عبادت                               | ۴ + ۲ + ۵ + ۱۲ + ۳ + ۲ + ۱   | ی              |
| (۱۱) | ایک ذات ہے                               | ۲ + ۳ + ۱۲ + ۱۱              | ی              |
| (۱۲) | چاند کی ایک حالت کو ظاہر کرتا ہے         | ۱۰ + ۵ + ۱۰ + ۴              | ی              |
| (۱۳) | بمعنی صدمہ                               | ۱۳ + ۵ + ۱۱                  | ی              |

شمار الٹ: جملہ جوابات ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء تک پہنچ جانے چاہیں۔ (۲) پتہ صاف اور خوشخط ہو۔ جوابات پتہ ذیل پر آنے چاہیں۔ (۳) ایک سے زائد صحیح جوابات کی صورت میں انعام بطریق قرعہ اندازی تقسیم ہوگا۔

انعام: درستی جوابات والے کو ایک سال کے سٹے گلدستہ اطفال مفت۔ (گلدستہ گوند لاناوالی ایس وی ڈول ماسٹر خالصہ)

حل طلب انعامی: عمدہ مندرجہ اکتوبر ۱۹۲۵ء حل کا فیصلہ

صحیح حل: "پنیراج سینی" ہے۔

انعام: عزیز رفیق حسین جماعت ہفتم راستے کوٹ کے نام نصاب جت کہانیوں کی کتاب حسب وعدہ بھیج دی گئی ہے۔ (مینجر)

مجاہد صاحب لڑنے والے انعامی عمدہ بھیجنا چاہیں۔ وہ اپنے عمدہ کا درست حل بھی ساتھ ہی الگ کاغذ پہنچ

۱۔ منجہ

اطلاع ضروری کی اگر ۲۔ سا کہ عمدہ مقررہ کر لیا گیا ہے۔

(آئی سکول کھڑکھڑت انعام)

بہترین تعلیمی سرشتہ

سرشتہ تعلیم پنجاب کا سب سے پرانا

اور بہترین خدمت گزار

رسالہ

منہا

میننگ پروفرائڈ

ماسٹر جگت سنگھ

ششماہی چندتہ

الہ آباد

پنڈت

# قواعد و ضوابط

- ۱۔ رہنمائے تعلیم بالعموم ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
- ۲۔ سالانہ چندہ پانچ روپے (۵) ششماہی تین روپے (۳) (سٹے) ہمدیشگی۔ نمونہ کار پرچہ ۸ کے ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگا۔ کوئی صاحب نمونہ مفت طلب کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔
- ۳۔ خریدار اصحاب خط لکھتے وقت چٹ منبر ضرور لکھا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
- ۴۔ رہنمائے تعلیم میں تمام ایسے علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، تحقیقی مضامین (نثر و نظم) ہوا کرتے ہیں جو شائستہ اور مفید ہوتے ہیں اور معیارِ ادب پر پورے اُترتے ہیں۔
- ۵۔ مذہبی اور پولیٹیکل مضامین ہرگز درج رسالہ نہیں ہونگے۔
- ۶۔ جو مضامین درج نہ ہونگے اُن کے واپس کرنے یا نہ کرنے کا ایڈیٹر صاحبان کو پورا اختیار ہوگا۔
- ۷۔ مدیران مضامین کی ترمیم و تفتیش کے مختار ہونگے۔
- ۸۔ جواب طلب اُمور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
- ۹۔ مضامین نثر کے متعلق جملہ خط و کتابت لالہ آگیا رام صاحب سچد پور کے اور مضامین نظم کے لئے جناب پسند بھورام صاحب جوش لسانی کے نام ہونی چاہئے اور دیگر امور و ترسیل زر کے متعلق منیجر کے نام ہونی چاہئے۔
- ۱۰۔ مشہورین اصحاب اشتہارات بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ اجرت نہایت معمولی جو ذیل میں درج ہے۔

## نرخ نامہ اشتہارات

| پہلے صفحہ    | ایک بار | تین بار | چھ بار | سال بھر |
|--------------|---------|---------|--------|---------|
| پورا صفحہ    | ل۹      | ع۲۵     | ع۵۵    | ل۹۰     |
| نصف صفحہ     | ع۵      | ع۱۵     | ع۳۵    | ع۴۵     |
| چوتھائی صفحہ | ع۳      | ل۹      | ع۱۵    | ع۲۵     |

## نرخ نامہ اشتہارات سرورق (مستقل پورے سال کے لئے)

صفحہ ۳ و ۲ ایک سو آٹھ روپیہ سالانہ  
 اجرت ہر حال میں پیشگی آنی چاہئے  
 صفحہ ۴ ایک سو بیس روپیہ سالانہ  
 منیجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور نمبر ۵۵

بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء

سر شہ تعلیم پنجاب کے پرانا اور بہترین خدمت گزار

نمبر ۱۲

رہنما تعلیم لاہور

جلد ۳

علمی، ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی، زرعی اور صنعتی مضامین کا ماہوار مجموعہ  
زیر سرپرستی تاج الشعراء فصیح العصر ناخالے سخن حضرت نوح ناز علی جانشین حضرت واعظ موم

مدیر اعزازی

مسٹر بھیمی چند دیوار تھی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ او۔ جی۔ اے (لندن)

معاونین اعزازی

جناب جوش ملیانی

لالہ آگیارام سچد نوشی جٹل

سردار گور بخش سنگھ جوہر میڈیٹ

طالب کشمیری ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل

ماسٹر جگت سنگھ نیچنگٹ وپرائیٹر سالہ رہنما تعلیم لاہور۔ رام گلی بلا ٹنگ نمبر ۵۵

سالانہ چندہ پانچ روپے (۵) ششماہی تین روپے (۳) فی پرچہ آٹھ آنے (۸)

## فہرست مضامین

| نمبر شمار | مضامین                                   | صاحب مضامین                                   | صفحہ |
|-----------|------------------------------------------|-----------------------------------------------|------|
| ۱         | شیخ و پروانہ                             | حضرت دریا انصاری حیویری گوالیاری              | ۵    |
| ۲         | شاہجہان کی آخری تمنا (نظم)               | جناب اندرجیت صاحب شرما                        | ۱۲   |
| ۳         | رباعیات محمود ( )                        | جناب محمود امراٹیلی صاحب                      | ۱۲   |
| ۴         | تصویر                                    | حضرت دعا ڈباہیوی                              | ۱۳   |
| ۵         | رنگینی خیال (نظم)                        | حضرت حقیقت جوہیوری                            | ۱۴   |
| ۶         | دفتر تحقیق                               | جناب خواجہ فیض محمد صاحب فیض لودیانوی         | ۱۵   |
| ۷         | مناثرات (نظم)                            | جناب سید دل محمد صاحب فصاحت جالندھری          | ۱۷   |
| ۸         | مٹی کا چراغ (نظم)                        | جناب اندرجیت صاحب شرما                        | ۱۸   |
| ۹         | ایک صاحب حکمت باپ کی نصیحت اپنے دلہند کو | جناب سید محمد جواد صاحب ناظم تعلیمات وکن      | ۱۹   |
| ۱۰        | غزل                                      | جناب نسیم نور علی وگلشن نشی فاضل              | ۲۱   |
| ۱۱        | ڈرائیونگ کی اہمیت پر ایک نظر             | جناب چوہدری محمد عالم صاحب ڈرائیونگ ماسٹر علی | ۲۲   |
| ۱۲        | خمتان جنوں (نظم)                         | صاحبزادہ سناغر صاحب جلیلی                     | ۲۳   |
| ۱۳        | دنیا کے تصویر                            | جناب سید عروج زبیدی بدایونی                   | ۲۴   |
| ۱۴        | لال پری عرف مکہ ریڈ کراس                 | جناب سر دارگوز بخش صاحب جوہر میڈلسٹ           | ۲۵   |
| ۱۵        | رباعیات                                  | ایم نور الحسن صاحب نور                        | ۴۱   |
| ۱۶        | گلے یا روپے                              | جناب ڈاکٹر شبلیا ماچرن صاحب ورما              | ۴۲   |
| ۱۷        | زمانہ گذر گیا (نظم)                      | جناب محمد اسماعیل صاحب ناظم رتسرکاسی          | ۴۴   |
| ۱۸        | گندم کی کاشتکاری کا انسداد               | محکمہ اصلاح دیہات پنجاب                       | ۴۵   |
| ۱۹        | خلیل بیتی کا ایک ورق                     | میاں سلطان احمد صاحب وجودی                    | ۴۷   |
| ۲۰        | انکار رنگین (نظم)                        | جناب غلام محمد صاحب رنگین                     | ۵۱   |
| ۲۱        | سفر نامہ بمبئی                           | جناب ایس۔ آئی۔ مومن صاحب اردو سکول ٹیچر       | ۵۲   |
| ۲۲        | کیا ہوں میں (نظم)                        | جناب غلام حسن صاحب کسری سیدی                  | ۵۴   |
| ۲۳        | کالرا (دھیمہ) سے محفوظ رہنے کی تدابیر    | جناب حکیم محمد نفیس صاحب طبیب مرکزی گوالیار   | ۵۵   |
| ۲۴        | موزوری مہربانیاں متعلقہ ورزش             | جناب بدرار مہبت شاہ صاحب ایس وی کھڑ           | ۵۹   |
| ۲۵        | اقوال زریں                               | " " " " " "                                   | ۶۰   |
| ۲۶        | مختصر نوٹ اور کارروائیاں وغیرہ           | سچیدو                                         | ۶۱   |
| ۲۷        | گلدستہ اطفال                             |                                               |      |

# شع و پروانہ

اس عنوان کے ماتحت روشن صاحب کے خیالات اجماع سے کم نہ تھے اور عجوبہ ہی کی حیثیت میں وہ قابلِ اعتناء قرار دئے گئے تھے۔ مضمون زیر بحث کے شروع میں ایک مختصر نوٹ بھی لکھا گیا تھا جس میں مولانا حالی کا یہ قول کہ فلسفہ شاعری کا بدترین دشمن ہے۔ درج کر دیا گیا تھا۔ اسے پڑھ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کر لینے کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی۔ کہ مدیر حصہ نظم بھی موجودہ نظریہ کو خلاف واقعہ اور جدید نظریہ کو قابلِ رواج تسلیم کر لینے میں راقم مضمون سے تفریق الراء ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے مکرم جناب دریا صاحب کو یہ غلط فہمی کیوں ہوئی۔ بہر حال اس غلط فہمی کو رفع کر دینے کے بعد ہم فاضل مضمون نگار کی اس کاوش شکر اور وقتِ نظر کی داویئے ہیں۔ جو انہوں نے اس ادبی بحث میں نمایاں کی ہے۔ نیز جو قیمتی خیالات اس مضمون میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ وہ فی الواقع لائقِ صدا اور مذاقِ صحیح کے ترجمان ہیں۔

(جو خوش مسیانی مدیر حصہ نظم)

۱) عنوان مندرجہ بالا کے تحت میں صفحہ ۷۷ رسالہ رہنمائے تعلیم بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۷ء پر ایک بصیرت افروز مضمون نذرِ اشاعت ہوا ہے۔ اس مضمون میں فاضل مضمون نگار نے ”شع و پروانہ“ کے عام سمات کے خلاف حسب ذیل خیالات کا اظہار فرمایا ہے :-

(الف) پروانہ کسی صورت میں شع کا عاشق نہیں۔

(ب) شع پروانے کی قاتل ہوتو ہو لیکن اُس کا محبوب ہونا سراسر خلافِ قیاس و عقل ہے۔

(ج) پروانے کا عاشق شبنم ہونے کی کوئی ذلیل نظر نہیں آتی، بجز اس کے کہ زمانہ قدیم سے شعراء اُسے تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔

(۲) فاضل مضمون نگار نے اپنے قابلِ قدر خیالات کی تائید و شعر سے ماضی کے نظریہ کی تردید میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں :-

(الف) دن میں شع روشن کی جائے تو پروانہ قریب نہیں آتا۔ اگر واقعی شع کا عاشق ہوتا تو اُس وقت بھی

زیادہ تر محبوب کے لئے حاضر ہوتا۔

(ب) کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملکر مرنے کو پسند نہیں کرتا اس لئے پروانے کا شع پر گر کر مرنے کا قانونِ محبت کے خلاف ہے۔

(ج) شع کے روشن ہوتے ہی پروانہ اس پر ٹوٹ پڑتا ہے حالانکہ کوئی عاشق محبوب پر حملہ آور نہیں ہوتا۔

(۳) فاضل مضمون نگار نے لائقِ مندرجہ بالا پیش کرنے کے بعد شع و پروانے کے تعلق باہمی کی نسبت



اپنے ذاتی نظریہ کی طرف جس کا خلاصہ درج ذیل ہے ناظرین رہنمائے تعلیم کی توجہ مبذول فرماتے ہوئے اُن سے درخواست کی ہے کہ وہ بھی اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالیں :

”پردانہ فی الحقیقت تاریکی کا عاشق ہے اور چونکہ شمع تاریکی وُور کر دیتی ہے۔ اس لئے وہ اس پر حملہ آور ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر شمع پر پروانے کا گرنا از رو محبت نہیں بلکہ بر بنائے عناد ہے۔“

آخر میں فاضل مضمون نگار نے اپنے پیش کردہ نظریہ کے خلاف ایک اعتراض پیدا کیا ہے اور خود ہی اس کا جواب ایک مصرع میں ادا کر دیا ہے۔ اور نتیجہ کلام میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر شمع پروانے کا مسئلہ تعلق غیر واجب (مراد غالباً خلاف واقعہ) ہے تو ہمیں اُسے چھوڑ دینا چاہئے :

(۴) مضمون مندرجہ بالا پر فاضل مدیر حصہ نظم نے ایک نوٹ سپرد قلم کیا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ فاضل مضمون نگار کا پیش کردہ نظریہ جدت کا پہلو لئے ہوئے ہے اور یہ کہ شعرا کو اس جدت آرائی پر خفا نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی تو مسیحا کو قاتل اور قاتل کو مسیحا ثابت کرتے رہتے ہیں اور نامکن کو ممکن بنانے کی کوشش بھی جاری رکھتے ہیں :

۲۔ (۱) جہاں تک مضمون زیر بحث کا تعلق ہے مجھے اپنی اس کمزوری کے اعتراف میں مطلقاً پس و پیش نہیں ہے کہ میں فاضل مضمون نگار اور فاضل مدیر کا اصل مدعا سمجھنے سے قاصر ہوں مضمون زیر بحث سے میں جو کچھ اخذ کر سکا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ فاضلان موصوف کی رائے عالی میں شمع و پروانے کے باہمی تعلقات کی نسبت جو نظریہ اس وقت قائم ہے خلاف واقعہ ہے۔ اور وہ نظریہ جو فاضل مضمون نگار نے بطور ایک غور طلب مسئلہ کے پیش کیا ہے زیادہ قرین قیاس اور مطابق عقل ہے۔ اور یہ کہ اگر فاضلان موصوف کی رائے مذکور صحیح قرار پایا جائے تو موجودہ نظریہ کو تنبیہل کر دینا چاہئے :

(۲) فاضلان موصوف کی رائے عالی کو پیش نظر رکھنے سے ثابت ہے کہ ان کی نگاہ میں یہ درست ہے کہ مسلمات شاعری کا تواریخ منطق یا فلسفہ کے مطابق ہونا لازمی ہے۔ اور جو نظریہ اس کے خلاف پایا جائے، اس کی اصلاح کی جانا ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی رائے ناقص اس کے خلاف بتاتا ہوں یعنی یہ کہ جو نظریہ شعراء کے کلام میں پائے جلتے ہیں ان کا فلسفہ منطق یا تواریخ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ وہ بطور تواریخی، منطقی یا فلسفیانہ مسئلہ کے پیش کئے جلتے ہیں۔ بالفاظ دیگر دنیا کے شاعری کا فلسفہ منطق یا تواریخ عام فلسفہ منطق یا تواریخ کے خلاف ہونے کے باوجود بھی قابل ترمیم نہیں ہیں۔ اور اس لحاظ سے مسئلہ زیر بحث کی موافقت یا مخالفت میں قلم اٹھانا ایک بے نتیجہ فعل ہے :

۳۔ اگر تب یہ کر لیا جائے کہ شاعری میں جس قدر نظریے پیش کئے جاتے ہیں اُن کا عقل یا واقعہ کے مطابق ہونا

لازمی ہے تو بھی فاضل مضمون نگار سے مخفی نہ ہوگا کہ :-

(۱) شمع و پروانہ کے باہمی تعلقات کے مسلمہ نظریہ کے خلاف مضمون ہذا کے پیرامبر ایک سختی قلم (۲) میں جس قدر دلائل پیش کئے گئے ہیں ان کے خلاف کافی سے زیادہ عرض کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً :-

(الف) دن میں شمع کا روشن ہونا روشن ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے دن کے وقت پروانے کے لئے اُس میں کوئی کشش پیدا نہیں ہوتی :-

(ب) پروانے کا شمع پر گر کر جل کر مرنا خلاف قانون محبت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک عاشق اپنے محبوب سے ہم آغوش ہونے کی کوشش میں انجام پر نظر نہیں رکھتا خواہ جان ہی کے جانے کا خطرہ کیوں نہ ہو :-

(ج) شمع پر پروانے کا ٹوٹ پڑنا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ وہ شمع پر حملہ آور ہوتا ہے بلکہ وہ اس پر قربان ہو جانے اور اس سے داصل ہونے کی کوشش میں ہے اختیار اس کی طرف بڑھ جاتا ہے :-

(۲) اسی طرح جدیدہ نظریہ کی موافقت میں جو دلائل فاضل مضمون نگار کی جانب سے پیش کئے گئے ہیں ان کی مخالفت میں کافی سے زیادہ عرض کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

(الف) اگر پروانہ تاریکی کا عاشق ہے تو اُسے آغوش محبوب چھوڑ کر شمع کی روشنی میں بلاوجہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو انتظام وہ سورج کی ہمہ گیر روشنی سے محفوظ رہنے کے لئے کرتا ہے۔ وہی شمع کی محدود اور کمزور روشنی سے محفوظ رہنے کے لئے بھی کر سکتا ہے :-

(ب) بہت سے حیوانات مثل بوم اور چمچکا ڈر کے ایسے ہیں جو سلسلہ طور پر تاریکی کے دلدادہ میں لپکے روشن چیز پر حملہ آور نہیں ہوتے :-

(ج) میری محدود معلومات میں جس قدر حیوانات کسی شے سے الفت رکھتے ہیں اُسی کے ارد گرد نظر آتے ہیں۔ مثلاً بھونرا کنول کا عاشق ہے، ہمیشہ کنول کا طواف کرتے نظر آتا ہے۔ یوں تو اُس کی نسبت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ کنول کا دشمن ہے اور وہ کنول پر قربان ہو نیکیلے نہیں بلکہ اُسے اپنے زہر آلود وٹک مارنے کی غرض سے اُس کے گرد پھرتا اور جذبہ عناد و دشمنی میں اُسے وٹک مار مار کر مروج کرنا رہتا ہے۔ لیکن ایسا کتنا کسی طرح درست نہ ہوگا :-

(د) حیوانات بالعموم جن اشیاء سے نفور ہوتے ہیں حتیٰ الامکان ان کی قربت سے گریز کرتے ہیں مثلاً پتھر و صوفیں، شیر آگ، اور اونٹ پانی کے قریب جانا پسند نہیں کرتا :-

تشبیہات مندرجہ بالا کے پیش کرنے سے میری یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ تمام حیوانات لازمی طور سے اپنے محبوب کے گرد ہی پھرتے رہتے ہیں یا کوئی حیوان ایسا نہیں ہے جو ایسی چیز کے نیست و نابود کر دینے میں

کوشاں نہ ہو جس سے اُسے نفرت ہے یا جو اُسے کسی قسم کا نقصان پہنچاتا ہے۔ بلکہ مدعا صرف اس قدر ہے کہ مضمون زیر بحث میں جن امور پر حصر کیا گیا ہے وہ محبت یا نفرت کا لازمی نتیجہ نہیں ہیں۔

(۳) میری رائے ناقص میں شمع و پروانہ کی نسبت جو نظریہ عمد قدیم سے قائم ہے جدید نظریہ کے مقابلہ میں زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ شمع میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک احسین چیز میں ہونا چاہئیں مثلاً اس کا صبیح، کافوری یا رنگین مجسمہ۔ اُس کی لطیت۔ توراتی، ضیا بخش شعاعیں اور توری نقاب ایسے اسباب ہیں کہ ایک انتہائی نرّتی یافتہ حیوان یعنی انسان بھی اپنے لئے جذب و کشش محسوس کرتا ہے تو پھر ایک پروانہ جو دارون کے نظریہ کے مطابق بالکل ابتدائی درجہ ارتقا کا حیوان ہے اگر اس کے (شمع کے) دامِ حسن میں گرفتار پایا جائے تو انہی زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ خواہ مخواہ بھی اُس کے خلاف تاویلاستے کام لینے کی ضرورت پیش آجائے۔ شمنی اور منافرت کا جذبہ ایک حسین چیز کے عفاً ثابت کرنے میں کوشاں ہو ناخوش ذوقی کی دلیل نہیں ہے۔

۴۔ (۱) باوجود دلائل مندرجہ بالا میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ جدید نظریہ قابل تسلیم ہے اور آئندہ تمام ادبا کو اسکی پابندی لازم ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری زبان میں صرف ایک ہی نظریہ تو نہیں ہے جسکی اصلاح کرنی جائے۔ بلکہ ایسی بے شمار تمبیحات و تشبیہات اور استعارات ہماری زبان میں موجود ہیں جنکی پوری پوری تعلیق کسی مستند نواز سخن، فلسفہ یا منطق سے نہیں ہوتی جن میں سے چند درج ذیل کی جاتی ہیں۔ مثلاً۔

(الف) قیس عامری۔ لیلے۔ مگدیلے۔ محل۔ ساربان اور دشت نجد وغیرہ۔ یا

(ب) شبیوں فرہاد و خسرو۔ دلاہ۔ جوئے شیر، تیشہ اور کوہ بے ستون وغیرہ۔ یا

(ج) موسے۔ فرعون۔ دریائے نیل۔ کوہ طور۔ شمع طور۔ برق تجلے۔ صدائے لن ترانی۔ التجائے رنی

وغیرہ۔ یا

(د) قارون۔ اُس کا بخل۔ اور اس کا نژاد وغیرہ۔ یا

(ه) سکندر۔ آئینہ سکندر۔ سد سکندری۔ اور آبجیات وغیرہ۔ یا

(و) خضر۔ عمر خضر۔ رہنمائے خضر۔ اور وہ واقعات جو خضر و سکر۔ راور آبجیات کے متعلق مشہور ہیں۔ یا

(ز) وہ واقعات جو نل دین یا ہیر رانجھا کے متعلق مشہور ہیں۔ یا۔

(ح) وہ تعلقات جو ببل محل۔ گلستان۔ آسٹیاں۔ نشین۔ برقی۔ باغبان۔ گلچین۔ صبا و اور نفس وغیرہ

کے درمیان بیان کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح طوفانِ لوح۔ تختِ سلیمانی۔ رستم و سہراب وغیرہ سینکڑوں تلمیحی واقعات اور ہزاروں تشبیہات و استعارات جو ہماری زبان میں زمانہ قدیم سے رائج ہیں یکساں فاضل مضمون نگاران کی صحت و عدم صحت کی

نسبت بھی کچھ اظہار خیال فرمائیں گے اور ان کی اصلاح پیش کر کے ادبی دنیا کو ممنون احسان بیکران فرمائیں گے۔ اس بحث پر جو مضامین شائع ہونگے وہ یقیناً نہایت مفید اور حد درجہ بصیرت افروز ہونگے۔

(۲) ہمارے فاضل مضمون نگار نے جو بحث ادبی دنیا کے سامنے رکھا ہے وہ ایک قیاسی مسئلہ ہے جس کے متعلق ہر شخص کچھ نہ کچھ خیال آرائی کر سکتا ہے اور اسلئے اسکی صحت و عدم صحت پر بالاتفاق مستحکم ہو جانا غیر ممکن ہے۔ میں نے جن امور کی طرف اس پرے کی قلم ماسبتی میں اشارہ کیا ہے۔ ان میں سے بہت ایسے بھی ہیں جس کی جانچ مادی طور پر بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً:-

(الف) ہمارے ادباء اس امر پر متفق ہیں کہ گم کردہ راہ غریب الوطن کو راستہ بتانے اور دستگیری کرنے والی ایک ایسی ہستی موجود ہے جس کا نام خضر ہے۔ اس نظریہ کی اصلیت اور واقفیت دریافت کرنے کیلئے تمام دنیا کی مردم شماری کے رجسٹرات کا مطالعہ کر کے تصدیق کی جاسکتی ہے کہ آیا کوئی شخص خضر نامی کسی مقام پر موجود ہے جس کا پیشہ مسافروں کی رہنمائی ہے۔ یا

(ب) ہمارے شعرا کا خیال ہے کہ ایک جانور ایسا بھی ہے جس کا سایا ایک مفلک کو فوراً ہی تخت سلطنت پر بٹھا دیتا ہے۔ اور جو صرف ہڈیوں پر گزراوقات کرتا ہے۔ اس کی تصدیق زندہ عجائب خانوں سے ہو سکتی ہے یا علم حیوانات کی کتابوں سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ وہ سال میں کس قدر انڈے دیتا ہے۔ اشیاء کس زمانہ میں تیار کرتا ہے اور اسکی معمولی جسامت یا وزن کتنا ہوتا ہے۔ خاص کر کس ملک میں پایا جاتا ہے اسکے علاوہ تمام بادشاہوں کے شجرے بھی دیکھے جاسکتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک کس قدر اشخاص اسکے سایہ کی بدولت تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ یا

(ج) ہمارے شعرا ایک نہیں سائے آسمانوں کے فائل ہیں جو ہمیشہ گردش میں رہتے ہیں اور ان پر جو رستم کے پہاڑ کے پہاڑ ڈھاتے رہتے ہیں اسکی تصدیق طیاروں اور بڑی بڑی ہمدگ ہوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ غرض کہ اس قسم کی صد باتیں ایسی ہیں جنکی تصدیق کے صحیح اور قابل اعتبار ذرائع ہمارے پاس موجود ہیں اگر ان میں سے کسی کا وجود نہ پایا جائے یا جو اب مفقود ہیں اُسے لڑ پچھ سے خارج کر دینا چاہئے۔

۵۔ کیا میں اپنے فاضل مضمون نگار سے عرض کر سکتا ہوں کہ شمع و پروانہ کے باہمی تعلقات کی نسبت قدیم نظریہ کے خلاف بھی ایسی ہی تاویلیں عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔ اگر ان تاویلات کا دروازہ کھول دیا گیا تو ایک ہی نظریہ کے متعلق بے شمار جداگانہ نظریے پیش ہونے لگیں گے جس سے تشبیہ، استعارے اور تعلیمات کی یک لگی ہم آہنگی اور عمویت تباہ ہو جائے گی اور ہم ان فوائد اور سہولتوں سے محروم ہو جائیں گے جو موجودہ مسلم نظریوں سے ہمیں حاصل ہیں۔ ہمارے فاضل مضمون نگار کا زیر بحث نظریہ ایک قیاسی نظریہ ہے۔ ہماری زبان

اظہارات سے کام لیں گے۔ دیگر نظریوں کے خلاف

میں بہت سے ایسے نظریے بھی داخل ہیں جنکی نزدیک مشاہدات سے کیجا سکتی ہے۔ اور جنکو لٹریچر سے ایک بحث خارج ہی کر دینا پڑیگا جس سے لٹریچر کی خوبی و وسعت زائل ہو جائے گی۔

۴۔ نفس مضمون کے متعلق اب مجھے کچھ عرض کرنا آتی نہیں ہے لیکن مضمون بذاتِ خود ختم کرنے سے پیشتر مجھے

دو امور پر اظہارِ خیال کرنا ضروری ہے۔ گوان کا تعلق اصل مضمون سے نہیں ہے لیکن مضمون زیر بحث میں ضمنی طور پر وہ داخل ہونگے۔ لہذا ان کے متعلق جب تک اظہارِ خیال نہ کر دیا جائے میرا مضمون مکمل نہیں ہو سکتا

(۱) فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں شمع و پروانہ کے تعلق پر اظہارِ خیال کرنے کی دعوت

دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:-

"وہ الفاظ جو شعرا و متقدمین کے عہد میں محاورات اور زبان کی جان سمجھے جاتے تھے وہ آج کل

متروک الفاظ کی فہرست میں شامل ہیں۔"

الفاظ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ ہمارے فاضل مضمون نگار کی رائے میں عہدِ قدیم کے وہ تمام الفاظ

جو محاورات اور زبان کی جان سمجھے جاتے تھے اب یک قلم متروک ہو چکے ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ تحریر کرنا

پڑتا ہے کہ میں اپنی ناقص رائے کو اس سے متفق نہیں پاتا۔ بالخصوص اس مفہوم میں کہ تمام قدیم الفاظ اور

وہ بھی ایسے الفاظ جو محاورات اور زبان کی جان تھے اب متروک الفاظ کی فہرست میں شامل ہیں و اقلیت کا

ثائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ اس کے لئے کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسے صحیح

تسلیم کر لینے سے یہ نتیجہ لازمی طور سے اخذ ہوتا ہے کہ ہماری موجودہ زبان ان الفاظ سے محروم ہو

چکی ہے جو محاورات اور زبان کی جان کہے جاسکتے ہیں یا کم از کم اس وقت جس قدر ایسے الفاظ موجود

ہیں۔ جو محاورات اور زبان کی جان سمجھے جاسکتے ہیں سب کے سب عہدِ حاضرہ کی پیداوار ہیں۔

جن میں ایک لفظ بھی عہدِ ماضی کا شامل نہیں ہے۔ الفاظ کے متروک یا شامل زبان ہونے کا مسئلہ

بجائے خود ایک مستقل بحث ہے جس کی گنجائش اس مختصر مضمون میں نہیں ہے۔ اور نہ نظریہ زیر

بحث سے اس کا خاص تعلق ہے۔ اس مقام پر صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ صرف اہل زبان ہی

کسی لفظ کو متروک یا شامل کر سکتے ہیں۔ ہر شخص مجاز نہیں ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی یا ترمیم کر سکے۔

اور یہ کہ ضروری نہیں ہے کہ ہر قدیم لفظ یا محاورہ اور محض قدیم ہونے کی وجہ سے متروک سمجھا جائے

(۲) اسی طرح ہمارے فاضل مدیر حصہ نظم نے اپنے نوٹ میں کچھ الفاظ ضمنی طور پر درج فرما دیئے

ہیں:-

"وہ لوقاتل کو سبجا اور سبجا کو قاتل ثابت کرتے رہتے ہیں اور ہر نامکمل کو ممکن بنانے کی کوشش

بھی جاری رہتی ہے۔

جہاں تک میری محدود واقفیت میری امداد کرتی ہے میری نظر سے کوئی اچھا شعر ایسا نہیں گذرا جس میں اس قسم کی کوشش کی گئی ہو۔ بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ قتالی اور سیحانی معشوق کے دو جداگانہ اوصاف ہیں۔ جب معشوق کی قتالی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے تو اُسے قاتل کہتے ہیں۔ اور جب اُس کی سیحانی کی صفت بیان کرنا ہوتی ہے تو اُسے سیحانہ ظاہر کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کے متعلق یہ اعتراض وارو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا دو متضاد اوصاف سے متصف ہونا خلاف عقل ہے۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا جاسکتا ہے :-

(الف) یہ سلما شاعری میں داخل ہے۔ اس کا قریں غفل ہونا لازمی نہیں ہے۔ کیونکہ شاعری میں حسیات اور جذبات کا بیان ہوتا ہے جس کا تعلق دل سے ہے و مارغ سے نہیں ہے عقل کہتی ہے کہ قبرستان یا مرگھٹ ایسے مقام نہیں ہیں جن سے خود کیا جائے۔ لیکن جب رات کی بھیا نکٹا ریکی میں کسی ایسے مقام سے گذر ہوتا ہے تو دل ایک دہشت مرس کرتا ہے۔ کیا دل کی یہ کیفیت عقل سے ثابت کی جاسکتی ہے؟

(ب) ایک ہی شخص میں دو متضاد اوصاف کا ہونا خلاف عقل نہیں ہے۔ کیا غصہ اور رحم ایک شخص میں نہیں پایا جاتا؟

(ج) شاعری میں یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ تمام الفاظ اپنے لغوی معنی میں ہمیشہ مستعمل نہیں ہوتے۔ بعض اوقات محبوب کو قاتل، شتمگر، ظالم وغیرہ پیار میں بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہی حال ناممکن کو ممکن ثابت کرنے کی کوشش کا ہے۔ ہم کسی امر کے ممکن یا ناممکن ہونے کا فیصلہ عقل و فلسفہ اور دلائل منطقی سے کرتے ہیں۔ لیکن شاعر صرف جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا قول عقلی اور منطقی تئو سے آزاد ہے۔ اس لئے اس کے کسی قول کو دلائل عقلی سے ممکن یا ناممکن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مجھے اُمید ہے کہ فاضل مضمون نگار اپنے مضمون پر مکرر غور کر کے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیے۔

(دوڑیا۔ انصاری۔ جیوری دگوا لیا)

مرسلہ:- رضا قریشی



# شاہجہان کی آخری تمنا

(پنڈت اندرجیت صاحب شرداما چھترہ ضلع میرٹھ)

قییدِ پسر میں ہو گئے عجباتِ سال اُسے حکمِ خدا سے آگیا فساںِ نجات کا  
بیمار اس قدر ہوا یعنی وہ بد نصیب لبریز جام ہو گیا اُس کی حیات کا

یہ باپ کے حضور میں بیٹے نے عرض کی کہ تجھے جنابِ تمت ہو کچھ اگر  
کئے لئے برائے خدا لے چلو وہاں آئے جہاں سے تاج کا منظر مجھے نظر

تعمیلِ حکم کی گئی سنتے ہی پریشان ہو گئے حضور کو اُوں سچے مقام پر  
دیکھا جو تلخ اتنی بڑھی شدتِ ملال بس چھوڑ کر حسد کو اڑی روحِ بام پر

## رباعی محبت ہو

توکل علی اللہ

کب فیفہ من رنگِ بوکا ہوں میں  
اک بھٹکا ہوا مقام ہوکا ہوں میں  
عالم سے غرض نہ اہل عالم سے غرض  
اندازِ کرم کا بھوکا ہوں میں

نوعِ عین

نوعِ عینِ خست بار کرنی ہے فقط  
عادتِ ہی پاپ بار کرنی ہے فقط  
قلعےِ نوبت چکے ہوئی ہی سی  
نیا دہی استوار کرنی ہے فقط

محمد اسرار علی

# تصور

(حضرت دُعا دُباؤی)

ذیل کی نظم ہمارے خاص عنایت فرما حضرت دُعا دُباؤی کے تیجہ انکار سے ہے۔ ہمارے خیال میں اس عنوان پر یہ پہلی نظم ہے۔ جو اردو زبان کے قابلِ حفاظت سرفرائے میں شامل کی گئی ہے۔ قابلِ محنت نے اس نئے عنوان پر جس کا انتخاب کئے خود قابلِ واد ہے۔ کامیاب نظم کہنے میں اولیت و فعالیت کا ثبوت دینا کیا ہے۔ ہر ایک بند اس قدر مرصع ہے کہ اسے خوش گوئی کا جاننا اور اور سن بیان کی جان کتنا چاہئے۔ جزاک اللہ۔ (خوش مسیانی مدیرِ حُفہ نظم)

اے تصور اے نشاطِ روح جانِ زندگی استنداؤں کی دنیا اے جہانِ زندگی  
ذکرِ تیرا زینتِ ہر داستانِ زندگی چل رہا ہے تیرے دم سے کاروانِ زندگی

ذات سے تیری مکانِ آرزو آباد ہے

تیرے صدقے میں جہانِ آرزو آباد ہے

باعثِ تسکینِ خاطر موجبِ آرامِ جاں حسرتوں کے ساتھ قائمِ عشق و الفتِ کاشاں  
مور و لطفِ کرم و دنیا میں ہر پیر و جواں اہلِ درد و غم زمیں کو جلتے ہیں آسماں  
خلق میں عیشِ خوشی کا لطفِ نیے مہم ہے

و حقیقتِ زندگی کا لطفِ تیرے دم سے ہے

باعثِ تسکین ہے اربابِ بصیرت کے لئے ہے نویدِ جانِ فزا با یوسِ الفت کے لئے  
ایک نعمت ہے ترا دم ساری خلقت کے لئے وقتِ تیری زندگی دنیا کی خدمت کے لئے

کام جب کوئی نہیں آتا ہے کام آتا ہے تو  
جس جگہ انسان چاہے اُسکو لیجا تا ہے تو

مرحبا صدمِ حیاتِ تیرا دربار ہے نہ نارسانی کی شکایت سرسبز بے کار ہے  
سامنے آنکھوں کے سیرِ جلوہ گاہِ بار ہے چارہ سازِ غم مسیحا ہے دلِ بیمار ہے

دیدِ جاناں کے مزے حاصل ہیں گھڑیئے ہوئے

بزم میں محبوب کی شامل ہیں گھڑیئے ہوئے

بے کس و محتاج کے مُنہ سے نکلتی ہے دُعا اُن کو دنیا میں امیروں کے برابر کر دیا  
زرنیں لیکن نکل جاتا ہے دل کا حوصلا بیٹھے اُٹھتے اُڑتے ہیں مزا صبح و مَسا



تیرے دم سے ہر جگہ کی سیر ہے تقدیر میں  
 ہیں کبھی شملہ میں بیٹھے ہیں کبھی کشمیر میں  
 الغرض ہر شخص ہے گرویدہ احساں ترا ہو سکے کوئی مخالف کس کی ہمت ہے بھلا  
 فیض خاص آٹھوں پہ لطف کرامت جا بجا خاص کر اہل محبت دل سے کرتے ہیں دُعا  
 تو سلامت ہے تو اندیشہ نہیں دیدار کا  
 لاکھ پردوں میں چھپا کب جلوہ حسن یار کا  
 کیوں دعاے کردعا تجھ پر بھیجے سے ذرا رکھ لیا تو نے زمانے میں بھرم عشاق کا  
 خوب رو ملتے کسی سے یہ کبھی ممکن نہ تھا آگیا تیرے سبب سے دل لگانے کا مزا  
 تیرے ہوتے ہجر جاناں کا کسے احساس ہے  
 جب ذرا گردن جھکائی وہ نظر کے پاس ہے

## شکینی خیال

(ارشادات حضرت حفیظ جنہوری تلمیذ خاص فدائے سخن حضرت امیر مینائی رح)

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھسی ہوتی ہے  
 نہیں مرتے ہیں تو ایذا نہیں جھیلی جاتی  
 دن کو اک نور برسنا ہے مری تربت پر  
 رُت بدلتے ہی بدل جاتی ہے نیت میری  
 غیر کے بس میں تمہیں سُنکے یہ کہہ اٹھتا ہوں  
 نہ بڑھے بات اگر کھل کے کریں وہ باتیں  
 لٹ گیا وہ مزے کوچے میں دھڑھلے قدم  
 ہجر میں زہر ہے ساغر کا لگانا منہ سے  
 میکشوں کو نہ کبھی فکر کم و بیش ہوئی  
 ہو کہ اٹھتی ہے اگر ضبطِ فغاں کرتا ہوں  
 عکس کی اُن پہ نظر آئینے پر ان کی نگاہ  
 دو کماں داروں میں ناوک فگنی ہوتی ہے

بی لود و گھونٹ کہ ساتی کی رہے بات حقیقت  
 صاف انکا رہیں خاطر شکینی ہوتی ہے

# فستحق

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از خواجہ فیض محمد صاحب فیض لودی انوسی منشی فاضل)

**جمع الجمع عربی الفاظ** ذیل میں وہ عربی الفاظ درج کئے جاتے ہیں جو جمع الجمع ہیں۔ اور اردو میں بڑی جمع الجمع عربی الفاظ کی کثرت کے ساتھ مستعمل ہیں :-

۱۔ اخراجات۔ جمع ہے اخراج کی۔ جو خود جمع ہے خرچ کی جس کے معنی ہیں نکلنا اور خارج ہونا۔ واضح رہے کہ فارسی لفظ خرچ اسی خرچ سے مقرر کیا گیا ہے۔ اور خود خرچ کی ترکیب تو بہت ہی مشہور ہے۔

۲۔ ادویات۔ جمع ہے ادویہ کی۔ جو خود جمع ہے دوا کی جس کے معنی ہیں دارو۔ اس لفظ کے ضمن میں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لفظ ”دوائی“ دوا کا مزید علیہ ہے بعض کہتے ہیں کہ دوائی ہندی لفظ ہے بھل ”دوائی خانہ“ کی ترکیب غلط ہے۔ اس کی جگہ ”دوائی گھر“ لکھنا چاہئے۔ یا ”دوا خانہ“ واضح رہے کہ متاخرین میں سے چند حضرات نے ”دوائی“ کا لفظ اپنے فارسی کلام میں استعمال بھی کیا ہے۔ مگر اس سے یہ جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

”لغات کشوری“ مطبوعہ ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۱۹۷ پر یہ شعر مرقوم ہے :-

بادہ در شرم کہنے چوں گرد ”دوائی“ مے شود

پیرش۔ چوں دُختہ رز مومبائی مے شود

۳۔ سادات۔ جمع ہے سادت کی۔ جو خود جمع ہے ساد کی جس کے معنی ہیں سیادت کرنے والا۔

یعنی سید ہیں سادات جمع الجمع ہے ساد کی۔ جو لوگ اس لفظ کو سید کی جمع کہتے ہیں۔ راستی پر نہیں ہیں۔

۴۔ فیوضات۔ یہ جمع ہے فیوض کی۔ جو خود جمع ہے فیض ہے جس کے معنی ہیں۔ فائدہ۔ سخاوت

اور دریادلی وغیرہ۔

۵۔ مسامات۔ یہ جمع ہے مسام کی۔ جو خود جمع ہے مسام کی یعنی وہ باریک سوراخ جو انسان کی تمام جلد

میں ہوتے ہیں۔ اور جن کی راہ سے پسینہ خارج ہوتا ہے۔ اس لفظ کا مفرد بالکل غیر مانوس اور قلیل الاستعمال ہے۔

واضح ہو کہ اردو اور فارسی میں میم کی تشدید حذف ہو گئی ہے۔ اور صرف مسامات ”باقی رہ گیا ہے مسامات

میم اول کی پیش کے ساتھ) بولنا قطعاً غلط ہے۔

۶۔ اُسامی۔ یہ جمع ہے اسماء کی جو خود جمع ہے اسم یعنی نام کی۔ لیکن اُردو میں اگر اس لفظ کے معنی بالکل تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور اسے نوکری اور عہدہ کے معنوں میں نہایت کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً ”اُس نتر میں ایک اُسامی خالی ہونے والی ہے“

واضح ہو کہ اُسامی کو الف ممدودہ کے ساتھ اُسامی بھی کہہ دیتے ہیں۔ جو اُردو میں درست ہے :

۷۔ رُسوماست۔ جمع ہے رُسوم کی۔ جو خود جمع ہے رسم کی جس کے معنی ہیں رواج اور ریت وغیرہ :

۸۔ اصحاب۔ یہ جمع ہے صاحب کی۔ جو خود جمع ہے صاحب کی بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے اصحاب

کو صاحب کی جمع کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ صاحب کی جمع الجمع ہے۔ صاحب عزنی میں اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں محبت رکھنے والا۔ مگر اُردو میں تعظیماً کسی معزز انسان کے نام کے بعد لکھا جاتا ہے مثلاً ”سر دراجت سنگھ صاحب برکے علم و آزار ہیں“

اس لفظ کے ضمن میں اپنی طرف سے میں ایک اور بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس سے اتفاق کریں۔ بہر کیف سننے میں ہرج نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُن لوگوں کے نام کے بعد ”صاحب“ کا اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ جو اس دنیا کی صحبت کو چھوڑ کر عقیقہ کا سفر جست یار کر جائیں۔ ایک اور مضمون نگار نے بھی رسالہ ”ہمایوں“ لاہور میں اس امر کا اظہار کیا تھا۔ کہنے آپ کی کیا رائے ہے ؟

ذیل میں چند ایک ایسی غلط فہمیوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے جن میں اکثر لوگ

**چند غلط فہمیوں کا ازالہ** عدم واقفیت کی وجہ سے مبتلا رہتے ہیں :-

۱۔ اساتذہ۔ بعض ناواقف حضرات سوچے سمجھے بغیر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ استاد کی جمع ہے۔ حالانکہ اُستاد فارسی لفظ ہے۔ اور اُس کی جمع فارسی طریق پر اُستادان آتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اساتذہ جمع ہے لفظ ”اُستاد“ کی جو معرب ہے اُستاد کا۔ واضح ہو کہ لفظ اُستاد مرکب ہے اُستاد اور اُد سے۔ اُستاد نام ہے ایک کتاب کا جو آتش پرستوں کے پیشوا زرتشت کی دینی کتاب زرتند کی شرح ہے۔ اور اُد کلمہ نسبت ہے پس اُستاد کے معنی ہیں کتاب اُستاد کا جاننے والا۔ بعد میں ہر ماہر علم کو اُستاد کہنے لگ گئے :

۲۔ ارجنہ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ جن کی جمع ہے جو ایک قسم کی مخلوق ہے۔ اور آگ سے پیدا کی گئی ہے حالانکہ ارجنہ جمع ہے جنین کی جس کے معنی ہیں وہ بچہ جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہو۔ البتہ جن کی جمع جمنہ بغیر الف کے آتی ہے :

۳۔ قضاات۔ جمع ہے قاضی کی یعنی علم قضا کا جاننے والا۔ بعض لوگ قضاات کی ضد پر تشدید دیتے ہوئے قاضی القضاات کہا کرتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔ صحیح تلفظ قاضی القضاات بغیر تشدید کے ہے۔ ترکیب

اردو میں بکثرت مستعمل ہے حالانکہ عربی ہے :

- ۴۔ زکات ۔ جمع ہے کماتہ کی جس کے معنی ہیں باریکی اور راز کی بات وغیرہ لیکن بعض لوگ اس کا تلفظ نکات (نُون کی پیش کے ساتھ) ادا کرتے ہیں جو غلط ہے۔ زکات (نُون کی زیر کے ساتھ) کہنا چاہئے :
- ۵۔ مبلغ ۔ اس کے لغوی معنی ہیں پہنچایا گیا۔ یہ لفظ عربی ہے۔ لیکن اصطلاحاً یہ لفظ زرقند کی تعداد ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ راس خجڑوں اور گھوڑوں کے لئے۔ زنجیر ہاتھبندوں کے لئے۔ سلاکت ہاروں کے لئے۔ اور ضرب لٹھیوں اور توپوں وغیرہ کے لئے :
- لیکن بعض لوگ روپوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر مبلغ کی جمع مبلغات بنا لیتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ روپوں کی تعداد خواہ پانچ ہو اور خواہ پانچ ہزار یا ہزار روپوں میں مبلغ ہی کا لفظ آئے گا۔ مثلاً مبلغ ایک روپیہ۔ مبلغ دس ہزار روپے۔ مبلغ کی جگہ مبلغ (میم کی زیر کے ساتھ) بھی زرقند کی صفت میں واقع ہوتا ہے۔
- علیٰ ہذا القیاس موازی کی جمع موازیات بنانا اور اُسے آنوں کی تعداد سے پہلے لکھنا بھی غلط ہے۔ آنوں کی تعداد ظاہر کرنے کے لئے خواہ وہ کسی قدر ہی کیوں نہ ہوں صرف موازی لکھنا چاہئے :

(باقی پھر)

## تاثرات

(از جناب شیخ دل محمد صاحب فضا جالندھری نئی مثال)

زری نگاہوں کے پرشے کہ کھربینا آفریں کی مویں مری نظریں وہی ہے ساقی جو غرق کھنجر کر کے  
اگر ہو طے مرحلہ فنا کا وہی حقیقت میں زندگی ہے رہ محبت میں غاک ہو کر خیال مستی کو خوا کر کے  
نگاہ اٹھتی ہے حریف بھی جلوہ گر ہیں دیکھتا ہوں کمال شوق نظر ہی ہے کہ حسن کو بے نقاب کر کے  
سمجھتا ہوں زری نگہ کو جیا کے پردے میں بھی قیامت اگر اٹھ جائے بے رخی سے تو اور برپا کر کے

ہر اک قلم پر جہاں ہو لغزش سنبھال کے کیف روح پرور  
کچھ اس داسے فضا کو ساقی پھر آج مست نثر کر کے

# مٹی کا پیرا

(از پُرت اندر حیت صاحب شرم - ماچھرہ ضلع میرٹھ)

خانہ بیاس میں یہ کیا ترا منظر چھایا  
نظر آنے لگا باطل پہ بھی حق کا سایا  
طائر مرنے پر واز کا رستہ پایا  
چٹکیاں لینے لگا دل میں فسانہ تیرا  
آج خامہ کی زباں پر ہے ترانہ تیرا

جام مٹی کا مگر نور کا مصدق تو ہے  
چاند سورج سے شب تار میں ٹھہر کر تو ہے  
قلب کا راہنما آنکھ کا رہبر تو ہے  
روشنی اوروں کو خود جل کے دیا کرتا ہے  
جو کسی سے نہ ہو وہ کام کیا کرتا ہے

جس جگہ چاند کا ہونا ہے نہ سورج کا گذر  
رات دن رہتا ہے جن گوشوں میں ظلمت کا اثر  
روشنی رہتی ہے موقوف وہاں کی تجھ پر

باد نہر میں سرشار ہے تیری ہستی  
ہے جہاں خواب میں بیدار ہے تیری ہستی

دور ہے نام نکر کا تیری ہستی سے  
شان معراج چمکتی ہے ہر اک ہستی سے  
باخبر کرتا ہے انسان کو تو ہستی سے

یہ پتنگے ہی فدا کیا ہیں ضیا پر تیری  
ہستیاں سینکڑوں قرباں ہیں وفا پر تیری

# ایک صاحب حکمت باپ کی نصیحت اپنے دلہند کو

(جناب سید محمد جواد صاحب ہتم تعلیمات دکن)

حضرت لقمان حکمت و دانائی کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ یہ نبی نہ تھے۔ بلکہ ایسے بنے تھے جو مصنوعات الہی میں بہت کچھ غور فکر کیا کرتے تھے۔ اور جن کا یقین اپنے خالق کے بارہ میں بہت ہی اچھا تھا۔ چونکہ وہ خدا کو دوست رکھتے تھے۔ پروردگار عالم نے ان کو پسند کیا اور حکمت عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔

قرآن شریف میں حضرت لقمان کے متعلق اس طرح لکھا ہوا ہے۔ ”خداوند عالم فرماتا ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ تم خدا کا شکر یہ کیا کرو اور جو بھی شکر کریگا تو وہ اپنی ذات کے نفع کے لئے شکر کریگا۔ اور جو کفران نعمت کریگا تو اللہ بے پروا اور لائق حمد و ثنا رہے۔ اور (اس وقت کو یاد کروں) جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے جس حال میں کہ وہ نصیحت کر رہے تھے۔ یہ فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ بے شک شرک بڑا ظلم اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارہ میں اس سبب سے کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو حمل میں رکھا اور دو برس بعد (ولادت) اس کا دودھ چھٹایا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گزار رہ اور اپنے والدین کا بھی۔ (آخری) بازگشت میرے ہی طرف ہوگی اور اگر وہ دنیا تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا کسی ایسی چیز کو شریک مان جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کی اطاعت مت کر اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ۔ اور راستہ پر اس شخص کے چل جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کی بازگشت میرے ہی طرف ہوگی پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اس سے تم کو آگاہ کر دوں گا۔ اے میرے پیارے بیٹے! نماز پڑھ اور نیکی کا حکم دے اور بدی سے باز رکھ۔ اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اس پر صبر کر یقیناً پختہ ارادوں کے کاموں میں سے یہ بھی ہے اور لوگوں کے دکھانے کے لئے گال نہ پھیلا۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک پروردگار کسی چھپوے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھما کر کہ سب سے زیادہ ناگوار آواز گدھوں کی ہے۔“

حضرت لقمان کے نصائح ہر صاحب عقل انسان کے لئے نہایت ہی کارآمد ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ ان نصائح کو غور سے پڑھ کر ان پر عمل رہیں۔ ہر عاقل مرد و عورت ان پر عمل کرے تو اُس کی دنیا اور عقبیٰ ہر دو اچھے ہو جائیں گے۔ دنیا میں اس کی عزت ہوگی اور لوگ اس سے خوش رہیں گے۔ فی زمانہ قرآن شریف طاق ہی میں رکھا رہنا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہر روز قرآن شریف پڑھا جاتا تھا۔ اب تو یہ حالت ہے کہ طاق پر رکھا رکھا گرد آلود ہو جاتا ہے۔ کیا تم لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اس کے مطالب سے واقف ہو کر عمل کرتے ہو۔ ترو خشک اس کتاب میں موجود ہے اور طالب علم کے لئے عجیب عجیب حقائق اس میں موجود ہیں۔ کاش دنیا اس کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتی ۛ

متذکرہ بالا نصائح کو غور سے پڑھا جائے تو انسان کی اور خصوصاً آج کل کے نوجوانوں کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ میں نوجوانوں سے یہ عرض کروں گا کہ ان نصائح کو غور سے پڑھ کر ان پر عمل کریں۔ تاکہ ان کی دنیا اچھی ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ دین بھی درست ہو۔ والسلام فقط ۛ

## ریڈ کر اس نمبر کے متعلق

جناب سٹک اسپیکر صاحب اس ضلع جہلم اپنے ضلع کے جلد مدرس کے نام ذیل کا سرکلر لیٹر بھیجا کہ غرض خرید جائے بنام جہ صدر مدرسین حضرات مدارس ضلع جہلم!

میں آپ حضرات کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ ”رسالہ رہنمائے تعلیم“ کا ایک خاص ”ریڈ کر اس نمبر“ لاہور سے شائع ہوا جس میں ریڈ کر اس تحریک کے متعلق نہایت مفید اور اہم مضامین اطلاعات اشاعت پذیر ہوئی ہیں۔ اسلئے اسے اگر ریڈ کر اس کا ”انٹیکلو پیڈیا“ کہا جائے تو بجا ہے۔ یہ نمبر جو نیئر ریڈ کر اس سائٹیوں کے لئے خصوصیت سے مفید ہے۔ آنریبل ممبر وزیر خزانہ و وزیر تعلیم و صدر ریڈ کر اس سوسائٹی پنجاب اور س نوراہل سکرٹری انڈین ریڈ کر اس سائٹی نئی دہلی نے اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ اور اردو زبان جلنے والے موبوں میں تقسیم کیلئے کچھ کامیاں بھی خرید کی ہیں ۛ

خاص نمبر یا نقد صفحات پیشکش ہے۔ اور ریڈ کر اس سوسائٹیوں کیلئے اسے خرید کرنے میں پُر پرائز صاحب نے رعایت دینا منظور کر لیا ہے اور اس رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈیڑھ روپیہ اس کی قیمت مقرر کی ہے و محض و لاک سمیت ہم ٹپٹے ہیں منجرا جہ صدر مدرسین اپنے مدارس کی جو نیئر ریڈ کر اس سائٹیوں کیلئے اسے خریدیں۔ اور ممبران کو اسکے مفید ترین مضامین سے مستفید گردانیں۔ اس نمبر کی کامیوں کی خرید کے آرڈرز براہ راست فیجنک پُر پرائز سالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور کے پتہ پر بھیجیں۔ اور کامیاں طلب کریں ۛ

مجھے امید ہے کہ ضلع جہلم کی تمام سائٹیاں مذکورہ خاص نمبر کو اپنے اپنے مدرسے میں منگائیں گی اور ریڈ کر اس تحریک کو ممنون کر لیں گی

# غزل

(از جناب نسیم نور علی - تلمیذ حضرت جوش ملیح آبادی)

واہ آفت میں منزل کا پتا ملتا نہیں  
دل ملا کر دل سے کوئی دلربا ملتا نہیں  
غم نہیں ملتا کہ دردِ جانگزا ملتا نہیں  
زندگی آفت ہو جس کو۔ اُس سے پوچھا چاہئے  
لے گیا مجھ کو۔ مرا شوقِ بخش اُس جگہ  
کس سے پوچھے کس طرح نیر اپنا پوچھے کوئی۔  
کس کے آگے دل کی بے تابی کا رونا روئے  
باگمالی کا بُرا ہو لطفِ آفت کھو دیا۔  
آپ کی بخشش ہے میرے اسطے سوا ہاں رُوح  
عشقِ ملتا ہے بقدرِ ظرفِ دل ہر ایک کو  
راہزن ملتے ہیں کوئی رہ نہ ملتا نہیں  
درومن۔ دل کو محبت کا صلا ملتا نہیں  
جس کا دل آجائے تجھ پر اسکو کیا ملتا نہیں  
کون کہتا ہے کہ مرنے میں مزا ملتا نہیں  
جس جگہ بندے کو اپنا بھی پتا ملتا نہیں  
تجھ کو پا جاتا ہے جو اس کا پتا ملتا نہیں  
کوئی دل والا کوئی دردِ آتش ملتا نہیں  
اب محبت میں وہ پہلا سا مزا ملتا نہیں  
کوئی بھی پہلو مجھے تسکین کا ملتا نہیں  
تنگِ ظرفوں کو یہ دردِ لا دوا ملتا نہیں

کشتیِ دل چھوڑ دوں جس کے بھر دے پسیم  
بحرِ غم میں کوئی ایسا ناخدا ملتا نہیں

# غزل

میں دل کے تنوں سے کچھ ایسا پریشاں تھا  
ناکامیِ پسیم کا ہے خاص کرم مجھ پر  
مرنے کی بھی خواہش تھی جینے کا بھی ارماں تھا  
کعبہِ قضا نہ بتخانہ، کفر اور نہ ایساں تھا  
اس دہر میں تسکین کا ورنہ کوئی اسکاں تھا  
جب ذوقِ نظر میرا آفت میں ہوا کاہل  
گلشنِ منشی فاضل



# ڈرائنگ کی اہمیت پر ایک نظر

(ازچودھری محمد عالم صاحب ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ نورمل سکول نجف گڑھ - دہلی)

**حضرات !**

آج میں آپ کی مع خراشی کے لئے ڈرائنگ کی اہمیت پر کچھ عرض کروں گا۔ آپ نے سنا ہوگا کہ کوزہ میں مٹی ہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے اس لئے اگر اس مفولہ کے موافق ڈرائنگ ہی کی تائید میں چند کلمات تحریر کروں تو بے جا نہ ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ انسان کی پوشیدہ طاقتوں کی کما حقہ نشوونما کا نام تعلیم ہے۔ اگر تعلیم کی یہ تعریف صحیح ہے۔ تو میں کہوں گا کہ ڈرائنگ تعلیم کا ایک جزو لا ینفک ہے۔ اور کوئی تعلیم اُس وقت تک مکمل نہیں کہی جاسکتی جب تک کہ ڈرائنگ اس میں شامل نہ ہو۔ ایک نادان بچے کے ہاتھ میں آپ کا غنپسل دیکھئے۔ وہ اُس سے بے معنی سطو کھینچ کر آپ پر واضح کر دے گا کہ یہ مادہ بھی قدرت کی طرف سے اُس کے اندر ودیعت کیا گیا ہے۔ اور نشوونما کا مستحق ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ قدرتی طاقت انسان کے اندر موجود نہ ہوتی۔ تو کبھی بھی سرعت کے ساتھ ترقی کے مدارج طے نہ کر سکتا۔ اور بزرگانِ سلسلے کے تجربہ بات بخوبی استفادہ حاصل نہ کر سکتا۔ کیونکہ فنِ تحریر جس کی بدولت آج آپ کو اپنے بزرگوں کے ہزاروں صدیوں کے تجربات حاصل ہیں۔ ڈرائنگ ہی ایک پروان چڑھا ہوا بچہ ہے جس نے جانوروں کی شکلوں اور دیگر اشیا کے خاکوں کی صورت میں جنم لیا تھا۔ اب جبکہ فنِ تحریر اپنے کمال کو پہنچ چکا ہے۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ صرف اس فن کے سکھانے سے ہی اُس قدرتی مادہ کی نشوونما ہو جلتی گی۔ پھر ڈرائنگ کی کیا ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں۔ فنِ تحریر اپنی اس قدر وسعت اور ترقی کے باوجود ڈرائنگ کا اُسی قدر محتاج ہے جس طرح ایک نوجوان فرزند اپنے عمر رسیدہ اور تجربہ کار باپ کا بارہا انسان کے ذہن میں وہ تخیلات پیدا ہوتے ہیں جن کے اظہار کے لئے تحریر و تقریر عاجز نظر آتے ہیں اکثر اسطرحہ دلکش مناظر دکھائی دیتے ہیں کہ جن کی تصویر نہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مقرر کی تقریر کھینچ سکتی ہے۔ اور نہ ایک بہترین فنکار بزرگ کی تحریر۔ ہاں مصور کے برش کی چند جنبشیں انہیں اس لطافت و نزاکت سے آپ کے سامنے پیش کر دیں گی۔ کہ آپ کو اُس کے مفادیلے میں فنِ تحریر کی بے بسی کا احساس ہوئے بغیر نہ دیکھ سکیں گی۔ وجہ ہے کہ زندگی کے مختلف شعبہ جات میں جہاں تحریر عاجز آجاتی ہے۔ ڈرائنگ عقدہ کشائی کیلئے طلب کی جاتی ہے۔ انجینئرنگ و الیٹو قدم قدم پر اسکے محتاج ہیں۔ ان کے وہ تمام کارہائے نمایاں جو کسی نہ کسی شہیرہ کی باؤں و دکش عمارت کی صورت میں آپ کے پیش نظر ہیں۔ مادی شکل اختیار کرنے سے قبل اپنے

موجود یا بانی سہانی کے ذہن سے کاغذ پر نقشوں کی صورت میں منتقل ہوئے ہیں۔ مدرس بہت سے مضامین مثلاً سائنس۔ جغرافیہ۔ تازیخ۔ جیومیٹری میں ڈرائنگ کی ادا و چال کرتا ہے۔ نہ صرف اپنے مضامین کو دلچسپ بنانے کے لئے بلکہ اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے لئے۔ علم طبابت میں تشریح الاعضاء و افعال الاعضاء کو سمجھنے کے لئے جو ادا و ڈرائنگ سے لی جاتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ تفریح گاہوں کی طرف نظر دوڑائیے۔ تو وہاں ہمہ تن آپ کو ڈرائنگ کے کرشمے نظر آئیں گے۔ علاوہ ازیں ڈرائنگ انسان میں صحیح اندازے کی طاقت۔ ترتیب و باقاعدگی کا خیال۔ صفائی کی عادت اور سلیقہ شعاری پیدا کرتی ہے۔ قدرت کی صفت کو پہچاننا اور اس کی قدر کرنا سکھاتی ہے۔

پس ہمیں طلباء کو ڈرائنگ سیکھنے کی ترغیب دینی چاہئے۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ زندگی کے اتنے شعبہ جات میں مفید ہے۔ بلکہ اور دوسرے ضروری مضامین کی تکمیل میں ادا دیتی ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ وہ ان کی ایک نہایت ضروری قدرتی پوشیدہ طاقت کی نشو و نما کا باعث بنتی ہے۔ اور ان کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے انہیں کئی ایک عمدہ عادت و اطوار کا حامل بنانے میں ہے۔

## چشمستان جنوں

(صاحبزادہ ساغر صاحب جلیلی سابق مدیر جریدہ "کشمر" لاہور)

باز پایم می رود ساغر! بمیدان جنوں      باز تازہ در دل من شد گلستان جنوں  
باز آمد فصل گل در صحن بستان جنوں      باز می نسیم و در ہائے زندان جنوں  
خواہ عشق آزاد باشد از غنیم ویر و حرم      لیک ناممکن ایروں ماند ز زندان جنوں  
حیف! روزِ حشر چوں کر دیم عرض حال غم      داستان شنید و داد و ادعنوان جنوں  
ساغر! این اشفتگی در اختیارِ عشق نیست      (غیر مطبوعہ)

می کند خود حسن پیدا، ساز و سامان جنوں

# دُنیائے تصور

(از سید عروج صاحب زبیدی، بدایونی)

(۱)

شونخی حسن ہے بچپن بہت زیرِ نقاب ایسے فتنے تو نگاہیں میں رہا کرتے ہیں (دلِ شاہجہانپوری)  
 یہی نظریہ آج سے قبل نامرادی کا روشناس ہونے سے پیشتر میرا بھی طرح نظر تھا۔ میں نے اپنے پسندار میں سمجھ لکھا  
 تھا کہ جہان رنگ و بو کا غنچہِ شاداب اپنی طالب نواز فطرت اور عشق کے جذباتِ نامر کے ماتحت مجھے ایک نہ ایک  
 دن دعوتِ نظارہ ضرور دیگا۔ مگر وائے برشوریدہ سختی کہ جلوہ معصوم نے ہنوز بھول کر بھی میری طرف رخ نہ کیا! اور  
 میں بصرِ یابوسی یہ کتنا رہ گیا۔  
 دل بھی مٹ جاتا تمناؤں اگر مٹنے کو نہیں رہنے والا کون ہے کس کے لئے گھر رہ گیا؟

(۲)

فراق اور صنّاعِ ازل کے شاہکار کا فراق . . . . . الحذر، الحذر۔  
 اب یہ صورت ہے دلِ زار کو بلانے کی ذکرِ ناکامی اور باپِ دفا کرتے ہیں  
 باپھر عاریتی اطمینانِ خاطر کے لئے یہ صورت اختیار کی جاتی ہے۔  
 بہلا ہے میں اپنی طبیعتِ خزاں نصیب دامن پہ کھینچ کھینچ کے نقشہ بہار کا

(۳)

بارگاہِ حسنِ خواہ گشتی ہی ارفع واعلیٰ ہو مگر یہ میرا ایمان ہے کہ وہ شہبازِ تنخیل کی حد و رسائی سے پرے نہیں ہے  
 ہیں وجہ میں اضطراب و شوق کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کو مصروفِ تصور ہو جاتا ہوں اور حُسنِ  
 صباحت میری آنکھوں میں سمٹ کر آ جاتی ہے اور فراوانیِ مسرت کے عالم میں بے اختیار پیکار اٹھتا ہوں۔ اگر گنوری  
 یہ سوچتا ہوں نہیں پا کر اپنی آنکھوں میں مری نظر کو مری کیوں نظر نہیں ہوتی؟

(عروجِ بدایونی)

(غیر مطبوعہ)

تعلیمِ لاکھو جو بلی نمبر ۱ ساڑھے سات سو صفحے کا ضخیم، بے انتہا جواب اور عظیم النظیر پرچہ ہے۔ اس کی خاص  
 رہنمائی لاکھو جو بلی نمبر ۱ میں ہر شخص اور ہر شرب کے انسان کے لئے دلچسپی اور دلکشی کا کافی  
 سامان موجود ہے۔ قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے (دہرا) ملنے کا پتہ: منیجر سارہ منیجر تعلیم رام گلی۔ لاہور

ڈرامہ

# لال پری

المعروف

ملکہ +

دازخاں گورنمنٹ سسٹم صاحب جوہر

ڈرامہ کے افراد

|                       |                                                                                                                                                        |                     |                                                                                                                                                                                           |
|-----------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| دھرم راج اور<br>فرشتے | <div> <div>ستم علی - ظلم و ستم</div> <div>جلد باز</div> <div>ناما قبت انارش</div> <div>بیوقوف علی - بیوقوفی</div> <div>بھرم سنگھ - توہمات</div> </div> | سادھو<br>چند دیہاتی | <div> <div>لال پری - ملکہ ریڈ کراس</div> <div>ہمدرد علی - ہمدردی</div> <div>ودیا ساگر - تعلیم</div> <div>ہمت سنگھ - ہمت</div> <div>سکاوٹ - خدمت</div> <div>جہالت خاں - جہالت</div> </div> |
|-----------------------|--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|

## پہلا سین

نظارہ :- ایک باغیچہ میں علی الصباح جبکہ عروس شب نو نما لال چین پر اپنی رحمتوں کے بادل برسا کر واپس ہو چکی ہے۔ اور تاروں کی زندگی کے چراغ آخری دنوں پر ہیں۔ یکا یک ایک خوراخ نمودار ہوتی ہے۔ چاند کوثر ماینے والی ملکہ حسن کے چہرے پر حسرت و یاس کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ نہ معلوم کس سوچ میں اُدھر اُدھر نکل رہی ہے ؟

لال پری - (نہایت غمزہ آواز میں) اے گہیا یہ وہی ہندوستان ہے جو علوم و فنون کا جنم استھان ہے۔ آہ اس کی حالت کس قدر نیدیل ہو چکی ہے۔ دنیا کا تہذیب و انا - علم و عمل کی جان - ہمدردی کی کان کھلنے والا۔

کاشمرہ ہوا۔ آج کل بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ علم کے سورج کی جگہ جہالت کی گٹھائیں بھرا رہی ہیں۔ ہمدردی و خدمت کی بجائے حسد و عناد کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ یکایک بالکل ٹھیک نہیں ہے۔

نہ یاروں میں ہی یاری نہ بھائیوں میں مفاداری محبت اڑ گئی ساری زمانہ کیسا آیا ہے

ایک سا دھو۔ ماری پر نام ہو۔ اجازت ہو تو کھانے کا کچھ اہتمام ہو؟

لال پری۔ مہتما جی۔ سب آپ کی مہربانی ہے۔ دھکی ماں باپ کی بھلا خاک زندگی گانی ہے۔ کہ وہ کھانے کھائیں بچے پڑے تڑپیں۔ اور وہ عیش اڑائیں۔

سا دھو۔ جے ہو دیوی۔ جے ہو۔ جگوان ضرورتیری مدد کریگا۔ اور اپنی کرباسے جلدی بامداد کریگا۔ مگر آخر مجھے بھی

تو معلوم ہو کہ آپ کو کونسی چنتا ستارہ ہی ہے۔ کہ چہرے سے گھیرا ہٹ نظر آرہی ہے؟

لال پری۔ سنت جی کیا کموں اور کیا نہ کموں اور بن کے کیسے رہوں۔ ذرا سنے گا۔

گانا میرا پیارا بھارت تباہ ہو رہا ہے

ذرا خواب غفلت سے اٹھ کر تو دیکھو خدا کی خدا میں کیا ہو رہا ہے

کہیں ہیں تفرقے کہیں ہیں لڑائیاں کسی جا مقدّمہ کھڑا ہو رہا ہے

مہتما جی آپ میری امداد فرمائیں۔ اور کوئی ایسی راہ بتائیں کہ ہندوستان پھر سے جنت نشان بن جائے۔

ہمالیہ کی چوٹیوں پر ہمدردی کا پھریرا اعلیٰ اور گنگا و جمنائیں محبت کا پانی بہتا نظر آئے۔

مہتما۔ جادیوی میں تجھے اشیر باد دیتا ہوں تیرے دکھ کلیش جلدی ہی ناش ہو جائینگے! وزیرے سب کام اس ہو جائینگے۔

لال پری۔ مہتما جی! پس جب آپ ہی مجھ پر دیال ہیں۔ تو میرے لئے کون سے کام محال ہیں۔ ابھی جاؤنگی اور

ہندوستان کے کونے کونے میں الفت کی شمع جلاؤنگی۔

سا دھو۔ سا دھو چلتے بھلے گری بستی بلی۔ اچھا جادیوی پر نام ہے۔ ہیں اگھے گاؤں میں بھی کچھ کام ہے۔

(سا دھو کا چلے جانا اور لال پری کا باؤمید نظر آنا)

لال پری۔ الہی شکر ہے۔ کہ مجھے تیری رحمت کا اشارہ ہوا ہے۔ اور اس کمزور انسان کو تیرا سہارا ہوا ہے گانا

خدا یا کسی صفتوں میں یہ ہندو لے پڑے ہوئے ہیں قدم قدم پہ خوف و خطر ہے کہ جاں کے لئے تپے ہوئے ہیں

پیار و الفت کا ان میں بالکل بھی بے اہم نشان نہیں ہے لڑائی جھگڑوں کی پھانسیوں پر گریہ مڑے ہوئے ہیں

اے بھارت کی پیاری مٹی۔ کیا تیری عظمت بالکل نیست و نابود ہو چکی ہے! درمیںش کروڑ انسانوں کے لگ بھگ

کیا تجھ میں محبان وطن کا نام و نشان ہی نہیں رہا؟ اے ہمالیہ کے برفانی دریاؤ۔ کیا تم بالکل بے اثر ہو چکے ہو؟

اگر نہیں۔ تو آؤ اور اس رفا و عام کے گلیہ میں اپنی اپنی شر و صا کے پھول ڈالو۔ سینے میں دل اور دلوں میں درد رکھنے والے انسانو! آؤ اور غریبوں اور مظلوموں کے بازو پکڑو ابھی وقت ہے۔ ورنہ میں سمجھ گئی۔ کہ یہ ہندوستان نہیں بلکہ حیوانستان ہے جن کے سینوں میں دلوں کی جگہ پتھر کے ٹکڑے بھسے ہوئے ہیں۔ و دیاسا گرہ کا آنا اور بطور تعظیم سر جھکانا، دیوی آداب عرض ہے۔ میرا جان و مال سب کچھ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟

لال پری۔ شاباش بیٹا شاباش! مجھے خجھ سے یہی توقع تھی۔ کہ خلق خدا کی خدمت میں اپنا ساتھ دیگا۔ اور غریبوں اور یتیموں کی دُعائیں لیگا۔

و دیاسا گرہ۔ ہمارا ج انسان واقعی اُس کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ تنہی تو دانشمند فرماتے ہیں۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں بڑتی ہے محنت زیادہ

ہمدردِ دلی آتا ہے اور بطور تعظیم سر جھکاتا ہے، ماریا جی مستے عرض ہے۔ فرماییں کہ میرے ذمہ کونسا فرض ہے۔ جو آپ کا حکم بجالاؤں اور خلق خدا کے کام آؤں۔

لال پری۔ پیارے ہمدردِ دلی۔ تو واقعی دنیا کی جان ہے۔ اور تیرے ہی آسرے دھرم اور ایمان ہے۔ کیا

ہندو کیا مسلمان سب تیرا جس گاتے ہیں۔ اور تیری روشنی میں ہی راہ نجات پاتے ہیں۔

جس کا دل ہمدردِ دلی ہو انسان ہی انسان ہے ورنہ وہ حیواں ہی کیوں بدتر از حیوان ہے

ہمدردِ دلی۔ ہمارا ج میری رگ رگ میں ہمدردی کا خون جوش مار رہا ہے۔ اس لئے خدا نے ہمدردِ دلی نام دیا ہے۔

سال کے بارہ مہینوں میں جس وقت۔ اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں جس گھڑی میری ضرورت ہو۔ فقط اشارہ

کافی ہے۔ میں اپنی کھال کی پٹیاں بناؤں گا اور مظلوموں اور مریموں کے کام آؤں گا۔ کیا یہ خدائی حکم نہیں ہے

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کہ وہ بیاں

لال پری۔ قربان بیٹا ہمدردِ دلی قربان۔ فرمانبردار بیٹے اسی طرح خاندان کا نام روشن کرتے ہیں۔ کیونکہ

فیض ہمدردی سے مال و زر کو نسبت کچھ نہیں اس کے آگے سونے چاندی کی حقیقت کچھ نہیں

(ہمدردِ دلی کا پیچھے ہو کر کھڑا ہو جانا)

ہمت سنگھ کا آنا اور سجدے کے طور پر سر جھکانا،

وہ کونسا عقدہ ہے جو وہاں نہیں سکتا ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

ملکہ خدمتِ خلقِ سلام ہے۔ فرمایئے میرے لئے کیا حکم احکام ہے۔

لال پری۔ میں میری دیکھ کر سونے والے ہمت سنگھ اور مجھے منزلِ مقصود دکھانے والے ہمت سنگھ۔ مجھے

تیری ہی انتظار تھی۔ جو میں ایک عرصہ سے اس قدر بے قرار تھی ۵  
 سنا ہے مستقل عزمی بدل دیتی ہے قسمت کو نہزیت کر نہیں سکتی ہر اسال جوش ہمت کو  
 ہمت سنگھ۔ ماراج گستاخی معاف۔ یہ شعر اس طرح ہونا چاہئے ۵  
 یہ سچ ہے مستقل عزمی بدل دیتی ہے قسمت کو نہزیت کر نہیں سکتی ہر اسال جوش ہمت کو  
 بے شک اپنی تعریف آپ کرنا خلاف تہذیب ہے۔ مگر اظہار حقیقت بھی مصلحت کے قریب ہے۔ کسی نے کیا  
 خوب کہا ہے ۵

انوار العزبان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں سمندر پھاڑتے ہیں کوہ سُرے ریا ہاتھ ہیں  
 لال پرمی۔ پیارے ہمت سنگھ آپ کا کتنا بالکل درست ہے۔ کیونکہ ۵

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ پست ہمت پر نہ ہوئے پست قامت ہو نہ ہو  
 (ایک سکاؤٹ کا آنا اور ہمت سنگھ کا پیچھے کھڑے ہو جانا)

سکاؤٹ۔ رہاتے سے سیوٹ کر کے آگیا ہے آپ کا خرسنگار۔ فرما بیٹے کیا حکم ہے سرکار!

لال پرمی شایاں شایاں شایاں! کہئے خدمتِ خلق کی شمع پر قربان ہونے کو تیار ہو؟

سکاؤٹ۔ ماراج! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ خدمتِ جیسی نیک ماں کا دودھ پینے والا بچہ اور جراتِ جیسی دایہ

کی گود میں پرورش پانے والا لڑکا خدمت کی شمع پر پروانہ وار قربان نہ ہو۔ سنئے

جب تک سورج میں دمک اور چاند میں چمک باقی ہے سکاؤٹ کبھی بھی امدادِ مطلوبہ ماں سے گریز نہیں کریگا

کیونکہ ۵ مرنا بھلا ہے اُس کا جو اپنے لئے جنے جیتا ہے وہ جو مر چکا ہو قوم کے لئے

میں آپ کو وہ گانا سنانا ہوں۔ جو میری مائے نے مجھے بچپن میں سکھایا تھا ۵

مسافر ہے تو اے بازارِ امکان کا تاشانی کمان تک اہمانہ خود پسندی اور خود رانی

ذرا چشمِ بصیرت کھول کر رکھتا ہے مینائی نیرے کس کام آئیں گے خیالاتِ من و مائی

معین وقت تک تجھ کو ملا ہے میر کا فرماں غرض یہ تھی کہ جب ہو جلوہ نشِ ٹھنشن امکان

تو ہر اک حال میں اُن کا شریک ہمنوائی ہو دلوں میں ان کے جاہو اور سینوں میں سالی ہو

مصلحت جس کو پیش آئے تو اُس کا آشنا تو ہو کوئی ماتم زدہ پائے تو اُس کا غم ربا تو ہو

ہلا کر آنکھ مجھ سے کہہ تو اُس میں سے کیا کیا کیا دکھا کس زخمِ دل پر مرہم امداد کا پھایا

نکالا دشتِ غربت میں کسی کے پاؤں کا کٹنا کسی آفت زدہ کا بوجھ گر تونے کیا ہلکا

بچا یا ہے کسی گم کردہ راہ کو رہنا ہو کر کیا ہے پار بیڑا بھی کسی کا ناخدا ہو کر

اگر غفلت سے اب تک کچھ نہیں تو نے کیا غافل تو اس خواب گراں سے چونک اُٹھ نہ جاہل  
لال پری۔ شا باش! شا باش!! اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ کل سے ہم ہندوستان کے گوشے گوشے میں جینگے  
اور بھارت باسیوں کو پکڑ پکڑ کر غفلت کی نیند سے جگا دینگے۔ لیکن میرے بہادرو۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ  
ہمارا دشمن بڑا زبردست ہے۔ اور طاقتور ہے۔ وہ علی الاعلان کہتا ہے۔ کہ مجھے جیتنا کوئی خالہ جی کا گھر  
نہیں ہے ۞

سکاؤٹ۔ جی ہاں میں آپ کی اس بات کو ٹھیک مانتا ہوں۔ اور غنیم کی طاقت کو بھی صحیح صحیح پہچانتا ہوں۔ اس  
کی فوج پوری ساٹھ ہزار ہے۔ اور جمالت خاں اس کا سپہ سالار ہے۔ اندھیر آباد ان کا شہر ہے اور  
علم کا اُٹھالا ان کے لئے زہر ہے ۞

دو یا ساگر۔ نہیں نہیں وہ بڑے خوشخوار ہیں۔ اور ان کے پاس لاکھوں خطرناک ہتھیار ہیں۔ ایک چیز جس پر  
انہیں بہت ناز ہے۔ وہ تو ہات باطلہ کا جنگی جہاز ہے ۞

سکاؤٹ۔ ہمارا ج بالکل فکر نہ کرو۔ اگرچہ ہم جنگ سے گریز کرتے ہیں۔ اور ظلم و ستم سے پرہیز کرتے ہیں۔  
مگر جو کام نرمی سے نہ نکلتے ہیں۔ سختی سے نہیں نکلتے۔ عقل ہمیشہ طاقت پر قابو پالیتی ہے۔ دیکھئے ایک چیونٹی  
کتنے بڑے باقی کو گرالیتی ہے ۞

لال پری۔ اچھا میرے پیارے سپاہیو۔ اب چلے جاؤ اور جنگی در دیاں پتھر کل صبح اٹھ بجے سے پہلے پہلے  
اس جگہ حاضر آؤ۔ تاکہ جنگ کی تیاری کی جائے اور کل رات ہی قلعہ غنیم پر گولہ باری کی جائے ۞  
دب آداب عرض کرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ پردہ کرتا ہے

## دوسرا سین

### جمالت خاں کا دربار

منظر۔ ایک نہایت گندہ اوزناریک مکان درو دیوار سے حیرت برستی اور نحوست ٹپکتی ہے۔

جمالت خاں ٹوٹی سی کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور گرد و پائنت در باری شکستہ کرسیوں پر ڈٹے ہوئے ہیں

چہروں سے ظلم اور آنکھوں سے قہر برستا ہے ۞

جمالت خاں۔ دکھڑے ہو کر) میرے جان نثار امیر و اور وزیرو۔ آج میں تم سے ایک قسم لینا چاہتا ہوں۔

کسو سب کے سب تیار ہو ۞

سب کے سب دکھڑے ہو کر اور نہایت عاجزی سے سر جھکا کر حضور قسم تو ایک طرف۔ جان و مال سب آپکا مال



ہے۔ اس میں غدر کریں ہمارا کیا مجال ہے؟

جہالت خاں۔ نہیں ابھی جان کی ضرورت نہیں ایمان کی ضرورت ہے۔

سب کے سب۔ جناب کیا جان اور کیا ایمان کیا سراور کیا دھڑ آپ کے قدموں پر حاضر ہے۔ جس کی ضرورت ہو اٹھالیں۔

جہالت خاں۔ شاباش میرے بہادر و شہاں باش۔ کیا آپ کو کچھ خبر ہے۔ کہ کوئی غنیم ہم پر چڑھ کر آ رہا ہے؟  
ستم۔ (ایک خاص درباری کھڑا ہو کر) حضور کسی غنیم کا ہمارے ملک پر حملہ کرنا تو ایک طرٹ حملے کا خیال بھی  
مجال ہے۔ اور اگر خراسان جو استلاسیا ہو بھی جائے تو یہ ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔

ہم مرد توانا ہیں کوئی ہمیں نہ نہیں ہیں۔ اسل بڑے سے پس جائیں؟ کشنیز نہیں ہیں

بھرم سنگھ۔ حضور کس کی مجال۔ کہ اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ سورج میں  
گرہی نہ رہے۔ ممکن! چاند کی چاندنی میں کیش پی۔ ابو جائے ممکن! میدانوں سے چاروں کی طرف دریا  
پینے لگ جائیں۔ ممکن! مگر گنگا اور سندھ کی وادیوں میں ہزار کیسلیسی شہنشاہ اعظم ہمارا راج نواب سر  
جہالت خاں قتل کے لہرائے ہوئے پرچم کی طرف کوئی آنکھ بھرم کر بھی دیکھے قطعاً ناممکن بلکہ بالکل ہی  
ناممکن ہے۔ اور اگر کوئی نامعقول موت کا خریدار اور تباہی کا طالب گار یہ جرأت کر بھی لے تو اُسے وہ  
چنے چبائے جائیں گے۔ کہ اُس کی سترھویں پشت بھی یاد رکھے گی۔

جہالت خاں۔ قربان میرے بہادر جرنیل سردار بھرم سنگھ قربان! بہادر جرنیل اسی طرح اپنی حکومت کی  
وفاداری کا ثبوت دیا کرتے ہیں۔

نروئی لال۔ (کھڑے ہو کر) جناب خدا کی مہربانی سے مجھے عقاب کے نیچے۔ بھیڑنے کے دانت اور شیر کا حوصلہ  
ماہوا ہے۔ دشمن آئے تو سہی۔ اگر مولیٰ گاجر کی طرح نہ چبا جاؤں تو نروئی لال نہ سمجھنا کوئی دال کھانا پینا سمجھنا  
سُنئے۔

نازک خیالیاں میری توڑیں عدو کا دل میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں  
جلد باز۔ (چھاتی پر ہاتھ مار کر) جناب دشمن سے ڈرنا۔ باپ دادا نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ دانشمندوں کا  
قول ہے، (نہہ بلجھہ دھرمنگ) یعنی نیکی اور دھرم کے کام کو لبنا نہ کرو۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ  
آج رات ہی کو شیخون مارا جائے اور دشمن کو اس بیخبری کی حالت میں دوچاپا جائے۔ کہ ملک عدم میں ہی جا کر  
ہوش آئے۔

بے وقوف۔ حضور۔ سرکار کے پیچھے جاں نثار اور اصلی نمک خوار خان بہادر بے وقوف علی کی بھی یہی رٹے  
بیک

ہے۔ کہ جو کام کرنا ہو فوراً کیا جائے۔ کیونکہ

کیا بھروسہ ہے زندگی کا آدمی ملبس ہے پانی کا

اب ہمارا ایک ایک منٹ لاکھوں روپوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ وقت گزرنے پر سولے پچھتانے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ اور پھر سلطنت کا بچہ بچہ چلائیگا۔ کہ اب پچھتانے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت۔ اس لئے میں مسٹر جلد باز کا ٹانگ انیسر کی پروزنایہ کر دوں گا۔ اور فواداری کے طور پر سب سے پہلی قطار میں مردانہ طور پر لڑوں گا۔

ناعاقبت اندیش خاں۔ حضور آپ کا خادم ناعاقبت اندیش خاں بھی عین فوادار سرکار ہے۔ اور سلطنت کی آن پر مرٹنے کے لئے تیار ہے۔

جہالت خاں۔ کیوں مرزا ستم علی آپ کی کیا صلاح ہے؟

ستم علی۔ اس معاملے میں تو بچہ بچہ آپ کا خیر خواہ ہے۔ حضور ارشاد تو فرمائیں۔ پھر دیکھیں ہم کس طرح دشمن کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔

جہالت خاں۔ شاباش میرے بہادر جرنیلو شاباش! میں بھی آپ کی رٹے سے پورا پورا متفق ہوں۔ اور بڑے اعلان کرتا ہوں۔ کہ آج رات سے ہی دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔ مرزا ستم علی! ستم۔ جی سرکار۔

جہالت خاں۔ آپ کو کمانڈر انچیف مقرر کیا جاتا ہے۔ نواب لوٹ مار خاں اور لالہ زوئی لعل آپ کے ہسٹنٹ ہونگے۔ اور سردار بھرم سنگھ وٹیر جلد باز کمپنی کمانڈرز۔ چوہدری بیے وقوف۔ توپ خانہ کے انچارج مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور قلعہ جہالتان المعروف ہندوستان کی ساڑھے تائیس کروڑ جنگی فوج آپ کی کمان میں دی جاتی ہے۔ مگر دیکھنا بہادری سے وہ جو ہر دکھانا۔ کہ سُن کر ملک الموت کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ حضور۔ جہاں آپ کا اقبال اور رعیت کا جان و مال ہوگا۔ ملک الموت تو کیا ملک الموت کے پیا اکبر والا بھی اس طرح دُور دبا کر بھگے گا۔ کہ گویا کبھی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

جہالت خاں۔ بس میرے بہادر جرنیل۔ مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔

ستم۔ اچھا حضور اجازت دیجئے گا۔ اور نظر رحمت سے سرفراز کیجئے گا۔

جہالت خاں۔ ہاں اجازت کوئی کسی سے مول تھوڑا لینی ہے۔ جتنے گز چاہئے تھان سے بھاڑ لو۔


ستم۔ (سپاہیوں سے) میرے بہادر سپاہیو۔ آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔ کہ ہمارے ملک جہالتان المعروف ہندوستان پر سات سمندر پار سے ایک نہایت خوبصورت شہزادی . . . . .

سارے نگر۔ جناب چیا جائینگے کچی ہی کو چیا، ہاں ایک نہایت خوبصورت شہزادی آئی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی فوج لائی ہے۔ (سارے جناب سیر کرنے آئی ہوگی ہمارے جنت نشان کی، نہیں بھائی نہیں وہ حملہ کرنے کا اعلان بھی کر چکی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں ہمارے مشہور و معروف جاسوس مسٹر افواہ شاہ صاحب نے یہ سب سراغ لگایا ہے۔ اور اگر بتلایا ہے۔ کہ کل اس نے ایک نہایت خفیہ مگر ہنگامہ خیز اور فتنہ انگیز اجلاس کیا ہے جس میں یہ پاس کیا ہے۔ کہ ہماری راجدھانی پربھنہ کیا جائے۔ مگر میرے جاں نثار بہادر۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس جہالتان المعروف ہندوستان پر ہم نے دو ہزار برس سے پہلے اور اتنے ہی برس ہی تک اپنا قبضہ جمایا۔ اور سکھ چلایا ہے۔ وہ کبھی ہم جیتے جی دینے کو تیار ہو سکتے ہیں؟ (سارے۔ بالکل نہیں۔ ہرگز نہیں) اور میں آپ کو یہ خوشخبری سننا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری وفادار رعیت بھی اس مقابلے میں ہماری پوری پوری خیر خواہ ہے۔ (سارے۔ سو فیصدی۔ بالکل سچ ہے) بھلا فلم چلانے والی اور مٹھائیوں کے نرم بچھونوں پر بیٹھنے والی وہ لال پری ہمارے نیل تن سپاہیوں کا خاک مٹا کرے گی؟ (سارے۔ آنے دو ملاقات ہی سنی) ہاں ہاں سکولوں میں پڑھنے والے بچے۔ دل کے بوندے۔ عقل کے کپے بھلا ہماری کیا خاک تاب لائینگے؟ (سارے۔ تاب نہ لائیں گے تو جہنم کو بھی نہ جائینگے) اچھا تم خبردار ہو جاؤ اور فوراً تیار ہو اور اونچی آواز سے بولو

نعرہ شہنشاہ جہالت خاں کی . . . . . ہے  
راجدھانی جہالتان کی . . . . . ہے  
(پروہ کرتا ہے)

## تیسرا سین

منظر۔ ایک بقیست شہر پر مرزا ستم معہ اپنی فوج کے حملہ کرتا ہے۔ توپوں۔ بٹ۔ دقوں اور گولوں کی لرزہ خیز آوازوں سے پائال تک لہر رہے ہیں۔ تلواروں۔ لٹھیلوں اور دیگر آلات حرب سے غریب معصوم اور مظلوم انسانوں کی زندگیاں پناہ مانگ رہی ہیں۔ ہر طرف آہ و بکا۔ شور و شیون نالہ و فریاد کا طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے۔ ٹوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ اور معصوم اور امن پسند شہریوں کے خرمین امن پر جہالت خاں کے قہر و ستم کی بجلیاں برقی فتنائی طرح گر رہی ہیں جو ہزاروں انسانوں کو موت کی میند سلانے کے بعد سینکڑوں بچوں کو تھپی۔ ہزاروں عورتوں کو

بیوگی اور لکھو کھما انسانوں کو محتاجی کا پیغام سنارہی ہیں :  
 مرزا ستم  - شاہباش! میرے پیارے بہادر و شہا باش! لوٹ لو! ان حرص کے بندوں کو اور تباہ کر دو۔ ان نئی روشنی کے منوالوں کو۔ دیکھنا کوئی کسر باقی نہ رہ جائے :  
 ایک سپاہی - جانے نہ پائے۔ وہ گیا سیٹھ کروڑی مل اور منشی لکھے شاہ :  
 دوسرا سپاہی - بھاگ کر کہاں جائیگا موت کے منہ سے۔ اگر دن سے پکڑ کر خوب بیٹتا ہے بیچارہ مظلوم سیٹھ جیج رہا ہے۔ مگر تقار خلع میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے :  
 تیسرا سپاہی - ان پٹھوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا۔ شام کو سبزی پکائیئے۔  
 (دو چار بچوں کو پکڑ کر تھخ دیتا ہے)  
 دوسرا سپاہی - میرا بھی یہی خیال ہے۔ رات کو مزے لے لے کر کھائیئے۔ (دو تین بچوں کو زد و کوب کرتا ہے۔)

پہلا - اچی کو فتنہ بنا کر کھائیئے یا کباب ؟

دوسرا - بھائی کباب کھائیئے کباب اور ساتھ وہ ہوگی۔ شہ راب :

(شہر کو تباہ کرنے کے بعد) ایک سپاہی - بولو مہاراج جہالت خاں کی . . . . . جے

بولو راجدھانی جہالتان کی . . . . . جے

ساری فوج شہر کو تباہ کرتی ہوئی باہر نکل جاتی ہے۔ میدان میں جا بجا لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ کتے۔ کتے اور چیلپس لاوارث لاشوں پر مٹلا رہی ہیں۔ ہر طرف سے ہائے کی دردناک آواز آرہی ہے۔ مسافر راستے چلنے والے مسافر دیکھ کر خون کے آنسو روتے ہیں۔ مگر کسی کی ہمت نہیں پڑتی کہ ان مظلوموں کی خبر لے :  
 (پردہ گرتا ہے)

## جو تھا سین

منظر - وہی پرانا تیر باد شہر اور میدان کا رزار۔ مکڈ ریڈ کر اس آئی ہے۔ اور ساتھ ریڈ کر اس کے ہمدرد اور جلال شہر فوج لائی ہے۔ چند ایک کے ہاتھوں میں ریڈ کر اس پرچم اور بازوؤں پر ریڈ کر اس نشان اور باقیوں کے پاس لٹریچر۔ پانی کے برتن اور دوائیاں وغیرہ ہیں :  
 لال پرمی - ہائے کیا دردناک نظارہ ہے ظالموں نے کس بے دردی سے بے گناہوں کو مارا ہے :

و دیاساگر۔ حرص و طمع کا بیڑا غرق ہو جائے۔ ہائے لالچ کے اندھوں نے کس طرح خدا کے بندوں پر ظلم کیا ہے ہزاروں اور لاکھوں کو موت کی نیند سلا یا ہے۔

کانٹے سے بھی خراب ہے جس گل میں بو نہ ہو پتھر سے بھی خراب ہے جس دل میں تو نہ ہو لوگو! کیا ایسے انسانوں کو انسان کہنا پرے درجے کی حماقت نہیں؟ یہ انسان خوشخوار بھیڑیوں سے بھی باتر ہیں۔ جو سر میں دماغ اور عقل رکھتے ہوئے بھی پرے درجے کے وحشی اور حد درجے کے ظالم ہیں۔ اوم شانتی شانتی۔

ہمارے روحانی۔ اور مصوموں اور بے گناہوں کے خون میں نہانے والے انسان ناجیوا نو! لعنت ہے تمہاری اس سینہ زوری پر۔ ہزار لعنت ہے اس خوسرہ زری پر۔ ان بے گناہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ جو انہیں موت کے کیچڑ میں لتاڑا ہے۔ ہائے کس قدر الم انگیز سین ہے۔ باپ کے سامنے بیٹا قتل ہو رہا ہے۔ بہن کے سامنے بھائی تہ تیغ کیا جا رہا ہے۔ مگر افسوس کوئی پیش نہیں جاتی۔ الامان الامان۔

ہمت سنگھ۔ بھائیو دُنیا میں اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے خون کا پیاسا ہے۔ جیوانوں کو جانے دیجئے۔ بے وقوف اور جاہلوں کو نظر انداز کیجئے۔ جب تہذیب یافتہ کھلانے والی قومیں اور عظیم و شائستگی کے علمبردار ہی خوشخوار بھیڑیے بن رہے ہیں۔ تو دوسروں کا کیا حال؟ خزانے انہیں عقل اس لئے نہیں بخشی ہے۔ کہ یہ اسے سامان حرب میں صرف کریں۔ پر ماتانے انہیں دماغ اس لئے نہیں دیا۔ کہ انہیں دوسروں کو غلام بنانے میں خرچ کریں۔ پر میثور نے انہیں طاقت و دولت اس لئے عطا نہیں کی کہ وہ اس سے کمزوروں اور مظلوموں پر شتم و ستم کریں۔ بلکہ یہ سب نعمتیں اس لئے عنایت فرمائی ہیں۔ کہ ان کی بدولت یہ صحیح انسان ثابت ہوں۔ دوسروں کی خدمت کریں۔ اندھوں کو رہنمائی دکھائیں اپنا بچوں کی لادھی پکڑیں۔ یتیموں کا سہارا بنیں۔ حاجتمندوں اور مصیبت زدوں کے غمخوار بنیں۔ مگر یہاری خدائی امانتیں خلق خدا کا خون سچوڑنے اور اپنی شکر پروری کے لئے استعمال کر رہے ہیں جیفت صد جیفت۔ افسوس صد افسوس۔

سکاؤٹ۔ دوستو! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دنیا کی پیدائش سے ہی نیکی کے ساتھ بدی کا بیج پھوٹا ہے۔ جہاں گل ہے۔ وہاں خار بھی ہے۔ رحم کے مقابلہ میں ظلم۔ ہمدردی کے مقابلہ میں شتم ہونا قدرتی بات ہے۔ اگر رات نہ ہوتی تو دن کی فدا رکون کرتا۔ ہمیں بلا خوف و خطر اپنا کام سرانجام دینا چاہئے۔ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہی ظالموں کو سزا دینے والا ہے۔ اول تو اس دنیا میں درنہ انگے جہان میں تو سب کو اپنے اعمال کی سزا اور کمزوریوں کا پھل ضرور بھگتنا پڑے گا۔

نیکوں کی صحبت میں رہو اور نیک ہی اعمال کرو۔ زندگی ہے نخل اک اچھی طرح سنبھال کر۔  
لال پری۔ خلق خدا کے جاں نثارو۔ ان زخمیوں کو سڑکچروں پر ڈالو۔ اور نہایت احتیاط سے ہسپتال لیچلو۔  
سب ریڈ کر اس سچا ہی زخمیوں کو پانی پلاتے اٹھاتے اور سنبھال کر لے جا رہے ہیں۔ دل میں درد او  
زبان پر شکر خدا ہے ۵

نام منظور ہے نوافض کے اسباب بنا پُل بنا چاہ بنا مسی و نالاب بنا  
(پر وہ گزرتا ہے)

## پانچواں سین

ایک گندہ گاؤں گلیوں میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر۔ کنوؤں کی بدترین حالت۔ تاریک اور گندے  
مکان۔ لوگ ہیں کہ بیماریوں سے پڑے کراہ رہے ہیں۔ ہر سال لکھو کھیا انسان ہیضہ۔ طیریا  
اور طاعون وغیرہ متعدی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عرصیکہ یہ بستی مکمل طور پر جاہلوں کی بستی  
کئی جاسکتی ہے ۶

لال پری۔ میرے عزیز والیئر و معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس گاؤں پر بھی بے رحم جہالت کا دور دورہ ہو چکا ہے۔  
دیکھو لوگ کس طرح متعدی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ گویا بھیڑ چال ہے۔ کہ دیکھا دیکھی بمبار  
ہو رہے ہیں ۶

دوباساگر۔ جناب آپ کا کہنا بالکل بجا ہے۔ محض جہالت کے طفیل ہی ان کا یہ حال ہوا ہے ۶  
(نمبر دار اور چند دیگر معززین دہلی آتے ہیں بطور تنظیم سر جھکاتے ہیں)

نمبر دار۔ ہمارا آپ خدا ترس انسان معلوم ہوتے ہیں۔ خدا کے لئے ہمارے حال پر رحم کریں۔ ہماری  
ڈوبتی ہوئی لکشتی کو کنارے لگائیں اور ان بندگان خدا کو موت کے منہ سے بچائیں ۶

لال پری۔ جی کو کیا حکم ہے۔ ہم سب آپ کے فرمانبردار ہیں۔ اور ہر طرح آپ کی مدد کرنے کیلئے تیار ہیں ۶  
نمبر دار۔ جناب کیا کموں۔ کوئی سال ایسا نہیں جاتا جس سال ہمارے گاؤں سے سینکڑوں انسان لقمہ اجل  
نہ ہو جاتے ہوں۔ سالوں۔ بھادوں کے مہینوں میں ایک برساتی وبا اس زور سے آتی ہے۔ کہ گھروں کے  
گھر صاف کر جاتی ہے۔ کئی سالوں سے مانا رانی بھی ہم سے ناراض ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم میں کچھ ایسے  
لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو اسے یگیہ دینے کے سخت خلاف ہیں۔ پیگ کا کیا ہی کہنا۔ پتارت اور مولوی  
بیچاے بہتیرا زور لگاتے ہیں۔ مگر ہماری بدقسمتی سمجھئے۔ کہ کوئی پیش نہیں جاتی۔ گرمیوں کے موسم میں ہلال

ہیضہ کا زور رہتا ہے۔ ٹھنک ہی سمجھو کہ دنیا میں نباہی مچ رہی ہے۔ کسی کو اورتواور پھل وغیرہ بھی ہضم نہیں ہوتے۔ یہ معلوم لوگوں کو پانی ہی موافق نہیں آتا۔ باپ۔ دادا سینکڑوں برس جئے۔ ساری ساری عمر کسی کی آنکھ نہیں دکھی۔ سچ تو یہ ہے کہ جب سے ہم نے ہون اور ماتا رانی کی پوجا چھوڑی ہے۔ یہ سب کشت اٹھا رہے ہیں۔ آپ ہی کر پا کریں۔ اور ہمیں کوئی ایسی ترکیب بتائیں۔ کہ ہمارے روٹے ہوئے دیوی دیوتا خوش ہو جائیں ۛ

لال پرسی۔ ہاں پنڈت وویا ساگر جی ماراج انہیں کچھ جنت منتر لکھ کر دے دیجئے جو انہیں شانتی حاصل ہو ۛ  
وویا ساگر۔ سنئے۔ وائے آپ کے دیوی دیوتا ناراض ہیں اور ناراض بھی بہت مگر خبر ہے۔ کیوں؟  
اہل دیہہ۔ جی وہی بات کہ کئی سال سے جو لاکھی نہیں گئے۔  
وویا ساگر۔ نہیں ماراج اور وجہ ہے ۛ

اہل دیہہ۔ حضور وہ کیا؟  
وویا ساگر۔ عمل کرو تو بتاؤں ۛ  
اہل دیہہ۔ ہم بچے دل سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم آپ کے کسے پر عمل کریں گے۔ پنڈت جی جان سے بھی کوئی چیز پیاری ہے؟

وویا ساگر۔ اچھا سنو اور غور سے سنو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں صاف چیز اچھی لگتی ہے یا بُری؟  
اہل دیہہ۔ جناب صاف ظاہر ہے کہ صاف۔ صاف پوشاک۔ صاف مکان۔ اچھے نہ ہونگے تو نڈے ہونگے  
وویا ساگر۔ بس بس اب تم ضرور بچ جاؤ گے۔ سنئے جس طرح صاف خوراک اچھی لگتی ہے۔ صاف پوشاک اور کپڑے جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ صاف بچے پیارے لگتے ہیں۔ صاف مکانوں میں رہنے کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح صاف ہوا کی بھی بے حد ضرورت ہے۔ جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ دل کی صفائی بھی چاہئے۔ سچا لڑکا۔ نیک آدمی۔ صاف بچے بچیاں کیسے پیارے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرانا اور بارے دیوی دیوتا صفائی کے ولادہ ہیں۔ وہ تم سے اس لئے ناراض ہیں کہ تم نہ خود صاف رہتے ہو۔ نہ تمہاری خوراک صاف ہے۔ کھتیاں اسے ہر وقت گندہ کر دیتی ہیں۔ مکان تمہارے روشندانوں سے خالی اور تاریک ہوتے ہیں۔ تعلیم تم خود حاصل کرتے ہو۔ نہ بچوں کو پڑھاتے ہو۔ پھر کس طرح تمہارا دل صاف ہو۔ اور کس طرح دماغ۔ تمہاری سب مذہبی کتابیں صرف پڑھا لکھا آدمی ہی پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے جب تک تم خود اور اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دو گے۔ تم اپنے مذہبی گرنٹھ نہیں پڑھ سکتے۔ کیا نماز اور کیا پاٹھ سب کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے۔ بس اس لئے تمہارے دیوی دیوتا ناراض ہیں۔ کہ تم عبادت نہیں کرتے۔ ہمدردی اور امداد باہمی سے تم ناواقف ہو۔ لاعلمی اور جہالت سے سب بیمار

تمہیں نقصان پہنچاتی ہیں تم خود مان چکے ہو۔ کہ گندگی تمام بیماریوں کی مال ہے۔ پس جب تمہاری خوراک۔ پوشاک اور مکان سب گندے ہیں۔ تو بیماری کیوں نہ پھیلے۔ دیوی۔ دیوتا یا پر ماتما تمہارے گلیے کے کھوکے نہیں ہیں۔ اُن سے تم خود نعمتیں مانگتے ہو۔ اُن کو دینے والے کب سے بن گئے ؟ وہ تو عبادت چاہتے ہیں گلیے کا یہ مطلب ہے۔ کہ غریبوں کو کھانا کھلاؤ۔ بھوکوں کو روٹی دو۔ اپاہجوں کی مدد کرو۔ تیبیوں کی حاجت لئی کرو۔ اور مظلوموں کی نگہبانی کرو۔ تمہارا گلیے کیا کرے گا۔ جب تمہارے گھر سے ایک بھوکے سوال کرنے والے آدمی کو دو روٹیاں نہیں مل سکتیں۔ تمہارے کوچہ کے سامنے تین تیس رہتے ہیں جن کی تم نے کبھی خبر تک نہیں لی۔ پس جاؤ اور جو تھوڑی سی باتیں میں نے عرض کی ہیں۔ ان پر عمل کرو۔ خدا تم سے خوش ہو جائیگا۔ اور بیماری کبھی نام کو نہ پھیلے گی :

اہل دیہہ۔ (قدموں پر گر کر) مہاراج آپ بالکل ٹھیک فرماتے ہیں۔ ہم تو آجنگ بھولے ہی رہے۔ ہماری خطا بخشوش ہم آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمارے لائق جو خدمت ہو فرماؤ :

مہدر علی۔ میاں جی ! یہ ہم نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ہم تو آپ کے خدمتگار ہیں اور ہر طرح سے ہی خواہ ہیں۔ ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ کہ دوسروں کے کام آئے۔ اگر آدمی ہی عقل رکھنے کے باوجود ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتا تو انسان اور حیوان میں کیا فرق ہے ؟ ہمت سنگھ۔ چوہدری جی۔ آپ اب کل سے ہی اپنی گلیوں۔ کوچوں اور مکانوں کو صاف کر دیں۔ دندنان لگوائیں۔ کنوؤں کی مرمت کریں۔ گندے پانی کے گڑھوں کو بھر دیں۔ دیکھیں پھر کس طرح آپ کا گوال بہشت بن سکتا ہے :

اہل دیہہ۔ جناب آپ تو ہمیں فرشتے معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارا تو یہی جی چاہتا ہے۔ کہ ہر وقت آپ کے پاس بیٹھے رہیں :

ہمت سنگھ۔ ہاں جناب بیٹھنے کو تو بڑی خوشی سے بیٹھیں۔ مگر میں یہ عرض کروں۔ کہ جو کچھ آپ ہم سے پوچھنا چاہیں پوچھیں پھر اس پر عمل کریں۔ بیکار بیٹھنے اور گپ بازی سے ہماری عمر کا ایک نہایت قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ ہمیں ابھی ہندوستان کے ایک ایک گاؤں میں جانا ہے اور پیغام عمل سنانا ہے :

اہل دیہہ۔ اچھا سرکار۔ یہ تو بتائیں۔ ایسی مفید باتیں کہیں سے لکھی لکھائی بھی مل سکتی ہیں جن سے ہم آپ سے جاہوئے کے بعد فائدہ اٹھا سکیں ؟

ہمت سنگھ۔ آپ کے گاؤں میں کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں ؟

۱۲/۹/۲۰۲۲ء۔ ۱۱/۱۱/۲۰۲۲ء۔ ماری عمالہ کے لڑکے بارہا جاعتیں پال رہے ہیں۔ اور لالہ مندرال کا بیٹا بھی دربار میں



اور آٹھ جماعتیں تو پنہ رہیں لڑکے پاس ہیں ۞

ہمت سنگھ - بس پھر تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ میں آپ کو چن بھید کتابوں کے نام بتاتا ہوں جن سے آپ اس بارے میں اپنی مدد کر سکیں گے۔ سُنئے رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور اس بارے میں لوگوں کی زبردست رہنمائی کرتا ہے۔ اس کا ایک خاص حصہ اصلاح دیہات یعنی گرام سہکار کے لئے وقف ہے۔ وہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو بلا ناغہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرے گا۔ اور ہر ماہ کی تازہ اور نئی معلومات سے آپ کو مستفید کیا کرے گا۔ اس کا ایک نہایت بہترین تحفہ جو ہر انسان کو اپنے پاس رکھنا چاہئے ریڈ کر اس نمبر ہے۔ جو اپنی نظر آپ سے متعلقہ دستاویز۔ سینکڑوں صفحات اور بیسیوں قیمتی مضامین افسانوں۔ راموں اور طبی نسخوں کے ہوتے ہوئے اس کی قیمت صرف دو روپیہ ہے۔ اس لئے آپ آج ہی رقم منی آرڈر کر کے رسالہ رہنمائے تعلیم جاری کروائیں۔ اور ساتھ ہی اس کا ریڈ کر اس نمبر منگوائیں یہ کام مختصر جلدی ہو سکے کریں۔ اس کے علاوہ آپ انڈین ریڈ کر اس سوسائٹی پنجاب برانچ لاہور سے پمفلٹ متعلقہ صحت و تندرستی منگو کر پڑھیں۔ ریڈ کر اس سوسائٹی ہر جگہ ب ضلع لائل پور کے ٹریڈنگ ڈرامہ کشمہ جہالت اور نہری گیت بھی اس معاملے میں آپ کو بہت مدد دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ان کتابوں سے آپ ہمیشہ کے لئے صحت و تندرستی کا ہیہ کر کے اپنا اور اپنے گاؤں کا بھلا کر سکیں گے ۞

اہل وہمہ - جناب بس ہم آج ہی رقم روانہ کر کے یہ ساری کتابیں منگوائیں گے اور کوئی خاص حکم ہو تو فرمائیگا۔ سکاؤٹ - بس صاحبان۔ آپ ابھی انہی باتوں پر عمل کریں۔ ہم آج آپ کے کنوؤں میں لال دوائی دپوٹاشیم آف پرمیٹنگنیٹ) ڈال جاتے ہیں۔ آئندہ یہ دوائی ہسپتال سے منگو کر ڈال لیا کریں۔ اس طرح ہمیضہ سے بچ جاؤ گے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر سے ہمیشہ ٹیکہ کروایا کرو۔ ہمیضہ۔ طاعون۔ چیچک کا واحد علاج ٹیکہ ہے۔ برسات کے موسم میں کونین کھایا کرو۔ یہ بلیریا کے لئے اکسیر ہے۔ بس یہ بات یاد رکھو جس قدر صاف رہو گے اسی قدر زیادہ عمر حاصل کرو گے ۞

لال بری - اچھا بیٹا چلو گاؤں میں چلیں اور کنوؤں میں دوائی ڈال آئیں ۞

سب درباری - چلو حضور ۞

والٹیر مریضوں کو ٹیکہ پھر آئیوڈین لگاتے ہیں۔ کونین مکسچر پلاتے ہیں۔ پوسٹر تقسیم کرتے ہیں۔

کنوؤں میں دوائی ڈالتے ہیں اور مریضوں کی تیمارداری کرتے ہیں ۞

(پر وہ گزرتا ہے)

## بھٹاسین

منظر۔ دھرم رائے کا دربار۔ خدائی عدالت میں ملزم پیش ہو رہے ہیں۔ اور حاکم عدالت فیصلے سنا

رہا ہے۔ فرشتے دنیا سے مردوں کو لاتے ہیں۔ اور سب حکم مقررہ جگہوں پر پہنچاتے ہیں +

حاکم عدالت۔ (فرشتوں سے) کیا یہی ناہنجار بدکردار شخص ہے؟

فرشتے۔ جی سرکار۔

حاکم عدالت۔ اچھالے جاؤ اس مردار کو دوزخ کے آہنی جیلخانے میں۔ وہاں اسے ایذا پر ایذا دی جائے۔

اور اسے نادر دوزخ کی نذر کیا جائے۔ اس بدکردار نے خدائے پاک کے مظلوم بندوں کو بہت سنا یا

ہے۔ نہ معلوم کتنوں کو لقمہ اجل اور کتنوں کو بیوہ یتیم بنایا ہے۔ ٹوٹ مار کے سلسلے میں اس نے کوئی کسر

نہیں چھوڑی۔ غرضیکہ بجائے اس کے کہ یہ دنیا میں خلق خدا کے کام آتا۔ اُلٹا ان کے لئے باعث آزار

ہوا۔ اچھا ایسے گنہگار کے لئے دوزخ کی آگ ہی موزوں ہے۔

(دو فرشتے اسے کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیتے ہیں)

حاکم عدالت۔ (دوسرے ملزمان سے مخاطب ہو کر) اور ان کو بغور دیکھ کر! کیوں انسان صورتوں! تم ہی وہ

لوگ ہو جو دنیا میں خلق جاہل اور بے وقوف بن کر رہے۔ رحم اور ہمدردی تمہارے نزدیک تک نہ آئی تمہارا

پڑوسی روٹی کے سیکھے ٹکڑوں کے لئے چلاتے تھے اور تم ان پر مذاق اڑاتے تھے۔ اپاہجوں اور محتاجوں

کو اپنے دروازوں پر سے ٹھوکریں مار مار کر نکالتے تھے۔ بہتوں کو پیٹتے تھے اور خود ساغر عیش

اچھالتے تھے۔ . . . . فرشتو!

فرشتے۔ جی حضور! (ماخذ باندھ کر سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں)

حاکم عدالت۔ لے جاؤ ان نامعقول اور نامراد انسان کا جیوانوں کو۔ اور پھینک دو انہیں دوزخ کی جہنمی

ہوئی آگ میں۔ ایسے آدمیوں کے لئے جنہوں نے دنیا میں محض اپنی شگم پروری کے لئے زندگی گزار لی

اور کبھی بھول کر بھی کسی بندہ خدا کی خبر نہیں لی۔ پس انسانوں کا خون چوسنے والے انسان نما بیٹوں

کے لئے سب سے پہلے ہی سزا ہونی چاہئے۔ کہ وہ دوزخ کے آتشیں جیلخانے کی سیر کریں۔ کیا

انہیں پہلے ہی خدا کے بندوں نے یہ بتا نہ دیا تھا۔ کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

برخاک اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

کپڑ لو ان مردودوں کو ۛ

(فرشتے حکم سنتے ہی اُن پر بھوکے شیر کی طرح پل پڑتے ہیں۔ اور کپڑ کر دوزخ میں داخل کرتے ہیں) ۛ

چند فرشتے چند اور رُوحوں کو کپڑ لاتے ہیں اور بارگاہِ عالی میں پیش کرتے ہیں۔ ۛ

حاکمِ عالم الت۔ ہاں ہاں یہی انسان انسان ہیں۔ جو خدا کے پیارے اور خدائی کی جان ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ساری عمر خود بھوکا رہنا منظور کیا مگر بھوکوں کو روٹی دی۔ تیبوں کے آنسو پونچھے۔ یکسوں کو سہارا دیا۔ اپاہجوں کی لٹھی بنے۔ غریبوں کی ماد کی۔ دنیا میں تعلیم کی روشنی پھیلائی اور جہالت کے اندھوں کو راستہ دکھایا۔ بیماروں کی تیمارداری کی۔ زخمیوں کے زخم دھوئے۔ محتاجوں کی آپس میں اور بیواؤں کی خبر لی۔ غرض اپنا دل و دماغ خلقِ خدا کیلئے لٹایا مگر زبان پر کبھی حسرتِ شکایت نہیں آیا۔ میرے پلے فرشتوں جلدی جاؤ اور خدا کے پیاروں کو سنہری پالکیوں میں بٹھا کر بہشت بریں میں لے جاؤ۔ وہاں پر عیش کے چشمے ان کی انتظار میں بے قرار ہیں اور سرور کی نہریں انہی کے لئے آپ سمیں کی طرح ادھر ادھر لوٹ رہی ہیں۔ انہیں سرمدی نغمے سناؤ اور شرابِ طہورہ پلاؤ۔ وہ دیکھو خوریں اور غلمان کس بے قراری سے ان کا انتظار کر رہے ہیں ۛ

دفرشتے ان جملہ انسانوں کو نہایت خوبصورت اور نرم و گرم سنہری پالکیوں میں بٹھا کر بہشت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اسی شاندار منظر میں

پر وہ گزرتا ہے،

## ساتواں سین

### دوزخ کا نظارہ

جلتی ہوئی آگ کی لہر زہ خیزیاں۔ ہٹے ہٹے کی دردناک آواز۔ گھنگاروں کا ہر چہار سوسے جھنجھٹ اور

کراہتے ہوئے نظر آنا۔ اور نہایت خوفناک اور سیاہ نام فرشتوں کا خونی ہتھیار اٹھائے ادھر

ادھر گشت لگاتے دکھائی دینا۔ گھنگاروں کو ادھر ادھر گھسیٹتے ہوئے لے جانا۔ درد سے اجسام

خاکی کا کراہنا۔ خفیہ اطراف سے نہایت خوفناک اور جانسوز آوازوں کا آنا۔ اس طرح کراہتی

پٹنے جا رہے ہیں۔ پھریلوں کے چلنے کی آوازیں۔ سوٹوں اور لٹھیوں کے پڑنے کی صدائیں۔

آواز کا بوق اٹھنا اور بیٹھ جانا۔ اس پر سنم یہ کہ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ۛ

## آٹھواں سین

### بہشت کا نظارہ

ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے۔ شاندار محلات جن کے چاروں طرف باغوں کی بہار ہے۔ سدا بہار پھولوں کی وہ بھرا رہے کہ زمین تک نظر نہیں آتی۔ ہری ہری گھاس پر پھولوں کی مجلسیں گرم ہیں۔ روشوں کی صفائی پر نظر پھسلتی ہے۔ جواہرات اور آرائش و زیبائش سے نظر چند صیالی جاتی ہے۔ حوروں کی بزمِ عشرت گرم ہے۔ عکاسان ناز و خرام سے ٹپل رہے ہیں۔ اور اہل بہشت صوتِ سرمدی اور الہی نعمتوں سے مست ہو ہو کر جھوم رہے ہیں۔ شرابِ طورہ کا دور جاری ہے۔ اور کیف ہے جو ہر کہ و سر پر طاری ہے غرضیکہ ہر طرف مکمل سکون خامشی اور تسکین ہے اور ایسی روح پرور فضا میں عیش و عشرت کی کھیتی لطف و سرور کی بادِ نسیم سے اس طرح لہرا رہی ہے کہ جو دیکھتا ہے قربان ہو جاتا ہے۔

(پردہ گزتا ہے)

(گو بخشن سنگھ جویہ)

## دراپ سین



کیوں کہ کو آفاق میں تم کو نے ہو  
گشتہ بقدر کے لئے رو نے ہو  
نظارہ ہے جو بو گئے کا ٹو گئے ہاں  
چرخِ سخن سبوں کا عبث بو نے ہو

اک روز ہمیں ملکِ عدم جانا ہے  
جو کچھ ہے کیا اس کا صلا پانا ہے  
اس بہشتی فانی میں ہے کیا ذکرِ بقا  
خانہ نہیں یہ نورِ سرِ اخانہ ہے

ایم نور الحسن صاحب نور

# گلبرے یاروئے طرّا کو مایا گرینو لڑکے

اس مضمون کا زیادہ حصہ رسالہ ریڈ کراس بابت اپریل سنہ رواں اور بھارت ویش میں اندھے پن کا تروودہ نامی کتاب شائع کردہ ہندوستانی جونیئر ریڈ کراس سے لیا گیا ہے۔ اور اردو ویس میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ (ورما)

یہ مرض آنکھوں کی مزمن سوزش ہے۔ اور بچوں میں نہایت ہی خطرناک۔ اس کا زیادہ تر حملہ بالائی پپوٹے کے درمیانی حصے پر ہوا کرتا ہے۔ دوسروں کو نظر آتا ہے کہ پپوٹے بیماری ہیں اور آنکھ کم کھلتی ہے۔ اور اپنا ایس مریض کو آنکھوں میں جلن، خارش ہوتی ہے یا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ میں کچھ پڑ گیا ہے۔ روشنی کا اثر آنکھوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اور ان میں سے پانی گر کر ناس ہے۔ اس کا علاج اگر جلد کر لیا جائے تو صحت ہو جاتی ہے اگر معقول علاج نہ کیا گیا تو نہایت خراب نتائج رونما ہوتے ہیں۔ مثلاً زخم قریب اور کی بصریت یا نابینا پن۔

اس مرض کا واقعی سبب تو معلوم نہیں۔ مگر یہ ہے متعدی یعنی ایک سے دوسرے کو لگ جانے والا۔ اور جہاں تو انہیں حفظانِ صحت کی لاپرواہی کی جاتی ہو۔ جہاں انہوے کشیز جمع رہتا ہو۔ وہاں پر بہت جلد پھیل جاتا ہے۔ نیز غلیظ عادات اور کمی خوراک والوں میں خوب نشو و نما پاتا ہے۔ خاک، وھول (دگر و غبار) اور مھوواں اس کے داخلی سبب ہیں۔ بیمار آنکھ سے تنہا رست آنکھ پر اس بیماری کو کھتیاں پہنچاتی ہیں۔ ہاتھوں، رومال، تولیا (انگوچھا)، بستر، جھڑی، سلجی، ٹب، وغیرہ سے بھی مرض لگ جاتا ہے۔

اس مرض سے بچا رہنا ممکن ہے۔ اور ذیل کی ہدایات پر یہ ہوشیاری عمل کرنے سے بچ سکتے ہیں:-

۱۔ ہاتھوں اور چہرہ کو صاف رکھنے کی غرض سے، ان کو دن میں کئی بار صابون اور پانی سے دھونا۔

۲۔ وہ رومال، تولیا، بستر وغیرہ استعمال نہ کرنا کہ جو دوسروں نے استعمال کیا ہو۔

۳۔ مکتیوں سے اپنی اور اپنے بچوں کی آنکھوں کو بچانا۔ کیونکہ مرض کا مواد لے جا کر بیماری لیا جاتی

سب سے بڑی چیز مکھی ہے۔

۴۔ اگر روہے والی آنکھ کو چھو ہوا تو اپنے ہاتھوں کو صابون اور پانی سے اچھی طرح دھونا۔

۵۔ روہے والوں کو تنہا رست آنکھ والوں سے علیحدہ رکھنا اور ان کا علاج کرنا۔ یہ مرض خاص کر ماریوں

کارخانوں، فیکٹریوں اور مزدوروں میں اور فوجی کیمپوں میں جلد پھیل جاتا ہے۔ اس لئے ان کا معائنہ کرنا چاہئے تاکہ ان کو الگ رکھ کر ان کا علاج کیا جاسکے اور مرض نہ پھیلے۔

۶۔ جب مریضوں کو جدا کرنا ناممکن ہو تو صفائی کا پورا لحاظ رکھنا۔ اور اس بات پر کہ رومال، تولیا وغیرہ اپنے ہی استعمال کریں۔

۷۔ بچوں کو اپنا ارہی سے صاف رہنے کی عادت ڈالنا۔

اگر آپ کی آنکھیں سُرخ ہیں یا اُن سے ریزش ہوتی ہے تو تیلیہیافتہ ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ لکڑیوں کا علاج ہفتوں نہیں، مہینوں تک جاری رہنا لازمی ہے۔ عطائی (آن پڑھ۔ غیر تربت یافتہ) معالجون اور عطائیہ علاج سے باز رہئے۔ ورنہ ناقابل علاج نقصان ہو سکتا ہے۔ معقول ڈاکٹر و سنباب نہ ہو۔ تو بورک لوشن کے چند قطرے اور ربہ خالص ارٹھی کاتیل آنکھوں میں ڈالتے رہئے۔ جن کو ایسی جگہ کام کرنا ہوتا ہو کہ جہاں گرد و غبار اُڑا کرتا ہے۔ تو خاک اور چندھ سے بچنے کے لئے ”لوگلز“ (چشمے) لگانا چاہئے۔

بورک لوشن کی بجائے ذرا سا نمک پانی میں گھول کر اور چھان کر اُس سے چار پانچ بار آنکھ دھولیا کریں اور پھر ارٹھی کا صاف تیل چمکا دیں۔ جن آنکھوں سے ریزش جاری ہو ان کو اس روئی سے پونچھنا چاہئے کہ جس کو پانی میں ڈال کر ۵ منٹ تک اُبالا ہو۔ مریض بچوں کو صحت مند بچوں سے الگ رکھنا چاہئے۔ کیونکہ بچوں میں یہ مرض جلد پھیل جاتا ہے کابل یا سرمرہ، ایسی سلائی سے نہ لگایا جائے کہ جس سے اوروں نے لگا یا ہے، مبادا کسی رو بے ڈالنے لگا کر اس کو مرض کے مادہ سے خراب کر دیا ہو۔

آنکھوں پر حیشہ رگوگل، یا چہرہ پر ایسا تیل لگا یا کریں کہ جس کی بو سے مکھیاں پاس نہ آئیں۔  
انارہے ہونے کے بڑے سبب حسب ذیل ہیں:-

۱۔ شب کو رسی (رتوندی) اور ”کریٹولیشیا“ نامی بیماری۔

۲۔ آنشک اور سوزاک۔

۳۔ روہے یا لکڑے۔

۴۔ خراش اور اوہیہ یا اشیا کا پڑ جانا۔

۵۔ چھپک۔

۶۔ نوزائیدہ بچہ کی آنکھ دکھنا۔

۷۔ بھینگا پن اور کوتاہ بینی۔

اس لئے پہلے دو مضمون اور آٹھویں حالت کا مناسب علاج کریں چھپک والے کی آنکھیں بن۔ ہوں تو ان میں بورک لوشن، یا ”پروٹارگل لوشن“ ڈال کر یہ خراش و ارجیزد سے آنکھوں کو بچائیں۔ پڑ جائیں تو دھولیا کریں۔ بچہ کو پیدائش کے بغیر غسل دینے پر اس کی آنکھوں میں اوپر کھسے لوشن ڈال دیا کریں۔ حادثاتِ اضی و سادی سے بچے رہیں۔ لاحق ہونے

پر مقول علاج کرائیں :

فوٹ متوجم - چونکہ یہ مرض مزمن قسم کا ہے۔ اس لئے بدیر میں یا اس کے لواحقین معلوم کرنے ہیں کہ مرض ہے۔ اس لئے علاج تھوڑے ہی دنوں بعد ترک کر دیا جاتا ہے۔ غلطی ہے۔ راقم کو افسوس ہے کہ خواندہ اور تعلیم یافتہ لوگ آنکھوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ایک جگہ میرے ساتھ ایسے ایک صاحب نے کھانا کھایا کہ جن کا لڑکا (جو کہ ساتھ ہی تھا، روہوں کا مریض تھا۔ میں نے بند پانچراہوں نے کچھ بھی توجہ نہ کی۔ ایک ماں ہسپتال میں ایسے بچے کو لائی کہ جس کے کان پر زخم تھا اور جس کو روہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کیا آنکھوں کے لئے دوا چاہتی ہو؟ جواب ملا کہ نہیں بلکہ کان کیلئے آنکھ کو بورک یا منک پانی سے دھونے کیلئے ایک کانچ کا پیالہ مناسب ہوتا ہے کہ جس کو ”آنی باٹھ کلاس“ کہتے ہیں اور جو تقریباً ۱۲ میں مل جاتا ہے۔ روہوں کی ایک ”پے سنٹ“ دوا بھی ہے ”کپرمو ارجنٹک آئینٹ منٹ“ جو کہ غالباً عمل کو مل جاتی ہے۔ کانچ کی سداقی ساتھ آتی ہے۔ کہ جس سے دوا رکھ جل کی طرح، لگتی جاتی ہے۔ صبح و شام آنکھوں کو لوشن سے دھونا اور مرہ شام یہ دوا لگانی چاہئے۔ اس حالت میں کہ جب علاج کرنے والا اور علاج دستیاب نہ ہوتا ہو۔ فقط :

(شیاماچرون ورمہ)

## زمانہ گزر گیا

(از جناب ابوالعالم محمد سمیع صاحب باختم زمر کا بنی تمیز عمدۃ الشعراء ان العصر حضرت عمر فاروقؓ کا نشانہ تھوڑا عرصہ پہلے)

|                                     |                                     |
|-------------------------------------|-------------------------------------|
| یوں اپنی زندگی کا زمانہ گزر گیا     | جھٹکا ہوا تھا ادھر آیا ادھر گیا     |
| تھا جس پہنا زاپ کو وہ کیا ہوا شب    | وہ آپکا اُبھانے والا کدھر گیا       |
| بعدِ شب بابتِ مہیا دُشیا ہے         | وہ دن گزر گئے وہ زمانہ گزر گیا      |
| گوارہ بن گیا جسے گردِ آبِ سحرِ عشق  | دریائے عاشقی سے وہی پار اُتر گیا    |
| پھر کیا ہوا آہ سے جو نہ تاثیر آہ ہو | کیا کر سکے فغاں جو فغاں سے اُتر گیا |
| دیکھی ہے جس نے کوچہ و لہار کی بہا   | اسکی نظر سے گشتِ فضاں اُتر گیا      |
| ہو کیا سخنوری کہ زمانے میں قد اب    | قدِ سخنوری کا زمانہ گزر گیا         |

# گندم کی کانگیاری کا انسداد

قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ مل کر صحرا بن جاتا ہے (ساری)

ایک آنہ ہر روپیہ میں زمینداروں کی خدمت میں

تھوڑا تھوڑا مل کر بہت بن جاتا ہے۔ کیا آپ روپیہ میں سولہ آنے فصل حاصل کرنا چاہتے

ہیں یا محض پندرہ آنے یا اس سے کم ۱۲

آجکل ہر ایک روپیہ میں ایک آنہ کی بچت اہمیت رکھتی ہے اس لئے مہربانی فرما کر

## کانگیاری

کے متعلق ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے

کانگیاری کا بیج گندم کے بیج کے اندر پرورش پاتا ہے۔ اور ہر سال جب آپ گندم کا مریض بیج بونینگے تو کانگیاری پھیلتی جانے لگی۔ ختمے کہ آپ کی پیداوار میں بہت سے آنے کم ہو جائینگے۔ اگر آپ بل چلائے نہ کھاؤ ڈالنے۔ بیج بونے۔ پانی دینے فصل کاٹنے اور دانے علیحدہ کرنے کی انتہائی محنت کے عوض میں محض نصف مفدا رغلہ کی حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہر روز کی محنت کا پورا پورا منافع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کانگیاری کی مناسب روک تھام کریں۔ کیونکہ جب تک آپ اسے بالکل نیست و نابود نہ کریں گے۔ یہ ہر سال آپ کی فصل کو نقصان پہنچاتی رہے گی۔

جب آپ کی فصل اُگ رہی ہو۔ اور خوشے نکل رہے ہوں تو آپ کو اُن میں چند سیاہ رنگ کے خوشے نظر آئینگے وہ سیاہ رنگ کانگیاری کے باعث ہے۔ جب یہ آثار نظر آئیں تو ایک تھیلے کے کھیت میں چلے جائیں۔ اور ہر ایک سیاہ رنگ کے خوشے کو احتیاط سے چن کر تھیلے میں بند کر لیں اور گھر جا کر یا تو انہیں زمین میں دفن کر دیں یا جلا دیں۔ اسی طرح ہر روز کانگیاری والے سیاہ خوشے توڑتے جائیں۔ ختمے کہ کوئی بھی باقی نہ بچے۔ توڑتے وقت خوشہ حفاظت سے پورے ہاتھ کی

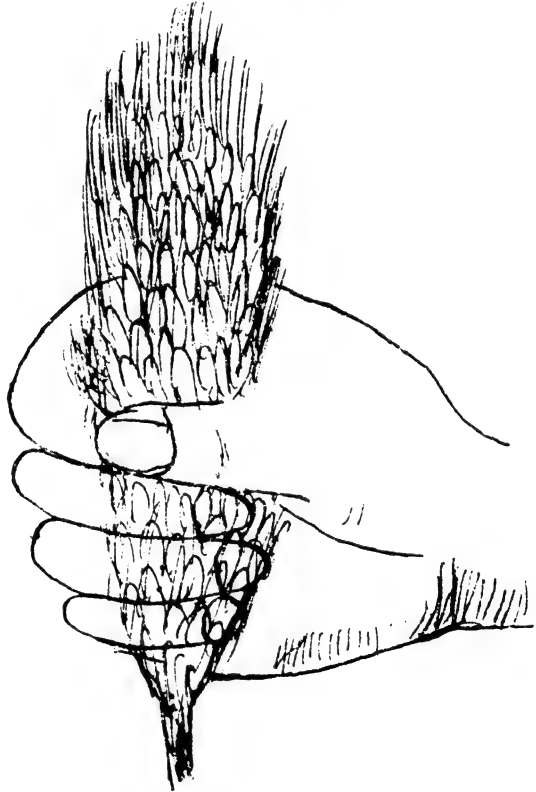




گرفت  
میں ہیں۔  
تاکہ کالی  
کانگاری  
دوسرے  
پودوں پر  
نہ گر سکے  
کیونکہ اگر

یہ دوسرے پودوں پر گر جائے تو ان کو بھی اسی طرح خراب کرنے کی۔ نیچے کی تصویر ملاحظہ فرمائیں :

فصل کاٹ کر لانے حاصل کرنے اور ان کو  
بطور بیج آئندہ سال کے لئے حفاظت سے  
رکھنے کیلئے دیگر بہت سی باتوں کا خیال رکھنا  
ضروری ہے۔ جو بعد میں بیان کی جائیں گی۔  
فی الحال آپ اسی بات کی احتیاط کریں کہ  
سیاہ خوشے توڑ کر زمین میں دفن کر دیئے  
جائیں یا ان کو جلا دیا جائے۔ یہ  
نہایت سہل طریقہ ہے۔ اور اس میں  
ایک تو آپ کا کوئی خرچ نہ آئے گا۔  
اور دوسرے آپ کے غلہ میں کثیر  
اضافہ ہو جائے گا۔ اگر آپ ایسا نہ  
کریں گے۔ تو فصل کا نقصان ہو جانے  
پر پچھتا نا مفصل ہو گا :



(از دفتر اصلاح دیہات پنجاب لاہور)



ضروری اطلاع۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عام میل کی شکایت معاف (منہجرا)

# خلیل ربی کا ایک رُق

(از جناب سہاں سلطان احمد صاحب وجودی ایم۔ اے۔)

میں نے تیرے ارشاد کی تعمیل کی۔ پہلی رات

(۱)

جب مجھے یہی حکم ہوا کہ میں سب سے عزیز چیز کو  
قربان کر دوں تو میں نے ایک سو اونٹ ذبح کئے،  
دوسری رات پھر وہی آواز۔ میں نے تعمیل کی  
اور دوسرے دن دو سو اونٹ ذبح کئے۔

اُسی رات . . . . . ہر طرف سنا . . . . .  
اے ابراہیم! اتوبے قرار ہو کر کیوں اٹھا . . . ؟  
یہاں تو کوئی بھی نہیں . . . . . تو کیا وہ  
اک خواب تھا . . . . . ؟ ہاں یقیناً خواب ؟

تیسری رات پھر وہی آواز۔ . . . . تین سو  
ذبح کئے۔

میں نے دیکھا . . . . . نہیں میں نے سنا  
کہ مجھے کیا کہا جا رہا ہے۔ کہ میں اپنی سب سے عزیز  
چیز کو قربان کر دوں۔

آج چوتھی رات ہے۔ میں پھر وہی آواز سنا  
ہوں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے . . . ؟

کیا مجھے تعمیل کرنی چاہئے . . . ؟ . . . ؟ . . . ؟ . . . ؟ . . . ؟  
میں نے دیکھا . . . . . نہیں میں نے سنا

میرے خدا! میرے خدا! مجھے یہ راستہ  
دکھا۔ مجھے بتائیے کیا کرنا چاہئے ؟ . . . . .  
اس آواز کا بار بار آنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ اونٹوں  
کی قربانی تجھے منظور نہیں۔ میری سب سے عزیز چیز کیا  
ہے۔ جسے قربان کرنا چاہئے ؟

میں نے دیکھا . . . . . نہیں میں نے سنا  
میرا خدا! میرے ساتھ ہے۔ مجھے دھوکا  
نہیں دیا جا سکتا۔ میرے خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔

. . . . . ؟ . . . . . ؟ . . . . . ؟ . . . . . ؟ . . . . .  
جان . . . . . ؟ نہیں میں نے اس کی کبھی پروا  
نہیں کی۔

میں اُس کی تعمیل کر دوں گا۔ اور ضرور کر دوں گا۔ بس  
میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ صبح ہوئے میں ایک سو  
اونٹ قربان کر دوں گا۔

(۲)

اولاد . . . . . ہاں میں اسے سب سے زیادہ  
عزیز رکھتا ہوں۔

اے خدا! اے خدا! مجھے بتائیے کیا کرنا  
چاہئے . . . . . ؟

دل کا ٹکڑا ہے۔ اور میری دیرینہ سالی میں میرا مددگار ہے۔ قربان کرتا ہوں اُس پر جو کُن کے کہنے سے دنیا و مافیہا پیدا کرتا۔ اندھیرے گھروں میں اجالا کرتا اور جب چاہے انہیں بے چراغ کر دیتا ہے ۞

(۴۷)

مجھے اپنے استقلال اور جاں نثاری پر تو اعتماد تھا ہی نہ تحقیق طلب یہ تھا۔ کہ پندرہ سالہ نوجوان اپنے گلے پر چھری چلتے دیکھ سکتا ہے۔ یا نہیں... سو اسماعیل کے جواب نے میرے شکوک رفع کر ڈئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہاجرہ اس بات پر راضی ہو جاتی ہے یا نہیں ۞

آخر ماں ہے۔ کس طرح منظور کرے گی؟ بچے کو کس طرح چھری کے حوالے کر دے گی۔؟ خیر مجھے کون بہانہ تلاش کرنا چاہئے ۞  
لو وہ آگئی۔

حضرت ابراہیم۔ ”ہاجرہ۔“

حضرت ہاجرہ۔ ”ارشاد“

حضرت ابراہیم۔ ”ہمیں آج ایک دعوت پر جانا ہے۔ اسماعیل سے کہو کپڑے تبدیل کرے۔“

حضرت ہاجرہ۔ ”بسر و چشم“

نھوڑی دیر میں حضرت اسماعیل کپڑے تبدیل کر کے آجائے ہیں۔ حضرت ابراہیم ایک چھری اور رسی ہاتھ میں لے کر بیٹے کے ساتھ جانے کو تیار ہیں ۞

حضرت ہاجرہ۔ ”آقا! دعوت میں چھری اور رسی کا کیا کام؟“

(۴۸)

بیٹے نے جس میں باپ کی فرمانبرداری۔ خدا کی محبت اور اپنے مالک کی اُلفت کوٹ کوٹ کر بھری تھی نہایت ادب اور انکساری سے باپ کی خدمت میں عرض کی۔

تبدلہ گاہ! میرا جسم۔ اس میں روح اور جو کچھ بھی ہے۔ سب خدا کا بخشا ہوا ہے۔ میں اُس کا حکم بڑے چشم بجالاؤں گا اور قربان گاہ پر قربانی کا بکرہ بن کر چڑھ جاؤں گا۔

”ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے۔ وہ

کیجئے۔ خدا نے چاہا تو میں ثابت قدم

رہوں گا۔۔۔۔۔“

حضرت ابراہیم بیٹے کی تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا تجھ جیسے نیک غصلت اور نیک طینت بچے کو اُس کا باپ کیوں محبت نہ کرے میرا خیال تھا کہ تو موت کے نام سے تھرائے گا۔ تیرا نازک دل اس ہدیت ناک منظر سے ڈر جائے گا۔ تجھے ڈھب پر لانے۔ تیری قربانی دینے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مگر وہ ایک جھوٹا خیال تھا۔ جو میرے دل میں گھر گئے تھا۔ وہ ایک دہم تھا جو مجھے ڈرا رہا تھا۔ تیرے اخلاق حمیدہ۔ تیرے اوصاف پسندیدہ اور تیرے اطوار سعیدہ ہیں ۞

آہ! کیا ہی خوش قسمت ہے۔ وہ باپ جس کی اولاد نیک کردار ہو۔ سعادت اطوار ہو۔ ہیں اس کو جو نیک ہے۔ میرے بڑھاپے کا عصا ہے۔ میرے

حضرت ابراہیمؑ۔ ”ہاں اس کی بھی ضرورت ہے۔“  
وہ چلے جاتے ہیں۔

(۵)

جس نے آدم اور حوا کو ہسکایا۔ گئیوں کھلایا۔  
اور بارغ عدن سے نکلوایا۔ جو بابل قاہل کے پاس  
پہنچا اور بھائی کے ہاتھوں بھائی کا قتل کرانے سے  
نہ رکا۔

اسمعیل! کیا تو اُس کے ہاتھ سے بچ سکتا ہے۔  
...؟ نہیں اسمعیل تو ابھی بچہ ہے۔ شیطان کی چالوں  
کو سمجھ نہیں سکتا۔ آ۔ ذرا۔ میرا کھیل تو دیکھ۔  
شیطان آدمی کی شکل میں اسمعیل کے پاس جاتا

ہے۔

شیطان۔ ”چھوٹے صاحبزادے سلام!“  
حضرت اسمعیل۔ ”آداب بڑے میاں آداب“  
شیطان۔ ”آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟“  
حضرت اسمعیل۔ ”صفا و مروا پہاڑیوں کا قصد  
ہے۔“

شیطان۔ ”پس آپ کے ساتھ یہ صاحب کون ہیں۔  
جو آپ کے آگے آگے چل رہے ہیں؟“

حضرت اسمعیل۔ ”یہ میرے والد بزرگوار ہیں۔“  
شیطان۔ ”ان کے ہاتھ میں رسی ہے اور پھری  
بھی۔ کیا لکڑیاں لانے کا قصد ہے؟“

مگر لکڑیوں کے لئے کھماڑی کی ضرورت ہوتی  
ہے۔ پھری کا کیا کام؟

حضرت اسمعیل۔ ”ہاں۔ وہاں قربانی دی جائیگی۔“

شیطان۔ ”قربانی؟ کس کی؟“  
حضرت اسمعیل۔ ”میری۔“

شیطان۔ ”چھوٹے صاحبزادے! آپ نے کیا  
فرمایا؟“

حضرت اسمعیل۔ ”ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں۔  
خدا تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے۔“

شیطان۔ ”ہوگا۔ مگر کیا باپ یہ گوارا کر سکتا ہے۔  
کہ اپنے نورِ نظر کے گئے پر پھری پھیر دے؟  
کیا باپ یہ گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اپنے نختہ جگر  
کو اپنے ہاتھوں ذبح کر دے؟

نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بات نہیں جلا دے  
یقیناً جلا دے۔“

حضرت اسمعیل۔ ”اُف خدایا! یہ تو شیطان ہے۔  
لاحول ولا قوۃ...“

(۶)

کہا جاتا ہے۔ کہ میں احکامِ خدا کے سر انجام  
دینے میں روکاؤں میں ڈالتا ہوں۔ روڑے اٹکاتا  
ہوں۔ کوئی بھی بُرا کام دنیا میں ہو۔ کہا جاتا ہے  
کہ اُس میں میرا دخل ضرور ہوگا۔

مگر... مگر... کیا اصلیت یہی ہے؟  
کیا یہ سچ کہا جاتا ہے؟ کیا واقعی میں کسی کو اچھا  
کام کرنے نہیں دیتا؟ نہیں یہ غلط ہے۔

بابا!...!! یہ سچ ہے کہ میں ہر ایک پر  
غلبہ پانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر چٹان پر بنا ہوا  
مضبوط مکان۔ میرے فریب کی رو۔ اس کی طرف

جاتی تو ضرور ہے۔ مگر اس سے ٹکرا کر۔ ندامت اٹھا کر واپس آ جاتی ہے :

بھائی! مجھے بُرا کیوں کہتے ہو.....؟ اپنے آپ کو کوسو۔ میں اپنا کام کرتا ہوں تم اپنا کام کئے جاؤ :

اے ابراہیم! اب نیری باری آئی۔ بڑھا آدمی بڑھاپے میں عقل اور مذہب دونوں کو کھود دیتا ہے :

آدمی کی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس جاتا ہے شیطان۔ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ نے کوئی

خواب دیکھا ہے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے۔ کہ آپ کا خیال ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے کھایا گیا ہے۔ اور اس لئے آپ اپنے بیٹے کی قربانی

دینا چاہتے ہیں۔ مگر مجھے اس خواب کے سچا ہونے میں شک ہے۔ میں بھی باپ ہوں۔

میرے پہلو میں بھی اولاد سے محبت کرنے والا دل موجود ہے۔ مجھے آپ کی حالت پر

تڑس آتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ خواب جھوٹا تھا۔ اور...

حضرت ابراہیم۔ اے شیطان! لا حول ولا

قوة :

(۷)

توبہ۔ توبہ۔ آج مجھے کن آدمیوں سے پالا پڑا۔ ہر طرف زک اٹھانی پڑتی ہے۔ جابر جاتا ہوں منہ

کی کھاتا ہوں۔ مجھ پر الزام لگانے والوں میں سے کوئی ہو۔ تو گھبرا جائے۔ مجھے بُرا کہنے والوں

میں سے کوئی ہو۔ تو پھبتیاں اٹھائے :

میرا خیال تھا۔ کہ بڑھاپا انسان کے دل میں تذبذب پیدا کر دیتا ہے۔ مگر ابراہیم نے ثابت

کر دیا۔ کہ خدا پرست انسان بچہ ہو۔ بوڑھا ہو یا جوان ہو۔ اُس میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا :

ہاں! عورت! یہ بے وقوف مشہور ہے۔ ہا ہا ہا! حاجب میں پہلے دن حوا کے پاس گیا۔ کس طرح

پیشانی۔ کس طرح گھبرائی۔ جب میں نے کہا۔ یہ گیمیں نہاری آنکھوں میں روشنی پیدا کرے گا۔ اس نے

جھٹ خود دکھایا اور آدم کو بھی کھلانا شروع کر دیا :

ہاجرہ!.....!!۔ ابراہیم اور اسمعیل تو میرے حال سے بچ نکلے۔ مگر تو کہاں جا سکتی

ہے.....؟

آخر تو عورت ہے.....! عورت کے لباس میں حضرت ہاجرہ کے پاس جاتا ہے۔

شیطان۔ ”سبیل سلام“

حضرت ہاجرہ۔ ”اؤ بہن اؤ“

شیطان۔ ”تمہارا خاوند کہاں ہے؟“

حضرت ہاجرہ۔ ”دعوت پر گئے ہیں“

شیطان۔ ”اور بیٹا.....؟“

حضرت ہاجرہ۔ ”وہ بھی“

شیطان۔ ”ہاں میں نے دیکھا۔ ایک بوڑھا اور ایک لڑکا جا رہے تھے۔ وہی ہونگے مگر میں نے دیکھا اُن کے ہاتھ میں رسی تھی۔

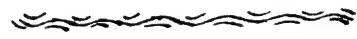
اور ایک بھری بھی۔

یاد نہیں کسی سے یہ بھی سنا کہ وہ بیٹے  
کو فوج کرنے گئے ہیں۔  
حضرت ہاجرہؑ - "نہیں بن یہ ہو سکتا ہے  
.....؟

شیطان - نہیں بوا! یقین جانو - میں نے یہ  
بھی سنا ہے۔ کہ انہیں خواب آیا ہے۔  
اور وہ اُسے خدا کا حکم سمجھ رہے ہیں۔  
حضرت ہاجرہؑ - "اگر ایسا ہی ہے۔ اگر خدا کو  
میرے بیٹے کی قربانی منظور ہے۔ تو اس کے  
باپ کو ضرور کرنی چاہئے۔ وہ آئیں تو میں

تاکید کروں گی۔ کہ ضرور کریں۔ اور  
خدا کے ارشاد کی تعمیل میں سرِ مرقہ نہ  
آنے دیں۔  
شیطان - "مگر خیال یہ ہے۔ کہ وہ خواب  
بھوٹا ہے۔"

حضرت ہاجرہؑ - "خواب بھوٹا ہے...؟  
یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میرا خداوند خدا  
پرست ہے۔ اسے دھوکا نہیں دیا جاسکتا  
تو شیطان ہے مجھے بھکانے آیا ہے۔"



(وجودی)

## افکارِ نگین

اب کہاں وہ زندگانی کے مزے  
وہ مئے تازہ سے کیا ہوشِ و کام  
ہے سوالِ دیدار کا حاصل یہی  
حاصلِ الفت ہیں بزمِ ناز میں  
ہم نے منتقل میں لپٹ کر تیغ سے  
جول ہوا فسردہ تو ممکن ہی نہیں  
مجمعِ اہل سخن میں اب کہاں  
تھے جوانی تک جوانی کے مزے  
جس نے چکھتے ہیں پرانی کے مزے  
لیجوابِ لن ندرانی کے مزے  
بدگماں کی باگمائی کے مزے  
خوب لڑے سخت جانی کے مزے  
خوش کلامی خوش بیانی کے مزے  
شعر گوئی شعر خوانی کے مزے

اس زمانے میں ہوسا نگین شعر خواں  
ہیں یہ پیری میں جوانی کے مزے

# مولانا حالی کی ست سالہ سالگرہ

کے عظیم الشان مہر پر حالی بکدا پو نے نہایت انتہام اور نفاست کے ساتھ مست درجہ ذیل کتابیں شائع کرائی ہیں:-

## (۱) تذکرہ حالی

مولانا حالی دور موجودہ کے زبردست ادیب، جدید شاعری کے موجد اور قوم کے بہت بڑے مصلح تھے، مگر آج تک ان کی کوئی مبسوط اور جامع سوانح عمری شائع نہ ہو سکی۔ حالانکہ مولانا کے انتقال کو آج بیس برس ہو چکے ہیں، مگر یہ کہانی بکدا پو نے ”تذکرہ حالی“ شائع کر کے لکچر کی اس بہت بڑی کمی کو پورا کر دیا۔ ”تذکرہ حالی“ نہایت تحقیق، عرصہ راز کی تلاش اور بڑی محنت کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔ کتاب دس بابوں اور سینکڑوں عنوانات پر مشتمل ہے جن میں مولانا کا حساب نسب، شجرہ، آباؤ اجداد کا تذکرہ، طفولیت، تحصیل علم، استادوں کی تفصیل، نوکری، خدمتِ علم، دیگر سوانحی حالات اور اولاد کا حال پوری جامعیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کی تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ نظم و نثر تصانیف کا بیان ہے۔ آخر میں مولانا کے اخلاق و عادات کے متعلق ایسے حیرت انگیز واقعات مرتب کئے گئے ہیں کہ انہیں پڑھ کر مولانا حالی کی قدر و منزلت اور عزت و عظمت دل میں دس گنی بڑھ جاتی ہے۔ آج تک کسی شخص نے مولانا حالی کے حالات اتنی تفصیل اور اس قدر جامعیت کے ساتھ قلمبند نہیں کئے۔ ناظرین کو کتاب کے مطالعہ سے مولانا حالی کے متعلق بہت سی نئی باتیں معلوم ہوں گی جو اس سے پہلے عام طور پر معلوم نہیں تھیں۔ کتاب بے انتہا نفاست اور خوشنمائی کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ چھوٹی مچھلی قطع کے کتابت نہایت دیدہ زیب طباعت و لفریب۔ کاغذ اعلیٰ قسم کا چمکدار، شروع میں مولانا کا فوٹو، سرورق بزرگ کا حصار، درجہ جاذب نظر۔ جلد نہایت خوبصورت بن چکی ہوئی، جس پر سنہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے۔ غرض کتاب کو بہتر سے بہتر طور پر پیش کرنے میں حتی الامکان کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ قیمت فی جلد دو روپے .. .. .

## (۲) رباعیات حالی

صاحبانِ وقت واقف ہیں کہ مولانا حالی کی رباعیاں کتنی نصیحت آمیز، پُر اثر اخلاق و عظمت میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہیں۔ مولانا کی رباعیوں کے آج تک جتنے مجموعے شائع ہوئے ہیں، وہ سب بہت مختصر اور نامکمل ہیں۔ حالی بکدا پو نے مولانا کی صد سالگرہ کی یادگار کے طور پر رباعیات حالی کا مجموعہ شائع کیا ہے جس میں مولانا کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ رباعیاں نہایت تلاش و تحقیق سے مہیا کر کے جمع کر دی گئی ہیں عام طور پر مولانا کی صرف ایک سو رباعیاں ملتی ہیں مگر اس مجموعہ میں ۱۸۰ رباعیاں مرتب کی گئی ہیں۔ ہر ایک رباعی کا ماحذھی لکھ دیا گیا ہے۔ کتاب نہایت خوشنما چھوٹی قطع پر شائع کی گئی ہے۔ خط جلی اور لفریب ہے۔ ایک صفحہ پر ایک رباعی لکھی گئی ہے۔ کتابت اور طباعت میں انتہائی طور پر نفاست اور عمدگی کا خیال رکھا گیا ہے۔ سرورق بزرگ سے نہایت خوشنما تیار ہوا ہے۔ شروع میں مولانا کا فوٹو ہے۔ کتاب بکدا پو نے جس پر سنہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے۔ قیمت فی جلد دو روپے علم

ملنے کا پتہ:- حالی بک ڈپو پانی پت

# سفر نامہ کلہی

## اردو ٹریننگ اسکول کیمپ پونہ ۲۸-۱۹۲۷ء

پیوست ہے جدول میں وہ تیر لکھنچتا ہوں اک ریل کے سفر کی تصویر لکھنچتا ہوں

ہم لوگوں کا پیشتر ارادہ بجا پور جانے کا تھا لیکن اختلاف رائے کے باعث وہاں نہ جا سکے۔ اور یہی جانتے پایا اور انسپٹر صاحب کی منظوری بھی مل گئی۔ چنانچہ ہم ارسہبر ۱۹۲۷ء کی شام ہی سہایت سرگرمی کے ساتھ لوگ اپنی نیابیوں میں مشغول ہو گئے۔ تمام رات چہل پہل میں گزار دی۔ اور علی الصبح اٹھ کر حراج ضروری سے فراغت حاصل کر کپڑے وغیرہ پہن کر بالکل تیار ہو گئے۔ اور مرزا صاحب کے حکم سے اسٹیشن پہنچ گئے۔ اور اٹھ بجے کی ٹرین سے سوار ہو کر بمبئی روانہ ہو گئے۔ اس موقع پر یہ بات قابلِ تعریف ہے۔ کہ جناب علی محمد خان صاحب صدر مدرس اور مرزا صاحب کی کوششوں سے نصف کرایہ دینا پڑا۔ مرزا صاحب ہم لوگوں کی نگرانی کیلئے ہمراہ گئے۔ چنانچہ بمبئی کے اسٹیشن پر ساڑھے گیارہ بجے دن کی گاڑی سے پہنچے۔ اور وہاں سے منزل مقصود یعنی میونسپل کھانڈیا اسٹیشن اردو اسکول میں گئے۔ سبب وغیرہ رکھ کر ناشتہ کر کے آرام کیا۔ اور شام کو گھومنے گئے جن لوگوں نے ٹرام نہ دیکھی تھی وہ ٹرام کو چلتی دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ اور بعضوں نے یہاں تک کیا کہ جتنی دوز تک ایک آنے میں جا سکتے تھے سوار ہو کر مغرب کو واپس آ گئے۔ اور راستے ہی میں مناکم ہٹرمجسٹی امان اللہ خان شاہ افغانستان کے زیرِ صدارت ڈوگری کے میدان میں خلافت کیٹی کی طرف سے جلسہ منعقد ہو گا۔ شام کے کھانے سے فارغ ہو کر جلسہ میں شرکت کی غرض سے میدان آ گئے۔ لیکن اس دن گورنمنٹ ڈنر کے باعث وہ نہ آ سکے۔ اس تمام راستے میں جس طرح سے امیر صاحب موصوف آئیوا لے تھے افغانی جھنڈیاں لگائی گئیں۔ اور خوب روشنی کی گئی۔ لیکن اچانک آنے سے لوگوں کی وہ تمام غرضیاں رنج سے مبدل ہو گئیں۔ ہم لوگ بھی بعدِ صحت و یاس ناکام و نامرد واپس آ کر سو گئے۔

۱۷ دسمبر بروز جمعہ علی الصبح اٹھ کر غسل کیا۔ اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر پھر ڈوگری کے میدان میں گئے تقریباً ساڑھے دس بجے بادشاہ افغانستان تشریف لائے۔ سارا میدان جگہ اقوم کے لوگوں سے بھر پڑا تھا سداں آپ کی پیرائہ تقریر نے تمام حاضرین جلسہ کے دلوں پر گہرا اثر کیا اور سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ ہر خاص و عام آپ کے اخلاقِ سنہ کے دل سے مداح تھے۔ بعدہ وہاں سے جامعہ مسجد گئے۔ اللہ کے فضل سے جگہ کافی مل گئی۔ آپ نے منبر پر



اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ ہم نے وہاں سے واپس آکر کھانا کھایا۔

(۱) **میوزیم** = پھر ہم لوگ مرزا صاحب کے ساتھ ٹرام پیسٹھ کر میوزیم گئے۔ وہاں پُرانے زمانے کے کپڑے اور آلات جنگ - مورتیاں - دستکارہاں - مختلف قسم کی متاعیں - ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں - بادشاہی زمانے کے کپڑے اور پُرانے زمانے کے بادشاہوں اور راجاؤں کی تصویروں وغیرہ قابل دید چیزیں دیکھنے میں آئیں۔ جن کے دیکھنے سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اُس زمانے میں بھی دستکاری و صنعتی میں اِس زمانے سے کسی طرح کم ترقی نہ تھی۔ پھر وہاں سے اپلوئند رگئے۔ کچھ دیر وہاں کی سیرت لطف اٹھاتے رہے۔ **تاج محل** بھی دیکھا۔ جس کی عمارت شاندار بنی ہوئی ہے۔ گماٹ بھی نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ پھر ٹرام میں بیٹھ کر واپس آ گئے۔ راستے میں اور

مختلف عمارتیں دیکھیں مثلاً - وکٹوریہ ٹرمینس - میونسپل آفیس (کارپوریشن) انجمن اسلامیہ مانی سکول وغیرہ۔  
**ہوٹل** = مورخ ۷ دسمبر بروز منچر صبح کو اٹھ کر ناشتہ کر کے بذریعہ ٹرام پریل گئے وہاں ٹرام سے انٹر کریم بھائی کی موٹی بل جکھوٹوٹی بل کے نام سے مشہور ہے۔ دیکھنے گئے۔ میجر کے حکم سے ایک آدمی ہم لوگوں کے ساتھ ساتھ رہا۔ اور ہر ایک چیز اچھی طرح دکھانا پھرا۔ مثلاً روٹی کی صفائی کے مختلف طریقے روٹی کا بیلن پر لپٹنا پھر اُس کے مختلف نمبر کے دھائے بنانا۔ اونٹنا بنانا کی معلومات۔ پھر سانچے پر مختلف مخافوں کا مناد اور روزانہ ایک کے کام کا اندازہ لگانا۔ طریقہ ان تیار کردہ مخافوں کا دھلانا اور استری ہونا۔ پھر کانٹھوں کا کپڑے بھر کر باندھنا وغیرہ وغیرہ۔  
**پریل لیوورٹیری** = بل سے واپسی کے بعد ہم لوگ پریل لیوورٹیری گئے۔ وہاں اجازت ملنے پر اندر گئے۔ اور ایک پاسی ڈاکٹر نے ہمیں وہاں کے معلومات سے آگاہ کیا۔ مثلاً - جینیم کی پرورش کا طریقہ - پھر اُن کے مارنے کا طریقہ۔ اور اُن سے نوید۔ اور طاعون کی بیماری کا علاج۔ دیوانے گتے کے کاٹنے کا علاج اور دواؤں کے بنانے کا طریقہ۔ وغیرہ وغیرہ بعض ایسی معلومات اچھی طرح آگاہ کیا جس سے ہم پیشتر آگاہ نہ تھے پھر وہاں سے ٹرام پر بیٹھ کر واپس مکان آ گئے۔ اور کھانا وغیرہ کھا کر مرزا صاحب کے حکم سے اپنے اپنے طور پر مختلف معلومات کی سیر کو گئے۔ اور شام کے وقت واپس آ گئے۔

۴۔ **ایلیفینڈا** = مورخ ۸ دسمبر بروز اتوار سب لوگ ناشتہ سے فراغت حاصل کر کے مرزا صاحب کے ہمراہ بذریعہ ٹرام کراک بندر گئے۔ وہاں سے چکر لگھا پوری میں جہاز سے انٹر کشتی میں سوار ہو ساحل پر پہنچے۔ پھر سب لوگ یہاں سے پایادہ مندر مقصود کو روانہ ہوئے۔ آفیس سے اجازت لی۔ چونکہ پیشتر سے اجازت منگائی گئی تھی۔ اس لئے گماٹ گئے جیسے تہ دیتے پڑے عام طور پر فی ٹکٹ ۴۸ روپے لیا جاتا ہے۔ پُرانے زمانے کی عمارتیں جو پہاڑ کے اندر بنی ہوئی ہیں اور دیوار ہی میں بت تراشے ہوئے جن کو دیکھنے سے زمانہ قدیم کی صناعی کا پتہ چلتا ہے۔ دیکھیں۔ وہیں ایک کونے میں پانی کا چشمہ بھی تھا۔ جس کا پانی نہایت صاف و شفاف اور ٹھنڈا تھا۔

پیا۔ جب وہاں کی تمام دلکش و دلربا چیزیں دیکھ کر فارغ ہوئے۔ تو باہر نکل کر ناشتہ کیا۔ جو اپنے ہمراہ لیکے ہوئے تھے۔ اس موقع پر ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ کھانے کے بعد بڑا دم بشیر احمد جناب مارون صاحب کے ساتھ چائے پینے کی تلاش میں نکلے۔ لیکن راستہ بھول گئے۔ جس کی وجہ سے دھوپ میں سخت پریشانی ہوئی۔ آخر کار چند آدمی دکھائی دیئے گئے جو وہیں کام کر رہے تھے۔ ان سے دریافت کرنے سے راستہ مل گیا۔ پھر کیا تھا تھوڑی دیر میں ہوٹل پہنچ گئے جو گھاٹ کے بالکل کنارے ہی تھا۔ وہاں جا کر چائو میز پر بیٹے۔ اور کچھ دیر آرام کیا۔ اتنے میں مرزا صاحب وغیرہ بھی آگئے۔ ان لوگوں نے بھی چائے پی۔ ٹھیک پانچ بجے جہاز آئی۔ اس پر سوار ہو کر پھر کرناک بندر گئے اور وہاں سے بذریعہ ٹرام مکان آگئے۔ چونکہ رات ہو گئی تھی اور تھکے ہوئے بھی تھے۔ کھانا کھا کر سو گئے۔

**۵۔ ٹیلیفون آفس سے** ۱۹ دسمبر صبح ناشتہ کر کے سب لوگ بذریعہ ٹرام مرزا صاحب کے ہمراہ ٹیلیفون آفس گئے۔ اور جب اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ تو آٹھ آٹھ کے گروہ میں اندر گئے۔ وہاں کے ایک کلرک نے مسلمان اور نہایت تخلیق تھا۔ اچھی طرح سے ایک ایک چیز دکھائی۔ اور سمجھائی۔ مثلاً ایک دوسرے سے کس طرح بات چیت کر سکتے ہیں۔ یا اگر کوئی ٹیلیفون خراب ہو جائے تو کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔ یا کوئی کسی کو دشمنی سے کالی وغیرہ ذکر قوس کی گرفت کیسے ہو سکتی ہے۔ بہر نوع عجیب و غریب باتیں بتائیں۔ جو کہ وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر واپس مکان آئے اور کھانا کھایا۔

ہا جیجی جہانزیہ تقیاد و بچے پھر ہم لوگ جنگی جہاز دیکھنے گئے۔ جہاز کا کپتان نہایت حسن اخلاق سے پیش آیا اور جہاز کی معلومات سے اچھی طرح آگاہ کیا۔ یہ کہ اس موقع پر کوئی بڑا جنگی جہاز وہیں نہ تھا۔ البتہ خوش قسمتی سے چار ہوائی جہاز جو بانی میں اترے ہوئے تھے دیکھے۔ ان کا رونا اور پھر اترنا بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر اپنے اپنے طور پر سیر کو گئے۔

**۷۔ کال گھر سے** ۲۰ دسمبر کو کھانا کھا کر سب لوگ تقریباً ساڑھے دس بجے بذریعہ ٹرام جناب مرزا صاحب کے ہمراہ کال گھر گئے۔ اجازت ملنے پر دس دس کے گروہ میں اندر گئے۔ جمعہ نے اچھی طرح وہاں کی معلومات سے آگاہ کیا۔ مثلاً تانبے کی اینٹیں پیسے بھی میں پگھلائی جاتی ہیں۔ جب شش پانی کے ہو جاتی ہیں۔ تو ایک سانچ میں یہ پانی بھر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تانبے کی پٹری تیار ہو جاتی ہے۔ پھر بیلن کے پیچے دبا کر دو پیسے برابر چوڑی اور پیسے کی موٹائی کے برابر موٹی پٹی تیار کی جاتی ہے۔ پھر بذریعہ مشین اس میں پیسے کاٹے جاتے ہیں۔ کنارہ بنتا ہے۔ اوپر نیچے جوشانات ہیں وہ بھی بنائے جاتے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تین خانے ہوتے ہیں۔ اس پر پیسے رکھنے سے اگر مقررہ وزن کے برابر ہوں تو بیچ کے خانہ میں وزن دائیں بائیں خانے میں گر جاتے ہیں۔ پھر خراب پیسے اور کٹے ہوئے پترے کلا کر مذکورہ بالا عمل

سے دوبارہ پیسہ بنتا ہے۔ جب یہاں کی سیر سے فراغت پائی تو بذریعہ ٹرام کول گیس دیکھنے کیلئے گئے۔  
**گیس کھپنی** ۷ لال ہاڑی پہنچ کر ٹرام سے اتر گئے۔ او گیس کھپنی چلے گئے۔ اجازت ملنے پر جگہ متعلیٰ اندر داخل ہوئے۔ وہاں کے  
 کارکن نے گیس کی معلومات سے ہم لوگوں کو اچھی طرح آگاہ کیا مثلاً گیس کے تیار کرنے کا طریقہ۔ اور ڈامبر کا بھی ساتھ ہی ساتھ تیار  
 ہونا بتلایا گیا۔ اور جب گیس تیار ہو جاتی ہے۔ تو اس سے شہر کے مختلف حصوں میں لٹنی پھینا۔ اور ڈامبر کو ٹرکوں وغیرہ کے ٹھکان میں تھما کر لے  
 دیا۔ اور باتیں بتائیں یہاں سے ایس ہو کر جناب فاضل صاحب برادرم بشیر احمد کیساتھ وکٹوریہ گارڈن دیکھنے گئے۔ کچھ لوگ مکان چلے گئے۔  
 وکٹوریہ گارڈن سے فراغت حاصل کر کے ہم لوگ بھی بذریعہ ٹرام مکان پہنچ گئے۔ چونکہ آج ہی واپس ہونا تھا۔ اس لئے سب لوگ تیاریوں میں  
 مشغول ہو گئے۔ اور رات کے ساڑھے گیارہ بجے کی ٹرین سے سوار ہو کر امرتایچ کی سب کو پونہ پہنچ گئے۔ ۷ اپنی ٹی ٹی وکٹوریہ گارڈن

## ”کیا ہوں میں؟“

(منشی غلام حسن کسری سیدی راولپنڈی)

دوائے درد ہوتا دردِ لا دوا ہوں میں  
 جو خود ہی گم ہو وہ نا کام مدعا ہوں میں  
 بتا دے تو ہی دل مضطرب کہ کیا ہوں میں  
 اٹھے جو دل ہی دردِ لا دوا ہوں میں  
 ہوں مشت خاک مگر منظرِ خدا ہوں میں  
 خطایہ دل کی ہے اے جان بچھا ہوں میں  
 کہ بحرِ عشق میں اک موجِ فنا ہوں میں  
 کبھی فنا کبھی محبتِ لقا ہوں میں  
 کہ دل کے آئینہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں میں  
 دمِ نظر ہی تو مایوس مدعا ہوں میں  
 دلیلِ عشق و محبت نہیں تو کیا ہوں میں؟  
 نہیں سے وہنِ حسرت کو بھرنا ہوں میں  
 ابھی بنا ہوں بھی بن کے بیگیا ہوں میں  
 جہانِ عشق میں کسے وہ خود نما ہوں میں

نہیں ہے کچھ مجھے اپنی خبر کہ کیا ہوں میں؟  
 تیری تلاش میں دنیا سے کھو گیا ہوں میں  
 نہ مبتدا کی خبر ہوں نہ مبتدا ہوں میں  
 وہ سوزِ عشق ہوں پیدا جو سازِ حسن سے ہو  
 بنیا عشق میں مضمر میں حسن کے جلوے  
 اسی کے جوشِ فغان نے کیا تجھے رسوا  
 مرا وجود ہے اے دل دلیلِ بربادی  
 کبھی عدم پہ کبھی ہے نگاہِ ہستی پر  
 یہ انتہا تصور ہی کی ہے جلوہ گری  
 نقاب اٹھتے ہی حالِ حجاب نور ہوا  
 ہر ایک زخمِ جگر ناز سے یہ کہتا ہے  
 نہیں یہ شکِ فشانے کا شغل ہے حاصل  
 خدا نے خلق کیا شکل گرد و باد مجھے  
 مرثیات تو اہل نظر پہ روشن ہے

# کالرا (ہیضہ) سے محفوظ رہنے کی تدابیر

(از حکیم محمد نفیس سوسانی طبیب فوج سرکار گوالیار۔ بازار مادہ ہو گنج لشکر گوالیار)

(ہیضہ) ایک نہایت ہلک اور دبائی مرض ہے۔ سوہمی کی وجہ سے اخلاط میں ایک قسم کا جوش اور بھان پیدا ہو کر تھے اور دست آنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے مریض نہایت کمزور اور لاغر ہو جاتا ہے۔ موسمی تغیر و تبدل اور برساتی جراثیم جو کنوؤں تالابوں چشموں میں بکثرت پیدا ہو کر اس موذی مرض کا باعث ہوتے ہیں۔ زیادہ تر یہ مرض موسم برسات میں پیدا ہو کر وبا کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ کمزور۔ لاغر و ضعیف الجنتہ اشخاص پہ اس مرض کا حملہ زیادہ ہوتا ہے۔ یا جن کو ہمیشہ بدہمی کی شکایت رہتی ہو۔ یا جو لوگ کھانے پینے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ وہ بھی اکثر اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں یا جن لوگوں کے مکانات نہایت کثیف غلیظ رہتے ہیں وہاں ہیضہ کے جراثیم پیدا ہو کر اس مرض کا موجب ہوتے ہیں۔ یا جن مقامات اور گلی کوچوں میں صفائی کا کافی انتظام نہیں ہوتا۔ وہاں یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ جب ہیضہ کا نہر یا مادہ جسم میں نفوذ کرتا ہے۔ تو ایک دن سے تین دن تک اس کا کوئی نمایاں اثر محسوس نہیں ہوتا مگر ہلک اور خطرناک ہیضہ کے اثرات چند گھنٹوں کے بعد ہی شریع ہو جاتے ہیں۔

## (علامات)

حسب ذیل ہیں

- (۱) مریض کوشدت کے ساتھ پیاس لگتی ہے۔ پانی پیتے ہی قے کر دیتا ہے۔
- (۲) پیٹ پھول جاتا ہے۔ اور سخت درد ہوتا ہے۔
- (۳) تھے میں غذائے غیر مہضہ خارج ہوتی ہے۔
- (۴) مریض کو قے اور دست بکثرت آتے ہیں۔ کھٹی دکاریں آتی ہیں مریض انتہائی کمزور ہو جاتا ہے۔
- (۵) بے چینی اور اضطراب بہت زیادہ ہوتا ہے۔
- (۶) ہاتھ پاؤں میں سخت گنجن ہوتا ہے۔
- (۷) مریض کی کمزوری کی وجہ سے آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ اور حلقے پڑ جاتے ہیں۔
- (۸) پیشاب بالکل نہیں آتا
- (۹) نبض نہایت کمزور اور رک رک کر چلتی ہے۔

(۱۰) مریض کے تمام ناخن نیچے ہو جاتے ہیں +

## ہیضہ سے بچنے کی تدابیر

- (۱) صفائی کا خاص طور سے انتظام رکھا جائے جسم لباس اور مکان کی ہر ممکن طریقہ سے صفائی رکھیں۔
  - (۲) پانی نظر کیا ہوا یا (جوش دے کر) استعمال کریں۔
  - (۳) صبح کو ناشتہ یا کوئی چیز ضرور کھالیا کریں تاکہ معدہ خالی نہ رہے۔
  - (۴) غذائیت لطیف زود ہضم کم مقدار اور وقت مقررہ پر کھائیں۔
  - (۵) بادی نفاخ اور ثقیل اغذیہ سے پرہیز کریں۔
  - (۶) کچے گلے سڑے فروٹ سے اجتناب کریں۔
  - (۷) قہریم کی غذا کو مکھیوں سے محفوظ رکھیں چونکہ ان میں زہریلا مادہ ہوتا ہے۔
  - (۸) ایام وبامیں دماغی جسمانی اور ناقابل برداشت محنت نہ کریں۔
  - (۹) کوئی مسلسل یا تفریق آور دوامی برسات میں تنہا نہ کریں۔
  - (۱۰) ہیضہ کے مریض کو جہاں تک ممکن ہو علیحدہ رکھیں۔
  - (۱۱) کھانے کے ہمراہ روزانہ سرکہ پیاز اور لیموں کا استعمال رکھیں۔
  - (۱۲) رات کو زیادہ نہ جاگیں کم سے کم چھ گھنٹہ ضرور سویا کریں۔
- کارے کیلئے ہم نے عرق مرکب تیار کیا ہے۔ جو اس مرض کے واسطے اکیر اور تیز بہن ثابت ہوا ہے۔ لاکھوں پر اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اس سببائی کا کام کیا ایام وبامیں اس کی ایک شیشی ہر شخص کو اپنے پاس ضرور رکھنی چاہئے۔ معدہ کے جملہ امراض کے واسطے اگر کیر حکم رکھتا ہے۔
- حفظ ماقدم کے واسطے موسم برسات میں شخص بلا قید و عمر استعمال کر سکتا ہے۔
- پتہ ذیل سے مفت طلب کریں۔ صرف ڈاک خرچ ادا کرنا ہو گا۔

## بادام کا شربت

کابی بادام چست ہوئے، چٹانک۔ گلاب کا عرق ایک سیرنگ، چٹانک پینے بادام کی گری کو پانی میں بھگو دیں۔ جب پھول جائیں تو نوک چکر چھانک اتار دیں۔ پھر پتھر کی سل پر ایک پیسین پچھوئی بادام کی گری کو چٹانک عرق گلاب میں گھول کر آگ پر رکھیں۔ اور دس منٹ تک پکے دیں پھر پانی (بادام) کا پانی شامل کر کے پندرہ منٹ تک دلا جائیں۔ جب تھنک جائے رکھا ہو جائے۔ تو آگ رکھنا لگائیں۔ نو بوتلوں میں بھریں۔ ایک لٹری شربت کو دو چٹانک پانی میں ملا کر پیئیں۔ یہ مائی کنڈری کے مفید ہے

# ضروری ہدایات متعلقہ ورزش

- ۱۔ ورزش رفع حاجت کے بعد کرنی چاہئے۔
- ۲۔ ورزش کے وقت جسم پر کم از کم لباس ہونا چاہئے۔
- ۳۔ صبح کے وقت ورزش کے بعد تیل سے مالش کرنی چاہئے۔ اور تولیے سے بدن صاف کرنا چاہئے۔
- ۴۔ ورزش کھلی اور صاف ہوا میں کرنی چاہئے۔
- ۵۔ صبح کی ورزش سورج نکلنے سے پہلے ختم کر لینی چاہئے۔
- ۶۔ صبح کی ورزش کے بعد نذرے ناشتہ کرنا چاہئے۔
- ۷۔ ورزشی کو جلد سونا اور صبح سویرے بیدار ہونا چاہئے۔
- ۸۔ دورانِ ورزش میں جہانگ مکھن ہو سکے۔ گہرے سانس لینے چاہئے۔
- ۹۔ ورزش ہر اعضاء کی کرنی چاہئے۔
- ۱۰۔ ورزشی کو ہر ہفتہ اکسہ سائیز میں تبدیل کرتے رہنا چاہئے۔
- ۱۱۔ ورزش ہمیشہ دو چار آدمیوں کے ساتھ مل کر کرنی چاہئے۔
- ۱۲۔ ورزشی کو سوائے برسات کے دودھ اور گھی تازہ اور کچھا استعمال کرنا چاہئے۔
- ۱۳۔ ورزشی کو کھانے پینے میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔
- ۱۴۔ ورزشی کو پابندی وقت کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔
- ۱۵۔ ورزش کو متواتر (لگاتار) نہ کیا جائے۔ یعنی ہفتہ میں ایک دفعہ ورزش بند کر دینی چاہئے۔
- ۱۶۔ ورزش کرتے وقت یا کودتے چھاندتے وقت ننگے استعمال ضروری ہے۔ جگت سنگھ ایس وی کھرڑ

## پستہ کا شربت

پستہ چھانک۔ گلاب عرق دو میرہ شکر ایک میرہ اچھی قسم کے پستوں کو پانی میں بھگو کر رکھ دیں۔ جب پھول جاہیں۔ تو چھیلکاتا کر پتھر کی سل پر بائیک پس لیں۔ پھر پیسے ہوئے پستوں کو ایک میرہ گلاب کے عرق میں بھگو کر دس منٹ تک ہلکی آگ پر پکائیں۔ اس کے بعد ایک کپڑے میں چھان لیں۔ پھر ایک میرہ شکر کو لہو ایک میرہ گلاب کے عرق میں گھول کر پکائیں۔ جب جوش آنے لگے۔ تو پستوں کا پانی شامل کر دیں۔ پندرہ منٹ تک اور پک جائیں۔ جب شربت اور گلاب ہوا ہو جائے تو اتار کر ٹھنڈا کر لیں۔ اور بوتلوں میں بھر لیں۔ روزانہ صبح کو ایک تولہ شربت دو چھانک پانی میں کر سکیں۔ بہت مفرح ہے۔ لیکن ایک تولہ سے زیادہ اسے استعمال نہ کریں۔

# اقوالِ نریر

(مردِ ارجنت سنگھ ایس وی ڈرل ماسٹر خالصہائی سکول کھرڑ)

- ۱۔ بولنا چاہتا ہے ۔ تو کلامِ شیریں بول
- ۲۔ دینا چاہتا ہے ۔ تو محتاجوں ۔ مفلسوں اور یتیموں کو دان دے ۔ اور فراموش کر دے ۔
- ۳۔ بہننا چاہتا ہے ۔ تو دہ اور صاف لبس پہن ۔
- ۴۔ ماننا چاہتا ہے ۔ تو گروہِ پارسیاں میں آ
- ۵۔ جانا چاہتا ہے ۔ تو خوارِ سیدہ اور بزرگوں کی خدمت میں جا ۔
- ۶۔ تولنا چاہتا ہے ۔ تو نیکی اور بدی کو گین کے ترازو میں تول ۔
- ۷۔ دیکھنا چاہتا ہے ۔ تو زخمی اور شستہ دلوں کی حالت دیکھ ۔
- ۸۔ منسنا چاہتا ہے ۔ تو اپنی نادانی پر نہس
- ۹۔ بیٹھنا چاہتا ہے ۔ تو بیگوں ۔ بزرگوں ۔ خرد مندوں ۔ پارساؤں اور فقیروں کے پاس بیٹھ ۔
- ۱۰۔ مست ہونا چاہتا ہے ۔ تو شرابِ معرفت میں مست ہو جا ۔
- ۱۱۔ پینا چاہتا ہے ۔ تو مےِ معرفت پی ۔
- ۱۲۔ کھانا چاہتا ہے ۔ تو اپنے غیض و غضب اور غم و اندوہ کو کھا ۔
- ۱۳۔ دُعا لینا چاہتا ہے ۔ تو زخمی و خستہ ۔ بیمار اور مفلس کی لے ۔
- ۱۴۔ جانا چاہتا ہے ۔ تو گوردوارہ ۔ شوالہ ۔ مسجد اور گرجا میں جا ۔
- ۱۵۔ سنانا چاہتا ہے ۔ تو آہِ منظرِ کلم اور ستائشِ ابنِ دُعا کی سن ۔
- ۱۶۔ مدد کرنا چاہتا ہے ۔ تو شکستہ دلوں ۔ یتیموں ۔ لنگڑوں مفلسوں اور محتاجوں کی کر ۔
- ۱۷۔ مارنا چاہتا ہے ۔ تو اپنے نفسِ امارہ اور خودی کو مار ۔
- ۱۸۔ دولت چاہتا ہے ۔ تو علم کی دولت حاصل کر ۔
- ۱۹۔ مسکھتی چاہتا ہے ۔ تو اپنی طبیعت کو نیکی کی طہارت مائل کر ۔
- ۲۰۔ فنا ہونا چاہتا ہے ۔ تو ذاتِ حق میں محو ہو کر فنا ہو جا ۔

## مختصر نوٹ اور کارروائیاں

۱۔ ڈی۔ بی سکول رائے ونڈ۔ ضلع لاہور۔ ۲۰ نومبر سکول کھلتے ہی لالہ درگا داس صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مانتی اجلاس کی صدارت میں اساتذہ اور تلامذہ کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے مسٹر لے۔ ڈی۔ اختر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اے۔ ڈی۔ آئی ضلع لاہور جو اپنی اعلیٰ علمی قابلیت کی وجہ سے متعدد و ممتاز سوسائٹیوں کی فہرستوں میں شامل اور نہایت بے وقت فائز حسرت آیات کی خیر برداشت کر تمام حاضرین کو مول کیا۔ سب نے دلی رنج و غم کا اظہار کیا اور اس جوانمرد پر بے حد افسوس کیا۔ دعا کی گئی کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کو جو ارحمت میں یکے سے اور لواحقین و پیسندگان کو صبر جمیل کی طاقت عطا فرمائے (کمال الدین) رھنائے تعلیم ایسے ہونما را اور قابل افسر کی دفاتر بروٹی افسوس ظاہر کرتا ہے اور پسانندگان سے لی ہمدردی۔ (سچیدو) ۲۔ گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ :- ممبران سٹاٹ اور طلبا سکول نے مشترکہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد اتفاق رائے سے پاس کی :-

۱۔ ممبران سٹاٹ اور طلبا گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ خان بہادر شیخ نور الہی صاحب ایم۔ اے۔ ای۔ ایس۔ سسٹنٹ ڈائریکٹر شری تعلیم پنجاب کے واجب الاحترام والد بزرگوار صاحب رحلت پر دلی رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آرزو مند ہیں کہ انہیں انتقال مرحوم کی روح کو ہمیشہ کی شانتی عطا کریں اور جناب خان بہادر سے ملی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے خدائے پاک سے صبر جمیل کی توفیق عطا کرنے کی دعا کرتے ہیں۔

ب۔ قرار پایا کہ اس قرارداد کی نقل خان بہادر صاحب موصوف کی خدمت میں اور پریس میں بھیجی جائے۔ مچھن سنگھ کیرٹری پرنسپل ایجوکیشن (رھنائے تعلیم) اور اسکے کارکنان جناب خان بہادر شیخ نور الہی صاحب اس سنجیدگی میں ملکہ دی کا اظہار کرتے ہیں۔ (سچیدو) ایگلو سنکرت ہائی سکول کو در ضلع جالندھر کے آئین ٹیوٹریٹ جالندھر اس راکتوبر اور دیکم نوبر کو ہوا جس میں سکول میں دل رہیں اور انعامی کپ حاصل کئے۔ (رام ناتھ)

۱۸ ارفاقیت ۲۰ اکتوبر سکول کی نئی عمارت میں منعقد ہوا۔ جلوس نہایت شاندار تھا جس خالصہ سکول پنڈی گھبیک سالانہ جلسہ میں شہر کی تمام ہندو سکھ بھائیوں مثلاً شری مہا میر دل ساریہ سماج۔ اولڈ بوائز۔ گورونانک سیوک بھائیوں اور ہندو سکھ اتحاد پوسے جون پر رکھائی پڑتا تھا۔ سکول ملنگ کی اوپل پر سردار پریم سنگھ نور مندر مل سیٹھی رٹوانے ایک کمرہ بنوانے کا وعدہ کیا۔ سردار امیر سنگھ ارجن سنگھ بھٹیانی نے ہنسوا ایک۔ پپیہ ایک۔ کمرے کے لئے دیا علاوہ بریں ایک ہزار روپیہ نقد جمع ہوا۔ جس میں دوسو روپے لالہ گوپال داس سیٹھی۔ ایک سو ایک روپیہ بابو ہری سنگھ بھجر۔ ایک دن روپے ماسٹر گورو ت سنگھ جی آجودہ۔ ایک دن روپے سرائے سخت سنگھ جی۔ ایک دن روپے لالہ منج چند جی لھیا۔ وار کی قابل ذکر رقم شامل ہیں۔ قبل ازیں ایک ایک ہزار روپیہ کی لاگت سے چار کمرے۔ لالہ بی رام جی میونسپل کمشنر۔ بھگت لکھی چند۔ نرائن داس جی مدینہ سکول کے بانی سردار گبائی ہر سنگھ جی کے خلف الرشیدوں نے اور چوٹائی کمرہ سکول سٹاٹ کی بہت سے زیار ہو چکا ہے۔ ہل کی بنیادیں تیار ہو چکی ہیں۔ اس کے لئے کارڈر ڈگوردارہ کمیٹی شری نیچر عجائب نے دیے ہیں۔ دیواروں کے لئے لکھنے والے نے کام باقی ہے۔ سکول ہمدردوں نے اگر اسی طرح اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا تو عمارت جلد مکمل ہو جائیگی۔ اور تمام کمی پوری ہو جائے گی۔ سکول مینجنگ کمیٹی دانی اصحاب کا ملنی نگر یہ ادا کرتی ہے۔ (کپور سنگھ ہیڈ ماسٹر)



**مڈل سکول سرنگھ ضلع لاہور** ۲۵ اکتوبر دس بجے رات دفعۃً بازار میں گولے اور ہوائیوں کے یکدم چھوٹنے کا سنسنی خیز دھماکا  
خودت کرنے کیلئے جو سامان آتش بازی منگایا تھا۔ اس میں کسی آتش گرفتہ پٹاخے کے گر کر خطرناک نتائج کی صورت پیدا کر دی ہے۔  
سکاوٹ ماسٹر صاحب کی سرپرستی میں سکاوٹس موقع پر پہنچے۔ گو مکان و حوالہ دھار تھا۔ آگ کی بے پناہ دست درازیوں سے صورت  
راہی محال تھی۔ مگر سب نے متفقہ کوشش سے جرأت اور جانفشانی سے دکان کی بہت اشیاء کو آگ کی دست برد سے دور  
مجدد کو آتش بازی کے خوفناک انجام سے بچایا۔ علم والے اور دکاندار اس جانبہ زانہ شاندار کارگزاری پر بدیہی شکرگزاری کا اظہار  
کرتے ہیں اور سکاوٹس کو شاباش دیتے ہیں و (ایم سردار)

**اجلاس ستر کیر و ن ضلع اترسر** ۱۹ اکتوبر جناب سردار ہر دیال سنگھ صاحب اے ڈی آئی سب ڈویژن ترن تارن کی  
میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر اور مدرسین نے مدرسہ کیر و ن کے مدرسین کے طریق تعلیم پر کثرت چینی کی اور مناسب ہدایات دیں۔ بعد  
میں آپ نے مندرجہ ذیل امور پر توجہ دلائی :-

- ۱۔ اضافہ تعداد پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ ہر ایک سکول میں زمرہ کلا سز کا اجرا کیا جائے جس سے  
بہت آسانی رہیگی اور داخلہ کے وقت مدرسین مشکلات سے محفوظ رہیں گے۔
- ۲۔ کمی تعداد کو وامہ اپرٹ ہی پورا کیا جائے اور زمرہ کلاسوں سے مدد لی جائے۔ اس طرح نہ زائد المیہ کا سوال پیدا ہوگا اور  
طلبا جماعت دوم تک لایا ہی ہو سکیں گے۔
- ۳۔ زائد المیہ کا طلبہ کی طرف خاص توجہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے اگر چند اگلے سال دوسری جماعت میں ترقی پا جائیں تو کوئی ہرج  
نہیں۔ تجربہ شاد ہے کہ بعض مدرسین حکم کی زد سے بچنے کیلئے یا تو ایسے طلبہ کو جلد از جلد خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا اسی طرح اگلی  
جماعت میں ترقی دے دیتے ہیں جس سے اعلیٰ تعلیم کو صوری رہ جاتی ہے اور وہ اگلی جماعت میں چل نہیں سکتے اور انہیں بہت عرصہ دوسری  
جماعت میں رہنا پڑتا ہے اور بایں ہمہ کمزور ہی رہتے ہیں۔

۴۔ جماعت سوم اور چہارم میں ذہنی حساب پر خاص زور دیا جائے تاکہ طلبہ سکول چھوڑنے پر لینچین بخوبی کر سکیں اور معنوی فوٹوسی۔  
خطوط فوٹوسی۔ رسیدات وغیرہ کی تحریر کا خاص مشق کرائی جائے۔

۵۔ جماعت اول کے طریق تعلیم کو دلچسپ بنانے کیلئے مختلف تشبیہات مدرسین کو واضح کیا کہ اس طرح سے نئے طلبہ سکول میں ترقی سے حصہ لیں گے۔  
۶۔ ورزش کی چند اکسرسیز میں سردار صاحب نے طلبہ کو خود کرائیں جس میں طلبہ نے بہت دلچسپی اور خوشی سے حصہ لیا مدرسین کو  
ہدایت فرمائی کہ ہر مضمون کی تبدیلی کے وقت یہ اکسرسیز ہر جماعت کو کرائی جائے کہ سستی دور ہو جائے اور اگلے مضمون کی تہیاری ہو جائے۔

۷۔ طلبہ کو صاف سننے کی عادت ڈالی جائے۔ مدرسین خود نمونہ نہیں ہر سکول میں شیشہ لکھنا۔ ٹرمر۔ صابن اور تولیے میڈیکل جائیں۔ بیضج  
ریڈ کر اس بوسائٹی ادا کرے شیشہ کے سامنے طلبہ لکھیں تاکہ دیگر دیہاتی آوارہ لوگوں سے ممتاز معلوم ہوں۔ سکھ طلبہ کو  
خاص ہدایت ہو کہ وہ کوئی شک (طرہ) وغیرہ چھوڑیں بشرط صورت سنگھ فیدار نے سردار صاحب اور مدرسین کی تواضع چائے اور ضمیمہ ریخی سے  
کی جس کے لئے ہم سب شکر گزار ہیں۔ (محمد حسین)

۲۶ اکتوبر زیر صدارت مسٹر ایس ایٹ ڈین بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس گورنمنٹ  
میچرز کانفرنس کوٹ لڑھکے ضلع شملہ سکول کوٹ لڑھکے کی بلڈنگ میں مدرسین ستر و کوٹ لڑھکے کوٹ لڑھکے کے علاوہ ممبران شانت  
گورنمنٹ مڈل سکول۔ ہالیہ ایٹنگو سنکرت ہائی وائی وڈا ۱۱ و تارا سکول یار موگاں بھی شامل تھے۔ اس مشترکہ انجمن کی غرض دعوت تھا کہ اگر چند

ہیڈ ماسٹر میلن سکول نے بیان کی۔ لالہ گوپی ناتھ گپتا میڈا سٹریٹنگ۔ پرنٹنگ آؤٹ رام ہیڈ ماسٹر گیارہ۔ مولوی جیون خاں اہل مدرسہ خندھاری۔ منشی دیو کی چند اول مدرسہ گھیسہ۔ منشی مان سنگھ اول مدرسہ نولہ۔ منشی پریم داس مدرسہ بھٹی۔ مسٹر ایل سوہن لال گورن سکول کوٹا گڑھ نیکی اگر داس بھڑاچ لے۔ اس ہائی سکول ڈھاڈا مختلف مضامین اور سچی آواز سے پڑھے۔ مواخر الذکر صاحب نے مقامی جغرافیہ کی اہمیت پر ایک مدلل اور مبسوط مضمون پڑھا جو غلطی کو بہتر بنانے کی جادو بر منشی آدم رام نے پیش کیا منشی کانشی رام مدرسہ کرٹی اور منشی کولرام مدرسہ ستر سکول ڈھاڈا نے جماعت اول کو بطریق صحیح دین و گوہر نمونے کے سبق پڑھا۔

مزار بختا ورسنگھ و تیریزی اسٹنٹ صاحب اور اگر بھپول اسٹنٹ صاحب نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا صاحب صدر نے کانفرنس کی کامیابی پر متحین کو مبارکباد دی۔ رات کو ویرا بھینو کا ڈرامہ دکھایا گیا۔ حاضرین کی توجہ چلے اور کھانے سے شگفتگی ہو گئی۔ (کولرام)

گورنمنٹ نولہ سکول لالہ موسے کیلوم زمینداران ۲۱ اکتوبر نہایت خوبی سے منایا گیا۔ دھاکے بعد مصلہ ذیل مضامین پر سیکنڈ ریئر نے تقریریں کیں۔ علاج سے پرہیز بہتر ہے یہ روشتہ انوں کی ضرورت

مصفا کی دنیا میں عجیب چیز ہے اور اچھے بچوں کی ضرورت ہے

گیارہ بجے سے ایک بجے دوپہر تک علاقہ کے زمینداران کی فلاح و بہبود کیلئے طلباء نے نمونہ کا گائول۔ سیریات اور اجناس کے ڈال فارم نمونہ کا باغیچہ۔ مفید و مضرب کپڑے۔ ان کے پکڑنے کے طریقے۔ اچھے بچوں کے لئے ہدایات وغیرہ پر روشنی ڈالی۔ دو بجے بعد دوپہر دو بجائی ٹیموں کے مقابلے ہوئے۔ جن میں چار کیڈی۔ چار رسکشی اور چار والی بال کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ پانچ کی ٹیم کبڈی میں۔ نولہ سکول کی ٹیم والی بال میں اول رہی۔ لوہر و کھاکا کی ٹیمیں رسکشی میں برابر رہیں۔ دینا چکسل ٹیم کو ملک خان چند صاحب سب اسپیکٹر پولیس نے پانچ روپے اور نولہ سکول کی ٹیم کو بالوہر سرائے صاحب پریزیڈنٹ سال ٹاؤن کمیٹی لالہ موسے نے پانچ روپے اور رسکشی کی دونوں ٹیموں کو جھگت دوئی چند صاحب نے پانچ روپے انعام دئے۔ شام نولہ سکول سکائٹس نے ڈرل اور دیہاتی کھیل کی نمائش کی ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک نولہ سکول اور ڈی۔ بی پرائمری سکولوں کی پراپینڈیا پارٹیوں نے صلاح دیہات کے گیت گائے۔ وائریس ریڈیو کے ذریعے گائے۔ ۱۲ بجے سے ۱۴ بجے شام تک مسٹریف۔ ایل برین ایم۔ اے آئی۔ سی ایں کشر دیہات سدھارنے ٹیگ پوزیشن سے حاضرین کو مفید ہدایات دیں۔

نولہ سکول کی ریڈیو سوسائٹی کو جھگت دوئی چند صاحب رئیس لالہ موسیٰ اور منشی بٹھند داس صاحب پچلوکل سستان دھرم سکول سابق طالب علم نولہ سکول ہڈانے وائریس ریڈیو کے لئے پچاس پچاس روپے نقد عطا کئے۔ بالوہر سرائے صاحب نے ایک صد روپے کا وعدہ کیا۔

اس کامیابی کا سہرا قاضی اکرام حسین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر نولہ سکول لالہ موسیٰ کے سر پر ہے۔ (چودھری ہزار لیل ایم ایس سی۔ بی سی۔ میٹریکولیشن ریزلٹ سال حال ۱۹۳۵ء اور اردو و سیکرٹری فائینل پتہ رہا۔ ہر دو شاندار۔ گورنمنٹ اینگلو اردو ہائی سکول ہلی) گپتا کیلئے شیخ عبدالوہاب صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر اور متحین مبارکباد کے مستحق ہیں۔ شیخ صاحب کی نشریہ آوری سے سکول ہر شعبہ میں ترقی کر رہا ہے۔ (اسٹیج آئی۔ موس)

## شکوئی چاند کی درخشاںی

منع شہ آبادی کے لحاظ سے پنجاب کے دیگر میدانی اضلاع کی مانند اتنا گنجان نہیں لیکن وسعت اور طول و عرض میں انکی بزرگی

کی شان ملک ہند کے قدرتی پاسان ہالیہ کو بھی بغل میں دبائے اور ہندوستان کے ہر تین گوشوں تک پہنچ رہی ہے۔ قریباً قریباً ستائیس ویسی ریاستیں اسی مادہ شکمہ کے بیت میں سما گئی ہیں۔ جنگلات اس قدر گھنے ہیں کہ گیسوں کی رات کی طرح تاریک ہے۔ پہاڑوں کی سبب چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ موسم سرما کی شدید ہواؤں اور بر فباری کا یہ حال کہ کسی درندے پر بندے کی کیا مجال کہ چار ماہ تک پر بھی مار جائے۔ چیتے اور شیرنگ بھی غاروں میں دیکھے پڑے رہتے ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اتنے بڑے وسیع علاقے اور بھیانک پہاڑوں میں کام کرنا کس قدر دشوار ہے؟

تعلیم کا مسئلہ کو مادہ شکمہ کی آغوش میں ختم لئے عرصہ گزر چکا ہے لیکن یہ خوشخبرچہ ابھی تک گھوٹے مادر کی زینت کا ہی ہار بنا رہا۔ خداوند باری کا صد شکر کہ طفل تعلیم کے اس پیس بچے کی صمدیہ دیرینہ کی رسانی آج درگاہ ایزدی کے دروازہ تک پہنچ گئی۔ اور محکمہ تعلیم کے اس انسان بیابان کو ایسا بی نظیر مالی نصیب ہوا جسکے تعلیمی سلیچوں اور اوزاروں نے محکمہ تعلیم کی اس سخت اور پتھر پل زمین کو شب و روز کی محنت و جانفشانی سے ایسا کھودا اور بنچا۔ ہے کہ اس آبیاری کی داہیں صرف محکمہ تعلیم ہی صمدیہ تنہا بند نہیں کر رہا۔ بلکہ ضلع ہذا کے تمام دیگر محکمے یعنی زراعت، دیہات سدھار، کوہر، ٹیو سوائیز اور دیہاتی شفا خانے کے افسران اعلیٰ بھی سرٹریس۔ ایف ڈین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ضلع کے اتحاد اور تعلیم کو حقیقی شمار سے باہر ہونے دیکھ کر صدمے حق کے یہ نعرے بلند کر رہے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے وہ آئے ہمارے گھر میں دل آج حد سے بڑھ کر ہے شادماں ہمارا اسل محکمہ تعلیم کے قریباً تمام اعلیٰ افسران نے اس ضلع کا معائنہ کیا۔ چنانچہ خیاب صاحب ڈویژنل و ڈپٹی انسپکٹر صاحبان ضلع ہذا کی کامیابی تعلیمی ترقی اور برآ کر کے کو پسند فرماتے ہوئے۔ اسی ضلع کے کئی نئے چارٹس اور نقشہ جات وغیرہ دیگر اضلاع میں بھی بڑی کرنے کے لئے سرکار نافذ فرمائے۔ صاحب ڈاکٹر بہادر محکمہ تعلیم نے جب دیہاتی سکولوں کی نئی زندگی اور تعلیم کے اصلی اغراض کو جامعہ کامیابی میں ملبوس پایا تو مبارکباد کے الفاظ تحسین آمیز سے خوشنودی دل کا اظہار کیا۔

ضلع ہذا میں جگہ جگہ انجمن متعلین کے اجلاس سہ ماہی پیش ہوتے ہیں چنانچہ حال ہی میں تحصیل کوٹ لڑھ میں بڑے وسیع پیمانے پر صاحب موصوف کی زیر صدارت ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں تحصیل کوٹ لڑھ سے لے کر ریاست رام پور کی نروٹک کے تمام معلمین کے علاوہ دونوں تحصیلوں کے تمام سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسران اور نمبرداران کو بھی مدعو کیا گیا۔ چنانچہ محکمہ زراعت کے ایگریکلچرل اسسٹنٹ و انچارج سرسکھ راج بی۔ ایس۔ سی۔ و محکمہ معالجات حیوانات کے انچارج ڈاکٹر بھنوار سنگھ صاحب وغیرہ نے دیہاتی فلاح و جیوادی کو ترقی پذیر بنانے کے لئے معلمین مدارس کو ہی سہیل اعظم تصور کیا۔ اور اپنے لکچروں کے دوران میں سرٹریس صاحب کے اس نئے اتحادی طریقہ تعلیم کو مبارکباد دی۔ دیہات سدھار کے عملی طریقوں اور دیہاتیوں کی حقیقی رہنمائی اور دیہاتی لڑکے اور لڑکیوں کو محنتی اور سرکار عالیہ کی وفادار عاید بنانے کے لئے صاحب موصوف نے تعلیم کے اصلی اغراض کو ضلع ہذا میں جو جو عملی جامہ پہنایا ہے وہ ان کی محنت۔ رات دن کی کوشش اور اپنے کام میں سچانہ وفاداری کا خود ثبوت ہے۔ ضلع ہذا کی سب پہلوں کی دلی خواہش و دعا ہے کہ ضلع جلیل ایسے جفاکش کارکن کو تن دہی و سر توڑ محنت کے صدمہ میں جزلے خیر کا تاج حرمت فرمائے اور فرما رہے۔ آمین۔

(ایک سرسی نشین)

آہ منشی کھیلال جی! یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جانے لگی کہ خیر قوم منشی کھیلال جی وگ ساکن پٹیٹھی گھپیل ضلع ہوسٹ۔ آپ کا انتقال ہزار ہا ناظرین رسالہ کے لئے غموگ اور ضلع راولپنڈی وائیک کے لئے خصوصاً ایک ناقابل تلافی نقصان

ہے ہمیں مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مرحوم کی روح کو شانتی عطا فرمائے۔  
مرحوم مڈل سکول سکھو۔ ادھوال۔ پنڈی گھیب وغیرہ میں زمانہ تک بعد، میڈیا سٹرمتا کر رہے۔ آپ کو رفاہ  
عام کے کاموں میں خاص شغف تھا۔ آپ دوران ملازمت میں جہاں کمین متعین ہے اس علاقہ کے لوگ آپ کے گرویدہ  
رہے۔ آپ نے اپنا وقت نہایت عزت و شان کے ساتھ گزارا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ زمانہ تعطیلات میں دور دور سے آپ کے مارج آپ کے دیدار کو اتنے غمے اور آپ کی  
ملقات سے مستفیض ہو کر جاتے تھے۔ آپ مرچیاں مرنج انسان تھے۔ اپنے شاگردوں کی ہیووی و فلاح میں ہمیشہ کوشاں  
رہتے تھے۔ قدرت نے بڑی فیاضی سے آپ کو بہت صفت متصف کیا تھا۔ آپ نے رفاہ عام کے لئے کئی جگہ جواہر و تالاب  
بنوائے۔

آپ بہت سی مفید کتابوں کے مولف اور مصنف بھی تھے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں :-  
مفید الحساب۔ مفید اللغات۔ مفید اللغات۔ مخزن التشریح وغیرہ وغیرہ۔

مرحوم کی یادگار آپ کے بڑے صاحبزادہ لالہ سکھراج جی وگ ہیں۔ خدا انہیں زندہ و سلامت رکھے میں تو ان کو  
اپنا بڑا بھائی سمجھتا ہوں اور اپنے باپ کی طرح ان کی عزت کرتا ہوں۔ لالہ جی مائراشد صاحب اولاد میں آپ کے عادات  
و اخلاق اپنے والد بزرگوار کی طرح نیک ہیں۔

آخر میں پھر دعا کرتا ہوں کہ لالہ جی مرحوم کو اللہ پاک جوار رحمت میں جگہ دے اور توسلین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے  
آمین :-  
(رستم غلگین جگت سنگھ)

سکاؤٹ ماسٹر ٹریننگ کیمپ ڈیپالہ :- جناب لالہ راجہ صاحب صاحب ہندو بی۔ اے اور گناؤنگ کشر بولے سکاؤٹ  
ایسوسی ایشن ڈیپالہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء چار بجے شام کو سیٹ کے سکاؤٹ ماسٹروں کی رسم حلف دہی کا جلسہ بعد اختتام ٹریننگ  
بھوپندر نگر (ڈیپالہ) میں زیر سرپرستی ہزاریس سری نوار صاحب بہادر سیٹ سکاؤٹ کشر منعقد ہوا۔ اور مسٹر  
اتج۔ ڈبلیو ہاگ۔ ا۔ بی۔ ای پروویشنل سکریٹری بولے سکاؤٹ ایسوسی ایشن پنجاب نے سہم مذکورہ کو ادا کیا۔ اور  
اپنی موجودگی سے اس ٹریننگ کے مدعا کو پورا کیا۔

جلسہ مذاہم عالیجناب صاحب وزیر تعلیم دیگر معزز ارا و ذرا اور عوام شہر تشریف فرمائے۔ ایک نہایت ہی دلچسپ و گرم  
عمل میں لایا گیا جس میں سکاؤٹ گیمز۔ تنکا۔ ڈرل بذریعہ گراموفون وغیرہ کرنب دکھائے گئے۔ جس کو حاضرین نے بہت  
پسند کیا۔ سکاؤٹ ماسٹر صاحبان مع اہلکاران ریاست کا فوٹو بھی لیا گیا۔

جناب چیف انسپکٹر صاحب آف سکولز سر راجکوان سنگھ ایل بی ایل بی اسسٹنٹ سکاؤٹ کشر نے ایسوسی ایشن کی  
جانب سے جملہ معززین کا عام طور پر اور مسٹر ہاگ موصوف کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا بعد مسٹر ہاگ نے سکاؤٹ تحریک پر ایک پُر اثر تقریر  
کی اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے چند اصول اور تجاویز بیان فرمائیں :-

سکاؤٹ اختتام ہفتیس سری ۱۰۸ مارچ دھراج مندر بہادر چیف سکاؤٹ اور ہزاریس سری نوار صاحب بہادر سیٹ کشر کی قہری چیز  
پر ہوا :-

## امتحان ریکرٹمنٹل کی نئی سکیم

خداوند کریم کے فضل سے محکمہ نے اپنی مرضی سے یہ نئی سکیم اس خیال سے کہ وہ منظور نظر ہوگی اور مقبول عام۔ اہلکار



## ریویو

**ذوقیات** { ابن الاسجد خواجہ فیض محمد صاحب فیض لودھیانوی مثنوی فاضل کا تازہ مجموعہ کلام ذوقیات کے نام سے شائع کیا تھا۔ ذوقیات کی ضخامت ۳۲ صفحہ کی ہے۔ کاغذ اور کتابت و طباعت میں حرف گیری کی گنجائش نہیں۔ قیمت صرف دو آنہ ہے۔ اس مختصر مجموعہ میں ۲۷ غزلیات ہیں۔ جو ۲۷ صفحات میں لکھوائی گئی ہیں۔ غزلیات میں زمانہ حال کا مذاق سخن پورے طور پر نمایاں ہے۔ رنگ قدیم کی عربی انکبیں نظر نہیں آتی۔ فیض صاحب کی خوش میانی اور بے تکلفانہ انداز بیان ہر غزل میں داد طلب ہے۔ بہت سے اشعار ایسے ہیں۔ جو معرنگاری کی جان اور لغز گفتاری کا ایمان ہیں۔ مثلاً ۷ صبر کی انتہا دکھائی ہے۔ جبر کی ابتدا کرے کوئی اس سنگ نے ہتھ کاٹ دئے کس طرح اب دعا کرے کوئی

بذامی میں نام کیا ہے۔ دیکھو میں نے کام کیا ہے آخر اس نے رنج سے میں جس نے کچھ آرام کیا ہے  
میری اسیدوں کا اکثر۔ یاس نے قتل عام کیا ہے صدقے تیری شان کرم کے فیض کو کیوں نام کیا ہے  
ان خوبیوں کے علاوہ یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ہر غزل میں ایک دو شعر ایسے موجود ہیں۔ جن میں مٹی اور قومی جذبات نمایاں ہیں۔ لطیف یہ ہے کہ اس قسم کے اشعار میں بھی تغزل کا انداز برقرار رکھا گیا ہے۔ مثلاً ۷  
ربط باہم پہ ہے موقوف نظام و دنیا خاک کے ذوقوں سے بھٹتے ہیں بیاباں پیدا

سر شوریدہ میں سودا ہے قت کی محبت کا وطن کے عشق میں گھلتی ہے جان ناواں میری  
ہمیشہ میرے گلشن میں تباہی رہ نہیں سکتی بدل جائیگی آخر موسم گل میں غزاں میری  
کسی دن میرا نالہ قصر گیتی کو ہلا دے گا کسی دن جبر و گئی نقفہ گردوں کو فحشاں میری

اگر دنیا سے استبداد کی شورش مٹائی ہے تو بازو میں سکتا فسروہ دل میں جان پیدا کر۔  
کتابت میں اہتمام، طبع کے باوجود بعض فروگزاشتیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً نباہنے کی جگہ نبھائیے چھپا ہوا ہے لیکن اس قسم کی غلطیاں دو چار سے زیادہ نہ ہوں گی۔ دو مین جگہ متروکات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ مثلاً دعا کا الفاظ نہ ا۔ کیونکر بسر کرے گا جگہ کیے بسر کرے گا۔ لیکن ان جزوی باتوں سے اس مجموعہ کلام کی داد دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ ہم فیض صاحب کو ذوقیات کی اشاعت پر مبارکباد کہتے ہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:-

خان محمد سرور خان شیجروی نیولائٹ بک ڈپو۔ مرنگ۔ لاہور ۷  
(جوش مسبانی مدیر حصہ نظم و شعریہ ادبیات)

- ۱۔ کامیاب نہیں ہری ہے۔ جو اپنے اخراجات سے زیادہ آمدنی پیدا کرتا ہے ۷
- ۲۔ روپیہ ترم لینا اپنے واسطے خاندان پیدا کرنا ہے ۷
- ۳۔ روپیہ ترم دینا اپنے واسطے ملک الموت پیدا کرنا ہے ۷

## ابھی باتیں

三

ہفتہ وار اخبار "گل فروش" "نواب گنج دہلی" کے رہنمائے تعلیم کے حلقے میں یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ "گل فروش" سے ایک ہفتہ وار اخبار "گل فروش" کے نام سے جاری ہوا ہے۔ مؤرخ صاحب کہہ مشق اخبار نویس ہیں۔ اس لئے حسب توقع اخبار "گل فروش" بہترین اور نہایت دلچسپ مضامین افسانوں سے آراستہ ہوا ہے۔ اخبار میں متعدد کارٹون اور تصاویر ہیں۔ اردو دنیا کے چوٹی کے ادیبوں کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ہمیں "گل فروش" کا مستقبل بہت شاندار معلوم ہوتا ہے۔ اگر ناظرین "رہنمائے تعلیم" ایک نہایت دلچسپ اور قابلِ مبادر اخبار ارزاں قیمت پر پڑھنا چاہیں تو بلا توقف فوراً اپنی درخواست بھیجیں "گل فروش" کی سالانہ قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ہے جو اس کی ظاہری و معنوی خوبیوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ اخبار ۲۹ ج ۲۲ سائز کے۔ ۲ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ مائیل مصوّر اور نہایت عمدہ نسیب ہے۔ ناظرین "رہنمائے تعلیم" سے ضرور سفارش کرینگے کہ "اخبار گل فروش" کے خریدار بن جائیں۔

**مرآۃ الصرف ازدواج** یہ اردو صرف کا ایک نکل چارٹ ہے۔ اور مٹل اور ڈمی کلاسز کے طلباء کے لئے یکساں مفید۔ اس میں غنی اور شایں بھی مزج کر دی ہیں جس سے آن واحد میں غام صرف اردو آئینہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ چارٹ اساتذہ کے کام میں بھی بہت کچھ آسانیاں پیدا کرنے والہ ہے۔ اس سے اردو کو امر کھلنے میں ہی کام لیا جاسکتا ہے جو جو خفیہ طور پر حالے میں نقشہ سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے مقید چارٹ کا ہر ایک اردو خوان طالب علم کے پاس ہونا ضروری ہے۔ چارٹ کا کاغذ اٹنے لکھا یا چھپایا کو ذیہ زیب ہے ۔ چھٹی وار چارٹ کی قیمت ۲ روپے اور بلوختی چارٹ کی قیمت ۱ روپے۔ زیادہ تعداد میں خریدنے والوں کو مقبول کمیشن دیا جاتا ہے ۔ ملنے کا پتہ :- شیرازی براورز۔ شیئرز اینڈ کمیشن ایجنٹس۔ سید مٹھا بازار۔ لاہور ۔

**پیام تعلیم** یہ سال جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بطور سے عرصہ ۹ سال سے باقاعدہ جاری ہے آسان زبان اور محسوس انداز بیان میں بچوں کیلئے مفید معلومات فراہم کرتا ہے ہر ہالاک کی متعدد تصاویر بھی لگائی ہیں اور لڑکوں کی خوشگنجائی کے لئے کڑیوں، باتوں، کہتے، متون، حاصل حال ہی میں اس سال کا سائیکل نمبر شائع ہوا ہے جس کا حجم ۱۴۰ صفحے ہے اور متعدد ہالاک کی تصاویر اور نہایت عمدہ مضامین سے اسے آراستہ کیا گیا ہے اس کی تاریخی باتیں بھی ہیں، اخلاقی مضامین بھی اور ایسے مضامین بھی موجود ہیں جن سے بچوں کے دل میں آگے بڑھنے اور زنی کر نیک جوش اور ولولہ پیدا ہو جاوے اور ان کی بھی اچھی اور مزید ارباباں ہیں جو بچوں کو دلچسپی کا سامان پیدا کرتی ہیں غرض کہ عمدہ عمدہ مضامین، نظموں، معمول، ہالاک کی رنگارنگ تصاویر اور رنگ بھرے فکری خصوصیتوں کے ساتھ ساتھ ان کی خوبوں کو اجاگر کیا گیا ہے جس میں ناظرین سے بڑی تعداد میں کڑے ہیں کہ اس دور میں یہ سال کہ کو ضرور اپنے نام جاری کر لیں اور اپنے بچوں کی تعلیمی و پرورشانی کا موجب ہوں۔ سالانہ چندہ سالگرہ نمبر کہیں بھی درج نہیں۔ ملنے کا پتہ: شیخ صاحب پیام تعلیم مکتبہ جامعہ دہلی۔

جدید شہریت جفطان صحت (کتاب نے ریروپو محمد تعلیم کے جدید سلیبس کے مطابق امتحان وزیکر فائیل 1936ء و ماہ کے لئے لکھی گئی ہے سرسری مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس کتاب کی تیاری میں کافی تحقیق و ترقی سے کام لیا ہے جمعہ اول میں شہریت کی بحث کی گئی ہے۔ شہریت کی تاریخ اور تدریجی ترقیوں، اصناف حکومت، غیر منسلک اور صوبائی حکومتوں پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے انگریزی اقتدار کا تختہ الٹنا، 1947ء تک تمام قابل ذکر اصلاحات کا دانش پر ایسی ذکر کیا گیا ہے۔

ملنے کا تہہ بہ تہہ تو گزرتا ہے، چنانچہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ

ہم نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔ یہ کتاب وزیر تعلیم فائیکل اور مڈل سکول امتحان کے امیدواران کی ضروریات مڈل سکول جغرافیہ کو نہایت عمدگی سے پورا کرتی ہے۔ اس میں محکمہ تعلیم کے منظور کردہ جدید سلیبس کے مطابق جغرافیہ کے متعلق تمام واقفیت سوال جواب کے طرز پر دی گئی ہے۔ کتاب اپنے مفصل مضموں، طباعت اور کافذ کی عمدگی کے لحاظ سے بہتر ہے ہم وزیر تعلیم فائیکل اور مڈل سکول امتحان کے تمام امیدواروں سے اس کتاب کے مطالعہ کی ضرور سفارش کرتے ہیں قیمت ۱۰ روپے

# نہایت ضروری طالع

مندرجہ ذیل خریدار اصحاب اپنی اپنی دنگی رقوم دفتر مذکور ابھی تک ممنون فرمائیں تاکہ ان کا حساب درج  
جسٹر کیا جاسکے۔ ورنہ جس قدر چندے ان کے وصول ہیں ان کے مطابق جاری رکھنے کے بعد رسالہ کی ترسیل ان  
کے نام سے بند کی جائے گی،  
(منیجر)

| رقم بقایا | نمبر خریداری | نام سکول         | رقم بقایا | نمبر خریداری | نام سکول        |
|-----------|--------------|------------------|-----------|--------------|-----------------|
| عمر       | ۱۴۳۲۸        | مٹور             | عمر       | ۱۴۳۰۳        | باس             |
| عمر       | ۱۴۱۰۶        | بھاگووال         | عمر       | ۱۴۳۰۵        | بھوپال والہ     |
| عمر       | ۱۴۱۹۱        | لوٹیاں           | عمر       | ۱۴۳۰۱        | دھرم کوٹ زیندوا |
| عمر       | ۱۴۱۱۲        | مراٹھ            | عمر       | ۱۳۹۳۸        | سید والہ        |
| عمر       | ۱۴۲۰۱        | سانگلہ بیل       | عمر       | ۱۴۰۸۷        | خانخاناں        |
| عمر       | ۱۴۲۲۳        | جوکا نویں        | عمر       | ۱۳۹۰۰        | دولت نگر        |
| عمر       | ۱۴۵۵۸        | شیخوپورہ رپورٹنگ | عمر       | ۱۳۸۷۸        | گل لہ           |
| عمر       | ۱۱۴۹۵        | کلانور           | عمر       | ۱۴۳۳۱        | سرچن پور        |
| عمر       | ۱۱۹۰۱        | چک ۲۵۲ رکھ       | عمر       | ۱۴۳۳۰        | کھٹکیاں         |
| عمر       | ۱۴۱۲۹        | شکوہ آباد        | عمر       | ۱۴۳۲۹        | جموں کٹ         |
| عمر       | ۱۱۹۴۸        | ریواڑی           | عمر       | ۱۴۳۳۲        | کلویہ           |
| عمر       | ۱۳۸۱۵        | پکا آنہ          | عمر       | ۱۳۴۷۰        | باغبانپورہ      |
| عمر       | ۱۳۱۴۲        | پاتھری           | عمر       | ۸۱۷۷         | بلب گڑھ         |
| عمر       | ۱۳۸۲۰        | جائنگ پور        | عمر       | ۱۳۹۰۵        | چریا            |
| عمر       |              | اجمیر            | عمر       | ۱۳۵۴۸        | نٹھو وال        |
| عمر       |              |                  | عمر       | ۱۴۱۹۶        | راجوانہ کلاں    |

(نوٹ) علاوہ اس ریڈاکٹر اس نمبر کا تقاضا ایک ایک روپیہ جن جن اصحاب کے ذمہ باقی ہے وہ بھی جلد بھیج کر ممنون فرمائیں۔ (منیجر)

[illegible]



# گل صدنگ

اعلیٰ درجہ کے ادبی علمی تاریخی اور صنعتی مضامین کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔ حیرت انگیز فسانے دلچسپ ترین ڈرامے اور پاکیزہ نظمیں اس کی شان کو دو بالا کر رہی ہیں نظم و شعر کے ۱۹۳۳ء اور مضامین، قدیم و جدید انشا پردازوں کے ۱۰۰۰ نایاب فوٹو، متعدد رنگی تصاویر، شاہ میر اور ادیبوں کے ہاتھ کی تحریروں کے قیمتی عکس اس مجموعہ کی زینت ہیں، ملک کے تقریباً ڈیڑھ سو فاضلوں اور ادیبوں نے انکی نیاری میں حصہ لیا ہے۔ ۵۰۰ صفحات، لکھائی چھپائی بہترین، متعدد صفحات رنگین، ایسا شاندار انتظام اور اس قدر مفید و دلچسپ مجموعہ مضامین اس وقت تک اردو میں شائع نہیں ہوا۔ قیمت فی جلد چار۔ مجلد چہرے۔

# حفظانِ صحت کی سائنس کو پیچیدہ

حفظانِ صحت کے متعلق یہ نہایت ضخیم مجموعہ مضامین انتہائی محنت اور کمال جانفشانی کے ساتھ بہت سے قابل اور قیمتی آرمیوں نے فکر مرتب کیا ہے، اس میں حفظانِ صحت کے تمام پہلوؤں پر فاضل مضمون نگاروں نے کمال خوبی اور جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اگر آپ کو اپنے بچوں کی تندرستی اور اپنے گھر والوں کی صحت کا خیال ہے، اگر آپ کو فوری امرض کے سانحہ علاج معلوم کرنے ہوں، اگر آپ کو زچہ سچ کی درست خبر گیری منظور ہے، اگر آپ کو حفظانِ صحت کے تعلیمی بہترین نظمیں، دلچسپ فسانے اور کوشش دیکھنے کی خواہش ہے، اگر آپ حفظانِ صحت کے اصولوں کی اشاعت کیلئے نیا لکھی ہوئی بڑی بڑی علمی متعلق نہایت تفصیل حالات معلوم کرنے ہوں، اگر آپ کو حفظانِ صحت کے موثر نمونے مہول جاننے ہوں تو اسے سنگا کر مطالعہ فرمادیں۔

نہایت لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ۔ بہت سی تصاویر۔ ۱۲۸ صفحات قیمت دو روپے۔ مجلد چار۔

# ضرورت

ایک بے۔ وی پختہ سند اور دشمنی فاضل فیض اٹھاؤ سالہ تجربہ کار مدرس سرکار بورڈ سکول سے تعفیٰ بیکر کر پرائیوٹ سکولز میں امانت کا منتفی ہے۔ ڈسٹرکٹ بلوچستان جالپور میں ہوا احتجاجاتی ہے ضرورت مند ہیڈ ماسٹر یا منیجر صاحبان حضرت جناب منیجر صاحب سالہ رہنمائے تعلیم لاہور خط و کتابت کریں۔

منیجر صاحب سالہ رہنمائے تعلیم رام گلی لاہور

# نہایت علمی اعلان

قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پہلے ایک سو تیراؤں کو حتمی فرمائیں ۱۲ نومبر سے پہلے سچائی تھیں سحرنگلی کی ایک سو پیاں بالکل مفت یہ تھیں کیوں تھیں تھرہ تعداد سے بہت کم باقی تھیں اسلئے ہم ایک سو زیادہ کی فراہمیں پوری کر سکے۔ اسی سلسلے میں بہت کم کیا تھی جانی کی کہ لکھنا نظر نیاز کی لکھا گیا ہے پونے پانی تازہ تالیف ایکٹریس کی آپ بیتی جس میں نئے علم کے نہایت لرزہ خیز اور شرمناک لیکن بالکل سچے واقعات بیان کئے گئے ہیں، کی صرف ایک جلدیں اس عرض سے پیش کی ہیں کہ ان پہلے ایک سو تیراؤں کو جو ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء تک اخبار کلفروش کا سالانہ چندہ ہے تین روپے آٹھ آنہ، یڈریو سی آر ڈی سمجھیں یا دی جلی کی اجازت دیدیں۔ بالکل مفت دیدی جائیں۔ آج ہی اپنی فرمائش بھیج دیجئے ورنہ کہیں پہلے کا طرح یاوش ہونا پڑے کیونکہ ایک سو سے زیادہ ایک جلد بھی کی گئی ہو جائیگی۔ اور نہ ہندو دسمبر کے بعد کی صورت سے بھی یہ روایت ملے گی۔

منیجر دفتر اخبار کلفروش منیجر گلی دہلی

# بزرگوں کیلئے نایاب یعنی

سفید بولوں کو صرف ۱۲ منٹ میں قدرتی پختہ سیاہ رنگ کے بنانے والا "بی مارکہ خضاب" شہرہ کی مشہور دکان سے خوبصورت ڈبیا میں ایک نفیس برش اور پیکش سمیت ارزاں امول ہر مل سکتا ہے۔ خواہشمند اصحاب ضرور خرید کر فائدہ اٹھائیں۔

منیجر کارخانہ "بی مارکہ خضاب" اچھرہ۔ لاہور

گلدستہ اطفال

یعنی

ذیل ممبر ۵۱۶

سالانہ چندہ نمبر

# رسالہ رہنمائے تعلیم لاهور

اسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر پریم چند سپاٹوی

نمبر ۱۲

بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء

جلد ۱۶

## دیکھو معلومات

دنیا کا سب سے بڑا گھنٹہ یہ گھنٹہ شہر لاسکو میں ہے۔ اس کا وزن ایک ہزار سات سو چھپن من ہے۔ بلندی ۲۱ فٹ اور نیچے کا گھیر ۸۶ فٹ۔ یہ گھنٹہ اپنی حیران کن جسامت کی وجہ سے آج تک نہ لکایا نہیں گیا۔ اور ایک کلیسا میں سیاحوں کے لئے باعث حیرت بنا ہوا ہے۔

سانپ کو کاٹ کر اپنی جان بچالی جنونی ہند

## عزیز بچو!

تم نے گلدستہ اطفال کا ”جوبلی نمبر“ نہ دیکھا ہو تو آج ہی ۴۷ کے ملکٹ لفافہ میں ڈال کر بھیج دیں۔ تاکہ یہ نادر اور باتصویر تحفہ آپ کو بھیج دیا جائے۔ آپ اس دلچسپ اور عمدہ عمدہ کہانیوں لطیفوں اور دیگر مضامین کے مجموعہ سے سجدہ خوش ہونگے۔

مینجر رہنمائے تعلیم رام گلی لاهور ۵۵۰۵

کی اطلاع ہے۔ کہ ایک سنتھال چوکی دار کو رات کے وقت ایک کالے ناگ نے ڈس لیا۔ چوکی دار کو بہت غصہ آیا اُس نے ناگ کو پکڑ کر اس کا سر چبا ڈالا۔ سانپ مر گیا۔ مگر حیرانی کی بات ہے کہ سنتھال کے جسم سے زہر کا اثر بالکل کافور ہو گیا۔ اور زہر کی کوئی علامت باقی نہ رہی۔ بلکہ بغیر دوا کے وہ اچھا ہو گیا۔

مسٹر خدا بخش کشمیری آج کل لندن میں عجیب و غریب کمرتب دکھارہا ہے۔ وہ ننگے پاؤں آگ پر چلتا ہے۔ اور دانٹوں سے موڑوں کو روک لیتا ہے۔

اسی طرح ایک اور کشمیری نوجوان ہے۔ جو اپنی آنکھوں پر ٹپیاں باندھ لیتا ہے اور کتاب لے کر اُسے بخوبی پڑھ کر سنا سنا ہے۔ اسی حالت میں وہ تاش بھی کھیلتا ہے اور جہاں چاہو وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔

ہوائی جہاز سے تصویر اس وقت

تک ہوائی جہازوں سے تصویر کشی کے لئے ضروری تھا۔ کہ ایک خاص فاصلہ قائم رکھا جائے لیکن ایک ماہر نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا ہے۔ ہر بلندی سے چھوٹے سے چھوٹے مقامات کی تصویر لی جاسکتی ہے اس کے ساتھ ہی اس کا شیشہ تصویر پانچ ہی سینکڑ میں بدلتا جاتا ہے۔ اور اس طرح مسلسل تصاویر بھی لی جاسکتی ہیں۔

ریشم تیار کرنے والی مچھلی بحرِ روم میں ایک قسم کی مچھلی کا پتہ چلا ہے جو بہترین ریشم کا سوت تیار کرتی ہے۔ اس کا ایک سوت تقریباً ۶ میل لمبا ہوتا ہے۔ اور اس کے وزن کا یہ حال ہے کہ اتنا لمبا سوت ایک گرین سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس سے جو چیزیں بنائی جاتی ہیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بہت نرم خوشنما اور دیرپا ہوتی ہیں۔ یہ مچھلیاں اپنی جگہیں اکثر بدلتی رہتی ہیں۔ لیکن ہر جگہ ریشم کی ایک کافی مقدار چھوڑ جاتی ہیں۔

# ٹوٹے یعنی آج

(ماخوذ بائی ٹامس کارلائل از پارکن سن پرنسری میڈیک کورس)  
یہ نیا دن جو دیکھتے ہو آج کل نہ دیکھو گے اس کو ہے جو آج  
کیا اسے مفت میں گنوا دو گے اس سے لینا ہے کام لے نو آج  
آج سے پہلے یہ نہ آیا تھا کل نہ دیکھو گے ہم سے سُن لو آج  
پھر یہ دن لوٹ کر نہ آئیگا کل کی اُمید میں نہ کھو دو آج  
خواب غفلت میں سوؤ گے بکثرت چونکہ ہے تو دیکھو چوں کو آج  
آج کا کام کل پہ کیوں چھوڑو  
جو بھی کرنا ہے تم کو کر لو آج

نوٹ:- انگریزی نظم کا آزاد ترجمہ۔ رولف قافیہ کی پابندی میں  
(غلام محی الدین مائل انبالہ)

## لطیفہ

کسی شخص نے دفتر میں چپڑاسی کی جگہ کے لئے درخواست کی۔  
یہ منجر نے استعنا نا پوچھا اگر تمہیں دو ستور و پے دیئے جائیں تو بھاگ تو نہیں جاؤ گے؟  
اُمیدوار ملازم مست۔ حضور کیا میں بے وقوف ہوں؟ جو اتنی لمبی خواہ چھوڑ کر بھاگ جاؤں گا۔ دو ستور و پے تو  
میری سات پشت میں بھی کسی کو نہیں ملے تھے +  
(اتج کائی مومن)

# اِس اِنسان کا م سے امیر اور شریف ہوتا ہے

(از جناب میاں سلطان احمد صاحب وجودی)

ایک دن ایک جنگل میں شام کے وقت بہت سے پروانے لڑ کر بیٹھے تھے کہ ایک اک کاٹڈ ابھی پھرتا پھرتا دواں آگیا۔ اُس نے دل میں سوچا کہ میں نیچ ذات ٹڈا ہوں۔ اگر یہ شریف پروانے مجھے اپنی قوم میں ملا لیں تو بہت اچھا ہو۔ یہ سوچ کر اُس نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

دوستو! میرے بھائیو! مجھے تم سے بہت محبت ہے مجھے تم اپنے ساتھ ملا لو۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھو میں ہر ایک امتحان کے لئے حاضر ہوں۔

یہ سن کر اُن میں سے ایک بڈھا پروانہ بولا۔ ”بھٹی اک کے ٹڈے! ذرا شہر میں جا کر دیکھ آ کہ چراغ جل رہے ہیں یا گھپ اندھیرا ہے۔“

اک کاٹڈ ابھا گا ہوا گیا اور تھوڑی دیر بعد آ کر کہا۔ ”شہر میں چراغ جل رہے ہیں اور ہر طرف اُجالا ہی اُجالا ہے۔“

بڈھے پروانے نے کہا۔

”اک کے ٹڈے! تو ہم میں ملنے کے قابل نہیں شمع کو دیکھا اور واپس آگیا لارم خٹاکہ وہیں قرین ہو جاتا ہے یہ ننگر اک کاٹڈ ابیت شرمندہ ہوا۔ اور گھر کو چلا۔ ایک جگنو یہ واقعہ دیکھ رہا تھا اُس نے کہا۔

”ٹڈے شرمندہ نہ ہو غریب کو چاہئے کہ امیروں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔ انسان کام سے امیر اور

شریف ہوتا ہے۔ نام سے امیر اور شریف نہیں ہو جاتا۔“

# خدا کی مرضی

(طاہر غلام ناصر خاں طاہر بنی - اے (فائل) گورنمنٹ کالج لاہور)

ہاں۔۔۔۔۔! یہ کیا بیوقوفی۔۔۔۔۔! ادا دھر ہم نے بین بوا عرت دادی جان کا نام لیا اور ادا دھر تم نے ہنسنا شروع کیا۔ جھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ کیا دادی جان کو چوں چوں کامر بہ سمجھ لیا ہے یا دیوار تہقہ۔ کہ کسی نے ان کا نام لیا۔ اور تم نے ہی ہی ہی۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا یا شروع کر دیا۔ لاجول دلاقوہ۔ اگر دادی جان کو معلوم ہو گیا۔ تو قبر تک بھی پیچھا نہیں چھوڑینگے۔ اور کہانیوں کا تو اس طرح بائیکاٹ ہو جائیگا جس طرح بعض ہندوستانیوں نے بدیشی مال کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ پھر خود ہی رو ڈو گے۔ پیچھتاؤ گے۔ دادی جان کی منتیں خوشامدیں کرو گے۔ جب دادی جان کا نام لینے سے تم سے منہی ضبط نہیں ہو سکتی تو معلوم دادی جان کے کارنامے سن کر تمہاری کیا حالت ہوگی بس لوٹن کبوتر بن جاؤ گے۔

بھیل گریسوں کی چھٹیوں میں جب میں اپنے شہر رام پور گیا تو اُس زمانے میں بارش ہو رہی تھی خیر تو اسٹیشن پر اُنز کر ہم ٹانگے میں بیٹھے۔ اور گھر کو چل دیئے۔ کوئی آدھ راستے گئے ہو گئے کہ دُور سے دھم دھم کی آواز آنے لگی۔ آگے چلنے پر معلوم ہوا کہ دادی جان بڑی تیز آ رہی ہیں۔ بس ان کو دیکھتے ہی جان سن سے نکل گئی دل میں کہا خدا خیر کرے آج صبح دادی جان کے درشن ہوئے ہیں۔ اتنے میں دادی جان نزدیک آ گئیں اور ہم نے انہیں آواز دی لیکن دادی جان اتنی تیز جا رہی تھیں۔ جیسے پہاڑ پر سے ریل اُترتی ہو یا جیسے انجن میں چابی بھر کر چھوڑ دو ہم بہتہ اچینتے رہے۔ اچی دادی جان۔ اچی حضرت (حضرت) ذرا ہماری ایک بات تو سن لو، مگر دادی کے کان پر جو تک نہیں رنگی۔ وہ اُسی رفتار سے چلی جا رہی تھیں کہ خدا بھوٹ نہ بوائے اس وقت تو ان کی رفتار چالیس میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہوگی بس اس وقت یہ حال تھا کہ نہ سُدھ بڈھ کی لی نہ بڈھ سُدھ کی لی۔ نکل گھر سے جنگل کی راہ لی۔ ایک مرتبہ پھر ہم نے پکارا اُمان بھٹی۔۔۔۔۔ دادی جان۔۔۔۔۔ اچی دادی جان ہوت۔۔۔۔۔ واللہ ہماری ایک بات تو سن لو، مگر دادی جان نے اپنی رفتار ہی کم نہ کی۔ ہاں ایک مرتبہ تانگے کو دیکھا تو لیکن پھر مسکرا کر نظر پھیر لی۔ اور سیدھی چلی گئیں۔ تانگے والے نے کہا "جناب آپ کس کو پکار رہے ہیں یہ تو بالکل عورت ہے۔ اُف تانگے والے کا اس قدر کہنا تھا کہ دادی جان جو میں قدم آگے نکل گئی تھیں۔ ایک دم پلٹ پڑیں۔ اور بولیں "کیا کہا؟ کون پاگل ہے؟ کیا اس اچھا ٹھہر تو جا۔ یہ کہہ کر تانگے والے کی طرف لپکیں۔ ادا دھر تانگے والے نے گھوڑے کو چابک دیا۔ اب دادی جان کی اور تانگے کی دوڑ ہو رہی تھی۔ میں نے تانگے کو روک لیا۔ دادی بھی نزدیک آ گئی تھیں۔ دُنگڑا اُٹھا کر تانگے والے پر چھپٹیں۔ لیکن وہ تانگے سے کود کر بھاگا۔ دادی بھی اس کے پیچھے بھاگنے والی

نہیں کہ میں نے پڑ لیا۔ ”جی اب تو بات بھی نہیں کرتیں“ میں نے دادی سے کہا۔ دادی بجائے میری بات کا جواب دینے کے کہنے لگیں ”ذری بتانا تو کیا وقت ہوگا۔“ میں نے گھڑی دیکھ کر کہا ”ساڑھے دس بجے ہیں۔“ بولیں ”بس مجھے جانے دو۔ آج میری دعوت ہے دیر ہو جائے گی۔ میرا بلا واسطہ۔“ میں نے دل میں کہا ”جی ہاں جیسا آپ کا بلاوا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں۔“ (دادی جان کی دعوت کے متعلق ہم کبھی پھر لکھینگے) دادی جان سے میں نے کہا۔ ”اچھا دعوت کھا کر رات کو ضرور آنا۔ کہانی سنینگے“ دادی ”ضرور آؤ گی“ کہہ کر پھر روانہ ہو گئیں۔

اب تانگے والا بھی واپس آ گیا تھا۔ اور ہم پھر چلے۔ کچھ دُور چل کر گھوڑا رک دم ڈر گیا۔ اور جو بدکا۔ تو بس ہم نیچے اور تانگہ اوپر۔ دل میں کہا ”ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی حادثہ پیش آئیگا۔ صبح صبح دادی جان کے جو بدکار ہو گئے۔ بس صبح سلامت گھر پہنچنا مشکل ہے۔“ خدا خدا کر کے گھر پہنچے۔ رات کو دادی جان آئیں ”کہنے دعوت کھا آئیں؟“ میں نے پوچھا کیا کیا ملا؟

دادی جان پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولیں ”آج بہت ہی مزہ کی دعوت تھی۔ تنور کی روٹی تھی۔ دورنگ کا سائیں تھکا۔ پلاؤ۔ زردہ اور فیرونی تھی۔ مگر آج معلوم کیوں مجھے بھوک ہی نہیں۔ اپنی خوراک سے نصف کھاسکی۔ صرف دو روٹیاں تنور کی۔ دو رکابیاں پلاؤ۔ دو رکابیاں زردہ اور تین بیالے فیرونی کے کھاسکی۔ بگم بیجاری نے کہا بھی کہ آج تم کچھ اوپر سے دل سے کھا رہی ہو۔ میں نے جواب دیا ہاں بہن صرف اس وجہ سے چلی آئی کہ تمہیں شکایت نہ ہو اور۔۔۔۔۔“

”اچھا اب دعوت کی باتیں ختم کرو اور کہانی کی نو۔“

”بیٹا تو اتنا بڑا ہو کر بچوں کی طرح پیچھے پڑتا ہے۔ اچھلے سُن۔“ دادی بولیں اور کہانی شروع کی۔

”بیٹا یاد رکھو کہ خدا جو کچھ کرتا ہے انسان کے بھلے کے لئے ہی کرتا ہے۔ خواہ وہ ظاہر میں بُری ہی ہو ایک بادشاہ کا وزیر ہر بات پر یہی کہا کرتا تھا کہ جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔ ایک دن بادشاہ پھل کھا رہا تھا۔ اچانک چھڑی جو پھسل تو بادشاہ کی انگلی اڑ گئی۔ وزیر پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے کہا۔ جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔ بادشاہ کو زخم کی تکلیف بہت زیادہ تھی اُسے وزیر کا یہ کہنا بہت ناگوار گزرا۔ چنانچہ اس نے غصہ میں کہا۔ ”مجنون میرے زخم لگا اور تو کہتا ہے کہ یہ بہتری کے لئے ہوا۔“ جا میرے سامنے سے چلا جا اور آئندہ اپنی مکرر صورت مجھے نہ دکھانا۔ وزیر نے صرف اتنا کہا ”جو کچھ ہوا اچھا ہوا“ اور باہر چلا گیا۔

”کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نے اپنے ایک دشمن پر چڑھا ئی کی۔ اور فوج لے کر چلا۔ راستہ میں ایک دن بڑاؤ کیا۔ فوج کو تو دیں چھوڑا اور خود شکار کے لئے تنہا نکل کھڑا ہوا۔

”دوپہر کو بادشاہ کو بہت گرمی لگی۔ اور وہ آرام کرنے کے لئے ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ گیا۔

اس جنگل میں حبشی رہتے تھے۔ اُس دن ان کے ہاں بڑا جشن تھا۔ اور وہ اپنے دیوتا پر ایک آدمی کی قربانی چڑھانا چاہتے تھے۔ انہوں نے جب بادشاہ کو سوتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اُس کی اک دم مشکیں کس لیں لیک ایک ان میں سے ایک کی نظر بادشاہ کی کٹی ہوئی انگلی پر جا پڑی۔ اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا۔ سب حبشی چونک پڑے۔ اور انہوں نے نہایت غور سے بادشاہ کی کٹی ہوئی انگلی کو دیکھا۔ پھر انہوں نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور برے برے منہ بناتے ہوئے چلے گئے۔ اصل بات یہ تھی کہ حبشی اُس آدمی کو قربانی پر چڑھاتے تھے جس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو۔ چونکہ بادشاہ کی ایک انگلی کٹی ہوئی تھی۔ اس لئے اُس کی بھنیٹ نہیں ہو سکتی تھی۔ الغرض اس کٹی ہوئی انگلی نے بادشاہ کی جان بچالی۔

”لڑائی سے واپس آکر بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلایا۔ اور اپنی بدسلوکی کی اس سے بہت معافی مانگی اور اُسے تمام واقعہ سنا کر پوچھا ”جب میں نے تمہیں یہاں سے نکالا تو تم نے کیوں کہا تھا کہ جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔“ وزیر نے جواب دیا۔ حضور اگر آپ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں یقیناً آپ کے ہمراہ شکار کو جاتا۔ اور حبشوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتا۔ چونکہ مجھے میں کوئی عیب نہیں۔ اس لئے وہ مجھے مار ڈالتے۔ بادشاہ نے کہا ”واقعی تم سچ کہا کرتے تھے۔ کہ خدا کو کچھ کوڑنا ہے۔ انسان کی بہتری کے لئے کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ وزیر کی بہت عزت کیا کرتا تھا کہانی ختم کر کے دادی جان بویں ”بچوں یاد رکھو۔ ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہنا چاہئے وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اپنے بندوں کے نفع کے لئے ہی کرتا ہے۔۔۔ اچھا اب ہماری لالچی اٹھا دو ہم جاتے ہیں۔“

رسالہ

رہنمائے تعلیم لاہور کا

# ریڈ کر اس نمبر باتصویر

رسالہ رہنمائے تعلیم (رام گلی) لاہور۔

سُلوَر جو بلی نمبر  
باتصویر  
قیمت ڈیڑھ روپیہ

جو بلی نمبر باتصویر  
اسے اوپر سرنگی دیکھو  
تصادیم سے مزین ہے  
قیمت ۵۰ صفحے

افسانہ نمبر باتصویر  
حجم ۵۰۰ صفحے  
قیمت ۵۰

گلدستہ جو بلی نمبر ۱۲  
گلدستہ افسانہ نمبر ۱۲  
گلدستہ ریڈ کر اس نمبر ۱۲  
گلدستہ سُلوَر جو بلی نمبر ۱۲

۵۰۰ صفحہ

گلدستہ ریڈ کر اس نمبر ۱۲  
گلدستہ سُلوَر جو بلی نمبر ۱۲



# طالب علم

پیارے بھائیو! اگر تم امتحان میں ہمیشہ کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ اور سچا طالب علم بننا چاہتے ہو۔ تو ان تین باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو۔ جو طالب علم ان پر عمل کرے گا۔ وہ ہمیشہ کامیاب ہو گا۔ اور سچا طالب علم کہلانے کا مستحق ہو گا۔

(۱) صحت :- (HEALTH IS WEALTH) یعنی تندرستی ہزار نعمت ہے۔ ہر ایک طالب علم کو اپنی صحت کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ جو طالب علم تندرست ہوتا ہے۔ وہ امتحان کی تیاری کے لئے بخوبی محنت کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا دماغ صحیح و سالم ہوتا ہے۔ وہ اپنے مضامین آسانی سے یاد کر سکتا ہے۔ اور پاس ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو طالب علم کمزور ہوتا ہے خواہ وہ اپنے مضامین یاد کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا بھی ہو تو بھی بد قسمتی سے تمام کا تمام بھول جاتا ہے۔ اور امتحان میں ناکام ہوتا ہے۔ لہذا عزیز بھائیو! تم بھی اپنی صحت قائم رکھنے کے لئے ذیل کے اصولوں کی پابندی کرو۔

(۱) صبح سویرے اٹھا کرو اور رات کو جلد سویا کرو۔

(۲) روزانہ نہایا کرو اور کپڑے بھی ہمیشہ صاف ستھرے رکھا کرو۔

(۳) روزانہ ناشتہ کھانے سے پیشتر ورزش یا کسرت کیا کرو۔

(۴) نشہ لانے والی چیزوں سے ہمیشہ بچو۔

(۵) دانتوں کو روزانہ صبح اور رات کو برش یا مسواک سے صاف کیا کرو۔

(۶) سیر و تفریح کے لئے روزانہ صبح کے وقت یا شام کے پانچ بجے جایا کرو۔

(۷) آنکھوں کو غمہ سرمہ لگایا کرو اور ناک کان ہمیشہ صاف رکھو۔

(۲) وقت :- (TIME IS MONEY) یعنی وقت دولت ہے۔ ہر ایک طالب علم کو ہمیشہ وقت کی قدر و منزلت پہچاننا چاہیے۔ کیونکہ جو وقت گزر جاتا ہے۔ وہ دوبارہ واپس نہیں آتا۔ لہذا میرے پیارے بھائیو! تم بھی وقت کی قدر جانو۔

(۱) وقت کی ہمیشہ پابندی کیا کرو۔

(۲) سکول میں روزانہ بلاناغہ وقت پر جایا کرو۔

(۳) روزانہ اپنا سبق یاد کر کے اگلا سبق دیکھ لیا کرو۔

(۴) استاد صاحب جو کچھ جماعت میں کہیں اُسے غور و خوض سے سنا کرو۔ اور اُس پر عمل کیا کرو۔

(۵) استاد صاحب اگر تمہیں تحریری کام دیں تو اُسے صاف اور خوشخط لکھا کرو۔

(۶) ہمیشہ جماعت میں اوّل آنے کی کوشش کرو۔

(۷) روزانہ کچھ وقت مطالعہ کتب کے لئے صرف کرو اور امتحان میں کامیاب ہو کر اپنے والدین

کا روپیہ جو وہ تمہاری تعلیم پر صرف کر رہے ہیں کار آمد اور مفید ثابت کرو۔

(۳) عادت :- (HABIT IS THE SECOND NATURE) یعنی عادت طبیعت ثانی ہے کیونکہ

جو عادت بچپن میں پڑتی ہے۔ بڑھاپے تک قائم رہتی ہے۔ لہذا عزیز نو نہال بھائیو! تم بھی

اپنی عادت طالب علمی کے زمانہ میں سدھا رو۔ اور ہر ایک کتاب کے مطالعہ کے بعد اچھے انجام

اور بُرے نتیجہ سے عبرت حاصل کرو۔ اور ذیل کی عادتیں جو نہایت مفید ہیں۔ اختیار کرو۔ اور

صحیح معنوں میں طالب علم بنو۔

(۱) ہمیشہ خدا کی عبادت و پرستش کیا کرو۔

(۲) بڑوں کا ادب اور بچوں سے محبت کیا کرو۔

(۳) ہر ایک سے عاجزی اور تواضع سے پیش آؤ۔

(۴) راستباز بنو اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔

(۵) فضول خرچی نہ کیا کرو اور کفایت شعاری سے کام لو۔

(۶) وعدہ وفا کیا کرو اور وعدہ خلافی نہ کیا کرو۔

(۷) چال چلن نیک رکھو۔ کیونکہ یہ کامیابی کے زمینہ کی پہلی سیڑھی ہے۔

(نظام الدین شرف الدین گورے کریم بھونڈی)

﴿﴾

## حل طلب انعامی معممہ

میرے ایک دوست کا نام ۹ حرفوں سے بنا ہے۔ جن کو الٹ پلٹ کر کے مندرجہ ذیل معنی نکلتے ہیں۔

(۱) ۶ + ۴ + ۲ سے پھٹا ہوا کے معنی نکلتے ہیں۔

(۲) ۳ + ۹ + ۵ + ۷ سے ہندوؤں کا ایک اوتار۔

(۳) ۱ + ۷ + ۸ سے نصیحت کے معنی نکلتے ہیں۔

(۴) ۲ + ۴ + ۷ سے ٹانگ کا موٹا حصہ (پنجابی پیٹ) کے معنی نکلتے ہیں۔

شعر الطب: تمام جوابات ۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء سے پہلے پہلے میرے پاس پہنچ جانے چاہیں۔

انعام: (۱) ایک سال کے لئے گلدستہ اطفال مفت (۲) چھ ماہ کے لئے گلدستہ اطفال مفت۔

تمام جوابات مندرجہ ذیل پتہ پر آنے چاہیں۔ (اے جی گل جماعت دہم فریق اے۔ بی۔ آئی ہائی سکول فریدکوٹ)

﴿﴾

## ایجادیں

پہلا لوہے کا قلم ۱۸۳۰ء میں ایجاد ہوا۔ پہلا اخباری اشتہار ۱۵۲۶ء میں جاری ہوا۔

ڈاک خانہ ۱۶۴۲ء میں جاری ہوا۔ دُغانی جہاز ۱۵۲۰ء میں بنا۔ گندھک کی دیاسلائی ۱۸۲۹ء میں بنائی گئی۔

سوئی ۱۸۵۴ء میں نکلی۔ چاقو ۱۶۳۰ء میں بنا۔ مٹی کا تیل جلانے کے لئے ۱۸۲۶ء میں تیار ہوا۔

(اسد حسین قدوائی)

اندھوں کا پہلا مدرسہ ۱۸۸۴ء میں کھولا گیا۔

# گلستانِ حکمت

(از جناب اسد حسین قدوائی)

- (۱) ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ دوسروں کے کام آئیں۔
- (۲) اگر تم میں کوئی خوبی ہے تو اس پر ناز کرنے سے پہلے اس بات کو یاد کر لو کہ دوسروں میں نہ جانے کتنی خوبیاں ہوں۔
- (۳) گل کا کوئی اعتبار نہیں جو آج کر سکتے ہو کل پر نہ اٹھا رکھو نہ جانے کل دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو۔
- (۴) صلح پسند آدمی بڑے سے بڑے عالم کے مقابلہ میں خلق اللہ کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
- (۵) اپنا ضمیر صاف رکھو خدا تمہاری مدد کرے گا۔
- (۶) ہم اکثر غلطیاں کرتے ہیں لیکن ہماری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم بہت جلد اپنے آپ کو صاف کر دیتے ہیں۔
- (۷) انسان ہمیشہ چہرہ دیکھتا ہے مگر خدا دل دیکھتا ہے۔
- (۸) بحیثیت کی دولت ٹھیکروں سے بدتر ہے۔
- (۹) ہر شخص پر بھروسہ کر لینا نادانی ہے۔
- (۱۰) موقع دیر میں آتا ہے اور جلد نکل جاتا ہے۔
- (۱۱) اگر دشمن پر حقیقی فتح پانا ہے تو ضبط سے کام لو۔
- (۱۲) موت انسان کو ہر آلائش سے پاک کر دیتی ہے۔
- (۱۳) اپنی مدد آپ کرو پھر خدا بھی تمہاری مدد کرے گا۔
- (۱۴) نرمی سے جو کام نکل جاتا ہے وہ سختی سے نہیں نکلتا۔
- (۱۵) جو شخص اپنا راز بتا دیتا ہے اُس پر بھروسہ نہ کرو کسی نہ کسی دن وہ تمہارا راز بھی کھول دے گا۔
- (۱۶) کاہلی تمام بڑائیوں کی ماں ہے۔
- (۱۷) خیرات کرنے سے کبھی دولت نہیں گھٹتی۔
- (۱۸) سانپ سے سانپ ہی پیدا ہوگا۔
- (۱۹) جو لوگ تھوڑے عرصہ کی ملاقات میں بلا کسی وجہ کے تم سے محبت کرنے لگیں ان پر بھروسہ نہ کرو۔

## منزے دار دعوت

رس گلے کی سامان :- دال ماش دھلی آدھ پاؤ۔ دال مونگ دھلی ایک چھٹانک۔ کھویا پاؤ بھر ناریل کسا ہوا  
 ایک چھٹانک دودھ ایک چھٹانک۔ بادام کی گری ۱۲ تولہ۔ انڈا ایک عدد۔ گھی آدھ سیر شکر دانہ ایک سیر  
 ترکیب :- دونو دالیں ملا کر دھو کر صاف سل پر جو نمک مرچ کی نہ ہو باریک پیس لیں مثل میدے کے پیستے  
 وقت پانی نہ ڈالیں دودھ سے چھینا دے دے کر پیسیں۔ پھر بادام کی گری باریک کتر کر اور کسا ہوا ناریل کھویا  
 انڈا یہ سب چیزیں کسی بڑے برتن میں ڈال کر خوب پھینٹیں اس قدر کہ جھاک اٹھنے لگیں پھر دال بھی اس میں  
 ملا کر خوب پھینٹ لیں اور یہ قوام پانی میں ڈال کر دیکھیں یعنی ایک پیتل میں پانی بھر کر مرکب مذکور کی ایک بوند  
 ڈالیں جب تیرنے لگے تو سمجھیں کہ اب قوام تیار ہے۔ دال کے ساتھ پانچ لالچی خورد بھی پیس کر ملا لیں۔ پھر  
 کر دھائی یا بھگونے میں گھی کر دھکا کر تھپے سے گول چھلکیاں اس میں ڈالیں اور خفیف گلابی ہو جانے پر اتار لیں۔ یہ  
 خیال ضروری ہے کہ رس گلے برابر کے رہیں یعنی چھوٹے بڑے نہ ہوں اور نہ کپڑے رہیں نہ جل جائیں۔ رس گلے  
 تھننے سے قبل شکر کا دو تار کا قوام بنالیں اور رس گلے تل تل کر اس میں ڈالتے جائیں تیار ہونے پر حسب پسند  
 گلاب یا کیوڑہ چھڑک کر خوش فرمائیں بہت مزیدار چیز ہے۔ اگر پسند کریں تو تھوڑا عرق لیموں بھی ڈال سکتے ہیں  
 یہ رس گلے چار دن تک خراب نہیں ہو سکتے اور بہت اعلیٰ درجہ کی مٹھائی ہے۔ (ناظمہ سلطانی)

## گوشت کی گلاب جامن

قیمہ عمدہ گوشت کا آدھ سیر۔ دال چنا آدھ پاؤ۔ دودھ خالص آدھ سیر۔ کھویا عمدہ تازہ ایک پاؤ۔ شکر ۱/۲ سیر  
 حسب ضرورت کھوپڑا۔ بادام۔ پستہ۔ کشمش حسب پسند۔ اول قیمتہ کو خوب صاف دھو کر اور دال چنا ڈال کر جو  
 دو گھنٹہ قبل دھو کر بھگو دینی چاہئے دودھ کے ساتھ ابال لو۔ جب دال خوب گل جائے اور دودھ خشک ہو جائے  
 تو قیمتہ کو ذرا بھون کر اتار لو اور سل پر خوب باریک پیس لو پھر کھویا بھی سل پر پیس کر قیمتہ میں ملا کر ایک جان کر لو۔  
 جب یہ طیار ہو جائے تو میوہ جو پہلے سے باریک کٹا ہوا اختیار رہنا چاہئے۔ بھر بھر کر خوبصورت عمدہ گلاب جامن بنا لو  
 بھران کو گھی میں بالکل سرخ تل ڈالو۔ اس کے بعد شکر کا قوام طیار کر جو جب قوام طیار ہو جائے تو گلاب جامن اس میں  
 ڈال دو (یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوام بہت سخت نہ ہو جائے ورنہ شیرہ اندر جذب نہ ہوگا) اوپر سے زعفران کیوڑہ  
 چھڑک دو اگر زیادہ تکلف کرنا ہو تو مر گلاب جامن پر قوام میں ڈالنے سے قبل ورق طلائی پیٹ دو اور پستہ بادام  
 کی ہوائیاں بھی اور ڈال دو نہایت عمدہ فنی ہیں + (بیگم محمود احمد جعفری) (غنیچہ)

# سرگزشت تعطیلات مکہ ماہستان

از قلم فیضیہ چغتایہ دم کتب اعلیٰہ دوائیہ بھکر ملک میا نوازے

۱۔ بعد از روشن شدن امتحان سہ ماہی ہمہ اطفال کتب ما بجاں آمدہ بودند۔ و ہر یک بخانہ خویش رفتن فرماست۔ در آن ایام در شہر بھکر گریا بغایت شدت بود۔ بھکر شہریت گرم ترین در بلوک میا نوازے و ازیں جہت ایں شہر را "مجموعہ" قرار دے تھے۔ القعہ بتاریخ بستم ماہ جولائی کتب ما برائے تعطیلات گرمابند شد۔ بہنگامیکہ ایں خبر مبارک در گوش ما رسید۔ ہمہ طلاب از جا ہمایروں شدن گرفتند۔ و در دارالاقامت باز آمدہ رخت و غربت بستند۔ و بعد از خوردن طعام وادائے رسوم مستلزمہ را و استایلوں گرفتند۔ عمالائے رخت اطفال برواشتہ بر استایلوں رسانیدند۔ بعد از نیم ساعت کاسکہ بخار در رسید۔ و توقعات ما برآمدند۔ ہمہ اطفال خوش و خرم بودند۔ و ما برترین سوار شدہ شادی کنائے بچانہ ہائے خویش بخیر و عافیت تمام رسیدیم۔

۲۔ غریب خانہ من شہر دریافان (در رحمت ایزدی) است و از بھکر مسافت دہ کروہ دارد۔ ایں شہر ہم مجموعہ جہنم است و گرمای چینی شدت باشد کہ در گفتن و نوشتن نمی آید۔ ہوائے آنجا خیلے گرم بود۔ گر دباہم بکثرت فرماست۔ از حرارت و تمازت تمام روز مہیوت بودم۔ جس ہوا جانم لب رسید و خیلے عرق کردم۔ ہر چند کہ اول در خیال داشتم سہ یا چہار روز در دریافان بمانم و لے از حدت و صولت گرمادست پاچہ شدم و دل از اقامت آنجا برکنہ شد۔

۳۔ المختصر! با سبورت ترین از پدر بزرگوارم مظلہ العالی یافتہ بعد از یک یوم برترین سلوار شدہ بسوئے والد محترم و سلمکۃ اللہ تعالیٰ روانہ ہدم۔

بارک اللہ! چون ترین از مقام "چند" گذشت ہوائے لطیف و خنک زیدن گرفت و جانم بہ تن آمد۔ چونکہ باران دریں علاقہ بکثرت باریدہ بود۔ بنا برین احساس برودت گرفتہ در زہ ہر اندام افتاد۔

۴۔ والحاصل! بوقت شش ساعت علی الصبح بتاریخ بستم و سوم ماہ جولائی بروز چہار شنبہ مع الخیر بمقام گولڑہ رسیدم و خود را بدستہائے علمہ عالیہ و الدم بزرگوار دام ملکہ و دام اقبال ابیہ کردم۔ و زمین خدمت ہو رسیدم۔ در راہ ہیچ زحمت نکشیدم بایازان قدیم و دوستان صمیم ملاقی گشتم۔ و در آنوقت فلک پیر ابرہائے سیاہ پوشیدہ بود و بکجہ و داخل شدن در اطاق باران و نگر گیا باریدن گرفت۔

۵۔ در این مقام اطفال و بزرگواران و کتب ما بجاں آمدہ بودند۔ و ہر یک بخانہ خویش رفتن فرماست۔ در آن ایام در شہر بھکر گریا بغایت شدت بود۔ بھکر شہریت گرم ترین در بلوک میا نوازے و ازیں جہت ایں شہر را "مجموعہ" قرار دے تھے۔ القعہ بتاریخ بستم ماہ جولائی کتب ما برائے تعطیلات گرمابند شد۔ بہنگامیکہ ایں خبر مبارک در گوش ما رسید۔ ہمہ طلاب از جا ہمایروں شدن گرفتند۔ و در دارالاقامت باز آمدہ رخت و غربت بستند۔ و بعد از خوردن طعام وادائے رسوم مستلزمہ را و استایلوں گرفتند۔ عمالائے رخت اطفال برواشتہ بر استایلوں رسانیدند۔ بعد از نیم ساعت کاسکہ بخار در رسید۔ و توقعات ما برآمدند۔ ہمہ اطفال خوش و خرم بودند۔ و ما برترین سوار شدہ شادی کنائے بچانہ ہائے خویش بخیر و عافیت تمام رسیدیم۔

اکثر اطباء نے پدرسوختمے گویند کہ اس آب وہو اضعف مے آرد و مردوم را بہ تحلیل مے بر د۔ ولے ہایں ہمہ من بہ نفس یکک و نیم ماہ درینجا قیام کردم ہیچ اثر مے ضعف ندیدم بلکہ طبع من روز افزوں شکفتہ و شادان مے گشت۔ ایں شہر از چہار اطراف از سلسلہ ہائے کوہ معیط است۔ سہا برین باران دریں جامعوم دارو۔ ساکنان ایں شہر باد و رکھت مے وارنڈ و از ظلم و راحت چیز مے دانند۔ چرکہ باران و پنجایستار مے دارو۔ ازین جہت گیاہ سبز بہ افراط روئیدہ است و اہل شہر ایں شہر دوام خود را مے چرائیید و شہر را فروختہ حوائج حیات مستعار بہ انجام مے رسانند۔ از استاسیون تا شہر یک شاہراہ منچتہ ساختہ شدہ است۔ طول و عرض ایں راہ ہمہ درختان سر درفتے است و ہمہ جا و ہاے بزرگ معتبر از ہر سو مے نمایان است دریں شہر کیلے از اولیاء مسلمانان قیم است و مسلمانان ایں علاقہ بہیں ولی اعتقاد تمام وارند۔ و حقیقت بنا مے مسجد خیلے عالیست و ہمہ بہ فرش گرانہا مفر و ش است و از در و دیوار رواج طیبہ آسمان بلند است مؤذن و غلام متعقد و دارنڈ۔ در اوقات پنجگانہ از تمامی مساجد بانگ اذان محمدی بلند است۔ بازار ایں شہر خیلے کثیف و خراب است و از کثرت کثافت بدکانے داخل شدن ممکن نیست۔ دریں شہر از آثار جدیدہ۔ شفاخانہ۔ مدرسہ رشدی بوستہ خانہ۔ استاسیون و گر مہ اند۔

۴۔ از ایں شہر تارا ولپنڈی راہ دہ کردہ است و در یک روز از پنجابوئے را ولپنڈی اطلاقا نزدہ ترن ماہجرت می آئیند را ولپنڈی شہریت فنگش و بزرگ ترین۔ ولے بازار گرانی بہ اورج کمال رسیدہ بازار ہائے ایں شہر ہم دیدنی اند۔ تیار ہائے و اوپر ہائے ایں شہر زبان زد خاص و عام اند و ایں اشیاء در مسر و طبع من معتد بہ اضافہ کردند دریں ایام من بہ پنجہ صاحب ہم رقم پنج صاحب مقامیت مقدس ترین خالصہ۔ عمارات چوبی برائے مسافران تعمیر کردہ شدہ اند و ہر گونہ اسباب لختے برائے مسافرن مہیا است۔ بنا مے کثرت اینجا خیلے عظیم انسان و کث است و در وسط یک حوض بزرگ ساختہ شدہ کہ از آب خشک پڑ است۔ در ایں حوض ہاں ہائے گوناگون یافتہ مے شوند و مے کسی نمی تواند کہ یک ماہی را بگیرد۔ و قیقکہ بر وید۔ انبوہ مردم بہ نظر می آید۔ ساکنان دور و از برائے زیارت ایں شہر مے آئیند۔

۵۔ من دریں تعطیلات کار کتب کہ بہ کفالت خویش آور دہ بودم۔ بہ پاینگیل ساہندم و چند مقالات را بطور اعادہ ہم خواندم۔ و از سیر و یاحت مقامات انواع و اقسام خیلے مسرور و مخلوط گشتم۔ از طبل رنجان لرزان ذات لذت و آب کہ برین استاسیون متعقد و اند۔ خیلے خط بر داشتیم۔ البقصہ بہ الطمینان و مجموعی تمام تعطیلات بسر کردم۔ تاج سیم اگست برز آوینہ مر لخت بودم۔ بہ دریافان رسیدہ سخت مسرور شتم و تباریح دوم ماہ ستمبر دریں مکتب حاضر شدم۔ و الحاصل دریں تعطیلات برائے من سانی عیش و نشاط نہاں بودند کہ انجام کار بر من عیاں شدند و من ازین عیش و مسرور متعجب گشتم۔ بدرگاہ خالق ایں دو جہاں دست برد عا شتم کہ آئینہ مرا ہم بچیں طور خرم و شادان و بہ صحت و تندرستی دارو و نیز مرا ہم در عزائم من کامیاب گردانند۔

# بچوں کا دل بہلاوا

## دستو کون ؟

میرے اک دوڑے مہربان بزرگ جن جیہڑے بزاز محلہ لاہور چھاؤنی وچ رہندے ہن۔ وڈے سیانے تے ہنس مکھ نیں۔ سورج تے چن وانگوں سب نوں اکوجہا جاندے نیں۔ بزاز محلہ دے جے اٹھ حصے کریتے۔ تے پہلے چار حصے چھڈ کے انہاں دامکان اے جیہڑا ابے تھوڑا چیرا رہی ہو گیا اے۔ بہت سارا روپیہ کھرچ کے وڈا سوہناتے صلاح جوگانوایا اے۔ انہاں صلاح کیتی۔ بچی اید کی کتے سیل سپاٹے چلتے۔ پھر اگلیاں جان داتاں کوئی سودا نہیں۔ دو چار سنگی ساتھی ہون تیاں چنگا سٹاد آکھدا اے۔ انہاں دا اک جماتی تے چنگا گورھا بیلی لاہور رہنداری۔ گھروں تیار ہون کے پہلوں اوہدے ول گئے۔ لاہور دے ٹیشنوں اُتر دیاں چڑھدے پاسیوں دو بازار چھڈ کے اوہدا گھر سی۔ جس ویلے اوہدے گھر پچے۔ اوہ روٹی پیا کھاندا رہی دیکھدیاں سارا ای اٹھ کے جھپی پا کے لیا۔ مسکھ سانڈ پگھی۔ پانی دھانی بلایا۔ تے کہن لگا۔ آج تہانوں بھل کے ساٹے گھر داراہ کس طراں بھہ پیا۔ ساڈے وڈے بھاگ نیں۔ جو تساں درشن دتے۔ دونوں جے دکھ سکھ بھولدے لہے گلاں کتھیاں وچ سیر نوں جاندی گل وی چھر کٹی دوہاں دی صلاح اگے دن سویر دی گڈی امرتسر وول جاندی کی بوکھی کیوں جو ادھ تھے وی انہاں دے اک دو بار ہنگے سن۔ جنان نوں نال لے جانا سی۔ دن چڑھ دونوں بنے گڈی چڑھ امرتسر چلے گئے۔ ٹانگہ کر کے اپنے بلی دے گھر ول جیہڑا امرتسر دے دو محلے چھڈ کے سی۔ گئے تیاں اوٹھول پٹانگا۔ بھٹی اوہ ہننے ای اپنے دوجے مکان ول جیہڑا امرتسر دے اخیر لے سرے تے سی۔ گئے نیں۔ راہ وی اوہدرے ای تڑپئے۔ جالبھیا۔ دیکھیا کی۔ بھٹی اوہ اپنے یاراں میلیاں نال شطرنج پیا کھیڈدا اے۔ جارا مرام کیتی۔ اوہ دیکھدیاں سارا ای کھید چھڈ کے وڈے چاہ نال بلایا چنگی طراں ان پانی نال سیوا کیتی۔ انہاں وی اپنے آؤن دامطل دسیل اوہ وڈا خوش ہونیا۔ کہن لگا۔ گک تاں چنگی اے۔ پر میرے اک رشتندار نے جیہڑا چنہاں پٹنڈ وچ رہندا اے۔ تے سیل سپاٹے دا وڈا شوقین اے۔ پٹنڈ وچ وڈیاں ہوئیاں ساریاں نالوں بہلاں ای اوہدا مکان اے۔ اوہنے آج شام نوں آؤن واسطے لکھیا اے۔ ہننے آیا کہ آیا۔ نال ای لٹی چلن گے۔ اے راہ گلاں کر دے۔ ای پٹنڈے سن۔ چودھری ہنیں وی آگئے۔ ساریاں آکھیا۔ آؤ چودھری جی۔ تہاڈی وڈی عمر اے۔ تہاڈیاں ای گلاں کر دے۔ ساں۔ اسان تہاں نہیں مردوار ول جان دی صلاح کہتی اے۔ تے تہانوں وی نال



ای لجا نا اسے چودھری ہُناں اکھیا۔ تہاڈا اکھنا سر تھتے تے۔ میں تہاڈا اکھیا تے نہیں ناں موڑ سکدا۔ رات چالے  
گیاں شیاں مار دے رہے۔ چودھری ہُناں نیں۔ ”وڈے دھند والی“ تے ”چاندنی چوک تے شہ گھرھی“ والی  
کہانی کچھ ایس طراں سنائی۔ بھٹی ہسدیاں ہسدیاں دھلیں بیڑاں پے گیاں۔ اگلے دن سویرے پہلی گدڑی  
چڑھ بیٹھے جیہڑی ہر دو در وُل جاندی سی۔ جد گدڑی جالندھر دے یٹن تے اپڑی۔ اوٹھے انہاں دا  
اک پورا نہ لنگوٹیا بار جنہوں دچھریاں ہوئیاں کئی ورہے ہو گئے سن۔ بل بیا۔ دڈا اگڑا جوان ہو گیا ہوٹیا  
سی۔ کچھیاں نہیں سی جاند۔ جالندھر دے عین دچکار اوہدا مکان سی۔ تے اوٹھے ای اوہدی وڈی داکڑی  
دی دکان سی۔ اوہ سبب نال ای ہر دو در جان لئی آئیہ سی۔ انہاں نے اوہنوں دی نال ای رلا لیا۔ ہُن  
اہنچ جنے ہو گئے۔ سورج چڑھ دے نال ای گدڑی ہر دو در پہنچ گئی۔ پنچے جنے گدڑیوں اُتر اسباب لکانے  
رکھ کے سیر کرن لئی ہر کی پوڑی چلے گئے۔ اوٹھے انہاں نے اک ٹھانڈا رٹوں دیکھیا۔ جیہڑا انہاں ول  
ای ٹریا آؤند اسی۔ پہلاں تاں کچھیاں ناں۔ پر بعدوں گوہ نال دیکھیا۔ تاں پتہ لگا۔ اوہ انہاں دا ای  
اک پورا ناچیلہ بانکاسی۔ ہُن اوہ دو تین سال دا ہر دو در دچ ٹھانڈا رٹوں دیکھیا۔ ہر دو در دچ چڑھ دے  
پاسے تیسرے محلے دچ اوہدا مکان سی۔ اوہ انہاں نوں اپنے گھر لے گیا۔ پنچ کے سیر کیتی۔ انہاں پنجاں  
جیناں وی اپنے آؤن دا حال تے رشی کشن جان دی صلاح دسی۔ اوہ وی تیار ہو پیا۔ جھیتی نال اپنے افسراں  
نوں مل ملا کے پھینے دی چھٹی دا بندوبست وی کر لیا۔ اگلے دن اہ چھٹے جنے رشی کشن ول چلے گئے۔  
اوہدوں دہرہ دون ول تر گئے۔ پندرہ دن دیہہ دن چنگی سیر کیتی۔ مُردے ہوئے راہ دچ وڈیاں وڈیاں  
شہراں وی سیر کر دے ہوئے لاہور چھاؤنی پہنچ گئے۔

اے کہانی بڑھ کے بھلا تئیں دس سکہ دے اور میرے مہربان بزرگ کون سن اوہاں داشبھناں کی اے۔ جیہڑے لاہور چھاؤنیوں تڑے سن۔

جیہڑے سچن او نہاں داناں دس دیں گے۔ او نہاں نوں گلدستہ اطفال اک سال اخی مہفت جاری کر دیتا جاوے گا۔

جواب نہتے ٹھیک ہوں تے پرچی پا کے فیصلہ کیتا جاوے گا۔

انعام فروری دی دو تار سبز نوں چودھری ہنسراج صاحب ہیڈ ماسٹر کنوینٹنٹ بورڈ سکول علی  
صدر بازار لاہور چھاؤنی کلاہن گئے۔

(منوبہر محل شہر اسکول ماسٹر کنستو نمینٹ بورڈ سکول نمبر ۱۱) لاہور جھیاؤنی

ہندوستان کے مشہور معالج کوئی نو وید نہیں پڑھتا تھا کہ رشتہ جو برادرت ہا کی تیار کردہ چند مجربات و آزمودہ ادویات جو کہ ریکراس سوسائٹیوں کے لئے پاس دینی بہت ضروری ہیں۔ جن سے اس وقت تک ہزاروں بھائی ناجائز امثال چکے ہیں۔ سب ریکراس سوسائٹیوں کو چاہیے کہ منگو اکریاس رکھیں اور بچوں اور دوسروں کو تکلیف خرچ اور دھوکہ سے بچاویں!

خط و کتابت و تارکاتیت :- امرت دھارا عس، اہور  
 پیغمبر امرت دھارا اوشدھالیہ، امرت دھارا بھوانی، امرت دھارا دود، امرت دھارا ڈاکا دلا ہو

# ادبی عجائبات کے حیرت انگیز نمونے

## ”رہنمائے تعلیم“ کے عجیب و غریب خاص نمبر

ہندوستان کی ادبی دنیا میں رسالہ ”رہنمائے تعلیم“ نے نہایت اہم اور کمال نیاقت و قابلیت کے ساتھ بے دریغ تین ضخیم اور مفید خاص نمبر شائع کر کے ایک نئے عالم ڈال دیا ہے۔ اردو کا کوئی بڑے سے بڑا پرچہ اس قدر عظیم الشان اس کے ضخیم اور ایسے خاص نمبر راج تک شائع نہیں کر سکا۔ اور نہ مستقبل قریب میں امید ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

### قیمت چھ آنے گل صد رنگ اجوبلی نمبر قیمت چھ آنے

ساڑھے سات سو صفحے کا ضخیم بے انتہا جواب اور دیرم انگیز بہرہ ہے۔ اس کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر شخص اور ہر مشرب کے انسان کے لئے دلچسپی اور دلکشی کا کافی سامان موجود ہے۔

### قیمت چھ آنے مرقع ادب (فسادہ نمبر) قیمت چھ آنے

انتہائی دلچسپ اور جدید دلکش عجیب و غریب حیات انگیز نادر اور نادر انجمن اور سلیس فداؤں کا مجموعہ۔ نہ ایسی دلچسپ چیز آپ نے آج تک دیکھی ہوگی۔ نہ کسی ہوگی۔ نہ کسی ہوگی۔ اس میں دلچسپی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ شہرین کے فہم کے بغیر باتوں سے لطف و دل نہیں چاہتا۔

### قیمت چھ آنے ریڈ کراس سائیکلو پیڈیا ریڈ کراس نمبر قیمت چھ آنے

ریڈ کراس کے متعلق اس سے زیادہ مکمل جامع اور تفصیلی واقفیت آپ کو کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ حفظان صحت کے اصولوں اور بیماریوں کے افساد کے لئے ایک بہترین معلم اور مامور بہرہ کا کام دیتا ہے۔ حفظان صحت کے متعلق دلچسپ و غریب فسانے، دلکش اشعار اور دلچسپ ڈرامے اس کی زینت کو چاہندہ گارہ ہیں۔ نہایت لطافت، صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

## بچوں کے لئے دلچسپی اور معلومات کے خزانے

جہاں بڑے لوگوں کے لئے جوہر ان کا انبار لگا یا گیا ہے۔ وہاں بچوں کو بھی فیض سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اور ان کے لئے بھی خوبصورت کامیوں کی شکل میں حسب ذیل نہایت دلچسپ پرچے تیار کئے گئے ہیں۔

(۱) اجوبلی نمبر ۴

(۲) فسانہ نمبر ۴

(۳) ریڈ کراس نمبر ۴

کے آئندہ

ماسٹر جگت سنگھ بینچنگ پرنٹرز رسالہ ”رہنمائے تعلیم“ رام کلی۔ لاہور







